سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

(جمعرات 28، جمعتہ المبارک 29۔ ستمبر، سوموار 2، منگل 3، بدھ 4، جمعرات 5۔ اکتوبر 2006)
(یوم الخمیس 4، یوم الجمع 5، یوم الاثنین 8، یوم الثلاثہ 9، یوم الاربعاء 10، یوم الخمیس 11۔ رمضان المبارک 1427ھ)

چودھویں اسمبلی: چھبیسواں اجلاس

جلد 26 (حصہ اول): شمارہ جات 1 تا 6

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چھبیسواں اجلاس

جمعرات، 28۔ ستمبر 2006

جلد 26: شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	------------	1
2۔	ایجنڈا	------------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	------------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	------------	11

5۔ چیئرمینوں کا پینل ------------ 12

تعزیت

6۔ ملک آصف بھا ایم پی اے کے والد مرحوم اور چودھری گلفام اشرف کے لئے
دعائے مغفرت ------------ 14

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
	سوالات (محکمہ تعلیم)		
7۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	19
8۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	------------	45
9۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	------------	71
	توجہ دلاؤ نوٹس		
10۔	کلر کہار چکوال میں خاتون کا زیادتی کے بعد بھانجی سمیت قتل	------------	94
11۔	مسلم ٹاؤن لاہور میں ناکے پر پولیس فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت	------------	96
	تحاریک استحقاق		
12۔	ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز	------------	98
13۔	قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے سیکشن 35 کے تحت سالانہ ترقیاتی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر	------------	99
14۔	زرعی ترقیاتی بنک منکیرہ (بھکر) کے ایم سی او اور قائم مقام منیجر کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال	------------	100
15۔	ضلعی آفیسر بہبود آبادی (بھکر) کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک	------------	103
16۔	ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ	------------	104
	تحاریک التوائے کار		

17۔	مساجد کے آئمہ اور خدام کی جانب سے قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق جلانے پر عوام کا جذباتی ہونا ------------	107

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
18۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	109
19۔	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	109
20۔	مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	110
21۔	تحریک التوائے کار نمبر 801/05 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	110
22۔	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا------------	111
23۔	مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	111
24۔	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی	

	رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	112 ------------
25۔	مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا	112 ------------
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
26۔	مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005	113 ------------

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
27۔	کورم کی نشاندہی	113 ------------
	جمعتہ المبارک، 29۔ ستمبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 2	
28۔	ایجنڈا	115 ------------
29۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	117 ------------
	پوائنٹ آف آرڈر	
30۔	رومن کیتھولک اور کیتھولک عیسائیوں کے سربراہ کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کے خلاف قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ	118 ------------
	سوالات (محکمہ جات زراعت وزرعی مارکیٹنگ)	
31۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	119 ------------
32۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	161 ------------
33۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات	200 ------------
	پوائنٹ آف آرڈر	
34۔	ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارہ کی رپورٹ میں پنجاب حکومت کو سب	

	سے زیادہ کرپٹ قرار دینا	205
	تحاریک التوائے کار	
35-	وزیراعلیٰ کے حکم کے باوجود سٹاف نرسز کو سکیل 16 کا نہ دیا جانا	210
36-	جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی تعمیر سست روی کا شکار	217

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	ہنگامی قانون (جو پیش ہوا)	
37-	ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2006	220
38-	کورم کی نشاندہی	221
	سوموار، 2-اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 3	
39-	ایجنڈا	223
40-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	225
	پوائنٹ آف آرڈر	
41-	اسمبلی اجلاس کی طلبی کے اعلان کے بعد گورنر کی جانب سے آرڈیننس جاری کرنے کے بارے میں رولنگ کا مطالبہ	226
42-	پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے نبی پاک ﷺ کی ہرزہ سرائی کرنے کے خلاف متفقہ قرارداد لانے کا مطالبہ	227

	سوالات (محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)	
43۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	227
44۔	نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	268
45۔	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	295
	توجہ دلاؤ نوٹس	
46۔	سیالکوٹ بار کے سینئر رکن کا اغواء برائے تاوان ------------	310
47۔	تھانہ موچیوالا جھنگ میں پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت ------------	312

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
48۔	ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز (۔۔۔جاری) ------------	314
	تعزیت	
49۔	رکن اسمبلی محترمہ زینت خان کے شوہر کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	317
	تحاریک استحقاق (۔۔۔جاری)	
50۔	قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے سیکشن 35 کے تحت سالانہ ترقیاتی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر (۔۔۔جاری) ------------	318
51۔	ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ (۔۔۔جاری) ------------	319
	تحاریک التوائے کار	
52۔	محکمہ صحت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملٹی نیشنل میڈیسن کمپنیوں کی ادویات کی قیمتوں میں ہزاروں فیصد اضافہ (۔۔۔جاری) ------------	322
53۔	نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ ------------	324

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
54۔	نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ سے عوام میں پیٹ اور جلدی امراض پھیلنے کا خدشہ	325
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
55۔	مسودہ قانون نظر ثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	331

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
56۔	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا	332
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
57۔	مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2006	334
58۔	مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005 (۔۔۔جاری)	336
	منگل، 3۔اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 4	
59۔	ایجنڈا	345
60۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	347
	پوائنٹ آف آرڈر	

61۔	ڈرائیونگ لائسنس کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ ایس پی (ٹریفک) آفس کی ڈسپنسری کی بجائے سرکاری ہسپتال سے لانے کا مطالبہ ------------	348
	سوالات (محکمہ صحت)	
62۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	350
63۔	نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	384

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک استحقاق	
64۔	زرعی ترقیاتی بنک منکیرہ (بھکر) کے ایم سی او اور قائم مقام منیجر کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال (---جاری) ------------	414
65۔	بہادر نگر فارم (اوکاڑہ) کے ڈائریکٹر کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ ------------	414
66۔	ای ڈی او (ایجوکیشن) ملتان کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ ------------	415
	تحاریک التوائے کار	
67۔	حکومت پنجاب کو صوبہ بھر کی مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں ناکامی ------------	418
68۔	توحید پارک باغبانپورہ لاہور میں دن دہاڑے ڈاکوؤں کی فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت ------------	420
69۔	ہارون آباد شہر کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی وجہ سے شہریوں میں پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ ------------	423
70۔	مزنگ اسلامیہ پارک طارق روڈ لاہور کی تین سالہ بچی	

	کی پتنگ کی تیز دھار ڈور سے ہلاکت	424
71۔	لاہور کے رہائشی علاقوں میں کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر	425
72۔	مشروبات میں جعلی کولا کی بھرمار سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریاں پھیلنے کا خدشہ	427
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
73۔	مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004 (۔۔۔جاری)	437
74۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب یونیورسٹی مصدرہ 2006	449

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	قرار دادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
75۔	پنشنر کی وفات کے بعد اس کی فیملی پنشن 50 فیصد کی بجائے 100 فیصد کرنے کا مطالبہ	454
76۔	زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے سابق قرضوں پر سود معاف کر کے آئندہ بلا سود قرضوں کا دینا	458
	بدھ، 4۔اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 5	
77۔	ایجنڈا	463
78۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ	465
79۔	معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا کی وفات پر اسمبلی کی کارروائی کا ملتوی کیا جانا	466

جمعرات، 5-اکتوبر 2006

جلد 26: شمارہ 6

80- ایجنڈا ------------ 467

81- تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------ 469

پوائنٹ آف آرڈر

82- تعزیتی قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------ 470

تعزیتی قرارداد

83- معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا کی وفات پر قرارداد کا پیش کیا جانا------------ 471

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

تعزیت

84- معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------ 472

سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

85- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------ 472

86- نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 508

87- غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب ------------ 528

پوائنٹ آف آرڈر

88- کھاد اور پوٹاش کی قیمتوں میں کمی کے بارے میں وزیراعظم
کے اعلان پر عملدرآمد نہ ہونا ------------ 528

توجہ دلاؤ نوٹس

89- چک نمبر 37 ج-ب فیصل آباد کے رہائشی کی دوسری بیٹی بھی قتل ------------ 530

تعزیت

90۔ سابق رکن اسمبلی جناب فضل حسین راہی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت ------------ 533

تحاریک استحقاق

91۔ ضلعی آفیسر بہبود آبادی (بھکر) کا معزز رکن اسمبلی
سے ناروا سلوک (۔۔۔جاری) ------------ 534

تحاریک التوائے کار

92۔ سید پور لاہور کی رہائشی خاتون کا زیادتی کے بعد قتل ------------ 536

93۔ تھانہ ٹبی لاہور میں پولیس کے تشدد سے زیر حراست نوجوان کی ہلاکت ------------ 541

نمبر شمار مندرجات صفحہ نمبر

رپورٹیں (توسیع)

94۔ مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 542

95۔ تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 543

96۔ مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 544

97۔ مسودہ قانون امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان
میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 545

98۔ قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس
قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 546

99۔ تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص
ایم پی اے کے بارے میں مجلس سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 547

100۔ مسودہ قانون امتناع پرائیویٹ قرض دہی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے
میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان
میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع ------------ 548

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
101۔	اسمبلی میں پیش کئے جانے والے بلز کی انگریزی کے ساتھ ساتھ اُردو میں بھی پیش کئے جانے کا مطالبہ ------------	549
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
102۔	مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ 2006 (---جاری) ------------	550
	رولنگ	
103۔	اجلاس کی طلبی کے بعد گورنر کی جانب سے آرڈیننس جاری کرنے کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ ------------	554

پوائنٹ آف آرڈر

104۔ اجلاس کی طلبی کے بعد گورنر کی جانب سے جاری کئے گئے آرڈیننس
کو موجودہ اجلاس میں پیش نہ کرنا ------------ 556

105۔ انڈکس

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،28۔ ستمبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ تعلیم)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

3۔ توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین

پنجاب مصدرہ 2005

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

1۔ جناب سپیکر : چودھری محمد افضل ساہی

2۔ جناب ڈپٹی سپیکر : سردار شوکت حسین مزاری

3۔ وزیر اعلیٰ : چودھری پرویز الٰہی

4۔ قائد حزب اختلاف : جناب قاسم ضیاء

2۔ چیئر مینوں کا پینل

1۔ رائے اعجاز احمد : ایم پی اے، پی پی۔171

2۔ ملک نذر فرید کھوکھر : ایم پی اے، پی پی۔192

3۔ ملک جلال دین ڈھکو : ایم پی اے، پی پی۔222

4۔ رانا آفتاب احمد خان : ایم پی اے، پی پی۔63

6

3۔ کابینہ

(1)	گروپ کیپٹن (ر) مشتاق احمد کیانی	:	وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(2)	کرنل (ر) شجاع خانزادہ	:	وزیر سی۔ایم۔آئی۔ٹی امپلی مینٹیشن اینڈ کوآرڈینیشن
(3)	کرنل (ر) ملک محمد انور	:	وزیر کوآپریٹوز
(4)	جناب مناظر حسین رانجھا	:	وزیر کالونیز
(5)	چودھری عامر سلطان چیمہ	:	وزیر آبپاشی
(6)	جناب گل حمید خان روکھڑی	:	وزیر ریونیو، ریلیف اینڈ کنسالیڈیشن
(7)	جناب محمد سبطین خان	:	وزیر کانکنی و معدنیات
(8)	جناب سعید اکبر خان	:	وزیر جیل خانہ جات
(9)	ڈاکٹر محمد شفیق چودھری	:	وزیر آبکاری و محصولات
(10)	چودھری ظہیر الدین خان	:	وزیر مواصلات و تعمیرات / انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ*
(11)	ڈاکٹر اشفاق الرحمٰن	:	وزیر جنگلات
(12)	محترمہ آشفہ ریاض فتیانہ	:	وزیر ترقی خواتین و انسانی حقوق / سوشل ویلفیئر*
(13)	چودھری محمد اقبال	:	وزیر خوراک / تجارت و سرمایہ کاری*
(14)	رانا شمشاد احمد خان	:	وزیر ٹرانسپورٹ
(15)	چودھری شوکت علی بھٹی	:	وزیر ثقافت و امور نوجوانان
(16)	جناب محمد بشارت راجہ	:	وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی / جنگلی حیات / قانون و پارلیمانی امور / انسانی وسائل*
(17)	میاں عمران مسعود	:	وزیر تعلیم
(18)	جناب محمد اجمل چیمہ	:	وزیر صنعت
(19)	سید اختر حسین رضوی	:	وزیر محنت و انسانی وسائل

(20) جناب ارمغان سبحانی : وزیر قوت برقی

(21) سید سعید الحسن : وزیر اوقاف و مذہبی امور

---

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات کے برائے اجلاس (28۔ستمبر 16۔اکتوبر 2006) تفویض کئے گئے۔

7

(22) ڈاکٹر طاہر علی جاوید : وزیر صحت

(23) جناب عبد العلیم خان : وزیر انفارمیشن ٹیکنالوجی

(24) میاں محمد اسلم اقبال : وزیر سیاحت

(25) سردار حسن اختر موکل : وزیر مینجمنٹ و پیشہ ورانہ ترقی

(26) سید رضا علی گیلانی : وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی

(27) رانا محمد قاسم نون : وزیر ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(28) جناب حسین جہانیاں گردیزی : وزیر لٹریسی اینڈ غیر رسمی بنیادی تعلیم

(29) جناب محمد ارشد خان لودھی : وزیر زراعت/پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ*

(30) جناب غلام محی الدین چشتی : وزیر/چیف وہپ

(31) سردار حسنین بہادر دریشک : وزیر خزانہ

(32) سید ہارون احمد سلطان بخاری : وزیر لائیوسٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(33) میاں خادم حسین وٹو
المعروف محمد اختر خادم : وزیر زکوٰۃ و عشر

(34) جام محمد ہاشم غلیجہ : وزیر ماہی پروری

(35) جناب محمد اعجاز شفیع : وزیر بیت المال

(36) مخدوم اشفاق احمد : وزیر تحفظ ماحولیات

(37) محترمہ نسیم لودھی : وزیر بہبود آبادی

(38) محترمہ قدسیہ لودھی : وزیر خصوصی تعلیم

(39) مسز جوئس روفین جولیس : وزیر اقلیتی امور

* بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر CAB.II/2-3/2002 مورخہ 9۔جنوری 2005 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر
محکمہ جات کے برائے اجلاس (28۔ستمبر 16۔اکتوبر 2006) تفویض کئے گئے۔

8

4۔ پارلیمانی سیکرٹریز

(1) چودھری محمد کامران علی خان : مال

(2) راجہ راشد حفیظ : مقامی حکومت و دیہی ترقی

(3) جناب اعجاز حسین فرحت : ہاؤسنگ، شہری ترقی و پبلک ہیلتھ انجینئرنگ

(4) سید محمد تقلید رضا*

(5) چودھری نذر حسین گوندل : تعلیم

(6) ڈاکٹر ملک مختار احمد بھرتھ *

(7) ملک محمد آصف بھا : بیت المال

(8) جناب محمد وارث کلو : کالونیز

(9) ملک رضا شاہد وسیر : انفارمیشن ٹیکنالوجی

(10) چودھری خالد محمود (ایڈووکیٹ) : لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ

(11) جناب محمد قمر حیات کاٹھیا* :

(12) بریگیڈیر (ر) جاوید اکرم (ستارہ امتیاز) : صوبائی پیشہ ورانہ انتظامی ترقی

(13) حاجی مدثر قیوم نہرا : ماہی پروری

(14) چودھری خالد اصغر گھرال : سپورٹس

(15) چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ : قانون

(16) محترمہ حمیدہ وحید الدین : خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم

(17) جناب محمد عارف گوندل چھموآنہ : ایس اینڈ جی اے ڈی

(18) لیفٹیننٹ کرنل (ر) محمد عباس : مواصلات و تعمیرات

(19) بیگم ریحانہ جمیل*

(20) جناب محمد شعیب صدیقی : انفارمیشن

(21) جناب اعجاز احمد سیہول : آبکاری و محصولات

(22) جناب جاوید منظور گل : کانکنی و معدنیات

(23) آغا علی حیدر : ثقافت و امور نوجوانان

---

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7- اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

9

(24) ملک احمد سعید خان (ایڈووکیٹ) : اشتمال

(25) ملک محمد احمد خان (ایڈووکیٹ) : پارلیمانی امور

(26) دیوان اخلاق احمد : آبپاشی

(27) جناب محمد عامر اقبال شاہ : محنت و افرادی قوت

(28) جناب طاہر حسین خان ملیزئی : خصوصی تعلیم

(29) ملک محمد اجمل جوئیہ : پنجاب ایمپلائز سوشل سکیورٹی انسٹیٹیوشن

(30) جناب ظہور احمد خان ڈاہا : خزانہ

(31) جناب ولایت شاہ کھگہ : زراعت

(32) جناب آفتاب احمد خان : ایگریکلچرل مارکیٹنگ

(33) چودھری وحید اصغر ڈوگر	:	پبلک ہیلتھ انجینئرنگ
(34) جناب جاوید اقبال خان کھچی	:	جنگلات
(35) سردار میر بادشاہ خان قیصرانی	:	صنعتیں، تجارت و سرمایہ کاری
(36) جناب طارق احمد گورمانی	:	جنگلی حیات
(37) ملک جواد کامران کھر*		
(38) میاں امتیاز علیم قریشی	:	زکوٰۃ وعشر
(39) ملک احمد کریم قسور لنگڑیال	:	سی۔ایم۔آئی۔ٹی،آئی اینڈ سی
(40) جناب اللہ وسایا خان عرف چنوں خان لغاری	:	سیاحت و قیام
(41) سید محمد قائم علی شاہ	:	مذہبی امور و اوقاف
(42) ملک اللہ بخش سمتیہ	:	ٹرانسپورٹ
(43) مہر فضل حسین سمرا	:	جیل خانہ جات
(44) جناب احمد نواز	:	ریلیف
(45) ڈاکٹر محمد افضل*		
(46) سید نذر محمود شاہ*	:	
(47) جناب محمود احمد	:	خوراک

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

10

(48) سردار محمد درعیہ خان فیاض	:	امداد باہمی
(49) بیگم زینت خان	:	ترقی خواتین
(50) ڈاکٹر فرزانہ نذیر	:	صحت
(51) محترمہ لبنیٰ طارق	:	سیاحت
(52) سیدہ بشریٰ نواز گردیزی	:	داخلہ

(53)	محترمہ شہلا راٹھور	:	سماجی بہبود
(54)	محترمہ سعدیہ ہمایوں	:	تحفظ ماحولیات
(55)	محترمہ روبینہ نذر سلہری(ایڈووکیٹ)	:	ٹیوٹا (TEVTA)
(56)	محترمہ ظل ہما عثمان	:	منصوبہ بندی و ترقیات
(57)	محترمہ زاہدہ سرفراز	:	بہبود آبادی
(58)	محترمہ نگہت سلیم خان	:	ہائر ایجوکیشن
(59)	محترمہ شگفتہ انور	:	اینٹی کرپشن
(60)	مسز نیئر مرتضٰی لون	:	قوت برقی
(61)	جناب پیٹرک جیکب گل	:	اقلیتی امور

5۔ ایڈووکیٹ جنرل

ایم آفتاب اقبال چودھری

6۔ ایوان کے افسران

(1)	سیکرٹری اسمبلی	:	جناب سعید احمد
(2)	ڈائریکٹر (ریسرچ اینڈ پبلیکیشن)	:	جناب عنایت اللہ لک
(3)	ایڈیشنل سیکرٹری	:	ڈاکٹر ملک آفتاب مقبول جوئیہ
(4)	ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی)	:	مقصود احمد ملک

* بذریعہ نوٹیفکیشن نمبر Legis: 4-62/2003/2722 مورخہ 7۔اگست 2003 پارلیمانی سیکرٹریز مقرر کئے گئے۔

11

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعرات، 28۔ ستمبر 2006

(یوم الخمیس، 4۔ رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں دوپہر 12 بج کر 30 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

إِنَّآ أَنزَلۡنَٰهُ فِي لَيۡلَةِ ٱلۡقَدۡرِ ﴿١﴾ وَمَآ أَدۡرَىٰكَ مَا لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ ﴿٢﴾
لَيۡلَةُ ٱلۡقَدۡرِ خَيۡرٞ مِّنۡ أَلۡفِ شَهۡرٖ ﴿٣﴾ تَنَزَّلُ ٱلۡمَلَٰٓئِكَةُ وَٱلرُّوحُ
فِيهَا بِإِذۡنِ رَبِّهِم مِّن كُلِّ أَمۡرٖ ﴿٤﴾ سَلَٰمٌ هِيَ حَتَّىٰ مَطۡلَعِ ٱلۡفَجۡرِ ﴿٥﴾

سورۃ القدر آیات 1 تا 5

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل (کرنا شروع) کیا (1) اور تمہیں کیا معلوم کہ شب قدر کیا ہے؟ (2) شب قدر ہزار مہینے سے بہتر ہے (3) اس میں روح (الامین) اور فرشتے ہر کام کے (انتظام کے) لئے اپنے پروردگار کے حکم سے اترتے ہیں (4) یہ (رات) طلوع صبح تک (امان اور) سلامتی ہے (5)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کریں۔

چیئرمینوں کا پینل

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے اس اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز اراکین پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے۔

1۔ رائے اعجاز احمد، ایم پی اے پی پی۔171

2۔ ملک نذر فرید کھوکھر، ایم پی اے پی پی۔192

3۔ ملک جلال دین ڈھکو، ایم پی اے پی پی۔222

4۔ رانا آفتاب احمد خان، ایم پی اے پی پی۔63

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ تعلیم سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

چودھری عارف محمود گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب عارف گل صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم ضیاء صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ چودھری صاحب! تشریف رکھیں۔ قاسم ضیاء صاحب کے بعد آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی۔

قائد حزب اختلاف شکریہ۔ جناب سپیکر! آج میں آپ کی اور اس ہاؤس کی توجہ اس اہم واقعہ کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو چند روز پہلے رونما ہوا جس سے ہمارے ملک میں تشویش کی لہر دوڑی کہ سیاستدانوں کے ساتھ یا سیاسی جماعتوں کے قائدین کے ساتھ اس ملک میں جو کچھ شروع ہوا ہے اور آپ کی وساطت سے کیونکہ ہم پنجاب میں رہتے ہیں تو ہم پنجاب کے عوام کے نمائندے ہیں اور خاص طور پر دکھ ہوا کہ اس ایوان کے لیڈر آف دی ہاؤس پر کہ جنہوں نے اس واقعہ پر یہ کہا کہ ایسے واقعات اور ہونے چاہئیں، ہم اس کی مذمت کرتے ہیں اور

ہم پنجاب سے اپنے بلوچستان کی بہنوں اور بھائیوں کے لئے پیغام دینا چاہتے ہیں کہ اب تو جنرل مشرف نے بھی کہہ دیا ہے کہ یہ (ق) لیگ میں نے بنائی تھی۔۔۔

جناب سپیکر: قاسم ضیاء صاحب! یہ بلوچستان کا معاملہ ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں اپنے بلوچستان کے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ اظہار یکجہتی کرتے ہوئے یہ کہوں گا۔۔۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ یہ بلوچستان اسمبلی میں بات ہو چکی ہے، نیشنل اسمبلی میں بھی اس پر بات ہو چکی ہے۔ یہ پنجاب سے متعلقہ matter ہی نہیں ہے۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ پلیز! تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس ملک کا جو مفاد ہے کیا اس ہاؤس کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: لیکن پنجاب کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اس ہاؤس کا، پنجاب کا اور پنجاب کے عوام کا کیا بلوچستان کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: بلوچستان کے ساتھ تعلق ہے لیکن یہ معاملہ بلوچستان اسمبلی اور قومی اسمبلی میں already discuss ہو چکا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر بلوچستان میں ایک ایسا واقعہ ہوتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ آپ اس چیئر پر بیٹھے ہیں، آپ یہ رولنگ فرما دیں کہ پنجاب کا بلوچستان سے کوئی تعلق نہیں ہے۔

جناب سپیکر: تعلق تو بنتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: اگر تعلق ہے تو پھر بلوچستان کے عوام سے ہم اظہار یکجہتی کیوں نہیں کر سکتے؟

چودھری عارف محمود گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عارف محمود گل صاحب کو میں نے فلور دیا ہے۔

تعزیت

ملک آصف بھا ایم پی اے کے والد مرحوم

اور چودھری گلفام اشرف کے لئے دعائے مغفرت

چودھری عارف محمود گل: جناب سپیکر! ملک آصف بھا صاحب جو خوشاب کے ایم پی اے ہیں ان کے والد صاحب انتقال فرما گئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! کس کے لئے دعا فرمانی ہے؟

چودھری عارف محمود گل: ملک آصف بھا صاحب ایم پی اے ہیں ان کے والد صاحب فوت ہوئے ہیں ان کے لئے دعائے مغفرت فرما دی جائے۔

جناب سپیکر: دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری خضر الیاس ورک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ورک صاحب!

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! چودھری گلفام اشرف صاحب جو کہ 24۔جولائی کو جی ٹی روڈ پر منوں رائس مل کے سامنے قتل ہو گئے تھے ان کے لئے دعائے مغفرت فرمائی جائے۔

جناب سپیکر: گلفام اشرف صاحب کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! دوسرا نامزد آٹھ قاتلوں پر پرچہ درج ہوا ہے اور ابھی تک ایک بھی مجرم نہیں پکڑا گیا۔ میری آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے درخواست ہے کہ ان آٹھ مجرموں کو جلدی پکڑنے کا کام کریں۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب یہ پاکستان بنا تھا تو اس میں اس پاکستان کے بننے میں چاروں صوبوں کے لوگوں نے جس میں بلوچستان،، سندھ،، سرحد اور پنجاب بھی تھا انہوں نے اس میں حصہ لیا۔ آپ یہ ٹھیک فرما رہے ہیں کہ یہ صوبے کا مسئلہ نہیں ہے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ پاکستان کا مسئلہ ہے۔ بلوچستان میں کیا ہو رہا ہے، اس کا ری ایکشن یہ ہوا ہے کہ وہاں پر پنجابیوں کو قتل کیا جا رہا ہے۔ ایک بس جا رہی ہوتی ہے تو اسے کھڑا کر کے پنجابیوں کو علیحدہ کر دیا جاتا ہے اور گولی مار دی جاتی ہے۔ وہاں کے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ قتل جو بگٹی صاحب کا ہوا ہے یہ پنجاب نے کیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر ہم یہاں پر بگٹی صاحب کے حوالے سے بات کریں گے، پنجاب سے کوئی message جائے گا تو اس کا positive اثر نہ صرف بلوچستان بلکہ پورے پاکستان پر ہو گا۔ وہاں کے لوگ یہ سوچتے ہیں کہ یہ فوج پنجاب کی ہے اور پنجابیوں نے بگٹی کو مارا ہے۔ اگر بگٹی غدار تھا تو کیوں حکومت نے پارلیمنٹ میں ایک وفد تیار کیا اور شجاعت حسین صاحب وہاں پر گئے اور انہوں نے بگٹی صاحب کے ساتھ باقاعدہ negotiations کیں لیکن قومی اسمبلی کے وفد کی ان negotiations کو جو کہ بگٹی صاحب کے ساتھ ہوئیں تھی اور بگٹی صاحب نے کہا تھا کہ چودھری شجاعت حسین اور سید مشاہد حسین کے ساتھ جو مذاکرات ہوئے تھے میں ان کو تسلیم کرتا ہوں لیکن آج تک ان مذاکرات کو disclose نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: وہ وفد قومی اسمبلی کے اراکین پر مشتمل تھا پنجاب اسمبلی کے اراکین پر مشتمل نہیں تھا اور اگر قومی اسمبلی میں یہ معاملہ اٹھایا گیا تھا تو ادھر پنجاب اسمبلی میں یہ کیسے take up ہو سکتا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ کہوں گا کہ بگٹی اس صوبے کا گورنر تھا، اس صوبے کا وزیر اعلیٰ تھا چلیں یہ سارے allegations جو حکومت اس پر لگا رہی ہے، جو صدر صاحب اس پر لگا رہے ہیں لیکن ایک ایسا شخص کہ جس کی ایک سیاسی جماعت تھی اور وہ اس کا سربراہ تھا اس کے متعلق پنجاب اسمبلی کے اس ہاؤس کا جو رویہ ہے اگر اس طرح کا message وہاں پہنچے گا تو اس کے کوئی positive اثرات مرتب نہیں ہوں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں پہلے تو آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے نواب اکبر خان بگٹی کی دعائے مغفرت کے لئے اس ہاؤس میں خصوصی طور پر اجازت دی۔ دوسرا یہ کہ

ہمیشہ یہ روایت رہی ہے کہ اپوزیشن لیڈر کی بات سنی گئی ہے۔ یہ یقینی بات ہے اور یہ آپ کا اختیار ہے کہ بات سننے کے بعد آپ اس پوائنٹ آف آرڈر کو validقرار دیتے ہیں یا نہیں، یہ بالکل آپ کا حق ہے۔ میری یہ گزارش ہے اور بڑا اچھا کیا آپ نے کہ اگر آپ ارشد محمود بگو صاحب کی بلوچستان کے معاملے پر پوری تقریر سن سکتے ہیں تو میں سمجھتا کہ اپوزیشن لیڈر اور ڈپٹی اپوزیشن لیڈر رانا ثناء اللہ خان کی بات بلوچستان کے ایشو پر سنی جائے اس کے بعد آپ کا حق ہے کہ اس پوائنٹ آف آرڈر کو آپ validقرار دیتے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: اگر آپ سمجھتے ہیں کہ ارشد محمود بگو صاحب نے اس ایشو پر مکمل بات کر لی ہے تو مزید بات کرنے کی ضرورت نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! عرض ہے کہ 1970 اور 1971 کے جو واقعات ہیں جن واقعات کی بنیاد پر بعد میں بنگال یا مشرقی پاکستان ہم سے علیحدہ ہوا۔ تاریخ دان جو لکھ رہا ہے آج تک یہ پوری قوم اس بات کا جواب نہیں دے سکی کہ جب فوجی آپریشن مشرقی پاکستان میں شروع ہوا تھا تو پھر مغربی پاکستان کے لوگوں نے اس پر احتجاج کیوں نہیں کیا؟ ہم یہ سمجھتے ہیں کہ اکبر بگٹی کا قتل سیاسی قتل ہے۔ موجودہ حکمرانوں نے ان کو ٹارگٹ کر کے قتل کیا ہے اور یہ ایک سیاسی قتل ہے۔

جناب سپیکر: اس قتل سے پنجاب حکومت کا کیا تعلق ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [******]

جناب سپیکر: رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ میں آپ کو اجازت نہیں دیتا۔ یہ تمام الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ سوال نمبر 1962 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب! (قطع کلامیاں، شور و غل)

سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ اپنا سوال putنہیں کرنا چاہتے۔ براہ مہربانی اپنا سوال put کریں۔

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لیڈر آف اپوزیشن!

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے فرمایا کہ پنجاب اسمبلی سے بلوچستان کے واقعہ کا کیا تعلق ہے؟

جناب سپیکر: میں نے یہ کہا ہے کہ اس قتل سے پنجاب اسمبلی کا کیا تعلق ہے؟

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! [********]

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر گئے)

(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے وہ تمام الفاظ جو کہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا وہ کارروائی سے حذف کروائے لیکن یہاں پر میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ معزز لیڈر آف اپوزیشن غلط بیانی سے کام لے رہے تھے اور ایک جھوٹ جس کا میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بنیاد ہی نہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے یہ بیان دیا کہ یہ جو کچھ ہوا ہے صحیح ہوا ہے یہ قطعی طور پر بے بنیاد بات ہے میں اس کی وضاحت کرنا چاہتا تھا اور آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے وہ تمام الفاظ جو رانا ثناء اللہ صاحب اور قاسم ضیا صاحب نے کہے وہ ایوان کی کارروائی سے حذف کئے کیونکہ وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ شکریہ

سوالات

(محکمہ تعلیم)

جناب سپیکر: یہ سوال نمبر 1962 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ وہ تشریف فرما نہیں

ہیں۔ جی، وزیر تعلیم صاحب ان کا انتظار کر لیا جائے یا کیا کریں پتا نہیں انہوں نے کتنی دیر کے لئے واک آؤٹ کیا ہے؟

(اس مرحلہ پر قائد ایوان ہاؤس میں تشریف لائے)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ یہ اہم سوالات ہیں اور اپوزیشن کے اراکین کی طرف سے سوالات ہیں جس کا محکمے نے اور ہم نے بڑی تیاری کے ساتھ جواب تیار کیا ہے۔ آپ جس طرح مناسب سمجھتے ہیں اگر پانچ دس منٹ ان کا انتظار کر لیا جائے اور اس کو ہم بعد میں take up کر لیں جس طرح آپ مناسب سمجھتے ہیں۔ ویسے میں مکمل طور پر تیار ہوں۔

قائد ایوان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قائد ایوان بات کرنا چاہتے ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

قائد ایوان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! ابھی مجھے راجہ بشارت صاحب نے بتایا ہے کہ لیڈر آف اپوزیشن نے مجھ سے منسوب کر کے چند ایک ایسی باتیں کہی ہیں جس کا آج میں انہیں چیلنج کرتا ہوں کہ کسی اخبار میں، کسی فورم پر یا کسی بھی جگہ پر میں نے اس قسم کا بیان دیا ہو۔ یہ سراسر غلط بیانی ہے اور ان کو زیب نہیں دیتا کہ میرے بارے میں ایسی بات کریں جو میں نہیں جانتا اور جو نہ کہیں چھپی ہوں اور نہ ہی میں نے کوئی بیان دیا ہو۔ البتہ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ بلوچستان کے حوالے سے جو جذبات ہیں اور بلوچستان کے حوالے سے جو حکومت کا مؤقف بڑی وضاحت کے ساتھ on the floor of the House قومی اسمبلی اور بلوچستان اسمبلی میں آیا ہے۔ یہ وہی لوگ ہیں جو یہ سمجھتے ہیں کہ شاید تاریخی حوالے سے یہ اس بات کو چھپا لیں گے سب سے پہلے جب 1970 کا الیکشن ہوا تو اسمبلیاں معرض وجود میں آئیں تو اس وقت جو democratically elected اسمبلیاں تھیں وہ ذوالفقار علی بھٹو نے توڑیں۔ چھ ماہ تک برداشت نہیں کر سکا۔ وہاں سرحد میں اپوزیشن کی حکومت ہے اور چار سال ہو چکے ہیں۔ اسی طرح بلوچستان میں وہاں کے عوام کی نمائندگی کر رہے ہیں، وہاں مسلم لیگ اور ایم ایم اے کا الحاق ہے تو انہوں نے استعفے نہ دیئے ہیں بلکہ انہوں نے قومی اسمبلی میں اپنا مؤقف رکھا ہے اور میں یہاں تاریخ یاد کروانے کے حوالے سے یہ بھی بتانا ضروری سمجھتا ہوں کہ ذوالفقار

علی بھٹو نے سب سے پہلے بلوچستان کی اسمبلی کو توڑا اور وہاں جو کچھ اس نے کیا وہ سب کے سامنے ہے اور اسی فورم کے اوپر میں چیلنج کرتا ہوں کہ میں نے کوئی ایسا بیان نہیں دیا اور جہاں تک صدر پاکستان کا تعلق ہے تو میں ہر وقت یہ کہتا رہتا ہوں اور اب بھی یہ کہہ رہا ہوں اور یہ کہتا رہوں گا کہ ان کی پالیسیاں ملک کے مفاد میں ہیں، قوم کے مفاد میں ہیں اور پاکستان کے مفاد میں ہیں اور جس طرح انہوں نے اقوام متحدہ کی جنرل اسمبلی میں پاکستان کی نمائندگی کی ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئی)

اور جس طرح ہر فورم پر انہوں نے پاکستان کے عوام کے جذبات کی نمائندگی کی ہے تو اس پر ہم انہیں خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور ان کا دورہ امریکہ بہت اچھا رہا ہے۔ بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1962

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچرارز کی تنخواہ میں اضافہ

*1962 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے جانے والے لیکچراروں کو بہت کم تنخواہ دی جاتی ہے، یعنی مدت ملازمت پانچ سال اور بنیادی تنخواہ صرف -/6210 روپے ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے لیکچراروں کو پنشن، جی پی فنڈ اور دیگر سہولتیں نہیں دی جاتیں؟

(ج) اگر متذکرہ جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت کنٹریکٹ پر بھرتی لیکچراروں کی تنخواہ میں اضافہ کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ مہنگائی کے اس دور میں وہ باعزت زندگی گزار سکیں؟

وزیر تعلیم :

(الف) کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے لیکچراروں کی تنخواہ -/6210 روپے حکومت نے گورنر کی منظوری سے مقرر کی ہے اور یہ BS-17 کی بنیادی تنخواہ ہے۔

(ب) پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1974 کے سیکشن (ii)(b)(1)2 کے تحت کنٹریکٹ پر بھرتی کئے جانے والے ملازمین سرکاری ملازمین یعنی (Civil Servant) کے زمرے میں ہی نہیں آتے لہذا ان کو پنشن، جی پی فنڈ اور دیگر سہولتیں نہیں دی جا سکتیں۔

(ج) کنٹریکٹ لیکچرارز کی کارکردگی کو مدنظر رکھتے ہوئے حکومت ہر سال کی تنخواہ میں -/465 روپے کا اضافہ کر دیتی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کالج لیول پر پڑھانے کے لئے لیکچرار کی تنخواہ -/6210 روپے ہے جبکہ گزشتہ عرصہ کے دوران پنجاب حکومت نے ہی -/5200 روپے peon کی تنخواہ مقرر کی ہے اور اگر میٹرک پاس peon کو -/5200 روپے تنخواہ دیتے ہیں اور ایم اے / ایم ایس سی اساتذہ کو -/6210 روپے دیتے ہیں تو وزیر موصوف مجھے اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ کیا اس تنخواہ کے ساتھ کوئی بھی پڑھا لکھا لیکچرار اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھ سکتا ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نے تو پوری تقریر ہی شروع کر دی ہے۔ سوال یہ ہے کہ کیا حکومت تنخواہ بڑھانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ نہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ -/6210 روپے تنخواہ نہیں ہے اور کیا حکومت ان کے لئے کوئی proper grade مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب نے یہ سوال کافی عرصہ پہلے کیا تھا۔ دراصل حکومت پنجاب کے ایجنڈے پر top priority Education کی promotion ہے اور ہمیں احساس ہے کہ شاہ صاحب نے نشاندہی کی کہ -/6210 روپے لیکچرار کی تنخواہ ہے تو حکومت پنجاب نے سب سے پہلے یہ قدم اٹھایا ہے کہ تمام لیکچرارز کی تنخواہ -/6210 روپے سے بڑھا کر ڈسٹرکٹ لیول پر -/10,000 روپے اور تحصیل لیول پر 12 ہزار روپے کر دی ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کی خصوصی ہدایات پر تنخواہوں کو بڑھایا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

میں معزز محرک کی تسلی کے لئے ایک اور پالیسی statement یہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی وساطت سے دینا

چاہتا ہوں کہ 15 percent dearness allowance وفاقی حکومت نے اعلان کیا اور حکومت پنجاب نے اس کو take up کیا تو وہ الاؤنس بھی ہر category چاہے وہ لیکچرار ہو، چاہے وہ مستقل ہو یا کنٹریکٹ ہو تو 15 percent dearness allowance کا نوٹیفکیشن ہم نے کر دیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! حکومت نے پنجاب سول سرونٹ ایکٹ 1974 کے سیکشن 2(1)b(ii) کے تحت کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ملازمین سرکاری ملازمین کے زمرے میں نہ آتے ہیں۔ یہ کتنا بڑا ظلم ہے ان لوگوں پر جو سروس اس لئے کر رہے ہیں کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت اس ایکٹ میں تبدیلی کرنے کے لئے تیار ہے کہ انہیں کم از کم یہ سٹیٹس تو دے دیا جائے کہ وہ سرکاری ملازم ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! موجودہ پنجاب حکومت جتنی بھی بھرتی کر رہی ہے تقریباً 50 ہزار کنٹریکٹ پر ٹیچرز بھرتی کئے، 17 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے اور 3000 ہزار لیکچرارز بھرتی کئے تو یہ تمام modes جو ہیں یہ contract mode ہے۔ اب صاف ظاہر ہے کہ کنٹریکٹ ملازمین مستقل ملازمین سے مختلف ہیں لیکن ہم نے ان کی مراعات ملازمین کے برابر دینے کا وعدہ کیا بلکہ اس کی ایک مثال بھی دی کہ جتنی پروموشن کہہ لیں یا انکریمنٹس بھی دیں لیکن جس ایکٹ کا بگو صاحب نے ذکر کیا وہ permanent ملازمین کے لئے بنا ہوا ہے تو contract والے different ہیں اور ایکٹ 1973 والے different ہیں لیکن اب آئندہ جتنی بھی بھرتی ہو گی وہ contract mode پر ہو رہی ہے اور ہم انہیں as a سرکاری ملازم ہی treat کرتے ہیں اور جتنے بھی یا تو یہ ہو نہ کہ صرف اس محکمہ میں ہو رہی ہے باقی محکمہ جات میں بھی کنٹریکٹ پر بھرتی ہو رہی ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ ایک تو یہ ملاحظہ فرمائیں کہ سوال 03-03-31 کو جمع

کروایا گیا تھا تو آج ساڑھے تین سال کے بعد اس کا جواب آیا ہے۔ ضمنی سوال یہ ہے کہ کنٹریکٹ سسٹم کے بارے میں کہنا چاہتا ہوں کہ اساتذہ اور ڈاکٹرز جو cream of the nation ہیں، کے سروں پر کنٹریکٹ والی تلوار لٹکا رکھی ہے کہ کسی وقت بھی آپ کی کارکردگی اگر ہمیں پسند نہ آئی تو آپ کو نکال دیں گے تو کیا گورنمنٹ کا کوئی ارادہ ہے کہ ان کے اندر اعتماد پیدا کرنے کے لئے کہ ہماری نوکری پکی ہے اور ہم آنے والے وقت میں بچوں کو روٹی کھلا سکتے ہیں تو اس کنٹریکٹ کی بجائے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے اساتذہ کی بھرتی کی جائے۔ کیا حکومت کا کوئی ایسا ارادہ ہے ؟

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! اس بارے میں ان کا جواب آگیا ہے کہ آئندہ حکومت کا ارادہ کنٹریکٹ پر بھرتی کرنے کا ہے۔ وہ تو پہلے ہی جواب آچکا ہے۔

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کرنے کا کوئی ارادہ ہے یا اسی طرح کنٹریکٹ پر رکھنا ہے ؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! 17 گریڈ کی بھرتی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہم نے کی۔ کالجز میں لیکچرارز بھرتی کئے اور سکول سائیڈ کے ٹیچرز جنہیں ہم ایجوکیٹرز کہتے ہیں، اس کے لئے ہم نے کمیٹی بنائی اور انہیں کنٹریکٹ پر بھرتی کیا۔

(اس مرحلہ پر پریس گیلری میں بیٹھے ہوئے صحافی حضرات پولیس کی طرف سے صحافیوں پر تشدد کے خلاف واک آؤٹ کر گئے)

جناب سپیکر! کنٹریکٹ جو ہے یہ performance based ہے۔ پانچ سال بعد ان کی پرفارمینس کو چیک کر کے۔۔۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پریس والے اپنے ساتھیوں پر ہونے والے پولیس تشدد کے خلاف واک آؤٹ کر گئے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ صحافی بھائیوں کو دوبارہ منا کر لایا جائے۔

جناب سپیکر: چودھری ظہیر الدین صاحب جا کر انہیں منا لائیں۔ راجہ ریاض صاحب! آپ بھی ساتھ چلے جائیں اور انہیں منا کر لائیں اور آپ کی فوٹو بھی آ جائے گی۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے نہیں جانا کیونکہ صحافیوں کو مارے حکومت اور منتیں کرنے ہم جائیں۔ آپ ان بیچاروں کو مارا ہی نہ کریں اور ان پر تشدد نہ کیا کریں۔ آپ نے، پنجاب حکومت نے یہ قسم اٹھائی ہوئی ہے ---

جناب سپیکر: راجہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جب کنٹریکٹ پر بھرتی ہوئی تھی تو ہم نے زبردستی کسی کو مجبور کر کے یہ نوکری نہیں دی تھی بلکہ 17 ہزار ایجوکیٹرز جو کنٹریکٹ پر بھرتی کئے ہیں تو اس کے لئے لاکھوں لوگوں نے apply کیا اور ہم نے بڑا strictly اس کو merit base, non transferable, area specific, schools specific اور آپ کو پتا ہے کہ ہم نے کوئی کوٹا کسی ایم این اے یا ایم پی اے کو نہیں دیا اور بالکل strictly merit base پر یہ کنٹریکٹس تقرریاں ہوئی ہیں اور یہ performance based appointments ہیں اور ہم نے انہیں پانچ سال کے لئے رکھا ہے اور اگر یہ سکول کے کلچر کو بہتر کر دیں اور drop out rate کو کم کریں اور enrollment کو بڑھا دیں اور standard of education کو بہتر کریں اور result کو بہتر کریں تو یہ automatically renew اگلے پانچ سال کے لئے ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی ہو گیا ہے اب اگلے سوال پر آ جائیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ ہمیشہ وزیر تعلیم کو ریلیف دیتے ہیں۔ اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے میں اگلے سوال پر آ جاتا ہوں اور سوال نمبر 1963 ہے۔ جی!

اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کے لئے اضافی سکیل کی عطائیگی

*1963 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا اضافی تعلیم کے حامل اساتذہ کو اضافی سکیل دیئے جانے کی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور ہے؟

(ب) جو اساتذہ اضافی تعلیم ہونے کے باوجود سکیل نمبر 7 میں کام کر رہے ہیں کیا ان کو سکیل نمبر 14 دینے کے لئے حکومت اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) اگر متذکرہ بالا جز کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک اساتذہ کے اس مسئلہ کو حل کرے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم :

(الف) حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کے نوٹیفکیشن 1983 کے تحت اضافی تعلیم پر مختلف کیڈرز کے اساتذہ کو اضافی ترقی دی جاتی تھی۔ بعد ازاں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے نوٹیفکیشن مورخہ 26۔جون 1990 کے تحت اضافی تعلیم پر اضافی ترقی کی بجائے اگلے گریڈ دیئے جانے لگے۔ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ نے مورخہ یکم دسمبر 2001 سے تنخواہوں کے نئے پے سکیل جاری کئے، جس کے تحت اضافی ترقی یا اگلا گریڈ دینے کا سلسلہ بند ہو گیا۔ اس وقت ایسی کوئی سکیم حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

(ب) 26-06-1990 کے نوٹیفکیشن کے مطابق سکیل نمبر 7 پی ٹی ٹیچر اگر ایف اے/ ایف ایس سی پاس کر لے تو اسے سکیل نمبر 9 دیا جاتا تھا، اگلا گریڈ دینے کی پالیسی نئے پے سکیل جو یکم دسمبر 2001 سے دیئے گئے ہیں، کے نفاذ کے ساتھ ہی ختم ہو گئی ہے۔

(ج) جز (الف) اور جز (ب) میں جز (ج) کا جواب موجود ہے؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس میں بھی پچھلے سوال کی طرح میں نے توجہ دلائی تھی کہ جو ٹیچر زہائر ایجوکیشن کر لیتے ہیں اور اپنی کوالیفکیشن کو improve کر لیتے ہیں حکومت ان کو کوئی بھی benefit دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اب ان حالات میں جبکہ یونیورسٹیز میں بھی اور مختلف اداروں میں PHD کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے اور ماسٹر ڈگری کی حوصلہ افزائی کی جارہی ہے تو اگر پی ٹی سی ٹیچرز اپنی کوالیفکیشن improve کر لیتے ہیں تو ان کو یہ اگلا گریڈ دینے کے لئے کیوں تیار نہیں ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! دراصل سید احسان اللہ وقاص نے جو بات پوچھنا چاہی ہے اس کے بارے میں۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ آج ایجوکیشن کا دن ہے۔ پورے پنجاب میں فرسٹ ائیر اور سیکنڈ ائیر کے ایڈمیشن ہو رہے ہیں۔ حکومت پنجاب نے بڑا احسن اقدام کیا کہ چونکہ سٹوڈنٹس زیادہ تھے اس لئے انہوں نے نائٹ شفٹ شروع کر دی اب انہوں نے اس میں کیا کیا ہے کہ نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہے کہ اگر طالبعلم سال کی اٹھارہ سو روپے فیس جمع کرواتے تھے تو یہ نائٹ شفٹ والوں سے -/3600 روپے لے رہے ہیں۔ میری حکومت پنجاب سے یہ درخواست ہے کہ یہ کوئی پرچون کی دکان نہیں ہے، تعلیم دکانداری نہیں ہے یہ حکومت کی ڈیوٹی ہے۔ یہاں انہوں نے بہت احسن اقدامات کئے ہیں، یہاں وزیر اعلیٰ پنجاب بھی بیٹھے ہیں میں ان سے درخواست کروں گا کہ لوگ اتنی فیس نہیں دے سکتے تو یہ اس پر غور کریں اور جو انہوں نے نائٹ شفٹ پر فیس بڑھائی ہے یہ اتنی لی جائے جتنی فرسٹ شفٹ پر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم! یہ سوال نمبر 1963 ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ میرے سوال کا جواب دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ پہلے سوال کا جواب دیں گے۔ پہلے آپ جواب سن لیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ مسئلہ مجھے نہیں ہے، یہ مسئلہ میرا نہیں بلکہ پورے پنجاب کا ہے۔

جناب سپیکر: یہ جو سوال ہوتے ہیں یہ بھی پورے پنجاب کا مسئلہ ہے۔ آپ نے صدیقی صاحب کی بات سنی تھی کہ ساڑھے تین سال کے بعد اگر یہ سوال کی باری آئی ہے تو پہلے سوال کا جواب آنے دیں، پلیز۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: یہ پہلے سوال پڑھ دیں اس کے بعد اس کا جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آپ اس سوال کے جواب میں پہلے تین جملے پڑھنے کی اجازت دیں کہ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ کی نوٹیفکیشن 1983 کے تحت اضافی تعلیم پر مختلف کیڈر کے اساتذہ کو اضافی ترقی دی جاتی تھی۔ بعد ازاں حکومت پنجاب محکمہ تعلیم کے 26۔جون 1990 کے نوٹیفکیشن کے تحت اضافی تعلیم پر اضافی ترقی کی بجائے اگلے گریڈ دیئے جانے لگے۔ حکومت پنجاب محکمہ خزانہ نے مورخہ یکم دسمبر 2001 سے تنخواہوں کے لئے نئے پے سکیل جاری کئے۔

جناب سپیکر! 2001 میں سلیکشن گریڈز دینے بند کر دیئے گئے، move over کو ختم کر دیا گیا، ایڈوانس increment کو بھی ختم کر دیا گیا اس لئے کہ ان کی pay scale revise کر دی گئی اتنا ہی اضافہ ان کی تنخواہوں میں دے دیا گیا لہذا ہم نے ایڈوانس increment، move over اور سلیکشن گریڈ ختم کر دیئے۔ pay increase ہم نے state-wise کیا ہے ہم ان کو annual pay raise دیتے ہیں in service کو ٹاپ پر بھی پچاس فیصد raise دیتے ہیں اور باقی نئی بھرتی کو directly recruit کرتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ ---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ ARY کے صحافیوں پر جو تشدد ہوا تھا اس کے متعلق صحافی بھائیوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔ چودھری ظہیر الدین صاحب تشریف لے گئے تھے یہ ان کو منا کر لے آئے ہیں لیکن یہاں آ کر انہوں نے لیڈر آف دی ہاؤس کے کان میں کوئی پھسر پھسر کی ہے---

جناب سپیکر: صحافی حضرات تو آ گئے ہیں نا؟

رانا ثناء اللہ خان: وہ آ گئے ہیں۔

جناب سپیکر: تو بس پھر ان کو لانا ہی مقصود تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس واقعہ سے متعلق بعد میں تمام حلقوں میں یہ

تاثر پایا جاتا ہے کہ ARY کے جن صحافیوں پر تشدد کیا گیا تھا پنجاب حکومت نے ملزموں کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی اور ان کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، صحافی حضرات جن کے متعلق یہ issue تھا وہ مطمئن ہوئے ہیں تو یہاں آئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ یہاں ہاؤس میں بیٹھے ہیں اگر یہ وہاں پر کوئی بات کر کے آئے ہیں اور پورے صوبے میں یہ تاثر ہے کہ ARY چینل کو ایک ہفتے تک حکومت پنجاب نے بذریعہ پولیس بند کروائے رکھا۔ لیڈر آف دی ہاؤس یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ اس واقعہ سے متعلق اور جو آج بات ہوئی ہے اس ہاؤس کو اعتماد میں لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں دو باتیں ہیں یہ رانا ثناء اللہ صاحب فرما رہے ہیں پورے ہاؤس کا یہ concern ہے، ہاؤس کا concern اور باتوں پر بھی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ میں ARY کے حوالے سے بات کرنا چاہتا ہوں کہ ARY کے واقعہ کا جناب وزیر اعلیٰ نے سختی کے ساتھ نوٹس لیا۔ ان کو نہ صرف suspend کیا گیا بلکہ ان کے خلاف مقدمات درج کئے گئے۔

ایک آواز: چینل بھی بند کروایا گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: چینل کسی نے بند نہیں کروایا پنجاب حکومت کا اس کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے جو بات پنجاب حکومت سے relevant ہے میں اس کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ ہم نے ملزمان کے خلاف کارروائی کی ہے اب اگر انہوں نے عدالت سے bale کروالی ہے تو ہم اس کو پوری طرح contest کریں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ کوئی بھی جرم کرنے والا سزا سے نہیں بچ سکے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں دوسری بات پوائنٹ آف آرڈر پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت چند بھائی اس معزز ایوان میں ایسے موجود ہیں کہ جنہوں نے اس ایوان کا استحقاق مجروح کیا ہوا ہے۔ اگر وہ اس ایوان میں موجود ہوں گے تو اس ایوان کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے اگر ان میں تھوڑا سا بھی اخلاقی

طور پر، میں سمجھتا ہوں کہ ہر بات کی ایک moral commitment ہوتی ہے۔ انہوں نے اس ایوان سے استعفے دیئے ہیں اگر استعفے دیئے ہیں تو پھر morally ان کا حق نہیں بنتا کہ وہ اس ایوان میں بیٹھیں۔

حکومتی آوازیں: شیم، شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس میں تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں۔ استعفیٰ دو پہلو ہوتے ہیں۔ ایک استعفیٰ دینے والا ہوتا ہے اور دوسرا استعفیٰ کو منظور کرنے والا ہوتا ہے۔ جو استعفیٰ دینے والا ہے اس کے پارٹ پر ایکشن required ہوتا ہے وہ کہتا ہے کہ میں اس اسمبلی کو اور اس ایوان کو تسلیم نہیں کرتا، یہ ایوان ربڑ سٹیمپ بن گیا ہے، یہ ایوان اپنی افادیت کھو چکا ہے اور اس ایوان میں بیٹھنے کا ہمارا کوئی جواز نہیں رہا۔ وہ یہ لکھتا ہے اور لکھ کر نیچے دستخط کرتا ہے اور اس کا کام مکمل ہو جاتا ہے اس کے بعد اس نے استعفیٰ دے دیا اپنے قائد کو یا کسی کو بھی دیا اگر آپ کو دیا تو accept کرنا آپ کا کام اور اگر اپنے قائد کو دیا تو اس استعفیٰ کو آپ تک پہنچانا اُس کا کام ہے۔

جناب سپیکر: میرے پاس تو ابھی تک کوئی فائل نہیں آئی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جہاں تک استعفیٰ دینے والے کا تعلق ہے تو اس نے اپنا کام دستخط کرنے کے بعد مکمل کر دیا ہے۔ اب اس کے بعد اس کی طرف سے کوئی گنجائش نہیں رہتی کہ وہ پھر اسی ایوان میں بیٹھے جس ایوان کے متعلق عدم اعتماد کا اظہار اس نے کر دیا اور دستخط کر دیئے۔ میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ہمارے ملک میں طلاق کا قانون ہے، اگر ایک شخص ایک دفعہ منہ سے طلاق کا لفظ نکال دیتا ہے تو پھر وہ کسی طور پر بھی اپنی بیوی کے ساتھ نہیں رہے گا اس وقت تک کہ جب تک طلاق مؤثر نہیں ہو جاتی۔ انھوں نے اپنا کام کر دیا ہے۔ اس لئے یہ اس معزز ایوان میں بیٹھنے کے حقدار نہیں ہیں۔ (قہقہے)

HONOURABLE TREASURY MEMBER: Go. Go

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میری بات سن لیں۔ میں اپنی بات مکمل کر لوں۔ دوسری بات میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ ہم نے استعفیٰ نہیں دیا۔ میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے اس معزز ایوان میں جب حلف اٹھایا تھا تو ہم نے یہ حلف اٹھایا تھا کہ ہم اس معزز ایوان کے تقدس کو کبھی پامال نہیں

کریں گے۔یہاں ہر روز میرے بھائی تحاریک استحقاق لے کر آتے ہیں، کہتے ہیں کہ جی،اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے اگر انھوں نے استعفیٰ دیا ہے،morally انھوں نے اپنا کام کر دیا، ہم ان سے اس بات کی توقع کرتے ہیں کہ جب تک ان کی قیادت استعفے آپ تک نہیں پہنچاتی یہ اُس ایوان میں نہ بیٹھیں جس ایوان پر انھوں نے عدم اعتماد کا اظہار کر دیا ہے۔

معزز ممبران حزب اقتدار: شیم، شیم۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: تیسری بات اگر یہ اس معزز ایوان میں بیٹھتے ہیں تو پھر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اپنی پوری دو تہائی اکثریت جو اس ہاؤس میں ہے اس کی طرف سے ان کے خلاف تحریک استحقاق لے کر آئیں گے کہ یہ ایک ایسی تحریر، تحریر میں لائیں کہ جس سے نہ صرف اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے بلکہ ان تمام ممبران کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔آپشن ان کی ہے کہ اپنے خلاف تحریک استحقاق کو face کریں یا moral commitment کے تحت یہ فیصلہ کریں اور ایوان میں نہ بیٹھیں۔ شکریہ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: شکریہ۔آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔اب وقفہ نماز ہوتا ہے اور ہاؤس آدھ گھنٹے کے لئے Adjourn ہوتا ہے۔

(اس مرحلہ پر اجلاس کی کارروائی نماز ظہر کے لئے آدھ گھنٹہ کے لئے ملتوی کر دی گئی)

(وقفہ نماز ظہر کے بعد جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی بوقت 1:50
کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب سپیکر: وقاص صاحب! آپ کا Question No. 1963 تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ان سے یہ ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو نئے پے سکیل بنائے گئے ہیں ان کے مطابق اگر کوئی ٹیچر اپنی qualification improve کر لیتا ہے تو اس کو financial benefit دینے کے لئے ان کے پاس کیا کوئی تجویز زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ریگولر ملازمین کو اضافی تعلیم پر اگلا گریڈ دے دیا جاتا ہے لیکن کنٹریکٹ پر ہم یہ facility نہیں دیتے۔ اس کو ہم نے اس طریقے سے cover کیا ہے کہ ہم انہیں annual

increment دے دیتے ہیں، ہم نے ان کی pay revise کر دی ہے لیکن اگر ریگولر ملازمین اپنی qualification کو enhance کریں تو ہم انہیں اچھا گریڈ دے دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! فاضل منسٹر صاحب نے جو جواب بیان فرمایا ہے یہ ان کے تحریری جواب سے contradict کرتا ہے۔ تحریری جواب کے جز (الف) میں تو یہ فرمایا گیا ہے کہ اس کے تحت اضافی ترقی یا اگلا گریڈ دینے کا سلسلہ بند کر دیا گیا ہے۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ انہیں extra increments دے دیتے ہیں۔ انہوں نے تو خود تحریری طور پر لکھا ہوا ہے کہ اضافی ترقی نہیں دی جا سکتی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ کوئی آدمی اپنی qualification improve ہی نہیں کرے گا۔ اس کو کیا ضرورت پڑی ہے اگر اس کو کوئی benefit نہیں ملنا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ہم پہلے زمانے میں پی ٹی سی ٹیچر میٹرک پاس لیتے تھے۔ اب ہم نے اسی category کے لئے بی اے qualification کا قانون بنا دیا ہے اور ساتھ بی ایڈ یعنی ایک سال کی professional education تو اب ہم نے اس کا معیار fix کر دیا ہے۔ پہلے یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی ٹیچر نے میٹرک پی ٹی سی کے علاوہ ایف اے، سی ٹی کیا ہے تو اس کو ہم اگلا گریڈ دے دیتے تھے۔ ابھی بھی جن permanent ٹیچرز کی qualification اچھی ہے انہیں ہم ترقی دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next ہے جناب محمد آجاسم شریف!

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! سوال نمبر 2058۔

ایم۔ سی جونیئر ماڈل گرلز ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور کے مسائل

*2058 جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم۔ سی جونیئر ماڈل گرلز ہائی سکول شالیمار ٹاؤن لاہور میں جماعت نہم، دہم کے لئے سائنس ٹیچرز نہ ہیں؟ طالبات سائنس مضامین میں داخلہ سے محروم رہ جاتی ہیں؟ نیز قرب و جوار میں بھی کوئی گرلز سکول نہ ہے، جس کی وجہ سے طالبات کا ناقابل تلافی نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں اردو ٹیچرز کی منظور شدہ تعداد پوری نہ ہے، جس کی وجہ

سے طالبات کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں خاکروب کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے سکول میں جگہ جگہ گندگی کے ڈھیر لگے ہوئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کی ہیڈ مسٹریس درج بالا مسائل کے حل کے لئے متعدد بار اعلیٰ حکام سے تحریراً گزارش بھی کر چکی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا سکول میں سائنس ٹیچرز کی تعیناتی، اردو ٹیچرز کی کمی پوری کرنے کے ساتھ ساتھ ایک خاکروب کی تعیناتی کرنے کو تیار ہے؟ تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ ایم سی گرلز ہائی سکول شالیمار ٹاؤن میں سائنس ٹیچرز کام کر رہی ہیں، اس کے علاوہ مذکورہ سکول سے صرف دو کلو میٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ کشمیر گرلز ہائی سکول بھی موجود ہے۔

(ب) مذکورہ سکول میں اردو ٹیچر کی اسامی نہ ہے اور دیگر اساتذہ اردو پڑھاتی ہیں۔

(ج) اگرچہ یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول میں مستقل بنیادوں پر خاکروب تعینات نہ ہے، تاہم مدرسہ ہذا میں جزوقتی خاکروب موجود ہے اور باقاعدہ صفائی کرتا ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی ہیڈ مسٹریس نے سکول میں مزید سٹاف کی تعیناتی کے لئے اعلیٰ حکام سے گزارش کی ہے۔

(ہ) بھرتیوں پر عائد پابندی کے خاتمے پر سٹاف کی کمی پوری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! سکول میں انتہائی گندگی پائی جاتی ہے، تعلیم کا معیار اچھا نہیں، ٹیچروں کی کمی ہے جبکہ محترم وزیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ہم تعلیم کی طرف بڑی توجہ دے رہے ہیں، ٹیچرز کی تعداد پوری ہے۔ مگر وہاں پر ٹیچرز کی تعداد کم ہے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ مہربانی فرما کر اس سکول میں ٹیچروں کی تعداد کو ٹھیک کیا جائے اور اس سکول کے خاکروب کی تعداد میں اضافہ کیا جائے تاکہ سکول کی صفائی کا نظام ٹھیک ہو اور بچے

بیماریوں سے بچ سکیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آنرایبل ممبر نے سوال کے ذریعے جس چیز کی نشاندہی کروانا چاہی ہے اس میں گورنمنٹ پنجاب نے ابھی decision یہ لیا ہے کہ گریڈ-IV کی بھرتی آج کل شروع ہو چکی ہوئی ہے۔ کسی بھی وقت یہ complete ہو جائے گی تو یہ لوگ اپنے اپنے respective سکولز اور کالجز میں چلے جائیں گے۔ باقی جو انہوں نے اس سکول کے معیار کی نشاندہی کی ہے تو میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کو check up کر لوں گا لیکن انہوں نے یہاں پر specifically یہ کہا تھا کہ کوئی اردو ٹیچر یہاں پر موجود نہیں ہے تو ان کی اطلاع کے لئے عرض یہ ہے کہ ہم کوئی specific اردو ٹیچرز نہیں دیتے، ایس ایس ٹیز جنرل سبجیکٹ پڑھا لیتے ہیں پھر بھی ان کے حلقے کے سکول کو میں ذاتی طور پر take up کروں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! جز (ب) جس کا جواب ابھی منسٹر صاحب دے رہے تھے یہ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ سوال کب موصول ہوا تھا اور اس سوال کی تاریخ ترسیل بھی لکھی ہوئی ہے۔ 03-04-14 کو یہ موصول ہوا اور 22-05-05 کو اس کا جواب آیا ہے۔ یہاں پر جو "پڑھا لکھا پنجاب" کا نعرہ لگایا جاتا ہے اور جو "Vision 2020" یہاں پر پیش کیا گیا۔ ہم دو سال سے دیکھ رہے ہیں کہ اخبارات میں ذاتی تشہیر کی جا رہی ہے لیکن عملی طور پر ایجوکیشن منسٹر صاحب اور ان کی منسٹری کی زیرو کارکردگی ہے۔ اس کا بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے خود جواب دیا ہے کہ اس سکول کا کوئی خاکروب نہیں ہے اور وہ وقتی طور پر آتا ہے، اس کے بعد چلا جاتا ہے اور فاضل ممبر نے انہیں دو سال پہلے intimate کیا ہے کہ یہاں پر proper صفائی نہیں ہوتی اور بچوں کی صحت کا معاملہ ہے۔ دو سال میں آج بھی وزیر موصوف نے یہ جواب دیا ہے کہ ہم گریڈ ایک سے چار تک بھرتی کر رہے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ صفائی کا معاملہ ٹھیک ہو جائے گا یعنی انہوں نے قسم کھا لی ہے کہ اپنے department کے حوالے سے کوئی creative کام نہیں کرنا، [******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! صرف یہ بتایا جائے کہ خاکروب کی بھرتی کے لئے انہوں نے دو سال میں کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! مجھے تو ان پر اور ان کے سوال پر بھی افسوس ہے۔ ہم نے 50 ہزار ایجوکیٹرز بھرتی کئے، 17 ہزار ایجوکیٹرز آج بھی بھرتی کر رہے ہیں۔ خاکروب اور گریڈ-IV کی 10 ہزار اسامیاں خالی پڑی ہیں جنہیں پُر کرنے کے لئے فنانس اور چیف منسٹر صاحب نے ابھی ہمیں اجازت دی ہے ان کی appointments کے لئے آج process شروع ہے۔ دو سال یا ایک سال پہلے ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی تھی۔

جناب سپیکر! یہ financial معاملات ہیں، ہر گورنمنٹ اپنے finances کو دیکھ کر بھرتی کی اجازت دیتی ہے تو پہلی priority ہم نے ٹیچرز کو دی۔ ہم نے ان تین سالوں میں 65 ہزار ٹیچرز بھرتی کئے ہیں، اب ہم نے گریڈ-IV کی بھرتی شروع کر دی ہے۔ ہر ضلع میں بھرتی شروع ہے انشاء اللہ تعالیٰ خاکروب وغیرہ کی خالی سیٹوں کو پُر کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انہوں نے جز (ب) کے جواب میں کہا ہے کہ سکول میں اردو ٹیچر کی اسامی نہ ہے۔ یہ "پڑھا لکھا پنجاب" یہ بڑے بڑے اشتہارات پر کروڑوں روپے لگا دیئے گئے اور سکول میں اردو ٹیچر کی اسامی نہ ہے اور وزیر اعلیٰ صاحب کو یہ صفائی وغیرہ کا اب خیال آیا جب ان کی حکومت جانے والی ہے۔ یہ صرف اس کا جواب دیں کہ سکول میں اردو ٹیچر کی اسامی نہ ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے فرمایا ہے کہ ایس ایس ٹیز یا پی اے ٹیچر ہی اردو پڑھا لیتے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا قاسم نون صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی راجہ ریاض صاحب سے میری گزارش یہ ہے کہ اتنی

جلدی کپاس نہیں اُگتی، paddy نہیں اُگتی، شوگر کین نہیں اُگتی، یہ چار دن پہلے کچھ اور تھے آج ان کے بال اُگ آئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! personal explanation۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ میرے قابل احترام بھائی سب کے سب جعلی پیداوار ہیں، ان کی کھادیں بھی جعلی، ان کا کماد بھی جعلی، ان کی مکئی بھی جعلی، یہ خود بھی جعلی۔ اللہ کے فضل سے یہ اپنے بال ہیں، جعلی نہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! انہوں نے سکول سے تعلیم حاصل کی ہے یا گھر میں ہی پرائمری پاس کی تھی۔ ان کو اتنا تو پتا ہونا چاہئے کہ ہر ٹیچر کو اردو آتی ہے کیونکہ اردو ہماری national language ہے۔ جو بندہ سکول نہیں گیا اسے کیا پتا، "اندھا کیا جانے بسنت کی بہار"۔

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی تقریر سے بڑا متاثر ہوں کیونکہ انہوں نے ہمیں جعلی بنایا ہے۔ ہم اس طرح جعلی ہیں جس طرح انہوں نے سر پر جعلی بال لگوائے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (ب) کے حوالے سے ہی میرا ضمنی سوال ہے۔ انہوں نے کہا کہ مذکورہ سکول میں ایس ایس ٹیز اردو پڑھا رہے ہیں تو کیا پورے پنجاب میں اُردو کے کوئی سپیشلائزڈ ٹیچر ہوتے ہیں یا نہیں ہوتے یا ایس ایس ٹیز ہی اُردو پڑھاتے ہیں۔ اگر ہوتے ہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس سکول میں اُردو کا کوئی سپیشلائزڈ ٹیچر نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی اپنے جواب میں کہا تھا کہ ہم کوئی سپیشل اُردو کے لئے ٹیچرز بھرتی نہیں کرتے جو ایس ایس ٹی ٹیچرز ہوتے ہیں یہ جنرل مضمون ہر سکول میں پڑھاتے ہیں۔آ جاسم شریف صاحب نے اپنے سوال میں جو بنیادی نکتہ اٹھایا تھا کہ اس سکول میں کوئی اردو ٹیچر نہیں ہے۔اس کے جواب میں ہم نے یہ کہا ہے کہ گورنمنٹ کی پالیسی یہ ہے کہ ایس ایس ٹی کو ہم بھرتی کرتے ہیں اور وہ تمام جنرل مضمون پڑھاتے ہیں لہذا اُردو کی کوئی specific سیٹ نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 2941۔

گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول چک نمبر 58/E.B تحصیل عارف والا کی اپ گریڈیشن

*2941 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 58/E.B تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن شریف میں 1980 میں گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کا اجراء کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کا رقبہ 16 کنال بلڈنگ 2 کمرے مع برآمدہ پر مشتمل ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول میں 3 ٹیچرز ہیں اور طالبات کی تعداد تقریباً 170 ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چک سے ملحقہ چکوک میں بھی گرلز پرائمری سکول تو موجود ہیں لیکن کوئی مڈل سکول موجود نہ ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان چکوک کی طالبات کی سہولت کے لئے مذکورہ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کو اپ گریڈ کر کے مڈل کا درجہ دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ اس حد تک تو درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت 2 کمروں اور برآمدہ پر مشتمل ہے تاہم سکول کا رقبہ 14 کنال 14 مرلہ ہے۔

(ج) سکول میں طالبات کی تعداد 83 ہے ٹیچرز کی تعداد کے متعلق درست کہا گیا ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔کیونکہ مذکورہ چک سے صرف 2 کلو میٹر کے فاصلہ پر گورنمنٹ گرلز مڈل سکول 62/EB کام کر رہا ہے۔

(ہ) مذکورہ سکول ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ معیار پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے ہائی سکول کا درجہ نہیں دیا جا سکتا۔

محترمہ صغیرہ اسلام: میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ تین سال پہلے جب میں نے یہ سوال دیا تھا تو اس وقت چک نمبر 58/E.B کے سکول میں تین ٹیچرز تھیں، طالبات کی تعداد 170 تھی اور وہاں پر صرف دو کمرے تھے۔کیا وزیر صاحب یہ بتائیں گے کہ دو کمروں کے اندر 170 طالبعلموں کو دو ٹیچرز پڑھاتے ہیں کیا یہی پڑھا لکھا پنجاب ہے۔کیا حکومت کا ٹیچرز کی تعداد اور ان کمروں کی تعداد کو بڑھانے کا ارادہ ہے یا چھوٹے قصبوں پر تعلیم لاگو نہیں ہے یا ان پر توجہ ہی نہیں دی جاتی۔

جناب سپیکر: جی،وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہاں پر اکثر بحث و مباحثے میں بتایا ہے کہ ہماری کوشش ہے کہ ریفارمز پروگرام کے تحت شہروں کے سکول ہوں یا گاؤں کے سکول ہوں تو ان کے لئے ایک خاص رقم 7۔ارب روپے سالانہ مختص کر دی جاتی ہے تو جو سکول ایک سال میں نہیں ہوتے تو وہ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال میں آ جائیں گے۔معزز ممبر صاحبہ نے یہاں پر تحصیل عارفوالہ ضلع پاکپتن کے جس سکول کی یہاں پر بات کی ہے اور اپ گریڈیشن کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔آپ کو یاد ہو گا کہ جب تعلیم پر بحث ہو رہی تھی تو یہاں پر تمام ممبرز۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ کا سوال یہ ہے کہ جب انھوں نے سوال کیا تھا تو اس وقت طالبات کی تعداد 170 بتائی گئی تھی۔اب اس کی تعداد 83 بتائی گئی ہے۔ ان کا سوال یہ ہے کہ دو کمرے ہیں۔ کیا دو کمروں میں 83 یا 170 طالبات بیٹھ کر پڑھ سکتی ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اگر کسی سکول کی تعداد بڑھ رہی ہے اور اس کا ہیڈ ماسٹر ہمیں لکھ دے تو ہم اس کا ایڈیشنل کلاس روم بنوا دیں گے۔

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! تین سالوں میں کوئی ایسا منصوبہ ان کے زیر غور ہے کہ انھوں نے وہاں پر کمروں کی تعداد بڑھانے کے بارے میں سوچا۔ اس کے ساتھ ہی میرا ایک اور ضمنی سوال ہے کہ میں نے ان سے 58/E.B کے بارے میں پوچھا ہے کہ وہاں پر کوئی مڈل سکول نہیں ہے تو منسٹر صاحب فرماتے ہیں کہ 62/E.B میں ایک مڈل سکول کام کر رہا ہے۔

جناب والا! بات یہ ہے کہ میں نے جس چک یا گاؤں کے بارے میں پوچھا ہے اس سے چار گاؤں آگے ایک مڈل سکول ہے۔ کیا منسٹر صاحب یہ بتائیں گے کہ وہاں پر ٹرانسپورٹ کا بندوبست بھی ہے کہ بچیاں چار چھ میل دور جاتی ہیں۔ کیا ایسا ممکن نہیں ہے کہ جس چک 58/E.B کے بارے میں، میں نے ان سے سوال کیا ہے وہیں پرائمری سکول کو اپ گریڈ کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں اسی طرف ہی آنا چاہ رہا تھا۔ محترمہ نے 58/E.B سکول کا ذکر کیا ہے۔ انھوں نے اپنے جز (د) میں کہا کہ کیوں یہ سکول اپ گریڈ نہیں ہو سکتا۔ یہ سکول criteria پر پورا نہیں اترتا۔ آپ کو پتا ہے کہ گورنمنٹ نے ایک criteria بنایا ہوا تھا۔ اب ہم نے اس کو بدل دیا ہے۔ آپ کو پتا ہے کہ جب یہاں ایجوکیشن پالیسی پر بحث ہو رہی تھی تو تمام ممبران نے کہا تھا کہ اگر کوئی سکول اچھا ہے، enrollment پوری ہے اور رزلٹ اچھا ہے تو وہ اپ گریڈ کیوں نہیں ہو سکتا، اس پر کیوں criteria کی قدغن لگا دی جاتی ہے؟ اس پر وزیر اعلیٰ پنجاب نے criteria تبدیل کر دیا ہے۔ پہلے پرائمری سے مڈل سکول کی اپ گریڈیشن کے لئے زمین کا دو کنال ہونا ضروری تھا اب یہ 30 مرلے کر دی ہے۔ پہلے بچوں کی تعداد زیادہ تھی اب 120 کی تعداد پر ہم کر دیں گے۔ مڈل سے ہائی کی اپ گریڈیشن کے لئے اب رقبہ 70 مرلے کر دیا ہے۔ جو پہلے چار سے آٹھ کنال ہوتا تھا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس نئے criteria میں ہم محترمہ کے سکول کو دیکھ لیتے ہیں۔ اگر اس کی گنجائش ہوئی تو ہم اس کو ضرور اپ گریڈ کر دیں گے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب، اس میں تھوڑا سا ابہام ہے۔ ان کا سوال پرائمری سکول کو اپ گریڈ کر کے مڈل کا

درجہ دینے کا تھا اور جو جواب دیا گیا ہے کہ مذکورہ سکول ہائی سکول کا درجہ دینے کے لئے مروجہ معیار پر پورا نہیں اترتا تو محکمے نے جو criteria consider کیا ہے۔ کیا وہ مڈل کا کیا ہے یا ہائی کا یہاں پر ہائی کے بارے میں بتایا گیا ہے اور ان کی ڈیمانڈ تو مڈل کے بارے میں ہے۔ شاید مڈل والے criteria میں وہ requirement fulfill کرتا ہو۔ اس کی وضاحت فرمادیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ مڈل کا criteria بھی fulfill نہیں کرتا۔ اس بارے میں ہم نے سروے رپورٹ بھی منگوائی ہے۔ چک 58/E.B سے چار کلو میٹر دور 56/E.B میں مڈل سکول ہے پھر 40/E.B میں مڈل گرلز سکول آٹھ کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ یہ مڈل سکول کا criteria meet کرتا ہے اور نہ ہائی سکول کا کرتا ہے۔ ہاں اب تبدیل شدہ criteria جو وزیر اعلیٰ صاحب نے منظور کیا ہے اس میں اس سکول کو دیکھ لیں گے اور اگر اس کی گنجائش ہوئی تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ضرور کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر! میں بہت دیر سے اپنے وزیر موصوف کی گفتگو سن رہی ہوں۔ وہ فرما رہے ہیں کہ ہم سکولوں کو اپ گریڈ کر رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ خدارا! یہ ہوائی قلعے جو آپ ہمیں بنا کر دکھا رہے ہیں۔ ہمیں اس روشن پاکستان اور اس پڑھے لکھے پنجاب کا وہ خطہ دکھایا جائے۔ آپ ہمیں وہاں لے کر جائیں، کسی بس میں لے جائیں، کسی جہاز میں نہیں ہم تو ٹٹوؤں پر جانے کے لئے تیار ہیں لیکن وہ دکھائیں تو صحیح کہ وہ کون سا خطہ ہے کہ جہاں پر ترقی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ نشاط افزاء: ہمیں یہ وہ جگہ دکھائیں کہ جہاں روشن پاکستان ہے۔ بچے اسی طرح اینٹوں پر درختوں کے نیچے بیٹھے ہیں، وہاں پر پانی کا انتظام ہے نہ لیٹرین کا انتظام ہے۔ یہ صرف ہوائی قلعے بنا کر ترقی اور خوشحالی کی تصویریں دکھانے سے باز آ جائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! رمضان کے بعد محترمہ کے ساتھ ایک وفد بنا لیتے ہیں اور چلے چلیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس سوال کو آئے تقریباً چار سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ کیا انھوں نے چار سال کے

عرصے کے دوران اس دو کمروں کے سکول میں کیا اضافہ کیا ہے۔ جو دو کمروں کا سکول تھا وہ اب بھی دو کمروں کا سکول ہے۔ وہاں پر سہولیات نہیں ہیں۔ یہ باتیں کرتے ہیں کہ پڑھا لکھا پنجاب اور پورے صفحے کا اشتہار اخبار میں آ رہا ہے اور ٹی وی پر اشتہار چل رہے ہیں۔ چار سالوں میں دو کمروں کے سکول میں اور کمرے کیوں نہیں بنائے اس کی وجہ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! یہ ریفارمز پروگرام تین سالہ پروگرام ہے۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ پچھلے سال اس سکول کی باری نہ آئی ہو۔ ضلع اپنی ڈیمانڈ محکمے کو بھیجتا ہے۔ اگر یہ اس ڈیمانڈ میں شامل ہو گا تو ہمیں اسے کرنے میں انشاء اللہ تعالیٰ کوئی انکار نہیں ہو گا۔ یہ پیسے عوام کے ہیں اگر یہ سکول بھی اپ گریڈ ہو جائے گا تو ہمیں اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ج) کے حوالے سے میں نے ایک سوال کرنا ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں نے منسٹر صاحب سے یہ پوچھنا ہے کہ کسی بھی کلاس میں کتنے طلباء کے اوپر کتنے ٹیچرز ہو سکتے ہیں، کوئی انہوں نے manual yard stick بنائی ہوئی ہے؟ میں ان کو بتاؤں کہ بہاولپور میں ایک گرلز ہائی سکول ماڈل ٹاؤن ہے اس میں، میں نے ایک داخلے کے لئے سفارش کی تو ہیڈ مسٹریس صاحبہ نے بتایا کہ 90 بچیاں تو کلاس میں بیٹھی ہیں اور 30 بچیاں corridor میں بیٹھی ہیں جو کھڑکیوں سے جھانک کر دیکھتی ہیں کہ کچھ پڑھایا جا رہا ہے۔ اسی طرح وہاں ٹیکنیکل ہائی سکول ہے اس کی ایک کلاس میں میرا دوست مجھے وہاں لے گیا تو وہاں پر 96 طلباء بیٹھے ہوئے تھے اور ٹیچر کے لئے صرف دو تین فٹ کی جگہ تھی جس میں وہ کھڑا تھا۔ میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ کیا انہوں نے طلباء اور ٹیچر کی ratio کے حساب سے کوئی yard stick بنائی ہوئی ہے؟ اگر نہیں بنائی تو ان کو بنانی چاہئے۔ کیونکہ اگر کلاس میں 40 طلباء سے زائد بچے ہوں گے تو ٹیچر اس کے اوپر پوری توجہ نہیں دے سکتا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ طلباء اور ٹیچرز کی ratio کیا yard stick ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایجوکیشن!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! 35 بچوں پر ایک ٹیچر ہے۔ لیکن اگر آپ کی انرولمنٹ بڑھ رہی ہے اور گاؤں کے بچے سکولوں میں آنا چاہ رہے ہیں اور اگر ایک کمرے میں 30 بچوں کی گنجائش ہے اور 60 بچے بیٹھے ہوئے ہوں تو ہم بچوں کو تو discourage نہیں کر سکتے لیکن مجبوری ہے یا تو ہم اپنے ٹیچرز کی بھرتی زیادہ کر لیں۔ اب ٹیچرز کی بھرتی بھی مرحلہ وار ہوئی ہے جس کا سب کو پتا ہے لیکن خوش آئند بات یہ ہے کہ انرولمنٹ بڑھ رہی ہے یہ اچھی بات ہے کیونکہ لاکھوں بچے out of school ہیں کاش! ایسا ہو کہ ہماری آبادی کے حساب سے سکولوں کی ratio پوری ہو جائے لیکن آج بھی بے شمار ایسی تحصیلیں ہیں، بے شمار ایسے گاؤں ہیں جہاں پر مڈل سکول ہیں اور ہائی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! آپ تو خود بھی جانتے ہیں کیونکہ آپ کا حلقہ بھی rural based ہے۔ ہماری تو کوشش یہ ہے کہ ہم سکول بنائیں لیکن ہم نے اپنے finances بھی دیکھنے ہوتے ہیں لہذا ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ پنجاب کے تمام مڈل سکولوں کو ہم انشاء اللہ ہائی کا درجہ دے دیں گے اس لئے ہم نے criteria آسان کیا ہے وہ اس لئے کیا ہے کہ زمین اور انرولمنٹ کی جو cut لگادی جاتی تھی وہ دور ہو جائے اور بچوں کو اپنے گاؤں میں ہی رہ کر ہائی سکول یا ہائیر سیکنڈری کی سہولت مل سکے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جو issue raise کیا ہے یہ بہت sensitive ہے۔ منسٹر صاحب تو مستقبل کی بات کر رہے ہیں۔ میں نے جو مسئلہ اٹھایا ہے کہ شہروں کے اندر یہ صورتحال ہے تو priorities کی بنیاد پر جو سکول سنگل سٹوری ہے اس کو ڈبل، ٹرپل کر دیں لیکن یہ جو کلاس روم میں جلسہ عام ہوتا ہے اس کے نتیجے میں ٹیچر طلباء کو کچھ پڑھا نہیں سکتا اس حوالے سے گورنمنٹ ترجیحات کا کوئی تعین کرے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر جو بات کر رہی ہوں کہ انٹرمیڈیٹ بورڈ جو آپ کے فیصل آباد کے حلقے میں آتا ہے نام کی درستی کے حوالے سے وہاں پر جو فیس تھی وہ 100 فیصد نہیں بلکہ ہزاروں فیصد بڑھا دی گئی ہے۔ پنجاب میں جتنے بھی بورڈز ہیں آپ ان کا اور اس بورڈ کا موازنہ نہ کریں تو آپ کو پتا چلے گا کہ آپ کے حلقے میں جو انٹرمیڈیٹ بورڈ ہے اس نے نام کی درستی کے لئے ہزاروں کے حساب

سے فیس بڑھائی ہے۔آپ کا پڑھا لکھا پنجاب ہے اور تعلیم مفت کی جارہی ہے تو کس حساب سے کی جارہی ہے کہ جہاں فیس پانچ سو روپے تھی وہاں پانچ ہزار وصول کی جارہی ہے۔اب یہ غلطی کلیریکل سٹاف سے بھی ہو سکتی ہے، ایک نکتے سے بھی ہو سکتی ہے، جب وہ sign کرتے ہیں تب بھی ہو سکتی ہے۔عام بات ہو تو وہ الگ ہے لیکن اگر آپ کے حلقے میں جو بورڈ ہے، جو چیئر مین ہیں وہ بھی آپ کے ہی اپنے ہیں جو یہ سب کچھ کر رہے ہیں۔اس کا کم از کم کوئی حل تو ہونا چاہئے، فیس تو مقرر کریں۔

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر! اسے چیک کروالیں۔

وزیر تعلیم: جی، چیک کروالیتے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3171۔

ضلع بہاولنگر کے تعلیمی اداروں میں اساتذہ، عمارات اور دیگر سہولیات کی فراہمی کا مسئلہ

*3171۔ محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں کئی سکولوں کی اپنی بلڈنگز نہ ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں کئی سکولوں کی بلڈنگز ہونے کے باوجود عملہ اور طلباء نہ ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع میں کئی سکولوں کی چھت، چار دیواری نا مکمل ہے، بیت الخلاء بھی نہ ہیں؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اپنی پالیسی کے مطابق لٹریسی ریٹ بڑھانے کے لئے مذکورہ مسائل حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بہاولنگر کے 86 بوائز پرائمری، 30 گرلز پرائمری اور 6 بوائز مڈل سکولوں کی عمارات نہ ہیں۔

(ب) ضلع بہاولنگر کے 11 بوائز پرائمری، 8 گرلز مڈل اور ایک گرلز ہائر سیکنڈری سکول کی عمارات موجود

ہیں لیکن ابھی تک سٹاف تعینات نہیں کیا گیا۔ بھرتی اور ٹرانسفرز پر عائد پابندی کے باعث ان سکولوں میں کلاسوں کا اجراء نہیں کیا جا سکا۔

(ج) ضلع بہاولنگر کے نامکمل عمارات والے سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

	پرائمری		مڈل		ہائی	
	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز	بوائز	گرلز
بغیر چھت کے	86	30	6	-	-	-
نامکمل چار دیواری	590	209	63	52	72	17
بغیر لیٹرین	478	284	32	49	71	30

(د) مرحلہ وار پروگرام کے تحت حکومت تمام سکولوں کو بنیادی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں جتنے بھی سکولز ہیں ان کی بلڈنگز اپنی نہیں ہیں وہ rented schools ہیں اور ساتھ ہی انہوں نے وہ تعداد بھی بتائی ہے کہ کتنے سکول بوائز کے ہیں اور کتنے گرلز کے ہیں؟ انہوں نے جو سکولز بتائے ہیں جن کی اپنی عمارتیں نہیں ہیں ان میں 86 تو بوائز کے پرائمری سکولز بتائے ہیں، اس کے علاوہ 30 گرلز پرائمری سکولز ہیں اور 6 بوائز مڈل سکولز ہیں جن کی عمارت نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے ضلع بہاولنگر کے حوالے سے 11 بوائز پرائمری، 8 گرلز مڈل اور ایک گرلز ہائی سیکنڈری سکول کی عمارت کا بھی ذکر کیا ہے کہ وہاں پر عمارت نہیں ہے اور ساتھ سٹاف بھی نہیں ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے جز (ج) میں بتایا ہے جو بغیر چھت کے سکولز ہیں، نامکمل چار دیواری ہے یا بغیر لیٹرین کے جو سکول ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): مجھے یہ بتائیں کہ جب آپ کی اپنی بلڈنگز نہیں ہیں، سٹاف بھی آپ کے پاس

نہیں ہے تو یہ تعلیم کا سلسلہ آپ کیسے چلا رہے ہیں، آپ اسے کیسے کامیاب کریں گے اور کیسے آپ اسے پڑھا لکھا پنجاب بنائیں گے؟ میں محترم وزیر سے یہ request کروں گی کہ مجھے صرف یہ بتادیں کہ وہ کتنے عرصے تک ان کو بلڈنگز فراہم کر سکتے ہیں یا جہاں سٹاف نہیں ہے وہاں کب تک لگا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محترمہ نے جو ضلع بہاولنگر کے متعلق ساری صورتحال اپنے اس سوال کے ذریعے پوچھی ہے اس میں محکمے کی طرف سے جواب میں لکھا ہوا ہے اگر آپ جواب کا جز الف ملاحظہ فرمائیں تو ضلع بہاولنگر کے 86 بوائز پرائمری، 30 گرلز پرائمری اور 6 بوائز مڈل سکولوں کی عمارت نہ ہے یہ جواب ہم نے دیا ہے۔ لیکن یہ تین سال پہلے کا جواب ہے لیکن اب صورتحال بدل گئی ہے۔ اب موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اب بہاولنگر کے صرف 27 بوائز پرائمری، 30 گرلز پرائمری اور 4 مڈل سکولوں میں عمارت نہ ہے یعنی باقی بن چکے ہیں۔ تین سالوں میں جب سے ہم نے یہ ریفارم پروگرام شروع کیا ہے اس میں ہمیں کامیابی حاصل ہوئی ہے اور یہ ایک ضلع میں نہیں بلکہ تمام اضلاع میں چونکہ ہم نے پندرہ کروڑ روپیہ ہر ضلع کو اضافی دیا ہے یہ اس کی ایک مثال ہے کہ اس پیسے سے یہ سکول بن گئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ کا سوال ہے کہ باقی ماندہ جو سکول ہیں ان کی عمارت کب تک مکمل ہو جائے گی۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں آپ کو بتا دیتا ہوں۔ سال 2003 میں 14 کروڑ روپے دیئے جو 371 سکولوں کی missing facilities کو پورا کر رہے ہیں، 2004-05 میں ہم نے ضلع بہاولنگر میں 22 کروڑ روپے دیئے جو 240 سکولوں کی missing facilities کی سکیموں کو پورا کر رہے ہیں اور 2005-06 میں 13 کروڑ روپے ہم نے دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ان کا سوال ہے کہ باقی ماندہ سکولوں کی عمارت کب تک مکمل ہو جائے گی؟

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! وہ بھی جلدی ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ جلدی مکمل کر لیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! 2005-06 میں جو تعلیمی بجٹ 22 کروڑ روپے آیا ہے اسی کی رپورٹ میں پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ وہ پیسا کہاں لگا ہے، کون سی عمارتیں بنی ہیں، کون سی چار دیواری بنی ہے،

کہاں بجلی لگی ہے یا کس سکول میں پانی آیا ہے؟ یہی تو میں پوچھنا چاہ رہی ہوں؟

جناب سپیکر: یہ تو لمبا چوڑا سوال ہے۔اس کے لئے Fresh Question بنتا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): Fresh Question کی بات نہیں ہے۔ میں نے پچھلے سال بھی یہ مسئلہ یہاں پر اٹھایا تھا اس کی کم از کم مجھے رپورٹ دیں اور اب تک کتنی بلڈنگز بن چکی ہیں اور مزید جو اب فنڈ آیا ہے اس کا بھی تو پتا چلے وہ کہاں لگے گا؟

جناب سپیکر: محترمہ! باقی ماندہ سکولوں کی عمارتیں جلدی بنادی جائیں گی۔

جناب ارشد محمود بگو: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح محترمہ نے اپنے سارے سوال کو لمبا کر کے بتایا ہے جس طرح انہوں نے اس کا رونا بھی رویا ہے۔اسی طرح منسٹر ایجوکیشن منسٹر نے بھی اس کو گول کر کے مختصر جواب دے دیا ہے۔اس میں بغیر لیٹرین کے سکولوں کی جو تعداد بتائی گئی ہے اس میں بوائز کی 478 تھی اور گرلز کی 284 تھی۔ اب جس گرلز سکول میں لیٹرین نہیں ہے اس سکول کا آپ تصور کریں۔ میرا ان سے specific ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو بغیر لیٹرین کے 478 اور 284 سکولز تھے ان کی اس وقت پوزیشن کیا ہے کیونکہ یہ سوال تین سال پہلے کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، ایجوکیشن منسٹر صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میرے پاس موجودہ حالات کے مطابق سارے فگرز موجود ہیں اگر آپ کہیں تو میں باری باری پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔ بغیر لیٹرین کے بوائز پرائمری 340 سکول، بوائز مڈل 27، گرلز پرائمری 217 سکول اور گرلز مڈل 39 سکولز ہیں۔

جناب سپیکر! یہ جو میں نے فگرز دیئے ہیں یہ اس سے مختلف ہیں۔ اس میں آہستہ آہستہ improvement ہو رہی ہے اسی طریقے سے بغیر چھت کے، نامکمل چار دیواری اور بغیر لیٹرین کے یہ سارے فگرز میرے پاس fresh موجود ہیں جو کہ میرے جواب سے مختلف ہیں کیونکہ یہ تین سال پرانا جواب ہے۔اب تین سال بعد صورتحال بدل چکی ہے اور اس میں واضح improvement ہمیں نظر آ رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ضلع بہاولنگر کے سکولوں کی عمارات اور دیگر سہولیات

*3172 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاولنگر میں پرائمری، مڈل گرلز و بوائز سکولوں کی تعداد کیا ہے؟

(ب) متذکرہ ضلع میں ان سکولوں کی تعداد کیا ہے جہاں بجلی، چھت، چار دیواری اور بیت الخلاء نہ ہیں؟

(ج) ضلع میں ان سکولوں کی تعداد کیا ہے جہاں سکول کی بلڈنگ نہ ہے اور منظور شدہ تعداد کے مطابق عملہ نہ ہے؟

(د) ضلع میں ان سکولوں کی تعداد کیا ہے جہاں عملہ تو ہے مگر طلباء کی تعداد تیس سے بھی کم ہے؟

(ہ) ضلع میں ان ہائی سکولوں کی تعداد کیا ہے جہاں سائنس کی کلاسز نہ ہیں؟

(و) ضلع میں ان سکولوں کی تعداد کیا ہے، جہاں سائنس ٹیچرز کی اسامی خالی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بہاول نگر میں پرائمری و مڈل گرلز و بوائز سکولوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

	گرلز	بوائز
پرائمری	919	913
مڈل	212	96

(ب) تفصیل درج ذیل ہے:۔

درجہ سکول	بغیر چھت	بغیر چار دیواری	بغیر بجلی	بغیر بیت الخلاء

گرلز P/S 34	165		395	317
گرلز E/S 01	43		29	59
بوائز E/S 27	392		354	339
بوائز E/S 04	38		38	27

(ج) ضلع میں درج ذیل سکولوں کی عمارت نہ ہے اور منظور شدہ تعداد کے مطابق عملہ موجود ہے۔

	گرلز	بوائز
پرائمری	34	27
مڈل	01	04

(د) ضلع ہذا میں ایسے سکولوں کی تعداد 64 ہے جس کی تعداد طالبات 30 سے کم ہے۔

(ہ) ضلع ہذا میں 09 بوائز H/S اور 02 گرلز H/S ایسے ہیں جن میں سائنس کی کلاسز نہ ہیں۔

(و) ضلع ہذا میں 04 بوائز H/S ایسے ہیں جن میں سائنس ٹیچرز کی اسامیاں خالی ہیں جو کہ حالیہ ہونے والی نئی تقرریوں میں پر کر دی جائیں گی۔

پی پی۔138 لاہور میں رجسٹرڈ سکولوں کی تفصیلات اور تجدید رجسٹریشن کی صورتحال

*3237 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔138 لاہور میں اس وقت رجسٹرڈ سکولوں کی تعداد، نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس وقت ان میں سے کتنے سکولوں کی renewal کی درخواستیں کب سے کس کس دفتر میں کس کس اہلکار کے پاس کن بناء پر التواء میں پڑی ہیں، ان سکولوں کی نام وار تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سکولوں کی renewal کے لئے کیا قواعد وضوابط ہیں اور یہ کیس کتنے دنوں میں فائنل ہو جاتا ہے؟

(د) کیا حکومت جن سکولوں نے رجسٹریشن renewal کے لئے درخواستیں جمع کروائی ہوئی ہیں ان کی renewal کرنے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی-138 لاہور میں پرائمری، مڈل اور ہائی / ہائر سیکنڈری رجسٹرڈ سکولز کی تعداد 514 ہے جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) حلقہ پی پی-138 لاہور میں موجود رجسٹرڈ سکولوں کی renewal کی درخواستیں دفتر کے کسی اہلکار کے پاس زیرالتوا نہیں ہیں۔ علاقہ کے رجسٹرڈ سکولوں کو ریکارڈ مکمل کرنے پر renewal دے دی جاتی ہے۔

(ج) سکولوں کی renewal کے لئے مندرجہ ذیل دستاویزات درکار ہوتے ہیں۔

1۔ درخواست برائے renewal
2۔ سٹاف سٹیٹمنٹ
3۔ کلاس وائز بچوں کی تعداد
4۔ کلاس وائز فیس
5۔ سابقہ رجسٹریشن کی کاپی
6۔ renewal فیس کا بنک چالان

دفتر ہذا میں درخواست موصول ہونے کے بعد تقریباً ایک ماہ میں renewal کر دی جاتی ہے۔

(د) حلقہ پی پی-138 لاہور میں renewal کے لئے جو درخواستیں دفتر ہذا کو موصول ہوئی تھیں ان کو renewal دے دی گئی ہے، علاوہ ازیں جیسے ہی کوئی درخواست برائے renewal موصول ہوتی ہے ریکارڈ مکمل ہونے پر اس سکول کی رجسٹریشن میں توسیع کر دی جاتی ہے۔

ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی لاہور کے خلاف DPI/آفس کی انکوائری رپورٹ پر عملدرآمد کی تفصیل

*3270 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ D.P.I(S.E) پنجاب کی چٹھی نمبری 21203 مورخہ 15-11-02 کے تحت سینئر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی لاہور کے خلاف کرپشن کے الزامات میں انکوائری ہوئی اور الزامات ثابت ہو گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ انکوائری سیکرٹری تعلیم کے دفتر میں pending ہے، اب تک اس کے

خلاف کوئی کارروائی کیوں نہ ہوئی؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ D.P.I(SE) پنجاب نے ابتدائی تحقیقاتی رپورٹ محکمہ تعلیم کو پنجاب ریموول فرام سروس (سپیشل پاورز) آرڈیننس 2000 کے تحت انکوائری شروع کرنے کے لئے بھیجی۔

(ب) جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی نے بحکم مورخہ 11۔اکتوبر 2003 کو درج ذیل افسران پر مشتمل انکوائری کمیٹی مقرر کی۔

(i) میاں داؤد احمد سابق ڈائریکٹر (نصاب BS-20)، پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ لاہور

(ii) مسماۃ تابندہ عماد سابق پرنسپل (BS-20) گورنمنٹ کالج آف ایلیمنٹری ٹیچرز کوٹ لکھپت، لاہور

انکوائری کمیٹی نے انکوائری مکمل کرنے کے بعد اپنی رپورٹ ارسال کی مگر مسرت پروین شاہ انکوائری کمیٹی کے سامنے پیش نہ ہوئی اور اس کمیٹی پر عدم اعتماد کیا۔

جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی کے حکم مورخہ 04-06-07 کے تحت مسماۃ مسرت پروین شاہ سابق سینئر ہیڈ مسٹریس گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور کے خلاف de novo inquiry کا حکم صادر فرمایا اور تحقیقات کے لئے درج ذیل آفیسرز پر مشتمل انکوائری کمیٹی قواعد کے مطابق تشکیل دی۔

1۔ ڈاکٹر نرگس رفیق (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج (خواتین) بلال گنج لاہور

2۔ ڈاکٹر ذکریا طارق (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج (خواتین) ٹمبر مارکیٹ لاہور

3۔ ڈاکٹر زمرد سلیمان (BS-20) پرنسپل گورنمنٹ کالج آف ایجوکیشن (خواتین) لاہور

انکوائری کمیٹی نے تحقیقات کے بعد رپورٹ ارسال کر دی لیکن PAC کے لئے تیار کردہ ورکنگ پیپرز میں مذکورہ لیڈی آفیسر کے خلاف انہی الزامات پر مشتمل advance para پر غور ہونا تھا اس لئے رپورٹ پر فیصلہ مؤخر کیا گیا۔ پی اے سی کی میٹنگ مورخہ 04-11-20 کو منعقد ہوئی جس میں محکمہ کو ہدایت کی گئی کہ ایڈوانس پیرا نمبر 23,30 کے مدنظر مذکورہ لیڈی آفیسر کے خلاف محکمانہ کارروائی کی جائے اور مبلغ -/1,35,156 روپے اس سے وصول کئے جائیں۔ پی اے سی کی ان ہدایات کے تحت

متذکرہ انکوائری رپورٹ انکوائری کمیٹی کو واپس بھیجی گئی کہ وہ تمام ریکارڈ کی دوبارہ چھان بین کر کے رپورٹ ارسال کرے مگر اس کمیٹی نے مزید کارروائی کرنے سے معذوری کا اظہار کیا۔ ان حالات کے تحت جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی نے درج ذیل آفیسران پر مشتمل نئی انکوائری کمیٹی مقرر کی تاکہ تمام ریکارڈ کا از سر نو جائزہ لیکر رپورٹ ارسال کرے۔

1۔ مسماۃ جمیلہ اختر (BS-20) ڈائریکٹر (اے اینڈ جی) ڈی پی آئی آفس لاہور

2۔ مسٹر مقصود حسن نقوی زیر معتمد (جی II-) محکمہ تعلیم پنجاب لاہور

کمیٹی نے چارج شیٹ مذکورہ لیڈی آفیسر کو جاری کی اور تمام ریکارڈ کی چھان بین مکمل کر لی ہے اور آئندہ چند روز تک انکوائری رپورٹ بھیجنے کا وعدہ کیا ہے، انکوائری رپورٹ کی دستیابی پر جناب وزیر اعلیٰ پنجاب / مجاز اتھارٹی کو مناسب احکامات کے لئے پیش کر دی جائے گی۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور میں بچیوں کی تعداد اور ٹھیکہ کینٹین کی صورتحال

*3271 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور کی ہیڈ مسٹریس مسرت پروین شاہ نے جس وقت مورخہ 97-05-07 کو چارج لیا اس وقت سکول میں بچیوں کی تعداد اور موجودہ تعداد کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ موجودہ ہیڈ مسٹریس کے دور میں تعداد 1944 سے کم ہو کر 1260 رہ گئی ہے اس کی وجہ کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نے کینٹین کا ٹھیکہ بغیر بولی کے دے رکھا ہے اور طالبات کے سکول میں اس ٹھیکہ کی شہرت اچھی نہ ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور کی سابق ہیڈ مسٹریس مسرت پروین شاہ نے جب

سکول کا چارج لیا اس وقت طالبات کی تعداد 1947 تھی جبکہ موجودہ تعداد 1051 ہے۔

(ب) سوال میں دی گئی تعداد درست نہ ہے۔ مسرت پروین شاہ نے جب سکول ہذا کا چارج 24۔ مئی 2004 کو چھوڑا اس وقت تعداد 1086 تھی، موجودہ ہیڈ مسٹریس نے سکول کا چارج 04-07-29 کو لیا، طالبات کی تعداد میں کمی کی وجوہات درج ذیل ہیں۔

1۔ والدین کا اپنے بچوں کو انگلش میڈیم پرائیویٹ سکولوں میں پڑھانے کا رجحان

2۔ سکول بلڈنگ کی ابتر حالت اور پینے کے پانی کا ناقص انتظام۔

3۔ ہیڈ مسٹریس اور اساتذہ کی آپس میں نااتفاقی اور گروپ بندی۔ انہی وجوہات کی بناء پر ہیڈ مسٹریس مسرت پروین شاہ کا تبادلہ کر دیا گیا ہے۔

اب سکول بلڈنگ میں نئی عمارت کا اضافہ ہو چکا ہے اور پرانی عمارت کی مرمت کروا دی گئی ہے نیز پینے کے پانی کا بندوبست کر دیا گیا ہے اور پنکھے لگا دیئے گئے ہیں اس وجہ سے امید ہے کہ طالبات کی تعداد میں اضافہ ہوگا۔

(ج) گورنمنٹ گرلز ہائی سکول چوبرجی گارڈن لاہور میں کینٹین کا ٹھیکہ بذریعہ ٹینڈر 03-2002 میں مبلغ -/4500 روپے دیا گیا اور 2004 میں یہ ٹھیکہ مبلغ -/2500 روپے میں دیا گیا، کینٹین ٹھیک نہیں چل رہی تھی، موجودہ ہیڈ مسٹریس نے اخبار میں اشتہار دے کر سکول کونسل کی نگرانی میں کھلی بولی کے ذریعے خاتون ٹھیکیدار کو مبلغ -/48000 روپے میں ٹھیکہ دیا گیا۔ اب یہ کینٹین خاتون ٹھیکیدار کے تحت ٹھیک چل رہی ہے۔

ضلع شیخوپورہ میں طلباء، اساتذہ اور بغیر عمارات کے سکولوں کی تعداد

*3415 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع شیخوپورہ میں بغیر عمارات (shelter less) سکولوں کی تعداد کتنی ہے اور یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان سکولوں کے اساتذہ اور طلباء و طالبات کی تعداد کیا ہے؟

(ج) بغیر عمارات کے سکولوں کو ان کی اصل جگہ (جہاں ان کی منظوری تھی) پر چلایا جا رہا ہے یا کسی اور مقام پر شفٹ کیا گیا ہے؟

(د) اگر بغیر عمارات کے سکولوں کو اصل مقام سے کسی دوسری جگہ منتقل کیا ہے تو ان سکولوں کے طلباء وطالبات کی کیا صورتحال ہے؟

(ہ) کیا مذکورہ سکولوں کو حکومت عمارات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں 128 بوائز اور 36 گرلز پرائمری سکول بغیر عمارات کے ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مطلوبہ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) بغیر عمارات کے تمام سکول اپنی اصل جگہ پر کام کر رہے ہیں۔

(د) جز (ج) کے جواب کی روشنی میں یہ جز جواب کا متقاضی نہ ہے۔

(ہ) بغیر عمارات کے سکولوں کو فنڈز دستیاب ہونے کی صورت میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت عمارات فراہم کر دی جائیں گی۔

پی پی۔112 گجرات میں چار دیواری کے بغیر سکولز اور حکومتی اقدامات

*3510 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں کتنے ایسے گرلز و بوائز پرائمری، مڈل اور ہائی سکول ہیں جن کی چار دیواری نہ ہے۔ ان کی تفصیل بتائی جائے؟

(ب) کیا حکومت ان سکولوں کی چار دیواری بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔112 گجرات میں 25 سکول بغیر چار دیواری کے ہیں جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مرحلہ وار پروگرام کے تحت ان سکولوں کو چار دیواری فراہم کر دی جائے گی۔

ایف سی کالج لاہور کی سابق ادارے کو واپسی سے متعلق تفصیلات

*3705 ڈاکٹر اسد اشرف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قومی تحویل میں لئے گئے تعلیمی ادارے اصل مالکوں /اداروں کو واپس کئے گئے ہیں، ان کے نام، پتاجات اور تعداد بیان فرمائیں؟

(ب) کیا ایف سی کالج لاہور سابق مشنری ادارے کو ہی واپس کیا گیا ہے یا کسی اور ادارے کو جبکہ حکومت قومی تحویل میں لئے گئے دیگر تعلیمی اداروں کو خود چلا رہی ہے، مذکورہ کالج کو واپس کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج کو واپس کرتے ہوئے حکومت کا خرید کردہ سامان (مثلاً فرنیچر /لیبارٹری اور 6 عدد بسیں وغیرہ) بھی ساتھ ہی دے دیا گیا۔ ان کی قیمت وصول کی گئی تو کتنی اگر نہیں تو وجوہات بتائی جائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے ملازم اساتذہ کا سروس ریکارڈ بھی مشنری ادارے کو واپس کیا گیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ سابق دور کے ایف سی کالج کی خصوصی کمیٹی کے چیئرمین / موجودہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے کالج کو مختلف سامان خریدنے کے لئے 2 کروڑ روپے کی گرانٹ دی تھی، مذکورہ گرانٹ سے خرید کردہ سامان کس کی تحویل میں ہے اگر مذکورہ سامان مشنری ادارے کو دیا گیا ہے تو کس قاعدہ /قانون اور اتھارٹی سے، بیان فرمائیں؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایف سی C کالج کو واپس کرنے کے بعد 25 لاکھ روپے کی گرانٹ صرف چار دیواری کے لئے دی گئی یہ رقم کس فنڈ سے، کس پالیسی اور حکم کے تحت جاری کی گئی، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ز) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے فیصلے کے مطابق مشنری ادارے کو کالج کی اراضی واپس کرنی تھی، لیکن حکومت نے سرکاری خزانے سے خرید کردہ تمام ساز و سامان جو لاکھوں میں تھا، مذکورہ ادارے کو دے دیا۔ اس بے قاعدگی کا کون ذمہ دار ہے، کیا اس کے خلاف ایکشن لینے

کا حکومت ارادہ رکھتی ہے تو کب تک اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں نیز حکومت سامان کی قیمت وصول کرنا چاہتی ہے یا نہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست نہ ہے۔ تاہم ایف سی کالج لاہور کو اس کے اصل مالک کو واپس کیا گیا ہے۔ نام و پتا درج ذیل ہیں۔ اس ادارے کا پتا پاکستان میں چھ ایمپریس روڈ لاہور اور امریکہ میں ہیڈ آفس 100 ودرسپون سٹریٹ، لوئی ویل، کنٹکی سٹیٹ، یو ایس اے ہے۔

(ب) درست ہے۔ ایف سی کالج سابق مشنری ادارے "پریسبٹیرین چرچ USA" کو واپس کیا گیا ہے۔ کالج ہذا کی مذکورہ واپسی حکومت کی denationalization کی پالیسی کے تحت عمل میں آئی ہے۔

(ج) درست ہے۔ کالج کو واپس کردہ سامان کی قیمت وصول نہ کی گئی ہے۔ جب مذکورہ ادارہ قومی تحویل میں لیا گیا تھا تو کسی قسم کے سامان کی قیمت ادا نہیں کی گئی تھی۔ چونکہ اب جبکہ یہ کالج مشنری ادارے کو واپس کیا گیا ہے تو کسی قسم کی قیمت وصول نہ کی گئی ہے اور ایسا حکومت پاکستان اور حکومت امریکہ کے درمیان 1959 میں کئے گئے ایک معاہدہ (Treatise of Friendship & Commerce) کی ایک شق کے تحت کیا گیا ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ تاہم سابق وزیر اعلیٰ پنجاب نے مذکورہ کالج کو بلڈنگ کی مرمت اور کیمپس میں بجلی اور سڑکوں کی سہولیات کو بہتر بنانے کے لئے لگ بھگ دو کروڑ کی گرانٹ دی تھی۔

(و) درست ہے۔ فنانس ڈیپارٹمنٹ کو جاری کردہ notification کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) درست ہے۔ جب مذکورہ کالج کو nationalized کیا گیا تھا تب اس کے تمام ملکیتی اثاثے بھی قومی تحویل میں لے لئے گئے تھے۔ اب جبکہ اس کالج کو اس کے سابق مالک مشنری ادارے کو واپس کر دیا گیا ہے تو کالج میں موجود تمام اثاثے بھی واپس کر دیئے گئے ہیں۔

موضع ہرپو کی تحصیل کامونکی، گوجرانوالہ میں پرائمری سکول کی اپ گریڈیشن

*3770 میاں خالد محمود: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ہرپو کی تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی آبادی 20ہزار سے زیادہ ہے اور گورنمنٹ پرائمری سکول صرف ایک ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع ہرپو کی میں دو عدد پرائیویٹ ہائی سکول کام کر رہے ہیں اور عوام کو دونوں ہاتھوں سے لوٹ رہے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع ہرپو کی میں گورنمنٹ ہائی سکول نہ ہونے کی وجہ سے پرائیویٹ ہائی سکول میں داخلہ لینا پڑتا ہے اور پرائیویٹ ہائی سکول کے مالکان منہ مانگی فیس وصول کرتے ہیں اور پرائیویٹ ہائی سکول میں تعداد600 طلباء سے زیادہ ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پرائمری سکول کو اپ گریڈ کر کے مڈل یا ہائی سکول کا درجہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) موضع ہرپو کی تحصیل کامونکی ضلع گوجرانوالہ کی آبادی تقریباً دس ہزار نفوس پر مشتمل ہے اور اس میں ایک گورنمنٹ پرائمری سکول کام کر رہا ہے۔

(ب) اس موضع میں ایک مڈل اور ایک ہائی پرائیویٹ رجسٹرڈ سکول کام کر رہے ہیں۔

(ج) موضع ہرپو کی سے صرف دو کلو میٹر کے فاصلے پر گورنمنٹ بوائز ہائی سکول ملکے کام کر رہا ہے، یہ درست ہے کہ موضع ہرپو کی میں موجود پرائیویٹ ہائی سکول میں طلباء کی تعداد چھ سو سے زائد ہے اور نہم دہم کے طلباء سے 150 روپے ماہانہ فیس وصول کی جاتی ہے۔

(د) گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول ہرپو کی مڈل یا ہائی کا درجہ دینے کے لئے مروجہ پیمانے پر پورا نہیں اترتا لہذا اسے اپ گریڈ نہیں کیا جا سکتا۔

سال 2001 تا 2003۔ پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ کے رجسٹرڈ پبلیشرز کی تفصیل

*3784 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 2001 تا دسمبر 2003 پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے نصابی کتب کی اشاعت کے لئے کتنے

پبلیشرز کو رجسٹر کیا رجسٹر کئے گئے پبلیشرز میں کتنے ایسے ہیں جو متعلقہ فیلڈ کا تجربہ رکھتے ہیں اور کتنے ایسے ہیں جو مطلوبہ تجربہ / معیار نہیں رکھتے، کتنے فرضی اداروں کے خلاف پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ نے کارروائی کی اور کیا سزا دی گئی، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر تعلیم:

سال 2001 تا دسمبر 2003 پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ میں پبلیشرز کو رجسٹرڈ کیا، یہ تمام ادارے بورڈ کے مطلوبہ قواعد و ضوابط پر پورا اترتے ہیں اور متعلقہ فیلڈ کا تجربہ رکھتے ہیں۔ پہلے سے رجسٹر شدہ اداروں کی پڑتال کے دوران مندرجہ ذیل دو فرضی اداروں کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے ان کی رجسٹریشن منسوخ کی گئی۔

1- میسرز امین بک ڈپو، لاہور

2- میسرز خورشید بک ڈپو، لاہور

ضلع لاہور میں پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کی محکمانہ ترقی کی تفصیلات

*3796 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں کتنے پی۔ٹی۔سی ٹیچرز کو یکم جنوری 2001 سے آج تک کس کس حیثیت سے محکمانہ طور پر ترقی دی گئی ہے، ترقی پانے والے ٹیچروں کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) کیا ان ٹیچروں کو ترقی دینے سے قبل ضلع ہذا کے ٹیچروں سے درخواستیں طلب کی گئی تھیں تو درخواستیں دینے والے ٹیچروں کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تاریخ تقرری کی تفصیل فراہم کریں؟

(ج) اس ترقی کے لئے کن کن افسران کی محکمانہ پروموشن کمیٹی تشکیل دی گئی تھی ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے ملازمین کو میرٹ پر اور کتنے ملازمین کو بغیر میرٹ کے ترقی دی گئی، بغیر میرٹ ترقی پانے والے اہلکاران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) کیا حکومت بغیر میرٹ ترقی دینے والے افسران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یکم جنوری 2001 سے اگست 2006 تک ضلع لاہور میں 324 پی ٹی سی ٹیچرز کو محکمانہ ترقی دی گئی جن میں سے 170 کو بطور ای ایس ٹی 139 کو ایس وی، 2 کو عربی ٹیچر (A.T)، ایک کو OT اور 3 کو SST اور 9 کو ایل سی ترقی دی گئی۔ ترقی پانے والے ٹیچروں کے نام، ولدیت، پتاجات، تعلیمی قابلیت، تاریخ تقرری اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اساتذہ سے ترقی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں درخواست دہندگان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تقرری کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع لاہور میں کینٹ اور سٹی کی سطح پر دو پروموشن کمیٹیاں بلحاظ زنانہ / مردانہ الگ الگ تشکیل دی گئیں، فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 324 اساتذہ کو میرٹ پر ترقی دی گئی اور کسی کو بھی بغیر میرٹ ترقی نہیں دی گئی۔

(ہ) جز(د) کی روشنی میں غیر متعلقہ ہے۔

ضلع راولپنڈی میں شیلٹر لیس سکولز، اساتذہ اور طلباء کی تعداد

*3812: محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وائز فراہم کی جائے۔

(ج) ان شیلٹر لیس سکولوں کی حکومت کب تک عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز موجودہ مالی سال کے دوران کن کن شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات تعمیر کی جارہی ہیں؟

(د) کیا حکومت سردیوں کے دوران مذکورہ سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو متبادل جگہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت راولپنڈی کی رپورٹ کے مطابق ضلع راولپنڈی میں مذکورہ سکولز کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول گیلانی، واہ کینٹ

2۔ گورنمنٹ بوائز ملت پرائمری سکول ڈھوک کالا خان، راولپنڈی

3۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کوٹلہ یوسی سکھو گوجرخان

4۔ گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول موہڑہ پھل گوجرخان

5۔ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈھگل تحصیل مری

(ب)

	نام سکول	تعداد طلباء	تعداد اساتذہ
1۔	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول گیلانی، واہ کینٹ	157	03
2۔	گورنمنٹ بوائز ملت پرائمری سکول ڈھوک کالا خان، راولپنڈی	166	05
3۔	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول کوٹلہ U C سکھو گوجرخان	120	03
4۔	گورنمنٹ بوائز پرائمری سکول موہڑہ پھل گوجرخان	28	03
5۔	گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول ڈھگل تحصیل مری	35	02

(ج) ضلعی حکومت راولپنڈی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ بالا شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات کے کیسز امسال فیڈرل PRP/ESR سکیم میں فراہم missing facilities کے تحت تعمیر کے لئے DDC کو بھجوائے جاچکے ہیں اور ان کی تعمیر ستمبر 2006 کے پہلے ہفتہ میں شروع ہوگی۔

(د) ضلعی حکومت راولپنڈی کی رپورٹ کے مطابق مذکورہ بالا سکولز فی الوقت مستعار شدہ / کرایہ کی عمارات میں چل رہے ہیں اور اس طرح متبادل جگہ کا انتظام پہلے ہی کر دیا گیا ہے۔

ضلع سیالکوٹ میں شیلٹر لیس سکولز، اساتذہ اور طلباء کی تعداد

*3816 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع سیالکوٹ میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وائز فراہم کی جائے۔

(ج) ان شیلٹر لیس سکولوں کی حکومت کب تک عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز موجودہ مالی سال کے دوران کن کن شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات تعمیر کی جا رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت سردیوں کے دوران مذکورہ سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو متبادل جگہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق ضلع سیالکوٹ میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وائز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق 29 شیلٹر لیس سکولز کی عمارات تعمیر کی جا چکی ہیں، جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، باقی ماندہ شیلٹر لیس سکولز کی عمارات آئندہ مالی سال کے دوران وزیر اعلیٰ پنجاب کے ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت فنڈز مہیا ہونے کی صورت میں تعمیر کر دی جائیں گی۔

(د) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سیالکوٹ کی رپورٹ کے مطابق سردیوں کے دوران مذکورہ سکولز میں متبادل انتظامات کر دیئے گئے ہیں۔

ضلع گوجرانولہ میں شیلٹر لیس سکولز، اساتذہ اور طلباء کی تعداد

*3817 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں شیلٹر لیس سکولز کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ب) ان شیلٹر لیس سکولوں میں اساتذہ اور زیر تعلیم طالب علموں کی تعداد سکول وائز فراہم کی جائے۔

(ج) ان شیلٹر لیس سکولوں کی حکومت کب تک عمارات تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، نیز موجودہ مالی سال کے دوران کن کن شیلٹر لیس سکولوں کی عمارات تعمیر کی جارہی ہیں؟

(د) کیا حکومت سردیوں کے دوران مذکورہ سکولوں میں زیر تعلیم بچوں کو متبادل جگہ دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں 19 بوائز پرائمری سکولز اور 23 گرلز پرائمری سکولز عمارات کے بغیر ہیں، ان سکولوں کے نام اور جگہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) آئندہ مالی سال میں درکار زمین اور وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں ان سکولوں کی عمارات کی تعمیر کے لئے اقدامات کئے جائیں گے تاہم موجودہ مالی سال میں جن سکولوں کی عمارات آخری مراحل میں ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مذکورہ سکولوں کی عمارات کی فراہمی کے متعلق وضاحت اجزاء بالا میں پیش کر دی گئی ہے۔

ایم۔ سی گرلز پرائمری سکول نمبر 2 پیپلز کالونی فیصل آباد میں بنیادی سہولیات کی فراہمی

*3818 محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم۔ سی پرائمری گرلز سکول نمبر 2 بالمقابل کوہ نور ٹیکسٹائل ملز پیپلز کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد بنیادی سہولتوں (مثلاً فرنیچر، باتھ روم) سے محروم ہے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ گرلز سکول میں بنیادی سہولتیں فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہ بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ایم سی پرائمری گرلز سکول نمبر 2 بالمقابل کوہ نور ٹیکسٹائل ملز پیپلز کالونی جڑانوالہ روڈ فیصل آباد میں بیت الخلاء موجود ہے جبکہ فرنیچر نہ ہے۔

(ب) مذکورہ سکول کو مرحلہ وار پروگرام کے تحت ترجیحی بنیادوں پر بنیادی سہولتیں فراہم کر دی جائیں گی۔

ضلع فیصل آباد۔ اساتذہ کے تقرری کے آرڈر کے اجراء میں تاخیر

*3841 جناب علی عباس: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع فیصل آباد میں نومبر 2003 میں کنٹریکٹ پر اساتذہ کی بھرتی ہوئی ہے لیکن ابھی تک تقرری کے آرڈر جاری نہیں ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب کے دوسرے اضلاع میں بھرتی مکمل ہو گئی ہے اور اساتذہ اپنی ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ضلع فیصل آباد کے اساتذہ کے تقرری کے آرڈر نہ ہونے کی وجہ بیان کرنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے اور بھرتی کئے ہوئے اساتذہ کے تقرری آرڈر جاری کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع فیصل آباد میں کنٹریکٹ پر اساتذہ کی بھرتی کے سلسلہ میں سیکنڈری سکول ایجوکیٹرز کے تقرری آرڈرز ماہ نومبر 2003 میں بدست وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی تقسیم کئے گئے اور ESE اور SESE کے تقررنامے ماہ دسمبر 2003 میں بدست چودھری ظہیر الدین خان وزیر مواصلات و تعمیرات پنجاب تقسیم کئے گئے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں جز (ج) جواب کا متقاضی نہ ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تکیہ لسری شاہ، اچھرہ لاہور میں سٹاف کی کمی

*3844 جناب محمد آجاسم شریف: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تکیہ لسری شاہ، اچھرہ، لاہور میں طالبات کی کثیر تعداد کے باوجود انگلش ٹیچرز کی کمی کو پورا اور سائنس ٹیچر کی تعیناتی نہیں کی گئی؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ سکول کے مسائل حل کرنے نیز ٹیچرز کی کمی اور سائنس ٹیچر تعینات نہ کرنے والے افسران اور اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے کا بھی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ادارے، گورنمنٹ گرلز ہائی سکول تکیہ لسری شاہ اچھرہ میں اس وقت

طالبات کی تعداد 1045 ہے جبکہ سکول ہذا میں انگریزی اور سائنس پڑھانے کے لئے موجودہ اساتذہ کے کوائف درج ذیل ہیں۔

1۔ سلیمہ اختر ملک، بی اے، بی ایڈ (SST) بطور انگلش ٹیچر
2۔ فرح دیبا بنت فیروز دین ایم اے، ایم ایڈ (SST) بطور انگلش ٹیچر
3۔ شائستہ پروین بند عزیز احمد، بی اے بی ایڈ (بطور انگلش ٹیچر)
4۔ حفظہ اختر بنت غلام نبی، بی ایس سی، بی ایڈ (بطور سائنس ٹیچر)
5۔ عابدہ حنیف بنت محمد حنیف، بی ایس سی، ایم ایڈ (بطور سائنس ٹیچر)

(ب) سکول ہذا میں ٹیچرز کی 26 اسامیاں منظور شدہ ہیں جبکہ تعینات ٹیچرز کی تعداد 19 ہے۔ 07 ٹیچرز مزید درکار ہیں، تبادلہ جات پر سے پابندی ختم ہونے کے بعد ٹیچرز کی کمی کو پورا کر دیا جائے گا۔

لاہور، یو سی 120 میں نو تعمیر شدہ سکول پر ناجائز قبضہ اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*3896 **بیگم نور النساء ملک:** کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کی یونین کونسل نمبر 120 محلہ علی رضا آباد میں محکمہ نے لڑکیوں کے لئے ایک سکول تعمیر کیا ہے جس پر علاقہ کے بااثر افراد نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکول کی دیوار بھی قبضہ گروپ نے گرا دی ہے اور سکول کے احاطے میں مٹی ڈال رہے ہیں تاکہ قبضہ پکا ہو جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ کو بذریعہ درخواست قبل ازیں گزارش کی گئی تھی کہ سکول ہذا خالی پڑا ہے اس میں سٹاف تعینات کیا جائے؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ سکول کو قابضین سے واگزار کروانے، قبضہ گروپ کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور سکول ہذا میں سٹاف تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) محلہ علی رضا آباد، یونین کونسل 120 لاہور میں لوکل کونسل کے تعمیر کردہ سکول پر چند افراد کا ناجائز

قبضہ تھا جسے واگزار کروالیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ ناجائز قابضین نے مذکورہ سکول کی چار دیواری گرادی تھی لیکن سکول کا قبضہ واگزار کروانے کے بعد اس کی چار دیواری تعمیر کرا دی گئی ہے۔

(ج) گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول سلطان آباد کو 04-10-16 سے گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول کھمبہ میں ضم کر دیا گیا ہے، اس سکول کے لئے اساتذہ کی تین منظور شدہ اسامیاں ہیں جن میں سے دو معلمات کام کر رہی ہیں جبکہ بچوں کی تعداد 109 ہے۔

(د) اجزاء بالا کے جوابات میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

چک نمبر 494گ۔ب، ماموں کانجن، تعمیر شدہ کالج بلڈنگ میں کلاسز کے اجراء کا مسئلہ

*3908 ملک خالد محمود وٹو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 1997 میں چک 494گ ب، لال ترانہ نزد ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں 90 لاکھ روپے کی لاگت سے گورنمنٹ انٹر میڈیٹ کالج تعمیر ہوا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے 2001 میں مذکورہ کالج کے لئے فرنیچر بھی تیار ہو گیا تھا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ کالج میں ابھی تک کلاسیں کیوں شروع نہیں ہو سکیں اور کب تک کلاسز شروع ہو جائیں گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے۔ تاہم سال 99-1998 میں چک نمبر 494گ۔ب لال ترانہ نزد ماموں کانجن ضلع فیصل آباد میں 70 لاکھ 49 ہزار روپے کی لاگت سے سیکنڈری سکول برائے جماعت نہم تا بارہویں تعمیر ہوا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکول کے لئے 02-2001 میں فرنیچر خریدا گیا۔

(ج) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے اپنی چٹھی نمبر SO(SNE)3-14/2002 مورخہ 24-11-03 کے تحت مذکورہ سکول کی SNE جاری کر دی ہے۔ بھرتی پر عائد پابندی ختم ہونے پر مذکورہ سکول میں سٹاف مہیا کیا جا سکے گا جس سے کلاسوں کا اجراء ہو سکے گا۔

چک 615گ۔ب فیصل آباد میں ہائی سکول میں سٹاف کی کمی کا مسئلہ

*3909 ملک خالد محمود وٹو: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک 615گ ب ضلع فیصل آباد کے ہائی سکول میں عملہ کم ہونے کی وجہ سے طلباء کی پڑھائی کا نقصان ہو رہا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کب تک عملہ کی تعداد پوری کر دی جائے گی؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ مذکورہ سال کے صرف 168 طلباء کے لئے 9 اساتذہ تعینات ہیں جبکہ اساتذہ کی پانچ اسامیاں خالی ہیں۔

(ب) بھرتی اور تبادلوں پر عائد پابندی کے خاتمہ پر اس سکول میں خالی اسامیاں پر کی جاسکیں گی۔

تحصیل کوٹ ادو میں تعلیمی اداروں، اساتذہ اور عمارات کی تفصیل

*3919 چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں تعلیمی اداروں کی تعداد اور ان میں تعینات اساتذہ کی تعداد مع نام بیان فرمائیں۔

(ب) مذکورہ تحصیل میں تعلیمی اداروں کی عمارتوں کی تعداد ان کی تاریخ تعمیر اور ان میں کلاسوں کے اجراء کی تاریخ بیان فرمائیں۔

(ج) مذکورہ تحصیل میں گھوسٹ اور بند سکولوں کی تعداد بیان فرمائیں اور بند سکولوں کو کب تک کھولنے کا پروگرام ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) تحصیل کوٹ ادو ضلع مظفر گڑھ میں درج ذیل 859 تعلیمی ادارے کام کر رہے ہیں، سکولوں کے نام اور ان میں تعینات 3224 اساتذہ کے ناموں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

درجہ	مردانہ	زنانہ	میزان

مسجد مکتب / محلہ سکول / پرائمری	456	313	769
مڈل	29	22	51
ہائی	24	09	33
ہائر سیکنڈری	03	01	04
کالجز	01	01	02
میزان	513	346	859

(ب) تحصیل کوٹ ادو کے درج ذیل 723 تعلیمی اداروں کی عمارتیں موجود ہیں:۔

درجہ	مردانہ	زنانہ	میزان
پرائمری	367	267	634
مڈل	28	22	50
ہائی	24	09	33
ہائر سیکنڈری	03	01	04
کالجز	01	01	02
میزان	423	300	723

ان اداروں کی عمارتوں کی تاریخ تعمیر اور اجراء کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تحصیل کوٹ ادو میں کوئی گھوسٹ سکول موجود نہ ہے۔ البتہ دو سکول گرلز پرائمری سکول سیال والا اور گرلز پرائمری سکول حاجی شاہ معلمات کی تعیناتی نہ ہونے کی وجہ سے بند ہیں۔ نئی بھرتی کی اجازت ملنے پر ہر دو سکولوں میں معلمات کی تعیناتی کر دی جائیگی۔

ضلع خوشاب میں پابندی کے باوجود
محکمہ تعلیم میں کئے گئے تبادلوں کی تفصیلات

*3944 ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے 03-04-12 اور پھر 03-06-30 سے محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر پابندی لگا رکھی ہے؟

(ب) اگر جواب ہاں میں ہے تو تبادلوں پر پابندی کے باوجود ضلع خوشاب محکمہ تعلیم میں کس کس کا تبادلہ کس کس کے حکم پر کس بناء پر کیا گیا، تفصیلات ہاؤس میں پیش کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) مذکورہ عرصہ کے دوران محکمہ تعلیم ضلع خوشاب میں 262۔افراد کے تبادلے کئے گئے جن کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

چار درجاتی فارمولے کے تحت سکول اساتذہ کی پروموشنز میں تاخیر کا جواز

*3945 ملک محمد جاوید اقبال اعوان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالج اساتذہ کے لئے ترقی کا چار درجاتی فارمولہ 90-09-01 سے اور سکول اساتذہ کے لئے ترقی کا چار درجاتی فارمولہ 90-12-12 سے منظور ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج اساتذہ کو اس فارمولے کے تحت 90-09-01 سے antedate ترقی دیدی گئی ہے جبکہ سکول اساتذہ کو ابھی تک اس فارمولے کے تحت 12-12-90 سے antedate ترقی نہیں دی گئی۔ان کی ترقی ابھی تک سرخ فیتے کی نذر ہے، جس کی وجہ سے اساتذہ سخت پریشان ہیں؟

(ج) اگر مندرجہ بالا اجزاء کا جواب ہاں میں ہے تو کیا حکومت کالج اساتذہ کی طرح سکول اساتذہ کو بھی چار درجاتی فارمولے کے تحت antedate ترقی دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ کالج اساتذہ کو اس فارمولہ کے تحت 90-09-01 سے antedated ترقی دے دی گئی تھی، سکول اساتذہ کو 90-12-12 سے antedated ترقی دینے کے لئے جناب وزیر اعلیٰ پنجاب سے منظوری حاصل کرنے کے بعد (D.P.I(SE کو احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں کہ فوری طور پر ورکنگ پیپرز فراہم کرے تاکہ DPC اور PSB کے سامنے پیش کئے جا سکیں۔

(ج) جز(ب) کے جواب میں وضاحت پیش کر دی گئی ہے۔

پی پی۔4 گوجر خان میں ہائی سکولوں میں مستقل بنیادوں پر ہیڈ ماسٹرز / ہیڈ مسٹریسز کی تعیناتی

*3951 بریگیڈیر (ر) محمد حسن: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان میں کون کون سے ہائی سکولز میں مستقل ہیڈ ماسٹر یا ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں اور کن سکولز میں ان پوسٹوں پر S.S.T ٹیچرز تعینات ہیں؟

(ب) کیا حکومت مستقل ہیڈ ماسٹرز یا ہیڈ مسٹریسز تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

(ج) جب تک مستقل ہیڈ ماسٹرز یا ہیڈ مسٹریسز تعینات نہیں ہوتے، کیا اس وقت تک ان کی جگہ کام کرنے والے S.S.T ٹیچرز کو پورے اختیارات دیئے جا سکتے ہیں تا کہ یہ سینئر ٹیچرز سکول کے معاملات خاص کر اکاؤنٹس کے معاملات کو احسن طریقے سے چلا سکیں اگر ہاں تو کب تک نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی۔4 گوجر خان کے 4 بوائز اور 3 گرلز ہائی سکولوں میں ریگولر ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات ہیں جبکہ 16 بوائز اور 6 گرلز ہائی سکولوں میں S.S.T بطور انچارج سکول کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تبادلہ جات پر عائد پابندی کے خاتمہ پر متعلقہ سکولوں میں ریگولر ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس تعینات کئے جا سکیں گے۔

(ج) انچارج ہیڈ ماسٹر / ہیڈ مسٹریس کو D.D.O کے اختیارات دیئے جا سکتے ہیں جن کے ذریعے وہ سکول کے اکاؤنٹس اور دیگر معاملات کو احسن طریقے سے چلا سکتے ہیں۔

کنٹریکٹ پر بھرتی انگلش ٹیچرز کے سروس سٹرکچر کا اجراء

*3986 ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ انگلش ٹیچرز کی بھرتی کنٹریکٹ پر ہوئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ نے انگلش ٹیچرز کو سروس سٹرکچر کا حق دیا ہے؟
(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ تعلیم نے ہر ضلع میں (E.D.O(E کو انگلش ٹیچرز کا سروس سٹرکچر بنانے کے لئے کہا ہے؟
(د) کیا یہ درست ہے کہ (E.D.O(E سروس سٹرکچر بنانے کے مجاز نہ ہیں؟
(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ تعلیم انگلش ٹیچرز کا سروس سٹرکچر کب تک بنا رہا ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔
(ب) درست ہے۔
(ج) درست نہ ہے۔
(د) درست ہے۔
(ہ) محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے لیٹر نمبر SOR-III(S&GAD)1-13/2004 مورخہ 28-07-04 کے تحت انگلش ٹیچرز کا سروس سٹرکچر بنا دیا گیا ہے۔

ایم۔ سی گرلز ہائی سکول محلہ کمل پورہ بہاولپور میں عمارت کی تعمیر و مرمت

*3992 محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایم سی گرلز ہائی سکول محلہ کمل پورہ ضلع بہاولپور کی عمارت خستہ حال اور ناقابل استعمال ہے اور طالبات کے لئے ناکافی ہے، بچیاں شدید گرمی اور سردی میں کھلے آسمان کے نیچے بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتی ہیں؟
(ب) اگر یہ درست ہے تو حکومت کب تک اس سکول کی عمارت کو تعمیر یا مرمت کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور اب تک اس عمارت کو مرمت نہ کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ایم سی گرلز ہائی سکول محلہ کمل پورہ ضلع بہاولپور کو محکمہ تعلیم نے 02-07-01 کو اپنی تحویل میں لیا۔ یہ درست ہے کہ مذکورہ سکول کی عمارت خستہ حال اور طالبات کے لئے ناکافی ہے۔

(ب) امسال اس سکول کی مرمت کے لئے فنڈز مختص شدہ نہ ہیں۔ آئندہ مالی سال میں وسائل دستیاب ہونے کی صورت میں مذکورہ سکول کی مرمت کے لئے اقدامات کئے جائیں گے۔

ضلع رحیم یار خان میں پرائیویٹ تعلیمی اداروں کی تفصیل

*3997 میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب میں پرائیویٹ سکولز / کالجز کی پالیسی کے مطابق ضلع رحیم یار خان میں کتنے غیر منظور شدہ سکول کام کر رہے ہیں، ان سکولوں کے نام اور بچوں کی تعداد فراہم کی جائے۔

(ب) مذکورہ ضلع میں کتنے پرائیویٹ کالجوں، سکولوں کا بورڈز کے ساتھ الحاق ہے؟

(ج) کیا محکمہ تعلیم غیر منظور شدہ اور غیر معیاری سکولز، کالجز میں تعلیم حاصل کرنے والے طلبہ کا مستقبل متاثر ہونے پر سال 1984 کے آرڈیننس کے تحت کارروائی کر رہا ہے اگر ایسی کارروائی ہوئی ہے تو ضلع رحیم یار خان میں ان سکولوں کے نام اور تعداد بتائی جائے؟

(د) کیا پنجاب حکومت پرائیویٹ سکولز اور کالجز کی بہتری کے لئے قانون کو مزید بہتر بنانے کے لئے اقدامات کر رہی ہے تاکہ معیار تعلیم بہتر ہو سکے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع ہذا میں اس وقت کوئی غیر منظور شدہ سکول نہ ہے۔

(ب) ضلع ہذا کے چودہ کالجز اور 90 سکولوں کا بورڈ سے الحاق ہے۔

(ج) ضلع ہذا میں ایسی کوئی شکایت موجود نہ ہے۔ شکایت موصول ہونے پر مناسب کارروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔

(د) پرائیویٹ سکولز اور کالجز کی بہتری اور اس سلسلے میں قانون کو مزید مؤثر بنانے کے لئے حکومت پنجاب نے ایک کمیٹی پارلیمانی سیکرٹری ملک احمد خان کی سربراہی میں قائم کی ہے۔

پی پی۔69 فیصل آباد میں تعلیمی اداروں اور دستیاب سہولیات کی تفصیل

*4003 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) حلقہ پی پی-69 فیصل آباد میں کتنے پرائمری، مڈل، ہائی، ہائیر سیکنڈری سکول ہیں؟ ان میں سے لڑکوں اور لڑکیوں کی علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ بالا تعلیمی اداروں میں کن کن سہولتوں کی کمی ہے، تفصیلاً بیان فرمائیں؟

(ج) ان میں سے کتنے ادارے میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے محکمہ ہذا کو ٹرانسفر کئے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) حلقہ پی پی-69 فیصل آباد میں لڑکوں اور لڑکیوں کے کل 27 سکول ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	پرائمری	مڈل	ہائی	ہائر سیکنڈری
بوائز	8	2	4	----
گرلز	5	6	2	----

(ب) مندرجہ بالا سکولوں میں درج ذیل سہولیات کی کمی ہے۔

	ناکافی عمارت	چاردیواری	بجلی	فرنیچر	لیٹرین	واٹر سپلائی
بوائز پرائمری	-	-	8	7	2	1
گرلز پرائمری	4	1	-	3	5	2
بوائز ایلیمنٹری	-	-	-	2	2	-
گرلز ایلیمنٹری	-	-	-	2	6	-
بوائز ہائی	3	-	-	3	2	-
گرلز ہائی	2	-	-	2	2	-

(ج) میونسپل کارپوریشن فیصل آباد نے محکمہ ہذا کو 9 سکولز ٹرانسفر کئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

ایم سی بوائز پرائمری سکول	01
ایم سی گرلز پرائمری سکول	01
ایم سی بوائز مڈل سکول	01
ایم سی گرلز مڈل سکول	03
ایم سی بوائز ہائی سکول	02

ایم سی گرلز ہائی سکول 01

گورنمنٹ کالج سمن آباد، فیصل آباد میں سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*4005 ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ کالج سمن آباد (فیصل آباد) میں منظور شدہ سٹاف کی تفصیل بیان فرمائیں۔ کتنی منظور شدہ سیٹیں کتنے عرصہ سے خالی پڑی ہیں؟

(ب) حکومت خالی سیٹوں کو کب تک پورا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ تعلیم خالی سیٹوں کو جلد ہی پر کرنے کا ارادہ رکھتا ہے مزید برآں ٹیچنگ سٹاف کی بھرتی کے لئے ریکوزیشن پنجاب پبلک سروس کمیشن کو بھیجنے کے لئے ضروری کارروائی زیر عمل ہے۔

بی اے / بی ایس سی کی داخلہ اور امتحانی فیسوں میں اضافہ

*4038 بیگم نور النساء ملک: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی لاہور ابتدائی داخلہ فیس کے ساتھ ساتھ امتحانی داخلہ فیس میں بھی 10 فیصد سالانہ اضافہ کرتی رہتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ یونیورسٹی نے 2002 میں بی اے، بی ایس سی امتحانی فیس جو -/1150 روپے تھی بڑھا کر 2004 میں -/1350 روپے کر دی ہے جو کہ غریب والدین پر مزید بوجھ ہے؟

(ج) اگر جز (الف) اور (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت داخلہ اور امتحانی فیس میں کمی کرنے کو تیار ہے؟ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے۔

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ اضافہ ہوا، پنجاب یونیورسٹی کی فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی / سنڈیکیٹ نے ابتدائی

داخلہ فیس کے ساتھ امتحانی فیس میں دس فیصد کی بجائے 8.69 فیصد سالانہ اضافہ کیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ پنجاب یونیورسٹی کی فنانس اینڈ پلاننگ کمیٹی / سنڈیکیٹ نے 2002 میں بی اے / بی ایس سی کی امتحانی فیس جو -/1150 روپے تھی بشرح 8.69 فیصد بڑھا کر 2003 میں -/1250 روپے اور 2004 میں -/1350 روپے کی ہے، مہنگائی کے حساب سے یہ ایک معمولی اضافہ ہے۔

(ج) داخلہ اور امتحانی فیس میں کمی کی تجویز حکومت یا یونیورسٹی کی پلاننگ اور فنانس کمیٹی / سنڈیکیٹ کے زیر غور نہ ہے۔

اسسٹنٹ لائبریرین خواتین کی اسامیوں کی تعداد اور سروس رولز کا مسئلہ

*4051 محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ تعلیم پنجاب میں خواتین کے لئے assistant librarian کی پوسٹیں کتنی ہیں؟

(ب) کیا ان پوسٹوں کے سروس رولز بن گئے ہیں اگر نہیں بنے تو حکومت کب تک سروس رولز بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ assistant librarian کی پوسٹ پر عرصہ سترہ سال سے کوئی ترقی نہیں ہوئی اگر ایسا ہے تو کیا حکومت پروموشن پالیسی بنانے کو تیار ہے؟ نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) محکمہ تعلیم پنجاب میں خواتین اسسٹنٹ لائبریرین کی 62 پوسٹیں ہیں۔

(ب) اسسٹنٹ لائبریرین کے سروس رولز محکمہ تعلیم حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن نمبر SOR-III-1-20/96 مجریہ 97-05-14 کے تحت بن چکے ہیں۔

(ج) اسسٹنٹ لائبریرین کی پوسٹ پر ترقی بذریعہ پبلک سروس کمیشن براہ راست کی جاتی ہے۔ اس پوسٹ پر ترقی کے ذریعے تعیناتی نہیں ہوتی تاہم اسسٹنٹ لائبریرین کی ترقی لائبریرین گریڈ 17 میں ہوتی ہے اور پھر مزید گریڈ 18 اور گریڈ 19 میں ترقی ہو سکتی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج بصیر پور کی عمارت کی تعمیر

451 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گورنمنٹ بوائز ڈگری کالج، بصیر پور ضلع اوکاڑہ کی بلڈنگ کی تعمیر کب شروع ہوئی تھی، اس وقت تک اس عمارت کی تعمیر کتنے فیصد مکمل ہوئی ہے اور کتنی عمارت تعمیر ہونا باقی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بلڈنگ اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ج) اس وقت محکمہ کے پاس ٹھیکیدار کی کتنی رقم بطور سیکورٹی محفوظ ہے؟

(د) کیا حکومت اس کی ناقص تعمیر کرنے اور کروانے والے محکمہ کے متعلقہ افراد کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلعی حکومت اوکاڑہ محکمہ تعلیم کی رپورٹ کے مطابق گورنمنٹ ڈگری کالج فار بوائز، بصیر پور ضلع اوکاڑہ کی بلڈنگ کی تعمیر ستمبر 1994 میں شروع ہوئی تھی تاحال تقریباً 75 فیصد تعمیر کا کام مکمل ہے جبکہ تقریباً 25 فیصد باقی ہے۔

(ب) ضلعی حکومت اوکاڑہ محکمہ تعلیم کی رپورٹ کے مطابق یہ درست ہے تاہم مذکورہ بلڈنگ محکمہ بلڈنگ نے مکمل کر کے محکمہ تعلیم کے حوالے نہیں کی ہے۔

(ج) ضلعی حکومت اوکاڑہ کی رپورٹ کے مطابق سیکورٹی کی مد میں کوئی رقم نہ ہے۔

(د) ضلعی حکومت اوکاڑہ کی رپورٹ کے مطابق ریکارڈ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ٹھیکیدار کو مسلسل کئی بار کہا گیا کہ کام کو مکمل کرے اور بتائے گئے نقائص کو دور کرے۔ اگر متعلقہ ٹھیکیدار نے کام مکمل اور نقائص دور نہ کئے تو اس ٹھیکیدار اور اہلکار کے خلاف ایکشن لیا جائے گا۔

محکمہ تعلیم میں دو نوجوانوں کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

497 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریشن/اکاؤنٹس آفیسر صاحب پروگرام منیجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن تیسری منزل گلبرگ ہائیٹس گلبرگ IIلاہور کے آفس میں ڈیٹا انٹری

آپریٹر کی تقرری کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف جو کہ ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہیں، تجربہ رکھتے ہیں کو میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود بھرتی نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریشن / اکاؤنٹس آفیسر پروگرام مینجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن تیسری منزل گلبرگ ہائٹس گلبرگ II۔لاہور کے آفس میں تقرری بطور ڈیٹا انٹری آپریٹر کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں تھیں۔اس کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق اخبارات میں اشتہار دیئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں کل 215 درخواستیں وصول ہوئی تھیں ان میں امیدوار محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف، ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ کی درخواستیں بھی شامل تھیں۔

(ب) پروگرام مینجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ کی رپورٹ کے مطابق حکومت کے طریق کار کے مطابق تمام امیدواروں میں سے موزوں ترین کو short-list کرنے کے لئے مورخہ 21۔مئی 2006 کو Typing and Key Depression test لئے گئے تھے۔ یہ Test امیدواران محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ نے بھی دیئے تھے۔ان Tests کا نتیجہ مرتب کیا گیا جس کے مطابق محمد بلال لطیف نے 124 ویں پوزیشن اور محمد ابرار لطیف نے 88 ویں پوزیشن حاصل کی اور مطلوبہ معیار کے مطابق Test پاس نہ کر سکے۔لہذا یہ دونوں امیدوار short-list نہ ہو سکے۔اس صورتحال میں ان کی تعیناتی نہ ہو سکی۔

محکمہ تعلیم میں دو نوجوانوں کو D.E.O بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

511 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریشن / اکاؤنٹس آفیسر پروگرام مینجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن تیسری منزل گلبرگ ہائیٹس گلبرگ II لاہور کے آفس میں تقرری بطور ڈیٹا انٹری آپریٹر کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے ایف ایس سی نوجوانوں محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ جو کہ کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہیں، تجربہ 3 سال اور سپیڈ 40 ہے کو تعینات نہیں کیا گیا ہے۔ وجوہات بیان کی جائیں، ان کو کب تک تعیناتی آرڈر دیئے جائیں گے؟

وزیر تعلیم:

(الف) یہ درست ہے کہ ایڈمنسٹریشن/اکاؤنٹس آفیسر پروگرام مینجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ ڈیپارٹمنٹ آف ایجوکیشن تیسری منزل گلبرگ ہائٹس گلبرگ II- لاہور کے آفس میں تقرری بطور ڈیٹا انٹری آپریٹر کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں اس کے لئے قواعد و ضوابط کے مطابق اخبارات میں اشتہار دیئے گئے۔ جس کے نتیجہ میں کل 215 درخواستیں وصول ہوئی تھیں۔ ان میں امیدوار محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ کی درخواستیں بھی شامل تھیں۔

(ب) پروگرام مینجمنٹ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ کی رپورٹ کے مطابق حکومت کے طریق کار کے مطابق تمام امیدواروں میں سے موزوں ترین کو Short -list کرنے کے لئے مورخہ 21- مئی 2006 کو Typing and Key Depression test لئے گئے تھے۔ یہ Test امیدواران محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ نے بھی دیئے تھے۔ ان Tests کا نتیجہ مرتب کیا گیا۔ جس کے مطابق محمد بلال لطیف نے 124 ویں پوزیشن اور محمد ابرار لطیف نے 88 ویں پوزیشن حاصل کی اور مطلوبہ معیار کے مطابق Test پاس نہ کر سکے۔ لہذا یہ دونوں امیدوار Short-list نہ ہو سکے۔ اس صورتحال میں ان کی تعیناتی نہ ہو سکی۔

گورنمنٹ ملت گرلز ہائی سکول لاہور میں طالبات، کلاس رومز اور رزلٹ سے متعلقہ تفصیل

545 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ملت گرلز ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ لاہور میں کتنی کلاسز ہیں، ہر کلاس میں بچیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس سکول میں کتنے کمرے ہیں کتنی کلاسز کمروں میں، کتنی اور کون کونسی کلاسز صحن میں تعلیم حاصل کرتی ہیں؟

(ج) اس سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز فراہم کی جائے ، خالی اسامیوں پر کب تک ٹیچرز تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(د) مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران اس سکول کو کتنے فنڈز کس کس مقصد کے لئے فراہم کئے گئے ہیں؟

(ہ) پچھلے پانچ سالوں کے دوران اس سکول کے کتنے اور کون کون سی کلاسز کی بچیوں نے بورڈ کا امتحان دیا، کتنی پاس اور فیل ہوئیں، تفصیل کلاس وار فراہم کی جائے، کیا ان سالوں کے دوران اس سکول کے رزلٹ میں improvement ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران بورڈ کے امتحان دینے والی کتنی بچیوں نے بورڈ میں position حاصل کی، ان بچیوں کے نام، ولدیت، کلاس اور حاصل کردہ نمبروں کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ملت گرلز ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ لاہور میں کل 27 کلاسز ہیں ہر کلاس میں بچیوں کی تعداد درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	کلاسز	تعداد طالبات
1۔	اول ادنیٰ	33
2۔	اول اعلیٰ اے	22
3۔	اول اعلیٰ بی	21
4۔	دوئم اے	28
5۔	دوئم بی	29
6۔	سوئم اے	40
7۔	سوئم بی	40
8۔	چہارم اے	52
9۔	چہارم بی	52
10۔	پنجم اے	55

11۔	پنجم بی	55
12۔	ششم اے	52
13 ۔	ششم بی	48
14۔	ششم سی	52
15۔	ہفتم اے	56
16۔	ہفتم بی	54
17۔	ہفتم سی	57
18۔	ہشتم اے	51
19۔	ہشتم بی	49
20۔	ہشتم سی	51
21۔	نہم اے	84
22۔	نہم بی	76
23 ۔	نہم سی	60
24۔	نہم ڈی	76
25 ۔	دہم اے	50
26۔	دہم بی	70
27 ۔	دہم سی	63
	میزان:	1376

(ب) سکول کی موجودہ صورتحال کے مطابق 22 کمروں پر مشتمل اس سکول کے 20 کمرے مسمار کر دیئے گئے ہیں بقایا 2 کمرے، ایک لیبارٹری، ایک دفتر ہیڈ مسٹریس، سٹاف روم اور دفتر کلرک موجود ہے۔

سابق کمرے 2

موجودہ تعمیر کے بعد (14 کمروں کی تعمیر کے بعد) کل کمرے 16=14+2

کل کلاسز 27

کمروں میں بیٹھنے والی کلاسز کی تعداد 16

صحن میں بیٹھنے والی کلاسز کی تعداد 11

صحن میں بیٹھنے والی کلاسز کی تفصیل درج ہے:۔

1۔ ششم۔بی 2۔ ششم۔سی

3۔ چہارم۔اے 4۔ چہارم۔بی
5۔ سوئم۔اے 6۔ سوئم۔بی
7۔ دوئم۔اے 8۔ دوئم ۔بی
9۔ اول۔اے 10 ۔ اول۔بی
11۔ اول۔ادنی

(ج) اس سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز مندرجہ ذیل ہے۔ البتہ تبدیلی وتقرری پر پابندی ختم ہوتے ہی ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

نمبر شمار	عہدہ/اسامی	منظور شدہ اسامیوں کی تعداد	ورکنگ اسامی کی تعداد	خالی اسامیوں کی تعداد	کیفیت
1	سینئر ہیڈ مسٹریس	01	01	NIL	
2	ایس ایس ٹی (آرٹس)	07	07	NIL	
3	ایس ایس ٹی (سائنس)	03	03	NIL	
4	ای ایس ٹی (جنرل)	05	05	NIL	
5	ایس وی	07	07	NIL	
6	ایس ای ایس ای (آرٹس)	01	01	NIL	
7	عربی ٹیچر	03	03	NIL	
8	پی ٹی سی	19	18	01	
	میزان	46	46	01	

(د) مالی سال05-2004 میں کوئی فنڈ فراہم نہیں کئے گئے۔ البتہ مالی سال06-2005 میں-/8482547 روپے برائے تعمیر نئی عمارت مختص کئے گئے ہیں جس کے تحت تعمیر جاری ہے۔

(ہ) گزشتہ چھ سالوں میں بورڈ کے تحت ہونے والے امتحانات/ نتائج برائے کلاس دہم کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

سال	شامل امتحان	پاس شدگان (دہم)	فیل شدگان	نتیجہ فیصد
2001	121	73	48	60.3 %
2002	111	99	12	89 %
2003	137	90	47	65.7 %
2004	179	179	NIL	100 %
2005	149	149	NIL	100 %
2006	104	98	06	94 %

تاہم نویں جماعت کا امتحان دو سال کے لئے 2004 اور 2005 میں No Fail/Pass پالیسی کے تحت منعقد ہوا۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

2004	214	214	NIL	100 %
2005	143	143	NIL	100 %

سکول کے رزلٹ میں improvement ہو رہی ہے۔

(و) ان سالوں کے دوران بورڈ کے امتحان میں کسی بچی نے پوزیشن حاصل نہیں کی۔

گورنمنٹ ملت بوائز ہائی سکول لاہور میں طلباء کلاس رومز اور رزلٹ سے متعلقہ تفصیلات

549 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ ملت بوائز ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ لاہور میں کتنی کلاسز ہیں، ہر کلاس میں بچوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس سکول میں کتنے کمرے ہیں، کتنی کلاسز کمروں میں اور کون کون سی کلاسز صحن میں بیٹھتی ہیں؟

(ج) اس سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد، گریڈ وائز اور اسامی وائز فراہم کی جائے خالی اسامیوں پر کب تک ٹیچرز تعینات کر دیئے جائیں گے؟

(د) مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران اس سکول کو کتنے فنڈز کس کس مقصد کے لئے فراہم کئے گئے ہیں؟

(ہ) پچھلے پانچ سالوں کے دوران کن کن کلاسز نے بورڈ کا امتحان دیا اور کتنے بچے پاس ہوئے اور کتنے فیل ہوئے، تفصیل کلاس وار فراہم کی جائے، کیا ان سالوں کے دوران اس سکول کے رزلٹ میں improvement ہوئی؟

(و) ان سالوں کے دوران بورڈ کے امتحان دینے والے کتنے بچوں نے first ڈویژن حاصل کی اور کتنے بچوں نے بورڈ میں پوزیشن حاصل کی، ان بچوں کے نام، ولدیت، کلاس اور حاصل کردہ نمبروں کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ ملت بوائز ہائی سکول شاہ کمال روڈ مغل پورہ لاہور میں کل 9 کلاسز ہیں، ہر کلاس میں بچوں کی تعداد درج ذیل ہے:۔

Sr. No.	Classes	Enrolment
1.	6th	42
2.	7th – A	20
3.	7th – B	34
4.	8th – A	43
5.	8th – B	41
6.	9th – A	56
7.	9th – B	50
8.	10th – A	40
9.	10th – B	13
	Total	339

(ب) سکول کی موجودہ عمارت 5 کمروں پر مشتمل ہے جسے مزید چار کمروں پر مشتمل سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ گرلز پرائمری سکول شاہ کمال روڈ مغلپورہ لاہور کی عمارت بھی دے دی گئی ہے اس طرح صحن میں بیٹھنے والی کلاسز وہاں ایڈجسٹ ہو جائیں گی۔

(ج) اس سکول میں اساتذہ کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تعداد گریڈ اور اسامی وائز مندرجہ ذیل ہے۔ البتہ جیسے ہی تبدیلی / تقرری پر پابندی ختم ہوتی ہے تو ان خالی اسامیوں پر تعیناتی کر دی جائے گی۔

Sr. No.	BPS. No	designation	No. of Sanctioned post	Post Vacant
1.	19	SR. HM	01	-
2.	16	SST	06	2
3.	09	EST/SV	09	1
4.	09	OT	02	1
5.	09	AT	02	-
6.	09	PET	01	1
7.	Fix	SSE	01	-

(د) مالی سال 2004-05 میں -/8000000 روپے برائے تعمیر نئی عمارت مختص کئے گئے ہیں جس کی تعمیر بوجہ کورٹ کیس جو کہ جناب افشاں اعجاز صوفی صاحبہ سول جج لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے جس کی اگلی تاریخ 28-09-06 ہے تاحال شروع نہیں کی جا سکی ہے اور مالی سال 2005-06 میں یہی سکیم ongoing ہے۔

(ہ) گزشتہ پانچ سالہ رزلٹ جماعت نہم، دہم مندرجہ ذیل ہے۔

سال	شامل امتحان	پاس شدگان	فیل شدگان	نتیجہ فیصد

2001	87	72	15	82.75فیصد
2002	62	49	13	79فیصد
2003	70	38	32	54.78فیصد
2004	60	48	12	80فیصد
2005	73	39	34	53.42فیصد
2006	42	39	4	93 %
		جماعت نہم		
2004	83	83	NIL	100فیصد
2005	69	69	NIL	100فیصد

سکول کے رزلٹ میں improvement ہو رہی ہے۔

(و) درج ذیل بچوں نے فرسٹ ڈویژن حاصل کی تفصیل سال وار یہ ہے۔

2001	52
2002	16
2003	19
2004	06
2005	13
2006	12

ان سالوں کے دوران بورڈ کے امتحان میں کسی بچے نے پوزیشن حاصل نہیں کی۔

نئے تعلیمی سال کے نفاذ سے متعلقہ تحفظات

550: **حاجی محمد اعجاز**: کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے تعلیمی سال ستمبر سے شروع کرنے کا پروگرام بنایا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نئے نظام کے تحت مئی کے ماہ میں پہلی جماعت سے نویں تک امتحان ہوں گے اور 31۔ مئی کو result سنانے کے بعد بچوں کو چھٹیاں کر دی جائیں گی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جون، جولائی، اگست تین ماہ تک چھٹیوں کے بعد سکول کھولے جائیں گے اور ستمبر سے پڑھائی شروع ہو گی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہمارے صوبہ میں اپریل، مئی میں سخت ترین گرمی ہوتی ہے، یہ موسم

امتحان کے لئے ٹھیک نہ ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہمارے صوبہ کے 90 فیصد سرکاری سکولوں میں بنیادی سہولیات نہ ہیں جس کی وجہ سے بھی نیا تعلیمی سال ستمبر سے شروع کرنا مناسب نہ ہے؟

(و) کیا حکومت پرانے نظام کے تحت ہی تعلیمی سال شروع کرنے اور مارچ کے ماہ میں امتحان بچوں سے لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) موسم کی تبدیلی قدرتی امر ہے کبھی موسم گرم اور کبھی خوشگوار ہو جاتا ہے جو تعلیمی عمل کی راہ میں زیادہ روکاٹ نہ ہے۔ اکثر امتحانات موسم گرما میں ہی منعقد ہوتے ہیں گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے ان مدارس کو امتحانی سنٹر بنایا جاتا ہے جہاں پر بنیادی سہولیات میسر ہوں۔ اکثر امتحانی سنٹرز میں بجلی کے پنکھوں اور پینے کے لئے ٹھنڈے پانی کی فراہمی کا بندوبست کیا جاتا ہے۔ امتحانات کا انعقاد درست انداز میں ہو رہا ہے۔ اس سے موجودہ تعلیمی سیشن میں تسلسل ملا ہے۔ طلباء کو تدریسی کام کروانے میں کافی وقت میسر ہوتا ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ صوبہ پنجاب کے کچھ سکولوں میں بنیادی سہولیات نہ ہیں ان سکولوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت ڈسٹرکٹ گورنمنٹ بنیادی سہولیات فراہم کر رہی ہے، اس لئے تعلیمی سال ستمبر سے شروع کیا جا سکتا ہے۔

(و) حکومت پنجاب محکمہ تعلیم سکول ونگ نوٹیفکیشن نمبر SO(A-II)8-5/2002 مورخہ 30- جنوری 2006 کو 27 سیشن تبدیل کر دیا ہے۔ جس کی رو سے تمام سکول کالج 28- اگست 2006 سے نئے تعلیمی سال کا آغاز کریں گے۔ مذکورہ بالا فیصلہ بمطابق اجلاس بین الصوبائی وزراء تعلیم منعقدہ 6- ستمبر 2005 ملک بھر میں ایک جیسا تعلیمی سال مقرر کرنے کے لئے کیا گیا ہے کیونکہ ہر صوبہ میں تعلیمی سال مختلف ہوتا تھا تعلیمی سال میں اس اختلاف کی بناء پر والدین اور طلباء کو

مشکلات درپیش تھیں صحت مند مسلسل تعلیم و تعلم قائم رکھنے کے لئے وزراء تعلیم نے اس معاملہ پر تفصیلی بحث کے بعد اتفاق کیا ہے۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن سے متعلقہ تفصیلات

555:لالہ شکیل الرحمٰن(ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کب قائم کی گئی تھی اور اس کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) سال 05-2004 اور 06-2005 کا مذکورہ فاؤنڈیشن کا بجٹ کتنا تھا؟

(ج) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم بطور قرض کن کن سکولوں/اداروں کو فراہم کی گئی؟

(د) اس فاؤنڈیشن کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں نیز یہ کن کن افسران کے زیر استعمال ہیں؟

(ہ) ان گاڑیوں کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے مرمت اور ڈیزل/تیل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(و) اس فاؤنڈیشن کے انچارج کا نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر تعلیم:

(الف) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن 1991 میں قائم کی گئی اور اس کے مقاصد کی تفصیل درج ذیل تھی۔

1۔ فاؤنڈیشن ایسے تمام اقدامات کرے گی جنہیں وہ تعلیم کی ترقی، فروغ اور مالیات کی فراہمی کے لئے ضروری سمجھے۔

2۔ تعلیمی ادارے اور ان سے متعلقہ پراجیکٹ قائم کرے گی یا کرائے گی۔

3۔ غیر منافع بخش تعلیمی اداروں کو زمین کی خریداری، عمارات کی تعمیر، سازوسامان فرنیچر اور تعلیمی سامان جیسے کتابیں، سٹیشنری اور ایسے دیگر سامان کی خریداری و اخراجات جاریہ پورے کرنے کے لئے رقوم فراہم کرے گی۔

4۔ فاؤنڈیشن فنڈ سے قرضہ دے گی یا شیڈولڈ بنکوں سے قرضہ لینے میں مدد کرے گی۔

5۔ تعلیمی سوسائٹیوں کی سرگرمیوں، سمینار، مجالس مذاکرہ، ورکشاپوں اور اس طرح کی دوسری سرگرمیوں کا بندوبست کرنا۔

6۔ مخصوص حالات میں حکومت کی پیشگی اجازت سے کم ترقی یافتہ علاقوں میں تعلیمی منصوبے قائم کرنا۔

7- اساتذہ اور دیگر عملے کی تربیت کے منصوبے تیار کرنا اور ان پر عملدرآمد کرنا۔

8- تعلیمی اداروں اور خاص طور پر نجی تعلیمی اداروں میں معیار تعلیم بلند کرنا۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایکٹ مجریہ 2004(ایکٹ-XII) کے تحت فاؤنڈیشن کی تشکیل نو کی گئی ہے۔ نئی تشکیل شدہ فاؤنڈیشن کے مقاصد درج ذیل ہیں:۔

1. Foundation shall provide financial assistance for the establishment, expansion, improvement and management of educational institutions and allied projects;
2. Provide incentives to students, teachers and educational institutions;
3. Promote public private partnerships related to education;
4. Provide technical assistance to technical institutions for testing policy interventions and innovative programmes for application.
5. Rank private educational institutions based on educational standards.
6. Raise funds through donations, grants, contributions etc;
7. Assist educational institutions in capacity building, including training of teachers; and
8. Undertake any other function as May be-assigned to it by the Board with the approval of the Government.

نئے ایکٹ کے تحت پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے پبلک پرائیویٹ پارٹنرشپ کے تحت مندرجہ ذیل پروگرام شروع کئے جن کو قومی، بین الاقوامی، حکومتی اور نجی سطح پر بہت سراہا گیا ہے۔

1. Punjab Education Foundation Assisted School (PEF-FAS) through public private partnership.
2. Cluster Based Teacher Training through public private partnership (C.B.T-PPP).

3. Pilot Education Voucher Scheme (PEF-EVS)

4. Teaching in Clusters by subject Specialists(PEF-TICSS)

1- پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کا PEF-FAS پروگرام شروع کرنے کا مقصد کم آمدنی والے غریب والدین کی مالی معاونت کے علاوہ انکے بچوں کو معیاری تعلیم فراہم کرنا ہے۔ نیز پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن ایسے سکولوں کی مالی معاونت بھی کر رہی ہے۔ جو 100 سے 300 تک ماہانہ فیس چارج کر رہے ہیں۔ ان سکولوں میں بچوں کی تعداد نرسری تا سیکنڈری لیول تک 100 سے 500 تک ہونا ضروری ہے۔ ان سکولوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ معیاری تعلیم دیں۔ معیاری تعلیم کی جانچ کے لئے فاؤنڈیشن ہر چھ ماہ بعد امتحان لیتی ہے۔ مطلوبہ نتائج حاصل نہ کر سکنے کی صورت میں مالی معاونت منقطع ہو سکتی ہے۔ اس وقت فاؤنڈیشن 22000 ہزار طلباء اور طالبات کو مفت معیاری تعلیم دے رہی ہے۔ طالبات کی معیاری تعلیم کو خصوصی ترجیح دی جاتی ہے۔

فاؤنڈیشن، پنجاب کے پانچ اضلاع یعنی لاہور، سیالکوٹ، چکوال، خوشاب اور بہاولپور کے 54 سکولوں کے 22000 بچوں کی مالی معاونت کر چکی ہے۔ موجودہ مالی سال میں اس سکیم کو مزید 5 اضلاع تک پھیلایا گیا ہے۔ یعنی بھکر، میانوالی، نارووال، گجرات اور بہاولنگر، اب تک فاؤنڈیشن مالی معاونت کی مد میں مبلغ -/3,60,58,800 روپے ادا کر چکی ہے۔ دوسرے مرحلے میں اس پروگرام کے تحت دس اضلاع میں طلباء اور طالبات کی تعداد 60,000 تک متوقع ہے۔

2- کلسٹر بیسڈ ٹیچر ٹریننگ (CBT-PPP) پرائمری، ایلیمنٹری اور سیکنڈری سطح پر جدید طریقہ تعلیم کے تصور اور مہارتوں کے عملی اطلاق کے فقدان اور اس شعبے میں تربیت یافتہ اساتذہ کی کمی کے باعث معیاری تعلیم کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو پا رہا۔ ایک سروے کے مطابق پرائمری، ایلیمنٹری اور سیکنڈری سطح کی تعلیم مہیا کرنے میں پرائیویٹ سیکٹر کا کردار اہمیت اختیار کرتا جا رہا ہے اور صوبے کے طول و عرض میں پرائیویٹ سکولز کی بہت بڑی تعداد بنیادی تعلیم کی فراہمی میں سرکاری سکولوں کے

شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں اور ان سکولز کے پرنسپلز تعلیمی معیار قائم رکھنے میں اساتذہ کی تربیت کی اہمیت کا ادراک ہونے کے باوجود اپنے اساتذہ کی پروفیشنل ڈویلپمنٹ نہیں کروا سکتے۔ کیونکہ حکومتی سطح پر کوئی ایسا ادارہ نہ تھا جو ان پرائیویٹ سکولز کے اساتذہ کی تربیت کرے۔

پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن نے کلسٹر بیسڈ ٹیچر ٹریننگ (C.B.T-PPP) کے ذریعے اس خلاء کو پر کرنے کا بیڑا اٹھایا ہے۔ گزشتہ ایک سال میں اس پراجیکٹ کے تحت 5500 سے زائد پرائیویٹ سکولوں کے اساتذہ ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں اور 1200 سے زیادہ سکولوں میں بہتر طریقہ تعلیم

اپنا کر تعلیمی معیار کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔ C.B.T پراجیکٹ کے تحت پنجاب کے ممتاز ٹیچر ٹریننگ انسٹیٹیوٹس اور سرکاری و غیر سرکاری ادارے مثلاً آفاق، علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن، پنجاب یونیورسٹی، ادارہ تعلیم و آگاہی(LINE(ITA لرننگ زون RADO,SCOPE,ABES,(LZ) (رواداری ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن و ٹیچر ریسورس سنٹر۔فاؤنڈیشن کے ساتھ partnership میں 100 سے زیادہ ٹریننگ پروگرام پنجاب کے تمام اضلاع میں کروا چکے ہیں۔ ان اداروں کی لسٹ تتمہ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ کلسٹر بیسڈ ٹریننگ کے تحت کسی ایک پرائیویٹ سکول کے اندر 30-40 اساتذہ کی 6 روزہ تربیت کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ ہر کلسٹر میں 8-10 پرائیویٹ سکولز کے اساتذہ کو مدعو کیا جاتا ہے۔ فاؤنڈیشن نہ صرف ٹریننگ میں موجود تمام اساتذہ کو سرٹیفکیٹ بلکہ -/100 روپے روزانہ کے حساب سے اعزازیہ فراہم کرتی ہے۔ اس کے علاوہ ٹریننگ کے تمام اخراجات فاؤنڈیشن برداشت کرتی ہے۔ بین الاقوامی، حکومتی اور غیر سرکاری سطح پر اس پروگرام کو بہت پذیرائی حاصل ہو رہی ہے نیز پرائیویٹ سکولوں کے ٹیچرز اس ٹریننگ پروگرام سے بھرپور افادیت حاصل کر رہے ہیں۔

3۔ ایجوکیشن ووچر اسکیم (PEF-EVS) کے تحت پنجاب کے اضلاع کی منتخب شدہ کچی آبادیوں سے 5000 غریب بچوں کی تعلیم کے اخراجات فاؤنڈیشن برداشت کرے گی۔ یہ بچے اپنی مرضی کے پرائیویٹ سکولوں میں تعلیم حاصل کریں گے۔ ہر بچے کی فیس کی مد میں ماہانہ -/300 روپے کے علاوہ بیگ، کتابیں، سٹیشنری اور یونیفارم کے اخراجات فاؤنڈیشن برداشت کرے گی۔

4۔ ٹیچنگ ان کلسٹر زبانی سبجیکٹ سپیشلسٹ (PEF-TICSS) فاؤنڈیشن کے اس پروگرام کو شروع کرنے کا مقصد ایسے پرائیویٹ / سرکاری سکولوں کو معیاری تعلیم فراہم کرنا ہے جو کم سے کم فیس میں بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اور جہاں اساتذہ کی تعلیمی قابلیت معیار تعلیم کے فروغ میں رکاوٹ ہے لیکن وہ اچھے اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی خدمات حاصل کرنے سے قاصر ہیں۔ جس وجہ سے تعلیم کا معیار بلند کرنے میں دشواری پیش آ رہی ہے۔ ایسے سکولوں کو اعلیٰ تربیت یافتہ اساتذہ مہیا کرنے کے لئے فاؤنڈیشن نے مختلف سبجیکٹ سپیشلسٹ یعنی حساب، انگلش، فزکس، کیمسٹری، بیالوجی کے مضامین میں خدمات حاصل کر رکھی ہیں جو مختلف سکولوں میں پڑھانے پر مامور کئے گئے ہیں یہ سبجیکٹ سپیشلسٹ کلاسز کو پڑھانے کے علاوہ ان سکولوں کے اساتذہ کی تعلیمی /تدریسی مہارت و استطاعت کی بہتری کے ذمہ دار بھی ہیں۔ ایک سبجیکٹ سپیشلسٹ تین سکولوں میں دو دن روزانہ اپنی کلاس کے بچوں کو پڑھاتا ہے۔

(ب) بجٹ برائے سال 2004-05 1,50,30,428/- روپے تھا۔

بجٹ برائے سال 2005-06 16,09,15,152/- روپے تھا۔

بجٹ برائے سال 2006-07 36,24,78,000/- روپے ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران ٹوٹل 14 سکولوں/اداروں کو قرضہ کی کل رقم مبلغ -/50,39,031 روپے امداد کی کل رقم -/18,32,355 روپے فراہم کی گئی۔ ان اداروں کی لسٹ آف سکولز تتمہ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) فاؤنڈیشن کے پاس موجودہ گاڑیوں کی تعداد سات ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

گاڑی نمبر	زیر استعمال
LRK-8772 ٹویوٹا کرولا	مینجنگ ڈائریکٹر
LWB-8378 ہنڈا سٹی	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (فنانس)
LW-8396 بلینو سوزوکی	ڈپٹی مینجنگ ڈائریکٹر (اپریشن)
LZC-8402 کلٹس سوزوکی	سی بی ٹی (HRM)
LWF-3373 سوزوکی جیپ	پول
LWA-3888 کلٹس سوزوکی	پول

(ہ) برائے سال 2004-05 میں گاڑیوں کی مرمت پر خرچہ مبلغ -/1,76,955 روپے اور پٹرول کا خرچہ مبلغ -/6,27,997 روپے تھا۔

برائے سال 2005-06 میں گاڑیوں کی مرمت پر خرچہ مبلغ -/1,24,450 روپے اور پٹرول کا خرچہ مبلغ -/9,17,929 روپے تھا۔

(و) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے ایکٹ 2004 کے تحت بورڈ آف ڈائریکٹرز پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن کے مالی و انتظامی امور میں کلی طور پر بااختیار ہے۔ جس کے چیئرمین جناب شاہد حفیظ کاردار ہیں جنہیں بورڈ آف ڈائریکٹرز نے باہمی رضامندی سے متفقہ طور پر چیئرمین منتخب کیا ہے۔ مینجنگ ڈائریکٹر کا انتخاب بورڈ آف ڈائریکٹرز کرتا ہے۔ بورڈ آف ڈائریکٹرز نے جناب ڈاکٹر اللہ بخش ملک کو بطور مینجنگ ڈائریکٹر پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن جون 2005 میں تعینات کیا ہے۔ فاؤنڈیشن کا سیکرٹریٹ 19 احمد بلاک گارڈن ٹاؤن لاہور میں واقع ہے۔

گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول لال پل لاہور میں طالبات، کلاس رومز اور سہولیات سے متعلقہ تفصیلات

556: حاجی محمد اعجاز۔ کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گورنمنٹ گرلز ہائر سیکنڈری سکول لال پل مغل پورہ لاہور میں کتنی اور کون کون سی کلاسز پڑھائی جاتی ہیں، ہر کلاس میں بچیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ب) اس سکول میں کتنے کمرے ہیں ان میں کون کون سی کلاسز بیٹھتی ہیں اور کون کون سی کلاسز کی بچیاں باہر کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کرتی ہیں؟

(ج) جو کمرے اس سکول میں ہیں ان کی حالت کیا ہے کتنے کمرے ناقابل استعمال ہیں مگر اس کے باوجود اس میں کلاسز جاری ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں بچیوں کے لئے پینے کے پانی کی ٹینکی یا الیکٹرک کولر بھی نہ ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکول میں سائنس لیبارٹری بھی برائے نام ہے؟

(و) کیا حکومت اس سکول میں ایجوکیشن سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت مزید کمرے بنانے، الیکٹرک کولر فراہم کرنے اور سائنس لیبارٹری بنانے نیز اس کے لئے سامان فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) گورنمنٹ یاسمین اسلامیہ گرلز ہائی سکول لال پل مغل پورہ لاہور کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

Sr. No.	Classes	Enrolment
1.	KG	49
2.	I	60
3.	II	74
4.	III	123
5.	IV	90
6.	V	120
7.	VI	184
8.	VII	244
9.	VIII	197
10	IX	279
11	X	256

Total 1676

(ب) کلاس رومز کی تعداد 16 اور چار دیواری کے ساتھ شیڈ بھی موجود ہیں۔ کلاس ششم تا ہشتم 13 سیکشن کی طالبات کھلے آسمان کے نیچے تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

(ج) سکول میں تمام کمروں کی حالت تسلی بخش ہے۔

(د) درست نہ ہے۔ سکول میں بچیوں کے لئے دو عدد الیکٹرک کولر اور پانی کی ٹینکی بھی موجود ہے۔

(ہ) درست نہ ہے۔ سائنس لیبارٹری و سامان موجود ہے۔

(و) سکول ہذا میں ایجوکیشن سیکٹر ریفارم پروگرام کے تحت سال 05-2004 میں چھ کمرے اور ایک آفس وغیرہ تعمیر کئے گئے ہیں۔ اس سکیم کے قانون کے مطابق تین سال تک سکول ہذا کو سکیم میں شامل نہیں کیا جا سکتا، جبکہ الیکٹرک کولر اور سائنس لیبارٹری کی سہولت موجود ہے۔

ضلع بہاول پور میں اساتذہ سے متعلق Wedlock پالیسی کی صورتحال

587: محترمہ پروین مسعود بھٹی۔ کیا وزیر تعلیم ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بہاول پور میں تعینات کتنے اساتذہ (مرد و خواتین) ایسے ہیں جن کے شوہر یا بیوی کسی دیگر ضلع اور تحصیل میں کام کر رہے ہیں، ان کی تفصیل مہیا کی جائے؟

(ب) کیا wedlock پالیسی کے تحت میاں بیوی کو ایک ہی شہر میں نوکری دینے کا حکومت کا وعدہ ہے؟

(ج) ایسے ٹیچرز جو اس وجہ سے پریشان ہیں، حکومت نے ان کے لئے اب تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بہاولپور کے ایلیمنٹری مردانہ مدارس میں ایسے چار مرد اساتذہ ہیں جن کی بیویاں دوسرے اضلاع / تحصیل میں کام کر رہی ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع بہاولپور کے ایلیمنٹری زنانہ مدارس میں ایسی (32) خواتین اساتذہ ہیں جن کے شوہر دیگر اضلاع/تحصیل میں کام کر رہے ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) جو مرد و خواتین اساتذہ wedlock پالیسی کے تحت درخواست گزار ہوتے ہیں ان کے تبادلہ جات حکومت کے طے کردہ ضابطے کے تحت کر دیئے جاتے ہیں، طے شدہ ضابطہ کی کلیدی نکات درج ذیل

ہیں:-

1- موجودہ تقرری اور تبادلے والے، دونوں اضلاع کا N.O.C ضروری ہوتا ہے۔

2- گریڈ ایک سے گریڈ سولہ تک کے میاں بیوی سرکاری ملازمین کا wedlock کے تحت جبکہ شوہر کے پرائیویٹ سیکٹر میں ہونے کی صورت میں extended wedlock کے تحت تبادلہ کر دیا جاتا ہے۔

ضلع بہاول پور میں محکمہ تعلیم کی تحویل میں دیئے گئے بلدیاتی اداروں کے سکولز اور متعلقہ تفصیلات

588 محترمہ پروین مسعود بھٹی۔ کیا وزیر تعلیم از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع بہاولپور میں یکم جنوری 2003 سے آج تک سابقہ بلدیاتی اداروں کے سکول جن کو اب محکمہ تعلیم کی تحویل میں دیا گیا ہے، ان سکولوں میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ مع سکول کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان سکولوں کے ریٹائرڈ اساتذہ جن کو اب تک بقایا جات اور پنشن نہیں ملی، ان کے نام اور سکول کی تفصیل دی جائے؟

(ج) حکومت نے اب تک ایسے ملازمین کو بقایا واجبات ادا کیوں نہیں کئے اور کب تک ادا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر تعلیم:

(الف) ضلع بہاولپور میں یکم جنوری 2003 سے سابقہ بلدیاتی تعلیمی ادارے ضلعی حکومت کی تحویل میں دیئے گئے ہیں، ان سابقہ بلدیاتی تعلیمی اداروں میں تعینات ملازمین کی تفصیل سکول وائز ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان سکولوں کے ریٹائرڈ ملازمین کے بقایا جات اور پنشن کی منظوری جناب ڈی سی او صاحب دیتے ہیں کیونکہ سابقہ بلدیاتی اداروں کے ملازمین کا چندہ پنشن بلدیاتی ادارے فراہم کرتے ہیں۔ بعد از تکمیلات جن ملازمین کے بقایا جات اور پنشن کے کیس ڈی سی او صاحب کے پاس زیر کارروائی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

تفصیل:۔

1۔ پنشن کیس حافظ محمد صادق ریٹائرڈ پی ٹی سی، ایم سی ہائی سکول احمد پور شرقیہ

2۔ فیمیل پنشن مسماۃ بلقیس اختر بیوہ محمد اسلم جویری (مرحوم) پی ٹی سی، ایم سی ہائی سکول ہارونیہ بہاولپور

3۔ پنشن کیس عبدالحمید ریٹائرڈ پی ٹی سی، ایم سی بوائز ہائی سکول چاہ فتح محمد خاں۔

4۔ پنشن کیس مسماۃ نسرین جہاں ریٹائرڈ PTC، ایم سی گرلز ہائی سکول ون یونٹ کالونی بہاولپور

5۔ مسماۃ کلثوم حسن ریٹائرڈ PTC، ایم سی گرلز ہائی سکول ماڈل ٹاؤن بی بہاول پور

(ج) ایسے ملازمین کے واجبات اس لئے ادا نہیں ہوئے، کیونکہ سابقہ بلدیاتی اداروں نے ان ملازمین کا چندہ پنشن بروقت ڈسٹرکٹ پنشن فنڈ میں جمع نہیں کرایا تھا، چندہ پنشن ڈسٹرکٹ پنشن فنڈ میں منتقل ہوتے ہی واجبات کی ادائیگی ہو جائے گی۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب نماز کا وقفہ ہوا تھا تو راجہ بشارت صاحب نے۔۔۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ بعد میں نہ کر لیں کیونکہ ابھی بڑے اہم توجہ دلاؤ نوٹسز ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اسی لئے انتظار کیا کیونکہ وقفہ سوالات چل رہا تھا اور میں نے کہا کہ disturb نہ ہو۔ اب میرا خیال ہے کہ توجہ دلاؤ نوٹس ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے میں اپنا اظہار خیال کروں جو کہ راجہ صاحب نے ہمارے استعفوں سے متعلق فرمایا۔ میں اس سلسلہ میں یہ عرض کرنی چاہوں گا کہ انتہائی افسوس کی بات ہے کہ لیڈر آف دی ہاؤس اور اس صوبے کے وزیر قانون جو ہیں وہ سیاسی اخلاقیات، سیاسی اقدار اور روایات سے اس قدر بے بہرہ ہیں کہ وہ جس بات کو سیاسی طور پر کہہ رہے ہیں کہ جناب اخلاق، اقدار اور روایات یہ ہیں وہ اس کے بالکل برعکس ہے جس کا حوالہ اس ملک کا آئین دیتا ہے، جس کا حوالہ اس ملک میں پائی جانے والی تمام جمہوریتوں میں موجود ہے، میں وزیر قانون سے یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ آپ پڑھے لکھے ہیں، آپ ہر بات کو سمجھتے ہیں کیا آپ کو یہ معلوم نہیں کہ کوئی شخص جو کسی جماعت کے ٹکٹ پر الیکشن لڑے، کسی جماعت کے منشور اور اس کے symbol پر لوگوں سے ووٹ حاصل کرے اس کی یہ اخلاقی ذمہ داری ہے کہ وہ اس جماعت کا اور اس قیادت کا حکم مانے، اس کی سیٹ، اس کی ممبر شپ اس قیادت اور اس

پارٹی اور اس جماعت کی امانت ہوتی ہے۔ ہمارا یہ سیاسی اخلاق ہے ، ہماری یہ سیاسی قدر ہے ، ہماری یہ سیاسی روایت ہے کہ یہ ایک ممبر شپ تو راجہ صاحب کیا ہم ایک ہزار ممبر شپ میاں نواز شریف کے پاؤں کے جوتے کی نوک پر مارتے ہیں۔یہ کس بات کو سمجھتے ہیں۔(قطع کلامیاں)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جو کچھ رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ میں اس سے مشروط طور پر اتفاق کرتا ہوں۔ میری ایک وضاحت سن لیں۔اگر انہوں نے اپنی قیادت کو استعفے دینے تھے تو پھر غیر مشروط طور پر جس طرح باقی جماعتوں نے بھی دیئے ہیں، انہوں نے لکھا ہے کہ ہم غیر مشروط طور پر اسمبلی کی رکنیت سے مستعفی ہوتے ہیں۔انہوں نے کوئی اسمبلی پر خدانخواستہ یہ نہیں کہا کہ یہ اسمبلی ربڑ سٹمپ بن چکی ہے۔ میرا پوائنٹ یہ ہے کہ ہم نے استعفوں کی بنیاد اس اسمبلی کے اقدار کو بنایا، اس اسمبلی کے وقار کو بنایا تو پھر وہ استعفی دینے کے بعد آپ کا حق نہیں بنتا کہ آپ اس ایوان میں بیٹھیں۔اگر آپ نے اپنی قیادت کا حکم ماننا تھا تو آپ کو یہ لکھ کر دینا چاہئے تھا کہ ہم آپ کے ٹکٹ پر منتخب ہو کر اسمبلی میں آئے ہیں۔ ہم آپ کو بلا شرکت غیرے غیر مشروط طور پر اس بات کا حق دیتے ہیں کہ جب مرضی آپ ہمیں حکم دیں ہم اس اسمبلی سے مستعفی ہو جائیں گے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن جب آپ اسمبلی کے وقار کو مجروح کریں گے، جب آپ اسمبلی کو ربڑ سٹمپ قرار دیں گے، جب آپ اسمبلی کو ایک ایسا ادارہ قرار دیں گے جو اپنی افادیت کھو چکا ہے تو پھر میں کہتا ہوں کہ پھر اس اسمبلی میں بیٹھنے کا کوئی جواز نہیں بنتا۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر قانون کو ایک رولز آف پروسیجر کی کتاب دیں اور ان کو کوئی ٹیوشن رکھ دیں، کوئی ٹیچر رکھ دیں جو ان کو سمجھائے اور پڑھائے کہ پوائنٹ آف آرڈر پر جب کوئی ممبر بات کر رہا ہو تو اس طرح سے کھڑے نہیں ہوتے۔اب ان کی حالت دیکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں رانا صاحب سے گزارش کروں گا کہ اس پر بحث کرنے کے لئے دن رکھ لیں گے کوئی بات نہیں ہے۔اس وقت پوائنٹ آف آرڈر پر بات نہ کریں اس کی اکٹھی بحث کر لیں گے۔

آپ کارروائی جاری رکھیں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! میرے خیال میں ان کی بات ٹھیک ہے۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ان کی حالت تو دیکھیں کہ میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہاہوں۔ انہوں نے تقریباً دس منٹ بات کی ہے ہماری طرف سے کسی آدمی نے مداخلت نہیں کی اور ان کا حال یہ ہے کہ میں نے ابھی دو منٹ بات کی ہے اور یہ دو مرتبہ اٹھ کر بات کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کی یہ بات ٹھیک ہے کہ اس معاملہ پر بحث ہو جائے گی۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں صرف ان کو جو انہوں نے کہا ہے کہ سیاسی اخلاق اور روایات۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں تو یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ contents بتادیں کہ استعفے کے contents کیا تھے؟

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! مجھے یہ request کریں کہ میں اس پر بات نہ کروں تو میں نہیں کرتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں کیوں request کروں۔

جناب سپیکر: راناصاحب! اب بڑا ضروری بزنس ہے توجہ دلاؤنوٹس ہیں، تحریک التوائے کار ہیں۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے دو مرتبہ بات کی ہے اور انہوں نے چھ مرتبہ اٹھ کر شور ڈالا ہے۔

جناب سپیکر: میں بھی یہی کہہ رہا ہوں کہ اس کے لئے وقت درکار ہے اور کل یا پرسوں جس دن بھی آپ مناسب سمجھتے ہیں بحث کر لیں۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں صرف ایک منٹ میں اپنی بات کو conclude کر لیتا ہوں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔

راناثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو اگر، مگر، ایسے دیکھتے، ویسے دیکھتے یہ تو ساری ان کی باتیں ہیں۔ بات تو وہی ہے کہ نواز شریف وہ الم نصیب ہے کہ [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ سیاسی اخلاقیات بھی یہی ہے، سیاسی روایت بھی یہی ہے، سیاسی اقدار بھی یہی ہے، سیاسی غیرت بھی یہی ہے اور سیاسی دیانت بھی یہی ہے کہ جس جماعت اور جس لیڈر کے نشان پر آپ نے الیکشن لڑا ہے وہ اگر آپ سے اپنی امانت واپس لینی چاہے تو آپ اسے بلا شرط واپس کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آخر میں ان کی توجہ اس جانب بھی دلاتا ہوں کہ کیا ان پر یہ وقت نہیں آگیا کہ یہ فوری طور پر مستعفی ہو جائیں۔ یہ جو جنرل مشرف صاحب نے In the line of fire کتاب لکھی ہے۔ میرے خیال میں راجہ صاحب نے پڑھی ہو گی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں آپ نے جو بات کرنی تھی کر لی ہے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر ان کے استعفے کا وقت آگیا ہے تو مجھے نشاندہی کر لینے دیں۔ میں ایک منٹ میں وائنڈ اپ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ بعد میں کر لیں، کارروائی چلنے دیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ایک منٹ میں conclude کر رہا ہوں۔ راجہ صاحب نے وہ کتاب پڑھی ہو گی۔ [*****]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اس کی اجازت نہیں دیتا۔ رانا صاحب آپ تشریف رکھیں۔ رانا صاحب کے A to Z تمام الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹسز take up کرتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس 714 شیخ اعجاز احمد کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کارروائی چلنے دیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! بڑی ضروری بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس طرح قائد ایوان جب ہاؤس میں بات کر رہے ہوں تو ہم سب کا فرض بنتا ہے کہ ان کی بات کو غور سے سنیں اور اس ہاؤس کی ہمیشہ یہ روایت رہی ہیں کہ قائد ایوان جب بات کر رہے ہیں تو ان کا سپیکر بند نہیں کیا جاتا، ان کی بات کو غور سے سنا جاتا ہے۔ اسی طرح جناب اپوزیشن لیڈر جب بات کر رہے ہوں ان کی بات کو غور سے سنا جاتا ہے اور آج تک ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں کبھی ان کا سپیکر بند نہیں کیا گیا لیکن آج آپ نے ہمارے ساتھ انتہائی زیادتی کی ہے۔ اپوزیشن لیڈر اس وقت بات کر رہے تھے۔

جناب سپیکر: کسی نے سپیکر بند نہیں کئے۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پہلے میری بات سن لیں کہ اگر آپ کی ہدایات پر ان کا مائیک بند کیا جائے گا۔ اگر ان کو اپوزیشن لیڈر نہیں مانتے تو اسی طرح پھر ہم بھی قائد ایوان کو نہیں مانیں گے۔[******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! سارا دن پوائنٹ آف آرڈر ہی نہیں چلنے۔ کارروائی کو بھی چلنے دیں۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ نے کہا تھا کہ آپ کو بعد میں وقت دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کو بھی وقت دے دیں گے۔ شیخ صاحب کے بعد آپ کو وقت دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے تو بات کرنے سے روک دیا لیکن جو راجہ صاحب کی آفر تھی کہ اس مسئلہ پر کسی دن بحث کر لیں گے۔

جناب سپیکر: وہ کر لیں گے۔ آپ تشریف رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا وقت آج مقرر کر دیں۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب سے بات کر کے وہ طے کر لیں گے۔ جی، شیخ اعجاز صاحب!

شیخ اعجاز احمد: میرے Call Attention Notice کا نمبر714 ہے۔

کلر کہار چکوال میں خاتون کا زیادتی کے بعد بھانجی سمیت قتل

شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے یکم جولائی 2006 کی ایک مؤقر اخبار کے مطابق چکوال میں تھانہ کلر کہار کے علاقہ خیر پور کے رہائشی صوبیدار (ر) نور محمد کی 22 سالہ بیٹی شازیہ سلطان کو زیادتی کا نشانہ بنانے کے بعد قتل کر دیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتولہ شازیہ کے ساتھ اس کی 6 سالہ بھانجی مائیرہ کی دونوں آنکھیں نکال کر اسے بھی قتل کر دیا گیا؟

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(ج) کیا دہرے قتل کی مذکورہ واقعہ کی ایف آئی آر درج ہوئی ہے اگر درج ہوئی تو کب اور کن ملزمان کے خلاف اور اب تک ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) جزوی طور پر درست ہے کیونکہ آنکھیں وغیرہ نہیں نکالی گئیں بلکہ اس کی آنکھوں پر زخم آئے تھے۔

(ج) یہ بھی اس حد تک درست ہے کہ ایف آئی آر درج ہو چکی ہے، ملزمان کو گرفتار کیا جا چکا ہے لیکن میں اس سلسلے میں تھوڑی یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ اس وقت تک پولیس نے جو کارروائی کی ہے، ایف آئی آر بھی درج ہو چکی ہے، ملزمان بھی گرفتار ہو چکے ہیں اور پولیس چالان بھی مکمل کرنے کی طرف جا رہی ہے۔

جناب سپیکر! آج جب میں نے اس کیس کی بریفنگ لی تھی تو میں نے مقامی پولیس کو ہدایت کی ہے کہ اس سلسلے میں ایس پی انوسٹی گیشن میرے ساتھ آ کر بات کریں کیونکہ میں نے اس میں

کچھ technically سقم دیکھے ہیں جو میں پراسیکیوٹر جنرل کی موجودگی میں دور کروانا چاہتا ہوں اور انشاء اللہ وہ دور کرانے کے بعد اس مقدمہ کا چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔ ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں، ایف آئی آر بھی درج ہوئی ہے اور پولیس کارروائی کر رہی ہے لیکن اس کیس کو مزید بہتر کرنے کے لئے میں ایس پی انوسٹی گیشن چکوال سے میٹنگ کرنا چاہتا ہوں جو کہ انشاء اللہ ایک ہفتہ کے اندر اندر مکمل کر لی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: next ہے جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: میرے Call Attention Notice کا نمبر 720 ہے۔

مسلم ٹاؤن لاہور میں ناکے پر پولیس فائرنگ سے نوجوان کی ہلاکت

سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک مؤقر روزنامہ مورخہ 06-07-10 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ بیکھے وال موڑ پر مسلم ٹاؤن لاہور میں ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب ناکے پر متعین پولیس اہلکاروں نے 3 موٹر سائیکل سوار لڑکوں پر گولی چلا دی جس کے نتیجے میں ایک لڑکا جاں بحق اور دوسرا شدید زخمی ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس اہلکاروں نے موٹر سائیکل سواروں کے پولیس کے اشارے پر نہ رکنے کے باعث گولی چلائی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لوگوں نے تھانہ کا گھیراؤ کیا اور سخت احتجاج کے بعد مطالبہ کیا کہ قاتل پولیس اہلکاروں کے خلاف مقدمہ درج کیا جائے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا قاتل پولیس اہلکاروں کو گرفتار کر کے قانون کے مطابق کارروائی کی گئی ہے، مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھی جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) اس سلسلہ میں مقدمہ نمبر 207/6 مورخہ 06-07-09 بجرم 302,324 ت پ تھانہ مسلم ٹاؤن لاہور درج ہوا ہے۔ مدعی مقدمہ نے بیان دیا ہے کہ مورخہ 06-07-08 کی درمیانی شب بوقت ڈیڑھ بجے اس کا بیٹا سلیمان اپنے دوستوں فراز ولد رانا پرویز اور اصغر ولد محمد سرور بسواری موٹر سائیکل نمبر LZ649 پر ملتان چونگی کی طرف جا رہے تھے۔ وحدت روڈ نزد امتحانی سنٹر پولیس کا ناکہ لگا ہوا تھا۔ فراز موٹر سائیکل چلا رہا تھا جس نے پولیس کے روکنے پر موٹر سائیکل نہ روکی بلکہ تیز بھگا دی کیونکہ فراز کے پاس موٹر سائیکل کے کاغذات نہ تھے۔ اس دوران ایلیٹ فورس کے ایک جوان نے اپنی سرکاری رائفل سے فائر کیا جو سلیمان کو لگا لیکن فراز نے موٹر سائیکل مزید تیز کر دی۔ سلیمان اور فراز کو جناح ہسپتال داخل کرایا گیا جہاں پر سلیمان زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے جاں بحق اور فراز ابھی تک زیر علاج ہے۔ اس زیادتی پر مقدمہ درج کیا جائے۔ جس پر مقدمہ ہذا درج ہو کر تفتیش بذریعہ لال دین انسپکٹر عمل میں لائی گئی۔ دوران تفتیش موقع بھی ملاحظہ کیا گیا اور ملزم کانسٹیبل محمد سرور نمبر 12501C کو ایلیٹ فورس کو مقدمہ ہذا میں حسب ضابطہ گرفتار کر کے حوالات جوڈیشل پہنچا دیا گیا ہے اور اس کا چالان انشاء اللہ تعالیٰ جلد ہی عدالت میں داخل کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! ٹھیک ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے جی۔

جناب سپیکر: اب ہم تحریک استحقاق لیتے ہیں لیکن اس سے پہلے احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ جی، نولاٹیا صاحب!

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔ [*********]

جناب سپیکر: نولاٹیا صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ تشریف رکھیں اور میں یہ تمام الفاظ کارروائی سے حذف کرواتا ہوں اور میں صحافی حضرات سے بھی یہ کہوں گا کہ ان کی یہ speech اخبارات کی

زینت نہیں بنی چاہئے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 35 محمد آجاسم شریف کی ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا یہ Motion dispose of ہوئی۔ next تحریک استحقاق نمبر 37 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ جی، مہر صاحب!

(اس مرحلہ پر جناب محمد آجاسم شریف ایوان میں داخل ہوئے)

جناب محمد آجاسم شریف: جناب سپیکر! میں نے لکھ کر بھجوایا تھا مگر آپ نے میری تحریک استحقاق dispose of کر دی ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ جی، مہر صاحب!

ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز

مہر اشتیاق احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مفاد عامہ کے حوالے سے جناب طفیل صدیقی ڈائریکٹر SWM لاہور سے ملنے کے لئے میں اس کے دفتر گیا تو مجھے بتایا گیا کہ ڈائریکٹر موصوف میٹنگ میں گئے ہوئے ہیں اور دفتر میں موجود نہ ہیں۔ تب میں نے اس کے سٹاف کو اپنا وزٹنگ کارڈ دیا اور کہا کہ جب صدیقی صاحب واپس تشریف لائیں تو ان کو میرا کارڈ دے دینا تاکہ ان کے علم میں یہ آجائے کہ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں۔ دوبارہ پھر تین روز کے بعد فون کیا تو اس کے ملازم خالد ہاشمی نے فون اٹنڈ کیا۔ میرے بات کرنے پر اس نے مجھے بتایا کہ صاحب آج پھر مصروف ہیں۔ آپ کسی اور وقت رابطہ کریں۔ اس پر میں نے اپنے ذاتی ملازم کو ڈائریکٹر SWM لاہور کے دفتر بھیجا اور کہا کہ ڈائریکٹر موصوف کے علم میں یہ بات لائیں کہ میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں اور فون پر مجھ سے بات کریں۔ اس کے باوجود موصوف نے بات نہیں کی۔ میں نے چوتھی مرتبہ 3۔اگست 2006 کو فون کیا تو اس

کے سٹاف آفیسر حافظ عمیر نے فون اٹنڈ کیا۔اس نے مجھے بتایا کہ صاحب میٹنگ میں مصروف ہیں۔آپ سے بات نہیں ہو سکتی۔میں ایک مفاد عامہ کے کام کے سلسلہ میں ڈائریکٹر سے ملنے کے لئے ایک مرتبہ ذاتی طور پر خود گیا اور تین مرتبہ فون کیا لیکن اس نے کوئی پروا نہ کی اور عوامی نمائندہ سے ملنا پسند کیا اور نہ ہی رابطہ کیا جبکہ ڈائریکٹر موصوف کے علم میں یہ بات آ چکی تھی۔میں ان سے بات کرنا چاہتا ہوں لہذا ڈائریکٹر موصوف کے اس نامناسب سخت رویہ کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا اگر مہربانی کر کے اس کو Monday تک pending فرمالیں تو اس کا جواب Monday تک آجائے گا۔

جناب سپیکر: ابھی اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا موشن Monday تک pending کی جاتی ہے۔

چودھری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں، تشریف رکھیں۔۔۔ تحریک استحقاق نمبر 38 سید احسان اللہ وقاص، محترمہ طاہرہ منیر، محترمہ زیب النساء قریشی۔جی، سید احسان اللہ وقاص!

قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے سیکشن 35 کے تحت سالانہ ترقیاتی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

سید احسان اللہ وقاص: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے معاملہ یہ ہے کہ The Punjab Development of Cities Act 1976 کے سیکشن 35 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کرے۔مگر کافی عرصہ گزر جانے کے باوجود یہ رپورٹ برائے سال

2004ابھی تک اسمبلی میں پیش نہیں کی گئی۔ رپورٹ پیش نہ کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن سے گزارش کروں گا کہ اس کو Monday تک pending کر لیا جائے انشاء اللہ تعالیٰ Monday تک رپورٹ مل جائے گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ویسے بھی اس نوعیت کی اس سے پہلے بھی کئی دفعہ تحریک آچکی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں گزارش کروں گا کہ آپ Custodian of the House ہیں یہ جو ہمارے محترم راجہ صاحب بھی کہتے ہیں کہ یہ ربڑ سٹمپ ہے یہ تو ربڑ سٹمپ سے بھی بُری حالت ہو جاتی ہے اگر وہ چیزیں جو قوانین کے اندر لکھی ہوئی ہیں وہ بھی اگر آپ نے اسمبلی میں پیش نہیں کرنی اور یہاں نہیں آنی اس کے بعد جناب کی طرف سے بھی یہ ارشاد فرمایا جائے کہ اس سے پہلے بھی اس طرح کی تحریک استحقاقات آئی ہیں، اب کیا کریں کہ اگر ایک چیز جس کو اسمبلی میں پیش کرنا چاہئے آئینی چیزیں ہیں وہ پیش نہیں کرتے۔۔۔

جناب سپیکر: اس کو Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلے ہیں میاں محمد اصغر صاحب، تشریف فرما نہیں ہیں لہذا موشن dispose of ہوئی۔ اگلے ہیں جناب محمد آجاسم شریف صاحب۔ ان کی چٹ آئی ہے کہ اس کو pending کر لیا جائے لہذا یہ تحریک استحقاق بھی Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلے ہیں حفیظ اللہ خان صاحب ان کی تحریک استحقاق نمبر 41 ہے۔ جی، حفیظ اللہ خان صاحب!

زرعی ترقیاتی بنک منکیرہ (بھکر) کے ایم سی او اور قائم مقام منیجر کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

جناب حفیظ اللہ خان: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے

کہ میں نے مورخہ 26۔اگست 2006 کو چودھری فیاض، MCO زرعی ترقیاتی بنک، منکیرہ ضلع بھکر سے ٹیلی فون پر بات کی اور اسے بتایا کہ میرے حلقہ کے کچھ لوگ آپ کے پاس کام کے سلسلہ میں آئے ہوئے ہیں۔ اس حوالے سے آپ سے بات کرنا چاہتا ہوں اور ساتھ ہی میں نے اپنا تعارف بھی کروایا۔ آفیسر موصوف نے جونہی میرا نام سنا تو اس نے جھٹ سے فون کا ریسیور غلام فرید، قائم مقام منیجر زرعی ترقیاتی بنک منکیرہ ضلع بھکر کو دے دیا۔ میں نے دوبارہ پھر اس کو بتایا تو مسٹر غلام فرید نے مجھے کہا میں مرکز کا ملازم ہوں آپ کے صوبہ کا ملازم نہیں ہوں۔ آپ ایک صوبہ کے ایم پی اے ہیں۔ میں آپ سے تعاون کر سکتا ہوں اور نہ آپ کا کام کروں گا۔ خواہ آپ میرا تبادلہ کروادیں۔ میں نے آپ جیسے کئی ایم پی ایز دیکھے ہوئے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے فون زور سے بند کر دیا۔ اس وقت میرے حلقے کے کافی آدمی وہاں موجود تھے۔ منیجر نے ان کو اپنے پاس بلایا اور ان کو گالی گلوچ دے کر بنک سے باہر نکل جانے کا حکم دیا اور ان کے سامنے مجھے برا بھلا کہا۔ دونوں افسران کے اس نامناسب رویہ اور فون نہ سننے کے باعث میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے لیکن جناب میں گزارش کرنا چاہتا ہوں یہ میرے انتہائی قابل احترام بھائی ہیں اگر اس سلسلے میں تھوڑی سی بات کر لی جائے تو اس معاملے کو حل کیا جا سکتا ہے کیونکہ جتنی بھی تحاریک استحقاق آ رہی ہیں اس سے پہلے آ جاسم شریف صاحب کی ہے چار تحاریک ان کی ہیں دو میرے بھائی کی ہیں تو یہ جو trend ہے میں سمجھتا ہوں کہ اگر فون اٹینڈ نہ کرنا تحاریک استحقاق کا باعث بن سکتا ہے تو میں معزز رکن سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر یہ فنانس منسٹر صاحب کے ساتھ بیٹھ جائیں یا میرے ساتھ بیٹھ جائیں اور متعلقہ افسران کو بلا کر ان کی تسلی کروا دیتے ہیں کیونکہ یہ ویسے بھی فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے اور ابھی جواب آنا ہے۔ بجائے اس کو ہم اتنا لمبا کریں Monday تک اگر جواب نہ آیا تو پھر اس کو pending کرنا پڑے گا اگر یہ مہربانی فرمائیں تو یہ ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس مسئلہ کو حل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، حفیظ اللہ صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ منیجر موصوف نے یہ نہیں کہ صرف ٹیلی فون بند

کر دیا اس نے خود مجھے کہا کہ میں آپ کا ملازم نہیں ہوں۔ وہاں میرے حلقے کے لوگ موجود تھے میں زرعی بنک کے خلاف تحریک استحقاق پیش کر رہا ہوں مجھے پتا ہے کہ میرے حلقے میں کیا ہوتا ہے سوائے پیسے کے لین دین کے وہ کوئی کام نہیں کرتے میں نے مجبوراً یہ تحریک پیش کی اور ان لوگوں کو جو وہاں موجود تھے ان کو بلا کر گالیاں دیں گئیں اور دھکے دے کر باہر نکالا گیا۔ بے شک آپ انکوائری کر والیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر! اس کو pending کر لیں جب جواب آئے گا اور جیسے آپ حکم دیں گے تعمیل ہو گی۔

جناب حفیظ اللہ خان: میرا اس ہاؤس میں بیٹھنے کا کوئی فائدہ نہیں۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جواب آنے تک اس کو pending کیا جاتا ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! یہ اگر مجلس استحقاقات کے سپرد کر دی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب تو آنے دیں۔ اس کو Monday تک pending کر لیتے ہیں۔ موشن Monday تک pending کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں معذرت چاہتا ہوں کہ یہ جو تحریک استحقاق کا وقت تھا میں نے اس میں دخل دیا ہے۔ بات یہ ہے کہ ایک بہت بڑی سازش اور میں راجہ بشارت صاحب سے گزارش کروں گا کہ چاہے ہمارا کسی بھی پارٹی کے ساتھ تعلق ہو ہم سب صوبہ پنجاب کے رہنے والے ہیں اور صوبہ پنجاب ہم سب کو انتہائی عزیز ہے چاہے راجہ بشارت صاحب ہوں، چاہے رانا ثناء اللہ ہوں، چاہے میں ہوں اور چاہے آپ ہوں۔ ہمارے ایک وفاقی وزیر نے ایک انتہائی زیادتی کی ہے اور یہ بیان دیا ہے کہ صوبہ پنجاب کو دو یا اس سے زیادہ حصوں میں تقسیم کیا جا سکتا ہے میری یہ گزارش ہے کہ پورے ہاؤس کی طرف سے یہ قرارداد

منظور ہونی چاہئے کہ صوبہ پنجاب کو اکٹھا رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ میری بات سن لیں اور وفاقی وزیر وہ ہے جس کا میں یہاں اس ہاؤس میں مطالبہ کرتا ہوں کہ [******]

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 42 جناب حفیظ اللہ خان کی ہے۔ جی!

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! اگر راجہ صاحب کہیں تو یہ تحریک استحقاق پڑھنے سے پہلے pending فرمالی جائے پہلے اس کی رپورٹ منگوالیں یا اس کو پڑھ لوں؟ یہ میری دوسری تحریک استحقاق ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس کا بھی ابھی جواب آنا ہے۔

ضلعی آفیسر بہبود آبادی (بھکر) کا معزز رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں حال میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کا مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں نے مورخہ 10۔اگست 2006 کو ڈسٹرکٹ آفیسر بہبود آبادی ضلع بھکر ملک آفتاب کو مفاد عامہ کے حوالے سے ملنے کے لئے کوشش کی۔ اس سے قبل بھی مذکورہ آفیسر سے رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن مذکورہ آفیسر نے فون پر بات کرنا گوارا نہ سمجھا جبکہ اس روز مذکور آفیسر نے حد ہی cross کر دی۔ میں نے فون کیا اس نے فون اٹھایا جب میں نے اس سے کہاں میں ایم پی اے بول رہا ہوں اور عوامی نمائندہ ہوں میرا حق ہے کہ میں مفاد عامہ کے حوالے سے آپ سے بات کروں لیکن آپ میرا فون سننا پسند نہیں کیا، کیا وجہ ہے؟ اس پر مذکورہ آفیسر سیخ پا ہو کر بولا میں کسی ایم پی اے کو نہیں جانتا۔ آپ جیسے کئی

ایم پی اے میرے دفتر میں روزانہ آتے ہیں میں کسی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ جو کچھ کر سکتے ہیں کریں میں کسی سے نہیں ڈرتا۔ مجھے برا بھلا کہنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد میری بات سنے بغیر اس نے فون بند کر دیا اس سے میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک بھی Monday تک pending کی جاتی ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب والا! میری گزارش سن لیں کہ جو میں نے تحریک استحقاق ابھی پڑھی ہے اس افسر کے متعلق میں نے زونل چیف ڈیرہ اسماعیل خان کو ایک لیٹر لکھا وہ وہاں انکوائری کرنے آئے اور انہوں نے میرے لگائے گئے الزامات کو درست قرار دیا اور متعلقہ افسران کا تبادلہ بھی کیا۔

جناب والا! وہ تو خود آ کر انکوائری کر رہے ہیں اور ان کو سزا دے رہے ہیں لیکن ہمارے منسٹر صاحب اس کو pending کرا رہے ہیں۔ اس سے تو ہمارا مزید استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: خان صاحب! جواب تو آنے دیں، جواب کا انتظار کر لیتے ہیں۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 43 جناب محمد قمر حیات کاٹھیا کی ہے۔ جی!

ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ میں مورخہ 5۔ ستمبر 2006 کو پبلک کے کام کے سلسلے میں ڈی سی او، جھنگ کے پاس گیا جب میں نے انہیں کام کے بارے میں کہا تو ڈی سی او نے کہا کہ آج میرے سر میں درد ہے آپ کل یا پرسوں آئیں۔ میں چلا گیا اور 7۔ ستمبر 2006 کو دوبارہ ڈی سی او کے پاس 11:45 پر گیا۔ آدھا گھنٹہ کھڑا رہنے کے بعد مجھے بٹھایا گیا۔ میں نے ڈی سی او سے کہا کہ میں 5۔ ستمبر 2006 والے کام کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں۔ تو اس نے کہا کہ آپ انتظار کریں میں کام کر دیتا ہوں۔ اس دوران وہ اپنے مہمان کے ساتھ محو گفتگو رہا اور اسی مہمان کے کام کے سلسلے میں ڈی او (آر)، جھنگ کو جو عدالت لگائے بیٹھا تھا اس سے عدالت ختم کروا کر اپنے آفس بلایا۔ جب

ڈی او (آر) آفس پہنچا تو اسے اور مہمان کو لے کر پھر ڈی سی او اپنے ریٹائرنگ روم میں چلا گیا اور میں وہیں انتظار کرتا رہا۔ وہ جب 2:00 بجے اپنی سیٹ پر واپس آیا تو میں نے کہا کہ ڈی سی او صاحب میرا کام بھی کر دیں۔ تو اس نے بڑے تلخ لہجے میں کہا کہ میں فارغ نہیں بیٹھا۔ آپ چلے جائیں دو گھنٹے بعد آنا پھر دیکھوں گا کہ آپ کا کام کرنا ہے یا نہیں۔ میں نے کہا کہ ڈی سی او صاحب میرا کوئی ذاتی کام نہیں بلکہ میں عوامی مسائل کے سلسلے میں حاضر ہوا ہوں اور بطور منتخب عوامی نمائندہ یہ میرا حق ہے۔ جس پر ڈی سی او مزید سیخ پا ہو گیا اور کہا کہ آپ میرے دفتر سے جائیں میں آپ کا کوئی کام نہیں کروں گا۔ عوامی نمائندے تو آتے جاتے رہتے ہیں لیکن اختیارات تو میرے پاس ہیں۔ آپ جائیں اور میرے خلاف جو کچھ کر سکتے ہیں کریں۔ ڈی سی او جو ضلع میں سب سے اہم پوسٹ پر ہے اس کا عوامی نمائندوں کے ساتھ ایسے شرمناک رویہ سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس بارے میں تھوڑی سی statement دینا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! آپ نے کافی detail کے ساتھ بات کر لی ہے۔

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری محمد اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اپنے نہایت ہی قابل احترام ایم پی اے اور نہایت ہی پیارے عزیز سے پوری ہمدردی ہے، اس طرح کا رویہ تو قابل برداشت نہیں ہے لیکن چونکہ یہ آج ہی موصول ہوئی ہے تو اس کو آپ سوموار کے لئے پینڈنگ کر لیں۔ اس کا جواب منگوالیں اور انشاء اللہ پہلے تو میں کوشش کروں گا کہ ڈی۔ سی۔ او کو بلا کر یہ ساری اگر کوئی غلط فہمی ہے تو اس کو دور کر دیا جائے اور اگر ان کے ساتھ واقعی کوئی زیادتی ہوئی ہے تو میری پوری ہمدردیاں ان کے ساتھ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب! ٹھیک ہے؟

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک استحقاق سوموار تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے، pending تھی، غالباً اس کا جواب آنا تھا۔ وزیر صحت تشریف فرما نہیں ہیں؟۔۔۔لاء منسٹر صاحب پھر اس کا جواب دیں گے؟

آوازیں: پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بیٹھی ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جب یہ تحریک pending ہوئی تھی تو یہ کہا تھا کہ منسٹر صاحب جواب دیں گے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کا جواب نہیں سننا چاہتا۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: تو پھر یہ pending کر لیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، سوموار تک pending کر لیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک سوموار تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! کیا یہ ایوان ان کی مرضی سے چلے گا کہ جب مرضی یہ کہیں کہ اس کو pending کر دیں، اس کو لے لیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ وہ میں نے pending کر دی ہے۔ پلیز! آپ تشریف رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: یہ مجھے دیکھ کر گھبرا جاتے ہیں، یہ نروس ہو جاتے ہیں۔ ان کا علاج کرا لیں۔

جناب سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار پچھلے چھ مہینوں سے چلی آ رہی ہے۔ اس پر ہیلتھ منسٹر صاحب کو پہلے بھی آپ نے کہا تھا کہ اس کا جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، یہ پیش ہو چکی ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور انتہائی اہم معاملہ ہے۔ لوگوں کو لوٹا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: یہ بھی منسٹر ہیلتھ کے متعلقہ ہے۔ اس کو بھی پھر سوموار تک کے لئے pending کر لیں۔ منسٹر

ہیلتھ آجائیں گے تو بات کر لیں گے؟

شیخ علاؤالدین: جیسے آپ کہیں لیکن پہلے بھی آپ نے یہ چار مرتبہ pendingکی ہے اور ان کو کہا ہے۔اب میری استدعا ہے کہ اس پر وہ بات کریں کیونکہ یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔

جناب سپیکر: چلو، سوموار کو ان کو کہتے ہیں کہ وہ تشریف لائیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک التوائے کار سوموار تک کے لئے pendingکی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار ملک محمد جاوید اقبال اعوان صاحب کی ہے۔۔۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 558ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی طرف سے ہے۔

مساجد کے آئمہ اور خدام کی جانب سے قرآن پاک کے بوسیدہ اوراق جلانے پر عوام کا جذباتی ہونا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ آئے روز اخبارات میں شہ سرخیاں لگتی ہیں۔ کوئی امام مسجد یا خادم مسجد بوسیدہ اوراق کو تلف کرنے کے لئے جلا رہا تھا لوگوں کو خبر ہو گئی کہ قرآن پاک کی توہین ہو گئی اور پھر عوام جذباتی ہو کر بری طرح ٹارچر کرتے اس حد تک چلے جاتے ہیں کہ جانیں ضائع ہو جاتی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس سلسلہ میں غور و خوض ہونا چاہئے تاکہ آئندہ ایسے واقعات نہ ہوں۔ ابھی حال ہی میں ماہ جون میں تحصیل حاصل پور ضلع بہاولپور میں ایک ایسا واقعہ رونما ہو چکا ہے۔ دو بندے قتل کر دیئے گئے اور علاقہ میں بدستور کشیدگی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! جن خدشات کا اظہار معزز رکن نے کیا ہے، یہ بات درست ہے کہ بعض اخباری اطلاعات کے مطابق مساجد کے خطباء، آئمہ اور مؤذن حضرات بوسیدہ قرآنی اوراق کو جلا دیتے ہیں جس سے مختلف مسائل جنم لیتے ہیں۔ محکمہ مذہبی امور اور اوقاف پنجاب کی طرف سے مختلف مقامات پر قرآن

محل تعمیر کرنے کے علاوہ اہم شاہراہوں پر قرآن بورڈ کی طرف سے boxes بھی نصب کئے گئے ہیں تاکہ مقدس بوسیدہ اوراق ان میں ڈالے جا سکیں۔

جناب سپیکر! یہاں پر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے تمام زونل ناظمین لوکل گورنمنٹ کے جو ہیں ان کو بھی ہم نے ایک علیحدہ ہدایت جاری کی ہے اور محکمہ اوقاف نے بھی ایک علیحدہ اپنے متعلقہ افسران کو جو ضلعی سطح پر ہیں ان کو ہدایت جاری کی ہے کہ وہ اہم جگہوں پر اس کا بندوبست کریں کہ boxes لگائیں جہاں پر بوسیدہ اوراق کو اکٹھا کیا جا سکے۔ یہ ایک اچھی تجویز ہے اور میرے بھائی نے ایک اہم مسئلے کی طرف نشاندہی کی ہے۔ گورنمنٹ نے اس کا نوٹس لیا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں مزید مثبت پیشرفت ہو گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! یہ اسمبلی کا استحقاق ہے کہ in the absence of Minister پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں گی۔ یہ کون ہوتے ہیں کہ کسی چیز کو insist کرنے کے لئے کہ میں نے ان سے جواب نہیں لینا، ان سے سوال نہیں کرنا، یہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ آئندہ میری آپ سے گزارش ہے کہ ہیلتھ والے ان کے کسی سوال کا جواب نہیں دیں گے۔ ہم تو ان کو اس اہل ہی نہیں سمجھتے ہیں کہ یہ سوال کریں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: بہت شکریہ۔ بہت بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے اس حوالے سے تھوڑی سی بات کرنی ہے۔ سب سے پہلے تو میں یہ عرض کروں گا کہ گورنمنٹ اور محکمہ اوقاف نے جو یہ مختلف boxes بنوا کر مختلف مقامات پر رکھوائے ہیں تو اس کے لئے میں حکومت کی بھی اور صاحبزادہ سعید الحسن صاحب کی بھی تحسین کرتا ہوں لیکن اس سلسلے میں، میں یہ عرض کرتا ہوں کہ یقیناً اس قسم کے جو boxes بنوا کر رکھوائے گئے ہیں یہ پورے پنجاب کی ہر مسجد کے باہر شاید رکھوانا ممکن نہ ہو اس لئے میری اس میں اگلی تجویز یہ ہے کہ بہت سارے معاملات کے اندر اتحاد بین المسلمین کمیٹی کی میٹنگیں ہوتی ہیں، اس طرح تمام مذاہب پر جو فرقہ والے ہیں گورنمنٹ ان پر مشتمل کوئی ایسا

بورڈ محکمہ اوقاف کے تحت بنادے جس میں تمام فرقوں کے علماء کی طرف سے نمائندگی ہو اور وہ متفقہ طور پر بیٹھ کر اس کے بارے میں کوئی چیز طے کر دیں کہ قرآن کریم کے جو بوسیدہ اوراق ہوں گے ان کو کن طریقوں کے مطابق تلف کیا جا سکتا ہے اور اس کی proper تشہیر اس کے ذریعے سے ہو جائے تاکہ آئندہ اس قسم کے واقعات کا سد باب ہو سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اتحاد بین المسلمین کے آئندہ اجلاس میں یہ point ایجنڈے پر رکھا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب ایجوکیشن فاؤنڈیشن مصدرہ 2004 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر!

The Punjab Education Foundation (Amendment) Bill 2004 (Bill No.25 of 2004) moved by Ms Azma Zahid Bokhari, MPA (W.338)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: میاں افتخار حسین چھچھر مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

میاں افتخار حسین چھچھر: جناب سپیکر! میں

The University of Agriculture, Faisalabad (Amendment) Bill 2006 (Bill No.14 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے زراعت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری جاوید احمد، مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب آصف جیلانی شیخ مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) سول سرونٹس مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ایس اینڈ جی اے ڈی کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب آصف جیلانی شیخ: جناب سپیکر! میں

The Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 (Bill No. 15 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: ڈاکٹر مظفر علی شیخ مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

تحریک التوائے کار نمبر 05/801 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ڈاکٹر مظفر علی شیخ: جناب سپیکر! میں تحریک التوائے کار نمبر 801/05 پیش کردہ رانا ثناء اللہ خان، ایم پی اے، پی پی۔70 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے صحت کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب چودھری تسنیم ناصر مجلس قائمہ برائے اری گیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

چودھری تسنیم ناصر: جناب سپیکر! میں

The Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006 (Bill No.12 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے اریگیشن اینڈ پاور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: سید محمد رفیع الدین بخاری مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

سید محمد رفیع الدین بخاری: جناب سپیکر! میں

The Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill

2006 (Bill No 18 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے انڈسٹریز کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب انجینئر شہزاد الٰہی، مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

انجینئر شہزاد الٰہی: جناب سپیکر! میں

The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006 (Bill No 20 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے ہاؤسنگ اربن ڈویلپمنٹ اینڈ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: ملک نذر فرید کھوکھر مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مجلس استحقاقات کی رپورٹوں کا ایوان میں پیش کیا جانا

ملک نذر فرید کھوکھر: جناب سپیکر! میں تحریک استحقاق نمبر 47 بابت سال 2005 پیش کردہ سید حسن مرتضیٰ، ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 57 بابت سال 2005 پیش کردہ رائے فاروق عمر خان کھرل، ایم پی

اے۔ تحریک استحقاق نمبر 8 بابت سال 2006 پیش کردہ چودھری خضر الیاس ورک، ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 12 بابت سال 2006 پیش کردہ میاں محمد لطیف پنوار راجپوت ایم پی اے۔ تحریک استحقاق نمبر 14 بابت سال 2006 پیش کردہ جناب جاوید منظور گل، ایم پی اے اور تحریک استحقاق نمبر 27 بابت سال 2006 پیش کردہ سید عبدالعلیم شاہ، ایم پی اے کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹیں پیش ہوئی)

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون استعداد، نظم و ضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

MR.SPEAKER: Now we take up the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 (Bill No.23 of 2005). Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS: Sir I move:

> That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 (Bill No.23 of 2005) as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.

MR.SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 (Bill No.23 of 2005) as recommended by the Standing Committee on Services and General Administration be taken into consideration at once.

کورم کی نشاندہی

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کورم نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)

جناب سپیکر: کورم پورا نہیں ہے۔ لہذا اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک صبح 9:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

115

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 29۔ ستمبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات زراعت و زرعی مارکیٹنگ)

i۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2006

برائے ایجنڈا 28۔ ستمبر 2006 کی بقیہ کارروائی اگر کوئی ہو

117

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعۃ المبارک، 29۔ ستمبر 2006

(یوم الجمع، 5۔ رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 9 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (14) وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ (15) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (16) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (17) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (18)
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (19) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (20)
فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (21) يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ (22) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (23)
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (24) فَبِاَیِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (25)

سورۃ الرّحمٰن آیات 14 تا 25

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا (14) اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا (15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (16) وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے) (17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں (19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں (22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی

نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24)تو
تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25) **وما علینا الا البلاغ o**

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ جات زراعت اور زرعی مارکیٹنگ کے بارے میں سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رومن کیتھولک اور کیتھولک عیسائیوں کے سربراہ کی جانب سے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق ہرزہ سرائی کے خلاف قرارداد مذمت پاس کرنے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں ایک اہم مسئلے کی طرف اس ایوان کی اور اس اسمبلی کی توجہ مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ پچھلے کچھ عرصہ پہلے رومن کیتھولک چرچ کے پاپائے روم ویٹیکن اور کیتھولک عیسائیوں کے سربراہ نے حضور نبی کریم ﷺ کے متعلق جو ہرزہ سرائی کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ آج کے اس دور میں جس طرح حکمرانوں کی طرف سے بے حسی کا مظاہرہ کیا جارہا ہے مجھے اس حوالے سے حضور نبی کریم ﷺ کی ایک حدیث یاد آتی ہے جو میں یہاں ضرور quote کرنا چاہتا ہوں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ایک وقت ایسا آئے گا کہ لوگ برائی کو دیکھ کر، بُرے کاموں کو دیکھ کر اور ایسی بیہودہ گفتگوؤں کو دیکھ کر خاموشی اختیار کریں گے اور دل میں اس کو بُرا محسوس کریں گے اور میرے دور کے صحابہ جتنا ان کا درجہ ہوگا جو دل میں یہ سمجھیں کہ یہ غلط بات ہے تو صحابہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ایسا دور بھی آئے گا؟ فرمایا ہاں، ایسا دور بھی آئے گا۔ آج ایسا دور ہی ہے کہ ایک ایسا شخص جو عیسائی کمیونٹی میں معتبر ہے اور اس کا لب ولہجہ یہ ہے کہ اس نے حضور نبی کریم ﷺ اور اسلام کے متعلق یہ کہا ہے کہ یہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے اور یہ دہشت گردی پر مبنی مذہب ہے۔ میں آپ کی خدمت میں یہ درخواست کروں گا کہ اس سلسلہ میں اس ہاؤس سے ایک قرارداد مذمت پاس ہونی چاہئے تاکہ یہ پیغام وہاں تک بھی پہنچے اور ہمارے ایمان اور ہمارا حضور ﷺ اور اسلام کے ساتھ جو تعلق ہے اس کے حوالے سے بھی اس کو highlight ہونا چاہئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ بگو صاحب! جیسا کہ آپ کو علم ہے کہ کل یہ مسئلہ آپ نے ایڈوائزری کمیٹی میں بھی take up کیا تھا اور لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ کل اس پر کوئی بات کر کے متفقہ طور پر قرار داد لانے کی کوشش کریں گے۔ لاء منسٹر صاحب ابھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ آتے ہیں تو آپ ان کے چیمبر یا ان سے ادھر ہی لابی میں بات کر لیں اور اسے متفقہ طور پر لے آئیں۔ میرا خیال ہے کہ اس پر کسی کو کوئی اعتراض تو نہیں ہونا چاہئے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی تحسین کرتا ہوں کہ آج آپ بروقت تشریف لائے اور آپ نے اجلاس کو شروع کروا دیا۔ کل کا اجلاس بھی کوئی گھنٹے، ڈیڑھ گھنٹے کی تاخیر سے شروع ہوا تھا تو یہ ایک اچھی روایت ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! کل پتا ہے، بگو صاحب بھی ادھر بیٹھے ہوئے تھے، وہ ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ کی وجہ سے لیٹ شروع ہوا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: بہر حال یہ آپ نے جو روایت قائم کی ہے یہ بہت اچھی ہے۔ اس کو جاری رہنا چاہئے تاکہ بروقت اجلاس شروع ہو اور بروقت ختم ہو سکے۔

سوالات

(محکمہ جات زراعت و زرعی مارکیٹنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب یہ سوال میاں خالد محمود کی طرف سے ہے۔

راجہ ریاض احمد: On his behalf Q.No.3837

جناب سپیکر: On his behalf راجہ ریاض احمد صاحب، سوال نمبر 3837، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

راجہ ریاض احمد: جی۔

صوبہ میں 2001تا2003 پختہ کئے گئے کھالوں
اور اخراجات کی تفصیلات

*3837 میاں خالد محمود: کیاوزیرزراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2001 سے اب تک صوبہ بھر میں آبپاشی کے کتنے کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے؟

(ب) اگر کیا گیا ہے تو ان کھالوں کی مجموعی لمبائی اور حکومت کی طرف سے برداشت کئے گئے اخراجات کی تفصیل ضلع وار بیان کی جائے؟

وزیرزراعت:

(الف) سال 2001 سے تاحال صوبہ پنجاب میں ضلعی حکومتوں کے زیر نگرانی اصلاح آبپاشی کے تحت 1153 ریگولر اور 371 ایڈیشنل آبپاش کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے۔

(ب) محکمہ زراعت شعبہ اصلاح آبپاشی نے گزشتہ تین سالوں میں جو صوبہ بھر میں آبپاش کھالوں کی اصلاح وتجدید کی ان کی مجموعی لمبائی اور اخراجات کی ضلع وار تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں انھوں نے کہا ہے کہ "ضلعی حکومتوں کے زیر نگرانی اصلاح آبپاشی کے تحت 1153 ریگولر اور 371 ایڈیشنل آبپاش کھالوں کو پختہ کیا گیا ہے"۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان پر کتنی مالیت خرچ ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیرزراعت!

وزیرزراعت: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ہے۔ جیسا کہ راجہ صاحب نے کہا ہے تو اس پر جو unapproved کھالہ جات تھے وہ 1107 تھے اور جن کی لائننگ کی گئی، جن کو amend or repair کیا گیا وہ 371 تھے۔ اس پر کل لاگت 46 کروڑ، 27 لاکھ اور کچھ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا تھا کہ یہ کل کھالوں کی تعداد بتا سکتے ہیں کہ پنجاب کے اندر ریگولر کتنے کھالے ہیں اور ایڈیشنل کتنے کھالے ہیں اس سے اندازہ ہو جائے گا کہ پچھلے چار پانچ سالوں میں ان کی کیا کارکردگی رہی ہے؟

جناب سپیکر: جو پختہ کئے ہیں وہ تو انھوں نے تعداد بتا دی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: نہیں، میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ پنجاب کے اندر ٹوٹل کتنے کھالے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت! کوئی اندازہ ہے کہ پنجاب کے اندر جو ٹوٹل کچے کھالے ہیں وہ کتنے ہیں؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! پنجاب میں 56ہزار واٹر کورسز ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ صاحب فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کی اجازت دی۔ 2001 کی بات آج ہم 2006 میں کر رہے ہیں۔ چار چار سال پرانے سوالات کے حوالے سے ہم یہاں پر باتیں کرتے ہیں جبکہ اصل صورتحال اس سے بالکل مختلف ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اسمبلی کا وقت ضائع کرنے کے مترادف ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تو وزیر صاحب نے جواب دینا ہے، وہ لازماً latest صورتحال کے بارے آگاہ فرمائیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ اگر آپ کے ہوتے ہوئے ایک یہ نیک کام ہو جائے۔ آپ کوئی ایسا سسٹم بنوا دیں کہ اگر آج سوال دیا ہے تو دو تین مہینے میں اس کا جواب آ جائے۔ ہم یہی دیکھ رہے ہیں کہ تین تین، چار چار سال بعد جوابات آتے ہیں۔ اگر آپ جانے سے پہلے یہ نیک کام کر جائیں تو بہتر ہو گا کیونکہ اب آپ کے جانے کا وقت آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6480۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور میں واقع سبزی و فروٹ مارکیٹوں
اور چیئرمین/ایڈمنسٹریٹرز سے متعلقہ تفصیلات

*6480 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں سبزی اور فروٹ مارکیٹیں کہاں کہاں واقع ہیں، ہر مارکیٹ میں کتنی دکانیں ہیں اور کتنے رقبہ پر محیط ہیں ان مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر کون کون ہیں، چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر کب منتخب/مقرر ہوئے اور انہیں کتنا کتنا اعزازیہ ماہانہ دیا جاتا ہے نیز انہیں کیا کیا مالی و دیگر سہولیات حاصل ہیں؟

(ب) مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین/وائس چیئرمین میں سے کتنے افراد پہلی مرتبہ کسی کمیٹی کے چیئرمین منتخب ہوئے، کیا یہ چیئرمین اس سے قبل کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر بھی رہے یا ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی تجربہ تھا؟

(ج) گزشتہ تین سال میں ان مارکیٹس میں کیا کیا ترقیاتی کام کروائے گئے خرچ اور پراجیکٹ کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان تمام سبزی اور فروٹ مارکیٹس کی سڑکات تباہ حال ہیں ہر وقت گندگی کے ڈھیر لگے رہتے ہیں اور تمام مارکیٹس میں بڑے پیمانے پر منتھلیاں وصول کرکے ناجائز قبضے اور تھڑے الاٹ کئے گئے ہیں؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) لاہور میں سبزی اور فروٹ مارکیٹس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ	تعداد دکانات	رقبہ کنال
1۔	سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	76	205
2۔	پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	135	__
3۔	سبزی منڈی نزد ریلوے پھاٹک کوٹ لکھپت لاہور	124	117
4۔	پھل منڈی نزد ریلوے پھاٹک کوٹ لکھپت لاہور	103	__
5۔	سبزی منڈی علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ لاہور	119	52
6۔	پھل منڈی علامہ اقبال ٹاؤن ملتان روڈ لاہور	85	__
7۔	سبزی منڈی جی ٹی روڈ سنگھ پورہ لاہور	58	11.5

لاہور میں واقع مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین / وائس چیئرمین کے نام، تاریخ تقرری واعزازیہ ودیگر مالی سہولیات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام مارکیٹ کمیٹی	نام چیئرمین / ایڈمنسٹریٹر	تاریخ تقرری	ماہانہ اعزازیہ (روپے)	دیگر مالی سہولیت
1	مارکیٹ کمیٹی لاہور	میاں طلعت احمد چیئرمین	04-02-02	2000.00	Nil
2	مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت	محمد اکرم وڑائچ چیئرمین	02-02-02	1500.00	Nil
3	مارکیٹ کمیٹی ملتان روڈ لاہور	ملک محمد اصغر چیئرمین	18-02-02	1000.00	Nil
4	مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور	نصیر احمد سماں ایڈمنسٹریٹر	14-06-04	250.00	Nil

(ب) لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر / چیئرمین / وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں اور اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر نہیں رہے اور نہ ہی ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی تجربہ تھا۔

(ج) مارکیٹ کمیٹی لاہور، کوٹ لکھپت، سنگھ پورہ اور ملتان روڈ نے گزشتہ تین سالوں میں جو ترقیاتی کام کروائے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

مارکیٹ کمیٹی لاہور

نمبر شمار	سال	نام ترقیاتی کام	لاگت روپے
1-	2001-02	تعمیر ریمپ در سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	452600.00
2-		تعمیر آر سی سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	560300.00
3-		تعمیر پلیٹ فارم سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	566200.00
4-		تعمیر پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	312700.00
5-		تعمیر ٹو وال پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	813600.00
6-		تعمیر آر سی سلیب برائے ڈرین سبزی منڈی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	348100.00
7-		تعمیر آر سی سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	89300.00
8-		مرمت سب آفس پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	40000.00
9-	2002-03	تعمیر چاردیواری سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	256600.00
10-		تعمیر چاردیواری سائیکل سٹینڈ سبزی و پھل منڈی	47100.00
11-	2003-04	صفائی پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	3118600.00
12-		فراہمی 30 ڈایا آر۔ سی۔ پائپ پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	5656261.00
13-		تعمیر 3 فٹ سپین ڈرین میوہ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1955168.00

14۔	تعمیر برک مشینری ولفٹ سٹیشن در سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	6790868.00
15۔	2004-05 صفائی پرانی ڈرین(Desilting o fold Drain) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1126598.00
16۔	تعمیر کرنا نالی تین فٹ چوڑی(3-Span Drain) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	363972.00
17۔	تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ(Lift Station with brick masonary) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1936876.00
18۔	تعمیر کرنا/ بچھانا 30،ڈایا R.C.C پائپ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1890620.00

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت

نمبر شمار	سال	نام ترقیاتی کام	لاگت روپے
1۔	2001-02	NIL	NIL
2۔	2002-03	تعمیر سڑکات فیز1 ڈرین سیوریج واٹر سپلائی وغیرہ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	5422514
3۔	2003-04	تعمیر سڑکات فیز II1 اور ڈرین سیوریج وغیرہ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت	6644570
4۔	2004-05	تعمیر سڑک R.C.C روڈ (Phase III) سبزی منڈی کوٹ لکھپت لاہور	34740.00

(د) یہ درست نہ ہے۔ سبزی و پھل منڈی کوٹ لکھپت کی سڑکوں کی تعمیر نو کی گئی ہے اور وہاں پر مرکزی سڑک آر۔ سی۔ سی کی تعمیر کی گئی ہے۔ جہاں تک سبزی و پھل منڈی ملتان روڈ اور سنگھ پورہ کا تعلق ہے، ان سڑکات کی حالت تسلی بخش ہے، البتہ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور کی سڑکات کی حالت جزوی طور پر بہتر نہ ہے۔ پھل و سبزی منڈی راوی روڈ اور کوٹ لکھپت لاہور کی صفائی کا ٹھیکہ پرائیویٹ کمپنی کے حوالے کیا گیا ہے اور صفائی کی صورتحال بہتر ہو رہی ہے۔ ان تمام مارکیٹس میں روزانہ کی بنیاد پر صفائی کی جاتی ہے اور صفائی کی صورتحال تسلی بخش ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں یا تو پردہ پوشی کی گئی ہے یا پھر ان کے علم میں نہیں ہے۔ جواب کے جز(ب) میں کہا گیا ہے کہ ”لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر/چیئرمین/ وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں اور اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر رہے اور نہ ہی ان کا ان مارکیٹس میں کاروبار کرنے کا کوئی تجربہ تھا۔“

نمبر 4 پر مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور کے جو ایڈمنسٹریٹر ہیں وہ گجرات میں بھی تین سال تک ایڈمنسٹریٹر رہ چکے ہیں۔ مجھے یہ بھی بتایا جائے کہ کون کون سے ایڈمنسٹریٹر سبز رنگ والی نمبر پلیٹ استعمال کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: سماں صاحب آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! محکمہ کی طرف سے غلط جواب دیا گیا ہے۔ وزیر صاحب فرمائیں کہ ایسا کیوں کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: کیا متعلقہ محکمہ مارکیٹ کمیٹی کے وزیر صاحب تشریف فرما ہیں، میرے خیال میں وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔ لودھی صاحب! کیا اس کا جواب بھی آپ نے ہی دینا ہے؟

وزیر زراعت: نہیں، جناب! یہ سوال میرے محکمہ سے متعلقہ ہے اور نہ ہی میرے ذمہ لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! متعلقہ وزیر صاحب اس وقت تشریف فرما نہیں ہیں، تو کیا اس سوال کو pending کر لیں؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ حکومت کی دلچسپی اور ذمہ داری کا آپ خود اندازہ لگا لیں کہ ایک وزیر صاحب جن کے محکمہ سے متعلق آج سوالات ہیں وہ بھی تشریف نہیں لائے تو پھر ہمارے یہاں پر بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟ آپ اس بارے میں کوئی رولنگ یا ہدایات جاری فرمائیں۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب وزراء کو پابند کریں کہ وہ ہاؤس میں بروقت تشریف لائیں۔ کم از کم جن وزراء صاحبان کے محکمہ جات سے متعلقہ سوالات ہوں انھیں بروقت ہاؤس میں پہنچنا چاہئے۔ اس وقت 9:25 ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک مارکیٹ کمیٹی سے متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم سوالات ہیں لہذا ان کو pending کر دیا جائے۔ جب تک وزیر صاحب تشریف نہیں لاتے انھیں pending کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے سوال نمبر 6480 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا ان کا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6503۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور، 2000 تا حال، چیئرمین/ایڈمنسٹریٹر سٹاف اور آمدن و خرچ کی تفصیلات

*6503 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 2000 سے آج تک مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور میں کس کس کو کب اور کس کس کی سفارش پر چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مقرر کیا گیا، ان کا عرصہ تقرری کیا ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی آمدنی ہوئی اور کتنا خرچ ہوا؟

(ج) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کیا ہے، اس عرصہ کے دوران کتنی تقرریاں غیر قانونی کی گئیں؟

(د) اس عرصہ کے دوران کون کون سے ترقیاتی منصوبے مارکیٹ کمیٹی کے فنڈز سے کتنی کتنی لاگت سے مکمل ہوئے اور کتنے منصوبے نامکمل رہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) سال 2000 سے تا حال حسب ذیل افراد بطور چیئرمین /ایڈمنسٹریٹر مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور مقرر ہوئے۔

نام	عہدہ	عرصہ	کیفیت
کیپٹن (ریٹائرڈ) عارف ندیم	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	01-11-99 تا 27-01-01	حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے احکامات کے تحت
جناب حسین نواز تارڑ	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	08-01-01 تا 27-07-01	۔ایضاً۔
کیپٹن ریٹائرڈ نسیم نواز	ایڈمنسٹریٹر ڈپٹی کمشنر لاہور	27-07-01 تا 13-08-01	۔ایضاً۔
میاں عامر محمود	ایڈمنسٹریٹر ضلعی ناظم لاہور	06-09-01 تا 03-03-02	۔ایضاً۔

میاں طلعت احمد	چیئرمین	04-02-02تا05-05-18	مارکیٹ کمیٹی لاہور کی تشکیل شدہ کمیٹی سے باقاعدہ منتخب شدہ
چودھری ظہیر احمد	ایڈمنسٹریٹر	05-05-19تاحال	حکومت پنجاب محکمہ زراعت کے احکامات کے تحت

(ب) آمدن اور اخراجات کی تفصیل از سال 2000-1999تا05-2004حسب ذیل ہے:۔

سال	آمدن	اخراجات
1999-00	38263373.72	11519884.13
2000-01	27520401.00	9173018.00
2001-02	21528574.00	33150170.00
2002-03	23823107.00	17943167.00
2003-04	21599177.00	33863094.00
2004-05	20819433.00	31354159.00

(ج) مارکیٹ کمیٹی بادامی باغ لاہور کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 75 ہے تاہم اس عرصہ کے دوران کوئی غیر قانونی تقرری نہ کی گئی ہے، اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:

نمبر شمار	نام اسامی	BS	تعداد
1۔	سیکرٹری	17	1
2۔	سپرنٹنڈنٹ	15	1
3۔	سب انجنیئر	11	1
4۔	چیف انسپکٹر	15	1
5۔	اکاؤنٹنٹ	11	1
6۔	ہیڈ کلرک	11	1
7۔	انسپکٹر	11	4
8۔	سب انسپکٹر	07	20
9۔	سینئر کلرک	07	1
10۔	جونیئر کلرک	5	2
11۔	آکشنیز	05	3
12۔	ٹیوب ویل آپریٹر	02	2
13۔	بیلدار	1	20
14۔	ٹریفک کنٹرولر	2	8
15۔	الیکٹریشن	5	1
16۔	ڈرائیور	5	1

17۔	سویپر	1	1
18۔	نائب قاصد	1	4
19۔	چوکیدار	1	2
	کل تعداد		75

(د) اس عرصہ کے دوران جو ترقیاتی منصوبے مکمل ہوئے ان کی تفصیل حسب ذیل ہے تاہم کوئی منصوبہ نامکمل نہیں رہا۔

سال	نام ترقیاتی کام	رقم روپے
1999-00	تعمیر لیٹرین و باتھ روم (Latrine and bath room) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	21800.00
	تعمیر چار دیواری و گیٹ boundry wall and gate piller سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	500000.00
	تعمیر کرنا چار دیواری و سائیکل اسٹینڈ (Boundry wall) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	20,000.00
	فراہمی سب آفس (Sub office) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	442000.00
	فراہمی سٹریٹ لائٹ (Street light) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	736000.00
	فراہمی واٹر سپلائی (Water supply) فیز II سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور	300000.00
	میزان	2019800.00

سال	نام ترقیاتی کام	رقم روپے
2000-01	NIL	NIL
2001-02	تعمیر ریمپ سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	452600.00
	تعمیر R.C.C سلیب سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	560300.00
	تعمیر berms پلیٹ فارم سبزی منڈی راوی لنک روڈ لاہور	566200.00
	تعمیر berms پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	312700.00
	تعمیر ٹو وال (Toe wall) پلیٹ فارم پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	813600.00
	تعمیر R.C.C.slab برائے ڈرین سبزی منڈی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	348100.00
	تعمیر بقیہ R.C.C.slab سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	89300.00
	مرمت سب آفس (Repair of sub office) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	40000.00
	میزان	3182800.00

2002-03 تعمیر چاردیواری (boundry wall) سبزی و پھل منڈی سنگھ پورہ لاہور۔	256600.00
تعمیر چاردیواری (boundry wall) سائیکل سٹینڈ سبزی و پھل راوی لنک روڈ لاہور	47100.00
میزان	303700.00
2003-04 صفائی پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	3118600.00
فراہمی "30 ڈایا R.C.C پائپ پرانی ڈرین سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	5656261.00
تعمیر 3 فٹ چوڑی نالی (span drain 3) میوہ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1955168.00
تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ lift station with brick masonary سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	6790868.00
میزان	175208971.00
2004-05 صفائی پرانی ڈرین (desilting of old drain) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1126598.00
تعمیر کرنا نالی تین فٹ چوڑی (span drain 3) فروٹ منڈی راوی لنک روڈ لاہور	363972.00
تعمیر لفٹ سٹیشن مع چنائی اینٹ (lift station With brick masonary) سبزی و پھل منڈی راوی لنک روڈ لاہور	1936876.00
تعمیر کرنا/ بچھانا 30، ڈایا R.C.C پائپ سبزی و پھل منڈی	1890620.00
میزان	5318066.00

جناب سپیکر: آج لگتا ہے کہ راجہ صاحب تیاری کر کے آئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ہماری تیاری کس کام کی ہے یہاں تو متعلقہ وزیر صاحب ہی تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: کوئی بات نہیں ہم اسے pending کر لیتے ہیں اور ان کے آنے پر take up کر لیں گے تو سوال نمبر 6503 کو pending کیا جاتا ہے۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 6531۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

رائس ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو، سٹاف، ریسرچ فیلوز، بجٹ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6531: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رائس چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو (شیخوپورہ) کب قائم کیا گیا، اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں چاول کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) اس ریسرچ سٹیشن پر کتنے ملازمین ہیں، ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں، کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو شیخوپورہ 1926 میں قائم ہوا۔ اس فارم پر ریسرچ کے نتیجے میں صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر 1933 سے لے کر 2000 تک باسمتی اور موٹے چاول کی سترہ اقسام تیار کی گئیں اس وقت مندرجہ ذیل اقسام زیر کاشت ہیں:۔

باسمتی 370، باسمتی پاک (کرنل)، آئی آر 6، باسمتی 198، کے ایس 282، باسمتی 385، سپر باسمتی اور باسمتی 2000

اس فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی اوسط پیداوار فی ایکڑ 20 من فی ایکڑ سے 30 من فی ایکڑ ہو گئی ہے۔

1996 اور 2000 میں اس ادارے سے باسمتی کی دو اعلیٰ اقسام سپر باسمتی اور باسمتی 2000 کاشت کے لئے منظور ہوئیں۔

(ب) ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے

حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یااس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔تاہم اس ریسرچ سٹیشن پر کل ایک سو پندرہ ملازمین ہیں۔ان میں سے چالیس ریسرچ سائنسدانوں جن کی بنیادی تعلیمی قابلیت ایم ایس سی آنرز (زراعت) ہے۔ ان میں چھ ریسرچ سائنسدانوں کی تعلیمی قابلیت پی ایچ ڈی ہے۔قومی اور بین الاقوامی جرنلز میں تقریباً دو سو ریسرچ پیپرز شائع ہو چکے ہیں۔

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ تقریباً ڈیڑھ کروڑ روپے ہے۔ 2003-04/2004-05 سے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	بجٹ	خرچ	آمدنی
2003-04	1,39,77,000	1,36,49,400	31,15,000
2004-05	1,47,80000	97,49,000	14,72,800 (فروری تک)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز(الف) میں انھوں نے چاول کی ایک قسم باسمتی 198 لکھی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ڈی آر۔98 اور باسمتی 198 میں کیا فرق ہے وزیرزراعت صاحب ذرا اس کی وضاحت فرمادیں؟

وزیرزراعت: جناب سپیکر! میں ان کے سوال کو سمجھ نہیں سکا۔انھوں نے جو سوال کیا تھا اس میں یہ پوچھا گیا ہے کہ چاول کی کون کون سی اقسام تیار کی گئی ہیں؟ اس کے جواب میں ہم نے یہ لکھا ہے کہ باسمتی 370 ، باسمتی پاک(کرنل)، آئی آر 6، باسمتی 198 ، کے ایس 282، باسمتی 385، سپر باسمتی اور باسمتی 2000 زیر کاشت ہیں۔میں ان کا پورا سوال پڑھ دیتا ہوں۔ چاول ریسرچ سٹیشن کالا شاہ کاکو(شیخوپورہ) کب قائم کیا گیا،اس فارم پر ریسرچ کے نتیجے میں چاول کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں چاول کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟ یہ ان کا سوال ہے اور اس کا جواب تفصیل سے دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں کیا فرق ہے؟

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! ایک تو یہ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں فرق واضح کر دیں

دوسرا یہاں جواب میں انھوں نے آئی آر 6 لکھا ہے جو کہ غلط ہے یہ اصل میں اری 6 ہے۔ وزیر صاحب یہ بھی وضاحت فرمادیں کہ اری 6 سے کیا مراد ہے؟ اس کی specification کیا ہے؟

جناب سپیکر: سماں صاحب یہ تو چاول کی ایک قسم ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جی، ہاں یہ نام ہے۔ وزیر صاحب اس کی وضاحت فرمادیں کہ اس کا یہ نام کیوں رکھا گیا ہے؟

جناب سپیکر: یہ چاول کی فصل کی مختلف اقسام کے نام ہیں جیسے میرے گاؤں کا نام 153۔ آر بی ہے۔ اب اگر پوچھا جائے کہ جی 153۔ آر بی کیوں رکھا گیا ہے؟ تو یہ کوئی مناسب سوال نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! آر بی سے رکھ برانچ مراد ہے۔ یہ گاؤں چونکہ رکھ برانچ نہر پر ہے اس لئے اس کا نام آر بی رکھا گیا ہے۔ اس کا نام گوگیرہ برانچ یا جھنگ برانچ نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ نام نہروں پر رکھے گئے ہیں؟

میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب کے کتنے اضلاع اور کتنے ایکڑز پر اس وقت باسمتی 370 کاشت کی جا رہی ہے۔ دوسرا اری 6 سے کیا مراد ہے؟ باسمتی 198 اور ڈی آر 98 میں کیا فرق ہے؟ وزیر صاحب بے شک بوٹی منگوا کر مجھے بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

پیر ولایت شاہ کھگہ: جناب سپیکر! ڈی آر 98 تو کوئی ورائٹی ہی نہیں ہے۔ باسمتی 198 ہے۔ میرے خیال میں شاید انھیں غلط فہمی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: اصل میں سماں صاحب چاول کا کام کرتے ہیں اس لئے انھیں اس حوالے سے زیادہ معلومات ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! میں son of soil ہوں اس لئے مجھے غلط فہمی نہیں ہو سکتی۔ اگر انھیں نہیں معلوم تو پھر میں بتادوں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، ہی آپ بتادیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! ڈی آر 98 وہ بیج ہے جو کہ یہاں پنجاب سے سندھ میں گیا تھا۔ جیسے رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ کالا شاہ کاکو ہے، اس کے متوازی لاڑکانہ میں بھی ایک رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے۔ پاکستان میں دو رائس ریسرچ انسٹیٹیوٹس ہیں۔ باسمتی کا جو بیج سندھ کو for the

maintenance of record purpose of دیا گیا اس کا نام ڈی آر 98 رکھا گیا تھا۔اسی طرح باسمتی کے characteristics یہ ہیں کہ اس کے لئے ترجیحاً چناب اور راوی کا درمیانی علاقہ، ساڑھے تین اضلاع اس پنجاب کے اور ساڑھے تین اضلاع دوسرے پنجاب کے کاشت کے لئے موزوں ہیں۔ اس کی تین خصوصیات ہیں۔ اس کو کاشت میں ٹھنڈا پانی دینا چاہئے، اس کی harvesting پر (تریل) اوس پڑنی چاہئے۔ باس کے معنی خوشبو اور باسمتی سے مراد ایسی چیز جس میں سے خوشبو آتی ہے۔اری 6 سے مراد یہ ہے کہ International Rice Research Institute نے ایک بیج تیار کیا تھا جو کہ 6 ملی میٹر لمبا ہے۔ میں تے بڑا سوکھا سوال کیتا سی لیکن انہاں نے جواب نہیں دتا تے اساں اگاں عوام نوں نہیں دس سکاں گے۔اسی طرح اری 9 ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا! اب میں وزیر موصوف سے ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت پنجاب میں کل کتنے ایکڑ پر 370 باسمتی کاشت ہے۔

جناب سپیکر: سماں صاحب! یہ نیا سوال بنتا ہے اس لئے ابھی exact figures تو نہیں دے سکتے۔لودھی صاحب! آپ کو کوئی اندازہ ہے کہ اس وقت پنجاب میں 370 باسمتی کتنے ایکڑ پر کاشت ہے؟

وزیر زراعت: جناب والا! یہ نیا سوال ہے۔ ہمارے ہاں ایک چاول کا زون ہے، ایک گندم کا زون ہے، ایک بارانی زون ہے اور ایک کپاس کا زون ہے۔ ان زونوں میں مختلف اوقات میں مختلف sowing ہوتی ہے۔اگر میرے دوست اس بارے میں زیادہ واقفیت رکھتے ہیں تو میں ان کا مشکور ہوں اور میں ان سے مستفید بھی ہوں گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اگلا سوال محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! On her behalf

جناب سپیکر: راجہ صاحب! محترمہ تشریف رکھتی ہیں۔پلیز کسی کو موقع دیا کریں۔جی، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: سوال نمبر 8263۔

جناب سپیکر: محترمہ! متعلقہ وزیر صاحب تشریف نہیں رکھتے اس لئے اسے pending کر لیتے ہیں

شاید تھوڑی دیر تک منسٹر صاحب تشریف لے آئیں۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 6544 میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں کپاس کے ریسرچ سنٹرز، سٹاف، بجٹ
اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6544 **انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں:** کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کپاس کی فصل پر کتنے ریسرچ سٹیشن صوبہ میں کس کس جگہ قائم ہیں کے نام کیا ہیں اور ان فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں کپاس کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور ان ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) ان ریسرچ سٹیشنز پر کتنے ملازمین ہیں ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں، کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) ان ریسرچ سٹیشنز کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ گئی، اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں، اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے زیر نگرانی کپاس کی فصل پر مندرجہ ذیل 6 ریسرچ سٹیشن اور 9 ذیلی شعبہ جات صوبہ پنجاب میں کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام سٹیشن	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات
1۔	کپاس تحقیقاتی ادارہ، فیصل آباد	1۔رائیونڈ، ضلع لاہور، 2۔ سرگودھا، 3۔پپلاں (ضلع ہیڈ کوارٹر) میانوالی 4۔ جھنگ
2۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان	1۔خانیوال، 2۔کوٹ چھٹہ، ضلع راجن پور، 3۔ ٹھٹھہ گرمانی ضلع مظفر گڑھ، 4۔ہارون آباد ضلع بہاولنگر
3۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن رحیم یار خان	1۔خان پور ضلع رحیم یار خان
4۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن وہاڑی	
5۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال	
6۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن بہاول پور	

پنجاب کے موسمی حالات کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل کپاس کی اقسام تیار کی گئی ہیں:

1۔ کپاس تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد، FH-634،FH-900،FH-901،FDH-228،FH-1000، 238 F ،268 F،L-11،AC-134،B-557،FH-87،FH-682

2۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان، MNH-147،MNH-329،MNH-554،MNH-552، BS-1 ،MS-39،MS-40،149-F،MNH-93،MS-84،MNH-129،-12

3۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن، رحیم یار خان، RH-1 ،RH-112

4۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن وہاڑی، FVH-53

5۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال SLH-41 ، SLS-1

6۔ کپاس تحقیقاتی سٹیشن بہاولپور Gohar-87 ،BH-36،BH-118، BH-160

کپاس کی پیداوار 48-1947 میں 7.68 لاکھ گانٹھ اور اوسط پیداوار تقریباً 5 من فی ایکڑ تھی۔ تحقیقاتی اداروں کی محنت اور ترقی دادہ اقسام کی بدولت اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس سال 05-2004 میں کپاس کی 112.00 لاکھ گانٹھ پیداوار حاصل ہوئی ہے اور اوسط پیداوار 20 من سے زیادہ رہی۔ کپاس کی فی ایکڑ پیداوار میں بتدریج اضافہ ہوا ہے۔ موجودہ اقسام کی پیداواری صلاحیت 40 من فی ایکڑ ہے۔ کپاس کی ترقی دادہ اقسام FH-1000 اور BH-160 کاشت کے لئے 2003 میں منظور کی گئیں۔

(ب) کپاس تحقیقاتی ادارہ میں کل 326 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں

جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔ ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنسدان (ماہرین) مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس وقت ادارہ ہذا میں 66 ریسرچ سائنسدان ہیں اور ان میں 37 ایم ایس سی، 5 پی ایچ ڈی اور ریسرچ سائنسدان کی 24 اسامیاں خالی ہیں۔ جن کی تفصیل درج ذیل ہے، کپاس کے تحقیقاتی ادارہ میں کام کرنے والے ریسرچ سائنسدان کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شامل ہوتی رہتی ہیں:۔

نمبر شمار	نام ریسرچ سٹیشن	ملازمین کی تعداد	ریسرچ سائنسدان			
			ایم ایس سی	پی ایچ ڈی	خالی اسامیاں	میزان
1۔	کپاس تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد (ہیڈ کوارٹر)	121	6	12	2	20
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات					
	i) سرگودھا	4	–	1	–	1
	ii) پپلاں ضلع میانوالی	7	–	1	–	1
	iii) رائیونڈ ضلع لاہور	6	1	–	–	1
	iv) جھنگ	8	–	1	–	1
2۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ساہیوال	1	–	1	–	1
3۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن رحیم یار خان	51	6	4	–	10
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ					
	i) خان پور ضلع رحیم یار خان	10	2	–	–	2
4۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن ملتان	77	6	12	2	20
	ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات					
	i) خانیوال	9	–	2	–	2
	ii) کوٹ چھٹہ	2	–	1	–	1
	iii) ٹھٹھہ گرمانی	3	1	–	–	1
	iv) ہارون آباد	2	–	1	–	1
5۔	کپاس تحقیقاتی سٹیشن، وہاڑی	25	2	1	1	4
	میزان	326	24	37	5	66

(ج) تحقیقاتی ادارہ کپاس کا سال وار بجٹ اور خرچ اور آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے جو کہ سرکار کے اکاؤنٹ میں ہر سال جمع کروائی جاتی ہے۔

سال	کل بجٹ	خرچ بجٹ	آمدن
2003-04	3,45,70,000/-	3,36,83,000/-	65,06,100/-
2004-05	3,60,29,000/-	2,17,45,500/-	27,02,500/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وزیر موصوف مجھے صرف اتنا بتادیں کہ پچھلے دو سالوں میں ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ نے کپاس کی کوئی ایک بھی ورائٹی پیدا کی ہے اگر کی ہے تو اس کا نام بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت! ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد نے پچھلے سال کپاس کی کوئی ورائٹی بنائی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! کپاس میں ہماری بے شمار ورائٹیز ہیں اور ہم ان میں سے کچھ منظر عام پر بھی لے آئے ہیں اور کچھ ابھی pipeline میں ہیں جن کے سلسلے میں ہفتے کو ہماری میٹنگ ہے جہاں یہ پاس ہونی ہیں لیکن راجہ صاحب نے کسی نئی ورائٹی کے لئے سوال نہیں کیا۔ اگر میں ورائٹیز گننا شروع کروں تو شاید شام ہو جائے۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ ریسرچ سنٹر فیصل آباد کے تحت ہمارے بے شمار سنٹرز کام کر رہے ہیں جن میں ساہیوال، بہاولپور، ملتان بلکہ بہت سی جگہوں پر ہیں جہاں یہ ورائٹیز پیدا ہو رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اس سوال کے جز 6 کے بعد لکھا ہوا ہے کہ پنجاب کے موسمی حالات کو سامنے رکھ کر مندرجہ ذیل کپاس کی اقسام تیار کی گئی ہیں اور آگے اقسام کے نام بھی لکھے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کپاس کے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے بارے میں معلومات ملی ہیں کہ اس کے سب سنٹرز مظفر گڑھ اور خانیوال کو ختم کر دیا گیا ہے اور بہاولپور کے تحقیقاتی سٹیشن کو بھی downgrade کر دیا گیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف اس کی وضاحت فرمادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ بات کافی دیر سے چلی ہوئی ہے لیکن میں اس کی وضاحت کر دینا چاہتا ہوں کہ کپاس ہماری سب سے بڑی فصل ہے۔ ملتان اور بہاولپور زون سے ہماری 95 فیصد کاٹن آتی ہے۔ یہ غلط impression دیا گیا ہے کہ ہم کوئی سٹیشن ختم کر رہے ہیں یا اسے revamp کر رہے ہیں۔ کاٹن ریسرچ کا ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ہے اور اس کے تحقیقاتی سٹیشن ملتان، رحیم یار خان، وہاڑی، ساہیوال اور بہاولپور میں ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار سب سٹیشن ہیں۔ میں ڈاکٹر صاحب کو یقین دلانا چاہتا ہوں کہ ہم کسی بھی سٹیشن کو ختم نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر: جی، یہی ان کا سوال تھا۔ ڈاکٹر صاحب! لودھی صاحب نے بتایا ہے کہ وہ سٹیشن اور نہ ہی کوئی سب سٹیشن ختم کر رہے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ نے بجا طور پر فرمایا ہے کہ نمبر 6 پر لکھا ہوا ہے کہ یہ یہ ورائٹیز بنائی گئی ہیں لیکن میں نے بڑا مختصر سوال کیا تھا کہ پچھلے ایک یا دو سال میں جو ورائٹی بنائی گئی ہے اس کا نام بتائیں۔ میں یہاں پر بڑے وثوق کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انڈیا اپنے ریسرچ اداروں اور لیبارٹریوں کی محنت کی وجہ سے ہمارے مقابلے میں گنا، کپاس، چاول اور گندم میں دگنی پیداوار لے رہا ہے۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ پچھلے سال زرعی یونیورسٹی فیصل آباد میں ایک سیمینار ہو رہا تھا اور اس میں جتنے بھی مقررین تھے انھوں نے کھل کر اس بات پر زور دیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! انڈیا کپاس ہم سے دگنی نہیں لے رہا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ اس کا ریکارڈ چیک کر لیں اور میں ایک چیز نہیں کہہ رہا بلکہ میں چار فصلوں کی بات کر رہا ہوں۔ اگر انڈیا میں ہم سے گندم، گنا، چاول اور کپاس کی پیداوار دُگنی نہ ہو تو آپ جو چاہیں مجھے سزا دیں میں سزا کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کپاس میں دُگنی نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری عرض تو سن لیں۔ میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ ایوب ریسرچ سنٹر فیصل آباد میں سوائے فنڈز کے ضیاع کے اور کوئی کام نہیں ہو رہا۔ میں اس شہر کا رہنے والا ہوں اور روزانہ وہاں سے گزرتا ہوں۔ میں آپ کو یقین سے کہتا ہوں کہ اگر ایوب ریسرچ سنٹر فیصل آباد کے سارے فنڈز صحیح طریقے سے خرچ ہوں اگر صحیح ریسرچ ہو، ان پر محنت ہو تو۔۔۔

جناب سپیکر: ہاں اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں کہ انھوں نے نمبر 6 میں مدت نہیں لکھی لہذا یہ بتادیں کہ انھوں نے پچھلے سال کونسی سے ورائٹی بنائی ہے؟

جناب سپیکر: لودھی صاحب! کپاس کی latest variety کون سی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! راجہ صاحب ہمارے دوست اور بھائی ہیں لیکن انھوں نے تو ہمارے خلاف ڈگری پاس کر دی ہے۔ آپ کو علم ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: ماشاء اللہ بڑا اچھا کام ہو رہا ہے لیکن ان کے کہنے کا یہ مقصد ہے کہ ابھی اس میں بہتری کی گنجائش ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے تو کہہ دیا کہ انڈیا میں ہمارے ملک سے دُگنی پیداوار ہے۔ میں on the floor of the House بات کر رہا ہوں آپ یقین کریں کہ انڈیا نے مجھے چار دفعہ invite کیا ہے کہ میں وہاں کا visit کروں کیونکہ آپ نے کپاس میں جو progress کی ہے ہم اس بارے میں آپ سے پوچھنا چاہتے ہیں۔ میں کوئی expert یا سائنسدان نہیں ہوں بلکہ ایک سیاستدان ہوں۔ مجھے پتا ہے کہ ہمارا کیا vision ہے، ہمارے وزیر اعلیٰ کا کیا vision ہے، ہمارے وزیر اعظم کا کیا vision ہے اور ہمارے صدر کا کیا vision ہے؟

راجہ ریاض احمد: وہ تو مجھے پتا ہے۔ میں نے ان کا vision کتاب میں پڑھا ہے۔

وزیر زراعت: سنیں تو صحیح۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ منسٹر صاحب کو floor دیا ہوا ہے۔

وزیر زراعت: راجہ صاحب! جب آپ چھیڑتے ہیں تو پھر سنا بھی کریں۔ جب اللہ تعالیٰ بولنے کی طاقت دے تو پھر سننے کی طاقت بھی رکھنی چاہئے۔ چونکہ اسی floor پر بات بتانے والی ہے اس لئے میں عرض کرتا ہوں کہ ہماری 75 فیصد آبادی زراعت سے منسلک ہے اور یہ ہماری اصل معیشت ہے۔ ہمارا یہ ریکارڈ ہے کہ 05-2004 میں ہم نے ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پنجاب میں پیدا کی ہے جو کہ ایک ریکارڈ ہے اور یہ ریکارڈ آج تک compete نہیں ہوا۔ پھر یہ بھی دیکھیں کہ 06-2005 میں بارشوں اور فلڈ کے باوجود بھی ایک کروڑ 2 لاکھ گانٹھ ہم نے پنجاب میں پیدا کی ہے۔ اس کا آپ اندازہ لگائیں کہ 1947 سے لے کر آج تک اتنی پیداوار نہیں ہوئی۔ اگر یہ اتنی

اچھی کاٹن کی پیداوار ہو رہی ہے تو اس کا credit قوم کو جاتا ہے کاشتکاروں کو جاتا ہے آپ کو credit جاتا ہے کیونکہ یہاں پر اس ہاؤس میں اکثریت کاشتکاروں کی ہے اس لئے میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ جہاں یہ تنقید کرتے ہیں تو کبھی کبھی تعریف بھی کر دیا کریں۔ یہ آپ کا ہاؤس ہے ہمارا ہاؤس ہے عوام کا ہاؤس ہے اور میں راجہ صاحب کی اطلاع کے لئے یہ بھی گزارش کر دوں کہ ہم نے اس سلسلے میں کافی اقسام پیدا کی ہیں لیکن پچھلے دو سالوں میں جو سب سے اچھی قسم produce ہوئی ہے وہ MNH786 ہے۔

جناب سپیکر: حاجی اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! اسی سوال کے جز (ج) میں پوچھا گیا تھا کہ اس کے آمدنی کے ذرائع کیا ہیں۔ انہوں نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پیداوار کو حاصل کرنے کے لئے تحقیقاتی فارم کتنی زمین استعمال کر رہا ہے اور اس پر کون کون سی فصلیں کاشت کی جا رہی ہیں کیونکہ ریسرچ کا جو ادارہ ہوتا ہے وہاں پر تو رقم خرچ کی جاتی ہے وہاں سے آمدن نہیں ہوتی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ اس کے جو ذرائع ہیں وہ یہاں پر نہیں بتائے گئے یا تو یہ بتا دیں کہ آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں پہلے بھی کئی دفعہ گزارش کر چکا ہوں کہ ہاؤس کے مائیک ٹھیک کروائے جائیں کیونکہ ادھر سے آواز صاف نہیں آتی۔

جناب سپیکر: آپ پلیز اپنے سوال کو repeat کر دیں۔

حاجی محمد اعجاز: اسی سوال کے جز (ج) جز میں یہ پوچھا گیا ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جز (ج) کے بارے میں پوچھ رہے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! جز (ج) میں یہ پوچھا گیا ہے کہ تحقیقاتی فارم کے آمدن کے ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جز (ج) میں سوال پوچھا گیا ہے کہ اگر آمدن کے ذرائع ہیں تو کیا ہیں؟

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! ایک تو آمدن کے ذرائع نہیں بتائے گئے دوسرا میں یہ کہنا چاہوں گا کہ جو ریسرچ فارم اور انسٹیٹیوٹ ہوتے ہیں وہاں پر تو ریسرچ کے لئے پیسا خرچ کیا جاتا ہے ان کی آمدن نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: جز(ج) میں لکھا ہوا ہے کہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے جو کہ سرکار کے اکاؤنٹ میں ہر سال جمع کروادی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہی تو میرا ضمنی سوال ہے کہ تحقیقاتی فارم سے آمدن کس طرح سے حاصل ہو رہی اور اس کے لئے کتنی زمین قابل کاشت ہے۔

جناب سپیکر: ویسے تو fresh question بنتا ہے اگر آپ کے پاس اس کا جواب ہے تو دے دیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! ان کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کر دوں کہ یہ تحقیقاتی ادارے جو ہیں یہ واقعی ہماری آمدنی کے لئے نہیں ہیں میں ان کی بات کو endorse کروں گا۔ انہوں نے سوال یہ پوچھا تھا کہ وہاں پر خرچ کیا ہوتا ہے اور آمدنی کیا ہوتی ہے۔ ہمیں آمدنی سے کوئی غرض نہیں ہے ہم تحقیقاتی فارم میں وہاں پر مختلف varieties پیدا کرتے ہیں اور اگر وہاں پر کچھ زیادہ بھی خرچ ہو جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن ہم وہاں پر خرچ بھی کر رہے ہیں varieties بھی حاصل کر رہے ہیں اور ریسرچ سنٹر منافع میں بھی جا رہا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! یہ سوال کو دوبارہ دیکھ لیں جز(ج) میں کہا گیا ہے کہ اگر کوئی آمدن کے ذرائع ہیں تو کیا ہیں، میں نے تو ان سے ذرائع پوچھے ہیں کہ وہ ذرائع کیا ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو آپ جز(ج) کا جواب پڑھیں اس میں لکھا ہوا ہے۔ یہ آمدن کپاس کے تحقیقاتی فارم کی پیداوار سے حاصل ہوتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: ٹھیک ہے پیداوار لکھی ہوئی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کیا پیداوار ہوتی ہے اس فارم کے لئے کتنی زمین استعمال ہو رہی ہے؟

جناب سپیکر: زمین کا تو اس میں نہیں لکھا ہوا اور نہ ہی آپ نے پوچھا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: دیکھیں ناں وہ ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے، کوئی فیکٹری تو نہیں ہے کہ اس فیکٹری کی Iron production ہے۔ وہاں تو زمین ہے یہ بتائیں کہ زمین پر کون سی فصلیں اگائی جا رہی ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو پھر fresh question بنتا ہے کہ کتنی زمین زیر کاشت ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ رمضان کے مہینے میں ان کو support کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: اگر وہ figures آگے پیچھے دے دیں گے تو پھر آپ کہیں گے کہ exact figures نہیں بتائی گئیں۔ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) میں یہ بات لکھی ہوئی ہے کہ کل چھ ریسرچ سنٹرز ہیں جو پورے پنجاب کے اندر کام کر رہے ہیں اور اس میں آپ دیکھیں کہ صرف ایک ریسرچ سنٹر فیصل آباد میں ہے اور جنوبی پنجاب کی جو cotton belt ہے اس میں چھ میں سے پانچ تحقیقاتی سنٹرز ہیں لیکن لطف کی بات یہ ہے کہ پانچ ریسرچ سنٹرز تو جنوبی پنجاب میں ہیں لیکن ہیڈکوارٹر اس کا فیصل آباد میں رکھا گیا ہے۔اس میں complications ہوتی ہیں اور اس حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ اس سے احساس محرومی generate ہوتا ہے۔اگر وہاں پر ریسرچ سٹیشنز بھی ہیں اور cotton belt بھی وہی ہے تو اس کا ہیڈکوارٹر پھر ملتان میں ہونا چاہئے تاکہ proper طریقے سے ان اداروں کا function ہو سکے۔یہاں سے چٹھیاں جاتی ہیں اور دو چار دن لگ جاتے ہیں اور وہاں جو لوگ کام کر رہے ہیں وہ ہمیں بتاتے ہیں کہ وہاں پر عملی طور پر مشکلات ہیں۔اس لئے میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں اور میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ فیصل آباد میں ہیڈکوارٹر رکھنے میں کیا حکمت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب والا! جو ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ہے جب یہ شروع ہوا تو یہ فیصل آباد میں شروع ہوا اور فیصل آباد میں ہمارا ہیڈکوارٹر ہے اور اس کے نیچے ہمارے چھ کپاس کے سٹیشن ہیں جو کاٹن ایریا میں موجود ہیں۔یہ سنٹر ہیڈکوارٹر پر dependent نہیں کہ ان سے پوچھنے جاتے ہیں۔وہ independent ادارے ہیں وہ سنٹرز بھی ان کو facilitate کرتے ہیں ہم بھی ان کو facilitate کرتے ہیں۔یہ سنٹر بہاولپور میں بھی ہے، رحیم یار خان میں بھی ہے، ملتان میں بھی ہے اور ساہیوال میں بھی ہے یہ ہمارا cotton area ہے۔چونکہ ایوب ریسرچ انسٹیٹیوٹ ایک بہت بڑا انسٹیٹیوٹ ہے جس سے بہت فوائد ہو رہے ہیں اور ہیڈکوارٹر نیچے co-ordinate کرتا ہے۔ان کو کوئی مالی تکلیف ہوتی ہو، کوئی administrative تکلیف ہوتی ہو یا ان کو کوئی اور تکلیف آتی ہو. They are independent بلکہ پچھلے دنوں میں یہاں پر ایک movement چلی تھی اور ڈاکٹر صاحب کو بھی پتا ہے کہ ہمارے مرکزی حکومت سے یہ dialogues چل رہے تھے کیونکہ اس میں ان کا بھی حصہ ہے اور ہمارا بھی حصہ ہے لیکن ہم نے ان کو کہا ہے کہ ہم ان کو قطعا

shift کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اگر آپ ہمارے ساتھ contribution نہیں کریں گے تو ہم اپنے وسائل سے رحیم یار خان میں بھی سنٹر چلائیں گے اور بہاولپور میں بھی چلائیں گے ملتان میں بھی اور ساہیوال میں بھی یہ سنٹرز چلائیں گے کیونکہ یہ ہمارا cotton area ہے اور اس میں اس وقت کوئی administrative رکاوٹ نہیں آرہی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس پر کافی بات ہو گئی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! عملی طور پر حقائق اس کے خلاف ہیں۔ یہاں پر انہوں نے خود لکھا ہوا ہے کہ ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ہے۔ یہ بات ٹھیک ہے کہ وہاں پر ریسرچ انسٹیٹیوٹ موجود ہے اس کے تحت یہ ساری چیزیں ہو رہی ہیں انہوں نے خود لکھا ہے کہ کپاس کے تحقیقاتی ادارے کا ہیڈ کوارٹر فیصل آباد میں ہے اور سب کو ہیڈ کرتا ہے۔ ہیڈ کوارٹر کی اپنی اہمیت ہوتی ہے راولپنڈی میں جنرل ہیڈ کوارٹر ہے اور بار بار اٹھ کر وہ اقتدار پر قبضہ کر لیتے ہیں کراچی میں ہوتا تو شاید ایسا نہ ہوتا اس لئے ہیڈ کوارٹر کی اپنی اہمیت ہے تو اس حوالے میں گزارش کروں گا کہ اس ہیڈ کوارٹر کو جو فیصل آباد میں ہے اس کو ملتان میں شفٹ کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب طاہر اقبال چودھری صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ یہ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 6682۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب آج تیاری ٹھیک ہی لگتی ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! آگے تو پڑھیں۔

جناب سپیکر: جی، کیا پڑھوں۔ وزیر زراعت کے متعلق ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! سوال کے جواب میں کیا لکھا ہوا ہے وہ پڑھیں؟

جناب سپیکر: جواب موصول نہیں ہوا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اب آپ اس سے اندازہ لگا لیں۔ 2004 سے سوال کیا گیا ہے اور 2006 ہو گیا ہے ابھی تک جواب موصول نہیں ہوا۔ اس سلسلے میں آپ کی توجہ چاہوں گا۔ سوال یہ ہے کہ اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے۔ ان ملازموں کو رکھنے کے لئے پیسے کا لین دین ہوا ہے اور اس میں وسیع پیمانے پر کرپشن ہوئی اس ساری

کرپشن کو چھپانے کے لئے دو سال بعد بھی اس کا جواب نہیں دیا جا رہا۔

جناب سپیکر! میں اس پر آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گا کہ اربوں روپے کی کرپشن کو چھپانے کے لئے دو سال تک اس سوال کا جواب ہی نہیں دیا جا رہا لہذا اس سے ہم سب کا استحقاق مجروح ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! عجیب بات ہے کہ ایسے ہی دو اور سوال بھی ہیں۔ منسٹر نے تو آپ کے سیکرٹریٹ سے through ہو کر جانا ہے اور پھر سوال لسٹ پر آنا ہے۔ راجہ صاحب کی اچھی عادت ہے کہ ایک بات کو elaborate کرتے ہیں لیکن بات یہ ہے کہ کرپشن کرپشن کی بات کرتے ہیں، یہ کہنا تو آسان ہے لیکن اگر اس میں سے گزرنا ہو تو It is a very difficult job.

آپ یقین کریں کہ I have been told by your Secretariat کہ اس کا اتنا لمبا جواب ہے کہ وہ compile نہیں ہو رہا تھا تو اس کو کیسے یہاں پر رکھا جاتا۔

جناب سپیکر: کافی ٹائم ہو گیا ہے۔ یہ دو سال پرانا سوال ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہم نے تو دے دیا ہے لیکن اسے compile کرنے میں سیکرٹریٹ کو کوئی رکاوٹ آ رہی ہے next time اس کو پیش کر دیں گے۔ مجھے تو اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم نے جواب دے دیا ہے اور وہ اتنا lengthy ہے کہ وہ اس کو شاید کسی طریقے سے put کریں گے جو مجھے بتایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی تک اسمبلی میں اس کا کوئی جواب نہیں آیا۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ہمارا جواب آپ تک آ چکا ہے۔ اس کو pending کر دیں پھر کر لیں اس پر مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ سوال on his behalf کیا ہے لہذا میری request سن لیں۔ بات یہ ہے کہ ہماری انتہائی بدقسمتی ہے کہ ہم ہر چیز کو اپنے سے منسوب کر لیتے ہیں۔ محترم لودھی صاحب میرے قابل احترام ہیں، میں نے ہرگز یہ نہیں کہا کہ انہوں نے یا وزیراعلیٰ نے کوئی کرپشن کی، کسی نے نہیں کی۔ ہم اصل حقائق کی طرف جانا مناسب نہیں سمجھتے اور فوراً سمجھ لیتے ہیں کہ یہ ہم پر attack ہوا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ایوب ریسرچ سنٹر کے افسران کام نہیں کر رہے،

انہوں نے کہنا ہے مجھے کہہ دیا ہے۔ اگر ہم کہیں کہ ان کے افسران نے کرپشن کر کے کروڑوں روپے کی بھرتیاں کی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان کو کرپشن کے وہ پیسے نہیں دیئے ہوں گے لیکن وہاں پر فیلڈ میں کرپشن ہوئی ہے اور بھرتیوں کے لئے کروڑوں روپے کی کرپشن ہوئی ہے۔ ان کے کہنے پر بھرتیاں نہیں ہوئیں بلکہ پیسے لے کر بھرتیاں کی گئی ہیں اسی لئے محکمہ اس کا جواب نہیں دے رہا۔ یہ محکمے کے افسروں کا احتساب کرنے کی بجائے اپنے پر لے لیتے ہیں کہ جی ہمیں کہہ دیا ہے۔ ہم تو نہیں کہتے، میں کہتا ہوں کہ لودھی صاحب بڑے شریف آدمی ہیں۔ یہ اپنے محکمے میں ہونے والی کروڑوں روپے کی کرپشن کا احتساب کریں ہم ان کے ساتھ ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ کرپشن نہیں کرتے لیکن جو محکمے والے کرپشن کرتے ہیں یہ انہیں کیوں نہیں پکڑتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جس طرح جز (ر) میں لکھا گیا ہے: "جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں۔" قانون یہ ہے کہ جہاں پر بھی Relaxation of Rules کی جائے وہاں اس کی وجہ لکھی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو جواب آئے گا تو پھر دیکھ لیں گے ناں کہ کیا جواب دیتے ہیں؟ جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! منسٹر صاحب فرما رہے تھے کہ ہم نے اسمبلی میں جواب بھیج دیا ہے اور اسمبلی سیکرٹریٹ نے کہا ہے کہ یہاں پر کوئی جواب داخل نہیں ہوا۔ جناب سے میری درخواست ہے کہ یہ ماشاء اللہ سینئر وزیر ہیں اور یہ ہاؤس کے floor پر کھڑے ہو کر میرے خیال میں یہ غلط بیانی کر رہے ہیں۔ پہلے تو یہ اس کے متعلق وضاحت کریں کہ یہ اتنے بڑے منسٹر ہیں اور ہاؤس میں کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جواب بھیج دیا ہے۔ اگر جواب بھیج دیا ہے تو پھر سیکرٹریٹ سے پوچھنا چاہئے کہ وہ جواب کیوں نہیں دیا گیا۔ یہ میری درخواست ہے اور اس کو lightly نہ لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کو بعد میں دیکھ لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کو pending کر دیا جائے تاکہ اگلے سیشن میں اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: ابھی جواب ہی نہیں آیا تو یہ pending ہی ہے۔ next question ہے، چودھری زاہد پرویز صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question بھی چودھری زاہد پرویز صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ دیکھیں لیں 10 بج گئے ہیں اور ابھی تک مارکیٹ کمیٹی کے وزیر صاحب تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: وہ آ گئے ہیں۔ (قہقہے) next question ہے، رانا سرفراز احمد خان صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، رانا ثناء اللہ خان صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، جناب محمد یار مونکا!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! وزیر مارکیٹنگ تشریف لے آئے ہیں تو میرا خیال ہے کہ جو ان کے سوال رہ گئے تھے انہیں پہلے لے لیا جائے تاکہ یہ کام تو مکمل ہو نا جی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے، دیکھ لیتے ہیں۔ next question ہے، جناب سید مجاہد علی شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question بھی سید مجاہد علی شاہ صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next question ہے، ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب۔ جی، ڈاکٹر صاحب! پلیز! آپ نمبر پکاریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال نمبر 7076۔

صوبہ میں قائم زرعی ادویات کی ٹیسٹنگ لیبارٹریز اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7076 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ پنجاب میں کہاں کہاں اور کتنی Pesticide Testing Laboratories ہیں؟

(ب) ایک دوائی کی کوالٹی ٹیسٹنگ پر اوسطاً کتنے اخراجات آتے ہیں؟

(ج) کیا حکومت، پنجاب کے تمام اضلاع میں Pesticide Testing Laboratories بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں تین Pesticides Testing Laboratories کام کر رہی ہیں۔ ایک فیصل آباد میں، دوسری ملتان اور تیسری کالا شاہ کاکو میں واقع ہے۔

(ب) ایک دوائی کی ٹیسٹنگ پر اوسطاً -/5000 روپے خرچ آتا ہے اور یہ فیس آرڈیننس 1971 میں بھی شامل ہے۔

(ج) ایک پیسٹی سائیڈز ٹیسٹنگ لیبارٹری کے قیام پر تقریباً دس کروڑ روپے کا خرچ آتا ہے اس لئے ہر ضلع میں پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری کا قیام بہت مہنگا ہوگا اور کوالٹی کنٹرول پروگرام کو موثر طور پر چلانا بھی مشکل ہوگا۔ تاہم بہاولپور میں لیبارٹری کا قیام اس سال سے عمل میں لایا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ کاٹن کے حوالے سے pesticide کا استعمال انتہائی زیادہ ہے اور اس حوالے سے فیلڈ میں سے بہت ساری شکایات مسلسل آتی رہتی ہیں تو اس میں ان سے میرا question یہ ہے کہ ان تین لیبارٹریز کے علاوہ حکومت ہر ضلع کی سطح پر لیبارٹریز بنانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے تاکہ فوری جواب بھی آسکے اور سدباب بھی ہو سکے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جیسے ڈاکٹر صاحب نے خود بھی یہ کہا ہے کہ بہت بڑی لیبارٹریز، ایک ملتان، ایک فیصل آباد اور ایک کالا شاہ کاکو لاہور میں ہے۔ اس بجٹ میں ہم نے چوتھی لیبارٹری رکھی ہے جو ان کے شہر بہاولپور میں بنی ہے اور وہ in process ہے۔ تین بہت بڑی لیبارٹریز کام کر رہیں ہیں ہم نے انہی کے ذریعے اس کو کنٹرول کیا ہے اور انشاء اللہ بہاولپور میں بھی ہماری ایک لیبارٹری بنے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ایوان کی صرف اس طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اس سے پہلے بھی بہاولپور میں کھجور کا ایک ریسرچ اسٹیشن بنایا گیا تھا۔ اس میں 21 اہلکار رکھنے تھے۔ 3 افسران کے بارے میں تو ہم نہیں کہتے۔ باقی 18 ملازم جو مالی، بیلدار اور جمعدار رکھے گئے تھے صرف ایک جمعدار بہاولپور کے حصے میں آیا باقی سب فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین اور گوجرانوالہ سے آئے تھے تو میں منسٹر صاحب سے یقین دہانی چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں یہ جو لیبارٹری قائم کی جا رہی ہے اس کا چھوٹا عملہ بہاولپور ہی سے لیا جائے پھر اس کو فیصل آباد، منڈی بہاؤالدین اور گجرات سے نہ بھیجا جائے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ایگریکلچر!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے ڈاکٹر صاحب کو اس question کے جواب میں بھی کہا تھا بلکہ آپ کو یاد ہوگا کہ وہاں پر بات ہوئی تھی۔ انہوں نے اس کا جواب یہ دیا تھا کہ وہاں کے لوگوں نے apply کیا تھا لیکن وہ اس پر fit نہیں آرہے تھے لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ جس گریڈ کی recruitment ہوگی، جس لیول پر ہوگی وہ انشاء اللہ آپ ہی کے ریجن سے کی جائے گی یہ تو میں ensure کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ ۔next question ہے، سید احسان اللہ وقاص صاحب۔ یہ سوال pending کیا گیا تھا کیونکہ منسٹر صاحب تشریف فرما نہیں تھے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 6480 ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ میں نے مارکیٹ کمیٹیوں کے حوالے سے سوال کیا تھا۔ اس کے مختلف ایڈمنسٹریٹر اور چیئرمین رہے ہیں

اب اگرچہ تبدیل ہو چکے ہیں،مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟وہ لوگ یہاں کاروبار کر رہے ہوتے ہیں اور نہ ان کا زراعت سے کوئی تعلق ہوتا ہے،ان کو اٹھا کر مارکیٹ کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا جاتا ہے۔یہ صرف politically oblige کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی کو مارکیٹ کمیٹی کا چیئرمین مقرر کرنے کا معیار کیا ہے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر!اس میں سید احسان اللہ وقاص صاحب نے جو نکات اٹھائے ہیں،اس کے مطابق چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کی qualification کے مطابق کاشتکار ہونا لازمی ہوتا ہے،وہ باکردار ہو،اس علاقے کا رہنے والا ہو اور میٹرک پاس ہو۔

سید احسان اللہ وقاص: انھوں نے میاں طلعت کا ذکر کیا ہے جو چیئرمین مارکیٹ کمیٹی لاہور رہے ہیں۔وہ کاشتکار ہیں اور نہ انھوں نے کبھی مارکیٹنگ کا کام کیا ہے وہ ایک پراپرٹی ڈیلر تھے۔وہ چار سال لاہور کی سب سے بڑی مارکیٹ کے چیئرمین رہے ہیں۔میں نے یہ صرف ان کی توجہ کے لئے عرض کر دیا ہے کیونکہ اس کا جواب انھیں بھی پتا ہے اور مجھے بھی پتا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر!شاہ صاحب نے ہاؤس میں یہ بات کی تھی تو ہم نے اس پر انکوائری کروائی تھی اور آپ کو رپورٹ پیش کی گئی۔اس میں انھوں نے ثابت کیا کہ وہ کاشتکار بھی ہیں وہ معاملہ تو اس وقت حل ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،راجہ ریاض صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر!نمبر 4 پر ہے کہ مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ لاہور نصیر احمد سماں۔انھوں نے کہا ہے کہ یہ پہلی دفعہ مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین ہوئے ہیں۔حالانکہ یہی شخص تین سال پہلے گجرات مارکیٹ کمیٹی کے چیئرمین رہے ہیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر!میں نے یہ نہیں کہا کہ یہ پہلی دفعہ چیئرمین مقرر ہوئے ہیں یہ وہاں پر ایڈمنسٹریٹر appoint ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر: اعجاز احمد سماں!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب والا!اس میں انھوں نے بریکٹ ڈال کر لکھا ہے کہ لاہور کی تمام مارکیٹ کمیٹیوں کے ایڈمنسٹریٹر/چیئرمین/وائس چیئرمین پہلی مرتبہ منتخب ہوئے ہیں۔اس سے قبل وہ کسی بھی مارکیٹ کمیٹی کے کبھی ممبر رہے اور نہ ہی ان مارکیٹوں میں کاروبار کرنے کا کوئی بھی

تجربہ ہے۔ اس میں oblique ڈال کر ہر چیز کو علیحدہ علیحدہ کر کے بیان کیا ہے اور بھرپور طریقے سے جواب دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جب یہ سوال محترم فاضل ممبر نے کیا تھا۔ اس وقت کے حوالے سے پہلی دفعہ کا لفظ تھا کہ یہ پہلی دفعہ ایڈمنسٹریٹر لاہور مارکیٹ کمیٹی سنگھ پورہ کے appoint ہوئے ہیں۔ اس میں تو کوئی ابہام نہیں ہے۔ یہ لفظوں کا ہیر پھیر کر رہے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: انھوں نے جو کتابچہ پیش کیا ہے۔ اسی کے مطابق انھوں نے ہر چیز کو categorically علیحدہ علیحدہ خود لکھا ہے۔ یہ اپنی لاعلمی بیان کر دیں کہ غلطی ہو گئی ہے تو معافی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کہیں پر clerical mistake ہو جاتی ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آپ خود کاشتکار ہیں۔ آپ کو اس معاملے میں favour کرنی چاہئے۔ میں تو کاشتکار نہیں ہوں میں تو آپ کے حقوق کی آواز بلند کر رہا ہوں۔ یہ مارکیٹ کمیٹیوں میں ایسے لوگوں کو اٹھا کر بھیج دیتے ہیں کہ جن کو مارکیٹوں کا پتا ہوتا ہے اور نہ ان کو وہاں کے کاروبار کا پتا ہوتا ہے۔ اس کی وجہ سے زمیندار کو قیمت بہت کم ملتی ہے اس لئے میں اس کے بارے میں وزیر موصوف سے درخواست کروں گا کہ اس کے رولز تبدیل کئے جائیں اور سیاسی رشوت کے طور پر لوگوں کو مارکیٹ کمیٹیوں کا چیئرمین نہ بنایا جائے۔ میاں طلعت صاحب کے متعلق ان کو پتا ہے۔ انھوں نے ساری انکوائری کی ہوئی ہے وہ پراپرٹی ڈیلر ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وزیر صاحب یہ اچھی تجویز ہے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! پہلے تو میں سمجھتی ہوں کہ وزیر صاحب کو بات کرنے سے پہلے دیر سے آنے پر معذرت کرنی چاہئے تھی کہ ایک گھنٹہ ان کی وجہ سے سوالات pending رہے ہیں لیکن انھوں نے یہ بھی کرنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ میرا سوال نمبر 8263 ہے۔

مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*8263 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر زرعی مارکیٹنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور کب قائم کی گئی تھی؟

(ب) اس کمیٹی کی سال 2005,2004,2003 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس کمیٹی کی آمدن کے ذرائع کیا کیا ہیں؟

(د) اس کمیٹی کی کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ جن افراد کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان گاڑیوں کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے مرمت اور پٹرول / ڈیزل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(و) اس مارکیٹ کا ایڈمنسٹریٹر کون ہے اس کے چیئرمین کا انتخاب کیونکر نہیں کیا جا رہا ہے؟

وزیر زرعی مارکیٹنگ:

(الف) مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور کا قیام 7۔مارچ 1978 کو عمل میں آیا۔

(ب) اس کمیٹی کی سال 2003،2004،2005 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل آمدن	کل اخراجات
2003	82,14,471/- روپے	1,67,83,088/- روپے
2004	79,63,781/- روپے	1,33,71,598/- روپے
2005	1,28,49,920/- روپے	1,48,58,215/- روپے

(ج) کمیٹی ہذا کی آمدن کے ذرائع درج ذیل ہیں۔

1۔ لائسنس فیس

2۔ مارکیٹ فیس

3۔ کرایہ جات

4۔ متفرق آمدن

5۔ نیلامی سائیکل سٹینڈ، نیلامی بیت الخلاء

6۔ عدالتی جرمانہ جات / مصالحت فیس وغیرہ

(د) کمیٹی ہذا کے پاس دو عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ کلٹس LRP-6515 مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت (A) کلاس ہے۔ حکومت پنجاب نے (A) کلاس مارکیٹ کمیٹی کو 1000 cc کار استعمال کرنے کی

اجازت دی ہے۔ لہذا گاڑی مذکورہ مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت لاہور
کے زیر استعمال ہے اور بذریعہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو
استعمال ہو رہی ہے۔

2۔ پجارو LHY 5482 یہ گاڑی کمیٹی ہذا کے پاس سرپلس تھی۔ جو سپیشل سیکرٹری زرعی مارکیٹنگ حکومت پنجاب کے دفتر میں انتظامی پول ڈیوٹی پر ہے

(ہ) گاڑیوں پر اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

گاڑی نمبر LHY 5482 پجارو	2004-05	2005-06
پٹرول	NIL	NIL
مرمت	-/1,21,180 روپے	-/32,670 روپے
گاڑی نمبر LRP 6515 کلٹس		
پٹرول	-/1,12,915 روپے	-/1,09,249 روپے
مرمت	-/61,622 روپے	-/37,450 روپے

(و) اس مارکیٹ کمیٹی کے موجودہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو ہیں۔
حکومت پنجاب نے تاحال مارکیٹ کمیٹیوں کے چیئرمین کے انتخاب کے لئے کوئی تاریخ مقرر نہ کی ہے۔ جونہی اس بارے میں فیصلہ ہو گا چیئرمین مارکیٹ کمیٹی کوٹ لکھپت کا انتخاب بھی مروجہ قانون کے مطابق کر لیا جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کوٹ لکھپت مارکیٹ کمیٹی کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل کیا ہے؟

جناب سپیکر! 2003 میں آمدن 82 لاکھ اخراجات ایک کروڑ 67 لاکھ روپے 2004 میں 79 لاکھ روپے آمدن اخراجات ایک کروڑ 33 لاکھ روپے اور 2005 میں ایک کروڑ 28 لاکھ روپے آمدن اخراجات ایک کروڑ 48 لاکھ روپے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اخراجات سے ان کی مراد کیا ہے اور یہ اخرجات کہاں کئے جاتے ہیں اس کی تفصیل دیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ 2005 کل آمدن اچانک لاکھوں سے کروڑوں روپے میں آگئی ہے۔ پہلے کیا ہو رہا تھا کہ آمدن کم تھی اور 2005 میں بڑھ گئی۔

جناب سپیکر: وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! اس پر تو محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو سراہنا چاہئے کہ مارکیٹ کمیٹی کا ریونیو بڑھا ہے۔ یہ کریڈٹ حکومت پنجاب کو جاتا ہے۔ دوسری بات ذرائع آمدن کی

بات ہے تو اس میں لائسنس بھی ہیں، مارکیٹ فیس بھی ہے، کرایہ جات ہیں، مختلف نیلامیاں ہوتی ہیں اور عدالتی جرمانہ جات وغیرہ آمدن میں شمار ہوتے ہیں۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو اس میں مارکیٹ کمیٹی کے لئے حکومت پنجاب نے جو رولز بنائے ہوئے ہیں۔ اس کے تحت وہ اپنے ڈویلپمنٹ پروگرام اور تجاویز کے لئے need assessment committee ہر ضلع میں بنی ہوئی ہے جن کو ڈی سی او چیئر کرتے ہیں۔ یہ کمیٹیاں ان کے پراجیکٹ کو دیکھتی ہیں اور اس کی منظوری دیتی ہیں اور پھر ڈیپارٹمنٹ کو بھیجتی ہیں۔ حکومت پنجاب کا زرعی مارکیٹنگ ڈیپارٹمنٹ ان کی تجاویز کو جو ان کمیٹیوں کے through آتی ہیں منظور کر کے واپس بھجواتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! افسوس کی بات ہے کہ آج سارا دن جتنے بھی سوالات ہوئے ہیں concerned topic پر کسی وزیر نے جواب نہیں دیا اور بات ادھر ادھر گھمائی جا رہی ہے۔ میں نے اخراجات کی تفصیل کے بارے میں پوچھا تھا کہ کیا ہوئے ہیں۔ جس پر 2003، 2004 اور 2005 میں بھی کروڑ روپیہ خرچ کیا گیا۔ میں نے specific سوال پوچھا تھا کہ پہلے آمدن کم کیوں تھی۔ وہ کریڈٹ بھی پنجاب گورنمنٹ کو ہی جاتا ہے کیونکہ 2003، 2004 اور 2005 میں بھی یہی گورنمنٹ تھی۔ میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ 2003 اور 2004 میں ایسا کیا ہوا کہ وہاں پر آمدن کم تھی؟

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ اس وقت جو موجودہ ایڈمنسٹریٹر چودھری سجاد احمد سندھو صاحب ہیں وہ کب سے ایڈمنسٹریٹر ہیں اور ان کو کس کی سفارش پر بھرتی کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جہاں تک سجاد احمد سندھو صاحب کی appointment کا تعلق ہے یہ stop gap arrangement ہے جب تک نئے چیئرمین منتخب ہو کر ضلعی اسمبلیوں کے ذریعے جو پینلز ہوتے ہیں، نہیں آتے۔ ویسے بھی سجاد احمد سندھو کوٹ لکھپت کے ایڈمنسٹریٹر 28-09-05 کو appoint ہوئے۔ جہاں تک اخراجات کا تعلق ہے تو اس میں مختلف کیٹیگریز ہیں، سٹاف کی تنخواہیں ہوتی ہیں، وہاں پر ڈویلپمنٹ ہوتی ہے اور جو بھی منڈی کی حالت کو بہتر کرنے کے لئے صفائی کی بات ہے تو وہاں پر صفائی کے حوالے سے جو معاملات کو بہتر کرنے کے لئے اخراجات ہوتے ہیں وہ ساری تفصیل اس میں شامل ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا ثناء اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 6926۔ یہ صفحہ 26 پر ہے۔

زرعی سائنسدانوں کے سپیشل الاؤنس میں اضافے کا مسئلہ

*6926۔ رانا ثناء اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شعبہ زراعت سے متعلق سائنسی تحقیق کے لئے سرے سے کوئی فنڈ مختص نہ کیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سپیشل الاؤنس جو 27 سال قبل 150 روپے مقرر کیا گیا تھا، اس میں تاحال کوئی اضافہ نہ کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت اس صورتحال کی اصلاح کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست نہ ہے کیونکہ سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز ہر مالی سال کے شروع ہونے پر مختص کئے جاتے ہیں۔ پچھلے پانچ مالی سالوں 01-2000 تا 05-2004 کے سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز کی تفصیل برائے ادارہ ہذا درج ذیل ہے:۔

ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد کے سائنسی تحقیق کے لئے مختص کئے گئے فنڈز کی پانچ سالوں (01-2000 تا 05-2004) کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(روپوں میں)

سال	تنخواہ اور الاؤنسز	سائنسی تحقیقی فنڈز	میزان
2000-01	26,54,00,000/-	8,06,06,000/-	34,60,06,000/-
2001-02	28,27,00,000/-	8,96,08,000/-	37,23,08,000/-
2002-03	37,27,08,000/-	9,52,00,000/-	46,79,08,000/-
2003-04	37,10,26,000/-	12,08,30,000/-	49,18,56,000/-
2004-05	39,77,61,000/-	10,39,40,000/-	50,17,01,000/-
میزان	1,68,95,95,000/-	49,01,84,000/-	2,17,97,79,000/-

(ب) حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ نے بذریعہ چٹھی نمبر FD(PC)-14-1/78 مورخہ 15-02-1978 کے تحت special pay سابق پنجاب سول سرونٹس revision pay رولز 1977 کے نیشنل پے سکیل 17 (900-50-1150/60-1750) میں کام کرنے

والے محکمہ زراعت اور لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے سپروائزری افسران کی دی تھی۔ حکومت پنجاب فنانس ڈیپارٹمنٹ کی مورخہ 01-01-22 کی چٹھی کے تحت نئے جاری شدہ بنیادی پے سکیل گریڈ 17 کی شرح (6210-465-15510) مقرر کی گئی ہے لیکن special pay کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال قبل مقرر کی گئی تھی۔

(ج) اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنس دانوں کا service structure بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت (تحقیق ونگ) کے گریڈ 150+17 کی سپروائزری اسامیوں کو بنیادی سکیل 18 میں upgrade کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں، میں نے سوال یہ کیا تھا کہ زراعت میں تحقیق کے لئے کوئی فنڈ مختص نہیں کیا جاتا اور یہی وجہ ہے کہ ہماری زراعت کی جو حالت ہے وہ بہت بری ہے اور دن بدن انحطاط کا شکار ہے۔ اب انہوں نے جواب یہ دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے لیکن اس کے بعد جو انہوں نے تفصیل دی ہے اس میں یہ پانچ سالوں کا بتایا ہے، اس میں 2۔ارب 70 کروڑ 97 لاکھ روپے ٹوٹل خرچ ہوا ہے یعنی یہ جو ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد ہے اور اس میں سے ایک ارب 68 کروڑ 95 لاکھ روپے تنخواہ اور الاؤنسز کے ہیں اور 49 کروڑ آپریشنل فنڈز ہیں۔ میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ جب تنخواہ اور الاؤنسز کے لئے یہ پیسے ہیں اور آپریشنل فنڈز ہیں تو اس میں سے زرعی تحقیق کے لئے اور نئی تحقیق کے لئے انہوں نے کتنے پیسے خرچ کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ تو dispose of ہو گیا تھا۔ یہ کون سا سوال ہے؟

جناب سپیکر: ابھی میں نے announce کیا ہی تھا تو ان کی entry ہو گئی تھی اس لئے ٹائم دیا گیا ہے۔

وزیر زراعت: یہ کون سا question ہے؟

جناب سپیکر: یہ صفحہ نمبر 26 پر ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ صفحہ 26 پر ہے زرعی سائنسدانوں کے سپیشل الاؤنسز میں اضافے کا مسئلہ۔ سوال نمبر 6926 ہے۔

جناب سپیکر! وزیر موصوف کا حال دیکھیں کہ وہ ایک طرف کہہ رہے ہیں کہ کون سا سوال ہے اور دوسری طرف کہہ رہے ہیں کہ یہ dispose of ہو چکا ہوا ہے۔ یعنی پتا نہیں سارا ہی ہے۔

وزیر زراعت: رانا صاحب! یہ بات نہیں ہے۔ یہ پہلے dispose of ہو چکا تھا۔ جناب! پہلے آپ نے dispose of کیا اور اس کے بعد پھر آپ نے بلا لیا ہے۔ میں تو یہ دیکھ رہا تھا کہ کون سے سوال کی دوبارہ باری آ گئی ہے رانا صاحب کیا فرماتے ہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ ذرا دوبارہ دہرا دیں۔ سوال نمبر 6926 ہے۔ لودھی صاحب! ابھی تشریف رکھیں پہلے ضمنی سوال سن لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے یہ سوال ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ زراعت سے متعلق سائنسی تحقیق کے لئے سرے سے کوئی فنڈ مختص نہ کیا جاتا ہے۔ انہوں نے یہ جو تفصیل دی ہے اس سے میرا یہ سوال درست ثابت ہوتا ہے جب انہوں نے کہا کہ یہ درست نہ ہے اس کی وضاحت فرما دیں؟

وزیر زراعت: میں نے اس کا چارٹ دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ جو آپ نے چارٹ دیا ہے اس میں تنخواہ، الاؤنسز اور آپریشنل فنڈز ہیں۔ میرا version یہ ہے کہ تنخواہ، الاؤنسز اور آپریشنل فنڈز جو ہیں یہ نئی ریسرچ کے لئے پیسے نہیں ہیں۔

وزیر زراعت: آپ نے تنخواہ اور الاؤنسز کو چھوڑ کر جو بقایا رقم آپریشنل ہے وہ کہاں پر خرچ ہوتی ہے؟ دوسری بات یہ ہے کہ میں نے پچھلی دفعہ بھی آپ کی کٹ موشن میں جواب دیا تھا کہ ہمیں 2۔ارب روپیہ اس دفعہ سنٹر نے تقسیم کیا ہے یعنی اس میں انہوں نے اس سال ہمیں پچاس کروڑ روپیہ اس کی ریسرچ کے لئے دیا ہے لیکن آپریشنل کہاں پر ہم نے کرنا ہے، ریسرچ کرتے ہیں، جانچ پڑتال کرتے ہیں، اس کو pre basic بناتے ہیں پھر basic بناتے ہیں پھر اس کو expend کرتے ہیں۔ جو پٹرول POL وغیرہ نکال کر جو آپریشنل ہے رانا صاحب مجھے بتا دیں کہ وہ کیا ہوتا ہے؟

جناب سپیکر: ان کا مطلب ہے کہ جو آپریشنل ہے وہ تحقیق پر ہم پیسا خرچ کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب وزیر موصوف کو کون سمجھائے کہ نئی ریسرچ اور آپریشنل دو مختلف چیزیں ہیں۔ یہ تفصیل دیکھ لیں ان کے پاس ہوگی یہ تو سارا POL اور اس قسم کے معاملات ہیں یعنی آپریشنل فنڈز مختلف ہیں۔ منسٹر صاحب یہ بتائیں کہ زراعت میں نئے بیج اور نئی ڈویلپمنٹس پر تحقیق کرنے لئے انہوں نے کتنے پیسے خرچ کئے اور کتنا فنڈ انہوں نے مختص کیا ہے؟ یہ آپریشنل فنڈز ہیں اور یہ تنخواہ اور الاؤنسز ہیں۔ انہوں نے پچھلے پانچ سالوں میں ریسرچ پر کوئی پیسا خرچ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ریسرچ کہاں سے ہو رہی ہے۔ ہم نئی ورائٹی لے کر آئے ہیں اس پیداوار کو ہم ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پر لے گئے ہیں یہ ریسرچ نہیں ہو رہی تو اور کیا ہو رہی ہے؟ ان کا شہر فیصل آباد ہے اور اس دفعہ سنٹر نے ہمیں اسی وقت پچاس کروڑ روپیہ اسی ریسرچ کے لئے دیا ہے۔ یہ POL نکال کر باقی جو پیسا ہے وہ کہاں پر جاتا ہے، وہ ریسرچ پر ہی ختم ہوتا ہے۔ اس کو expend کرنے پر ختم ہوتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ پیسا کہاں پر جاتا ہے؟ ہم تو ان کو کہتے ہیں کہ وہ پیسا آپ کھا پی جاتے ہیں اِدھر اُدھر ہو جاتا ہے۔

وزیر زراعت: کون کھا پی جاتا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: یہ ہم سے پوچھ رہے ہیں کہ وہ پیسا کہاں جاتا ہے۔

وزیر زراعت: رانا صاحب! پھر اتنی بڑی ترقی کہاں سے ہو گئی؟

رانا ثناء اللہ خان: کہاں پر ترقی ہوئی ہے؟ زراعت کا تو بُرا حال ہے اور آپ سبزیاں اور آلو وغیرہ باہر سے منگوا رہے ہیں۔ یعنی باہر سے آپ ہر چیز منگوا رہے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ان سے پہلے clear کروائیں کہ یہ کیا سوال کرنا چاہتے ہیں؟ اگر آپ اجازت دیں کہ یہ درست نہ ہے کہ سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز ہر سال کے شروع ہونے پر مختص کئے جاتے ہیں۔ پچھلے مالی سال میں 2001 to 2005 کے سائنسی تحقیق کے لئے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ میں دی ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! اصل confusion اس بات پر ہے کہ آپ نے جواب میں جو لکھا ہے ایک تو مد تنخواہ اور الاؤنسز کی ہے، دوسری مد آپریشنل فنڈز کی ہے۔ رانا صاحب کا سوال یہ ہے کہ یہ آپریشنل فنڈز جو ہیں اس مد میں جتنا پیسا آپ نے رکھا ہے وہ تحقیق پر خرچ نہیں ہوتا اور آپ کا یہ جواب ہے کہ آپریشنل فنڈز جو ہیں وہ جو POL کے علاوہ رقم بچتی ہے وہ تحقیق کے لئے خرچ ہوتی ہے۔ اگر آپ علیحدہ لکھ دیتے کہ POL کے لئے کتنا فنڈ تھا، تحقیق کے لئے کتنا فنڈ تھا تو کوئی confusion نہیں تھی۔ بہر حال آئندہ ذرا جواب آئے تو پھر خیال رکھئے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایک ایسا شعبہ ہے جس سے 70 فیصد آبادی اور تقریباً 35 فیصد ہماری manpower اس سے وابستہ ہے۔ اب آپ اس میں یہ دیکھیں کہ انہوں نے ٹوٹل پچھلے سال جو ریسرچ پر خرچ کیا ہے وہ 10 کروڑ 39 لاکھ 40 ہزار روپیہ ہے اب اگر اس میں سے POL نکال لیں تو جس مد میں یہ کہہ رہے ہیں وہ صرف 39 لاکھ 40 ہزار روپے یا صرف 40 ہزار روپے بچے گا۔ زراعت کا یہ حال ہے یعنی زراعت کی تحقیق کے لئے صرف یہ خرچ کر رہے ہیں۔ 70 فیصد آبادی پر ان کا خرچ کرنے کا یہ حال ہے اور ان کے گورنمنٹ ہاؤسز کا آپ خرچہ دیکھیں تو ایک ایک گورنمنٹ ہاؤس کا خرچہ اس زرعی تحقیق پر ہونے والے خرچ سے زیادہ ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ انہوں نے جو آپریشنل فنڈز میں دیا ہے یہ ریسرچ پر خرچہ نہیں ہے یہ تنخواہ والاؤنسز اور آپریشنل فنڈز ہیں۔ انہوں نے پچھلے سالوں میں ریسرچ کے لئے کچھ خرچ نہیں کیا۔

جناب سپیکر: آپ کا مقصد ہے کہ ریسرچ پر زیادہ روپیہ خرچ ہونا چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: انہوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ پچاس کروڑ روپیہ ہمیں پچھلے سال وفاق نے ایگریکلچر ریسرچ پر خرچ کرنے کے لئے دیا تھا تو پچاس کروڑ میں سے 40 چالیس کروڑ کہاں لے گئے؟ پچھلے سال ٹوٹل 10 کروڑ 39 لاکھ 40 ہزار روپیہ آپریشنل فنڈز کی مد میں خرچ کیا گیا تو یہ انتہائی افسوسناک پہلو ہے کہ ایک ایسا صوبہ جس کی base مکمل زراعت پر ہے اور ہماری حالت اس وقت اتنی بُری ہے کہ ہم سبزیاں، آلو، پیاز وغیرہ اپنے ہمسایہ ملک سے منگوا رہے ہیں۔ یہ تحقیق پر ان کا خرچہ صفر ہے۔ یہ کچھ خرچ نہیں کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: لودھی صاحب! آئندہ بجٹ میں تحقیق کے لئے زیادہ سے زیادہ پیسا رکھا جائے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں تو اس بات سے اصولی طور پر متفق ہوں کہ تحقیق پر زیادہ پیسا

خرچ ہونا چاہئے لیکن یہ جو آگے چلتے ہیں کہ پیاز کی بار دیکھیں، آلو کی بار دیکھیں، کپاس کی بار دیکھیں تو پھر پیداوار کی بھی بات کریں ناں۔ اگر ہم نہیں خرچ کرتے تو اس کے باوجود بھی ہم اس کی ریکارڈ پیداوار ہو رہی ہے یہ اس کی بھی بات کریں۔

جناب سپیکر: اس میں مزید بہتری کی گنجائش ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ریکارڈ انہوں نے صرف books میں قائم کئے ہوئے ہیں، کوئی ریکارڈ وغیرہ نہیں ہے اور اب یہ کب خرچ کریں گے اب تو ان کے جانے کا وقت ہے اب انہوں نے خرچ کیا کرنا ہے۔ جناب! میرا آخری ضمنی سوال یہ ہے کہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ زرعی سائنسدانوں کا سپیشل الاؤنس جو 27 سال قبل ڈیڑھ سو روپیہ مقرر کیا گیا تھا اس میں تاحال کوئی اضافہ نہ کیا گیا۔ اب اس کا جو انہوں نے جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سروس سٹرکچر بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت تحقیق ونگ کی سپروائزری اسامیوں کے بنیادی سکیل 20 میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔ انہوں نے یہاں پر یہ تسلیم کیا ہے کہ واقعی سپیشل پے سکیل کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال قبل مقرر کی گئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ یہ کسی اور محکمہ سے کہیں سے مثال نہیں لا سکتے کہ کوئی چیز آج سے 27 سال پہلے جو مقرر کی گئی تھی اب تک وہی ہے۔ لودھی صاحب! آپ جوابات کی کاپی دیکھیں تو آپ نے جز (ب) میں کی آخری لائن میں آپ نے کہا ہے کہ سپیشل پے کی مالیت وہی ہے جو آج سے 27 سال پہلے مقرر کی گئی تھی۔ اس کے بعد جز (ج) کے جواب میں آپ نے کہا ہے کہ سروس سٹرکچر کو بہتر بنانے کے لئے حکومت پنجاب غور کر رہی ہے۔ یہ غور کب کر رہی تھی جب آپ نے جواب دیا ہے اور یہ جواب 05-06-26 کو دیا ہے۔ ان کے غور کرتے کرتے بھی تقریباً ایک سال ہو گیا ہے۔ یہ فرمائیں کہ یہ غور اب تک کہاں پہنچا ہے اور 27 سال میں ڈیڑھ سو کا ڈیڑھ سو رکھنے کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں نے یہاں پر بھی یہ درج کیا ہے کہ یہ حقائق ہیں کہ ہمارے افسران جو 17 گریڈ میں کام کرتے ہیں ان کا سٹرکچر بہتر اس لئے نہ ہو سکا کہ وہ litigation میں گئے ہوئے ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن کو سکیل 17 سے 18 میں جانا چاہئے تھا، 18 سے 19 میں جانا چاہئے تھا لیکن یہ افسران litigation میں گئے اور پھر حکومت نے یہ سوچا کہ سکیل 17 اور 18 کے درمیان میں جو highest pay پر چلے گئے ہیں ان کو ریلیف دیا جائے لہٰذا ان کو 150 روپے کا

ریلیف دے دیا گیا لیکن اس کا مختصر جواب یہ ہے اور میں نے پہلے بھی آپ سے گزارش کی ہے کہ ہم نے اس کو seriously لیا ہے۔ یہ جو آپ کہتے ہیں کہ اس پر کتنے سال لگیں گے۔ اب کتنے سالوں کی بات نہیں ہے اب ایک کمیٹی بن چکی ہے اور ہم اس کی restructuring کر رہے ہیں۔ ہم اس کی لائنیں سیدھی لے کر جا رہے ہیں۔ 17 سے 18، 18 سے 19 اور وہ کریں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں دیر نہیں ہے۔ اس سلسلہ میں چیف سیکرٹری کی سربراہی میں ایک کمیٹی بن چکی ہے اور اس کو reshape کر کے ان کی حق رسی کریں گے اور اس سلسلہ میں میں خود admit کرتا ہوں کہ ان کی حق رسی ہونی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو بات واضح ہو اس کو بھی اس طرح سے گول مول کر کے آگے بڑھا دیا جائے گا تو میرا خیال ہے کہ وقفہ سوالات کا مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے۔ اب بات یہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ چیف سیکرٹری کو بھی کہا ہے، لائنیں سیدھی کر رہے ہیں اس کے بعد آگے بڑھائیں گے۔ بات یہ ہے کہ انہوں نے آج سے تقریباً ایک سال چار ماہ قبل 05-06-26 کو یہ جواب دیا ہے۔ اس میں انہوں نے کہا ہے کہ اب یہ تجویز محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر غور ہے کہ زرعی سائنسدانوں کا سروس سٹرکچر بہتر بنایا جائے۔ امید ہے کہ محکمہ زراعت تحقیق ونگ کے گریڈ 17 کی سپروائزری اسامیوں کو گریڈ 18 میں اپ گریڈ کر دیا جائے گا۔ میرے سوال پر یہ نشاندہی ہوئی ہے اور اس نشاندہی پر آج سے تقریباً ایک سال چار ماہ قبل محکمہ کا یہ جواب ہے اور آج اگر وزیر زراعت اس کا definite جواب نہیں دے سکتے تو اس کا مطلب ہے کہ اس حکومت کی زراعت سے کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ 70 فیصد آبادی کو بنیادی روزگار دینے والے محکمہ کے متعلق اس حکومت کی یہ صورتحال ہے کہ جو بات ایک سال چار ماہ پہلے کر رہے ہیں وہی بات اب پھر کر رہے ہیں کہ چیف سیکرٹری سے کہا ہے، سپیشل کمیٹی بنائی ہے، لائنیں سیدھی کر رہے ہیں۔ لائنیں سیدھی کرتے کرتے ان کے جو 6 ماہ رہتے ہیں وہ بھی گزار دیں گے لیکن ان چار سالوں میں انہوں نے کیا کیا ہے۔ اس کا مجھے definite جواب دیں یا یہ on the floor of the House کہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا۔ یوں ہی پوزیشن ہے جو ایک سال چار ماہ پہلے تھی یہ اس کو admit کر لیں اس میں کوئی حرج والی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! اس میں کوئی غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے۔ یہ ملازمین کی بات ہے ان کا حق ہے۔ رانا صاحب کوئی ان کے زیادہ ہمدرد نہیں ہیں ہم بھی ان کے ہمدرد ہیں۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ سب کریڈٹ انہی کو جاتا ہے۔ جو یہ پچھلے سال کی بات کر رہے ہیں اس بارے میں عرض کروں گا کہ ہم نے یہ propose کیا ہے کہ جیسے سروس سٹرکچر ہے۔ سکیل 17 سے اپنی سنیارٹی میں 18 میں جائے اور 18 سے 19 میں جائے۔ ہم اس proposal کو وزیر اعلیٰ پنجاب کے پاس لے کر گئے۔ وہ اصولی طور پر اس سے متفق ہوئے اور اس کے بعد detail طے کرنے کے لئے ہم اس کو reshape کر رہے ہیں اور میں یقین دلاتا ہوں کہ ہم ان کو جو آپ desire کرتے ہیں پنجاب حکومت خود سوچ رہی ہے ہم ان کو ان کا حق دلائیں گے۔ انشاء اللہ تعالیٰ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! حکومت پنجاب ایک سال چار ماہ سے سوچ ہی رہی ہے۔ ابھی اس میں اور سوچنا ہے اور یہ فرمادیں کہ کتنی دیر سوچنا ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

غیر معیاری بیج اور زرعی ادویات کی روک تھام کے لئے حکومتی اقدامات

*6479 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ پنجاب میں غیر معیاری بیج فراہم کرنے والی بے شمار سیڈ کمپنیاں ہیں جو unapproved بیج فراہم کرتی ہیں۔ اس کے علاوہ بے شمار جنرز اور پرائیویٹ لوگ بھی غیر معیاری بیج غیر قانونی طور پر فروخت کرتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ناقص بیج کی فراہمی اور فروخت کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومت کے پاس کوئی بھی قانون اور اختیار موجود نہیں ہے؟

(ج) پنجاب حکومت نے غیر معیاری بیج اور غیر معیاری زرعی ادویات کی فراہمی کی روک تھام

کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں کیا اس کے لئے حکومت موثر قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) بیج اور ادویات کا معیار چیک کرنے کے لئے کہاں کہاں اعلیٰ معیار کی لیبارٹریز قائم ہیں اور جنوری 2003 تا دسمبر 2004 کتنے نمونے لے کر ٹیسٹ کئے گئے اور ان کے کیا نتائج آئے؟

وزیر زراعت:

(الف) اس وقت صوبہ پنجاب میں تقریباً 500 سیڈ کمپنیاں کام کر رہی ہیں لیکن ان کی رجسٹریشن اور جانچ پڑتال کی ذمہ داری وفاقی حکومت کے ادارہ فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ کے پاس ہے جو ان کو سیڈ ایکٹ 1976 کے تحت کنٹرول کرتا ہے، پنجاب حکومت کو اس میں عمل دخل کا کوئی اختیار حاصل نہ ہے۔ اسی طرح جنرز اور پرائیویٹ لوگوں کے بیج کے معیار کو چیک کرنے کا بھی اختیار وفاقی حکومت کے پاس ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ صوبائی حکومت کے پاس بیج کے معیار کو چیک کرنے، فراہمی کو بہتر بنانے اور ناقص بیج کی فروخت کی روک تھام کا کوئی قانونی اختیار نہ ہے۔ اس کا اختیار صرف وفاقی حکومت کی زیر نگرانی فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد کو ہے۔

(ج)

1۔ پنجاب حکومت نے کاشتکاروں کو نہ صرف پنجاب سیڈ کارپوریشن کے ذریعے معیاری بیج فراہم کرنے کا اہتمام کیا ہے بلکہ کاشتکاروں کو اپنی ہی گندم کا بیج معیاری بنانے کے لئے مرکز کی سطح پر سیڈ گریڈرز مہیا کئے ہیں۔

2۔ غیر معیاری بیج کی فراہمی کی روک تھام کے لئے وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں موجود سیڈ ایکٹ 1976 میں مناسب ترامیم کا اہتمام کیا جا رہا ہے جس میں غیر معیاری بیج کی فراہمی کی روک تھام کے لئے صوبائی حکومت کے کردار کو شامل کرنے کی سفارش کی جا رہی ہے، مجوزہ ترامیم کی منظوری کے بعد پنجاب حکومت ان پر عملدرآمد کرانے کا اہتمام کرے گی۔

3۔ غیر معیاری زہروں کی فروخت کی روک تھام کے لئے پنجاب حکومت نے مندرجہ ذیل اقدامات کئے ہیں:۔

1- درآمد کنندہ کو زرعی زہریں پیک کرواکر تقسیم کنندہ کو مہیا کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔

2- پیکنگ پلانٹ رجسٹرڈ کروانا لازم قرار دیا گیا ہے، کوئی پلانٹ رجسٹریشن کے بغیر پیکنگ نہیں کر سکتا۔ ہر پلانٹ کے ساتھ لیبارٹری بھی لازم ہے۔

3- پیکنگ پلانٹ جو زہر پیک کرتا ہے اس کا ریفرنس سیمپل بھی اپنے پاس رکھنے کا پابند ہے۔

4- پیکنگ پلانٹس اور زرعی زہروں کے سٹور سے بلاامتیاز نمونے لئے جاتے ہیں اور لیبارٹری سے ان کی کوالٹی چیک کرائی جاتی ہے۔

5- ڈیلر حضرات کی ٹریننگ لازمی قرار دی گئی ہے، ٹریننگ کے بعد ہی زرعی زہریں فروخت کرنے کا لائسنس جاری کیا جاتا ہے۔

6- بغیر لائسنس کے کوئی آدمی زرعی زہریں فروخت نہیں کر سکتا۔

7- درآمد کنندگان و تقسیم کنندگان کو اپنے ڈیلرز بنانے اور ڈیلر شپ سرٹیفکیٹ جاری کرنے کا پابند کیا گیا ہے۔

8- دفعہ 26-A کے تحت یہ قانون قابل دست اندازی پولیس بنادیا گیا ہے۔

9- پیسٹی سائیڈ انسپکٹروں پر مشتمل چھاپہ مار پارٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں تاکہ لوگ جعلی زرعی زہروں کا کاروبار نہ کر سکیں۔

10- اس ایکٹ کے تحت تقسیم کنندہ کو بھی رجسٹرڈ کیا جاتا ہے تاکہ کوئی پارٹی بغیر رجسٹریشن یہ کاروبار نہ کر سکے۔

11- کسی بھی تقسیم کنندہ/ڈیلر یا کسی بھی متعلقہ شخص کا نمونہ غیر معیاری/جعلی ثابت ہونے پر ان کے خلاف باقاعدہ FIR درج کروائی جاتی ہے تاکہ جرائم پیشہ افراد کی حوصلہ شکنی ہو۔

(د) بیج کی کوالٹی اور معیار چیک کرنے کے لئے فیڈرل سیڈ سرٹیفکیشن اینڈ رجسٹریشن ڈیپارٹمنٹ اسلام آباد میں قائم ہے جس کے تحت پنجاب کے مختلف اضلاع میں دفاتر اور لیبارٹریز قائم ہیں جو پنجاب سیڈ کارپوریشن و دیگر پرائیویٹ سیڈ کمپنیوں کی اپنے رجسٹرڈ کاشتکاروں کے رقبہ پر بیج کے لئے کاشت کی گئی فصلوں کا معائنہ اور پھر ان بیجوں کو لیبارٹریز میں نیشنل سیڈ سٹینڈرڈ کے مطابق چیک کر کے سرٹیفکیٹ دیتی ہے، تاہم محکمہ زراعت حکومت پنجاب کے زیر انتظام مندرجہ ذیل اعلیٰ معیار کی حامل لیبارٹریز زرعی زہروں کے نمونہ جات کا تجزیہ کرتی ہیں۔

1- پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، فیصل آباد

2- پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، کالا شاہ کاکو

3- پیسٹی سائیڈ کوالٹی کنٹرول لیبارٹری، ملتان

ان لیبارٹریز میں جنوری 2003 تا دسمبر 2004 حاصل کئے گئے زرعی زہروں کے نمونہ جات کے تجزیہ اور نتائج کی تفصیلات درج ذیل ہیں:۔

نمبر شمار	نام لیبارٹریز	وصول شدہ نمونے	معیاری نمونے	غیر معیاری نمونے	فیصد
1-	فیصل آباد	2597	2505	92	3.54 %
2-	کالا شاہ کاکو	3590	3492	98	2.73 %
3-	ملتان	6129	5918	211	3.44 %
	کل میزان	12316	11915	401	3.26 %

مکئی باجرہ ریسرچ سٹیشن یوسف والا، ساہیوال، سٹاف، ریسرچ فیلوز اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6532 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مکئی باجرہ ریسرچ سٹیشن یوسف والا (ساہیوال) کب قائم کیا گیا، اس فارم پر ریسرچ کے نتیجہ میں ان فصلوں کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور اس ریسرچ فارم کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان فصلوں کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے، آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) اس ریسرچ سٹیشن پر کتنے ملازمین ہیں ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں۔ کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) اس ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی۔ اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں۔ اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ ادارہ 1958 میں بطور ہائبرڈ ریسرچ سیڈ فارم قائم ہوا بعدازاں 68-1967 میں اسے تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ کا درجہ دے دیا گیا اور ان فصلات پر باقاعدہ تحقیقات شروع

ہو گئیں۔ اس ادارہ نے مکئی کی نیلم، اگیتی 72، اکبر، صدف، سلطان، گولڈن، اگیتی 85، ساہیوال 2002، اگیتی 2002، وائی ایچ ایس 201، وائی ایچ ایس 202، وائی ایچ ایس 301، وائی ایچ ڈی 401، وائی ایچ ڈی ٹی 601)، جوار کی (2)79 پاک ایس ایس 2، وائی ایس ایس 98) اور باجرہ کی ایک قسم (18۔بی وائی) دریافت کی ہے۔ یہ اقسام نہ صرف صوبہ پنجاب کے موسمی حالات بلکہ پورے پاکستان کو مدنظر رکھتے ہوئے تیار کی گئیں جو کہ پاکستان کے علاوہ آزاد کشمیر میں بھی زیر کاشت ہیں اور بہت اچھے نتائج کی حامل ہیں۔

اس ادارہ کی تحقیقات کے نتیجہ میں ان فصلوں کی فی ایکڑ اوسط پیداوار میں 1970 کے مقابلہ میں دوگنا اضافہ ہوا ہے، مکئی، جوار اور باجرہ کی موجود اقسام سے زمیندار بالترتیب 25,45,60 من فی ایکڑ پیداوار حاصل کر رہے ہیں۔ مکئی (ساہیوال 2002، اگیتی 2002)، جوار (وائی ایس ایس 98)، باجرہ 18(بی وائی) کی اقسام بالترتیب 1999,1976 اور 2002 میں کاشت کے لئے منظور کی گئیں۔ اس کے علاوہ کچھ دوغلی اقسام (ہائبریڈز) دریافت کی جا چکی ہیں اور بہت سی زیر تحقیق ہیں جن کی پیداواری صلاحیت 100 من فی ایکڑ سے بھی زیادہ ہے۔ دریافت شدہ دوغلی اقسام کا بیج پٹہ داری نظام میں تعطل کے باعث پیدا نہیں ہو رہا ہے۔

(ب) مکئی تحقیقاتی ادارہ میں کل 185 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنس دان مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس ادارہ میں 41 سائنسدان ہیں ان میں 25 ایم ایس سی، 3 پی ایچ ڈی اور 13 سائنسدان کی اسامیاں خالی ہیں، مکئی کے ادارہ میں کام کرنے والے سائنسدانوں کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

اس ادارہ کے کل ملازمین کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار ریسرچ سٹیشن	ملازمین کی تعداد	ریسرچ سائنسدان ایم ایس سی	پی ایچ ڈی (سائنسدان)		خالی اسامیاں	میزان
1۔ تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ضلع ساہیوال (ہیڈ کوارٹر)	116	14	2	6		22
ذیلی تحقیقاتی شعبہ جات						
i۔ مکئی سیڈ فارم چک نمبر 85/9-L		9	1	-	1	2
ii۔ مکئی سیڈ فارم چک نمبر 11/14-L اقبال نگر		15	1	1	2	3
iii۔ مکئی بریڈنگ سب سٹیشن چھرہ پانی		8	1	-	-	1
iv۔ جوار ریسرچ سب سٹیشن ڈی جی خان		5	1	-	2	3
v۔ مکئی سب سٹیشن سرگودھا		2	-	-	2	3
2۔ مکئی ریسرچ سٹیشن فیصل آباد		23	5	-	-	5
3۔ باجرہ ریسرچ سٹیشن راولپنڈی		7	2	1	-	3
میزان		185	25	3	13	41

(ج) تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ، یوسف والا کا سال وار بجٹ خرچ اور مکئی جوار اور باجرہ کے بیج کی فروخت سے حاصل شدہ آمدنی کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال	کل بجٹ (روپے)	خرچ (روپے)	آمدن (روپے)
2003-04	2,02,84,000/-	1,90,52,000/-	8,61,000/-
2004-05	2,57,72,000/-	1,29,61,000/-	16,68,000/-

صوبہ میں گندم کے ریسرچ سنٹرز، سٹاف بجٹ اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*6543: انجنیئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گندم کی فصل پر کتنے ریسرچ سٹیشن صوبہ میں کس کس جگہ قائم ہیں۔ ان کے نام کیا ہیں اور ان فارمز پر ریسرچ کے نتیجہ میں گندم کی کون کون سی اقسام صوبہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو سامنے رکھ کر تیار کی گئی ہیں اور ان ریسرچ فارمز کی تحقیقات کے نتیجہ میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار میں کتنا اضافہ ہوا ہے۔ آخری ریسرچ کب منظر عام پر لائی گئی؟

(ب) ان ریسرچ سٹیشنز پر کتنے ملازمین ہیں۔ ان میں کتنے ریسرچ فیلوز ہیں اور ان ریسرچ فیلوز کی تعلیمی قابلیت کیا ہے، کیا ان ریسرچ فیلوز میں پی ایچ ڈی ہولڈرز بھی شامل ہیں

اور کیا ان کی تحقیقات بین الاقوامی تحقیقاتی زرعی جرنلز میں کبھی شائع ہوئی ہیں؟

(ج) ان ریسرچ سٹیشن کا سالانہ بجٹ کیا ہے، 04-2003 سے بجٹ میں کتنی رقم رکھی گئی، کتنی خرچ ہو گئی، اگر کوئی آمدنی کے بھی ذرائع ہیں تو کیا ہیں اس عرصہ میں کتنی آمدنی ہوئی؟

وزیر زراعت:

(الف) تحقیقاتی ادارہ برائے گندم ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ کے زیر نگرانی فیصل آباد میں قائم ہے۔ جس کا ایک ذیلی ادارہ مری میں ہے۔ ادارہ ہذا نے گندم کی بہتر پیداوار کے لئے 49 اقسام کسانوں کو متعارف کروائی ہیں جو کہ پنجاب کے موسمی حالات اور کاروباری تقاضوں کو مدنظر رکھ کر تیار کی گئی ہیں۔

گندم کی قسم انقلاب 91 کے بعد پرواز 94، شاہکار 95، پنجاب 96، ایم ایچ 97، کوہستان 97، عقاب 2000، چناب 2000 اور اقبال 2000 کاشت کے لئے منظور کی گئیں۔ تحقیقاتی ادارہ ہذا کی تحقیقات کے نتیجہ میں گندم کی فی ایکڑ پیداوار میں تقریباً 40 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ ادارہ ہذا نے سال 2002 میں دو نئی اقسام اے ایس 2002 اور ایس ایچ 2002 کاشت کے لئے دیں۔

(ب) ادارہ ہذا میں 105 ملازمین ہیں۔ ریسرچ فیلوز سے مراد وہ طالب علم ہیں جو کہ اپنی ایم ایس سی یا پی ایچ ڈی کی ڈگری کے حصول کے لئے اپنی تحقیق متعلقہ یونیورسٹی یا اس سے منسلک تحقیقی اداروں میں کام کرتے ہیں اور یہ اخراجات پبلک یا پرائیویٹ ادارے برداشت کرتے ہیں۔ ادارہ ہذا میں کوئی ریسرچ فیلو نہیں اور یہاں صرف ریسرچ سائنس دان (ماہرین) مستقل یا کنٹریکٹ مشاہرہ پر تحقیقی کام کرتے ہیں۔ تاہم اس وقت ادارہ ہذا میں 36 ریسرچ سائنسدان (ماہرین) ہیں جن میں سے 25 ایم ایس سی، 3 پی ایچ ڈی اور 8 ریسرچ سائنسدان کی اسامیاں خالی ہیں۔ ان کی تحقیقات ملکی اور غیر ملکی جرنلز میں شائع ہوتی رہتی ہیں۔

(ج)

سال	بجٹ	خرچ	آمدن
2003-04	1,43,64,000/-	1,35,60,000/-	10,19,656/-
2004-05	1,59,36,000/-	92,83,000/-	11,13,433/-
		فروری 2005 تک	فروری 2005 تک

پی پی۔236 وہاڑی، 04-2003 تا 05-2004
کھالہ جات پختہ کرنے کے لئے فنڈز اور اخراجات کی تفصیل

*6588 جناب طاہر اقبال چودھری: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حلقہ پی پی۔236 ضلع وہاڑی میں پکے کھالہ جات کے لئے مالی سال 03-2002، 04-2003 اور 05-2004 کے دوران کتنے فنڈز رکھے گئے اور اب تک کس کس کھالہ پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے۔ تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:

محکمہ زراعت کا شعبہ اصلاح آبپاشی کھالہ جات کی تعمیر کے لئے زمینداروں کے تعاون سے کوشاں ہے۔

ضلع وہاڑی کے حلقہ پی پی۔236 میں مالی سال 03-2002 میں ضلعی حکومت اور صوبائی ترقیاتی پروگرام (NDP) کے تحت 12 کھالہ جات کی پختگی کی گئی اور اس پر -/54,64,785 روپے خرچ ہوئے۔

مالی سال 04-2003 میں ضلعی حکومت کے تعاون سے چھ کھالہ جات اور صوبائی ترقیاتی پروگرام (ADP) کے تحت ایک کھالہ پختہ کیا گیا۔ ان کھالہ جات پر -/7,80,300 روپے خرچ کئے گئے۔

رواں مالی سال 05-2004 میں فی الحال زمینداروں کے تعاون سے پانچ کھال زیر تعمیر ہیں جن پر لاگت کا تخمینہ -/37,69,540 روپے لگایا گیا۔

مندرجہ بالا حقائق کے مطابق حلقہ پی پی۔236 میں اب تک پختہ ہونے والے کھال اور زیر تعمیر کھالہ جات پر لاگت کا تخمینہ -/1,20,14,590 روپے لگایا گیا ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ کراپ رپورٹنگ محکمہ زراعت، 2004 تا حال،
بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6686 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ کراپ رپورٹنگ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت کراپ رپورٹنگ سروس میں یکم جنوری 2004 سے آج تک بھرتی ہونے والے 154۔افراد کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ تمام افراد کنٹریکٹ کی بنیاد پر مورخہ 30-06-06 تک کے لئے بھرتی کئے گئے۔

(ب) کراپ رپورٹنگ سروس محکمہ زراعت میں تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ میرٹ لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ میرٹ بنانے کا طریق کار پنجاب گورنمنٹ ریکروٹمنٹ مروجہ میرٹ پالیسی کے مطابق تعلیمی قابلیت کے نمبر 80 اور انٹرویو کے نمبر 20 تھے۔ جن میں سے 10 نمبروں کا تحریری ٹیسٹ لیا گیا۔ کامیاب امیدواروں کا 10 نمبر کا انٹرویو لیا گیا۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کسی فرد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا۔

(و) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	تاریخ اشاعت	نام اخبار	
1۔	08-01-04	1۔ نوائے وقت	2۔ آواز
2۔	09-03-04	1۔ خبریں	2۔ آواز

شعبہ تحقیق محکمہ زراعت، 2004 تا حال، بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6687 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ زراعت شعبہ ریسرچ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(و) اگر مذکورہ بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد میں یکم جنوری 2004 تا حال 110۔ افراد کو درج ذیل دفاتر اور سکیل میں بھرتی کیا گیا۔ ان میں سے i تا vii شعبہ جات میں 101 افراد کو

کنٹریکٹ بنیاد پر جبکہ vii تا xiii شعبہ جات میں 9 افراد کو رولز 17-A کے تحت (ملازم کے دوران سروس فوت ہونے یا معذور ہونے کی صورت میں ان کے بچوں کو سکیل ایک تا پانچ) بھرتی کیا گیا۔ ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

نمبر شمار	نام ادارہ	گریڈ (بھرتی افراد کی تعداد)						کل تعداد
		12	11	6	5	4	1	
1	اورنج ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا	2	3	5	3	7	21	41
2	پوسٹ ہارویسٹ ریسرچ سنٹر فیصل آباد	-	1	-	1	-	3	5
3	سائل اینڈ واٹر کنزرویشن چکوال	2	2	2	2	2	14	24
4	ریپڈ سائل فرٹیلٹی لاہور	-	-	9	1	2	7	19
5	ایسوسی ایٹ ملٹ بائٹنسٹ راولپنڈی	1	-	1	1	1	6	10
6	ناظم حشریات فیصل آباد	-	-	-	-	2	1	2
7	ناظم اعلیٰ زراعت و تحقیق فیصل آباد	-	-	-	-	1	1	2
8	ناظم دھان، کالا شاہ کاکو	-	-	-	-	-	1	1
9	ناظم، دالیں فیصل آباد	-	-	-	-	-	2	2
10	ناظم روغنیات فیصل آباد	-	-	-	-	-	1	1
11	ناظم سبزیات فیصل آباد	-	-	-	-	-	1	1
12	پلانٹ پتھالوجی سیکشن، فیصل آباد	-	-	-	-	-	2	2
	میزان	5	6	17	8	15	59	110

(ب) تمام افراد کو حکومت کی جاری کردہ میرٹ پالیسی بمطابق چٹھی نمبری SOR-III-2-15/2003 مورخہ 03-05-03 اور SOR-IV(S&GAD)10-1/2003 مورخہ 17-09-04 کے مطابق میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ پالیسیز اور میرٹ لسٹوں کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی فرد کو قواعد وضوابط میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی بھی فرد کو وزیر زراعت اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی نہیں کیا گیا سب کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(و) صرف کنٹریکٹ ملازمین کی بھرتی برائے ادارہ/شعبہ اورنج ریسرچ انسٹیٹیوٹ سرگودھا، پوسٹ ہارویسٹ ریسرچ سنٹر فیصل آباد، سائل اینڈ واٹر کنزرویشن ریسرچ انسٹیٹیوٹ چکوال، سائل فرٹیلٹی لاہور، انٹومالوجیکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ فیصل آباد اور ایسوسی ایٹ ملٹ بائٹنسٹ راولپنڈی کی بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کے بعد کی

گئی۔اشتہارات کی نقول ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

صوبہ میں تجرباتی فارمز کے رقبہ اور گزشتہ پانچ سالوں میں ہونے والے تحقیقی کام اور اخراجات کی تفصیل

*6805: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ پنجاب میں محکمہ زراعت کے پاس تجربات اور تحقیق کے لئے کتنا رقبہ ہے اور کہاں کہاں واقع ہے؟

(ب) ان تحقیقاتی / تجرباتی فارموں پر گزشتہ 5 سالوں میں بالترتیب، گندم، چاول، گنا، مکئی کپاس اور باجرہ وغیرہ پر کیا تحقیقات کی گئیں اور کون سی نئی طاقتور اور جھاڑ دار اجناس متعارف کرائی گئیں۔ تفصیلات ایوان میں فراہم کی جائیں؟

(ج) گزشتہ 5 سالوں میں محکمہ زراعت نے ترشاوہ پھلوں اور آم، خربوزہ اور دیگر پھلوں کے بارے میں کیا تحقیقات کی ہیں اور ان تحقیقات / تجربات پر کتنے اخراجات آئے، بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ماتحت اداروں کے زیر نگرانی تجرباتی اور تحقیقاتی رقبہ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام زرعی فارم	تعداد فارمز	رقبہ (ایکڑ)
I۔	تجرباتی فارمز (ریسرچ)	26	2145
II۔	تحقیقاتی شعبہ جات	25	1310
	میزان	51	3455

نوٹ: ان زرعی فارمز کی تفصیل واقع رقبہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

(ب) محکمہ زراعت تحقیق کے تحقیقاتی / تجرباتی فارموں پر گزشتہ پانچ سالوں 2000-1999 تا 04-2003 میں حسب ذیل گندم کی 11، چاول کی 2، گنا کی 5، مکئی کی 5، کپاس کی 7 اور باجرہ کی 2 نئی طاقتور اور جھاڑ دار اجناس متعارف کروائی گئیں۔

تفصیل برائے طاقتور اور جھاڑ دار اجناس

گندم	چاول	گنا(کماد)	مکئی	کپاس	باجرہ
عقاب2000	باسمتی2000	CPF-237	ساہیوال2002	بی ایچ118	وائی بی ایس98
اقبال2000	شاہین باسمتی	SPF-213	اگیتی2002	ایف ایچ900	وائی بی ایس92
بہاولپور2000		COJ-84	وائی ایس ایس98	ایف ایچ901	
پنجند۔1		HSF-240	وائی ایس ایس9	ایم این ایچ554	
چناب2000		SPF-234	وائی ایس ایس10	ایم این ایچ552	
اے ایس2002				ایف ڈی ایچ228(دیسی)	
ایس ایچ2002				ایف ایچ1000	
بھکر2002					
جی اے2002					
افق2002					
منتھار2003					
میزان11	2	5	5	7	2 کل میزان32

(ج) ایوب زرعی تحقیقاتی ادارہ فیصل آباد اور اس کے ملحقہ تحقیقاتی اداروں نے گزشتہ پانچ سالوں(2000-1999)تا(04-2003) میں پھلوں وغیرہ پر تحقیق میں جو پیشرفت کی ہے،اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

I۔ترشاوہ پھل۔

i۔ تیس سے زائد مالٹا کی اقسام اکٹھی کی گئیں اور تحقیقات کے لئے لگائی گئیں۔

ii۔ گریپ فروٹ کی 9۔اقسام متعارف کرائیں گئیں جن میں شیمبر کافی مشہور ہوئی۔

iii۔ بہترین پیداوار حاصل کرنے کے لئے 8 نئے سٹاک متعارف کرائے گئے اور مختلف اقسام کے لئے روٹ سٹاک کی سفارشات کی گئیں۔

iv۔ ترشاوہ باغات میں فصلوں کی کاشت کے بارے میں سفارشات تیار کی گئیں۔

v۔ لاکھوں کی تعداد میں مختلف اقسام کے صحیح النسل پودے رعائتی قیمت پر باغبان حضرات کو مہیا کئے گئے۔

vi۔ ترشاوہ میں کراسنگ ٹیکنیک کے طریقہ سے آری پرائیڈ(AARI Pride)کے نام سے نئی ورائٹی بنائی گئی۔ ترشاوہ پھلوں کی پیداوار اور معیار بہتر بنانے کے لئے اجزائے صغیرہ کے اثرات پر تجربات کئے گئے۔

II۔آم

i۔ آم کے اب تک 17 ہائبرڈز تیار کئے جا چکے ہیں مگر صرف تین ہائبرڈز اچھی خصوصیات کے حامل ہیں جن پر تحقیق جاری ہے اور امید ہے کہ رواں مالی سال میں متعارف کروا

دیئے جائیں گے۔

ii۔ آم کی قابل برآمد اقسام چونسہ، ثمر، بہشت اور سندھڑی کے لئے عناصر کبیرہ اور عناصر صغیرہ کی ضروریات کا تعین تجربات کے ذریعے مکمل کر لیا گیا ہے۔

iii۔ بذریعہ تابکاری آم کی نئی اقسام کا حصول صرف دو سے چار سال کے مختصر دورانیہ میں ممکن بنایا گیا جبکہ روایتی طریقہ (گٹھلی) سے دس سے پندرہ سال درکار ہوتے ہیں۔

iiv۔ باغبان حضرات کو آم کی مختلف اقسام کے صحیح النسل پودے مناسب دام پر مہیا کئے گئے۔

v۔ مختلف باغبان بھائیوں کے تین سو سے زائد باغات کا معائنہ کیا گیا اور ان کی اصلاح کے لئے موقع پر تجاویز دی گئیں۔

iii۔ خربوزہ

1۔ مروجہ قسم T-96 کے cross باہر سے منگوائی گئی اقسام سے کئے گئے۔

2۔ خربوزہ کی 11 نئی مقامی اقسام کا بیج مختلف علاقوں سے اکٹھا کیا گیا تاکہ تحقیق کے عمل کو آگے بڑھایا جاسکے۔

3۔ خربوزہ کی بنیادی اقسام T-96 اور راوی کا بیج تیار کر کے زمینداروں کو فراہم کیا گیا۔

iv۔ دیگر پھل

i۔ کھجور کی مختلف اعلیٰ اقسام کے 3500 پودے کاشت کئے گئے تاکہ کسان بھائیوں کو صحیح النسل پودے فراہم کئے جا سکیں۔

ii۔ امرود کے 40 نئے سلیکشن شدہ پودے لگائے گئے۔ امرود کی نئی اقسام سیلاد گوآوا اور بی ایس 313- متعارف کرائی گئیں۔

iii۔ بیر کی پانچ نئی اقسام، کریلا، انوکی، آلو بخارا، بی ایس 1-، بی ایس۔2 تیار کی گئیں۔

iv۔ سیب، چیری، ایووکیڈو اور لوکاٹ کی بالترتیب پانچ، چار اور ایک ایک نئی قسم دریافت کی گئی۔

v۔ آم، ترشاوہ، امرود، بیر، کھجور، فالسہ، چیری، سیب اور لوکاٹ کے لئے پیداواری ٹیکنالوجی وضع کی گئی۔

vi۔ گزشتہ پانچ سالوں میں ترشاوہ، امرود، آم اور دیگر پھلدار پودوں کی اعلیٰ اقسام کے تقریباً 84950 پودے کاشتکاروں کو مناسب داموں پر دیئے گئے۔

vii۔ گزشتہ پانچ سالوں میں 65 ریسرچ پیپرز تیار کئے گئے۔

viii۔ ریڈیو/ٹی وی اور پرنٹ میڈیا کے ذریعے ان معلومات کو باغبان بھائیوں تک پہنچانے کے لئے بھرپور کوششیں کی گئیں۔

جواب حصہ (ج) تفصیل اخراجات برائے تحقیقات / تجربات (روپوں میں)

سال	ترشاوہ پھل	آم	خربوزہ	دیگر پھل	میزان
1999-2000	9,45,200	25,11,000	1,20,14,600	1,61,24,000	3,15,94,800
2000-2001	9,19,300	27,19,000	1,18,62,600	1,70,71,000	3,25,71,900
2001-2002	9,81,100	32,98,000	1,29,80,400	1,99,60,000	3,72,19,500
2002-2003	8,29,000	34,93,000	1,42,07,400	2,42,16,000	4,27,45,400
2003-2004	10,89,000	41,44,000	1,62,73,200	2,80,13,000	4,95,19,200
میزان	47,63,600	1,61,65,000	6,73,38,200	10,53,84,000	19,36,50,800

نوٹ: خربوزہ کی تحقیق کے لئے علیحدہ اخراجات کا حساب نہیں رکھا جا سکتا اس میں دیگر 32 سبزیات پر تحقیق کے اخراجات بھی شامل ہیں۔

زرعی سپلائی کارپوریشن کے واجب الوصول قرضہ جات اور وصولی کی تفصیل

*6954 جناب محمد یار مونکا: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ زرعی سپلائی کارپوریشن 1998 سے ختم کر دی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن ختم کرتے وقت کارپوریشن کے کروڑوں روپے لوگوں کے ذمہ تھے اگر ہاں تو کتنے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کارپوریشن کے بقایا جات کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو دی گئی، اب تک کتنی رقم کی وصولی ہو چکی ہے اور کتنی رقم بقایا ہے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) درست ہے۔ کارپوریشن 11۔اپریل 1998 کو ختم کر دی گئی اور تمام دفاتر بند کر دیئے گئے۔

(ب) درست ہے۔ 110 ملین روپے واجب الوصول تھے جو محکمہ ریونیو نے ضابطہ ریونیو ایکٹ باقیداران سے وصول کرنے ہیں۔

(ج) جی ہاں۔ کارپوریشن نے 1985 تا 1989 کھاد اور زرعی ادویات کی مد میں 747 ملین کے قرضے جاری کئے۔ کارپوریشن بند ہونے تک 637 ملین کی وصولی ہو گئی تھی۔ بقایا

110 ملین کی وصولی کی ذمہ داری محکمہ ریونیو کو دی گئی ہے جنہوں نے ضابطہ پنجاب ریونیو ایکٹ کے تحت باقیداران سے وصولی کرنی ہے۔
اس رقم کی وصولی کو جمع کروانے کے لئے حکومت پنجاب نے اکاؤنٹ نمبری "Misc recovery of PAD arrears" مخصوص کیا ہے۔ متعلقہ ریونیو افسران وصول شدہ رقم کی تفصیل باقاعدگی سے ارسال نہیں کرتے، اس ضمن میں مسلسل یاددھانی کراتے ہیں اور آخری چٹھی بابت وصول شدہ رقم کی رپورٹ مرتب کرنا مورخہ 21۔مئی 2005 کو لکھی ہے کہ باقیداران سے وصول شدہ رقم کی تفصیل ارسال کریں۔ (نمونہ چٹھی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔)

سال 05-2004 میں چاول کی پیداوار، گندم کا پیداواری ہدف اور اس میں اضافے کے لئے حکومتی اقدامات

*6983 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 05-2004 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی کتنی پیداوار ہوئی اور پنجاب حکومت کو اس پیداوار سے کیا فوائد حاصل ہوئے؟

(ب) 05-2004 میں گندم کی پیداوار کتنی ہوئی حکومت کا ہدف کتنا تھا اور حکومت اس ہدف کو مزید بڑھانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(ج) حکومت سابقہ ملتان ڈویژن میں گندم، چاول، کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو کیا سہولیات فراہم کر رہی ہے تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر زراعت:

(الف) سال 05-2004 میں پنجاب میں چاول کی کل 29.80 لاکھ ٹن ریکارڈ پیداوار ہوئی اس میں سے باسمتی چاول کی پیداوار 23.48 لاکھ ٹن تھی جو کہ کل پیداوار کا تقریباً 79 فیصد ہے جبکہ پچھلے سال پنجاب میں باسمتی چاول کی پیداوار 23.09 لاکھ ٹن تھی۔ اس سال باسمتی چاول کی پیداوار پچھلے سال کی نسبت سے تقریباً 1.69 فیصد زیادہ ہے۔ یکم جولائی 2004 سے لے کر 25۔جون 2005 تک ایک کروڑ 73 لاکھ من باسمتی چاول برآمد کیا گیا جس سے حکومت کو 21۔ارب 27 کروڑ روپے کا زر مبادلہ حاصل ہوا۔

(ب) 2004-05 میں پنجاب میں گندم کی پیداوار کا ہدف 1.609 کروڑ ٹن تھا جس کے مقابلہ میں صوبہ بھر میں 1.738 کروڑ ٹن گندم پیدا ہوئی یہ ایک ریکارڈ پیداوار ہے۔

حکومت اس کی پیداوار کو مزید بڑھانے کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کر رہی ہے:۔

1۔ گندم کی امدادی قیمت 400 روپے فی من کی سہولت میں تسلسل۔

2۔ ٹریکٹروں اور مشینری پر ٹیکس اور ڈیوٹی کی چھوٹ۔

3۔ گندم کی حکومتی خرید سے قیمتوں میں استحکام۔

4۔ زرعی قرضوں پر مارک اپ میں کمی۔

5۔ گندم کی پیداواری ٹیکنالوجی اپنانے کے لئے کسانوں کی گاؤں گاؤں تربیت کا اہتمام۔

6۔ گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے باقاعدگی سے ویٹ مینجمنٹ گروپ کے اجلاس کے ذریعے مسلسل جائزہ۔

(ج) حکومت نے سابقہ ملتان ڈویژن میں گندم، چاول، کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے ان فصلوں کی مندرجہ ذیل سودمند اقسام متعارف کروائی ہیں جن سے کاشتکار بھرپور استفادہ کر رہے ہیں۔

گندم

اے ایس 2002، اقبال 2002

نوٹ: گندم کی مندرجہ بالا اقسام کپاس کی برداشت کے بعد بہتر پیداوار دیتی ہیں۔

چاول

باسمتی 2001 کے ایس 282، آئی آر 6

کپاس

بی ایچ 118، ایف ایچ 900، ایف ایچ 901، ایم این ایچ 554، ایم این ایچ 552، ایف ڈی ایچ 228، (دیسی) ایف ایچ 1000

گندم، چاول اور کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کاشتکاروں کو سہولیات

گندم کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومتی اقدامات

1۔ گاؤں کی سطح پر کسانوں کے لئے پیداوار ٹیکنالوجی پر مبنی تربیتی نشستوں کا اہتمام۔

2۔ منظور شدہ اقسام کی ترقی دادہ بیج کی دستیابی کے لئے مرکزی سطح پر سیڈ گریڈرز کی فراہمی۔

3۔ زرعی مداخل کھاد، بیج، زرعی ادویات، پانی کی بروقت مناسب دستیابی کے لئے مسلسل نگرانی۔

4۔ قیمتوں میں استحکام کے لئے حکومتی سطح پر گندم کی خرید کا وسیع انتظام۔
5۔ فی ایکڑ زیادہ پیداوار حاصل کرنے پر ضلعی سطح پر انعامات کا اجراء۔
6۔ گندم کی امدادی قیمت -/400روپے فی من مقرر کرنے سے کسانوں کی حوصلہ افزائی۔
7۔ ون ونڈو کے ذریعے قرضہ کی فراہمی۔

کپاس

1۔ پھٹی کی امدادی قیمت میں -/850روپے سے -/925روپے فی من -/75روپے کا اضافہ۔
2۔ حکومتی اداروں خصوصاً (TCP) کی کاروباری شرکت کی وجہ سے قیمتوں میں استحکام۔
3۔ زرعی مداخل کی بروقت مناسب دستیابی کی مسلسل نگرانی۔
4۔ پیسٹی سائیڈ کی درآمد، تقسیم اور کوالٹی کو بہتر بنانے کے اقدامات۔
5۔ محکمہ زراعت (توسیع) کی طرف سے کپاس کی بہتر پیداوار اور تحفظ کے لئے اقدامات بشمول پیسٹ سکاؤٹنگ اور ہاٹ سپاٹ کی ٹریٹ منٹ۔
6۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لئے کاٹن کراپ مینجمنٹ اور کاٹن کراپ ورکنگ گروپس کا پندرہ روزہ ہفتہ وار باقاعدگی سے اجلاس۔
7۔ درآمد شدہ بی ٹی کاٹن کی ملک میں کاشت پر مکمل طور پر حوصلہ شکنی کیونکہ یہ کسی بھی پتہ مروڑ وائرس کا سبب بن سکتی ہے۔
8۔ تحفظ نباتات کے مربوط پروگرام پر خصوصی توجہ۔
9۔ گاؤں کی سطح پر کسانوں کے لئے پیداواری ٹیکنالوجی پر مشتمل تربیتی پروگرام۔
10۔ کاشتکاروں کو بروقت آگاہ رکھنے کے لئے الیکٹرانک میڈیا، پرنٹ میڈیا کا بھرپور استعمال، کپاس کے سابقہ اضلاع (ساہیوال، وہاڑی، پاکپتن، جھنگ) سے زیادہ کپاس آگاہ کے فروغ کا خصوصی پروگرام۔
11۔ ون ونڈو سکیم کے ذریعے قرضہ کی فراہمی۔

چاول

1۔ چاول خصوصاً باسمتی کی کاشت پر توجہ۔
2۔ زرعی مداخل کی دستیابی پر خصوصی توجہ۔
3۔ گاؤں گاؤں کسان تربیت کے ذریعے زرعی پیداواری ٹیکنالوجی کی ترویج۔
4۔ الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا کے ذریعہ حالات اور موسم کے مطابق زرعی ٹیکنالوجی کی فراہمی۔

5۔ 20۔مئی سے قبل نرسری کاشت کی حوصلہ شکنی۔
6۔ پیسٹ سکاؤٹنگ کے ذریعہ فصل کی مسلسل دیکھ بھال۔
7۔ بہتر پیداوار کے حصول کے لئے مینجمنٹ گروپ اور ورکنگ گروپ کے باقاعدگی سے اجلاس۔
8۔ ون ونڈو سکیم کے ذریعے قرضہ جات کی فراہمی۔

ملتان، سال04-2003تا حال، صوبائی حلقہ وار پکے کھالوں کی تعمیر اور لاگت سے متعلقہ تفصیل

*6984 سید مجاہد علی شاہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
مالی سال04-2003 سے رواں مالی سال تک ضلع ملتان میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے حساب سے کن کن علاقوں میںWater Managementکے محکمہ نے کس مجاز اتھارٹی کے حکم سے کن کن تاریخوں میں پکے کھال کتنی لاگت سے تعمیر کرائے، تمام تفصیلات سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر زراعت:
مالی سال04-2003سے رواں سال تک ضلع ملتان میں صوبائی اسمبلی کے حلقہ جات کے حساب سے مختلف علاقوں میں ضلعی محکمہ اصلاح آبپاشی نے 151کھالوں کی پختگی کا کام زمینداروں کے تعاون سے سرانجام دیا اور ضلع میں تعینات اتھارٹی نے باقاعدہ سروے، تکنیکی منظوری اور مجاز کنسلٹینٹ کی انسپکشن کے بعد مکمل کیا۔ پختہ کردہ کھالوں کی صوبائی حلقہ جات کے مطابق اوران پر صرف شدہ اخراجات / لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع پاکپتن میں قائم زرعی فارمز، رقبہ، استعمال اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7094 چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) ضلع پاکپتن میں قائم سرکاری زرعی فارمز کے نام و پتاجات سے آگاہ فرمائیں؟

(ب) ان فارموں کا کتنا کتنا رقبہ ہے،اس پر کون کون کب کب سے کاشت کر رہا ہے ان کے بہتر استعمال کے لئے کیا حکمت عملی اختیار کی جارہی ہے؟

(ج) کیاان فارموں پر نئے بیج پیدا کئے جارہے ہیں یا ایسا کوئی منصوبہ ہے؟

(د) کیاان فارمز پر گنے کا ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کا حکومت ارادہ رکھتی ہے؟

(ہ) ان فارموں پر حکومت کا کتنا خرچ آیا ہے اور ان سے جو آمدن جنوری 2001 سے اب تک ہوئی اس کی تفصیل سے آگاہ فرمائیں؟

(و) کیاان فارموں پر جانوروں کی افزائش کے لئے انتظامات ہیں۔کتنے کتنے جانور پالے گئے ہیں ان سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت ضلع پاکپتن میں قائم 2 سرکاری زرعی فارمز ہیں۔ایک شعبہ توسیع کے زیر نگرانی اور دوسرا شعبہ تحقیق کے جن کے نام،پتاجات درج ذیل ہیں۔

شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن شریف

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" ضلع پاکپتن شریف

(ب) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" فارم کا کل رقبہ 528۔ایکڑ ہے جس میں سے 494.43 ایکڑ رقبہ زیر کاشت ہے۔100 ایکڑ حکومت خود کاشت کر رہی ہے جبکہ بقیہ رقبہ 1928 سے 33 پٹہ داران کاشت کرتے آرہے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" کا کل رقبہ 599 ایکڑ 2 کنال اور 3 مرلہ ہے جس میں سے 134 ایکڑ 5 کنال 7 مرلہ حکومت خود کاشت کر رہی ہے۔9 ایکڑ رقبہ پر بلڈنگ و سڑکیں ہیں،63 ایکڑ 5 کنال 10 مرلہ رقبہ غیر کاشتہ ہے جبکہ 391 ایکڑ 7 کنال اور 6 مرلہ پر 25 پٹہ داران کاشت کر رہے ہیں جن کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ الف(2) ایوان کی میز پر رکھ دی

گئی ہے:۔

بہتر استعمال کے لئے حکمت عملی

ان دونوں شعبوں کے فارموں کے بہتر استعمال کے لئے مندرجہ ذیل حکمت عملی اختیار کی جا رہی ہے۔

1۔ مشینی کاشت کو ترجیح دی جا رہی ہے۔

2۔ فصلوں کے ہیر پھیر میں مناسب تبدیلی کر کے مکئی اور دھان کے رقبہ میں اضافہ کیا جا رہا ہے۔

3۔ نظام آبپاشی کو بہتر بنانے کے لئے کھالوں کو پختہ کیا جا رہا ہے۔

4۔ ہمواری زمین پر خصوصی توجہ دی جا رہی ہے۔

5۔ پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے تصدیق شدہ بیج خصوصاً گندم وسیع پیمانے پر تیار کیا جا رہا ہے۔

6۔ زرعی مداخل کی بروقت فراہمی کو یقینی بنایا جا رہا ہے۔

7۔ زمین کی زرخیزی کو بہتر کرنے کے لئے سبز کھادوں کا استعمال کیا جا رہا ہے۔

8۔ شعبہ تحقیق گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر بذریعہ آبپاشی محض ٹیوب ویل ہیں اور ان کی کل تعداد 6 ہے۔ ان ٹیوب ویلوں کی کارکردگی بڑھانے کے لئے ان کو بجلی کے کنکشن میں تبدیل کیا جا رہا ہے۔

اب تک تین ٹیوب ویل تبدیل کئے جا چکے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان سے نکلنے والے پانی کے بہاؤ اور مقدار میں پہلے کی نسبت کافی اضافہ ہو گیا ہے۔

9۔ گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر حکومتی کاشتہ رقبہ سے 45 ایکڑ جبکہ پٹہ داران کے رقبہ سے 72 ایکڑ اب تک ہموار کیا گیا ہے، جس کی وجہ سے فصلوں کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے۔

(ج) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر" پر وسیع پیمانے پر گندم کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن کے لئے پیدا کیا جاتا ہے۔

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ" پر صرف دھان، کپاس اور گندم کی منظور شدہ اقسام کا بیج تیار کیا جا رہا ہے۔

اس سال ان اقسام کا بیج پنجاب سیڈ کارپوریشن، ساہیوال کو بھی دیا جائے گا۔فی الحال گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ پر نئے بیج پیدا کرنے کا کوئی بھی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(د) اس ضمن میں کوئی تجویز زیر غور نہیں۔

(ہ) شعبہ توسیع

"گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر"

سال	خرچ	آمدن	تفصیل
2001-02	27,65,530/-	28,15,329/-	وجوہات کی آمدن برائے سال 2002-03 مندرجہ ذیل ہیں:۔
2002-03	34,49,927/-	30,25,771/-	1۔پنجاب سیڈ کارپوریشن نے بیج گندم 4,86,378 کی قیمت پیداوار کی رقم سے کاٹ لی۔
2003-04	27,42,905/-	52,33,800/-	2۔آئندہ مالی سال کے لئے کھاد کی 5,93,383 خریداری کر لی گئی۔
2004-05	34,68,176/-	60,48,267/-	کل 10,79,761

شعبہ تحقیق

"گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ"

سال	خرچ	آمدن	بچت
2000-01	5,52,000/-	7,67,000/-	2,15,000/-
2001-02	4,29,000/-	10,80,000/-	6,51,000/-
2002-03	8,13,000/-	12,50,000/-	4,37,000/-
2003-04	9,41,000/-	28,69,000/-	19,28,000/-
2004-05	10,23,000/-	32,03,000/-	21,80,000/-

(و) شعبہ توسیع کے گورنمنٹ سیڈ فارم محمد نگر تحصیل عارف والا اور شعبہ تحقیق کے گورنمنٹ سیڈ فارم دھکڑ ضلع پاکپتن میں جانوروں کی افزائش کے انتظامات نہیں ہیں اور نہ ہی وہاں پر جانور پالے جاتے ہیں۔

صوبہ میں قائم رائس ملز اور 2004 میں باسمتی چاول کی پیداوار سے متعلقہ تفصیل

*7123 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2004 میں پنجاب میں باسمتی چاول کی کتنی پیداوار حاصل ہوئی اور کتنا چاول برآمد کرنے کے لئے وفاقی حکومت کو دیا گیا؟

(ب) پنجاب بھر میں مونجی چھڑنے کے کتنے بڑے پلانٹ (rice mills) سرکاری و نجی شعبہ میں موجود ہیں۔ کتنے چل رہے ہیں، جو بند پڑے ہیں ان کے دوبارہ پیداوار شروع کرنے کے لئے کیا اقدامات کئے گئے اور مزید کیا اقدامات زیر غور ہیں؟

(ج) چاول کی بین الاقوامی معیار کی پیکنگ کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں نیز ایکسپورٹرز کی حوصلہ افزائی کے لئے کیا مراعات وفاقی حکومت سے حاصل کی جارہی ہیں؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں 05-2004 میں باسمتی چاول کی پیداوار 2.7 ملین ٹن ہوئی صوبائی حکومت چاول کی خریداری کرتی ہے اور نہ ہی برآمد کے لئے وفاقی حکومت کو بھیجتی ہے۔ چاول کی برآمد دراصل پرائیویٹ ایکسپورٹرز کے ذریعہ ہوتی ہے جس کے لئے حکومت ہر قسم کی سہولیات مہیا کرتی ہے۔

(ب) محکمہ زراعت سے متعلقہ نہ ہے۔ تاہم محکمہ انڈسٹریز کے مطابق پنجاب بھر میں چاول چھڑنے کے 1065 پلانٹ ہیں جو کہ تمام تر پرائیویٹ ملکیت میں ہیں۔ ان میں سے 17 پلانٹ خراب ہیں۔

(ج) چاول کی پیکنگ اور گریڈنگ کے معیار پاکستان سٹینڈرڈ انسٹیٹیوٹ نے مقرر کئے ہیں، ایکسپورٹ کوالٹی کے گریڈ وغیرہ چیک کرنے کے لئے کوالٹی ریویو کمیٹی قائم کی گئی ہے جس کی تنظیم نو کی جارہی ہے۔ اس میں متعلقہ دوسرے stock holders کو شامل کر کے اس کو خود مختار ادارہ بنایا جارہا ہے، تاکہ یہ بڑے ایکسپورٹرز کے اثر سے باہر آ کر اپنی کارکردگی بہتر بنا سکے۔ پاکستان چاول کی برآمد چائنہ کے ساتھ شروع ہونے والی ہے۔ چائنہ کی معائنہ ٹیموں نے survey/ study کر کے پاکستانی گورنمنٹ کے ساتھ M.O.U پر دستخط کر دیئے ہیں۔ سال 05-2004 میں چاول کی برآمد ایک بلین امریکی ڈالر کی مالیت کے برابر ہوئی ہے۔ پچھلے دنوں چائنہ میں ایک نمائش ہوئی تھی جس میں پاکستانی ایکسپورٹرز نے دوسری مصنوعات کے علاوہ پاکستانی چاول کی بھی نمائش کی جس میں پاکستانی چاول کو دوسری مصنوعات کے ساتھ بہت پذیرائی حاصل ہوئی۔ سال 06-2005 میں چاول کی ایکسپورٹ کا ہدف 1.01 بلین امریکی ڈالر ہے اور اس کو پورا کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔

محکمہ زراعت شعبہ توسیع، گریڈ 18 اور 19 میں کام کرنے والے آفیسرز کی کوالیفکیشن اور ترقی سے متعلقہ تفصیل

*7184 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر 19 اور 18 کے current charge پر کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے Ph.d اور M.Sc کتنے ہیں، کیا کوئی آفیسر B.Sc بھی ہے نیز یہ کہ سروس رولز 1980 کے مطابق کتنے آفیسرز ترقی کے اہل ہیں؟

(ب) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر 19 اور 18 میں own pay scale پر کام کر رہے ہیں۔ ان میں کتنے Ph.d، ایم ایس سی ہیں نیز یہ کہ سروس رولز 1980 کے مطابق ترقی کے اہل ہیں؟

(ج) محکمہ زراعت توسیع میں کتنے آفیسران بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر 19 اور 18 میں acting officiating charge پر کام کر رہے ہیں۔ ان کی تعلیم کیا ہے اور کیا سروس رولز 1980 کے مطابق ترقی کے اہل ہیں اور اگر اہل ہیں تو ان کی ترقی کیوں مستقل بنیاد پر نہیں ہوئی؟

(د) ایک ہی محکمہ میں تین قسم کی تعیناتی کیا یہ امتیازی سلوک نہ ہے؟

وزیر زراعت:

(الف)

(I) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں بنیادی تنخواہ کے سکیل نمبر 19 میں (1) افسر اور سکیل نمبر 18 میں 5 افسران کرنٹ چارج پر کام کر رہے ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(II) مندرجہ بالا افسران میں ایک آفیسر پی ایچ ڈی ہے۔ (5) آفیسرز ایم ایس سی زراعت ہیں اور کوئی آفیسر بی۔ ایس۔ سی نہ ہے۔

(III) سروس رولز 1980 کے مطابق بنیادی پے سکیل نمبر 19 کی (9) اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جس کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر 18 کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں جبکہ بنیادی پے سکیل نمبر 18 کی 27 اسامیاں بذریعہ ترقی پُر کی جاتی ہیں جن کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر BPS-17 کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں۔

(ب)

(I) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں بنیادی پے سکیل نمبر 19 میں (8) افسران اور پے سکیل نمبر 18 میں (9) افسران own pay scale پر کام کر رہے ہیں۔

(II) مندرجہ بالا افسران میں۔

(2) افسران پی ایچ ڈی ہیں (15) افسران ایم۔ایس۔ سی زراعت ہیں اور کوئی آفسر بی۔ایس۔ سی نہ ہے۔

(III) سروس رولز 1980 کے مطابق بنیادی پے سکیل نمبر 19 کی (9) اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جس کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر 18 کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں جبکہ بنیادی پے سکیل نمبر 18 کی (27) اسامیاں بذریعہ ترقی پر کی جاتی ہیں جن کے لئے بنیادی پے سکیل نمبر 17+SP کے افسران ترقی پانے کے اہل ہیں۔

(ج)

(I) محکمہ زراعت (توسیع) میں اس وقت کوئی ٹیکنیکل آفیسر بنیادی پے سکیل نمبر 19 اور پے سکیل نمبر 18 میں (acting charge) پر کام نہیں کر رہا۔

(II) تین افسران officiating charge پر کام کر رہے ہیں۔

مندرجہ بالا افسران کی تعلیم ایم ایس سی ہے اور یہ پے سکیل نمبر 18 میں ترقی پانے کے اہل ہیں لیکن بنیادی پے سکیل نمبر 18 میں ان تین اسامیوں پر کام کرنے والے افسران دوسرے شعبہ جات میں تعینات ہیں اور ان کا (officiating) شعبہ توسیع میں برقرار ہے۔ اس لئے ان عارضی طور پر خالی ہونے والی اسامیوں پر افسران کو مستقل بنیادوں پر ترقی نہیں دی جا سکتی اور یہ اسامیاں اہل افسران کو (officiating) بنیادوں پر تعینات کر کے پُر کی گئی ہیں۔ تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

(I) محکمہ زراعت شعبہ (توسیع) میں بنیادی تنخواہ سکیل نمبر 19 کی 9 خالی اسامیاں عدالتی کیس کی وجہ سے مستقل بنیادوں پر پر کرنا ممکن نہ ہے اس لئے یہ اسامیاں وقتی طور اہل افسران کو (current charge) پر تعینات کر کے پُر کی گئی ہیں۔ ان افسران کی

current charge پر ترقی کی مدت ختم ہونے پر پالیسی کے مطابق حکومت نے انہیں own pay scale پر تعینات کر دیا ہے تاکہ سرکاری کام میں رکاوٹ پیدا نہ ہو۔

(II) محکمہ زراعت شعبہ توسیع میں ای۔ڈی۔او زراعت سکیل نمبر 18 کی 13 اسامیاں بذریعہ ٹرانسفر پر کی گئی ہیں۔ ان اسامیوں پر تعینات کئے گئے افسران کی خالی ہونے والے عارضی اسامیوں پر بنیادی سکیل نمبر 17+SP کے افسران کو کرنٹ چارج پر تعینات کیا گیا تھا۔ ان افسران کی کرنٹ چارج پر کی گئی ترقی کی مدت ختم ہونے پر پالیسی کے مطابق حکومت نے انہیں own pay scale پر تعینات کر دیا ہے۔

(III) بذریعہ ترقی پر کی جانے والی ایسی اسامیاں جن پر کام کرنے والے 3 افسران دوسرے شعبہ جات میں تعینات ہیں اور ان کا lien اس شعبہ میں برقرار ہے۔ ان اسامیوں پر اہل افراد کو (officiating charge) پر لگایا گیا ہے۔ دوسرے شعبہ جات میں کام کرنے والے افسران کی واپسی پر offciating بنیادوں پر لگائے گئے، افسر واپس اپنی اصلی اسامی پر آجائیں گے۔

مندرجہ بالا قانونی وجوہات کی بنیاد پر ایک ہی شعبہ میں افسران کو /current charge own pay Scale/officiating basis پر تعینات کیا گیا ہے۔

لودھراں میں 2003 تا حال، محکمہ زراعت میں بھرتی کی تفصیل

*7366 سید محمد رفیع الدین بخاری: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک محکمہ زراعت ضلع لودھراں میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل محکمہ کے ہر ونگ کی علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت کی تفصیل مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) محکمہ زراعت ضلع لودھراں میں 2003 سے اب تک کل 177 افراد بھرتی کئے گئے جن کی شعبہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام شعبہ	تعداد بھرتی افراد
شعبہ فیلڈ	1
شعبہ توسیع	75
شعبہ کراپ رپورٹنگ سروس	9
شعبہ اصلاح آبپاشی	92
میزان	177

ان ملازمین کی شعبہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درج بالا چاروں شعبہ جات میں بھرتی حکومت پنجاب کے محکمہ S&GAD کی چٹھی نمبر SOR-III-2-15/2003 مورخہ 03-05-05 اور بحوالہ چٹھی نمبری (SOR-IV(S&GAD/10-12-/2003 مورخہ 04-09-17 کے تحت میرٹ پر کی گئی۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی شعبہ وار تفصیلات ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(د) بھرتی کی تشہیر باقاعدہ اخبارات میں کی گئی۔ ان اخبارات کے نام اور تواریخ شعبہ وار اور ان اشتہارات کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) متعلقہ چاروں شعبہ جات میں کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

صوبہ میں کاشت ہونے والی مکئی کی اقسام، فی ایکڑ پیداوار اور بیج کی درآمد سے متعلقہ تفصیل

*7399 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنی اقسام کی مکئی کاشت کی جاتی ہے اس کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ب) کیا یہ امر درست ہے کہ مکئی کی بہت سی اقسام کے بیج غیر ممالک سے درآمد کئے جاتے ہیں، کون کون سی اقسام کے بیج گزشتہ 3 سالوں میں درآمد کئے گئے اور ان کی اوسط پیداوار فی ایکڑ کیا ہے؟

(ج) سرکاری سطح پر اور نجی اداروں کے تحت مکئی کے کون کون سے بیج کہاں کہاں پر تیار کئے گئے ہیں اور ان کی اوسط پیداوار کیا ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) صوبہ پنجاب میں مکئی کی دو اقسام کاشت کی جاتی ہیں۔

(1) سنتھیٹک اقسام مکئی / موسمی اقسام

(2) دوغلی اقسام مکئی / ہائبر مکئی

ان دونوں اقسام کی اوسط پیداوار بالترتیب 34 اور 69 من فی ایکڑ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مکئی کی دوغلی اقسام کے بیج غیر ممالک سے انٹرنیشنل کمپنیاں درآمد کرتی ہیں۔ جو اقسام گزشتہ تین سالوں سے غیر ممالک سے درآمد کی گئیں، وہ درج ذیل ہیں:۔

میسرز پائنیر، (M/S Pioneer)3012،3062،30Y62،34N43،32F10،30W86، 3335

میسرز مانسینٹو (M/S Monsanto)922،919،5219،6124، 6525

میسرز کارن(M/S Hi-Corn)8464، 8288

میسرز سنجینٹا (M/S Sungenta)73Q3،7989،8001، 8441

صوبہ پنجاب میں متذکرہ دوغلی اقسام / ہائبر ڈ مکئی کی پیداواری صلاحیت 80-100 من فی ایکڑ ریکارڈ کی گئی ہے۔

(ج) سرکاری سطح پر مکئی کے بیج زرعی تحقیقاتی ادارہ مکئی، جوار، باجرہ یوسف والا ساہیوال میں تیار کئے گئے ہیں اور ان اقسام کی تفصیل و پیداواری صلاحیت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تاہم پنجاب میں نجی اداروں کے تحت مکئی کی دوغلی اقسام کے بیج کی تیاری کا کام حال ہی میں شروع ہوا ہے اور ابھی ابتدائی مراحل میں ہے۔

سال 06-2005، کھالے پختہ کرنے کے لئے
مختص فنڈز، تقسیم اور تعمیر سے متعلقہ تفصیل

*7417 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 06-2005 میں کتنی رقم صوبہ میں پختہ کھالوں کی تعمیر کے لئے مختص کی گئی اس میں سے کتنی رقم وفاق کی طرف سے فراہم کی گئی اور کتنی رقم صوبائی حکومت کی جانب سے فراہم کی گئی ہے؟

(ب) یہ رقم کس کس شرح سے صوبہ کے اضلاع میں تقسیم کی گئی؟

(ج) ہر ضلع کو کتنی رقم دی گئی ہے؟

(د) اب تک کتنی رقم فراہم کی گئی اور کتنی فراہم کی جائے گی؟

(ہ) اس سال کے دوران کتنے کھالے صوبہ میں تعمیر کئے جائیں گے؟

وزیر زراعت:

(الف) مالی سال 06-2005 میں قومی منصوبہ برائے کھالہ جات (پنجاب) کے تحت پختہ کھالوں کی تعمیر کے لئے 3508.80 ملین روپے وفاقی حکومت کی جانب سے فراہم کئے گئے ہیں۔ اسی طرح پچھلے سال کے بقیہ 149.29 ملین روپے ملا کر کل رقم 3658.09 ملین روپے بن جاتی ہے جبکہ صوبائی حکومت کی جانب سے 61.21 ملین روپے برائے کنسل ٹینسی مہیا کئے گئے۔

(ب) مذکورہ رقم ہر ضلع میں کھالہ جات کے تعمیری پلان کے مطابق تقسیم کی گئی ہے۔

(ج) ضلع وار رقم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اب تک کل 3658.09 ملین روپے وفاقی حکومت کی جانب سے مالی سال 06-2005 کے لئے فراہم کئے گئے ہیں جن میں سے 30- جون 2006 تک 3249.04 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں جبکہ بقیہ بھی اسی طرح رواں مالی سال میں پختہ کھالوں کی اصلاح پر صرف ہو جائیں گے۔

(ہ) مالی سال 06-2005 کے دوران صوبہ پنجاب میں 5015 کھالہ جات کی پختگی منظور شدہ طریق کار کے مطابق کی جا چکی ہے۔ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد سے متعلقہ تفصیلات

*7817 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد (شیخوپورہ) کتنے رقبہ پر مشتمل ہے؟

(ب) اس وقت اس ریسرچ سٹیشن میں کن کن فصلوں پر ریسرچ کی جارہی ہے؟

(ج) اس وقت اس ریسرچ فارم میں کتنے رقبہ پر کون کون سی فصل کاشت کی گئی؟

(د) اس فارم کی سال 04-2003 اور 05-2004 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(ہ) اس فارم پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) اڈیپٹو ریسرچ فارم فاروق آباد (شیخوپورہ) 29 ایکڑ 3 کنال رقبہ پر مشتمل ہے۔

(ب) گندم اور چاول پر۔

(ج) اس وقت اس ریسرچ فارم پر مندرجہ ذیل فصلات کاشت کی گئی ہیں:۔

1۔ برسیم چارہ 7 ایکڑ 1 کنال

2۔ گندم 22 ایکڑ 2 کنال

(د)

نمبر شمار	تفصیل	آمدنی 2003-04	آمدنی 2004-05	خرچہ 2003-04	خرچہ 2004-05
1۔	ڈیزل			11678	26910
2۔	مرمت ٹریکٹر وزرعی آلات			5508	10553
3۔	بیج، کھاد، ادویات وغیرہ			75338	72968
4۔	آبیانہ			4222	4676
5۔	بل بجلی			63038	59465
	کل آمدنی وخرچہ	401108	566759	159784	174572

(ہ) اس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

کپاس کی پیداوار میں کمی کی وجوہات اور اضافے کے لئے حکومتی اقدامات

*7823 میاں ماجد نواز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پچھلے سال کی نسبت اس سال کپاس کی پنجاب میں پیداوار 15 فیصد کم ہوئی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے کپاس کی پیداوار میں کمی کے اسباب جاننے کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

(ج) حکومت کپاس کی پیداوار میں اضافہ کے لئے کسانوں کو کیا کیا مراعات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) گزشتہ سال پنجاب میں 1,11,49,000 گانٹھ کپاس کی پیداوار ہوئی تھی، اس سال کپاس کی 1,02,50,000 گانٹھیں حاصل ہوئی ہیں، یہ پیداوار گزشتہ سال کی نسبت 8 فیصد کم ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے برائے سال 2005 میں کپاس کی پیداوار میں کمی کے اسباب جاننے کے لئے مورخہ 13-10-2005 کو مندرجہ ذیل افسران پر مشتمل کمیٹی کی تشکیل دی۔

1۔ ڈائریکٹر، کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد
2۔ ڈائریکٹر، کراپ رپورٹنگ سروس، لاہور
3۔ ڈائریکٹر، سنٹرل کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ، ملتان
4۔ ڈائریکٹر، ایگرانومی ریسرچ انسٹیٹیوٹ، فیصل آباد
5۔ نمائندہ ڈائریکٹر جنرل، پیسٹ وارننگ اینڈ کوالٹی کنٹرول، ملتان
6۔ ڈسٹرکٹ آفیسر، ساہیوال

تشکیل شدہ کمیٹی نے سال 2005 میں کپاس کی پیداوار میں کمی کے مندرجہ ذیل اسباب رپورٹ کئے ہیں:۔

1۔ الیکشن کی وجہ سے کپاس کی فصل کو توجہ نہ مل سکی۔
2۔ کپاس کی پیداوار میں کمی، رقبہ میں کمی کی وجہ سے ہوئی۔
3۔ ڈیزل کی قیمتوں میں اضافہ اور اگست میں کم بارشوں کے سبب کھیتوں میں مطلوبہ نمی نہ ہونے کے برابر تھی۔
4۔ کپاس کی پیداوار میں کمی کا بڑا سبب جولائی تا اکتوبر میں درجہ حرارت کا بڑھ جانا تھا جس کی وجہ سے کپاس کے پھول میں موجود زردانے (pollen) خاصے متاثر ہوئے اور نتیجتاً

پودوں پر ٹینڈوں کی تعداد نہ صرف کم ہوئی بلکہ ان ٹینڈوں کا وزن بھی کم ہو گیا اور یہ جلد کھل گئے۔ علاوہ ازیں پھل بار آور کی شاخوں کی تعداد میں کمی ہوئی۔

5۔ کپاس کی پتہ وائرس(CLCV) کی بیماری کا حملہ ملتان اور بہاول پور میں پچھلے سال کی نسبت زیادہ ریکارڈ کیا گیا۔

6۔ سفید مکھی، سبز تیلہ، چتکبری سنڈی، امریکن سنڈی، بول ورم اور لشکری سنڈی کا حملہ بھی کپاس کے کاشت شدہ علاقوں میں پچھلے سال کی نسبت زیادہ ریکارڈ کیا گیا۔

(ج) حکومت کپاس کی پیداوار بڑھانے کے لئے کسانوں کو مندرجہ ذیل مراعات اور سہولتیں مہیا کر رہی ہے۔

1۔ کاشتکاروں کو کپاس کی مناسب قیمت دلانے کے لئے امدادی قیمت کا بروقت اعلان۔

2۔ قیمتوں میں استحکام کے لئے ٹریڈنگ کارپوریشن آف پاکستان کی بروقت مداخلت اور کاشتکاروں سے براہ راست مناسب قیمت پر خریدنے سے مقابلہ کا رجحان۔

3۔ بیرون /اندرون ملک اچھی قیمت حاصل کرنے کے لئے آلودگی سے پاک کپاس کی پیداوار ی مہم۔

4۔ کاشتکاروں کو اچھی کوالٹی کی کپاس پیدا کرنے پر پریمئیم کی ادائیگی کے وسیع انتظامات۔

5۔ حکومت زیادہ پیداوار دینے، کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت رکھنے والی کپاس کی نئی اقسام متعارف کرا رہی ہے۔

6۔ مارکیٹ کے استحکام کے لئے کپاس کی آزادانہ تجارت۔

7۔ ایسے اضلاع جہاں کچھ عرصہ پہلے اچھی کپاس پیدا ہوئی تھی اور اب کمی ہو گئی ہے۔ وہاں دوبارہ کپاس کے زیر کاشت رقبہ اور پیداوار بڑھانے کے لئے اقدامات اور سکیموں کا اجراء

8۔ پیسٹ سکاؤٹنگ کے لئے کاشتکاروں اور عملہ زراعت کی باقاعدہ ٹریننگ۔

9۔ مربوط طریقہ انسداد پراجیکٹ کے تحت کیڑوں مکوڑوں اور بیماریوں سے بچاؤ کے لئے فارمز فیلڈ سکولوں کا قیام

10۔ کپاس کی فصل پر استعمال ہونے والی خالص زرعی ادویات کی مارکیٹ میں فراہمی۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن، بیجوں کے سٹور اور سپلائی سے متعلقہ تفصیل

*7988 میاں ماجد نواز: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال 2004 اور 2005 میں کسانوں کو کس کس فصل کا بیج فروخت کیا؟

(ب) اس عرصہ کے دوران اس کارپوریشن نے کپاس، گندم، چاول اور کماد کے کون کون سے بیج کسانوں کو کتنی مقدار میں فراہم کئے؟

(ج) اس وقت سیڈ کارپوریشن کے کس کس سٹور میں ان فصلوں کا بیج کتنی مقدار میں پڑا ہوا ہے؟

(د) اس وقت سیڈ کارپوریشن کے کل کتنے defaulters ہیں ان کی تفصیل ضلع وار فراہم کی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن نے سال 2004 اور 2005 میں کاشتکاروں کو مندرجہ ذیل فصلوں کا اعلیٰ کوالٹی کا تصدیق شدہ بیج فراہم کیا۔

1۔ گندم 2۔ کپاس 3۔ چاول
4۔ آلو 5۔ چنے 6۔ مونگی
7۔ تیل دار اجناس 8۔ سبزیات

(ب) سال 2004 اور 2005 کے دوران گندم، چاول اور کپاس کے مختلف اقسام کی خرید کردہ مقدار کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے جبکہ محکمہ کماد کے بیج کی خرید وفروخت نہیں کرتا۔

(ج) متعلقہ تفصیل منسلکہ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب سیڈ کارپوریشن چونکہ نقد ادائیگی پر کاشتکاروں کو بیج فراہم کرتی ہے لہذا کوئی defaulter نہ ہے۔

محکمہ زراعت لاہور میں جونیئر کلرکس کی بھرتی کی تفصیل

*8151 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ناظم اطلاعات زرعی ایگریکلچر ہاؤس 21 ڈیوس روڈ لاہور میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں اور انٹرویو ٹیسٹ لئے گئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کر کے بھرتی کی گئی ہے جس طرح ایف ایس سی پاس نوجوان ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف کو فائنل ہونے کے بعد نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ نظامت زرعی اطلاعات میں جونیئر کلرک کی ایک اسامی پر بھرتی کے لئے مورخہ 18-2-2006 کو روزنامہ جنگ میں شائع ہونے والے اشتہار کے ذریعے درخواستیں طلب کی گئیں اور مورخہ 10-03-06 کو انٹرویو/ٹیسٹ لئے گئے۔

(ب) نظامت زرعی اطلاعات پنجاب میں جونیئر کلرک کی ایک اسامی پر سلیکشن کمیٹی کی طرف سے ٹیسٹ وانٹرویو کے بعد میرٹ پر بھرتی کی گئی۔ سروس رولز کے مطابق اس اسامی کے لئے تعلیمی قابلیت و تجربہ درج ذیل ہے۔

"کسی منظور شدہ بورڈ سے میٹرک یا مساوی تعلیم اور انگلش ٹائپنگ میں 25 الفاظ فی منٹ رفتار ہونی چاہئے"

اس اسامی کے لئے 36 امیدواروں کی طرف سے درخواستیں موصول ہوئیں جن میں سے 14 امیدوار انٹرویو/ٹیسٹ کے لئے حاضر ہوئے۔ محمد ابرار لطیف نے تعلیمی قابلیت کے 40 نمبر، مگر مطلوبہ ٹائپنگ رفتار نہ ہونے کی وجہ سے ٹائپنگ ٹیسٹ وانٹرویو میں 14 نمبر حاصل کئے۔ ان کی ٹائپنگ رفتار 25 الفاظ 57 فی منٹ کی مطلوبہ کم سے کم رفتار کے مقابلہ میں تقریباً 15 الفاظ فی منٹ تھی اس طرح وہ مجموعی طور پر 54 نمبر حاصل کر کے چوتھی پوزیشن پر رہے۔ سلیکشن کمیٹی کی طرف سے ٹیسٹ وانٹرویو میں سب سے زیادہ 67 نمبر حاصل کرنے والے امیدوار محمد عثمان کو جونیئر کلرک کی اسامی پر میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔

محکمہ زراعت لاہور میں ڈیٹا انٹری آپریٹرز کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*8153 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروگرام مینجمنٹ یونٹ نیشنل پروگرام ایمپرو ومنٹ واٹر کورسز ان پاکستان پنجاب کمپونٹ 41/A لارنس روڈ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ/انٹرویو وغیرہ بھی لئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تقرریاں میرٹ کو نظر انداز کر کے رشوت کی بنیاد پر کی گئی ہیں۔ جس طرح ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف

کو بھی فائنل ہونے کے بعد بلکہ پہلے نمبر پر آنے کے باوجود نظر انداز کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ انچارج سلیکشن کمیٹی نے اسے کہہ دیا کہ میرٹ پر آنے کے باوجود تمہیں بھرتی نہیں کروں گا۔ کیا حکومت متعلقہ افسر کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے اور محمد ابرار کو اس کا حق دلانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست ہے کہ پروگرام مینجمنٹ یونٹ، نیشنل پروگرام فار امپرو ومنٹ آف واٹر کورسز پنجاب (کمپونٹ) 41۔اے لارنس روڈ لاہور اور اس کے لاہور ریجن آفس 40-A/5-A میسن روڈ لاہور میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں مورخہ 15۔فروری 2006 تک طلب کر کے ٹیسٹ/انٹرویو لئے گئے۔ کاپی اشتہار روزنامہ "جنگ" ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ قطعی غلط ہے کہ تقرریاں میرٹ کو نظر انداز کر کے رشوت کی بناء پر کی گئی ہیں۔ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے پروگرام مینجمنٹ یونٹ کے لاہور ریجن آفس واقع 40-A/5-A میسن روڈ لاہور میں طلب کیا گیا۔ مذکورہ درخواست گزار سیریل نمبر 3 کو تعلیمی استعداد کے 36 نمبر اور ٹیسٹ/انٹرویو کے 11 نمبر دیئے گئے۔ اس طرح اس نے مجموعی طور پر 47 نمبر حاصل کئے۔ اس کے برعکس کامیاب امیدوار عاصمہ خالد دختر خالد حسین (مرحوم) نے تعلیمی استعداد میں 52 نمبر جبکہ ٹیسٹ/انٹرویو میں 17.5 نمبر حاصل کئے۔ اس طرح میرٹ کے مطابق سب سے زیادہ یعنی 69.5 نمبر حاصل کرنے کی وجہ سے عاصمہ خالد سیریل نمبر 24 کو ڈیٹا انٹری آپریٹر کے لئے کامیاب امیدوار قرار دیا گیا۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ بھرتی محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کی کنٹریکٹ ایمپلائمنٹ پالیسی 2004 اور بھرتی پالیسی 2004 کے عین مطابق کی گئی۔ یہ کہنا کہ مذکورہ امیدوار کو پہلے نمبر پر آنے کے باوجود نظر انداز کیا گیا ہے کا حقیقت سے تعلق نہ ہے۔

زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن، تعینات سٹاف، بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*8285 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) زرعی انجنیئر کے کیا کیا فرائض ہیں اور وہ کسانوں کو کیا کیا سہولیات فراہم کرتے ہیں؟

(ج) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت کام کرنے والے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) سال 05-2004 اور 06-2005 کے اس دفتر کے بجٹ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر صرف ہوئی؟

(و) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور تیل پر خرچ ہوئی؟

(ز) یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر زراعت:

(الف) زرعی انجنیئر لاہور کے ماتحت چار اضلاع ہیں:۔

1۔	لاہور	2۔	شیخوپورہ
3۔	قصور	4۔	اوکاڑہ

(ب) کسانوں کو نہایت کم نرخوں/سبسڈی پر زمین ہموار کرنے کے لئے بلڈوزر مہیا کرنا انتظامی امور برائے چار اضلاع لاہور، قصور، شیخوپورہ، اوکاڑہ کی زرعی مشینری کے لئے حکومت سے وصول کردہ فنڈز تقسیم کرنا فیلڈ عملہ سکیل نمبر 1 تا 5 کے خلاف تادیبی کارروائی عمل میں لانا و سکیل نمبر 1 تا 5 کی تعیناتی حکومت کی منظوری سے عمل میں لانا ہے۔

(ج) زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن کے ماتحت گریڈ 16 کا کوئی ملازم نہیں اور اوپر کے ملازمین کی تفصیل نیچے درج ہے۔

نام	عہدہ	جگہ تعیناتی
1۔ساجد نصیر	نائب زرعی انجنیئر	فیلڈ اپریشن لاہور
2۔مبین احسن	۔ایضاً۔	سٹور آفیسر لاہور
3۔عبدالمالک	۔ایضاً۔	انچارج زرعی انجنیئرنگ ورکشاپ لاہور
4۔زاہد بشیر	۔ایضاً۔	سٹور و ریپئر لاہور
5۔محمد اکرم قصوری	۔ایضاً۔	ضلعی آفیسر فیلڈ اینڈ ورکشاپ قصور
6۔محمد سعید احمد کھوکھر	۔ایضاً۔	ضلعی آفیسر فیلڈ اینڈ ورکشاپ شیخوپورہ
7۔اعجاز احمد رندھاوا	۔ایضاً۔	ضلعی افسر فیلڈ اوکاڑہ

(د) تفصیل بجٹ

2004-05 2005-06

گرانٹ 18۔زراعت مستقل

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
44783500	44853798	70298	56761000	45157985	11603015

تعمیراتی کام (K. Works)

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
235000	235000	0	203000	203000	0

مرمت اور دیکھ بھال سرکاری دفتر رہائشی کالونی (M& R Funds)

بجٹ	خرچہ	بقایا	بجٹ	خرچہ	بقایا
1005000	1005000	0	815000	813590	1410

(ہ) سرکاری ملازمین کی تنخواہوں کا خرچہ سرکاری ملازمین کے ٹی اے/ڈی اے کا خرچہ

دوران سال 2004-05	دوران سال 2004-05
رقم مبلغ 19148354 روپے	رقم مبلغ 897267 روپے
دوران سال 2005-06	دوران سال 2005-06
رقم مبلغ 19884789 روپے	رقم مبلغ 873896 روپے
ٹوٹل 39033143	

(و)

گاڑی نمبر	سال	خرچہ تیل	خرچہ مرمت/پارٹس	کل خرچہ
LHO-7027	2004-05	41581	23588	65169
LHV-9132	2005-06	68852	24896	93748
JMB-2374	2005-06	38145	4670	42815
LHR-6738	2004-05	108075	44347	152422
ایضاً	2005-06	139621	20720	160341
LHR-6604	2004-05	99224	11389	110613
ایضاً	2005-06	218070	37389	255459

GAC-5078	2004-05	39808	59975	99738
ایضاً	2005-06	218070	37389	255459
LHK-1486	2004-05	100440	36353	136793
ایضاً	2005-06	94926	101374	196300
KSB-1270	2004-05	184091	95507	279598
ایضاً	2005-06	135449	65729	201178

(ز)

گاڑی نمبر	نام افسر	گریڈ	عہدہ/جگہ تعیناتی
LHO-7027	بشیر احمد باجوہ(2004-05)	18	زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن لاہور
LHV-9132	بشیر احمد باجوہ(2005-06)	18	زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن لاہور
LHR-6604	عبدالمالک/مبین احسن	17	انچارج ورکشاپ لاہور/سٹور افسر لاہور
LHR-6738	ساجد نصیر	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اپریشن لاہور
JMB-2374	زاہد بشیر	17	سٹور ویریفائر لاہور
LHK-1486	محمد اکرم قصوری	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ لاہور
GAC-5078	محمد سعید احمد کھوکھر	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اینڈ ورکشاپ لاہور
KSB-1260	اعجاز احمد رندھاوا	17	نائب زرعی انجنیئر فیلڈ اپریشن لاہور

جنوری 2004 تا حال، زرعی انجنیئر لاہور ڈویژن میں بھرتی کی تفصیل

*8286 **محترمہ فائزہ احمد**: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک لاہور ڈویژن زرعی انجنیئر کے دفتر میں بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ڈومیسائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر ہوئی تو ان اخبارات کے نام مع تاریخ بیان کریں؟

(ج) اگر میرٹ پر بھرتی ہوئی تو میرٹ لسٹ فراہم کریں نیز میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) کتنے افراد کو وزیر اعلیٰ/وزیر زراعت کے احکامات کے تحت بھرتی کیا گیا؟

وزیرزراعت:

(الف) عرصہ ہذا کے دوران (2) فیزز میں بھرتی کی گئی۔ پہلے فیز میں 12 افراد کو تین سالہ کنٹریکٹ بنیاد پر اور ایک فرد کو رول 17-A کے تحت مستقل بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔
دوسرے فیز کے دوران انیس افراد کو تین سالہ کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا، بھرتی کئے گئے افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
پہلے فیز میں تین سالہ کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے بارہ افراد کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیز I میں بھرتی کے 2 اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔
اشتہارات کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔
روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 12-12-03
2۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 17-12-03
فیز-II میں بھرتی کے لئے درج ذیل اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ اشتہار کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ منسلکہ (ب)
1۔ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 17-03-06
2۔ روزنامہ "جنگ" مورخہ 19-03-06

(ج) فیز-1 اور فیز-II کے دوران تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا۔ میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریق کار حکومت پنجاب کی ریکروٹمنٹ پالیسی 2003 اور 2004 کے مطابق تھا۔
ریکروٹمنٹ کمیٹی کی تشکیل بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر SO(F&WM)24-37/2003 مورخہ 06-12-03 دی گئی۔ کمیٹی ممبران کے نام منسلکہ (پ) اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔
فیز-II میں ریکروٹمنٹ کمیٹی کی تشکیل بذریعہ گورنمنٹ آف پنجاب ایگریکلچرل ڈیپارٹمنٹ نمبر SO(F&WM)24-37/2003 مورخہ 18-10-04 دی گئی کمیٹی کے ممبران کے نام منسلکہ (ت) اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی بھی فرد کو وزیر اعلیٰ / وزیر زراعت کے احکامات کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

بہاولپور میں کاٹن ریسرچ سنٹر کو سب سٹیشن بنانے کی وجوہات

*8373 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں قائم کاٹن ریسرچ سٹیشن کا درجہ کم کر کے اس ادارہ کو سب سٹیشن بنایا جا رہا ہے اور اس طرح سرپلس ہونے والے عملہ کو کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ ملتان منتقل کیا جا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ کاٹن سٹیشن بہاولپور نے کاٹن کی جو اقسام متعارف کروائی ہیں، وہ سخت گرمی اور پانی کی کمی کو برداشت کرنے کی بھرپور صلاحیت رکھتی ہیں اور ان اقسام کی وجہ سے ملک میں کاٹن کی پیداوار میں خاطر خواہ اضافہ ہوا ہے؟

(ج) اگر مندرجہ بالا درست ہے تو کیا وجہ ہے کہ کاٹن ریسرچ سٹیشن بہاولپور کا درجہ بڑھا کر کاٹن ریسرچ انسٹیٹیوٹ بنانے کے برعکس اس ادارہ کا درجہ کم کر کے اسے سب سٹیشن میں تبدیل کیا جا رہا ہے؟

وزیر زراعت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ بہاولپور میں قائم کاٹن ریسرچ سٹیشن کا درجہ کم کر کے اسے سب سٹیشن بنایا جا رہا ہے۔ موجودہ عملہ میں سے کسی کو بھی کہیں منتقل نہیں کیا جا رہا ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) ایسی کوئی تجویز پنجاب حکومت کے زیر غور نہیں ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

محکمہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں راڈ مین کے لئے بھرتی کی تفصیل

455 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں راڈ مین بھرتی کرنے کے لئے DCO آفس لاہور میں درخواستیں طلب کر کے 06-01-03 کو انٹرویو لئے گئے اور بھرتی کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیٹیں زیادہ اور امیدوار کم رہے اور ان میں دو نوجوانوں محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف جو کہ ایف ایس سی پاس ہیں درخواستیں دیں، انٹرویو دیئے اور میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود ان کو بھرتی نہیں کیا گیا ہے جبکہ مطلوبہ تعلیمی معیار میٹرک تھا۔ میرٹ لسٹ فراہم کی جائے اور کس کس کو بھرتی کیا گیا ہے جن کو بھرتی نہیں کیا گیا وجوہات بیان کی جائیں بھرتی کے لئے میرٹ کیوں نہیں بنایا گیا وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) ہاں یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کہ راڈ مین کی بھرتی کے لئے سیٹیں زیادہ اور امیدوار کم تھے کیونکہ 5 سیٹوں پر 19 امیدواروں نے درخواستیں جمع کروائیں جن میں سے 17 امیدوار انٹرویو کے لئے حاضر ہوئے۔ مذکورہ دونوں امیدواروں کو میرٹ پر پورا اترنے کے بعد بھرتی کر لیا گیا ہے اور ان کی تعیناتی بھی کر دی گئی ہے۔ راڈ مین کے لئے مجوزہ تعلیمی معیار پڑھا لکھا ہے۔ تمام امیدواروں کو مکمل طور پر میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ ضلعی ریکروٹمنٹ کمیٹی کے اجلاس کی کارروائی مع میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ واٹر مینجمنٹ میں بھرتی کی لسٹ اور تعیناتی لیٹرز کا اجراء

456 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ واٹر مینجمنٹ لاہور میں بھرتی کے لئے لسٹ فائنل کر دی گئی ہے اور لسٹ میں راڈ مین بھی شامل ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ابھی تک باضابطہ طور پر لسٹ آویزاں نہیں کی گئی ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(ج) مذکورہ لسٹ کب تک لگائی جائے گی اور تعیناتی لیٹر کب جاری کئے جائیں گے؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں۔ لسٹ فائنل کر دی گئی ہے اور راڈ مین بھی لسٹ میں شامل ہیں۔

(ب) یہ درست نہیں ہے بلکہ ریکروٹمنٹ کمیٹی سے منظوری کے بعد کامیاب امیدواران کی لسٹ مقررہ وقت پر آویزاں کر دی گئی تھی۔

(ج) کامیاب امیدواران کی لسٹ آویزاں کر دی گئی تھی اور ابھی تک نوٹس بورڈ پر چسپاں ہے اور کامیاب امیدواران کے تعیناتی لیٹر جاری کر دیئے گئے ہیں۔

زرعی توسیع کے شعبہ میں خواتین ورکرز کی تعداد و تفصیل

474 محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر زراعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

زرعی توسیع کے شعبے میں خواتین ورکرز، کی تعداد کیا ہے، کون سے اضلاع میں ان کی تعیناتی کی گئی ہے، انہیں تفویض کردہ کام کی نوعیت کیا ہے، نیز جنوری 2005 سے آج تک انہوں نے کتنی دیہی خواتین کو ٹریننگ دی ہے؟

وزیر زراعت:

اس وقت محکمہ زراعت شعبہ توسیع پنجاب میں چار خواتین بطور زراعت آفیسر تعینات ہیں ان میں سے ایک خاتون بطور زراعت آفیسر دفتر ڈائریکٹر زراعت (اطلاعات) پنجاب لاہور کے دفتر سے جاری ہونے والے پندرہ روزہ "زراعت نامہ" کی مدیر ہے اور اس کی ڈیوٹی کی نوعیت اس طرح کی نہیں کہ وہ دیہی خواتین کو ٹریننگ دے سکے۔ فی الحال خواتین کی تربیت کے لئے فیلڈ میں کوئی علیحدہ شعبہ نہ ہے بلکہ فیلڈ میں گاؤں کی سطح پر جب ٹریننگ ہوتی ہے تو کاشتکار مردوں کے ساتھ ساتھ خواتین بھی اپنی مرضی سے ان ٹریننگ پروگراموں میں شرکت کر سکتی ہیں۔ باقی تین خواتین آفیسر جو کہ اپریل 2006 میں پراجیکٹ بنام "پھل و سبزیات ترقیاتی منصوبہ توسیع پنجاب" میں کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی ہوئی ہیں جن میں سے دو خواتین زراعت آفیسر کو لاہور میں جبکہ ایک خاتون کو راولپنڈی میں تعینات کیا گیا ہے۔ یہ خواتین زراعت آفیسر پہلے سال خود ویجیٹیبل ٹنل ٹیکنالوجی اور بہتر پیداواری ٹیکنالوجی برائے سبزیات کی تربیت حاصل کر رہی ہیں۔ ایک سالہ ٹریننگ مکمل کرنے کے بعد یہ خواتین سبزیات کے بارے میں فارمر فیلڈ سکول بھی چلائیں گی جن میں دلچسپی رکھنے والے کاشتکار مرد حضرات اور خواتین بلا امتیاز حصہ لے سکیں گے۔ مزید برآں پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے

ایکBarani Village Development Projectچلایا گیا جس میں دیہی خواتین کو اچار، مربے، چٹنیاں، سکوائش اور مشروبات بنانے کی تربیت دی گئی، اس کے علاوہ انہیں کیڑوں مکوڑوں سے پاک غلہ سٹور کرنے اور اچھا بیج تیار کرنے کی تربیت بھی دی گئی۔ اس کا انتظام و انصرام (Agency for Barani Agriculture Development Project)کے پاس ہے اور اس کو پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ براہ راست کنٹرول کرتا ہے جبکہ محکمہ زراعت (توسیع) ٹیکنیکل رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اس منصوبے کے تحت بارانی علاقہ کے چار اضلاع میں جنوری2005تا اپریل2006 دیہی خواتین کو مختلف کورسوں میں تربیت دی گئی ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دفتر ڈی جی زراعت لاہور میں جونیئر کلرکس کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

477 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر جنرل، زراعت (فیلڈ) پنجاب 21 ڈیوس روڈ ایگریکلچر ہاؤس لاہور میں جونیئر کلرک کی درخواستیں طلب کی گئیں اور ٹیسٹ / انٹرویو وغیرہ بھی لئے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کر کے بھرتیاں کی گئیں، جس طرح ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو بھی فائنل ہونے کے بعد نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ 27-03-06 بروز پیر زیر دستخطی کے دفتر میں جونیئر کلرک کی 5 خالی اسامیوں کے لئے امیدواروں کے ٹیسٹ و انٹرویو لئے گئے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ میرٹ کو نظر انداز کر کے بھرتیاں کی گئیں۔ مذکورہ امیدوار، جونیئر کلرک کی اسامی کے لئے لازمی امتحان برائے ٹائپنگ، مقررہ رفتار سے پاس نہ کر سکنے کی وجہ سے بھرتی نہ کیا گیا، کیونکہ مذکورہ امیدوار کیtyping speedصرف10الفاظ فی

منٹ تھی جبکہ مطلوبہ معیار 25 الفاظ فی منٹ تھا۔ مذکورہ امیدوار کی کارکردگی یعنی test sheet کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اوکاڑہ میں محکمہ زراعت میں مڈل پاس نوجوان کو بیلدار بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

492 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ زراعت اوکاڑہ (توسیع) ڈسٹرکٹ زراعت آفیسر کے پاس بیلدار (خواندہ) کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوان مڈل پاس محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ بھرتی پالیسی کے تحت ڈسٹرکٹ آفیسر زراعت (توسیع) اوکاڑہ کی طرف سے بیلدار کی اسامی کے لئے بذریعہ اخباری اشتہار درخواستیں طلب کی گئی تھیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ محمد اظہار لطیف مڈل پاس تھا جبکہ میرٹ کی بنیاد پر ریکروٹمنٹ کمیٹی نے اصغر علی ولد محمد اسحاق موضع بونگی طاہر ڈاکخانہ بصیر پور تحصیل دیپالپور ضلع اوکاڑہ کو بطور بیلدار بھرتی کیا ہے جس کی تعلیمی قابلیت میٹرک (سیکنڈ ڈویژن) اور سی کام (سیکنڈ ڈویژن) تھی۔ بھرتی امور سے متعلق میرٹ لسٹ، اخباری اشتہار اور درخواستوں کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

پنجاب سیڈ کارپوریشن میں نوجوان کو جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

*494 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر زراعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سیڈ کارپوریشن 4 لٹن روڈ لاہور کے آفس میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، میرٹ پر پورا اترنے کے باوجود اس کو

بھرتی نہیں کیا گیا ہے وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر زراعت:

(الف) پنجاب سیڈ کارپوریشن میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئی تھیں لیکن محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف، حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ جس کی درخواست براہ راست موصول نہیں ہوئی تھی بلکہ محترمہ مسز انجم خالد صاحبہ نے بھجوائی تھی جو پنجاب سیڈ کارپوریشن کے دفتر مورخہ 06-04-27 کو موصول ہوئی جبکہ ریکروٹمنٹ پراسیس مکمل ہو چکا تھا۔ درخواستیں داخل کروانے کی آخری تاریخ 2006-03-03 تھی اور جونیئر کلرک کے انٹرویو کی آخری تاریخ 06-04-24 تھی۔ درخواست کی فوٹو کاپی، اشتہار اور انٹرویو کا شیڈول ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) جواب کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: آج کوئی تحریک استحقاق نہیں ہے۔۔۔

پوائنٹ آف آرڈر

قائد حزب اختلاف: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارہ کی رپورٹ میں پنجاب حکومت کو سب سے زیادہ کرپٹ قرار دینا

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل آپ نے یہاں پر کہا تھا کہ پنجاب کی بات کی جائے تو میں آج افسوس سے کہنا چاہوں گا کہ کل وزیر اعلیٰ صاحب نے بڑے بلند و بانگ دعوے کئے کہ ہم جنرل مشرف کی تمام پالیسیوں کے ساتھ ہیں۔ آپ نے چند دن پہلے اخبارات میں دیکھا ہو گا کہ رپورٹ چھپی جس میں کہا گیا تھا کہ سب سے زیادہ کرپٹ آج کی حکومت ہے اور آج اخبارات میں لکھا ہے کہ ان کرپٹ حکومتوں میں سے سب سے زیادہ کرپٹ پنجاب حکومت ہے۔ یہ ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ وہ پالیسیاں ہیں جو حکومت پنجاب کی ہیں۔ یہ وہ کام ہے جو آج پنجاب میں ہو رہا ہے۔ رمضان کا مہینہ ہے اس کی آمد سے پہلے بڑے بلند و بانگ

دعوے کئے گئے کہ قیمتوں پر کنٹرول کیا جائے گا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ جو مہنگائی کا بم رمضان کے مہینے میں عوام پر پھینکا گیا ہے، میں آپ کی توجہ اس طرف دلانا چاہوں گا[****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! یہ بات میں نہیں کہہ رہا اور مجھے شرم اس لئے آ رہی ہے کہ ایمنسٹی انٹرنیشنل ادارہ کہہ رہا ہے یہ اس کی رپورٹ ہے جو کہ آج کے اخبارات کے front page پر چھپی ہے کہ آج کی پنجاب حکومت سب سے زیادہ کرپٹ ہے۔ میں چاہوں گا کہ اس پر حکومت اپنی وضاحت کرے؟

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ یہ درست ہے کہ chair کو یہ اختیار حاصل ہے اور رولز permit کرتے ہیں کہ وہ کسی بھی لفظ کو جو غیر پارلیمانی ہو وہ اسے حذف کر سکتی ہے۔ جناب! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ کیا چیئر کو یہ اختیار حاصل ہے کہ جس طرح کل میں نے ایک کتاب کے مصنف کے حوالے سے بات کی تھی کہ انہوں نے اس میں اپنی بچپن کی غلط کاریوں کا ذکر کیا ہے تو آپ نے یہ کہا کہ آپ نے جو بھی آج جتنے الفاظ استعمال کئے سارے کے سارے حذف کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: میں نے جو آج نہیں کہا میں نے کہا کہ جب میں آپ کو floor ہی نہیں دے رہا تو جو بھی آپ نے الفاظ کہے میں نے کہا کہ وہ A to Z کارروائی سے حذف کرتا ہوں کیونکہ چیئر جب بات کرنے کی اجازت دے گی تو معزز رکن کو اس وقت ہی بات کرنی چاہئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر چیئر اجازت یا floor نہ دے تو وہ الفاظ تو آن ریکارڈ ہی نہیں آتے۔۔۔

جناب سپیکر: پھر تو اپنی مرضی سے ہر کوئی بات کرے، پھر یہ ہاؤس تو نہ ہوا ناں یہ تو پھر مچھلی منڈی بن جائے گی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اس بات کو تسلیم کرتا ہوں کہ جب چیئر floor نہ دے تو کوئی بھی مقرر جب الفاظ کہے گا تو وہ تو آن ریکارڈ ہی نہیں آتے، ان کو تو حذف کرنے والی صورت ہی نہیں ہوتی لیکن کیا آپ کسی لفظ کی نشاندہی کئے بغیر کہ یہ لفظ یا یہ sentence غیر پارلیمانی ہے یا اس کو میں حذف قرار دیتا ہوں۔ آپ اس طرح سے۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، میں ہمیشہ غیر پارلیمانی الفاظ ہی حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن آپ نے کبھی نشان دہی نہیں کی۔ آپ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ جو کہا ہے unilaterlly آپ کہتے ہیں کہ یہ سارا حذف ہو گیا ہے۔ (اپوزیشن بنچز سے قہقہے)

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کے ہر فقرے میں کوئی نہ کوئی ایسے الفاظ ہوتے ہیں کہ وہ حذف کرنے پڑتے ہیں۔ (پورے ایوان میں قہقہے)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میری آپ سے یہ request ہے کہ جو debates چھپی ہیں ان میں میری speeches کے صفحے کے صفحے خالی ہیں اور آگے کاٹے لگے ہوئے ہیں اور میرا یہ version ہے کہ میں نے آج تک کوئی لفظ غیر پارلیمانی استعمال نہیں کیا۔ (نعرہ ہائے تحسین) آپ اس پر کوئی تحقیقاتی کمیٹی بٹھا دیں۔۔۔

جناب سپیکر: میرا version یہ ہے کہ میں نے آج تک غیر پارلیمانی الفاظ کے علاوہ کوئی لفظ کارروائی سے حذف نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: نہیں، جناب سپیکر! اب آپ کل کی بات ہی لے لیں کہ کل کی بات ہے کہ اگر میں ایک کتاب کا مصنف ہوں، میں اپنی کتاب میں خود اپنے متعلق بات لکھتا ہوں تو وہ غیر پارلیمانی کیسے ہوا؟ میری آپ سے request ہے کہ آپ ایک کمیٹی بنا دیں؟

جناب سپیکر: نہیں جب مجھے خود اختیار ہے تو اس پر کمیٹی بنانے کی کیا ضرورت ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس پر میرا version سن لیں۔ آپ ان چیمبر سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ ابھی معزز قائد حزب اختلاف نے ایک اخباری خبر کا حوالہ دیتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ پنجاب سب سے زیادہ کرپٹ صوبہ ہے۔ مجھے انتہائی ان کا احترام ہے اور میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ تھوڑی سی پہلے تحقیق کر لیا کریں اور اس کے بعد کوئی بیان فرمایا کریں۔ کل انہوں نے جب اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا تو انہوں نے ابتداء ہی میں کہہ دیا کہ چیف منسٹر صاحب نے ایک واقعہ سے متعلق یہ کہا ہے کہ اس قسم کے اور واقعات ہونے چاہئیں جس کا حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا اور جس کی چیف منسٹر صاحب نے بھی تردید کی۔ اسی طرح آج انہوں نے ابھی پوائنٹ آف آرڈر پر یہ فرمایا کہ ایک اخبار میں چھپا ہے۔ اگر اس خبر کو انہوں نے غور سے پڑھا ہوتا تو اس میں جن محکموں کا ذکر کیا گیا ہے اگر آپ ان کی تفصیل دیکھیں تو اس میں کسٹم کا محکمہ آتا ہے جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے، اس میں ریلویز آتا ہے جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے، اس میں بنک آتے ہیں جو پنجاب سے متعلقہ نہیں ہیں اور اس میں Power آتا ہے جو کہ پنجاب سے متعلقہ نہیں ہے اس لئے تھوڑی سی اگر آپ تحقیقات کر لیا کریں اور اس کے بعد بات کریں تو میں سمجھتا ہوں کہ پھر ہم اس کی وضاحت بھی کر سکتے ہیں لیکن آپ جذبات میں آکر یہ فوری طور پر فرما دیتے ہیں کہ پنجاب سے متعلق categorically اس ادارے سے پوچھا گیا کہ صوبوں کے متعلق آپ کی کیا رائے ہے تو انہوں نے بغیر کسی تفصیل میں گئے، بغیر کسی محکمہ کی نشاندہی کئے جنرل جواب دے دیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات درست نہیں ہے۔ یہ خبر حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ یہ ادارہ کوئی مستند ادارہ نہیں ہے جس نے یہ خبر چھاپی ہے اس لئے میں بلا کسی اعتراض کے یہاں پر آپ کے سامنے اس کی تردید کرتا ہوں اور میں اس خبر کو ایک من گھڑت اور غلط خبر قرار دیتا ہوں جس کا حقائق سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شکریہ جی۔۔۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! دوسرا پہلو جس کے متعلق قائد حزب اختلاف مسٹر قاسم ضیاء صاحب نے آپ کی توجہ دلائی ہے تو مجھے بڑا افسوس ہوا ہے ان کی یہ بات سن کر اور میرا ان سے بڑے احترام کا رشتہ ہے لیکن انہوں نے کہا ہے کہ مہنگائی کے متعلق موجودہ حکومت کوئی کام نہیں کر رہی۔ ہماری حکومت نے عوام کو ریلیف دینے کے لئے اس شعبے میں اتنا کام کیا ہے کہ شاید ہی کسی حکومت نے اس سے پہلے کیا ہو۔ 2۔ارب 33 کروڑ روپے کی سبسڈی سستا راشن سکیم کے طور پر وزیر اعلیٰ نے

اعلان کیا ہے اور اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے اور اربوں روپے کی سبسڈی یوٹیلٹی سٹور کی شکل میں وزیراعظم پاکستان دے رہے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ مہنگائی کے لئے حکومت کوئی کام نہیں کر رہی۔

جناب سپیکر! دو ہی طریقے ہوتے ہیں ڈیمانڈ اور سپلائی کو meet کرنے کے لئے کہ کم آمدنی والے طبقہ کو کچھ ریلیف دیا جائے تو اس ریلیف دینے میں ہماری حکومت پنجاب اور حکومت پاکستان بہترین کام کر رہی ہیں اور اس کے علاوہ مجسٹریٹ کے پہلے اختیارات نہیں تھے وہ بھی انہیں دے کر منافع خوری کرنے والوں کو کیفر کردار تک پہنچایا جا رہا ہے اس لئے this must be on record کہ ہم اس کے لئے کام کر رہے ہیں۔ شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح دو سینئر وزراء حضرات نے اپوزیشن لیڈر کی بات کی وضاحت کی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جہاں تک چودھری اقبال صاحب کا تعلق ہے مہنگائی کے حوالے سے تو یہ طے بھی ہوا تھا آپ کے چیمبر میں ایک دن مہنگائی کے حوالے سے میٹنگ رکھیں گے جہاں یہ اپنی کارکردگی بتائیں اور ہم عوام کے نقطہ نظر کو میٹنگ میں سامنے رکھیں گے اور اب انہوں نے اس حوالے سے بات کی ہے تو اگر ایک دن بحث کے لئے رکھیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، بالکل رکھیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: مہنگائی کے حوالے سے پنجاب کے عوام کے نقطہ نظر پر بات کریں گے۔ جہاں تک راجہ بشارت صاحب کی بات کا تعلق ہے تو (ق) لیگ کے مرکزی سیکرٹری اطلاعات کا ٹرانسپیرنسی انٹرنیشنل کی کرپشن کے حوالے سے رپورٹ پر ان کی پارٹی کا موقف ہے کہ اس کو انہوں نے یہ نہیں کہا کہ یہ کوئی غیر ذمہ دارانہ رپورٹ ہے اور اس رپورٹ میں بڑا واضح طور پر صرف کمنٹ نہیں ہے بلکہ وہاں یہ پوچھا گیا جہاں وہ مختلف کرپشن کی کیٹیگری کر رہے تھے، مختلف ادوار کی کر رہے تھے۔ جب صوبوں کی بات آئی تو اس میں پوچھا گیا، میں اخباری تراشے کی نہیں بلکہ رپورٹ کی بات کر رہا ہوں۔ رپورٹ میں یہ ہے کہ چاروں صوبوں میں سے کون سی حکومت سب سے زیادہ کرپٹ ہے۔ اس میں ہم نے نہیں کہا وہ اسی رپورٹ جس کو آپ کے

مرکزی سیکرٹری اطلاعات (ق) نے defend کیا ہے، اسی میں ہے کہ چاروں صوبوں میں سب سے زیادہ کرپٹ حکومت camparison کسی پچھلی حکومت سے نہیں ہے۔ موجودہ چاروں صوبائی حکومتوں کا camparison ہے تو اس رپورٹ میں یہ واضح طور پر ہے کہ اس وقت ملک میں چاروں صوبائی حکومتیں کام کر رہی ہیں تو پنجاب حکومت ان میں سب سے زیادہ کرپٹ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ تولاء منسٹر نے بتادیا ہے کہ وہ رپورٹ کسی مستند ادارے کی نہیں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر یہ اس کی کوئی وضاحت کرتے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس حوالے سے تو ٹھیک تھا لیکن یہ کہہ دینا کہ یہ صرف اخباری کمنٹ ہے، وہ باقاعدہ رپورٹ ہے اور اس میں پنجاب حکومت کو سب سے زیادہ کرپٹ حکومت قرار دیا گیا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں اور یہ پہلی تحریک التوائے کار نمبر 581 رانا آفتاب احمد خان صاحب، جناب سمیع اللہ خان صاحب اور چودھری اعجاز احمد سماں صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، سمیع اللہ صاحب!

وزیر اعلیٰ کے حکم کے باوجود سٹاف نرسز کو سکیل 16 کا نہ دیا جانا

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے عرصہ چھ ماہ پہلے مورخہ یکم فروری 2006 کو صوبہ ہذا کی تمام سٹاف نرسز کو گریڈ 16 دینے کا اعلان کیا۔ جس کا باقاعدہ نوٹیفکیشن نمبر SO(ND)3-1-2004، مورخہ یکم فروری 2006 کو کیا گیا اور عرصہ چھ ماہ گزر جانے کے باوجود حکومت کے ان احکامات کی تکمیل میں ابھی تک لاہور کے تمام بڑے ہسپتالوں جن میں گنگا رام، میو، جنرل، سروسز اور جناح ہسپتال وغیرہ شامل ہیں، ابھی تک کسی بھی چارج نرس کو گریڈ 16 نہ دیا گیا بلکہ مئی 2006 کی تنخواہ بھی گریڈ 14 کے تحت دی گئی۔ لاہور کے تمام مذکورہ ہسپتالوں کو محکمہ کی طرف سے کوئی فنڈز اس مد میں جاری نہ کئے گئے ہیں۔ اگر جاری کئے گئے ہیں تو ان کی تفصیل بتائی جائے، کب کتنے فنڈز، کس تاریخ کو کس ہسپتال کو جاری کئے گئے۔ لاہور کے تمام بڑے ہسپتال کے سربراہان نے وزیر اعلیٰ کا حکم

ماننے سے انکار کر دیا ہے۔ مذکورہ ہسپتال کی نرسز کو چھ ماہ گزر جانے کے باوجود گریڈ 16 نہ دینے کی وجوہات کیا ہیں جس کی وجہ سے مذکورہ ہسپتالوں کی سٹاف نرسز میں شدید بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر

جناب سپیکر: محترمہ! شیخ اعجاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! کل پارلیمانی سیکرٹری نے احسان اللہ وقاص صاحب کے جواب میں on the floor of the House یہ کہا تھا کہ میں آئندہ کبھی بھی ہیلتھ منسٹری کے حوالے سے کوئی سوال ہو گا یا تحریک التوائے کار ہو گی میں قطعاً اُس کا جواب نہیں دوں گی۔ آج انہوں نے یہ کہا ہے کہ میں جواب دینا چاہتی ہوں۔

جناب سپیکر: آج انہوں نے کہا کہ میں جواب دینا چاہ رہی ہوں کل انہوں نے مناسب نہیں سمجھا آج وہ جواب دے رہی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ان ممبر کا ENT کا چیک اپ کروایا جائے۔ کان لگتا ہے کہ خراب ہیں اور دماغ تو ویسے ہی اللہ تعالیٰ نے دیا ہی نہیں۔ میں نے صرف احسان اللہ وقاص صاحب کے حوالے سے کہا تھا کہ ان کے کسی سوال کا جواب نہیں دینا۔ یہ اسمبلی میں کیا کرنے آتے ہیں ان کے کان کام کرتے ہیں نہ دماغ کام کرتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جواب دیں، چلنے دیں، پلیز۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ شفقت انہوں نے سید احسان اللہ صاحب پر فرمائی ہے کیا یہ مجھ پر بھی یہ فرما سکتی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں، آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! اتنی ڈرپوک اپوزیشن بٹھائی ہوئی ہے کہ خواتین سے ڈرتے ہیں انہوں نے کیا کام کرنا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ جواب دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ پہلی دفعہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی مہربانی ہے کہ نرسز جو گریڈ 14 میں تھیں ان کو گریڈ 16 دیا گیا ہے۔ معزز ممبر کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ گنگا رام ہسپتال اور جناح ہسپتال میں دوبارہ جائیں، یہ تو نہیں کہ زبان سے کہا اور فوری طور پر الہ دین کا چراغ اس کو رگڑا دیا اور ہوگیا۔ یہ کیس پہلے فنانس میں جاتا ہے پھر سارے process سے گزرنے کے بعد approve ہوتا ہے۔ یہ فنانس سے approve ہو چکا ہے اور last month سے تنخواہیں جاری ہو چکی ہیں۔ معزز ممبر جناح ہسپتال جائیں اور گنگا رام ہسپتال جائیں ان کو پتا چل جائے گا کیونکہ نوٹیفکیشن بھی last month ہوا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، خان صاحب! میرا خیال ہے کہ کافی تسلی بخش جواب آگیا ہے اب ضرورت نہیں ہے۔ (قہقہے)

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ آپ کی observation ہے اور آپ نے چونکہ feel کر لیا ہے کہ تسلی بخش جواب ہے تو اس کے بعد یقینی بات ہے کہ میں اس کو press نہیں کروں گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! بڑے افسوس کی بات ہے کہ محکمہ ہیلتھ اتنا responsible ہے جس سے پورے پنجاب کی صحت وابستہ ہے لیکن مجھے سمجھ نہیں آتی کہ محترمہ جو ہیں، خواتین کو اسمبلیوں میں لانے کا مقصد یہ نہیں ہے، جس طرح انہوں نے ابھی کہا کہ پوری اپوزیشن کا دماغ ٹھیک نہیں ہے تو کوئی کلاشنکوفیں ایسی ہیں جو بغیر گولیوں کے چلتی ہیں اور ان گولیوں سے بچنے کے لئے کوئی بھی بیچارہ، میں سمجھتی ہوں کہ جو عقل والے لوگ ہیں وہ اس سے بچنے کی کوشش کرتے ہیں تو محترمہ سے کہیں کہ بات کرنے سے پہلے ذرا reasonable طریقے سے بات کیا کریں۔ یہ مہذب عورتوں کا ایوان میں بات کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلے ہیں سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، جناب ارشد محمود بگو، جناب محمد وقاص، چودھری محمد شوکت یہ نمبر 612 ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! 612 Call Attention Notice کا جواب کل میں دیا جا چکا ہے۔ لہذا اس کو dispose of فرما دیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی یہ کہنے والا تھا۔ میں آپ کی وساطت سے اور آپ سے بھی گزارش کرتا ہوں کہ میرے پاس پورا پلندا پڑا ہے جو سیکرٹریٹ نے ہماری تحریک التوائے کار، ہماری قرار دادیں اور ہمارے سوال چھوٹے چھوٹے معمولی اعتراضات لگا کر واپس کئے ہیں تو میں آپ سے یہ درخواست کروں گا کہ ایک ہی topic ایک میں توجہ دلاؤ نوٹس ہے وہ جمع ہوا ہے اس کے بعد تحریک التوائے کار سیکرٹریٹ نے دونوں ایک ہی وقت جاری کر دی ہیں۔ جو ہمارے جائز معاملات ہوتے ہیں ان کو یہ مہربانی کیا کریں ذرا نرم رویہ رکھا کریں۔

جناب سپیکر: یہ admit تو ہوئی ہیں لیکن اپنی باری پر ہی آئیں گی ناں۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں، جناب سپیکر! یہ بعض دفعہ ہماری تحریک التوائے کار واپس کر دیتے ہیں کہ اس topic پر پہلے یہاں تحریک التوائے کار یا توجہ دلاؤ نوٹس پر بات ہو چکی ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ اپوزیشن کے معاملے میں، تھوڑا سا سیکرٹریٹ کو کہیں کہ قانون اور ٹیکنکلٹیز کا ہتھوڑا ذرا کم چلایا کریں، مہربانی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلے ہیں شیخ اعجاز احمد!۔۔۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ایک سڑک فیصل آباد سے لاہور کے لئے C&W نے لکھا ہے کہ لاہور، شیخوپورہ، فیصل آباد دو رویہ سڑک پر سفر کرنے والی تمام گاڑیوں کو یکم اکتوبر 2006 سے درج ذیل نئے نرخوں کے مطابق ٹول ٹیکس ادا کرنا پڑے گا۔ یہ یکم اکتوبر سے رمضان کے مہینے میں انہوں نے پھر ایک دفعہ محکمہ C&W نے ٹول ٹیکس کا ریٹ بڑھایا ہے اور اس طرح بڑھایا ہے کہ کار کے لئے -/75 روپے، ویگن کے لئے -/140 روپے، بڑی بس کے لئے -/220 روپے، ٹرک کے لئے -/250 روپے، بڑے ٹرک کے لئے -/290 روپے اور ٹرالا کے لئے -/440 روپے کر دیئے

ہیں۔ میری گزارش ہے کہ فیصل آباد اور لاہور کے درمیان یہ جو نئی سڑک بنی ہے اس پر انڈسٹری کا سارا لوڈ ہے اور انڈسٹری کا سارا کاروبار اس سڑک سے related ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ اس کا نوٹس لیا جائے اور میری آپ سے گزارش ہے آپ کا بھی تعلق فیصل آباد سے ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر C&W سے بات کر لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میری بات سن لیں، یہ میرا کوئی ذاتی مسئلہ تو نہیں ہے یہ ریٹ سال میں دو تین دفعہ بڑھ چکے ہیں اگر آپ فیصل آباد کی بہتری کے لئے چاہتے ہیں تو آپ کا بھی اتنا ہی فرض بنتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر C&W کے پاس تشریف لے جائیں تاکہ آپ کا مسئلہ solve ہو جائے۔

راجہ ریاض احمد: جناب! آپ بڑے ذمہ دار عہدے پر ہیں آپ فیصل آباد سے تعلق رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، بالکل اسی لئے میں یہ کہہ رہا ہوں کہ آپ منسٹر C&W سے مل لیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب! میں آپ سے گزارش کر رہا ہوں کہ آپ اس پر serious نوٹس لیں اور مہربانی کریں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں بہت ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے موقع دیا۔ یہ جو فاضل رکن نے ارشاد فرمایا ہے کہ اس میں اضافہ کیا گیا ہے یہ سڑک ایک پاکستان کا پہلا BOT regime کا پراجیکٹ ہے جس میں BOT کے تحت یہ سڑک بنائی گئی ہے اور اس پر ایک پنجاب گورنمنٹ اور کمپنیز کے درمیان contract sign کیا گیا۔ وہ جو contract سائن کیا گیا ہے اس کے تحت جو انہوں نے لینا ہے پچیس سال تک ٹیکس اس سے یہ exceed نہیں کیا گیا اس کے بارے میں اگر آپ حکم صادر فرمائیں گے تو مجھے ایک دو دن کی مہلت دے دیں میں وہ چارٹ آپ کی خدمت میں پیش کر دوں گا تو آپ اس کی وضاحت فرما دینا۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

محترمہ نشاط افزا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ نشاط افزا: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی، شکر ہے آپ نے ادھر دیکھا ہے۔ (قہقہے)

یوں تو سید بھی ہو مرزا بھی افغاں بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو بتاؤ کہ مسلماں بھی ہو

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ ملک ہمارا اسلامی جمہوریہ پاکستان کے نام سے جانا جاتا ہے۔ آپ مجھے تھوڑا سا ٹائم ضرور دیں۔ بحیثیت مسلمان ہمارا یہ عقیدہ اور ایمان ہے کہ رمضان المبارک بارہ مہینوں میں سب سے افضل اور قابل فضیلت ہے۔ میری سمجھ سے یہ بالاتر ہے کہ اس وقت کی حکومت تین تین مہینے اپنی حکومت کو استحکام دینے کے لئے سرگرداں رہتے ہیں پچھلے سال بھی یہی ہوا تھا اور جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو یہ اجلاس رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ اس مہینے کی عبادات کی اتنی فضیلت ہے کہ یکسوئی سے عبادت کی جائے۔ یہ لوگ تو بخشے ہوئے ہیں اور یہ رہتے بھی جنت میں ہیں اللہ کا فضل ہے ان پر ان کو ضرورت نہیں ہے لیکن ہم جیسے گنہگاروں کو عبادت کی بھی ضرورت ہے، روزہ رکھنا ہوتا ہے اور بچوں کو، میاں کو اور سب کو روزہ رکھوانا ہوتا ہے اور افطاری کا اہتمام کرنا ہوتا ہے تو مجھے یہ بتایا جائے کہ آخر اس مہینے میں اجلاس بلانے کی کیا وجہ ہے؟ میری سمجھ سے بالاتر ہے کہ یہ کیوں اس مہینے میں اجلاس رکھتے ہیں۔ دیکھیں جی، ہم آپس میں توں توں، میں میں، چپقلشیں اور تلخ کلامیاں ایک دوسرے کے ساتھ کر رہے ہیں جو کہ ماہ رمضان کے احترام کے خلاف ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتی ہوں کہ ارباب اختیار کو کہا جائے کہ یہ جو اجلاس ہے اسے مؤخر کر کے عید کے بعد رکھا جائے اور رمضان کی فضیلت میں فرق آرہا ہے اور یہاں ایک دوسرے سے تلخ کلامیاں ہو رہی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ شیخ اعجاز احمد صاحب! تحریک التوائے کار نمبر 623۔

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ہم مسلمان ہیں۔ ہمیں اپنی اسلامی تاریخ سے awareness ہے۔ 17 رمضان المبارک کو جنگ بدر ہوئی، رسول اکرم ﷺ اور تمام مجاہدین نے وہ جنگ لڑی تھی۔ روزہ جفاکشی کا نام ہے، روزہ نفس کو مارنے کا نام ہے، روزہ سونے کا یا آرام کرنے کا نام نہیں ہے۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کی تقلید کرتے ہیں۔ کیا روزہ رکھنے کا یہ مقصد ہے کہ سحری

کھائی اور سو گئے؟ عبادات پلس انسانی خدمت، اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ یہ فعل پسند ہے۔ اس کے 70 ہزار فرشتے ہیں جو اس کی عبادت کر رہے ہیں۔ انسان کو پیدا کیا گیا ہے کہ وہ انسانی خدمت کرے۔ اسے دنیا میں خلیفہ بنا کر بھیجا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہہ رہا ہے کہ سب سے زیادہ پسندیدہ وہ میرا بندہ ہے جو میرے بندوں کا کام کرتا ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: بی بی! شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: اسلام کو جانیں اور پرکھیں اور اپنے اوپر applyکریں، جھوٹ مت بولیں۔ الحمد للہ رمضان میں اجلاس بلانے کا مطلب یہی ہے کہ ان روایات کو زندہ کرنا اور رسول اللہ ﷺ کے نقش قدم پر چلنا۔ ہم روزہ دار بھی ہیں اور عوام کے کام بھی کرتے ہیں۔ شکریہ

محترمہ نشاط افزاء: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ کافی ہو گیا ہے۔ اب چلنے دیں۔ جی، شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ابھی جو ڈاکٹر صاحبہ فرما رہی تھیں تو میری ایک تجویز ہے۔

جناب سپیکر: آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جس طرح انھوں نے پہلے بڑا تسلی بخش جواب دیا تھا۔ ان کو کیو ٹی وی پر کوئی اسلامی پروگرام لے کر دیا جائے کیونکہ یہ ماشاء اللہ بڑا اچھا وعظ کر لیتی ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: میں تو حاضر ہوں۔ آپ کافر ہیں، آپ اسلام سیکھیں۔ (قہقہے)

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں میری جو تحریک التوائے کار ہے اس کا نمبر 623 ہے۔ اس سے پہلے میں صرف ایک منٹ کے لئے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اگر آپ ہاؤس in orderفرما لیں تو میں گزارش کر لوں۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ آپ اپنی تحریک پڑھیں ناں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے صرف ایک بات کرنی ہے اس سے relevantجو پہلے ہوئی ہے کہ راجہ ریاض صاحب نے جس طرف اشارہ کیا ہے یہ نئی ریٹ لسٹ میرے پاس موجود ہے۔ کسی بھی گورنمنٹ کا good governanceکا جو تصور ہوتا ہے، سڑکیں دینا، صحت عامہ کے مسائل اور ملازمتیں دینا و دیگر معاملات۔۔۔

جناب سپیکر: اس پر تو بات ہو گئی ہے۔ ابھی سی اینڈ ڈبلیو منسٹر کی طرف سے detail آ جائے گی۔ پھر دیکھ لیں گے۔ اس وقت آپ اپنی تحریک التوائے کار کو پڑھیں۔

جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی تعمیر سست روی کا شکار

شیخ اعجاز احمد: جی، ٹھیک ہے۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ جنرل بس سٹینڈ فیصل آباد کی نئے سرے سے تعمیر انتہائی سست روی اور بے اعتنائی سے گزشتہ ڈیڑھ دو سالوں سے ہو رہی ہے اور تعمیراتی کام کی سست روی کی وجہ سے نہ صرف گاڑیوں کی پارکنگ کا مسئلہ ایک گھمبیر صورت اختیار کر چکا ہے بلکہ دوسرے شہروں کو جانے والے مسافروں کو بھی شدید قسم کی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور بارش کے دنوں میں تو جنرل بس سٹینڈ ایک تالاب اور جھیل کا منظر پیش کر رہا ہوتا ہے جس کی وجہ سے یہاں داخل ہونا جوئے شیر لانے کے مترادف ہے اور اس پر مستزاد یہ کہ سڑک کنارے کھڑے مسافروں کو سوار کرنے والی گاڑیوں کا پولیس نہ صرف چالان کرتی ہے بلکہ ایسی گاڑیوں کو اکثر و بیشتر بند بھی کر دیا جاتا ہے جس سے نہ صرف ٹرانسپورٹرز پریشان ہیں بلکہ مسافروں میں بھی پولیس کے اس رویہ اور جنرل بس سٹینڈ کی تعمیر میں سست روی کے ذمہ دار حکام کے خلاف شدید غم و غصہ اور بے چینی پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ جیسا کہ آپ نے تحریک التوائے کار کے contents پر اندازہ فرمایا ہو گا کہ اس تحریک التوائے کار کے دو حصے ہیں۔ ایک محکمہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے جو بس سٹینڈ کی تعمیر سے متعلقہ ہے اور دوسرا بسوں کے چالان کرنے کے حوالے سے ہے جو کہ محکمہ پولیس سے متعلقہ ہے۔ یہ تحریک التوائے کار غیر دانستہ طور پر سیکرٹریٹ کی طرف سے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو چلی گئی تھی اور حکومت ڈیپارٹمنٹ نے چالان کی حد تک جواب دیا ہے جو میں آپ کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جن خدشات کا معزز رکن نے ذکر کیا ہے وہ درست ہیں کہ بارش کے دنوں میں جب بسیں سڑک پر آ کر کھڑی ہوتی ہیں تو پولیس ان کے چالان کرتی ہے اور اس بات کو پولیس کے وہاں پر جو افسران ہیں انھوں نے تسلیم کیا ہے لیکن انہیں بس

سٹینڈ کی جو خصوصی صورتحال ہے اس کو مدنظر رکھتے ہوئے اور اس تحریک التوائے کار کے آنے کے بعد ہدایت کی گئی ہے کہ جب تک بس سٹینڈ مکمل نہیں ہو جاتا وہ اس وقت تک بسوں کے چالان کرنے میں تھوڑی سی نرمی کا مظاہرہ کریں کیونکہ بارش کے دنوں میں وہاں پر پانی کھڑا ہو جاتا ہے، بسیں اندر کھڑی نہیں ہو سکتیں اور پھر لامحالہ انہیں سڑک پر کھڑا ہونا پڑتا ہے اس لئے پولیس کو یہ کہا گیا ہے کہ وہ تھوڑا سا نرمی سے کام لیں اور بارش کے دنوں میں وہ چالان نہ کریں۔

جناب سپیکر! دوسرا جہاں تک وہاں پر اڈے کی تعمیر کا تعلق ہے، چونکہ یہ تحریک التوائے کار لوکل گورنمنٹ کو گئی نہیں تھی اس لئے ان کی طرف سے جواب موصول نہیں ہوا لیکن میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ متعلقہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو ہدایت جاری کی جائے گی کہ وہ اس اڈے کو مکمل کرنے کے لئے جلد از جلد اقدامات کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے حسب سابق بڑا شاندار اور گول مول جواب دینے کی کوشش کی ہے۔ اس میں گزارش صرف یہ ہے کہ یہ کوئی کسی ممبر کے ذاتی گھر کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ ایک مفاد عامہ کا مسئلہ ہے اور فیصل آباد جو revenue generating میں دوسرا بڑا شہر ہے اور ہم سب کا اس شہر سے تعلق ہے۔ اس جنرل بس سٹینڈ کی انھوں نے یہ بات تسلیم کی ہے کہ جب بارش ہوتی ہے تو بسیں باہر لانا پڑتی ہیں اور ہم نے ان کو کہہ دیا ہے کہ ابھی آپ ذرا نرمی کریں اور محکمہ لوکل گورنمنٹ کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ 18۔ جولائی کو میں نے یہ تحریک التوائے کار دی تھی۔

جناب سپیکر: وہ انھوں نے یقین دہانی تو کروا دی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو لکھ دیا جائے گا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش سن لیں۔ راجہ صاحب نے جو یقین دہانی کروائی ہے، میں یہ نہیں کہتا کہ اس جنرل بس سٹینڈ پر کام نہیں ہوگا، یہ کام ہوگا لیکن گزشتہ دو سالوں سے اس میں کبھی ایک اینٹ لگ جاتی ہے، کبھی دو مزدور ادھر ادھر پھرتے نظر آتے ہیں اور سواریوں کا وہاں پر خواتین اور بچوں کا حال یہ ہوتا ہے کہ ان کا باپ جو ہوتا ہے وہ جب گاڑی کا چالان کرنے لگتے ہیں، وہ گاڑی کو دوڑاتے ہیں، وہ کوہستان میں سوار ہو جاتا ہے اور اس کی جو والدہ ہوتی ہے وہ نیو خان میں ہوتی ہے اور بچے جو ہوتے ہیں وہ شبیر برادرز میں ہوتے ہیں۔ یہ وہاں پر حال ہے۔ شہریوں کو سفر کی سہولتیں فراہم کرنا صوبائی حکومت کا یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کا مسئلہ ہے۔ آپ سے میں یہ گزارش

کروں گا کہ آپ اس پر مہربانی فرمائیں۔اس کو اگر آج آپ نے dispose of کر دیا تو یہ مسئلہ پھر وہیں لٹک جائے گا۔یہ تو میری بڑی genuine بات ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ کا کوئی جواب نہ آئے۔۔۔

جناب سپیکر:انھوں نے یقین دہانی کرائی ہے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!میری گزارش سنیں۔میں یہاں پر اپنا version رکھنا چاہتا ہوں،فیصلہ چیئر نے کرنا ہے۔میری گزارش یہ ہے کہ جب تک لوکل گورنمنٹ کا جواب نہ آئے،آپ سوموار یا منگل کے لئے اس کو pending کر دیں۔

جناب سپیکر:جواب آنے کے بعد بھی اس پر ہونا یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو لکھنا ہے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!یہ بات نہیں ہے۔یہ زیادتی ہوگی۔میں سمجھتا ہوں کہ اتنی محنت کے ساتھ ہم مفاد عامہ کے لئے یہ سارا کرتے ہیں دو دن بعد اس کا جواب آئے اور اس کو آپ pending رکھیں تاکہ محکمہ کے اوپر بھی ایک پریشر رہے تو اس میں کیا حرج ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!میں گزارش یہ کرتا ہوں کہ معزز رکن میرے خیال میں میری بات سمجھ نہیں پائے۔میں نے ان کی بات سے اتفاق کیا ہے کہ انھوں نے ایک درست مسئلے کی نشاندہی کی ہے اور تحریک التوائے کار کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ایک مسئلے کی نشاندہی کرنا اور حکومت کا اس پر عملدرآمد کرنا،میں نے اس کی نشاندہی کرنے پر آپ کا شکریہ ادا کیا،مسئلے کو admit کیا اور اس پر آپ کو یقین دلایا کہ پولیس کو ہدایت کی گئی ہے۔پولیس ان دنوں میں چالان نہیں کرے گی۔پھر میں نے یہ بھی گزارش کی ہے کہ لوکل گورنمنٹ کو کہا جا رہا ہے کہ اس کو جلد از جلد مکمل کریں۔جواب آنے کے بعد ہی وہ ہوگا اور آج بھی یہی ہے کہ میں نے یقین دہانی کرائی ہے کہ اس کو جلد مکمل ہونا چاہئے۔

شیخ اعجاز احمد:جناب سپیکر!چلیں راجہ صاحب نے اگر اس بات پر اس کو اپنی انا کا مسئلہ بنانا ہے کہ اس کو pending نہ کیا جائے۔

جناب سپیکر:نہیں،نہیں۔انا کا مسئلہ نہیں ہے۔جواب آنے کے بعد بھی تو یہی ہوگا ناں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مجھے صرف یہ بتایا جائے کہ یہ جو مسئلہ میں نے کہا ہے کہ دو سال سے اس کی تعمیر سست روی کا شکار ہے۔اس سڑک پر اس سے حادثات بھی ہوئے ہیں، آپ بھی وہاں سے گزر کر جاتے ہیں۔ وہاں رات دن رش ہوتا ہے جب وہاں سے گاڑیاں نکلتی ہیں۔ مجھے یہ بتا دیں کہ دو سالوں میں ابھی تک تو اس کا کوئی کام نہیں ہوا، اب ان کو کتنا عرصہ درکار ہے اور اس جنرل بس سٹینڈ کی تعمیر کے لئے لوکل گورنمنٹ نے کتنے فنڈز مختص کئے ہیں؟ یہ تو انتہائی relevant بات ہے۔ میں پھر دیکھ لیتا ہوں کہ اس کو press کرنا ہے یا نہیں کرنا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار ہے کوئی سوال تو نہیں ہے کہ میں بتاؤں کہ فنڈز کتنے رکھے گئے ہیں، کب مکمل ہوگا۔ تحریک التوائے کار میں حکومت کی طرف سے صرف یقین دہانی ہوتی ہے اور میں اپنے بھائی کو assurance دے رہا ہوں کہ انھیں ہدایت کی جا رہی ہے کہ اسے جلد از جلد مکمل کریں۔

سرکاری کارروائی

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مجریہ 2006

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون صاحب!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the University of Education, Lahore (Amendment) Ordinance 2006 (Ordinance N0. XII of 2006).

MR. SPEAKER: The University of Education, Lahore (Amendment) Ordinance 2006 (Ordinance N0. XII of 2006) has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of the Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab,1997. It is referred to the Standing Committee on Education with the direction to submit its Report upto 31st October, 2006.

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب فرمائیے!

کورم کی نشاندہی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ہاؤس میں کورم نہیں ہے۔ میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے لہذا گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)
کورم نہیں ہے۔ پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(اس مرحلہ پر پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

جناب سپیکر: دوبارہ گنتی کی جائے۔ (دوبارہ گنتی کی گئی)
کورم نہیں ہے۔ اب اجلاس بروز پیر 10:00 بجے صبح تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

223

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،2۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات داخلہ وجیل خانہ جات)

i۔ نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو پیش کئے جائیں گے)

i۔ مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2006

ii۔ مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

225

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

سوموار،2-اکتوبر2006

(یوم الاثنین،8-رمضان المبارک1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10بج کر7منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ ٱللّٰہِ ٱلرَّحْمٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَمَنْ أَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ
إِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ إِنَّنِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٣﴾
وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ ۚ اِدْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ
فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ ﴿٣٤﴾
وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا الَّذِينَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰهَآ إِلَّا ذُوْ حَظٍّ
عَظِيمٍ ﴿٣٥﴾

سُوْرَةُ حٰمٓ السجدة آیات 33تا35

اور اس شخص سے بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو خدا کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان ہوں o اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہو سکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا ہو (ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے o اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں۔ اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں o

وما علینا الا البلاغo

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے آج محکمہ داخلہ و جیل خانہ جات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

اسمبلی اجلاس کی طلبی کے اعلان کے بعد گورنر کی جانب سے آرڈیننس جاری کرنے کے بارے میں رولنگ کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں آپ کی رُوولنگ چاہتا ہوں کہ جب اسمبلی کا اجلاس announce ہو جائے تو کیا گورنر آرڈیننس جاری کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: اس پر میں اپنی رُوولنگ pending کرتا ہوں بعد میں وضاحت سے اس پر رولنگ دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں لاء منسٹر صاحب کی یہاں پر موجودگی کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ان سے ایک وضاحت چاہتا ہوں کہ ویسے تو پولیس شتر بے مہار ہے ایک کیس رجسٹر ہوتا ہے میرے حلقے کا ایک شریف شہری تھا وہ چیئرمین رہا ہے اور ممبر ضلع کونسل رہا ہے اس پر پولیس کے ایک سب انسپکٹر نے بلا کر تشدد کیا پھر اس کے بعد 20 ہزار روپے رشوت لے کر اس کو چھوڑ دیا۔ پھر ہم نے انٹی کرپشن کو درخواست دی اور after regular inquiry پرچہ درج ہو گیا۔ بجائے اس کے کہ انکوائری ہوتی وہ پروموٹ ہو کر انسپکٹر ہو گیا اب انسپکٹر ہونے کے بعد کچھ مقتدر قوتیں یا طاقتور لوگ اس کو support کر رہے ہیں۔ کیا اس کو ضمانت کرانے کی ضرورت ہے یا نہیں؟ is he above the Law وہ نہیں ہونا چاہئے۔ اس کا نام عمر دراز ہے وہ اس وقت پولیس لائن میں ہے اس کے خلاف 31۔جولائی 2006 کو پرچہ درج ہوا ہے۔ کیا اس پرچے کے بعد after regular inquiry اس کو ضمانت کی ضرورت ہے یا نہیں ہے؟ یہ ذرا ارشاد فرما دیں۔

جناب سپیکر: آپ وزیر قانون صاحب سے چیمبر میں مل لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں information لے کر ہی بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: لاء منسٹر صاحب! یہ آپ سے چیمبر میں مل لیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! میرا خیال ہے کہ ہاؤس چلنے دیا جائے۔ جی، فرمائیں!

پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے نبی پاک ﷺ کی ہرزہ سرائی کرنے کے خلاف متفقہ قرارداد لانے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ پرسوں بھی یہ بات آئی تھی تو لاء منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے تھے اور بگو صاحب نے یہ بات اٹھائی تھی اور بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں بھی یہ بات آئی تھی کہ جو پوپ بینی ڈکٹ نے نبی پاک ﷺ کے حوالے سے ہرزہ سرائی کی تھی اس کے بارے میں کوئی متفقہ قرارداد لائی جائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر اس سلسلے میں کوئی قرارداد لائی جائے تو مناسب ہوگا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ارشد محمود بگو صاحب کے ساتھ بیٹھ کر اس معاملے پر پیشرفت کے لئے بات کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی ٹھیک ہے۔

سوالات

(محکمہ جات داخلہ و جیل خانہ جات)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے پہلا سوال جناب محمد وقاص صاحب کا ہے وہ تشریف نہیں رکھتے سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال بھی جناب محمد وقاص کا ہے، وہ تشریف فرما نہیں ہیں لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2144 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

قیدیوں کے لئے ادویات کی فراہمی
اور خوراک کے یومیہ خرچہ میں اضافہ کی ضرورت

*2144 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا غریب اور نادار مریض قیدیوں کو ادویات فراہم کی جاتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج قیدیوں کے لئے جیلوں کی بجائے بحالی سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت قیدیوں کی یومیہ خوراک کا خرچہ -/15 روپے سے بڑھانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی تمام جیلوں میں اسیران کو بلاامتیاز ادویات فراہم کی جاتی ہیں اس سلسلہ میں میڈیکل سٹاف ہمہ وقت متعین ہے۔ امسال (03-2002) میں ہسپتال چارجز کی مد میں حکومت پنجاب نے مبلغ -/1,11,00,000 روپے کی رقم مختص کی ہے۔ علاوہ ازیں حکومت پنجاب نے جیلوں میں قائم شدہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ تشخص آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے اور اس سلسلہ میں مطلوبہ رقم جولائی 2003 میں جاری کر دی جائے گی۔

(ب) حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج اسیران کی فلاح و بہبود کے لئے مندرجہ ذیل اقدامات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے:۔

i) اس وقت 2493 نشے کے عادی اسیران پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں، جن کی تطہیری جسمانی (detoxification) اور ترک نشہ (D-addiction) کے لئے حکومت پنجاب نے سوشل ویلفیئر اور ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو ذمہ داری سونپی ہے، کہ وہ (Control of Narcotics Substance Act

(1997 کے قواعد کے مطابق Drug Rehabilitation Centre نشہ کے عادی اسیران کی بحالی کے لئے سنٹرز قائم کریں اور اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹرز کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔ مزید برآں ذہنی و جسمانی طور پر مفلوج اسیران کے سلسلے میں Prison Reform Commission نے جس کے سربراہ صوبائی وزیر قانون ہیں نے فیصلہ کیا ہے کہ اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کیا جائے، ایسے 147 ذہنی طور پر مفلوج اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے اقدامات ہو رہے ہیں۔

(ج) فی اسیر تین اوقات خوراک کا خرچہ تقریباً 15/25 روپے ہے، وزیر اعلیٰ پنجاب کی خصوصی ہدایت پر Prison Reform Committee نے خوراک کے سکیل کو مزید بہتر بنانے کے لئے سفارش کی ہے، مزید برآں مینو کو بہتر بنانے کے لئے بھی نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا جس پر عملدرآمد بعد از ترمیم قواعد شروع کیا جائے گا اور نئے مینو کے مطابق فی اسیر اوسط خرچہ مبلغ 23/10 روپے کا تخمینہ لگایا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے میں نے جز (ب) میں یہ سوال کیا تھا کہ کیا حکومت نشے کے عادی اور ذہنی طور پر مفلوج قیدیوں کے لئے جیلوں کی بجائے بحالی سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ جواب کے جز (ب) میں فرمایا گیا ہے کہ اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹرز کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔ اس کے علاوہ جو بالکل جو ذہنی طور پر جن کو پاگل کہا جاتا ہے ان کو بھی جیلوں میں بند کر دیا جاتا ہے۔ جیل والوں کے لئے بھی ایک مسئلہ ہوتا ہے کہ جیل کے لوگ اس کام کے لئے trained نہیں ہوتے کہ وہ mentally retarted لوگوں کو ڈیل کر سکیں۔ میں نے ان کے لئے بھی اسی میں یہی پوچھا تھا کہ ان کو بھی مینٹل ہسپتال میں شفٹ کرنے کے لئے بھی کوئی اقدامات کئے جائیں تو اس میں بھی جواب میں یہ فرمایا گیا کہ ایسے 147 ذہنی طور پر مفلوج اسیران کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے اقدامات ہو رہے ہیں۔ اب یہ سوال میں نے 2003 میں کیا تھا اب 2006 ہے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس وقت کیا صورتحال ہے ابھی سارے اقدامات ہی ہو رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہ جو ذہنی مریضوں کے لئے انہوں نے پوچھا ہے اس میں لاء منسٹر کی سربراہی میں Prisons Reform Committee کے فیصلے کے مطابق مینٹل ہسپتال میں ایک سکیورٹی وارڈ زیر تعمیر ہے جس کی لاگت 18.25 ملین روپے ہے یہ بہت جلد مکمل ہو جائے گا اور جو ذہنی مریض اسیر ہیں ان کو وہاں بہتر سہولت علاج کی میسر آ سکے گی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (الف) میں فرمایا گیا ہے کہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ خصوصی آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی وغیرہ لگائی جائیں گی، کیا پنجاب کی جیلوں میں یہ سہولتیں مہیا کر دی گئی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: یہ جز (الف) کا حصہ ہے اس میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے بہت انقلابی اقدامات کئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر یہ سوال نہیں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کیا انقلاب لائے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ سوال 3۔ جولائی 2003 کو ہوا تھا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس کا وہ جواب دینے لگے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے اس کا صرف یہ جواب دینا ہے کہ کیا کسی میں ای سی جی لگی ہے یا نہیں ہے یہ انقلابات کی طرف چلے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ جواب وہی دینے لگے ہیں لیکن ساتھ اگر یہ بھی بتا دیا جائے کہ یہ کس نے کیا ہے تو اس میں کوئی مانع نہیں ہے۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس حکومت سے پہلے علاج معالجے کے لئے جیلوں کو 0.58 پیسا فی قیدی فی یوم بجٹ ملتا تھا اب یہ بجٹ فی اسیر فی یوم -/2 روپے کر دیا گیا ہے اور اس کے تحت 04-2003 میں 3 کروڑ 90 لاکھ 38 ہزار روپے جیلوں کو علاج معالجے کے لئے فراہم کئے گئے۔

جناب سپیکر: جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات شامل ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جی ہاں، میں عرض کرتا ہوں۔ 16 لاکھ روپے کی مالیت سے یہ مشینیں خریدی گئی ہیں۔ ای سی جی مشینیں 13 ہیں، ڈینٹل چیئرز 5 ہیں، الٹرا ساؤنڈ مشینیں 12، آپریشن تھیٹر equipments 16 ہیں، لیب equipments 20 ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! موجود ہیں آپ کے سوال کا جواب آگیا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں 30 جیلیں ہیں انہوں نے فرمایا کہ تمام جیلوں میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے۔ میرا سوال ہے کہ پنجاب کی تمام 30 جیلوں میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشین اور لیبارٹری کی سہولت مہیا کر دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: یہ تو نئی خریدی ہیں عین ممکن ہے کہ اس سے پہلے کی بھی ہسپتالوں میں کئی مشینیں ہوں گی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ پھر مکمل جواب دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اس میں ایک ٹیکنیکل مجبوری ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ایکسرے مشینوں کی خرید پر پابندی لگائی ہوئی ہے وہ پابندی یہ ہے کہ انہوں نے کوئی خاص پاور کی ایکسرے مشینیں allow کی ہوئی ہیں اور یہ کوشش ہو رہی ہے کہ ہر جیل میں ہم یہ سہولتیں بہت جلد مہیا کر دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ای سی جی مشینیں صرف ہارٹ سپیشلسٹ یا کارڈیک سپیشلسٹ operate کر سکتا ہے۔ یہ صرف بتا دیں کہ وہاں پر جو تعینات ڈاکٹرز ہیں وہ ای سی جی مشین کو operate کر سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: وہ تو ابھی ای سی جی مشینیں ہسپتالوں میں جائیں گی تو پھر ہی بتا سکیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: ابھی یہ تین سالوں میں گئی نہیں، کب جائیں گی؟ چلیں یہ بتا دیں۔

جناب سپیکر: ابھی انھوں نے جو جواب دیا ہے وہ یہ ہے کہ وہ خرید رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ٹائم فریم بتا دیں کہ ان کو خریدنے کے لئے کتنے سال چاہئیں؟ دس سال چاہئیں، پندرہ سال چاہئیں یا ویژن ٹو ٹنٹی ٹو ٹنٹی چاہئے؟

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو کہتے ہیں کہ ابھی انھوں نے فنڈز بھی خریدنے کے لئے دے دیئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کو direction دیں کہ وہ ان کو خرید کر دیں اس پر کس چیز کی پابندی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ انہیں کہیں کہ ذرا جلدی خرید لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا جو ضمنی سوال تھا اس کا بھی انہوں نے آدھا جواب دیا ہے۔ ابھی دوسرا میں نے ضمنی سوال کرنا ہے۔ پہلے کا انھوں نے یہ تو فرما دیا ہے کہ وہ بلڈنگ زیر تعمیر ہے وہ جلد ہی مکمل ہو جائے گی لیکن اس کا دوسرا حصہ جو میں نے پوچھا تھا کہ لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں Rehabilitation Centres جو قائم کئے جا رہے تھے ان کی بھی تجویز زیر غور ہے تو وہ زیر غور ہی ہے یا اس پر بھی تین سال کے دوران کوئی progress ہوئی ہے؟ اس کا انھوں نے کوئی جواب ارشاد نہیں فرمایا۔

میں دوسرا ضمنی سوال یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کیا ان جیلوں کے اندر مائنر آپریشن تھیٹر بنانے کی بھی کوئی تجویز زیر غور ہے کیونکہ جیلوں کے اندر اگر کوئی چھوٹا سا بھی آپریشن کرانا ہو تو وہ ایک لمبے procedure سے گزرنا پڑتا ہے تو کیا اس کی بھی کوئی تجویز زیر غور ہے؟ میرے ان دونوں سوالوں کا جواب دے دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! فاضل رکن کا پہلا سوال تو یہ تھا کہ ذہنی مریضوں کے لئے کوئی سنٹر بنایا جارہا ہے یا نہیں؟ اس کے بارے میں گزارش یہ ہے کہ ہم نے اسیر خواتین کے لئے چند جیلوں میں Social Economic and Rehabilitation Centre قائم کئے ہیں اور ان میں سوشل ویلفیئر آفیسر بھی تعینات ہو چکے ہیں۔ دوسرا مسئلہ Establishment of Drugs Rehabilitation Centre کا تھا، اس کے لئے حکومت پنجاب نے فیڈرل گورنمنٹ کو کیس بھجوا دیا ہے کیونکہ Control of Narcotics Substance Act 1997 کے تحت addicts کے علاج اور بحالی کی یہ بنیادی طور پر ذمہ داری فیڈرل گورنمنٹ کی بنتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: آپ نے یہ جو فرمایا ہے کہ Rehabilitation Centres کے قیام کی تجویز زیر غور ہے تو یہ پھر پنجاب حکومت کیوں زیر غور لائی ہوئی ہے جب ان کی ذمہ داری ہی نہیں بنتی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: میری پوری بات مکمل ہونے دیں۔ اس کے علاوہ محکمہ جیل خانہ جات نے اپنی چار نان فنکشنل جوڈیشل لاک اپس کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ کو تجویز پیش کی ہوئی ہے کہ ان کو بھی Rehabilitation Centres میں convert کر دیا جائے۔ اس کے لئے ہوم ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے انٹی نارکوٹکس فورس، منسٹری آف نارکوٹکس کنٹرول حکومت پاکستان کے ساتھ مراسلہ جاری کیا ہوا ہے۔ جلد ہی اس پر کام شروع ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ بڑی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری تو بات کا جواب ہی نہیں آیا۔ میں نے ایک سوال کیا ہے اور particularly اس میں جواب دیا ہوا ہے کہ "اس سلسلہ میں لاہور، راولپنڈی، فیصل آباد، ملتان اور بہاولپور میں ایسے سنٹر کے قیام کی تجویز زیر غور ہے۔" انھوں نے خود جواب دیا ہوا ہے۔ میں نے تو یہ جواب نہیں دیا۔ میں تو یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ جو سنٹرز بنانے ہیں ان کا کیا بنا، یہ ابھی تک زیر غور ہی ہے یا اس کا کیا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات! یہ سنٹرز بن گئے ہیں یا ابھی زیر غور ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: زیر غور ہیں۔

جناب سپیکر: ابھی زیر غور ہیں۔ جی، جناب ارشد محمود بگو!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے مائنر آپریشن تھیٹر بنانے کے بارے میں بھی سوال کیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں شاہ صاحب نے جو پوچھا تھا کہ جو ذہنی طور پر مفلوج قیدی ہوتے ہیں یا وہاں پر حوالاتی ہوتے ہیں ان کا انھوں نے لکھا ہے کہ "ہم نے سمری بھیجی ہے اس پر غور کر رہے ہیں کہ ان کو مینٹل ہسپتال میں کر دیا جائے۔" ان کا طریق کار بھی یہی ہے، علاج بھی یہی ہے کہ جو ذہنی طور پر مفلوج ہیں ان کا ٹریٹمنٹ مینٹل ہسپتال میں ہو۔ انھوں نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ اس کے لئے ایک کمرہ بنایا جا رہا ہے اور وہ زیر تعمیر ہے۔ اس کمرے کا مینٹل ہسپتال سے کیا تعلق ہے؟ ذہنی طور پر مفلوج جو قیدی ہوتے ہیں یا حوالاتی ہوتے ہیں وہ تو ویسے ہی جیل میں ہوتے ہیں، کمرے میں بند ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا ان کو مینٹل ہسپتال میں منتقل کرنے کے لئے یہ زیر غور جو انھوں نے کہا ہے ابھی کوئی عملی اقدام کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! اسیر اور جو ذہنی مریض ہوتے ہیں ان کی سکیورٹی کا بھی مسئلہ ہوتا ہے چنانچہ مینٹل ہسپتال میں ان کو رکھنے کے لئے سکیورٹی وارڈ تعمیر کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔۔۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اسی جواب کے جز (الف) میں انھوں نے کہا ہے کہ "جیلوں میں قائم شدہ ہسپتالوں میں ادویات کے علاوہ تشخیصی آلات جن میں ایکسرے مشین، ای سی جی مشینیں اور لیبارٹری کی سہولیات فراہم کرنے کی منظوری دی ہے اور اس سلسلہ میں مطلوبہ رقم جولائی 2003 میں جاری کر دی جائے گی۔" میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان سہولیات کی فراہمی کے لئے کتنی رقم جاری کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! یہ تو میں نے بتا دیا ہے کہ یہ مشینیں خرید کر لی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: مشینیں خرید ہو گئی ہیں۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں یہاں پر لکھا ہے کہ "اس وقت 2493 اسیران نشے کے عادی پنجاب کی جیلوں میں مقید ہیں۔" یہ 03-07-03 کا جواب ہے، یہ update کر دیں کہ اس وقت کتنے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر!۔۔۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: چلو، ڈاکٹر صاحب کا دوسرا ضمنی سوال آ گیا ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ انھوں نے سوال کے جواب میں دو باتیں کی ہیں۔ ابھی انھوں نے ایک بات کی تھی کہ ایکسرے مشین ہم خرید نہیں سکتے کیونکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ نے ایک بار لگایا ہوا ہے کہ کوئی خاص specification کی مشینیں لینی ہیں۔ اب جب میں نے یہ سوال کیا ہے کہ کتنی رقم فراہم کی گئی ہے تو انھوں نے اٹھ کر یہ جواب دیا ہے کہ مشینیں خرید لی گئی ہیں۔ یہ ٹیپ چلا کر دیکھ لیں، مطلب ہے کہ بیک وقت ایک جواب ایک طرف اور ایک دوسری طرف۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! کچھ ایکسرے مشینیں جیلوں میں مختلف ذرائع سے کچھ ڈونرز نے فراہم کی ہوئی ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: اب یہ تیسرا جواب ہے۔ پہلے کہا ہے کہ خرید نہیں سکتے کہ بار ہے، پھر کہا ہے کہ خرید کر لی گئیں، اب انھوں نے کہا ہے کہ ڈونرز نے فراہم کی ہیں۔ میرے خیال میں کہ یہ جیل خانہ جات کے سوالات ملتوی کر دیئے جائیں۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال۔۔۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا یہ آخری ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب کے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ مینو کو بہتر بنانے کے لئے نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔ میرا ضمنی سوال ان سے یہ ہے کہ وہ کون سی نئی ڈشیں ہیں جن کا اضافہ کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: ازراہ نوازش سوال کو ذرا دہرا دیا جائے۔

حاجی محمد اعجاز: اسی سوال کے جواب جز (ج) میں فرمایا گیا ہے کہ "مینو کو بہتر بنانے کے لئے نئی ڈشوں کا اضافہ کیا گیا ہے۔" وہ نئی ڈشیں کون سی ہیں ذرا ان کی وضاحت فرمادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: یہ مینو کی ایک لمبی فہرست ہے۔

جناب سپیکر: جو پہلے کھانا دیا جا رہا تھا اس میں کسی ڈش کا اگر اضافہ کیا گیا ہے تو اس کا نام بتادیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اضافہ تو۔۔۔

آوازیں: چلیں، بیٹھ جائیں۔ کوئی بات نہیں۔

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال ہے محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! شکریہ۔ سوال نمبر 3179 ۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جی۔

صوبہ میں قائم پولیس سٹیشنز و سٹاف اور مزید لیڈیز پولیس سٹیشنز کے قیام کی تفصیل

*3179 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں ضلع وار خواتین پولیس سٹیشنوں کی تعداد مع عملہ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ میں صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ قائم کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ کے تمام ضلعوں اور تحصیلوں میں خواتین اور بچوں کے لئے علیحدہ پولیس سٹیشن قائم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) پنجاب کے درج ذیل اضلاع میں وومن پولیس سٹیشنز قائم کئے گئے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

تفصیل لیڈیز عملہ

ضلع	تعداد پولیس	انسپکٹر	سب انسپکٹر	اسسٹنٹ سب انسپکٹر	ہیڈ کانسٹیبل
لاہور 1	---	SHO	1	---	14
راولپنڈی 1	1(SHO)	---	---	2	38
فیصل آباد 1	1(SHO)	---	---	1 مرد	12

(ب) یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور فیصل آباد میں بھی لیڈی پولیس سٹیشن قائم ہیں۔

(ج) متعلقہ حکومت پنجاب ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جز (ب) میں یہ پوچھا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبے میں صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ قائم کیا گیا ہے؟ تو اس میں یہ جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ لاہور کے علاوہ راولپنڈی اور فیصل آباد میں بھی لیڈیز پولیس سٹیشن قائم ہیں۔ میں

نے یہ سوال تین سال پہلے دیا تھا اور آج اس کا جواب دیا گیا ہے۔ جب میں نے سوال دیا تھا تو اس وقت صرف لاہور میں لیڈیز تھانہ موجود تھا۔ راولپنڈی اور فیصل آباد میں لیڈیز تھانے بعد میں قائم ہوئے ہیں۔ میرے سوال کے جز(ج) کا جواب دیتے ہوئے صرف یہ لکھا گیا ہے کہ "متعلقہ حکومت پنجاب ہے" جبکہ میں نے یہ پوچھا تھا کہ کیا آپ ضلعی اور تحصیل لیول پر لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کرنا چاہتے ہیں یا نہیں؟ اس کا کوئی واضح، تسلی بخش اور اطمینان بخش جواب نہیں دیا گیا۔ میں اس سے مطمئن نہیں ہوں۔ پورے پنجاب میں 34 سے زائد اضلاع ہیں جبکہ ان میں سے صرف تین اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کئے گئے ہیں۔ کیا پنجاب اور پاکستان میں خواتین کے حوالے سے جرائم ختم ہو گئے ہیں؟

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب میں یہ ضمنی سوال ہی کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: یہ تو تقریر ہے۔ آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پنجاب کے صرف تین اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم کئے گئے ہیں کیا باقی اضلاع میں خواتین کے حوالے سے جرائم ختم ہو گئے ہیں؟ باقی اضلاع میں لیڈیز پولیس سٹیشنز کیوں قائم نہیں کئے گئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں محترمہ کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس وقت انھوں نے سوال دیا تھا اس وقت بھی راولپنڈی میں وومن پولیس سٹیشن موجود تھا اور اس وقت صوبے میں تین وومن پولیس سٹیشنز ہیں۔ لاہور، فیصل آباد اور راولپنڈی میں وومن پولیس سٹیشن ہیں۔ انھوں نے دوسرا سوال یہ پوچھا ہے کہ کیا حکومت مزید لیڈیز پولیس سٹیشن قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو اس کے جواب میں یہ لکھا گیا ہے کہ "متعلقہ صوبائی حکومت ہے" یہ اس لئے لکھا گیا تھا کہ وسائل صوبائی حکومت نے پولیس کو فراہم کرنے ہوتے ہیں۔ اگر صوبائی حکومت وسائل فراہم کرے گی تو یہ قائم ہو جائیں گے۔

جناب والا! اس میں latest صورتحال یہ ہے کہ اس سال ADP میں پانچ نئے لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم کرنے کے لئے وسائل مہیا کئے جا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر فنڈز کی کمی کا مسئلہ تھا تو جواب میں یہ بتایا جاتا کہ فنڈز میں کمی کی وجہ سے فی الحال ہم یہ لیڈیز پولیس سٹیشنز قائم نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کے سوال کا جواب راجہ صاحب نے بڑی تفصیل کے ساتھ دے دیا ہے۔ انھوں نے موجودہ صورتحال سے بھی آگاہ کر دیا ہے۔ آپ کا سوال آنے کے بعد پانچ نئے لیڈیز پولیس سٹیشنز اے ڈی پی میں رکھے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا اگلا ضمنی سوال یہ ہے کہ جیلوں میں قیدیوں کو ملنے کے لئے جو خواتین و حضرات آتے ہیں ان کے بیٹھنے کے لئے جگہ کا انتظام ہے، نہ پینے کے پانی کا کوئی بندوبست کیا جاتا ہے اور نہ ہی بیٹھنے کے لئے بنچز اور سایہ وغیرہ کا کوئی انتظام کیا گیا ہے، وہاں پر کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ اگر کوئی آدمی بہاولنگر، منچن آباد یا پاکپتن سے لاہور کسی قیدی کو ملنے کے لئے آتا ہے اور یہاں آکر اسے بیٹھنے کے لئے جگہ بھی نہ ملے، پینے کے لئے پانی نہ ملے تو اس کا کیا حال ہو گا؟

جناب سپیکر: بی بی! یہ سوال آپ کے اصل سوال سے مطابقت نہیں رکھتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! یہ سارے جیل سے متعلقہ ہی مسائل ہیں جو میرے اپنے علاقے بہاولنگر میں بھی درپیش ہیں۔ میں نے جب بھی وہاں پر visit کیا تو انھوں نے یہی کہا کہ میڈم ہمیں فنڈز لے کر دیں۔ ہم یہاں پر شیڈ بنوانا چاہتے ہیں، پانی کا بندوبست کرنا چاہتے ہیں۔

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا سوال relevant نہیں ہے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! سوال نمبر 2145۔ جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جیلوں میں قید بچوں کی تمام تر تفصیلات

*2145 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب کی مختلف جیلوں میں کتنے بچے قید ہیں؟

(ب) کتنے بچے سزائے موت کے قیدی ہیں؟

(ج) کتنے قیدی بچوں کے مقدمات زیر سماعت ہیں؟

(د) جیلوں میں قید کتنے بچے قتل، چوری، ڈکیتی، منشیات اور اسلحہ رکھنے کے مقدمات میں ملوث ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 1193 بچے مقید ہیں جیل وار تعداد کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت سزائے موت کی سزا پانے والے بچوں کی تعداد 11 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 919 بچے مقید ہیں جن کے مقدمات مختلف اضلاع کی عدالتوں میں زیر سماعت ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (پ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 759 بچے قتل، چوری، ڈکیتی، منشیات اور اسلحہ کے مقدمات میں ملوث ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	قتل میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	335
2۔	چوری میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	132
3۔	ڈکیتی میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	142
4۔	اسلحہ رکھنے کے مقدمات میں اسیران بچوں کی تعداد	19
5۔	منشیات میں ملوث اسیران بچوں کی تعداد	131

جرم وار اسیر بچوں کی تفصیل ضمیمہ (ت) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری معلومات کے مطابق ایک Juvenile Jail فیصل آباد میں ہے اور دوسری شاید راولپنڈی یا بہاولپور میں بنانے کا منصوبہ زیر غور تھا۔ تو میں پہلا سوال یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ دوسری Juvenile جیل کہاں بنائی جا رہی ہے اور وہ کب تک بن جائے گی، اس کے علاوہ جو بچے مختلف جرائم کی بناء پر جیلوں میں بند ہیں ان بچوں کی تربیت، ان کے اخلاق کو بہتر بنانے اور کردار سازی کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! صوبے میں ایک زنانہ جیل اور دو بچوں کی جیلیں پہلے سے قائم ہیں۔ اب راولپنڈی اور فیصل آباد میں ایک ایک زنانہ جیل اور بچوں کے لئے ایک جیل راولپنڈی میں تعمیر کرنے کا منصوبہ زیر غور ہے۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب نے پوچھا ہے کہ جیل میں قید بچوں کی کردار سازی کے حوالے سے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اس حوالے سے ہم شاہ صاحب کی طرف سے پیش کی گئی تجاویز کو خوش آمدید کہیں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ تجاویز دیں محکمہ آپ کی تجاویز کو consider کرے گا۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! بچوں نے جیل کاٹنے کے بعد دوبارہ معاشرے کے اندر آنا ہوتا ہے تو میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا Juvenile Jail کے اندر ان بچوں کو کوئی ہنر سکھایا جاتا ہے تاکہ وہ معاشرے میں واپس آکر اپنی روزی خود کمانے کے قابل ہو سکیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کہا ہے کہ آپ اس حوالے سے انھیں اچھی تجاویز دیں وہ ان کو قابل عمل بنائیں گے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پہلے بچوں کو جیل کے اندر مختلف ہنر سکھائے جاتے تھے اب آہستہ آہستہ یہ سلسلہ بند ہو گیا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ سلسلہ کیوں بند کیا گیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: حضور والا! جیلوں میں تعلیم و تربیت کا انتظام موجود ہے۔ وہاں تعلیم بھی دی جاتی ہے اور مختلف اقسام کی تربیت بھی دی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بچے کسی بھی قوم کا سرمایہ ہوتے ہیں آنے والے کل میں انھوں نے باگ ڈور سنبھالنی ہوتی ہے۔ یہاں جیلوں میں جو بچے مختلف جرائم میں بند ہیں۔ ان میں جو چھوٹے چھوٹے جرائم کے باعث قید ہیں کیا انھیں رہا کرنے کے لئے حکومت نے کوئی کمیٹی بنائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! جو بچے petty cases میں مقید ہیں ان کے سلسلے میں سیشن جج صاحبان ہر مہینے جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور جنھیں وہ مناسب سمجھتے ہیں رہائی دلوا دیتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: آج تک کتنے بچوں کو سیشن جج صاحب نے رہائی دلوائی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! یہ تو Fresh Question ہے۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب اس کے لئے آپ Fresh Question دیں۔ اگلا سوال جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 3506۔ جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع گجرات میں 1999 سے 2003 پولیس کانسٹیبلز کی بھرتی کی تفصیلات

*3506 جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 1999 سے اکتوبر 2003 تک ضلع گجرات میں کتنے کانسٹیبل بھرتی ہوئے، بھرتی کمیٹی میں کون کون سے افسران شامل تھے، کانسٹیبل کی بھرتی کا میرٹ کیا تھا؟

(ب) کانسٹیبل بھرتی ہونے کے لئے کتنے افراد نے درخواستیں دیں، کتنے افراد بھرتی ہوئے، نیز کتنے افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) بھرتی کانسٹیبلان 1999

بھرتی کمیٹی

1۔ محمد الطاف قمر، ایس۔ایس۔پی، گجرات
2۔ محمود احمد خان، ایس۔پی، ہیڈ کوارٹر، گجرات
3۔ ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔ 80

کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔ 2934

بھرتی کا میرٹ:۔

(1) تعلیم میٹرک

2۔قد 5/7

3۔چھاتی 33تا 34½

4۔ڈومی سائل ضلع گجرات

5۔عمر 18 سے 25 سال

6۔تحریری امتحان

(ب) بھرتی کمیٹی:۔

1۔محمد مسعود خان بنگش، ایس۔ایس۔پی، گجرات

2۔محمود احمد خان، ایس۔پی، ہیڈ کوارٹر، گجرات

3۔ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔ 43

کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔ 790

بھرتی کانسٹیبلان 2000

بھرتی کمیٹی:۔

1۔ نسیم الزمان، ایس۔ایس۔پی، گجرات

2۔ امجد کریم بٹ، ڈی۔ایس۔پی، سٹی، گجرات

3۔ ملک شہباز احمد، ڈی۔ایس۔پی، لیگل، گجرات

کل کانسٹیبلان جو بھرتی کئے گئے۔ 22

کل درخواستیں جو جمع ہوئیں۔ 875

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی دو، تین، چار مہینے پہلے کی بات ہے۔ میں ڈی پی او لودھراں کے پاس کسی کام کے لئے گیا۔ میں ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں پر ہمارے ایک فاضل ایم پی اے تشریف لائے اور انھوں نے ایک فہرست ڈی پی او صاحب کے آگے رکھی کہ جناب آپ کو directionآ گئی ہو گی، پانچ کانسٹیبلان کی بھرتی میرے کوٹا میں سے ہونی ہے۔ میں فہرست دے رہا ہوں لہذا ان کو بھرتی کیا جائے۔ ڈی پی او صاحب بڑے پریشان ہوئے کہ ایم ایم اے کا ایک ممبر یہاں پر بیٹھا ہوا ہے اور ایم پی اے صاحب کھلے طریقے سے اپنے آدمیوں کو بھرتی کروانے کی

بات کر رہے ہیں۔ ان کے چہرے کے تاثرات بڑے عجیب و غریب تھے لیکن ایم پی اے صاحب اپنی بات پر بضد تھے اور وہ فہرست ڈی پی او کو پکڑا کر چلے گئے۔ حکومت جب اس طرح کا سلسلہ کرتی ہے تو اس سے مایوسی پھیلتی ہے۔ بھرتی کے لئے بہت ساری درخواستیں آتی ہیں۔ اگر بہاولپور میں کانسٹیبلان کی 100 اسامیاں ہیں تو کم و بیش دس ہزار درخواستیں موصول ہوتی ہیں۔ اس طرح سے جو کوٹا سسٹم اختیار کیا جاتا ہے اس کے نتیجے میں باقی لوگوں میں احساس محرومی پیدا ہوتا ہے اور یہ معاشرے کے اندر بڑے برے رجحانات کو جنم دیتا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! تو پھر آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حالیہ بھرتی میرٹ پر ہوئی تھی یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سب سے پہلے تو یہ وضاحت کرنا چاہوں گا کہ میرے محترم بھائی کا یہ ضمنی سوال نہیں بنتا چونکہ یہ سوال specifically for Gujrat ہے اور 1999 سے لے کر 2003 تک ہے۔ اس کا موجودہ بھرتیوں سے کوئی تعلق نہیں ہے لیکن میں اس کے باوجود اپنے محترم بھائی کو یقین دلاتا ہوں کہ میرٹ سے deviate کرتے ہوئے کسی بھی ضلع میں کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا ہے کہ نیز کتنے افراد کو رعایت دے کر بھرتی کیا گیا تفصیل بیان کی جائے اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: کون سا جز ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جز (ب) ہے۔ اس کا کوئی جواب نہیں دیا گیا۔ یہ درست ہے کہ یہ سوال 1999 سے 2003 تک ہے۔ میرا ضمنی سوال تو نرمی کر کے بھرتی کرنے کے متعلق ہے لیکن میں آپ کی خصوصی توجہ چاہتا ہوں کہ آج کے وقفہ سوالات کی کاپی میرے ہاتھ میں ہے اور اس میں جتنے بھی سوالات ہیں اگر آپ ان پر غور فرمائیں تو سارے سوال اڑھائی سے تین ساڑھے تین سال پرانے ہیں۔ میں اس ضمنی سوال کے حوالے سے یہ نشاندہی کرنا چاہتا ہوں کہ یہ سارے سوالات outdated ہو چکے ہیں اس لئے اس سے ایوان کے کسی ممبر کی دلچسپی ہے اور نہ ہی عوام کی فلاح کا

کوئی پہلو نکل سکتا ہے۔

جناب والا! تین سال پرانا جو سوال ہاؤس میں آئے گا اس میں ہم کیا سوال کریں گے اور متعلقہ وزیر کیا جواب دے گا۔ اس کی تو ساری صورتحال ہی بدل چکی ہوتی ہے۔ اس کا ذمہ دار کون ہے؟ اگر اس میں اسمبلی سیکرٹریٹ کی کوئی سستی یا کوئی تکنیکی مسئلہ ہے تو اس کی وضاحت ہونی چاہئے چونکہ قوم کے سرمایہ سے یہ محکمے اور اسمبلی سیکرٹریٹ بھی کام کرتا ہے۔

جناب سپیکر: جب محکمے سے جواب آنا ہوتا ہے تو تب ہی اسمبلی سیکرٹریٹ نے اسے ایجنڈے پر لانا ہوتا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میں کل دیکھ رہا تھا آپ ابھی اس سوال کو دیکھ لیں کہ جواب کی وصولی 03-06-17 کو ہوئی ہے۔ اسمبلی سکرٹریٹ کو یہ جواب آج سے تقریباً ساڑھے تین سال پہلے وصول ہوا تھا اور باقی بھی اسی طرح ہیں۔

جناب سپیکر: سمیع اللہ صاحب! جب محکمے کی باری آنی ہے اسی وقت ہی ایجنڈے پر لانا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ چونکہ اس ایوان میں ممبران کی تعداد بڑھی تو اس کے نتیجے میں جناب ڈپٹی سپیکر کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی چونکہ سوالات کی تعداد بڑھی ہے تو اس حوالے سے اسمبلی کے رولز اور پروسیجر میں بھی تبدیلی لائی جائے اور وقفہ سوالات کا ٹائم بڑھایا جائے۔ اس کمیٹی کے بھی دس اجلاس ہوئے لیکن وہ ابھی تک۔۔۔

جناب سپیکر: وہ کمیٹی کام کر رہی ہے۔ ابھی آپ کا کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال بڑا واضح ہے کہ جو رعایت دی گئی ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ہے کہ رعایت دی گئی ہے یا نہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسی جواب میں تین کمیٹیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ بظاہر تو میرٹ کا کہا جاتا ہے لیکن اندر کھاتے جو تین رکنی کمیٹی ہوتی ہے چونکہ آج کل (ق) لیگ کی حکومت ہے تو اس میں ایک بندہ ضرور ایسا ڈالا جاتا ہے جیسے انھوں نے کہا کہ ایم پی اے چٹ دے کر گیا یا کوئی منسٹر چٹ دے دے۔ تو ان تینوں کمیٹیوں میں ملک شہباز ڈی ایس پی کو ڈالا گیا ہے۔ آپ یہ دلچسپ امر دیکھیں کہ ان تین سالوں میں اس کا گجرات سے تبادلہ نہیں ہوا۔ باقی سارے چہرے بدل رہے ہیں لیکن وہ وہیں پر ہے۔ میں ملک شہباز کو ذاتی طور پر نہیں جانتا لیکن مجھے یقین ہے کہ یہی وہ بندہ ہے جو ارباب اختیار کی بات مانتے ہوئے اس صوبہ میں

میرٹ کی دھجیاں بکھیرے گا اور میرٹ کے برعکس بھرتیاں کرے گا۔ یہ بات زبان زد عام ہے کہ پٹواریوں اور کانسٹیبلان کی بھرتیاں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے تو تقریر شروع کر دی ہے۔ آپ بتائیں کہ آپ کا ضمنی سوال کیا بنا؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ بھرتیاں میرٹ کے برعکس کی گئی ہیں اور اس جواب میں غلط بیانی کی گئی ہے کہ یہ میرٹ پر ہوئی ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ جواب غلط ہے اور میرٹ کی دھجیاں اڑانے کے لئے ایک بندہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر تعینات ہے اور وہی بھرتی کمیٹی کا ممبر ہے۔

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں جواب بھی سن لیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انھوں نے تقریر کرنی تھی وہ فرما لی ہے لیکن ان کا کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔ میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی ہاں! جواب تو واضح آیا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے بڑا واضح جواب دیا ہے کہ کسی کو رعایت دے کر بھرتی نہیں کیا گیا۔ میں نے پہلے بھی categorically کہا تھا اور اب بھی repeat کرتا ہوں کہ نہ صرف اس specific period میں بلکہ حال میں بھی جو بھرتیاں ہوئی ہیں ان میں بھی کسی کو رعایت دے کر بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، درست ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انھوں نے جو ملک شہباز کے تین سالوں کا ذکر کیا ہے اور محترم دوست بڑا زور دے کر کہہ رہے تھے کہ غلط جواب دیا گیا ہے۔ 1999 میں دو دفعہ بھرتی ہوئی ہے اس لئے دو دفعہ اس کا نام آیا ہے۔ 2000 میں he was posted there اس لئے اس کا نام آیا ہے۔ 2001 میں وہاں پر posted نہیں تھا تو اس کا نام نہیں آیا۔ تو جو بندہ وہاں پر posted ہوگا اس کا نام آئے گا اور ویسے بھی DSP لیگل کا تین سال normal tenure ہے۔ تو جب وہ تین سال posted رہ سکتا ہے تو پھر اس کا نام ہونا ہے۔

جناب سپیکر: جی، تین سال بھی رہ سکتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے وضاحت کر دی ہے کہ کوئی رولز relax نہیں ہوئے۔ رمضان کا مہینہ ہے یہ یہاں پر on oath سٹیٹمنٹ دے دیں کہ جو موجودہ بھرتی ہوئی ہے اس میں ان ایم پی ایز کو کوٹا ملا تھا یا نہیں؟

جناب سپیکر: وہ on the floor of the House بات کر رہے ہیں اور صحیح بتا رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ بھی یہیں رہتے ہیں اور میں بھی یہیں رہتا ہوں۔ میرا ضمنی سوال ہے کہ کیا ان ایم پی ایز کو پانچ پانچ سپاہیوں کا کوٹا ملا ہے یا نہیں؟ یہ تو لڑ رہے تھے کہ ہمیں پانچ کی بجائے چھ یا سات سپاہیوں کا کوٹا دیں۔ اس میں کون سی چھپی ہوئی بات ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ایک معزز وزیر on the floor of the House بات کہہ رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! انھوں نے تو اس پر سٹیٹمنٹ ہی نہیں دی۔

جناب سپیکر: انھوں نے صحیح سٹیٹمنٹ دی ہے۔ جی، اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3180 ہے۔ میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جی اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

صوبہ میں خواتین اور نوعمر قیدیوں کے لئے علیحدہ جیلوں کا قیام

*3180 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ قید رکھا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جیلوں میں عملہ بھی مرد افراد پر مشتمل ہوتا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت بچوں اور عورتوں کے لئے الگ جیل بنانے اور وہاں پر لیڈیز عملہ تعینات کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ رکھا جاتا ہے بلکہ خواتین اسیران کو الگ وارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ جہاں خواتین عملہ ان کی دیکھ بھال اور نگرانی پر تعینات ہوتا ہے۔

(ب) صوبہ کی جیلوں میں زیادہ تر عملہ مرد افراد پر مشتمل ہے جبکہ زنانہ جیل ملتان اور دیگر جیلوں میں زنانہ وارڈ میں خواتین پر مشتمل عملہ ہی کام کرتا ہے۔ جہاں مردوں کو جانے کی اجازت نہ ہے۔

(ج) صوبہ میں ایک زنانہ جیل اور دو بچوں کی جیلیں قائم ہیں جو بالترتیب ملتان، بہاولپور اور فیصل آباد میں واقع ہیں جبکہ حکومت دو دو مزید جیلیں برائے خواتین اور نوعمر اسیران کے لئے مندرجہ ذیل اضلاع میں بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جس پر ابتدائی کام شروع ہو چکا ہے۔

1۔ زنانہ جیل، راولپنڈی

2۔ زنانہ جیل، فیصل آباد

3۔ بورسٹل جیل، راولپنڈی

4۔ بورسٹل جیل، ساہیوال ان جیلوں کی تعمیر کے بعد زنانہ جیلوں پر مشتمل عملہ تعینات ہوگا جبکہ بچوں کی جیلوں پر مرد افراد پر مشتمل عملہ تعینات ہوگا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے جز (الف) میں یہ پوچھا تھا کہ صوبے کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ پر رکھا جاتا ہے۔ انھوں نے جواب دیا ہے کہ یہ درست نہیں ہے کہ صوبے کی جیلوں میں مرد اور خواتین ملزمان کو ایک ہی جگہ پر رکھا جاتا ہے بلکہ خواتین اسیران کو الگ وارڈ میں رکھا جاتا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایک ہی کمرے میں مرد اور خواتین ملزمان کو اکٹھے تو نہیں رکھ سکتے۔ ظاہر ہے الگ وارڈ میں رکھیں گے۔ میرے کہنے کا مقصد یہ تھا کہ کیا آپ

خواتین اور بچوں کے لئے الگ جیلیں بنانے کے لئے تیار ہیں تاکہ ان کا سارا پروسیجر الگ سے ہو۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ انھوں نے پہلے شاہ صاحب کے سوال کے جواب میں کہا ہے کہ ہم بچوں کے لئے اور عورتوں کے لئے بھی نئی جیلیں بنا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں وارڈ کے حساب سے بات کر رہی ہوں۔ پلیز مجھے اس کا جواب چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: راولپنڈی میں زنانہ اور بچوں کی جیل کے لئے 40 ملین روپے سے زمین خرید لی گئی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اور بہت جلد اس پر تعمیر شروع ہو جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں تو پورے پنجاب کی بات کر رہی ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کے علاوہ بھی پنجاب میں بچوں اور عورتوں کے لئے جیل بنا رہے ہیں یا اس کا منصوبہ زیر غور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! فیصل آباد میں بھی زنانہ جیل بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، فیصل آباد میں بھی بنا رہے ہیں اور راولپنڈی میں بھی بنا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف تین اضلاع میں جیلیں بنانے سے کام نہیں چلے گا۔ آپ پورے پنجاب کے اضلاع کی تعداد دیکھیں اور اس حساب سے جیلوں کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! محترمہ کی اچھی تجویز ہے ذرا اس کو consider کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال ضمنی ہے کہ اس وقت محکمہ جیل خانہ جات میں کتنی ایسی خواتین ہیں جن کے پاس سپرنٹنڈنٹ جیل کا رینک موجود ہے؟

جناب سپیکر: ذرا سوال دہرا دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ محکمہ جیل خانہ جات میں کتنی ایسی خواتین ہیں جو سپرنٹنڈنٹ یا ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل کے رینک کی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! سپرنٹنڈنٹ جیل کی strength-I ہے اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کی 9 ہے۔ ان میں سے دو کی تقرری ہو چکی ہے اور سات ابھی خالی ہیں اور مرحلہ وار پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ان کی تقرری ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال میاں خالد محمود صاحب!

میاں خالد محمود: جناب والا! میرا سوال نمبر 3775 ہے اور میری استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع شیخوپورہ کی تحصیلوں میں جوڈیشل لاک اپس کی تعمیر کی تفصیلات

*3775 میاں خالد محمود: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع شیخوپورہ میں سال 1997 سے سال 2003 کے دوران تحصیل ننکانہ صاحب، نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل وغیرہ میں جوڈیشل لاک اپس تعمیر کئے گئے؟

(ب) اگر جز (الف) کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ جوڈیشل لاک اپس استعمال میں کیوں نہیں لائے جا رہے نیز ان نئے تعمیر شدہ جوڈیشل لاک اپس پر کل کتنی لاگت آئی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) تحصیل ننکانہ صاحب میں بنائی گئی جوڈیشل لاک اپ زیر استعمال ہے۔ نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل میں تعمیر شدہ جوڈیشل لاک اپس محکمہ پولیس کے حوالے کی گئی ہے اور نہ ہی

زیر استعمال ہیں۔اس جوڈیشل لاک اپس پر لاگت محکمہ ہذا سے متعلقہ نہ ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

میاں خالد محمود: جناب والا! میں نے اپنے سوال میں یہ پوچھا تھا ننکانہ، نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل کے جو جوڈیشل لاک اپس ہیں ان کی تعمیر تو کافی عرصہ پہلے ہو چکی ہے تو پھر ان کا استعمال کیوں نہیں کیا جا رہا۔ جواب میں کہا گیا ہے کہ ننکانہ کا جوڈیشل لاک اپ زیر استعمال ہے۔ نارنگ منڈی اور سانگلہ ہل کے جوڈیشل لاک اپس زیر استعمال نہیں ہیں۔ میرا سوال یہ تھا کہ دس سال پہلے یہ جوڈیشل لاک اپس تعمیر ہو چکے ہیں آج تک ان کو استعمال کیوں نہیں کیا گیا اور اس میں کیا قباحت ہے جبکہ حکومت اس پر رقم بھی خرچ کر چکی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ محکمہ پولیس اسی جوڈیشل لاک اپس کو زیر استعمال لائے گا جو تعمیر ہونے کے بعد اس کو handover کر دے گا۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات جو اس میں Executing Agency ہے اس نے یہ جوڈیشل لاک اپس handover نہیں کئے۔ جیسے ہی وہ ہمیں hand over کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کا استعمال شروع کر دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میاں خالد محمود صاحب نے یہ سوال 03-12-15 کو کیا تھا اور اس کا جواب آیا ہے 04-01-21 کو اگر وہاں پر جوڈیشل لاک اپس بنے تھے تو اس کو دو اڑھائی سال ہو گئے لیکن انہیں محکمہ پولیس کے سپرد نہیں کیا گیا۔

جناب سپیکر: یہ سوال 03-12-15 کو آیا تھا اور اس کا جواب کب آیا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: اس کا جواب آیا ہے 04-01-21 کو۔

جناب سپیکر: پونے دو سال ہو گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اگر وہاں پر جوڈیشل لاک اپ بنا ہے تو وزیر قانون صاحب فرما دیں کہ یہ process جو پچھلے چار سال سے ہو رہا ہے اب اس پر اور کتنا عرصہ لگے گا؟

جناب سپیکر: چار سال تو نہیں بنتے۔

جناب ارشد محمود بگو: پونے تین سال ہو گئے ہیں۔

جناب سپیکر: پونے تین سال بھی نہیں ہوئے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! اتنا عرصہ ہو گیا ہے اور بلڈنگ بھی بن گئی ہے تو اس میں کیا قباحت ہے، کیا وجہ ہے کہ اس عمارت کو پولیس کے handover نہیں کیا جا رہا۔ یہ اتنا فرما دیں کہ پولیس کو کب handover کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اس میں میری پہلی گزارش تو یہ ہے کہ اس میں ایک confusion جو میں دور کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات بھی درست ہے کہ یہ جوابات ہم نے طویل عرصہ پہلے اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروا دیئے تھے لیکن آج جو جوابات ہم ہاؤس میں دے رہے ہیں وہ آپ کی ہدایت اور رولنگ کے مطابق updated دے رہے ہیں۔ یہ جوابات آج کی صورتحال کے مطابق ہیں۔ میں نے categorically یہ کہا ہے سوال یہ کیا گیا تھا کہ دو جو دوسرے جوڈیشل لاک اپس ہیں وہ ہم استعمال کیوں نہیں کر رہے۔ یہ دو علیحدہ علیحدہ محکمہ جات ہیں ایک محکمہ پولیس ہے جس نے یہ استعمال کرنا ہے اور دوسرا محکمہ مواصلات و تعمیرات ہے جس نے یہ تعمیر کرنا ہے۔ تعمیر ہونے کے بعد جب محکمہ مواصلات ہمیں یہ بتائے گا کہ یہ مکمل ہو چکے ہیں اور آپ take over کریں تو ہم take over کرنے کے بعد ان کا استعمال شروع کریں گے۔ اس لئے یہ سوال محکمہ مواصلات و تعمیرات سے کیا جا سکتا ہے کہ یہ جوڈیشل لاک اپ جن کی اتنی allocations تھیں یہ جن پر فلاں عرصے سے کام شروع ہوا تھا وہ کب تک مکمل ہوں گے۔ یہ سوال ایک علیحدہ محکمے سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! on her behalf سوال نمبر 3522۔

قیدیوں کی سزاؤں کی کمپیوٹرائزیشن

*3522 محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں بعض قیدیوں کو سزا پوری ہونے پر بھی دفتری لاپرواہی کی وجہ سے وقت مقرر پر رہا نہیں کیا جا رہا؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ بھر میں قیدیوں کی سزا کو کمپیوٹرائز کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست نہ ہے قیدیوں کو ان کی مطلوبہ سزا پوری کرنے پر رہا کر دیا جاتا ہے۔ اس بات کو یقینی بنانے کے لئے ہر قیدی کی حتمی رہائی سے تین ماہ قبل اس کے کاغذات کی جانچ پڑتال کر کے اس کی حتمی تاریخ رہائی مقرر کر دی جاتی ہے جس کا اندراج release diary register میں کر دیا جاتا ہے۔ یہ رجسٹر ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ اور سپرنٹنڈنٹ خود چیک کرتے ہیں تاکہ غلطی کا امکان نہ رہے۔

(ب) اس سلسلہ میں حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ADP کی مد میں مبلغ -/13.290 ملین روپے برائے پریزن مینجمنٹ اینڈ انفارمیشن سسٹم مختص کئے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کا بندوبست کر رہا ہے۔ توقع ہے کہ اسی سال 30۔ جون تک ہارڈ ویئر کی خریداری مکمل ہو جائے گی اس سلسلہ میں انفارمیشن ٹیکنالوجی (I.T) ڈیپارٹمنٹ نے متعلقہ کمپیوٹر سٹاف بھرتی کر کے ان کی ٹریننگ شروع کر دی ہے۔ امید ہے کہ تمام مراحل اس سال میں مکمل ہونے کے بعد ریکارڈ کمپیوٹرائز کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جواب کے جز (ب) میں جواب دیا گیا ہے کہ حکومت پنجاب نے موجودہ مالی سال میں ADP کی مد میں مبلغ -/13.290 ملین روپے برائے پریزن مینجمنٹ اینڈ انفارمیشن سسٹم مختص کئے ہیں۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی ڈیپارٹمنٹ سافٹ ویئر اور ہارڈ ویئر کا بندوبست کر رہا ہے۔ توقع ہے کہ اس سال 30۔ جون تک ہارڈ ویئر کی خریداری مکمل ہو جائے گی۔ میرا سوال یہ ہے کہ یہ جواب دیا گیا تھا 2004 میں اور اس سال 30۔ جون تک یہ مکمل بھی ہو جانا تھا۔ اب یہ مکمل ہوا ہے یا نہیں اور اگر یہ مکمل ہوا ہے تو کون سی جیل میں یہ سسٹم کام کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا اس سال 19.021 ملین روپے اس کے لئے فراہم کئے گئے ہیں جس سے محکمہ انفارمیشن اینڈ ٹیکنالوجی نے سافٹ ویئر مکمل کر لیا ہے۔ ہارڈ ویئر 31۔دسمبر 2006 تک مکمل ہو جائے گا۔ اس طرح سنٹرل جیل کوٹ لکھپت لاہور اور ڈسٹرکٹ جیل لاہور میں پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر یہ سکیم شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ سوال کا جواب 2004 میں آیا تھا اور توقع کی گئی تھی کہ اسی سال 30۔جون تک یہ مکمل ہو جائے گا اور جیسا کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے بتایا ہے کہ اب بھی ہارڈ ویئر کا کام مکمل نہیں ہوا اس لئے میں یہ سمجھتی ہوں کہ یہ تو مکمل طور پر دونوں محکموں کی نااہلی ہے کہ دو سال پہلے جو کام ہو جانا چاہئے تھا وہ ابھی تک نہیں ہوا اور اب بھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جتنے سوالوں کے جواب دیئے ہیں اس میں بھی یہ کہا گیا ہے کہ معاملہ زیر غور ہے اس لئے اس کا categorically جواب دیا جائے کہ کب تک یہ پراجیکٹ مکمل کر لیا جائے گا۔ پچھلے اور موجودہ فنڈز استعمال کرنے کے بعد سافٹ ویئر اور ہارڈ وئیر کا کام کب تک مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: محترمہ جہاں اتنی بڑی رقم خرچ ہونی ہے وہاں وقت تو لگتا ہے؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! آخر کتنا وقت لگنا ہے؟

جناب سپیکر: انہوں نے کہا ہے کہ 31۔دسمبر 2006 تک یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال کے جز (الف) کے اندر یہ بات پوچھی گئی ہے کہ قیدی سزا پوری ہونے پر بھی رہا نہیں ہو سکتے۔ اس میں یہ عرض کروں گا کہ بعض قیدی ایسے ہوتے ہیں کہ ان پر جو جرمانے کی رقم ہوتی ہے وہ ادا نہیں کر سکتے۔ ابھی میں نے پانچ چھ روز پہلے اخبار میں پڑھا ہے۔ ڈی آئی جی جیل خانہ جات ملتان کی طرف سے ایک اپیل آئی ہوئی تھی کہ اتنے قیدی ہمارے ہیں اور ان کی رہائی کے لئے اتنی رقم چاہئے اور اتنی ہم نے اکٹھی کر لی ہے اور اتنی اور کی اپیل ہے۔ میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت سرکاری طور پر بنکوں سے اربوں روپے کی زکوٰۃ وصول کرتی ہے۔ کیا یہ زکوٰۃ کا صحیح مصرف ہے کہ غریب قیدی جو جرمانے کی

رقم ادا نہیں کر سکتے آیا حکومت اس مد سے ان کو کوئی رقم فراہم کرتی ہے اور اگر نہیں بھی فراہم کرتی تو میں راجہ صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ میری یہ جو تجویز ہے اس کو کسی فورم پر زیر بحث لا کر اس پر فیصلہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! یہ ایک شرعی مسئلہ ہے اس پر پورے غور و خوض کے بعد ہی کوئی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا بھی سوال یہی ہے کہ میری اس تجویز پر غور کیا جائے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! معمول یہ ہے کہ مخیر حضرات اس قسم کی امداد دیتے رہتے ہیں

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے زکوٰۃ کے بارے میں کہا ہے کہ زکوٰۃ کے پیسوں میں سے اس مد پر خرچ کیا جا سکتا ہے؟ یہ آپ دیکھ لیں اچھی تجویز ہے اگر شرعی لحاظ سے اس کی اجازت ہے تو پھر دیکھ لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میری یہ گزارش ہے کہ اس تجویز پر کوئی مثبت عمل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: وزیر قانون صاحب بھی اس بات کو سن رہے ہیں۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 3886۔

گوجرانوالہ، 03-2002 میں دہشت گردی کے واقعات، ہلاک، زخمی افراد اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*3886 لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سال 03-2002 میں گوجرانوالہ ضلع میں دہشت گردی کے کتنے واقعات ہوئے ان واقعات میں کتنے افراد ہلاک اور کتنے زخمی ہوئے؟

(ب) ان واقعات / مقدمات میں کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے مفرور ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے مقدمات عدالت ہائے میں زیر سماعت ہیں اور کتنے مقدمات کے فیصلے ہوئے تمام کارروائی سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ضلع ہذا میں 2002 اور 2003 کے دوران دہشت گردی کا کوئی واقعہ نہ ہوا ہے۔

(ب) NIL

(ج) NIL

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب والا! کوئی واقعہ ہی نہیں ہوا تو ضمنی سوال کیا کریں۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 3553۔

جیلوں میں بند معمولی جرائم کے قیدیوں کی رہائی کا مسئلہ

*3553 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب بھر کی جیلوں میں قیدیوں کی بہت بڑی تعداد کے خلاف معمولی نوعیت کے مقدمات ہیں؟

(ب) کیا حکومت ایسے قیدیوں کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے جو کئی کئی سالوں سے جیلوں میں بند ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے پنجاب کی جیلوں میں اس وقت 49249 اسیران موجود ہیں جن میں معمولی نوعیت کے اسیران کی تعداد 3390 ہے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! ہر ماہ کے آخری ہفتہ میں سیشن جج صاحبان جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو جیل سے رہائی دلواتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب والا! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ ہر ماہ کے آخری ہفتے سیشن جج صاحبان جیلوں کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی جرائم میں بند اسیران کو جیل سے رہائی دلاتے ہیں۔ پچھلے تین سال میں اب تک کتنے قیدیوں کو رہا کیا جا چکا ہے ان کے بارے میں تفصیل فراہم کی جائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: اس کے لئے جناب والا! Fresh Notice چاہئے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب محمد نواز ملک!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! On his behalf سوال نمبر 4102

فیصل آباد میں سول ڈیفنس کے دفاتر، عملہ اور دیگر متعلقہ تفاصیل

*4102 جناب محمد نواز ملک: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں سول ڈیفنس کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں ان کے عملہ کی تعداد، نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہے اور کیا یہ سرکاری عمارتوں میں قائم ہیں اگر پرائیویٹ عمارتوں میں ہیں تو کتنے کرایہ اور کتنے عرصہ کے لئے معاہدہ کیا ہے تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ادارہ کن کن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے، کورس کی تفصیل گزشتہ 3 سال سے تربیت لینے والے سرکاری / غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل مدت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا غیر سرکاری افراد سے فیس لی جاتی ہے تو ہر کورس کی فیس کی تفصیل گزشتہ 3 سال کے اخراجات اور آمدن بھی بتائی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) فیصل آباد میں سول ڈیفنس کا دفتر بلال روڈ نزد باغ جناح پر واقع ہے جو کہ سرکاری عمارت میں قائم ہے جو کہ دفتر کی اپنی ملکیت ہے۔ عملہ کی تعداد نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ ادارہ جن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے ان کورسز کی تفصیل گزشتہ تین سال سے تربیت لینے والے سرکاری / غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل مدت کی تفصیل جھنڈی (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کسی غیر سرکاری فرد سے کوئی فیس نہیں لی جاتی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! اس میں گزارش یہ ہے کہ جو سول ڈیفنس کا محکمہ ہے ایک دور میں جب اس محکمے کا بہت زیادہ contribution ہوا کرتا تھا۔ تمام شہروں میں کسی بھی ہنگامی صورتحال میں اہم رول ہوتا تھا لیکن اب یہ محکمہ صرف کاغذوں میں رہ گیا ہے۔

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ اعجاز احمد: جی، میں ضمنی سوال کرنے والا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! اب صرف کاغذوں میں یہ محکمہ رہ گیا ہے۔ اب آپ یہ ملاحظہ فرمائیں کہ انہوں نے جو تفصیل دی ہے پرائیویٹ عمارتوں کے بارے میں جو یہ پوچھا گیا ہے کہ ان کے دفاتر کہاں کہاں واقع ہیں۔ اس کے بعد یہ جو جز (ب) ہے اس میں پوچھا گیا ہے کہ مذکورہ ادارہ کن کن شعبوں میں تربیت دے رہا ہے، کورس کی تفصیل گزشتہ تین سال سے تربیت لینے والے سرکاری غیر سرکاری افراد کی تعداد اور محکمہ جات کے نام ہر کورس کی تکمیل کی مدت کی تفصیل فراہم کی جائے اور اس میں مدت بھی فراہم کی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو اسامیاں خالی پڑی ہیں ان پر کب تک بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

MR. SPEAKER: Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں معزز رکن کی اطلاع کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ خالی پڑی ہوئی اسامیوں کی وجہ سے سول ڈیفنس کے ادارے کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا۔ میں پہلے اسامیوں کے متعلق گزارش کر دوں کہ یہ ایک continuous process ہے جس طرح اسامیاں خالی ہوتی ہیں انہیں پر کیا جاتا رہا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہاں ہمارے صوبے میں جو بھی حکومت آئی اس نے ایک طویل عرصے تک ہمیشہ نئی ریکروٹمنٹ پر پابندی رکھی اور موجودہ حکومت نے ابھی آ کے ریکروٹمنٹ کا یہ process شروع کیا ہے اور اب سارے محکموں

کی ریکروٹمنٹ باری باری جاری ہے لیکن جہاں تک محکمے کی کارکردگی کا تعلق ہے انہوں نے پہلے فرمایا کہ محکمے کی کارکردگی ٹھیک نہیں ہے۔ ہم نے باقاعدہ جو فہرست فراہم کی ہے اس میں ہم نے courses کی تعداد بتائی ہے، courses میں جتنے ہزار لوگوں نے ٹریننگ حاصل کی ہے وہ بتائی ہے اور اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ تقریباً بارہ ساڑھے بارہ ہزار سے زیادہ لوگ اس specific period میں وہاں سے ٹریننگ حاصل کر چکے ہیں تو اگر اس محکمے کی کارکردگی سے متعلقہ کوئی specific سوال ہے تو میں اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے فرمایا ہے کہ خالی پوسٹوں کی وجہ سے محکمے کی کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ ان کی بات بالکل ٹھیک ہے جو اسامیاں خالی ہیں ان کی وجہ سے اس محکمے کی کارکردگی پر کوئی اثر نہیں پڑ رہا اور میں تو سمجھتا ہوں کہ جو لوگ کام کر رہے ہیں ان کی وجہ سے بھی اس محکمے کی کارکردگی پر کوئی فرق نہیں پڑ رہا۔ ان کا کام تو یہ ہوتا ہے کہ جب کوئی ایمر جنسی صورتحال پیدا ہو تو وہاں پر جا کر اپنا رول ادا کرنا۔ ابھی پچھلے دنوں میں غلام محمد آباد، فیصل آباد میں ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا جس میں 24/25 کے قریب ہلاکتیں ہوئیں۔ ہم وہاں پر موجود رہے لیکن سول ڈیفنس کا کوئی رضاکار یا کوئی بندہ وہاں پر موجود نہیں تھا اگر موجود تھا تو راجہ صاحب بتادیں کہ کن لوگوں کو وہاں پر depute کیا گیا تھا؟

جناب سپیکر: آپ کی proposal یہ ہے کہ یہ بھرتیاں جلدی ہونی چاہئیں۔

شیخ اعجاز احمد: نہیں، جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس محکمے کی کارکردگی بالکل زیرو ہے اور اس کو up lift کرنے کی بات ہے۔

MR. SPEAKER: Minister for Law.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! 40 میں سے صرف 4 اسامیاں خالی ہیں جنہیں انشاء اللہ تعالیٰ due course میں پُر کر لیا جائے گا اور اس وقت تک محکمے کا کام رضاکاروں کو ٹریننگ دینا ہے۔ یہاں کوئی سرکاری طور پر ہمارے ملازمین بھرتی نہیں ہوتے، نہ ہم کسی رضاکار کو تنخواہ دیتے ہیں۔ یہ volunteers ہوتے ہیں جنہیں محکمہ ٹریننگ دیتا ہے ان کا کام آگے جا کر کرنا ہوتا ہے اور اس کو محکمہ پھر ریگولر کرتا ہے۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ تقریباً 25 ہزار رضاکاروں کو ہم صرف فیصل آباد میں ٹریننگ دے چکے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ ابھی حال ہی میں

ہمارے ملک میں زلزلے کے حوالے سے جو ایک بہت بڑا سانحہ ہوا تھا، پھر راولپنڈی میں اسی زلزلے کے نتیجے میں جو ایک تباہی آئی تھی وہاں پر ہمارے سول ڈیفنس کے جن عام رضاکاروں نے کام کیا انہیں وفاقی اور صوبائی حکومت کی طرف سے باقاعدہ میڈلز بھی دیئے گئے ہیں اور انہوں نے آزاد کشمیر میں بھی کام کیا، این ڈبلیو ایف پی میں کام کیا اور میں سمجھتا ہوں کہ جو رضاکارانہ طور پر کام کرتے ہیں ان کی کارکردگی کی ہمیں حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ next ہے۔ محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ!

محترمہ صغیرہ اسلام: سوال نمبر 3554۔

ملتان جیل میں قیدی خواتین کے نام، جرائم اور دیگر تفاصیل

*3554 **محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ملتان جیل میں خواتین قیدیوں کی تعداد کتنی ہے ان کے نام کیا ہیں؟

(ب) کن کن جرائم میں ان کو سزا ہوئی؟

(ج) سزا کی مدت کتنی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بہت سی خواتین معمولی جھگڑوں کی وجہ سے جیلوں میں بند ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان خواتین کو چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) زنانہ جیل ملتان میں خواتین قیدیوں کی تعداد 223 ہے۔

(ب) زنانہ جیل ملتان میں مقید خواتین اسیران کے جرائم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) زنانہ جیل ملتان میں مقید خواتین اسیران کے جرائم کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) جناب ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان ہر ماہ کے آخری ہفتے میں جیل کا دورہ کرتے ہیں اور معمولی نوعیت کے مقدمات میں ملوث خواتین اسیران کو ذاتی مچلکوں پر رہا فرماتے ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ صغیرہ اسلام: جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ملتان زنانہ جیل میں کتنی خواتین قیدی ہیں تو منسٹر صاحب نے فرمایا کہ وہاں پر 223 قیدی خواتین موجود ہیں۔ میرے سوال کے جواب میں انہوں نے ان قیدی خواتین کے مقدمات لکھے ہیں کہ کس کس قیدی خاتون کو کس کس جرم کے تحت وہاں پر رکھا گیا ہے۔ میں نے جز (د) میں ان سے پوچھا ہے کہ کیا کچھ خواتین ایسی ہیں جن کے کیس معمولی نوعیت کے ہیں تو انہوں نے کہا ہے کہ یہ درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر خود بھی اس جیل میں گئی ہوں وہاں پر بہت سی خواتین ایسی ہیں جو بہت سے معمولی کیسوں کی وجہ سے جیل کے اندر بند ہیں تو منسٹر صاحب سے میری درخواست ہے کہ جو خواتین بہت چھوٹے مقدمات میں ملوث ہیں انہیں رہا کیا جائے تاکہ وہ ان criminal لوگوں میں رہ کر مزید خرابی کا موجب نہ بن جائیں۔ کیا ایسا ممکن ہے کہ جن خواتین پر معمولی نوعیت کے کیس ہیں انہیں چھوڑ دیا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! کسی کو رہا کرنا ہمارا کام نہیں ہے۔ یہ عدالتوں کا کام ہے اور سیشن جج صاحب ہر ماہ جیلوں میں جا کر patty cases کے اسیران کو رہائی دلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next ہے جناب محمد نواز ملک !

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 4103۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ سیفٹی کمیشن
اور امن کمیٹیوں کے ممبران کا طریق کار اور کارکردگی

*4103 **جناب محمد نواز ملک:** کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ سیفٹی کمیشن اور ضلعی امن کمیٹیاں کن قواعد کے تحت کام کر رہی ہیں۔ کس کے حکم سے بنائی گئیں۔ ممبران کے انتخاب کا طریق کار کیا ہے ان پر گزشتہ 3 سالوں کے اخراجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیاپولیس ان کے ماتحت ہے؟

(ج) اگر جز(ب)کا جواب اثبات میں ہے تو آج تک کی کارکردگی کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن پولیس آرڈر2002 کے تحت بنائی گئی ہیں۔ سلیکشن پینل اور ممبران کے انتخاب کا طریق کار نوٹیفکیشن نمبری HP-II/4-10/2002 مورخہ 02-10-05 میں واضح کیا گیا ہے۔ رولز کی کاپی اور متعلقہ شق پولیس آرڈر2002 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ کمیشن نوٹیفکیشن نمبری HP-II/4-10/2002 مورخہ 02-10-15 کو ہوم ڈیپارٹمنٹ حکومت پنجاب کے تحت تشکیل دیا گیا ہے۔اس کمیشن کو اخراجات کے لئے

2001تا2003	12,97,000/-
2003تا2004	12,97,000/-

ٹوٹل-/25,94,000روپے بجٹ فراہم کیا گیا ہے، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضلعی امن کمیٹیاں مرکزی کابینہ کے فیصلے کی روشنی میں تشکیل دی جارہی ہے، تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پولیس ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے۔

(ج) آج تک کل 70 درخواستیں DPSC فیصل آباد میں وصول ہوئی ہیں جن میں سے گیارہ درخواستوں پر عملدرآمد مکمل ہوگیا ہے اور بقایا ابھی 59 زیر غور ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (ب) کے بارے میں میرے دو supplementary questions ہیں۔ جز(ب) میں ہے کہ کیا پولیس پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت ہے۔ جواب میں ہے کہ پولیس ڈسٹرکٹ پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر پولیس سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہ ہے تو پولیس کس کے ماتحت ہے کیونکہ عوام کا

عام perception یہ ہے کہ اس صوبے کی [*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ وضاحت فرمادیں کہ اگر پولیس پبلک سیفٹی کمیشن کے ماتحت نہیں ہے تو کس کے ماتحت ہے۔ میرا دوسرا سوال یہ ہے اور اس سوال کے جواب میں جو figures دیئے گئے ہیں پبلک سیفٹی کمیشن فیصل آباد کے پاس پونے دو سال میں 70 کے قریب درخواستیں آئی ہیں اور انہوں نے پونے دو سال میں صرف 11 درخواستوں پر کارروائی مکمل کی ہے تو پبلک سیفٹی کمیشن فیصل آباد کی یہ جو ناقص کارکردگی ہے کہ اگر حکومت اور پولیس کے نمائندے سب مل کر اس کمیٹی میں بیٹھ کر پونے دو سال میں 70 درخواستوں میں سے صرف 11 درخواستوں پر فیصلہ کریں گے تو اس لولے لنگڑے ادارے کی کارکردگی کے بارے میں بھی بتادیں۔

جناب سپیکر: فیصل آباد میں ابھی نئے الیکشن ہوئے ہیں جس کے تحت نیا پبلک سیفٹی کمیشن آگیا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اگر آپ اسے پڑھ لیں۔ اسی سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ کمیشن نوٹیفکیشن نمبری۔۔۔

جناب سپیکر: جب ضلع کونسل کے بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں اس کے بعد یہ پبلک سیفٹی کمیشن کا الیکشن ہوا ہے تو یہ پونے دو سال تو نہیں بنتے ناں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ لکھا ہوا ہے میں نے تو لکھے پر جانا ہے۔

جناب سپیکر: یہ سابق ادوار کا ہوگا۔

جناب سمیع اللہ خان: چلیں، یہ میرے دو سوال ہیں کہ [****] کے ماتحت نہیں ہے تو کس کے ماتحت ہے؟

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ ضلعی امن کمیٹیاں مرکزی کابینہ کے فیصلے کی روشنی میں تشکیل دی جا رہی ہیں۔ یہ امن کمیٹی قائم کرتے وقت کیا قواعد و ضوابط سامنے رکھے جاتے ہیں۔ کسی کو جب امن کمیٹی کا ممبر یا چیئرمین بنایا جاتا ہے تو اس کے لئے ان کے پیش نظر کیا معیار ہوتا ہے؟

MR. SPEAKER: Minister for Law.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں سب سے بڑا معیار یہی ہے کہ یہ کمیٹیاں کسی سیاسی بنیاد پر نہیں تشکیل دی جاتیں بلکہ یہ across the board تمام مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے لوگ، تمام مسالک سے تعلق رکھنے والے علمائے کرام پر مشتمل یہ کمیٹیاں تشکیل دی جاتی ہیں۔ ہر ضلع میں یہ کمیٹی موجود ہے اور یہ کمیٹی کوئی سیاسی کام نہیں کرتی بلکہ اپنے اپنے اضلاع میں مذہبی رواداری، بھائی چارے کے فروغ کے لئے اور ضلع میں امن و امان کو قائم رکھنے کے لئے اپنا کردار ادا کرتی ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے جو ارشاد فرمایا ہے اگر فارمولا یہ ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے اگر اس فارمولے کے بالکل برخلاف اگر کوئی امن کمیٹی بنی ہوئی ہو، جس میں علماء نہ ہوں بلکہ اس کمیٹی کے ممبران کو محض سیاسی بنیادوں پر بھرتی کیا گیا ہو تو کیا وہ کمیٹی کالعدم کر دی جائے گی؟

جناب سپیکر: شاہ صاحب، یقیناً فارمولا وہی ہو گا جو معزز منسٹر on the floor of the House فرما رہے ہیں۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی آپ نے فرمایا ہے کہ فیصل آباد میں نیا پبلک سیفٹی کمیشن معرض وجود میں آ چکا ہے۔ یہ جو نیا کمیشن بنا ہے اس میں کتنے مقدمے آج تک پیش ہوئے ہیں اور کتنوں کا انھوں نے فیصلہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: یہ نیا سوال بنتا ہے۔ اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: سوال نمبر 3804 ہے۔

جناب سپیکر: کیا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب جواب کو پڑھ دیں۔

سانحہ ڈسٹرکٹ جیل سیالکوٹ کی انکوائری
اور مزید حفاظتی اقدامات کی تفصیل

*3804 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پچھلے دنوں سیالکوٹ جیل میں چار جج صاحبان شہید ہوئے اور حکومت نے اس واقعہ کی انکوائری کروانے کا اعلان کیا تو کیا انکوائری فائنل ہوئی؟

(ب) کیا حکومت نے ایسے واقعات سے بچنے کے لئے جیلوں میں حفاظتی اقدامات میں کوئی پیشرفت کی ہے اگر کی ہے تو صوبائی اسمبلی کو بتایا جائے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 03-07-25 کو ڈسٹرکٹ جیل، سیالکوٹ میں ایک افسوسناک سانحے میں چار جج صاحبان شہید ہوئے۔ اس واقعہ کی انکوائری کے لئے حکومت پنجاب نے چیئرمین وزیر اعلیٰ معائنہ ٹیم کی سربراہی میں ایک اعلیٰ سطحی انکوائری کمیٹی تشکیل دی اس کے ساتھ ساتھ ڈی آئی جی جیل خانہ جات کو بھی واقعہ کی انکوائری پر مامور کیا۔ جنہوں نے مکمل چھان بین اور تحقیقات کے بعد اپنی رپورٹ حکومت کو پیش کر دی اس انکوائری رپورٹ کی روشنی میں جیل کے 30 ملازمین بشمول سپرنٹنڈنٹ جیل، ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل وغیرہ کو فرائض کی ادائیگی میں غفلت برتنے کا مرتکب اور قصوروار پایا گیا چنانچہ ان کے خلاف پنجاب برطرفی ملازمت (خصوصی اختیارات) آرڈیننس کے تحت تادیبی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ ان ملازمین کے خلاف بجرم قتل بالسبب فوجداری مقدمہ بھی درج کروایا گیا جس کا چالان بعدالت جناب خصوصی جج برائے انسداد دہشت گردی گوجرانوالہ پیش ہو چکا ہے اور مقدمہ کی باقاعدہ سماعت ہو رہی ہے۔

(ب) حکومت پنجاب نے مستقبل میں ایسے حادثات اور واقعات سے بچنے کے لئے انقلابی وانتظامی اور رفاہی اصلاحات عمل میں لائی ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

انتظامی اصلاحات: حکومت نے سیالکوٹ جیل کے سانحہ کے فوراً بعد محکمہ جیل خانہ جات کے

انتظامی ڈھانچے کی تنظیم نو کی ہے اور مقامی سطح پر جیلوں کے معاملات کے مؤثر کنٹرول کے لئے ڈی آئی جی جیل خانہ جات کی دو اضافی اسامیوں کی منظوری دی ہے۔ ان اسامیوں پر محکمہ کے تجربہ کار افسران کو تعینات کیا گیا ہے اور ان میں ایک کے سپرد Northern Rawalpindi اور دوسرے کے سپرد Southern Region Multan کی کمانڈ کی گئی ہے۔ علاوہ ازیں دفتر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات پنجاب میں اسسٹنٹ انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات کی تین اسامیوں کی منظوری دی گئی۔ جن پر محکمہ کے تین افسران کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ جیلوں کے لئے ترقیاتی منصوبوں پر مؤثر عملدرآمد کے لئے ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ اور ڈپٹی ڈائریکٹر ڈویلپمنٹ کی اسامیوں کی دفتر انسپکٹر جنرل جیل خانہ جات میں منظوری دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ جیل اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ جیل سمیت جیل کے انتظامی عملے کی 1997 عدد اضافی اسامیوں کی منظوری دی گئی ہے جن پر تعیناتی کا عمل قواعد وضوابط کے مطابق جاری ہے۔ کسی بھی ہنگامی صورتحال سے نبٹنے کے لئے حکومت نے تمام جیلوں کے لئے تربیت یافتہ عملے پر مشتمل سریع الحرکت سکواڈ تشکیل دیئے ہیں تاکہ فوری اور مقامی طور پر حالات کو کنٹرول کیا جا سکے اور کسی ناگہانی واقعہ سے بچا جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جواب پڑھانے کے میرے دو مقصد تھے۔ ایک تو یہ تھا کہ جناب فضل حسین سُمرا، پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی پریکٹس ہو جائے اور دوسرا یہ کہ انٹرنیشنل لیول کا ایک واقعہ سیالکوٹ میں ہوا تھا۔ اس حوالے سے بھی میں چاہتا تھا کہ سارا ہاؤس اس سے آگاہ ہو جائے۔

جناب سپیکر! دو وجوہات تھیں جن کی وجہ سے یہ واقعہ وقوع پذیر ہوا۔ ایک وجہ تو یہ تھی کہ جیل میں سیشن جج یا ججز جب جاتے ہیں تو وہ وہاں پر سپرنٹنڈنٹ اور ڈپٹی سپرنٹنڈنٹ کو کہتے ہیں کہ آپ جا کر دفتر میں بیٹھیں۔ ہم جا کر قیدیوں سے خود بات کریں گے۔ یہ واقعہ جو سیالکوٹ میں وقوع پذیر ہوا تھا اس کی ایک وجہ یہ بھی تھی۔ جیل کی ساری سکیورٹی اور ساری ذمہ داری سپرنٹنڈنٹ جیل پر ہوتی ہے۔ میرا ان سے یہ ضمنی سوال ہے کہ جب کوئی سیشن جج کسی جیل کے دورے پر جاتا ہے تو کیا وہ سپرنٹنڈنٹ جیل کو اور وہاں کے عملے کو باہر بھیج سکتا ہے اور قیدیوں سے خود بات کر سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب والا! اس کے لئے مجھے انفارمیشن درکار ہوگی اس لئے مہلت دیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ بگو صاحب یہ آپ کو بعد میں بتا دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! راجہ صاحب بیٹھے ہیں۔ یہ بہت اہم سوال ہے۔ اس سے بدنامی بھی ہوئی تھی اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بھی خراب ہوئی تھی۔ یہ واقعات صرف اس لئے وقوع پذیر ہوتے ہیں کہ وہاں پر بھی سیشن جج نے سپرنٹنڈنٹ کو کہا کہ آپ دفتر میں بیٹھیں اور میں خود قیدیوں کے ساتھ بات کروں گا وہ اپنے ساتھ 12 ججوں کو بھی لے گئے۔ وہاں پر جو criminals تھے انھوں نے ان کو وہاں پر گھیر لیا۔ اس واقعے کی ایک وجہ یہ تھی۔

جناب سپیکر! راجہ صاحب بھی متعلقہ ہیں اور ہوم ڈیپارٹمنٹ کے منسٹر ہیں۔ یہ اس کا جواب دے دیں کہ کیا قانوناً سپرنٹنڈنٹ جیل کو کوئی سیشن جج یا کوئی بھی Visitor کہہ سکتا ہے کہ وہ جا کر دفتر میں بیٹھے اور وہ خود جیل کے اندر قیدیوں میں دورہ کرے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت اس مسئلے پر comment کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ اس کیس کا ٹرائل شروع ہے۔ ارشد محمود بگو صاحب مجھ سے بہتر سمجھتے ہیں کہ یہی issues وہاں پر prosecution and defence دونوں اطراف سے اٹھائے جا رہے ہیں کہ کون کس کو کیا حکم دے سکتا ہے یا نہیں دے سکتا تو میں سمجھتا ہوں کہ جو معاملہ عدالت میں زیر سماعت ہے مہربانی فرما کر اس پر comments نہ دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: یہ کیس زیر سماعت ہے اس لئے اس پر بات کرنا مناسب نہیں ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے جیل خانہ جات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی فراہمی

*2009 جناب محمد وقاص: کیا وزیر جیل خانہ جات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب بھر میں کتنی ایسی جیلیں ہیں جہاں قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی سہولت میسر نہیں؟

(ب) اگر کچھ ایسی جیلیں ہیں تو حکومت کا انہیں بجلی کے پنکھے فراہم کرنے کا ارادہ ہے یا نہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) پنجاب بھر میں تیس جیلیں ہیں۔ جہاں قیدیوں کے لئے بجلی کے پنکھوں کی سہولت میسر ہے۔

(ب) پنجاب بھر میں ایسی کوئی جیل نہیں جہاں بجلی کے پنکھے نصب نہ ہوئے ہوں ہر جیل میں پنکھوں کی سہولت میسر ہے۔

تھانہ واہ کینٹ اور ملحقہ چوکیوں پر عرصہ دراز سے تعینات ملازمین کی تفصیل

*2594: جناب محمد وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تھانہ واہ کینٹ اور اس سے متعلقہ چوکیوں میں ایسے کتنے ملازمین ہیں جن کو ایک ہی سٹیشن پر تین سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے؟

(ب) ایک ہی جگہ تین سال سے زیادہ عرصہ گزارنے والوں کو ٹرانسفر کیوں نہیں کیا گیا وجوہات بیان فرمائیں نیز اس سلسلے میں اب حکومت کی کیا حکمت عملی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ واہ کینٹ و چوکیات تھانہ واہ کینٹ میں کوئی پولیس آفیسر (ماتحتان اعلیٰ و ماتحتان ادنیٰ) متواتر عرصہ تین سال سے تعینات نہ ہے۔

(ب) کوئی پولیس آفیسر تھانہ واہ کینٹ یا اس کی چوکیات میں مسلسل عرصہ تین سال سے تعینات نہ ہے۔ لہذا بدیں وجہ کسی کو تبدیل نہ کیا گیا ہے۔

پی پی-212 خانیوال، تھانہ کورنگا کے مجوزہ خاتمہ سے متوقع مسائل

*4123 مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-212 خانیوال کی دس یونین کونسلز میں امن عامہ کی ناقص صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے سابق ادوار میں نیا تھانہ موضع کورنگا کے مقام پر بنایا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس تھانہ کے قیام سے اس کی حدود میں واقع دیہات میں چوری، ڈکیتی اور راہزنی کی وارداتیں کم ہوئی تھیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس تھانہ کو ختم کیا جا رہا ہے اور اس تھانہ کی حدود میں واقع دیہات کو تھانہ عبدالحکیم اور سرائے سدھو کے تھانہ جات میں شامل کیا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ تھانہ جات ان دیہاتوں سے چالیس کلو میٹر کے فاصلے پر ہیں اور درمیان میں دریائے راوی واقع ہے جس کی وجہ سے ان تھانہ جات کی پولیس ان علاقہ جات میں جرائم کے کنٹرول پر موثر طور پر قابو نہ رکھ سکے گی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈی-آئی-جی ملتان، ڈی-پی-او خانیوال اور آئی-جی پنجاب نے مذکورہ تھانہ کو قائم رکھنے کی سفارش کی ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تھانہ کو نہ توڑنے کو تیار ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ حلقہ پی پی-212 خانیوال کی 10 یونین کونسلز میں امن و عامہ کی ناقص صورتحال کو کنٹرول کرنے کے لئے سابق دور میں نیا تھانہ موضع حویلی کورنگا کے مقام پر بنایا گیا۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ تھانہ کے قیام کے بعد اس تھانہ کی حدود میں چوری، ڈکیتی اور رہزنی کی وارداتیں کم ہوئیں۔

(ج) یہ تجویز زیر غور تھی کہ اس تھانہ کے علاقہ جات تھانہ عبدالحکیم اور تھانہ سرائے سدھو میں سابق حیثیت کے مطابق واپس شامل کئے جائیں۔

(د) یہ درست ہے کہ تھانہ عبدالحکیم اور تھانہ سرائے سدھو ان دیہاتوں سے تقریباً 40 کلومیٹر کے فاصلے پر ہیں اوراس میں دریائے راوی واقع ہے جس کی وجہ سے ان تھانہ جات کی پولیس ان علاقہ جات میں جرائم پر موثر کنٹرول نہ رکھ سکے گی۔

(ہ) یہ بھی درست ہے کہ DIG ملتان، ڈی پی او خانیوال اور آئی جی پنجاب نے تھانہ حویلی کورنگا کو قائم رکھنے کی سفارش کی ہے۔ حال ہی میں جناب جاوید حسین شاہ ممبر ضلع کونسل نے بذریعہ رٹ پٹیشن نمبری 9178/03 بعدالت جناب افتخار حسین چودھری، چیف جسٹس لاہور ہائیکورٹ حکومت پنجاب کے نوٹیفکیشن مورخہ 26-06-03 کو کالعدم قرار دیتے ہوئے تھانہ حویلی کورنگا کو سابق حیثیت میں برقرار رکھا ہے۔

(و) سوال متعلقہ صوبائی حکومت ہے اوراس بارے میں صوبائی حکومت ہی بہتر جواب دے سکتی ہے۔

قیدی خواتین کے بچوں کو جیل میں ساتھ رکھنے کے قواعد وضوابط اور دیگر مسائل

*3847 محترمہ فرزانہ راجہ: کیاوزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قیدی خواتین کو قید کے دوران بچوں کو بھی ساتھ رکھنے کی اجازت ہے۔ اگر ہاں تو کتنی عمر تک کے بچے اپنی والدہ کے ساتھ رہ سکتے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بچوں کو اپنی والدہ سے جدا کرنے کے بعد بے یارومددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اگر ہاں تو کیا حکومت ان بچوں کے لئے علیحدہ رہائش کا انتظام کر کے ضروری تعلیم اور والدہ سے روزانہ ملنے کا بندوبست کرنے کے لئے تیار ہے۔ اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ قیدی خواتین پاکستان جیل خانہ جات قواعد وضوابط مجریہ 1978 کے قاعدہ نمبر 326 کے تحت 6 سال تک کی عمر کے بچوں کو اپنے ساتھ جیل میں رکھ سکتی ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بچوں کو ان کی ماؤں سے جدا کرنے کے بعد بے یار و مددگار چھوڑ دیا جاتا ہے۔ اصل صورتحال یہ ہے کہ قاعدہ نمبر 326 پاکستان جیل خانہ جات قواعد وضوابط مجریہ 1978 کے مطابق قیدی خواتین اپنے ساتھ چھ سال کی عمر تک کے بچوں کو رکھ سکتی ہیں۔ ایسے بچوں کی تعلیم و تربیت کے لئے زنانہ جیل ملتان میں خصوصی درسگاہ قائم ہے جہاں پر خواتین اساتذہ ان بچوں کو تعلیم دیتی ہیں۔ دینی تعلیم کے لئے علیحدہ خواتین اساتذہ جمعیت تعلیم القرآن ٹرسٹ کی طرف سے مقرر ہیں۔ تعلیم کے علاوہ بچوں کے لئے کھیل کود اور تفریحی سرگرمیوں کے لئے بھی خصوصی انتظامات کئے گئے ہیں۔ علاج معالجہ کے لئے کل وقتی لیڈی ڈاکٹر ہمہ وقت جیل میں موجود رہتی ہے اس طرح مناسب طبی سہولیات اور ادویات وغیرہ بوقت ضرورت وافر مقدار میں موجود رہتی ہیں۔ چونکہ یہ بچے اپنی ماؤں کے ساتھ رہتے ہیں اس لئے علیحدہ ملاقات کی ضرورت نہ ہے۔

جہاں تک خواتین اسیران کے بچوں کا تعلق ہے جو گھروں پر رہتے ہیں وہ کسی طرح بھی محکمہ جیل خانہ جات کی عملداری میں نہ آتے ہیں۔ ان کی تعلیم و تربیت اور دیکھ بھال کی ذمہ داری بنیادی طور پر ان کے عزیز واقارب پر عائد ہوتی ہے۔

تاہم کسی مشکل کی صورت میں محکمہ سوشل ویلفیئر یا مقامی طور پر فلاح و بہبود کی خدمات انجام دینے والے غیر سرکاری اداروں یعنی NGOs سے رجوع کیا جاسکتا ہے۔

اسی طرح ملاقات کے سلسلہ میں بھی انہی فلاحی اداروں کی خدمات سے استفادہ کیا جاسکتا ہے اور قیدی خواتین کے کمسن بچوں کے لئے خاطر خواہ ٹرانسپورٹ بغرض ملاقات وغیرہ کا بندوبست بھی انہی NGOs کے تعاون سے کیا جانا چاہئے۔ تاہم حکومت خواتین اسیران اور ان کے بچوں کی فلاح و بہبود و دیگر اقدامات جن کا ذکر اوپر کیا گیا ہے کے علاوہ دو نئی جیلیں بمقام فیصل آباد اور راولپنڈی تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ ان کی مشکلات کو رفع کیا جاسکے۔

تھانہ رائے ونڈ صدر کی اپنی ملکیتی بلڈنگ میں منتقلی

*4153 سردار شوکت علی ڈوگر: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ رائے ونڈ صدر اپنی ملکیتی جگہ پر قائم نہ ہے اور علاقے کے ایک کونے میں ہے؟

(ب) تھانہ رائے ونڈ صدر میں عملہ کی تعداد کتنی ہے۔ ان کے نام و عہدہ کی تفصیل بتائی جائے۔ کیا ان کی رہائش کے لئے کوئی جگہ تعمیر کی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تھانہ رائے ونڈ کی اپنی ملکیتی جگہ بھی ہے۔ اس میں کتنے کمرے تعمیر کئے گئے ہیں اور جہاں اس وقت تھانہ قائم ہے، اس کے کتنے کمرے ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس تھانہ کو اس کی اپنی جگہ منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ رائے ونڈ صدر اپنی ملکیتی جگہ پر قائم نہ ہے۔ موجودہ عمارت جس میں تھانہ قائم ہے۔ لب سڑک ہے۔ جو کوٹ رادھا کشن سے بھائی پھیرو کو جاتی ہے۔

(ب) تھانہ رائے ونڈ کے علاقہ میں تین چوکیاں پولیس چوکی بھچر چوک، کوٹ رادھا کشن اور فیکٹری ایریا قائم ہیں۔

تھانہ رائے ونڈ صدر میں متعین عملہ کی تعداد

1۔ اختر علی، انسپکٹر ایس ایچ او S.A/55، 2۔ شاہد پرویز ایس آئی S.A/21، 3۔ ارشاد بیگ ایس آئی S.A/345، 4۔ محمد بوٹا ایس آئی 3271SA، 5۔ ریاست علی ایس آئی 218/PC، 6۔ محمد ریاض ایس آئی 169/S.A، 7۔ محمد حنیف اے ایس آئی 452/S.A، 8۔ محمد اصغر اے ایس آئی 81/K.S.R، 9۔ محمد منشاء اے ایس آئی 84/K.S.R، 10۔ محمد اکبر 335/H.C، 11۔ محمد صادق 471/H.C، 12۔ شیر احمد 647/C، 13۔ وارث علی 255/C، 14۔ محمد لطیف 661/C، 15۔ خادم حسین 480/C، 16۔ مختار احمد 559/C، 17۔ خادم حسین 370/C، 18۔ مشتاق احمد 984/C، 19۔ محمد شعیب 889/C، 20۔ محمد ابراہیم 608/C، 21۔ خالد اسلم 699/C، 22۔ محمد ارشد 666/C، 23۔ صفدر علی 224/C، 24۔ خالد محمود 793/C

بھچر چوکی

1۔ خالد اسلم ایس آئی 104/S.A، 2۔ عبدالجبار 8/K.S.R، 3۔ محمد عقیل 1026/C، 4۔ عبدالحمید 764/C، 5۔ محمد ریاض 464/C، 6۔ محمد اقبال 241/C

چوکی کوٹ رادھا کشن

1۔	انسپکٹر محمود احمد	289/P.C
2۔	عبدالغنی اے ایس آئی	116/P.C
3۔	محمد شریف اے ایس آئی	92/K.S.R
4۔	منظور الحق اے ایس آئی	289/K.S.R
5۔	محمد اسرائیل	967/C
6۔	نذیر احمد	211/C
7۔	محمد اشرف	272/C
8۔	خادم حسین	370/C
9۔	اکبر علی	171/C
10۔	جابر حسین	437/C
11۔	محمد عارف	657/C
12۔	شرف دین	426/C
13۔	محمد طارق	981/C
14۔	محمد اسحاق	687/C
15۔	فریاد حسین	792/C
16۔	ذوالفقار علی	1085/C
17۔	محمد طارق	513/C
18۔	عبدالغفور	50/C
19۔	محمد اشرف	174/C
20۔	غلام رسول	139/C
21۔	گلزار احمد	959/C

چوکی فیکٹری ایریا

1۔	نذیر احمد اے ایس آئی	463/K.S.R
2۔	امانت علی	45/H.C
3۔	محمد ایوب	813/C
4۔	نجم الحسن	403/C
5۔	عمر حیات	101/C

6۔	غلام نبی	896/C
7۔	محمد سرور	923/C
8۔	حبیب اللہ	1003/C
9۔	فضل محمود	15/C
10۔	غلام نبی	43/C

(ج) تھانہ رائے ونڈ صدر کی اپنی کوئی ملکیتی جگہ نہ ہے جبکہ سردار محمد شریف ڈوگر سابق ایم پی اے نے اپنا ملکیتی رقبہ 12 کنال کا انتقال پنجاب پولیس کے نام کیا ہوا ہے جس پر کچھ بلڈنگ تعمیر ہے جو سرکاری نہ ہے۔ اس وقت تھانہ رائے ونڈ صدر ماجھا کو آپریٹو سوسائٹی کی جگہ پر قائم ہے جس میں کمرے اور ایک حوالات ہے۔ رہائشی کمرہ کوئی نہ ہے۔

(د) جس اراضی کا محکمہ پنجاب پولیس کے حق میں انتقال ہوا ہے۔اس پر تھانہ رائے ونڈ صدر کی بلڈنگ تعمیر کرنے کے لئے بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ کو تحریر کیا گیا ہے۔

ضلع قصور۔جیل میں قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور سٹاف کی تفصیلات

*4152 سردار شوکت علی ڈوگر: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) قصور جیل میں کتنے قیدیوں کی گنجائش ہے اور اس وقت جیل میں قیدیوں کی تعداد کتنی ہے اس میں حوالاتی کتنے ہیں اور قیدی کتنے ہیں؟

(ب) قصور جیل میں عملہ کی تعداد کتنی ہے ان کے نام پتا مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس وقت مذکورہ جیل میں کتنے قیدی اس کی گنجائش سے زیادہ بند کئے گئے ہیں اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ڈسٹرکٹ جیل قصور 1929 میں 444 نفر اسیران کے لئے تعمیر کی گئی تھی۔ تاہم اس وقت کل 1365 اسیران رکھے گئے ہیں جن میں سے حوالاتیوں کی تعداد 1113 اور

قیدیوں کی تعداد 252 ہے۔

(ب) قصور جیل میں عملہ کی تعداد، ان کے نام پتا مع عہدہ اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جیسا کہ سوال نمبر الف کے جواب میں اوپر بتایا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل قصور 1929 میں 444 نفر اسیران کے لئے تعمیر کی گئی تھی، تاہم اس وقت مذکورہ جیل میں کل 1365 اسیران رکھے گئے ہیں۔ یعنی 976 اسیران گنجائش سے زیادہ بند ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ آبادی میں اضافے کے ساتھ ساتھ جرائم کی شرح میں اضافہ ہوتا چلا گیا جس سے جیل کی عمارت ناکافی ہو گئی۔

اسیران کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر حکومت نے جیلوں کی توسیع کے لئے اقدامات کئے ہیں۔ سزائے موت اسیران کے لئے گیارہ جیلوں میں سے ہر ایک میں 32 اضافی سیلوں کی تعمیر شروع ہے جبکہ دو اضافی بیرکوں کی تعمیر کے لئے فنڈز جاری ہو چکے ہیں جن میں سے ہر ایک بیرک میں 60 نفر اسیران کی گنجائش ہو گی۔ 11 جیلوں میں ان کی تعمیر کا کام شروع ہو چکا ہے۔ علاوہ ازیں گیارہ نئے اضلاع ایسے ہیں جن میں نئی جیلیں مرحلہ وار تعمیر کرنے کا منصوبہ ہے۔ اس وقت ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ اور وہاڑی میں جیلیں زیر تعمیر ہیں۔ گوجرانوالہ میں ایک نئی سنٹرل جیل کی تعمیر کے لئے سائٹ سلیکشن ہو رہی ہے جبکہ راولپنڈی، فیصل آباد میں ایک ایک زنانہ جیل اور بچوں کے لئے راولپنڈی اور ساہیوال میں جیلوں کا قیام عمل میں لایا جا رہا ہے اور جن ضلعوں میں تعمیر کا منصوبہ زیر غور ہے وہ حسب ذیل ہیں:۔

I- اوکاڑہ ii- پاکپتن Iii- لیہ iv- بھکر

v- حافظ آباد vi- خوشاب Vii- خانیوال viii- لودھراں

Ix - نارووال

نوٹ: مندرجہ بالا توسیعی اقدامات کے بعد عمومی طور پر صوبے کی تمام جیلوں میں اسیران کے لئے گنجائش بڑھ جائے گی جس سے صحت و صفائی کے انتظامات کافی بہتر ہو سکیں گے اور اسیران کو سہولت حاصل ہو گی۔ علاوہ ازیں معمولی نوعیت میں ملوث اسیران کی ضمانت پر رہائی کے سلسلے میں عدلیہ تعاون کر رہی ہے اور ہر ماہ ڈسٹرکٹ اینڈ سیشن جج صاحبان رہائی کے لئے جیلوں میں تشریف لاتے ہیں۔

تھانہ سرائے عالمگیر، گجرات: کی عمارت کی تعمیر

*4163 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع گجرات کے تھانہ سرائے عالمگیر کی موجودہ عمارت کب تعمیر ہوئی اور اس میں پولیس سٹیشن کا قیام کب اور کس تاریخ کو عمل میں لایا گیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت انتہائی بوسیدہ اور ضرورت سے کہیں کم ہے جس میں افسران / اہلکاران کے دفاتر / رہائش کا کوئی خاص بندوبست نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت گرا کر نئی عمارت کی تعمیر کے لئے فنڈز کی منظوری فوری طور پر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تھانہ سرائے عالمگیر کی عمارت 15-03-1921 کو تعمیر ہوئی۔ اس تھانہ کا کل رقبہ 2.17 ایکڑ ہے۔ اس میں پولیس سٹیشن کا قیام 1921 کو عمل میں لایا گیا۔

(ب) یہ عمارت پرانی ہے لیکن وقتاً فوقتاً اس کی مرمت کروائی جاتی ہے اس میں افسران / اہلکاران کے دفاتر کا مناسب بندوبست ہے جبکہ رہائش گاہ کا انتظام نہ ہے۔

(ج) اس کی تعمیر کے لئے مبلغ -/77,92,000 روپے کا رف کاسٹ estimate مع PC-I پروفارما تیار کیا گیا ہے جس کی تاحال administrative approval نہ ملی ہے۔ جونہی administrative approval ملے گی تو اس کی تعمیر شروع کر دی جائے گی۔

ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں قیدیوں کی گنجائش، موجودہ تعداد اور دیگر متعلقہ تفصیل

*4245 شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد میں 700 قیدی رکھنے کی گنجائش ہے جبکہ اس وقت جیل میں تین گنا زیادہ قیدی رکھے گئے ہیں؟

(ب) ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کو 2003 میں کس قدر حکومتی فنڈز دیئے گئے اور اگر اس میں خورد برد کی گئی تو ذمہ داران کے نام بتائے جائیں اور کیا حکومت اس کم گنجائش کی جیل میں زیادہ قیدی رکھنے کی وجوہات بتائے گی؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد 1894 میں تعمیر ہوئی تھی، اس وقت گورنمنٹ کی طرف سے قیدیوں کی منظور شدہ گنجائش 338 اسیران پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد قیدیوں کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا اور اضافہ کو مدنظر رکھتے ہوئے وقفہ وقفہ سے جیل میں نئے سیلوں اور بارکوں کی تعمیر ہوتی رہی۔ اب منظور شدہ گنجائش 730۔اسیران پر مشتمل ہے اور جیل ہذا میں اس وقت 2091 اسیران مقید ہیں۔ اس طرح جیل ہذا میں تقریباً 1400 اسیران گنجائش سے زائد مقید ہیں۔

(ب) اس ضمن میں تحریر خدمت ہے کہ ڈسٹرکٹ جیل فیصل آباد کو گورنمنٹ کی طرف سے آفیسران و دیگر ملازمین کی تنخواہوں کی ادائیگی کے لئے اور دیگر مدوں میں بابت سال 2002-03 جو فنڈز آلاٹ کیے گئے تھے۔ ان کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سیریل نمبر	ہیڈ بجٹ	بجٹ الاٹمنٹ 2002-03	خرچہ بابت سال 2002-03
1۔	تنخواہ آفیسران	364338	364338
2۔	تنخواہ دیگر ملازمین	11292242	11292242
3۔	کرایہ مکان تمام سٹاف	1437456	1437456
4۔	کنوینس الاؤنس	96202	96202
5۔	واشنگ الاؤنس	134225	134225
6۔	ڈریس الاؤنس	600	600
7۔	میڈیکل الاؤنس	626164	626164
8۔	راشن الاؤنس	1066414	1066414
9۔	سپیشل ایڈیشنل الاؤنس	1176480	1176480
10۔	نان پریکٹس میڈیکل الاؤنس	5000	5000
11۔	مرمت ٹرانسپورٹ	30000	30000
12۔	ٹی اے الاؤنس	198720	198720
13۔	ٹرانسپورٹیشن چارجز	2000	2000
14۔	پیٹرول	35000	35000
15۔	سرکاری ٹکٹ ڈاک	13000	13000

16-	ٹیلی فون چارجز	171820	171820
17-	گیس چارجز	2700000	2700000
18-	بجلی چارجز	4730195	4730195
19-	سٹیشنری چارجز	42912	42912
20-	پرنٹنگ چارجز	7576	7576
21-	خرچہ اخبار	2345	2345
22-	اشتہار اخبار	19924	19924
23-	خرچہ یونیفارم وارڈر گارڈ	99250	99250
24-	خرچہ خوردنی اشیاء (اسیران)	11796559	11796559
25-	خرچہ ادویات ہسپتال برائے اسیران جیل	512000	512000
26-	خرچہ قیدی کپڑے و کمبل برائے اسیران جیل	981000	981000
27-	خرچہ فوٹو گرافی خطرناک اسیران	7997	7997
28-	خرچہ سامان بجلی بلب وغیرہ برائے لائٹنگ اندرون وبیرون جیل سکیورٹی اسیران	320803	320803

اس طرح گورنمنٹ کی طرف سے ملازمین کی تنخواہوں اور اسیران جیل کے لئے جو فنڈز الاٹ کئے گئے تھے ان کو قانون کے مطابق خرچ کیا گیا ہے ان حکومتی فنڈز میں کوئی خورد برد نہ کی گئی ہے۔ معزز ممبر نے مذکورہ سوال نامہ حصہ (ب) میں قیدیوں کی کم گنجائش کی جیل میں زیادہ قیدی رکھنے کے متعلق جو تحریر کیا ہے اس کا جواب حصہ (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

فٹنس سرٹیفکیٹ اور ٹوکن ٹیکس کی وجہ سے پکڑی گئی گاڑیوں اور جرمانہ کی تفصیل

*4219 محترمہ نجمی سلیم: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) سال 03-2002 میں لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ اور ملتان کے اضلاع میں کتنی گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے پکڑی گئیں جن گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا ان کے ماڈل اور مالک کے نام بتائیں جائیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی گاڑیوں کو ٹوکن فیس ادا نہ کرنے پر بند کیا گیا اور کتنی گاڑیاں چھوڑ دی گئیں، ان کی تعداد اور چھوڑنے کی وجوہات بتائی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) سال 03-2002 میں لاہور، فیصل آباد، اوکاڑہ اور ملتان کے اضلاع میں درج ذیل گاڑیاں فٹنس سرٹیفکیٹ نہ ہونے کی وجہ سے پکڑی گئیں جن گاڑیوں کو جرمانہ کیا گیا ان کے ماڈل اور مالک کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

ضلع	تعداد گاڑیاں	جرمانہ
لاہور	1695	339000
فیصل آباد	639	131450
ملتان	4294	858800
اوکاڑہ	1077	215400
ٹوٹل	7705	1544650

جن گاڑیوں کے خلاف کارروائی عمل میں لائی ان گاڑیوں کے ماڈل اور مالک کے نام کے متعلق دفتر ایکسائز و ٹیکسیشن سے معلومات حاصل کی جا سکتی ہیں کیونکہ ٹکٹ چالان کنندہ گاڑی کے مالک کا نام اور ماڈل تحریر نہ کرتا ہے بلکہ قصوروار ڈرائیور کا نام و پتا درج کیا جاتا ہے۔

(ب) ٹریفک پولیس کے متعلقہ نہ ہے۔ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن سے معلوم کیا جا سکتا ہے۔

جیلوں میں چرچز کی تعمیر
اور غیر مسلم قیدیوں کو مذہبی تعلیم کی فراہمی

*4637 جناب جوئیل عامر سہوترا: کیا وزیر جیل خانہ جات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا جیلوں میں چرچ تعمیر کروانے کی اجازت ہے؟

(ب) جیلوں میں غیر مسلم قیدیوں کو ان کے مذہبی عقیدے کے مطابق تعلیم دلوانے کے بارے میں حکومت کی کیا پالیسی ہے؟

وزیر جیل خانہ جات:

(الف) ہر چند جیل قواعد اس ضمن میں خاموش ہیں۔ تاہم ہر اسیر کو بلا امتیاز مذہب اپنے اپنے عقیدے کے مطابق نہ صرف عبادت کرنے کی اجازت ہے بلکہ انہیں اس ضمن میں

ضروری سہولت بھی فراہم کی جاتی ہے اور مقامی گرجا گھروں کے تعاون سے سنڈے سروس و دیگر مذہبی تہواروں پر عیسائی اسیران کے لئے خصوصی عبادات کا اہتمام کیا جاتا ہے۔

(ب) پنجاب حکومت نے اس بارے میں واضح پالیسی اختیار کی ہے اور غیر مسلم اسیران کو ان کے مذہب اور عقیدے کے مطابق تعلیم کا بندوبست مقامی چرچ کے تعاون سے کیا ہے نیز یہ کہ پڑھے لکھے اسیران کو جو کہ اپنا دینی علم رکھتے ہوں انہیں بھی دیگر ہم مذہب اسیران کی تعلیم پر مامور کیا گیا ہے جس کے بہت ہی حوصلہ افزاء نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

عدالت انسداد دہشت گردی، گوجرانوالہ، جج صاحبان، مراعات اور مقدمات کی تفصیل

*4372 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گوجرانوالہ ڈویژن میں ایک انسداد دہشت گردی کی عدالت کام کر رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت نے مذکورہ دہشت گردی کی عدالت کے جج کو contract base پر ملازم رکھا ہے؟

(ج) مذکورہ جج کو کن شرائط پر رکھا گیا ہے؟

(د) اس وقت مذکورہ عدالت میں مقدمات کی تفصیل بتائیے؟

(ہ) جب سے مذکورہ عدالت بنی ہے اس میں کتنے مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے کتنے مقدمات ابھی تک زیر سماعت ہیں ان کی تفصیل بتائیے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) نہیں، یہ درست نہیں ہے۔ گوجرانوالہ ڈویژن میں انسداد دہشت گردی کی دو عدالتیں کام کر رہی ہیں۔

(ب) جی، نہیں دونوں عدالتوں کے جج صاحبان ڈسٹرکٹ سیشن جج ہیں اور پنجاب حکومت نے انہیں باقاعدہ تعینات کیا ہے۔

(ج) مذکورہ جج صاحبان کو لاہور ہائی کورٹ کے فاضل چیف جسٹس کی نامزدگی پر تعینات کیا گیا ہے اور اس کی منظوری وزیر اعلیٰ صاحب سے لی گئی ہے۔ مذکورہ جج صاحبان کو تنخواہ کے علاوہ سرکاری رہائش، گاڑی اور حفاظتی گارڈ وغیرہ دی گئی ہے۔

(د) اس وقت دونوں مذکورہ عدالتوں میں 80 مقدمات زیر سماعت ہیں جن میں سے 31 مقدمات انسداد دہشت گردی کی عدالت نمبر 1 میں زیر سماعت ہیں جبکہ 49 مقدمات عدالت نمبر 2 میں زیر سماعت ہیں۔

(ہ) 22-08-1997 سے لے کر آج تک دونوں عدالتوں میں 838 مقدمات کا فیصلہ ہوا ہے۔ جن میں سے عدالت نمبر 1 میں 465 اور 373 مقدمات عدالت نمبر 2 نے نمٹائے ہیں اور اس وقت 80 مقدمات دونوں عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ تفصیل کالم (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پھول نگر اور دیگر پولیس سٹیشنز میں ملازمین کی منظور شدہ اور موجودہ/اسامیوں کی تفصیل

*4438 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) تھانہ پھولنگر (بھائی پھیرو) تھانہ سرائے مغل اور پتوکی شہر میں واقع تھانوں میں کتنی نفری، انسپکٹرز، سب انسپکٹرز، اسسٹنٹ سب انسپکٹرز، ہیڈ کانسٹیبل اور کانسٹیبل کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) آیا نفری مکمل ہے۔ اگر کمی ہے تو کب تک پوری کر دی جائے گی؟

(ج) انسپکٹرز، سب انسپکٹرز اور اسسٹنٹ سب انسپکٹرز کے نام، ولدیت، ڈومیسائل، پتاجات، تعلیم اور ان کا عرصہ تعیناتی کیا ہے۔ تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) تفصیل درج ذیل ہے:۔

تھانہ پھولنگر:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	7	14	4	45
موجودہ	–	7	14	4	45
کمی/بیشی	1	-	-	-	-

تھانہ سرائے مغل:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	3	6	3	24
موجودہ	2	3	6	3	24
کمی / بیشی	1	-	-	-	-
تھانہ صدر پتوکی:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	5	10	3	25
موجودہ	–	5	10	3	29
کمی / بیشی	1	-	-	-	-
تھانہ سٹی پتوکی:	IP	SI	ASI	HC	C
منظوری	1	4	9	2	22
موجودہ	–	4	9	3	22
کمی / بیشی	1	-	-	1	-

(ب) جملہ تھانہ جات میں نفری تقریباً پوری ہے۔ کمی / بیشی عارضی اور معمول کے تبادلوں کا حصہ ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پولیس سٹیشن بھاگٹانوالہ، سرگودھا میں نئی عمارت اور رہائش گاہوں کی تعمیر

*4445 چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ بھاگٹانوالہ ضلع سرگودھا کی موجودہ عمارت نہایت خستہ اور ناقابل استعمال ہو چکی ہے اور عمارت پولیس سٹیشن کے قابل نہ ہے؟

(ب) کیا مذکورہ پولیس سٹیشن کے ساتھ ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کی گئی ہیں اگر تعمیر نہیں کی گئیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

(ج) کیا پولیس سٹیشن میں تعینات ملازمین کا اپنے تھانہ کے قریب رہائش پذیر ہونا اور ہمہ وقت دستیاب ہونا لازمی نہیں ہے؟

(د) کیا کسی معائنہ کار آفیسر نے کبھی نئی عمارت کی تعمیر اور ملازمین کے لئے رہائش گاہوں کے لئے کوئی رپورٹ کی ہے اور کیا یہ ان کی ذمہ داری نہیں ہے؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ تھانہ کے لئے نئی عمارت اور ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر جواب ہاں میں ہے تو یہ کارروائی کب تک شروع ہونے کی توقع ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ بھاگٹانوالہ کی بلڈنگ نہایت خستہ حالت میں ہے جس کی نئی بلڈنگ تعمیر کی جانی جلد از جلد ضروری ہے۔

(ب) پولیس سٹیشن کے ساتھ رہائشی کالونی تعمیر کی گئی ہے لیکن وہ بھی موجودہ تعداد و ملازمین کے لحاظ سے کافی نہ ہے۔

(ج) ملازمین کا تھانہ کے نزدیک رہائش پذیر ہونا اچھی بات ہے تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ رونما ہونے کی صورت میں جملہ نفری کو فوری طور پر بلایا جاسکے۔

(د) SP/HQRs سرگودھا نے کچھ عرصہ قبل SDO بلڈنگ کے ہمراہ تھانہ کا ملاحظہ کیا ہے اور نئی بلڈنگ تعمیر کرنے کی سفارش کی ہے۔

(ہ) یہ معاملہ صوبائی حکومت کا ہے تاہم تھانہ کی تعمیر جلد از جلد شروع کرنے کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔

پولیس سٹیشن کھڑانہ، سرگودھا میں نئی عمارت اور رہائش گاہوں کی تعمیر کا مسئلہ

*4446 چودھری فیصل فاروق چیمہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کھڑانہ ضلع سرگودھا کی موجودہ عمارت نہایت بوسیدہ اور گرنے کے قریب ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس سٹیشن کھڑانہ کے ساتھ ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر نہ کی گئی ہیں۔ جس کی وجہ سے ملازمین کو کافی پریشانی ہے؟

(ج) کیا پولیس سٹیشن میں تعینات ملازمین کا اپنے تھانہ کے قریب اور ہمہ وقت دستیاب رہنا ضروری نہیں؟

(د) کیا کسی مجاز آفیسر نے کبھی نئی عمارت کی تعمیر کرنے کے لئے کوئی رپورٹ کی ہے تو اس پر کیا کارروائی عمل میں لائی گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو کیا معائنہ کرنے والے افسران کے لئے ایسی رپورٹ کرنا ضروری نہیں ؟

(ہ) کیا حکومت مذکورہ تھانہ کے لئے نئی عمارت اور ملازمین کے لئے رہائش گاہیں تعمیر کرنا چاہتی ہے۔ اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ عمل کب تک شروع کر دیا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) قبل ازیں تھانہ کی مرمت کروائی جا چکی ہے۔ تھانہ کی چھت اور بیرونی دیواریں، کھڑکیاں اور مین گیٹ اچھی حالت میں نہ ہیں جس کی مرمت کروائی جانی ضروری ہے۔

(ب) پولیس سٹیشن کھڑانہ کے ساتھ ملازمین کی رہائشی کالونی تعمیر نہیں کی گئی جس وجہ سے ملازمین پریشانی سے دوچار ہیں لہذا رہائشی کالونی تعمیر ہونی چاہئے۔

(ج) تھانہ میں تعینات ملازمین کا ہمہ وقت دستیاب رہنا اشد ضروری ہے تاکہ کسی ناخوشگوار واقعہ رونما ہونے کی صورت میں تمام نفری فوری طور پر بلائی جا سکے۔

(د) تقریباً ڈیڑھ ماہ قبل SP/HQRs نے تھانہ کھڑانہ کے ساتھ رہائشی کالونی تعمیر کرنے کے لئے جگہ کا ملاحظہ بھی کیا ہے۔ اس سلسلہ میں بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ سے rough cost estimate تیار کرنے کو کہا گیا ہے۔

(ہ) یہ صوبائی حکومت کے متعلقہ ہے اور صوبائی حکومت ہی شروع کروا سکتی ہے۔ تاہم رہائشی کالونی کی تعمیر جلد کرنے کے لئے سفارش کی جاتی ہے۔

تھانہ غازی آباد، لاہور کے اہلکاران کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی کارروائی

*4541 محترمہ فرح اقبال خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 23۔جنوری 2004 کی درمیانی شب کے قریب تھانہ غازی آباد لاہور کے انسپکٹر شاہد احمد چدھڑ، رانا سخاوت علی سب انسپکٹر، اے۔ایس۔آئیز شیخ انور، نذیر احمد، اقبال، بشیر ڈوگر اور دیگر اہلکاران کے ہمراہ حاجی لیاقت علی معروف سماجی کارکن کے گھر بغیر کسی وارنٹ کے دیواریں پھلانگ کر داخل ہو گئے۔ خواتین کی

بے حرمتی کی اور ان کے بھائیوں اور دیگر اہل خانہ کو گرفتار کر کے لے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ گرفتار کردہ افراد پر S.H.O مذکورہ نے پرچہ درج کیا کہ وہ تاش کھیل رہے تھے اور انہوں نے کڑاہی گوشت کی شرط عائد کر رکھی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اہالیان نے مذکورہ ریڈ کرنے والی پارٹی کے خلاف D.I .G لاہور کو درخواست دی کہ پولیس حاجی لیاقت علی کے گھر بلاوجہ داخل ہوئی ہے اور وہ معزز شہری ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ D.I.G لاہور نے مذکورہ درخواست پر S.P کینٹ لاہور کو انکوائری کرنے کا حکم صادر کیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس۔پی کینٹ لاہور نے اپنی انکوائری میں حاجی لیاقت علی اور اس کے اہل خانہ پر لگائے گئے الزامات کو جھوٹا اور من گھڑت قرار دیتے ہوئے ایس ایچ او تھانہ غازی آباد اور اس کے دیگر ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرنے کو کہا؟

(و) کیا ایس پی کینٹ کی انکوائری رپورٹ پر متعلقہ ایس ایچ او اور دیگر عملہ کو ملازمت سے برخاست کر کے ان کے خلاف آرڈیننس 2000 اور ای اینڈ ڈی رولز کے تحت کارروائی کی گئی ہے۔اگر نہیں تو اس کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) مورخہ 04-01-23/24 کی درمیانی شب تھانہ غازی آباد کے سخاوت علی SI، محمد اقبال SI، مع ملازمین تھانہ نے محمد رفیق عرف پٹھان کے جواء کے اڈا پر ریڈ کیا دوران ریڈ قمار بازی کرنے والے افراد میں کچھ بھاگ گئے۔ عامر فیاض برادر حاجی لیاقت علی سکنہ غازی آباد گھر میں داخل ہو گئے۔پولیس ملازمین ان کے تعاقب میں گھر میں داخل ہوئے تھے اور ملزمان کو پکڑنے کی کوشش کی گئی۔ خواتین کی بے حرمتی نہ کی گئی اور نہ ہی حاجی لیاقت علی کے بھائیوں کو گرفتار کیا گیا۔

(ب) گرفتار شدہ افراد کے خلاف تھانہ غازی آباد میں مقدمہ نمبر 55 بجرم 05/07/78 قمار بازی ایکٹ درج رجسٹر کیا گیا۔ ملزمان بذریعہ تاش قمار بازی کر رہے تھے۔

(ج) علاقہ تھانہ غازی آباد کے حاجی لیاقت علی کے بھائی عامر فیاض ولد محمد شریف نے ریڈنگ پولیس پارٹی کے خلاف دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہو کر خواتین کی

بے حرمتی کرنے کے الزامات لگاکر درخواست دی۔

(د) وقوعہ ہذا کی انکوائری مہتمم پولیس کینٹ ڈویژن عمل میں لائی گئی۔

(ہ) دوران انکوائری حاجی لیاقت علی مقدمہ ہذا میں بے گناہ پایا گیا۔

(و) پولیس ملازمین تھانہ غازی آباد جواء کے ملزمان کے تعاقب میں درخواست دہندہ کے گھر گئے اور ملزمان کو پکڑ کر کارروائی کی ہے۔ درخواست دہندہ عامر فیاض نے پولیس کا ملزمان کے تعاقب میں گھر داخل ہونے کو بے عزتی سمجھتے ہوئے درخواست دی ہے۔ درخواست میں لگائے گئے الزامات برخلاف پولیس ملازمان درست ثابت نہ ہوئے ہیں۔ اس لئے ملازمین کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ کی گئی۔

تھانہ ٹھیکری والا فیصل آباد میں آفیسرز کا اختیارات سے تجاوز اور حکومتی کارروائی

*4605 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ ٹھیکری والا ضلع فیصل آباد میں مقدمہ نمبری 710/2003 بجرم 406/489 درج ہوا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مقدمہ میں دونوں نامزد ملزمان کو دوران تفتیش گنہگار ثابت ہونے پر مقامی پولیس نے انہیں گرفتار کر کے ان سے برآمدگی بھی کر لی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ملزمان کی D.I.G فیصل آباد سے عزیز داری ہونے کی وجہ سے گرفتاری اور برآمدگی کے باوجود انہیں نہ صرف چھوڑ دیا گیا۔ بلکہ ڈی۔آئی۔جی نے مقدمہ مذکورہ میں تفتیشی آفیسر منظور کھچی کو میرٹ اور ایمانداری سے تفتیش کرنے پر تبدیل کر دیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ مقدمہ میں نامزد گنہگار اور گرفتار شدہ ملزمان جنہیں D.I.G کے حکم پر چھوڑا گیا انہیں فوری طور پر گرفتار کر کے جرم کے مطابق سزا دینے نیز مقدمہ کی تفتیش نہایت ایمانداری اور میرٹ پر کرنے کی بناء پر تبدیل کئے گئے تفتیشی آفیسر منظور کھچی کو واپس تھانہ ٹھیکری والا میں تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ تھانہ ٹھیکری والا ضلع فیصل آباد میں مقدمہ نمبر 2003/710 زیر دفعہ 406/489/F ت پ درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ مقدمہ ہذا میں ہر دو ملزمان رؤف احمد و معروف احمد گنہگار ثابت ہو چکے ہیں۔ رؤف احمد ملزم مورخہ 04-01-27 کو عبوری ضمانت منسوخ ہونے پر گرفتار ہوا جس کا جسمانی ریمانڈ حاصل کیا گیا۔ مورخہ 04-02-05 کو علاقہ مجسٹریٹ صاحب نے مزید جسمانی ریمانڈ کی استدعا مسترد کرتے ہوئے ملزم کو حوالات جوڈیشل بھجوا دیا جبکہ دوسرا ملزم معروف احمد گرفتار نہ ہوا ہے۔ نیز گرفتار شدہ ملزم سے کوئی برآمدگی نہ ہوئی ہے۔ معروف احمد ملزم کو گرفتار کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے۔

(ج)

(i) ملزمان کی ڈی آئی جی فیصل آباد کے ساتھ عزیزداری نہیں ہے اور نہ ملزمان کو گرفتار کرنے کے بعد چھوڑا گیا ہے۔

(ii) ایس آئی منظور کھچی نے مقدمہ ہذا کی ابتدائی تفتیش ضرور کی ہے مگر اس نے ملزمان کی گنہگاری کے سلسلہ میں کوئی فائنل رائے نہ دی ہے۔

(iii) مقدمہ ہذا کے ہر دو ملزمان کو میر ویس نیاز ASP/SDPO صدر سرکل نے گنہگار تحریر کیا ہے۔

(iv) منظور کھچی کا تبادلہ administrative grounds پر عارضی طور پر انوسٹی گیشن برانچ پنجاب لاہور ہوا ہے۔ اس کے تبادلہ کا اس مقدمہ کی تفتیش سے کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے۔

(د) ASP/SDPO صدر سرکل کے ہر دو ملزمان کو گنہگار تحریر کرنے کے بعد مورخہ 04-01-27 کو رؤف احمد ملزم کو محمد اسلم اے ایس آئی نے گرفتار کیا بعد ازاں مذکورہ کو حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا جبکہ معروف احمد ملزم ابھی تک گرفتار نہ ہوا ہے جس کا وارنٹ گرفتاری حاصل کیا گیا ہے اور گرفتاری کا تحرک کیا جا رہا ہے۔ ایس آئی منظور احمد کھچی نے نہ ملزمان کو گنہگار تحریر کیا ہے اور نہ اس وجہ سے اس کا تبادلہ کیا گیا ہے۔

گوجرانوالہ، پولیس سٹیشن / چوکیوں، ملازمین، عمارات اور دیگر تفاصیل

*4636: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل کتنے تھانے اور پولیس چوکیاں ہیں ان کے نام اور ان میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل بتائیں ؟

(ب) کن تھانہ جات اور چوکیوں کی اپنی عمارات ہیں اور کن تھانہ جات / چوکیوں کی عمارات نہیں ہیں ؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ تھانہ جات اور پولیس چوکیوں کو عمارات مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

(د) مذکورہ تھانہ جات / پولیس چوکیوں میں زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیلات مہیا کی جائیں۔ یہ گاڑیاں کن افسران / اہلکاران کے زیر استعمال ہیں۔ کیا گاڑیاں ضرورت کے مطابق کافی ہیں۔ اگر نہیں تو کب تک ضرورت کے مطابق گاڑیاں پوری کر دی جائیں گی ؟

(ہ) مذکورہ تھانہ جات / پولیس چوکیوں میں سے کن کے پاس جدید اسلحہ اور Communication System موجود ہے ؟ کیا حکومت ہر تھانے میں جدید ترین آلات اور اسلحہ فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) گوجرانوالہ شہر میں کل 9 تھانے اور ایک پولیس چوکی ہے۔ تعینات پولیس ملازمین کے نام اور عہدہ تھانہ وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ شہر کے تھانہ جات میں سے تھانہ کوتوالی، ماڈل ٹاؤن، باغبانپورہ، سول لائن، سیٹلائیٹ ٹاؤن اور پیپلز کالونی محکمہ پولیس کی اپنی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔ البتہ تھانہ سبزی منڈی محکمہ اوقاف کی بلڈنگ میں ہے ان کے علاوہ تھانہ گرجاکھ، دھلے اور چوکی پیپلز کالونی کرایہ کی عمارت میں کام کر رہے ہیں۔

(ج) سوال ہذا کا جواب متعلقہ صوبائی حکومت ہے۔

(د) گوجرانوالہ شہر میں کل 9 تھانہ جات میں سے 8 تھانہ جات ماڈل ٹاؤن، باغبانپورہ، گرجاکھ، دھلے، سیٹلائیٹ ٹاؤن، پیپلز کالونی، سبزی منڈی، سول لائن میں گاڑیاں بسلسلہ

کار سرکار وگشت موجود ہیں۔ جبکہ تھانہ کوتوالی اور چوکی پیپلز کالونی میں گاڑی موجود نہ ہے۔ یہ گاڑیاں ضرورت کے مطابق ناکافی ہیں۔ نئی گاڑیاں خریدی جارہی ہیں۔

(ہ) مطابق ریکارڈ گوجرانوالہ شہر کے تھانہ کے پاس درج ذیل اسلحہ موجود ہے:۔

نام تھانہ	رائفل سیمی	رائفل G3	رائفل SMG	رائفل MP5
سول لائن	4	2	5	5
سیٹلائیٹ ٹاؤن	3	6	5	9
سبزی منڈی	3	8	1	5
پیپلز کالونی	7	4	4	4
کوتوالی	2	5	1	2
ماڈل ٹاؤن	8	4	7	5
گرجاکھ	6	2	1	10
باغبانپورہ	2	2	1	7
دھلے	3	8	1	2

چوکی پیپلز کالونی حسب ضرورت اسلحہ متعلقہ تھانہ سے حاصل کرتی ہے۔

پولیس ملازمین کی سنیارٹی کے تعین کا مسئلہ

*4857: جناب فیض اللہ کموکا: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اور پنجاب سروس ٹربیونل کے فیصلوں کی روشنی میں پنجاب پولیس کے ملازمین کی سنیارٹی کا معاملہ زیر غور ہے اور تقریباً ہر پولیس ملازم کو اپنی سنیارٹی کے تعین کے سلسلے میں انسپکٹر جنرل پنجاب پولیس کے دفتر سے رجوع کرنا پڑرہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عدالتی فیصلوں اور حکومت کی پالیسی کے باوجود ملازمین کے سنیارٹی کے کیس طے نہیں کئے جارہے ہیں اور دفتر کی متعلقہ برانچوں کے سپرنٹنڈنٹ اور اہلکار رشوت طلب کرتے ہیں۔ رشوت نہ دینے کی صورت میں کیس پر بلا جواز غیر متعلقہ اعتراضات لگاکر ملازمین کو ان کے جائز قانونی حق سے محروم کردیا جاتا ہے؟

(ج) کیا حکومت ان رشوت خور اہلکاران کو جو 10 سال سے بھی زیادہ عرصہ سے ان پوسٹوں پر تعینات ہیں اور حکومت کی ٹرانسفر پالیسی کے برعکس ایک ہی جگہ کام کر رہے ہیں، کو تبدیل کر کے ایماندار اہلکاروں کو تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان اور پولیس رولز فقرہ 12.8 اور 18-13 کی روشنی میں دفتر انسپکٹر جنرل آف پولیس پنجاب نے مجاز اتھارٹی کے دستخط کے ساتھ محکمہ پولیس کے تمام دفاتر کو سرکلر نمبر SE-1/1724-1823/EV مجریہ 04-03-10 جاری کیا اور ان دفاتر کے سربراہان کو ہدایت کی کہ وہ ایک ماہ کے اندر اجتماعی طور پر ملازمین کو پولیس رولز فقرہ 12.8 اور 18-13 کے تحت تاریخ بھرتی اور تاریخ ترقی سے بطور SI/ASI کو مستقل کر کے سنیارٹی فکس کی جائے اور اس سلسلہ میں دفتر ہذا کو مطلع کیا جائے تاکہ ان کے سنیارٹی کے کیسوں کو جو انسپکٹر جنرل آف پولیس کے متعلقہ ہیں جلدی یکسو کیا جا سکے۔ بار بار کی یاددہانی کے نتیجہ میں اب تمام رینجوں کے جوابات موصول ہو چکے ہیں۔ ملازمین کی ترقی بطور انسپکٹر اور ای رینک میں سنیارٹی کی فکسیشن کا تعین بمطابق رولز اہلیت اور مجاز اتھارٹی کے بنائے ہوئے معیار کے مطابق کیا جا رہا ہے جو کہ جلدی یکسو کر دیا جائے گا۔

(ب) ملازمین کی سنیارٹی بطور انسپکٹر کے کیسوں کا فیصلہ رولز اور اہلیت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ انفرادی طور پر ملازمین کے سنیارٹی کیسوں کو بوساطت افسران مجاز دفتر ہذا کو بھجوایا جاتا ہے۔ ان کیسوں میں اپیلیں برائے اندراج لسٹ F ترقی بطور انسپکٹر اور عہدہ پر مستقل ہونے کے لئے ہوتی ہیں۔ ملازمین کے سنیارٹی کے کیسوں کا فیصلہ افسران مجاز کرتے ہیں جو ذاتی طور پر پیش ہونا چاہتے ہیں۔ وہ اردل روم میں پیش ہو کر عرض و معروض بھی کرتے ہیں۔ دفتر کے اہلکار اپنا کام دیانت، محنت اور فرض شناسی سے سرانجام دے رہے ہیں جس کا ثبوت یہ ہے کہ پچھلے تقریباً چار / ساڑھے چار ماہ میں تقریباً 160 کے لگ بھگ ملازمین کے صرف سنیارٹی کے کیسوں کے فیصلے ہوئے۔ دوسرے فیصلہ شدہ کیس اس کے علاوہ ہیں۔ یہ تعداد پچھلے سالوں کے مقابلے میں ایک ریکارڈ ہے یہ کارکردگی موجودہ سٹاف کی کارکردگی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ یہ غلط ہے کہ

ملازمین کے سنیارٹی کے کیسوں پر بلا جواز اعتراضات لگائے جاتے ہیں اور رشوت طلب کی جاتی ہے۔ کیسوں کا فیصلہ رولز، استحقاق اور سروس ریکارڈ دیکھ کر افسران مجاز کرتے ہیں۔

(ج) کارکردگی تسلی بخش ہونے اور کسی قسم کی شکایت نہ ہونے کی وجہ سے اہلکاران ایک ہی پوسٹ پر عرصہ دراز سے تعینات ہیں۔

ضلع لاہور، 2002 تا حال، اغواء برائے تاوان و دیگر متعلقہ تفاصیل

*4873 میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے آج تک کتنے اغواء برائے تاوان کے مقدمات کس کس پولیس سٹیشن میں درج ہوئے، تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) ان مقدمات میں کتنے مغوی بغیر تاوان اور کتنے تاوان دے کر برآمد ہوئے اور کتنے اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے آج تک اغواء برائے تاوان کے کل 33 مقدمات درج ہوئے جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع لاہور میں 2002 سے آج تک اغواء برائے تاوان کے مقدمات میں جو مغویان بغیر تاوان اور تاوان دیکر برآمد ہوئے اور جو اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے ان کی تفصیل ذیل ہے:-

28 مغوی بغیر تاوان کے برآمد ہوئے۔

03 مغوی تاوان دے کر برآمد ہوئے۔

77 اغواء کے ملزمان گرفتار ہوئے۔

لاہور، پولیس سٹیشنز، عمارات اور دوران ڈیوٹی شہید و معذور ہونے والے ملازمین کی تفصیل

*4874 میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں کتنے تھانے ہیں کتنے تھانوں کی عمارات حکومت کی ملکیت اور کتنی کرایہ پر ہیں؟

(ب) جن تھانوں کی عمارتیں کرایہ پر ہیں ان کے کرایہ، تھانوں کی جگہ اور نام کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے 30۔ دسمبر 2003 تک کتنے ملازمین محکمانہ امور سرانجام دیتے ہوئے شہید یا معذور ہوئے، نام و تعیناتی کی مکمل تفصیل بیان کی جائے نیز ان کے لواحقین کو حکومت اور محکمہ نے اب تک جو انعامات دیئے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) ضلع لاہور میں کل 76 تھانے ہیں۔ 44 تھانے سرکاری ملکیت ہیں جبکہ 13 تھانے کرایہ کی بلڈنگ میں ہیں۔

(ب) جن تھانوں کی عمارتیں کرایہ پر ہیں ان کے نام اور کرایہ کی تفصیل:۔

نمبر شمار	نام تھانہ	کرایہ
1۔	شادمان	12500/-
2۔	فیکٹری ایریا	6000/-
3۔	فیصل ٹاؤن	11562/-
4۔	شالامار	17500/-
5۔	مناواں	10000/-
6۔	گلشن اقبال	10000/-
7۔	سمن آباد	7812/-
8۔	ملت پارک	29297/-
9۔	سانده	11700/-
10۔	شادباغ	14062/-
11۔	گجرپورہ	10000/-
12۔	شاہدرہ ٹاؤن	4687/-
13۔	کوٹ لکھپت	15000/-

(ج) ضلع لاہور میں یکم جنوری 2002 سے 30۔ دسمبر 2003 تک کل 9 پولیس ملازمان شہید ہوئے ہیں، کوئی معذور نہ ہوا ہے۔ شہید ہونے والے تمام ملازمین کے لواحقین کو تین

تین لاکھ روپے محکمہ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ شہید ہونے والے ملازمین کی تفصیل:۔

1۔ کانسٹیبل ریاض احمد شاہد نمبر9620
2۔ کانسٹیبل ارشد علی نمبر10377
3۔ کانسٹیبل مقبول حسین نمبر6813
4۔ ہیڈ کانسٹیبل امتیاز احمد نمبر10949
5۔ کانسٹیبل شہباز احمد نمبر7479
6۔ کانسٹیبل محمد حنیف نمبر1848
7۔ کانسٹیبل نذیر احمد نمبر1004
8۔ کانسٹیبل ذوالفقار علی نمبر1400
9۔ کانسٹیبل امانت علی نمبر2834

ضلع شیخوپورہ، 2003تاحال، اغواء برائے تاوان کے رجسٹرڈ کیسز سے متعلقہ تفصیلات

*4952چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری2003 سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئی ہیں۔ ان کے ایف۔آئی۔آر کے نمبر مع اغواء ہونے والے افراد اور اغواء کرنے والے ملزمان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان اغواء کی وارداتوں میں کتنے اغواء کنندگان کو پولیس نے برآمد کیا اور کتنے خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے؟

(ج) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں۔ گرفتار اور مفرور ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اغواء برائے تاوان کے کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی ہے؟

(ہ) کتنے تفتیشی افسران کے خلاف اغواء کے مقدمات کی صحیح تفتیش نہ کرنے پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری2003 سے 15۔جون2004 تک ضلع شیخوپورہ میں اغواء برائے تاوان کے

کل 12 مقدمات درج ذیل تھانوں میں رجسٹر ہوئے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے:۔

نمبر شمار	نام تھانہ	درج مقدمات کی تعداد
1۔	مانانوالہ	01
2۔	نارنگ	01
3۔	صفدرآباد	02
4۔	اے ڈویژن	01
5۔	صدر شیخوپورہ	02
6۔	فیکٹری ایریا	04
7۔	فیروزوالہ	01

(ب) 7 افراد کو پولیس نے برآمد کیا ہے اور 5 خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے۔

(ج) 28 ملزمان کو گرفتار کیا گیا اور 17 ملزمان ابھی تک مفرور ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ابھی تک اغواء برائے تاوان کے مقدمات کا فیصلہ نہ ہوا ہے۔

(ہ) تمام مقدمات میں تفتیش صحیح خطوط پر کی گئی لہذا کسی پولیس آفیسر کے خلاف کوئی قانونی و محکمانہ کارروائی عمل میں نہ لائی ہے۔

ضلع حافظ آباد، 2003 تا حال، اغواء برائے تاوان کے کیسز کی تمام تر تفصیلات

*4957 چودھری زاہد پرویز۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ضلع حافظ آباد میں اغواء برائے تاوان کی کتنی وارداتیں کس کس تھانہ کی حدود میں ہوئی ہیں۔ ان کے ایف۔آئی۔آر نمبرز مع اغواء ہونے والے افراد کے نام اور اغواء کرنے والے ملزمان کے نام کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے اغواء کنندہ گان کو پولیس نے برآمد کیا اور کتنے خود تاوان ادا کر کے رہا ہوئے؟

(ج) ان وارداتوں میں ملوث کتنے ملزمان گرفتار ہوئے اور کتنے ابھی تک مفرور ہیں۔ گرفتار اور مفرور ملزمان کے نام، پتاجات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان وارداتوں میں کتنے ملزمان کو کتنی کتنی سزا ہوئی ہے؟

(ہ) مذکورہ عرصہ میں کتنے تفتیشی افسران کے خلاف اغواء کے مقدمات کی صحیح تفتیش نہ کرنے پر محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ضلع حافظ آباد میں یکم جنوری2003 سے لے کر آج تک 04-01-14تک کوئی مقدمہ اغواء برائے تاوان درج رجسٹر نہ ہوا ہے۔

(ب) NIL

(ج) NIL

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

فیصل آباد، ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی تعیناتی

418ڈاکٹر اسد معظم: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد میں ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی پوسٹ عرصہ تین سال سے خالی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس اپنی ڈیوٹی صحت کی خرابی کی وجہ سے بخوبی انجام نہ دے پا رہے ہیں؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس کی اسامی پُر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) ہاں! یہ مورخہ 04-02-01 سے خالی ہے۔ پنجاب کے اس محکمہ میں گریڈ17 کے افسران کی قلت ہے۔ کل آٹھ منظور شدہ گریڈ17 افسران میں چار افسران تعینات ہیں جن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(i) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمنسٹریشن) نظامت شہری دفاع، لاہور

(ii) اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ٹریننگ و رابطہ)۔ ایضاً۔

(iii) ضلعی آفیسر شہری دفاع، سرگودھا

(iv) ضلعی آفیسر شہری دفاع، ملتان

(ب) یہ درست ہے کہ ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس، اکثر اوقات بیمار رہتے تھے۔ ان کو باہر تعینات نہیں کیا جا سکتا تھا کیونکہ ان کی ریٹائرمنٹ بالکل نزدیک تھی۔ آفیسر مذکورہ 06-02-07 کو ریٹائرڈ ہو چکے، بلکہ وہ مورخہ 06-03-10 کو وفات پا چکے ہیں۔

(ج) جونہی ترقیوں کا سلسلہ شروع کیا جائے گا، محکمہ ہذا ضلعی آفیسر کی تعیناتی کو سب سے زیادہ اہمیت دے گا۔

بہر حال مورخہ 06-03-31 کو رانا ریاست علی کو بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر سول ڈیفنس فیصل آباد تعینات کر دیا گیا ہے۔

جنوری 2004 تا حال بہاولپور ضلع میں اغواء کے مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

467 **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک بہاولپور ضلع میں جو افراد اغواء ہوئے ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے جن افراد کو پولیس نے بازیاب کروایا ہے، ان کے نام، پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) آج تک جن افراد کو پولیس ابھی تک بازیاب نہ کروا سکی ہے، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس سلسلہ میں پولیس نے جن ملزمان کو گرفتار کیا ہے، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان افراد کی بازیابی کے لئے جن جن پولیس ملازمین کی ڈیوٹیاں ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

جزو (الف، ب، ج، د اور ہ) کی مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جنوری 2005 تا حال، خواتین / بچوں کے خلاف درج مقدمات

473 **محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن**: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

جنوری 2005 سے آج تک خواتین اور بچوں کے خلاف جرائم کے کتنے کیس، ضلع وار، رجسٹر کئے گئے اور ان جرائم کے مرتکب کتنے افراد کو گرفتار کیا گیا؟

وزیر اعلیٰ:

جنوری 2005 سے تاحال خواتین / بچوں کے خلاف درج مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ضلع	خواتین اور بچوں کے خلاف جرائم کے مقدمات جو رجسٹر ہوئے۔	افراد جو گرفتار ہوئے
1۔	راولپنڈی	227	333 خواتین اور ایک بچہ
2۔	جہلم	78 خواتین کے خلاف اور بچوں کے خلاف 9 مقدمات رجسٹر ہوئے۔	107 خواتین اور 18 بچے
3۔	اٹک	30 مقدمات رجسٹر ہوئے۔	38 خواتین اور ایک بچہ
4۔	چکوال	4 عورتوں کے خلاف مقدمات درج ہوئے	4 خواتین
5۔	ملتان	587	1395
6۔	ساہیوال	170	186
7۔	وہاڑی	261	362
8۔	خانیوال	337	505
9۔	پاکپتن	78	98
10۔	لودھراں	102	137
11۔	سرگودھا	516	432
12۔	خوشاب	68	86
13۔	میانوالی	156	178
14۔	بھکر	10	10
15۔	شیخوپورہ	439	331
16۔	ننکانہ صاحب	195	139
17۔	گوجرانوالہ	45	52
18۔	سیالکوٹ	100	78

19- گجرات	391	426
20- نارووال	71	168
21- منڈی بہاؤالدین	428	445
22- حافظ آباد	55	60
23- فیصل آباد	804	846
24- جھنگ	24	32
25- ٹوبہ ٹیک سنگھ	297	1008
26- ڈیرہ غازی خان	33	42
27- مظفر گڑھ	568	655
28- راجن پور	23	18
29- لیہ	104	287
30- بہاولپور	523	658
31- بہاولنگر	556	291
32- رحیم یار خان	282	495
33- لاہور	743	1065
34- قصور	-	-
35- اوکاڑہ	97	117

ضلع جہلم میں جنوری 2003 تا دسمبر 2005 درج مقدمات اور متعلقہ تفصیلات

480 محترمہ نگہت پروین میر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2003 تا دسمبر 2005 ضلع جہلم میں کل کتنے مقدمات رجسٹر ہوئے کتنے مقدمات کو جھوٹا قرار دے کر خارج کیا گیا، کتنے مقدمات کے چالان مکمل کر کے عدالت میں بھجوائے گئے؟

(ب) درج مقدمات میں کتنے ملزمان کو کیا کیا سزائیں ہوئیں اور کتنے بری ہوئے نیز تاحال کتنے ملزمان اشتہاری و مفرور ہیں؟

(ج) کیا حکومت اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے ضلع جہلم کو اشتہاریوں و مفروروں سے پاک کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات

سے ایوان کو آگاہ کیا جائے ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یکم جنوری 2003 تا دسمبر 2005 ضلع جہلم میں کل 6939 مقدمات رجسٹر ہوئے۔ 384 مقدمات کو جھوٹا قرار دے کر خارج کیا گیا۔ 6028 مقدمات کے چالان مکمل کر کے عدالت میں بھجوائے گئے۔

(ب) درج مقدمات میں 2363 ملزمان کو درج ذیل سزائیں ہوئیں:۔

سزائے موت 12، عمر قید 5، 1 تا 3 ماہ تک قید 563، 3 تا 6 ماہ تک قید 217، ایک سال تک قید 159۔

سال تک قید 17 ، 3 سال تک قید 29، 5 سال تک قید 10، 5 سال سے زیادہ قید 24۔ سزائے جرمانہ 1327 اسی عرصہ میں 1862 مقدمات میں ملزمان بری ہوئے۔ جس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

بوجہ راضی نامہ 762، شک کا فائدہ 513، بوجہ منحرف گواہان 137، دیگر وجوہات 450۔

جنوری 2003 تک کل 143 اشتہاری تھے۔ دسمبر 2005 تک 351 اضافہ ہوئے۔ اسی عرصہ میں کل 315 گرفتار ہوئے ہیں۔ اب 179 بقایا ہیں۔

(ج) ملزمان اشتہاری کی گرفتاری کے لئے زیر حکم محترم وزیر اعلیٰ پنجاب و جناب آئی جی پنجاب لاہور مہم زور وشور سے شروع کی جا چکی ہے۔

تھانہ گوالمنڈی لاہور میں جنوری تا اپریل 2006،
درج مقدمات سے متعلقہ تفصیلات

500 چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری تا 30۔ اپریل 2006 تھانہ گوالمنڈی لاہور قتل، اغواء برائے تاوان، چوری اور راہزنی کے کتنے مقدمات درج کئے گئے، ہر ایک کی علیحدہ علیحدہ تفصیل کیا ہے؟

(ب) کیا قتل کے بارے میں فروری 2006 میں درج کئے گئے مقدمات (F.I.R) کے تمام نامزد افراد گرفتار کر لئے گئے ہیں اگر ہاں تو کب اور گرفتار ہونے والے افراد کے نام مع F.I.R کیا ہے نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

حسب رپورٹ نائب ناظم اعلیٰ پولیس انوسٹی گیشن، آپریشنز لاہور۔

(الف) تھانہ گوالمنڈی میں یکم جنوری سے 30۔اپریل تک قتل کا ایک مقدمہ، راہزنی کے 2 اور چوری کے 08 مقدمات درج پائے گئے ہیں۔ جبکہ اغواء برائے تاوان کا کوئی مقدمہ درج نہ ہوا ہے۔

(ب) فروری 2006 میں قتل کا مقدمہ نمبر 129 مورخہ 06-02-28 جرم 324/302 ت پ تھانہ گوالمنڈی میں درج ہوا ملزم محمد الیاس ولد محمد یونس گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل میں ہے جبکہ منیر احمد مفرور ہے۔ مقدمہ ہذا کا چالان مرتب ہو کر عدالت میں دیا گیا ہے۔ مفرور ملزمان اپنی رہائش ترک کر کے نامعلوم جگہ پر جا چکے ہیں جن کو ملزمان اشتہاری قرار دیا گیا ہے اور گرفتاری کی کوشش جاری ہے۔

سول ڈیفنس پنجاب میں نوجوان کو انسٹرکٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

509 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (ایڈمن) سول ڈیفنس پنجاب لاہور، سول ڈیفنس ڈائریکٹوریٹ پنجاب لاج روڈ پرانی انار کلی لاہور کے آفس میں انسٹرکٹر II اور انسٹرکٹر III کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے صحت مند نوجوان ایف ایس سی پاس اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ کو تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک اس کو تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ

(الف) جی ہاں! درست ہے۔

(ب) مسٹر محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کی درخواست برائے انسٹرکٹر گریڈ III اور انسٹرکٹر گریڈ 11 موصول ہوئیں۔ کل 632 درخواستیں برائے انسٹرکٹر گریڈ III اور انسٹرکٹر

گریڈ II موصول ہوئی ہیں۔ انسٹرکٹر گریڈ III کے لئے کال لیٹرز جاری کر دیئے گئے ہیں۔ انٹرویو کے لئے مورخہ 7 تا 9۔ جون کی تاریخیں مقرر کی گئی ہیں۔ تمام تقرریاں میرٹ کے مطابق کی جائیں گی۔

نندی پور سیالکوٹ میں قتل کے درج مقدمہ سے متعلقہ تفصیل

*540 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 06-01-20 کو نندی پور کے قریب تحصیل سیالکوٹ میں کچھ لوگوں نے فائرنگ کر کے محمد الیاس کو قتل کر دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پولیس نے ابھی تک ملزمان کو گرفتار نہ کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس جان بوجھ کر ملزمان سے ساز باز کر کے مقدمہ کو خراب کر رہی ہے؟

(د) مذکورہ واقعہ کا مقدمہ کس تھانہ میں درج ہوا ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 06-01-20 بوقت شام محمد الیاس اپنے کام سے فارغ ہو کر اپنے بھائیوں کے ہمراہ بسواری کار اپنے گاؤں ڈوگراں کلاں واپس جا رہا تھا کہ راستہ میں نند پور کے نزدیک ملزمان عمران ولد غلام حسین، اکرم عرف بگا، سجاد عرف شادا، غلام فرید عرف باؤ اور قمر ولد سلطان نے اس کا راستہ روک کر اور فائرنگ کر کے محمد الیاس کو ہلاک کر دیا اور اس کے ہمراہیان محمد سلیم اور محمد عظیم کو مضروب کیا۔

(ب) مقدمہ کے اندراج کے بعد دوران تفتیش ملزمان نامزد FIR میں سے سجاد گنہگار پایا گیا جبکہ ملزمان اکرم، غلام فرید اور مسماۃ شہناز بی بی بے گناہ پائے گئے۔ ملزم سجاد کو بعد از گرفتاری حوالات جوڈیشل بھجوایا گیا جبکہ تین کس ملزمان عمران ولد غلام حسین، قمر ولد سلطان اور عامر الیاس ولد الیاس کو مقدمہ ہذا میں باوجود کوشش کے گرفتار نہ کیا جا سکا اور ان کے خلاف مجاز عدالت سے وارنٹ / اشتہار حاصل کر کے اشتہاری کرایا گیا۔ مقدمہ ہذا کا نامکمل چالان مورخہ 06-04-22 کو مجاز عدالت میں برائے سماعت بھجوایا گیا۔

(ج) دوران تفتیش مقامی پولیس نے ایک ملزم کو گنہگار قرار دیا، تین کس ملزمان کو اشتہاری قرار دیا گیا اوران کی گرفتاری کے لئے کوشش جاری ہے جبکہ تین کس ملزمان مقدمہ ہذا میں بے گناہ پائے گئے۔

(د) مذکورہ واقعہ کا مقدمہ نمبر25 مورخہ 06-01-20 جرم149/148/324/302 ت پ تھانہ کوٹلی لوہاراں میں درج ہوا۔

محکمہ داخلہ سول سیکرٹریٹ لاہور میں دو اہل نوجوانوں کو DEO بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

551 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں تعیناتی کے لئے ڈیٹا انٹری آپریٹر کی درخواستیں طلب کر کے انٹرویو ٹیسٹ لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر آنے والے نوجوانوں محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے، وجوہات بیان کی جائیں کب تک آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو لیا گیا۔

(ب) جی نہیں۔ یہ درست نہیں ہے کہ محمد بلال لطیف ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ پر تھا بلکہ محمد بلال لطیف ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد میرٹ لسٹ میں دسویں نمبر پر تھا جبکہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری کے لئے صرف تین اسامیاں خالی تھیں جو کہ میرٹ پر آنے والے تین افراد کے تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے گئے ہیں اس لئے محمد بلال لطیف کو تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے جا سکتے اور محمد ابرار لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کا نام میرٹ پر نہیں تھا اس لئے اسے آرڈر جاری نہیں کئے جا سکتے ہیں۔

انچارج چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا اختیارات سے تجاوز

552 محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ مانیٹرنگ سیل وزیر اعلیٰ سیکرٹریٹ لاہور سے غریب کو انصاف دینے کے لئے ڈائریکٹو جاری ہوا جو DPO قصور سے ہوتا ہوا انچارج چوکی شاہکوٹ (تھانہ کنگن پور) پہنچا، سب انسپکٹر انچارج چوکی نے کوئی بات نہ سنی اور 4 دن تک مدعی چوکی میں دھکے کھاتے رہے اور انچارج چوکی سب انسپکٹر بشیر حسین ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مورخہ 06-05-18 کو چار دن بعد سب انسپکٹر بشیر حسین نے ملزمان سے مدعی کے خلاف جھوٹی، من گھڑت، فرضی درخواست لے کر مدعی کو ہتھکڑیاں لگادیں اور چار دن تک بے گناہ تھانے میں بند کر دیا اور کہا کہ وزیر اعلیٰ کی چٹھی والوں کے ساتھ میں یہ حشر کرتا ہوں اور مدعی کی جیب سے -/5500 روپے بھی نکال لئے؟

(ج) کیا حکومت چوکی انچارج بشیر حسین سب انسپکٹر کے خلاف اختیارات سے تجاوز پر کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلی نے ڈائریکٹو جاری کیا تھا جو ایس ڈی پی او چونیاں کو برائے قانونی کارروائی اور رپورٹ مارک کیا گیا۔ انہوں نے فریقین کو طلب کیا۔ درخواست دہندہ حاضر نہ ہوا جبکہ حاجی بشیر حسین SI چوکی شاہکوٹ شامل انکوائری ہوا۔ اس نے بتایا کہ درخواست دہندہ کی ہمشیرہ اللہ معافی اپنے خاوند سے ناراض ہو کر علاقہ تھانہ جوہر ٹاؤن لاہور چلی گئی۔ درخواست دہندہ نے اپنے بہنوئی محمد آزاد مع دیگر کس کے خلاف جھوٹی اور بے بنیاد درخواست چوکی انچارج حاجی بشیر حسین SI کے پاس گزاری تاکہ ان کے خلاف کارروائی کروا سکے۔ اس بارہ میں SI نے فریقین کو بلایا۔ آپس میں جھگڑا ہونے پر ان کے خلاف کارروائی 151/107 ض ف عمل میں لائی گئی۔ اس رنج کی وجہ سے انہوں نے جھوٹی درخواست بشیر حسین SI کے خلاف دی۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ بشیر حسین SI نے مدعی کو ہتھکڑی لگائی اور چار دن تک بے گناہ تھانہ میں رکھا۔ SI نے اس سے کوئی رشوت طلب نہ کی اور نہ ہی کوئی رقم اس کی جیب سے نکالی۔

(ج) بشیر حسین SI نے اپنے اختیارات سے تجاوز نہ کیا ہے۔

چوکی انچارج شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا رویہ اور ملازمین کی صورتحال

559 محترمہ انجم سلطانہ۔ کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کنگن پور ضلع قصور چوکی انچارج شاہکوٹ (چوکی میں اس نے اپنے رشتہ دار جعلی پولیس ملازم بنا کر رکھے ہوئے ہیں جو لوگوں پر تشدد کرتے اور رشوت وصول کرتے ہیں) بشیر حسین سب انسپکٹر تعینات ہے اور وہ شوگر، بلڈ پریشر، گردوں، جگر اور ہیپاٹائٹس کی تکلیف میں مبتلا ہے۔ ہر وقت دوائی کھانی پڑتی ہے موٹاپا کی وجہ سے بہت زیادہ پریشان ہے اور توند نکلی ہوئی ہے سیڑھیوں پر نہیں چڑھ سکتا اور نہ ہی دوڑ سکتا ہے چوکی دوسری منزل پر قائم کی گئی ہے، سیڑھیوں پر نہ چڑھ سکنے کی وجہ سے وہ بے چارہ ڈیوٹی کرنے سے قاصر ہے اور ڈیوٹی نہیں کرتا، پورا پورا دن بیماری کی وجہ سے لیٹا رہتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کے ڈیوٹی نہ دینے کی وجہ سے سائل بہت پریشان ہوتے ہیں اس نے کئی دفعہ حکام بالا کی خدمت میں زبانی عرض کیا کہ میں ڈیوٹی نہیں کر سکتا اور میری وجہ سے میرے ساتھی بھی بیماریوں کا شکار ہو سکتے ہیں، مجھے فارغ کر دیا جائے اور اسے فارغ بھی نہیں کیا گیا اور اس کے ٹیسٹ وغیرہ بھی نہیں کرائے گئے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک اس کو ملازمت سے فارغ کیا جائے گا اور سرکاری طور پر کب تک اس کے ٹیسٹ وغیرہ کرائے جائیں گے اور علاج کرایا جائے گا؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ بشیر حسین SI شوگر کا مریض ہے۔ بقایا الزامات درست نہ ہیں۔ اب بشیر حسین SI کا تبادلہ تھانہ مصطفیٰ آباد ہو چکا ہے۔

(ب) بشیر حسین SIاپنی ڈیوٹی احسن طریقے سے سرانجام دے رہا ہے۔ اس نے کبھی بھی ٹیسٹوں کے لئے درخواست دی ہے اور نہ ہی ملازمت سے فارغ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے۔ اگر اس نے کوئی درخواست برائے ٹیسٹ گزاری تو اس کا علاج کروایا جائے گا۔ اگر وہ ملازمت سے فارغ ہونے کا ارادہ رکھتا ہے تو اس کی درخواست کے مطابق اور قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

انچارج چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور کا اختیارات سے تجاوز

566 محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تھانہ کنگن پور ضلع قصور کے چوکی انچارج شاہکوٹ بشیر حسین کے پاس جب وزیراعلیٰ کا ڈائریکٹو، سائل انصاف کے لئے لے گئے، تو اس نے مورخہ 19-05-06 کو فرضی جھگڑا بنا کر ان

تینوں افراد پر مقدمہ درج کر دیا، انہیں ضمانت کرانا پڑی اور اب تاریخیں بھگت رہے ہیں۔ ملزم فریق سے -/8000روپے وصول کئے، جامہ تلاشی کے دوران -/5000 روپے، گھڑی، کاغذات، عینک، شناختی کارڈ وغیرہ بھی لیا گیا جو واپس نہیں کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ درخواست کے مطابق اس نے کہا کہ لڑکی برآمد کروں گا، وہ ساٹھ ہزار روپے لے کر انہوں نے آگے بٹھائی ہے، 19-05-06 کو اس نے لڑکی لاکر کئی دن تک چوکی شاہکوٹ میں رکھی۔ نہ مقدمہ درج تھا اور نہ ہی وہاں لیڈی پولیس موجود ہے چوکی میں ٹارچر سیل قائم کیا گیا ہے اور تشدد کرنے کا پورا سامان موجود ہے، کیا حکومت اس کے خلاف کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک نہیں تو وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) بحوالہ رپٹ نمبر 6 مورخہ 19-05-06 (چوکی شاہکوٹ تھانہ کنگن پور ہر دو فریقین کے خلاف بوجہ لڑائی جھگڑا اور اندیشہ نقص امن زیر دفعہ 151/107 جواب کے تحت گرفتار کیا اور SI نے ان سے کوئی رشوت طلب نہ کی تھی اور نہ ہی ان کے قبضہ سے کوئی چیز لی تھی۔

(ب) یہ درست ہے کہ بشیر حسین SI نے کہا تھا کہ وہ لڑکی برآمد کروادے گا۔ لڑکی از خود لاہور گئی تھی اور خود ہی اپنے خاوند کے ساتھ آ گئی تھی۔ یہ غلط ہے کہ SI بشیر حسین نے چوکی شاہکوٹ میں ٹارچر سیل قائم کیا ہوا ہے اور تشدد کا پورا سامان رکھتا ہے۔ زیر دستخطی، محکمہ پولیس کے اعلیٰ حکام وقتاً فوقتاً تھانہ جات اور چوکی جات چیک کرتے رہتے ہیں۔ اگر کوئی ایسی بات علم میں آتی ہے تو متعلقہ پولیس آفیسر کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

محکمہ داخلہ سول سیکرٹریٹ لاہور میں نوجوان کو DEO بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

573 محترمہ انجم سلطانہ۔ کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی سیکرٹری (جنرل) ہوم ڈیپارٹمنٹ سول سیکرٹریٹ لاہور آفس میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ اور انٹرویو لیا گیا اور محمد بلال نامی نوجوان کامیاب ہوا اور فائنل لسٹ میں آ گیا اور کمپیوٹر ٹیسٹ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فائنل ہونے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے ؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) جی، نہیں یہ غلط ہے کہ محمد بلال نامی نوجوان نے ٹیسٹ میں سب سے زیادہ نمبر حاصل کئے۔ محمد بلال نے ڈیٹا انٹری آپریٹر کی اسامی کے لئے ٹیسٹ اور انٹرویو دیا تھا مگر سب سے زیادہ نمبر حاصل نہیں کئے تھے۔

(ب) جی، نہیں یہ غلط ہے کہ محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو فائنل امیدوار کے طور پر منتخب کیا گیا تھا اس لئے اس کی تعیناتی کے آرڈرز جاری نہیں کئے جا سکتے۔ ٹیسٹ اور انٹرویو کے بعد محمد بلال لطیف دسویں نمبر پر تھا۔ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی تین اسامیاں خالی تھیں اس لئے محمد بلال لطیف منتخب ہونے والے امیدواروں میں شامل نہیں ہو سکا۔

تھانہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں درج مقدمہ قتل سے متعلقہ تفصیلات

600 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مقدمہ نمبر 186/06 تھانہ رنگ پورہ سیالکوٹ میں قتل کے الزامات کے تحت رجسٹر ہوا؟

(ب) اگر ایسا ہے تو اس مقدمہ میں نامزد ملزمان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے۔

(ج) اس مقدمہ میں ملوث جن ملزمان کو پولیس نے ابھی تک گرفتار کیا ہے، ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل بیان کریں۔

(د) جو ملزمان مفرور ہیں ان کے نام اور پتاجات کی تفصیل دی جائے۔

(ہ) مفرور ملزمان کو پولیس نے گرفتار کرنے کے لئے آج تک جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل دی جائے۔

(و) مفرور ملزمان کب تک گرفتار ہو جائیں گے اس مقدمہ کی تفتیش کرنے والے آفیسرز کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان کریں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ مقدمہ نمبر 186/06 بجرم 13/20/65 AO کا ہے۔ قتل کے الزامات کے تحت رجسٹر ہونے والے مقدمہ کا نمبر 185/06 ہے۔

(ب) مقدمہ نمبر 185/06 میں نامزد ملزمان کے نام اور پتے درج ذیل ہیں:۔

1۔ اسفندیار ولد سردار خان قوم پٹھان سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

2۔ عدنان ولد محمد ریاض قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

3۔ شاہنواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

4۔ وسیم نواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

5۔ فہیم نواز ولد محمد نواز قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

6۔ عدنان ولد محمد صدیق قوم آرائیں سکنہ چوک بیری والا سیالکوٹ

7۔ قیصر ولد امتیاز بٹ مکان نمبر 34/233 محلہ کشمیری سیالکوٹ

8۔ ذیشان ولد ذکریا قوم ارائیں سکنہ رنگ پورہ سیالکوٹ

(ج) تمام ملزمان گرفتار ہو کر حوالات جوڈیشل جا چکے ہیں۔

(د) مقدمہ مذکور میں کوئی ملزم مفرور نہ ہے۔

(ہ) جواب کی ضرورت نہ ہے۔

(و) مقدمہ ہذا کی تفتیش ابتدائی طور پر محمد اشرف سب انسپکٹر اور بعدازاں محمد اعظم اسسٹنٹ سب انسپکٹر نے کی۔

بورے والا میں یو بی ایل امام بارگاہ روڈ برانچ میں سکیورٹی گارڈ کے ہاتھوں کروڑوں کی چوری

601 ڈاکٹر نذیر احمد مٹھو ڈوگر: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 20-مارچ 2006 کو امام بارگاہ روڈ بورے والا میں یو بی ایل برانچ پر تعینات پرائیویٹ کمپنی کا سکیورٹی گارڈ لاکر توڑ کر تقریباً 5 کروڑ روپے مالیت کے زیورات اور بنک میں موجود نقدی لے کر فرار ہو گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واردات کا مقدمہ نمبر 121/2006 بجرم 380/148,457 ت پ معمولی دفعات کے تحت درج رجسٹر ہوا جبکہ دہشت گردی کی دفعات اس میں شامل نہ کی گئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ابھی تک سکیورٹی گارڈ کا درست نام اور پتا تک معلوم نہ کر سکی ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے اس بنک کے کسی بھی ذمہ دار آفیسر کو شامل تفتیش نہیں کیا۔ اس بنک کے ایک آفیسر کے کہنے پر معمولی دفعات کا مقدمہ درج کیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت اس کے ذمہ دار پولیس ملازمین اور بنک آفیسر کے خلاف قانونی کارروائی کرنے اور سکیورٹی گارڈ (ملزم) کو جلد از جلد گرفتار کرنے اور لاکر ہولڈر کو کوئی ریلیف دینا چاہتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ بات درست ہے کہ مورخہ 20-مارچ 2006 کو امام بارگاہ روڈ بوریوالہ میں UBL برانچ میں رب نواز نامی شخص جو کہ اس برانچ میں سکیورٹی گارڈ تعینات تھا رات کو بنک کے لاکر توڑ کر ایک کروڑ 69 لاکھ 08 روپے چوری کر کے فرار ہو گیا تھا جس پر مقدمہ نمبر 121/2006 مورخہ 20-03-06 بجرم 457/380/381 ت پ تھانہ سٹی

بوریوالہ درج رجسٹر کیا گیا جس میں جان محمد سپروائزر SOS سکیورٹی ایجنسی کو گرفتار کر کے چالان عدالت کیا گیا ہے جبکہ رب نواز ملزم کا خاکہ/تصاویر بنوا کر اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں۔ جہاں تک پانچ کروڑ روپے کی چوری کا الزام ہے یہ درست نہ ہے۔

(ب) جہاں تک مقدمہ نمبر 121/06 بجرم 457/380/381 ت پ تھانہ سٹی بورے والہ کی دفعات کے تحت مقدمہ درج رجسٹر کرنے اور دہشت گردی کی دفعات نہ لگانے کا تعلق ہے بمطابق وقوعہ کسی دہشت گردی کی دفعہ کا اطلاق نہ پایا جاتا ہے۔

(ج) جہاں تک رب نواز سکیورٹی گارڈ کے درست نام وپتا کا تعلق ہے رب نواز سکیورٹی گارڈ کو مینجر بنک اور انچارج SOS سکیورٹی کمپنی نے رکھا تھا۔ رب نواز کے نام اور اس کے تمام کوائف کی متعلقہ مینجر بنک کی ذمہ داری تھی جو ہر دو نے اس کی فائل مکمل کوائف کے ساتھ مرتب نہ کی جس کی وجہ سے رب نواز سکیورٹی گارڈ کے نام مندرجہ بالا کے علاوہ کوئی تصدیق نہ ہو سکی ہے جبکہ رب نواز کا خاکہ/تصاویر بنوا کر اخبارات میں مشتہر کی گئی ہیں۔

(د) یہ الزامات درست نہ ہیں۔

(ہ) جہاں تک پولیس ملازمان و بنک مینجر محمد صدیق کے خلاف قانونی کارروائی کا تعلق ہے تو مینجر بنک کے خلاف اس کے افسران بالا کو اس کی نااہلی کے متعلق کہ اس نے بغیر تصدیق رب نواز سکیورٹی گارڈ رکھا تھا تحریری طور پر لکھا گیا ہے اور رب نواز سکیورٹی گارڈ کی گرفتاری کے لئے ٹیمیں تشکیل دے کر بھرپور کوشش کی جا رہی ہے مقدمہ ہذا میں کسی پولیس ملازم کی کوئی غفلت یا نااہلی نہ پائی جاتی ہے بلکہ پولیس نے اپنے تمام تر وسائل کو بروئے کار لا کر رب نواز سکیورٹی گارڈ ملزم کی گرفتاری کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

راجہ طارق کیانی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے راجہ صاحب کے علم میں اپنے ضلع کا ایک انتہائی سلگتا ہوا مسئلہ اس امید پر لانا چاہوں گا کہ وہ فوری اس پر عملدرآمد کریں گے۔ مسئلہ یہ ہے کہ راولپنڈی جیل کے اندر ماضی حال ہی میں وہاں کی انتظامیہ نے بلا کسی وجہ کے محض وجہ یہ ہے کہ شاید میں اور بریگیڈئر صاحب وہاں کے frequent visitors ہیں تمام کے تمام convicts اور under trial prisoners پنجاب حکومت کی پالیسی کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی سے ڈسٹرکٹ جیل جہلم منتقل کر دیا گیا ہے۔ جس کی وجہ سے under trial

prisoners کو ہر روز گوجر خان یا راولپنڈی لے جایا جاتا ہے اور ان کے لواحقین کو 80 یا 100 میل اضافی سفر کرنا پڑتا ہے۔ میری راجہ صاحب سے یہ گزارش ہے کہ وہ پنجاب حکومت کی پالیسی کے مطابق جو unwarranted transfer کی under trial prisoners ڈسٹرکٹ جیل راولپنڈی سے ڈسٹرکٹ جیل جہلم ہوئی ہے۔ ان کو واپس راولپنڈی جیل میں بھجوانے پر ہمدردانہ غور کریں کیونکہ ہمیں بے شمار شکایات مل رہی ہیں اور جیل سپرنٹنڈنٹ کو بھی یہ ہدایت کریں کہ اگر ہم لوگ وہاں visit کرتے ہیں تو ہم وہاں ان کی administration کی assistance کے لئے جاتے ہیں نہ کہ nuisance create کرنے کے لئے جاتے ہیں۔ ہاں اگر administrative ground پر کسی under trial prisoner or convict کو کسی دوسری جیل میں منتقل کرتے ہیں تو وہ علیحدہ معاملہ ہے اس لئے میری راجہ صاحب سے گزارش ہے کہ وہ اس معاملے پر فوری ایکشن لیں تاکہ میری تحصیل کو ریلیف مل سکے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس ٹیک اپ کرتے ہیں اور پہلا توجہ دلاؤ نوٹس 755 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔

سیالکوٹ بار کے سینئر رکن کا اغواء برائے تاوان

جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 22۔دسمبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق سیالکوٹ بار ایسوسی ایشن کے سینئر رکن کے گھر ماڈل ٹاؤن اگوکی سیالکوٹ میں چار نامعلوم افراد آئے اور گن پوائنٹ پر اسے ساتھ کار میں لے گئے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ملزمان نے ان کی رہائی کے لئے ان کے خاندان سے ایک کروڑ روپیہ تاوان کی ڈیمانڈ کی ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ آٹھ دن گزرنے کے باوجود پولیس ابھی تک ملزمان کا پتا نہیں لگا سکی؟

(د) کیا پولیس ملزمان کا پتا لگانے اور سینئر رکن بار ایسوسی ایشن کو برآمد کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! شکریہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 06-09-18 بوقت 4.45 شام کو عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ صاحب ممبر بار ایسوسی ایشن سیالکوٹ کو اغواء کر لیا گیا اس سلسلے میں مقدمہ نمبر 506 اور 508 مورخہ 2006-9-18 بجرم A-365 ذیشان الٰہی ولد عبدالرحمٰن کی درخواست پر تھانہ اگوگی میں درج رجسٹر ہوا۔

(ب) یہ درست ہے کہ ملزمان نے عبدالرحمٰن کی رہائی کے لئے ایک کروڑ روپے تاوان کا مطالبہ کیا۔

(ج) ملزمان کو trace کرنے کے لئے ہر ممکن کوشش کی جا رہی ہے اور مشکوک افراد پر ریڈ کئے جا رہے ہیں۔

(د) پولیس نے عبدالرحمٰن ایڈووکیٹ کی بازیابی کے لئے ملزمان کے باہر جانے کے تمام راستے seal کئے ہیں جہاں پر پولیس نے بعض جگہوں پر ریڈ کئے۔ ریڈ کے دوران پولیس کے ساتھ encounter بھی ہوا لیکن میں یہ معزز ایوان اور جناب ارشد بگو کی اطلاع کے لئے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ معنوی بغیر تاوان ادا کئے گھر پر واپس آ چکے ہیں۔ ملزمان جنہوں نے انہیں اغواء کیا تھا ان کی گرفتاری کے لئے ایس پی انوسٹی گیشن سیالکوٹ جاوید وڑائچ، اے ایس پی صدر عبدالسلام اور اگوگی کے ایس ایچ او لیاقت گورایہ پر مشتمل ٹیم بنائی گئی ہے۔ آج ہی ڈی پی او سیالکوٹ میرے پاس آئے تھے اور انہوں نے مجھے بتایا کہ دو تین leads انہیں ملی ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ یہ میرے علم میں بھی ہے کہ معنوی عبدالرحمن جو ہمارے بڑے سینئر ممبر تھے ان کو پولیس نے برآمد کر لیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ سیالکوٹ کی پولیس اور ڈی پی او سیالکوٹ کو یہ مبارک بھی دینی چاہئے۔ کوئی اچھا ڈی پی او آتا ہے تو mostly یہ ہوتا ہے کہ اس کو نظر لگ جاتی ہے یا سپریم کورٹ اسے کھا جاتی ہے یا جیل کا واقعہ اسے کھا جاتا ہے۔ یہ ڈی پی او اچھا ہے تو اللہ کرے کہ یہ کام اسی طرح ہی کرے۔ شکریہ

جناب سپیکر: اگلا توجہ دلاؤ نوٹس ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان صاحب اور حاجی محمد اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، آفتاب احمد خان صاحب پیش کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

تھانہ موچیوالا جھنگ میں پولیس تشدد سے شہری کی ہلاکت

ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان اور حاجی محمد اعجاز: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 25۔ ستمبر 2006 کی ایک اخبار کے مطابق محمد عارف نامی زمیندار موٹر سائیکل پر جھنگ فیصل آباد روڈ پر مدھانی جٹ کے قریب جا رہا تھا کہ SHO عامر مشتاق اور سب انسپکٹر افضل نے اسے روک کر جامہ تلاشی لی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ تلاشی کے دوران محمد عارف کی SHO اور سب انسپکٹر سے تلخ کلامی ہو گئی جس پر انہوں نے مشتعل ہو کر محمد عارف کو برہنہ کر کے سر عام لوگوں کے سامنے تشدد کا نشانہ بنایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس کو وہاں سے پولیس زبردستی تھانہ موچیوالا لائی اور اس پر منشیات کے الزام میں جھوٹا مقدمہ درج کر لیا؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس نے تھانہ میں بھی اس پر تشدد کیا جس سے اس کی حالت سخت خراب ہو گئی اور اس کو خطرناک حالت کی بناء پر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال لا رہی تھی کہ راستے میں ہی اس کی موت واقع ہو گئی؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ مقتول پر تشدد کر کے اسے ہلاک کرنے والے SHO عامر مشتاق اور محمد افضل سب انسپکٹر کے خلاف قتل اور تشدد کرنے کا مقدمہ ابھی تک درج نہیں کیا گیا بلکہ یہ ملازمین اسی جگہ ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں؟

(و) کیا حکومت مذکورہ پولیس ملازمین کے خلاف قتل اور تشدد کا مقدمہ درج کرنے اور ان کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ۔

(الف) یہ درست ہے کہ یہ وقوعہ ہوا۔

(ب) اس موقع پر یہ نہیں کہا جا سکتا کہ ملزم پر کوئی تشدد ہوا اور اس تشدد کی وجہ سے وہ جاں بحق ہوا، یہ حتمی طور پر نہیں کہا جا سکتا۔

(ج) یہ غلط ہے کہ متوفی کی جامہ تلاشی لینے پر اس کے قبضہ سے رقم -/2450 روپے برآمد کی گئی۔

(د) یہ بھی غلط ہے کہ تھانہ میں پولیس نے کسی قسم کا کوئی تشدد کیا ہو۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں، میں ایک جنرل رپورٹ یہ دینا چاہتا ہوں کہ یہ بات درست ہے کہ ایک شخص کو پولیس نے حراست میں لیا، پولیس نے اس کو تھانے میں رکھا اس کے بعد پولیس نے اس کو جوڈیشل ریمانڈ پر جیل میں بھیجا۔ ایک دن وہ جیل میں رہا اور اگلے دن سپرنٹنڈنٹ جیل کی تحریری درخواست پر اس کو ہسپتال میں شفٹ کیا گیا اور ہسپتال میں وہ شخص جاں بحق ہوا۔ اس میں دو کام جو اس وقت ہو رہے ہیں، ایک تو متعلقہ سیشن جج نے جوڈیشل انکوائری اس سلسلے میں آرڈر کی ہے اور سول جج مختار رانجھا صاحب جوڈیشل انکوائری کر رہے ہیں۔ دوسرا ہم نے اس کے پوسٹ مارٹم کے دوران جو مواد لیا تھا اس کو کیمیکل ایگزامینر کے پاس بھیجا گیا ہے جب تک اس کی کوئی حتمی رپورٹ نہیں آتی، کوئی رائے قائم نہیں کی جا سکتی۔

جناب سپیکر! اس کا تیسرا پہلو یہ ہے کہ جو شخص جاں بحق ہوا اس کے لواحقین نے SHO، سب انسپکٹر اور دو کانسٹیبلان کے خلاف مقدمہ درج کرنے کی درخواست دی جو مقدمہ درج کر لیا گیا ہے، ان کو suspend بھی کر دیا گیا ہے اور انشاء اللہ انہیں ہم شامل تفتیش بھی کر رہے ہیں۔ اب صرف ہمیں کیمیکل ایگزامینر کی میڈیکل رپورٹ اور جوڈیشل انکوائری کی findings کا انتظار ہے۔ جیسے ہی ہمیں یہ دونوں رپورٹیں ملیں گی انشاء اللہ تعالیٰ اس کی روشنی میں مزید کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: رانا صاحب! ٹھیک ہے بڑی تفصیل کے ساتھ جواب آگیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ٹھیک ہے کہ راجہ صاحب نے بڑی وضاحت سے فرمایا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ جب جوڈیشل سے ہی ان کو ہسپتال میں منتقل کیا گیا ہے۔ ان کے ریکارڈ میں ہوگا کہ کس بیماری کے تحت انہیں ہسپتال بھیجا گیا ہے، تشدد تھا یا cardiac problem تھا؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! وہ تو ابھی انکوائری ہو رہی ہے۔ سیشن جج انکوائری کر رہے ہیں اس انکوائری میں آ جائے گا۔ اب ہم تحاریک استحقاق ٹیک اپ کرتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! حکومت نے پابندی کے باوجود رولز کو relax کر کے ایک تو ہمارے صحافی بھائیوں کے لئے کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بنائی ہے جس میں وزیراعلیٰ صاحب خاصی دلچسپی لے رہے ہیں۔ پہلے تو رائیونڈ روڈ پر اس کے لئے جگہ منتخب کی گئی، اس کے بعد ہربنس پورہ میں اس کو فائنل کیا گیا ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر ہاؤسنگ سوسائٹی کے لئے جس علاقے کو شامل کیا گیا ہے وہاں سے جن لوگوں کے گھروں کو گرایا گیا ہے ان لوگوں سے وعدہ کیا گیا تھا کہ ان کو ادائیگی کی جائے گی یا پھر اس کا متبادل انہیں فراہم کیا جائے گا لیکن اب تک انہیں ان کی متبادل جگہ دی گئی ہے اور نہ ان کا نقصان پورا کیا گیا ہے۔ حالانکہ جو علاقہ اس کالونی میں نہیں آتا ان کو مالکانہ حقوق بھی دیئے جا رہے ہیں۔ جن لوگوں کے گھر گرائے گئے ہیں انہیں متبادل جگہ دی گئی ہے اور نہ ان کا نقصان پورا کیا گیا ہے تو اس کا حل کیا ہے اور حکومت کب تک یہ مسئلہ حل کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔ آپ ان سے ان کے چیمبر میں مل بھی لیں تو اس کا پھر کوئی حل نکالتے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): اگر وزیر صاحب مجھے کچھ بتا دیں ---

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: محترمہ! آپ ان کے چیمبر میں چلی جائیں اور ان سے مل لیں۔ تحریک استحقاق نمبر 37 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ یہ move ہو چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

ڈائریکٹر ایس ڈبلیو ایم لاہور کا معزز رکن اسمبلی سے ملاقات کرنے اور ٹیلی فون سننے سے گریز

(--- جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب بھی آ چکا ہے اور جیسا کہ میں نے اس دن گزارش یہ کی تھی کہ متعلقہ افسر سے بھی میں رابطہ کروں گا تو میں نے متعلقہ افسر کو ابھی بلایا ہے اور

میں نے اس کو سنا ہے۔ میں یہاں قطعی طور پر یہ نہیں کہنا چاہتا کہ اس کا موقف درست ہے یا نہیں یا میرے بھائی کا موقف درست ہے یا نہیں۔ میری جناب سے صرف یہ استدعا ہے کہ اگر آپ مہربانی فرمائیں تو معزز رکن ہمارے ساتھ دس منٹ کے لئے بیٹھ جائیں کیونکہ جیسا کہ تحریک استحقاق میں درج کیا گیا ہے کہ ان کے ساتھ متعلقہ ملازم کا براہ راست contact ہوا ہی نہیں تو اگر کسی غلط فہمی کی بنیاد پر ہے تو اس کو دور کیا جا سکتا ہے، اگر غلط فہمی کی بنیاد پر یہ نہیں ہے اور میرے بھائی کا موقف درست ہے اور وہ بضد ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ لیکن میری استدعا یہ ہے کہ اگر دس منٹ مہربانی کر کے ہمارے ساتھ یہ بیٹھ جائیں تو ہم اس معاملے کو sort-out کر لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، مہر صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں اس دن بھی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا تھا۔ میں ایک دفعہ خود ان کے دفتر گیا، ایک دفعہ میرا ذاتی ملازم گیا اور تین دفعہ میں نے فون کیا اور میں نے اپنا نام بھی درج کروایا ہے۔ یہ 9۔اگست کو میں نے پیش کی تھی اس کے بعد بھی اس شخص نے مجھ سے فون پر رابطہ نہیں کیا۔ کیا ایک ممبر صوبائی اسمبلی کو کسی بھی آفیسر کے ساتھ رابطہ کرنے کے لئے ہمیشہ راجہ صاحب کی خدمات حاصل کرنی پڑیں گی۔ کام تو بعد کی بات ہے، میرا کیا استحقاق ہے؟ اگر میں خود بھی جاتا ہوں، تین دفعہ میں نے فون بھی کیا، میرا ملازم بھی جاتا ہے اور پھر اس تحریک استحقاق کو پیش کئے ہوئے پونے دو ماہ ہو گئے ہیں اس کو اس وقت پوچھنا چاہئے تھا کہ جناب! کیا بات ہے، کیا مسئلہ ہے؟ آپ مجھے بتائیں۔ یہ تو ہو سکتا تھا ناں! میں ان سے کیا بات کروں کیونکہ میں نے ابھی تو ان سے کام ہی نہیں کہا تھا اور کام بھی انہوں نے قانون کے مطابق ہی کرنا ہے۔

جناب سپیکر! اصل بات یہ ہے کہ خود ہی [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔ میری بات سنیں۔ وہ ابھی ادھر آیا ہوا ہے۔ آپ اس کی بات سن لیں۔ اس کو بعد میں take up کر لیں گے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ان سے کیوں ملوں، دو تین مہینے انہوں نے مجھ سے بات ہی نہیں کی۔ میں ان سے کیا بات کروں یا تو میرا کام کیا ہوتا تو پھر بھی کوئی بات کرتا انہوں نے تو میری بات ہی نہیں سنی۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: ابھی تو وہ آپ کی بات سننے کے لئے اسمبلی آیا ہوا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں ہمیشہ اس سے اسمبلی میں ہی بات کیا کروں گا۔ میری بات سنیں کہ اصل میں میرا ایک کزن یونین کونسل نمبر 111 کا ناظم ہے۔ انہوں نے بغیر بتائے ان کے خاکروب اس کو دے دیئے ہیں۔ جو کہ ہارا ہوا ہے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ لاہور کے انچارج سے مجھے کوئی اور کام بھی تو ہو سکتا ہے لیکن اس نے میرے ساتھ بات ہی نہیں کی۔ بات تو یہ ہے کہ میں نے ابھی اس سے کام ہی نہیں کہا اور ایک دفعہ خود گیا ہوں اور کارڈ دے کر آیا ہوں، ایک دفعہ میرا ملازم گیا ہے، تین دفعہ فون کیا ہے اس کے باوجود میرے ساتھ رابطہ ہی نہیں کیا۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! اگر کمیٹی کے پاس یہ تحریک جائے گی تو پھر بھی آپ نے اس سے ملاقات تو کرنی ہے، ادھر بھی تو بات ہی ہونی ہے۔ آپ دس منٹ بیٹھ کر اس کی بات تو سن لیں۔ اگر آپ مطمئن نہ ہوئے تو میں take up کروں گا۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو کمیٹی کے سپرد کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جو بھی تحریک استحقاق ہاؤس میں پیش ہوتی ہے چاہے اپوزیشن سے ہو، چاہے حکومت سے ہو ہم اس کو fully support کرتے ہیں کیونکہ ہم سب ساتھی ہیں اور یہاں پر بیٹھے ہیں۔ لہذا اگر یہ کمیٹی میں چلی جائے گی تو اس سے کیا فرق پڑے گا اور وہاں پر بھی یہ decide ہی ہونی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے قطعی طور پر اس بات کو جو معزز رکن کہہ رہے ہیں contradict نہیں کیا لیکن میری صرف گزارش یہ ہے کہ وہ ایک باریش 65 سال کے بزرگ ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری جگہ آپ ان سے بیٹھ کر بات کر لیں اور ان کا موقف تو سن لیں اگر میں غلط کہہ رہا ہوں تو کمیٹی کے پاس بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا لیکن کم از کم ان کا موقف تو سن لیں۔ ہم نے تو یہ روٹین بنا لی ہے کہ سرکاری ملازمین کو اس طرح پریشان کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: آپ کل کا کوئی وقت رکھ لیں اور بیٹھ کر اس پر بات کر لیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ابھی وہ موجود ہیں ابھی بیٹھ کر بات کر لیں۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! انہوں نے جو جواب لکھ کر دیا ہے وہ ایک دفعہ پڑھ کر سنا دیں۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! آپ چیمبر میں تشریف لے جائیں وہاں وہ بھی آیا ہوا ہے۔ آپ بات سن لیں اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

مہر اشتیاق احمد: ٹھیک ہے۔ جناب سپیکر!

جناب سپیکر: اس تحریک کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

تعزیت

رکن اسمبلی محترمہ زینت خان کے شوہر کی وفات پر دعائے مغفرت

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ہماری ایم پی اے اور پارلیمانی سیکرٹری محترمہ زینت خان کے شوہر وفات پا گئے تھے آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لئے دعائے مغفرت کی جائے۔

جناب سپیکر: دعا کی جائے۔

(اس مرحلہ پر دعائے مغفرت کی گئی)

تحاریک استحقاق

(---جاری)

جناب سپیکر: اگلی تحریک استحقاق نمبر 38 جناب سید احسان اللہ وقاص، محترمہ طاہر منیر صاحبہ، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی ہے۔ یہ تحریک بھی move ہو چکی ہے اور آج کے لئے pending تھی، جی، وزیر قانون!

قانون شہری ترقی پنجاب 1976 کے سیکشن 35 کے تحت
سالانہ ترقیاتی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے میں تاخیر

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس دن وزیر ہاؤسنگ نے pending کے لئے کہا تھا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ہمارے فاضل رکن نے رپورٹ منگوائی تھی اور یہ رپورٹ میرے ہاتھ میں ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو ابھی چاہئے تو یہاں پر ورنہ میں ایوان کی میز پر رکھ دیتا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کیا فرما رہے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی تحریک استحقاق تھی اور انہوں نے request کی تھی کہ Punjab Development of Cities Act 1976 کے سیکشن 35 کے مطابق حکومت پر لازم ہے کہ سالانہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے تو اس کا جواب میرے پاس موصول ہو چکا ہے اور یہ پوری رپورٹ میرے پاس ہے اور اگر انہوں نے ملاحظہ کرنی ہو تو کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: آپ پھر اس کو کاپی کروا کر دیں اور اس کو circulate کریں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رپورٹ تیار ہو چکی ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس کو ہاؤس میں جلد lay کر دیں گے۔ میں احسان اللہ وقاص صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور محکمہ نے رپورٹ تیار کر لی ہے and we are going to lay شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میری درخواست یہ ہے کہ یہاں پر اسمبلی میں کوئی رپورٹ بروقت نہیں آتی اور اگر آپ اس کو ایک دفعہ استحقاق کمیٹی میں بھیجیں اور ہم وہاں سے پوچھیں کہ یہ بروقت کیوں نہیں بھیجتے ہیں۔ یہ تو 2004 کی رپورٹ ہے اور ابھی 2005 کی آنی ہے۔ 2004 کی رپورٹ ابھی وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں پیش ہونی ہے اور پتا نہیں کب پھرتی پھراتی یہاں تک پہنچے گی۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ کسٹوڈین آف دی ہاؤس ہیں۔ اسمبلی کا بل تو مذاق اڑانے کے مترادف ہے کہ بغیر پوائنٹ آؤٹ کئے کوئی رپورٹ بروقت پیش ہی نہیں ہوتی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا اقدام ہے کہ اسمبلی کی interventionسے محکمہ کی کارکردگی بہتر ہو رہی ہے آپ کے کہنے پر آپ نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور رپورٹ آ گئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس ہاؤس کے احترام کا یہ تقاضا ہے کہ ہر چیز بر وقت آئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک استحقاق جناب محمد آجاسم شریف صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے چٹ آئی ہے کہ ان کی تحریک 6۔اکتوبر تک pendingکر دیں لہذا تحریک pendingکی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب حفیظ اللہ خان صاحب کی ہے۔ یہ moveہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں نے معزز ممبر کو درخواست کی ہے کہ اس کو ایک دن کے لئے مزید pendingکر لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک کل تک کے لئے pendingکی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق بھی جناب حفیظ اللہ خان صاحب کی ہے لیکن ایک دن میں ایک ہی تحریک take upہو سکتی ہے لہذا اس کو کسی اور دن take upکر لیں گے۔ اگلی تحریک استحقاق جناب قمر حیات کاٹھیا صاحب کی ہے اور یہ moveہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔

ڈی سی او جھنگ کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے جو تحریک moveکی ہے وہ ڈی سی او جھنگ کے خلاف ہے۔ ڈی سی او جھنگ نے اس کا جواب بھجوایا ہے وہ میں پیش کر دیتا ہوں اس کے بعد اگر میرے فاضل دوست مطمئن ہو جائیں تو ٹھیک ہے ورنہ ان کو بٹھا کر میٹنگ بھی کروانے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر! انہوں نے لکھا ہے کہ ڈی سی او کو ضلعی نظام کے تحت ضلع کے محکمہ جات کے ضروری اور معمول کے معاملات نمٹانے کے علاوہ عوامی درخواست دہندگان کے مسائل کو بھی حل کرنا ہوتا ہے اس سلسلہ میں عوامی نمائندگان کو ہمیشہ فوقیت دی جاتی ہے اور کبھی کسی عام سائل کو بھی اپنے مسائل پیش کرنے سے روکا نہیں گیا اور حتی الوسع ان کے مسائل بطریق احسن نبھائے

جاتے ہیں اور کبھی کسی عوامی نمائندے کی طرف سے کوئی عدم تعاون کی شکایت کی نوبت نہیں آئی ہے بلکہ عوامی نمائندگان کو فوقیت دیتے ہوئے علیحدگی میں وقت دیا جاتا ہے اور حسب منشاء ان کے مسائل حل کئے جاتے ہیں اور اکثر اوقات عوامی نمائندگان کے دوست اور کارندے آتے ہیں ان کو بھی پورا عزت واحترام دیا جاتا ہے اور انہوں نے یہ بھی کہا ہے کہ جہاں تک اس تحریک کا تعلق ہے اس میں فاضل ممبر کے جتنے بھی معاملات ہیں ان کی پوری تفصیل بھجوائی ہے کہ ان کی ڈویلپمنٹ کے کام ہیں باقی سارے معاملات انہوں نے لکھ کر دیئے ہیں کہ وہ ہم حل کر رہے ہیں۔ مسئلہ یہ ہوا کہ ڈی سی او صاحب کشمیری مہاجرین کی ترقیاتی سکیموں سے متعلق کوئی میٹنگ لے رہے تھے اور اس سلسلے میں انہیں انتظار کرنا پڑا جس سے فاضل دوست ناراض ہو گئے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میرا کوئی منشاء نعوذ باللہ اس قسم کا نہیں تھا کہ میں فاضل دوست کو ناراض کروں اور میں اس کے لئے کبھی یہ افورڈ نہیں کر سکتا کہ میں ایسی حرکت کروں اس لئے میری آپ سے اور فاضل دوست سے یہ استدعا ہے کہ اگر یہ چاہیں تو ان سے میٹنگ کروا کر ان کی جو غلط فہمی ہے وہ میں انشاء اللہ دور کروا دوں گا۔ آگے جس طرح جناب کا حکم ہو اور جس طرح یہ چاہیں وہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، کاٹھیا صاحب!

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس دن بھی اس میں تھوڑی سی شارٹ سٹیٹمنٹ دینا چاہتا تھا۔ میں یہ عرض کروں کہ انہوں نے کہا کہ انتظار کرنا پڑا اور انہوں نے خود مانا ہے۔ میں نے لکھا ہے کہ 5۔ ستمبر کو میں ان کے آفس گیا تو انہوں نے کہا کہ میرے سر میں درد ہے جو کہ اکثر ان کے سر میں رہتا ہے۔ میں وہاں سے واپس آ گیا کہ کوئی بات نہیں اور کہا کہ میں کل آ جاؤں گا اور اس وقت تقریباً 11 بجے کا وقت تھا اور مجھے پتا چلا اور میں on the floor یہ کہہ رہا ہوں کہ اس دن سر میں درد ہونے کے باوجود میرے کام نہیں کئے اور وہ چار بجے تک آفس میں بیٹھے رہے۔ میں چلا گیا اور میں انہی کاموں کے سلسلے میں 7۔ ستمبر کو دوبارہ گیا تو میں پونے بارہ بجے ان کے دفتر میں داخل ہوا، کوئی میٹنگ نہیں تھی، ان کا کوئی دوست آیا ہوا تھا اور میں نے لکھا ہے کہ جس DOR کو جس کے کام کے سلسلہ میں انہوں نے اپنے آفس میں طلب کیا حالانکہ وہ عدالت لگائے بیٹھا تھا اور عدالت میں بیٹھے ہوئے کو اٹھا کر اس کے کام کے لئے بلوایا اور یہ میں نے اس میں لکھا ہے۔ میں تقریباً پونے بارہ سے لے کر دو بجے تک بیٹھا رہا۔ دو بجے میں نے کہا کہ میرے یہ کام ہیں اور آپ کر دیں تو کہنے لگے کہ آپ جائیں اور دو تین گھنٹے بعد آنا۔ اگر اس میں

میرا استحقاق مجروح نہیں ہوا تو جناب! ساری صورتحال آپ کے سامنے ہے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن بنچز سے آوازیں کہ اسے کمیٹی کو بھجواؤ)

میں دو اڑھائی گھنٹے تک وہاں بیٹھا رہا پھر کہنے لگے کہ اگر کام کروانا ہے تو دو تین گھنٹے بعد آنا ور نہ چلے جاؤ۔

وزیر خوراک / ایس اینڈ جی اے ڈی: جناب سپیکر! اگر فاضل دوست ساری وضاحت سے مطمئن نہیں اور ان کے ساتھ بیٹھ کر بات بھی نہیں کرنا چاہتے تو مجھے کوئی اعتراض نہیں کہ آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔ میں نے تو ایک تجویز پیش کی ہے اگر وہ قابل قبول ہو تو ٹھیک ہے اور اگر نہیں چاہتے تو ان کی مرضی۔

جناب سپیکر: کاٹھیا صاحب! اگر ان کو بلا لیا جائے۔

(ایوان میں کمیٹی کے سپرد کیا جائے کی آوازیں)

جناب محمد قمر حیات کاٹھیا: جناب سپیکر! کمیٹی میں بلا کر ان کو پوچھ لیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ Motion میں in order قرار دے کر استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم Adjournment Motions take up کرتے ہیں۔ یہ تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے move ہو چکی ہے اور اس کا جواب وزیر صحت دیں گے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا لہذا اسے pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے بھی دو دفعہ pending ہوئی ہے اور آپ دو دن تشریف فرما نہیں تھے۔ جی، شاہ صاحب! پھر اس کو pending کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری درخواست یہ ہے کہ میں اس معاملے پر درخواست کروں گا کہ اگر pending کرنی ہے تو اس کے لئے جناب وزیر موصوف نے ایک پوری انکوائری کمیٹی بنائی تھی تو پھر اس کی بھی پوری تفصیل آ جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! جب جواب آئے گا تو پھر یہ پوری تفصیل کے ساتھ آئے گا۔ منسٹر صاحب! کب تک اسے pending کیا جائے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! دو دن تک pending کیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ Motion بدھ تک pending کی جاتی ہے۔ next شیخ علاؤ الدین صاحب کی تحریک التوائے کار ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور pending تھی اور یہ بھی وزیر صحت سے متعلقہ ہے۔ جی، وزیر صحت!

محکمہ صحت کے اہلکاروں کی ملی بھگت سے ملٹی نیشنل میڈیسن کمپنیوں کی ادویات کی قیمتوں میں ہزاروں فیصد اضافہ

(---جاری)

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے فارماسیوٹیکل کمپنیز اور لیبارٹریز میں بے جا منافع سے متعلق issue raise کیا تھا اور یہ حقیقت ہے کہ دوائیوں کی قیمت کئی دفعہ issue بنتا ہے اور خاص طور پر ملٹی نیشنل کمپنیوں کی دوائیوں کی قیمت کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ہے اور اس میں انہوں نے excess profit کی بات کی ہے۔ اس چیز کا cognizance صوبائی حکومت نے لیا ہے اور اس میں مسئلہ یہ ہے کہ ڈرگ رجسٹریشن اور ڈرگ پرائسنگ آئین کے تحت فیڈرل گورنمنٹ اور فیڈرل ہیلتھ منسٹری کے purview میں ہے۔ اسی طرح فیڈرل ڈرگ رجسٹریشن بورڈ جو کہ ڈرگ کی رجسٹریشن کرتا ہے وہ بھی under the Federal Health Ministry ہے۔ ہم نے مختلف اوقات میں فیڈرل ہیلتھ منسٹری سے اور فیڈرل ہیلتھ منسٹر سے یہ point raise کیا ہے کہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے high profit کو جب تک کنٹرول نہیں کیا جائے گا تو دوائیوں کی قیمت کم نہیں ہوگی۔

جناب سپیکر! یہ issue purely Federal Government کا ہے۔ ہم اس کو take up کرتے ہیں، ہم ان کی رجسٹریشن کرتے ہیں اور نہ ہی ان کی price assess کرتے ہیں۔ صوبائی حکومت کی ذمہ داری ڈرگ ایکٹ کے تحت صرف quality of medicines اور میڈیسن کے ریٹیلرز کو لائسنس دینا ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ issue is important تو ہم مزید فیڈرل حکومت سے discussion کریں گے۔ پہلے بھی کرتے رہے ہیں اور مزید بھی کریں

گے تاکہ یہ profitability کنٹرول کی جائے۔

جناب سپیکر! ان کا دوسرا issue لیبارٹریز کی فیس کے بارے میں تھا تو ہمارے سرکاری ہسپتالوں میں ایمرجنسی میں کسی جگہ بھی لیبارٹری فیس چارج نہیں کر رہے ہیں۔ ہسپتالوں میں لیبارٹریز کی کوالٹی اچھی نہیں تھی تو چودھری پرویز الٰہی صاحب نے تقریباً 60 ملین یعنی چھ چھ کروڑ روپے ہر ٹیچنگ ہسپتال کو پچھلے تین سالوں میں دیئے ہیں جس سے ہم نے اپنے تمام ٹیچنگ ہسپتالوں کی لیبارٹریاں اپ گریڈ کر دی ہیں۔

جہاں تک پرائیویٹ سیکٹر کا تعلق ہے تو اس سے متعلقہ ان کی بات بالکل درست ہے کہ کچھ ڈاکٹرز اور پرائیویٹ لیبارٹریز کے مالکان نے مل کر prices بھی بڑھائی ہیں اور ان کا آپس میں لین دین بھی ہے تو اس کے متعلق ہمارے پاس under the law کوئی اختیار نہیں ہے کہ ہم وہاں جا کر inspect کر سکیں یا ان کی price set کر سکیں۔ اس پر بھی غور و خوض ہو رہا ہے کہ قانون سازی کی جائے کہ پرائیویٹ لیبارٹریز پر محکمہ صحت کا کوئی اختیار ہو تاکہ مساوی prices establish کی جائیں۔ فی الحال ہمارے پاس سرکاری ہسپتالوں کی حد تک اختیار ہے اور وہاں پر لیبارٹریز prices پرائیویٹ ہسپتالوں سے تین چار گنا کم ہیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! وزیر صحت کا شکریہ کہ انہوں نے اس پر توجہ تو دی لیکن میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ پر ہر چیز ڈال دینا کہ اس کی ذمہ دار وہ ہے تو یہ کوئی اچھا طریقہ نہیں ہے۔ یہاں پنجاب میں دوائیوں کی کمپنیوں نے جو لوٹ مار مچائی ہوئی ہے آپ اس کا اندازہ لگا لیں کہ جو گولی یہاں پر -/110 روپے کی بک رہی ہے اس کی قیمت ہندوستان میں صرف -/25 روپے ہے۔ مسئلہ اس وقت یہ ہے کہ اس کے لئے اگر ایک کمیٹی بنا دی جائے۔ میرے پاس اس قسم کی کچھ proposals ہیں جن سے اس لوٹ مار میں کمی ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے اور میں نے proof کیا ہے کہ 100 فیصد سے 1000 فیصد تک دوائیوں پر منافع لیا جا رہا ہے۔ جہاں تک کلینیکل لیبارٹریوں کا تعلق ہے تو اس سے متعلق میں صرف ایک مثال عرض کروں گا جس سے اس معزز ایوان کو پتا لگے گا کہ ہو کیا رہا ہے۔

جناب سپیکر! ہیپاٹائٹس کا کلینیکل لیبارٹری ٹیسٹ آغا خان یونیورسٹی 15 ہزار روپے میں کر رہی ہے۔ وزیر موصوف نے سرکاری ہسپتالوں کی بات کی ہے تو وہاں تک کتنے خوش نصیب پہنچتے ہیں یہ ایک علیحدہ سوال ہے لیکن میری بڑی سادہ سی بات ہے کہ ہم ویسے تو ہندوستان سے ہر چیز

منگوانے کو تیار ہیں اور اس وقت ہندوستان سے ہر سبزی آ رہی ہے اور ہر چیز آ رہی ہے why not میڈیسنز۔ اگر ہم ہندوستان کے اتنے ہی دوست بن گئے ہیں تو اور کچھ نہیں تو کم از کم میڈیسن بھی ہم ان سے لے لیں کہ ہمارا اور ان کا فرق کیوں ہے ؟ اس کا پتا چلائیں۔

دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت اپنے طور پر take up کرے کہ آخر یہ کیا ہو رہا ہے ؟ کیا وجہ ہے کہ ہر سپیشلسٹ ڈاکٹر ہر تین مہینے کے بعد سیمینار منانے کے لئے مع بیوی بچوں کے باہر جاتا ہے اور خوب انجوائے کرتا ہے۔ ان کے پاس یہ unclaimed, unlicensed, un-income taxed پیسا کہاں سے آ رہا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اس پر توجہ دی جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: next سید احسان اللہ وقاص صاحب اور چودھری اصغر علی گجر کی تحریک التوائے کار نمبر 639 ہے۔ جی، شاہ صاحب! پیش کریں۔

نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 12۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق صوبائی دارالحکومت کے 60 لاکھ شہریوں کو صاف اور بہترین پانی مہیا کرنے کا دعویٰ جھوٹا ثابت ہو گیا ہے۔ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی اسلام آباد سے کرائے جانے والے لاہور کے ٹاؤنز کے پانی کے تجزیوں میں انکشاف ہوا ہے کہ لاہور کے شہریوں کو فراہم کئے جانے والے پانی میں سنکھیا کی مقدار خطرناک حد تک زیادہ ہے اور سنکھیا ملے پانی کا مسلسل استعمال slow poisoning کے برابر ہے۔ تفصیل کے مطابق لاہور کے شہریوں کو صاف پانی کی فراہمی کے لئے ٹیوب ویلوں پر Filtration Plant لگانے کے سلسلہ میں لاہور کے 9 ٹاؤنز میں 9 ٹیوب ویلوں سے پانی کے نمونے لے کر گورنمنٹ گرلز کالج باغبانپورہ جی ٹی روڈ لاہور کے ٹیوب ویلوں سے لئے گئے پانی میں سنکھیا کی مقدار 50(UG-L) پائی گئی۔ اکرم پارک عامر روڈ شاد باغ کے ٹیوب ویل سے لئے گئے پانی میں بھی سنکھیا کی مقدار 50(UG-L) پائی گئی جبکہ تحصیل گارڈن کے ٹیوب ویل کے پانی میں سنکھیا کی

مقدار سب سے زیادہ 70(UG-L) پائی گئی ہے۔یونیورسٹی کے پرنسپل ڈاکٹر اشتیاق قاضی کے دستخطوں سے جاری شدہ اس رپورٹ میں تینوں مقامات پر آرسینک کی مقدار بے حد زیادہ قرار دی گئی ہے۔ذرائع کے مطابق یہ پانی ٹیوب ویل سے براہ راست لیا گیا ہے۔ماہرین کے مطابق سنکھیا کا پانی میں پایا جانا بے حد زیادہ قرار دیا گیا ہے۔اس سے یہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے کہ قصور کی چمڑے کی ٹیزیز کا تیزاب والا آلودہ پانی لاہور کے زیر زمین پانی کا رخ کر چکا ہے اور لاہور کے زیر زمین پانی کو خطرناک حد تک آلودہ کر چکا ہے۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے۔لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار 796 ہے وہ بھی اسی حوالے سے ہے اس کو بھی ساتھ ملا لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اس کو بھی ساتھ ہی لے لیتے ہیں آپ اس کو پڑھ لیں۔

نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کی رپورٹ کے مطابق لاہور میں پینے کے پانی میں آرسینک کی مقدار میں بے حد اضافہ سے عوام میں پیٹ اور جلدی امراض پھیلنے کا خدشہ

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔مسئلہ یہ ہے کہ ایک مستند رپورٹ کے مطابق لاہور میں زیر زمین پانی کا وسیع ذخیرہ "سنکھیا آلود" ہو گیا ہے۔جس کے باعث واسا کا لاہور کے شہریوں کو صاف اور اعلیٰ کوالٹی کا پانی مہیا کرنے کا دعویٰ غلط ہو گیا ہے۔NUST کی رپورٹ کے مطابق سنکھیا ملے پانی کا مسلسل استعمال slow poisoning کے مترادف ہے اور لاہور کے مختلف علاقوں سے لئے گئے تمام نمونوں میں اس کی بہت زیادہ مقدار پائی جاتی ہے۔اس کی بنیادی وجہ واسا حکام کی ضرورت سے زیادہ پانی فراہم کرنے کے لئے حکمت عملی

ہے جس کے نتیجے میں زیر زمین پانی کی سطح تیزی سے نیچے جا رہی ہے۔ لاہور کے پانی کے NUST کی جانب سے اس تجزیے کے بعد صورتحال تشویشناک ہو گئی ہے کیونکہ دنیا میں سالانہ 2 سے پونے تین لاکھ افراد سنکھیا ملے پانی کے ہاتھوں موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں اور اس کا سب سے زیادہ شکار بنگلہ دیش کے عوام ہوئے ہیں۔ سنکھیا سے پھیپھڑے، گردے کے امراض، جلدی امراض، شوگر اور کینسر بھی پھیلتا ہے۔ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کی اس تجزیاتی رپورٹ سے پنجاب کے عوام میں شدید تشویش اور بے چینی پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے دو فاضل ارکان نے دو تحاریک التوائے کار پیش کی ہیں ان کا تعلق لاہور واسا سے ہے۔ واسا کی رپورٹ کے مطابق لاہور اور اس کے ملحقہ علاقوں میں پینے کا پانی بڑے زیر زمین ذخائر پر مشتمل ہے جس سے واسا اور واسا کے علاوہ دوسرے سرکاری اور پرائیویٹ ادارے بھی پانی حاصل کرتے ہیں۔ اس وقت واسا تقریباً 375 ٹیوب ویلوں کے ذریعے تقریباً 350 ملین گیلن یومیہ پانی فراہم کر رہا ہے اور اسی زیر زمین ذخیرہ سے دوسرے ادارے یعنی کہ MIS، کنٹونمنٹ بورڈ، DHA، پاکستان ریلوے ماڈل ٹاؤن سوسائٹی اور دوسری پرائیویٹ سکیمیں اور صنعتی ادارے تقریباً اتنا ہی پانی حاصل کر رہے ہیں اور وقت کے ساتھ ساتھ پانی نکالنے کی مقدار دن بدن بڑھتی جا رہی ہے۔ چونکہ لاہور کے پانی کی کوالٹی اجزائے ترکیبی WHO کے سٹینڈرڈ کے مطابق ہے جہاں تک مزید آرسینک پیرامیٹر کا تعلق ہے یہ قدرتی طور پر زیر زمین مٹی کے مختلف تہوں میں پایا جاتا ہے۔ جہاں تک واسا لاہور کا تعلق ہے واسا نے پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کے ادارے پن سٹچ کے تعاون سے لاہور کے زیر زمین پانی کا مطالعہ اور تجزیہ کر رکھا ہے تاکہ صحیح صورتحال واضح ہو سکے اور اس سٹڈی کی سفارشات کی روشنی میں متاثر پالیسی واضح کی جائے گی اس کے علاوہ حکومت پاکستان عوام کو صاف پانی کی فراہمی یقینی بنانے کے لئے فلٹریشن پلانٹ ہر یونین کونسل کی سطح پر لگا رہی ہے جس سے پانی میں موجودہ مضر اجزاء کا سدباب کیا جا سکے گا۔ دراصل زمین میں آرسینک کا پایا جانا ایک قدرتی اور علاقائی مسئلہ ہے ان علاقوں میں انڈیا، بنگلہ دیش، ویت نام، تھائی لینڈ، چائنا اور امریکہ کے علاقے سر فہرست ہیں اور یہ

بھی حقیقت ہے کہ آرسینک زمین کی تہوں میں پایا جاتا ہے اور اس طرح یہ تہہ میں سے نکل کر پانی میں چلا جاتا ہے اس کی وجہ زیر زمین پانی کا گنجائش سے زائد نکالنا واسا اس مد میں water conservation کو ترجیح دے رہا ہے جس میں سو فیصد میٹروں کو لگانا اور لاہور میں overhead reservoirs کا استعمال مرحلہ وار کے تحت کیا جائے گا اور دنیا میں جہاں تک زیر زمین پانی کا استعمال ہوتا ہے وہاں پر آرسینک کا مسئلہ اکثر جگہوں پر موجود ہے اور عوام کو بھی پانی کے فالتو استعمال سے روکنے کی التماس کی جارہی ہے۔ بہت شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اپوزیشن کو باتوں کے exaggerate پر کمال حاصل ہے، چیز صحیح present کرنی چاہئے۔ پانی آلودہ تو ہو سکتا ہے سنکھیا کا مطلب ہوتا ہے سائنائیڈ جو ذرا ٹیسٹ کریں تو اسی وقت انسان اللہ کو پیارا ہو جاتا ہے تو پھر اتنی exaggeration کیوں کرتے ہیں لوگوں کو غلط information دیتے ہیں اس لئے ان کو کہیں کہ تصحیح کر کے آیا کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انہوں نے پہلے ہی کہا تھا کہ یہ میرا جواب نہیں دیں گی اس لئے یہ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جو وزیر موصوف نے جواب دیا ہے کہ یہ کر رہے ہیں، وہ کر رہے ہیں، ایسے ہو گیا یہ واسا کے کام کی نااہلی ہے کہ آج سے بارہ سال پہلے واسا کو اس مسئلے کی نشاندہی ایک پرائیویٹ کمپنی نے کی اور اس نے ان کو باقاعدہ تحریری طور پر دیا کہ لاہور کا پانی اس طرف جا رہا ہے اور آپ اس کے لئے کچھ measures لیں۔ واسا کے کام کی نااہلی یہ ہے کہ انہوں نے بجائے اس کے کہ رپورٹ پر کوئی غور کرتے انہوں نے دھڑا دھڑ پمپ لگانے شروع کر دیئے اور اس کے نتیجے میں جو یہ پانی کی سپلائی کرتے تھے اس کی time duration بھی پہلے سے زیادہ ہو گئی ہے۔ لاہور کا پانی نیچے پیالے کی شکل اختیار کر گیا ہے جس کے نتیجے میں یہ انہوں نے ٹھیک کہا کہ زیر زمین تہہ ہوتی ہے جس میں یہ سنکھیا ہوتا ہے اب پانی وہاں سے سنکھیا آلودہ ہو گیا تو ہم سمجھتے ہیں

کہ اگر واسا کو دس بارہ سال پہلے اس مسئلے کی نشاندہی کی گئی تھی تو وہ اس پر کوئی measures لیتے یقینی بات ہے کہ دنیا میں سائنس اور ٹیکنالوجی اتنی ترقی کر گئی ہے کہ اس کے حوالے سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے تو ابھی بھی انہوں نے کوئی ایسی یقین دہانی نہیں کرائی بلکہ لاہور کے شہریوں کے ذہنوں میں ان کے جواب سے مزید پختہ ہو گیا ہے کہ اس کا کوئی حل واسا یا پنجاب حکومت اس حوالے سے نہیں کر رہی کہ پانی زہر آلود نہ ہو اور ہر یونین کونسل میں ماسوائے فلٹریشن پلانٹ میں سمجھتا ہوں کہ یہ 70,80 لاکھ کی آبادی کو اگر آپ ڈیڑھ سو یونین کونسل میں ڈیڑھ سو وہ فلٹر پلانٹ لگائیں گے تو آپ خود غور کریں کہ ستر لاکھ افراد کو وہ ڈیڑھ سو جو واٹر فلٹر پلانٹس لگیں گے وہ پانی مہیا نہیں کر سکتے۔ ان کے اس جواب سے لاہور کے شہری مزید خوف میں مبتلا ہوئے ہیں کہ حکومت کے پاس یا واسا کے پاس اس مسئلہ کا کوئی حل نہیں ہے ماسوائے ہر یونین کونسل میں جو ایک فلٹر پلانٹس نصب کیا گیا ہے تو ستر لاکھ لوگ اس خوفناک صورتحال سے دوچار ہیں۔ میری گزارش ہے اور تحریک التوائے کار بھی اسی لئے پیش کی ہے کہ اس کے حوالے سے یہ محکمہ جو ہے، وہ جو بارہ سال پہلے بھی انہوں نے اس کو ردی کی ٹوکری میں ڈالا ہوا ہے جو نشاندہی کی گئی تھی اور آج جب NUST نے باقاعدہ اس پر رپورٹ دی ہے تو ابھی بھی اس کے حل کے حوالے سے کوئی تسلی بخش جواب نہیں ہے، ماسوائے ڈیڑھ سو پلانٹس یونین کونسل میں لگ جائیں گے تو وہ ستر لاکھ افراد کی آبادی کو پانی مہیا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ کی کیا proposal ہے، کیا ہونا چاہئے؟

جناب سمیع اللہ خان: میں سمجھتا ہوں کہ آج جیسے میں نے کہا کہ چلیں، دس سال پہلے یا بارہ سال پہلے اگر نہیں کیا گیا تو ایک کمیٹی بنا کر اس کو دور کرنے کے لئے جو بھی آج کے حالات میں صورتحال یا سائنس ٹیکنالوجی کے حوالے سے مجموعی طور پر جو بھی latest technology ہو سکتی ہے لاہور کے زیر زمین پانی کو صاف کرنے کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں نہ کہ ڈیڑھ سو واٹر پلانٹس لگا کر آپ سمجھیں کہ ستر لاکھ شہریوں کو پینے کا صاف پانی مہیا ہو سکتا ہے۔ ایسے اقدامات کرنے چاہئیں جن سے زیر زمین پانی صاف و شفاف ہو سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! محترم سمیع اللہ خان صاحب نے کافی تفصیل سے بات کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ جناب وزیر نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم یہاں پر فلٹریشن پلانٹس لگا رہے ہیں۔

لاہور میں خود انھوں نے فرمایا ہے کہ ساڑھے تین سو سے زائد ٹیوب ویلز لگے ہوئے ہیں، فلٹریشن پلانٹس تو لگنے ہیں ڈیڑھ سو کے قریب، دوسرا یہ ہے کہ جتنا انھوں نے کہا ہے کہ ساڑھے تین سو کے قریب ہمارے ٹیوب ویلز ہیں اور اتنا ہی پانی دوسرے مختلف ادارے بھی نکال رہے ہیں۔ اب اس میں ایک چیز تو جس طرح میرے بھائی نے فرمائی ہے کہ ان کو نیچے پانی کی ٹریٹمنٹ کے لئے انتظام کرنا چاہئے۔ پھر ہر ٹیوب ویلز کے ساتھ اس کے لئے فلٹریشن کا سسٹم جو پاکستان میں بن گیا ہے، اور دستیاب ہے، مہیا ہے وہ ہر ٹیوب ویل کے ساتھ لازمی لگانا چاہئے جس کے ذریعہ سے ہر ٹیوب ویل کا پانی فلٹر ہو کر عوام تک سپلائی ہو۔ اس بارے میں یہ یقین دہانی کرائیں کہ آرسینک کے لئے فلٹریشن یونٹ ہر ٹیوب ویل پر لگایا جائے گا تو تب یہ مسئلہ حل ہو گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہاں پر میں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے تین باتوں کی نشاندہی کی تھی۔ ایک بات یہ کہ یہاں پر ٹیوب ویلز کی تعداد اور جو واٹر draw کیا جا رہا ہے اس کی تعداد۔ دوسری بات میں نے یہاں پر یہ کی تھی کہ پاکستان اٹامک انرجی کمیشن کی رپورٹ کے تحت ہم اپنا پلان بنا رہے ہیں اور اس پر بھی بہت جلد کام شروع کر دیا جائے گا۔ جو بات یہاں پر اہم ہے وہ یہ ہے کہ آرسینک کی جو مقدار ہے وہ کچھ ایریاز پر define کی گئی ہے۔ It is not all over Lahore، جن جن ایریاز پر آرسینک کی ہمیں نشاندہی ہے، جہاں پر ہمیں پتا ہے کہ وہاں پر آرسینک نکل رہا ہے، وہاں پر تو واضح طور پر اور یقینی طور پر فلٹریشن پلانٹ کی ضرورت پائی جائے گی اور جہاں پر ایسی ضرورت نہیں ہے وہاں پر ہم اس رپورٹ کے تحت جو ہمیں اٹامک انرجی کمیشن کی وساطت سے آ رہی ہے جو بھی پلان بنے گا اس کے تحت ہم اس آرسینک کی problem کو rectify کریں گے۔

جناب سپیکر! جہاں تک تین سو پچاس ٹیوب ویلوں کی بات یہاں پر کی جا رہی ہے کہ اس پر ہر ٹیوب ویل پر ایک فلٹریشن پلانٹ لگایا جائے گا۔ جتنی یونین کونسلیں ہیں یہ Interlinked ہیں، ان کے residential areas میں وہی پائپ پانی کی سپلائی کے تحت کام آتے ہیں۔ لاہور میں اگر آپ ڈیڑھ سو فلٹریشن پلانٹ بھی لگائیں گے تو وہ بھی یقینی طور پر اس problem کا سدباب کر دیں گے۔ یہ جو باتیں میرے فاضل رکن نے کی ہیں یہ یقینی طور پر صحیح ہیں۔ اس میں انھوں نے کہا ہے کہ آرسینک پایا جاتا ہے، اس آرسینک کی ہمیں آج سے نہیں بلکہ بہت دیر پہلے

سے اس کی رپورٹ تھی اس کے تحت ہی یہ فلٹریشن پلانٹ کا پراجیکٹ جو پورے پاکستان میں آیا ہے، اسی problem کو rectify کرنے کے لئے پریذیڈنٹ پرویز مشرف صاحب نے یہ پلان بنایا ہے اور یہ پورے پاکستان میں ہر یونین کونسل پر لگایا جائے گا۔ یہ آرسینک کی problem کا ایک جواب ضرور ہے لیکن اس کا حل اس رپورٹ کے تحت کیا جائے گا جو ہمارے پاس موجود ہے اور اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ خان صاحب! کافی تفصیل سے بات ہو گئی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں بات یہ ہے کہ میری چونکہ تحریک التوائے کار بعد میں تھی، مسئلہ ایک تھا، میں نے آپ سے گزارش کی اور آپ نے take up کر لی۔ میرے پاس یہ نیشنل یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی (NUST) کی رپورٹ ہے جو میرے خیال میں وزیر موصوف کی نظروں سے نہیں گزری ہے۔ اس میں انھوں نے لاہور کے مختلف ایریاز بانٹ کر ان کے نمونے لئے ہیں اور 100 فیصد ایڈریس لکھے ہوئے ہیں جہاں جہاں سے انھوں نے لاہور کے نمونے لئے ہیں۔ انھوں نے تقریباً بیس کے قریب مختلف ایریاز سے نمونے لئے ہیں اور اس میں ایک نمونہ بھی ایسا نہیں ہے کہ جس میں سنکھیا ملا ہوا نہ ہو۔ ان کا یہاں پر یہ فرمانا کہ یہ تمام پانی ایسا نہیں ہے۔ یہ رپورٹ ان کے اس بیان کو چیلنج کر رہی ہے کہ وزیر موصوف یہاں غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جب آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: میں ان کو (NUST) کی وہ رپورٹ پیش کر دوں گا۔ اس میں پورے لاہور کے پانی کا کوئی ایک جگہ کا sample بھی ایسا نہیں تھا کہ جس میں یہ شکایت نہ پائی جاتی ہو تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کا اس پر اصرار کرنا کہ ڈیڑھ سو یونین کونسلوں میں جو پلانٹ لگنے ہیں اس سے یہ مسئلہ حل ہو جائے گا، میرے خیال میں یہ درست نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: خان صاحب! ابھی تو ابتداء ہو رہی ہے، آگے اور بھی انشاء اللہ لگیں گے۔

جناب سمیع اللہ خان: جیسے احسان اللہ وقاص صاحب نے جو تجویز دی ہے کہ یہ تقریباً ساڑھے تین سو کے قریب ٹیوب ویل ہیں، اگر یہ انتظام وہاں ٹیوب ویلوں پر کریں اور جو پانی لاہور کے شہریوں کو وہاں سے بنیادی طور پر سپلائی ہوتا ہے تو پھر شاید اس مسئلے کا کوئی حل نکل سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،زاہد صاحب فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار تھی۔

جناب سپیکر: آپ کی جو تحریک التوائے کار تھی اس سے بالکل ملتا جلتا Call Attention Notice آیا تھا وہ ہاؤس میں discuss ہو گیا ہے اس لئے وہ ہم نے kill کر دی ہے۔آپ تشریف رکھیں۔

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب محترمہ شگفتہ انور مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتی ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون نظر ثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

محترمہ شگفتہ انور: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Punjab Provision of Medical Facilities of Public Representative Bill 2006 (Bill No.13 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے قانون و پارلیمانی امور کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتی ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد اقبال رئیس مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنا چاہتے ہیں۔ میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ رپورٹ پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2006

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی

کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

جناب محمد اقبال رئیس: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں

The Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 (Bill No.19 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔

(رپورٹ پیش ہوئی)

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ اور اس ایوان کی توجہ انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ سپریم کورٹ آف پاکستان نے جمعہ والے دن 29 تاریخ کو مری میں 162 ہائی ریز ڈ بلڈنگز کو demolish کرنے کا حکم دیا۔ کل کے روزنامہ "نیوز" نے اداریہ لکھا کہ یہ جو بات سپریم کورٹ نے observe کی کہ پچھلے چار سالہ بلدیاتی دور میں by laws کی خلاف ورزی کرتے ہوئے یہ ہائی ریزڈ بلڈنگز تعمیر ہوئیں جن کو خطرناک قرار دیتے ہوئے ان کو demolish کرنے کا حکم دیا گیا، "نیوز" اخبار کا اداریہ یہ کہتا ہے کہ یہ معاملہ پنجاب اسمبلی میں بھی discuss ہوا اور اس میں پنجاب اسمبلی نے یا پنجاب گورنمنٹ نے اس بات پر کبھی کوئی عملداری نہیں کی۔ وہ کون لوگ ذمہ دار ہیں جن کے زمانے میں یہ ناجائز تعمیرات ہوئیں؟

جناب سپیکر! میں آپ کی اور لاء منسٹر صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ میں نے پنجاب اسمبلی کے فورم پر کئی بار یہ کہا کہ [****] اس لئے کہ مری نیا شہر ہے۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ پوائنٹ آف آرڈر پر ابھی آپ تقریر تو نہ

شروع کر دیں۔ پلیز تشریف رکھیں۔ کافی بات ہو گئی ہے۔ اخبار میں آ گیا ہے اور سب نے پڑھ لیا ہے۔ اب پورے ہاؤس میں بھی ذکر ہو گیا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اخبار میں آ گیا ہے۔ سپریم کورٹ نے گرانے کا حکم دے دیا ہے۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لوگ اس کے ذمہ دار ہیں ان کے خلاف پنجاب حکومت کوئی کارروائی کرنا چاہتی ہے؟ تحصیل ناظم کے بھائی پچھلے چار سال میں وہاں بلڈنگز کمیٹی کے انچارج تھے۔ سیسل ہوٹل جس کا افتتاح وزیر اعلیٰ پنجاب نے کیا تھا، میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ اعتماد میں لیا جائے۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! آپ کا موقف سن لیا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہ اہم مسئلہ ہے۔ یہاں ہم بات کرتے ہیں تو بات ہوتی نہیں ہے۔ غیر سنجیدہ انداز سے ہوتی ہے۔ نیو مری کے بل پر ہم یہاں چیختے رہے لیکن کسی نے ہماری بات پر توجہ نہ دی۔ یہاں بات کرنے کا فائدہ نہیں ہوتا۔ مجھے وزیر قانون صاحب جواب دیں کہ اس بارے میں حکومت پنجاب کا کیا موقف ہے، لوکل گورنمنٹ کا کیا موقف ہے؟

جناب سپیکر: عباسی صاحب پلیز تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): یہاں غیر سنجیدہ انداز سے باتیں طے کر لی جاتی ہے اور پھر عدالت عظمیٰ میں جا کر معاملات سیدھے کئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب یہاں بیٹھے ہیں وہ مجھے اس بات کا جواب دیں۔

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

مسودہ قانون (ترمیم) سول ملازمین پنجاب مصدرہ 2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS:

Sir, I move:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Civil Servants (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion is carried.)

(The Bill was passed.)

مسودہ قانون استعداد، نظم وضبط اور احتساب سرکاری ملازمین پنجاب مصدرہ 2005

(---جاری)

MR SPEAKER: Now we resume consideration on the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill 2005. First reading of the Bill was yet to be completed. The motion moved by the Minister for Law for consideration of the Bill is being put for decision of the Assembly.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> That the Punjab Employees Efficiency, Discipline and Accountability Bill 2005, as recommended by the Standing Committee on Services & General Administration, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under

consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ اس بل کے متعلق ہماری، اپوزیشن کی amendments موجود تھیں۔ ان کو announce بھی ہونا چاہئے تھا پھر ہم خود انھیں withdraw کرتے۔ میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں راجہ صاحب کی درخواست پر یہ بات طے ہوئی تھی۔ اس کے علاوہ ہم نے دیکھا کہ واقعی اس بل کو حکومت نے اچھے طریقے سے بنایا ہے، اسی بناء پر ہم نے اپنی ترامیم ان کی درخواست پر واپس لی ہیں۔ لہذا یہ بات ریکارڈ پر آنی چاہئے کہ اپوزیشن کی طرف سے ترامیم موجود ہیں۔

جناب سپیکر: ایڈوائزری کمیٹی میں یہ فیصلہ ہوا تھا اور اس فیصلے کی روشنی میں آپ نے اپنی ترامیم withdraw کی تھیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! withdraw نہیں ہوئیں بلکہ ہم نے یہ کہا تھا کہ ہم اس کو oppose نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: جب آپ oppose نہیں کریں گے تو پھر ترامیم کیسے آئیں گی؟ ترامیم تو پھر ہی آئیں گی اگر آپ oppose کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: ٹھیک ہے یہ بات ایڈوائزری کمیٹی میں طے ہو گئی تھی لیکن اس کو ریکارڈ پر بھی آنا چاہئے تھا کہ اپوزیشن نے اس بل پر ترامیم دی تھیں۔ میں صرف ہاؤس کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس وقت تو یہ بھی بات ہوئی تھی کہ معزز وزیر قانون ہمارے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور اس کو ہم مل کر دیکھ لیں گے لیکن انھوں نے تو ہمارے ساتھ بیٹھنا پسند ہی نہیں فرمایا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔ ارشد محمود بگو صاحب! آپ کی بات ہو چکی ہے لہذا تشریف رکھیں۔

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now Clause 16 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question

is:

"That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question

is:

"That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill. "

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now Clause 26 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Employees Efficiency Discipline and Accountability Bill 2005 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے آج صبح ایک پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی رولنگ مانگی تھی کہ گورنر صاحب نے ایک آرڈیننس جاری کیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میں نے وہ رولنگ pending رکھی ہوئی ہے آ جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں اس کا پورا ریفرنس بھی دینا چاہتا ہوں کہ:

The Punjab Border Military Police Amendment ordinance 2006 (Pb Ord XV of 2006)

جو کہ 26- ستمبر کو انھوں نے جاری کیا تھا جب اس ہاؤس کا اجلاس announce ہو چکا تھا۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس پر اپنی رولنگ دیں۔

جناب سپیکر: جی بالکل انشاء اللہ رولنگ آئے گی۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ لہذا اب اجلاس بروز منگل 3-اکتوبر 2006 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

345

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 3-اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

مسودہ قانون

(جو پیش کیا جا چکا ہے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

حصہ دوم

مسودات قانون

(جو پیش کئے جائیں گے)

i۔ مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب یونیورسٹی مصدرہ 2006

ii۔ مسودہ قانون (ترمیم) بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی مصدرہ 2006

346

حصہ سوئم

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

(مورخہ28۔جون2006کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں)

(مورخہ4۔جولائی2006کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

موجودہ قراردادیں

حصہ چہارم

عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

منگل، 3-اکتوبر 2006

(یوم الثلاثہ، 9-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 14 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ o

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوا اجۡتَنِبُوۡا كَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ ۫ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡمٌ وَّ لَا تَجَسَّسُوۡا وَ لَا یَغۡتَبۡ بَّعۡضُكُمۡ بَعۡضًا ؕ اَیُحِبُّ اَحَدُكُمۡ اَنۡ یَّاۡكُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَكَرِهۡتُمُوۡهُ ؕ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقۡنٰكُمۡ مِّنۡ ذَكَرٍ وَّ اُنۡثٰی وَ جَعَلۡنٰكُمۡ شُعُوۡبًا وَّ قَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوۡا ؕ اِنَّ اَكۡرَمَكُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ اَتۡقٰىكُمۡ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیۡمٌ خَبِیۡرٌ ﴿۱۳﴾

سورۃ الحُجرات آیات 12 تا 13

اے اہل ایمان! بہت گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں۔ اور ایک دوسرے کے حال کا تجسس نہ کیا کرو اور نہ کوئی کسی کی غیبت کرے۔ کیا تم میں سے کوئی اس بات کو پسند کرے گا کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے؟ اس سے تو تم ضرور نفرت کرو گے۔ (تو غیبت نہ کیا کرو) اور خدا کا ڈر رکھو بے شک خدا توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے (12) لوگو! ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے۔ تاکہ ایک دوسرے کو شناخت کرو۔ اور خدا کے

نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ بے شک خدا سب کچھ جاننے والا (اور) سب سے خبردار ہے(13)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ صحت سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈرائیونگ لائسنس کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ ایس پی (ٹریفک) آفس کی ڈسپنسری کی بجائے سرکاری ہسپتال سے لانے کا مطالبہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! ڈرائیونگ لائسنس بنوانے کے لئے میڈیکل سرٹیفکیٹ لازمی ہوتا ہے۔ جب سے ٹرانسپورٹ کا محکمہ بنا ہے تو اس وقت سے ہی ایس پی کے آفس میں ڈسپنسری بنی ہوئی ہے جہاں ڈاکٹر بھی ہے اور جس نے بھی لائسنس بنوانا ہوتا ہے تو وہ اسی ڈسپنسری میں ڈاکٹر کے پاس فارم fill کر کے دیتا ہے اور within 15 minutes اسے میڈیکل سرٹیفکیٹ مل جاتا ہے۔ اب ڈیڑھ مہینے سے یہ سرٹیفکیٹ لینے کے لئے کہہ رکھا ہے کہ سرکاری ہسپتال میں میڈیکل آفیسر کے پاس جائیں اور میڈیکل سرٹیفکیٹ بنوا کر لائیں۔

جناب سپیکر! ہو یہ رہا ہے کہ لوگ میڈیکل آفیسر کے پاس جاتے ہیں پرچی بنوا کر ان کے پاس پہنچنے کے لئے پہلے باہر جو داروغہ بیٹھا ہوتا ہے اس کو خوش کرنا ہوتا ہے پھر آگے میڈیکل آفیسر کے پاس بھیجتے ہیں میڈیکل آفیسر آگے پھر سینئر آفیسر کے پاس بھیجتا ہے جس سے تین چار ماہ لگ رہے ہیں۔ وہاں تین سے چار سو روپے رشوت بھی دینا پڑ رہی ہے لوگوں کو بہت زیادہ خوار ہونا پڑ رہا ہے پہلے جو پندرہ منٹ لگتے تھے اب کیوں سرکاری ہسپتال میں انہیں بھیجا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ ہماری گورنمنٹ تو لوگوں کی پریشانیاں ختم کر رہی ہے میرے خیال میں یہ ہمارے چیف منسٹر اور ہمارے ہیلتھ منسٹر صاحب کو ابھی اس بات کا علم نہیں ہے کہ لوگوں کو اس چھوٹے سے کام کے لئے بڑی پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ! منسٹر صاحب نے سن لیا ہے اس کا ضرور کوئی حل نکالیں گے۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

ڈاکٹر نادیہ عزیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کی اور اس ایوان کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔ آج سے تقریباً سال ڈیڑھ سال پہلے ہمارے صدر جنرل پرویز مشرف، وزیراعلیٰ اور گورنر صاحب نے سرگودھا میں میڈیکل کالج بنانے کا اعلان کیا تھا اور پچھلے تقریباً ایک سال سے اس پر بڑا actively کام ہو رہا تھا۔ وزیراعلیٰ صاحب نے مہربانی کرتے ہوئے انچاس ٹیل پر کافی زمین میڈیکل کالج کے نام ٹرانسفر کر دی تھی پھر ایک سال سے پرنسپل تنخواہ پر کام کر رہا تھا چھ ماہ پہلے پروفیسرز، میڈیکل آفیسرز اور Demonstrators کی اسامیاں دی گئی تھیں جن پر appointments بھی ہو گئی تھیں لیکن مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ پچھلے مہینے کی 23 تاریخ کو ڈویلپمنٹ کمیٹی کا اجلاس اسلام آباد میں ہوا جس میں اس منصوبے کو مؤخر کر دیا گیا اور یہ بات نہایت افسوسناک ہے کہ سرگودھا ضلع اتنے بڑے ڈویژن کے ساتھ اتنی بڑی زیادتی ہو رہی ہے۔ پہلے ہی سرگودھا ڈویژن میں سے ایک بڑا حصہ نکال کر اس کو فیصل آباد ڈویژن میں شامل کیا گیا، یہاں سے زرعی یونیورسٹی کو نکال کر فیصل آباد ٹرانسفر کر دیا گیا، یہاں سے میڈیکل کالج کو نکال کر فیصل آباد ٹرانسفر کر دیا گیا، اب جب یہاں پر میڈیکل کالج بنانے کا اعلان کیا گیا تو اس پر properly کام کیا جا رہا تھا اور باقاعدہ لوگوں کو بڑی پُرکشش salary پر appoint کیا گیا تھا لوگ باہر سے آ کر وہاں کام کرنے کے لئے تیار تھے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: اب اس منصوبے کو مؤخر کر دیا گیا تو میں یہ پوچھنا چاہتی ہوں کہ ایسی کیا وجوہات تھیں جن کی وجہ سے یہ منصوبہ مؤخر کیا گیا۔ میں وزیر صحت سے اس کا جواب مانگنا چاہتی ہوں کہ آخر کیا وجہ تھی سرگودھا شہر کے ساتھ اتنا بڑا ظلم کیوں کیا جا رہا ہے، وہاں کے لوگ سراپا احتجاج ہیں، وہاں ہر روز ریلیاں نکل رہی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! ابھی Question Hour ہے آپ کا سوال نہیں ہے جواب تو نہیں دے سکتے۔۔۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: جناب سپیکر! یہ بہت important issue ہے۔۔۔

جناب سپیکر: وہ انہوں نے سن لیا ہے۔۔۔

ڈاکٹر نادیہ عزیز: یہ سرگودھا ڈویژن سے میڈیکل کالج کو فیصل آباد منتقل کیا جا رہا ہے۔ اگر پیپلز پارٹی کی حکومت میں اتنی بڑی ناانصافی ہمارے ڈویژن کے ساتھ ہوئی ہوتی تو میں یقینی طور پر استعفیٰ دے دیتی۔ میں اپنے (ق) لیگ کے بھائیوں سے جو ہمارے سرگودھا شہر کی بڑی بڑی منسٹریز پر بیٹھے ہیں سے بھی گزارش کرتی ہوں کہ وہ لوگ بھی اس مسئلے پر غور کریں۔۔۔

سوالات

(محکمہ صحت)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پہلے یہ ارشاد فرمائیں کہ میرا جواب کون دے گا؟ (قہقہے)

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب منسٹر صاحب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی، میرا سوال نمبر 3127 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سکول آف فزیو تھراپی میو ہسپتال لاہور داخلے کا معیار اور دیگر تفصیلات

*3127 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سکول آف فزیو تھراپی میو ہسپتال لاہور میں داخلہ کا کیا معیار ہے کل کتنے نئے طلبہ کو ہر سال داخلہ دیا جاتا ہے؟

(ب) مذکورہ ادارے کے موجودہ پرنسپل کون ہیں ان کی قابلیت اور تجربہ کیا ہے ان کی تقرری کب عمل میں لائی گئی تھی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پرنسپل صاحب کا اپنا بیٹا اس ادارے میں زیر تعلیم ہے اسے کس معیار کی بناء پر ادارہ ہذا میں داخلہ دیا گیا نیز مذکورہ طالب علم نے میٹرک اور FSC کے بورڈ کے امتحانات میں کتنے نمبر حاصل کئے تھے؟

(د)　کیا یہ بھی درست ہے کہ گزشتہ امتحانات میں پرنسپل صاحب کے اپنے بیٹے نے امتحان میں پہلی پوزیشن حاصل کی اور یہ الزام بھی عائد کیا جاتا ہے کہ اس کے لئے رزلٹ بھی تبدیل کیا گیا؟

وزیر صحت:

(الف)　سکول آف فزیو تھراپی میو ہسپتال لاہور میں داخلہ ایف ایس سی پری میڈیکل (فزکس، کیمسٹری اور بیالوجی) کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ داخلہ خالصتاً میرٹ کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔ البتہ محکمہ صحت کی پالیسی کے تحت کم از کم اور زیادہ سے زیادہ عمر کی حد 17 تا 23 سال اور سکونت صوبہ پنجاب سے ہے۔ ہر سال 44 طلباء کو سکول ہذا میں داخل کیا جاتا ہے جس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

اوپن میرٹ	مرد (9)	خواتین (9)
ڈویژنل کوٹا ہر ڈویژن سے	مرد (2)	خاتون (1)
کل 8 ڈویژن سے	3 = 1 + 2	24 = 8 x 3

نیز فزیو تھراپسٹ کے بچوں کے لئے کوٹا ختم ہونے والی دو سیٹیں بغیر کسی تخصیص (علاقائی یا جنسی) کے اوپن میرٹ کر دی گئی ہیں۔

اس طرح کل سیٹیں　18 = 9 + 9
24 = 8 x 3
2
44

(ب)　مذکورہ ادارے کے موجودہ پرنسپل محمد لطیف چودھری جن کی تقرری جون 1991 کو عمل میں آئی۔ موجودہ پرنسپل نہ صرف پاکستان سے پیشہ ورانہ ڈگری کے حامل ہیں بلکہ عالمی ادارہ صحت کے زیر اہتمام برطانیہ سے پوسٹ گریجوایٹ فیلو شپ بھی حاصل کر چکے ہیں۔ اس کے علاوہ پاکستان کے واحد فزیو تھراپسٹ ہیں جنہوں نے لندن سے ہیلتھ ایجوکیشن میں پوسٹ گریجوایٹ کورس کیا ہوا ہے۔ ان کا اس میدان میں 33 سال کا وسیع تجربہ ہے جس میں 12 سال کا تدریسی شعبے میں ہے۔ اس تعلیم اور تجربہ کا پاکستان میں کوئی فزیو تھراپسٹ نہیں ہے۔

(ج)　یہ درست ہے کہ پرنسپل کا اپنا بیٹا اس ادارے میں زیر تعلیم ہے جسے سکول ہذا میں راولپنڈی ڈویژن کوٹا کی سیٹ پر میرٹ پر داخلہ دیا گیا۔ پرنسپل کے بیٹے کے میٹرک

میں 850/534 اور ایف ایس سی میں 1100/583 نمبر ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ پرنسپل کا بیٹا پچھلے یونیورسٹی امتحان میں اول آیا بلکہ اول آنے والی طالبہ کا نام سیدہ بشریٰ امیر حمزہ ولد سید امیر حمزہ ہے۔ یہ درست نہ ہے کہ پرنسپل کے بیٹے کے لئے امتحانی نتیجہ تبدیل کیا گیا یہاں یہ بیان کرنا محل نہ ہو گا کہ یونیورسٹی کے قواعد کے مطابق فرسٹ پروفیشنل میں ساتوں پرچوں میں ایک اندرونی اور ایک خارجی ممتحن بورڈ آف سٹڈیز ان میڈیسن کی سفارش پر تقرر کیا جاتا ہے۔ اس امتحان کے تمام اندرونی ممتحن صاحبان سکول ہذا کے ملازم نہ ہیں بلکہ جز وقتی طور پر کام کرتے ہیں اور مختلف اداروں سے وابستہ ہیں جن کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ علاوہ ازیں چلڈرن ہسپتال لاہور کے بی ایس سی فزیو تھراپی کے امیدوار بھی امتحان میں شریک ہوتے ہیں۔ یونیورسٹی قواعد کے مطابق تمام جوابی کاپیوں پر سے امیدوار کا اصلی رول نمبر اتار لیا جاتا ہے اور فرضی رول نمبر لگانے کے بعد ان کو خارجی ممتحن صاحبان کے پاس بھیجا جاتا ہے۔ خارجی ممتحن صاحبان پرچوں پر نمبر لگانے کے بعد تمام کاپیاں پنجاب یونیورسٹی کو بھیجتے ہیں۔

یونیورسٹی کے شعبہ سیکریسی میں کام کرنے والے سیکریسی آفیسرز جو عموماً ریٹائرڈ اساتذہ ہوتے ہیں وہ میو ہسپتال سکول آف فزیو تھراپی اور چلڈرن ہسپتال کے امیدواروں کی تعداد کو مدنظر رکھتے ہوئے خارجی ممتحن کی بھیجی ہوئی جوابی کاپیوں کو متعلقہ ہر دو اندرونی ممتحن صاحبان کو بغیر کسی تمیز کے بھیج دیتے ہیں اور اندرونی ممتحن نمبر لگانے کے بعد جوابی کاپیاں اور ایوارڈ لسٹیں سیل کر کے یونیورسٹی کے متعلقہ سیکشن کو بھیج دیتے ہیں اور یونیورسٹی کے شعبہ امتحانات کا عمل نتیجہ مرتب کر کے مکمل جانچ پڑتال کے بعد شائع کرتا ہے۔ اس پورے عمل میں پرنسپل کا کوئی کردار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے جواب کے جز (ج) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ پرنسپل کا اپنا بیٹا اس ادارے میں زیر تعلیم ہے جسے سکول ہذا میں راولپنڈی ڈویژن کوٹا کی سیٹ پر میرٹ پر داخلہ دیا گیا۔ پرنسپل کے بیٹے کے میٹرک میں 850 میں سے 534 نمبر تھے اور ایف ایس سی میں 1100 میں سے 583 نمبر تھے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا 583 نمبر لینے والا

اس وقت کوئی بچہ اس ڈیپارٹمنٹ میں داخلہ لے سکتا ہے یا 583 نمبر لینے والے کسی اور بچے کو بھی کبھی داخلہ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ۔۔۔

جناب سپیکر: بی بی! منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! آپ انہیں واضح کر دیں کہ انہوں نے شروع میں پوچھا کہ جواب کون دے گا تو آپ بتائیے کہ آپ نے جو رولنگ فرمائی تھی کہ پارلیمانی سیکرٹری جواب نہیں دے سکتا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری جواب دے سکتا ہے لیکن منسٹر صاحب کی اجازت سے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جی ہاں! ان کی اجازت سے میں اب بھی جواب دے سکتی ہوں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! جس بچے کی بات سید احسان اللہ وقاص کر رہے ہیں یہ بچہ فائنل ائیر میں ہے اور اس بی ایس سی فزیو تھراپی کے کورس سے گریجویٹ ہونے والا ہے اور میرٹ ہر سال مختلف ہوتا ہے چار سال پہلے کچھ میرٹ تھا اب میرٹ زیادہ ہائی ہو چکا ہے۔ اب فزیو تھراپی ایک attractive field بن گیا ہے اور ہم نے ایک اور کالج چلڈرن ہسپتال میں بھی کھولا ہے لیکن میں نے اس معاملے کی ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ سے تحقیق کروائی ہے اور مجھے جو انفارمیشن دی گئی ہے اس کے مطابق یہ بچہ کسی کوٹا پر نہیں بلکہ میرٹ پر آیا تھا۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ ہر ڈویژن کا کوٹا ہے کیا گورنمنٹ کوئی ایسی پالیسی بنانا چاہتی ہے کہ یہ کوٹا سسٹم ختم کیا جائے اور تمام سیٹوں کا اوپن میرٹ رکھا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ پرانے ڈویژن ہیں اور اس وقت صرف ایک ہی کالج فزیو تھراپی کا تھا اور اس کی ابھی بھی shortage ہے تقریباً 44 سٹوڈنٹس میو ہسپتال میں جاتے ہیں اور 20 سٹوڈنٹس چلڈرن میں جاتے ہیں۔ اس کے علاوہ پنجاب میں کوئی کالج آف فزیو تھراپی ہے ہی نہیں بلکہ میں اس حد تک کہوں گا کہ پورے پاکستان میں پبلک سیکٹر میں صرف تین کالج ہیں دو پنجاب میں اور ایک کراچی میں ہے۔ بہت سارے سٹوڈنٹس ہمارے ایسے ڈسٹرکٹس اور ڈویژن سے ہوتے ہیں جہاں پر ایڈمیشن نہیں ملتے جیسے فارما ڈویژن ملتان، رحیم یار خان اور بہاولپور ہے۔ ان بچوں کو ایڈجسٹ اور ان کی احساس محرومی کو compensate کرنے کے لئے ہم نے اس کالج میں یہ provision رکھی اور یہاں تک کہ میڈیکل کالجز میں بھی چیف منسٹر چودھری پرویز الٰہی نے ہیلتھ پالیسی declare کی اس میں جنوبی پنجاب کے ڈسٹرکٹس میں بچوں کی اضافی سیٹیں دی ہیں تاکہ یہ جو تھوڑا بہت گیپ ہے یہ دور ہو جائے جب یہ گیپ دور ہو جائے گا تو ہم یہ سسٹم ختم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انہوں نے درست فرمایا ہے اگر پرنسپل صاحبان کو یہ اختیار دے دیا جائے کہ وہ خود کوٹا سسٹم بنائیں اور پھر اس کوٹے پر اپنے بچوں کا داخلہ کرنا شروع کر دیں تو یہ بڑی زیادتی کی بات ہو گی۔ ان کی بات بالکل درست ہے کہ یہ پاکستان میں ایک واحد اور اہم ادارہ ہے اور اس وقت میڈیکل سائنس کے حوالے سے جو بیماریاں ہیں ان کے لئے فزیو تھراپسٹ کی بہت شدید ضرورت ہے۔ اب اس ادارے میں جو واحد ادارہ ہو اس کے اندر بھی یہ حال ہو کہ پرنسپل صاحب کوٹے پر اپنے بچے کو داخل کرنا شروع کر دیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ میرٹ پر داخل ہوا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: نہیں۔ جی، نہیں انہوں نے فرمایا ہے کہ کوٹے پر داخل ہوا ہے۔ اب کوٹے پر پرنسپل صاحب اپنے ہی بچوں کو اگر داخل کریں گے تو باقیوں کا کیا بنے گا اور جواب میں بھی یہی ارشاد فرمایا گیا ہے میں یہ درخواست کروں گا کہ ان چیزوں پر ذرا منسٹر صاحب توجہ فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ڈویژنز کا کوٹا ہے لیکن وہاں پر بھی ہر ڈویژن کی میرٹ لسٹ بنتی ہے اور اگر اس میں ایسی شکایت ہو اب بہاولپور کے بچے کا ہو سکتا ہے کہ نمبر لاہور ڈویژن کے بچے کے مساوی نہ ہو لیکن بہاولپور کی علیحدہ میرٹ لسٹ بنے گی اور اگر اس میں ایک بچہ داخل ہوتا ہے ہو سکتا ہے اس کے لاہور والے بچے کی نسبت سو نمبر کم ہوں لیکن وہ اپنے ڈویژن کے کوٹے پر میرٹ پر ہو گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ پرنسپل کا کوٹا نہیں ہے وہ ڈویژن کا کوٹا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے علم میں ہے کہ راولپنڈی ڈویژن کا بالکل جعلی ڈومیسائل بنایا گیا تھا میں صرف یہ توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ یہ ملک اس ملک کے لوگوں نے بنایا ہے یہاں کے عام آدمی کا یہ حق ہے یہ پرنسپل صاحبان کو اس کا کوئی حق نہیں ہے کہ اپنے بچوں کو داخل کرنے کے لئے اس طرح کے راستے نکالتے پھریں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! ڈومیسائل تو اگر وہ پرنسپل کا بیٹا نہ بھی ہوتا عام آدمی کا بیٹا بھی ہوتا تو تب بھی ڈومیسائل بنوا سکتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! وہ پنڈی کے رہنے والا ہی نہیں ہے پنڈی کی سیٹ پر داخلہ کروایا گیا ہے وہ تو لاہور کے رہنے والے ہیں انہوں نے پنڈی کا جعلی ڈومیسائل بنوا کر داخل کر دیا ہے۔ میں منسٹر صاحب کی توجہ کے لئے یہ عرض کر رہا ہوں کہ ان چیزوں پر نظر رکھیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ criticize کر رہے ہیں کہ ڈاکٹر کا بیٹا ہے۔ ویسے یہ احسان اللہ صاحب کا کیا کام ہے کہ سکول آف فزیو تھراپی میں جا کر رزلٹ چینج کروانے کا۔ ان کا ایک لاڈلہ سٹوڈنٹ حافظ خالد جو کہ تین سال سے مسلسل فیل ہوتا رہا اور انھوں نے جا کر سابق پرنسپل سے کہا کہ اس کو پاس کریں، وہ جب پاس نہیں ہوا تو سٹیٹس اور میڈیکل فزکس کے ایگزامینز کے پاس گئے، اسے پاس کروایا، وہ پھر فیل ہو گیا۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: اب انھوں نے اس کو فزیوتھراپی سکول آف چلڈرن ہسپتال میں migrate کروایا ہے تو یہ اٹھا کر فائلیں وہاں پر لے جاتے ہیں اور وہاں پر جا کر رزلٹ پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اپوزیشن ممبر ہونے کا مطلب یہ تو نہیں ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔ شاہ صاحب! آپ کا اگلا سوال ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تو پورے ہاؤس کی توہین کی گئی ہے۔ انھوں نے پورے ہاؤس میں وعدہ کیا تھا کہ یہ بات نہیں کریں گی تو یہ پورے ہاؤس کی توہین ہے، میری تو نہیں ہے اور میرا کوئی بیٹا، میرا کوئی بھتیجا، میرا کوئی رشتہ دار اس کالج میں داخل ہوا ہے اور نہ ہی پڑھتا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ کا next question ہے وہ take up کر لیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ایک چھوٹا سا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! ضمنی سوال کافی ہو گئے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب عالی! اس حوالے سے ایک توجہ ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب !

سید احسان اللہ وقاص: پہلے یہ فرمائیں کہ جواب انھوں نے دینا ہے یا منسٹر صاحب نے دینا ہے؟

جناب سپیکر: نہیں، آپ سوال کا نمبر پکاریں۔ آپ کو جواب مل جائے گا۔

سید احسان اللہ وقاص: کون دے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! یہ ہاؤس کا استحقاق مجروح کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! تشریف رکھیں۔ ہاؤس کو چلنے دیں۔ پلیز چلنے دیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! انھوں نے گنگا رام ہسپتال کے ایک کوارٹر پر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے۔ رجسٹرار کی جگہ پر ناجائز قابض ہیں اور وہاں پر یہ ناجائز بیٹھی ہوئی ہیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں اس کو چیلنج کرتا ہوں۔ آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں۔ یہ چیک کریں۔ یہ وہاں پر ناجائز قبضہ کر کے بیٹھی ہوئی ہیں۔ ان کا اس کالج کے ساتھ کوئی تعلق نہیں

ہے۔ میں اس پر اسمبلی میں سوال دے رہا ہوں۔ اس پر پوری تفصیل پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! سوال کا نمبر پکاریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، سوال نمبر 3351۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 3351، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

سروسز ہسپتال لاہور میں برن یونٹ کا قیام

*3351 **سید احسان اللہ وقاص**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں جلے ہوئے مریضوں کے علاج معالجہ کے لئے کوئی برن یونٹ نہیں ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دراز سے احتجاج اور مطالبہ کے باوجود برن یونٹ قائم نہیں کیا جا رہا جس کے باعث مریضوں کو بے حد تکالیف کا سامنا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ہسپتال ہذا میں برن یونٹ فوری طور پر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے کہ سروسز ہسپتال لاہور میں مخصوص برن یونٹ نہ ہے تاہم برن کے مریضوں کے لئے جنرل سرجری وارڈز میں انتظام موجود ہے۔

(ب) حکومت کو برن کے مریضوں کی تکالیف کا احساس ہے جن کے لئے تمام بڑے ہسپتالوں میں مرحلہ وار پروگرام کے تحت برن سنٹرز کے قیام کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ پہلے مرحلہ میں بیت المال پاکستان کے تعاون سے جناح ہسپتال لاہور میں برن سنٹر قائم کیا جا رہا ہے جو کہ لاہور کے تمام برن مریضوں کے علاج معالجے کے لئے مختص ہو گا۔ دوسرے مرحلہ میں الائیڈ ہسپتال فیصل آباد اور نشتر ہسپتال ملتان میں برن سنٹرز قائم کرنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔

(ج) جواب جز (ب) میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ "پہلے مرحلہ میں بیت المال پاکستان کے تعاون سے جناح ہسپتال لاہور میں برن سنٹر قائم کیا جا رہا ہے" اس کی کیا ڈویلپمنٹ ہے، قائم ہو گیا ہے، کب تک ہو گا، اس کی صورتحال کیا ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! برن کے مریضوں کی بڑھتی ہوئی تعداد کے پیش نظر ہماری حکومت نے فیصلہ کیا کہ پہلے یہاں برن یونٹ تھے یعنی کہ ہر ہسپتال میں سرجیکل وارڈ کو دس بیڈ کے لئے dedicate کر دیتے تھے کہ یہ برن یونٹ ہے اور وہ درحقیقت Burn Centre نہیں تھے تو ہم نے ایک سوچی سمجھی سکیم کے تحت پنجاب میں تین Burn Centres بنانے کا فیصلہ کیا۔ اس میں پنجاب کے ایک ایریا کی ضروریات کو دیکھتے ہوئے ایک برن سنٹر لاہور میں، ایک ملتان میں جنوبی پنجاب کے لئے اور ایک فیصل آباد میں بنانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ جو جناح ہسپتال کا برن سنٹر ہے جس کی طرف ہمارے بھائی احسان اللہ وقاص صاحب نے اشارہ کیا ہے وہ پاکستان بیت المال، پنجاب حکومت اور جناح ہسپتال کے اشتراک سے بن رہا ہے۔ اس کا نام جناح برن سنٹر ہے۔ یہ نوے کروڑ روپے کا منصوبہ ہے۔ اس میں زمین ہم نے دی ہے، فیکلٹی ہم دیں گے، اس کی construction cost میں بیت المال ہمارے ساتھ share کر رہا ہے۔ یہ نوے کروڑ روپے کا منصوبہ ہے۔ اس میں 65 بیڈز ہوں گے۔ 15 آئی سی یو کے بیڈز ہوں گے اور اس کے علاوہ چھ آپریشن تھیٹرز ہوں گے۔ اس کی چھت کے اوپر ہیلی پیڈ بنا رہے ہیں تاکہ ایمرجنسی کی صورت میں مریض کو ہیلی کوپٹر کے ذریعہ ٹرانسفر کیا جائے۔ کل جو 2۔اکتوبر گزری ہے اس پر اس کا actual physical کام شروع ہو چکا ہے۔ وہاں سے ملبہ اٹھایا جا رہا ہے اور ہمارا aim ہے کہ دسمبر 2007 تک اس کی بلڈنگ کی تعمیر مکمل ہو جائے اور ساتھ ساتھ ہم اس کے لئے equipments بھی خریدیں گے۔ یہ بالکل state of the art Burn Centre ہو گا اور پورے برصغیر میں انشاء اللہ تعالیٰ اس کا ایک مقام ہو گا۔ یہاں پر ہم جو نئی جلد ہے وہ بھی پیدا کریں گے تاکہ جو لوگ زیادہ burn ہو جائیں تو ان کا علاج ہو سکے۔ اسی طرح کا ایک برن سنٹر ملتان میں

پہلے ہی زیر تعمیر ہے۔ وہاں بلڈنگ پر کام ہو رہا ہے۔ وہ بھی 65 بیڈ پر مشتمل ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ایک پروگرام ہمارا فیصل آباد کا ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ دسمبر 2007 میں یہ 90 کروڑ روپے کا برن سنٹر جناح ہسپتال کے احاطے میں کھڑا ہو گا۔

جناب سپیکر: فیصل آباد والا کب تک شروع ہو رہا ہے؟ (قہقہے)

وزیر صحت: فیصل آباد میں پہلے ہی ایک برن وارڈ تھا۔ ہم اس کا بھی PC-I تیار کر رہے ہیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ اگلے سال اس پر بھی construction شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ جس طرح انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ جو برن سٹیشن ہیں یہ مرحلہ وار فیصل آباد، ملتان میں قائم کر رہے ہیں، سیالکوٹ جو میں سمجھتا ہوں کہ فارن ایکسچینج میں کراچی کے بعد دوسرے نمبر پر ہے اور یہ بالکل سائیڈ پر ہے تو کیا یہ سیالکوٹ میں بھی کوئی برن سٹیشن قائم کرنا چاہتے ہیں، اس میں، میں ان کو یہ کہوں گا کہ ہم جو چیمبر آف کامرس ہے، سیالکوٹ کے لوگ جو ہیں وہ اس سلسلے میں وہاں گورنمنٹ کی مدد کرنے کے لئے تیار ہیں، کیا حکومت اس صورتحال میں وہاں پر کوئی برن سٹیشن قائم کرنا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر: یعنی سیالکوٹ یا گوجرانوالہ ڈویژن میں بھی آپ کوئی برن سنٹر قائم کرنے کا سوچ رہے ہیں؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس میں بالکل سیالکوٹ انڈسٹریل سٹی ہے، وہاں پر اس کی ضرورت ہے کیونکہ اس میں بڑے highly skilled specialist کی ضرورت ہوتی ہے اور پلاسٹک سرجن کی shortage ہے جو کہ برن میں ان کی فیلوشپ اور ٹریننگ ہو تو پہلے یہ سنٹر بن جائیں گے پھر جس طرح یہ PIC تھا اس سے ہم نے ملتان انسٹیٹیوٹ اور فیصل آباد انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی بنایا تو جب manpower develop ہو جائے گی، نرسز develop ہو جائیں گی تو پھر ہم اس کو ضلع کی سطح پر بھی لے جائیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 3535۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 3535، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

حاجی محمد اعجاز: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناح ہسپتال لاہور۔ سی ٹی سکین مشین کی مرمت کا مسئلہ

*3535 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناح ہسپتال لاہور میں سی۔ٹی سکین مشین کافی عرصہ سے خراب پڑی ہے جس کی وجہ سے ہسپتال میں آنے والے مریضوں کو سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ مشین کو جلد از جلد ٹھیک کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے۔

(ب) جناح ہسپتال لاہور میں پرانی سی۔ ٹی سکین مشین مورخہ 02-12-31 سے ناقابل استعمال / ناکارہ قرار دے دی گئی تھی جس کی مرمت ممکن نہ تھی۔ لہذا ہسپتال انتظامیہ نے تمام قانونی تقاضے پورے کرنے کے بعد جاپان سے توشیبا برانڈ کی نئی جدید ریئل ٹائم سپیئر سی۔ ٹی سکین درآمد کی ہے جس کی تنصیب اپریل 2004 میں کی گئی، جبکہ اس کا باقاعدہ افتتاح مورخہ 19 مئی 2004 کو وزیر اعلیٰ پنجاب، چودھری پرویز الٰہی نے کیا۔ یہ مشین 24 گھنٹے مریضوں کے سی ٹی سکین باقاعدگی سے کر رہی ہے۔ سال 2004 میں کل 3422 سی۔ ٹی سکین کئے گئے، جبکہ سال 2005 میں 30۔ ستمبر تک کل 4121 سی۔ٹی سکین ہو چکے ہیں۔ ہسپتال ہذا میں اس سہولت کی دستیابی کے سبب اب مریضوں کو کسی قسم کی دشواری کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔ جناح ہسپتال لاہور کی انتظامیہ کی ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ حکومت کی ترجیحات کے مطابق شہریوں کو بہترین طبی سہولیات مہیا کی جائیں۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال ہے کہ پرانی سی۔ٹی سکین مشین کتنا عرصہ خراب رہی اور اس عرصہ کے دوران مریضوں کو کہاں refer کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! جو پہلی مشین تھی وہ دس سال سے جناح ہسپتال میں لگی ہوئی تھی، وہ خراب ہو گئی اور اس کے بعد 2004 میں چیف منسٹر صاحب نے ایک سپیئر سی۔ٹی سکین مشین جناح ہسپتال کو دی اور وہ اس وقت فنکشنل ہے۔ اس دوران جو غریب مریض تھے، وہ میو ہسپتال میں سی ٹی سکین فنکشنل تھا، سروسز ہسپتال میں سی ٹی سکین فنکشنل تھا، لاہور جنرل ہسپتال میں سی ٹی سکین فنکشنل تھا، ان تین ہسپتالوں میں refer کئے جاتے تھے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک انتہائی اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ سبھی بھائی اس پر غور و فکر کریں۔ منسٹر صاحب بھی اتفاق سے ہاؤس میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ یہ میرے حلقہ کا معاملہ ہے اور ان کا بھی ضلع ہے۔ وہاں ایک موضع مہار شریف جو کہ نارووال شہر سے تقریباً ڈیڑھ دو کلو میٹر کے فاصلے پر ہے۔ کل شام کو وہاں دو بچوں کو ایک کی عمر تیرہ سال اور دوسرے کی سات سال تھی سانپ نے کاٹ لیا۔ ان کا باپ بھی ساتھ تھا۔ وہ وہاں سے ان دونوں بچوں کو لے کر نارووال ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال گیا اس نے کہا کہ ان کو سنیک بائٹنگ ویکسین ہے وہ دے دو، انھوں نے کہا کہ ہمارے پاس نہیں ہے، آپ ان کو لاہور لے جاؤ، وہ لاہور لے آیا اور سیدھا میو ہسپتال چلا گیا، میو ہسپتال والوں نے کہا کہ ہمارے پاس بھی نہیں ہے، آپ ان کو گنگارام ہسپتال لے جاؤ، وہ پھر ان کو گنگارام ہسپتال لے گیا، گنگارام ہسپتال والوں نے کہا کہ ہمارے پاس بھی نہیں ہے، آپ ان کو جنرل ہسپتال لے جاؤ، جب وہ گنگارام ہسپتال سے جنرل ہسپتال کے درمیان میں تھا تو ان میں سے ایک بچے کی موت واقع ہو گئی، جب وہ جنرل ہسپتال پہنچا تو انھوں نے کہا کہ یہ ہمارے پاس بھی نہیں ہے لیکن ہم آپ کو لکھ کر دے دیتے ہیں، آپ سٹور سے لے آئیں، جب وہ سٹور سے لینے گیا تو اس نے وہاں سے -/172 روپے کی ویکسین خریدی، اس نے سٹور والے سے ہاتھ جوڑ کر کہا کہ ایک میرا بیٹا مر چکا ہے، دوسرا اس کشمکش میں ہے، مجھے جلدی سے ہسپتال چھوڑ آؤ، وہ میڈیکل سٹور والا اس کو اپنی موٹر سائیکل پر بٹھا کر ہسپتال

چھوڑنے گیا تو جونہی وہ وارڈ کے قریب پہنچا تو دوسرا بچہ بھی مر چکا تھا۔ یہ میرے حلقے کا واقعہ ہے۔ اخبار ''جنگ'' نے کل اس کی heading بھی دی ہوئی تھی۔ میں یہ اخبار آپ کو پیش کرتا ہوں اور منسٹر صاحب سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ برن یونٹ تو ادھر بن رہے ہیں لیکن کم از کم ہمارے ضلع میں لوگوں کو سانپ سے کاٹنے والی ویکسین اور کتوں کے کاٹنے والی ویکسین تو مل جایا کرے۔ کم از کم ان بچوں کی جان تو بچ جاتی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! کل میں نے بھی یہ خبر اخبار میں پڑھی ہے اور رانا آفتاب صاحب نے بھی مجھے فیصل آباد، ڈجکوٹ کے بارے میں ایک ایسا ہی کیس بتایا ہے۔ میں نے کل خود ایم ایس کو فون کیا اور اس معاملے کی تفصیلات مانگی ہیں۔ اس نے مجھے جو کچھ بتایا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا ہوں۔ اس نے کہا ہے کہ ہمارے پاس ریکارڈ میں موجود ہے کہ اس بچے کو نارووال میں سانپ کاٹنے کی ویکسین دی گئی تھی۔ اس نے مجھے کہا ہے کہ وہ خود آ کر رجسٹر دکھائے گا۔ وہاں پر ویکسین دینے کے باوجود بچے کی حالت تشویشناک ہوئی۔ سانپ کی کئی اقسام ایسی بھی ہیں کہ جہاں پر ویکسین کام نہیں کرتی۔ تو انھوں نے فیصلہ کیا کہ اس بچے کو لاہور ٹرانسفر کیا جائے۔ ایم ایس کے کہنے کے مطابق ویکسین دی گئی تھی۔ بہر حال میں خود ذاتی طور پر اس معاملے کو دیکھوں گا۔ میں نے ایم ایس کو بلوایا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر صاحب اس بات کو یقینی بنائیں کہ جو دور دراز کے علاقوں میں ہسپتال ہیں ان میں بھی یہ ویکسین موجود ہونی چاہئے۔ ابھی خضر الیاس ورک صاحب نے بتایا ہے کہ لاہور پہنچنے تک ایک بچے کی موت واقع ہو گئی اور دوسرا بھی ادھر لاہور میں آ کر فوت ہو گیا۔ دیہاتی علاقوں میں جو ہسپتال ہیں کم از کم وہاں پر یہ ویکسین مہیا ہونی چاہئے۔ میرے خیال میں یہ کوئی زیادہ قیمتی آئٹم بھی نہیں ہے لہذا دور دراز کے دیہاتی علاقوں میں واقع ہسپتالوں میں اس ویکسین کی دستیابی کو یقینی بنائیں۔

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! اس بارے میں آپ ایک انکوائری کمیٹی بنا دیں جو یہ دیکھے کہ آیا نارووال میں بچے کو ویکسین ملی ہے یا نہیں اور لاہور کے ہسپتالوں میں ویکسین کیوں موجود نہیں تھی؟

جناب سپیکر: وزیر صاحب نے اس بارے میں رپورٹ منگوائی ہے وہ آنے دیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ بہت اہم معاملہ ہے، دو بچوں کی موت واقع ہوئی ہے۔ ترقیاتی ممالک میں تو چھوٹے چھوٹے واقعات پر بھی بڑے بڑے کام کئے جاتے ہیں۔ اس واقعے میں دو بچوں کی اموات واقع ہوئی ہیں۔ وہ چار ہسپتالوں میں ویکسین کی خاطر گیا لیکن اسے ویکسین نہیں ملی۔ آپ یہاں پر محکمہ صحت کو حکم دیں کہ وہ اس بارے میں انکوائری کریں کہ آیا وہ شخص واقعی نارووال ہسپتال، میو اور جنرل ہسپتال میں گیا ہے اور اسے ویکسین نہیں ملی۔ اس کی پوری رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وزیر صاحب نے بھی انکوائری کروانے کا کہا ہے۔

چودھری خضر الیاس ورک: جناب سپیکر! اس ہاؤس کی ایک انکوائری کمیٹی بنا دیں جو ان بچوں کے والدین سے ملے اور اصل حقائق معلوم کرے۔ اگر ہماری عوام کو، غریب لوگوں کے بچوں کو ویکسین بھی نہیں ملتی تو پھر ہمارے یہاں بیٹھنے کا کیا فائدہ ہے؟

جناب سپیکر: وزیر صحت صاحب آپ اس بارے میں مکمل انکوائری کروائیں۔

وزیر صحت: جی، بہتر ہے۔ میں اس بارے میں انکوائری کے آرڈر جاری کر دیتا ہوں اور اگر اس ایم ایس نے غلط بیانی کی ہو گی تو میں یقین دہانی کرواتا ہوں کہ اس ایم ایس کو suspend کیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے وزیر صحت صاحب سے یہ گزارش ہے کہ سانپ کے کاٹنے کی ویکسین ضلعی ہسپتال کے علاوہ رورل ہیلتھ سنٹرز تک بھی مہیا کر دی جائے تو بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: رانا صاحب میں نے پہلے ہی وزیر صحت کو اس بارے میں کہہ دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: اگر یہ پورے پنجاب کے RHCs میں مہیا کر دی جائے تو بہت بہتر ہو گا۔ اگر یہ RHC اور BHU تک ویکسین دستیاب ہو جائے گی تو بہت سے مسائل حل ہو جائیں گے۔

اس کو صرف ضلعی ہسپتالوں تک محدود نہ رکھیں۔ It should not be confined to the District Headquarter Hospitals.

جناب سپیکر: رورل ایریاز میں، دور دراز علاقوں میں جو ہسپتال ہیں وہ صرف دو ہی categories کے ہیں۔ ایک رورل ہیلتھ سنٹرز اور دوسرے BHUs ہیں۔ میں نے وزیر

صاحب سے گزارش کی ہے کہ ان تک یہ ویکسین مہیا کئے جانے کو یقینی بنائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: بہت مہربانی۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! حاجی محمد اعجاز صاحب نے سی۔ ٹی سکین مشین کے بارے میں جو سوال کیا ہے میں اس حوالے سے بات کروں گا۔ آج سے ایک سال پہلے علامہ اقبال میموریل ہسپتال، سیالکوٹ میں ایک dialysis مشین کسی نے donate کر کے وہاں پر لگائی تھی۔ dialysis اتنا مشکل اور مہنگا سلسلہ ہے کہ کوئی غریب آدمی اسے afford نہیں کر سکتا۔ میں نے ایک سال پہلے یہ سوال floor پر اٹھایا تھا۔ میں نے وزیر صحت اور اجمل چیمہ صاحب سے بھی indirectly گزارش کی تھی کہ یہ مشین جان بوجھ کر خراب کر دی گئی ہے اسے ٹھیک کروایا جائے لیکن یہ مشین اب تک خراب پڑی ہے۔ جنھوں نے یہ مشین وہاں پر donate کی تھی وہ اسے دوبارہ ٹھیک کرواکر لگوانا چاہتے ہیں۔ چند روز پہلے میں اس سلسلے میں سپیشل سیکرٹری صحت شمائل خواجہ کے پاس گیا۔ انھوں نے میری موجودگی میں ایم ایس کو فون کیا کہ آپ ساگا سپورٹس والوں اور ارشد بگو صاحب سے رابطہ کر کے یہ مشین ٹھیک کروائیں۔ اس بات کو بھی دو ماہ ہو چکے ہیں لیکن ابھی تک کچھ نہیں ہوا۔ یہ مشین وہاں پر دو سال سے خراب پڑی ہے لیکن اسے ٹھیک نہیں کروایا گیا۔ اگر کوئی چھوٹا موٹا مسئلہ ہو تو سیالکوٹ میں لوگ خود donate کر دیتے ہیں۔ وہاں لوگوں کے اندر یہ جذبہ موجود ہے۔ میری وزیر صحت صاحب سے آپ کی وساطت سے یہ درخواست ہے کہ دو سال پہلے جو انھوں نے اور اجمل چیمہ صاحب نے یقین دہانی کروائی تھی وہ کب تک اس پر عملدرآمد کروائیں گے، کب تک وہ مشین ٹھیک کرواکر وہاں کے لوگوں کو یہ سہولت مہیا کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! مجھے اس بارے میں تھوڑا investigate کرنا پڑے گا کہ وہ مشین کیوں ٹھیک نہیں ہوئی۔ اگر اجمل چیمہ صاحب نے اس وقت commitment دی تھی تو یہ بھی چیک کر لیں گے۔

جناب سپیکر: اگر واقعتاً وہ مشین خراب ہے تو کب تک اسے ٹھیک کروالیا جائے گا؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! اگر یہ مشین اب تک خراب ہے تو میں انھیں آرڈر کرتا ہوں کہ اس کا estimate ٹھیک کروائیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ چودھری اصغر علی گجر صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ سی۔ٹی سکین مشین بڑے بڑے ہسپتالوں کے اندر تو موجود ہے۔ کیا حکومت پنجاب کا یہ منصوبہ ہے کہ یہ مشین ضلعی ہیڈ کوارٹرز ہسپتالوں تک مہیا کی جائے تاکہ وہاں پر بھی لوگوں کو یہ سہولت میسر آسکے۔ میری گزارش ہے کہ ہر ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال میں ایک سی۔ٹی سکین مشین ہونی چاہئے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! ہاں ہماری گورنمنٹ کا یہ منصوبہ ہے۔ 35 اضلاع ہیں اور بہت سارے اضلاع میں یہ مشین جا چکی ہے۔ فیز وار ہم تمام اضلاع میں سی۔ٹی سکین مشین مہیا کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ ہم نے Toshiba کی نئی مشین جناح ہسپتال میں لگوائی ہے۔ جناب اس کی قیمت کیا ہے اور اس کی گارنٹی کتنی ہے؟

وزیر صحت: جناب والا! میں اس وقت تو اندازے سے ہی جواب دے سکتا ہوں یہ تقریباً ساڑھے پانچ کروڑ روپے کی مشین ہے۔

حاجی محمد اعجاز: اس کی گارنٹی کتنی ہے؟ ساڑھے پانچ کروڑ روپے دے دیئے، بے شک یہ مشین دوسرے دن خراب ہو جائے۔ جناب ہر چیز کی کوئی نہ کوئی گارنٹی بھی ہوتی ہے۔ اس مشین کی کیا گارنٹی ہے؟

وزیر صحت: جی، ہاں اس مشین کی warranty ہوتی ہے۔ last time ہم نے جو آلات خریدے تھے ان پر ہم نے سات سال کی warranty حاصل کی تھی۔ اسی طرح down time بھی ہوتا ہے کہ اگر مشین ایک مہینہ بند رہتی ہے تو وہ warranty ایک مہینہ extend ہو جاتی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! گارنٹی نہیں ہوتی بلکہ warranty ہوتی ہے۔ انھیں اتنا بھی پتا نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اچھا جی، شکریہ۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! سوال نمبر 3536۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لاہور کے سرکاری ہسپتالوں میں M.R.I ٹیسٹ کی سہولت کی دستیابی

*3536 حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی دارالحکومت لاہور کے کسی بھی سرکاری ہسپتال میں آنے والے مریضوں کے لئے M.R.I ٹیسٹ کروانا پڑتا ہے جو عام آدمی کی دسترس سے باہر ہے؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور کے کسی بھی بڑے سرکاری ہسپتال میں مریضوں کی سہولت کے پیش نظر M.R.I ٹیسٹ کی مشین نصب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہیں ہے کہ صوبائی دارالحکومت (لاہور) کے کسی بھی سرکاری ہسپتال میں آنے والے مریضوں کے لئے M.R.I ٹیسٹ کی سہولت دستیاب نہ ہے بلکہ چلڈرن ہسپتال، لاہور میں 1999 سے M.R.I کی مشین نصب ہے اور مریضوں کو M.R.I test کی سہولت میسر ہے۔

(ب) چونکہ چلڈرن ہسپتال لاہور اور جنرل ہسپتال لاہور میں یہ سہولت موجود ہے اس لئے مزید ہسپتالوں میں M.R.I لگانے کی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! M.R.I مشین لاہور کے صرف دو ہسپتالوں میں ہے۔ لاہور کی آبادی اس وقت تقریباً ایک کروڑ کے قریب ہے۔ کیا حکومت دوسرے ہسپتالوں میں بھی M.R.I کی مشین لگانے کا ارادہ رکھتے ہیں اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں، دوسرا جو لوگ M.R.I test کروانے جاتے ہیں ان سے کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! جب ہماری حکومت آئی تو اس وقت لاہور میں صرف ایک M.R.I مشین تھی جبکہ پورے پنجاب میں صرف دو مشینیں تھیں۔ ایک مشین چلڈرن ہسپتال لاہور اور

دوسری راولپنڈی میں تھی جو کہ تین سال سے خراب چلی آ رہی تھی۔ ہم نے فوری طور پر، 2004 میں جنرل ہسپتال لاہور میں آٹھ کروڑ روپے کی مشین مہیا کی۔ یہ مشین وزیر اعلیٰ صاحب نے خرید کر دی۔ اس کے علاوہ بہاولپور میڈیکل کالج میں ایک مشین لگ چکی ہے۔ نومبر 2006 یعنی اگلے مہینے سے وہ بھی functional ہو جائے گی۔ کل یا پرسوں نشتر میڈیکل کالج کے لئے ایک نئی مشین کے لئے ٹینڈر issue ہو رہے ہیں۔ فیصل آباد کے لئے نئی مشین خریدنے کے لئے PC-I تیار ہے۔ یہ کل چھ M.R.I کی مشینیں بنتی ہے اور ایک مشین تقریباً آٹھ سے دس کروڑ روپے مالیت کی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ جو لوگ M.R.I ٹیسٹ کروانے کے لئے جاتے ہیں ان سے کتنی فیس لی جاتی ہے اور کیا جو مستحق مریض ہیں ان کا علاج مفت کیا جاتا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! معمولی فیس لی جاتی ہے۔ مارکیٹ میں M.R.I کے لئے دس بارہ ہزار روپے لئے جاتے ہیں جبکہ ہم ایک مریض سے صرف 1500 روپے لیتے ہیں اور اگر کوئی غریب مریض ہوں تو اس کا M.R.I مفت کیا جاتا ہے، اس کی فیس معاف کر دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب فرمائیے!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! چونکہ صحت کے حوالے سے سوالات چل رہے ہیں تو اسی سے متعلق میں ایک اہم بات کرنا چاہتا ہوں۔ صوبہ بھر کے ٹیچنگ ہسپتالوں میں جو ڈاکٹرز ہیں انھیں ابھی تک وزیر اعلیٰ صاحب کی واضح directions کے باوجود regularize نہیں کیا جا رہا جس کی وجہ سے ان میں بڑی تشویش پائی جاتی ہے۔ بے شمار ڈاکٹرز نے آ کر ہمیں بھی visit کیا ہے، انھوں نے ایک آرڈر بھی دکھایا ہے، کوئی سمری بھی پیش کی ہے کہ جی چونکہ پنجاب کا ہاؤس چل رہا ہے اور کل وقفہ سوالات میں وزیر صحت صاحب جواب دیں گے۔ تو میں آپ کی وساطت سے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ مہربانی فرما کر اس بات کا جواب دے دیں کہ ان کو کب تک regularize کر دیا جائے گا یا انھوں نے کیا پالیسی adopt کی ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت! آپ اس کا جواب دینا چاہیں گے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! last time بھی اس پر بحث ہوئی تھی اور میرا point of view بڑا واضح تھا اور وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اعلان کیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: ان کے کہنے کے مطابق وزیر اعلیٰ صاحب نے بھی اعلان کر دیا ہوا ہے اس لئے اب اس میں تاخیر تو نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر صحت: جناب والا! اس پر working ہو رہی ہے۔ کچھ سنیارٹی کے issues ہیں۔ ریگولر ڈاکٹرز کہہ رہے ہیں کہ ہماری سنیارٹی affect ہو رہی ہے۔ وہ تمام issues consider کئے جا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ اس معاملے کو ذرا expedite کروالیں۔

وزیر صحت: جی، درست ہے۔ میں اس کو expedite کروالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! بات ہو گئی ہے اور انھوں نے سن لی ہے۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی جو کنٹریکٹ ٹیچنگ ڈاکٹرز کی regulation کی بات اٹھائی گئی ہے۔ آج سے ڈیڑھ سال پہلے جناب وزیر اعلیٰ نے کسی function میں اس کا اعلان کیا تھا اور بجٹ اجلاس کے موقع پر وزیر صحت صاحب نے کھڑے ہو کر وزیر اعلیٰ صاحب کی بڑی تحسین کی اور یقیناً ہم بھی کرتے ہیں کہ ڈاکٹرز کو regularize کر دیا جائے تاکہ job security ہو جائے اور وہ آگے صحیح طریقے سے goods deliver کر سکیں لیکن ایک عرصے سے یہ معاملہ اسی طرح pending چلا آ رہا ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات ہو گئی ہے۔ اب آپ اصل سوال کی طرف آئیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! direction تو دے دی گئی ہے لیکن یہ time-limit کر دیں کہ کب تک اس کا فیصلہ ہو جائے گا ورنہ تو یہ معاملہ اسی طرح چلتا رہے گا۔

جناب سپیکر: جناب ملک محمد اقبال چنڑ صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 3672 میری درخواست ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

میو ہسپتال لاہور، 2001 سے آج تک ہونے والی بھرتی کی تفصیل

***3672 ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک میو ہسپتال لاہور میں کتنے ملازمین کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، ولدیت، تعلیمی قابلیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا ان افراد کی بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تھا تو ان کی نقل مع اخبار کا نام اور تاریخ بیان فرمائیں۔

(ج) کیا ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ نیز میرٹ بنانے کے طریق کار کی تفصیل فراہم کی جائے۔

(د) کیا مذکورہ بھرتی کے وقت کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تھی تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا ان میں سے کسی کو رولز میں نرمی کر کے بھی بھرتی کیا گیا تو ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور دیگر تفصیل الگ دی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک میو ہسپتال میں 232 (نان گزیٹڈ) ملازمین کنٹریکٹ پر بھرتی کئے گئے ہیں، جن کی تفصیل (Annexure I) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو بھرتی کرنے سے قبل اخبار میں اشتہار روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 20-12-02 کو دیا گیا تھا۔ نقل (Annexure-2) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تھا۔ میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریق کار (Annexure-3-4) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(د) بھرتی کے وقت کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس کمیٹی میں مندرجہ ذیل ممبران شامل تھے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

(i) ڈاکٹر عبدالحمید ایڈیشنل ایم ایس (ایڈ من) میو ہسپتال لاہور (چیئر مین) جو اس وقت پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی میں بطور اے ایم ایس کام کر رہا ہے۔

(ii) مسماۃ شرف سلطانہ ڈپٹی چیف نرسنگ سپر نٹنڈنٹ میو ہسپتال لاہور (ممبر) جو اس وقت میو ہسپتال میں کام کر رہی ہے۔

(iii) ڈاکٹر ظہیر الحسن میر ڈی ایم ایس (ایڈ من) میو ہسپتال لاہور (ممبر) جو اس وقت میو ہسپتال لاہور میں کام کر رہا ہے۔

(iv) میجر ریٹائرڈ ایس اے متین چیف سیکورٹی آفیسر کے ای ایم سی / الائیڈز ہسپتالز (ممبر) جو اس وقت اسی ادارہ میں کام کر رہا ہے۔

(ہ) ان میں سے کسی کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! انھوں نے جواب کے جز (د) میں کہا ہے کہ بھرتی کے لئے جو کمیٹی تشکیل دی گئی تھی اس میں ایڈیشنل ایم ایس کمیٹی کا چیئر مین بنایا گیا تھا۔ میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ چیئر مین کس نے بنایا تھا اور حکومت کی طرف سے جاری کردہ direction کے مطابق کس سکیل کے افسر کو کمیٹی کا چیئر مین بنایا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! اس وقت Institutional Management Committees ہوتی تھیں اور انسٹیٹیوشن کے پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر اور چیف ایگزیکٹو آفیسر ہوتے تھے۔ اس وقت ان institutions کو autonomy دے چکے تھے اور انھوں نے اپنے سسٹم کے تحت مختلف گریڈز کے لئے کمیٹیز بنائی ہوئی تھیں۔ جونیئر گریڈ کے لئے ایڈیشنل ایم ایس کمیٹی کا سربراہ ہوتا تھا۔ سینئر گریڈ جن میں ڈاکٹرز ہیں اس کمیٹی کا سربراہ پرنسپل ہوتا تھا۔ گیارہ سے سترہ گریڈ تک کے لئے کمیٹی کا سربراہ ایم ایس ہوتا تھا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

جناب علی حسن رضا قاضی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

حکومت پنجاب نے میڈیکل کالجوں میں پسماندہ علاقوں کی نشستوں میں اضافہ کر دیا ہے لیکن ہمارا ضلع جھنگ جو کہ ابھی تک پسماندہ ہے حتیٰ کہ ریونیو کے کاغذات میں بھی پسماندہ ہے اس کا میڈیکل کالجز میں جو کوٹا مختص تھا وہ بھی ختم کر دیا گیا ہے۔ جبکہ دوسرے اضلاع کا کوٹا بڑھا دیا گیا لیکن جھنگ اور میانوالی اضلاع کا کوٹا ختم کر دیا گیا حالانکہ وہ پسماندہ اضلاع میں آتے ہیں۔ لہذا میں وزیر موصوف سے یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ جھنگ اور میانوالی سے یہ سپیشل سلوک کیوں کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: قاضی صاحب! آپ باضابطہ سوال کریں۔ جیسے آپ کر رہے ہیں یہ سوال کرنے کا طریقہ نہیں ہے۔

جناب علی حسن رضا قاضی: جناب والا! چونکہ صحت کے متعلق سوالات ہو رہے تھے اس لئے میں نے سوال پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب محمد وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4074 ہے اور میری درخواست ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

موضع خود پور، لاہور کے نو تعمیر شدہ ہسپتال کے مسائل

*4074 جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کے علاقہ چوھنگ اور متصل دیہات خود پور میں لاکھوں روپے سے تعمیر ہونے والا ہسپتال، استعمال سے پہلے ہی ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال میں مقامی زمینداروں نے جانور باندھ رکھے ہیں؟

وزیر صحت

(الف) مذکورہ ہسپتال کی عمارت کی تعمیر سابقہ ضلع کونسل کے دور میں شاملات دیہہ پر شروع کی گئی تھی جو کہ ضلع کونسل کے ڈسٹرکٹ آفیسر ہیلتھ III سے تعلق رکھتی ہے۔ یہ عمارت محکمہ صحت کے حوالے نہ کی گئی اور نہ ہی وہاں کوئی ہسپتال بنا ہے۔ تحقیق کرنے

سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ P.R.S.P کے ماتحت ایک ڈسپنسری سکول کی عمارت میں قائم کی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب محمد وقاص: جناب والا! میں نے پوچھا تھا اور انھوں نے اپنے جواب میں تسلیم کیا ہے کہ اس علاقے میں ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے ایک ہسپتال بنایا لیکن اسے محکمہ صحت کے حوالے نہیں کیا گیا۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اب وہ ایک کھنڈر کی شکل اختیار کر چکا ہے اور ہماری اطلاع کے مطابق لوگوں نے وہاں پر اپنے جانور باندھ رکھے ہیں حالانکہ انھوں نے یہ بات مانی نہیں ہے۔ جب یہ خود مانتے ہیں کہ یہ عمارت بنی تھی لیکن محکمہ صحت کے hand over نہیں ہوئی۔ تو میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا حکومت یہ ارادہ رکھتی ہے کہ جو ہسپتال کروڑوں روپے کی لاگت سے بنا ہے اسے محکمہ صحت کے hand over کر کے قابل استعمال بنائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! یہ محکمہ صحت کی عمارت ہے اور نہ ہی ہسپتال ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ کونسل نے شاملات دیہہ کی جگہ پر اپنی مرضی سے یونٹ بنایا۔ محکمہ صحت کو اس کی possession دی گئی اور نہ ہی محکمہ صحت نے acquire کی۔ یہ تو purely ڈسٹرکٹ کونسل کا فیصلہ تھا اور اس طرح کی بہت ساری ڈسپنسریاں بنائی گئی تھیں۔ ابھی وہاں پر پنجاب رورل سپورٹ پروگرام کے تحت کوئی ڈسپنسری functional ہے۔ but it is not the property of Health Department.

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، وقاص صاحب!

جناب محمد وقاص: جناب والا! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک چیز تو موجود ہے اور یہ خود مان رہے ہیں کہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے یہ ہسپتال کے لئے ہی بنائی تھی لیکن انھیں hand over نہیں کی گئی کیا اب اسے ضائع کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: ڈسٹرکٹ کونسل تو ایک independent ادارہ ہے۔ ادھر بھی معزز اراکین ضلع کونسل تشریف رکھتے ہیں۔ وہ اس ادارے میں یہ سوال put کر سکتے ہیں۔ اگلا سوال جناب ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! سوال نمبر 4173 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور و میڈیکل کالج بہاولپور میں منظور شدہ و خالی اسامیوں، فنڈز اور مشینری کی تفصیلات

*4173 **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) وکٹوریہ ہسپتال بہاول پور اور میڈیکل کالج بہاول پور میں منظور شدہ ڈاکٹروں کی اسامیاں اور خالی اسامیوں کی تفصیل، عہدہ اور گریڈ وائز فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2000 سے آج تک اس ہسپتال اور میڈیکل کالج کو فراہم کردہ گرانٹ اور ادویات کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران اس ہسپتال اور میڈیکل کالج کو فراہم کردہ طبی آلات اور طبی مشینوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس وقت اس ہسپتال اور میڈیکل کالج کی خراب مشینری کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت اس ہسپتال اور میڈیکل کالج کی خراب مشینری جلد از جلد درست کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex-A)

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex-B)

(ج) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex-C)

(د) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex-D)

(ہ) قائد اعظم میڈیکل کالج/بی۔وی ہسپتال خود مختار میڈیکل ادارہ ہے۔ پنجاب میڈیکل اینڈ ہیلتھ انسٹیٹیوشن قوانین 2003 کے تحت پرنسپل اور بورڈ آف مینجمنٹ کو خراب مشینری کی مرمت کے لئے مکمل اختیار حاصل ہے اور پرنسپل قائد اعظم میڈیکل کالج نے خراب مشینری اور آلات کی مرمت کے لئے ضروری کارروائی شروع کی ہوئی ہے۔ اور اس کے لئے تمام قانونی تقاضے پورے کئے جا رہے ہیں۔ اس کی تفصیل ایوان کی میز

پر رکھ دی گئی ہے۔(Annex-D)

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب والا! انھوں نے اپنے جواب میں خود فرمایا ہے کہ بی۔ وی ہسپتال میں 42 پوسٹیں خالی پڑی ہیں اور اسی طرح ٹیچنگ کالج میں پروفیسر کی 17 سیٹیں خالی پڑی ہیں۔ 15 پوسٹیں ایسوسی ایٹ پروفیسر، 33 پوسٹیں اسسٹنٹ پروفیسرز کی اور 12 پوسٹیں ڈیمانسٹریٹرز کی خالی پڑی ہیں۔ اس طرح ٹیچنگ کالج میں 77 پوسٹیں خالی پڑی ہیں۔ کیا حکومت ان کو fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! ان اسامیوں کو advertise کیا ہے اور لوگ انٹرویو کے لئے بھی آ رہے ہیں اس لئے اب یہ صورتحال تبدیل ہو چکی ہے۔ بلکہ وزیر اعلیٰ صاحب نے میڈیکل ایجوکیشن کے حوالے سے فیصلہ کیا تھا کہ وہ میڈیکل کالجز جہاں پر ڈاکٹرز جانے کے لئے تیار نہیں ہیں وہاں پر ان اداروں کو اختیار دیا گیا کہ وہ بے شک ان ڈاکٹرز کو اضافی الاؤنس دیں۔ رحیم یار خان میڈیکل کالج نے وہ example اختیار کرتے ہوئے ڈاکٹرز کو 60/70 ہزار روپے اضافی دیئے ہیں اور وہاں پر فیکلٹی کی پوزیشن fill ہو چکی ہے۔ ہم نے اسی طرح کی option بورڈ آف مینجمنٹ بہاولپور کو بھی دے دی ہے کہ وہ اگر اپنی مرضی وسائل سے ڈاکٹرز کو اضافی فنڈز بطور الاؤنس دینا چاہیں تو اس سے یہ سیٹیں fill ہو جائیں گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر!

جناب سپیکر: جناب صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! پچھلے سال بھی یہی سوال آیا تھا اس وقت بھی اساتذہ کی اسامیوں کی یہی پوزیشن تھی۔ جیسا کہ چنڑ صاحب نے فرمایا ہے آپ دیکھیں کہ میڈیکل کالج میں وہ اساتذہ جو ڈاکٹروں کو پڑھاتے ہیں اور ایک ڈاکٹر بنانے پر گورنمنٹ کا لاکھوں روپے خرچ ہوتا ہے۔ وہاں اساتذہ کی پوزیشن یہ ہے کہ 101 پوسٹیں منظور شدہ ہیں جن میں سے 67 خالی ہیں اور 34 پوسٹیں fill ہیں۔

جناب والا! جہاں پڑھانے والے اساتذہ جنھوں نے ڈاکٹر بنانا ہے جن پر حکومت اپنا کثیر سرمایہ خرچ کر رہی ہے اگر وہاں صورتحال یہ ہو گی کہ 100 پوسٹوں میں سے 67 خالی ہوں گی اور وہاں پر صرف 34 اساتذہ موجود ہوں گے تو کیا ہم وہاں پر اچھے طالب علم اور اچھے ڈاکٹرز پیدا کر سکتے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ حکومت کب تک ان اسامیوں کو fill کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب کی معلومات کے لئے عرض کروں کہ پاکستان میڈیکل ڈینٹل کونسل ادارہ موجود ہے جو میڈیکل کالجز کو recognize کرتا ہے۔ وہ اس بنیاد پر ہوتا ہے کہ teacher to student ratio کیا ہے۔ اگر ان کی بات درست ہوتی تو آج قائد اعظم میڈیکل کالج de-register ہو چکا ہوتا۔ ایسی صورت نہیں ہے Quaid-e-Azam Medical College is a registered medical institution باقاعدہ PMDC اسے inspect کرتی ہے اور minimum student to teacher ratio کی requirement وہ کالج سو فیصد meet کرتا ہے۔ ہم نے یہ صورتحال inherit کی ہے۔ ابھی میری ایک بہن نے کہا ہے کہ سرگودھا میں میڈیکل کالج بنا دیا جائے اور باقی اضلاع بھی چاہتے ہیں this is a real issue کہ کئی پسماندہ علاقوں میں میڈیکل ٹیچرز جانے کے لئے تیار نہیں ہیں لیکن ہم نے اسے incentives کرنے کے لئے بورڈ آف مینجمنٹ کو تحریری اجازت دی ہے کہ وہ ان کو اضافی تنخواہ دے کر attract کریں تاکہ لاہور، فیصل آباد اور ملتان کے لوگ وہاں چلے جائیں۔ ان کی faculty positions fill ہو رہی ہیں اور اب پہلے سے بہت بہتر صورتحال ہے اور تبھی PMDC نے اسے recognize اور رجسٹر کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! انسٹیٹیوشن قوانین 2003 کے تحت بورڈ آف مینجمنٹ کو تمام اختیارات حاصل ہیں کہ اگر کوئی مشینری خراب ہو جائے یا سٹاف کی کمی کے لئے کسی تقرری کی ضرورت ہو تو اس کو تمام اختیارات حاصل ہیں۔ یہ جو ساری خرابیوں کا یہاں پر ذکر ہو رہا ہے کہ وہ مشینری ٹھیک ہے یا نہیں ہے۔ یہ اگر باقاعدگی سے اپنی meetings کریں اور محکمے کی رپورٹوں پر believe کریں تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ ابھی انہوں نے یہاں پر کہا ہے کہ ریکارڈ میں یہ لکھا ہوا ہے کہ anti snake venom دی گئی ہے۔ وزیر موصوف خود بڑے ماہر ڈاکٹر ہیں میں حیران

ہوں کہ انہوں نے یہ کیسے سوچ لیا کہ اگر ایک مریض کو anti snake venom دی گئی ہے---

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر بورڈ آف مینجمنٹ جو 2003 سے بنایا گیا ہے اپنی regular meetings کرتا ہے تو اس بورڈ کو ہر تین ماہ بعد باقاعدگی سے محکمہ صحت کو رپورٹیں بھیجنی چاہئیں کہ کیا کیا مسائل تھے اور اس پر کیا فیصلے ہوئے ہیں۔ اگر وہ یہ رپورٹ نہیں بھیجتے تو محکمہ صحت ان کے خلاف کیا کارروائی کرے گا؟ میرا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ باقاعدگی سے اپنی meetings کیا کریں اور اس کی رپورٹ محکمہ صحت کو بھیجیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: اس میں جناب یہ ہے کہ بورڈ کی جتنی بھی meetings ہوتی ہیں اس میں محکمہ صحت کا ایک ایڈیشنل سیکرٹری لیول کا آفیسر موجود ہوتا ہے۔ لہذا وہاں محکمہ صحت کا نمائندہ موجود ہوتا ہے اور اس کے minutes بھی تیار کئے جاتے ہیں اور circulate ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ 2003 میں جب یہ میڈیکل بورڈ بنا تو اس وقت ہی یہ فیصلہ کیا گیا کہ سالانہ رپورٹ اسمبلی میں بھی پیش کی جائے جو کہ پیش بھی کی جاتی ہے۔ جناب محمد اقبال چنڑ صاحب نے خراب equipments کا point raise کیا تھا تو پرسوں جب محکمہ صحت میں discussion ہوئی تو انہی کے پوائنٹ کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ فیصلہ کیا گیا اور اب میں نے اس سلسلے میں اپنے محکمے میں یہ آرڈر جاری کئے ہیں کہ ہر چودہ دن بعد تمام پنجاب کے جو بڑے ہسپتال ہیں ان کے جتنے بھی equipments ہیں جیسے سی سکین، ڈائلیسز مشین، انجیوپلاسٹی اور اس قسم کی جو بڑی مشینیں ہیں اس کے متعلق رپورٹ مجھے خود ملا کرے گی۔ کوئی مشین اگر خراب ہو گی تو اس کی وجہ بھی بتائی جائے گی۔ اس کی رپورٹ ہر چودہ دن بعد مجھے پیش کی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ قائداعظم میڈیکل کالج کے اندر جو vacancies position ہے اور جو vacant posts ہیں وہ بھی اس میں لکھی ہوئی ہیں لیکن اس کے بعد کچھ نئی induction ہوئی۔ اس کا طریق کار یہ ہے کہ میڈیکل کالج کے بورڈ آف مینجمنٹ کی طرف سے اشتہار گیا اور ان اسامیوں پر تین سال کے لئے selection ہوئی۔ سلیکشن

وہاں پر ہوئی ہے لیکن آرڈر ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ لاہور سے جاری ہوئے اور انہوں نے صرف چھ مہینے کے آرڈر کئے۔ اب وہ ڈاکٹر جو اسسٹنٹ پروفیسر لگے تھے ان کا tenure دو اکتوبر کو ختم ہو گیا ہے۔ 9۔ ستمبر کو پرنسپل قائد اعظم میڈیکل کالج نے recommend کر کے بھیج دیا کہ ان کے contract میں اضافہ کر دیا جائے لیکن یہاں ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ میں فائل پڑی رہتی ہے۔ میں نے پوائنٹ آؤٹ کیا اور اس فائل کو نکلوایا انہوں نے فرمایا کہ پرنسپل کی طرف سے recommendations تو آ گئی ہیں لیکن ہر ڈاکٹر کی performance report علیحدہ سے بھیجی جائے۔ حالانکہ پرنسپل نے recommend کیا ہوا ہے کہ وہ ان کی performance سے مطمئن ہیں لیکن اب وہ فرما رہے کہ ہر ڈاکٹر کی علیحدہ رپورٹ بھجوائی جائے کیونکہ یہ بھی mandatory ہے۔ وہ بھی اب منگوا کر دے دی ہے۔ میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ جو خواہ مخواہ کی bottleneck ہیں وہ ان کو دور کریں اور اگر extension دینی ہے تو پھر بورڈ آف مینجمنٹ وہاں پر موجود ہے وہ ان کی performance دیکھے اور اسی end پر ان کو extend کر دے۔ لاہور میں تو بے شمار کام ہوتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ وزیر موصوف اپنے محکمے کو ہدایت کرنے کے لئے تیار ہیں کہ اس طرح کے extension کے جو معاملات ہیں وہ کالج کے پرنسل کی سطح پر، بورڈ آف مینجمنٹ کی سطح پر حل ہو جائیں اور ہر معاملہ یہاں ہیلتھ سیکرٹریٹ میں فیصلے کے لئے نہ آئے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! جو بورڈ ہے اس کے پاس وہی کلاس ون پاورز ہیں جو سیکرٹری ہیلتھ کے پاس ہوتی ہیں۔ اس کے پاس administrative اور financial دونوں پاورز موجود ہیں۔ جہاں تک ڈاکٹروں کی اسامیوں کے لئے اشتہار اور recruitment کا معاملہ ہے یہ process تمام ٹیچنگ ہسپتال independently کرتے ہیں لیکن چونکہ ان پر سول سرونٹس کے رولز لاگو ہوتے ہیں اور ملازمین اپنے تحفظ کے لئے یہ رولز چاہتے ہیں اس لئے اس سلسلے میں جو نوٹیفکیشن یا آرڈرز ہوتا ہے وہ محکمہ صحت کی طرف سے کئے جاتے ہیں۔ کوئی اِکا دُکا کیسز ایسے ہوں گے جہاں پر کوئی delay ہوتی ہے لیکن عام طور پر پرنسپل ہی تمام معاملات میں خود مختار ہیں اور پرنسپل خود ہی اس کو follow کرتے ہیں۔ 99 فیصد procedure بورڈ آف مینجمنٹ ہی کرتا ہے محض جو فائنل نوٹس ہے وہ محکمہ صحت کی طرف سے جاری ہوتا ہے تاہم ہم اس کو مزید بہتر انداز میں expedite

کرنے کی کوشش بھی کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 4615۔

ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال بہاولنگر میں سہولیات کی فراہمی

*4615 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیاوزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیایہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹرز ہسپتال بہاولنگر میں پینے کا پانی ضرورت سے کم ہے اور ضرورت کے مطابق واٹر کولر بھی میسر نہ ہیں؟

(ب) کیایہ بھی درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں فرسٹ ایڈ کی سہولت بھی نہ ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ ہسپتال میں مندرجہ بالا سہولیات فراہم کرنے کو تیار ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ڈسٹرکٹ ہیڈکوارٹر ہسپتال بہاولنگر میں مریضوں اور لواحقین کے لئے پانی اور ٹھنڈے پانی کے واٹر کولرز مناسب تعداد میں موجود ہیں۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ ہسپتال ہذا میں فرسٹ ایڈ کی سہولت نہ ہے۔ہسپتال میں ایک مکمل ایمرجنسی ڈیپارٹمنٹ موجود ہے جس میں 24 گھنٹے ڈاکٹر مع عملہ موجود ہوتے ہیں،اس کے علاوہ ہر شعبہ کا سپیشلسٹ ضرورت پڑنے پر فوری دستیاب ہوتا ہے۔ ہسپتال ہذا میں تمام قسم کے جنرل اپریشن، گائنی کے اپریشن، ناک کان گلے کے اپریشن اور آنکھوں کے اپریشن کی سہولت موجود ہے اس کے علاوہ فزیشن ماہر امراض دل، ماہر امراض بچگان، ٹی۔بی چسٹ سپیشلسٹ متعلقہ مریضوں کو چیک کرنے کے لئے 24 گھنٹے ان کال ہوتے ہیں۔

(ج) متذکرہ بالا سہولیات ہسپتال ہذا میں پہلے سے موجود ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا اس پر ضمنی سوال تو کوئی نہیں لیکن انہوں نے جو جز (الف) کا جواب دیا ہوا ہے کہ ڈسٹرکٹ بہاولنگر میں جو ہسپتال ہے وہاں پر مناسب تعداد میں

مریضوں کے لئے پینے کے پانی کے کولر لگائے گئے ہیں۔ مناسب سے کیا مراد ہے کتنی تعداد میں کولر لگائے گئے ہیں؟ ایک تو مجھے ان کی تعداد بتائی جائے دوسرا یہ کہ جو ڈاکٹر سرکاری ڈیوٹی کر رہے ہیں اس کے باوجود وہ پرائیویٹ کلینکوں پر ہزاروں کی تعداد میں لوگوں سے فیسیں بھی وصول کر رہے ہیں۔ گورنمنٹ اس کے سد باب کے لئے اگر کوئی پالیسی بنا رہی ہے یا زیر غور ہے تو اس کے بارے میں بتادیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! وہاں پر ٹھنڈے پانی کے کولر بھی موجود ہیں اور اس وقت وہاں پر چار کولر کام کر رہے ہیں اور اس کی تصدیق میں نے نذر محمود شاہ صاحب سے بھی کی ہے جو ہمارے پارلیمانی سیکرٹری بھی ہیں اور معزز رکن بھی ہیں اور اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ جہاں تک ان کا دوسرا سوال تھا انہوں نے سوال پوچھا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ ہسپتال میں فرسٹ ایڈ کی سہولت موجود ہے۔ یعنی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال ہے فرسٹ ایڈ تو موجود ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ اس کے اندر باقاعدہ وارڈ بھی موجود ہیں۔ سرجری ہے، میڈیسن ہے گائنی ہے، ای این ٹی ہے آئی کا شعبہ ہے ہر قسم کی سہولت وہاں پر میسر ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، محترمہ پوچھ رہی ہیں کہ وہاں پر جو ڈاکٹرز تعینات ہیں وہ پرائیویٹ پریکٹس بھی کرتے ہیں تو کیا ان کی روک تھام کے لئے محکمہ کوئی سد باب کر رہا ہے؟

وزیر صحت: جناب سپیکر! پرائیویٹ پریکٹس کی قانونی طور پر ہسپتال کے اوقات کے بعد اجازت ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): فرسٹ ایڈ کے حوالے سے جو میں نے سوال کیا ہے اگر آپ ہسپتال میں جا کر دیکھیں تو وہ بھی formalities پوری کی گئی ہیں۔ فرسٹ ایڈ کے حوالے سے وہاں پر کوئی خاطر خواہ بندوبست نہیں ہے اور عملی طور پر وہاں پر کوئی کام نہیں ہو رہا۔ اس کے علاوہ جو میں نے main بات پوچھی ہے کہ وہاں پر ڈاکٹر صاحبان پرائیویٹ کلینک چلا رہے ہیں اور ہزاروں روپے کے حساب سے لوگوں سے فیس وصول کرتے ہیں حکومت اس کا سد باب کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے یا نہیں اور اس کا حل کیا تجویز کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: وزیر موصوف فرمارہے ہیں کہ ان کو پرائیویٹ پریکٹس کرنے کی اجازت ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب والا! اگر انہوں نے کلینک ہی چلانے ہیں تو پھر آپ نئے لوگوں کو ملازمت کا چانس دیں وہ سرکاری ملازمت کیوں کر رہے ہیں۔ تاکہ نئے لوگ آئیں اور وہ ہسپتالوں میں باقاعدگی سے ڈیوٹی سرانجام دیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب والا! وہ ڈی ایچ کیو ہسپتال ہے اور فرسٹ ایڈ تو ہر ہسپتال میں موجود ہوتی ہے۔ فرسٹ ایڈ سے ان کی کیا مراد ہے؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب والا! پرائیویٹ کلینکس کے حوالے سے ڈاکٹر صاحب نے 2003 میں یہ کہا تھا کہ اس سلسلے میں ایک بل پرائیویٹ پریکٹس کرنے والوں کے لئے اور لیبارٹریوں کے لئے محکمہ قانون کو بھیج دیا ہے اور within two months یہ میں ان کے words quote کر رہا ہوں جو اسمبلی کے ریکارڈ پر موجود ہے کہ ہم ایک دو ماہ کے اندر اسمبلی میں بل لے کر آئیں گے۔ اب 2003 سے 2006 ہو گیا ہے کیا یہ بل اس اسمبلی میں پیش کریں گے یا بل پیش کرنے کے لئے اگلی اسمبلی کا انتظار کریں گے، تین سال گزرنے کے باوجود یہ بل ابھی تک اسمبلی میں نہیں آیا اس کی آخر کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب والا! اس بل کو لانے میں کوئی ہچکچاہٹ محسوس نہیں کرتے۔ مسئلہ صرف یہ ہے کہ بہت سارے قوانین ہیں جس طرح یہ لیبارٹریز ریگولیشن کا بل ہے، ڈرگ ریگولیشن بل ہے، ٹرانسپلانٹیشن کا بل ہے۔ ان پر فیڈرل گورنمنٹ بھی کام کر رہی ہے اور ہم اس پر parallel legislation نہیں کرنا چاہتے۔ ابھی کل وزیر اعظم صاحب کا بیان آیا ہے کہ انہوں نے ایک Autonomous Drug Regulatory Body بنانے کی بات کی ہے جس پر قانون سازی ہوگی۔ اسی طرح وفاقی وزیر صحت اور وفاقی سیکرٹری ہیلتھ سے بھی میری اس مسئلے پر کئی مرتبہ گفتگو ہوئی ہے تو انہوں نے کہا کہ ہم ان چیزوں پر ابھی کام کر رہے ہیں۔ ان چیزوں کو ہم نہیں چھیڑنا چاہتے۔ Because we don't want to create parallel legislation. اگر فیڈرل

گورنمنٹ کوئی بل لے آتی ہے تو وہ پورے پاکستان پر لاگو ہو گا اور We will have to accept that.یہی وجہ ہے کہ اس طرح کے دو تین معاملات ہیں ان کو ہم نے محض اس لئے چھوڑا ہوا ہے۔آپ اس کو بے شک delay کہہ لیں لیکن ہم نے delayاس لئے کیا ہے کہ اس پر فیڈرل گورنمنٹ بھی کام کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

راجہ محمد شفقت خان عباسی(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!آج سے پہلے کئی بار منسٹر فارسٹ نے کہا کہ ہم فارسٹ کے لئے قانون change کر کے لا رہے ہیں۔ہم نے وائلڈ لائف کے لئے بل پیش کیا تو انہوں نے کہا کہ ابھی اگلے سیشن میں ہم وائلڈ لائف کا بل لے کر آئیں گے۔ہیلتھ کے بارے میں بھی یہی کہا گیا ہے اور پرائیویٹ سکولوں کی management کے لئے 3 سال سے ایک کمیٹی کام کر رہی ہے میں نے ایک پرائیویٹ بل دیا ہے وہ بھی اس کی نظر ہے۔اگر یہ نہیں کر سکتے تو یہ کیوں غلط statement دیتے ہیں۔نمبر 2،جب بات ان کے preview میں آتی ہے وہ تو یہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،شکریہ۔ڈاکٹر سامیہ امجد صاحبہ!

ڈاکٹر سامیہ امجد: سوال نمبر 4657۔

ہسپتالوں میں کتے کاٹے کی ویکسین کی کمی دور کرنے کے حکومتی اقدامات

*4657 **ڈاکٹر سامیہ امجد:** کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے پنجاب کے ہسپتالوں کو کتے کاٹے کی ویکسین این آئی ایچ اسلام آباد سے لینا پڑتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویکسین کی سپلائی ضرورت سے بہت کم ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ویکسین کے نہ ہونے سے بہت سے کتے کاٹے کے مریض ویکسین سے محروم رہ جاتے ہیں؟

(د) اگر مندرجہ بالا کا جواب ہاں میں ہے تو حکومت پنجاب ویکسین کی کمی پورا کرنے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے تمام ای ڈی او صاحبان اپنی ضرورت کے مطابق NIH اسلام آباد سے ویکسین منگواتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے اگر ویکسین ہسپتال میں موجود نہ ہو تو مریض بازار سے خرید کر لگوا لیتے ہیں۔

(د) حکومت پنجاب نے تمام ای ڈی او ہیلتھ صاحبان کو اختیار دے رکھا ہے کہ وہ اپنی ضرورت کے مطابق ویکسین NIH سے خرید کر استعمال کریں۔ NIH سے عدم دستیابی کی صورت میں Local purchase کر کے بھی ویکسین مہیا کی جا سکتی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! وزیر صحت سے میرا ضمنی سوال یہ ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ ویکسین سپلائی کے لئے responsible ہے۔ مجھے یہ پوچھنا ہے کہ سپلائی اور ڈیمانڈ کے درمیان جو چیک اینڈ بیلنس یا رپورٹ کس کے ذمے ہے اور یہ جواب 2004 کے مطابق ہے تو latest situation کیا ہے کہ ویکسین کی availability اور اس کی سپلائی میں نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ کے ساتھ ان کا کیا رابطہ ہے اور اس کا چینل اور رپورٹ کیا ہے؟

MR. SPEAKER: Minister for Health.

وزیر صحت: جناب سپیکر! جیسے محترمہ نے پوچھا ہے پورے پاکستان میں صرف ایک ہی ادارہ ہے جو یہ ویکسین بناتا ہے وہ قومی ادارہ صحت یا نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ ہے۔ ہم اپنی ضرورت کے مطابق یہ ویکسین ان سے لیتے ہیں۔ آج سے کوئی 6 مہینے پہلے ایک stage آئی تھی کہ There was a gap of two months in their production. اس کے بعد ڈی جی این آئی ایچ جنرل کرامت صاحب نے مجھے خود بتایا کہ وہ issue resolve ہو چکا ہے اس کے بعد سے یہ ویکسین ہمیں باقاعدگی سے مہیا کی جاتی ہے۔ اصل میں جو issue ہے میرے خیال میں وہ رانا آفتاب احمد خان صاحب point out کر چکے ہیں، It is the distribution of the vaccine جیسے آپ نے بھی فرمایا۔ اب ہم پالیسی بنائیں گے کہ یہ نہیں کہ صرف ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال بلکہ ٹی ایچ کیو لیول پر بھی یہ ویکسین مہیا کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ملک کی آبادی بہت بڑھ گئی ہے۔ یہ ایک ہی ادارہ ہے جو ایک عرصے سے یہ ویکسین بنا رہا ہے۔ کیا حکومت پنجاب اس قسم کی کوئی منصوبہ بندی رکھتی ہے کہ پنجاب میں بھی کوئی ایسا ادارہ بنا دیا جائے کہ جہاں پر یہ ویکسین تیار ہونے شروع ہو جائیں؟

جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ ہے کہ میڈیسن میں ٹمپریچر کی fluctuation بہت important ہے۔ وہ دوائی اگر required درجہ حرارت سے زیادہ درجہ حرارت میں رکھی ہوگی اس کی efficacy میں بہت کمی واقع ہو جاتی ہے اور بعض اوقات وہ دوائی ٹمپریچر کی اس fluctuation کے نتیجے کے اندر صحیح کام کرنے کی بجائے وہ react کرتی ہے۔ اب اس میں ہوتا یہ ہے کہ جیسے جواب کے اندر بھی لکھا ہوا ہے کہ یہ ویکسین این آئی ایچ دیتی ہے اگر این آئی ایچ نہیں دیتی تو لوکل پر چیز کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ ضمنی question کریں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ویکسین کے حوالے سے ٹمپریچر کی جو maintenance ہے کیا محکمہ صحت اس کو ensure کرتا ہے یعنی میرے دو ضمنی سوال ہیں کہ پنجاب میں اس ویکسین کا کوئی ادارہ، دوسرا اس ویکسین کی maintenance کے لئے جو ٹمپریچر required ہے اس کے لئے محکمہ صحت کیا کر رہا ہے؟

MR. SPEAKER: Minister for Health.

وزیر صحت: جناب سپیکر! ڈاکٹر وسیم بڑے competent ڈاکٹر ہیں۔ یہ بالکل درست ہے کہ اس ویکسین کی shelf life دوسری ویکسینز اور ادویات کے مقابلے میں کم ہوتی ہے اور It's temperature control is vital. اور یہی ایک وجہ ہے کہ ہمارے بہت سارے ڈسپنسریز اور بی ایچ یو میں refrigeration کی سہولت نہیں ہوتی تھی اس لئے یہ ویکسین ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر یا وہاں پر ہوتی تھی۔ اب Under the Health Sector Reform Programme یہ سہولت RHCs تک بھی پہنچائی جا رہی ہے تو ہم یہ ویکسین وہاں بھی مہیا کریں گے لیکن انہوں نے بالکل صحیح کہا کہ اس کی shelf life short ہوتی ہے اور temperature variation سے یہ reaction بھی کر سکتی ہے تو اس چیز کو ہم redress کر رہے ہیں There are

refrigerators in every DHQ, THQ and now RHCs کے اندر بھی ہوں گی۔
جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ پنجاب حکومت اس ویکسین کی production کی طرف کوئی غور وخوض کر رہی ہے۔ نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ ایک ریسرچ ادارہ ہے اور It has tremendous capacity وہاں scientists ہیں، پی ایچ ڈی لوگ ہیں اور اس طرح کی manpower پنجاب گورنمنٹ کے پاس اس وقت available نہیں ہے۔ این آئی ایچ کے پاس capacity بھی ہے اور مجھے یہ بھی پتا چلا ہے کہ وہ اپنی production کو about two to three times expansion بھی کر رہے ہیں اگر تو وہ ہماری ضرورت کو match کرتے رہے تو ہم ان سے لیتے رہیں گے۔ اگلی سٹیج پر جب ہم محسوس کرتے ہیں کہ We need to create our own institute. تو پنجاب گورنمنٹ کرے گی۔ اس وقت There is no plan to do that.

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ملتان میں ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام

*4658 ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب میں ایک ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری لاہور میں کام کر رہی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کام زیادہ ہونے کی وجہ سے ڈرگ ٹیسٹ کے نتائج میں کئی ماہ لگ جاتے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ لیبارٹری ٹیسٹ کے نتائج کی تاخیر کی وجہ سے مریضوں کو ادویات کی فراہمی نہیں کی جا سکتی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ 1998 میں ملتان میں ایک اور ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری منظور ہوئی تھی جس کی لاکھوں روپے کی مشینری ملتان میں ایک سٹور میں پڑی خراب ہو رہی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو اس تاخیر کی وجوہات بیان کی جائیں اور بتایا جائے کہ ملتان کی ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کب تک کام شروع کر رہی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) ڈرگ ایکٹ 1976 کی رو سے ہر صوبے میں ایک ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کا قیام ضروری ہے۔ لہذا مذکورہ ایکٹ کے مطابق لاہور میں ایک ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کام کر رہی ہے۔

(ب) ڈرگ ایکٹ 1976 کی رو سے ڈرگ کے نمونہ جات وصول ہونے کے بعد 60 دن کے اندر رپورٹ کرنا ضروری ہے۔ مذکورہ لیبارٹری میں قانون کے مطابق دیئے گئے وقت کے اندر تمام نمونہ جات رپورٹ ہوتے ہیں۔

(ج) گورنمنٹ سپلائی کی ادویات کی ٹیسٹ رپورٹ ترجیحی بنیادوں پر جلد از جلد کی جاتی ہے تاکہ مریضوں کو ادویات کی فراہمی میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ البتہ انجکشن کی sterility ٹیسٹ کو مکمل کرنے کے لئے کم از کم پندرہ دن درکار ہوتے ہیں۔ مالی سال 2002-03 میں 95 فیصد گورنمنٹ سپلائی کی ادویات کی مذکورہ مالی سال ختم ہونے سے پہلے یعنی 30۔ جون 2003 تک رپورٹ بھیج دی گئی تھی۔

باقی ماندہ 5 فیصد نمونہ جات انجکشن ہونے اور جون کے آخری دنوں میں وصول ہونے کی وجہ سے 30۔ جون 2003 تک رپورٹ نہ ہو سکے۔

مالی سال 2003-04 میں اپریل 2004 تک موصول ہونے والے نمونہ جات کی رپورٹ تقریباً 100 فیصد بھیج دی گئی ہے۔

(د) یہ درست ہے کہ 1998 میں ایک ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کے قیام کی منظوری ہوئی لیکن یہ درست نہ ہے کہ لاکھوں روپے کی مشینری ملتان میں ایک سٹور میں خراب ہو رہی ہے۔ مشینری پبلک انالسٹ کی پہلی منزل پر رکھی ہوئی ہے جو کہ DTL ملتان کے لئے لی گئی ہے جس کی دیکھ بھال کا مناسب انتظام کیا گیا ہے۔

(ہ) تاخیر کی وجہ یہ ہے کہ بعض ضروری اقدامات زیر عمل ہیں مثلاً گلاس ویئر اور ریفرنس کتابوں کی فراہمی، لیبارٹری کے لئے تربیت یافتہ عملہ، مزید مشینری اور ضروری سامان وغیرہ، اہم بنیادی ضروریات اور مشینوں کی تنصیب اور عملے کی فراہمی و تعیناتی کے بعد DTL ملتان کام شروع کر سکے گی۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور، سٹاف نرسز کے لئے نائٹ ڈیوٹی الاؤنس کا اجراء

*4926 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور کی تمام سٹاف نرسز جو رات کی ڈیوٹی سرانجام دیتی ہیں کو -/1500 روپے اضافی الاؤنس دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاؤنس تمام رات تقریباً 12 گھنٹے ڈیوٹی کرنے پر دیا جاتا ہے جبکہ گورنمنٹ کے تمام اداروں میں ڈیوٹی صرف 8 گھنٹے لی جاتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاؤنس صرف لاہور جنرل ہسپتال اور PIC میں دیا جاتا ہے بلکہ PIC میں تمام شفٹوں صبح و شام اور رات کی اضافی ڈیوٹی کرنے پر (شیئرز) الاؤنس دیا جاتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ الاؤنس سرگنگارام ہسپتال میں تمام رات کی ڈیوٹی کرنے والی کسی بھی سٹاف نرس کو نہیں دیا جاتا جس کی وجہ سے مذکورہ ہسپتال کی نرسز میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے؟

(ہ) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت سرگنگارام ہسپتال کی تمام سٹاف نرسز جو رات کی ڈیوٹی کرتی ہیں، کو مذکورہ ہسپتالوں کی طرح 1500 روپے نائٹ الاؤنس دینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ لاہور جنرل ہسپتال لاہور کی ان تمام چارج نرسز کو رات کی ڈیوٹی سرانجام دینے پر مبلغ -/50 روپے فی رات اضافی الاؤنس دیا جاتا ہے۔ یہ الاؤنس نومبر 2003 سے رائج کیا گیا ہے، ثبوت کے طور پر آفس آرڈر کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! یہ درست ہے کہ اضافی الاؤنس تمام رات یعنی رات آٹھ بجے سے لے کر صبح آٹھ بجے تک ڈیوٹی سرانجام دینے والی سٹاف نرسز کو دیا جاتا ہے۔ یہ درست نہیں ہے کیونکہ تمام ہسپتالوں میں رات کی ڈیوٹی بارہ گھنٹے ہی لی جاتی ہے۔

(ج) یہ الاؤنس صرف لاہور جنرل ہسپتال لاہور میں نومبر 2003 سے رائج کیا گیا۔ علاوہ ازیں تمام شفٹوں صبح وشام اور رات کی ڈیوٹی کرنے پر ہر تین ماہ بعد جنرل شیئرز بھی دیئے جاتے ہیں۔

P.I.C میں مذکورہ الاؤنس نہیں دیا جاتا۔(1500 روپے)

(د) یہ درست ہے کہ یہ الاؤنس سرگنگارام ہسپتال میں نہیں دیا جاتا۔

(ہ) حکومت پنجاب ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کے تنخواہوں کے قوانین میں کوئی ایسی شق نہیں ہے جس کے تحت کسی بھی سٹاف نرس کو مذکورہ الاؤنس دیا جائے۔ کیونکہ کئی ہسپتالوں کو 1998 میں خودمختار کر دیا گیا تھا، جس میں ان کو اختیار تھا کہ وہ اپنی آمدن کے مطابق بجٹ بنائے اور خرچ کریں۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*5006 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک سرگنگارام ہسپتال لاہور، میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم جنوری 2002 کے بعد جن افراد کو گنگارام ہسپتال لاہور میں بھرتی کیا گیا ہے اس کی مکمل تفصیل لسٹ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ گورنمنٹ پالیسی کے مطابق بنایا گیا ہے اور تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا، تمام ڈاکٹرز اور درجہ چہارم کی میرٹ لسٹ (B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افراد کی لسٹ (C) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی کا باقاعدہ اشتہار روزنامہ ''پاکستان'' اور ''نوائے وقت'' میں دیا گیا ہے جس کی کاپی (D) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) تمام افراد کو گورنمنٹ رولز اور میرٹ کے مطابق بھرتی کیا گیا ہے کسی کو نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*5007 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور، میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج مورخہ 04-06-28 تک جن افراد کو ایمرجنسی طور پر نظریہ ضرورت کے تحت مریضوں کی بہتری اور ہسپتال کا انتظام بہتر طور پر چلانے کے لئے خالصتاً کنٹریکٹ پر بھرتی کیا گیا تھا اور وہ کام کر رہے ہیں ان کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور کی خود مختاری 1999 میں ہونے کے بعد کچھ ملازم ٹرانسفر ہو گئے کچھ ریٹائرڈ ہو گئے اور کچھ فوت ہونے کی وجہ سے عملہ کم ہو گیا تھا اس لئے حصہ (الف) میں بیان کئے گئے افراد کو کنٹریکٹ کی حیثیت میں ایک مخصوص مدت کے لئے بطور ایمرجنسی اور منظور شدہ کمیٹی (ڈیپارٹمنٹل سلیکشن / پروموشن کمیٹی) کے ذریعے عارضی طور پر بھرتی کیا گیا تھا جن میں زیادہ تر عملہ صفائی کے کام کے لئے تھا۔ یعنی سویپرز کو بھرتی کیا گیا تھا جن کے لئے گورنمنٹ کی طرف سے کوئی خاص قوانین نہ بنائے گئے تھے اور نہ فنڈنس درکار تھی۔

(ج) ڈیپارٹمنٹل سلیکشن / پروموشن کمیٹی میں شامل افراد کے نام وغیرہ درجہ ذیل ہیں۔

نام	گریڈ	عہدہ	موجودہ تعیناتی
1۔ پروفیسر ڈاکٹر احمد وسیم (یوسف (چیئرمین)	20	پروفیسر گائنی / اوبس	انچارج یونٹ II ولنگڈن ہسپتال لاہور
2۔ ڈاکٹر سر شاد احمد ممبر	20	میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور
3۔ محمد جعفر سلیم ممبر	19	ایڈیشنل میڈیکل سپرنٹنڈنٹ	کوٹ خواجہ سعید ہسپتال لاہور
4۔ محمد شریف ممبر	17	سٹیٹسٹیکل آفیسر	لیڈی ولنگڈن ہسپتال لاہور
5۔ حاجی محمد اقبال	16	آفس سپرنٹنڈنٹ	گورنمنٹ سروس سے ریٹائرڈ ہو گئے ہیں۔

(د) چونکہ مریضوں اور پبلک کے مفاد میں ادارے کو چلانے کے لئے ایمرجنسی طور پر عارضی بندوبست کیا گیا جس کے لئے کسی تشہیر کی ضرورت نہ محسوس کی گئی تھی۔

(ہ) کسی بھی امیدوار کے ساتھ بھرتی طریق کار میں کسی قسم کی کوئی رعایت نہ کی گئی تھی اس لئے کہ اس بھرتی میں زیادہ تر وارڈ کلینز (سویپرز) کو بھرتی کیا گیا تھا۔

پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور، 2002 تا حال، بھرتی کی تفصیل

*5012 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک پنجاب انسٹیٹیوٹ آف کارڈیالوجی لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی حکومت پنجاب لاہور کے مطابق کی گئی لیٹر نمبر ایس او آر 2111-1/94 مورخہ 23۔فروری 1994 کا پی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کمیٹی برائے تعیناتی گریڈ ایک تا 16 میاں شوکت محمود ممبر بورڈ آف گورنرز (چیئر مین)

میڈیکل سپرنٹنڈنٹ پی آئی سی لاہور BS-20 (ممبر)

ڈپٹی چیف نرسنگ سپرنٹنڈنٹ BS-19 (ممبر)

(د) روزنامہ ”نوائے وقت“ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) کوئی نہیں۔

ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی، ایم ایس، اے ایم ایس اور ڈی۔ایم۔ایس کی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیلات

*5013 لالہ شکیل الرحمن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ہولی فیملی ہسپتال راولپنڈی میں ایم۔ایس، ایڈیشنل ایم۔ایس اور ڈپٹی ایم۔ایس کی منظور شدہ اور پر شدہ اسامیوں کی تعداد اور ان پر کام کرنے والے ڈاکٹرز کے نام، عہدہ،

گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کو قواعد میں نرمی کر کے ان عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے نیز قواعد میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے جن ملازمین کے خلاف محکمانہ اور قانونی کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے ملازمین عرصہ تین سال سے ایک ہی جگہ پر کن وجوہات کی بناء پر کام کر رہے ہیں؟

(ہ) ان ملازمین کو سال 2002 سے آج تک تنخواہوں اور ٹی۔اے، ڈی۔اے کی مدوں میں جو ادائیگی کی گئی ہے اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف)

	منظور شدہ اسامیاں	پر شدہ اسامیاں
ایم ایس	1	1
ایڈیشنل ایم ایس	6	5
ڈپٹی ایم ایس	8	6

مندرجہ ذیل افسران بطور ایم ایس، ایڈیشنل ایم ایس اور ڈپٹی ایم ایس ہولی فیملی ہسپتال میں کام کر رہے ہیں:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	تجربہ
1۔	ڈاکٹر محمد حسین بلوچ	ایم ایس	20	ایم بی بی ایس، ڈی پی ایچ، ایم سی پی ایس (سی ایم)	15 سالہ
2۔	ڈاکٹر عقیلہ اشرف	اے ایم ایس	20	ایم بی بی ایس	11 سالہ
3۔	ڈاکٹر الطاف رسول	اے ایم ایس	19	ایم بی بی ایس، ایم ایس سی (میڈیکل ایڈمنسٹریشن)	10 سالہ
4۔	ڈاکٹر شمس الرحمن	اے ایم ایس	19	ایم بی بی ایس	12 سالہ
5۔	ڈاکٹر ارشد علی صابر	اے ایم ایس	18	ایم بی بی ایس، ڈی ٹی سی ڈی، ڈی پی ایچ	11 سالہ
6۔	ڈاکٹر خالد مسعود	اے ایم ایس	18	ایم بی بی ایس، ڈی پی ایچ	12 سالہ
7۔	ڈاکٹر ناصر محمود	ڈی ایم ایس	18	ایم بی بی ایس، ایم پی ایچ	6 سالہ
8۔	ڈاکٹر ہارون الرشید	ڈی ایم ایس	18	ایم بی بی ایس، ایم پی ایچ	6 سالہ
9۔	ڈاکٹر ملک پرویز افضل	ڈی ایم ایس	17	ایم بی بی ایس، ایم پی ایچ	8 سالہ

10۔	ڈاکٹر طارق سہیل اختر	ڈی ایم ایس	17	ایم بی بی ایس	7 سالہ
11۔	ڈاکٹر اطہر حسین	ڈی ایم ایس	17	ایم بی بی ایس، ایم پی ایچ	1 سالہ
12۔	ڈاکٹر تنویر اختر	ڈی ایم ایس	17	ایم بی بی ایس، ایم پی ایچ	1 سالہ

(ب) تین اے ایم ایس اور چار ڈی ایم ایس صاحبان کی تعیناتی کے سلسلے میں قواعد وضوابط میں نرمی کی گئی ہے، اس کی وجہ مقرر کردہ انتظامی قواعد کے حامل ڈاکٹروں کی عمومی کمی اور ان افسران کی سنیارٹی، اعلیٰ انتظامی صلاحیتوں، مہارت اور تجربہ کے باعث تعینات کیا گیا ہے۔

(ج) ان انتظامی افسران کے خلاف کوئی بھی محکمانہ اور قانونی کارروائی نہیں ہو رہی ہے۔

(د) پانچ اے ایم ایس اور دو ڈی ایم ایس تین سال سے زیادہ عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔ اس کی وجہ 1998 سے بطور خود مختار ادارہ ہونے کی وجہ سے چیف ایگزیکٹو، پرنسپل ایگزیکٹو آفیسر، بورڈ آف گورنرز اور بورڈ آف مینجمنٹ نے ان افسران کی تسلی بخش اور عمدہ کارکردگی کی بناء پر اور کوئی شکایت نہ ہونے کی بناء پر ان کو تبدیل نہ کیا گیا ہے اور یہ افسران اپنی ذمہ داریاں نہایت ہی احسن طریقے سے سرانجام دے رہے ہیں۔

(ہ) ان افسران کو تنخواہ اور ٹی اے، ڈی اے کی مد میں 8180941.33 روپے اور 48718.00 روپے 2002 سے لے کر 31-07-05 تک ادا کئے گئے ہیں جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ، سرکاری رہائش گاہوں اور رہائشی ڈاکٹرز کی تفصیلات

*5036 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سردار بیگم ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں ان رہائش گاہوں میں جو افسران رہائش پذیر ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ کتنے عرصہ سے رہائش پذیر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر اکثر ڈاکٹر لمبی استحقاقیہ رخصت پر ہیں مگر اس کے باوجود ان سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثریت ان ڈاکٹرز کی ہے جو اس ہسپتال کے بالکل سامنے پرائیویٹ کلینک عرصہ دراز سے چلا رہے ہیں مگر اس کے باوجود وہ سرکاری رہائش گاہوں پر قابض ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے ڈاکٹرز سے یہ سرکاری رہائش گاہیں خالی کروا کر اس ہسپتال میں حاضر سروس اور ڈیوٹی دینے والے ڈاکٹرز کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سردار بیگم ہسپتال میں ڈاکٹرز کی دو رہائش گاہیں ہیں ان میں جو افسران رہائش پذیر ہیں مندرجہ ذیل ہیں:۔

نام	عہدہ	گریڈ	عرصہ تعیناتی
1۔ڈاکٹر زیب النساء	گائناکالوجسٹ	18	14-05-98
2۔ڈاکٹر طلعت یعقوب	انیستھیٹسٹ	18	11-05-94

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ بھی درست نہ ہے۔

(د) جز(ب)اور جز(ج) کی روشنی میں یہ سوال غیر متعلقہ ہے۔

علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ، سرکاری رہائش گاہوں اور رہائشی ڈاکٹرز کی تفصیلات

*5037جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں، ان رہائش گاہوں میں جو افسران رہائش پذیر ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے نیز یہ کتنے عرصہ سے رہائش پذیر ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر اکثر ڈاکٹر لمبی استحقاقیہ رخصت پر ہیں مگر اس کے باوجود ان سرکاری رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں اکثریت ان ڈاکٹرز کی ہے جو اس ہسپتال کے بالکل سامنے پرائیویٹ کلینک عرصہ دراز سے چلا رہے ہیں مگر اس کے باوجود وہ سرکاری

رہائش گاہوں پر قابض ہیں؟

(د) کیا حکومت ایسے ڈاکٹر سے یہ سرکاری رہائش گاہیں خالی کروا کر اس ہسپتال میں حاضر سروس اور ڈیوٹی دینے والے ڈاکٹرز کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ میں ڈاکٹرز کی کل 15 رہائشیں ہیں:۔

نام ڈاکٹر	عہدہ	گریڈ	جگہ تعیناتی
1۔ڈاکٹر شمشاد احمد گل	ماہر نفسیات	18	علامہ اقبال میموریل ہسپتال سیالکوٹ
2۔ڈاکٹر اعجاز احمد چٹھہ	سرجن	19	۔ایضاً۔
3۔ڈاکٹر سید توقیر حسین	ماہر امراض بے ہوشی	18	۔ایضاً۔
4۔ڈاکٹر کلیم الدین ملک	میڈیکل اسپیشلسٹ	18	۔ایضاً۔
5۔ڈاکٹر میاں اظہر	آرتھوپیڈک سرجن	18	۔ایضاً۔
6۔ڈاکٹر راجہ مسعود صادق	نیورو سرجن	18	۔ایضاً۔
7۔ڈاکٹر عرفانہ ملک	گائناکالوجسٹ	18	۔ایضاً۔
8۔ڈاکٹر جاوید ریاض قریشی	ای این ٹی اسپیشلسٹ	18	۔ایضاً۔
9۔ڈاکٹر محمد شفیق	ریڈیالوجسٹ	18	۔ایضاً۔
10۔ڈاکٹر ساجد حسین	سرجن	18	۔ایضاً۔
11۔ڈاکٹر سعید رازی	ای این ٹی اسپیشلسٹ	18	(سردار بیگم ہسپتال)
12۔ڈاکٹر ظفر اقبال گھمن	پتھالوجسٹ	18	A.I.M.H.BLK
13۔ڈاکٹر صالح محمد	میڈیکل اسپیشلسٹ		(سردار بیگم ہسپتال)
14۔ڈاکٹر سید محمد فردوس	(EX M.S)	20	Lahore(OSD)
15۔ڈاکٹر سہیل طفیل	کارڈیالوجسٹ	18	A.I.M. Hospital

(ب) ان رہائش گاہوں میں رہائش پذیر ڈاکٹرز لمبی رخصت پر نہ ہیں۔ صرف ایک ڈاکٹر سہیل طفیل کارڈیالوجسٹ ڈیوٹی سے لمبے عرصے سے غیر حاضر ہے جس کی اطلاع محکمہ کو دے دی گئی ہے۔ بذریعہ چٹھی نمبر 421/AIMH مورخہ 04-01-20 اور چٹھی نمبر 1523/AIM مورخہ 04-03-17 اور اس کو رہائش خالی کرنے کا نوٹس بھی دے دیا گیا ہے اور وہ رہائش ڈاکٹر خرم شہزاد ڈینٹل سرجن کو بذریعہ چٹھی نمبر 1956-57/AIMH مورخہ 04-04-01 الاٹ بھی کر دی گئی ہے۔

(ج) رہائش پذیر ڈاکٹرز میں سے مندرجہ ذیل ڈاکٹرز پرائیویٹ کلینک پر ہسپتال اوقات کے بعد پریکٹس کرتے ہیں:۔

1۔ڈاکٹر جاوید ریاض قریشی	ای این ٹی اسپیشلسٹ	A I M H
2۔ڈاکٹر راجہ مسعود صادق	نیورو سرجن	۔ایضاً۔
3۔ڈاکٹر ظفر اقبال گھمن	پیتھالوجسٹ	۔ایضاً۔
4۔ڈاکٹر میاں محمد اظہر	آرتھوپیڈک سرجن	۔ایضاً۔
5۔ڈاکٹر ساجد حسین	سرجن	۔ایضاً۔
6۔ڈاکٹر سعید رازی	ای این ٹی اسپیشلسٹ	(سردار بیگم ہسپتال)
7۔ڈاکٹر سہیل طفیل	کارڈیالوجسٹ	A.I.M.H
8۔ڈاکٹر صالح محمد	میڈیکل اسپیشلسٹ	(سردار بیگم ہسپتال)
9۔ڈاکٹر شمشاد احمد گل	ماہر نفسیات	A.I.M.H
10۔ڈاکٹر عرفانہ ملک	گائناکالوجسٹ	۔ایضاً۔

(د) ڈاکٹر سہیل طفیل کارڈیالوجسٹ کو گھر خالی کرنے کا نوٹس دے دیا گیا ہے اور وہ رہائش ڈاکٹر خرم شہزاد ڈینٹل سرجن کو الاٹ بھی کی جا چکی ہے اور ڈاکٹر سید محمد فردوس صاحب Ex MS سول سیکرٹریٹ OSD ہیں اور وہ تنخواہ اسی ہسپتال سے لے رہے ہیں اور یہیں رہائش پذیر ہیں۔ اس کے علاوہ تمام ڈاکٹرز حاضر سروس ہیں اور سرکاری ہسپتالوں میں ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں اس لئے ان سے یہ رہائش گاہیں خالی نہ کروائی جاسکتی ہیں۔

ضلع راولپنڈی میں منشیات زدہ افراد کے علاج کے لئے ہسپتال کا قیام

*5083 جناب محمد وقاص: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا ضلع راولپنڈی میں منشیات کا شکار خصوصاً ہیروئن زدہ لوگوں کے علاج کے لئے ہسپتال ہے؟

(ب) اگر نہ ہے تو حکومت کب تک ایسا ہسپتال قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) ضلع راولپنڈی میں منشیات کا شکار خصوصاً ہیروئن زدہ مریضوں کے لئے ہسپتال نہ ہے مگر ضلع راولپنڈی میں واقع راولپنڈی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال اور راولپنڈی جنرل

ہسپتال میں منشیات کا شکار خصوصاً ہیروئن زدہ لوگوں کے علاج کے لئے سہولیات موجود ہیں۔

(ب) راولپنڈی ضلع میں منشیات کا شکار خصوصاً ہیروئن زدہ لوگوں کے علاج کے لئے علیحدہ ہسپتال کی ضرورت ہے اور اس کی تعمیر جلد ہونی چاہئے۔ جس کا منصوبہ زیر غور ہے۔

محکمہ صحت، ادویات کی خرید کا طریق کار اور سٹوریج کی سہولیات کی تفصیل

*5182 ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ صحت میں ادویات کی خرید کا کیا طریق کار ہے؟

(ب) کیا ہر ضلع میں ادویات کی سٹوریج کے لئے ائر کنڈیشنڈ سٹورز موجود ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) خرید ادویات کا طریق کار مندرجہ ذیل ہے:۔

1۔ ڈاکٹر انچارج صاحبان سے ڈیمانڈ ادویات لی جاتی ہے۔

2۔ اخبار میں محکمہ تعلقات عامہ کے ذریعہ اشتہار برائے خرید ادویات دیا جاتا ہے۔

3۔ ٹینڈر مینوفیکچر فرموں و درآمد کنندگان و مجاز نمائندگان سے طلب کئے جاتے ہیں۔

4۔ محکمہ صحت سے پری کوالیفیکیشن ہونا ضروری ہے۔

5۔ فہرست تقابلی مرتب کی جاتی ہے۔

6۔ سب سے کم ریٹس دینے والی فرموں کو پرچیز کمیٹی کی منظوری کے بعد سپلائی آرڈرز دیئے جاتے ہیں۔

7۔ ڈرگ ٹیسٹنگ لیبارٹری کی رپورٹ موصول ہونے کے بعد بذریعہ بنک ڈرافٹ پیمنٹ کی جاتی ہے۔

(ب) ضلع میں ادویات کی سٹوریج کے لئے ائر کنڈیشنز سٹورز موجود نہ ہیں۔

محکمہ صحت، وہاڑی، بھرتی کی تفصیلات

*5204 جناب خالد محمود چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا محکمہ صحت ضلع وہاڑی میں محکمہ نے بھرتیاں مکمل کر لی ہیں؟
(ب) کیا کل خالی اسامیاں پُر کی گئی ہیں اور جن اسامیوں پر بھرتی کی گئی ہے ان کی تعداد بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

(الف) محکمہ صحت ضلع وہاڑی میں پیرا میڈیکل سٹاف کی تمام خالی اسامیاں جن کی گورنمنٹ نے اجازت دی تھی پُر کر لی گئی ہیں جبکہ درجہ چہارم کی 47 خالی اسامیوں پر بھرتیاں تکمیل کے مراحل میں ہیں۔
(ب) ۔ایضاً۔ گیارہ پیرا میڈیکل سٹاف کی اسامیاں پُر کی گئی ہیں۔

وہاڑی، ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے فری کیمپس کا قیام

*5205 جناب خالد محمود چوہان: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا ضلع وہاڑی میں محکمہ صحت نے ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے ہنگامی طور پر غریب لوگوں کو ٹیکہ جات کی فراہمی کی ہے یا کوئی ایسا کیمپ لگایا ہے جہاں پر عام لوگوں کو فری ہیپاٹائٹس کے ٹیکے لگائے گئے ہوں اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر صحت:

دوران سال 06-2005 ضلع وہاڑی میں محکمہ صحت میں ہیپاٹائٹس کی روک تھام کے لئے مبلغ -/2500000 روپے مختص کئے گئے جس میں سے مبلغ -/2498432 روپے کی ویکسین خریدی گئی جو کہ تمام رورل ہیلتھ سنٹرز، ڈی ایچ کیو اور ٹی ایچ کیو ہسپتالوں میں تقسیم کر دی گئی ہے، جہاں یہ ویکسین ضلع بھر کی غریب عوام کو مفت فراہم کی جارہی ہے۔

سال 07-2006 کے لئے بھی ضلعی حکومت وہاڑی نے ہیپاٹائٹس ویکسین کے لئے -/2500000 روپے مختص کئے ہیں۔

ڈی جی خان، سخی سرور سول ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز کی تعیناتی کا مسئلہ

*5247 محترمہ شہناز سلیم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سخی سرور ڈی۔جی خان میں سول ہسپتال کب تعمیر ہوا، گزشتہ دو سال میں کتنے مریضوں کا علاج کیا گیا۔ کتنے مریضوں کو مفت ادویات دی گئیں تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) مذکورہ ہسپتال میں کتنے ڈاکٹرز، لیڈی ڈاکٹرز اور پیرا میڈیکل سٹاف ہے اور کتنے عرصہ سے تعینات ہے ان کے نام، پتے اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ میڈیکل آفیسرز (زنانہ و مردانہ) کی اسامیاں عرصہ دراز سے خالی ہیں جو محکمہ کے اعلیٰ افسران کی ملی بھگت سے پُر نہیں کی جا رہیں؟

(د) کیا حکومت مذکورہ ہسپتال میں میڈیکل آفیسرز (زنانہ و مردانہ) تعینات کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سخی سرور ڈی جی خان سول ہسپتال 1985 میں تعمیر ہوا گزشتہ دو سال میں جتنے مریضوں کا علاج کیا گیا کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

سال 2004، 2256 اور سال 2005، 5738 کل مریضوں کی تعداد 7994 مریضوں کو مفت ادویات فراہم کی گئیں۔

(ب) سخی سرور سول ہسپتال میں منظور شدہ سٹاف کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

1۔ لیڈی ڈاکٹر　　2۔ لیڈی ہیلتھ وزیٹر
3۔ دوڈسپنسر　　4۔ مڈوائف
5۔ لیب اسسٹنٹ　　6۔ وارڈ سرونٹ
7۔ سویپر　　8۔ چوکیدار

مذکورہ ہسپتال میں سٹاف کی تعیناتی نام و پتا جات اور عرصہ تعیناتی کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام مع عہدہ	بنیادی سکیل	پتا	تاریخ تعیناتی	عرصہ تعیناتی
1۔	ڈاکٹر غلام عابد حسین میڈیکل آفیسر (کنٹریکٹ)	17	چوٹی زیریں نواں شمالی ڈی جی خان	11-10-05	11 ماہ
2۔	ڈاکٹر نادیہ خان کھوسہ (کنٹریکٹ)	17	2۔بی ہائی وے کالونی نزد کالج چوک ڈی جی خان	22-10-05	10 ماہ
3۔	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	9	گزشتہ 9 ماہ سے خالی ہے۔		
4۔	غلام سرور ڈسپنسر ریگولر	6	نزد شیل پٹرول پمپ جام پور	22-10-05	10 ماہ

5-	عزیزالٰہی ڈسپنسر ریگولر	6	سخی سرور روڈ ڈی جی خان	04-10-04	2 سال
6-	خلیل احمد لیبارٹری اسسٹنٹ	5	پیر قتال روڈ ڈی جی خان	07-02-2000	6 سال 1 ماہ

(ج) سخی سرور ہسپتال میں ایک میڈیکل آفیسر اور ایک وومن میڈیکل آفیسر زکنٹریکٹ پر تعینات ہیں، محکمہ صحت کے افسران کی مکمل کوشش رہی ہے کہ سول ہسپتال کنٹریکٹ کی بنیاد پر تعیناتی کی جارہی ہے تاکہ علاقہ کے لوگ مستفید ہو سکیں۔

(د) سول ہسپتال سخی سرور میں پہلے سے میڈیکل آفیسر زنانہ، مردانہ تعینات ہیں۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد، ایکسرے مشینز سے متعلقہ تفصیلات

*5253: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کتنی ایکسرے مشینز ہیں؟

(ب) یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟

(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے، نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟

(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں، فی مریض کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ز) ان کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) الائیڈ ہسپتال میں چھ عدد ایکسرے مشینیں ہیں۔

(ب) تفصیلی جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ پانچ مشینیں 1987 میں جاپان سے donation میں ملی تھیں ایک مشین 2005 میں 68800 امریکن ڈالر میں خریدی گئی۔

(ج) اس کا جواب ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ آج تک مبلغ آٹھ لاکھ اکتیس ہزار روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(د) ان چھ میں سے چار مشینیں چالو حالت میں ہیں جبکہ دو مشینیں خراب ہیں۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مشینوں کی مرمت کے لئے ایک لاکھ اسی ہزار روپے خرچ ہوں گے اور ایک ماہ کا عرصہ درکار ہو گا۔

(و) ان ایکسرے مشینوں پر اوسطاً روزانہ 400 مریضوں کے ایکسرے ہوتے ہیں، تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ایکسرے کی فیس مبلغ -/50 روپے ہے۔

(ز) ریڈیو گرافر، ایکسرے مشین اسسٹنٹ اور ایکسرے مشین آپریٹر کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں سی ٹی سکین مشینز سے متعلقہ تفصیلات

*5254 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں کتنی سی۔ٹی سکین مشینز ہیں؟

(ب) یہ کب کتنی لاگت سے خرید کی گئی تھیں؟

(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے آج تک کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے؟

(د) ان میں سے کتنی چالو اور کتنی کب سے خراب ہیں؟

(ہ) خراب مشینوں کی مرمت کے لئے کتنی رقم درکار ہے، نیز کب تک ان کو چالو کر دیا جائے گا؟

(و) ان سے روزانہ کتنے مریض مستفید ہوتے ہیں۔ فی مریض کتنی فیس وصول کی جاتی ہے؟

(ز) ان کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صحت:

(الف) دو عدد سی ٹی سکین مشینز الائیڈ ہسپتال فیصل آباد میں ہیں۔

(ب) ایک مشین 87-1986 میں اور دوسری 1993 میں دونوں مشینز جاپانی گرانٹ اسسٹنس کے تحت ہسپتال کو دی گئیں۔

(ج) ان کی مرمت پر سال 2000 سے 2005 تک کل -/65,75,130 روپے خرچ ہو چکے ہیں۔

(د) اس وقت ایک مشین (1986 والی) خراب اور ایک چالو حالت میں ہے۔

(ہ) ایک مشین کی مرمت متعلقہ فرم سے کروادی گئی ہے، رقم کی تفصیل جز (ج) میں درج ہے جبکہ دوسری مشین اپنی لائف پوری / کنڈم ہو چکی ہے۔

(و) روزانہ اوسطاً 25 مریض مستفید ہوتے ہیں۔

فیس برائے سی ٹی سکین اس طرح ہے:۔

1۔ 10 فیصد مریض فری کئے جاتے ہیں۔
2۔ میڈیکل کالج و الائیڈ ہسپتال اور کالج آف پیرا میڈیکل کے ملازمین کا سی ٹی سکین فری کیا جاتا ہے۔
3۔ ہسپتال میں داخل مریضوں کی فیس برائے سکین ایک ہزار روپے ہے۔
4۔ دوسرے گورنمنٹ اداروں کے ملازمین کے لئے فیس -/500 روپے ہے۔
5۔ فیس برائے ری سکین -/350 روپے ہے۔
6۔ پرائیویٹ ہسپتالوں کے مریض اور او پی ڈی مریض کی فیس -/1500 روپے ہے۔
7۔ سی ٹی سکین پیٹ و سینہ -/2000 روپے ہے۔

(ز) مشین کو آپریٹ کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

مارننگ شفٹ، محمد عارف، ٹیکنیشن گریڈ 12، محمد احمد ایکسرے اسسٹنٹ گریڈ 5،
ایوننگ شفٹ، عبدالرشید ریڈیو گرافر گریڈ 6، محمد سرور ایکسرے اسسٹنٹ گریڈ 6
نائٹ شفٹ، محمد شفیق ایکسرے اپریٹر گریڈ 6
ولی محمد ریڈیو گرافر گریڈ 6

ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان، وارڈز، بیڈز اور شعبہ جات کی تفصیل

*5349 انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈی ایچ کیو ہسپتال رحیم یار خان کب تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) اب یہ ہسپتال کتنے بیڈ پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کتنے وارڈ ہیں؟

(د) اس میں کون کون سے امراض کے وارڈز ہیں؟

(ہ) ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(و) حکومت اس ہسپتال میں کون کون سے وارڈ کا مزید اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) ان وارڈوں میں کن کن امراض کا علاج کیا جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) 1952 2-شیخ زید ہسپتال 1986

(ب) 650 بیڈز

(ج) 17 وارڈز

(د)

1-	میڈیکل 2	II-	ای این ٹی 1
III-	یورالوجی 1	IV-	آئی 1
V-	سکائٹری 1	VI-	ہڈی جوڑ 1
VII-	سی سی یو/کارڈیالوجی 1	VIII-	امراض سینہ وتپ دق 1
IX-	چلڈرن 1	X-	گائنی/لیبر روم 1
XI-	سرجری 1	XII-	نیورو سرجری 2
XIII-	ایمرجنسی 1	XIV-	پی پی/وی آئی بلاک 1

(ہ)

نام وارڈ	تعداد بیڈ
1-میڈیکل	84
II-ای این ٹی	20
III-یورالوجی	26
IV-آئی	30
V-سکائٹری	26
VI-ہڈی جوڑ	40
VII-سی سی یو/کارڈیالوجی	36
VIII-امراض سینہ وتپ دق	36
IX-چلڈرن	60
X-گائنی/لیبر روم	62
XI-سرجری	86
XII-نیورو سرجری	48

XIII-ایمرجنسی 30
XIV-پی پی/وی آئی بلاک 66

(و) 16مزید وارڈز کا اضافہ کرنے کا ارادہ ہے۔

(ز)

i. Infectious Diseases
ii. Diseases of Heart and Blood vessel.
iii. Diseases of Nervous system.
v. Diseases needing surgery
v. Diseases of liver & intestines.
vi. Diseases of chest.
vii. Diseases of bones & Joints.
viii. Diseases of women.
ix. Diseases of children.
x. Diseases of skin.
xi. Psychiatric Diseases.
xii. Diseases of kidney & urinary bladder.
xiii. Diseases needing brain surgery.
xiv. Diseases needing cardiac surgery.
xv. Oncology ward.
xvi. Radiotherapy ward.

یہ اضافی وارڈ اس لئے ضروری ہیں کیونکہ میڈیکل کالج میں اگر100 طالبعلم ہر سال داخل کئے جائیں تو ہر50 طالب علموں کے لئے ایک وارڈ چاہئے اور100 طالب علموں کے لئے دو وارڈ ہر شعبہ کے چاہئیں۔

پی پی-239 رحیم یار خان کے ہسپتالوں میں منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل

*5350: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-293 رحیم یار خان میں قائم ہسپتالوں، آر ایچ سنٹرز اور بی ایچ یوز کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، تفصیل علیحدہ علیحدہ سنٹر وار فراہم کی جائے؟

(د) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا اس حلقہ کی تمام یونین کونسلز میں ہیلتھ سنٹر قائم کئے جا رہے ہیں؟

(و) جن یونین کونسلز میں ابھی تک ہیلتھ سنٹر نہ ہیں، حکومت کب تک، ان یونین کونسلز میں ہیلتھ سنٹر قائم کرے گی؟

وزیر صحت:

(الف) پی پی-293 رحیم یار خان میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم ہے جو کہ بستی خیر پور کھڈالی یونین کونسل امین گڑھ میں موجود ہے۔

(ب) بنیادی مرکز صحت خیر پور کھڈالی میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہے۔

(ج) کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(د) ہر ایک بنیادی مرکز صحت پر درج ذیل پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہیں۔

1-	میڈیکل ٹیکنیشن	1 عدد
2-	ڈسپنسر	1 عدد
3-	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1 عدد
4-	دائی	1 عدد

(ہ،و) حلقہ پی پی-293 میں کوئی ایسی یونین کونسل نہیں جہاں ہیلتھ سنٹر موجود نہ ہو۔

پی پی-297، ضلع رحیم یار خان، میں قائم ہسپتالوں، منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیلات

*5353: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-297 رحیم یار خان میں قائم ہسپتالوں، آر-ایچ-سنٹرز اور بی ایچ یوز کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں کتنے ڈاکٹرز کام کر رہے ہیں؟

(ج) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں ڈاکٹرز کی کتنی اسامیاں خالی ہیں، تفصیل علیحدہ علیحدہ سنٹر وار فراہم کی جائے؟

(د) ان ہسپتالوں اور سنٹروں میں پیرا میڈیکل سٹاف کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا اس حلقہ کی تمام یونین کونسلز میں ہیلتھ سنٹر کام کر رہے ہیں؟

(و) جن یونین کونسلز میں ابھی تک ہیلتھ سنٹر نہ ہیں، حکومت کب تک ان یونین کونسل میں ہیلتھ سنٹر قائم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر صحت:

(الف) پی پی-297 رحیم یار خان میں ایک بنیادی مرکز صحت قائم ہے جو کہ بستی خیر پور کھڈالی یونین کونسل امین گڑھ میں موجود ہے۔

(ب) بنیادی مرکز صحت خیر پور کھڈالی میں ایک میڈیکل آفیسر تعینات ہے۔

(ج) کوئی سیٹ خالی نہ ہے۔

(د) ہر ایک بنیادی مرکز صحت پر درج ذیل پیرا میڈیکل سٹاف موجود ہیں۔

1-	میڈیکل ٹیکنیشن	1 عدد
2-	ڈسپنسر	1 عدد
3-	لیڈی ہیلتھ وزیٹر	1 عدد
4-	دائی	1 عدد

(ہ، و) حلقہ پی پی-293 میں کوئی ایسی یونین کونسل نہیں جہاں ہیلتھ سنٹر موجود نہ ہو۔

ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد سے متعلقہ تفصیلات

*5354: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد کب تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) اب یہ ہسپتال کتنے بیڈ پر مشتمل ہے؟

(ج) اس میں کتنے وارڈز ہیں؟

(د) اس میں کون کون سی امراض کے وارڈز ہیں؟

(ہ) ہر وارڈ کتنے بیڈز پر مشتمل ہے؟

(و) حکومت اس ہسپتال میں کون کون سے وارڈ کا مزید اضافہ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ز) ان وارڈوں میں کن کن امراض کا علاج کیا جائے گا؟

وزیر صحت:

(الف) ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد سال 1952 میں تعمیر کیا گیا۔

(ب) ٹی ایچ کیو ہسپتال صادق آباد 80 بیڈز پر مشتمل ہے۔

(ج) اس میں کل چار وارڈز ہیں۔

(د) اس میں جنرل وارڈ، جنرل سرجیکل وارڈ، چلڈرن وارڈ اور گائنی وارڈ ہے۔

(ہ) وارڈز میں درج ذیل بیڈز ہیں (مردانہ 30)(زنانہ 30)(ایمرجنسی مردانہ 10)(گائنی ایمرجنسی زنانہ 10)

(و) گائنی وارڈ کا قیام

(ز) زچہ وبچہ کی نگہداشت اور علاج معالجہ کی سہولیات۔

سرگنگارام ہسپتال لاہور، بورڈ آف گورنرز کی عمارت کی تعمیر اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*5357 **جناب محمد آجاسم شریف:** کیا وزیر صحت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سرگنگارام ہسپتال لاہور کے ایمرجنسی وارڈ (مزنگ بلاک) کے احاطے میں بورڈ آف گورنرز (ہسپتال) کے لئے خوبصورت عمارت تعمیر کی گئی تھی اس کی منظوری کس اتھارٹی نے دی۔

اگر اخبار میں اشتہار دیا گیا تو تاریخ، کتنے ٹھیکیداروں نے ٹینڈر میں حصہ لیا ان کے نام اور پتے، لاگت تعمیر، کب اور کتنے عرصے میں تعمیر ہوئی اور کتنے رقبہ پر ہوئی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس عمارت کو گرایا جا چکا ہے اس کی کس اتھارٹی نے منظوری دی۔ اگر گرانے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا تو تاریخ و تراشا اخبار، جن ٹھیکیداروں نے ٹینڈرز میں حصہ لیا ان کے نام، پتے، کتنی لاگت میں ٹھیکہ کس فرم کو الاٹ کیا تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اس خوب صورت عمارت کو گرانے کی کیا وجوہات ہیں، اس رقبے کو اب کس مقصد کے لئے استعمال کیا جائے گا مذکورہ منصوبے کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس عمارت کو تعمیر کرنے اور گرانے پر سرکاری خزانے کو لاکھوں کا نقصان پہنچانے والے ذمہ دار افسران /اہلکاران کے خلاف ایکشن لینے اور رقم کی ریکوری کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) سر گنگا رام ہسپتال ایمرجنسی بلاک کے اندر نئی عمارت محکمہ خاندانی منصوبہ بندی نے بنوائی تھی۔ سر گنگا رام ہسپتال نے اس عمارت پر کوئی رقم خرچ نہیں کی ہے۔

(ب)

I- یہ درست ہے کہ اس عمارت کو گرایا جا چکا ہے۔ عمارت گرانے کی منظوری وزیر اعلیٰ پنجاب نے دی تھی۔ بحوالہ چٹھی نمبر ایس او (ڈویلپمنٹ۔1)2004/9-4 مورخہ 04-05-28 کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

II- یہ درست ہے کہ عمارت کو گرانے کا اشتہار اخبار میں دیا گیا تھا۔ روزنامہ "دن" مورخہ 4-05-12

III- بلڈنگ گرانے کے لئے 26 ٹھیکیداران نے حصہ لیا۔ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

IV- بلڈنگ گرانے کا ٹھیکہ میسرز، ناصر محمود کنٹریکٹر کو مبلغ -/125000 روپے کا دیا گیا۔ کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عمارت کو گرا کر اس کی جگہ وزیر اعلیٰ پنجاب کے حکم پر نئی ایمرجنسی کی عمارت مبلغ 23 کروڑ روپے کی لاگت سے نئی ایمرجنسی جو کہ 100 بستروں پر مشتمل ہے تعمیر ہو رہی ہے۔

(د) غیر متعلقہ ہے۔

ایل ایچ وی پاس خواتین کے لئے ملازمت کی فراہمی

*5358 جناب محمد آ جاسم شریف: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ LHV صوبہ میں پاس کرنے والی طالبات کی اکثریت بے روزگار ہے جس کی وجہ سے اس کورس میں داخلہ نہ لینے کا رجحان بڑھ رہا ہے حالانکہ مذکورہ کورس پر حکومت لاکھوں روپے سالانہ خرچ بھی کرتی ہے؟

(ب) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت صوبہ میں زنانہ پیرامیڈیکل سٹاف کی خالی اسامیوں پر بھرتی کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ صوبہ بھر میں LHV کا کورس پاس کرنے والی طالبات کی اکثریت بے روزگار ہے اور نہ ہی LHV کلاس میں داخلہ لینے کا رجحان کم ہوا ہے۔

(ب) اس وقت بنیادی مراکز صحت میں 2456 سیٹیں اور دیہی مراکز صحت میں 295 سیٹیں ہیں۔ پنجاب ہیلتھ سیکٹر ریفارمز پروگرام کے تحت تمام مراکز صحت پر ایک اضافی سیٹ برائے LHV مختص کی جا چکی ہے۔ باقی خالی سیٹوں پر تقرری کے لئے حکومت پنجاب نے متعلقہ E.D.Os کو سیٹیں پُر کرنے کی ہدایات جاری کر دی ہیں۔

شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان، سرکاری ادویات کی چوری اور حکومتی کارروائی کی تفصیل

*5429 چودھری محمد شفیق انور: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کا عملہ ہسپتال سے ادویات چوری کر کے لے جاتے ہوئے رنگے ہاتھوں پکڑا گیا اور ان کے گھروں سے بھی لاکھوں روپے کی چوری شدہ ادویات برآمد ہوئیں جس پر ان کے خلاف مقدمہ درج کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دوران انکوائری ادویات کی چوری میں صرف اہلکاران ہی ملوث نہیں پائے گئے بلکہ افسران اور ڈاکٹرز کی ملی بھگت سے عرصہ دراز سے ادویات چوری ہو رہی تھیں مگر مقدمہ میں صرف چھوٹے اہلکاران کو ہی نامزد کیا گیا جبکہ افسران اور ڈاکٹرز سیاسی اثر ورسوخ کے ذریعے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو رجسٹرڈ مقدمہ میں نامزد ملزمان کی کل تعداد کتنی ہے۔ان کے ناموں کی تفصیل مع سرکاری عہدہ اور ان سے کل کتنی مالیت کی چوری شدہ ادویات برآمد ہوئیں نیز مقدمہ میں اب تک ہونے والی پیشرفت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے اور آیا دوران انکوائری متذکرہ سکینڈل میں ملوث دیگر افسران وڈاکٹرز کے خلاف بھی حکومت کسی قسم کی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر صحت:

(الف) جی ہاں! یہ درست ہے کہ شیخ زید ہسپتال رحیم یار خان کا عملہ ہسپتال سے ادویات چوری کر کے لے جاتا تھا اور ان کے گھروں سے چوری شدہ ادویات برآمد ہوئیں جس پر ان کے خلاف باقاعدہ ایف آئی آر درج کرائی گئی۔ نقل ایف آئی آر (Annex-A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فی الحال یہ درست نہ ہے۔پولیس تفتیش میں مصروف ہے۔دیگر کسی افسر کے خلاف شہادت ملنے پر پولیس حسب ضابطہ کارروائی کرے گی اور محکمانہ کارروائی بھی کی جائے گی۔

(ج) رجسٹرڈ مقدمہ میں نامزد ملزمان کی تعداد 16 ہے اور مبلغ -/88,185 روپے مالیت کی ادویات برآمد ہوئیں۔

1۔ عمران انجم ولد غلام محمد آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
2۔ عمران گورمانی ولد احمد بخش آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
3۔ سرفراز ولد محمد ایوب آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
4۔ جعفر عقیل ولد محمد اشرف آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
5۔ عاصم شہزاد ولد عبدالصبور آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
6۔ ظفر اقبال ولد بشیر احمد آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
7۔ شاہد اسلم ولد محمد اسلم آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
8۔ صابر عباس ولد واحد بخش آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
9۔ زاہد حسین نمبر 1 ولد ولی محمد آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
10۔ سیمسن مختار ولد مختار مسیح آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ
11۔ محمد اجمل ولد خدا بخش آپریشن تھیٹر اٹنڈنٹ

12۔ عبدالحمید ولد غلام محمد وارڈ سرونٹ
13۔ صادق مسیح ولد سردار مسیح ماشکی
14۔ یونس مسیح ولد مختار مسیح سینٹری ورکر
15۔ مشتاق مسیح ولد سردار مسیح سینٹری ورکر
16۔ الیاس مسیح ولد سردار مسیح سینٹری ورکر

ریگولر ملازمین کے خلاف نوکری سے نکالنے کے سپیشل پاور آرڈیننس 2002 کے تحت کارروائی کا آغاز کر دیا گیا ہے اور انکوائری تکمیل کے مراحل میں ہے۔

13 کنٹریکٹ ملازمین مفرور ہیں اور 3 ملازمین ضمانت پر ہیں۔

سرکاری ہسپتالوں میں پارکنگ فیس میں کمی کا مسئلہ

*5482 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جنرل ہسپتال لاہور کی انتظامیہ نے پارکنگ فیس میں کمی کرتے ہوئے کار 5 روپے، موٹر سائیکل 2 روپے اور سائیکل کی پارکنگ فیس ایک روپیہ مقرر کی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ہسپتال کی انتظامیہ نے ایمرجنسی میں آنے والے مریضوں کے لئے پارکنگ فیس بالکل ختم کر دی ہے؟

(ج) اگر جز (الف)، (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت لاہور اور صوبہ کے بڑے شہروں میں سرکاری ہسپتالوں میں عام پارکنگ فیس کم کرنے اور ایمرجنسی کی پارکنگ فیس ختم کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) ہاں! یہ درست ہے۔

(ب) ہاں! یہ درست ہے۔

(ج) صوبہ کے بڑے ہسپتال چونکہ خود مختار ہیں اس لئے ایسے تمام فیصلوں کا اختیار بھی ان کے بورڈ آف مینجمنٹ کے پاس ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈی جی خان، کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کا قیام

*5495۔ محترمہ لبنیٰ ثاقب ملک: کیا وزیر صحت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک سال قبل گورنر پنجاب نے ڈیرہ غازی خان کے اپنے دورے پر ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈیرہ غازی خان میں کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ کے لئے فنڈز دینے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ فنڈز ڈی ایچ کیو یا محکمہ صحت کو مل چکے ہیں، اگر ہاں تو یہ فنڈز کتنے ہیں اور یہ کس کے پاس پڑے ہوئے ہیں؟

(ج) اس فنڈ سے ابھی تک مشینری کیوں خرید نہیں کی گئی ہے؟

(د) کیا حکومت اس فنڈ کو استعمال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صحت:

(الف) درست ہے۔

(ب) ای ڈی او (ہیلتھ) کی رپورٹ کے مطابق گورنر آف پنجاب کے ڈائریکٹو پر مبلغ ایک کروڑ روپے ضلعی حکومت ڈیرہ غازی خان نے دیئے تھے۔

(ج) EDO(H) ڈی جی خان کی رپورٹ کے مطابق اس فنڈ سے کارڈیالوجی ڈیپارٹمنٹ ڈی ایچ کیو ہسپتال ڈی جی خان کی مشینری کی خرید ہو چکی ہے۔

(د) یہ فنڈز جس مقصد کے لئے دیئے گئے تھے اس مقصد کے لئے خرچ ہو چکے ہیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صبح بھی جیو ٹیلی ویژن نے بار بار یہ خبر نشر کی اور قومی پریس میں بھی آیا کہ مہاجر قومی موومنٹ نے کہا کہ پاکستان مسلم لیگ (ق) جماعت نہیں ہے [******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب سے کہیں کہ اس سے ہمارا استحقاق بھی مجروح ہوا ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پنجاب اسمبلی میں دو تہائی سے زیادہ اکثریت ہمارے (ق) کے دوستوں کی ہے۔ ان کو لوٹا کہا گیا ان کا استحقاق مجروح نہیں ہوا، ہمارا استحقاق مجروح ہوا۔[******]

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں اس مسئلے کو ایوان کے اندر رکھنا چاہتا ہوں کہ ایک ایسا شخص جو اس ملک کی سالمیت کے لئے خطرہ ہو اور اس ملک کے دشمن ہندوستان کے ساتھ مل کر اس کی سالمیت کے خلاف باتیں کرتا رہا ہو۔ ایک ایسا شخص جس نے پاکستان کے شہریوں کا قتل عام کیا ہو، ایک ایسا شخص جس نے پاکستان کی ملٹری کے لوگوں کو قتل کیا ہو، پھر وہی شخص جب اپنے دوستوں کے ہاں اپنی زندگی کو محفوظ نہیں سمجھتا تو اس ملک سے بھاگ جاتا ہے، پھر اسی شخص کو ہمارے اس ملک کے وزیر اعظم اور ہمارے اس ملک کے پریذیڈنٹ وہاں جا کر اس کو عزت دیتے ہیں اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ جب وہ ان سے مل کر آتے ہیں تو پھر وہی شخص ان کی جماعت کو گالی دیتا ہے۔

جناب سپیکر: یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ پلیز تشریف رکھیں۔

چودھری اصغر علی گجر: پھر وہی شخص اشتہاری ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! تشریف رکھیں، پلیز تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 39 مہر اشتیاق احمد صاحب کی ہے۔ ان کی جانب یہ application آئی ہے لہذا یہ موشن 10 تاریخ تک pending کی جاتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہمارے دوست ہیں اور خاص کر چودھری ظہیر الدین صاحب بات سن کر بڑی شرمندگی محسوس کر رہے ہیں تو آپ انہیں اس شرمندگی سے نکالیں اور انہیں جواب دینے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! یہ مسلم لیگ کے کندھے پر سر رکھ کر اپنے اپنے دکھ رو کر بیان کر رہے ہیں۔ ان کی اپنی تکالیف ہیں۔ ہم تو یہ اکثر کہتے ہیں کہ وہ سیاسی بیانات ہوتے ہیں ان سے ہم قومی یکجہتی کے ماحول کو خراب نہیں کرنا چاہتے۔ جو کہا جاتا ہے اس کا جواب مناسب طریقے سے مناسب وقت پر دے دیا جائے گا اور دوسرا عباسی صاحب نے جو کہا ہے کہ مسلم لیگ کو کچھ کہنے سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ مجھے اس بات کی خوشی ہے کہ یہ اندر سے ہمارے پاس آ چکے ہیں اب انہوں نے کھل کر بیان کر دیا ہے کہ ان کا استحقاق مجروح ہو گیا ہے اس لئے ہم مناسب وقت پر مناسب جواب دیں گے لیکن اس سے قومی یکجہتی کو کوئی فرق نہیں آئے گا۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! تشریف رکھیں۔ اب ہاؤس کو چلنے دیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری مراد یہ تھی کہ یہ اس بات کی تردید نہیں کریں گے کہ یہ مستند ہیں یا سرکاری ہیں۔ جنرل مشرف کیا کہتا ہے کہ ہم نے ان کو کس طرح بنایا اور یہ اس کی آج بھی تردید نہیں کر رہے۔ یہ بات ٹھیک ہے یا غلط ہے۔ یہ ہمارے ساتھی ہمارے ایوان کا حصہ ہیں اور دو تہائی اکثریت اس پنجاب کے ایوان کی ہے۔[*******]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ تحریک استحقاق نمبر 41، جناب حفیظ اللہ خان صاحب۔ یہ move ہو چکی ہے، اس کا جواب آنا تھا۔

جناب حفیظ اللہ خان: میری اس تحریک استحقاق کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر خزانہ!

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

زرعی ترقیاتی بنک منکیرہ (بھکر) کے ایم سی او اور قائم مقام منیجر کا معزز رکن اسمبلی کے خلاف نازیبا الفاظ کا استعمال

(---جاری)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں نے کل محرک کو درخواست کی تھی کہ اس کو ایک دن کے لئے آگے کر لیں۔ زرعی ترقیاتی بنک نے ان متعلقہ افسران کا تبادلہ بھی کیا ہے اور تحریری طور پر ہمارے معزز رکن سے معافی بھی مانگی ہے لیکن ابھی تک ان کی satisfaction نہیں ہوئی تو میں اس کو oppose نہیں کرتا۔ اگر جناب چاہیں تو اس تحریک کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب سپیکر: میں یہ تحریک in order قرار دیتا ہوں اور مجلس استحقاقات کے سپرد کرتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب تحریک استحقاق نمبر 44 میاں محمد اصغر صاحب کی ہے۔

بہادر نگر فارم (اوکاڑہ) کے ڈائریکٹر کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

میاں محمد اصغر: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ افزائش نسل حیوانات فارم بہادر نگر ضلع اوکاڑہ جو میرے حلقہ انتخاب میں ہے اس ادارے کے سربراہ ڈائریکٹر چودھری رشید نے اپنے ماتحت ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد اسلم کو قاعدہ اور قانون کے تحت جو اختیارات حاصل تھے، کسی قانونی جواز کے بغیر چھین کر اس کے ماتحت آفیسر کو تفویض کر دیئے۔ ڈپٹی ڈائریکٹر میرے پاس آیا تو میں اس کے اس جائز مسئلہ کے حل کے لئے بہادر نگر فارم میں ڈائریکٹر چودھری رشید کے دفتر میں مورخہ 12-اگست 2006 کو گیا اور ان سے ڈپٹی ڈائریکٹر کے اختیارات واپس تفویض کرنے کے بارے میں request کی تو انہوں نے انٹر کام پر ڈپٹی ڈائریکٹر ڈاکٹر محمد اسلم کو میری موجودگی میں اپنے دفتر میں بلوایا۔ جونہی ڈپٹی ڈائریکٹر ان کے کمرہ میں داخل ہوا تو ڈائریکٹر چودھری رشید نے میری موجودگی میں اس کو گالیاں دینا شروع

کر دیں اور اس کو دھمکی دی کہ میں آپ کو سیاسی سفارش کروانے کا مزا چکھاؤں گا اور ملازمت سے برخاست کروا دوں گا۔ میں نے ان کی اس بات پر مداخلت کی اور ان کو کہا کہ آپ میرا کام کرنے کی بجائے میری موجودگی میں ہی ڈپٹی ڈائریکٹر کو گالیاں دے رہے ہیں اور اس کو ملازمت سے برخاست کروانے کی دھمکیاں دے رہے ہیں۔ اس طرح آپ میری توہین کر رہے ہیں۔ اس پر ڈائریکٹر مذکور سیخ پا ہو گئے اور انھوں نے کہا کہ آپ ایم پی اے صاحبان کو مجھ جیسے افسران کے دفتر میں آنے کے آداب کا پتا نہیں۔ آپ لوگ جب چاہتے ہیں ہمارے دفتر میں چلے آتے ہیں اور مجھ جیسے افسران کو ڈسٹرب کرتے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے میرے خلاف اور بھی نازیبا زبان استعمال کی اور مجھے دفتر سے چلے جانے کی دھمکی دی اور کہا کہ جاؤ آپ میرے خلاف جو کرنا چاہتے ہیں کر لیں، میں آپ کا کام نہیں کرتا اور نہ ہی آپ کو ایم پی اے مانتا ہوں۔ ان کے ان نازیبا الفاظ اور ناروا سلوک سے نہ صرف میرا بلکہ اس ایوان کا بھی استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر لائیو سٹاک!

وزیر لائیو سٹاک و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میاں صاحب ہمارے لئے قابل احترام ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ یہ مسئلہ استحقاق کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔ اب تحریک استحقاق نمبر 45 مرزا فرقان علی مغل صاحب کی ہے۔

ای ڈی او (ایجوکیشن) ملتان کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

مرزا فرقان علی مغل: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 22۔اگست 2006 سے حکومت نے محکمہ تعلیم میں تبادلوں پر سے پابندی ہٹائی اور اس سلسلے میں چند ٹیچرز کی سفارش کے لئے مجھے ای ڈی او (ایجوکیشن) ملتان کے دفتر میں جانے کا اتفاق ہوا۔ چیف منسٹر پنجاب کے ڈائریکٹوز کی کاپی بھی میں نے ای ڈی او کو دی

اوران سے کہا کہ مہربانی کرتے ہوئے ان ٹیچرز کو حکومت کی پالیسی کے مطابق قریب کے سکولوں میں تعینات کر دیں۔ انھوں نے کہا کہ آپ دو دن کے بعد آئیں۔ دو دن کے بعد جب میں دوبارہ دفتر گیا تو انھوں نے انتہائی نامناسب رویہ اختیار کیا اور کہا کہ میرے پاس صبح آٹھ بجے سے شام پانچ بجے تک ایم پی ایز قطاریں لگائے بیٹھے رہتے ہیں۔ آپ بھی صبح آٹھ بجے آئیں اور شام تک بیٹھیں رہیں تو پھر دیکھیں گے اور چیف منسٹر کے ڈائریکٹوز کو ہم کیا جانیں۔ یہ میرا اختیار ہے کہ میں ٹرانسفر کروں یا نہ کروں۔ میں نے ان سے بار بار کہا مگر وہ بدتمیزی پر اتر آئے اور ممبران اسمبلی کے متعلق نازیبا کلمات استعمال کئے۔ لہذا ان کے اس رویے سے نہ صرف میرا بلکہ اس مقدس ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن نے جو تحریک استحقاق یہاں پر پیش کی ہے۔ اس کی اطلاع آپ کے سیکرٹریٹ سے کل ہمیں ملی ہے۔ میں نے اس حوالے سے ای ڈی او ملتان کو بلایا ہوا ہے۔ وہ میرے چیمبر میں آئے ہوئے ہیں۔ میں نے ان سے ساری بات چیت پوچھی ہے۔ میں یہ بھی چاہوں گا کہ میں معزز ممبر صاحب سے بھی بات کروں لیکن میری ابھی تک ان سے ملاقات نہیں ہوئی اور مجھے اتنا ٹائم نہیں ملا کہ میں اسے thrash out کر سکوں اس لئے میری آپ سے استدعا ہو گی کہ مجھے ٹائم دیا جائے تاکہ میں حقائق کے مطابق جواب دے سکوں۔ اگر ہمارے معزز ممبر کے ساتھ کوئی بھی زیادتی ہوئی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کا میں خود بھی نوٹس لوں گا اور آپ کی وساطت سے ان کا استحقاق یقینی بنائیں گے۔ اس کے لئے مجھے ٹائم درکار ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرقان صاحب!

مرزا فرقان علی مغل: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ میری اس تحریک کو کمیٹی کے سپرد کر دیا جائے۔ اس کے بعد جو معاملہ ہو گا تو ہم وہاں بیٹھ کر discuss کریں گے۔ میری معزز وزیر صاحب سے بھی گزارش ہے کہ میرا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ وہ میری اس تحریک استحقاق کو منظور کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ کی بات سے اتفاق کرتا ہوں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر آپ کل تک ایک دن دے دیں تو پھر اس کے بعد فیصلہ کیا جائے گا۔

مرزا فرقان علی مغل: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق کل تک pending کی جاتی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اسمبلی پر جو حملہ ہوا تھا۔ اس کے حوالے سے میں نے تحریک استحقاق دی تھی۔ اس واقعہ کی انکوائری فنانس کمیٹی کر رہی تھی اس کمیٹی کو یہ تحریک استحقاق refer کی گئی تھی۔ انھوں نے یہ تحریک استحقاق واپس کر دی ہے کہ ہمارا اس معاملے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ آپ نے اس وقت یہ رولنگ بھی دی تھی کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اس کو ہر صورت probe کیا جائے گا۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ مجھے بتایا جائے کہ اس تحریک استحقاق کا کیا مستقبل ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کی رپورٹ آ جائے پھر میں اس کے بارے میں کچھ کہہ سکتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: ٹھیک ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری تحریک استحقاق نمبر 42 کو وزیر قانون صاحب نے سوموار تک کی مہلت لی تھی۔ اس کا کچھ نہیں بنا، وہ کمیٹی کے سپرد کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اسے کل take up کر لیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسی بات نہیں اس کو کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب کو وزیر اعلیٰ نے بلایا ہے تو وہ کہہ کر گئے تھے کہ میرے آج کے بزنس کو pending کروالیں میں کل آکر جواب دے دوں گا۔ اسے کل تک pending کروالیں کیونکہ لاء منسٹر کو کوئی message آیا تھا وہ ذرا باہر گئے ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بالکل کیا جائے گا۔ کل تک آپ انہیں مہلت دے دیں انشاء اللہ ہو جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 677 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے۔

حکومت پنجاب کو صوبہ بھر کی مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں ناکامی

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 24۔جولائی 2006 کی خبر کے مطابق پنجاب حکومت 9 ماہ گزرنے کے باوجود صوبہ بھر کی 134 مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل میں کامیاب نہیں ہو سکی۔ خبر کے مطابق حکومت پنجاب آج تک مارکیٹ کمیٹیوں کے حوالے سے یہ قانون بھی نہیں بنا سکی ہے کہ ایک مارکیٹ کمیٹی کی تحلیل کے بعد نئی مارکیٹ کمیٹی کی تشکیل کے لئے کتنی مدت درکار ہے۔اس طرح قانون نہ بننے سے منظور نظر افراد کو تعینات کیا جا رہا ہے۔ حکومت مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل عام انتخابات کے قریب کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ سیاسی فوائد حاصل کئے جا سکیں۔ خبر میں یہ وضاحت بھی کی گئی ہے کہ 134 مارکیٹ کمیٹیوں میں تعینات ایڈمنسٹریٹر اب تک مراعات اور تنخواہ بھی سرکاری خزانے سے وصول کر رہے ہیں۔ نیز اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب نے مارکیٹ کمیٹیوں کی جانب سے پراپرٹی ٹیکس نہ دینے پر بھی شدید اعتراض کیا ہے اور ہدایت کی ہے کہ محکمہ ایکسائز اینڈ ٹیکسیشن مارکیٹ کمیٹیوں کی انتظامیہ سے کروڑوں روپے کا پراپرٹی ٹیکس وصول کرے۔ اس طرح ورلڈ بنک کی ایک رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں جن مقاصد کے لئے تشکیل دی گئی تھیں وہ ان مقاصد کو پورا نہ کر سکیں۔اس خبر سے عوام میں تشویش پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زرعی مارکیٹنگ!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! یہ ٹیکنیکل سا مسئلہ ہے۔ اگر آپ حکم کریں تو میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ضرور پڑھیں آپ کو پورا موقع دیا جاتا ہے۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ مارکیٹ کمیٹیوں کی تشکیل Section 10 Punjab Agriculture Produce Ordinance کے تحت تین سال کے عرصے کے لئے کی جاتی ہے۔ حکومت زیر دفعہ 28 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ آرڈیننس 1978 اگر محسوس کرے کہ مارکیٹ کمیٹی صحیح کام نہیں کر رہی یا اپنے اختیارات کا غلط استعمال کر رہی ہے تو مارکیٹ کمیٹی کو

super cede کر سکتی ہے۔ دفعہ 33 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ کمیٹی آرڈیننس 1978 کے تحت گورنمنٹ کو ایمر جنسی اختیارات بھی حاصل ہیں۔ دفعہ 10 کے تحت تین سال عرصہ کی تکمیل کے بعد گورنمنٹ نئی مارکیٹ کمیٹی کی تشکیل کے لئے ایک تاریخ مقرر کرتی ہے یا پھر انہی ممبران کو نئی مارکیٹ کمیٹی کی تشکیل تک کام کرنے کی اجازت دیتی ہے۔ گورنمنٹ نے تین سالہ میعاد کی تکمیل پر زیر قاعدہ 11 پنجاب زرعی پیداوار مارکیٹ جنرل رولز 1979 مارکیٹ کمیٹیوں کو تحلیل کر دیا ہے اور عارضی طور پر مارکیٹ کمیٹیوں کا انتظام و انصرام ایڈمنسٹریٹو صاحبان چلا رہے ہیں۔ مارکیٹ کمیٹیوں کی از سر نو تشکیل کے لئے حکومت نے ابھی تک تاریخ مقرر نہ کی ہے اور یہ معاملہ حکومت کے پاس زیر غور ہے۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں جہاں تک پراپرٹی ٹیکس کے بارے میں سید احسان اللہ وقاص صاحب نے اپنے خدشات کا اظہار کیا ہے تو پراپرٹی ٹیکس کے بارے میں معاملہ سپریم کورٹ آف پاکستان میں مارکیٹ کمیٹی اوکاڑہ اور عارف والا کے بارے میں زیر سماعت ہے۔ بعد ازاں فیصلہ تمام مارکیٹ کمیٹیوں پر اس کا اطلاق بمطابق apex court ہو گا جو عدالت عظمیٰ فیصلہ کرے گی اس کی تکمیل ہم کریں گے۔ جہاں تک ورلڈ بنک کی رپورٹ کا تعلق ہے تو مارکیٹ کمیٹیاں مطلوبہ مقاصد حاصل نہ کر سکی ہیں۔ اس ضمن میں وضاحت کی جاتی ہے کہ مارکیٹ کمیٹیاں ہی واحد ادارہ ہیں جو کہ زرعی مارکیٹنگ کے نظام کو صوبہ بھر میں اپنے محدود وسائل کے باوجود چلا رہا ہے اور اپنی آمدن کا 10 فیصد حصہ حکومت کو بھی دے رہا ہے اور حکومت کے خزانے سے ان کو کوئی امداد نہ دی جاتی ہے۔ نیا مسودہ قانون برائے زرعی مارکیٹنگ جو revamping/improvement of Agriculture Marketing کے حوالے سے لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس منظوری کے لئے زیر غور ہے اور آخری مراحل میں ہے۔ نئے قانون کے تابع مارکیٹ کی کمیٹیوں کے تحلیل ہونے کی صورت میں 90 دن کے اندر اندر انتخابات کرا دیئے جائیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ یہ مارکیٹ کمیٹیاں بنیادی طور پر growers کے تحفظ کے لئے بنائی گئی ہیں اور ہماری بدقسمتی ہے کہ یہ ادارہ جو بڑا اچھا اور اہم تھا اس کو وہ تحفظ نہیں مل سکا اور وہ کردار ادا نہیں کر سکا جو اس کو کرنا چاہئے۔ محترم وزیر موصوف نے جو اس کی وضاحت کی ہے اگر یہ اس کی یقین دہانی کراتے ہیں کہ یہ اتنی مدت کے اندر اندر اسمبلی میں لے

آئیں گے تو میں پھر اس پر زور نہیں دوں گا۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جہاں تک قانون کی بات ہے تو میں on the floor of the House یقین دہانی کرواتا ہوں کہ انشاء اللہ العزیز بہت جلد اس کو کیبنٹ میں پیش کیا جائے گا اور اس کی منظوری کے بعد پھر ہم اس کو اسمبلی میں پیش کر دیں گے۔ اگلے سیشن میں انشاء اللہ پیش ہو جائے گا، قانون آخری مراحل میں ہے تو اس سے ان کے سارے خدشات دور ہو جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: انہوں نے اگلے سیشن کا وعدہ کیا ہے۔ ویسے فاریسٹ بل کے حوالے سے دو سال پہلے وعدہ کیا گیا تھا لیکن ابھی تک وہ بل نہیں آیا۔ ٹھیک ہے میں ان کی یقین دہانی کو accept کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ویسے قاسم نون صاحب کے آنے کے بعد مارکیٹ کمیٹیوں میں کافی پیشرفت ہو رہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ بڑی محنت کر رہے ہیں۔ ویسے بھی یہ اچھے grower ہیں اور ان کو بھی احساس ہے اور آپ نے مزید ان کو احساس دلا دیا ہے کہ یہ بڑی اہم چیز ہے اس لئے اس کو یہ جلد پیش کر دیں گے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک 679 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

توحید پارک باغبانپورہ لاہور میں دن دہاڑے ڈاکوؤں کی فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت

سید احسان اللہ وقاص: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 27۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق باغبانپورہ لاہور میں ڈاکوؤں نے واردات کے دوران مداخلت کرنے والے راہ گیر کانسٹیبل کو فائرنگ کر کے قتل کر دیا جبکہ 4 خواتین اور رکشا ڈرائیور سے زیورات اور نقدی لوٹ کر فرار ہو گئے۔ تفصیل کے مطابق دوپہر اڑھائی بجے کار سوار تین ڈاکوؤں نے پاکستان منٹ کے قریب سے موٹر سائیکل رکشا میں سوار 4 خواتین اور ان کے تین بچوں کا تعاقب شروع کیا۔ توحید پارک نادیہ گھی مل کے پاس خواتین رکشا سے اترنے لگیں تو ڈاکوؤں نے ایک بچے کی کنپٹی پر پستول رکھ کر تمام خواتین اور رکشا ڈرائیور سے مال و اسباب لوٹنا شروع کر دیا۔ اسی دوران قصور کا سی آئی اے ماڈل ٹاؤن میں تعینات کانسٹیبل

25سالہ طارق سول کپڑوں میں وہاں سے گزرا۔اس نے ڈکیتی کا منظر دیکھااور موٹر سائیکل روکی تو ڈاکوؤں نے اس پر فائرنگ کر دی جس سے وہ شدید زخمی ہو گیا۔ڈاکو لوٹا ہوا مال لے کر فرار ہو گئے۔ اس واقعہ سے عوام میں غم وغصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس وقت لاء منسٹر صاحب موجود نہیں ہیں۔ جو تمام تحریکیں داخلہ کے متعلقہ ہیں ان کو منسٹر صاحب کے آنے تک pending کر دیا جائے تو بہتر رہے گا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں بھی گزارش کرنے لگا تھا کہ لاء منسٹر پہلی دفعہ ایک کام کے لئے تشریف لے گئے ہیں تو ان سے متعلقہ تحریکیں pending فرما دی جائیں۔ میں نے یہی عرض کرنی تھی۔

جناب ارشد محمود بگو: لاء منسٹر صاحب نے ان کی باقاعدہ ڈیوٹی لگائی ہے کہ چودھری ظہیر صاحب ماشاءاللہ competent آدمی ہیں۔ یہ جواب دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ لاء منسٹر صاحب ان کو کہہ گئے ہیں کہ جب تک وہ نہیں آتے pending فرما دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اگر کوئی منسٹر حاضر نہ ہو تو اس دن ہاؤس کا سارا بزنس pending ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ آج لاء منسٹر صاحب کسی مجبوری سے گئے ہیں اور ویسے بھی آپ لوگ pending کرنے کے لئے اجازت دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: آخر انہوں نے کسی کے ذمے تو لگایا ہو گا تو یہ ذمہ داری کسی کو تو پوری کرنی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جس جواب سے مطمئن ہونا چاہتے ہیں وہ وزیر قانون ہی دے سکتے ہیں۔ جو اس معاملے میں expert ہیں۔ جن کا متعلقہ محکمہ ہے وہ اس معاملے میں زیادہ آپ کو وضاحت کر سکتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پہلے لوٹے والی بات ہوئی تو اس کا بھی چودھری صاحب نے جواب نہیں دیا۔ اگر لاء منسٹر ہوتے تو وہ اس کا جواب دیتے یا تو یہ تسلیم کریں کہ یہ کوئی جواب دینے کے قابل نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب دے سکتے ہیں He is a competent Minister ایسی کوئی بات نہیں ہے لیکن وہ یہ چاہتے ہیں کہ اگر لاء منسٹر صاحب خود جواب دیں تو بہتر رہے گا۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ابھی دو منٹ پہلے لاء منسٹر اور رانا صاحب دونوں گفتگو فرما رہے تھے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کا کیا خیال ہے کہ وہ ان کے مشورے سے گئے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اب آپ ان کی غلط بیانی کا حال دیکھیں یعنی ویسے لاء منسٹر سے ملنا یا کسی معاملے پر ڈسکس کرنا کوئی عار نہیں ہے لیکن میں حلفاً کہتا ہوں کہ میں آج ان سے ابھی تک ملا نہیں۔ (قہقہے)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں نے اپنی گنہگار آنکھوں سے دیکھا ہے۔ یہ وہاں پر بیٹھے مشورے کر رہے تھے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس صوبے کے وزیر تعلیم کا یہ حال ہو گا کہ وہ اس طرح سے بناوٹ اور جھوٹ سے کام لے گا تو اس صوبے میں تعلیم کا کیا معیار ہو گا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: انہوں نے خاص نظر سے آپ کو دیکھا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ملنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ بے شک ملا کریں ہم ساتھی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی وہ مخصوص نظر قابل تحسین ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے غلط فہمی پیدا کر دی ہے۔ ان کی مخصوص نظر مجھ پر ہے یا لاء منسٹر پر ہے۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو آپ نے خود فیصلہ کرنا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ان سے پوچھ کر بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ لوگوں نے خود فیصلہ کرنا ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! لاء منسٹر کی خصوصی نظر ان پر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحاریک التوائے کار 679,682,683 اور 685 کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 687 سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، سید اعجاز حسین بخاری کی ہے۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم صاحب!

ہارون آباد شہر کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی وجہ سے شہریوں میں پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ایکسپریس" مورخہ 8- جولائی 2006 کی خبر کے مطابق ہارون آباد شہر کے ٹیوب ویلوں کے ذریعے پینے کا جو پانی فراہم کیا جا رہا ہے وہ ناکافی ہونے کی وجہ سے اس میں نہر سے براہ راست پانی شامل کر کے سپلائی کیا جا رہا ہے یہ پانی نہ صرف پینے کے لئے بلکہ ضروریات زندگی کے لئے انتہائی مضر ہے کیونکہ اس میں قصور کی فیکٹریوں سے نکلا ہوا فضلہ بھی شامل ہو جاتا ہے۔ جس سے پانی انتہائی بدبودار ہو جاتا ہے۔ گندے پانی کے باعث پیٹ کی بیماریاں، بخار اور یرقان کی بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس خبر سے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی و تشویش کی کیفیت پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار میرے ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ نہیں ہے کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلقہ ہے۔ کیانی صاحب یہاں پر موجود نہیں ہے اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! شہری پانی تو ان کے سپرد ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میرا تعلق WASA کے ساتھ ہے اور WASA قصور میں نہیں ہے اور وہ پبلک ہیلتھ کے محکمے میں آتے ہیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 690 بھی داخلہ سے متعلقہ ہے ، رانا آفتاب احمد خان ، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کی ہے چونکہ لاء منسٹر بھی موجود نہیں ہیں اس لئے اس کو کل تک کے لئے pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک نمبر 693 حاجی محمد اعجاز، رانا آفتاب احمد خان، ملک اصغر علی قیصر!

مزنگ اسلامیہ پارک طارق روڈ لاہور کی تین سالہ بچی کی پتنگ کی تیز دھار ڈور سے ہلاکت

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 16۔اگست 2006 کی ایک مؤقر اخبار کی خبر کے مطابق نیو اسلامیہ پارک مزنگ طارق روڈ لاہور کی تین سالہ خدیجہ یوسف اپنے دادا کے ہمراہ موٹر سائیکل کی ٹینکی پر بیٹھی علامہ اقبال روڈ، لاہور سے گزر رہی تھی کہ اچانک تیز دھار ڈور نے اس کی شہ رگ کاٹ دی جس سے خون کا فوارہ پھوٹ پڑا۔ متوفیہ کے داد ذوالفقار نے اسے سروسز ہسپتال میں پہنچایا مگر ڈاکٹروں نے ابتدائی طبی امداد دینے کی بجائے کہا کہ یہ ان کے علاقے کا کیس نہیں ہے۔ لہذا بچی کو متعلقہ علاقے کے ہسپتال میں لے جایا جائے۔ ڈاکٹروں کی غفلت اور ابتدائی طبی امداد نہ دینے اور خون زیادہ نکلنے کی وجہ سے بچی کی موت واقع ہوئی۔ سروسز ہسپتال کی انتظامیہ نے انسانیت کو پس پشت ڈال کر قوانین کی پاسداری کا نام لے کر چھ گھنٹے تک بچی کو مختلف ہسپتال اور تھانوں کا چکر لگوایا۔ بچی کا بروقت اور مناسب علاج نہ ہونے کی وجہ سے اس کی موت واقع ہوئی جس پر کسی بھی متعلقہ ڈاکٹر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب مجھے موصول نہیں ہوا لہذا مہربانی فرما کر اس کو pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہاں پر میں بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ یہ اکثر ہوتا ہے کہ آج کل ہسپتالوں میں جب کوئی مریض جاتا ہے تو وہاں ڈاکٹرز اس کو فوراً ریفر کر دیتے ہیں دوسرا وہ

کہتے ہیں کہ جی، ڈاکٹ لے کر آئیں۔ اس وقت تک مریض کو اتنا نقصان ہو جاتا ہے کہ اس کی اصلاح نہیں ہو سکتی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! آپ اس کو pending فرما دیں یہ بڑا اہم معاملہ ہے۔ براہ مہربانی! کل اس کا جواب آنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی وہ یہی کہہ رہے ہیں کہ وہ اس کا جواب دیں گے۔ اگلی تحریک نمبر 696 شیخ علاؤالدین کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

لاہور کے رہائشی علاقوں میں کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور میں ہر گلی، سڑک پر ہائی رائیز بلڈنگز اور پلازے تعمیر ہو رہے ہیں۔ دیکھنے میں آ رہا ہے کہ تمام رہائشی علاقے اس وقت کمرشلائزیشن کے تباہ کن سیلاب کی زد میں ہیں۔ 30، 40 فٹ کی سڑکوں پر بھی ہائی رائیز بلڈنگز بنائی جا رہی ہیں۔ مستقبل قریب میں لاہور ایک chocked city بن جائے گا بلکہ بن گیا ہے۔ کمرشلائزیشن کے انٹرنیشنل طریق کار جس کے تحت ترقی یافتہ ممالک میں صرف specified areas اور کمرشل زون میں ہی ہائی رائیز بلڈنگز کی اجازت ہوتی ہے جس کو قطعاً مد نظر نہیں رکھا جا رہا صرف لالچ مد نظر ہے۔ آنے والی نسلیں ہمیں کیسے یاد کریں گی۔ اس کا اندازہ لگانا مشکل نہ ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کا جواب ابھی تک موصول نہیں ہوا میں چاہوں گا کہ اس کو کل تک کے لئے pending کر دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ وقفہ تحاریک التوائے کار کا حال دیکھ لیں کہ کوئی غیر حاضر ہے تو کسی کی تیاری نہیں ہے اور کسی کو جواب موصول نہیں ہوا۔ اجلاس میں جواب لے کر آنا، تیاری

کر کے آنا اس کا کوئی اصول نہیں ہے، کوئی قاعدہ قانون نہیں ہے، آپ اس کا بھی نوٹس لیں۔آپ کے ہاتھ میں اس وقت یہ چوتھی تحریک التوائے کار ہے جس کا یہی حشر ہو رہا ہے بلکہ اگر وزارت داخلہ والی شامل کریں تو میرے خیال میں آج جتنی بھی تحاریک take up ہوئی ہیں سبھی کے ساتھ یہی کچھ ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزارت قانون نے تو پہلی دفعہ آپ سے چھٹی لی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن جناب سپیکر! باقیوں کا بھی یہی حال ہے جبکہ ہم اخبارات میں یہ پڑھتے ہیں کہ قائد ایوان نے باقاعدہ میٹنگ لی ہے، ان کی سرزنش کی ہے، ان کی ڈیوٹی لگائی ہے کہ حاضر رہا کریں بلکہ ایک ایک وزیر سے کہا ہے کہ ساتھ میں وہ تین تین ممبرز بھی لے کر آیا کرے لیکن حالت یہ ہے! آپ اس کا نوٹس لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔اس کا جواب میں دیتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا سوال انہوں نے مجھ سے کیا ہے اور اس کا جواب میں دے دوں۔(قہقہے)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! انہوں نے جو بات کی ہے کہ تیاری کر کے نہیں آتے، فلاں فلاں نہیں کر کے آتے میں اس بارے میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتی ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ہمیشہ تیاری کر کے آتی ہیں کون کہتا ہے کہ تیاری کر کے نہیں آتیں۔ بہرحال یہ جو پوائنٹ raise کیا گیا ہے میں معزز وزیر سے بھی درخواست کروں گا کہ وہ محکمہ کو ہدایت کریں کہ وہ فوری اور بروقت جوابات سے آگاہ کر دیا کریں تاکہ اس کا جواب موقع پر دیا جا سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں آپ کے علم اور نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ باقاعدہ جب کوئی اجلاس شروع ہوتا ہے تو اس سے تقریباً 15 دن پہلے سیکرٹریٹ تمام محکموں کو سوالوں سے اور تحاریک التوائے کار سے متعلق لکھتا ہے کہ وہ جواب دیں لیکن یہ محکموں کی نااہلی ہے کہ کسی بھی تحریک استحقاق یا تحریک التواء کا جواب بروقت نہیں بھیجتے۔یہاں پر اکثر وزراء یہی کہتے ہیں کہ جناب جواب موصول نہیں ہوا اور اس کو کل کے لئے pending کر لیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصل بات یہ ہے کہ جس تفصیل میں آپ اس کا جواب لینا چاہتے ہیں اس میں کئی ایسی چیزیں ہوتی ہیں کہ جن کی تفصیلات آنے میں دیر لگتی ہے اسی وجہ سے وہ آپ سے

مزید ایک آدھ دن مہلت لیتے ہیں تاکہ آپ کو مطمئن کر سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لیکن آج تک ایسے نہیں ہوا کہ کسی منسٹر صاحب نے اٹھ کر یہ کہا ہو کہ میرے پاس جو جواب ہے وہ نامکمل ہے یا یہ مختصر ہے اور اس کے مفصل جواب کے لئے مجھے ٹائم چاہئے۔ ہمیشہ یہ کہا جاتا ہے کہ مجھے جواب موصول ہی نہیں ہوا اور یہی بات دو دو، تین تین دن ایک ایک تحریک سے متعلق چلتی رہتی ہے تو یہ وزراء صاحبان کی in competency ہے اور یہاں پر on the floor of the House یہ بات on record لانا چاہتا ہوں کہ جہاں تک پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت ڈاکٹر فرزانہ کا تعلق ہے تو وہ ہمیشہ حاضر بھی ہوتی ہیں اور ان کے پاس ہمیشہ جواب بھی ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ وزراء صاحبان کوشش کرتے ہیں کہ وہ آپ کو مطمئن کریں لیکن اگر کوئی جواب ان کو دیر سے موصول ہوا ہے تو میں دوبارہ اس اسمبلی کے floor سے ان افسران کو ہدایت دیتا ہوں کہ وہ مفصل جوابات مہیا فرمایا کریں۔ اگلی تحریک التوائے کار 697 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تحریک میں بعد میں پڑھوں گا پہلے 696 سے متعلق ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب وہ pending ہو گئی ہے اس لئے آپ یہ پڑھیں۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کب تک pending ہوئی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! وہ کل تک pending ہوئی ہے۔

مشروبات میں جعلی کولا کی بھرمار سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریاں پھیلنے کا خدشہ

شیخ علاؤالدین: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ پنجاب بھر میں مختلف جعلی colas اور جعلی مشروبات کی لعنت اس وقت بدترین شکل اختیار کر چکی ہے۔ ایک اندازے کے مطابق 70 فیصد سے زائد مارکیٹ consumption میں جعلی colas کا share ہے

جس سے لوگوں کی صحت تباہ ہو رہی ہے۔ خاص طور پر ہمارے teenagers جنک فوڈز chilled bottles کے ساتھ لیٹ نائٹ ہوٹلنگ کے رسیا ہو چکے ہیں۔ بھارت میں ایک ریسرچ کے نتائج میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ اصلی کولا میں بھی 4 سے 6 فیصد تک pesticides پائے گئے ہیں اور بھارتی پارلیمنٹ میں ان تمام کولاز پر پابندی لگانے پر بحث ہو رہی ہے۔ Hepatitis جیسی مہلک بیماریوں کی وجوہات بھی جعلی کولاز ہیں۔ فوری طور پر جعلی کولاز بنانے اور بیچنے والوں کو فولادی ہاتھوں سے اور سخت ترین سزاؤں سے ختم کیا جانا چاہئے۔ زیادہ تر مقامی پولیس ان مافیاز کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور بے بس ہے۔ اب واحد ذریعہ عوام کو اشتہارات کے ذریعے educate کرنے کا رہ گیا ہے جس سے جنک فوڈز اور خاص طور پر کولا مشروبات کا استعمال ترک کرنے میں مدد ملے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سچی بات تو یہ ہے کہ مجھے نہیں پتا کہ یہ تحریک میرے متعلقہ ہے لیکن اگر یہ کہتے ہیں کہ یہ شکایت انہوں نے جو لگائی ہے اور یہ تحریک پیش کی ہے---

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا کہ مجھے نہیں پتا کہ یہ تحریک پیش کی گئی ہے تو اگر وزراء کی یہی کارکردگی ہے تو ہم اس کارکردگی پر بطور احتجاج ٹوکن واک آؤٹ کرتے ہیں۔

(اس موقع پر اپوزیشن ایوان سے ٹوکن واک آؤٹ کر گئی)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ تحریک صحت، فوڈ اور انڈسٹری کے متعلق بھی ہے۔ میرے پاس ابھی تک اس کا کوئی جواب آیا ہے اور نہ ہی تحریک کی کاپی ملی ہے۔ اگر کسی چیز کی ضرورت ہے اور اگر آپ کہتے ہیں کہ یہ میرے متعلقہ ہے تو میں کل تک اس کا جواب دے دوں گا۔ اگر یہ محکمہ صحت سے متعلقہ ہے یا فوڈ سے متعلق ہے---

MR. DEPUTY SPEAKER: This is something which is to be decided by the secretariat

اب تو یہاں یہ سوال نہ بنے کہ فلاں محکمہ ہے اور فلاں ہے تو اس کا کیا جواب دیں گے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! پھر اسمبلی والے یہ فیصلہ کر دیں کہ اگر میرے متعلق ہے تو۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! انہوں نے آپ کا لکھا ہے کہ صنعت کا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ابھی ہمارے معزز ساتھی منسٹر انڈسٹریز نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ establish بھی اسمبلی سیکرٹریٹ نے کرنا تھا کہ یہ کس ڈیپارٹمنٹ کو allocation ہے۔ ان کے پاس اطلاع نہیں آئی تو ان کے پاس یہاں پر جو بالکل صحیح انفارمیشن تھی وہ انہوں نے بیان کر دی۔ اس میں غلط بیانی کرنے کی انہیں کوئی ضرورت نہیں تھی۔ اگر allocation of Ministry ہو چکی ہوتی اور ان کے پاس آ چکی ہوتی تو وہ اس کو پڑھ دیتے۔ اب یہ ایک departmental errors کو منسٹر یا دوسرے ساتھیوں پر ڈالنا یہ غیر مناسب ہے۔ وہ تو انہوں نے اپنے تئیں احتجاج کی ایک روش اختیار کی ہوئی ہے وہ کرتے رہیں تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن وزیر موصوف نے جو کہا ہے کہ چونکہ ان کے علم میں نہیں تھا اور یہ ڈیپارٹمنٹ کی یا سیکرٹریٹ کی طرف سے allocation of department properly نہیں ہوا۔ اگر تینوں میں سے کس کے پاس ہے۔ تینوں منسٹرز میں سے کسی کو particularly کہا جاتا اور allocation of department ہو چکی ہوتی تو کوئی وجہ ہی نہیں تھی کہ منسٹر صاحب اس کو پڑھ نہ پاتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چیمہ صاحب! آپ کے پاس اس کی اطلاع آئی ہے؟

وزیر صنعت: نہیں، جناب سپیکر! میرے پاس اس کی کوئی اطلاع نہیں آئی۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جیسا کہ ابھی تک آپ استفسار بھی فرما رہے ہیں اور سیکرٹریٹ سے بھی پوچھ رہے ہیں کہ کس کو allocation کی گئی تو اس کے باوجود میں یہ گزارش کروں گا کہ Adjournment Motion ایک نشاندہی ہوتی ہے اور اس میں انہوں نے جعلی کولاز کی بات کی ہے اور جعلی کولاز بھرے جا رہے ہیں اور اس پر منافع لیا جا رہا ہے تو اس کے لئے

حکومت ہر وقت تحرک میں رہتی ہے اور اب بھی ہمارے فاضل دوست نے نشان دہی کی ہے تو اس کے لئے یہ جو اقدامات اٹھانے کے لئے ہمیں تجویز کریں گے تو ہم ان تجاویز پر عمل کریں گے اور اس کو بہتر سے بہتر کریں گے اور جعلی کولاز کو بننے سے روکا جائے گا۔ یہ میں آپ سے یہاں پر کہہ رہا ہوں۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن اپنا ٹوکن واک آؤٹ ختم کر کے ایوان میں واپس آ گئی)

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب ہم باہر گئے تو چودھری ظہیر الدین صاحب جواب دے رہے تھے کہ بعض تحاریک التوائے کار جو پیش ہوتی ہے تو وہ اس تحریک التوائے کار سے متعلق بتا رہے تھے کہ اس کی allocation ٹھیک نہیں ہوئی اور مختلف departments میں چلا گیا۔ یہ اگر اس ایک تحریک التوائے کار کی بات ہوتی تو پھر یہ ان کی بات شاید مانی جا سکتی تھی لیکن یہ تو مسلسل چار پانچ تحاریک التوائے کار یہاں پر پیش ہوئی ہیں اور اسی طرح ان کی صورتحال ہاؤس کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہ ہاؤس اس لئے یہاں پر بیٹھا ہے اور یہ باقاعدہ سیکرٹریٹ یہ نہیں کہ ان کو ایک گھنٹہ پہلے کرتا ہے۔ تحریک التوائے کار جب پیش کی جاتی ہے اور اس کے فوراً بعد متعلقہ ڈیپارٹمنٹ اور منسٹر کو بھیج دی جاتی ہے اور ڈیپارٹمنٹ اس کا جواب تیار کر کے منسٹر کو دے دیتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ اگر چودھری ظہیر الدین صاحب اس بات کا اعتراف کر لیتے کہ آئندہ یہ مسئلہ درپیش نہیں ہو گا بلکہ ہم اس پر تیاری کر کے اور اس پر پوری طرح sum up ہو کر آئیں گے تو یہ بات بھی اتنی نہیں تھی لیکن ایک تو بات جو ہے وہ غلط ہو اور پھر اس پر زور دے کر اس غلطی کو بھی نہ ماننے کا رویہ ٹھیک نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری ظہیر الدین صاحب نے جو فرمایا ہے اور اس کے متعلق جناب ارشد محمود بگو نے بات کی ہے دراصل یہ بات وہی ہے جس کا ہم تقریباً پچھلے 4 سال سے عرض کرتے آ رہے ہیں جس کے متعلق پورا ملک دہائی دے رہا ہے۔ اب دیکھیں یہ کہہ رہے ہیں کہ

سیکرٹریٹ کو صحیح allocation نہیں ہوئی اور صحیح ڈیپارٹمنٹ کا پتا نہیں چلا انہوں نے ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے چار چار ٹکڑے کئے ہوئے ہیں اور ایک ڈیپارٹمنٹ پر انہوں نے تین تین منسٹر بٹھائے ہوئے ہیں اب سیکرٹریٹ بھی بچارہ کیا کرے، اسے کیا معلوم کہ یہ تحریک التوائے کار کس محکمے سے متعلق ہے اور اس محکمے کو انہوں نے کتنے حصوں میں تقسیم کیا ہوا ہے اور ہر حصے کا کون سا منسٹر ہے؟ یہ تقریباً 42,43 منسٹرز ہیں اور اسی طرح سے پارلیمانی سیکرٹری ہیں ایک ایک محکمے کو انہوں نے تین تین جگہ پر تقسیم کیا ہوا ہے [*****]

MR. DEPUTY SPEAKER: I expunge these words from the record.

بات یہ ہے کہ اس میں ناقص governance کی بات نہیں ہے یہ ایک misunderstanding کی بات ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: [*****]

MR. DEPUTY SPEAKER: I expunge this from the record

رانا ثناء اللہ خان: [*****] یہ ان کی کارکردگی ہے۔ کروڑوں اربوں روپے یہ اپنے پروٹوکول پر خرچ کر رہے ہیں۔

MR. DEPUTY SPEAKER: I have already expunged this from the record

جی، ظہیر الدین صاحب!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور آپ کی خدمت میں نہایت ادب سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو تحریک التوائے کار کے بارے میں بات ہو رہی تھی میں نے گزارش کی کہ یہ ایک نشاندہی کے بارے میں تھی جس پر ہم کسی وقت بھی بات کرنے کے لئے تیار ہیں۔ اگر منسٹر صاحب کے پاس اطلاع آئی ہوتی ان کو یہ کہنے میں کوئی عار نہیں تھی کہ میرے ڈیپارٹمنٹ نے جواب نہیں دیا لیکن ان کے ڈیپارٹمنٹ کو بھی اطلاع نہیں ہوئی اور دوسری بات جو انہوں نے ارشاد فرمائی کہ ہم پچھلے چار سال سے یہ کہتے آ رہے ہیں یہ چار سال سے کیا نہیں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

کہتے آ رہے ہیں چار سال سے تو یہ استعفےٰ دینے کے بارے میں کہتے آ رہے ہیں ہم ان کی کس بات پر اعتماد کریں کہ انہوں نے یہ کیا ہے۔ کیا ایک دفعہ بھی انہوں نے استعفیٰ دیا ہے؟ استعفیٰ دینے کے بعد ایک ماہ بعد وہ واپس لیتے ہیں جو بات کرتے ہیں اس میں کوئی وزن نہیں ہوتا اس لئے ان کی کسی بات کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی اور یہی صورتحال ان کی اس وقت ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ چوہدری صاحب نے کہا ہے کہ منسٹر صاحب کو سیکرٹریٹ کی طرف سے یہ تحریک التوائے کار موصول نہیں ہوئی۔ میرا چار سال کا تجربہ یہ ہے کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا۔ میں جناب سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ایک کمیٹی تشکیل دے دیں جو اس تحریک التوائے کار کے متعلق مکمل رپورٹ اسمبلی میں پرسوں پیش کرے یہ میری آپ سے درخواست ہے اس لئے کہ یہ سچ کا سچ اور جھوٹ کے جھوٹ کا پتا چل جائے گا اگر یہ سیکرٹریٹ ہی اس میں faulty ہے اور اسی کا ہی قصور ہے تو پھر آئندہ اس کی اصلاح بھی ہو جائے گی اس لئے میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہمارے دوستوں پر ہی کمیٹی تشکیل دے دیں ایک دو اپوزیشن میں سے ہوں وہ کل تک یا پرسوں تک اس تحریک التوائے کار کے متعلق ہاؤس کو بتا دیں کہ یہ کس کا fault تھا کہ یہ تحریک التوائے کار متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو allocate نہیں ہوئی۔ شکریہ

وزیر تحفظ ماحولیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! یہ جو تحریک ہے اس کا تعلق انڈسٹری سے نہیں ہے جب انڈسٹری لگ جاتی ہے اور چل رہی ہوتی ہے خاص طور پر فوڈ انڈسٹری تو فوڈ انڈسٹری میں اس طرح کے مشروبات بن رہے ہیں اور ان کی کوالٹی خراب ہے تو فوڈ ایکٹ کے تحت کارروائی ہو سکتی ہے اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت selling contaminated water is the crime تو یہ لوکل گورنمنٹ اور فوڈ ایکٹ کے تحت آتا ہے ان کے پاس اگر سوال گیا ہے یا نہیں گیا ان سے متعلقہ نہیں ہے بہرحال یہ بات ہم نے نوٹ کر لی ہے۔

جناب! یہ مفاد عامہ کا مسئلہ ہے کہ گھٹیا قسم کے مشروبات جس میں ہر طرح کا نقصان ہو سکتا ہے یہ ہم سب کا مسئلہ ہے انشاء اللہ ہم اس کو دیکھتے ہیں اور اس کی چیکنگ کرتے ہیں اگر یہ پایا گیا تو فوڈ ایکٹ اور لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے تحت ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بہت important issue ہے اور میں سمجھتا ہوں۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر یہ فرض فرمالیں کہ for instance اگر سیکرٹریٹ نے کسی محکمے کو یہ تحریک ریفر کی اور وہ اس محکمے کی نہیں بنتی تھی تو پھر بھی ذمہ داری اس ڈیپارٹمنٹ منسٹر اور گورنمنٹ کی آتی ہے کہ اگر اس محکمے کی وہ تحریک نہیں تھی تو وہ refer back کرتے کہ جناب یہ ہمارے متعلقہ نہیں ہے۔ یہ فلاں ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ ہے اور اس کو فلاں ڈیپارٹمنٹ کو بھیج دیں لیکن حالت ان کی یہ ہے کہ آپ یہ دیکھ لیں کہ جتنے منسٹرز بیٹھے ہیں چودھری ظہیر الدین اور سب ان کے چہرے دیکھیں کہ ان کی ہوائیاں کیسے اڑی ہوئی ہیں یعنی وہ عید قربان سے پہلے وہ جو کہتے ہیں ناں بکرے کو چھری نظر آتی ہے اس کے چہرے کی ہوائیاں اڑ جاتی ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو عید الفطر آنی ہے بعد میں عید الاضحیٰ آنی ہے۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کی یہ حالت ہوئی ہے کہ کیونکہ ان کو اگلا سال اور اگلا الیکشن ان کو اسی طرح سے نظر آ رہا ہے تو یہ ان کے چہرے دیکھیں کہ ان کی کیسے ہوائیاں اڑی ہوئی ہیں ان کی کسی بات میں sequence نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! ماہ رمضان میں کسی کے چہرے اڑے ہوئے نہیں ہوتے بلکہ ان کے چہرے ہشاش بشاش ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھ لیں، آپ خود ان کے چہرے دیکھ لیں۔۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے چہرے نورانی نظر آ رہے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان کے چہرے نورانی ہیں؟ آپ نے نور کی توہین کی ہے اگر آپ نے ان کے چہروں کو نورانی کہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر مسلمان کا چہرہ نورانی نظر آتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ان چہروں پر ٹی وی کیمرے کی لائیٹ پڑ رہی ہے پھر بھی ان کے چہرے مرجھائے ہوئے نظر آ رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس موقع پر ڈاکٹر سامیہ امجد سے کہوں گا کہ کوئی موقع کے لحاظ سے شعر سنا دیں۔۔۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب والا! ان کے لئے یہ شعر عرض ہے کہ:

اغیار کی جفائیں تو زخمی نہ کر سکیں
احباب کے خلوص کے مارے ہوئے ہیں ہم

یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ہی احباب کے خلوص کے مارے ہوئے ہیں محبت کے مارے انہوں نے استعفوں کے ڈھیر اپنے لیڈروں کو دے دیئے ہیں یہ وہ مارے ہوئے لوگ ہیں جو محبتوں میں مارے ہوئے ہیں اور یہ لوگ جو پوری قوم کے غدار اور دین دار ہیں تو ان کو غیروں نے کیا کہنا ہے یہ تو خود اڑے ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو شعر آپ نے رات سنایا تھا وہ شعر سنائیں، وہ شعر سنائیں۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! شعر عرض ہے کہ:

وہ جو پرے بیٹھے ہیں اور جو ان سے بھی پرے بیٹھے ہیں
وہ یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ہم ان سے سڑے بیٹھے ہیں جو ان
سے بھی پرے بیٹھے ہیں، نہیں
ہم تو ان سے لڑے بیٹھے ہیں جو باہر بہت پرے بیٹھے ہیں

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر جاوید صدیقی صاحب!

ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: جناب سپیکر! شعر عرض ہے کہ:

بے دید سجن دی یاری توں ایویں سنج ہووے تاں ٹھیک اے
بے دید کڈائیں ڈکھ سکھ وچ ناں تھیسی مول شریک اے
نت وعدہ کریسی ملن دا نت ڈیسی غلط تریخ اے
کتا پال کے شاکر کھیر پلا بے دید کولوں تاں ٹھیک اے

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا میں اس کی تصحیح چاہوں گا اور وضاحت چاہوں گا۔ آپ نے یہ فرمایا کہ وہ رات والا شعر ہے ناں وہ سنا دیں۔ جناب! آپ رات والے شعر کی جگہ اور وقت کا تعین فرما دیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: کل رات افطار ڈنر تھا اس وقت انہوں نے یہ شعر کہا تھا۔

رانا ثناء اللہ خان: یہ اب ٹھیک ہو گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کو ہمیشہ شک رہتا ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، نولاٹیا صاحب!

چوہدری احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! مرزا غالب صاحب نے ایسی ہی کسی صورتحال میں بڑی خوبصورت بات کی ہے کہ:

چلتے ہیں تھوڑی دور ہر اک تیز رو کے ساتھ
اور پہچانتے نہیں ہیں ابھی راہبر کو یہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ جتنی بھی حکومتی سائیڈ پر بیٹھی ہوئی ہماری لیڈی ممبران ہیں ان میں ڈاکٹر سامیہ امجد کافی reasonable خاتون ہیں اور ان کا تعلق صحت کے ڈیپارٹمنٹ سے ہے اس لئے میں سمجھتی تھی کہ وہ صحت کے ڈیپارٹمنٹ کے لئے زیادہ بہتر عورت ثابت ہو سکتی ہیں لیکن آج جس طرح سے ڈاکٹر سامیہ امجد نے، میں سمجھتی ہوں کہ ان کا قصور نہیں ہے actually ان کا سیاسی background نہیں ہے ان کو پتا نہیں ہے کہ politics کس چیز کا نام ہے۔ ہم پر اعتراض کرنے والے وہ خود یہ بھول گئے ہیں۔ [****]

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: I expunge this from the record.

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اس سائیڈ پر باضمیر افراد بیٹھے ہیں ان کی پارٹیاں بھی ہیں ان کے لیڈر بھی ہیں ان کے پاس منشور بھی ہے اور ہر چیز ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو وقت کے ساتھ آتے ہیں اور پھر چلے جاتے ہیں۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! انہوں نے آپ کے بارے میں بات نہیں کی انہوں نے جنرل بات کی ہے۔۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: انہیں اپنے گریبان کے اندر جھانک لینا چاہئے کہ آپ کی politics کیا ہے یہ کیا کر رہے ہیں یہ ان کو بیچ دیا گیا ہے۔ مشرف صاحب نے اپنی کتاب میں کہا ہے۔ (قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ میں اس کا جواب دے رہا ہوں جو سوال آج raise کیا گیا ہے۔ about the question of cola، میں عرض کروں گا کہ اس پر کافی بحث ہو چکی ہے۔

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! انہیں جواب دینے کا مجھے حق ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھئے۔ میں اس کا جواب دیتا ہوں۔ میں نے اس بارے میں تمام خیالات سن لئے ہیں۔ منسٹر صاحبان کے بھی سن لئے ہیں، اپوزیشن کے بھی سن لئے ہیں۔ اسمبلی کے اجلاس کے فوری بعد میں اپنے سیکرٹریٹ سٹاف کی میٹنگ بلاؤں گا and I will ensure that these things will never happen again (نعرہ ہائے تحسین)
اس کی صحیح تشخیص کی جائے اور جس محکمے سے سوال کا تعلق ہو وہ سوال اس کو mark کیا جائے۔

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

لیفٹیننٹ کرنل (ریٹائرڈ) شجاعت احمد خان: جناب سپیکر! میں بھی یہ کہنا چاہتا ہوں کہ سوال گندم، جواب جو، اصل بات تو یہ ہو رہی ہے کہ adulteration of food which is a very serious problem اس میں یہ ہے کہ جو adulteration of medicine ہے اس سے بھی زیادہ اس چیز کو میں کہوں گا کہ میڈیسن تو بیمار آدمی کو دی جاتی ہے یہ تو تندرست آدمی وہاں بیمار ہو جاتے ہیں۔ اس میں قانون موجود ہے۔ یہ ہم سب کے لئے باعث تشویش ہے۔ یہ کس منسٹر کا ہے، کس نے جواب دینا ہے، یہ شاید کوئی technical mistake ہو گئی ہو گی لیکن میرا خیال ہے

کہ یہ فوڈ کے محکمہ سے متعلق سوال تھا۔اس میں کوئی اتنا فیثا غورث مسئلہ نہیں ہے۔یہ تو بحث کے لئے وہ ٹائم مانگ رہے ہیں کہ اس tendency کو arrest کیسے ہم نے کرنا ہے؟ میرا حلقہ سارا گاؤں کا ہے۔میرا زیادہ تر گاؤں کے لوگوں سے تعلق رہتا ہے۔جب بھی آپ جاتے ہیں تو سب سے پہلے آپ کی خاطر تواضع کوکا کولا اور سیون اپ سے کی جاتی ہے۔چونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ جو لوگ اچھے گھروں سے تعلق رکھتے ہیں وہ میکڈونلڈ میں چلے جاتے ہیں، کے ایف سی سے کھاتے ہیں، ڈبوں کا جوس پیتے ہیں، I think it is a very serious thing، اس کو بحث کے لئے ابھی open کرنا چاہئے۔ہم اس کو defend کر رہے ہیں۔اس پر بحث کرنے میں حرج کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں جی!یہ جو آپ نے بات کی ہے I also believe that it is a question of food adulteration، اسے ہم نے pending کر دیا ہے۔اس پر بحث ہو گی۔میں نے یہ نہیں کہا کہ بحث نہیں ہو گی لیکن پہلے جس محکمے نے جواب دینا ہے اس کے پاس یہ نوٹس جائے اور وہ تیاری کر کے آئیں اور اس کا جواب دیں، پھر اس پر بحث ہو سکتی ہے، ایسی کوئی بات نہیں۔فی الحال اس کو میں pending کرتا ہوں۔اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) بارانی زرعی یونیورسٹی راولپنڈی مصدرہ 2004

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم The University of Arid Agriculture Rawalpindi (Amendment) Bill 2004 لیتے ہیں۔جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر!اس پر میں نے گزارش کرنی ہے کہ یہ بل پرائیویٹ لسٹ پر بڑی دیر سے آرہا ہے لیکن اس پر ہم نے غور کیا ہے اور جو قانونی requirements ہیں ان کو پورا کرنے کی کوشش کی ہے لیکن differences پیدا ہو گئے ہیں، یونیورسٹی کے، سنڈیکیٹ کے اور گورنمنٹ کے یکجا نہیں ہو رہے۔اگر اس پر ہمیں مزید وقت دیا جائے تو پھر ہم اس کو reshape کر کے یہاں پر لا سکتے ہیں۔اس طرح اس کو لینا میرا خیال ہے کہ مناسب نہیں ہو گا کیونکہ جو یونیورسٹی ہے،

سنڈیکیٹ ہے انھوں نے اس کو reject کیا ہے، انہوں نے یہ کہا ہے کہ ہم اس کے نام کو تبدیل نہیں کر رہے اور نہ کرنا چاہئے کیونکہ ان کی ڈگری کا انٹرنیشنل ڈگری سٹینڈرڈ ہو چکا ہے۔ اگر ہم اس کو تبدیل کریں گے تو قباحتیں پیدا ہوں گی اور اس کے بعد پھر سٹوڈنٹس کے further داخلوں کے لئے، further employment کے لئے یہ کافی قباحتیں ہوں گی لیکن ہمیں اپنے ممبران، ہاؤس، پیر صاحب اور movers کا احترام ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر زراعت: چلیں، جی۔ میں بعد میں بات کر لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے بعد میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ Let him finish.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر اس سے پہلے ہی کا ہے۔ میں معزز رکن سے یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ بل ابھی پڑھا ہی نہیں گیا تو منسٹر صاحب اس کی وضاحت کیوں کر رہے ہیں؟ پہلے یہ move ہو جائے۔ یہ طریق کار نہیں ہے۔ یہ بل پہلے محرک move کرے گا جس نے یہ دیا ہے۔ اس کے بعد منسٹر اس کو oppose کریں گے اور ان کی جو version ہے وہ آئے گی۔

آوازیں: یہ move ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! یہ move ہو چکا ہے۔ جی!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کر رہا تھا کہ ریزولیوشن پاس ہوئی۔ اسمبلی سیکرٹریٹ نے ڈیپارٹمنٹ کو بھیجا۔ اس ریزولیوشن کی بناء پر ہم نے یہ فائل move کی، That went to Governor، پہلے Arid University کو گئی اور Arid University کے سنڈیکیٹ جو highest ادارہ ہے، ان کا جو ایڈمنسٹریٹو ادارہ ہے، انھوں نے معذرت کی کہ ہم اس کو تبدیل نہیں کرنا چاہتے، جب فائل واپس آئی تو ہم نے اس کو گورنمنٹ کی طرف move کیا اور ultimately گورنر جو کہ اس یونیورسٹی کے چانسلر ہیں انھوں نے بھی اس کی معذرت کر لی اور پھر ہم نے inform کیا، اسی اثناء میں یہ بل پیش کر دیا گیا۔ میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اس بل کے جو رولز آف بزنس کی requirements ہیں وہ پوری نہیں ہوئیں۔ میں اس لئے اسے pending کروانا چاہتا ہوں کہ اس کو pending کر دیا جائے تاکہ ہم قانونی requirements پوری کر کے پھر کوئی واضح صورتحال آپ کے سامنے لے کر آئیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ممبران کو کوئی اعتراض

نہیں، ہمیں ہاؤس کا احترام ہے۔ ہمیں پیر صاحب کا احترام ہے لیکن ہم نے ایک قانونی شکل میں لا کر اس کو لے کر آنا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ مہربانی فرما کر اس کو pending کر دیا جائے بلکہ sine die pending کیا جائے تاکہ ہم اس کو reshape کر سکیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر صرف بات تو اتنی سی ہے کہ یہ جو بارانی یونیورسٹی ہے اس کا نام ایک مذہبی شخصیت کے ساتھ منسوب کرنے کے لئے اس ہاؤس نے ایک ریزولیوشن پاس کیا تھا اور اس کے بعد کائرہ صاحب اس پر ایک بل لے کر آ گئے کہ اس کا نام اس طرح سے رکھ دیا جائے۔ اب یہ آپ دیکھ لیں کہ یہ بل نمبر12(2004) کا ہے۔ اب آپ یہ اندازہ کریں کہ یہ دو سال سے اس چیز کو طے نہیں کر پائے کہ آیا یہ نام رکھا جانا چاہئے یا نہیں رکھا جانا چاہئے۔ انھوں نے اس کو oppose کرنا ہے یا اس کی حمایت کرنی ہے۔ اب جب یہ بل ہاؤس میں آیا، اس کے بعد پھر سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہو گیا۔ اب سٹینڈنگ کمیٹی نے اسے پاس کر کے بھیج دیا ہے تو اب اس کو ہاؤس میں بحث کرنے سے کون سا امر مانع ہے، ہمیں یہ بتائیں؟ جب سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کو پاس کر دیا ہے اور کیا سٹینڈنگ کمیٹی میں گورنمنٹ کی نمائندگی نہیں ہے، وہاں پر ٹریژری بنچز کے آدمی نہیں بیٹھے؟ اب سٹینڈنگ کمیٹی نے جب اس کو منظور کر کے بھیج دیا ہے تو پھر اس کے بعد اب یہ بتائیں کہ کیا یہ صرف ایک نام سے منسوب لیجسلیشن جو ہے اگر وہ اپوزیشن ممبر کی طرف سے آ گئی ہے تو اس کو بھی یہ برداشت نہیں کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے رانا صاحب جو کہہ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس یہ بل گیا تو ہم نے وہاں پر گزارشات کیں کہ یہ یونیورسٹی مانتی ہے، نہ گورنر صاحب مانتے ہیں اور انھوں نے اس چیز کو رد کرنے کے بعد اس کو put کر دیا ہے۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں لیکن ہم نے قانونی قباحتیں پوری کر کے کرنا ہے، جو requirements ہیں، رولز آف بزنس(32) جو ہے اس پر یہ complete نہیں ہوا۔ فرض کریں یہ پاس ہو جائے تو اس کے بعد پھر یہ بل Governor تک جائے گا اگر وہ اسی version پر گئے تو پھر what will happen، ہم

کہتے ہیں کہ اس سے پہلے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب چلنے دیں۔ This is not the way. This is not the way. ان کو بات کرنے دیں۔ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ Let him finish.

وزیر زراعت: فرض کرو کہ یہ بل پاس ہو جائے تو اس کے بعد یہ بل Governor تک جائے گا اگر وہ اسی version پر گئے تو پھر what will happen? ہم کہتے ہیں کہ اس سے پہلے اس کے تمام قانونی تقاضے پورے کر لئے جائیں۔ اسی لئے میں اس کو pending کروانا چاہتا ہوں۔

جناب والا! محکمہ کی مخالفت، سنڈیکیٹ کی مخالفت اور گورنر صاحب کی طرف سے agree نہ کرنے کے باوجود یہ بل ہاؤس میں آ گیا ہے۔ اب اس مرحلے پر اسے رولز آف بزنس کا رول 32 deal کرتا ہے۔ اب ہمیں دیکھنا پڑے گا کہ اس حوالے سے آیا دوسری یونیورسٹیوں سے consult کیا گیا ہے، administrative and financial پہلوؤں کو مدنظر رکھا گیا ہے، کیا حکومت کی permission seek کی گئی ہے۔ میں نے اس حوالے سے ایک فائل move کی ہے جو کہ still pending ہے، اس کا جواب ابھی تک نہیں آیا۔ اگر اس کی اجازت ہو جاتی ہے تو پھر یہ cabinet میں جائے گا۔ اس کے بعد میں اس پوزیشن میں ہوں گا کہ اس بل کے بارے میں ہاں کروں یا ناں کہوں۔ This is the way. تو میں یہ گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے اس بل کو pending کر لیں تا کہ قانونی قباحتیں پیدا ہونے سے پہلے اس کو ٹھیک کر لیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے وزیر موصوف کی بات پر بڑا افسوس ہوا ہے۔ ماشاء اللہ لودھی صاحب بہت سینئر وزیر ہیں اور پچھلے کئی tenure سے وزیر بنتے چلے آ رہے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے صرف ایک سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا سنڈیکیٹ کا ادارہ یا یونیورسٹی management سپریم ہے یا کہ یہ ہاؤس سپریم ہے؟ یہ بل سٹینڈنگ کمیٹی نے منظور کیا ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی میں اکثریت حکومت کے لوگوں کی ہوتی ہے۔ حکومت اور لودھی صاحب کو چاہئے تھا کہ وہاں پر اس بل کو oppose کرتے اور اس بل کو اس کمیٹی میں pending کرواتے۔ جب محکمہ یا حکومت اس پر پوری ورکنگ کر لیتی تو پھر مجلس قائمہ سے اس کو پاس کروایا جاتا۔ انھوں نے ایسا کچھ نہیں کیا۔ لودھی صاحب مزید فرماتے ہیں کہ ہم یہ بل پاس کر کے گورنر کو بھیجیں گے اور گورنر پھر واپس بھیج دے گا۔ کوئی بات نہیں گورنر واپس بھیج دے گا تو اسمبلی کو اختیار ہے کہ وہ اسے دوبارہ منظور کر لے تو میں لودھی صاحب سے درخواست کروں گا کہ اس بل کو مجلس قائمہ نے منظور

کر کے اس ہاؤس میں بھیج دیا ہے لہذا اب اس کو oppose کریں اور نہ ہی اسے pending کروائیں اس کو پاس ہونے دیں۔ صرف نام کی تبدیلی ہے اور پھر ان کی اپنی سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کو approve کیا ہے۔ ہاؤس کی رائے ہے کہ یہ ہونا چاہئے تو پھر اس میں قباحت کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! آج صبح میری وزیر زراعت سے میٹنگ ہوئی تھی۔ یہاں پر آپ ایک قرارداد کے تحت کسی یونیورسٹی کا نام تبدیل کر رہے ہیں، ترمیم لا رہے ہیں۔ اس کا اثر میری درجنوں یونیورسٹیوں پر بھی پڑتا ہے۔ پہلے تو محکمہ زراعت محکمہ تعلیم سے concurrence لے، پھر محکمہ قانون سے پوچھا جائے کہ اس کی کیا legal implications ہیں؟ ہر ڈویژن کی سطح پر ایک یونیورسٹی ہے اگر کوئی بھی معزز ممبر اٹھ کر یہ کہنا شروع کر دے کہ جناب! آپ پنجاب یونیورسٹی کا نام بدل کر کسی اسلامی شخصیت کے نام پر رکھ دیں تو کیا یہ ممکن ہے؟ ہمیں اسلامی شخصیات کا بڑا احترام ہے لیکن اس کے سارے پہلوؤں کو دیکھنا ہوگا۔ اگر آپ ایک precedent بناتے ہیں تو پھر بعد میں ہو سکتا ہے کہ مجھے بھی اسی طرح treat کرنا پڑے گا۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت نے ایک Modal University Ordinance بنایا ہوا ہے۔ اب اس Modal Ordinance کی implementation چاروں صوبے کر رہے ہیں۔ نیا نام اور criteria بھی ہائر ایجوکیشن کمیشن نے دے دیا ہے جو کہ بحث کے دوران ہمیشہ میں نے معزز ممبران کو بتایا ہے۔ اب وفاقی حکومت کے اس آرڈیننس کی روشنی میں یہ ترمیم ہمیں ادھر بھجوانی پڑے گی۔ اس حوالے سے محکمہ تعلیم کا point of view بھی لازماً آنا چاہئے۔ نام بدلنے میں ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن پہلے اس کے تمام پہلوؤں کا جائزہ لے لیں کہ اس کا impact کیا ہوگا اسی لئے وزیر زراعت نے یہی کہا ہے کہ فی الوقت اس بل کو pending کر دیا جائے تاکہ ہم allied departments کی concurrence لے لیں اس کے بعد یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حکومت خود آرڈیننس کے ذریعے اس کو move کر دے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ابھی وزیر تعلیم صاحب نے تقریر فرمائی ہے اور آخر میں انھوں نے وہ بات بھی کہہ دی کہ جس پر ہمارا استدلال ہے۔ انھوں نے بالآخر یہ بات کہہ دی کہ یہ بل حکومت کی طرف سے پیش ہو جائے، آرڈیننس کی صورت میں آ جائے۔ انھوں نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر یہ بل پاس ہو گیا تو اس کا میرے محکمہ پر بڑا مضر اثر پڑے گا۔ یہ ایک خود مختار ادارہ ہے اس میں صرف

نام کی تبدیلی ہاؤس کرنے جا رہا ہے۔ ایک معزز ممبر نے بڑی محنت کے ساتھ یہ بل تیار کر کے پیش کیا، اسے مجلس قائمہ کو refer کیا گیا اور مجلس قائمہ نے اس کو منظور کیا اور آج یہ ہاؤس میں آیا ہے جناب! اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ اس کے کوئی مضر اثرات محکمہ تعلیم پر پڑیں گے اور نہ ہی دوسرے allied departments پر اس کے کوئی مضر اثرات پڑیں گے۔ آپ پورے چار سال کی قانون سازی اٹھا کر دیکھ لیں، کسی ایک جگہ پر بھی آپ کو ایسا version نہیں ملے گا جو کہ آج وزیر تعلیم صاحب نے کہا ہے کہ جی اس کا میرے محکمہ پر بڑا بُرا اثر پڑے گا۔ آئیے ذرا وضاحت فرما دیں کیونکہ ان کا تو محکمہ زراعت کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے پھر ان کے محکمہ پر کیا بُرا اثر پڑے گا؟ اصل میں ان کی جو intention ہے وہ سامنے آ گئی ہے کہ جب ہم اس کو دیکھ لیں گے تو پھر اسے حکومت کی طرف سے پیش کر دیا جائے گا۔ اصل بات یہ ہے۔ ان کی بد قسمتی یہ ہے کہ آج وزیر قانون صاحب چھٹی پر ہیں اور ان سب کے ہاتھ پاؤں پھولے ہوئے ہیں۔ کسی کو کوئی سمجھ نہیں آ رہی کہ ہم کدھر جائیں، کیا کریں، ہماری کیا direction ہونی چاہئے۔ حکومت کی ایک ally party نے جو بات کی ہے [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو ریکارڈ سے حذف کرتا ہوں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ بل table ہو چکا ہے۔ اگر وہ bulldoze کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں لیکن وہ اس بل کو carry کرنا چاہتے ہیں۔ اگر وہ وقتی طور پر وقت مانگ رہے ہیں تو انھیں دے دیں بجائے اس کے کہ اس کو controversial بنا دیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ ذرا یہ ملاحظہ فرمالیں۔ شیخ اعجاز صاحب نے جس چیز کا حوالہ دیا ہے وہ بے جا نہیں ہے۔ حکومتی بنچز اور گورنمنٹ کی intention اس سے پہلے بھی کئی دفعہ ظاہر ہوئی ہے۔ وہ یہ چاہتے ہی نہیں ہیں کہ اپوزیشن کی طرف سے کوئی ممبر ہاؤس کے بزنس یا قانون سازی میں حصہ لے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر آج بھی اس بل کے متعلق ان کا یہی رویہ رہا تو پھر آئندہ سے اپوزیشن اس چیز کا بھی اہتمام کرے گی کہ ہماری طرف سے کوئی قرار داد آئے اور نہ ہی کوئی بل move کیا جائے۔ آپ اس کو ملاحظہ فرمالیں۔ میں ہاؤس کی توجہ چاہوں گا۔ آپ ذرا لودھی صاحب کو متوجہ کر دیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ لودھی صاحب پلیز رانا صاحب کی طرف متوجہ ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں ہاؤس کی توجہ کے ساتھ ساتھ آپ کی بھی توجہ چاہوں گا۔ standing committee نے جو بل recommend کر کے ہاؤس میں بھیجا ہے یہ میرے پاس اس کی کاپی ہے۔ اس میں انھوں نے first میٹنگ کی، پھر next میٹنگ کی، اس کے بعد پھر third اور پھر forth میٹنگ میں اسے فائنل کیا ہے۔ یعنی اپنی چار میٹنگز کے بعد انھوں نے یہ recommendations دی ہیں:

Recommendations of the Committee: The Committee discussed the matter at length and observed that the Resolution moved by Syed Muhammad Rafih-ud-Din Bokhari, MPA (PP-211) had unanimously been passed by the Assembly in its meeting held on 13-1-2004 as it had not been opposed by the Minister for Agriculture. Secondly, there were many examples in which the name of the universities/cities in the province had been changed. Thirdly, several universities had already been named after the name of renowned saints and national heroes like Quaid-e-Azam University, Allama Iqbal Open University, Fatima Jinnah Women University, Baha-ud-Din Zikarya University etc and fourthly, despite repeated instructions by the Committee the Administrative Department had failed to place the matter before the Cabinet for seeking instructions in terms of rule 32 of the Punjab Government Rules of Business 1974. In the light of the observations of the Committee mentioned above, the Committee was convinced that there was no harm if the name of the renowned saint Pir Mehar Ali Shah was prefixed with the existing name of the University to read it as Pir Mehar Ali Shah Arid Agriculture University Rawalpindi. The

Committee thus unanimously decided to recommend to the Assembly that the Bill as introduced may be passed by the Assembly.

جناب سپیکر! سٹینڈنگ کمیٹی نے اس پر چار میٹنگز کی ہیں پھر انھوں نے اس معاملے کو پیش نظر رکھا کہ یہ قرار داد ہاؤس نے unanimously پاس کی ہے۔ وزیر زراعت نے اسے oppose نہیں کیا اور اس کے بعد انھوں نے ڈیپارٹمنٹ کو repeated instructions دیں کہ اگر ان کو کوئی objection ہے تو وہ سامنے لائیں۔ یہ سارا پروسیجر carry on کرنے کے بعد کمیٹی نے unanimously اسے recommend کیا ہے۔ کمیٹی کے 12 ممبرز میں سے 9 حکومتی پارٹی سے ہیں۔اس پر اسمبلی کی ایک متفقہ قرار داد ہے اور پھر سٹینڈنگ کمیٹی کی بھی unanimously recommendation ہے تو پھر اب اسے oppose کرنے کی اور کیا وجہ ہے کہ یہ کائرہ صاحب نے move کیا ہے اور وہ اپوزیشن سے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کمیٹی کی سفارشات کو ہاؤس میں put کریں۔ سٹینڈنگ کمیٹی نے unanimously سفارشات پاس کی ہیں اور اس کی بنیاد اس ہاؤس کی ایک متفقہ قرار داد پر ہے۔ اگر یہ اس کو oppose کرنا چاہتے ہیں تو کریں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ آپ انھیں oppose کرنے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ فی الحال اس کو pending کیا جاتا ہے اور منسٹر صاحب کو direct کیا جاتا ہے کہ آئندہ جب بھی take up ہو اس پر کوئی فائنل decision سامنے آئے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ decision کہاں سے لائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے انھیں کہہ دیا ہے کہ انھوں نے جو بھی decision لینا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! رانا صاحب رولز آف بزنس کا rule 32 پڑھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے اسے pending کر دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر زراعت فرما رہے ہیں کہ میں rule 32 پڑھ لوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اس دن پڑھیں گے جب یہ take up ہو گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! rule 32 اس سے متعلقہ نہیں ہے۔ rule 32 کے مطابق آپ نے کمیٹی کی ہدایت پر اس معاملے کو کیبنٹ میں رکھنا تھا۔ وہ آپ کی ذمہ داری ہے۔ کمیٹی rule 32 کی پابند نہیں ہے اور نہ ہی یہ ہاؤس rule 32 کا پابند ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! میں نے اسے pending کر دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے کس کی درخواست پر اسے pending کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے جو background بتائی ہے کہ اس پر بحث ہو چکی ہے اور سٹینڈنگ کمیٹی نے اسے پاس کیا ہے اور منسٹر صاحب بھی چاہتے ہیں کہ یہ carry out ہو تو میں نہیں چاہتا کہ controversy ہو جائے اور یہ bulldoze ہو جائے اس لئے میں نے اسے pending کیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب محرک نے اس قرارداد کو take up کیا اور پھر سٹینڈنگ کمیٹی کی recommendations ہیں تو کس نے oppose کیا ہے اور کس بنیاد پر کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ وہ مزید ٹائم لینا چاہتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! For what purpose? وہ واضح کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ on behalf of government ٹائم لینا چاہتے ہیں اس لئے میں نے ان کو ٹائم دیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر آپ اس کا ٹائم fix کر دیں۔ آپ یک طرفہ نہ کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے یک طرفہ نہیں کیا بلکہ in the interest of this bill کیا ہے۔ رانا صاحب! جیسے آپ کہہ رہے ہیں اگر میں ابھی اس کو take up کرتا تو پھر وہ bulldoze ہو جاتا۔ میں نے اسے pending کر دیا ہے اور ساتھ ہدایت بھی دی ہے کہ next time it will be discussed openly

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ کا ہاؤس میں جو عمومی رویہ ہوتا ہے اور خاص طور پر اپوزیشن کی طرف ہم اس کے احترام کے پیش نظر اس وقت ہاؤس میں بیٹھے ہیں ورنہ ہمیں اس کے pending کئے جانے پر سخت اعتراض ہے۔ اب ہم آپ سے اتنی عرض کرتے ہیں کہ آپ اس کے لئے next Private Members Day کر دیں یا next session کر دیں لیکن آپ اسے

fixفرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے یہی ہدایت کی ہے کہ nextجب یہ put upہو گا۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: اس طرح تو چھ ماہ بھی لگ جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چھ ماہ نہیں بلکہ جتنا جلدی ہو سکے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ کے pendingکرنے کے بعد اس طرح بات کرنا سینئر ممبر کا کام ہے؟ Is there any rule? آپ کی رولنگ کے بعد یہ insistکر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! میں نے پہلے بھی ہدایت کی ہے کہ جتنا جلد ہو سکے اسے take upکر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں تو insistکر رہا ہوں اور نہ ہی assistبلکہ میں تو Chairسے requestکر رہا ہوں کہ آپ اس پر تھوڑی سی قدغن لگا دیں کہ next Private Members Dayیا اگلے اجلاس میں جو first Private Members Dayہو وہ فرما دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میری یہی directionہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے take upکر لیں تاکہ اسے clearکیا جائے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! It should not be further kept pending after next sessionلہذا اگلے اجلاس تک pendingکر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے کہہ دیا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے۔ may be before that but it is up to them

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! But not after that

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے انھیں کہہ دیا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے اسے take upکر لیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ یہاں پر ساڑھے تین سال سے ڈاکٹر انجم امجد صاحبہ کا بل pendingپڑا ہے۔ عباسی صاحب کا بل تین سال سے pendingپڑا ہے۔ لہذا میری استدعا ہے کہ آپ اس میں کوئی ٹائم ضرور fixکریں۔ آپ نے یک طرفہ رولنگ دی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: You know the rules میں جو کہہ رہا ہوں آپ اسے زیادہ بہتر جانتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن وہ تو نہیں جانتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: Lets not fix the date میں یہ کہہ رہا ہوں کہ جتنا جلدی ہو سکے۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن وہ نہیں جانتے اس لئے آپ ان کو بھی بتا دیں تاکہ وہ اس وقت تک تیاری کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ تو جانتے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جی، میں تو جانتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بس ٹھیک ہے ۔ میں نے کہہ دیا ہے کہ جتنا جلدی ہو سکے۔ فی الحال اسے pending کیا جاتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں بھی آپ کے سامنے اپنا ماتم کرنے لگا ہوں کہ 2003 میں Torture Compensation Bill یہاں پر پیش ہوا اور اس پر بحث ہوئی۔ حکومت نے کہا کہ ہم اس صوبے میں پولیس تشدد اور کلچر کا خاتمہ چاہتے ہیں اور یہ بہت اچھا بل ہے لیکن ہم اسے تھوڑا سا ٹھیک کر کے اپنا بل لائیں گے۔ اس کے بعد میں نے دوبارہ وہ بل پیش کیا۔ میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ آپ میرے بل کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ آپ اسے ایوان میں لانے کا حکم دیں بے شک ایوان اسے reject کر دے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں پیشگی تو کوئی فیصلہ نہیں سنا سکتا۔ Let it come and discuss یہ تو نہیں کہا جا سکتا کہ میں خود پہلے بتاؤں کہ میں نے کیا کرنا ہے let it come and discuss اس کے بعد ہی کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! وہ بل اسمبلی سیکرٹریٹ کے پاس پڑا ہوا ہے۔ اسمبلی سیکرٹریٹ اسے move ہی نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ put up ہوگا تو then we will take up the issue

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! وہ put up نہیں ہوگا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ والے کہتے ہیں کہ سپیکر صاحب نے کہا تھا کہ حکومت اپنا بل لے کے آئے گی لیکن حکومت تین سال سے اپنا بل نہیں لا رہی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ میرا بل ایوان میں پیش کیا جائے پھر بے شک اسے مسترد کر دیں۔ آپ اپنے سیکرٹریٹ کو ہدایت کریں کہ وہ آنے والے منگل میں میرا بل پیش کرے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جس وقت بل put up ہوگا اس وقت اسے discuss کیا جائے گا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر آپ نے یہاں ان کو ہدایت نہ کی تو پھر میرا بل کبھی بھی اسمبلی میں نہیں آئے گا۔ اسمبلی سیکرٹریٹ والے بتاتے ہیں کہ ہمیں سپیکر صاحب کی ہدایت ہے کہ گورنمنٹ بل لائے گی لیکن گورنمنٹ چار سال سے بل نہیں لائی تو اس میں میرا کیا قصور ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: اسمبلی کے کس بندے نے کہا ہے کہ سپیکر صاحب نے منع کیا ہوا ہے؟ ایسی باتیں ہاؤس میں نہیں کی جاتیں۔ (قطع کلامیاں)

I will not allow this. Do not doubt the integrity of the Speaker. This is the House and please keeps the integrity of the Speaker and don't doubt on the integrity of the Speaker. I will not allow this. When the Bill will come, I will take it up. Next Bill is University of Punjab (Amendment) Bill 2006.

جی، چودھری اصغر علی گجر!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میری بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے آپ کو عرض کر دیا ہے کہ یہ نہیں ہو سکتا۔ You have taken it wrong

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! اسے take up تو کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ آئے گی تو We will take up.

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ بات تو سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے بھائی جب وہ بل یہاں پر آئے گا تو .We will take up

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! آپ take up کریں گے تو آئے گا وہ کوئی آسمان سے آئے گا۔ میں نے دو دفعہ سیکرٹری کو اس کا نوٹس دیا دو دفعہ move کیا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں .Secretary is not answerable to this House آپ مجھے میرے چیمبر میں ملیں پھر اس پر بات ہو گی۔ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب والا! میں اس سلسلے میں سپیکر صاحب سے کئی دفعہ ملا ہوں۔ جب تک یہاں پر بات نہیں ہوتی۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ چیمبر میں تشریف لے آئیں وہاں پر بات ہو جائے گی۔ Next is University of Punjab (Amendment) Bill 2006. چودھری اصغر علی گجر صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں پھر ایک دفعہ آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ جو کائرہ صاحب کا بل آپ نے pending فرمایا ہے وہ رولز کے مطابق اگلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر آ جانا ہے۔ لودھی صاحب کو آپ بتا دیں کیونکہ وہ پھر اگلی دفعہ کوئی نیا بہانہ لے آئیں گے تاکہ اگلی دفعہ یہ take up ہو جائے۔ ان کو شاید اس بات کا پتا نہیں۔

وزیر مال: صرف آپ کو ہی پتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں آپ نے واضح کر دیا ہے۔

مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب یونیورسٹی مصدرہ 2006

CH ASGHAR ALI GUJJAR: I move:

> "That leave be granted to introduce the University of the Punjab (Amendment) Bill 2006."

MR DEPUTY SPEAKER: The motion moved is:

> "That leave be granted to introduce the University of the Punjab (Amendment) Bill 2006."

وزیر تعلیم: جناب والا! میں اس کی مخالفت کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: جناب والا! ہم نے یہ ترمیم اس لئے دی ہے کہ پنجاب کے اندر وائس چانسلر جب کبھی کسی اہل کار کے خلاف تادیبی کارروائی کرے تو اس کو اپیل کے لئے چونکہ سنڈیکیٹ میں جانا پڑتا ہے اور جب وہ سنڈیکیٹ میں اپیل کے لئے جاتا ہے تو سنڈیکیٹ کو chair بھی وائس چانسلر کرتا ہے۔ جب وائس چانسلر chair کرے گا وہ تو پہلے ہی اسے سزا دے چکا ہے۔ اس کے خلاف وائس چانسلر کو chair نہیں کرنا چاہئے۔ اس کا ثبوت پنجاب کے اندر موجود ہے پنجاب نے خود زرعی یونیورسٹی فیصل آباد کے اندر یہ ترمیم کی ہے کہ اگر کوئی وائس چانسلر کسی اہل کار کے خلاف تادیبی کارروائی کرے گا تو وہ سنڈیکیٹ کے اندر جب بات جائے گی تو وائس چانسلر اس کو chair نہیں کرے گا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ انصاف کے تقاضوں کو بروئے کار لاتے ہوئے اس میں یہ ترمیم کی جائے کہ کسی اہل کار کے خلاف اگر کوئی وائس چانسلر کارروائی کرے تو سنڈیکیٹ کے اندر جب اس کی اپیل جائے تو وائس چانسلر اس کو chair نہ کرے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! چودھری اصغر علی گجر صاحب اور متعدد ساتھیوں نے جو یونیورسٹی آف پنجاب امینڈمنٹ بل سے متعلق جو ترمیم یہاں پر پیش کی ہے۔ میں نے بڑے مؤدبانہ انداز میں اس کو یہاں پر oppose کرنے کی جسارت کی ہے۔ اس سلسلے میں اس کی background ہاؤس کی اور معزز ممبر کی خدمت میں پیش کرنے کی جسارت کروں گا۔ ایک تو ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ بتانا بھی بڑا ہی ضروری ہے اس وقت جتنی بھی یونیورسٹیاں ہیں اور خاص طور پر شیخ صاحب کو بھی بتانا ہے جو کہ ابھی ابھی اٹھ کر جا رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمیشن جو ہے تمام یونیورسٹیاں اس کے under ہیں ایرڈ یونیورسٹی راولپنڈی، زرعی یونیورسٹی فیصل آباد، ویٹرنری سائنسز ہے اس کے علاوہ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج ہے یہ جتنی بھی یونیورسٹیاں بنی ہیں ان تمام یونیورسٹیوں کا چانسلر گورنر ہوتا ہے۔ فیڈرل گورنمنٹ میں جو ہائر ایجوکیشن کمیشن ہے وہ اب چاروں صوبوں کو direct کرتا ہے۔ اب ہائر ایجوکیشن میں اتنا تیزی سے focus آ گیا ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن بڑا active ہو گیا ہے۔ انہوں نے norms and criteria بدل ڈالے ہیں۔ اب آپ اگر کسی پرائیویٹ یونیورسٹی کا چارٹر لینا چاہیں تو اتنی آسانی سے نہیں ملتا۔ پہلے تو کرایہ کی

کوٹھیوں میں بھی چارٹر دے دیئے جاتے تھے۔اب جب تک آپ کی ملکیت نہیں ہوگی، جب تک آپ کے اکاؤنٹ میں بنک بیلنس نہیں ہوگا، جب تک آپ کچھ discipline نہیں شروع کریں گے اور جب تک faculty strong نہیں ہوگی تب تک یہ ہاؤس چارٹر پاس نہیں کر سکتا۔

جناب والا! norms and criteria بدل ڈالے اور accreditation committee بھی بدل ڈالی اور وائس چانسلرز کی تقرری کے لئے search committee پرائیویٹ سیکٹر میں بنادی گئی ہے جس کو بابر علی صاحب اور سرتاج عزیز جیسے لوگ head کرتے ہیں۔یعنی کہ محکمے نے اپنا اختیار pull-out کر لیا ہے اور پرائیویٹ سیکٹر کو involve کر لیا ہے۔پورے ملک میں یہ ہو رہا ہے، چاروں صوبوں میں یہ ہو رہا ہے اور ہم لوگ بڑی تیزی سے ترامیم بھی کر رہے ہیں اور اس میں ہم changes بھی لے کر آ رہے ہیں اور آپ کی اور دوستوں کی بھی مہربانی ہے کہ جب بھی کوئی ترمیم آتی ہے تو ہم اس کو unanimously پاس کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! گجر صاحب کی یہ بڑی اچھی ترمیم ہے میں اس سے agree کرتا ہوں لیکن میری گزارش یہ ہوگی کہ ہمارا اپنا departmental work بھی ہوتا ہے صوبائی اور مرکزی حکومت کی ہدایات بھی آتی ہیں۔اس وقت ایک چانسلر کمیٹی بنی ہوئی ہے یعنی کہ چاروں گورنرز کی ایک کمیٹی بنی ہوئی ہے ان کی صدر پاکستان کے ساتھ میٹنگ ہوئی وہاں پر ہائرایجوکیشن کمیشن نے کہا کہ ماڈل آرڈیننس بنایا جائے ایک ماڈل آرڈیننس یونیورسٹیوں کا بنایا جائے جس کے تحت چاروں صوبوں میں جو اس وقت تقریباً 105 یونیورسٹیاں ہیں ان تمام کی ترامیم کی جائیں۔اب چاروں صوبے اس کی تیاری کر رہے ہیں اور ان کا مؤقف بھی بالکل درست ہے اور ان کی اس ترمیم کو ہم اس آرڈیننس کے ذریعے treat کر رہے ہیں۔اگر ہم یہ ایک ترمیم یہاں پر take up کر لیں تو صاف ظاہر پھر باقی تمام یونیورسٹیوں میں ترامیم لانا ہمارے لئے انتہائی ضروری ہو جائے گا۔

جناب والا! یہ وہی بات ہے جس طرح وزیر زراعت نے ترمیم لانا چاہی تو اس کا اطلاق میری یونیورسٹیوں پر بھی ہو جاتا ہے۔اس لئے میری گزارش یہ ہوگی کہ ہم انشاءاللہ تعالیٰ جلد ترمیم لائیں گے اور میں ان سے agree کرتا ہوں میں نے اس کے سارے سیکشن بھی پڑھے ہیں سیکشن 23 اور سیکشن 45 بھی میں نے پڑھا ہے۔ان کی بات ایک حد تک درست ہے ہم نے پہلے ہی اس کو take up کیا ہوا ہے ہم تمام یونیورسٹیوں کے چارٹرز بلوا رہے ہیں اور ان میں ہم خود سے ترامیم لے کر آ رہے ہیں۔اس وقت میں چاہوں گا کہ ان کی ترمیم کو بھی اس میں incorporate کر لیں

گے۔جہاں تک ریکارڈ کی بات ہے تو میں عرض کروں گا کہ ان کی observation بالکل درست ہے۔ہم چاہتے ہیں کہ اپیل کا جو ایک right ہے وہ کم از کم اس appellant کو دیا جائے اور جس نے سزا دی ہے چاہے وہ وائس چانسلر ہی کیوں نہ ہو وہ اس کمیٹی کو head نہ کرے۔یہ بات ان کی بالکل درست ہے۔

جناب سپیکر! میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہوگی کہ یہ اس کو پریس نہ کریں کیونکہ اس کو ہم اگلے اجلاس میں یا جب بھی ہماری تیاری ہوگی collectively تمام یونیورسٹیوں کی ترامیم ایک ہی دن لے کر آئیں گے۔چودھری اصغر علی گجر صاحب میرے بڑے محترم ساتھی ہیں میں ان سے یہ گزارش کرتا ہوں کہ وہ اس کو پریس نہ کریں۔لہٰذا ان حالات میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو مسترد کیا جائے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! یہ اتنا بڑا مسئلہ نہیں تھا جس بڑے مسئلے کے لئے وزیر تعلیم نے کوئی پندرہ منٹ ہاتھ ہلا ہلا کر تقریر کی ہے۔یہ بالکل ہی simple مسئلہ تھا ایک ترمیم تھی اور ترمیم یہ تھی کہ فیڈرل شریعت کورٹ نے Petition No. 32 پر 1992 میں ایک judgement پاس کی تھی اور فیصل آباد زرعی یونیورسٹی کے ایک کیس کے سلسلے میں فیصلہ کیا تھا اور پنجاب گورنمنٹ کو یہ direction دی تھی کہ 42 سیکشن کو تبدیل کریں۔یہی ترمیم ہم نے دی ہے۔اگر وائس چانسلر کسی شخص کو کوئی سزا دیتا ہے اس کے خلاف تادیبی کارروائی کرتا ہے تو اس کی اپیل سنڈیکیٹ میں جاتی ہے۔اب چونکہ سنڈیکیٹ کو chair وائس چانسلر کرتا ہے۔شریعت کورٹ نے کہا کہ اپیل کے موقع پر وائس چانسلر سنڈیکیٹ کو chair نہ کرے۔اس direction پر فیصل آباد یونیورسٹی میں یہ ترمیم کی تھی۔ہر کام کے متعلق یہ کہتے ہیں کہ یہ بڑا اچھا ہے اپوزیشن نے چودھری اصغر علی گجر صاحب نے یہ بڑا اچھا کام کیا ہے لیکن یہ اپنی ترمیم واپس لے لیں اور ہم جو قانون خود لے کر آئیں گے وہ بھی اسی طرح لے کر آئیں گے اور اس میں ان کی آراء اور ان کی ترامیم کو شامل کر لیں گے۔میں آپ سے صرف یہ درخواست کروں گا کہ یہ اس بات کے متعلق ensure کروادیں کہ ہماری ترامیم کمیٹی میں پیش کریں گے اور اس کمیٹی میں یہ ہمیں بھی شامل کریں گے۔اس یقین دہانی پر ہم اس کو پریس نہیں کریں گے اور اپنی اس ترمیم کو واپس لے لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! جب بھی کوئی اچھی ترمیم آئی ہے یا کوئی proposal اپوزیشن کی طرف سے آئی ہے تو میں نے ہمیشہ ان کی مشاورت سے ہی اس کو treat کیا ہے۔ میں نے جو آپ کو background بتائی ہے اور میں نے اپنی جونیت آپ کو بتائی ہے کہ ہمارا محکمہ یا ہماری وزارت پہلے ہی یہ ترمیم لانا چاہتی ہے۔ تو میں ریکارڈ کے لئے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ان کی proposals اور ترامیم بڑی اچھی ہیں ہم اس کی قدر کرتے ہیں اور جب ڈیپارٹمنٹ اس کو treat کرے گا یا deal کرے گا اور کوئی ترمیم لے کر آئے گا تو اس وقت جو کمیٹی اس کو deal کرے گی ہم ان کے ایک یا دو معزز اراکین کو اس کمیٹی میں ممبر رکھیں گے تاکہ ہم collectively and unanimously اس amendment کو لے کر آئیں۔

جناب سپیکر! میں لمبی بات اس لئے نہیں کرتا کہ کسی کو پریس نہیں کرنا ہوتا یا We have to play to the Press or to the Gallery. صرف یہ ہوتا ہے کہ معزز ممبرز کو بتایا جائے کہ ہم نے تیاری بھی کی ہے، ہمیں background کا بھی پتا ہے، ہمیں قانون کا بھی پتا ہے اور یہ ساری باتیں اس لئے کی جاتی ہیں تاکہ آنرایبل ممبرز کی تسلی ہو جائے اور انہیں پتا چلے کہ ڈیپارٹمنٹ کی direction درست ہے۔ میں انشاء اللہ تعالیٰ معزز ممبرز کو یقین دلاتا ہوں کہ جب وقت آئے گا تو ہم اس میں ان کی مشاورت بھی رکھیں گے اور ہم انہیں کمیٹی میں بھی رکھیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ٹائم بتا دیں کہ انہوں نے اگلی نئی اسمبلی میں کرنا ہے یا اسی اسمبلی میں کریں گے۔ میں exact ٹائم نہیں مانگتا، یہ صرف فرما دیں کہ یہ اسی اسمبلی میں ہوگا، اگلی اسمبلی میں نہیں ہوگا جس میں شاید میں نہ ہوں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں سارا سوچ سمجھ کر کل انہیں ٹائم کا schedule بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! ایجوکیشن منسٹر صاحب آپ کا پورا احترام کرتے ہیں اور آپ کو اس میں شمولیت کا پورا موقع دیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان کی اس یقین دہانی کے بعد یہ کریں گے I think you don't press and it is disposed of. اس کے بعد ہے The Zikarya University (Amendment) Bill 2006. اس کو بھی on the same basis dispose of کیا جاتا ہے۔

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم محترمہ فائزہ احمد کی زیر التواء قرارداد لیتے ہیں۔

پنشنر کی وفات کے بعد اس کی فیملی پنشن 50 فیصد کی بجائے 100 فیصد کرنے کا مطالبہ

محترمہ فائزہ احمد: اس ایوان کی رائے ہے کہ:

"حکومت پنشنر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کی فیملی پنشن 50 فیصد کی بجائے 100 فیصد کر دے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"حکومت پنشنر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کی فیملی پنشن 50 فیصد کی بجائے 100 فیصد کر دے۔"

MINISTER FOR FINANCE: I oppose it, sir.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ فائزہ احمد: جناب سپیکر! اس قرارداد کا مقصد یہ تھا کہ ایک آدمی کی بیوہ کو پنشن ملتی ہے تو میرے اندازے کے مطابق موجودہ مہنگائی کی صورتحال کو اگر دیکھا جائے تو یہ پنشن ان کے گھر اور بچوں کے لئے ناکافی ہے اور مجھے اس قرارداد کی ضرورت اس لئے محسوس ہوئی کہ میں سمجھتی ہوں کہ اس ایوان کو چاہئے کہ جہاں پر ہم صوبے کی بھلائی اور فلاح و بہبود کے لئے بہت نعرے لگا رہے ہیں تو ہمیں چاہئے کہ ہم حقیقتاً ان چیزوں اور ایشوز کو دیکھیں کہ جس طرح مہنگائی روز بروز بڑھ رہی ہے، ہر مہینے مہنگائی کا ایک نیا بم ہم غریب لوگوں کے اوپر پھینک رہے ہیں اس حساب سے وہ لوگ جواب اس دنیا میں نہیں اور ان کے لواحقین کا گزارہ ایک پنشن پر ہوتا ہے تو اس پنشن کی رقم اتنی کم ہے کہ اس فیملی کا گزارہ ناممکن ہے اور ایسی صورت میں اس اسمبلی کی طرف سے ایک positive step جائے کہ ہم ان کے لئے سوچتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو ریلیف دینا چاہتے ہیں تو یہ ایک بہت بڑا قدم ہوگا اور میں نہیں سمجھتی کہ یہ 100 فیصد کرنے سے ان کے لئے کوئی بہتر situation ہو لیکن پھر بھی صورتحال کچھ بہتر ہو سکتی ہے تو میرا مقصد تھا کہ ان فیملیز کو موجودہ مہنگائی سے جو

پریشانی ہے اس میں ان کے لئے تھوڑا ریلیف ہو گا اگر ہم اس پر کچھ سوچیں تو۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Minister for Finance.

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے میں اپنی محترمہ بہن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ جتنی بھی سرکاری ملازمین کی مراعات، پنشن، جی پی فنڈز اور اس قسم کی انہیں سہولیات دی جاتی ہیں اس میں ہم وفاقی حکومت کی پالیسی کو follow کرتے ہیں اور کوشش یہ کی جاتی ہے کہ باقی چاروں صوبوں میں جو مروجہ طریقہ چل رہا ہے اسی کے مطابق اس کو at power رکھا جائے۔ اس وقت تک باقی چاروں صوبوں میں بھی یہی پالیسی اپنائی جا رہی ہے جس طرح پنجاب میں ہے۔ اس وجہ سے حکومت کے مالی وسائل کی کمی کو سامنے رکھتے ہوئے اس وقت گورنمنٹ کے لئے ممکن نہیں ہو گا کہ بیواؤں کی پنشن میں 50 فیصد سے 100 فیصد اضافہ کر سکے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ ایک بہت ہی اچھی قرارداد تھی جو محترمہ فائزہ احمد صاحبہ نے یہاں پیش کی ہے۔ یہ دیکھیں کہ جب کوئی شخص پنشن لیتا ہے تو وہ پنشن گورنمنٹ نہیں دیتی بلکہ اس نے اپنی ملازمت کے دوران تنخواہ میں سے کچھ حصہ جو کٹوتی کروائی ہوتی ہے اسی میں گورنمنٹ کچھ share کر کے اس پنشنر کو دیتی ہے اور جب تک وہ زندہ رہتا ہے وہ پنشن وصول کرتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر! جب وہ پنشنر فوت ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہماری سوسائٹی کا جو حال ہے اسے آپ بھی جانتے ہیں اور اس ہاؤس میں بیٹھا ہوا ہر شخص جانتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں گورنمنٹ نے یا فنانس ڈیپارٹمنٹ نے اپنی طرف سے کوئی اضافہ نہیں کرنا بلکہ اس کی پنشن جو pending پڑی ہے جسے اس نے اپنی زندگی میں وصول کرنی تھی وہی اس کی بیوہ کو منتقل ہونی تھی تو یہ بہت اچھی قرارداد ہے اور ماشاء اللہ دریشک صاحب نے جو دلیل دی ہے کہ چاروں صوبوں میں یہی پالیسی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ان کی کوئی ایسی وزنی دلیل نہیں ہے۔ اس پر غور کرنا چاہئے اگر ہمارے صوبے کے اس ہاؤس سے کوئی اچھی تجویز جاتی ہے تو اس کو دوسرے صوبے بھی یقیناً follow کریں گے۔ یہ بہت اچھی تجویز ہے جو محترمہ فائزہ احمد صاحبہ نے دی ہے تو میں آپ سے درخواست کروں گا اور آپ کی وساطت سے میں اس ہاؤس سے بھی درخواست کروں گا، فنانس منسٹر صاحب ماشاء اللہ ہمارے بہت اچھے بھائی ہیں اور ہمیشہ positive باتوں کو مانتے بھی ہیں اور اس کا ہمیں بڑا positive response دیتے ہیں۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس میں ان کے فنانس ڈیپارٹمنٹ نے کوئی اضافہ نہیں کرنا۔ یہ اس کی اپنی پنشن ہے جو اس کی بیوہ نے وصول

کرنی ہے تو آپ اس قرارداد کو جانے دیں، یہ قرارداد ہے شاید اس کا اچھا impact ہو اور دوسرے صوبے یا مرکز بھی اس پر سوچنے پر مجبور ہوں۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ خالدہ منصور!

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں فائزہ احمد کی اس قرارداد کی حمایت اس حوالے سے کروں گی کہ پاکستان ایک اسلامی فلاحی ریاست ہے اور کسی بھی حکومت کے یہ فرائض میں شامل ہوتا ہے کہ جب ایک خاتون بیوہ ہوتی ہے تو اس کے اور بچوں کے تمام اخراجات پورے کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے اور وہ بیوہ جس کا خاوند فوت ہوا ہے وہ گورنمنٹ ملازمت میں ہو تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ حکومت کے فرائض میں یہ شامل ہے کہ بیوہ کو اس کے خاوند کے تمام تر واجبات اور دوسری سہولیات دینی چاہئیں۔ ہمارے معاشرے میں بہت سی برائیاں ایسی بھی ہیں کہ جو اس وجہ سے ہو جاتی ہیں کہ جب خاوند سر پر نہیں ہوتا اور ماں بچوں کے اخراجات پورے نہیں کر سکتی تو بچے غلط راستوں پر چلے جاتے ہیں۔ اگر ہمیں اپنے معاشرے سے یہ برائیاں ختم کرنی ہیں تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ جیسے ہم نے بیت المال اور اس طرح کے دوسرے فنڈز شروع کئے ہوئے ہیں اگر ہم ان لوگوں کو جو کہ حکومت کے فرائض سرانجام دیتے ہوئے یا ریٹائرڈ ہو جاتے ہیں اور ان کے بچے اور بیوہ باقی رہ جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ ہماری یہ حکومت جو عورتوں کو بہت زیادہ oblige کر رہی ہے اور اتنی زیادہ سیٹیں 33 فیصد نمائندگی خواتین کو دی ہوئی ہے تو کیا بیوہ خواتین کا یہ حق نہیں ہے---

(اذان ظہر)

جناب سپیکر! میں بات وہی سے شروع کروں گی کہ ہم سب خواتین جو یہاں اس ہاؤس میں بیٹھی ہوئی ہیں۔ ہم خواتین کو بجٹ میں تو کوئی سہولت نہیں دی گئی لیکن یہ قرارداد جو بیوہ خواتین کے لئے آئی ہے تو ہمیں چاہئے کہ ہم اسے سپورٹ کریں۔

جناب والا! اگر ہم دیکھیں تو جو راشن سکیم چودھری پرویز الٰہی صاحب نے شروع کی ہے۔ ایک ارب روپیہ راشن کارڈ بنانے پر خرچ کیا گیا اور 2۔ارب روپیہ لفافوں پر تصویر کی چھپوائی پر خرچ ہوئے۔ کیا ہم اس طرح کی فضولیات اور اپنی publicity پر خرچ کرتے ہیں، ان کو ختم کریں اور بیوہ خواتین کی امداد کریں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس سے حکومت کی نیک نامی ہو گی۔ میں وزیر صاحب سے درخواست کروں گی کہ اگر ہم آج یہ قرارداد پاس کر دیں تو دوسرے صوبے بھی ہو

سکتا ہے کہ آپ کو دیکھ کر وہ بھی ان خواتین کی مدد کر سکیں۔ بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہاں پر ایک ابہام ہے جیسا کہ ارشد بگو صاحب نے فرمایا ہے کہ پنشن کا بوجھ حکومت پنجاب پر نہیں پڑے گا کیونکہ وہ ملازمین کی تنخواہوں سے کٹوتی ہوتی ہے۔ اس طرح نہیں ہے بلکہ پنشن سرکار اپنے پلے سے دیتی ہے۔ اس میں سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے کوئی کٹوتی نہیں کی جاتی اور کوئی contribution نہیں ہوتا۔ اسی اجلاس میں ہماری کوشش ہے کہ ہم اپنا ایک پنشن فنڈ کا بل لے کر آئیں کیونکہ پنشنز کا بوجھ حکومت پنجاب پر بہت زیادہ پڑتا جا رہا ہے اور احتمال یہ ہے کہ آئندہ آنے والے آٹھ دس سالوں میں اتنا زیادہ ہو جائے گا کہ شاید ہم ڈویلپمنٹ کے لئے ایک پائی بھی خرچ نہ کر سکیں۔ جہاں تک بیواؤں سے متعلق بات ہے تو پنشنز کے علاوہ اگر وہ کسی سرکاری رہائش گاہ میں رہ رہی ہوں تو ان کو وہاں پر پانچ سال رہنے کی اجازت ہوتی ہے۔ اگر سرکاری ملازم کی سروس کے دوران وفات ہو جائے تو اس کے ایک بچے کو گریڈ 1 سے گریڈ 5 تک ملازمت بھی دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ماہانہ تعلیمی وظائف دیئے جاتے ہیں۔ ان کو جی پی فنڈ بھی دیا جاتا ہے، انشورنس بھی دی جاتی ہے اور مختلف ایسی کئی اور مدات پنشن کے علاوہ ہیں جس سے اس خاندان کی مشکلات اور دقت کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔

میں جناب سے استدعا کروں گا کہ مہربانی کر کے اس پر question put کر دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنشنر کی وفات کے بعد اس کی بیوہ کی فیملی پنشن 50 فیصد کی بجائے 100 فیصد ادا کرے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد ملک نذر فرید کھوکھر صاحب کی ہے۔ انھوں نے request کی تھی کہ ان کی قرارداد کو pending کیا جائے۔ اگلی زیر التواء قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے سابق قرضوں پر سود معاف کر کے آئندہ بلاسود قرضوں کا دینا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! شکریہ

اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابق سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچائے اور نیز آئندہ ان کو بلاسود قرضے دیئے جائیں۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابق سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچائے اور نیز آئندہ ان کو بلاسود قرضے دیئے جائیں۔"

MINISTER FOR FINANCE: I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں یہ قرارداد پیش ہوئی تھی اور سپیکر صاحب نے اسی خدشے کے پیش نظر کہ یہ اس کی مخالفت کریں گے، اس کو pending کر دیا تاکہ یہ اسے مزید زیر غور لے آئیں۔

جناب والا! صوبہ پنجاب کسانوں کا صوبہ ہے اور اس ملک کی آمدنی کا 70 فیصد انحصار زراعت پر ہے۔ اس حوالے سے یہ قرارداد خالصتاً چھوٹے زمینداروں کے لئے میں نے اس ایوان میں پیش کی تھی۔ اس میں یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ اگر یہ سود معاف بھی ہوتا ہے تو اس سے پنجاب حکومت کی صحت پر کوئی فرق نہیں پڑتا۔ یہ ایک قرارداد ہے زرعی ترقیاتی بنک کے حوالے سے ہے جو فیڈرل گورنمنٹ کا ایک ادارہ ہے۔ اس حوالے سے میں یہ بات بھی واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ سود کا نفاذ ہر شعبے کے اندر غیر اسلامی اور غیر آئینی بھی ہے۔ میں یہاں قرآن کی آیات اور احادیث پیش کر سکتا ہوں لیکن اس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ ہر مسلمان اس کو سمجھتا ہے کہ سود غیر شرعی چیز ہے اس کو ختم ہونا چاہئے۔ میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ اربوں روپے کے قرضے مختلف حکومتیں معاف کرتی رہی ہیں۔ ڈاکٹر عشرت حسین صاحب جو سٹیٹ بنک کے سابق گورنر ہیں ان کی سٹیٹمنٹ میں سے میں نے نوٹ کیا ہے، انہوں نے سٹیٹمنٹ دی کہ

1999 سے 2003 کے درمیان پاکستان میں 23.5۔ ارب روپے کے قرضے معاف کئے گئے اور انہوں نے اسی نشست میں کہا ہے کہ آئندہ بھی 2003 سے 2006 کے درمیان اندازہ ہے کہ مزید 25 سے 30۔ ارب روپے کے قرضے معاف کئے جائیں گے۔یہ سارے کے سارے قرضے industrial loans ہیں جو بڑے بڑے مگر مچھوں نے بنکوں سے لئے ہوئے ہیں، وہ اس کو واپس نہیں کرتے اور ان کو waive off کر دیا جاتا ہے۔

دوسری طرف کیفیت یہ ہے کہ ہمارا چھوٹا کاشتکار جو ساڑھے بارہ ایکڑ یا اس سے کم زرعی رقبہ رکھتا ہے وہ اپنی روزی کے لئے تھوڑا تھوڑا قرضہ زرعی ترقیاتی بنک سے وصول کر لیتا ہے۔اب صورتحال یہ ہے کہ زرعی inputs کی قیمتیں آپ دیکھ لیں وہ کہاں پر جا رہی ہیں اور اس کے بعد مزید ظلم یہ ہے کہ کاشتکار کو اپنی produce کی قیمت کے تعین کا حق بھی حاصل نہیں ہے اس کو بھی حکومت متعین کرتی ہے۔اس پر کوئی دلیل کی ضرورت نہیں ہے بہر حال ہمارا چھوٹا کاشتکار انتہائی مشکل حالت میں ہے۔اس حوالے سے اگر سابق سود جو غیر شرعی بھی ہے، غیر اسلامی بھی ہے، غیر آئینی بھی ہے اس کو معاف کر دیا جائے تو تھوڑا سا ریلیف کسانوں کو مل جائے گا اور ساتھ آئندہ بھی جو انہیں غیر سودی قرضے دیئے جائیں گے اس حوالے سے ان کے اندر بہتری آ جائے گا اور بہتر انداز میں وہ اپنی محنت پاکستان کی معیشت کی بحالی کے حوالے سے کر سکیں گے اور اس عذاب سے بھی وہ باہر آ جائیں گے۔ بڑے بڑے مگر مچھ جو وفاقی وزیر اور بڑے بڑے عہدوں پر بیٹھے ہیں، اب چھوٹا کسان جس کا چار پانچ دس ہزار روپے قرضہ ہوتا ہے وہ نہیں دے سکتا تو ریونیو ڈیپارٹمنٹ آ جاتا ہے اور اس کو پکڑ کر جیپ میں جانوروں کی طرح ڈالتا ہے اور اسے lock up میں ڈال دیتا ہے اور پھر بڑی مشکل کے ساتھ کسی نہ کسی ذریعے سے اس بیچارے کی رہائی وہاں سے ممکن ہو پاتی ہے۔آئے دن اخبارات میں بہت سارے اشتہارات آتے رہتے ہیں، چھوٹے چھوٹے جو ایک ایک، دو دو، چار پانچ ایکڑ کے مالک ہیں، تھوڑے سے سود کی عدم ادائیگی کی وجہ سے اخبارات میں ان کی زمینوں کی نیلامی کے لئے اشتہارات آئے ہوتے ہیں یہ انتہائی ظلم ہے اس لئے میں گزارش کروں گا کہ precedent بھی موجود ہے۔الحمدللہ صوبہ سرحد میں جب سے مجلس عمل کی حکومت 2002 میں آئی ہے سب سے پہلا decision وہاں کی صوبائی کابینہ نے یہ کیا کہ ان کے اپنے purview کے اندر جتنے بھی انہوں نے کوآپریٹو، خیبر بنک یا دوسرے بنکوں سے کسانوں کو قرضے دیئے تھے انہوں نے یک جنبش قلم اس میں ان کی معافی کا اعلان کر دیا، بھلے ہی ان کو کروڑوں روپے کا اس

میں نقصان ہوا لیکن انہوں نے یہ precedent بنا دیا۔ یہاں پر بہت ساری باتیں ہوتی ہیں کہ اگر ہم کوئی فیصلہ کر لیں گے تو دوسرے صوبوں میں بھی عملدرآمد کرنا ہوگا بڑی مشکل آ جائے گی لیکن یہاں تو اس صوبے نے اسے implement کیا ہے اس لئے اگر اس کو follow کر لیں گے تو یہ کسانوں کے انتہائی مفاد میں ہوگا۔ اگر ابھی اس کو ووٹنگ کے لئے پیش کریں گے اور (ق) لیگ کے دوست یہاں بیٹھے ہیں یہ زور سے no کی آواز لگائیں گے میں ان سے یہ پوچھتا ہوں کہ یہ کیسا message پنجاب کے عوام اور کاشتکاروں کو اس حوالے سے دیں گے۔ اس لئے میں وزیر خزانہ صاحب سے، یہاں پر بیٹھے ہوئے وزراء سے اور مرد و خواتین ممبران سے بھی انتہائی مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ جبکہ اس قرارداد کے نتیجے میں پنجاب حکومت کا ایک پائی کا نقصان بھی نہیں ہونا ہے اور یہ قرارداد جانی ہے اور جس طرح ایک قرارداد یہاں اس ہاؤس نے متفقہ طور پر پاس کی تھی وہ قرارداد میں نے پیش کی تھی کہ زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویلوں پر کسانوں کو 7 فیصد چھوٹ دی جائے، یہ تو اسے reject کروا رہے تھے لیکن آپ نے مہربانی کی اور ایک کمیٹی بنا دی۔ میں وزیر خوراک، وزیر زراعت، مجاہد علی شاہ صاحب جو اس وقت لوٹے نہیں بنے تھے، ہم باہر بیٹھ گئے تھے اور اس پر discussion کی اور 50 فیصد پر ہم نے فیصلہ لیا کہ پچاس فیصد تک ان کو زرعی ٹیوب ویلوں کے بلوں پر چھوٹ دی جائے گی، یہ ہاؤس میں put ہوئی اور متفقہ طور پر پاس ہوئی اب ایک سال ہو گیا ہے لیکن اس پر بھی ابھی کوئی عملدرآمد کی صورت نظر نہیں آ رہی اس لئے اگر یہ قرارداد ایوان کی طرف سے متفقہ چلی جائے گی تو یہ پنجاب کے کاشتکاروں کو ایک اچھا پیغام جائے گا اور وہ اس بارے میں سوچیں گے کہ پنجاب اسمبلی کا یہ جو ایوان ہے جہاں پر ہم نے ووٹ دے کر ممبران کو بھیجا ہے وہ ہمارے بارے میں سوچتے ہیں، ہمارے بارے میں فکر کرتے ہیں اور ہمارے لئے مثبت اقدامات کرتے ہیں اس لئے میں آپ کی وساطت سے (ق) لیگ کے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا کہ جبکہ آپ کا اس میں کوئی نقصان بھی نہیں ہے اس کو براہ مہربانی پاس ہونے دیں یہ آپ کی بہتری کے لئے ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! 27۔ جون 2006 کو یہ قرارداد آنے کے بعد ہم نے وفاقی حکومت فنانس ڈویژن اور زرعی ترقیاتی بنک کو یہ قرارداد بھیجی کہ اس کے متعلق وہ اپنا response دیں۔ پہلی بات تو میں یہاں یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی مالیاتی ادارے ہیں including

پنجاب بنک، پنجاب پراونشل کوآپریٹو بنک یہ تمام براہ راست سٹیٹ بنک آف پاکستان کے ریگولیشنز کے مطابق کام کرتے ہیں۔ اس کے اندر حکومت پنجاب کے محکمہ خزانہ کا directly کسی قسم کا کوئی کردار نہ ہے۔ جہاں تک ذمہ داروں کی امداد یا ذمہ داروں کی ہمدردی کا تعلق ہے تو جناب اس بات کے بخوبی گواہ ہیں کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک ہمارے تمام کاشتکار جن کی تعداد صوبہ بھر میں 98 فیصد بنتی ہے ان کا زرعی ٹیکس پنجاب گورنمنٹ نے معاف کیا ہے یہ اس چیز کو ظاہر کرتا ہے کہ گورنمنٹ ایگریکلچر کو promote بھی کرنا چاہتی ہے لیکن at the same time اگر کوئی wishful thinking ہے یا جس کا ground reality سے یا حقیقت سے قطعی کوئی تعلق ہی نہیں ہے تو اس قسم کی قرارداد کو ہم support نہیں کرتے۔ میں جناب سے گزارش کروں گا کہ اس کا question put کریں تاکہ ایوان اس پر فیصلہ کر سکے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! جو قرارداد ڈاکٹر وسیم اختر صاحب کی طرف سے پیش کی گئی ہے یہ چھوٹے زمینداروں کی بھلائی اور غریب کسانوں کی بہتری کے لئے ہے اور 70 فیصد عوام کا تعلق کاشتکاری سے ہے۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ سود حرام ہے اور غیر شرعی کام ہے اور پاکستان میں اس کو ویسے ہی ختم کیا جانا چاہئے۔ جیسا کہ صوبہ سرحد میں اس کو ختم کیا گیا ہے تو یہ بھی اس سلسلے کی ایک کڑی بن سکتی ہے۔ یہاں رواج بھی رہا ہے کہ جو بڑے بڑے صنعتکار ہیں ان کے تو اربوں روپوں کے قرضے معاف کر دیئے جاتے ہیں لیکن غریب کاشتکاروں کو اگر یہ سہولت دے دی جائے تو ان کو پنجاب اسمبلی سے ایک بہت اچھا پیغام جا سکتا ہے کہ پنجاب اسمبلی میں ہمارے حقیقی نمائندے ہیں اور وہ وہاں پر ہمارے لئے بات کر رہے ہیں اور ہمارے لئے سوچ رہے ہیں تو اس لئے اس قرارداد کو منظور کیا جانا چاہئے۔ شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں محترم وزیر خزانہ سے یہ گزارش کروں گا کہ اگر ان کی اتنی ہی کوئی زیادہ مجبوری ہے کہ انہوں نے اس قرارداد کو oppose کرنا ہے تو وہ مہربانی کریں اور اس کو pending کروا لیں کیونکہ سب روزے سے ہیں اور ماہ رمضان ہے۔ اس میں جو ہاں کا ووٹ ہے وہ براہ راست سود کے حق میں جائے گا اور یہ سود کی وہ شکل ہے جس کو واقعتاً ہی اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ اللہ سے جنگ کرنے والی بات ہے کہ ایک آدمی جو اپنے قرض کی ادائیگی نہ کر سکنے

کی وجہ سے اس کا گھر نیلام ہو رہا ہو اور اس کا گھر نیلام کر دیا جائے لیکن اس کو سود معاف نہ کیا جائے تو دراصل سود کی یہی وہ شکل ہے جو اس وقت مدینہ اور مکہ میں رائج تھی اور اس بنیاد پر اللہ کے نبی ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہوا کہ یہ میرے سے جنگ کرنے کے مترادف ہے۔ اس قرارداد کے ان الفاظ پر محترم وزیر خزانہ غور فرمالیں کہ یہاں پر قرضہ معافی کی کوئی بات نہیں ہے یہاں پر یہ نہیں کہا گیا کہ ایک غریب کسان جس کی بارہ ایکڑ سے کم زمین ہے اس کا قرض معاف کر دیا جائے۔ یہاں پر یہ کہا گیا ہے کہ کسانوں کے قرضوں پر سابق سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچایا جائے۔ یعنی یہ صرف سود کی معافی کی request ہے اور وزیر خزانہ کے علم میں یہ بات ہو گی کہ پچھلے مالی سال کی یہ سٹیٹ بنک کی رپورٹ ہے کہ موجودہ حکومت نے 27۔ارب روپے کے قرضے معاف کئے ہیں۔ یہ ریکارڈ کی بات ہے۔ میرے خیال میں یہ ایک ارب روپے کی بھی رقم نہیں بنتی ہو گی۔ اول تو آپ اس کو oppose نہ کریں اور اگر آپ کی کوئی مجبوری ہے تو پھر کم از کم اس کو pending کروالیں۔ اس پاک مہینے میں سود کے حق میں نہ تو ہم سے ناں کہلوائیں اور نہ خود ہاں کریں اور ناں ہی آپ سے یہ question put کروائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیونکہ نماز ظہر کا وقت ہو چکا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ نماز کے لئے وقفہ کرنا چاہئے اس لئے جتنی قرار دادیں باقی بچی ہوئی ہیں ان کو pending کیا جاتا ہے اور نماز ظہر کا وقفہ کیا جاتا ہے۔

آوازیں: اجلاس adjourn کا اعلان تو کریں جناب!

جناب ڈپٹی سپیکر: اجلاس کل مورخہ 4۔اکتوبر 2006 صبح 10.00 بجے تک adjourn کیا جاتا ہے۔

463

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،4۔اکتوبر2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مقامی حکومت ودیہی ترقی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جو پیش کئے جائیں گے)

i۔ مسودہ قانون (ترمیم) بارڈر ملٹری پولیس پنجاب مصدرہ2006

ii۔ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ2006

iii۔ مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ2006

iv۔ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ2006

465

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

بدھ،4-اکتوبر2006

(یوم الاربعاء،10-رمضان المبارک1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 13 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری سید صداقت علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ (14) وَخَلَقَ الْجَآنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
نَّارٍ (15) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (16) رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ (17) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (18)
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ (19) بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ (20)
فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (21) يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ (22) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (23)
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ (24) فَبِاَيِّ اٰلَآءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ (25) كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ (26) وَّيَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلٰلِ وَالْاِكْرَامِ (27)

سورة الرَّحمٰن آیات14 تا 27

اسی نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح کھنکھناتی مٹی سے بنایا(14)اور جنات کو آگ کے شعلے سے پیدا کیا(15) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(16)وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک(ہے)(17)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18)اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19)دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے(20)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21)دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23)اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو

دریامیں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں (24)تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟ (25)جو(مخلوق)زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے(26)اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکت) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی(27)

وما علینا الا البلاغ o

معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا کی وفات پر اسمبلی کی کارروائی کا ملتوی کیا جانا

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ہمارے نہایت ہی قابل احترام ایم پی اے ظہور احمد خان ڈاہا صاحب جو پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ تھے، قضائے الہیٰ سے وفات پا گئے ہیں اور آج ان کا جنازہ بھی ہے لہذا آج کا اجلاس ملتوی کیا جاتا ہے اور اب اجلاس 5۔اکتوبر2006 بروز جمعرات صبح 10 بجے ہو گا۔

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2006

(جمعتہ المبارک6، سوموار9، منگل10، بدھ11، جمعرات12، جمعتہ المبارک13، سوموار16-اکتوبر2006)
(یوم الجمع12، یوم الاثنین15، یوم الثلاثہ16، یوم الاربعاء17، یوم الخمیس18، یوم الجمع19، یوم الاثنین22-رمضان المبارک1427ھ)

چودھویں اسمبلی: چھبیسواں اجلاس

جلد26(حصہ دوم): شمارہ جات 7تا13

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چھبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔اکتوبر 2006

جلد 26:شمارہ 7

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1۔	ایجنڈا	557
2۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	559
	سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئرنگ)	
3۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	560

4۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------ 604

5۔ غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------ 623

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	حلف	
6۔	نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف ------------	627
	تحاریک استحقاق	
7۔	ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا ------------	628
	تحاریک التوائے کار	
8۔	گکھڑ منڈی (گوجرانوالہ) میں مسلح ڈاکوؤں کے ہاتھوں 30 سالہ خاتون کا قتل ------------	631
9۔	ہارون آباد شہر کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی وجہ سے شہریوں میں پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ ------------	632
10۔	شاہدرہ انوسٹی گیشن پولیس کا خاتون پر تشدد ------------	635
11۔	سروسز ہسپتال لاہور کے شعبہ ایمرجنسی میں میڈیکولیگل رپورٹ سے قبل مریضہ کا علاج نہ کرنا (---جاری) ------------	639
12۔	صوبہ پنجاب میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیر اعظم کے احکام پر عملدرآمد نہ ہونا ------------	639
13۔	لاہور کے رہائشی علاقوں میں کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر (---جاری) ------------	640
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
14۔	حکومت پنجاب کے مالی حسابات برائے سال 04-2003 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا ------------	644

15- پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال2004 کاایوان میں پیش کیاجانا ------------ 645

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سوموار،9-اکتوبر2006	
	جلد 26: شمارہ 8	
16-	ایجنڈا ------------	647
17-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	649
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
18-	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات ------------	650
19-	نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات (جوایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	681
20-	غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات ------------	704
	توجہ دلاؤنوٹس	
21-	فاروق آباددوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کاقتل ------------	711
	تحاریک استحقاق	
22-	ای ڈی اوایجوکیشن (ملتان) کامعززرکن اسمبلی سے نامناسب رویہ (---جاری) ------------	715
	تحاریک التوائے کار	
23-	توحید پارک باغبانپورہ لاہور میں دن دہاڑے ڈاکوؤں کی فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت (---جاری) ------------	716
24-	مشروبات میں جعلی کولا کی بھرمار سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریاں پھیلنے کاخدشہ (---جاری) ------------	717
25-	تحصیل چنیوٹ کے علاقہ ٹھٹھ ڈھاری کے قریب سے گزرنے والی نہر	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	جھنگ برانچ میں 70 ذبح شدہ بھینسیں اور دو افراد کی نعشیں برآمد ہونے سے علاقہ میں خوف وہراس ------------	720
26-	محکمہ صحت کے حکم نامہ کے تحت ضلع بہاولپور میں حادثاتی طور پر ہلاک اور قتل ہونے والے افراد کی نعش کا پوسٹ مارٹم صرف وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور سے کروانے سے متوفیان کے ورثاء کو پریشانی کا سامنا ------------	721
	پوائنٹ آف آرڈر	
27-	خاتون پر تشدد کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کرنے پر انوسٹی گیشن آفیسر کا متعلقہ خاتون کو ہراساں کرنا ------------	723
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو زیر غور لائے گئے)	
28-	مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2006 ------------	727
29-	مسودہ قانون نظر ثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006 ------------	730
30-	مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006 ------------	733
31-	مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2006 ------------	742
	ہنگامی قانون (جو پیش ہوا)	
32-	ہنگامی قانون (ترمیم) بارڈر ملٹری پولیس پنجاب مجریہ 2006 ------------	749
	منگل، 10-اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 9	
33-	ایجنڈا ------------	754
34-	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	756

	پوائنٹ آف آرڈر	
35-	محکمہ آبپاشی میں کروڑوں روپے کی کرپشن کی نشاندہی ------------	757

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

	سوالات (محکمہ آبپاشی وقوت برقی)	
36-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	758
37-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	795
38-	غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات ------------	813
	پوائنٹ آف آرڈر	
39-	حلقہ پی پی-6 راولپنڈی میں سر عام ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ ------------ ------------	819
40-	صوبہ میں جرائم پیشہ افراد کا ایم کیو ایم کے عہدیدار بننے سے گلی کوچوں کے جرائم میں اضافہ ------------	821
	تحاریک استحقاق	
41-	ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا (---جاری) ------------	823
	تحاریک التوائے کار	
42-	پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء (---جاری) ------------	824
43-	صوبہ میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیر اعظم کے احکام پر عملدرآمد نہ ہونا (---جاری) ------------	826
44-	الفلاح بلڈنگ لاہور میں بینو ولنٹ فنڈ سے تعمیر کئے گئے سنیما کا کرایہ وصول نہ کرنے سے محکمہ کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان ------------	828

پوائنٹ آف آرڈر

45۔ سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی ------------ 830

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تحاریک التوائے کار (۔۔۔جاری)	
46۔	شاہ عالم مارکیٹ (لاہور) میں دس منزلہ عمارت گرنے سے 2 افراد کی ہلاکت ------------	836
	پوائنٹ آف آرڈر	
47۔	سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی (۔۔۔جاری) ------------	839
	غیر سرکاری ارکان کی کارروائی	
	قراردادیں (مفاد عامہ سے متعلق)	
48۔	زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے سابقہ قرضوں پر سود معاف کر کے آئندہ بلا سود قرضے دے (۔۔۔جاری) ------------	847
49۔	پنجاب حکومت کے سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں اضافے کا مطالبہ ------------	851
	پوائنٹ آف آرڈر	
50۔	ڈی پی او بھکر کی انتقامی کارروائی کے خلاف بھکر کی عوام کا پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج ------------	856
	قراردادیں (۔۔۔جاری)	
51۔	اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس دینے کا مطالبہ ------------	858
52۔	بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ ------------	864
53۔	بہاولپور انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر ------------	865

54۔	وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجودہ قانون پر عملدرآمد کروانا ------------	866
55۔	صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے پارکنگ کی جگہ مخصوص کرنے کا مطالبہ ------------	868

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
56۔	فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کرنے کا مطالبہ ------------	869
57۔	صوبہ میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور فروخت پر پابندی کا مطالبہ ------------	876
58۔	صوبہ میں ریت، بجری اور سیمنٹ کی باربرداری کے لئے دو پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے چار پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی مع بیک بتی اور بریک کی شرط کو لازمی قرار دینا ------------	878
59۔	پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بھی حج پر جانے والوں کے لئے سفارش کا اختیار دینا ------------	879
	بدھ، 11-اکتوبر 2006 **جلد 26: شمارہ 10**	
60۔	ایجنڈا ------------	882
61۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------	884
	سوالات (محکمہ خدمات وانتظام عمومی)	
62۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	885
63۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------	929
64۔	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	938
	تحاریک التوائے کار	

65- جیل روڈ لاہور کی سروس روڈ پر کار ڈیلرز کا قبضہ ----------- 941
66- ٹی پی او فیصل ٹاؤن (فیصل آباد) کی جانب سے تاجر برادری سے
زبردستی وصول کئے گئے کروڑوں روپے کے چندے سے خریدی
گئی پولیس موٹر سائیکلوں کا غلط استعمال ----------- 943

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
67-	بستی سیدن شاہ لاہور کے رہائشی ریاست علی کی پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہلاکت -----------	946
68-	فیصل آباد فیکٹری ایریا کے علاقہ غریب آباد میں اوباش نوجوان کی کمسن بچی سے زیادتی -----------	947
69-	فیصل آباد میں ستیانہ کے چک نمبر 39 (گ،ب) کی رہائشی لڑکی سے اوباش نوجوانوں کی زیادتی -----------	949
70-	تحصیل جلالپور پیر والا کے مختلف لوگوں کو چیف انجینئر ملتان کی جانب سے غیر قانونی اضافی پانی کی فراہمی -----------	952
71-	صوبہ میں پوسٹ گریجویٹ کلاسز میں داخلہ کے لئے این ٹی ایس کے ذریعے ٹیسٹ پاس کرنے کی شرط -----------	953
72-	مین بلیوارڈ گلبرگ لاہور میں اے بی کمپنیز میں ڈکیتی -----------	959
73-	آبیانہ کے فلیٹ ریٹ سے تھل کینال کی برانچ نہروں سے سیراب نہ ہونے والی زمینوں پر بھی آبیانہ کی وصولی -----------	961
74-	نئی گاڑیوں کی بکنگ میں زیادہ تر حصہ پنجاب کا ہونے کے باوجود ریونیو کا زیادہ تر حصہ سندھ کے کھاتے میں ظاہر کرنا -----------	966
75-	شاہدرہ ٹاؤن (لاہور) پولیس کا اپنے افسران بالا کے حکم کے باوجود اغواء	

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	کا مقدمہ درج کرنے سے انکار	970
	رپورٹ (توسیع)	
76-	مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	973
77-	کورم کی نشاندہی	974

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	سرکاری کارروائی	
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
78-	مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006	974
	جمعرات، 12-اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 11	
79-	ایجنڈا	982
80-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	984
	پوائنٹ آف آرڈر	
81-	سوالات کے جوابات بروقت ایوان میں پیش نہ کرنے سے متعلق قواعد و ضوابط پر توجہ دلانا	985
82-	مظفر گڑھ میں ایم کیو ایم کے انچارج کا اپنی بیٹی کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کروانا	988

83-	گرین ٹاؤن لاہور میں سوئے ہوئے تین افراد کا قتل	991
	سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنی ترقی اور خزانہ)	
84-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	996
85-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1023
	تحاریک استحقاق	
86-	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)	1054

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	پوائنٹ آف آرڈر	
87-	اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے پیش کی گئی تحریک استحقاق کا بار بار مؤخر کیا جانا	1055
	رپورٹ (توسیع)	
88-	اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع	1056
	پوائنٹ آف آرڈر	
89-	وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا میوزکیالوجی کی کلاسیں شروع کرنے کے پروگرام پر دین پسند طلباء کا شدید احتجاج	1058

تحاریک التوائے کار

90- پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرامیڈیکل (ڈسپنسرز)
کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء (۔۔۔جاری) ------------1059

91- جیل روڈ لاہور کی سروس روڈ پر کار ڈیلرز کا قبضہ (۔۔۔جاری) ------------1063

92- تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ کے عملہ کا غریب مریضوں
سے ناروا سلوک اور ایکسرے فیس میں اضافہ ------------1069

سرکاری کارروائی

93- قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------1073

قرارداد

94- پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا
الفاظ کے استعمال پر مذمت کی قرارداد ------------1075

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

بحث

95- پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث ------------1076

پوائنٹ آف آرڈر

96- صوبہ میں گنے کی قیمت دوسرے صوبوں کے برابر مقرر کرنے،
پاکپتن اور وہاڑی میں نہری پانی کی کمی کو دور کرنے کا مطالبہ ------------1080

97- کورم کی نشاندہی ------------1082

جمعتہ المبارک، 13-اکتوبر 2006

جلد 26: شمارہ 12

99- ایجنڈا ------------1084

100۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ ------------1086

سوالات (محکمہ جات خزانہ اور اوقاف)

101۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------1087

102۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) ------------1119

103۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------1151

تحاریک استحقاق

104۔ تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک ------------1153

105۔ گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول بہاولنگر کی ہیڈ مسٹریس کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار ------------1154

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر

تحاریک التوائے کار

106۔ صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے مقابلہ میں سیلف فنانس سکیم کے تحت کم نمبروں والے طلباء کو داخلہ دینا ------------1156

107۔ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے مردہ خانے میں لاوارث نعشوں کی بے حرمتی ------------1161

108۔ ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ کے شعبہ ایمرجنسی میں مریض مفت ادویات اور ایکسرے کی سہولت سے محروم ------------1164

پوائنٹ آف آرڈر

109۔ اسسٹنٹ الیکشن کمشنر رحیم یار خان کے خلاف تحریک استحقاق کا رد کیا جانا ------------1167

110۔ عیدالفطر کے مبارک موقع پر قومی اسمبلی کی طرز پر پنجاب اسمبلی

	کے ملازمین کو بھی ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دینے کا مطالبہ	1168-----------
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
111-	پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث (---جاری)	1169-----------
	سوموار، 16-اکتوبر 2006	
	جلد 26: شمارہ 13	
112-	ایجنڈا	1213-----------
113-	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	1215-----------
	سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)	
114-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1216-----------
115-	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)	1259-----------

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
116-	غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات	1283-----------
117-	اراکین اسمبلی کی رخصت	1284-----------
	توجہ دلاؤ نوٹس	
118-	گرین ٹاؤن لاہور ہتھوڑا/پتھر گروپ کے ہاتھوں ہلاک وزخمی افراد سے متعلقہ تفصیل	1286-----------
119-	لوئر مال لاہور کے علاقے میں گن پوائنٹ پر لاکھوں کی ڈکیتی	1288-----------
	تحاریک استحقاق	
120-	تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی	

	سے ناروا سلوک (۔۔۔جاری)	1290
121۔	گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول بہاولنگر کی ہیڈ مسٹریس کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار (۔۔۔جاری)	1290
122۔	اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ	1291
	تحاریک التوائے کار	
123۔	بستی سیدن شاہ لاہور کے رہائشی ریاست علی کی پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہلاکت (۔۔۔جاری)	1295
124۔	سمر اپارٹمنٹ واقع مال روڈ مری پر ہائی ریز بلڈنگ زمین بوس ہونے کی وجہ سے مذکورہ ہوٹل کے مالک، بیوی، بیٹا اور ملازم کی ہلاکت	1297
125۔	فیصل آباد ریگل روڈ بیرون انار کلی بازار سے ملحقہ سیوریج نالے کی چھت نہ ہونے کی وجہ سے تعفن اور بدبو سے مکینوں کو پریشانی کا سامنا	1299
126۔	فیصل آباد میں گیس سلنڈروں کی ری فلنگ پر پابندی کا مطالبہ	1301

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
127۔	نشاط آباد، فیصل آباد کے کھلے گندے نالے میں گرنے سے خاتون کی ہلاکت	1303
	سرکاری کارروائی	
	رپورٹیں (جو پیش ہوئیں)	
128۔	پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا	1307
129۔	صوبائی محتسب اعلیٰ کے ادارہ کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا	1307

بحث

130- امن عامہ پر عام بحث ----------- 1308

131- اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ ----------- 1380

132- انڈکس

467

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 5۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات مال و کالونیز)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوال اور اُس کا جواب

توجہ دلاؤ نوٹس

سرکاری کارروائی

تعزیتی قرارداد

مسودات قانون

(جو زیر غور آئیں گے)

i۔ مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ 2006

ii۔ مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006

iii۔ مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006

469

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعرات، 5-اکتوبر 2006

(یوم الخمیس، 11-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 7 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ﴿١٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿١٨﴾
مَرَجَ الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيَانِ ﴿١٩﴾ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَا يَبْغِيَانِ ﴿٢٠﴾
فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢١﴾ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَ
الْمَرْجَانُ ﴿٢٢﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٣﴾
وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَآتُ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ
رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ
ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٨﴾

سورۃ الرحمٰن آیات 17 تا 28

وہی دونوں مشرقوں اور دونوں مغربوں کا مالک (ہے)(17) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(18) اسی نے دو دریا رواں کئے جو آپس میں ملتے ہیں(19) دونوں میں ایک آڑ ہے کہ (اس سے) تجاوز نہیں کر سکتے (20) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(21) دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے نکلتے ہیں(22) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے؟(23) اور جہاز بھی اسی کے ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح اونچے کھڑے ہوتے ہیں(24) تو تم

اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟(25) جو (مخلوق) زمین پر ہے سب کو فنا ہونا ہے (26) اور تمہارے پروردگار ہی کی ذات (بابرکات) جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گی (27) تو تم اپنے پروردگار کی کون کون سی نعمت کو جھٹلاؤ گے ؟ (28)

وما علینا الا البلاغ o

پوائنٹ آف آرڈر

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

تعزیتی قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے اس ایوان کے رکن جناب ظہور احمد خان ڈاہا (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی اچانک وفات پر قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب وزیر قانون نے یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے اس ایوان کے رکن جناب ظہور احمد خان ڈاہا (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی اچانک وفات پر قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115(2) کو معطل کر کے اس ایوان کے رکن جناب ظہور احمد خان ڈاہا (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی اچانک وفات پر قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

تعزیتی قرارداد

معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا کی وفات پر قرارداد کا پیش کیا جانا

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ معزز ایوان جناب ظہور احمد خان ڈاہا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب خانیوال (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے۔ ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" آمین

جناب سپیکر: پہلے اجازت کی تحریک پڑھ دینی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں نے پہلے اجازت کے لئے تحریک پڑھی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ معزز ایوان جناب ظہور احمد خان ڈاہا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب خانیوال (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے۔ ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔" آمین۔

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"یہ معزز ایوان جناب ظہور احمد خان ڈاہا رکن صوبائی اسمبلی پنجاب خانیوال (پارلیمانی سیکرٹری برائے خزانہ) کی وفات پر گہرے رنج والم کا اظہار کرتا ہے اور ان کی وفات کو ایک عظیم نقصان تصور کرتا ہے۔ مرحوم نہایت شریف النفس انسان تھے۔ ان کی سیاسی خدمات ناقابل فراموش ہیں۔ یہ ایوان دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور

جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"آمین۔

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سامیہ امجد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں۔

تعزیت

معزز رکن اسمبلی جناب ظہور احمد خان ڈاہا (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

ڈاکٹر سامیہ امجد: جناب سپیکر! ظہور احمد خان ڈاہا جو میرے بھائی تھے اور مجھے بہت گائیڈ کرنے والوں میں سے تھے۔ان کے لئے چند الفاظ کہنے کے ساتھ ساتھ آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ ان کے لئے دعائے مغفرت بھی فرمادی جائے۔ میں نے اس حوالے سے جرأت کی ہے کہ وہ خانیوال سے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! میرا خیال ہے کہ اس طرح پھر سب اراکین اسمبلی بات کرنا چاہیں گے۔یہ قرارداد آگئی ہے اس کے بعد میرا خیال ہے کہ فاتحہ خوانی کرلیتے ہیں۔

(اس مرحلہ پر جناب ظہور احمد خان ڈاہا (مرحوم) رکن صوبائی اسمبلی پنجاب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی)

سوالات

(محکمہ جات مال وکالونیز)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مال وکالونیز کے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس حکومت نے ایک بہت ہی احسن اور مستحسن اقدام کیا تھا کہ جو پنجاب میں سپیشل بچے تھے ان کے لئے 20 سکول منظور کئے تھے اور اس کے لئے بجٹ بھی مختص کر دیا گیا تھا لیکن کافی عرصہ گزرنے کے باوجود سپیشل بچوں کے لئے وہ 20 سکول جو منظور ہوئے تھے ابھی تک ان میں کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو ایک اچھا قدم ہے شاید یہ delay ہونے کی وجہ سے ختم ہی نہ ہو جائے۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ سپیشل بچے جو منتظر ہیں جن کے لئے حکومت نے اتنا اچھا کام کیا ہے یہ واقعی پہلی دفعہ ہوا ہے کہ سپیشل بچوں کے لئے 20 سکول منظور کئے گئے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں جلد از جلد اس پر عملدرآمد کروائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! دو تین روز پہلے جس دن صحت پر question hour تھا اس دن قاضی علی حسن نے ایک پوائنٹ اٹھایا تھا کہ ہمارے پنجاب میں جو جھنگ جیسے backward اضلاع ہیں ان میں میڈیکل میں داخلہ کے لئے کوٹا سسٹم کو ختم کر دیا گیا ہے اور باقی اضلاع کا بڑھا دیا گیا ہے۔ جناب نے فرمایا تھا کہ اس حوالے سے آپ نیا سوال دیں۔ دن گزر رہے ہیں اور بچوں کے داخلے ہو رہے ہیں، سوال کا جواب آنے تک ان کا پورا سال ضائع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب سے ان کے چیمبر میں مل لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آپ انہیں کہہ دیں تاکہ میں ملوں تو کوئی اثر بھی ہو۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں!

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس طرف مبذول کروانا چاہتی ہوں کہ لاہور میں جعلی اسلحہ لائسنس دیئے جا رہے ہیں یہ ضلعی حکومت کے کارندے اور اسلحہ ڈیلر لوگوں کے ممنوعہ بور کے جعلی اسلحہ لائسنس دے رہے ہیں تو اس کے اوپر خصوصی توجہ کی جائے کیونکہ

لاء اینڈ آرڈر کا پہلے سے ہی بہت زیادہ مسئلہ ہے تو اس طرح شہریوں کی زندگی کو اور زیادہ خطرہ ہو گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! ٹھیک ہے لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں وہ ضرور اس پر کوئی کارروائی کریں گے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: میں اس حوالے سے اخبار بھی آپ کو بھجوا دیتی ہوں۔

جناب سپیکر: پہلا سوال چودھری بلال اصغر وڑائچ صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: On his behalf سوال نمبر 2485۔

ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بے زمین کاشتکاروں میں اراضی کی تقسیم کی تفصیل

*2485۔ چودھری بلال اصغر وڑائچ: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

سال 1985 سے مئی 2003 تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بے زمین کاشتکاروں میں کتنی زمین تقسیم کی جا چکی ہے تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

1985 سے مئی 2003 تک ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں 3240 ایکڑ تین کنال 13 مرلے سرکاری اراضی تقسیم کی گئی ہے۔ اس سکیم سے 326 افراد / گھرانوں کو فائدہ پہنچا۔

تحصیل وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

تحصیل	رقبہ			افراد
	M	K	A	
ٹوبہ ٹیک سنگھ	14	2	1249	111
گوجرہ	19	0	533	74
کمالیہ	0	0	1458	141
	13	3	3240	326

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! سوال یہ کیا گیا تھا کہ بے زمین کاشتکاروں میں کتنی زمین تقسیم کی گئی۔ ایک تو انہوں نے جواب میں 326 لوگوں کا ذکر کیا ہے کہ ان کو زمین تقسیم کی گئی ہے۔ اس میں انہوں نے یہ وضاحت نہیں کی کہ یہ 326 لوگ بے زمین تھے یا ان کے پاس پہلے کوئی زمین ہے۔ دوسرا یہ بتا دیں کہ جن

326 لوگوں کو زمین دی گئی، کیا criteria تھا اور ان کو زمین کس ٹینڈر کے تحت دی گئی، یہ دو میرے سوال ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! یہ زمین وزیر اعظم سکیم کے تحت تقسیم ہوئی تھی اس میں پانچ روپے فی پروڈیوس انڈیکس یونٹ قیمت مقرر کی گئی تھی۔ اس کے لئے جو اہل لوگ تھے وہ چار ایکڑ سے کم زمین کے مالک یا پانچ سال تک بطور مزارعہ زمینداری کر رہے ہوں اور خسرہ گرداوری میں مسلسل پانچ سال تک ان کے نام ہوں وہ اس کے اہل تھے۔ اس میں ساڑھے بارہ ایکڑ زمین فی گھرانہ تقسیم کی گئی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس میں یہ criteria تفصیل سے بتایا جائے کہ زمین جس جگہ واقع ہے وہاں کے لوکل افراد کا کیا حصہ ہو گا اور جو باہر کے لوگ ہیں ان کا کیا حصہ ہو گا۔ اس میں کیا criteria مقرر کیا گیا ہے کہ سب سے پہلے لوکل افراد ہیں یا جو ملحقہ ہیں ان کو دیا جائے گا پھر تحصیل پھر ضلع، پھر پنجاب یعنی اس لحاظ سے کن لوگوں کو یہ حق حاصل ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! سب سے پہلے یہ حق ان لوگوں کو ملے گا جو وہاں پر قابض ہیں یا اس گاؤں کے رہنے والے ہیں جس گاؤں میں یہ زمین ہو گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح انہوں نے ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ میں بے زمین کاشتکاروں کو زمینیں دی ہیں کیا پنجاب میں کسی اور جگہ بھی انہوں نے زمینیں دی ہیں؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ پنجاب کی سکیم کے تحت تقریباً ڈیڑھ لاکھ ایکڑ سے زیادہ زمین پنجاب کے 19 کالونیز اضلاع میں زمینوں کی الاٹمنٹ ہو رہی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ جو لوگ زمین پر قابض تھے ان کو زمین دی گئی کیا جو آدمی زیادہ زمین پر قابض تھا اسے زیادہ زمین دی گئی یا اس سے withdraw کی گئی؟

جناب سپیکر: جو زمین پر قابض تھے یا اس گاؤں کے رہنے والے تھے ان کو priority دی گئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک آدمی اگر دس مربع زمین پر قابض ہے تو کیا دس مربع زمین اسے دی گئی؟

جناب سپیکر: نہیں، انہوں نے کہہ دیا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ زمین دی گئی ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ساڑھے بارہ ایکڑ سے زیادہ زمین کسی بھی فرد یا گھرانہ کو نہیں دی گئی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جس طرح حاجی محمد اعجاز صاحب نے کہا ہے کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تو ہو گی، کیا اس کے خاندان کے مزید لوگوں کو بھی اس سکیم کے تحت دی جا سکتی ہے، اس کا بیٹا، بھائی، بھتیجا وغیرہ اہل تھے اس زمین کے؟

جناب سپیکر: اگر وہ اس زمرے میں آتا ہو گا تو اس کو بھی دی جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جیسا کہ انہوں نے کہا ہے کہ تین مربع زمین پر ناجائز قابض ہیں، اس کے دو بیٹے، ایک بھائی اور ایک بھتیجا ہے وہ تو سارے اس پر فال کر جاتے ہیں۔ پھر تو خاندان کو آپ نے دو مربعے دے دیئے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! اگر گرداوری مختلف ناموں پر ہے تو پھر تو سب کو ملے گی اور اگر ایک کے نام کی گرداوری ہے تو پھر صرف ساڑھے بارہ ایکڑ ملے گی۔ اگلا سوال نمبر 4196 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: سوال نمبر 4196 جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بہاولپور۔ 2001 تا حال بھرتی ہونے والے پٹواریوں کی تمام تفصیلات

*4196 ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2001 سے آج تک ضلع بہاولپور میں کتنے پٹواری بھرتی کئے گئے ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، پتاجات، تعلیمی قابلیت اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی دینے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) کتنے افراد کو وزیر مال اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا۔ ان کے نام، ولدیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم فرمائیں؟

(و) اگر اس بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا ہے۔ تو اخبار کا نام مع تاریخ اور نقل فراہم کی جائے؟

وزیر مال:

(الف) ضلع بہاولپور میں کل 17 پٹواری سال 2001 تا حال بھرتی کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔	تحصیل بہاولپور 9	ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
2۔	تحصیل یزمان 6	ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
3۔	تحصیل احمد پور شرقیہ 2	ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔
	میزان 17	

(ب) ایک پٹواری اپنے والد کی دوران ملازمت فوتیدگی پر بھرتی کیا گیا۔ تحصیل احمد پور شرقیہ میں ایک پٹواری کو اپنے والد کی معذوری پر ریٹائر ہو جانے کی وجہ سے بھرتی کیا گیا، ایک پٹواری کو صوبائی محتسب اعلیٰ صاحب کے حکم کے تحت اس کے والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھرتی کیا گیا۔ باقی تمام پٹواریوں کو مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو پنجاب بھرتی کیا گیا۔ میرٹ لسٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے افسران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) رولز میں نرمی کے تحت کسی پٹواری کو بھرتی نہیں کیا گیا۔ تمام بھرتی میرٹ پر کی گئی ہے۔

(ہ) وزیر مال اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں کوئی پٹواری بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) بھرتی کئے جانے سے قبل محکمہ عالیہ کی ہدایت کے مطابق اخبارات میں اشتہار دیئے گئے ہیں اخباری تراشہ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے اپنے جواب جز (الف) میں بتایا ہے کہ

محمد اقبال کوdisabled کوٹا سے پٹواری تعینات کیا گیا ہے۔ میں پوچھتا ہوں کہ disabled کے لئے کتنا کوٹا مقرر ہے اور اس disabled سیٹ کے لئے کتنے لوگوں نے درخواستیں جمع کروائی تھیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! قاعدہ (a)17 کے تحت جب کوئی سرکاری ملازم دوران ملازمت وفات پا جائے یا میڈیکل گراؤنڈ پر ملازمت سے ریٹائر ہو جائے تو اس کے ایک حقیقی بیٹے یا بیٹی کو سکیل 1 تا 5 بمطابق اہلیت ملازمت فراہم کی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سوال تو یہ ہے کہ معذور افراد کو کوئی کوٹا دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، محکمہ میں کوئی disabled کوٹا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! تحصیل بہاولپور میں ایک پٹواری اپنے والد کی فوتیدگی کی بناء پر بھرتی کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے disable کے بارے میں پوچھا ہے۔

جناب سپیکر: وہ اسی طرف آرہے ہیں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں ایک چیز آپ کے نوٹس میں لاتا ہوں کہ ایک سوال میں چھ جز ہوتے ہیں، جب یہ کہتے ہیں کہ پڑھا ہوا تصور کیا جائے تو وہ پڑھا ہوا تصور ہو گیا۔ جب یہ ضمنی سوال کرتے ہیں تو ان پانچ چھ جزوں کو ملا کر اور کچھ باہر سے ملا کر کرتے ہیں۔ (قہقہے)

ہمیں اس جز کو دیکھ کر ہی ان کو جواب دینا ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ آپ کے محکمے میں کوئی disable کا کوٹا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! میں وہیں آرہا ہوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ والد کی معذوری پر ریٹائر ہو جانے کی وجہ سے ایک پٹواری بھرتی کیا گیا اور ایک پٹواری کو صوبائی محتسب صاحب کے حکم کے تحت والد کی ریٹائرمنٹ کے بعد بھرتی کیا گیا۔ باقی تمام پٹواریوں کو بورڈ کے تحت بھرتی کیا گیا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے تو disabled کوٹا پوچھا ہے؟

جناب سپیکر: معذوروں کا دو فیصد کوٹا ہے۔

ملک محمد اقبال چنڑ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ملک محمد اقبال چنڑ: جناب سپیکر! ابھی وزیر صاحب نے جو جواب پڑھا ہے وہ غلط پڑھا ہے۔ میرا سوال یہ تھا کہ disabled کے لئے کتنا کوٹا مقرر ہے اور یہ کہ disabled کے لئے صرف ایک امیدوار نے درخواست دی تھی یا اس سے زیادہ امیدواروں نے درخواستیں دی تھیں۔ انہوں نے جواب غلط پڑھا ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے کوٹا تو بتا دیا ہے کہ دو فیصد کوٹا ہے۔ آپ کا سوال ہے کہ بہاولپور میں ایک ہی disabled کی درخواست تھی یا اس کے علاوہ کوئی اور بھی تھی۔ یہ تو fresh question بنتا ہے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! ایک ہی آدمی بھرتی ہوا ہے۔ کوٹا دو فیصد ہے اس کے حساب سے ایک آدمی بھرتی ہونا تھا اور وہ معذور ہوا ہے اور معذور جو ہوتا ہے اس کے لئے ڈاکٹر کا سرٹیفکیٹ ہونا ضروری ہے تب اس کو معذور تصور کیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا پٹواریوں کی بھرتی، پٹواریوں کا رکھنا، پٹواریوں کا نکالنا، ان کے ٹرانسفران کے ماتحت ہیں یا ضلعی حکومت کے ماتحت ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ چاہے ضلعی حکومت ہو یا صوبائی حکومت ہو یہ سب کام میرٹ پر ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ پٹواری بھرتی کرنے کے لئے ایک کمیٹی ہے جو میرٹ مقرر کرتی ہے۔ اس میں ای ڈی او (آر) چیئرمین ہوتا ہے ، ڈی او (آر) اس کا ممبر ہے اور ای ڈی او (فنانس) ممبر ہے اور ایک آدمی بورڈ آف ریونیو کا ہوتا ہے۔ یہ سارے میرٹ مقرر کرتے ہیں اور اس میرٹ کی تعمیل کرتے ہوئے آرڈر ہوتے ہیں۔ اب یہاں یہ بات کہ کون کس کے ماتحت ہے۔ ڈی او آر، ای ڈی او آر محکمہ ریونیو کا ہے وہ صوبائی حکومت کے ماتحت ہیں اور ای ڈی او (فنانس) بھی صوبائی حکومت کا افسر ہے لیکن ان کی اے سی آر ضلع ناظم لکھتا ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 2939 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

برٹش دور حکومت کی وسیع و عریض رہائشوں کے فالتو رقبہ کی نیلامی

*2939 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبہ بھر میں تمام بڑے افسران کے لئے برٹش دور حکومت میں تعمیر کئے گئے گھروں کے ساتھ منسلک وسیع رقبہ / لان کا سروے مکمل ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سروے کے مطابق ہر انفرادی کوٹھی کے ساتھ فالتو رقبہ کا تعین بھی کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس فالتو رقبہ کی شفاف نیلامی کا فیصلہ گزشتہ حکومت نے کیا تھا۔ اس پر کس حد تک عملدرآمد ہوا، اگر نہیں ہوا تو کیا موجودہ حکومت اس فالتو رقبہ کو نیلام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک؟

وزیر کالونیز:

(الف) جی ہاں۔ یہ درست ہے کہ 1998 میں صوبہ بھر کے تمام بڑے افسران کے لئے برٹش دور حکومت میں تیار کئے گئے گھروں کے ساتھ منسلک وسیع رقبہ / لان کا سروے کیا گیا۔

(ب) ہاں یہ بھی درست ہے کہ سروے کے مطابق ہر انفرادی کوٹھی کے ساتھ فالتو رقبہ کا تعین بھی کیا گیا۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ گزشتہ حکومت نے اس فالتو رقبہ کی شفاف نیلامی کا فیصلہ کیا بلکہ اس وقت کی مرکزی حکومت نے یہ ہدایات جاری کیں کہ ڈویژن اور ضلع کی سطح کے بڑے افسران کی رہائش گاہوں کو ختم کر دیا جائے اور ان بڑے افسران کو بڑی رہائش گاہوں سے دو یا تین کنال کی رہائش گاہوں میں منتقل کر دیا جائے اور ان بڑی رہائش گاہوں کا بہتر استعمال کیا جائے لیکن اس پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا اور موجودہ حکومت نے بھی اس رقبہ کو نیلام کرنے کا تاحال کوئی فیصلہ نہ کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے کہ گزشتہ حکومت نے اس فالتو رقبہ کی نیلامی کا فیصلہ کیا بلکہ اس وقت کی مرکزی حکومت نے یہ ہدایات جاری کیں کہ ڈویژن اور ضلع کی سطح کے بڑے افسران کو رہائش گاہوں کو ختم کر دیا جائے اور ان بڑے افسران کو بڑی رہائش گاہوں سے دو یا تین کنال کی رہائش گاہوں میں منتقل کر دیا جائے اور ان بڑی رہائش گاہوں کا بہتر استعمال

کیا جائے لیکن اس پر کوئی فیصلہ نہ ہو سکا اور موجودہ حکومت نے بھی اس رقبہ کو نیلام کرنے کا تاحال کوئی فیصلہ نہ کیا ہے۔ جناب میں اس بارے میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ پہلے بھی کسی حکومت نے فیصلہ کیا تھا اور جو انگریز کے دور میں چالیس چالیس کنال پر افسران کی رہائش گاہیں بنی ہوئی ہیں وہ بالکل بے کار ہیں اس لئے یہ فیصلہ ہوا تھا کہ فالتو زمین نیلام کر دی جائے گی۔ اگر پچھلی حکومت یہ اچھا کام نہیں کر سکی تو موجود حکومت یہ اچھا کام کیوں نہیں کر رہی۔ کیا وجہ ہے اور اس رقبہ کو نیلام کرنے کا تاحال فیصلہ کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ 1998 میں مرکزی حکومت نے یہ فیصلہ کیا کہ ڈویژنل اور ضلعی سطح کے افسران کو بڑی سرکاری رہائش گاہوں سے 2/3 کنال کے نئے گھروں میں منتقل کر دیا جائے اور ان بڑی سرکاری رہائش گاہوں کا مناسب استعمال کیا جائے۔ اس ضمن میں چاروں چیف سیکرٹریوں کی سربراہی میں کمیٹیاں بنیں۔ کمشنر، ڈپٹی کمشنر، ڈی آئی جی، ایس پی اور دیگر افسران کے گھروں کے رقبہ کی تفصیلات اکٹھی کی گئیں۔ اس وقت کے چیف سیکرٹری پنجاب نے دیگر صوبوں کے چیف سیکرٹریوں سے رابطہ کیا تو معلوم ہوا کہ دیگر صوبے اپنے بڑے افسران کو چھوٹے گھروں میں منتقل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب کو presentation دی گئی لیکن کوئی حتمی فیصلہ نہ ہو سکا۔ اس ضمن میں یہ بتانا ضروری ہے کہ موجودہ ضلعی حکومتوں کے نظام میں کمشنر اور ڈپٹی کمشنر کے عہدے ختم ہو چکے ہیں اور اب یہ سرکاری رہائش گاہیں ضلعی حکومتوں کے استعمال میں ہیں۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ عرض بھی کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارا محکمہ کالونیز ایگریکلچر زمین کو ڈیل کرتا ہے اور رہائشی زمینوں کا ایس اینڈ جی اے ڈی یا C&W کے اختیار میں آتا ہے اور اس کا انتظام اور کنٹرول ایس اینڈ جی اے ڈی اور C&W کے پاس ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! پرسوں بھی یہ مسئلہ یہاں پر زیر بحث آیا تھا اور اس پر بڑی بحث ہوئی تھی کہ ایک سوال اگر کسی منسٹری کا نہیں ہے تو وہاں پہنچ جاتا ہے تو یہ rule 37 کہتا ہے کہ جس ڈیپارٹمنٹ کے متعلقہ یہ سوال ہے اس کو بھیج دے اور پھر اس کا جواب آ جائے۔ شاہ صاحب کا تو یہ بڑا آسان سوال تھا کہ کوٹھیوں

کے ساتھ فالتو زمینوں کو پچھلی حکومت نے نیلام کرنے کا فیصلہ کیا۔ چاہئے تو یہ تھا کہ اگر یہ کالونیز کا سوال نہیں بنتا تھا یا جس منسٹری کا بھی بنتا تھا وہاں پر یہ بھیج دیتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس منسٹری سے متعلق یہ سوال ہے تو کیا حکومت اس سوال کو وہاں بھیجنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس میں پہلی گزارش تو یہ ہے کہ بگو صاحب فرما رہے ہیں کہ پچھلی حکومت میں یہ بات ضرور چلی تھی کہ بڑے گھروں کو چھوٹے گھروں میں تبدیل کر دیا جائے لیکن اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا تھا۔ پنجاب کے علاوہ کسی صوبے نے اس پر اپنی رضامندی کا اظہار نہیں کیا تھا۔ اس وجہ سے اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا تھا۔ باقی یہ ان کی ایک اچھی تجویز ہے اور میں اس کو سراہتا ہوں۔ ہمارا محکمہ جس حد تک اس میں اپنا کردار ادا کر سکتا ہے وہ یقیناً ادا کرے گا، اس پروپوزل کو سمری کی صورت میں وزیر اعلیٰ پنجاب تک ضرور پہنچائے گا لیکن فیصلہ کرنا ان کا کام ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے یہ بات ارشاد فرمائی کہ دوسرے صوبے اس پر متفق نہ تھے تو پنجاب کو دوسرے صوبوں کی رہنمائی میں لیڈ کرنا چاہئے اور آپ کے علم میں ہے کہ یہاں پر پانچ مرلہ پر ٹیکس ختم کیا گیا تو اس کے نتیجے میں صوبہ سرحد اور صوبہ سندھ میں بھی ختم ہوا تو یہ بھی ایک اچھی روایت یہاں پر انہیں شروع کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: میرے سوال کا نمبر 5220 ہے۔

لاہور، انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے حاصل کی جانے والی اراضی کی قیمت کی ادائیگی

*5220 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع نہلا ضلع لاہور کی زرخیز اور آباد زمین کو ڈی او آر (ریونیو) کی طرف سے جاری کردہ نوٹیفکیشن کے ذریعے سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے زیر دفعہ "4" لینڈ ایکوزیشن ایکٹ

1894ء، 4-دسمبر 2003 کو ایکوائر کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سے قبل موضع مل، کماس اور بھائی کورٹ کا بنجر اور بے آباد رقبہ (DOR(R کے احکامات کے تحت 17-اکتوبر 2003 کو حاصل کیا گیا تھا لیکن بعد میں بارسوخ مالکان زمین کی وجہ سے اس نوٹیفکیشن میں ترمیم کرکے بنجر اور غیر آباد رقبہ کو نہ صرف خارج کر دیا گیا بلکہ موضع نہلا کا زرخیز رقبہ حاصل کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کر دیا گیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ موضع نہلا کا جو رقبہ ایکوائر کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا ہے اس کی قیمت خرید جو حکومت ادا کرنا چاہتی ہے وہ مارکیٹ ریٹ (اوسط) تو کجا DC ریٹ سے بھی بہت کم ہے۔ اس علاقہ کا DC ریٹ بھی 6-مارچ 2004 کے نوٹیفکیشن کے مطابق 10,000 روپے سے 15,000 روپے مرلہ ہو گیا ہے جبکہ اس علاقہ کے غریب کاشتکاروں سے دو سے اڑھائی لاکھ روپے فی ایکڑ کے حساب سے زمین خریدی جارہی ہے؟

(د) حکومت کیوں بنجر زمین کو نکال کر زرخیز زمین پر انڈسٹریل اسٹیٹ بنانا چاہتی ہے اور اگر حکومت مخصوص وجوہات کی بناء پر علاقہ میں زمین حاصل کرنے پر مصر ہے تو مالکان زمین کو اوسط بیع کے مطابق ادائیگی کرنے کو کیوں تیار نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: شکریہ۔ جناب سپیکر!

(الف) یہ درست نہیں کہ موضع نہلا کی زرخیز اور آباد زمین کو سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے حاصل کیا گیا ہے بلکہ موضع نہلا کی بنجر اور غیر آباد زمین کو اس سکیم کا حصہ بنایا گیا ہے۔

(ب) یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ موضع مل، کماس اور بھائی کوٹ کا رقبہ زیر آمد کیا گیا تھا لیکن موضع کماس کا رقبہ بوجہ زرخیزی چھوڑ کر موضع نہلا کا بنجر اور غیر آباد رقبہ چنا گیا۔

(ج) بمطابق ویلیوایشن ٹیبل مورخہ 04-03-06 جاری کردہ ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور موضع نہلا کی زرعی زمین کی قیمت مبلغ دو ہزار روپے فی مرلہ رکھی گئی ہے۔ یہاں آبادی کا دور دور تک کوئی نشان نہ ہے اس لئے رہائشی یا کمرشل ریٹ کا اطلاق نہ ہو سکتا ہے۔ سندر انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے اس موضع میں زمین حاصل کرنے کے ضمن میں دو نوٹیفکیشنز زیر دفعہ 4 لینڈ ایکوزیشن ایکٹ 1894 اکتوبر

اور دسمبر 2003 میں جاری ہوئے لہذا اس ویلیوایشن ٹیبل کا اطلاق اس حصول اراضی پر نہ ہو سکتا ہے۔ البتہ اکتوبر 2002 تا دسمبر 2003 کے دوران بمطابق قانون حصول اراضی 1894 یا لینڈ ایکوزیشن رولز 1983 منظور شدہ انتقالات کی اوسط بیعہ حاصل کی گئی جو کہ مبلغ -/312960 روپے فی ایکڑ بنتی تھی اور اس میں زرعی و بنجر قدیم رقبہ شامل تھا۔ سینئر اور تجربہ کار آفیسران محکمہ مالی کی کمیٹی نے زرعی رقبہ کی قیمت -/250,000 روپے فی ایکڑ اور بنجر قدیم کی فی ایکڑ قیمت -/210,000 روپے تجویز کی۔ مابعد ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی نے تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر مطابق قانون و قواعد زرعی رقبہ کی قیمت برلب لنک روڈ 385,000 اور لنک روڈ سے ہٹ کر زیر آمد رقبہ کی قیمت -/260,000 روپے تجویز کی حالانکہ اس موضع کے زرعی رقبہ کی قیمت بمطابق زیر کار ویلیوایشن ٹیبل جاری کردہ ڈسٹرکٹ کلکٹر لاہور مبلغ -/2,010,000 روپے فی ایکڑ بنتی تھی۔

بورڈ آف ریونیو پنجاب نے جملہ حقائق کو مدنظر رکھ کر ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی کلکٹر / ای۔ ڈی۔ او (آر) لاہور کی سفارشات کو مناسب اور درست گردانتے ہوئے اس کی منظوری دے دی جس کے پیش نظر ایل۔ اے۔ سی نے مورخہ 6۔ مئی 2004 کو ایوارڈ سنایا۔

(د) جہاں تک ممکن ہو سکا بنجر قدیم رقبہ حاصل کیا گیا ہے۔ صرف ناگزیر صورتحال میں کسی حد تک زرخیز رقبہ بھی حاصل کیا گیا ہے۔ جہاں تک مالکان زمین کو ادائیگی کا تعلق ہے مفصل جواب مندرجہ بالا ضمن (ج) میں بیان کر دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (ج) میں کہا گیا ہے کہ مابعد ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی نے تمام حقائق کو مدنظر رکھ کر مطابق قانون و قواعد زرعی رقبہ کی قیمت برلب لنک روڈ -/385,000 اور لنک روڈ سے ہٹ کر زیر آمد رقبہ کی قیمت -/260,000 روپے تجویز کی۔ ڈسٹرکٹ پرائس اسیسمنٹ کمیٹی میں کیا زمینداروں کے بھی کوئی نمائندے شامل تھے جن سے زمین حاصل کی جا رہی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! ان کا کوئی نمائندہ نہیں ہوتا۔ یہ بورڈ آف ریونیو کے تحت آنے والے آفیسرز جن میں ای

ڈی او (آر)، ڈی او (آر) اور ڈی ڈی او (آر) پر مشتمل کمیٹی بیٹھ کر تجویز کرتی ہے اور جو دیکھ کر یعنی اوسط قیمت، انتقالات اور DC ریٹ وغیرہ ساری چیزوں کو مدنظر رکھ کر کرتے ہیں تو وہ پھر تجویز بورڈ آف ریونیو میں آتی ہے۔ بورڈ آف ریونیو میں ممبر بورڈ آف ریونیو اس کو approve کرتا ہے اور پھر اس کی قیمت announce ہوتی ہے اور ہر زمیندار کو یہ حق ہوتا ہے کہ اگر وہ قیمت اس کو منظور ہو تو اس کو ادائیگی کر دی جاتی ہے اور اگر منظور نہ ہو تو وہ protest کرتا ہے اور کورٹ میں جا کر اپنا فیصلہ لے سکتا ہے اور یہ particular case عدالت میں pending ہے اور کچھ زمینداروں نے پیسے لے لئے ہیں اور کچھ کو اعتراض تھا جنہوں نے عدالت میں کیس کیا ہوا ہے اور وہ زیر سماعت ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ تقریباً اس علاقے میں 40/50 لاکھ روپے ایکڑ زمین تھی۔ میں ویسے تجویز کے طور پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کے بعد عدالتوں میں کیس جاتے ہیں، حکومت بھی بھگتتی ہے اور لوگ بھی پریشان ہوتے ہیں تو کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ جن کی آپ زمین لے رہے ہیں تو آپ ان کے نمائندوں کو بھی شامل کریں تاکہ اس طرح کے کوئی تنازعات ہی نہ کھڑے ہوں اور ان کو شامل کر کے ان کے ساتھ negotiate کر کے ریٹ settle ہوں گے تو پھر زمینداروں کے لئے بھی problem نہیں ہو گا اور حکومت کے لئے بھی کوئی مسئلہ نہیں بنے گا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب کی تجویز بالکل معقول ہے تو جہاں تک میرا تعلق ہے کہ اس میں زمیندار یا جو بھی علاقے کے مالک ہوں تو ان کا بھی نمائندہ ہو لیکن ان کا نمائندہ کوئی منتخب آدمی ہی ہو سکتا ہے یعنی یونین ناظم یا کوئی اور ایسا آدمی ہو۔ بہر حال یہ ایک تجویز ہے جو ہائر اتھارٹی تک پہنچانا میرا فرض ہے اور میں اس لحاظ سے ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ انشاء اللہ میں یہ چیز لکھ کر آگے بھیجوں گا۔ اگر رولز میں ترمیم ہو گئی اور منظور ہو گئی تو پھر تعمیل کر دی جائے گی۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں وزیر موصوف سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا کیا criteria ہے اور اسے بنانے کے لئے کون سی چیزوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! انڈسٹریل اسٹیٹ میرا شعبہ نہیں ہے بلکہ میرا شعبہ زمین اس کے لئے دینا ہے اس کے لئے میں نے عرض کر دیا ہے اور مجھے نہیں پتا کہ انڈسٹریل اسٹیٹ کیا ہوتی ہے اور کیوں بناتے ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! انڈسٹریل اسٹیٹ کے بارے میں ہر آدمی کو علم ہونا چاہئے کہ جہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جائے یا جہاں پر انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جائے تو economically طور پر یہ بات لازم ہے کہ ملک کے زرخیز ترین رقبے کو بچایا جائے اور ملک کے کمزور ترین رقبے پر انڈسٹریل اسٹیٹ قائم کی جانی چاہئے تاکہ پیداوار میں کوئی کمی نہ ہو۔ یہاں پر زرخیز زمینوں پر انڈسٹریل اسٹیٹ بنائی جاتی ہے تو یہ کہاں کی دانشمندی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! جیسا کہ میرے بھائی نے کہا تو وہ بھی اسی لئے بنائی جاتی ہے کہ انڈسٹری لگے، ملک اقتصادی طور پر ترقی کرے، لوگوں کو ملازمت ملے اور جہاں تک زمین کا تعلق ہے تو یہی موضع نہلا کی زمین لی گئی ہے اور اس میں سینکڑوں ایکڑ زمین لی گئی ہے لیکن 37 ایکڑ یہاں پر ایسے ہیں جو آباد ہیں اور باقی سب غیر آباد اور غیر کاشتہ تھی۔ آپ یہ کہہ سکتے ہیں کہ لاہور کے نزدیک ہے تو شاید قیمتی ہو گی لیکن کاشت کے لحاظ سے وہ غیر آباد تھی جو انڈسٹریل اسٹیٹ کے لئے لی گئی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ کچھ لوگوں نے عدالت میں جا کر cases کر دیئے اور ان پر stay ہو گیا تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنے لوگ عدالت میں گئے اور cases کس stage پر ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! وہ ہائی کورٹ میں case ہے اور میرے پاس اس وقت ان کی figure نہیں ہے کہ کتنے لوگوں نے protest کر کے عدالت میں apply کیا ہے۔ اگر یہ سوال دے دیں تو میں آئندہ موقع پر اس کی تعداد بتا دوں گا۔ اس وقت میرے پاس انفارمیشن نہیں ہے۔

جناب محمد وقاص: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب محمد وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس سوال کے جز(ب) میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ موضع مل، کماس اور بھائی کوٹ کا بنجر اور بے آباد رقبہ DOR(R) کے احکامات کے تحت 17-اکتوبر 2003 کو حاصل کیا گیا تھا لیکن بعد میں بار سوخ مالکان زمین کی وجہ سے اس نوٹیفکیشن میں ترمیم کر کے یہ دوسرا رقبہ حاصل کیا گیا ہے۔ اس دیئے جانے والے جواب سے صاف لگتا ہے کہ یہ بات جزوی طور پر درست ہے کہ پہلے وہ رقبہ حاصل کیا گیا تھا۔ میں یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ بار سوخ لوگ جن کا پہلے رقبہ حاصل کیا گیا تھا کہ کیا یہ بات درست ہے کہ ان کا بنجر علاقہ چھوڑ کر اب یہ زرخیز علاقہ لیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ بار سوخ لوگوں کے لفظ تو ممبر صاحب کے ہیں جنہوں نے سوال کیا ہے۔ حکومت کے نہیں ہیں بلکہ حکومت تو یہ کہتی ہے کہ جو رقبہ کماس اور بھائی کوٹ کا لیا گیا تھا وہ بعد میں تحقیق ہوئی تو وہ آباد تھا اس لئے اس کو چھوڑ دیا گیا اور غیر آباد اور غیر کاشتہ نہلا کا رقبہ لیا گیا۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ سینکڑوں ایکڑ رقبہ لیا گیا ہے جس میں صرف 37 ایکڑ آباد تھا باقی غیر آباد اور غیر کاشتہ تھا۔

جناب سپیکر: روکھڑی صاحب! اس میں میری تھوڑی سی گزارش ہے کہ جو گورنمنٹ کسی بھی مقصد کے لئے زمین acquire کرتی ہے کوئی سڑک، ہسپتال، نہر یا ریلوے لائین گزارنی ہے تو جو طریق کار آپ نے بتایا ہے نہ صرف اس گورنمنٹ کا بلکہ سابقہ ادوار میں جتنی بھی حکومتیں رہی ہیں ان کا بھی طریق کار یہی رہا ہے کہ جو زمین گورنمنٹ acquire کرتی ہے وہ اس موضع، چک یا شہر کی جو اوسط بیع ہوتی ہے اس پر ہی یہ انحصار کرتے ہیں اور اس کو مد نظر رکھ کر قیمت کا تعین کرتے ہیں تو میری گزارش ہے کہ اوسط بیع جو ہے فرض کرو کہ اگر ایک آدمی دس لاکھ روپے کا ایک ایکڑ خریدتا ہے تو وہ جو رجسٹری فیس ہوتی ہے اس سے بچنے کے لئے پٹواری کے

ساتھ مل کر یا تحصیل دار کے ساتھ مل کر جب انتقال کرواتا ہے تو اس پر 50 ہزار روپے لکھواتا ہے۔ اس کو تو یہ نہیں پتا ہوتا کہ دس سال بعد گورنمنٹ نے یہ زمین acquire کرنی ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ جب قیمت کا تعین کیا جاتا ہے تو مارکیٹ ریٹ کو بھی مدنظر رکھا جائے میں فیصل آباد کے حوالے سے کہوں گا کہ آج کل وہاں ٹیکسٹائل سٹی بن رہا ہے اور ساڑھے چار لاکھ روپے فی ایکڑ زمیندار کو ملا ہے اور سنا ہے کہ وہ پلاٹ آگے انڈسٹریلسٹ میں تقسیم ہونے ہیں وہ تیس لاکھ روپے فی ایکڑ انہوں نے دینا ہے تو یہ بہت فرق ہے اور ادھر مارکیٹ ریٹ آج بھی پچیس تیس لاکھ روپے ایکڑ سے کم نہیں ہے لیکن کیونکہ شروع سے طریق کار یہی چلا آ رہا ہے کہ اوسط بیع کو مدنظر رکھ کر قیمت کا تعین کرنا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ جیسے آپ نے کہا کہ لوگ کورٹس میں بھی جا سکتے ہیں تو ایک آدمی کی دو کینال یا ایک ایکڑ زمین ہے تو وہ کورٹ میں کیا جائے گا کورٹ میں تو ایک لاکھ روپے وکیل ہی فیس وصول کرے گا تو اس پر میں چاہتا ہوں کہ اگر حکومت اس پر تھوڑی سی نظر ثانی کر لے تو اس طرح بہت لوگوں کا بھلا ہو جائے گا۔ (نعرہ ہائے تحسین)

وزیر مال: جناب سپیکر! اس میں بازاری قیمت کو بھی مدنظر رکھا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جس طرح آپ نے فرمایا وہ بالکل صحیح ہے اور ہم سب اس کو appreciate کرتے ہیں۔ یہ پورے ملک میں بھی ہو گا لیکن ہم صوبے کی بات کرتے ہیں کہ صوبے میں بہت ساری جگہوں پر جب زمین acquire کی جاتی ہے تو زمینداروں کے ساتھ بہت زیادتی ہوتی ہے تو جس طرح آپ نے فرمایا ہے میری بھی وزیر موصوف سے گزارش ہے کہ مہربانی کر کے یہ اوسط بیع والا سسٹم ختم کر کے زمینداروں کو actual rate ملنا چاہئے کیونکہ جو انڈسٹریاں بناتے ہیں ان کو تو فائدہ پہنچتا ہے لیکن وہاں رہنے والے ہزاروں سال سے جو زمیندار رہ رہے ہیں ان کی زمین acquire ہوتی ہے ان کو وہاں کا موجودہ ریٹ بھی نہیں ملتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کروں گا کہ آپ نے بالکل درست فرمایا ہے اور یہ جو کہا گیا

ہے کہ مارکیٹ ریٹ کو بھی سامنے رکھا جاتا ہے یہ اس طرح نہیں ہوتا اور آپ کی ہدایت بالکل درست ہے۔ یہی دیکھ لیں کہ یہ تین لاکھ پچاسی ہزار روپے کی انہوں نے زمین خریدی اور 35 لاکھ روپے کا ایکڑ انہوں نے فروخت کیا۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک فیکٹری مالک جو پچاس کروڑ روپے کی فیکٹری لگا رہا ہے وہ 35 لاکھ روپے کی بجائے اس کے لئے 50 لاکھ روپے کا بھی پلاٹ خریدنا کوئی زیادہ فرق نہیں پڑتا لیکن ایک زمیندار کو آپ بالکل ختم کر کے رکھ دیتے ہیں جس کی تیس لاکھ روپے کی زمین آپ صرف تین لاکھ روپے میں لے لیتے ہیں وہ تو بچارہ بالکل مر جاتا ہے اس کی ساری جائیداد تباہ ہو جاتی ہے اس لئے آپ کی یہ ہدایات بہت جامع اور بہت ضروری ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلا سوال رانا آفتاب احمد خان کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 3013 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد۔ آفیسرز کی رہائش گاہوں میں قائم نرسریوں کی آمدن کی تفصیل

*3013 رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد ضلع میں D.C.O، D.P.O، E.D.Os، D.D.Os اور محکمہ آبپاشی کے افسران کی سرکاری رہائش گاہوں میں پھلدار اور پھولدار نرسریاں ہیں؟

(ب) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا ان نرسریوں کی آمدن حکومت کی متعلقہ مد میں جمع کروائی جارہی ہے اگر ہاں تو اس کی تفصیل کیا ہے نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ فیصل آباد میں بیشتر سرکاری افسران پرانی وضع کے بنگلوں میں رہائش پذیر ہیں جن کے وسیع و عریض لان ہیں جن میں خوبصورت پھول اور زیبائشی پودے لگائے گئے ہیں۔ تفصیل فلیگ (A) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) چونکہ ان میں وسیع و عریض لان ہیں جو کہ رہائش سے ملحقہ ہیں۔ پھول اور زیبائشی پودے محض عمارت کی خوبصورتی ماحولیاتی آلودگی کو مدنظر رکھ کر لگائے گئے ہیں۔ ان پودوں سے حاصل ہونے

والی آمدنی ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے جاری کردہ مراسلہ نمبر (CCP)57/36122/SC مورخہ 1958-05-07 کی روشنی میں ان باغیچوں کی دیکھ بھال پر مامور سٹاف اور دیگر (کھاد / بیج وغیرہ) پر خرچ کی جاتی ہے جس کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی وسائل مہیا نہیں کئے جاتے ہیں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ 'اس موضوع پر اسمبلی سوال نمبر 918,600,539 اٹھائے گئے تھے۔

مزید حکومت کی طرف سے سال 84-83 اور سال 85-84 میں استفسار کیا گیا تھا جس کے بارے میں محکمانہ اکاؤنٹس کمیٹی کی میٹنگ منعقدہ سال 1987 میں باقاعدہ بعد از بحث و تمحیص یہ سوال نمٹا یا گیا۔ اقتباس کارروائی اجلاس (DAC) سال 1987 کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جی، بہت ہیں۔ جناب سپیکر! میں وزیر کالونیز سے پہلے تو اس چیز سے اتفاق نہیں کرتا انہوں نے 100 فیصد نہیں بلکہ 1000 time غلط جواب دیا ہے کیونکہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے 2003 میں ایک کمیٹی فارم کی تھی اور چار اضلاع کا سپیشل آڈٹ کروایا تھا ساہیوال، فیصل آباد، سرگودھا اور بہاولپور جہاں یہ گرین انکم لیتے تھے اور سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو ضیاء الرحمٰن تھے انہوں نے کہا تھا کہ یہ نہیں لے سکتے۔ انہوں نے اس رپورٹ کے مطابق جو میرے ہاتھ میں ہے صرف فیصل آباد ڈی سی او کا گھر اس کا covered area 0.43 ایکڑ ہے اور اس کے استعمال میں 8.83 ایکڑ ہے اور اس کی وہاں پر نرسری والوں کو 31 ہزار روپے ماہانہ گرین انکم دیئے جا رہے ہیں اسی طرح آگے 42 ہزار روپے ڈی آئی جی کے گھر کا ہے اس طرح یہ سارا ایس پی ہیڈ کوارٹر کا 42 ہزار روپے ہے کسی کا 30 ہزار اور 40 ہزار روپے ہے۔

جناب سپیکر! یہ اس کو under the law استعمال نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا کہ محکمانہ کمیٹی نے اس کو کر دیا ہے میری آپ سے یہ درخواست ہے کہ کیونکہ یہ آپ کی گورنمنٹ کے سپیشل آڈٹ کے بعد اس کو as arrears of land revenue اور اس اسمبلی نے ان کو یہ ریفر کیا تھا کہ ان سے یہ پیسے recover کئے جائیں تو بجائے recovery کے منسٹر صاحب نے فرمادیا ہے کہ وہاں پر ornaments پھولوں کے لئے لگائے ہیں۔ ہمیں ornaments پر کوئی اعتراض نہیں ہے آپ کو بھی پتا ہے آپ کا شہر ہے وہاں پر نرسریاں ہیں اور under the law یہ انکم نہیں لے سکتے۔ یہ کروڑوں روپے کا معاملہ ہے اس پر ایک کمیٹی فارم کریں یہ ان

کی انکوائری ہے میری نہیں ہے۔ ایک تو محکمے نے غلط جواب دیا ہے دوسرا یہ کہ اس کے مطابق اس کی recovery کیوں نہیں کرتے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جیسا کہ اس جواب میں، میں نے عرض کر دیا ہے اور محکمے نے بتا دیا ہے کہ جو سرکاری رہائش گاہوں کا مسئلہ ہے اور وہاں سے ہونے والی آمدنی Colonies Department کے purview پر نہیں آتی تو یہ جو ہم نے جواب دیا ہے وہ رضاکارانہ بنیادوں پر دیا ہے اور سابقہ ماضی کو ریفرنس بنا کر دیا ہے اور جہاں تک مجھے علم ہے یہ نرسریوں کی زمین ان لوگوں کو لیز پر دی جاتی ہے اور ان سے جو آمدنی ہوتی ہے وہ سرکاری خزانے میں جمع کروائی جاتی ہے اگر رانا صاحب کو اس سوال پر کوئی اعتراض ہو تو اس کا جواب متعلقہ محکمہ جو اس کو ڈیل کرتا ہے یا جس کے دائرہ کار میں آتا ہے وہ اس کا جواب properly دے سکتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I don't agree with this point سوال یہ ہے کہ یہ زمین حکومت پنجاب کی ملکیت ہے زیر قبضہ ان کے سرکاری افسر ہی رہ رہے ہیں تو کیا یہ زمین sub lease کر سکتے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ sub lease نہیں کر سکتے دوسرا یہ ہے کہ ڈی جی آڈٹ نے کہا ہے کہ یہاں سے recovery ہوئی ہے وہ بھی ان کے محکمے نے as arrears of land revenue collect کرنے ہیں میں نے نہیں کرنے ہیں۔ یہ کون سا محکمہ بتا رہے ہیں کہ جس کے زیر استعمال ہے؟ یہ ملکیت تو حکومت پنجاب کی ہے اور اس کے خانہ مقبوضگی میں بھی یہی ہے تو یہ جو کیا گیا ہے میں آپ سے یہ عرض کروں گا کہ آپ ایک کمیٹی فارم کریں یہ جو کروڑوں روپے کی ریکوری ہے سرکاری افسران، یہاں احسان اللہ وقاص صاحب نے بھی کہا تھا کہ یہ ملکہ برطانیہ کی آخری نشانیاں جو ہیں یہ ایک کینال کے گھر میں نہیں رہ سکتے؟ آپ نے ان کو گیارہ گیارہ ایکڑ کا گھر دیا ہوا ہے وہاں سے یہ دو دو لاکھ روپے رینٹل انکم لے رہے ہیں اور گرین انکم لے رہے ہیں۔ تو میں اتفاق نہیں کرتا یہی Minister concerned ہیں، یہی وزیر کالونیز ہیں اور یہ اس کے مالک ہیں انہیں چاہئے کہ اس کی ریکوری کریں اور آپ اس پر ضرور ایک سپیشل کمیٹی فارم کریں کیونکہ میں اس پر ریکارڈ دے رہا ہوں یہ ریکارڈ کی بات ہے اور چیف سیکرٹری کو بھی لکھا ہے کہ ریکوری کی جائے۔ انہوں نے ریکوری کا بھی جواب نہیں دیا اور نہ

ہی یہ recover کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہ میری رپورٹ نہیں ہے یہ حکومت پنجاب کی رپورٹ ہے اگر یہ اپنی حکومت پنجاب کی رپورٹ پر عملدر آمد نہیں کرنا چاہتے جس طرح میں نے ایک سوال دیا تھا کہ آپ سیل برائے treaty کر رہے ہیں پندرہ لاکھ روپے والی چیز پانچ لاکھ روپے میں، میں نے دس لاکھ کا کہا وہ بھی نہیں ملی تو میں نے آفر بھیجی تھی یہ اسٹیٹ آپ کی انکم ہے اس کو اس طرح نہ کریں۔ سرکاری افسران کو ان کی حدود میں رہنے دیں اور اس وقت اہم بات یہ ہے کہ یہ ریکوری گورنمنٹ نے بنائی ہے میں نے نہیں بنائی ہے اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے اس پر لکھا تھا کہ ان کو ریکور کر کے جمع کروائیں اور یہ جمع کس نے کروانی ہے یہ recover کرنا تو ان کا کام ہے میں نے تو نہیں کرنی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جواب کے جز(ب) میں، میں نے ذکر کیا ہے کہ ان پودوں سے حاصل ہونے والی آمدنی ایس اینڈ جی اے ڈی کی طرف سے جاری کردہ مراسلہ نمبر (CCP)57/36122/SC مورخہ 07-05-58 کی روشنی میں ان باغیچوں کی دیکھ بھال پر مامور سٹاف اور دیگر کھاد بیج وغیرہ پر خرچ کی جاتی ہے جس کے لئے حکومت کی طرف سے کوئی وسائل مہیا نہیں کئے جاتے ہیں اس لئے میں گزارش کر رہا ہوں کہ یہ مراسلہ جو ایس اینڈ جی اے ڈی نے 1958 میں جاری کیا تھا، یہ موجودہ حکومت نے نہیں کیا، 1958 میں کیا تھا جس کے تحت ان باغیچوں کا انتظام ایس اینڈ جی اے ڈی کر رہا ہے اور اسی نوٹیفکیشن کے مطابق معاملات چل رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ معاملہ تو یہ ہے کہ 1958 کا نوٹیفکیشن ہے، سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو ضیاء الرحمٰن خان نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں یہ سٹیٹمنٹ دی کہ یہ رینٹل انکم خزانے میں جمع ہونی چاہئے۔ اگر تو جس طرح یہی ہے کہ چار یہ لائٹیں لگا لیتے ہیں کہ ہم اس کی حفاظت کے لئے لگاتے ہیں اور ڈی سی صاحب کے گھر کا بجلی کا جو بل ہے وہ بھی سرکار دیتی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ یہ غلط کہہ رہے ہیں، یہ جو emblem ہے یہ ڈی جی (آڈٹ) پاکستان نے کی ہے، میں نے نہیں کی ہے، سپیشل آڈٹ ہوا ہے اور اس کی ریکوری قانوناً بنتی ہے اور یہ کہہ رہے ہیں کہ نوٹیفکیشن ہوا ہے۔ آپ مجھے بتا دیں، آپ فیصل آباد کے رہنے والے ہیں، کون سے وہاں پر پودے لگے اور نرسریاں نہیں ہیں، نرسری یہ لے نہیں سکتے ہیں اور under the law یہ sublet بھی نہیں کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنے اتنے بڑے بیوروکریسی کے گھر ہیں، کالونیئل دور کی یادگاریں ہیں، انگریز کے دور میں یہ بنائے گئے تھے۔ خود انگلستان میں یہ کیفیت ہے کہ اس وقت انگلینڈ کا جو پرائم منسٹر ٹونی بلیئر ہے وہ جب منتخب ہوا تو اس نے ہاؤس آف کامنز کو درخواست دی کہ Ten Downing Streetمیں two bed room house ہے---

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کر رہا ہوں۔ اس درخواست میں انھوں نے کہا کہ میری فیملی بڑی ہے اور Ten Downing Street جو ہے وہ two bed room house ہے، مجھے Eleven Downing Street میں رہنے کی اجازت دے دی جائے کیونکہ یہ three bed room house ہے۔ ہاؤس آف کامنز نے اس کی درخواست reject کی اور انہیں کہا کہ اسی چھوٹے گھر میں تمہیں گزارا کرنا ہے، میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اس وقت رانا آفتاب صاحب کی طرف سے معاملہ بالکل rightly اٹھایا گیا ہے اس کا اصل حل یہ ہے کہ یہ جو بڑی بڑی کوٹھیاں ہیں ان کی زمین کو کسی اور مصرف میں لایا جائے اور ان کو اپنی اوقات کے اندر رکھا جائے، میرا ضمنی سوال اس میں یہ ہے کہ کیا حکومت کے زیر غور کوئی ایسی تجویز ہے کہ یہ جو مربعوں مربعوں میں گھر ہیں ان کو curtail کر کے دس دس مرلے یا ایک ایک کنال میں کر کے باقی زمین کسی اور مصرف میں لائی جائے، ایسی کوئی تجویز ان کے زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ رانا آفتاب صاحب کی بات سے مجھے قطعاً کوئی اعتراض نہیں ہے، نہ میں اس کو deny کر رہا ہوں۔ صرف سوال یہ ہے کہ یہ جو نوٹیفکیشن ہے جس کا میں نے ذکر کیا ہے یہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے جاری کیا ہے اور یہ آج کا نہیں ہے، موجودہ حکومت کا نہیں ہے، 1958 کا نوٹیفکیشن ہے جس کے تحت یہ سارے معاملات چل رہے ہیں۔ باقی رہی یہ بات کہ جس طرح ڈاکٹر صاحب فرما رہے ہیں، میں نے یہ پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ اچھی تجویز ہے، کوٹھیوں کے رقبے کو کم اور ضرورت کے مطابق ہونا چاہئے۔ محکمہ کالونیز اس سلسلے میں آپ سے اتفاق کرتا ہے اور ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں سمری وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف ضرور بھیجیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کا فائدہ کوئی نہیں ہے کہ اتنی ہم نے محنت کی ہے۔ چار سال کے بعد کروڑوں روپے ان کے ذمہ نکالے ہیں۔ آج یہ وزیر یاد رکھیں، یہاں پر بیٹھے ہیں، جب یہ گورنمنٹ چلی جائے گی تو ان پر یہ کیسز بنیں گے کہ آپ نے کار misuse کی ہے، آپ کے گھر میں یہ ہوا ہے۔۔۔

وزیر کالونیز: کوئی نہیں ہوتے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب! ہوتے رہے ہیں۔ ہم نے آکر اس پی اے سی میں ان کے کیسز ختم کئے ہیں۔ کسی سرکاری افسر کو دیکھیں، ڈی سی کے گھر سات گاڑیاں ہیں۔ ہم تو ان کو رولز آف لاء کی بات کر رہے ہیں کہ یہ recovery بنتی ہے اور یہ گورنمنٹ آف پنجاب کے آڈٹ ڈیپارٹمنٹ نے بنائی ہے، میں نے نہیں بنائی۔ یہ sublet نہیں کرتے؟ 1958 کا نوٹیفکیشن is a white notification، آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں۔ یہ کروڑوں روپیہ گورنمنٹ کو ملے گا۔ ان سرکاری افسران سے بھی لے لیں۔ آج کل تو ڈی سی او کا ڈویلپمنٹ میں بھی کمیشن ہو گیا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کروں گا کہ جو رانا صاحب فرما رہے ہیں اگر کوئی کمیٹی بنی تھی یا سینئر ممبر صاحب نے اس میں اپنا کوئی point of view دیا تھا اور اس میں انھوں نے ان لوگوں کے اوپر کوئی recovery ڈالی تھی تو وہ بھی میرے ڈیپارٹمنٹ کا کام نہیں ہے، وہ بھی ریونیو ڈیپارٹمنٹ کا کام ہے۔ recovery بھی وہی کرے گا، ہمارے purview میں وہ بھی نہیں آتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ recovery کا رجسٹر ہے، یہ میرے پاس ہی ہے۔ یہ لے لیں۔ یہ منسٹر ریونیو بیٹھے ہیں، یہ recovery کر لیں، ہم تو چاہتے ہیں کہ سرکار کو پیسے آجائیں۔ اس پر آپ direction دے دیں کہ جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے recovery کا حکم کیا ہے اس recovery کو expedite کیا جائے۔

جناب سپیکر: وہ منسٹر صاحب اپنے طور پر دیکھ لیں گے۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! شکریہ۔ ابھی منسٹر موصوف اس بات کو ماننے کے لئے تیار نہیں ہیں کہ جو دس دس ایکڑ یا آٹھ آٹھ ایکڑ کے بڑے گھر ہیں ان کی جو فالتو زمین گھروں کے علاوہ ہے، constructed area کے

علاوہ تو جو فالتو زمین ہے یہ اس کا کمرشل استعمال ہو رہا ہے، وہاں نرسریاں لگی ہوئی ہیں، وہاں جن افسران کی رہائش ہے وہ پیسے لے رہے ہیں، یہ آج کے بعد کوئی ایسی پالیسی بنالیں کہ آج کے بعد وہ جو فالتو زمین ہے یہ rent out کریں، یہ سب لیز کریں یا لوگوں کو دیں تاکہ اس سے جو آمدن ہو وہ پنجاب گورنمنٹ کو آئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، راجہ صاحب! کافی ضمنی سوال ہوگئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال صرف اتنا ہے کہ جو جگہ لیز پر دی جائے، یہ تمام نرسریاں وہاں پر جو افسران ہیں وہ لیز پر دیتے ہیں یا اس چیز کا رانجھا صاحب حلف دے دیں کہ وہ لیز پر نہیں دیتے یا میں اسی floor پر ابھی حلف دیتا ہوں کہ وہ لیز پر دیتے ہیں اور یہ سارا جھوٹ بول رہے ہیں۔ صرف میرا اتنا سوال ہے کہ لیز پر وہ افسران دیتے ہیں، پیسے وہ افسران وصول کرتے ہیں، جب وہ جگہ ہی لیز پر دے دیتے ہیں کہ چار کنال جگہ نرسری والے نے لیز پر لے لی تو اس کو تو کوئی فنڈ نہیں دینا، صرف پانی دیتے ہیں اور اس سے لیز منی چالیس ہزار، ساٹھ ہزار، دو لاکھ روپیہ وہ افسران لیتے ہیں۔ یہ اتنا حلفاً کہہ دیں کہ کیا وہ افسران لیز منی نہیں لیتے؟ میں حلف دیتا ہوں کہ وہ افسران لیز منی لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: حلف کی ضرورت نہیں ہے۔ on the floor of the House جو بھی کوئی معزز رکن یا منسٹر بات کرتا ہے تو اس کو درست ہی تسلیم کیا جاتا ہے۔ جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! راجہ صاحب ہمارے معزز دوست ہیں، بھائی ہیں، میں ان کی خدمت میں یہ پہلے بھی گزارش کر چکا ہوں کہ اصل جو point ہے وہ اس کی طرف اپنی توجہ مبذول نہیں فرما رہے۔ میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ یہ جو معاملہ ہے یہ ہمارے ڈیپارٹمنٹ کا نہیں ہے۔ وہ جو زمین ہے یا اس کو سرکاری افسران کس طریقے سے استعمال کر رہے ہیں، اس سے recovery کر رہے ہیں اور آمدنی خود کھا رہے ہیں یا کسی کو کھلا رہے ہیں، باغیچے کی دیکھ بھال پر لگا رہے ہیں یا کسی اور مقصد کے لئے کر رہے ہیں، اس کا انتظام، اس کا کنٹرول یا اس کو دیکھنا ہمارے محکمے کا کام نہیں ہے۔ اگر آپ یہ حکم دیتے ہیں تو ہم یہ کوشش کرتے ہیں کہ ہم اس میں گورنمنٹ آف پنجاب کی بہتری کے لئے یا ان دوستوں کے حکم پر جو بھی کردار ادا کر سکتے ہیں وہ کر لیتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ کس محکمہ سے متعلقہ ہے؟

وزیر کالونیز: میں نے جو پہلے عرض کیا ہے کہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے ایک نوٹیفکیشن کے ذریعے سارے معاملات اپنے زیر انتظام کر لئے ہیں۔ یہ باغیچوں کے جو بھی معاملات ہیں ان کے سپرد ہیں اور وہی ان کا انتظام

کرتے ہیں۔ یہ 1958 کی بات ہے، آج کی بات بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کو 1958 کا مراسلہ بڑا یاد ہے، 2005 کا جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا فیصلہ ہے اس کو refer نہیں کر رہے ہیں۔ آپ اس پر ایک کمیٹی بنادیں یا یہ جس محکمہ سے متعلقہ ہے اس کو refer کر دیں۔ یہ سوال ادھر چلا جائے۔ ہمیں تو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ There must be some ultimate end to this question. اگر اس کو یہیں ختم کرنا ہے تو وہ کھاتے رہیں گے اور اس طرح چلتا رہے گا۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب !

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اس میں تو بڑا آسان سا راستہ ہے جو میاں مناظر علی رانجھا صاحب نے خود بھی یہ کہا ہے کہ یہ جو ڈیپارٹمنٹ ایس اینڈ جی اے ڈی ہے یہ ان کا ہے، انہوں نے recovery کرنی ہے۔ یہ ان کو بھجوادیں کہ یہ recovery کریں۔ وہ اگر کارروائی نہیں کریں گے تو پھر آگے ہم اس کو دیکھ لیں گے۔

جناب سپیکر: رانجھا صاحب! آپ ان کو کہہ دیں۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں پتا کروا لیتا ہوں۔ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے جو decision کیا تھا اور اس نے اگر کسی کے اوپر کوئی recovery ڈالی ہے تو انشاء اللہ متعلقہ ڈیپارٹمنٹ کو ہم بھجوا دیتے ہیں کہ وہ recovery کر لے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں گے۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 5864 ۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 5864، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

ملک اصغر علی قیصر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع فیصل آباد، عشر کی جمع شدہ رقم اور خرچ کی تفصیلات

*5864 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:
(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک ضلع فیصل آباد میں عشر کی مد میں کتنی رقم جمع ہوئی؟
(ب) سب سے زیادہ رقم عشر کی مد میں کس تحصیل سے اکٹھی ہوئی؟
(ج) عشر کی یہ رقم کس مد میں جمع کروائی گئی؟
(د) کیا عشر کی یہ رقم فیصل آباد ضلع میں خرچ ہوئی تو کن کن منصوبوں پر خرچ ہوئی؟
(ہ) اس وقت عشر کی مد میں کتنی رقم ضلع ہذا میں کس کے اکاؤنٹ میں جمع ہے؟

وزیر مال:
(الف) کوئی رقم تشخیص کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی رقم جمع ہوئی ہے۔
(ب) کوئی رقم جمع نہ ہوئی ہے۔
(ج) کوئی رقم تشخیص کی گئی ہے اور نہ ہی کوئی رقم عشر کی مد میں جمع کروائی گئی ہے۔
(د) کوئی رقم تشخیص نہ کی گئی ہے اس لئے کسی بھی منصوبے پر کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔
(ہ) یکم جنوری 2002 سے آج تک عشر کی تشخیص ہوئی ہے اور نہ ہی کوئی رقم جمع ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میرا اس میں ضمنی سوال یہ ہے کہ جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "عشر کی مد میں فیصل آباد ضلع میں کوئی رقم وصول نہ ہوئی ہے۔" کیا فیصل آباد ضلع میں عشر لاگو ہی نہیں ہوتا اگر ہے تو وصول کیوں نہیں کیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مال!

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ فیصل آباد کا مسئلہ نہیں ہے۔ پورے پنجاب میں، یہ میں پڑھ کر بتا دیتا ہوں کہ:
A Sahib-e-Nisab may pay either to the Local Zakat Fund or directly to those eligible under Shariah to receive Zakat so much of the Usher due under Shariah as is not compulsorily realizable under the Ordinance. For example irrespective of Item 9 of the Second Schedule.

جناب والا! اس کے تحت پوزیشن یہ ہے کہ کوئی آدمی عشر دینے والا خود کسی ایسے آدمی کو دے دے

جو زکوٰۃ کا مستحق ہو، یا گورنمنٹ کے خزانے میں جمع کروائے۔ لہذا کوئی آدمی گورنمنٹ کو دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اس کو ایک رستہ ملا ہوا ہے کہ وہ عشر زکوٰۃ کے حق دار کو دے سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میں نے دے دیا لہذا assessment نہیں ہوتی اور پورے پنجاب میں نہیں ہوتی۔ میں صرف فیصل آباد کی نہیں بلکہ پورے پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آیا یہ عشر voluntary ہے یا compulsory ہے؟

وزیر مال: آپ voluntary کہہ سکتے ہیں اگر آپ نے عشر دینا ہے تو آپ کہتے ہیں کہ میں نے فلاں آدمی کو جو کہ زکوٰۃ کا مستحق ہے دے دیا ہے۔ لہذا voluntary ہو گیا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کیا وزیر موصوف وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ پورے صوبے میں کسی ضلعے میں بھی عشر نہیں لیا جا رہا؟ یہ اپنا بیان دے دیں اس کے بعد میں ابھی ثابت کر دوں گا کہ کس ضلعے میں زبردستی عشر وصول کیا جا رہا ہے۔

وزیر مال: جناب والا! کسی ضلعے میں عشر assess نہیں ہوتا اور نہ ہی کسی ضلعے میں کوئی دے رہا۔ اگر آپ کے علم میں ہے کہ کہیں پر زبردستی عشر وصول کیا جا رہا ہے تو اس بارے میں آپ باقاعدہ پولیس میں رپورٹ درج کروائیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ضلع اٹک میں اس سال تحصیلدار اور پٹواریوں نے عشر وصول کیا ہے۔ آپ اس بارے میں بے شک کوئی کمیٹی بنا دیں۔ میں کمیٹی کے سامنے یہ ثابت کر دوں گا۔ میرے محترم وزیر صاحب فرماتے ہیں کہ پولیس میں جا کر رپورٹ کریں۔ اگر ہم نے پولیس کو ہی رپورٹ کرنی ہے تو یہ کس لئے جھنڈا لگا کر پھر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: انھوں نے بتایا ہے کہ ہر شخص کی مرضی ہے کہ وہ عشر گورنمنٹ کو جمع کروائے یا خود کسی شخص کو دے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! اصولاً جب زمین پر انکم ٹیکس لاگو ہو گیا تو عشر ختم ہو جاتا ہے۔ میں اس بات کو سمجھتا ہوں لیکن اگر کوئی پٹواری کسی زمیندار کو جا کر کہتا ہے کہ تم عشر کے پیسے دو اور پھر زبردستی اس سے وصول بھی کرتا ہے تو اس کا ذمہ دار کون ہے؟ وزیر موصوف، متعلقہ محکمہ یا پولیس ہے؟

جناب سپیکر: روکھڑی صاحب کسی کے ساتھ زیادتی یا زبردستی نہیں ہونی چاہئے۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں نے تو متعلقہ قانون کو بھی یہاں جواب دیتے ہوئے quote کر دیا ہے۔ اب اس میں کوئی ابہام نہیں ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3151۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

شالامار باغ لاہور۔ رقبہ، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3151 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا شالامار باغ لاہور کا رقبہ باغ کی چار دیواری کے علاوہ بھی ہے اگر ہے تو کہاں کہاں اور کتنا کتنا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ متذکرہ باغ کی مشرق کی جانب ملحقہ رقبہ بھی باغ کا ہی حصہ تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ باغ سے ملحقہ رقبہ پر آبادی بن چکی ہے جو کہ تجاوزات کے زمرے میں آتی ہے؟

(د) اگر جز (الف تا ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ باغ جو کہ ہمارا قومی ورثہ ہے کی زمین قابضین سے واگزار کرانے کو تیار ہے، نیز قبضہ کرنے والوں اور قبضہ کروانے والوں کے خلاف بھی کارروائی کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) شالامار باغ لاہور کا رقبہ جو چار دیواری کے اندر ہے 410 K-17M-0SFt چار صد دس کنال سترہ مرلے ہے اور چار دیواری کے علاوہ مین گیٹ کے سامنے جی ٹی روڈ پر جانب جنوب 3 K-1M-

194-Sft تین کنال ایک مرلہ یکصد چورانوے مربع فٹ ہے۔

(ب) باغ کی مشرق کی جانب رقبہ باغ کی ملکیت نہ ہے بلکہ یہ پرائیویٹ مالکان کی ملکیت ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ باغ سے ملحقہ رقبہ پر آبادی بن چکی ہے۔ یہ رقبہ پرائیویٹ مالکان کی ملکیت ہے مگر جو رقبہ مین گیٹ کے سامنے جی ٹی روڈ پر جانب جنوب K-1M-194-Sft 3 تین کنال ایک مرلہ یکصد چورانوے مربع فٹ واقع ہے اس پر ایک کنال دس مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔

(د) ناجائز قابضین کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی EDO(R) کی عدالت میں جاری ہے۔ مزید کارروائی فیصلہ کے مطابق کی جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے جز (ج) کے جواب میں بتایا ہے کہ ایک کنال دس مرلے پر ناجائز قبضہ ہے۔ یہ فرمادیں کہ یہ قبضہ کب ہوا، کس نے کیا ہے اور اس پر آج تک محکمہ کی طرف سے کیا کارروائی ہوئی ہے؟

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! تقریباً 20 سال قبل اس زمین پر قبضہ ہوا تھا۔ یہ معاملہ DO(R) اور EDO(R) کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ محکمہ اس کی پیروی کر رہا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: کس تاریخ سے یہ کیس عدالت میں زیر سماعت ہے؟

وزیر کالونیز: اگر تاریخ چاہئے تو اس کے لئے fresh question کر دیں میں نے پہلے عرض کر دیا ہے کہ تقریباً 20 سال پہلے اس پر قبضہ ہوا تھا اور یہ معاملہ DO(R) اور EDO(R) کی عدالتوں میں زیر سماعت ہے۔ اس پر stay orders ہو چکے ہیں جس وقت یہ stay order vacate ہوں گے انشاء اللہ محکمہ یہ رقبہ واگزار کروائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! رانجھا صاحب نے فرمایا ہے کہ EDO(R) کی عدالت میں یہ معاملہ زیر سماعت ہے۔ اس جواب کی تاریخ وصولی 18-12-03 ہے۔ جوابی کاپی پر یہ تاریخ لکھی ہوئی ہے۔ تو وزیر صاحب اس کی latest position بتادیں؟ تین سال پہلے یہ سوال دیا گیا ہے اور اگر تین سال میں یہ معاملہ decide نہیں ہوا تو پھر محکمہ کی کیا کارکردگی ہے۔ شالامار باغ کی یہ فرنٹ کی انتہائی قیمتی زمین ہے۔ میرے خیال میں کم از کم بیس پچیس لاکھ روپے مرلہ والی جگہ ہے جس پر ناجائز قبضہ ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: رانجھا صاحب اس کو pursue کریں، تھوڑا expedite کروائیں تاکہ جلد از جلد یہ قبضہ چھڑایا جا

سکے۔

وزیر کالونیز: جی، بہتر ہے میں خود اس کی نگرانی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! سوال نمبر 6637۔ جناب والا! اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

نوشہرہ ورکاں گوجرانوالہ سرکاری اراضی کی جعل سازی سے فروخت اور حکومتی اقدامات

*6637 چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گرمولہ ورکاں تحصیل نوشہرہ ورکاں ضلع گوجرانوالہ میں حکومت کی کروڑوں روپے کی سرکاری اراضی شاملات کی صورت میں موجود ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ علاقہ کا پٹواری قبضہ گروپ کے افراد سے ملی بھگت کرتے ہوئے فرضی نام (بشیراں بیگم) اور جعلی مختار عام کے ذریعے مذکورہ زمین فروخت کر رہا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بالا قبضہ کی زمین واپس لینے کے لئے تیار ہے اور ملی بھگت کرنے والے افراد اور پٹواری کے خلاف قانون کے مطابق کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مال:

(الف) موضع گرمولہ ورکاں میں کوئی رقبہ شاملات نہیں ہے بلکہ رقبہ تعدادی 52 کنال 10 مرلہ ملکیتی صوبائی حکومت (سابقہ متروکہ) ہے۔

(ب) یہ غلط ہے کہ بشیراں بیگم نامی عورت کے نام سے بذریعہ مختار عام رقبہ مذکورہ بالا فروخت کیا جارہا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا جزویات کی روشنی میں کوئی رقبہ بشیراں بیگم کے نام نہ ہے لہذا اس کی طرف سے منتقلی رقبہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جز (الف) میں بتایا گیا ہے کہ موضع گرمولہ ورکاں میں کوئی رقبہ شاملات نہیں ہے بلکہ رقبہ تعدادی 52 کنال 10 مرلہ ملکیتی صوبائی حکومت (سابقہ متروکہ) ہے۔ وزیر موصوف صاحب مجھے بتائیں کہ شاملات اور صوبائی حکومت کے رقبہ میں کیا فرق ہے، دوسرا اس 52 کنال 10 مرلہ رقبہ کا موجودہ status کیا ہے؟

وزیر مال: جناب! اب اگر میں یہ کہوں گا کہ ان کا سوال سمجھ نہیں آیا تو پھر کہا جائے گا کہ جی بوڑھے ہو گئے ہیں۔ مہربانی کر کے سوال ذرا اونچی آواز میں کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ شاملات اور صوبائی حکومت کی ملکیتی زمین میں کیا فرق ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! شاملات وہ رقبہ ہوتا ہے جو گاؤں کے مالکوں کی مشترکہ ملکیت ہوتا ہے۔ اس کے گاؤں والے مالک ہوتے ہیں، حکومت مالک نہیں ہوتی۔ اگر حکومت شاملات کی زمین لے گی تو ملکیت کے حساب سے مالکان کو ادائیگی کرے گی۔ جبکہ سرکاری زمین تو سرکار کی ہوتی ہے، سرکار اس کی مالک ہوتی ہے۔ دوسرا اس موضع گرمولہ ورکاں میں کوئی رقبہ شاملات نہیں ہے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میرا دوسرا سوال یہ تھا کہ اس رقبہ کا موجودہ status کیا ہے آیا اب صوبائی حکومت نے اسے ٹھیکہ پر دیا ہوا یا کوئی دوسری صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: روکھڑی صاحب چودھری صاحب نے پوچھا ہے کہ اس موضع میں جو رقبہ صوبائی حکومت کا ہے اسے آپ کس مصرف میں لا رہے ہیں آیا ٹھیکہ پر دیا ہوا ہے یا کہ ویسے ہی پڑا ہوا ہے؟

وزیر مال: جناب سپیکر! یہ صوبائی حکومت کا رقبہ ہے، ویسے ہی پڑا ہوا ہے۔ جب اس گاؤں میں کوئی سکول، کالج وغیرہ بنے گا تو پھر اس کا مصرف نکل آئے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! مختلف شہروں کے اندر بہت ساری شاملات کی زمین موجود ہے۔ بہاولپور میں ایک پوری کالونی شاملات کے اوپر بنی ہوئی ہے لیکن اس میں اتنی قانونی پیچیدگیاں ہو جاتی ہیں کہ بعض اوقات لوگ ناجائز قبضے کرتے ہیں اور پھر وہ لوگ اسٹاموں کے اوپر زمین فروخت کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت شاملات کی زمین کو regularize کر کے ان لوگوں کو دینے میں کیا قباحت محسوس کرتی ہے

جو اس پر بیٹھے ہوئے ہیں؟

وزیر مال: جناب والا! ڈاکٹر صاحب کا سوال اس سے relevant تو نہیں ہے بہر حال میں جواب عرض کرتا ہوں۔ فرض کیجئے کہ ایک گاؤں کی آبادی چار ہزار ہے اور گاؤں میں شاملات ہے تو وہ سب لوگ اس کے مالک ہوتے ہیں۔ اب چار ہزار آبادی کے گاؤں میں 10 کنال شاملات ہے تو اس میں حصہ نکالتے نکالتے حصے کا وجود ہی ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ زمین انہی کی ہے، وہی اس کے مالک ہیں۔ بعض اوقات یہ رقبہ پڑا رہتا ہے، کچھ لوگ استعمال کرتے رہتے ہیں اور کچھ نہیں کرتے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 3328(A)۔ جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

03-2002 کے دوران بے گھر افراد کے لئے خرید کی گئی اراضی اور الاٹمنٹس کی تفصیلات

*3328(A) **جناب تنویر اشرف کائرہ:** کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) حکومت نے 03-2002 کے دوران بے گھر شہریوں کے لئے کہاں کہاں اور کتنی کتنی رقم سے جگہ خریدی ہے؟

(ب) اب تک کی صورتحال کیا ہے، کتنے بے گھر افراد کو آباد کیا گیا ہے ضلع وار تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) 35 اضلاع میں کوئی اراضی خرید نہ کی گئی ہے اس لئے بے گھر افراد کو خرید کی گئی اراضی پر آباد کرنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ب) 35 اضلاع میں سے 21 اضلاع میں 84735 پلاٹس مستحقین میں تقسیم کر دیئے گئے ہیں اور بقایا 87728: پلاٹس تقسیم کرنے والے ہیں جن کی ضلع وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام ضلع	الاٹ شدہ پلاٹس	بقایا پلاٹس
1-	پاکپتن	1591	1250
2-	فیصل آباد	15174	14932
3-	ڈیرہ غازی خان	1432	1601
4-	بہاولنگر	1087	213
5-	خوشاب	1194	4576
6-	سرگودھا	14281	712
7-	ٹوبہ ٹیک سنگھ	10734	1583
8-	لیہ	335	566
9-	جھنگ	6532	2110
10-	منڈی بہاؤالدین	5092	86
11-	چکوال	2037	3963
12-	رحیم یار خان	747	2131
13-	بھکر	5483	617
14-	ساہیوال	2705	106
15-	حافظ آباد	132	432
16-	ننکانہ صاحب	52	12
17-	وہاڑی	4202	2160
18-	گجرات	5477	_
19-	بہاولپور	5787	18363
20-	اوکاڑہ	570	7104
21-	سیالکوٹ	93	1534
22-	خانیوال	-	461
23-	ملتان	_	18248
24-	لودھراں	_	2041
25-	قصور	_	994
26-	مظفر گڑھ	_	510
27-	راجن پور	_	1415
	ٹوٹل	84735	87720

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! نمبر شمار 2 پر فیصل آباد ہے۔ اس میں الاٹ شدہ پلاٹس 15174 بتائے گئے ہیں جبکہ بقایا 14932 پلاٹس ہیں۔ یہ جو 14932 پلاٹس بقایا پڑے ہیں ان کو کب تک تقسیم کرنے کا منصوبہ ہے اور اس کا کیا criteria ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! انشاء اللہ تعالیٰ رمضان المبارک کے بعد ایک ماہ کے اندر اندر سارے پلاٹ تقسیم ہو جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! بہاولپور کے حوالے سے بھی دیکھیں کہ 5787 پلاٹ الاٹ ہوئے ہیں اور 18363 پلاٹ ابھی الاٹ ہونا باقی ہیں۔ وہاں پر بڑی تعداد میں لوگ بے گھر اور پریشان ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ وہاں پر جو بقایا پلاٹ ہیں ان کی تقسیم کا کیا طریق کار ہے اور کب تک انھیں مکمل کیا جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں جو بھی پلاٹ خالی پڑے ہیں۔ ہم انشاء اللہ ایک دو ماہ کے اندر اندر حقدار لوگوں میں تقسیم کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، ایک دو ماہ کے اندر پورے پنجاب میں تقسیم کر دیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! انھوں نے مکمل جواب نہیں دیا۔ پہلے کہا ہے کہ ایک مہینے کے اندر ابھی دو مہینے کا کہہ رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: انھوں نے کہا تھا کہ رمضان شریف کے بعد۔ تو رمضان شریف کے بعد ایک ماہ بھی ہو سکتا ہے اور دو ماہ بھی ہو سکتے ہیں اس لئے انھوں نے دو ماہ کہہ دیئے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ بھی پوچھا تھا کہ جن لوگوں کو یہ پلاٹ تقسیم کرنے ہیں۔ اس کا طریق

کار کیا ہو گا، فیصل آباد میں 14932 پلاٹ کس طریق کار کے تحت الاٹ کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! ہر تحصیل کے ڈی ڈی اوز کے زیر نگرانی کمیٹیاں بنی ہوئی ہیں۔ متعلقہ لوگ درخواستیں ان کے پاس جمع کراتے ہیں۔ پھر جانچ پڑتال کے لئے بھی متعلقہ گاؤں کے لوگوں کی کمیٹی بنی ہوئی ہے جہاں ہم نے زمین دینی ہے۔ ان کی تصدیق اور منظوری کے بعد یہ پلاٹ لوگوں کو free of cost دیئے جاتے ہیں۔ حکومت پنجاب اس کا کوئی معاوضہ وصول نہیں کرتی۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! پلیز تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! سیالکوٹ کے حوالے سے بھی کہا گیا ہے کہ الاٹ شدہ پلاٹ 93 اور بقیہ پلاٹ 1534 ہیں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ 1534 پلاٹ سیالکوٹ میں کس جگہ ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اگر آپ اس کا الف جز پڑھیں تو سوال یہ ہے کہ 2002 اور 2003 میں بے گھر شہریوں کے لئے کہاں کہاں اور کتنی کتنی رقم سے جگہ خریدی ہے۔ چونکہ حکومت پنجاب کی یہ پالیسی نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو گھر دینے کے لئے زمین خریدے بلکہ ہم نے رضاکارانہ بنیاد پر یہ پوری تفصیل دے دی ہے۔ جو بھی پلاٹ ہیں وہ مختلف تحصیلوں میں ہوں گے۔ سینئر ممبر صاحب نے تمام اضلاع کو جو کالونی ڈسٹرکٹ ہیں یا جہاں پر یہ پلاٹ موجود ہیں ان کو آرڈر جاری کر دیئے ہیں کہ اکتوبر کے مہینے میں ہی اس کی تقسیم کو مکمل کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جن علاقوں میں یہ پلاٹ موجود ہیں کیا حکومت اس علاقے کے ایم پی اے کو اس کمیٹی میں شامل کرنے کے لئے تیار ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! اس کمیٹی میں وہاں کے مقامی notable، معزز لوگ ہیڈ ماسٹر، نمبردار اور وہاں کے لوکل کونسلر کو شامل کیا ہوا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ وہاں ایم پی اے صاحبان کا شامل ہونا مناسب نہیں ہے۔ ویسے اگر آپ نے کوئی حکم دینا ہو تو میں حاضر ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ایم پی اے کا یہ status نہیں ہے۔ ایم پی اے تو بڑے اونچے status کے لوگ ہیں۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! دوستوں کی طرف سے جو سوال اٹھ رہا ہے۔ اصل میں ہمارے علم میں یہ بات آئی ہے کہ چونکہ الیکشن قریب آنے والے ہیں اور یہ جو باقی ماندہ پلاٹ ہیں ان کی بندر بانٹ ہو گی اور اپنے منظور نظر لوگوں کو نوازا جائے گا۔ جتنے پلاٹ ہیں یہ ایک دفعہ بھی تقسیم کر سکتے تھے۔ انھوں نے کہا ہے کہ کمیٹیاں بنائی ہیں اور متعلقہ لوگ ان کمیٹیوں سے رابطہ کریں۔ میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کمیٹیاں کن افراد پر مشتمل ہیں؟ چونکہ ہماری یہ apprehension ہے کہ جو نہی الیکشن قریب آئیں۔۔۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے فرمادیا ہے کہ دو ماہ کے اندر یہ تقسیم کر دیئے جائیں گے۔

شیخ اعجاز احمد: تو یہ فرمادیں کہ ان پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے لئے واقعی transparent طریقہ اپنایا گیا ہے کیونکہ ہماری apprehension یہ ہے کہ یہ اپنے منظور نظر لوگوں میں تقسیم کریں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر کالونیز!

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں گزارش کرنا چاہوں گا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کا یہ انتہائی انقلابی قدم ہے۔ انھوں نے ایک لاکھ سے زائد بے زمین کاشتکاروں میں زمین تقسیم کرنے کا حکم صادر فرمایا ہے اور ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ پلاٹ بھی بے گھر لوگوں میں تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے تو ان پلاٹوں اور زمین کا میرٹ پر فیصلہ ہو گا۔ سیاسی یا الیکشن کے point of view سے اس کا فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ بقایا پلاٹوں کی تقسیم ہو رہی ہے ہم نے صرف ریکارڈ کے لئے یہ بتایا ہے کہ ابھی اتنے پلاٹ تقسیم کرنے ہیں۔ یہ عمل جاری ہے۔ اس کو الیکشن کے point of view سے نہیں روکا گیا بلکہ میرٹ پر ان کا فیصلہ ہو گا اور حق داروں کو ان کا حق ملے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر کالونیز: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر مال: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کے احکامات پر عملدرآمد کی تفصیل

*6894 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو پنجاب نے اپنے ایک مراسلہ کے ذریعہ تمام پٹواریوں کو ان کے اپنے رہائشی اضلاع میں واپس بھیجنے کے لئے کہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ضلع لاہور سے ایک بھی پٹواری مذکورہ بالا مراسلہ کی روشنی میں واپس نہ کیا گیا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو سینئر ممبر بورڈ آف ریونیو کے مراسلہ پر ضلع لاہور میں عملدرآمد نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مال:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب نے بذریعہ حکم نمبری 2960-2004/1206-E(M)1 مورخہ 23-12-04 پٹواریان کو اپنی آبائی تحصیلوں اور اضلاع میں بھیجنے کے احکام جاری کئے تھے۔ (یعنی ان اضلاع اور تحصیلوں میں واپسی جہاں کے وہ رہائشی ہیں)

(ب) درست نہ ہے۔ ضلع لاہور سے ایک پٹواری لیاقت علی اپنے رہائشی ضلع سیالکوٹ میں واپس جا چکا ہے جبکہ باقی تین پٹواریان (جن کی تفصیل درج ذیل ہے) نے لاہور ہائی کورٹ سے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے۔

نام پٹواری	سابقہ ضلع	موجودہ تعیناتی
1۔ غیاث الدین	قصور	اشتمال
2۔ محمد سرور	گوجرانوالہ	سیٹلمنٹ آفس لاہور
3۔ محمد عمران مظہر	قصور	تحصیل لاہور سٹی

(ج) لاہور ہائی کورٹ کی طرف سے ہر سہ پٹواریان نے حکم امتناعی حاصل کیا ہوا ہے اور معاملہ ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ عدالت عالیہ کے فیصلہ کے بعد مزید کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

شیخوپورہ شہر میں قبرستانوں کی تعداد، رقبہ، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*3772: میاں خالد محمود: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) شیخوپورہ شہر میں کتنے قبرستان ہیں اور ان کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) شیخوپورہ شہر میں واقع قبرستانوں کی کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے نیز مقامی حکومت نے اس اراضی کو واگزار کروانے کے لئے اب تک کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(ج) قبرستانوں میں ناجائز قبضہ کی وجہ سے جگہ کم ہو رہی ہے، مقامی حکومت نے بڑھتی ہوئی آبادی کے پیش نظر اس اہم اور ناگزیر ضرورت کی کیا کوئی منصوبہ بندی کی ہے اس حوالے سے تفصیل بتائی جائے؟

(د) قبرستان کی اراضی پر ناجائز قبضہ کرنے والوں کے خلاف سال 1997 سے سال 2003 کے دوران کتنے مقدمات درج ہوئے اب تک کی صورتحال سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) شیخوپورہ شہر میں کل 25 قبرستان ہیں جن کی دیکھ بھال کرنا TMA شیخوپورہ کا کام ہے جن کا رقبہ تقریباً 466 K-0M ہے۔

(ب) شیخوپورہ شہر میں تین قبرستانوں میں تجاوزات موجود ہیں اور تقریباً 15 افراد نے پختہ تعمیرات کر کے BE قبرستان کا رقبہ زیر قبضہ کر لیا ہے۔ ان قبرستانوں کی دیکھ بھال کرنا TMA کا کام ہے۔ محکمہ مال TMA کی مدد کرتا ہے۔ مگر TMA کی طرف سے ابھی تک کوئی درخواست موصول ہوئی ہے اور نہ ہی TMA کی طرف سے کوئی شکایات بابت واگزار کروائے جانے قبضہ / قبرستان موصول ہوئی ہے۔

(ج) متعلقہ محکمہ مال نہ ہے۔

(د) اس کا جواب ضمن (ب) میں تفصیلاً دیا جا چکا ہے۔ مطابق رپورٹ TMA کوئی مقدمہ درج نہ کروایا

گیا ہے۔

8-اکتوبر2005 کے زلزلہ سے صوبہ میں متاثرہ املاک /افراد اور امداد سے متعلقہ تفصیل

*7411 **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 8-اکتوبر2005 کو آنے والے زلزلہ میں صوبہ کے کتنے مکانات اور افراد متاثر ہوئے، متاثر ہونے والے دیہات کے نام اور تحصیل و ضلع کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) متاثرہ افراد کو حکومت کی طرف سے جو مالی امداد دی گئی اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) حکومت نے جن افراد کے زلزلہ سے مکانات متاثر ہوئے، ان کی کس شرح سے مالی امداد کی؟

(د) سب سے زیادہ رقم کس ضلع میں کتنی دی گئی اور اس ضلع میں کتنے مکانات متاثر ہوئے تھے؟

وزیر مال:

(الف) 8-اکتوبر2005 کو آنے والے زلزلہ میں صوبہ پنجاب میں ضلع راولپنڈی کی مری و کوٹلی ستیاں کی تحصیلوں میں زیادہ نقصان ہوا۔ نقصان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

تفصیل اموات

راولپنڈی	21
گجرات	1
سیالکوٹ	1
منڈی بہاؤالدین	1
لاہور	1
کل	25

تفصیل نقصانات مکانات ضلع راولپنڈی

	مکمل	جزوی
تحصیل مری	332	827
تحصیل کوٹلی ستیاں	145	1061
کل	477	1888

(ب) صوبہ پنجاب میں 8-اکتوبر 2005 کو آنے والے زلزلہ سے کل 25-اموات ہوئیں اور چھ آدمی شدید زخمی ہوئے۔ تمام متوفیان کے لواحقین کو ایک لاکھ روپیہ فی متوفی اور تمام شدید زخمیوں کو پچاس ہزار روپے فی کس کے حساب سے معاوضہ کی ادائیگی کر دی گئی ہے۔ متاثرہ مکانات کا سروے کرایا گیا ہے۔ معاوضہ کی ادائیگی کے لئے فیڈرل ریلیف کمشنر، اسلام آباد کو فنڈز کی فراہمی کے لئے کہا گیا ہے۔ درکار فنڈز وصول ہوتے ہی متاثرین کو معاوضہ کی ادائیگی کر دی جائے گی۔

(ج) تمام متاثرین کو فی الحال بیس ہزار فی کس کے حساب سے معاوضہ کی ادائیگی کی جائے گی۔

(د) تفصیل جز (ب) میں دے دی گئی ہے۔

بہاولپور، چک نمبر 32/B.C میں سرکاری اراضی، الاٹمنٹس اور ناجائز قابضین کی تفصیلات

*4737: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) چک 32 بی۔سی بہاولپور میں 1990 میں حکومت کی اراضی کتنے ایکڑ تھی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) 1990 سے آج تک اس چک میں کن کن لوگوں کو کن کن شرائط پر کتنی اراضی لیز/کرایہ/ٹھیکہ وغیرہ پر الاٹ کی گئی ہے ان کے نام، ولدیت اور پتا جات کی تفصیل کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چک ہذا کی سرکاری اراضی پر بااثر لوگ محکمہ مال کے اہلکاران/افسران کی ملی بھگت سے کافی اراضی پر ناجائز قبضہ کر کے کاشتکاری کر رہے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بااثر لوگ محکمہ مال کے اہلکاران/افسران کی ملی بھگت سے اس چک کی اراضی پرانی تاریخوں میں الاٹ کروا رہے ہیں اور فرضی ناموں کی فائلیں تیار کر کے عملہ کی ملی بھگت سے محکمہ مال کے دفتر میں جمع کروا رہے ہیں جبکہ حق دار لوگ در در کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت 1990 کے بعد سے آج تک ہونے والے اس چک کی اراضی کی الاٹمنٹ کی تحقیقات کروانے، ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی واگزار کروانے اور متعلقہ ذمہ دار سرکاری ملازمین/افسران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) مذکورہ چک میں 75 ایکڑ 12 مرلے سرکاری اراضی ہے جس میں سے 8 کنال محمد سلیمان ولد خیر محمد

اور 16 کنال چوکیدارہ سکیم کے تحت سلطان احمد ولد نواب دین کو الاٹ کیا گیا ہے۔ بقیہ رقبہ 72 ایکڑ 12 مرلے موقع پر خالی پڑا ہے۔

(ب) 1990 سے تاحال کسی فرد یا ادارے کو رقبہ سرکاری لیز/کرایہ/ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے کیونکہ چک ہذا ممنوعہ حدود کارپوریشن میں واقع ہے۔

(ج) چک ہذا کی سرکاری اراضی پر محکمہ مال کے اہلکاران /افسران کی ملی بھگت سے کوئی ناجائز کاشت نہ ہو رہی ہے۔

(د) چک ہذا میں محکمہ مال کے اہلکاران /افسران کی ملی بھگت سے اراضی سرکار کی پرانی تاریخوں میں کوئی الاٹمنٹ نہ ہوئی ہے اس لئے فرضی ناموں کی فائلیں تیار کرنے کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔

(ہ) سال 1990 سے اب تک چک ہذا میں کوئی الاٹمنٹ رقبہ سرکار ہوئی ہے اور نہ ہی اس وقت رقبہ سرکار پر کوئی ناجائز قابض ہے۔

ضلع قصور۔ گزشتہ تین سالوں کے دوران بھرتی اور زرعی ٹیکس کی تفصیل

*8573 رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران جو زرعی ٹیکس اکٹھا کیا گیا، اس کی سال وار اور تحصیل وار تفصیلات مہیا کی جائیں؟

(ب) ضلع مذکور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران بھرتی کردہ افراد کے نام، تعلیمی قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیلات بیان فرمائیں؟

وزیر مال:

(الف) ضلع قصور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران زرعی ٹیکس کی مد میں مبلغ -/7,53,28,784 روپے وصول ہوئی ہے۔ اس کی سال وار، تحصیل وار تفصیلات ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر برائے ملاحظہ رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ضلع مذکور میں گزشتہ تین سالوں کے دوران 2003 تا 2006) کل 22 افراد بھرتی کئے گئے جن کی تفصیل کوائف ضمیمہ (ب) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

بہاولپور، محکمہ تعلیم کے دفتر کی عمارت اور تعمیر شدہ دکانوں سے متعلقہ تفصیل

*5817-A ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر کالونیز ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولپور شہر میں کچی کوٹھی نام کی عمارت جو کہ سبزی منڈی کے متصل ہے اور جہاں آج کل محکمہ تعلیم کا دفتر ہے، یہ کس کی ملکیت ہے؟

(ب) اس عمارت کی حدود میں بر لب سڑک پچھلے چند ماہ میں دکانیں بنا دی گئی ہیں یہ دکانیں کس نے بنوائی ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) اس ضمن میں عرض ہے کہ بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) بہاولپور محکمہ تعلیم کی عمارت صاحبزادہ سعید الرشید عباسی ولد نواب سر صادق محمد خان عباسی کی ذاتی ملکیتی زمین پر تعمیر شدہ ہے۔ یہ رقبہ صوبائی حکومت کی ملکیت نہ ہے۔

(ب) بمطابق رپورٹ ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) صاحب بہاولپور اسی رقبہ پر چند دکانات پاک آرمی نے تعمیر کروائی ہیں۔

راولپنڈی، 2005 تا حال۔ رجسٹری، انتقالات سے آمدن کی تفصیل

*8581 محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع راولپنڈی میں کتنی رجسٹریاں ہوئیں؟

(ب) اس عرصہ میں کتنی سرکاری زمین کا انتقال ہوا؟

(ج) اس عرصہ میں رجسٹریوں، انتقالات سے حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل بتائیں؟

وزیر مال:

(الف) یکم جنوری 2005 ضلع راولپنڈی میں ہونے والی رجسٹریوں کی کل تعداد (99,205) ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران ضلع راولپنڈی میں کسی سرکاری زمین کا انتقال نہیں ہوا۔

(ج) یکم جنوری 2005 تا اگست 2006 تک ضلع راولپنڈی میں رجسٹریوں اور انتقالات سے حاصل ہونے والی آمدنی کی تفصیل درج ہے:۔

1۔ اشٹام فیس 52,86,00,156

2-	رجسٹریشن فیس	27,63,07,167
3-	فیس انتقالات	2,08,96,472

فیصل آباد مدن پورہ میں قائم مذبحہ خانہ سے پیدا شدہ مسائل اور حکومتی اقدامات

*6537 **محترمہ کنول نسیم**: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کلیم شہید روڈ (نڑ والا) روڈ فیصل آباد ایک مکمل رہائشی علاقہ ہے اور اس کے رہائشی مدن پورہ میں مذبحہ خانہ کی وجہ سے شدید پریشان ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ مذبحہ خانہ کو شہر سے باہر منتقل کرنے کے لئے حکومت نے اراضی بھی خریدی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت اس مذبحہ خانہ کو رہائشی آبادی سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجہ بیان کی جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) یہ درست ہے کہ کلیم شہید روڈ (نڑوالہ روڈ) فیصل آباد ایک مکمل رہائشی علاقہ اور موجودہ مذبحہ خانہ آبادی کے اندر ہے۔

(ب) زمین خریدی نہ گئی ہے بلکہ رقبہ سرکار مربع نمبر 11 کیلہ نمبران 11تا18، 23تا25 واقع چک نمبر 71 گ۔ب، تحصیل جڑانوالہ ضلع فیصل آباد برائے تعمیر سلاٹر ہاؤس / منتقلی رقبہ بحق میونسپل کارپوریشن فیصل آباد تجویز ہو چکا ہے جو بعد ازاں حکومت کی پالیسی کے مطابق متعلقہ حکام فیصل آباد کو منتقل کر دیا جائے گا۔

(ج) بمطابق رپورٹ DOR مذکورہ جگہ جدید سلاٹر ہاؤس کی تعمیر کے لئے موزوں ہے۔ جیسا کہ جز (ب) میں بیان کیا گیا ہے کہ حکومت کی پالیسی کے مطابق جلد ہی متعلقہ حکام کو منتقل کر دیا جائے گا۔

راولپنڈی۔ تعینات پٹواریوں سے متعلقہ تفصیل

*8582 محترمہ ثمینہ جدون (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) راولپنڈی میں کتنے پٹواری تعینات ہیں، تحصیل وار نام اور پتاجات بتائیں؟

(ب) ضلع راولپنڈی میں تعینات پٹواریوں کی تعلیم اور ان کا سکیل بتائیں اس وقت کون سا پٹواری کس جگہ تعینات ہے 2005 سے آج تک کتنے پٹواریوں کو تبدیل / ٹرانسفر کیا گیا؟

(ج) 2000 کے بعد کتنے پٹواری دوسرے محکموں جیسے RDA سے ٹرانسفر ہو کر پٹواری تعینات ہوئے؟

وزیر مال:

(الف) ضلع راولپنڈی میں 304 پٹواری تعینات ہیں، تحصیل وار تفصیل یہ ہے:۔

(تحصیل کہوٹہ 19، تحصیل کوٹلی ستیاں 9، تحصیل مری 24، تحصیل کلر سیداں 26، تحصیل گوجر خان 84، تحصیل ٹیکسلا 10 اور تحصیل راولپنڈی 132)

پٹواریوں کے نام، جگہ تعیناتی، تعلیمی قابلیت، سکیل اور پتاجات کی تفصیل منسلکہ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع راولپنڈی میں تعینات پٹواریوں کی تعلیم، سکیل، جگہ تعیناتی کی تفصیل جھنڈی (الف) جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، ملاحظہ فرمائیں۔ 2005 سے آج تک 181 پٹواریوں کو تبدیل / ٹرانسفر کیا گیا۔

(ج) 2000 کے بعد ایک پٹواری کو RDA سے ٹرانسفر کر کے ضلع راولپنڈی میں تعینات کیا گیا ہے۔

ٹوبہ ٹیک سنگھ، Prohibited Zone میں واقع اراضی
کے ٹھیکہ سے متعلقہ تفصیلات

*6550 جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کی سرکاری زمین جو ٹوبہ ٹیک سنگھ میں (Prohibited Zone) کے اندر ہے، کے 1968 سے ٹینڈر کئے جاتے رہے ہیں اور یہ پالیسی 2001 تک برقرار رہی ہے اور سابقہ شرح کے حساب سے لگان 15 فیصد بڑھا کر 2001 تک وصول کیا جاتا رہا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 2001 کے بعد شرح ٹھیکہ دیہات کا وصول کرنے کا نوٹیفکیشن جاری کیا گیا

ہے جبکہ پانچ میل کے ایریا سے باہر سابقہ شرح کے مطابق لگان وصول کیا جارہا ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 2001 سے پہلے والی پالیسی پر عمل کرتے ہوئے پانچ سالہ، دس سالہ اور پندرہ سالہ سکیم کے مطابق ٹینڈر طلب کر کے زمین دینے کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) درست ہے۔

(ب) جی ہاں! 2001 کے بعد شرح ٹھیکہ دیہات وصول کرنے کا نوٹیفکیشن 01-08-17 کو جاری کیا گیا ہے جبکہ پانچ میل (تحصیل ایریا) اور دس میل (کارپوریشن ایریا) سے باہر سابقہ شرح کے حساب سے لگان 15 فیصد بڑھا کر وصول کیا جاتا ہے۔

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ کابینہ کے فیصلہ مورخہ 03-09-30 کے مطابق تمام اقسام کے پٹہ جات اور ان کی توسیع بند کر دی گئی ہے اور اس کے مطابق بورڈ آف ریونیو پنجاب نے ایک نوٹیفکیشن مورخہ 03-12-10 کو جاری کر دیا تھا۔

ضلع قصور۔ گزشتہ دو سالوں کے دوران محکمہ مال کے اہلکاران کے خلاف انکوائریوں کی تفصیل

*8586 سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور محکمہ ہذا میں گزشتہ دو سالوں کے دوران کتنے افسران اور اہلکاران کے خلاف رشوت ستانی، اختیارات کے غلط استعمال اور نااہلی کی بناء پر کارروائی کی گئی؟

(ب) مذکورہ افسران کے خلاف عائد کردہ الزامات اور انہیں دی گئی سزاؤں سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مال:

(الف) گزشتہ دو سالوں (2005,2004) کے دوران محکمہ مال ضلع قصور میں 16 اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی عمل میں لائی گئی جن میں سے بدانتظامی اور نااہلی کی بناء پر ایک اہلکار کو ملازمت سے جبری ریٹائر کیا گیا جبکہ دو اہلکاران کی ایک ایک سالانہ ترقی بند کی گئی اور تین اہلکاران کو الزامات ثابت

نہ ہونے کی بناء پر بری کیا گیا۔ علاوہ ازیں بقایا 10 اہلکاران کے خلاف محکمانہ کارروائی زیر التواء ہے۔

(ب) جن اہلکاران کو محکمانہ کارروائی کے نتیجہ میں سزائیں دی گئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ محمد بوٹا، جونیئر کلرک دفتر DO(R) قصور کو مورخہ 05-06-06 کو نااہلی اور بدانتظامی کی بناء پر ملازمت سے جبری ریٹائر کیا گیا۔

2۔ منشی محمد شعیب پٹواری کی بدانتظامی اور کرپشن کی شکایت کی بناء پر مورخہ 04-04-05 کو ایک سال کی ترقی بند کی گئی۔

3۔ منشی محمد سلیم بھٹی پٹواری کی کرپشن کی شکایت کی بناء پر مورخہ 04-07-06 کو ایک سال کی ترقی بند کی گئی۔

چک نمبر R-71/4 ہارون آباد، 5 مرلہ سکیم کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق کی عطائیگی

*6945 محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر R-71/4 ہارون آباد میں 5 مرلہ سکیم کے تحت اضافی بستی قائم کی گئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 5 مرلہ سکیم کے تحت الاٹیوں نے قبضہ تو لے لیا ہے مگر آج تک محکمہ مال کے کسی آفیسر نے پلاٹوں کی نشاندہی نہ کی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اضافی بستی کے قیام کو کئی برس ہو چکے ہیں مگر آج تک کسی الاٹی کو مالکانہ حقوق نہ دیئے گئے ہیں جبکہ متعدد بار حکومت مالکانہ حقوق دینے کا اعلان کر چکی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ بستی کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) چک نمبر R-71/4 تحصیل ہارون آباد ضلع بہاولنگر میں 5 مرلہ سکیم کی کوئی اضافی بستی قائم نہیں ہے۔ البتہ 885 کنال 7 مرلہ سرکاری زمین پر عرصہ سے ناجائز قابضین موجود ہیں۔

(ب) 5 مرلہ سکیم کی کوئی بستی نہ ہے البتہ 7 مرلہ 885 کنال رقبہ پر ناجائز قابضین کو بصیغہ کچی آبادی سکیم مطابق قبضہ جا کر سروے کیا، سروے رجسٹر میں قابضین کا اندراج ہوتا ہے اور کچی آبادی سکیم کے

تحت قبضہ کے مطابق الاٹمنٹ ہو چکی ہے نشاندہی کی ضرورت نہ ہوتی ہے۔

(ج) بمطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو کچی آبادی سکیم کے تحت جو لوگ رقبہ سرکار پر مورخہ 15-09-88 سے قابض تھے کا باقاعدہ سروے کروایا گیا اور اس کے مطابق الاٹمنٹ کی گئی۔ موقع پر بیٹھے تمام لوگوں کو الاٹمنٹ آرڈر مل گئے ہیں ابھی تک ان لوگوں کی درخواستیں برائے حصول مالکانہ حقوق ڈی او(آر) کے پاس نہیں پہنچیں جونہی درخواستیں وصول ہوتی ہیں قانون کے مطابق ان پر عمل کیا جائے گا۔

(د) یہ کہ کچی آبادی سکیم کے تحت مطابق ہدایات بورڈ آف ریونیو 90-02-28 تک مالکانہ حقوق دیئے جا سکتے ہیں۔ بقیہ جواب جز (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

ضلع شیخوپورہ۔2005 تاحال، رجسٹریوں / انتقالات کی تعداد و آمدن

*8626 محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر مال از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) یکم جنوری 2005 سے آج تک ضلع شیخوپورہ میں کتنی رجسٹریاں ہوئیں؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنی سرکاری زمینوں کے انتقال ہوئے؟

(ج) مذکورہ عرصہ کے دوران حکومت کو رجسٹریوں اور انتقالات سے کتنی آمدنی حاصل ہوئی؟

وزیر مال:

(الف) مذکورہ عرصے میں ضلع شیخوپورہ میں کل 47239 رجسٹریاں ہوئیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام تحصیل	تعداد رجسٹری
1۔	شیخوپورہ	16,864
2۔	فیروزوالہ	25,924
3۔	مریدکے	2,990
4۔	شرقپور	1,461
	میزان	47,239

(ب) اس عرصہ میں سرکاری زمینوں کے کل پانچ انتقالات درج ہوئے۔

(ج) اس عرصہ میں اس مد میں حاصل ہونے والی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام تحصیل	آمدنی رجسٹری	آمدنی انتقال	میزان
1-	شیخوپورہ	15,07,22,599	6,14,97,043	21,22,52,642
2-	فیروزوالہ	26,94,44,208	1,65,03,328	28,59,47,536
3-	مریدکے	3,40,31,070	1,11,08,067	4,51,39,137
4-	شرقپور	1,48,86,162	1,67,54,144	3,16,40,306
	میزان	46,91,17,039	10,58,62,582	57,49,79,621

اوکاڑہ / شیخوپورہ۔ محکمہ کالونیز کی اراضی اور ناجائز قابضین کی تفصیل

*7833 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع اوکاڑہ اور شیخوپورہ محکمہ کالونیز کی سرکاری اراضی کتنی ہے؟

(ب) مذکورہ اضلاع میں محکمہ کی اراضی پر کتنے لوگ ناجائز قابض ہیں اور کب سے؟

(ج) محکمہ نے مذکورہ اضلاع میں ناجائز قابضین کے خلاف آج تک کیا کارروائی کی ہے جن کے خلاف کارروائی نہیں کی گئی، کیا حکومت ان کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ کالونیز کی اراضی 5540-ایکڑ 4 کنال اور 16 مرلے ہے ضلع شیخوپورہ میں 8932 ایکڑ سرکاری اراضی ہے۔

(ب) ضلع اوکاڑہ میں 818 افراد ناجائز قابض ہیں ضلع شیخوپورہ میں 379 افراد عرصہ 15/16 سال سے ناجائز قابض ہیں۔

(ج) ناجائز قابضین کے خلاف کالونی ایکٹ کی دفعہ 32/34 کے تحت کارروائی کی جاتی ہے اور ناجائز قابضین کو تاوان کی وصولی کے بعد سرکاری اراضی سے بیدخل کر دیا جاتا ہے۔ بہت سے ناجائز قابضین نے مختلف عدالت ہائے سے حکم امتناعی حاصل کر رکھا ہے اور جس وقت بھی وہ کسی عدالت سے کیس ہار جاتے ہیں تو اگلی عدالت سے رجوع کر لیتے ہیں۔ تاہم حکومت ناجائز قابضین کے کیسوں کی بھرپور طریقے سے عدالتوں میں پیروی کر رہی ہے۔

تحصیل دیپالپور میں محکمہ کالونیز کی اراضی اور استعمال کی تفصیل

*7834 محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) تحصیل دیپالپور میں محکمہ کالونیز کی کتنی اراضی غیر آباد اور کتنی آباد ہے؟

(ب) کتنی اراضی کن کن افراد کو ٹھیکہ / لیز / پٹہ پر کس شرح سے دی گئی ہے؟

(ج) 05-2004 میں کتنے افراد نے سرکاری اراضی لیز / ٹھیکہ پر لینے کے لئے درخواستیں دیں اور ان میں سے کتنی درخواستیں pending ہیں اور کیوں؟

وزیر کالونیز:

(الف) تحصیل دیپالپور میں محکمہ کالونیز کی 1999 ایکڑ 6 کنال غیر آباد اور 2286 ایکڑ 4 کنال آباد زمین ہے۔

(ب) سال 1999 سے رقبہ کی الاٹمنٹ پر پابندی ہے جس کی وجہ سے رقبہ پٹہ پر الاٹ نہ کیا گیا ہے۔

(ج) پابندی کی وجہ سے کوئی بھی درخواست وصول نہ ہوئی ہے۔

شیخوپورہ۔ محکمہ تعلیم کے قبضہ میں محکمہ مال کی اراضی کی تفصیل

*7841 محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ تعلیم، محکمہ مال کی کتنی اراضی پر ناجائز قابض ہے اور کب سے؟

(ب) محکمہ نے اراضی سے قبضہ ختم کروانے کے لئے کیا اقدامات کئے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ مال کی کسی بھی اراضی پر محکمہ تعلیم ناجائز قابض نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

تحصیل ہیڈ مرالہ، سرکاری رقبہ کی الاٹمنٹ اور کینسلیشن سے متعلقہ تفصیلات

*7994 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے دیوان علی ولد جوہر کو ساگر پور گوندل تھانہ ہیڈ مرالہ تحصیل سیالکوٹ میں 725 کنال رقبہ 01-09-1976 کو الاٹ کیا؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو یہ رقبہ کس اتھارٹی نے اس کو الاٹ کیا تھا، اس کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ دیوان علی نے یہ رقبہ مختلف افراد کو مختلف تاریخوں میں فروخت کیا جس کا اندراج باقاعدہ محکمہ کے ریکارڈ میں ہے اور محکمہ اس کی تصدیق بھی کرتا ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اب یہ رقبہ ای ڈی او (آر) سیالکوٹ نے بقایا سرکار کرتے ہوئے محکمہ جنگلات کو الاٹ کر دیا ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ سب کچھ ای ڈی او (آر) اور D.F.O سیالکوٹ کی ملی بھگت سے ہو رہا ہے تاکہ اس رقبہ کے اصل الاٹیان کو ناجائز تنگ کر کے ان سے بھاری رشوت وصول کی جا سکے؟

(و) کیا حکومت یہ رقبہ دسمبر 2005 کے جو مالکان محکمہ مال کے کاغذات میں ہیں، ان کو منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) درست ہے۔

(ب) ریکارڈ کے مطابق انتقال نمبر 1 موضع ساگر پور تحصیل و ضلع سیالکوٹ تبدیل ملکیت بحکم عدالت رقبہ تعدادی 725 کنال 18 مرلے منجانب مرکزی حکومت بحق دیوان علی ولد جوہر مورخہ 09-01-1976 کو منظور ہوا۔

(ج) بروئے انتقال نمبر 2 بیعہ رجسٹری شدہ موضع ساگر پور تحصیل و ضلع سیالکوٹ رقبہ تعدادی 725 کنال 18 مرلے دیوان علی بائع نے طارق محمود ولد حاجی شیخ غلام محمد کو بعوض مبلغ 55000 روپے میں فروخت کر دیا جس کا انتقال نمبر 2 مورخہ 77-02-01 کو منظور ہوا۔

(د) اس ضمن میں جناب ای ڈی او (آر) صاحب سیالکوٹ نے حکم و فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے تحت کارروائی کرتے ہوئے مورخہ 05-12-07 کو حکم نامہ جاری کیا جس کے تحت انتقال نمبر 44 تبدیل ملکیت بحکم عدالت جناب ای ڈی او (آر) صاحب سیالکوٹ مورخہ 05-12-07 رقبہ تعدادی 725 کنال 14 مرلے بحق وفاقی حکومت اور بروئے انتقال نمبری 44 موضع ساگر پور تبدیل ملکیت بحکم عدالت ای ڈی او (آر) سیالکوٹ رقبہ تعدادی 725 کنال 14 مرلے بحق محکمہ جنگلات

مورخہ 05-12-07 کو منظور ہوا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے بلکہ جناب ای ڈی او (آر) سیالکوٹ نے تمام تر کارروائی حکم و فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان کے تحت کارروائی کرتے ہوئے عملدرآمد کیا ہے۔

(و) چونکہ کارروائی ہذا تحت حکم و فیصلہ سپریم کورٹ آف پاکستان ہوئی ہے لہذا اس بارے میں حتمی فیصلہ عدالت عالیہ مجاز ہی کر سکتی ہے۔

گزشتہ تین سالوں کے دوران سیالکوٹ میں الاٹمنٹ اراضی کی تفصیل

*8054 جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) سیالکوٹ میں گزشتہ تین سالوں میں کتنی سرکاری زمین لوگوں کو الاٹ کی گئی ہے کہاں کہاں اور کن شرائط کے تحت، مکمل تفصیل فراہم کریں؟

(ب) کتنی اراضی پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے، اس کی تفصیل تحصیل وائز فراہم کریں؟

(ج) حکومت نے ان قابضین سے قبضہ واگزار کروانے کے لئے کیا اقدام اٹھائے ہیں اگر نہیں تو اس کی وجوہات بتائیں؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع سیالکوٹ میں گزشتہ تین سالوں میں کوئی سرکاری زمین کسی کو بھی الاٹ نہ کی گئی ہے کیونکہ سیالکوٹ کالونی ضلع نہیں ہے۔

(ب) تحصیل ڈسکہ میں 489 کنال پر ناجائز قابض ہیں، تحصیل پسرور میں 2436 کنال پر ناجائز قابض ہیں اور تحصیل سمبڑیال میں 16 کنال سرکاری اراضی پر ناجائز قابض ہیں۔

(ج) حکومت ناجائز قابضین سے قبضہ واگزار کروانے کے لئے عملی اقدامات کر رہی ہے اور ناجائز قابضین کے لئے کالونی ایکٹ 1912 کی دفعہ 32/34 کے تحت کارروائی کی جارہی ہے۔

ضلع بھکر، محکمہ کالونیز کے رقبہ، الاٹمنٹ اور دیگر تفصیلات

*8473 سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع بھکر میں محکمہ کالونیز کا کتنا رقبہ اربن ایریا میں کس کس جگہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ صوبائی حکومت کی ملکیت ہے اور کتنا صوبائی حکومت متروکہ کی ملکیت ہے؟

(ج) 83-1979 کے نوٹیفکیشن کے تحت الاٹ کردہ رقبہ کی کل کتنی رقم بنتی ہے اور اس کے الاٹیوں سے کتنی رقم وصول کی گئی ہے اور کتنی بقایا ہے، جن سے رقم وصول کرنی ہے ان کی تفصیل 2001 سے آج تک کی دی جائے؟

(د) کتنا رقبہ 91-1989 کے نوٹیفکیشن کے تحت الاٹ کیا گیا ہے یا حقوق ملکیت اراضی الاٹیاں کو دیئے گئے ہیں اگر ان رقبہ جات کے انتقالات بحق الاٹیاں ہو گئے ہیں تو ان انتقالات کے نمبر اور تاریخ کیا ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) صوبائی حکومت کا رقبہ اربن ایریا میں جہاں موجود ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بھکر	5	81ایکڑ
دریاخان	0	25ایکڑ
کلورکوٹ		
منکیرہ	–	1133ایکڑ
میزان	5	1239ایکڑ

(ب) صوبائی حکومت اور صوبائی حکومت (متروکہ) کے رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت	112376 ایکڑ
رقبہ ملکیتی صوبائی حکومت (متروکہ)	4077 ایکڑ

اس ضمن میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ بورڈ آف ریونیو پنجاب لاہور نے سال 1988 میں اس اندراج کو کاغذات مال میں صوبائی حکومت (متروکہ) کی بجائے صوبائی حکومت (سابقہ متروکہ) کے اندراج کا حکم فرمایا تھا۔ اب یہ رقبہ بھی صوبائی حکومت کی ملکیت گردانا جاتا ہے۔

(ج) 83-1979 کے نوٹیفکیشن کے تحت الاٹ کردہ رقبہ جن الاٹیان کے حقوق ملکیت ہو چکے ہیں کی کل رقم -/7699250 روپے بنتی ہے جس کے الاٹیان سے رقم مبلغ -/5999095 روپے وصول کی گئی ہے اور بقایا رقم مبلغ -/1700155 روپے بقایا ہے جو وصول کرنی ہے۔

(د) سال 91-1989 میں کوئی نوٹیفکیشن ہی جاری نہ ہوا ہے اس لئے الاٹمنٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا

ہے۔

بھکر، بورڈآف ریونیو کی اجازت کے بغیر الاٹ کردہ اراضی

*8474 سردار نعیم اللہ خان شاہانی۔ کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سابق ڈپٹی کمشنر صاحبان بھکر نے 1979 اور 1983 کے تحت کچھ لوگوں کی درخواستیں برائے الاٹمنٹ رقبہ خارج کی تھیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان خارج کردہ درخواستوں پر ڈی او (آر) اور ای ڈی او (آر) بھکر نے ان لوگوں کو بغیر بورڈآف ریونیو کی اجازت سے رقبہ الاٹ کر دیا ہے؟

(ج) اگر اس کی بورڈآف ریونیو سے اجازت حاصل کی تھی تو اس کالیٹر نیز اجازت دینے والے افسر کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(د) اگر بغیر اجازت بورڈآف ریونیو کے الاٹمنٹ ہوئی ہے تو حکومت اس سلسلہ میں کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر کالونیز:

(الف) بمطابق ریکارڈ سابق ڈپٹی کمشنر صاحبان نے 1979 اور 1983 کے تحت الاٹمنٹ کی کوئی درخواست خارج نہ کی تھی۔

(ب) ایگزیکٹوڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) اور ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو بھکر نے 1979 اور 1983 کے تحت کوئی رقبہ الاٹ نہ کیا ہے۔

(ج) اوپر جیسا کہ جز (ب) میں تحریر کر دیا گیا ہے۔

(د) ۔ایضاً۔

ضلع بھکر میں سرکاری اراضی کی تفصیل

*8538 جناب حفیظ اللہ خان۔ کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں صوبائی حکومت کی کل کتنی اراضی ہے؟

(ب) جن تحصیلوں اور مواضعات میں سرکاری اراضی واقع ہے ان کی تفصیل بیان کریں؟

(ج) یہ اراضی کتنی زیر کاشت ہے اور کتنی بنجر ہے، تفصیل بیان کریں؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع بھکر میں صوبائی حکومت کی کل اراضی بقدر 8,61,325 کنال (آٹھ لاکھ اکسٹھ ہزار تین سو پچیس کنال ہے) جس کی تفصیل تحصیل وار حسب ذیل ہے:۔

تحصیل	رقبہ
بھکر	31,938 کنال
منکیرہ	8,11,128 کنال
دریاخان	11,562 کنال
کلورکوٹ	6,697 کنال
میزان	8,61,325 کنال

(ب) جن تحصیلوں اور مواضعات میں سرکاری اراضی واقع ہے وہ جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

تحصیل	زیر کاشت اراضی	بنجر اراضی	میزان
بھکر	30186 کنال	1752 کنال	31938 کنال
منکیرہ	802920 کنال	8208 کنال	811128 کنال
دریاخان	9362 کنال	2200 کنال	11562 کنال
کلورکوٹ	6457 کنال	240 کنال	6697 کنال
میزان			861325 کنال

ضلع قصور میں مختلف محکمہ جات کی اراضی سے متعلقہ تفصیلات

*8615: محترمہ طلعت یعقوب: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں مختلف محکمہ جات کا سرکاری رقبہ کس کس جگہ اور کتنا کتنا ہے؟

(ب) کیا رقبہ ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اگر ہاں تو کتنے عرصے کے لئے اور کتنے ٹھیکے پر اور اس سے کتنا ریونیو سالانہ اکٹھا ہوتا ہے، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر کالونیز:

(الف) ضلع قصور میں 24629 ایکڑ ایک کنال 18 مرلے رقبہ مختلف محکمہ جات کے پاس موجود ہے جس

کی محکمانہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

	M	K
محکمہ انہار	17	44087
محکمہ اوقاف	10	34824
محکمہ جنگلات	1	136937
ضلع کونسل	8	2832
محکمہ ریلوے	۔	4276
محکمہ ہائی وے	9	2251
محکمہ تعلیم	10	313
محکمہ صحت	7	97
محکمہ واپڈا	5	63
محکمہ دفاع	10	307
میونسپل کمیٹی (چونیاں)	10	2323
سول کورٹس	3	24
محکمہ زراعت	۔	8
محکمہ پولیس	7	29

(ب) کوئی رقبہ ٹھیکہ پر نہ دیا گیا ہے، لہذا سالانہ ریونیو اکٹھا ہونے کا سوال نہ پیدا ہوتا ہے۔

گوجرانوالہ۔2002تا2005، بے زمین و بے گھر افراد کو الاٹمنٹ اراضی کی تفصیل

***8616 محترمہ طلعت یعقوب:** کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

حکومت پنجاب نے سال2002 سے دسمبر2005 تک ضلع گوجرانوالہ میں کتنے بے زمین و بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لئے زمین الاٹ کی یہ زمین کہاں کہاں سے اور کتنی مالیت سے خریدی گئی، تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر کالونیز:

حکومت پنجاب نے سال2002 سے دسمبر2005 تک ضلع گوجرانوالہ میں کوئی زمین نہیں خریدی

لہذا بے گھر افراد کو الاٹمنٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی سرکاری زمین پانچ مرلہ سکیم میں کسی بے گھر فرد کو الاٹ کی گئی ہے۔

شیخوپورہ۔2004تا2006 بے گھر افراد کو اراضی کی الاٹمنٹ کی تفصیل

*8627-A محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

حکومت نے سال 2004 سے جنوری 2006 تک ضلع شیخوپورہ میں کتنے بے زمین، بے گھر افراد کو گھر بنانے کے لئے زمین الاٹ کی اس سلسلے میں کہاں کہاں اور کتنی کتنی مالیت سے جگہ خریدی گئی؟

وزیر کالونیز:

حکومت پنجاب نے سال 2004 سے جنوری 2006 تک ضلع شیخوپورہ میں کوئی زمین نہیں خریدی۔ لہذا بے گھر افراد کو الاٹمنٹ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اور نہ ہی سرکاری زمین پانچ مرلہ سکیم میں اس عرصہ کے دوران کسی بے گھر فرد کو الاٹ کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوال اور اس کا جواب

لاہور حکومت پنجاب کی اراضی اور گزشتہ دو سالوں کے دوران اس کی فروخت سے متعلقہ تفصیل

415 محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن: کیا وزیر کالونیز از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع لاہور میں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی کس کس جگہ واقع ہے اور اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے، کیا یہ اراضی گزشتہ دو سالوں کے دوران کسی پرائیویٹ پارٹی یا غیر سرکاری شعبہ کو فروخت یا

منتقل کی گئی ہے اگر ایسا ہے تو لاہور کے تمام ٹاؤنز کی تفصیل تاریخوں کے ساتھ بتائی جائے؟

وزیر کالونیز:

ضلع لاہور میں حکومت پنجاب کی ملکیتی اراضی تعدادی ایکڑ کنال مرحلہ ہے جس کی تفصیل تحصیل وار جھنڈی (الف) تحصیل لاہور سٹی (ب) تحصیل کینٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

سرکاری اراضی جو گزشتہ دو سالوں کے دوران کسی پرائیویٹ پارٹی یا غیر سرکاری شعبہ کو فروخت یا منتقل کی گئی ہے، اس تفصیل جھنڈی (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: چودھری اصغر علی گجر صاحب!

کھاد اور پوٹاش کی قیمتوں میں کمی کے بارے میں وزیر اعظم کے اعلان پر عملدرآمد نہ ہونا

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے آپ کی وساطت سے ایوان کی توجہ اس طرف دلانا چاہتا ہوں کہ کچھ دن پیشتر اس ملک کے وزیر اعظم نے ڈی اے پی کھاد اور پوٹاش کی قیمتوں میں 250 روپے فی بوری کمی کا اعلان کیا تھا۔ فی الواقع یہ اعلان بڑا خوش آئند تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے لئے بہت بڑا انعام تھا لیکن مجھے افسوس ہے کہ اس وقت تک ان کے اس حکم پر عملدرآمد نہیں ہوا۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں کہ ان کے اس حکم پر کب تک عملدرآمد ہو جائے گا۔ چونکہ اس وقت زمیندار ایک ہزار یا گیارہ سو روپے فی بوری کے حساب سے کھاد خرید رہا ہے جس سے صوبہ پنجاب کے کسانوں کو روزانہ اربوں روپے کا نقصان ہو رہا ہے جس کی ذمہ داری حکومت پنجاب پر ہے۔ اس سے پہلے صدر پاکستان نے بھی فی بوری ایک سو روپے کم کرنے کا اعلان کیا تھا لیکن وہ کم ہونے کی بجائے اس کی قیمت ایک سو روپے زیادہ ہو گئی تھی۔ میں حکومت سے یہ یقین دہانی چاہتا ہوں کہ وہ ایوان کو اس چیز کا اعتماد دیں

کہ واقعتاً کھاد وزیر اعظم کے اعلان کے مطابق فروخت کی جائے گی اور زمینداروں کو یہ سبسڈی میسر ہو گی۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔لاء منسٹر صاحب سن رہے ہیں ضرور اس پر غور کریں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: نہیں۔جناب!یہ معاملہ پورے صوبے سے متعلقہ ہے اس لئے وزیر موصوف اس کا جواب دیں گے چونکہ ہر کسان اس سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: جی،وزیر قانون کچھ کہنا چاہیں گے ؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں معزز رکن کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ چونکہ یہ معاملہ ہمارے وزیر زراعت سے متعلقہ ہے۔میں اس لحاظ سے آپ سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ معاملہ انتہائی اہم ہے اور اس پر حکومت کا مؤقف آنا چاہئے۔لہذا میں آپ سے استدعا کروں گا کہ وہ کل تشریف لے آئیں گے لیکن میں آج ہی ان تک یہ بات پہنچا دوں گا کہ وہ تیاری کر کے آئیں اور اس سلسلے میں باقاعدہ سٹیٹمنٹ دیں۔

جناب سپیکر: جی،ٹھیک ہے۔شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی،فرمائیں!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔جناب سپیکر!کل تک اس کا جواب آ جائے گا۔اب میں آپ کی مہربانی سے ایک اور پوائنٹ آف آرڈر پر ایک بات کرنا چاہتا ہوں۔جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ پوری دنیا کے اندر ڈیزل کی قیمتیں بہت بڑھ چکی ہیں اور پاکستان پر بھی اس کے اثرات موجود ہیں لیکن کچھ عرصے سے دنیا کی مارکیٹ کے اندر۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب!کسی دن مہنگائی پر بحث رکھ لیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر!میں پوائنٹ آف آرڈر پر صرف یہ بات کرنا چاہتا ہوں کہ دنیا کی مارکیٹ کے اندر 25 فیصد قیمتیں گر گئی ہیں اس لئے اب حکومت پاکستان کو یہ چاہئے کہ وہ اپنی قوم کو 25 فیصد ریلیف دے تو میں آپ کی وساطت سے ایوان کے اندر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میں نے آج سے پہلے بھی بات کی تھی کہ یہاں سے ڈیزل کی کم قیمت کے لئے ایک قرارداد مرکز کو بھجوائی جائے۔اس پر راجہ بشارت صاحب نے

یہ وعدہ کیا تھا کہ ہم اس کو بھجوائیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ اب ایک قرارداد آنی چاہئے چونکہ دنیا کی مارکیٹ میں ڈیزل کی قیمت کم ہو گئی ہے لہذا حکومت پنجاب مرکز سے یہ مطالبہ کرے کہ وہ ملک کے اندر بھی پٹرولیم کی قیمت کو 25 فیصد کم
کرے اور یہ بڑا ضروری ہے۔ شکریہ

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب توجہ دلاؤ نوٹس لیتے ہیں۔ پہلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 760 محترمہ انبساط خان اور جناب عبدالرشید بھٹی صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ دونوں تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of ہوا۔ اگلا توجہ دلاؤ نوٹس نمبر 761 رانا آفتاب احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر!

چک نمبر 37ج۔ب فیصل آباد کے رہائشی کی دوسری بیٹی بھی قتل

رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ یکم اکتوبر 2006 کی موقر اخبارات کے مطابق چک نمبر 37ج۔ب ٹھیکریوالہ (فیصل آباد) کے رہائشی محمد اقبال کی لے پالک بچی عائشہ کو زیادتی کے بعد قتل کرکے اس کی نعش کماد کی فصل میں پھینک دی گئی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ 15 روز قبل محمد اقبال کی چار سالہ بچی لاریب کو بھی اسی طرح قتل کر دیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ پولیس ابھی تک ان بچیوں کے قاتلوں کا سراغ نہ لگا سکی ہے؟

(د) کیا حکومت ان بچیوں کے قاتلوں کا سراغ لگانے، ان کو گرفتار کرنے اور اس کے ذمہ داران پولیس ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں مختصر حالات یہ ہیں کہ یہ دونوں واقعات جن کا ذکر

توجہ دلاؤ نوٹس میں کیا گیا ہے دونوں درست ہیں۔ اس میں مزید اضافہ میں یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مورخہ 01-01-06 اور اس سے پہلے جز (ب) میں جس واقعہ کا ذکر کیا گیا ہے یہ دونوں اشخاص آپس میں بھائی ہیں۔ پہلے واقعہ میں محمد اقبال جس کی لے پالک بچی ہلاک ہوئی لیکن یہاں میں یہ بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ میڈیکل رپورٹ کے مطابق اس کے ساتھ زیادتی نہیں ہوئی تھی بلکہ اس کو قتل کیا گیا ہے۔ زیادتی سے میری مراد sexual harassment ہے وہ نہیں تھی بلکہ اس کو قتل کیا گیا تھا۔ دوسرا جو واقعہ ہے جس کا جز (ب) میں ذکر کیا گیا ہے تو یہ دونوں شخص آپس میں بھائی ہیں اور دونوں میں سے ایک کی لے پالک بیٹی تھی اور ایک کی اپنی بیٹی تھی اور دونوں کا قتل تقریباً ایک جیسے حالات میں ہوا ہے۔ اس سلسلے میں پولیس نے مقامی طور پر بھی کافی تگ و دو کی اور یہ تقریباً آج سے پانچ چھ دن پہلے کا واقعہ ہے۔ اس کے بارے میں آج صبح جو مجھے بتایا گیا ہے کہ وہ جو ہمارے دیہاتوں میں تفتیش کا طریق کار ہے کہ کھوجی بلائے جاتے ہیں اور foot prints لینے کی کوشش کی جاتی ہے وہ بھی ہمیں traces مل چکے ہیں۔ اس کے علاوہ مختلف ایجنسیز سے سراغ رساں کتے بھی حاصل کئے گئے تھے اور انہوں نے بھی ایک دو جگہوں کی نشاندہی کی ہے اور جن جگہوں کی انہوں نے نشاندہی کی ہے وہاں کے لوگوں کو شامل تفتیش کر لیا گیا ہے۔ ہمیں امید ہے کہ ہم بہت جلد ملزمان تک پہنچ جائیں گے بلکہ اس میں تھوڑا سایہ ہے کہ within family بھی ان کا ایک سلسلہ چل رہا ہے۔ in fact یہ تین بھائی ہیں مصطفیٰ اقبال اور ایک مشتاق ہے۔ مشتاق کو بھی ہم شامل تفتیش کرنا چاہتے تھے لیکن فی الحال ہمیں مدعی اس بات کی اجازت نہیں دے رہے اور ہم فی الحال اس لئے بھی وقت gain کرنا چاہتے ہیں کیونکہ ابھی واقعات بالکل تازہ ہیں اور انہی کے کسی فیملی ممبر کو اگر شامل تفتیش کیا گیا تو شاید ان کی مزید دل آزاری ہو اس لئے ہمیں تھوڑا سا اس کے لئے وقت چاہئے تھا۔ ہمیں شواہد مل چکے ہیں اور میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو اس وقت مجھے متعلقہ افسران نے بریفنگ دی ہے ہمیں یقین ہے کہ انشاءاللہ ہم بہت جلد ملزمان کو گرفتار کر لیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ میرا حلقہ انتخاب ہے اور میرا گاؤں 37 چک کے ساتھ ہے۔ راجہ صاحب نے یہ بالکل بجا فرمایا ہے کہ یہ تین بھائی ہیں پولیس کا اپنا ایک طریق کار ہے۔ میرا جو حلقہ تھانہ ٹھیکریوالہ ہے آپ اور میں نے بہت دفعہ یہاں پر پولیس آرڈر 2002 کی بات کی ہے۔ آپ نے وہاں پر ڈی ایس پی بھیج دیئے ہیں۔ ایک تھانہ ڈی ایس پی کو نہیں پال سکتا پہلے چار تھانے ہوتے تھے تو ڈی ایس پی کی کوئی وردی تو کوئی

کچن سنبھال لیتا تھا۔ راجہ صاحب! میں آپ کی خدمت میں عرض کروں گا کہ وہاں پر ڈکیتی ہوئی ہے اور 45 منٹ تک ڈاکو بسوں کو لوٹتے رہے ہیں وہاں پر میں پہنچ گیا تھا لیکن پولیس وہاں تک نہیں پہنچی تھی۔ وہاں پر نشہ، چوری، ڈکیتی اور راہزنی ہوتی ہے اور پولیس وہاں پر بالکل بے بس ہو گئی ہے۔ ٹریفک والے بائی پاس پر لوٹ رہے ہوتے ہیں اور آگے جائیں تو تھانے کے آگے وہ گاڑی کھڑی کرواتے ہیں کہ آپ چیسیز نمبر یہاں پر لگوائیں دو سو روپیہ دیں اور یہ ڈی ایس پی صاحب کا حکم ہے۔ توجہ دلاؤ نوٹس کا میرا یہی مقصد تھا کہ آپ کے علم میں یہ سب کچھ آ جائے۔ خدارا! اس تھانے کا اور اس علاقے کا خیال رکھیں وہاں پر آئے دن قتل ڈکیتی ہو رہی ہے اور وہاں پر بسوں کو لوٹا جا رہا ہے اور وہاں سے لوٹ کر یہ حسن مرتضیٰ صاحب کا علاقہ ہے یعنی جھنگ کی طرف وہ لوگ جا رہے ہیں۔ میں ان سے بھی یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ بھی ہمارے علاقے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمارے سادہ لوح لوگ ہیں۔ جھنگ کی عوام بالکل سادہ ہے آپ کے ضلع والے اتنے چالاک آدمی ہیں کہ ہمیں لوٹتے ہیں اور فیصل آباد لے جاتے ہیں اور الزام ہم پر ہے کہ ہم لوٹ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: یہ آپ رانا صاحب کو کہہ رہے ہیں۔ (قہقہے)

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا کہنے کا مطلب یہ تھا کہ وہاں پر جو جھنگ برانچ نہر ہے وہ across جھنگ ہے ساری وارداتیں ادھر ہوتی ہیں۔ یہ بات طنزاً یا مذاق میں نہیں کر رہا تھا یہ اس طرف جا رہے ہیں۔ میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ وہ اس تھانے پر خصوصی توجہ دیں۔ آپ پچھلے چھ ماہ یا ایک سال کی رپورٹیں دیکھیں کہ rate of crime کتنا بڑھا ہے وہاں پر نشہ کتنا ہوا ہے، ڈکیتیاں کتنی ہوئی ہیں اور اگر کوئی عام چوری کا کیس بھی آ جائے جو قابل راضی نامہ جرم ہو تو اس کو بھی ڈی ایس پی صاحب ہی deal کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا توجہ دلاؤ نوٹس dispose of ہوتا ہے۔ جناب اسد معظم صاحب!

تعزیت

سابق رکن اسمبلی جناب فضل حسین راہی (مرحوم) کے لئے دعائے مغفرت

جناب اسد معظم: شکریہ۔ جناب سپیکر! فیصل آباد سے سابق رکن پنجاب اسمبلی فضل حسین راہی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے ہیں۔ یہ وہ شخص ہیں جو1985میں اس معزز ایوان کے رکن منتخب ہوئے تھے اور1988میں بھی ممبر پنجاب اسمبلی منتخب ہوئے تھے۔ اس کے بعد جب ضیاء الحق یونیفارم کے ساتھ یہاں آکر تقریر کرنے لگے تو۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ان کے بارے میں کہنا کیا چاہ رہے ہیں؟

جناب اسد معظم: جناب والا! فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فضل حسین راہی سابقہ ممبر پنجاب اسمبلی کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق کو take up کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، راجہ ریاض احمد!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! شکریہ۔ ابھی ہمارے معزز رکن پنجاب اسمبلی جناب ڈاہا کی وفات پر انہیں یہاں پر زبردست خراج تحسین پیش کیا گیا اور ہم بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہیں لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آج اس ہاؤس میں فضل حسین راہی جیسے نڈر بے باک آدمی کو۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب فاتحہ خوانی کروا دی گئی ہے۔

راجہ ریاض احمد: خراج تحسین پیش نہ کیا جائے جس نے ضیاء الحق جیسے آمر کو جب وہ وردی میں اس ہاؤس میں تشریف لائے تو اس نے یہاں پر اس کے خلاف اعلان جنگ کیا، حق کی بات کی میں اس کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ تحریک استحقاق نمبر 42 جناب حفیظ اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے اور یہ move ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب والا! وزیر بہبود آبادی یہاں پر تشریف فرما ہیں وہ میرے خیال میں اس تحریک استحقاق کی مخالفت نہیں کرنا چاہتیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر بہبود آبادی!

ضلعی آفیسر بہبود آبادی (بھکر) کا معزز رکن اسمبلی سے نار وا سلوک

(---جاری)

وزیر بہبود آبادی: جناب والا! مجھے پتا چلا تھا لیکن میں اپنے ساتھی کی اپنے ممبر کی چونکہ بے حد عزت کرتی ہوں۔ اس کے باوجود جب مجھے پتا چلا تو میں نے پاپولیشن کے ضلعی آفیسر کو بلایا تھا اور اس سے بات بھی کی اس کے کہنے کے مطابق کہ میں نے ان کا کوئی فون نہیں سنا اور جہاں پر میں تھا۔ طے شدہ پروگرام کے مطابق آگے 35 اور اس کے بعد 55 میل پر ہمارے مراکز ہیں جہاں پر وہ موجود تھا۔ انہوں نے کہا کہ میں تو یہ سوچ بھی نہیں سکتا کہ میں کسی اپنے معزز اسمبلی کے رکن کا فون سنوں اور یہ کہوں کہ میں آپ کی بات نہیں مانتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ میں یہ تحریک استحقاق in order قرار دیتا ہوں اور استحقاق کمیٹی کے سپرد کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اگلی تحریک استحقاق مرزا فرقان علی مغل صاحب۔ یہ تحریک استحقاق بھی move ہو چکی ہے اور pending تھی۔ وزیر تعلیم سے متعلقہ ہے۔ وزیر تعلیم آج یہاں موجود نہیں ہیں اور وہ اسلام آباد گئے ہوئے ہیں تو اس کو پھر pending کر لیتے ہیں۔

جناب محمد حسنین خان بوسن: مرزا صاحب بھی نہیں ہیں اور جناب ان کا کل آپس میں patch up بھی ہو گیا تھا اور وزیر تعلیم کی موجودگی میں ہو گیا تھا۔

جناب سپیکر: ان کا patch up ہو گیا تھا۔ تو محرک---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! اگر یہ تحریک استحقاق move ہو چکی ہے محرک موجود نہیں ہے لیکن وزیر تعلیم نے ابھی اس کا جواب دینا ہے اس لئے اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: محرک کا موجود ہونا اس وقت ضروری ہوتا ہے جب اس نے move کرنی ہو۔ یہ تو move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا لہذا یہ موشن Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم Adjournment Motions take up کرتے ہیں۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! کافی ہو گیا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! اس وقت ہماری وزیر صاحبہ یہاں پر تشریف نہیں رکھتی تھیں تو محترم بگو صاحب نے یہ point اٹھایا تھا کہ محترمہ وزیر صاحبہ یہاں پہ بڑے دعوے کرتی ہیں کہ ہم سپیشل بچوں کے لئے بڑے سکول کھول رہے ہیں تو سپیشل بچوں کے لئے 20 سکول ایسے کھل چکے ہیں جو ابھی تک شروع نہیں ہوئے۔ وہاں پر سپیشل بچوں کو ایجوکیشن دینے کا کوئی انتظام نہیں۔ وہاں سکول ضرور کھولے ہیں لیکن ان کی بلڈنگز تک نہیں ہیں اور یہاں پر روزانہ اخباروں میں آتا ہے وزیر اعلیٰ صاحب اور وزیر صاحبہ سپیشل بچوں کی تعلیم کا بندوبست کرنے کے لئے بڑی توجہ دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب! وہ تشریف رکھتی ہیں، ان سے جواب تو لے لیں۔

وزیر خصوصی تعلیم: جناب سپیکر! معزز رکن نے یہ جو point اٹھایا ہے کہ ہمارے ایسے 111 سنٹرز کھل چکے ہیں لیکن کسی سنٹر میں اگر عملہ کی کمی کی وجہ سے یا وہاں پر بچوں کی enrollment کم ہونے کی وجہ سے یا وہاں پر pick and drop service کی فراہمی نہ ہونے کی وجہ سے معطل ہوئی ہے تو یہ وہ صورتحال ہے جس پر ہمیں علاقے کے لوگوں کی طرف سے اور EDO(CD) کی طرف سے inform کیا جاتا ہے کیونکہ ضلعی سطح پر ای ڈی او کمیونٹی ڈویلپمنٹ Institutions of Special Education کے انچارج ہیں تو وہاں پر ہم اس چیز کو over come کر لیتے ہیں۔ ایسا کوئی ادارہ نہیں چل رہا جہاں پر یہ تمام مسائل ایک ساتھ اکٹھے ہو گئے ہوں اور وہ بالکل ناکارہ ہو گیا ہو۔ آپ نے ایک point اٹھایا ہے اور یہ بات کی ہے آپ جس جس انسٹیٹیوشنز کا بتانا چاہیں گے اپنے لیٹر پیڈ پر مجھے لکھ کر بھیج دیں انشاء اللہ تعالیٰ اس پر کل عملدرآمد ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ Next ہے سید احسان اللہ وقاص! اُن کی طرف سے application آئی ہے لہذا یہ موشن بھی Monday تک pending کی جاتی ہے۔ Next motion بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے یہ بھی Monday تک pending کی جاتی ہے۔ Next motion بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب، محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ! جی، محترمہ تحریک التوائے کار نمبر 682۔

سید پور لاہور کی رہائشی خاتون کا زیادتی کے بعد قتل

محترمہ زیب النساء قریشی: تحریک التوائے کار نمبر 682۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 06-07-28 کی خبر کے مطابق دو کار سوار نوجوانوں نے 22 سالہ لڑکی کو اغواء کرنے کے بعد زیادتی کا نشانہ بنایا اور پھر اسے کنپٹی پر گولی مار کر قتل کر دیا اور نعش سبزہ زار کے علاقے میں پھینک کر فرار ہو گئے۔ تفصیل کے مطابق سید پور کی دو بہنیں 22 سالہ شبانہ اور 16 سالہ ریحانہ موبائل فون فروخت کرنے کے لئے بدھ کی سہ پہر ہال روڈ گئیں۔ جہاں پر کار سوار دو لڑکوں نے ان سے موبائل فون خریدنے کی خواہش ظاہر کی اور دونوں کو کار میں بٹھا کر فورٹریس سٹیڈیم لے گئے۔ وہاں انہوں نے ایک لڑکی سے کہا کہ موبائل کا کارڈ لے آؤ، وہ اتری تو دونوں لڑکے دوسری بہن شبانہ کو لے کر فرار ہو گئے۔ لواحقین نے لڑکی سے رابطے کی کوشش کی مگر بے سود۔ بعد ازاں لوگوں نے لڑکی کی نعش سبزہ زار کے A-Block میں دیکھ کر پولیس کو اطلاع دی جسے نوجوانوں نے اغواء کیا اور زیادتی کے بعد کنپٹی پر گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ اس واقعہ سے عوام میں غم وغصے کے جذبات پائے جاتے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

MR. SPEAKER: Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس واقعہ کی نشاندہی کی گئی ہے یہ بالکل درست ہے اور جس طرح محترمہ نے واقعات بتائے ہیں یہ اسی طرح کے ہیں اور اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ مقدمہ نمبر 476,302/34 تھانہ سبزہ زار درج ہو چکا ہے اور اس کی تفتیش محمد انصر سب انسپکٹر انوسٹی گیشن کر رہے ہیں۔ ہم نے اس کا جواب 06-09-09 کو دیا تھا۔ آج صبح جب میں نے متعلقہ محکمے سے اس

کی latest situation معلوم کی تو اس میں مزید پیشرفت ہو چکی ہے۔ ملزمان کی گرفتاری کے متعلق بھی پیشرفت ہوئی ہے۔ میرے پاس چونکہ وہ رپورٹ نہیں آئی تھی لیکن اس میں latest position یہ ہے کہ مقدمہ درج ہوا، ملزمان کی گرفتاری کے لئے پیشرفت ہوئی، جو جو لوگ حراست میں لئے گئے ہیں ان کا نام و پتا میں محترمہ کی خدمت میں عرض کر دوں گا۔ چونکہ میں نے صبح ہی اس کی latest report مانگی تھی کیونکہ ہم نے 09-09-2006 کو جواب دیا تھا تو میں چاہ رہا تھا کہ ابھی پتا کر لیں کہ اس کی latest situation کیا ہو گی تو اس میں پیشرفت ہو چکی ہے اور میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں بہت جلد چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ٹھیک ہے محترمہ؟

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے اتنی توجہ دے کر کام کیا لیکن میں یہ کہتی ہوں کہ یہ ایک مسئلہ نہیں ہے ابھی اس کی تحقیقات ہو رہی ہیں اور اسی دوران اس طرح کے کئی اور مسائل کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ میں نے اس تحریک التواء کار کو کئی حوالوں سے دیکھا ہے اور یہ کئی جہت سے سوچنے اور توجہ طلب بات ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ ہمارے اس نظام کو تبدیل کرنے کی ضرورت ہے۔ یہاں کوئی عورت اور کوئی بچی محفوظ نہیں ہے۔ دوسری یہ کہ والدین بھی اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر رہے ہیں کہ اگر وہ بچیوں کی تربیت کرے کہ اکیلے وہ کسی کی گاڑی میں جا کر بیٹھ گئیں اور اس طرح سے واقعات ہو گئے اور والدین اپنے بچوں کی بھی اخلاقی طور پر تربیت نہیں کر رہے کہ وہ دوسروں کی بچیوں کو بھی اپنی ماں بہنیں سمجھیں۔ میں تو یہ کہوں گی کہ ہمیں یہاں پر نظام مصطفیٰ لانے کی ضرورت ہے اور اس کے لئے کوشش کیجئے کیونکہ اس وقت بھی ایک انتہائی بگڑا ہوا معاشرہ تھا جو ہمارے رسول اللہ ﷺ نے یہاں نافذ کر کے سب کی عزتیں اور جان و مال سب چیزیں محفوظ کیں۔ ہم وہ خوش نصیب قوم ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے ایک مکمل ضابطہ حیات عطا فرمایا ہے اور آج ہم نے اسے ایک طرف رکھ دیا جس کی وجہ سے ہمارے سارے یہ مسائل آج کھڑے ہو رہے ہیں اور ایک کیبل نے ہمارے معاشرے کو انتہائی تباہ کر دیا اس کی طرف خصوصی توجہ کریں اور اس کے ایسے چینلز کو بالکل بند کر دیا جائے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: .Not pressed موشن dispose of ہوئی۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پرسوں بھی اصغر علی گجر صاحب نے ہاؤس میں بڑا اہم مسئلہ discuss کیا تھا کیونکہ یہاں پر وزیر قانون صاحب بیٹھے میں ان کی توجہ اس طرح دلانا چاہوں گا۔ پنجاب میں crime ratio دن بدن بڑھ رہی ہے اس کی ایک reason یہ ہے کہ ایم کیو ایم۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! لاء اینڈ آرڈر پر ہم نے ایک دن رکھنا ہے۔ اس میں اس مسئلے پر کھل کر بات ہو جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! صرف ان سے پوچھ لیں، اس بات میں 100 فیصد حقیقت ہے کہ پنجاب کے جتنے criminals ہیں ان کو انہوں نے عہدیدار مقرر کر دیا ہے اور پورے کراچی سے کھیپ لائی گئی ہے اور وہ یہاں پر crime کر رہے ہیں اور سنٹر سے انہیں باقاعدہ تحفظ دیا جا رہا ہے اور سیالکوٹ میں بھی یہی ہو رہا ہے تو میں آپ کی وساطت سے حکومت سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ یہ کم از کم ہاؤس کو بتا دیں۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ہم نے ایوان میں ایک دن پورا رکھنا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر قانون سے میری صرف ایک درخواست ہے کہ وہ ہاؤس میں اس پر رپورٹ پیش کر دیں اگر ایم کیو ایم اس میں involve نہیں ہے تو جناب سپیکر! یہ ہاؤس مجھے جو سزا دے گا میں وہ قبول کرنے کے لئے تیار ہوں۔ میں پورے ثبوت اور پورے وثوق کے ساتھ 100 فیصدی یہ کہتا ہوں کہ پنجاب میں جتنا crime ہو رہا ہے اس میں جتنا اضافہ ہوا ہے وہ ایم کیو ایم کا پنجاب میں رخ کرنے کی وجہ سے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ میرے بھائی نے جن خیالات کا اظہار کیا اس کے پیچھے کچھ حقائق ہیں، کچھ بات درست ہے اور کچھ نہیں لیکن جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ وفاقی حکومت کوئی back کر رہی ہے میں اس کی کھل کر تردید کرنا چاہتا ہوں لیکن میں انتہائی افسوس کے ساتھ یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں بعض جگہوں سے ہمیں یہ شکایات ملی ہیں کہ جہاں پر اس قسم کے دفاتر قائم کئے گئے ہیں وہاں پر street crimes میں اضافہ ہوا ہے اور اسی طرح یہ بات بھی ہمارے نوٹس میں آئی ہے

کہ بعض جگہوں پر جو عہدیدار مقرر کئے گئے ہیں وہ heinous crimes میں ملوث ہیں۔اس سلسلے میں وزیر اعلیٰ پنجاب نے باقاعدہ ایک کمیٹی قائم کی تھی اور اس کو ہم نے رپورٹ کے لئے کہا تھا۔ میں یہ commit تو نہیں کرتا کہ وہ کمیٹی کب تک رپورٹ دے گی لیکن جس طرح آپ نے فرمایا ہے لاء اینڈ آرڈر پر بات ہو گی تو ہم ایک دن مقرر کر لیتے ہیں تو وہاں یہ سارے حقائق ایوان کی میز پر رکھ دیئے جائیں گے اور جو crime rate میں اضافہ ہوا ہے وہ بھی پتا چل جائے گا، جہاں پر اس قسم کے لوگ ملوث ہیں ہم وہ بھی رپورٹ لا رہے ہیں، انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی ایوان کو بتا دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے بڑی وضاحت کی ہے۔ میرا صرف یہ question ہے کہ انہوں نے یہاں پر concede کیا ہے کہ کچھ جگہ پر street crime بڑھا ہے اور یہ ایم کیو ایم کے عہدیداروں کی وجہ سے بڑھا ہے۔ یہ صرف بتادیں کہ جو ان کے علم میں آیا ہے ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا گیا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ question hour تو نہیں ہے۔ ہم نے ایک دن امن وامان پر بحث کے لئے رکھا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے۔ آپ انہیں یہاں پر free hand دے رہے ہیں وہ آپ کے تو اتحادی ہیں۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر، چودھری محمد شوکت، محترمہ زیب النساء قریشی اور محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ کی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! جیسے ابھی رانا آفتاب صاحب نے کہا ہے کہ یہ بتا دیں کہ کتنے لوگوں کو arrest کیا گیا ہے یا کتنے لوگوں کے خلاف کارروائی کی گئی ہے۔ راجہ بشارت صاحب نے بھی بہت اچھی بات کی کہ انھوں نے ایک چیز accept کی کہ اس میں کچھ لوگ involve ہیں کہ ایک جماعت کے office

bearers یا کارکن اس میں involve ہیں۔ وہ جب سے پنجاب میں آئے ہیں تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال خراب ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے لئے ہم یہ سمجھتے ہیں کہ bold step لینا پڑے گا اور سامنے آنا پڑے گا۔ یہ نہیں کہ جب الطاف حسین یہ الزام لگائیں کہ [*******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: میں نے تو ان کے لئے بہت اچھے الفاظ استعمال کئے تھے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔ اس پر ابھی debate تو نہیں ہو سکتی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ تو وہ صورتحال ہے کہ "پے جاؤ، جے اگوں پے جائے تے بہہ جاؤ" یعنی کہ میں سمجھتی ہوں کہ یہی صرف الطاف حسین ہے کہ جس سے آپ ڈرتے ہیں اور جواب نہیں دے سکتے اور بات نہیں کر سکتے جبکہ سیاسی جماعتوں کی آواز دبانے کی بھی کوشش کی جاتی ہے ان کو جی، جناب اور شکریہ کر کے بٹھا بھی دیا جاتا ہے اور ان کی ہر بات کا جواب دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! مجھے آج راجہ بشارت صاحب floor پر بتا دیں، سارے ہاؤس کے سامنے بتا دیں کہ انھوں نے الطاف حسین کی اس بات کا کیا جواب دیا ہے کہ جب انھوں نے پوری رابطہ کمیٹی کی میٹنگ کی اور اس میں [*******]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں اور اجازت نہیں دیتا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، قاسم نون صاحب!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: جناب سپیکر! جہاں تک محترمہ کی اس گفتگو کا تعلق ہے۔ آج کے اخبارات میں بیان پڑھ لیں۔ اگر الطاف حسین نے چودھری شجاعت صاحب اور پاکستان مسلم لیگ کے بارے میں یہ نازیبا گفتگو کی

ہے تو ہم اس کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

تھانہ ٹبی لاہور میں پولیس کے تشدد سے زیر حراست نوجوان کی ہلاکت

محترمہ طاہرہ منیر: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 29۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق تھانہ ٹبی سٹی لاہور پولیس کے تشدد سے 22 سالہ نوجوان ہلاک ہو گیا۔ تفصیل کے مطابق پولیس نے کوچہ بیلی رام اندرون لوہاری گیٹ سے دو بھائیوں عامر شہزاد اور رضوان کو منشیات رکھنے کے الزام میں گرفتار کیا اور تھانے لاکر شدید تشدد کا نشانہ بنایا۔ جس سے عامر شہزاد ہلاک ہو گیا۔ ورثا کے مطابق عامر شہزاد پولیس تشدد سے ہلاک ہوا ہے۔ اس واقعہ پر اہل علاقہ نے تھانہ کے باہر شدید احتجاج کیا اور نعرے بازی کی۔ اس واقعہ سے عوام میں شدید غم وغصہ کے جذبات پائے جاتے ہیں لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس معاملے کو highlight کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اصل واقعات یوں ہیں کہ تھانہ ٹبی پولیس نے ایک لڑکے عامر شہزاد کو 13/20/65 کے مقدمہ نمبر 632 جو 06-07-28 کو تھانہ ٹبی میں درج ہوا اور اس میں اس کو گرفتار کیا گیا۔ اس کو گرفتار کرنے کے بعد اس کو تھانے میں لایا گیا اور reportedly تھانے میں اس پر تشدد کیا گیا۔ جب یہ بات سامنے آئی کہ تشدد کے ذریعے عامر شہزاد کی موت واقعہ ہو گئی ہے تو فوری طور پر وزیر اعلیٰ صاحب نے مجھے تھانے بھیجا۔ میں نے وہاں جاکر سارے حالات کا جائزہ لیا۔

جناب سپیکر! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ عامر شہزاد کے قتل کے سلسلہ میں عطا محمد سب انسپکٹر کے خلاف 302 کا مقدمہ درج کر کے اس کو گرفتار کیا جا چکا ہے۔ اسی طرح اس تھانے کا جو انچارج ایس ایچ او تھا اس کو بھی معطل کیا گیا، متعلقہ ڈی ایس پی جو سپروائزری آفیسر تھا اس کو بھی معطل کیا گیا اور تھانے کے انچارج محرر کو بھی معطل کیا گیا ہے۔ ان تینوں کے خلاف محکمانہ انکوائری چل رہی ہے۔ مذکورہ انسپکٹر 302 میں چالان ہو

چکا ہے انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس کا چلان یکسو کر کے عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

رپورٹیں
(توسیع)

جناب سپیکر: محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون علی انسٹیٹیوٹ آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006
کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ
ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ:

The Ali Institute of Education, Lahore Bill 2006(Bill No 16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Ali Institute of Education, Lahore Bill 2006(Bill No 16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Ali Institute of Education, Lahore Bill 2006(Bill No

16 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب ملک نذر فرید کھوکھر تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحاریک استحقاق کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

ملک نذر فرید کھوکھر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحاریک استحقاق نمبر 71اور72 بابت سال50,38/2004 اور58بابت سال2005اور1,2,3,9,10,11,28,29,30,32,33اور34بابت سال 2006کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر2006تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحاریک استحقاق نمبر 71اور72 بابت سال50,38/2004 اور58بابت سال2005اور1,2,3,9,10,11,28,29,30,32,33اور34بابت سال 2006کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر2006تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحاریک استحقاق نمبر 71اور72 بابت سال50,38/2004 اور58بابت

سال 2005 اور 1,2,3,9,10,11,28,29,30,32,33 اور 34 بابت سال 2006 کے بارے میں مجلس استحقاقات کی رپورٹیں ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد محسن خان لغاری مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) امتناع پتنگ بازی پنجاب مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت و دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد محسن خان لغاری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill 2006(Bill No. 17 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill 2006(Bill No. 17 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Kite Flying (Amendment) Bill 2006(Bill No. 17 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مقامی حکومت دیہی ترقی کی رپورٹ ایوان میں پیش
کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: سردار پرویز حسن نکئی مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون امتناع گھریلو تشدد پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

سردار پرویز حسن نکئی: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003(Bill No. 29 of 2003) moved by Dr Anjum Amjad, MPA(W-312)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد
میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003(Bill No. 29 of 2003) moved by Dr Anjum Amjad, MPA(W-312)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد
میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prevention of Domestic Violence Bill 2003(Bill No. 29 of 2003) moved by Dr Anjum Amjad, MPA(W-312)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے امور داخلہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد
میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب صبغت اللہ چودھری ایڈووکیٹ مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے خزانہ کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب صبغت اللہ چودھری: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

قرارداد نمبر 203 پیش کردہ سیدہ صغریٰ امام ایم پی اے کے بارے میں مجلس قائمہ برائے فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: چودھری عبداللہ یوسف وڑائچ سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش

کرنے کی میعاد میں توسیع

پارلیمانی سیکرٹری برائے قانون: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

تحریک استحقاق نمبر 6 بابت سال 2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص ایم پی اے کے بارے میں مجلس سب کمیٹی فنانس کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: جناب محمد حسنین خان بوسن مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ میں انھیں دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون امتناع پرائیویٹ قرض دہی پنجاب مصدرہ 2003 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

جناب محمد حسنین خان بوسن: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003(Bill No. 24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais

Shahid, MPA (W-351)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر2006تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003(Bill No. 24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA (W-351)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر2006تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The Punjab Prohibition of Private Money Lending Bill 2003(Bill No. 24 of 2003) moved by Mrs Humaira Awais Shahid, MPA (W-351)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے مال، بحالی واشتمال کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر2006تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

Now we take up the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006 (Bill No.18 of 2006)

پوائنٹ آف آرڈر

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

اسمبلی میں پیش کئے جانے والے بلز کی انگریزی کے ساتھ ساتھ

اردو میں بھی پیش کئے جانے کا مطالبہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بڑی اہم بات ہے جو میں بل کے حوالے سے کرنا چاہتا ہوں کہ 12۔اکتوبر 1999 سے پہلے جتنی اسمبلیاں تھیں ان میں جو بل پیش کئے جاتے تھے جو پرائیویٹ بل یا گورنمنٹ کی طرف سے بل ہوتا تھا ان کی انگریزی ٹرانسلیشن کے ساتھ اردو کی بھی ٹرانسلیشن موجود ہوتی تھی، یہ پچھلی روایات تھیں لیکن اس دور میں یہ روایت پتا نہیں کیوں ختم کر دی گئی جبکہ ہمارے پاس بہت اچھے ٹرانسلیٹر بھی ہیں۔

جناب سپیکر: 1999 تک یہ exercise رہی ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! 12۔اکتوبر 1999 سے پہلے یہ exercise رہی ہے کہ انگریزی کے ساتھ اردو کی ٹرانسلیشن بھی یہاں پر ہوتی تھی۔ میں اور اصغر علی قیصر صاحب پچھلے سال ہم چائنا میں گئے وہاں پر ان کے جو ڈپٹی چیف مارشل لاء تھے۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! اگلے سیشن سے ہم بھی اس کی اردو ٹرانسلیشن کر دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: بہت شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! یہ بات ہو گئی ہے۔ ہم اگلے سیشن سے یہ کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جو زیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) تحفظ صارفین پنجاب مصدرہ 2006

(۔۔۔جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ آج کے ایجنڈے پر ہمارے تین Bills ہیں ایک The Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill ہے دوسرا The Punjab Development of Cities (Amendment) Bill ہے اور اس کے بعد The University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill ہے۔ چونکہ کل جیسا کہ آپ کو معلوم ہے کہ ہم ایک معزز رکن کی وفات کے سلسلہ میں خانیوال چلے گئے تھے تو اس لئے اپوزیشن کے ساتھ میری امنڈمنٹس پر بات نہیں ہو سکی۔ میں نے اپنے قائدین رانا ثناء اللہ صاحب، ارشد بگو صاحب، چودھری اصغر علی گجر صاحب اور دیگر دوستوں سے یہ گزارش کی ہے کہ آج ہم صرف Consumer Protection Bill لیتے ہیں اس پر ایک امنڈمنٹ گورنمنٹ کی طرف سے لیں گے اور ایک ان کی طرف سے لیں گے۔ میں نے ان کو یہ request کی ہے کہ وہ آج ٹیک اپ نہ کی جائے تو یہ بل ہم پاس کر لیتے ہیں باقی دونوں بل آج ہم مؤخر کرنا چاہتے ہیں اور پیش کرنے سے پہلے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں ہم ان سے بات کر لیں گے اور میں آپ سے استدعا کروں گا کہ Monday کو بے شک میٹنگ بھی بلا لیں۔

جناب سپیکر: تو پھر اس بل پر امنڈمنٹ پر بات نہیں ہو گی؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، نہیں ہو گی۔ گورنمنٹ کی طرف سے جو ایک امنڈمنٹ ہے وہ ٹیک اپ کریں گے باقی دونوں امنڈمنٹس بعد میں آپس میں ڈسکس کر کے کریں گے۔

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once. "

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on

Industries, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Industries, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

“That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I

move:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, for the figures and word "V of 2006" appearing in lines 1-2, the figures and word "XIII of 2006" be substituted."

MR SPEAKER: The amendment moved is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, for the figures and word "V of 2006" appearing in lines 1-2, the figures and word "XIII of 2006" be substituted.

The amendment moved and the question is:

"That in Clause 5 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Industries, for the figures and word "V of 2006" appearing in lines 1-2, the figures and word "XIII of 2006" be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

"That Clause 5 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill."

(The motion is carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill."

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it. The question is:

"That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, be passed.

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Consumer Protection (Amendment) Bill 2006, be passed. "

(The motion was carried)

(The bill is passed.)

رولنگ

اجلاس کی طلبی کے بعد گورنر کی جانب سے آرڈیننس جاری
کرنے کے بارے میں جناب سپیکر کی رولنگ

جناب سپیکر: آج کا ایجنڈا اختتام پذیر ہوا لیکن ارشد محمود بگو صاحب نے پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو کر ایک رولنگ چاہی تھی میں وہ رولنگ دینا چاہوں گا۔

During the sitting of Punjab Assembly on 2nd October 2006, Mr Arshad Mehmood Baggu, MPA raised a Point of Order that the Governor had promulgated the Punjab Border Military Police (Amendment) Ordinance 2006 on 26th September 2006, whereas, the Governor had already issued an order on 20th September 2006, summoning the Assembly to meet on 28th September 2006. He requested the Speaker to give his ruling on the point whether an Ordinance could have been promulgated by the Governor after issuing the Summoning Order before the commencement of the session. Since the Point of Order required interpretation of Article 128 of the Constitution, the ruling on the Point of Order was reserved.

Under Article 128 of the Constitution, the Governor, subject to his satisfaction as to urgency, may promulgate an Ordinance except when the Assembly is in session. The term 'when the Assembly is in session' has been defined in May's Parliamentary Practice and Procedure (20th Edition), P.271, in the following terms-

> *"A session is the period of time between the meeting of a Parliament whether after a prorogation or dissolution and its prorogation."*

The said definition has been approved by the Supreme Court of Pakistan in the case Presidential Reference No.1 of 1988, reported as PLD 1989 Supreme Court 75, at p.107.

The above verdict of the Supreme Court is, no doubt, in respect of Article 89 which relates to the President's powers of issuing an Ordinance, it is squarely applicable to Article 128 which pertains to the Governor's similar powers. Viewed in that context, the phrase- 'except when the Provincial Assembly is in session' means period commencing on the day of the first sitting of the Assembly after having been summoned and ending on the day of

the Assembly is prorogued or dissolved. The mere signing of the summoning order regarding commencement of Assembly Session by the Governor or even its notification does not originate the session prior to the date fixed for the purpose by the Governor.

The Governor, by his order dated 20th September 2006, summoned the Assembly to meet on 28th September 2006; and signed the Punjab Border Military Police (Amendment) Ordinance 2006 (Bill No.15 of 2006), on 26th September 2006, when the session of the Assembly had not yet started.

I am also supported by the Ruling of former Speaker, Ch Parvez Elahi given by him on 12th June 1997 on an identical Point of Order raised by Mr Saeed Ahmad Khan Manais, the then Leader of Opposition, reported in Punjab Assembly Decisions 1947-1999, pp-288-289.

Since the Assembly was not in session when the Ordinance was promulgated on 26th September 2006, no violation of the Constitution is involved. The Point of Order is disposed of accordingly.

پوائنٹ آف آرڈر

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

اجلاس کی طلبی کے بعد گورنر کی جانب سے جاری کئے گئے آرڈیننس کو موجودہ اجلاس میں پیش نہ کرنا

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ آپ نے جس آرڈیننس کے promulgate اور پوائنٹ آف آرڈر raise ہونے پر آپ نے جو رولنگ دی ہے، مجھے یقین ہے کہ آپ نے اس دوران اس آرڈیننس کو بھی دیکھا ہوگا یہ ترمیمی آرڈیننس جو گورنر صاحب نے پیش کیا ہے یہ بلا اختیار ہے اور یہ اسمبلی اس آرڈیننس کو take up ہی نہیں کر سکتی تھی۔

جناب سپیکر: وہ تو جب آئے گا دیکھا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ ایجنڈے پر لا کر انہوں نے withdraw کر لیا ہے۔

جناب سپیکر: ابھی ہم نے take up نہیں کیا۔ اسمبلی میں آئے گا تو پھر میں دیکھوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ یہ 90 دن تک تو پھر survive کرے گا۔ یعنی یہ illegal document 90 days تک survive کرے گا۔ یہ ایجنڈے پر لائے تھے اور اب انہوں نے واپس لے لیا ہے۔ انہوں نے اس کو آج lay کرنا تھا۔

جناب سپیکر: جو اسمبلی میں lay ہی نہیں ہوا اور اسمبلی میں آیا ہی نہیں تو اس پر تو بات نہیں کر سکتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہی ہے کہ آپ نے کہا کہ ایک آرڈیننس انہوں نے 26 تاریخ کو promulgate کر دیا اور اس دن اجلاس summon تو ہو چکا تھا لیکن in session نہیں تھا۔ آپ کا یہی فیصلہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، بالکل۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے انہوں نے اجلاس کے in session ہونے سے دو دن پہلے یہ آرڈیننس promulgate کر دیا۔ اب یہ لازم ہے کہ یا تو اس کو withdraw کریں یا پھر اسی سیشن کے دوران اس کو ہاؤس میں lay کریں۔ یہ اس کو ایجنڈے پر لائے ہیں، ایجنڈے پر دو دن رہا ہے اور اب اس کے بعد جب ان کو پتا چلا ہے کہ یہ ایک illegal document ہے ہم اس کو amend نہیں کر سکتے یہ ہمارا اختیار نہیں ہے، یہ اس اسمبلی کا اختیار نہیں ہے اور گورنر ایسی legislation through ordinance نہیں کر سکتا جو اس معزز ہاؤس کے اختیار میں نہ ہو۔ جب انہوں نے اس کو دیکھا ہے تو اس کو ایجنڈے سے withdraw کر لیا ہے اب اگر یہ اس کو اس ہاؤس میں، اس اجلاس میں پیش نہیں کرتے تو میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ اس کا آئین کے مطابق 90 والا جو survival ہے اس کی کیا صورتحال ہوگی؟

جناب سپیکر: وہ بعد میں دیکھ لیں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ اس پر فیصلہ دیں کہ اس کی کیا fate ہوگی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس حوالے سے رولنگ آپ اس وقت دیں گے جب ہم پیش نہیں کریں گے، ابھی اسمبلی چل رہی ہے اور دیکھنا یہ ہے کہ اس اجلاس میں ہم اس کو پیش کرتے ہیں یا نہیں۔ اگر پیش نہیں کریں گے تو وہ صورتحال بعد میں پیدا ہو گی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایجنڈے سے withdraw کیوں کیا ہے؟

جناب سپیکر: withdraw تو نہیں کیا، آج کے ایجنڈے پر نہیں ہے مگر withdraw نہیں کیا؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا، اب اجلاس کل مورخہ 6-اکتوبر2006 صبح 9.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

557

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،6۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجنیئر نگ)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

i۔ حکومت پنجاب کے مالی حسابات برائے سال 04-2003 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

ii۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا ایوان میں پیش کیا جانا

559

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک،6۔اکتوبر 2006

(یوم الجمع،12۔رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 2 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ o

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا
وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى
وَالْجَارِ الْجُنُبِ وَالصَّاحِبِ بِالْجَنْۢبِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۙ وَمَا
مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ ۭ اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا
فَخُوْرَۨا ﴿36﴾ الَّذِيْنَ يَبْخَلُوْنَ وَيَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبُخْلِ وَ
يَكْتُمُوْنَ مَآ اٰتٰىهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ۭ وَاَعْتَدْنَا لِلْكٰفِرِيْنَ

عَذَابًا مُّهِيْنًا ﴿37﴾

سورۃ النّسآء آیات 36 تا 37

اور خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسائیوں اور رفقائے پہلو (یعنی پاس بیٹھنے والوں) اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ خدا (احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور) تکبر کرنے والے بڑائی مارنے والے کو دوست نہیں رکھتا (36) جو خود بھی بخل کریں اور لوگوں کو

بھی بخل سکھائیں اور جو (مال) خدا نے ان کو اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اسے چھپا چھپا کے رکھیں اور ہم نے ناشکروں کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے (37)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ جات ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

بریگیڈیر (ر) محمد حسن: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بریگیڈیر صاحب!

بریگیڈیر (ر) محمد حسن: شکریہ۔ جناب سپیکر! گجر خان میں تقریباً 800 کنال زمین عرصہ دراز سے ایجوکیشن کے نام کی گئی ہے کہ وہاں پر ایک ادارہ بنایا جائے جو یونیورسٹی یا پبلک سکول ہو لیکن وہ تو نہیں بن سکا لیکن سننے میں یہ بات آئی ہے کہ اس زمین میں سے 150 کنال زمین حکومت لے کر جوڈیشل کمپلیکس بنانا چاہتی ہے۔ میری گزارش ہے کہ جس مقصد کے لئے یہ زمین لی گئی ہے تو اسی مقصد کے لئے دینی چاہئے اور اس زمین میں سے کوئی بھی حصہ کاٹ کر کسی اور مقصد کے لئے خرچ نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: بریگیڈیر صاحب! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1450 ہے۔

گرین ٹاؤن اور ٹاؤن شپ میں سڑکوں کی تعمیر

*1450: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) قائداعظم ٹاؤن (ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن) میں سڑکات کی تعمیر نو، سیوریج لائن کی تعمیر نو اور آب رسانی کے لئے پائپ بچھانے کے لئے ایل ڈی اے کی طرف سے اس سال کتنی رقم مخصوص کی گئی ہے اس میں سے کتنی خرچ ہوئی اور کتنی رقم تاحال بقایا موجود ہے؟

(ب) ان ترقیاتی کاموں کی ترجیحات کی منظوری کس فورم میں طے کی گئی اور آئندہ سفارشات کس سطح پر اور کس فورم میں طے کی جائیں گی، کیا اس میں اسمبلی کے ممبران کی رائے کو کوئی اہمیت دی جائے گی؟

(ج) آئندہ سال ایل۔ڈی۔اے اس علاقہ میں کون کون سے ترقیاتی کام مکمل کرنے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) قائداعظم ٹاؤن میں سڑکات کی مد میں ایل ڈی اے نے اس سال 23.77 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے جس میں سے 2.945 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں بقایا 21.83 ملین روپے اس سال کے اختتام تک خرچ کئے جائیں گے۔

(ب) ان ترقیاتی کاموں کی منظوری چیئرمین ایل ڈی اے نے متعلقہ ٹاؤن ناظم جو کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے رکن بھی ہیں کی سفارشات پر دی ہے۔ اسمبلی ممبران اپنی تجاویز چیئرمین LDA یا متعلقہ ٹاؤن ناظم کو بھجوا سکتے ہیں۔

(ج) آئندہ سال بھی ایل ڈی اے قائداعظم ٹاؤن میں اگلے سال کے منظور شدہ بجٹ کے مطابق سڑکات کی تعمیر و مرمت جاری رکھے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے۔ شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جی، میرا ضمنی سوال ہے کہ اس علاقے میں مادر ملت کے سال کی مناسبت سے ایک سڑک کا نام مادر ملت روڈ رکھا گیا تھا اور پورے لاہور میں یہ مادر ملت محترمہ فاطمہ جناح کے سال کی مناسبت سے یہ واحد سڑک تھی جس کا نام مادر ملت رکھا گیا۔ وہ سڑک بری طرح ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس میں دو دو، تین تین فٹ کے گڑھے پڑے ہوئے ہیں اور یہ شرمناک بات ہے کہ محترمہ فاطمہ جناح مادر ملت کے نام پر سڑک کی حالت یہ ہے۔ اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے بھی میرے علم میں آیا تھا کہ کوئی رقم مختص کی گئی ہے اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جس طرح انھوں نے یہاں پر مادر ملت روڈ کا ذکر کیا ہے۔ میں یہ بتاتا چلوں کہ ہم ہر سال روڈز کی تعمیر نو کے لئے بجٹ رکھتے ہیں۔ اس سال 30 ملین کا بجٹ

روڈز کی تعمیر نو کے لئے مختص کیا گیا ہے۔ یقینی طور پر ہمارے فاضل رکن اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں۔ انھوں نے مادر ملت روڈ کی نشاندہی کرائی ہے تو ہم اسی 30 ملین میں یہ کام کروادیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (الف) میں قائداعظم ٹاؤن میں سڑکات کی تعمیر اور سیوریج لائن کی تعمیر نو اور آب رسانی کے لئے پائپ بچھانے کے لئے کتنی رقم رکھنے کا سوال جو شاہ صاحب نے کیا ہے۔ اس پر انھوں نے کہا کہ ہم نے 23.77 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ جس میں سے 2.945 ملین روپے خرچ کئے جا چکے ہیں اور باقی 21.83 ملین روپے اس سال کے اختتام تک خرچ کئے جائیں گے۔

جناب سپیکر! اس سوال کی تاریخ وصولی 03-05-16 ہے۔ اس کو تین سال ہو گئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اب اس فنڈ اور اس کام کی صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ 2003 میں یہ سوال کیا گیا اور اب 2006 میں بجٹ میں کافی فرق آگیا ہے۔

جناب سپیکر! 04-2003 میں ہم نے 22.575 ملین روپے روڈز کے لئے مختص کئے۔ 05-2004 میں 22 ملین روپے مختص کئے۔ 06-2005 میں 40 ملین روپے ہیں اور اسی طرح 07-2006 میں 30 ملین روپے رکھے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے مختص تو کر دیئے ہیں لیکن ان میں سے استعمال کتنے ہوئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! 05-2004 کے فنڈز ہم سو فیصد استعمال کر چکے ہیں۔ اسی طرح اب ہم 06-2005 کے فنڈز استعمال کر رہے ہیں اور 07-2006 کے فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں جو کہ آنے والے وقت میں روڈز بنا رہے ہیں، اس میں پانچ کروڑ روپے کی ایک روڈ بن رہی ہے۔ اس پر ہم خرچ کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز (ب) میں انھوں نے فرمایا ہے کہ "ان ترقیاتی کاموں کی منظوری چیئرمین ایل ڈی اے نے متعلقہ ٹاؤن ناظم جو کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے رکن بھی ہیں کی سفارشات پر دی ہے۔ اسمبلی ممبران اپنی تجاویز میں چیئرمین ایل ڈی اے یا متعلقہ ٹاؤن ناظم کو بھجوا سکتے ہیں۔ کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ بجائے اس کے کہ اسمبلی ممبر تجاویز بھیجے۔ جس وقت وہ پلان بناتے ہیں اس وقت وہ متعلقہ ممبر کو کیوں نہیں بلاتے جو اس حلقے کا ہوتا ہے کہ آپ آکر ہمیں تجاویز دیں۔ وہ جب پلان بنائے تو ممبر کو call کر لیں اور تجاویز دیں کیونکہ وہ بہتر طور پر جانتے ہیں کہ علاقے میں کیا کام ہونے والا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! محترم فاضل رکن نے جو سوال کیا ہے اس میں انھوں نے صوبائی ممبر ہونے کی نشاندہی کی ہے کہ یہ کس فورم پر جا کر اپنی گزارشات پیش کر سکتے ہیں۔ میں یہاں یہ بتاتا ہوں کہ جیسا کہ لوکل گورنمنٹ آرڈیننس آنے کے بعد ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی جو کمیٹی بنتی ہے۔ اس میں چیئرمین ڈسٹرکٹ ناظم اور یونین کونسل کے ممبر ہوتے ہیں۔ فاضل رکن کی بات بالکل درست ہے کہ ان کو as such کوئی فورم نظر نہیں آ رہا کہ جہاں یہ سمجھتے ہوں کہ وہ اپنی گزارشات پیش کریں۔ میں یہاں پر بتاتا چلوں کہ اب لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے بعد فورم میں اضافہ ہوا ہے اور کمی نہیں ہوئی۔ اب یہ اپنی سفارشات ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ، میرے دفتر، سیکرٹری ہاؤسنگ کے دفتر، چیف منسٹر سیکرٹریٹ، لوکل گورنمنٹ کے دفتر اور اسی طرح ڈی جی، ایل ڈی اے کو بھی دے سکتے ہیں جو کہ اس میٹنگ میں رکھی جا سکتی ہیں اور ان کو منظور بھی کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! City Development Act 1976 کے تحت جتنے ممبران ہوتے تھے وہ اس اتھارٹی کے ممبرز ہوتے تھے۔ after devolution یہ ٹاؤنز کو چلا گیا ہے اس لئے لوکل گورنمنٹ آرڈیننس کے سیکشن 4 کے تحت The towns have to adhere the policy of the Provincial Government یہ صرف نوٹیفکیشن اس میں کر دیں کہ ممبران اس کمیٹی میں بیٹھ جائیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ اگر ان کو یہ

قباحت ہے کہ شہر میں ان کے لوگ ہارے ہوئے ہیں تو یہ علیحدہ بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ تو بال کی کھال اتارنے والی بات ہے۔ ایسی بات as such نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ حقیقت ہے کہ انھوں نے کسی ممبر صوبائی اسمبلی کو کمیٹی کا ممبر نہیں بنانا ہوتا اور بالکل نہیں پوچھتے یہ اپنی مرضی سے خود طے کر لیتے ہیں۔ اس بارے میں رانا آفتاب صاحب نے بالکل صحیح نشاندہی فرمائی ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا آپ as Custodian of the House ہمارے اوپر کوئی رحم فرمائیں اور انھیں ہدایات دیں کہ یہ ہمارے ساتھ بھی مشاورت کیا کریں۔ آخر ہم بھی اس علاقے کے منتخب نمائندے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال محترمہ ڈاکٹر تسنیم رشید صاحبہ کا ہے، وہ تشریف نہیں رکھتیں۔ اس لئے یہ سوال dispose of کیا جاتا ہے۔ اس کے بعد اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 1706

کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور برساتی نالے کی مرمت و صفائی

*1706: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اکبر چوک لاہور تا غازی چوک لاہور کالج روڈ کے درمیان بہنے والا نالہ بنیادی طور پر برساتی نالہ تعمیر کیا گیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالج روڈ سڑک کا سیوریج خراب ہونے اور اس کے مرمت نہ کرنے کے نتیجہ میں تمام رہائشی گھروں نے اپنے سیوریج کا پانی اس برساتی نالہ میں ڈال کر اسے گندے پانی کا نالہ بنا دیا ہے؟

(ج) کیا حکومت کالج روڈ پر نئے سرے سے سیوریج لائن تعمیر کر کے اس نالہ کو دوبارہ برساتی نالہ میں تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، کیا اس نالہ کو اوپر سے کور کرنے کا کوئی منصوبہ بنایا گیا ہے کیا اس نالہ کی ٹوٹ پھوٹ کا شکار دیواروں کی مرمت کے لئے بھی کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ اکبر چوک تا غازی چوک لاہور کالج روڈ کے درمیان بہنے والا برساتی نالہ ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ سکیم بننے کے وقت کا لگایا ہوا سیور بوسیدہ اور ناکافی ہے جس کی وجہ سے کالج روڈ نالہ کے دونوں اطراف سے رہائشیوں نے اپنا اپنا سیور نالے کے ساتھ ملا دیا ہے۔

(ج) واسا مرحلہ وار پرانے سیور کو فنڈ کی دستیابی پر تبدیل کر رہا ہے۔ اس سلسلہ میں بلاک نمبر 1 سیکٹر سی ٹو نالے کے ساتھ 1100 Rft سیور تبدیل کر دیا گیا ہے۔ باقی ماندہ سیور بھی تبدیل کر دیا جائے گا۔ جس کی لاگت کا تخمینہ تقریباً 42 لاکھ روپے بنتا ہے اور اس کا تخمینہ بنا دیا گیا ہے۔ فنڈز کی منظوری کے بعد یہ کام کر دیا جائے گا۔ جہاں تک برساتی نالے کا تعلق ہے یہ واسا کی مین برساتی ڈرین ہے اور صفائی کے پیش نظر اس کو کور نہیں کیا جا سکتا۔ مزید جب تک فنڈز کی دستیابی سے ان علاقوں کا جہاں سے یہ نالہ گزرتا ہے۔ پرانے اور ناکافی سیور کو تبدیل نہیں کیا جا سکتا اس وقت تک ہی اس کو برساتی نالے میں تبدیل کیا جا سکے گا اور جہاں تک کالج روڈ ڈرین کی دیواروں کی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت اور اونچائی کا مسئلہ ہے۔ اس سلسلہ میں کالج روڈ نالے کا پارٹ اے اکبر چوک سے غوثیہ چوک تک دیواریں اونچا کرنے کا کام مکمل ہو چکا ہے۔ پارٹ بی غوثیہ چوک سے غازی چوک تک تخمینہ بنا کر بھیج دیا گیا ہے۔ فنڈز کی منظوری اور دستیابی کے بعد یہ کام کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ اکبر چوک تا غازی چوک جو برساتی نالہ ہے اس کو مکمل طور پر گندے پانی کا ڈرین بنا دیا گیا ہے۔ وہاں سے انتہائی تعفن اٹھتا ہے اور اسی وجہ سے شہر کے اندر جب بھی بارشیں ہوتی ہیں تو یہ ڈرین جو بنیادی طور پر برساتی پانی کو نکالنے کے لئے تھے یہ بند ہو جاتے ہیں اور پورا شہر پانی میں ڈوب جاتا ہے تو اس کے لئے انھوں نے کیا انتظام کئے ہیں کہ اس کو دوبارہ اس کی اصل شکل میں بحال کر دیا جائے۔ تین سال پہلے سوال دیا گیا تھا لیکن اس پر ابھی تک کوئی progress نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ وہ برساتی نالہ ہے۔ میں اس کے متعلق بتاتا ہوں کہ یہ پاکستان بننے سے پہلے کا برساتی نالہ ہے جو 25 کلو میٹر لمبا ہے۔ انھوں نے 3 کلو میٹر کی بات کی ہے جس میں میں بتاتا ہوں کہ 1100 فٹ ہم اس سال کر چکے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: یہ 25 کلو میٹر لمبا نالہ نہیں ہے۔ وہ دوسرا ستوکتلہ ڈرین ہے جو 25 کلو میٹر لمبی ہے۔ یہ نالہ اتنا لمبا نہیں ہے۔ یہ فیصل ٹاؤن سے شروع ہوتا ہے اور غازی چوک میں ختم ہو جاتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ جس کی بات کر رہے ہیں، یہ نالہ وہی ہے۔ انھوں نے ذکر کیا ہے کہ وہاں کے سیور سسٹم sleet up ہو گئے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں نے اپنے گھروں کا کوڑا کرکٹ برساتی نالے میں ڈال دیا ہے۔ یہ مسئلہ یقینی طور پر ہے جس کے لئے نیسپاک ایک comprehensive study تیار کر رہے ہیں جو دسمبر میں تیار ہو جائے گی۔ اس پر تقریباً 6 بلین روپے خرچ ہوں گے اور اس کے تحت ہم پورا ڈرین نیا ڈال رہے ہیں تو اس طرح برساتی نالہ اپنی اصل شکل میں دوبارہ بحال ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ انھوں نے mix-up کر دیا ہے۔ انھوں نے جس ڈرین کا ذکر کیا ہے اور جس کے لئے اتنی رقم مختص کی گئی ہے۔ وہ ستوکتلہ ڈرین ہے۔ وہ اس ڈرین کے لئے مختص نہیں کی گئی۔ یہ زیادہ سے زیادہ 3/4 کلو میٹر کا نالہ ہے۔ یہ آبادیوں میں سے گزرتا ہے اور یہ pre partition کا بھی نہیں ہے۔ یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ یہ نالہ کالج روڈ کے ساتھ ساتھ چلتا ہے۔ یہ اس کے بارے میں وضاحت فرمائیں۔ ستوکتلہ ڈرین کے بارے میں جو وضاحت انھوں نے کی ہے مجھے اس سے اتفاق ہے۔ یہ چیزیں میری معلومات میں ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ اس سے linked ہے۔ یہ ایک ہی نالہ ہے۔ اس میں ایک لنک ہے جس کا یہ ذکر کر رہے ہیں۔ میں تو پورے نالے کی بات کر رہا ہوں۔ انھوں نے جو بات بتائی ہے، اس پر میں نے ذکر کر دیا ہے کہ فنڈز کی availability کے تحت ہم نے کچھ کام کیا ہے اور

کچھ آہستہ آہستہ ہر سال اس کی protection کے لئے نیا سیوریج ڈالتے جا رہے ہیں۔ مگر میں اس وقت پوری comprehensive study کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جس سکیم کی بات کر رہے ہیں، اس میں اس نالے کی سکیم بھی شامل ہے۔ جس کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ اس کا ہی ایک حصہ ہے اور اس سکیم میں شامل ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ اسی نالے میں جا کر گرتا ہے۔ لیکن میں دوسرا ضمنی سوال کرتا ہوں کہ جز (ج) میں یہ فرمایا گیا ہے کہ 1100 running feet سیوریج تبدیل ہونے والا ہے جس کو جلد تبدیل کر دیا جائے گا تو 1100 running feet سیوریج تبدیل کر دیا گیا ہے باقی ماندہ بھی سیوریج جلد تبدیل کر دیا جائے گا جس کی لاگت کا تخمینہ 42 لاکھ روپے بنتا ہے۔ اس کی اب کیا صورتحال ہے اور یہ کب تک مکمل ہو گا کیونکہ یہ کافی پرانا سوال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! انہوں نے یہ بات بالکل ٹھیک کی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ اس میں اب 42 لاکھ روپے والی رقم تقریباً ڈبل ہو چکی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ میرے ڈیپارٹمنٹ میں اس کام کے حوالے سے ابھی تک ایکشن نہیں لیا گیا تھا۔ میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے نشاندہی کی جس کی وجہ سے اب میں نے ہدایات دے دی ہیں تاکہ اب وہ جو 42 لاکھ روپے کا منصوبہ بے شک ایک کروڑ روپے کا بھی ہو ہم وہ خرچ کریں گے اور اس کام کو انشاء اللہ جلد ختم کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf سوال نمبر 6160۔

ضلع لاہور، واٹر سپلائی سکیموں کی تعداد، کارکردگی اور فنڈز کی تفصیلات

*6160: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

ضلع لاہور میں کل کتنی واٹر سپلائی سکیمیں ہیں ان میں سے کتنی چالو اور کتنی بند پڑی ہیں کتنی ابھی زیر تکمیل ہیں ہر سکیم کے لئے اس سال 2004,2003 میں کتنے فنڈز مختص کئے گئے، تفصیل حلقہ وائز بتائی جائے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ:

ضلع لاہور میں کل 41 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں۔ جن میں 34 چالو ہیں اور 7 عارضی طور پر بند ہیں اور زیر تکمیل کوئی نہ ہے مزید برآں یہ کہ 04-2003 میں کوئی فنڈز مختص نہ ہوا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لاہور میں تقریباً ایک کروڑ کی آبادی ہے جس میں انہوں نے کہا ہے کہ کل 41 واٹر سپلائی سکیمیں ہیں اور اس میں 34 چالو حالت میں ہیں اور سات عارضی طور پر بند ہیں۔ یہ سات سکیمیں کب سے بند ہیں اور یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جس طرح آپ نے فرمایا ہے کہ یہ سکیمیں رورل ایریا کی ہیں باقی واسا کے ماتحت جو ایریا آتا ہے وہ ایک کروڑ آبادی پورے لاہور کی ہے۔ یہ جو سات سکیمیں بند ہیں۔

جناب سپیکر: یہ کب سے بند ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ: یہ سکیمیں 2003 سے بند ہیں بلکہ اس سے بھی پہلے کی بند ہیں۔ جب سے ہماری گورنمنٹ آئی ہے اس سے پہلے یہ ساری سکیمیں بند ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ نے بڑی مہربانی فرمائی ہے۔

جناب سپیکر: آپ کے سوال کا جواب تو آگیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جواب تو یہ آیا ہے کہ یہ کب سے بند ہیں۔ یہ اپنی حکومت کی بات کرتے ہیں کہ ہم بہت کام کرتے ہیں۔ یہ کوئی آپریشنل نہیں کر سکے انہوں نے لکھا ہے جو عارضی طور پر بند تھیں۔ یہ بتادیں کہ یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کب تک بحال ہو جائیں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے 5۔ارب روپیہ rehabilitation of the schemes کے لئے allocate کیا ہے۔ پچھلے پچپن سالوں میں تقریباً پانچ ہزار سکیمیں لگی تھیں جس میں سے more than 60/70 percent سکیمیں بند پڑی ہیں تو اس دفعہ 5۔ارب روپیہ allocate کیا ہے جس میں سے 4۔ارب روپے شہری علاقے میں خرچ ہو گا اور ایک ارب روپیہ رورل میں خرچ ہو گا۔

جناب سپیکر: ان میں یہ سکیمیں بھی شامل ہوں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: بالکل شامل ہوں گی اور اس کے لئے planning کر رہے ہیں کہ priority wise ہر علاقے کو پیسے دیئے جائیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! یہ exact date بتادیں۔

جناب سپیکر: یہ اس سال کی بات کر رہے ہیں کہ اس سال میں جو فنڈز دیئے گئے ہیں ان میں وہ کوشش کریں گے کہ ان کو complete کر دیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا یہ سوال ہے کہ انہوں نے 5۔ارب روپے allocate کر دیئے ہیں یہ ایک اچھا step ہے۔ اب یہ بتائیں کہ لاہور کے لئے جو سات سکیمیں ہیں ان کو یہ تو پتا ہو گا کہ ان کے لئے کتنا پیسا درکار ہے کیونکہ یہ سکیمیں تو بند پڑی ہیں؟

جناب سپیکر: جتنا بھی پیسا درکار ہو گا وہ کہہ رہے ہیں کہ یہ بھی شامل ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: مطلب ہے کہ اس دسمبر تک چل جائیں گی۔

جناب سپیکر: اس منصوبے میں یہ سات سکیمیں شامل ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا یہ سکیمیں دسمبر تک چل جائیں گی؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! یہ کب تک چل جائیں گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! ان سات سکیموں کے لئے ہم نے TMA کو پیسے دینے تھے اس دفعہ ہماری پلاننگ ہے کیونکہ لاہور، پنڈی جیسے بڑے شہروں میں یہ مسائل ہیں تو priority will be given to the bigger cities

جناب سپیکر: کوشش کریں کہ یہ جلد ہی اپنی اصل پوزیشن میں آجائیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: دسمبر تک تو نہیں لیکن انشاء اللہ یہ سات سکیمیں within six months شروع ہو جائیں گی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: ضمنی سوال!

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! دو سال پہلے یہ سوال جمع کرایا گیا تھا، دو سال تو جواب کو آتے ہوئے گزر گئے۔ یہ exact بتادیں کہ چھ مہینے، تین مہینے یا کب تک یہ سکیمیں شروع ہو جائیں گی؟

جناب سپیکر: اس سال فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں لامحالہ اس سال کے آخر پر شروع ہو جائیں۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ایسے علاقے جہاں غریب لوگ زیادہ رہتے ہیں وہاں ایک سکیم نہیں چلتی، میرے حلقے میں تو یہ حال ہے لیکن یہاں کا پتا نہیں۔

جناب سپیکر: جی، سمجھ نہیں آئی۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: ایم پی اے کی گرانٹ میں سے اگر ہم واٹر سپلائی کے لئے دیں جہاں پر غریب لوگوں کی تعداد زیادہ ہے وہاں پر کوئی بھی ضلعی حکومتیں واٹر سپلائی کی سکیمیں چلنے نہیں دیتیں۔ دو سال گزر گئے ہیں لیکن چھ مہینے میں تو یہ چلا دیں۔

جناب سپیکر: پچھلے دو سالوں میں تو فنڈز ہی نہیں رکھے گئے۔ اس سال ان سکیموں کے لئے انہوں نے فنڈز مختص کر دیئے ہیں تو یقیناً پھر اس سال یہ سکیمیں working position میں ہو جائیں گی۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں فاضل منسٹر سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ گوالہ کالونی لاہور کی ایک بڑی اہم کالونی ہے اس میں ساری واٹر سپلائی سکیموں کے پائپوں میں سوراخ ہو چکے ہیں جس کی وجہ سے گندا پانی اس میں mix up ہو جاتا ہے تو اس کے لئے بھی نیچے سے کئی دفعہ سفارشات آئی ہیں کہ اس کو بھی نئے سرے سے ٹھیک کیا جائے۔ کیا وہ بھی ان کی سکیم میں شامل ہے

اور کیا اس کی بھی اصلاح کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ!

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! یہ 41 سکیمیں ہیں جس میں سات سکیمیں آپ نے بتائی ہیں اس میں گوالہ کالونی کا نام نہیں ہے۔ جو بند سکیمیں ہیں ان میں جلو سکیم، ڈوگرے خورد، کاہنہ، پانڈو وغیرہ وغیرہ ہیں لیکن گوالہ کالونی ان سکیموں میں شامل نہیں ہے۔ اگر کوئی مسئلہ ہے تو آپ مجھے بتا سکتے ہیں، اگر میرے purview میں آتا ہے تو If it is out of WASA We will definitely look after it

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! آپ ذرا سروے کروالیں کیونکہ ابھی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! دو سال پہلے تمام واٹر سپلائیز کا سروے ہوا تھا اور ان کے واٹر کے جو samples تھے وہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کو بھیجے گئے۔ رپورٹ کے مطابق 80 percent ہمارے واٹر کے جو samples تھے Those were declared unfit for human consumption میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کو اس بات کا پتا ہے، اگر ہے تو ان کو ٹھیک کرنے کا ان کا کوئی ارادہ ہے یا یہ اس بات کو کوئی اہمیت نہیں دیتے؟

جناب سپیکر: کرنل صاحب! آپ ایسا کریں کہ آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں۔ منسٹر صاحب! آپ ان کا یہ مسئلہ حل کروادیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اگر ایسا کوئی مسئلہ ہے تو یہ مجھے آ کر بتا سکتے ہیں۔ ان کو واٹر سپلائی سکیمیں دی ہیں۔

جناب سپیکر: کرنل صاحب! یہ fresh question بنتا ہے۔ لیکن آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سر خرو اعوان: جناب سپیکر! میرا مقصد یہ تھا کہ میں ان کی توجہ اس

طرف دلانا چاہتا ہوں اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ باقیوں کا بھی شاید یہی حال ہو تو میں یہ کہتا ہوں کہ چیک کروالیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ہر جگہ کا جو TSL count ہے۔500 تک جو آتا ہے وہ قابل قبول ہے لیکن ان کا کیا count ہے؟

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: میرا جو پی پی۔23 ہے۔۔۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ویسے یہ separate question بنتا ہے but we will discuss this

جناب سپیکر: شکریہ۔تشریف رکھیں۔اگلا سوال مہر اشتیاق احمد صاحب کا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: سوال نمبر 2541۔

بلاک H-I سبزہ زار سکیم لاہور میں سوئی گیس کی فراہمی

*2541: **مہر اشتیاق احمد:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سبزہ زار سکیم ملتان روڈ لاہور میں محکمہ ایل۔ڈی۔اے نے پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس چارجز وصول کر لئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ سکیم میں جزوی طور پر سوئی گیس supply کی گئی ہے مگر بلاک H-I میں تاحال سوئی گیس فراہم نہ کی گئی ہے جس سے وہاں کے رہائشی لوگوں کو بے حد مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک H-I سے سوئی گیس کی مین پائپ لائن صرف 150 فٹ دور سے گزرتی ہے مگر جان بوجھ کر متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا جا رہا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ بلاک H-I کے مکینوں نے سال 1998 سے سوئی گیس کنکشن کے حصول کے لئے Apply کیا ہوا ہے۔مگر اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود محکمہ ٹس سے مس نہ ہوا ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت سبزہ زار سکیم کے رہائشیوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی فراہمی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جی ہاں یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے زیادہ تر پلاٹ مالکان سے ترقیاتی اخراجات بشمول سوئی گیس چارجز وصول کر لئے ہیں۔ سوئی گیس چارجز کی مد میں اب تک مبلغ 34.193 ملین روپے وصول ہوئے ہیں۔ جب کہ ایل ڈی اے مبلغ 49.990 ملین روپے محکمہ سوئی گیس کو برائے فراہمی سوئی گیس مکمل سبزہ زار سکیم ادا کر چکا ہے۔ اس رقم میں حال ہی میں ادا شدہ 17.836 ملین روپے کی رقم بھی شامل ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ جان بوجھ کر متذکرہ بلاک کو سوئی گیس سے محروم رکھا جا رہا ہے۔ بلاک H-1 گہرا ہونے کی وجہ سے یہاں پر سوئی گیس کی پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔ اس بلاک کو تمام سہولتیں مہیا کرنے کے لئے تخمینہ جات کا اندازہ لگایا جا رہا ہے۔

(د) اس کا جواب جز(ج) کے جواب میں دیا جا چکا ہے۔

(ہ) محکمہ سبزہ زار سکیم کے رہائشیوں کو فوری طور پر سوئی گیس کی فراہمی کا ارادہ رکھتا ہے اس لئے تمام مطلوبہ رقم محکمہ سوئی گیس کو ادا کر دی گئی ہے اور سکیم میں سوئی گیس کی فراہمی کا کام جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

مہر اشتیاق احمد: دل تو چاہتا ہے کہ ان سے جواب پڑھوایا جائے لیکن میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سوال کے اندر یہ تضاد موجود ہے کہ جز(الف) میں یہ کہا گیا ہے کہ لاہور کی سبزہ زار سکیم ایل ڈی اے کی سکیم ہے جو گورنمنٹ کی ہے اور 27 سال سے وہاں پر ابھی تک ڈویلپمنٹ جاری ہے۔ وہاں پر سوئی گیس کے بارے میں پوچھا گیا ہے کہ صارفین نے ڈویلپمنٹ اور سوئی گیس کے تمام چارجز جمع کروا دیئے اور جز(ج) کے اندر یہ فرماتے ہیں کہ وہاں پر بلاک H-1 گہرا ہونے کی وجہ سے یہاں پر سوئی گیس کی پائپ لائن نہیں بچھائی گئی۔ میرا سوال یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کس نے کرنی تھی ظاہر ہے انہوں نے ہی کرنی تھی۔ دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ 27 سال کے اندر جب یہ سکیم acquire کی گئی تو 70 فیصد گورنمنٹ نے لیا اور 30 فیصد زمین کے عوض ہمیں ڈویلپمنٹ چارجز جمع کروانے پڑے۔ میں کہتا ہوں کہ جب exemption letter دیا جاتا ہے تو چھ ہفتے کے بعد اگر

کوئی شخص ڈویلپمنٹ چارجز وغیرہ جمع نہ کرواتا تو 70.50 فیصد کے حساب سے اس سے interest وصول کیا جاتا اور اگر تین یا چار سال کا عرصہ بلڈنگ پیریڈ کا دیا جاتا تھا تو اس کے بعد وہاں سے دس ہزار روپے per کنال کے حساب سے بلڈنگ پیریڈ وصول کیا جاتا۔ میرا پہلا سوال تو یہ ہے کہ چونکہ یہ تو گورنمنٹ کی سکیم تھی انہوں نے ڈویلپمنٹ کرنی تھی اور تین سال پہلے یہ سوال دیا گیا ہے اور انہوں نے آج تک کیا کیا ہے؟ وہاں پر ڈویلپمنٹ بھی نہیں کی گئی اور یہ بلڈنگ پیریڈ بھی لے رہے ہیں اور اس پر interest بھی لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: آپ ابھی پوچھنا کیا چاہ رہے ہیں، آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

مہر اشتیاق احمد: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کس نے کرنی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ جناب سپیکر! جیسا کہ میرے فاضل رکن نے بات کی ہے۔ بالکل درست ہے کہ وہاں پر H-1 بلاک میں ڈویلپمنٹ کا کام نہیں ہوا جس طرح انہوں نے نشاندہی کی تو ڈیپارٹمنٹ کی میٹنگ میں مجھے اس بات کا اندازہ ہوا کہ جس کا انہوں نے ذکر کیا اس میں بہت بڑا flaw تھا جو کہ ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے تھا اور اس پر میں نے اپنی ہدایات دی ہیں اور ان کو وارننگ بھی جاری کی ہے۔ انہوں نے جو اس کا ترمیمی پلان تھا اس کو ابھی تک approve نہیں کیا ہوا تھا کیونکہ وہ بلاک تھوڑا سا گہرائی میں ہے اور اس کی وجہ سے سوئی گیس والے اس پلان میں ترمیم چاہتے تھے اور انہوں نے ترمیم کے لئے ہمیں درخواست دی تھی جو کہ ابھی تک pending تھی جس کے لئے یہ بات take up ہوئی اور میٹنگ میں باقاعدہ ڈائریکشن کے ساتھ میں نے انہیں دو ہفتوں کا وقت دیا ہے کہ وہ پلان approve کیا جائے اور اس کو پی اینڈ ڈی سے approve کروا کر جو پیسے ہمارے پاس پڑے ہیں اس کے لئے میں نے ان کو وقت دیا ہے کہ چھ ماہ کے اندر اندر بلاک H-1 میں سوئی گیس اور باقی چیزیں مہیا کی جائیں گی۔ شکریہ

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میرا ایک اور ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: مہر صاحب! کافی تسلی بخش جواب آگیا ہے۔

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! انہوں نے چھ مہینے کا وقت دے دیا ہے میں ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ جب تک ڈویلپمنٹ نہیں ہوتی تو کیا یہ بلڈنگ پیریڈ suspend کرنے کے لئے تیار ہیں، جب تک

ڈویلپمنٹ نہیں ہو گی تو لوگ مکان کیسے بنائیں گے۔یہ جو بلڈنگ پیریڈ دس ہزار فی کنال فی سال لیتے ہیں کہ وہ وہاں پر مکان نہیں بنا رہے، وہاں پر گیس نہیں ہے، وہاں پر سڑک نہیں ہے تو وہ کیسے مکان بنائیں، اس کے علاوہ جنہوں نے پیسے جمع نہیں کروائے اس پر وہ 17.50 فیصد سالانہ بھی وصول کرتے ہیں جب تک وہاں پر سہولتیں مہیا نہیں کی جاتیں ان تمام واجبات کو معطل کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات بالکل ٹھیک ہے کہ وہاں پر ڈویلپمنٹ چارجز ہم تب ہی وصول کرتے ہیں کہ جب ہم وہاں پر ڈویلپمنٹ کر رہے ہوں۔اگر یہ ڈیپارٹمنٹ کی کوتاہی ہے تو یقیناً ان سے ڈویلپمنٹ چارجز نہیں لئے جائیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا وزیر موصوف سے سوال یہ ہے کہ جن ارباب اختیار نے اس کام کو آج تک delay کیا کیونکہ یہ تین سال پہلے کا سوال ہے اور اس سے پہلے بھی 27 سال ہو چکے ہیں۔ جن ارباب اختیار نے اس کام کو delay کیا ان کی سزا کے لئے وزیر موصوف نے کیا اقدامات کئے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر میں سزا کی بات اس لئے نہیں کروں گا کہ کیونکہ انہی افسران سے یہ کام ختم کروانے کی وارننگ دی گئی ہے اور یہ بھی ان کو کہا گیا ہے کہ اگر وہ اس ٹائم فریم کے بعد بھی یہ کام نہیں ہو گا تب اس کی سزا کی میں نے ایک شق رکھی ہے۔ اب ان کی کارکردگی ایک بنیاد ہے کہ اس کام کو چھ سات مہینے میں مکمل کرنا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال ارشد محمود بگو صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 6267 ہے۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی بحالی
اور سکیموں کی منظوری سے متعلقہ تفصیل

*6267: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ حال ہی میں دوبارہ بحال کیا گیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس محکمہ کی تمام سکیموں کی approval وزیر اعلیٰ پنجاب سے حاصل کرنا پڑتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کی مصروفیات اور کام کے رش کی وجہ سے کافی سکیمیں منظور نہیں ہو سکتیں جس کی وجہ سے مالی سال کے اختتام پر ان سکیموں کے لئے رقم بھی lapse ہو جاتی ہے اور پھر از سر نو ان سکیموں کی منظوری حاصل کرنا پڑتی ہے، جس کی وجہ سے عوام کو شدید مشکلات ہوتی ہیں؟

(د) کیا حکومت پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کی سکیموں کو وزیر اعلیٰ کی منظوری سے مستثنیٰ قرار دینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہ کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئر نگ:

(الف) یہ درست ہے کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ ڈیپارٹمنٹ وزیر اعلیٰ پنجاب کے ترقیاتی پروگرام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے Technical Resource Base برائے پبلک ہیلتھ انجینئر نگ کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔ کیونکہ ان سکیموں کی انتظامی منظوری بااختیار ادارے دیتے ہیں۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) اس کا جواب جز (ب) میں درج ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے یہاں یہ سوال کیا تھا کہ محکمہ پبلک ہیلتھ انجینئر نگ حال ہی میں دوبارہ بحال کیا۔ انہوں نے اس کا جواب ہاں میں دیا ہے کہ بالکل درست ہے۔ پھر ان کا جواب تھا کہ اگر کوئی سکیم شروع کی جائے تو اس کی approval وزیر اعلیٰ دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ سوال

کافی پرانا ہے اس وقت صورتحال یہی تھی جب میں نے سوال کیا تھا۔ میں اس موقع پر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ اور کیانی صاحب کو خراج تحسین پیش کرتا ہوں کہ سیالکوٹ سے میں نے اپنی دو سکیمیں ان سے کروائی ہیں اور اتنی اچھی سکیمیں تھیں کہ پچاس پچاس سال سے جو ڈرین سسٹم خراب تھا، پانی کھڑا ہو جاتا تھا وہ صرف پبلک ہیلتھ انجینئرنگ کی وجہ سے اس میں اتنی بہتری آئی ہے کہ وہی پانی جو چار چار دن کھڑا رہتا تھا ایک گھنٹہ میں وہ پانی نکل گیا۔ میں خصوصی طور پر ان سے بھی ٹیلی فون کرواتا تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ایک بڑا اچھا شعبہ ہے اس کو مزید improve کرنے کی ضرورت ہے اس لئے اس کو مزید improve کیا جائے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بیگم نور النساء ملک صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 3917 on her behalf اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

مالکانہ حقوق والی رہائشی سکیم میں امتیازی پالیسی کا جواز

*3917: محترمہ نور النساء ملک: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ نے پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن کے زیر انتظام سرکاری ملازمین کے لئے ایک رہائشی سکیم کا اعلان کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ لاہور میں موہلنوال ملتان روڈ کے نزدیک مذکورہ رہائشی سکیم کے لئے جگہ (اراضی) بھی متعین کر دی گئی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ رہائشی سکیم 3 منزلہ فلیٹ کی صورت میں تعمیر کی جائے گی اور سکیل نمبر 19 سے اوپر کے آفیسرز کے لئے سنگل سٹوری رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی؟

(د) اگر جز (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت 3 منزلہ فلیٹ کی بجائے سنگل سٹوری مکان بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) رہائشی سکیم موہلنوال میں سکیل نمبر 1 تا 22 تمام سرکاری ملازمین کے لئے دو منزلہ رہائش گاہیں تعمیر کی جائیں گی۔

(د) جواب جز (ج) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! پنجاب گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن پورے پنجاب میں اس سکیم کو شروع کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولپور ایک چھوٹا شہر ہے وہاں پر سرکاری ملازمین بڑی تعداد میں موجود ہیں اور وہاں پر کرائے کے گھر زیادہ تر میسر نہیں ہوتے میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ بہاولپور میں یہ سکیم کب شروع کی جائے گی۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ گورنمنٹ ایمپلائز ہاؤسنگ فاؤنڈیشن جو ہم ریٹائرڈ افسران کے لئے بنا رہے ہیں اس کا آغاز تو ہم نے لاہور سے کیا ہے مگر اس کو ہر بڑے شہر میں جہاں پر ملازمین کی تعداد زیادہ ہو گی لے کر آئیں گے۔ مگر ابھی فی الحال ہم نے لاہور میں شروع کیا ہے، پھر ہم نے فیصل آباد جانا ہے، اسی طرح ہم sequence میں جائیں گے اور بہاولپور کا جو ذکر کیا گیا ہے ابھی وہ ہماری لسٹ میں نہیں ہے کیونکہ ابھی جو رجسٹریشن ہوئی ہے وہ ایک لاکھ بیس ہزار ممبرز کی ہوئی ہے جو کہ لاہور اور فیصل آباد سے متعلقہ ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہی وہ باتیں ہیں جو ہمارے علاقوں میں احساس محرومی پیدا کرتی ہیں۔ میں عرض کروں گا کہ جتنی بھی سکیمیں رکھی گئی ہیں اس کو آپ وسیع کیوں نہیں کرتے۔ ضرور پہلے سارے کے سارے لاہور اور فیصل آباد میں بنانے ہیں؟ جو remote areas ہیں کچھ وہاں پر بھی بنا دیں تاکہ وہاں کے لوگ بھی مطمئن ہوں کہ جناب کچھ نہ کچھ ہو رہا ہے۔ ہر چیز سب سے پہلے لاہور، فیصل آباد میں ہونی ہے تو ہم یہاں پر کس لئے آئے ہیں یہی باتیں عوام ہم سے پوچھتے ہیں کہ آپ لوگ وہاں اسمبلی کے اندر بیٹھتے ہیں، آپ ہمارے حقوق کی بات کیوں نہیں کرتے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو اتنا بڑا پراجیکٹ لاہور اور فیصل آباد میں ہے اسی فیز میں کوئی

"جھونگے" کے طور پر بہاولپور کو دینے کا ارادہ رکھتے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ہمیشہ جو ہماری سکیمیں adopt کی جاتی ہیں، جہاں پر ان کو consider کیا جاتا ہے وہ درخواستوں کی تعداد پر ہوتا ہے۔ اب اگر بہاولپور میں درخواستوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے اور وہ اگر اتنی تعداد میں ہیں کہ جس کے لئے دس بارہ گھر بنانے پڑیں تو یقیناً وہ feasible نہیں ہیں۔ مگر میں اپنے بھائی کو یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم اپنے اگلے پراسس میں اس بات کا تعین کر لیں گے کہ کتنے ممبرز ہیں اس کے لئے اگر ہم بہاولپور سے sufficient employees کی درخواستیں موصول ہوئیں تو ہم یقینی طور پر بہاولپور میں بھی بنائیں گے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، اگلا سوال محمد ثقلین انور سپرا کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6780 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

چک نمبر 200 ج۔ب تحصیل چنیوٹ، پینے کے صاف پانی کی فراہمی

*6780: جناب محمد ثقلین انور: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ چک نمبر 200 ج۔ب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ چک کے قریب سے نہر گزر رہی ہے اور تقریباً ایک کلومیٹر کے فاصلے پر زیر زمین پانی بھی میٹھا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت چک نمبر 200 ج۔ب کے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو کیوں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) یہ درست ہے کہ چک نمبر 200 ج ب تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ میں زیر زمین پانی کڑوا ہے۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ جھنگ برانچ نہر تقریباً ایک کلو میٹر فاصلے پر گزر رہی ہے جہاں زیر زمین پانی میٹھا ہے۔

(ج) پالیسی و فنڈز کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب فیصلہ کرے گی تاہم سکیم کی مالیت تقریباً 9.800 ملین روپے ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! سوال یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا مذکورہ چک میں پانی کڑوا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ درست ہے کہ وہاں پر پانی کڑوا ہے، پھر سوال میں کہا گیا کہ کیا حکومت چک نمبر 2، 200 ج ب کے رہائشیوں کو پینے کا صاف پانی مہیا کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اور کب تک؟ انہوں نے جواب دیا ہے کہ پالیسی فنڈز کے مطابق گورنمنٹ آف پنجاب فیصلہ کرے گی تاہم سکیم کی مالیت 9.8 ملین روپے ہو گی۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت کب تک اس علاقے میں اس چک میں میٹھا پانی مہیا کر دے گی؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! اس میں تازہ ترین پوزیشن یہ ہے کہ متعلقہ MNA کی سفارش پر حکومت پنجاب نے اس سکیم کی انتظامی منظوری ماہ جولائی 2005 کو 5.47 ملین روپے کی دی جبکہ فنی طور پر 3.7 ملین روپے ملے۔ یہ سکیم ستمبر 2005 میں شروع ہوئی 30۔ جون 2006 تک اس سکیم پر 98 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں صرف ٹینکی نامکمل ہوئی جس کی لاگت چھ لاکھ روپے بنتے ہیں، وہاں پر بجلی کا کنکشن دیا جا چکا ہے ابھی ٹرانسفارمر رکھنا ہے البتہ سکیم direct campaign پر دو ماہ کے اندر چلائی جائے گی اور لوگوں کو میٹھا پانی فراہم کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال جناب جہانزیب امتیاز گل صاحب کا ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سوال نمبر 4507،

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! وزیر صاحب جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

فیصل آباد میں ٹیوب ویلز کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح کا نیچے ہونا

*4507: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area میں Water Supply کے لئے ٹیوب ویل لگائے گئے ہیں؟

(ب) ان Tube Wells کا Water Table پر کیا اثر پڑے ہیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ Chenab River Well Field Area پر Water Pumping کی وجہ سے Lowering of Water Table ہوئی ہے؟

(د) اگر جز(ج) کا جواب درست ہے تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) دیگر بہت سے عوامل کے ساتھ واسا کے 28 ٹیوب ویلز اور اس کے علاوہ علاقے میں موجود دوسرے سینکڑوں پرائیویٹ ٹیوب ویلز سے واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے۔

(ج،د) واٹر ٹیبل کم ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں، ٹیوب ویلز کی تنصیب ان میں سے ایک وجہ ہے خواہ یہ ٹیوب ویل واسا نے لگائے ہوں یا زمینداروں نے واٹر ٹیبل کم ہونے کی سب سے بڑی وجہ موسمی حالات ہیں گزشتہ چند سالوں سے بارشوں کی کمی اور خشک سالی کی وجہ سے پنجاب بھر میں واٹر ٹیبل کم ہوا ہے۔

جناب سپیکر: جی، گل صاحب!

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! انہوں نے جز(ب) میں کہا ہے کہ واٹر ٹیبل متاثر ہوا ہے تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کتنا متاثر ہوا ہے اور کب سے وہ ٹیوب ویلز لگے ہیں اور واٹر ٹیبل کس ریٹ سے ڈاؤن جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! اندازہ ہے کہ واٹر ٹیبل کس ریٹ سے ڈاؤن جا رہا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! 1990 میں یہ 28 ٹیوب ویلز انسٹال کئے گئے تھے اور اس وقت تک واٹر ٹیبل 25 فٹ drop کر چکے ہیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! 28ٹیوب ویلز 1990 میں لگے تھے اور اب یہ 22 ٹیوب ویلز وہاں پر مزید لگارہے ہیں اور میرا خیال ہے کہ اسی ریٹ کے ساتھ اگلے دس سالوں کے دوران وہ زمین تو بنجر ہو جائے گی اور میں تین سالوں سے اس پر follow up کر رہا ہوں اور اس پر تین تحاریک التوائے کار دی ہیں اور یہ سوال بھی میرا خیال ہے کہ دو سال پہلے دیا تھا۔ تین سوال kill ہو چکے ہیں اور یہ ابھی تک اس پر کوئی ایکشن نہیں لے رہے اور انہوں نے وہاں پر کوئی ایسا عمل نہیں کیا یا وہاں پر کوئی سٹڈی نہیں کی کہ جس سے کوئی۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کی اس بارے میں تجویز کیا ہے؟

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! پراجیکٹ کے بارے میں تو آپ کو بھی بنیادی طور پر علم ہے I believe کیونکہ آپ کے حلقے میں بھی وہ اثر انداز ہو رہا ہے۔ پہلے پراجیکٹ دریائے چناب پر لگا تھا تو میری یہ request ہے کہ initial studies میں دریائے چناب والا ایریا سب سے زیادہ موزوں تھا کیونکہ واٹر ٹیبل وہاں پر اتنا نیچے نہیں جاتا کیونکہ source ہے river تو وہاں پر اس پراجیکٹ کو لے جایا جائے کیونکہ initially وہاں پر ہی recommend کیا گیا تھا۔ پھر ان کی mismanagement اور incompetent سٹاف کی وجہ سے وہاں ایجیٹیشن ہوئی۔ اس کی وجہ سے انہوں نے ایک اور نئی جگہ choose کر لی جو کہ یہ نہر ہے پھر اس کے بعد وہاں انہوں نے ایک mock سی study کی جس میں volunteers پنجاب یونیورسٹی کے involve کر کے جو results انہیں چاہیئں تھے اپنے مطابق وہ انہوں نے لے لئے۔ distance پہلے 51 کلو میٹر تھا اب shrink کر کے 31 کلو میٹر ہو گیا۔ 20 کلو میٹر کا distance کم ہو گیا اور پراجیکٹ کی cost وہی رہی۔ یہ وہاں پر اتنا بڑا scam ہے کہ you won't believe کہ اس کی کیا precautions ہوں گی اور جتنی ایجیٹیشن ہو گی تو میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ یہ پراجیکٹ جس طرح انہوں نے mismanage کیا ہے یہ کامیاب نہیں ہو گا لہذا اس کو ابھی دیکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! فیصل آباد میں تین نہریں جاتی ہیں جن میں رکھ برانچ، جھنگ

برانچ اور گوگیرہ برانچ تو جس طرح انہوں نے جھنگ برانچ پر کیا تھا تو اگر یہ alternate ادھر سے لے لیتے تو ایک تو load of pressure naturally اب یہ بجلی بھی مہنگی ہو گی اور مہنگائی ہو گی اور زمیندار کے لئے problem ہو گا تو کیا انہوں نے گوگیرہ برانچ اور رکھ برانچ which was more close to فیصل آباد، اس پر کوئی study کروائی تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! پہلے تو مجھے نہایت افسوس سے کہنا پڑ رہا ہے کہ گل صاحب نے یہ issue پہلے بھی اٹھایا تھا اور میں نے on the floor of the House یہ بات کہی تھی کہ یہ پراجیکٹ فیصل آباد کے عوام کے لئے پانی کے حوالے سے ضروری ہے اور اگر یہ پراجیکٹ لانچ نہ کیا جاتا یا ٹائم پر لانچ نہ کیا جاتا تو چار لاکھ عوام اس وقت پانی سے محروم ہوتے۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک بات جو کرنا چاہوں گا کہ جس چناب river canal کی بات کر رہے ہیں تو اس میں 28 ٹیوب ویلز کا ذکر کر دیا اور اب پھر اسی بات کو contradict کر رہے ہیں کہ جو 22 نئے ٹیوب ویلز لگائے جا رہے ہیں وہ چناب میں لگائے جا رہے ہیں تو اس سے واٹر ٹیبل مزید نیچے چلا جائے گا۔ پھر یہ بات میں on the floor of the House آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جو 22 ٹیوب ویلز ہیں تو وہ ہم جھنگ کینال میں لگا رہے ہیں۔ اگر ہم چناب میں نہیں لگا رہے تو اس بات کو ہم نے مدنظر رکھا ہے کہ وہاں کا واٹر ٹیبل نیچے نہ جائے اور اب کیونکہ یہ اپنی selfishness دکھا رہے ہیں just because کہ وہ ایریا ان کے ساتھ لگتا ہے اور وہ یہ چاہتے ہیں کہ جھنگ میں یہ ٹیوب ویلز نہ لگیں اور یہ دوبارہ چناب کینال میں بھیج دیئے جائیں جہاں پر پہلے ہی 28 ٹیوب ویلز exist کر رہے ہیں تو لازمی طور پر واٹر ٹیبل میں زیادہ کمی ہو گی اور ان کی اسی بات کو میں contradict کرتے ہوئے یہ بات بتانا چاہوں گا کہ 22 ٹیوب ویلز کا نیا پراجیکٹ لگایا جا رہا ہے اس سے فیصل آباد کے عوام کو پانی پہنچایا جا رہا ہے یہ کسی اور کے personal use میں نہیں ہو رہا۔ آپ بہتر سمجھتے ہوں گے کہ فیصل آباد میں drinkable water نیچے surface میں نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: ان کا کہنا یہ ہے کہ ایک نہر رکھ برانچ ہے جو فیصل آباد شہر کے درمیان سے گزر رہی ہے تو کیا ادھر محکمہ نے کوئی سروے کروایا ہے اور کیا ادھر یہ ٹیوب ویلز موزوں تھے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ تینوں سروے ہونے کے بعد Jhang Cannal

was the most feasible areaاس لئے ہم نے ان کو وہاں پر لگایا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ ٹیوب ویلز لگنے کی وجہ سے واٹر ٹیبل مسلسل نیچے جاتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ سندھ طاس معاہدے کے نتیجے میں پنجاب اپنے تین دریاؤں سے محروم ہو گیا اور ان علاقوں میں واٹر ٹیبل مسلسل نیچے جا رہا ہے۔ بہاولنگر میں یہ صورتحال ہے کہ وہاں پر ایکsweet zoneہے اور دوسراbrackish zoneہے۔ اب نیچے جانے کی وجہ سےbrackish zone infiltrateکر رہا ہےsweet zone sweet zoneکے اندر اور دو چار سالوں کے پورے شہر کو سپلائی ہونے والا بہاولنگر کا سارے کا سارا پانی کڑوا ہو جائے گا۔ یہ بڑی گھمبیر صورتحال ہے اور اسی طرح بہاولپور کے اندر بھی پہلے پانی 15/10فٹ تک مل جاتا تھا اور اب یہ 80/70فٹ تک چلا گیا ہے اور یہ سندھ طاس معاہدے کا ہمارے علاقے کو بہت زیادہ نقصان ہوا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب حکومت آلو بھی، پیاز بھی اور ہر چیز ہندوستان سے درآمد کر رہی ہے تو کیا حکومت اس بات کا بھی ارادہ رکھتی ہے کہ وہاں سے پانی بھی خرید کر ان دریاؤں میں ڈالے تاکہ پانی کا ٹیبل بھی اوپر آ جائے اور لاکھوں کسانوں کو بھی اس کا فائدہ ہو جائے اس بارے میں وزیر موصوف بتا دیں؟

جناب سپیکر: میرا خیال ہے کہ اس کا جواب نہیں بنتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کے لئے کوئی نہ کوئی تو منصوبہ بندی ہونی چاہئے کہ پانی کے لئے وہاں پر کیا کرنا ہے۔ اب بہاولپور یا بہاولنگر میں یہ بتاتا ہوں کہ پانی مسلسل نیچے جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! ویسے تو یہ ایک نیا سوال بنتا ہے کیونکہ یہ بہاولپور کا ذکر کر رہے ہیں اور یہاں پر سوال فیصل آباد سے متعلقہ ہے مگر میں اس کا جواب اپنے فاضل ممبر کو دینا چاہتا ہوں کہ یہ سارے معزز ممبران کو اس بات کا لازمی طور پر اندازہ ہونا چاہئے کہ یہ کام واٹر ریسورس مینجمنٹ ریگولیٹری فریم ورک اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا ہے اور ہمارے وزیر آبپاشی یہاں پر موجود

ہیں۔اریگیشن ڈیپارٹمنٹ اس پر پوری ایک study report تیار کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہم اس پر ایک چیک اینڈ بیلنسز رکھیں گے کہ جو ٹیوب ویل زرعی استعمال میں جس کا کوئی چیک اینڈ بیلنس نہیں ہوتا، وہ بھی رکھا جائے گا اور جہاں سے واٹر ٹیبل کا ریٹ زیادہ drop ہو رہا ہے ہم اس کا بھی چیک اینڈ بیلنس رکھتے ہوئے across the board all WASA & Public Health Engineering جس کا بھی link واٹر سپلائی کے ساتھ ہوگا، اس کو یہ directions forward کر دی جائیں گی تاکہ اس پر implementation ریگولیٹری فریم ورک کے ساتھ ہو سکے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری request یہ ہے کہ سب سے پہلے تو اگر آپ مناسب سمجھیں کہ انہوں نے کہا ہے کہ میرے facts contradict ہو رہے ہیں۔ یہ ہے، وہ ہے تو آپ ایک کمیٹی بنا دیں I will present my case there آپ یا راجہ بشارت صاحب اس کو head کر لیں تو سب چیزیں واضح ہو جائیں گی۔ دوسری بات یہ ہے کہ میں تین سال سے its round a 4 billion rupees project یہ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پر آپ غور کریں کیونکہ اگر یہ سائیڈ جو انہوں نے اب choose کی ہے تو اگر یہ اتنی موزوں تھی تو initially اسے کیوں ignore کیا گیا۔ that is a question کہ وہ بتائیں اور دوسری بات یہ ہے کہ جیسے رانا آفتاب صاحب نے کہا ہے کہ جو شہر کے درمیان سے نہر گزر رہی ہے وہاں سے اگر ٹیوب ویلز لگیں تو شہر ہی کو پانی ملنا ہے اور اس کی cost بھی کم ہو گی۔

جناب سپیکر! انہوں نے بالکل ہی اس کو۔۔۔

جناب سپیکر: گل صاحب! میرا خیال ہے کہ کمیٹی کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں اور آپ کے ذہن میں جو بھی proposals ہیں ان سے بات کر لیں۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میں آپ کو تحریری proposals دے دیتا ہوں because he is not willing to listen.

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب سے مل کر بات کر لیں اور وہ بات سنیں گے اور اگر وہ قابل عمل ہوئیں تو اس پر عمل کرنے کی کوشش کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا question یہ تھا کہ low cost پر یہ پانی ہم چاہتے ہیں

کیونکہ فیصل آباد میں ہم رہتے ہیں مگر آپ کو جیسے میں نے کہا کہ تین نہریں تھیں گوگیرہ برانچ، رکھ برانچ اور جھنگ برانچ۔ رکھ برانچ شہر کے اندر سے گزرتی ہے۔ گوگیرہ بھی دور سے نہیں گزرتی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راناصاحب! آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں لیکن میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ آپ چیمبر میں منسٹر صاحب سے بات کر لیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو اس کی study volunteers سے کروائی ہے کسی professional لوگوں سے نہیں کروائی تو جب آپ اس کی کسی consultant یا proper feasibility study کروائیں گے تو آپ کے سامنے یہ facts آئیں گے۔ یہاں پر جہانزیب کا اگلا سوال یہ ہو گا کہ پانی بہت مہنگا ہو جائے گا۔ it is just because of کہ واٹر لیول نیچے چلا جائے گا اس کے لئے جو دو، دو ایکڑ کے مالک ہیں ان کی زندگی کیسے گزرے گی؟

جناب سپیکر: اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! on his behalf سوال نمبر 4610 ہے۔

ایل ڈی اے، ایونیو 1 لاہور، ترقیاتی فنڈز اور کاموں کی تفصیلات

*4610: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ ہاؤسنگ نے لاہور میں ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے نام سے ایک ہاؤسنگ سوسائٹی شروع کی ہے؟

ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جن سرکاری ملازمین کو اس ہاؤسنگ سوسائٹی میں زمین/پلاٹ الاٹ کئے گئے انہوں نے پیشگی رقم کے علاوہ اس کی اقساط بھی جمع کروائی ہیں اس سکیم کے الاٹیوں سے کتنی رقم وصول کی گئی اور کن ترقیاتی اور غیر ترقیاتی منصوبوں پر خرچ کی گئی ہے اور کتنی رقم کس کے اکاؤنٹ میں کس بنک میں جمع ہے؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب ہاں میں ہے تو محکمہ ہاؤسنگ نے اس سکیم کی development کے سلسلہ میں کیا اقدامات کئے ہیں، تفصیل بتائی جائے؟

(د) اگر محکمہ ہاؤسنگ نے development کا کوئی کام نہیں کیا تو کیوں اور محکمہ کب تک development کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی :

(الف) ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے نام سے ہاؤسنگ سکیم محکمہ ہاؤسنگ نے شروع نہ کی ہے بلکہ اس سکیم کا تعلق ایل ڈی اے سے ہے۔

(ب) سرکاری ملازمین کے لئے مختص ایل ڈی اے ایونیو۔1 ہاؤسنگ سکیم میں ایک کنال اور دس مرلہ کی تعمیر (provisional) بالترتیب -/540,000 روپے اور -/270,000 روپے مقرر کی گئی تھی۔ جس کا چالیس فی صد بطور پیشگی رقم (کنال کی صورت میں -/216,000 روپے اور دس مرلہ کی صورت میں -/108,000 روپے) ادا کرنا تھا جبکہ بقیہ ساٹھ فیصد چھ مساوی اقساط (کنال کی صورت میں -/54000 روپے اور دس مرلہ کی صورت میں -/27000 روپے جمع کروانا تھا جو کہ الاٹی حضرات دیئے گئے شیڈول کے مطابق عمومی طور پر جمع کروا رہے ہیں تاہم ترقیاتی کاموں کی لاگت میں اضافے کی صورت میں الاٹی حضرات کو اضافی ترقیاتی اخراجات ادا کرنے ہوں گے جس کے بارے میں حتمی فیصلہ ایل ڈی اے کی گورننگ باڈی کرے گی۔ سکیم کے الاٹیوں سے اب تک مبلغ -/2,95,18,47,442 روپے جمع ہوئے ہیں جو کہ سکیم کے ترقیاتی کاموں پر ہی خرچ ہوں گے۔ الاٹیوں کی طرف سے وصول ہونے والی پیشگی اور اقساط میں رقم حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ کے اکاؤنٹ نمبر 2-70016 میں جمع ہوتی ہے۔

(ج) تمام ترقیاتی کام میسرز F.W.O کو دینے کے لئے معاہدے کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ جونہی ایل ڈی اے اور F.W.O کے درمیان معاہدہ ہوتا ہے تو F.W.O موقع پر ترقیاتی کام کا آغاز کر دے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسی سوال کے جز (ج) میں جواب دیا گیا ہے کہ تمام ترقیاتی کام میسرز F.W.O کو دینے کے لئے معاہدے کی تفصیلات طے کی جا رہی ہیں۔ چونکہ یہ دو اڑھائی سال پرانا سوال ہے تو وزیر موصوف بڑے اچھے اور نفیس آدمی ہیں اور بڑے سلیقے سے جواب دے رہے ہیں تو ان سے یہ درخواست ہے کہ یہ بتائیں کہ کیا یہ تفصیلات اور ترقیاتی کام

شروع ہو چکے ہیں یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل رکن کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے مجھے appreciate کیا۔ شکر ہے اپوزیشن کی طرف سے کسی نے وزیر کو appreciate کیا۔ Definitely یہ کام FWO کو سونپ دیا گیا ہے اور یہ کام تیزی سے ہو رہا ہے اور اس وقت تک 30 فیصد کام مکمل ہو چکا ہے جس میں all civic amenities کے مینجرز FWO مکمل کرے گا جس میں روڈز، واٹر سپلائی، سیوریج، disposal work الیکٹریفکشن بلڈنگ مسجد اور کمیونٹی سنٹر بھی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جس طرح کی تفصیل بتائی ہے ان کا اس بارے میں کیا اندازہ ہے کہ اس سکیم کے پلاٹ جنہوں نے خریدے ہوئے ہیں ان کو کب تک hand over کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! جب ہمارا 30 فیصد کام جیسا کہ میں نے بتایا ہے وہ مکمل ہو جائے گا تو پھر definitely ہم ان کو possession دے دیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کام کب تک مکمل ہو جائے گا یہ تعین کر دیں مہینہ یا دو مہینہ کب تک ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کو مزید 8 سے 9 ماہ لگیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اگلی ہیں۔ محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4617 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا

جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر، سیوریج، گلیوں و سڑکوں کی از سر نو تعمیر

*4617: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولنگر شہر میں قائم ماڈل ٹاؤن کالونی کی تمام سڑکیں، گلیاں اور سیوریج سسٹم ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو چکا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سیوریج سسٹم خراب ہونے کی وجہ سے گٹروں کا پانی سڑکوں پر ہی ڈیرے جمائے ہوئے ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی کی تعمیر کے بعد سڑکوں کی مرمت اور سیوریج سسٹم کو درست کرنے کے لئے کوئی رقم خرچ نہ کی گئی ہے؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ کالونی کی سڑکیں اور سیوریج سسٹم کو مرمت کرنے کے لئے آئندہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) محکمہ نے سکیم ہذا بعد از تکمیل 1980 کو بلدیہ بہاولنگر کے حوالے کر دی۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) چونکہ سکیم ہذا مکمل ہونے کے بعد بلدیہ بہاول نگر کے حوالے کر دی گئی۔ لہذا سڑکوں کی مرمت اور سیوریج سسٹم پر محکمہ نے کوئی رقم خرچ نہ کی۔

(د) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بہاولنگر میں جو ماڈل ٹاؤن کالونی بنائی گئی تھی یہ بہت اچھی کوشش تھی کہ لوگوں کو سہولت ملے لیکن یہاں کی گلیوں، سیوریج اور سڑکوں کی جو صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ وہ ساری کی ساری کالونی برباد ہو رہی ہے اور اس

کا ستیاناس ہو رہا ہے۔ آپ نے بیس پچیس سال پہلے جو کروڑوں روپے لگا کر وہ کالونی بنائی تھی کم از کم یہ بھی تو دیکھنا چاہئے کہ اس کا حشر کیا ہوا ہے اور جب میں نے پوچھا تو اس کا جواب یہ آیا کہ اس کا سارا نظام بلدیہ کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کی مقامی حکومت کیا حکومت پنجاب میں نہیں آتی؟ کیونکہ سوال تو میں نے ان سے نہیں پوچھا سوال تو میں پنجاب حکومت سے کر رہی ہوں اور جواب آیا ہے کہ اس کا تعلق بلدیہ سے ہے۔ یہ تو ایوان کی بے عزتی ہے کہ یہ وہاں سے proper جواب ہی نہیں لے سکے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری فاضل رکن بہت غصے میں لگ رہی ہیں میں ان کو صرف یہ جواب دوں گا 1980 میں ہم نے یہ سکیم تیار کر کے TMA کو اس وقت میونسپل کمیٹی ہوتی تھی ہم نے ان کو hand over کر دی اس کے بعد اس کی maintenance اور سروس سسٹم بھی ہم نے ان کو hand over کر دیا جس کے بعد ہمارے ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا link نہیں رہتا۔ اب جو ان کا سوال ہے definitely یہ لوکل گورنمنٹ سے لنک ہے اور لوکل گورنمنٹ ہی اس کا بہتر جواب دے سکے گا کیونکہ 1980 کے بعد ہمارا ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ کا ان سے کوئی لنک نہیں ہے۔ جب ہم نے hand over کی تھیں تب ساری civic amenities تھی روڈز بھی بنا کر دی تھیں سیوریج بھی بنا کر دیا تھا واٹر سپلائی بھی تھا اب اس میں کچھ چیزیں deteriorate کر رہی ہیں تو وہ TMA کی ذمہ داری ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جب 25 سال پہلے یہ کالونی بنی تھی تو یہ فنڈز انہوں نے دیئے تھے یہ فنڈز پنجاب حکومت نے دیئے تھے اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ اس پر آپ فنڈز لگا کر اس کو بے آسرا چھوڑ دیں آپ پوچھیں ہی نہ کہ اس کا حشر کیا ہوا ہے، اب وہاں کی صورتحال تو دیکھیں وہاں کی سڑکیں دیکھیں، وہاں سیوریج سسٹم دیکھیں آپ اب کہہ رہے ہیں کہ اس کا پنجاب سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے یہ تو بڑی غلط بات ہے، کیا وہ پنجاب حکومت میں نہیں آتا اس کا پنجاب حکومت سے کوئی تعلق نہیں ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقینی طور پر ان کی بات درست ہے کہ جو ہم نے پیسے دیئے ہیں اس پر چیک اینڈ بیلنس رکھنا چاہئے۔ جو پیسے ہم نے لگانے تھے وہ ہم نے 1980 تک لگا دیئے جب تک ہماری ذمہ داری تھی وہ ذمہ داری پوری کی بعد میں TMA اپنے فنڈز خود generate کرتے ہیں اور TMA ہی اس فنڈز کو اس کی maintenance پر لگاتے ہیں۔ اگر میری فاضل رکن اس بات پر agree نہیں کرتی تو definitely میں ان کو on the floor of the House یقین دہانی کراتا ہوں کہ میں TMA سے بھی میں ان کا جو کام بقایا رہتا ہے وہ کرا کے دوں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ، اگلا سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید کا ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4618 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ماڈل ٹاؤن بہاولنگر، رقبہ، پلاٹس اور دیگر متعلقہ معلومات کی تفصیل

*4618: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) بہاولنگر شہر میں کم آمدنی والے افراد کے لئے ماڈل ٹاؤن کے نام سے رہائشی کالونی کتنے رقبہ پر کب بنائی گئی؟

(ب) متذکرہ کالونی میں پلاٹوں کو کس کس کیٹیگری میں تقسیم کیا گیا ہے اور ہر کیٹیگری میں کتنے کتنے پلاٹ ہیں، پلاٹوں کی الاٹمنٹ کا معیار کیا تھا، کتنے پلاٹ نیلام عام کے ذریعے اور کتنے پلاٹ کس کس کوٹا کے ذریعے الاٹ کئے گئے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ کالونی میں 80 فیصد تعمیرات ہو چکی ہیں اور الاٹیوں نے تمام واجبات بھی ادا کر دیئے ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ الاٹیوں کی جانب سے واجبات کی مکمل ادائیگی کے باوجود تاحال حقوق ملکیت نہیں دیئے گئے جس کی وجہ سے الاٹیوں میں پریشانی اور مایوسی پائی جاتی ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت جن الاٹیوں نے مکمل واجبات ادا کر

دیئے ہیں، کو مالکانہ حقوق تفویض کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) بہاولنگر شہر میں100۔ایکڑ پر رہائشی سکیم1978 میں بنائی گئی۔

(ب)

I۔ پلاٹوں کی کیٹیگری ایک کنال10مرلہ،7مرلہ،5مرلہ اور3مرلہ

II۔ پلاٹوں کی تعداد ایک کنال64، 10مرلہ157، 7مرلہ127، 5 مرلہ646، 3مرلہ442الاٹ شدہ پلاٹوں کی تفصیل

کوٹا	تعداد پلاٹ	کوٹا	تعداد پلاٹ
بذریعہ نیلام	112	ڈیفنس کوٹا	44
عوام الناس	1103	لیبر کوٹا	4
سرکاری ملازمین	56	اقلیت کوٹا	1
پروفیشنل کوٹا	12	مستحقین کوٹا	7
ججز کوٹا	2	گورنر/چیف منسٹر کوٹا	4
اوورسیز کوٹا	1	بہاری کوٹا	90

(ہ) سکیم ہذا میں تقریباً40فیصد تعمیرات ہو چکی ہیں۔ تعمیر شدہ پلاٹوں کے علاوہ باقی الاٹیوں کے ذمہ بقایاجات واجب الادا ہیں جن کو نوٹس جاری کئے گئے ہیں۔

(و) الاٹیوں نے عارضی واجبات ادا کئے ہیں، حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر ہونے پر دیئے جائیں گے۔

(ز) جواب جز(ہ)میں دے دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! جز(د) میں کہا گیا ہے کہ الاٹیوں کی جانب سے واجبات مکمل طور پر جن لوگوں نے ادا نہیں کئے ان کو الاٹمنٹ نہیں کی گئی تو مجھے صرف یہ بتادیں کہ کتنے لوگ ہیں جنہوں نے مکمل طور پر واجبات کی ادائیگی کی ہے ان کی تعداد کتنی ہے؟ دوسرا میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کالونی میں جو کوٹا بیوہ خواتین کے لئے حکومت ہر سکیم میں رکھتی ہے اس میں انہوں نے بیوہ خواتین کے لئے کتنا کوٹا رکھا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان کی بات درست ہے کہ الاٹمنٹ کے بعد ابھی ڈیپارٹمنٹ سے لیٹر جاری نہیں ہوئے یہ جواب 2005 کا ہے اب 2006 ہے میں اپنی فاضل رکن اسمبلی کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس کی approval کے لئے میں نے ڈی جی ہاؤسنگ کو ہدایات جاری کر دی ہیں جو کہ جلد ہی ان کے possession letters اور ان کے نام منتقلی کے لیٹر جاری کر دے گا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! بیوہ خواتین کے لئے کتنا کوٹا رکھا ہے ان کی تعداد بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ! بیوگان کا کوٹا کتنے فیصد ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اگر یہ جواب تفصیل سے پڑھیں تو اس کا جواب اس میں دے دیا گیا ہے کہ مستحقین کا کوٹا 7 پلاٹ دیئے گئے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے صرف بیوہ خواتین کا پوچھا ہے مستحقین کا نہیں پوچھا اگر مستحقین کو دیکھا جائے تو اس میں بہت سارے لوگ شامل ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ! بیوگان کا کتنا کوٹا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ 7 پلاٹ ہیں میں ان کی تفصیل آپ کو بتاتا ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! کالونی میں کل 7 پلاٹ ہیں۔ جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے جز (د) میں یہ بات لکھی ہے کہ الاٹیوں نے عارضی واجبات ادا کئے ہیں حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر ہونے پر دیئے جائیں گے۔ یہ سکیم بہاولنگر میں 1978 میں شروع ہوئی تھی اور آج 2006 ہے۔ تا حال حقوق ملکیت حتمی قیمت مقرر نہ ہوئی ہے میرا ضمنی سوال ہے کہ یہ کیا دھاندلی ہے اس کے بارے میں وزیر موصوف وضاحت فرمائیں کہ اب تک یہ قیمت مقرر کیوں نہیں کی گئی اور اگر نہیں کی گئی تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر جب ڈویلپمنٹ کا کام مکمل ہو گیا تو اس کے بعد

ابھی بھی اگر آپ اس کالونی کو دیکھیں تو وہ کالونی 40فیصد سے 50فیصد ابھی بھی آباد ہے۔ بقایا 50 فیصد ابھی تک آباد نہیں ہوئی۔ ان کو کیسے الاٹمنٹ کی جا سکتی ہے جب تک وہ آ کر possession نہ مانگے۔ دوسری بات میں نے یہاں پہلے بھی عرض کی ہے کہ یہ 2005 میں تھی دو allotment ہفتوں کا ٹائم میں نے ڈیپارٹمنٹ کو دیا ہے کہ جنہوں نے درخواست دی ہوئی ہے اور ان کو ابھی تک الاٹمنٹ نہیں ہوئی ان کو دو ہفتوں کے اندر اندر الاٹمنٹ جاری کر دی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج چونکہ ہاؤسنگ و شہری ترقی کے سوالات ہیں اسی حوالے سے میں چھوٹی سی بات کرنا چاہتا ہوں کہ بند روڈ سے ایک مین روڈ تقریباً 50 فٹ کی ہے وہ مومن پورہ گاؤں تک جاتی ہے اس روڈ پر انڈسٹریاں لگی ہوئی ہیں وہاں ابھی تک کوئی سیوریج کا سسٹم ہے اور نہ واٹر سپلائی ہے میں ان سے عرض کرتا ہوں کہ وہ بڑی اہم روڈ ہے وہاں انڈسٹریاں لگی ہوئی ہیں گورنمنٹ کو وہاں سے بہت سا ریونیو آتا ہے۔ وزیر موصوف کو نوٹ فرمالیں کہ وہاں سیوریج اور واٹر سپلائی کا بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ انہوں نے سن لیا ہے۔ اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن کا ہے۔ وہ تشریف فرما نہیں ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! on his behalf

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب ان کے behalf پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال نمبر 4627 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

جی ڈی اے، 2002 تا حال بھرتی کی تفصیل

*4627: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں 2002 سے آج تک کتنے ملازمین مستقل، ورک چارج اور ایڈہاک بھرتی کئے گے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت بیان کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی کے وقت اخبار میں اشتہار دیا گیا تو اخبار کا نام اور تاریخ بتائی جائے؟

(ج) کیا مذکورہ بھرتیاں قواعد کے تحت میرٹ پر یا کسی کی سفارش اور دباؤ کے تحت ہوئیں؟

(د) اگر مذکورہ بھرتیاں قواعد سے ہٹ کر ہوئیں تو کیا حکومت خلاف قواعد بھرتی ہونے والے ملازمین کو ریگولر کرنے یا ملازمت سے نکالنے اور ذمہ دار افراد کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) گوجرانوالہ ڈویلپمنٹ اتھارٹی (یو۔ڈی ونگ) نے 2002 سے لے کر اب تک کوئی ملازم مستقل ایڈہاک کی بنیاد پر بھرتی نہ کیا ہے۔ تاہم بجٹ میں منظور شدہ چند خالی اسامیوں پر ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے جن کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ اس کے علاوہ انجینئرنگ ڈائریکٹوریٹ نے جاری شدہ سکیموں کی دیکھ بھال کے لئے ورک چارج ملازمین بھرتی کئے گئے تھے ان کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ضابطہ کے مطابق انجنیئر انچارج جاری شدہ سکیموں کی دیکھ بھال کے لئے 89 یوم کے لئے ورک چارج ملازم بھرتی کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔ جس کے لئے کسی قسم کے اشتہار کی ضرورت نہ ہے۔

(ب) مستقل بھرتی ہی نہیں ہوئی تو اخبار میں اشتہار کا جواز نہیں۔

(ج) بھرتی نہیں ہوئی اس لئے جواب نہ میں ہے۔

(د) کوئی بھرتی نہیں ہوئی اس لئے جواب نہ میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں اس میں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ کچھ ورک چارج ملازمین 89 یوم کے لئے رکھے ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ 89 یوم کے لئے ورک چارج ملازمین میں سے کتنے ہیں جن کو بار بار 89 یوم کے لئے repeat کیا گیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جو بات انہوں نے کی ہے ہم نے 2003 کا جواب دیا ہے۔ جس میں ساری تفصیل ہم نے واضح کر دی تھی۔ میں اس میں بتاتا چلوں کہ جو ورک چارج رکھے گئے تھے وہ اب نہیں ہیں۔ اب وہاں پر صرف اور صرف چار نوکریاں دی گئی ہیں جس کی تفصیل میرے پاس موجود ہے، جو ورک چارج رکھے گئے تھے وہ اب وہاں پر نہیں ہیں کیونکہ وہاں پر بجٹ اور فنڈ کی ضرورت نہیں تھی اس لئے ہم نے ختم کر دیا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ حاجی اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! لاہور میں واسا کے اندر 89 دنوں کے لئے بیشمار ورک چارج ملازمین رکھے جاتے ہیں۔ کیا ان کو وزیر موصوف مستقل کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں یا نہیں؟ وہ بیشمار ملازمین ہیں، ایک نہیں ہیں، دس نہیں ہیں، سینکڑوں کے حساب سے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، نہیں۔ فی الحال کوئی ارادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ورک چارج ملازمین رکھنے کا criteria کیا ہے اور اس کا طریق کار کیا ہے کیونکہ اس کے لئے اخبار کے اندر کوئی باضابطہ اشتہار بھی نہیں آتا اور مجھے ایک محکمے کا معلوم ہے کہ ورک چارج ملازم کی تنخواہ وہاں سے charge ہو رہی ہے اور وہ لاہور یہاں وصول ہو رہی ہے، بندہ وہاں پر موجود نہیں ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ criteria کیا ہے اور طریق کار کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس کا کوئی criteria نہیں ہے۔ ہم اس کو اخبار میں نہیں دیتے۔ دوسری بات جس کی انھوں نے نشاندہی کی ہے تو وہ ضرورت کے مطابق ہم اس کو لے کر آتے ہیں، جو ضرورت ہوتی ہے ہم وہ ڈیمانڈ پوری کرتے ہیں مگر فاضل رکن نے جو یہ بات کی ہے کہ گوجرانوالہ میں کام کرتا ہے وہ میرے پاس تحریری طور پر لے کر آئیں ہم انشاء اللہ اس پر ایکشن لیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب جہانزیب امتیاز گل صاحب کا ہے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! سوال نمبر 5657 ہے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

دریائے چناب کے ٹیوب ویلز ایریا میں پانی کی زیر زمین سطح میں کمی کی وجوہات اور اثرات

*5657: جناب جہانزیب امتیاز گل: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) Chenab River Well Field Area میں Tube wells کی تنصیب سے Water Table کتنا low ہوا ہے؟

(ب) کس Rate سے low ہوا ہے اور وجوہات کیا ہیں؟

(ج) Lowering of Water Table کے Long Term & Short Term کیا کیا Environmental effect ہوئے ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) Chenab River Well Field Tube wells کی تنصیب والے علاقہ میں واٹر لیول 15-30 فٹ نیچے چلا گیا ہے۔

(ب) ایریا کا واٹر لیول 1.5 فٹ سے 2 فٹ سالانہ کے rate سے low ہوا ہے جس کی وجوہات درج ذیل ہیں:۔

1۔ زرعی مقاصد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویل میں انتہائی اضافہ (پورے پنجاب میں یہ Trend عموماً موجود ہے جس کی وجہ سے زیر زمین پانی کی سطح نیچے جا رہی ہے)

2۔ فیصل آباد کے لئے لگائے گئے ٹیوب ویل۔

3۔ غیر معمولی خشک سالی اور دریا میں پانی کے بہاؤ میں کمی۔

(ج) Lowering of Water Table کے Long Term & Short Term affects یہ ہیں کہ short term ایریا میں سابقہ پیداواری صلاحیت کے مقابلہ میں بہتر فصل حاصل ہوئی ہے جس کا ثبوت وہاں کے لہلہاتے کھیت ہیں۔ Long Term

اگر یہ trend جاری رہا تو زیر زمین پانی کی دستیابی مزید مہنگی ہو جائے گی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! میری ایک گزارش ہے کہ اگر کوئی یہ formality ہے کہ question آیا اور اس کا جواب یہ پڑھ بھی دیں گے، ٹھیک ہے۔ اس کے بعد اگر مجھے جا کر ان سے ہی ملنا ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس پر time waste کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ 6۔ارب روپے کا پراجیکٹ ہے۔ اس میں یہ تمام ان کے پاس جو information ہے، یہ ہاؤس میں لے آئیں۔ یہاں پر بحث کر لیں۔ 6۔ارب روپے granting aid ہے، اس میں حکومت پنجاب کے پیسے لگ رہے ہیں۔ اتنی زیادہ mismanagement ہو رہی ہے جس کا کوئی اندازہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر: بحث تو اس وقت ہوتی ہے جب اس کے لئے کوئی دن مقرر کریں۔ ایک سوال پر بحث تو نہیں ہو سکتی۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میں تین تحاریک التوائے کار دے چکا ہوں۔ وہ kill ہو جاتی ہیں یا یہ available نہیں ہوتے یا مجھے یہ جواب مل جاتا ہے کہ یہ معاملہ discuss ہو چکا ہے۔ اگر یہ معاملہ discuss ہو چکا ہے، اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن اس کی out come کیا نکلی؟

جناب سپیکر: ایسا کرتے ہیں کہ کسی دن ہاؤسنگ کے محکمے پر بحث رکھ لیں گے اور جب منسٹر صاحب wind up کریں گے تو پھر تفصیل کے ساتھ اس کا جواب دے دیں گے۔

جناب جہانزیب امتیاز گل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس پر معاملہ یہ ہے کہ منسٹر صاحبان بعض اوقات سوالوں کے جواب میں اور تحاریک التوائے کار میں اس طرح سے یقین دہانی کرا دیتے ہیں کہ کوئی معاملہ نہیں ہے اور اس کے بعد بالکل اس کا کوئی نوٹس نہیں لیتے اور assurance motions کا یہ حال ہے کہ جتنی بھی assurance motions دی گئی ہیں وہ ساری سیکرٹریٹ میں kill ہو جاتی ہیں۔ یہ معاملہ میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتا ہوں کہ یہ 15-11-2005 کا معاملہ ہے اور صرف ایک گلی مدینہ

کالونی کی ہے، محمد حسین میموریل ویلفیئر ہسپتال، مدینہ کالونی کی ایک گلی ہے۔اس میں سیوریج اور پانی کے پائپ سے متعلق دو سوال تھے، ایک سوال 3356 تھا اس کے جواب میں یہاں پر یہ یقین دہانی کرائی گئی کہ:

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! اس میں اس کا پی سی۔I تیار ہو چکا ہے۔ ہم بالکل اس پر جلد از جلد کام شروع کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: کب تک کام شروع ہو جائے گا؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: بہت جلد شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: دو ماہ، تین ماہ، چار ماہ؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی: تین چار ماہ بعد انشاء اللہ یہ مکمل ہو جائے گا۔

یہ 3356 کا جواب ہے۔ اب اس کے بعد جو دوسرا سوال ہے وہ 3357 ہے۔ اس میں پانی کا پائپ تھا۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! آپ اس کی بھی تفصیل بتادیں کہ فنڈز مختص ہیں یا نہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے ہاؤسنگ و شہری ترقی:: جناب سپیکر! جس وقت ان کا سوال آیا، یقیناً اس میں سستی ہوئی ہے لیکن اب ہم ان کے دونوں مسائل حل کر رہے ہیں۔ میں نے اس کی پوری انکوائری کروائی ہے۔ میں on the floor of the House آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ دونوں معاملات جلد حل ہو جائیں گے۔ آج اس بات کو دس ماہ ہو گئے ہیں۔ یہ آج جو سوال ہے اس کی باری تین سال بعد آئی تھی اور آج اس یقین دہانی کو دس ماہ گزر چکے ہیں اور موقع پر قطعی طور پر کوئی کام نہیں ہوا۔ اگر پھر سوالات کے جوابات اور اس کے بعد یہی اگر گورنمنٹ کی کارکردگی ہے تو پھر میں سمجھتا ہوں کہ اس وقفہ سوالات کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ صرف سوال جواب بن کر رہ گئے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ کم از کم اس یقین دہانی کو Assurance Committee کے حوالے کریں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں یہاں پر اپنے فاضل رکن کو صرف یہی بتانا چاہوں گا کہ نہ تو میں بھاگا جارہا ہوں، نہ ہاؤس میں یہ بھاگے جا رہے ہیں، جب تک یہ ہیں، تب تک ہم جوابدہ ہوتے ہیں۔ on the floor of the House جو statement دی جاتی ہے وہ authentic ہوتی ہے، ہماری پوری کوشش ہوتی ہے کہ ہم اس پر کام کریں، کچھ وجوہات پر اگر اس کام میں تاخیر ہو جاتی ہے تو یقینی طور پر اس کو accept کرنے کے لئے ایک بڑا دل رکھنا چاہئے، کافی کاموں میں کافی وجوہات سے تاخیر ہو سکتی ہے مگر یہ جو مدینہ کالونی کی بات کر رہے ہیں اس میں یقینی طور پر اس سال کے اے ڈی پی میں اگر یہ دیکھیں تو اے ڈی پی میں مدینہ کالونی شامل ہے اور اس میں اس سال کے اے ڈی پی میں وہ کام انشاء اللہ مکمل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اس سال مکمل ہو جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جی، بالکل۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مدینہ کالونی کی گلی کے متعلق تو انھوں نے assurance کرا دی ہے جس طرح رانا صاحب نے بات کی ہے اس کو آگے بڑھاتا ہوں۔ آپ یقین کیجئے کہ پچھلے چار سال میں یہاں پر منسٹر صاحبان نے جو assurance دی کہ یہ کام ہو جائے گا، یہ ہم کر دیں گے، میرا خیال ہے کہ اس میں 95 فیصد بھی وہ کام نہیں ہوئے۔ اس سلسلے میں ایک تو طریق کار یہ ہے کہ جو Assurance Committee ہے وہ اس پر کام کرے اور پوری رپورٹ اس ہاؤس میں پیش کی جائے یا آپ کوئی کمیٹی بنا دیں جو صرف یہ دیکھ لے، ہم نشاندہی کر دیں گے کہ کیا کیا جس جس منسٹر نے یہاں پر کھڑے ہو کر کہا کہ یہ کام ہو جائے گا، وہ کام نہیں ہوا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس کی insult ہے کہ اگر یہاں پر on the floor of the House کوئی معزز منسٹر کھڑا ہو کر یہ کہتا ہے یا کوئی پارلیمانی سیکرٹری کہتا ہے کہ یہ کام ہو گیا ہے یا ہم کر دیں گے اور وہ کام دو سال میں نہیں ہوتا تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ اس پر یا تو کوئی کمیٹی بنا دیں یا اسی Assurance Committee کو کہیں کہ وہ پچھلے چار سال کی اس ہاؤس کی رپورٹ آپ کو پیش کر دے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ میری تمام معزز وزراء سے گزارش ہے کہ on the floor of the House جو بھی commitment کی جائے اس کو honour کیا جائے۔ (نعرہ ہائے تحسین)
اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ ملک صاحب! آپ اپنے سوال کا نمبر پکاریں۔

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 5744

واسا، فیصل آباد، جنوری 2003 تا حال، بھرتی کی تفصیلات

*5744: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک واسا فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات، ولدیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر اور کتنے افراد کو مستقل بھرتی کیا گیا ہے؟

(ہ) کتنے افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(ز) کتنے افراد کو بغیر میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت جو ملازمین مورخہ 28-08-1993 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائرڈ کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد 60 کی فہرست (تتمہ اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کو یکم جنوری 2003 سے لے کر آج تک بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) زیر حوالہ رول 17-A کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ درجہ بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رول 17-A کے تحت ملازمت دیئے جانے کے لئے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(د) یکم جنوری 2003 سے آج تک 60 افراد کو رول 17-A کے تحت مستقل بھرتی کیا گیا ہے جبکہ کسی آدمی کو کنٹریکٹ پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی آدمی کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) کسی آدمی کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ز) کسی آدمی کو میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: سوال نمبر 5744، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ ایک میرا اگلا سوال اس کے ساتھ والا 5745 ہے۔ دو سوال ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں، ابھی تو ہم نے ایک سوال 5744 کو take up کیا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! آپ میری گزارش سن لیں۔ دونوں کے جواب میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی نہیں ہے۔ جو جواب اس میں لکھا ہے، وہی جواب لفظ بہ لفظ اگلے میں لکھ دیا گیا ہے حالانکہ وہ سوال اور ہے۔ میں منسٹر صاحب سے چاہوں گا کہ وہ مجھے ان دونوں سوالوں کے جواب پڑھ کر بتا دیں کہ ان میں صورتحال کیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب جواب پڑھ دیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جی، اس سوال کا جواب بھی پڑھ دیں اور اگلے سوال کا جواب بھی پڑھ دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان دونوں سوالوں میں ایک انھوں نے واسا کا پوچھا تھا اور ایک ایف ڈی اے کا پوچھا تھا۔ انھوں نے دونوں کا واسا کا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر ہاؤسنگ !

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہاں پر ان کا جو سوال 5744 کیا گیا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ وزیر موصوف اب یہ جواب پڑھ کر ایوان کا وقت ہی ضائع کریں گے۔ آپ دیکھ لیں کہ 5744 جو سوال ہے اس میں جز (الف) ہے کہ یکم جنوری 2003 سے آج تک واسا فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، اس کے بعد سوال 5745 ہے اس میں ہے کہ یکم جنوری 2003 سے آج تک ایف ڈی اے فیصل آباد میں لیکن جواب ان کا ایک ہی ہے۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ منسٹر موصوف نے ہاؤس میں جواب دینے کے لئے آنے سے پہلے کتنی تیاری کی ہے اور کس حد تک اس answer sheet کو دیکھا ہے۔

جناب سپیکر: گیلانی صاحب! ان کا ایک سوال واسا فیصل آباد کے متعلق ہے اور دوسرا ایف ڈی اے فیصل آباد کے بارے میں ہے۔ اب ان کا کہنا یہ ہے کہ جو جواب واسا والے سوال میں دیا گیا ہے بالکل سو فیصد وہی جواب ایف ڈی اے والے سوال کے جواب میں دیا گیا ہے اس کی وضاحت فرما دیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میری اطلاع کے مطابق سوال پوچھا گیا ہے کہ جن افراد کی بھرتی کی گئی ہے ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتا جات، ولدیت اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے۔ اب ایف ڈی اے اور واسا میں جتنی بھی بھرتیاں کی گئی ہیں ان کی تفصیل یہاں جواب میں واضح کی گئی ہے۔ چونکہ Development Authority کے پاس ہی واسا ہوتا ہے لہذا اسی سے linkage جتنی بھرتیاں کی گئی ہیں وہ یہاں پر بتائی گئی ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ دو علیحدہ علیحدہ سوالات ہیں۔ ایک واسا سے متعلق ہے اور دوسرا ایف ڈی اے کے بارے میں پوچھا گیا ہے یا تو کہہ دیں کہ ایف ڈی اے میں کوئی بھرتی کی گئی اور نہ ہی کوئی آدمی ورک چارج پر رکھا ہے صرف واسا میں بھرتی ہوئی ہے۔ محکمہ نے انھیں غلط

جواب دیا ہے یا پھر یہ تیاری کر کے، پڑھ کر نہیں آئے۔ دونوں میں سے ایک چیز ضرور ہے۔ یہ صحیح بات بتادیں۔ رمضان کا مہینہ ہے ہم انھیں معاف کر دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب درست فرما رہے ہیں۔ یہ غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ پرنٹنگ میں غلطی ہو گئی ہو گی، اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے بھی clerical mistake ہو سکتی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

فیصل آباد، جڑانوالہ، کھرڑیانوالہ میں نکاسی آب کی سہولیات کی فراہمی

*5666: **ڈاکٹر تسنیم رشید:** کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جڑانوالہ اور کھرڑیانوالہ شہروں کے کن کن علاقہ جات میں نکاسی آب کا نظام موجود ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ان دونوں شہروں کی آدھی سے زیادہ آبادیوں میں نکاسی آب کا نظام نہ ہونے کی وجہ سے گندہ پانی سڑکوں اور گلیوں میں کھڑا رہتا ہے جس کی وجہ سے اکثر لوگ پیٹ، معدہ اور جگر کی بیماریوں میں مبتلا ہیں؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ شہروں کی تمام آبادیوں میں نکاسی آب کی سہولیات فراہم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) جڑانوالہ شہر کی ہاؤسنگ کالونی میں نکاسی آب کا نظام صحیح ہے۔مزید برآں اسلام پورہ انور آباد، شاہ جماعت 47 پارک، دھوپ سڑی، فیصل پارک، غلام رسول کالونی چک نمبر 127گ۔ب میونسپل کالونی شمس پورہ، عثمانیہ پارک، سلیمی پارک وکیمپ میں نالیاں موجود ہیں اور پانی کی نکاسی سیم نالہ کے ذریعے ہوتی ہے جبکہ کھرڑیانوالہ شہر میں احسان کالونی، رحمان کالونی، غوثیہ پارک، باریہ کالونی میں نکاسی آب کا نظام موجود ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ تقریباً آدھی آبادی میں نکاسی آب کا نظام درست نہ ہے۔ خاص طور پر محمد علی پارک، سادات کالونی، عیسیٰ نگری، جڑانوالہ میں نکاسی آب کا انتظام بالکل خراب ہے چک نمبر 128 جڑانوالہ جو شہر کا حصہ ہے میں جوہڑ کا پانی ماحول کی آلودگی کا باعث بنتا ہے۔

جڑانوالہ شہر میں حکومت پنجاب 25.332ملین روپے کی لاگت سے 42انچ قطر تک کے بڑے سیوریج بچھا رہی ہے کھرڑیانوالہ شہر کے لئے پلاننگ کی جارہی ہے۔

(ج) کھرڑیانوالہ شہر میں فی الحال کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

ایف۔ڈی۔اے، فیصل آباد، 2003تاحال، بھرتی کی تفصیلات

*5745: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) یکم جنوری 2003 سے آج تک ایف۔ڈی۔اے فیصل آباد میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، پتاجات، ولدیت اور ڈومی سائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار، میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اگر اس بھرتی سے قبل اخبارات میں اشتہار دیا گیا تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(د) کتنے افراد کو کنٹریکٹ پر اور کتنے افراد کو مستقل بھرتی کیا گیا ہے؟

(ہ) کتنے افراد کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی کیا گیا؟

(و) کتنے افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

(ز) کتنے افراد کو بغیر میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا میں مالی دشواریوں اور انتظامی وجوہات کی بنیاد پر عام بھرتی نہ کی گئی ہے۔ بہر حال پنجاب سول سرونٹس (بھرتی) شرائط ملازمت کے قانون مجریہ 1974 کے رول 17-A کے تحت جو ملازمین مورخہ 28-08-1993 یا اس کے بعد فوت ہوئے یا طبی بنیادوں پر ریٹائرڈ کئے گئے، کے ایک بے روزگار لڑکے کو گریڈ نمبر 1 میں بھرتی کیا گیا ہے۔ ایسے افراد جن کی تعداد 60 کی فہرست (تتمہ اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے ان کو یکم جنوری 2003 سے لے کر آج تک بھرتی کیا گیا ہے۔

(ب) زیر حوالہ رول 17-A کے تحت مذکورہ بھرتی کے لئے عام بھرتی پالیسی کے لئے طریق کار پر عمل کیا جانا درکار نہ ہے۔ میرٹ کے سلسلہ میں امیدواران کے قانونی استحقاق کو مدنظر رکھا گیا ہے۔

(ج) جیسا کہ درجہ بالا سطور میں واضح کیا گیا ہے رول 17-A کے تحت ملازمت دیئے جانے کے لئے عام بھرتی کے طریق کار اور اخبارات میں بذریعہ اشتہار درخواستیں وصول کرنا درکار نہ ہے۔

(د) یکم جنوری 2003 سے آج تک 60 افراد کو رول 17-A کے تحت مستقل بھرتی کیا گیا ہے جبکہ کسی آدمی کو کنٹریکٹ پر بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ہ) کسی آدمی کو معذور کوٹا کے تحت بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(و) کسی آدمی کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

(ز) کسی آدمی کو میرٹ اور قواعد میں نرمی کر کے بھرتی نہ کیا گیا ہے۔

جوبلی ٹاؤن لاہور، بنیادی سہولیات کی فراہمی میں تاخیر اور حکومتی اقدامات

*5753: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل۔ڈی۔اے کی ہاؤسنگ سکیم جوبلی ٹاؤن میں تمام سہولیات کی تکمیل 31۔دسمبر1999 تک ہونا تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں گرین ایریاز/بیلٹس اور پارکوں کے سلسلے میں ایل۔ڈی۔اے نے دو فیز بنا دیئے، جن میں سے صرف فیز I کا کام PHA کو دیا اور بقیہ فیز۔II کا کام مذکورہ ادارے کو اب تک نہیں دیا گیا اس کی کیا وجوہات ہیں اور اس کی موجودہ پوزیشن کیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم میں اب تک واٹر سپلائی، الیکٹرسٹی اور سوئی گیس کے نہ تو کنکشن دستیاب ہیں اور نہ ہی ان کی تکمیل ہوئی ہے کیا ان بنیادی سہولتوں کی دستیابی کے بغیر وہاں آبادکاری ممکن ہے، حکومت اس سکیم کو کب تک ہر لحاظ سے مکمل کرنے کو تیار ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) جوبلی ٹاؤن ہاؤسنگ سکیم میں گرین ایریا۔بیلٹ اور پارکوں کی ڈویلپمنٹ کا مکمل کام آغاز ہی میں ہی PHA کو دیا گیا۔ چونکہ ایل ڈی اے ہارٹیکلچر کے کام کی رفتار سے مطمئن نہ تھا۔ لہذا PHA کو مورخہ 2000-09-06 تک 67 لاکھ 76 ہزار روپے ٹرانسفر کرنے کے بعد بقایا رقم روک لی گئی۔ اب حال ہی میں یہ اصولی فیصلہ ہوا ہے۔ بقایا کام بھی PHA ہی سے کروایا جائے گا اس سلسلہ میں PHA سے تخمینہ لاگت (estimate) موصول ہو گئے ہیں ان کی پڑتال و منظوری کے بعد PHA کو باقی ماندہ کام مکمل کرنے کے لئے فنڈز مہیا کر دیئے جائیں گے۔

(ج) جوبلی ٹاؤن میں واٹر سپلائی، الیکٹرسٹی اور سوئی گیس کا کام تقریباً مکمل ہے۔ ادارہ سوئی گیس تنصیب شدہ سوئی گیس پائپ کی جانچ پڑتال کے بعد عوام کو کنکشن مہیا کرے گا۔ بجلی کا کام سال 2003 میں مکمل کر دیا گیا تھا اور اس کی باقاعدہ handing over/taking over واپڈا کو جمع کروادی تھی جس کو واپڈا نے چیک کر لیا ہے اور اس وقت سکیم partial فیلڈ پر چل رہی ہے۔

واپڈا نے اعتراض اٹھایا تھا کہ فائنل handing over /taking over سے قبل ٹرانسفارمرز کی ایک سال کی گارنٹی و مینو فیکچرز کمپنی سے دلوائی جائے جو کہ میسرز PEL کمپنی نے 30-06-06 تک فراہم کر دی ہے جس کو ایل ڈی اے نے مورخہ 12-07-05 کو چیف ایگزیکٹو لیسکو کو ارسال کر دیا۔ یہ کام واپڈا/لیسکو کے ساتھ پراسس میں ہے جونہی واپڈا یہ کام مکمل کرے گا تو پوری سکیم مع ٹرانسفارمر واپڈا کے سپرد کر دی جائے گی اور واپڈا عوام کی ڈیمانڈ پر انہیں بجلی کے کنکشن فراہم کرے گا۔

پی پی۔112 گجرات، 2000 تا حال، ترقیاتی فنڈز اور منصوبہ جات کی تفصیل

*5780: جناب تنویر اشرف کائرہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت پی پی۔112 گجرات میں محکمہ ہذا کے تحت کیا کیا کام ہو رہا ہے اور کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) سال 2000 سے آج تک حکومت پنجاب کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز اور منصوبوں کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔112 گجرات میں فی الحال کوئی نئی رہائشی سکیم نہیں بنائی جا رہی۔

(ب) جواب جز (الف) میں دیا گیا ہے۔

کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی لاہور، تجاوزات کا مسئلہ اور حکومتی اقدامات

*5866: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور میں کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کی مین مارکیٹ میں قائم عبداللہ ہوٹل کے مالک نے تجاوزات کر کے 25 فٹ گلی میں ہوٹل بنا رکھا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مارکیٹ کے تاجروں نے LDA اور ضلعی انتظامیہ کو کئی درخواستیں دیں اور وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف سے کئی لیٹرز بھی جاری کئے گئے،

مگر LDA اسٹیٹ برانچ اور سٹی گورنمنٹ کے متعلقہ افسران نے ابھی تک کوئی ایکشن نہیں لیا؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ نے مذکورہ ناجائز تجاوزات کو ہٹا دیا ہے اگر ہاں تو کب اور اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے کہ عبداللہ ہوٹل کینال ویو ہاؤسنگ سوسائٹی کے مالکان نے محکمہ ایل ڈی اے کے پاس شدہ سکیم پلان کی خلاف ورزی کرتے ہوئے دکان سے باہر سرکاری جگہ پر تجاوزات قائم کی ہوئی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ عوام کی طرف سے بذریعہ شکایات سیل چیف منسٹر سیکرٹریٹ لاہور شکایات برخلاف تجاوزات عبداللہ ہوٹل کینال ویو ہاؤسنگ سکیم اسٹیٹ مینجمنٹ ایل ڈی اے میں موصول ہوئی لیکن یہ درست نہ ہے کہ محکمہ ایل ڈی اے نے عبداللہ ہوٹل کی تجاوزات ختم کرنے کے لئے کوئی ایکشن نہیں لیا۔

(ج) سینئر اسٹیٹ آفیسر ایل ڈی اے کے حکم کے مطابق عبداللہ ہوٹل سے تجاوزات ہٹانے کے لئے ماہ ستمبر 2004 میں ہمراہ اسٹیٹ آفیسر، عملہ گینگ مین ایل ڈی اے پولیس گارڈ مشینری موقع پر پہنچے تو کارروائی سے پہلے مالکان عبداللہ ہوٹل نے عدالتی حکم امتناعی کی کاپی مہیا کر دی تھی۔ جس وجہ سے کارروائی روکنا پڑی اور اس کا جواب شکایات سیل چیف منسٹر سیکرٹریٹ کو بھی ارسال ہو چکا ہے۔ لہذا حکم امتناعی کی پڑتال جاری ہے اور لیگل رائے کے لئے مثل شعبہ لیگل کو مورخہ 04-10-18 سے ارسال شدہ ہے حکم امتناعی کے اخراج پر لیگل رائے قانونی محکمانہ تقاضے پورے ہونے پر کارروائی برائے مسماری تجاوزات ضرور عمل میں لائی جائے گی۔

پاکپتن میں ملازمین کے لئے رہائشی سہولیات کی فراہمی

*5935: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

کیا حکومت پاکپتن شریف میں سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی کالونی بنانے کو تیار ہے تو کب تک اور اگر نہیں تو کیوں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

حکومت پنجاب نے سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی سکیمیں بنانے کا مرحلہ وار پروگرام شروع کیا ہے۔ فی الحال پاکپتن میں ایسی کوئی سکیم زیر غور نہیں۔

ضلع شیخوپورہ میں واقع کم آمدنی ہاؤسنگ سکیم کے مسائل اور حکومتی اقدامات

*5962: چوہدری مشتاق احمد: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مرید کے ضلع شیخوپورہ میں کم آمدنی والے افراد کے لئے ہاؤسنگ سکیم بنائی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی سڑکیں، بجلی کا نظام اور سیوریج ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں اور اس سکیم میں پلاٹ الاٹ نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں اسے مکمل کیوں نہیں کیا جا رہا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ جی ٹی روڈ پر اسی سکیم میں ایک دو پلاٹ الاٹ کر دیئے گئے ہیں، اگر ہاں تو کیسے اور کن لوگوں کو؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) سکیم ہذا میں ڈویلپمنٹ کا کام 30۔جون 1987 کو مکمل کر دیا گیا۔ بجلی کا نظام واپڈا کے سپرد کر دیا گیا۔

مجوزہ پالیسی کے مطابق سکیم کی سڑکیں اور سیوریج، برائے انتظام و انصرام تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کو ٹرانسفر ہونگی۔ اس ضمن میں تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کے ساتھ مذاکرات جاری ہیں۔ تکمیل شدہ سڑکوں اور سیوریج کی بحالی کا کام اب تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن کرے گی۔

سال 1989 میں مجوزہ پالیسی کے تحت پلاٹوں کی الاٹمنٹ کر دی گئی۔ فی الوقت سات مرلہ سے ایک کنال کے 51 پلاٹ بقایا ہیں جو کہ بذریعہ نیلام عام فروخت کئے جائیں گے۔

(ج) جی ٹی روڈ پر واقع تین پلاٹ برقبہ 4 مرلہ فی پلاٹ مورخہ 2000-02-08 کو -/42,500

روپے فی مرلہ بذریعہ نیلام فروخت کئے گئے دو پلاٹ نمبری 14,15 شعیب احمد ولد محمد یونس جب کہ ایک پلاٹ نمبری 39 امتیاز اختر دختر محمد یونس نے خریدا۔

گوجرانوالہ، جناب وزیر اعلیٰ کے فنڈز سے سیوریج بچھانا

*5964: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ پنجاب نے گوجرانوالہ کے دورہ کے دوران گوجرانوالہ شہر کے سیوریج کے لئے 25 کروڑ دینے کا اعلان کیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ اعلان کی وجہ سے گوجرانوالہ میں سیوریج کے لئے کھدائی کی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مجوزہ فنڈز گوجرانوالہ کی انتظامیہ کو مہیا کر دے گی اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) سیوریج سکیم گوجرانوالہ فیز1-201.378 ملین روپے کا منظور ہوا تھا جس میں سے 40.00 ملین 04-2003 میں جاری کر دیئے۔ بقایا فنڈز موجودہ سال 05-2004 میں جاری کرنے کے لئے معاملہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ میں زیر غور ہے۔ فی الحال سالانہ ترقیاتی پروگرام (A.D.P) برائے سال 05-2004 کے Priority Programme سے مبلغ 20.00 ملین روپے کی ادائیگی کے لئے احکام جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے خرچ ہونے کے بعد مزید فنڈز بھی جلد ہی مہیا کر دیئے جائیں گے۔

چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ لاہور کی اراضی کا لیز ایگریمنٹ اور اس پر عملدرآمد کی تفصیل

*5972: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ ٹاؤن شپ لاہور کو مورخہ 81-02-10 کو حکومت پنجاب نے اربوں روپے کا قیمتی رقبہ 26.47 ایکڑ کن شرائط پر لیز پر دیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ لیز پر زمین لیتے وقت ٹرسٹ نے حکومت پنجاب سے معاہدہ کیا کہ وہ ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن اور ملحقہ غریب آبادی کے لئے 500 بستروں پر مشتمل ہسپتال بنائے گا اور بلڈنگ تین سال کے اندر مکمل کرے گا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ 23 سال گزرنے کے باوجود ٹرسٹ نے جو ایک نمائشی ہسپتال بنا رکھا ہے اس میں 36 بستروں کی تعداد صرف تیس کے قریب ہے اور ہنوز 200 کنال سے زیادہ اراضی خالی پڑی ہے جس پر نہ تو ہسپتال تعمیر ہو رہا ہے اور نہ ہی یہ زمین حکومت کے کسی مصرف میں ہے؟

(د) معاہدہ کی اس خلاف ورزی پر حکومت پنجاب نے جو ایکشن لیا ہے اس آرڈر کی کاپی لف کریں؟

(ہ) کیا حکومت پنجاب اس لیز ایگریمنٹ کو منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) چودھری رحمت علی میموریل ٹرسٹ کو 26.12 ایکڑ زمین عورتوں اور بچوں کے ہسپتال اور سوشل ویلفیئر کمپلیکس کے لئے پٹہ پر بحساب -/50 روپے فی کنال فی سال بذریعہ لیز لیٹر نمبری DHO-LTS/653 مورخہ 80-01-04 کو دی گئی جن کی شرائط لیز لیٹر میں درج ہیں جو تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) ایگریمنٹ کے مطابق یہ درست نہ ہے کہ لیز پر زمین لیتے وقت چودھری رحمت میموریل ٹرسٹ نے حکومت پنجاب سے معاہدہ کیا کہ وہ ٹاؤن شپ، گرین ٹاؤن اور ملحقہ غریب آبادی کے لئے پانچ سو بستروں پر مشتمل ہسپتال بنائے گا۔

لیز ایگریمنٹ محکمہ ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ ڈیپارٹمنٹ اور چودھری رحمت میموریل ٹرسٹ کے مابین ہوا۔ کاپی تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موقع کے مطابق نرسنگ وارڈ سائٹ اور ایڈمن بلاک سائٹ کا رقبہ خالی پڑا ہے جو کہ نقشہ پر رنگ سرخ کر دیا گیا ہے یہ تقریباً 54 کنال ہے اور باقی رقبہ پر تعمیر ہو چکی ہے۔ نقشہ کی کاپی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ریکارڈ کے مطابق معاہدہ لیز کی خلاف ورزی نہ ہوئی ہے اور لیز کی رقم باقاعدگی سے خزانہ اتھارٹی میں جمع ہو رہی ہے۔ جہاں تک بلڈنگ قوانین کی خلاف ورزی کا تعلق ہے۔

ٹرسٹ والوں نے اوپن سپیس میں آئی وارڈ(26'X92') بنا رکھا ہے جس کو نقشہ پر برنگ نیلا ظاہر کر دیا گیا ہے۔

(ہ) ایل ڈی اے کو اس بارے میں علم نہ ہے۔

پی پی۔137، 138لاہور۔واسا کے ٹیوب ویلوں اور عملہ صفائی سے متعلقہ تفصیلات

*6057: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) پی پی۔137 اور 138 لاہور میں واسا کے ٹیوب ویلوں کی تعداد کیا ہے کتنے ٹیوب ویل خراب ہیں۔مزید کتنے نئے ٹیوب ویلوں کی منظوری ہو چکی ہے؟

(ب) پی پی۔138,137 میں واسا کے گٹر کی صفائی کے لئے سینی ٹیشن کا کتنا عملہ ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔138,137 میں تقریباً 80 فیصد گٹر بند رہتے ہیں اور مشین گٹر صفائی اور عملہ کی کمی ہے؟

(د) کیا حکومت گٹروں کی صفائی کا کوئی ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) پی پی۔137 اور 138 میں واسا کے ٹیوب ویلوں کی کل تعداد 19 ہے اور تمام ٹیوب ویل چالو حالت میں موجود ہیں اور مزید کسی بھی نئے ٹیوب ویل کی منظوری گورنمنٹ کی طرف سے موصول نہیں ہوئی ہے۔

(ب) پی پی۔137 اور 138 میں واسا کے گٹروں کی صفائی کے لئے 75 ملازمین کام کر رہے ہیں جو دن رات اپنی ڈیوٹی سرانجام دیتے ہیں۔

(ج) پی پی۔137 اور 138 میں اس قسم کا کوئی پیچیدہ مسئلہ درپیش نہیں ہے۔جیسے ہی کوئی کمپلینٹ علاقہ کے لوگوں کی طرف سے وصول ہوتی ہے۔وہاں پر واسا کا سینی ٹیشن عملہ تعینات کر دیا جاتا ہے اور کمپلینٹ دور کر دی جاتی ہے۔یہ درست نہیں واسا میں صفائی کرنیوالی مشینوں اور سینی ٹیشن سٹاف کی کمی پائی جاتی ہے۔

(د) جونہی کوئی کمپلینٹ واسا میں داخل دفتر ہوتی ہے، فوری طور پر اس کا تدارک کیا جاتا ہے نیز گٹروں کی مرحلہ وار صفائی کی جاتی ہے۔

جوہر ٹاؤن، مصطفیٰ ٹاؤن اور علی ٹاؤن لاہور، بجلی کے میٹروں کی تنصیب

*6181: جناب محمد افضل کھوکھر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جوہر ٹاؤن، مصطفیٰ ٹاؤن اور علی ٹاؤن لاہور کے تمام الاٹیوں نے ڈویلپمنٹ چارجز بھی ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈویلپمنٹ چارجز میں بجلی کے میٹر لگوانے کے چارجز بھی ایل ڈی اے کو ادا کر دیئے گئے تھے؟

(ج) اگر جز (ب) کا جواب اثبات میں ہے تو ایل ڈی اے مذکورہ بالا ٹاؤنز میں کب تک بجلی کے میٹر لگوانے کو تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کریں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جوہر ٹاؤن اور مطفی ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیمیں ہیں جبکہ علی ٹاؤن ایل ڈی اے کی سکیم نہ ہے۔ شعبہ ایگزیمشن میں جس بھی ایگزیمپٹی کا کیس فائنل ہو جاتا ہے محکمہ ایل ڈی اے اس سے اپنی پالیسی کے مطابق ڈویلپمنٹ چارجز وصول کر لیتا ہے۔ ابھی تک کئی افراد کے کیس زیر کارروائی ہیں جن کی ابھی تک ایگزیمشن فائنل نہ ہوئی ہے ایگزیمشن فائنل ہونے پر ان سے ڈویلپمنٹ چارجز وصول کئے جائیں گے۔

(ب) ڈویلپمنٹ چارجز میں بجلی کے میٹر کے چارجز نہیں ہوتے۔

(ج) جز (ب) کا جواب اثبات میں نہ ہے اور بجلی کے میٹر لگوانے کی ذمہ داری ایل ڈی اے کی نہ ہے۔

سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ گرین بیلٹ اور سروس روڈ پر ناجائز قبضہ اور حکومتی اقدامات

*6244: چوہدری محمد اشرف کمبوہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ای بلاک کی مین روڈ نقشہ کے مطابق سڑک گرین بیلٹ و سروس روڈ 200 فٹ چوڑی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو موقعہ پر اب سڑک کتنے فٹ ہے اور کتنی سڑک پر کس کس جگہ کن کن افراد نے کب سے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے اور ان ناجائز قابضین کے خلاف متعلقہ محکمہ کیا کارروائی کر رہا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مشتاق احمد خان نامی شخص نے محکمہ کے ملازمین کی ملی بھگت سے ای۔2 اور ای۔3 پلاٹوں کے آگے گرین بیلٹ اور سروس روڈ پر ناجائز قبضہ کر کے اپنے نام رجسٹری کروالی ہے؟

(د) کیا حکومت ناجائز قابضین سے یہ زمین واگزار کروانے اور ناجائز قابض کی سرپرستی کرنے والے ملازمین کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) سیٹلائٹ ٹاؤن گوجرانوالہ ای بلاک میں پلاٹ نمبر 1 تا 5 منظور شدہ نقشہ کے مطابق سڑک کی مکمل چوڑائی تقریباً 140 فٹ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ مین روڈ 80 فٹ

2۔ 30 فٹ چوڑی گرین بیلٹ مین روڈ کے شمال کی جانب ہے۔

3۔ سروس روڈ 30 فٹ چوڑی پلاٹوں اور گرین بیلٹ کے درمیان ہے۔

پلاٹ نمبر 6 تا 38 سڑک کی مکمل چوڑائی 200 فٹ ہے۔ تفصیل حسب ذیل ہے۔

1۔ مین روڈ 80 فٹ

2۔ 30 فٹ چوڑی گرین بیلٹ مین روڈ کے دونوں اطراف

3۔ 30 فٹ سروس روڈ مین روڈ کے دونوں اطراف پلاٹوں اور گرین بیلٹ کے درمیان

(ب) پلاٹ نمبر 1 تا 2 نقشہ کے مطابق مین روڈ تقریباً 140 فٹ چوڑی ہے۔ پلاٹ نمبر 3 تا 4 مین روڈ 80 فٹ جبکہ 12 سروس روڈ 30 فٹ نقشہ کے مطابق ہے۔ تاہم پلاٹ نمبر 3 تا 4 کے ساتھ گرین بیلٹ پر مکانات تعمیر شدہ ہیں۔ پلاٹ نمبر 5 تا 8 اور ان کے ساتھ حکومت نے کچی آبادی منظور کر کے 1988 میں مالکانہ حقوق دے دیئے۔ لہذا یہاں سڑک کی چوڑائی تقریباً 130 فٹ ہے۔ پلاٹ نمبر 9 کے آگے پلاٹوں کے سامنے نقشہ کے مطابق سڑک کی چوڑائی 200 فٹ ہے۔ گرین بیلٹ پر مکانات تعمیر شدہ ہیں جس پر محمد سرور اور محمد حسین ناجائز قابضین ہیں۔ یہ قبضہ انہوں نے مختلف عدالتوں سے

stayآرڈر اور ڈگری حاصل کر کے قائم رکھا۔ ہائی کورٹ کے ڈویژن بینچ نے مورخہ 20-07-93 کو اس فیصلہ کو بحال رکھا۔

(ج) ان تعمیرات کا نقشہ میونسپل کارپوریشن گوجرانوالہ نے منظور کیا جب کہ محکمہ مال نے ہائی کورٹ کے حکم کے مطابق انتقال درج کیا۔

(د) بروئے معاہدہ 1962 مابین میونسپل کارپوریشن اور rehabilitation department تحصیل میونسپل ایڈمنسٹریشن سڑکات، پارکس اور دیگر جگہوں کے تحفظ کی ذمہ دار ہے۔ میونسپل کارپوریشن نے نقشہ پاس کیا جبکہ محکمہ مال نے انتقال درج کیا ہوا ہے۔ تاہم محکمہ ہاؤسنگ نے محمد سرور محمد حسین کو نوٹس جاری کئے ہیں کہ وہ گرین بیلٹ پر قبضہ ختم کر دیں ورنہ محکمہ خود قبضہ واگزار کرائے گا۔

لاہور۔ یونین کونسل نمبر 81 میں نئی واٹر سپلائی لائن ڈالنے کا مسئلہ

*6386: محترمہ کنول نسیم: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ یونین کونسل نمبر 81 ریواز گارڈن، راجگڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی پائپ لائنیں 50,40 سال قبل ڈالی گئی تھیں جن کے زنگ آلودہ ہونے کی وجہ سے پانی میں زنگ آتا ہے جس کی وجہ سے علاقے کے لوگ پیٹ کی بیماری میں مبتلا ہونے لگے ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت یونین کونسل نمبر 81 کی آبادی پریم نگر، راجگڑھ، گلی نمبر 1 تا گلی نمبر 7 قادر پارک، مسلم کالونی، مسلم پارک، راج گڑھ، رام نگر اور چوبرجی میں نئی واٹر سپلائی لائن ڈالنے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے کہ یونین کونسل 81 ریواز گارڈن، راجگڑھ لاہور میں واٹر سپلائی کی لائنیں پرانی ہیں لیکن پانی زنگ آلود ہونے کی شکایت میں کوئی صداقت نہیں ہے اور اس وجہ سے لوگوں کے پیٹ میں بیماریوں میں مبتلا ہونے کی بات بھی صحیح نہیں ہے۔ جب بھی ان آبادیوں کی شکایت واسا کو وصول ہوتی ہے اس کا فوراً تدارک کیا جاتا ہے۔ ایسی زیادہ تر شکایات صارفین کے اپنے پائپوں کی وجہ سے آتی ہیں۔

(ب) کچھ عرصہ قبل ریواز گارڈن اور چوبرجی پارک کے کچھ علاقوں سے شکایات آئی تھیں لہذا واسا نے ان گلیوں کی واٹر سپلائی لائنیں تبدیل کر دی تھیں۔ دیگر علاقوں سے ایسی شکایات نہیں آئیں۔

جوہر ٹاؤن لاہور، خالی پلاٹوں اور ان کی نیلامی سے متعلقہ تفصیل

*6579: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جوہر ٹاؤن سکیم لاہور میں ابھی تک بغیر الاٹمنٹ کے پڑے ہوئے پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ حکومت ان خالی پلاٹوں کو نیلام عام کے ذریعے فروخت کر رہی ہے۔ اگر ایسا ہے تو ان پلاٹوں کے نمبر کیا ہیں جن کو فروخت کیا جا رہا ہے؟

(ج) کیا حکومت اس نیلام عام میں ٹریڈ سنٹر کی تعمیر کے لئے مختص پلاٹوں کو بھی فروخت کر رہی ہے اگر ہاں تو ان پلاٹوں کے نمبر اور سائز کی تفصیل فراہم کی جائے، اگر ٹریڈ سنٹر کے لئے مختص پلاٹوں کو نیلام نہیں کیا جا رہا تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) جوہر ٹاؤن کے پلاٹس یا تو نیلامی کے ذریعے فروخت کئے جاتے ہیں یا ان کی الاٹمنٹ کی جاتی ہے نیلامی کے لئے مخصوص پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

اس وقت ایل ڈی اے کے کمپیوٹر سیل میں ایسے تمام پلاٹوں کی ایک فہرست موجود ہے جو ابھی تک کسی کو نہیں دیئے گئے لیکن یہ فہرست حتمی نہیں ہے کیونکہ ان میں وہ پلاٹ بھی شامل ہیں جن کے مقدمات مختلف عدالتوں میں ہیں اور وہ پلاٹس بھی شامل ہیں جن پر پرانا ڈھانچہ یا عمارت موجود ہے بہر حال بغیر الاٹمنٹ کے پلاٹوں کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ڈسپوزل لینڈ ڈویلپمنٹ اتھارٹیز (ریگولریشن ایکٹ 1998 کے تحت آکشن کوٹا کے تمام پلاٹوں کو نیلام عام میں فروخت کیا جاتا ہے۔ نیلامی کا شیڈول اور نیلامی میں رکھے جانے

والے پلاٹوں کی فہرست نیلامی کمیٹی مرتب کرتی ہے جسے وقتاً فوقتاً اخبار کے ذریعے اشتہار دے کر نیلام کیا جاتا ہے۔

(ج) ایل ڈی اے ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ انٹرنیشنل سٹینڈرڈ کے مطابق کروانا چاہتا ہے تاکہ یہ لاہور کا سب سے خوبصورت شاپنگ ڈسٹرکٹ بنے اس لئے محکمہ ایل ڈی اے نے ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ کے لئے کنسلٹنٹ سے تجاویز مانگی ہیں جونہی ٹریڈ سنٹر کی پلاننگ منظور ہو گی محکمہ ایل ڈی اے اس کے پلاٹوں کی نیلامی شروع کر دے گا۔

واسا لاہور، 2004 تا حال بھرتی سے متعلقہ تفصیل

*6703: چودھری محمد اکرم گجر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک واسا لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی ہے تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) واسا ایل ڈی اے میں یکم جنوری 2004 سے آج تک واسا لاہور میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تمام بھرتیاں مکمل طور پر گورنمنٹ کی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر کی گئیں میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کرکے کی گئی، اخبارات کے نام، تاریخ اور نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی بھی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

ایل ڈی اے ایونیو۔I لاہور، الاٹیوں سے اضافی رقم کی وصولی کا جواز

*6738: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) LDA نے رائے ونڈ روڈ پر ایونیو۔1 کے نام سے جو رہائشی سکیم بنائی اس میں پلاٹوں کی الاٹمنٹ کے بعد الاٹیوں سے جو 4۔ارب روپے سے زائد رقم بنتی ہے یہ رقم وصول کی، کس بنک میں رکھی گئی ہے اور اب تک اس پر کتنا interest بنتا ہے؟

(ب) اس سکیم میں فی کنال 5 لاکھ چالیس ہزار روپے اور دس مرلہ کے دو لاکھ ستر ہزار روپے وصول کئے گئے اس میں ڈویلپمنٹ چارجز بھی شامل تھے، اب فی کنال تین لاکھ 24 ہزار اور دس مرلہ پلاٹ والے کو ایک لاکھ 62 ہزار روپے زائد جمع کروانے کا حکم کیوں دیا گیا ہے؟

(ج) اگر یہ رقم ترقیاتی کاموں کے لئے مانگی گئی ہے تو یہ بتائیں کہ واسا، سوئی گیس اور واپڈا کے ترقیاتی اخراجات میں کتنے فیصد اضافہ ہوا ہے اور یہ اضافی رقم کتنے فیصد بنتی ہے پہلے سے وصول شدہ رقم کا جو کہ محض ترقیاتی کاموں کے لئے رکھی گئی تھی؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ایل ڈی اے ایونیو۔1 کے الاٹیوں سے 4521.490 ملین روپے مورخہ 16-05-06 تک وصول کئے گئے ہیں اور یہ رقم حبیب بنک لمیٹڈ ایل ڈی اے پلازہ برانچ میں جمع کرائی گئی اور اس رقم پر -/38.796 ملین روپے منافع interest کی مد میں اپریل 2005 تک وصول کئے گئے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے اس سکیم کا تخمینہ سال 03-2002 میں لگایا گیا تھا اور نفع نہ نقصان کی بنیاد پر پلاٹ کی قیمت کا تعین کیا گیا تھا۔ سکیم کی منظوری اور زمین acquire کرنے کی مدت

کے دوران تعمیراتی سامان کی قیمتوں میں اضافہ مزید تعمیراتی کام کے لئے F.W.O اور کنسلٹنٹ NESPAK کا انتخاب کیا گیا۔ جس کی وجہ سے پہلے مقرر کردہ تخمینے پر کام کرنا ممکن نہ رہا۔ ایل ڈی اے governing body سے منظوری لینے کے بعد یہ اضافی رقم وصول کی جارہی ہے۔

(ج) یہ درست ہے کہ زائد رقم اس سکیم کے ترقیاتی کاموں کے لئے مانگی گئی ہے جیسا کہ جز(ب) میں وضاحت کی گئی ہے سکیم کے تخمینہ کے بعد ایف ڈبلیو او کو کام الاٹ کرنے تک واسا کے کام کا تخمینہ میں 345 فیصد، واپڈا کے کام میں 67.48 فیصد اور سڑکات کے کام میں 25 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ جبکہ تمام ترقیاتی کاموں میں مجموعی طور پر تقریباً 50 فیصد اضافہ ہوا ہے۔ اضافی رقم قیمتوں میں اضافہ 50 فیصد کے مقابلہ میں تقریباً 60 فیصد ہے۔ اس طرح بقایا زائد رقم price escalation ادا کرنے میں صرف ہوگی۔

جوبلی ٹاؤن لاہور، بجلی کی فراہمی میں تاخیر اور حکومتی اقدامات

*6742: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ اور شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے "جوبلی ٹاؤن" کے نام سے ہاؤسنگ سکیم 1998 میں شروع کی اس کی تکمیل کب تک ہوگی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ سکیم کی بجلی کا انتظام اب تک واپڈا کے حوالے نہیں کیا جا سکا اس سلسلے میں کیا امر مانع ہے اور حکومت کب تک، اس کے لئے یقین دہانی کرانے کو تیار ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹرانسفارمروں کی درستی کے تنازع پر واپڈا اس کو اپنے ذمہ لینے سے گریزاں ہے ایل ڈی اے اس حوالے سے ناکام ہو چکا ہے اور مستقبل قریب میں بھی اس کا حل نظر نہیں آرہا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ ایل ڈی اے نے جوبلی ٹاؤن کے نام سے ہاؤسنگ سکیم 1998 میں شروع کی جہاں تک بجلی کی تنصیبات کا تعلق ہے یہ کام تقریباً مکمل کیا جا چکا ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ بجلی کا انتظام اب تک واپڈا کے حوالے نہیں کیا جا سکا اس سلسلے میں واپڈا نے تین اعلیٰ افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جس میں مندرجہ ذیل افسران شامل تھے۔

1۔ مینجر آپریشن لیسکو (کنوینر)

2۔ سینئر مینجر کنسٹرکشن لیسکو

3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر (ایم۔ایم) لیسکو

کمیٹی نے رپورٹ برائے electrification work مورخہ 03-02-20 میں تیار کی جس میں چند اعتراضات لگائے گئے جس کا جواب مورخہ 03-03-26 کو دے دیا گیا اس سلسلہ میں چیئرمین ایل ڈی اے میاں عامر محمود نے واپڈا کے ساتھ مختلف میٹنگز بھی کیں جس کے بعد واپڈا نے مورخہ 03-06-24 کو electric lines عارضی طور پر چالو کر دیں اور electric lines اور ٹرانسفارمرز کی سکیورٹی کا انتظام کرنے کو کہا جو کہ کافی عرصہ التواء میں رہا اور ایل ڈی اے نے مورخہ 04-12-26 کو پرائیویٹ سکیورٹی کا انتظام میسرز ستلج سکیورٹی ایجنسی کے سپرد کر دیا اور واپڈا نے 70 عدد ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیکنگ کا مطالبہ کیا مورخہ 05-01-25 کو ان کی sample testing کا خط لکھا۔ واپڈا کے افسران سے مختلف میٹنگ کے بعد ایل ڈی اے نے مورخہ 05-03-24 کو لیٹر لکھا کہ اب پہلے سے چیک شدہ ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیک کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں واپڈا عوام کو فوراً کنکشن فراہم کرے۔ یہ کام واپڈا کے ساتھ زیر تکمیل ہے۔ جونہی sample testing کا کام مکمل ہو گا واپڈا پوری سکیم مع ٹرانسفارمرز کو اپنی سپرداری میں لے کر عوام کو بجلی کے کنکشن فراہم کرنا شروع کر دے گا۔

(ج) ٹرانسفارمرز کی درستی کا تنازع واپڈا کا اپنا پیدا کردہ ہے ٹرانسفارمر میسرز سرور اینڈ کمیٹی نے مطلوبہ 170 عدد ٹرانسفارمر مختلف کیپسٹی میں واپڈا ڈیزائن کے مطابق میسرز PEL سے مورخہ 2000-06-20، 2000-06-12 اور 2000-06-27 میں خریدے تھے اور واپڈا نے میٹریل انسپکشن سرٹیفکیٹ بھی جاری کئے ہوئے ہیں۔ کام مکمل ہونے کے بعد واپڈا نے Handing over/Taking over کے لئے تین اعلیٰ افسران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی تھی جس نے ان ٹرانسفارمرز کو دوبارہ چیک کرنے کا کہا اس سلسلہ میں واپڈا نے ٹرانسفارمرز کو چیک کرنے کے لئے ایک دوسری کمیٹی تشکیل دی اور

43 نمبر ٹرانسفارمرز کو M/S PEL واقع کوٹ لکھپت لاہور کو چیکنگ کے لئے بھجوانے کے لئے کہا۔ اس سلسلہ میں M/S PEL نے واپڈا کو لیٹر لکھا کہ اتنے زیادہ ٹرانسفارمرز کو چیک کرنے کے لئے لیبر موجود نہیں ہے اور اس سے ہماری اپنی ٹرانسفارمرز کی Production متاثر ہو گی اور انہوں نے اس کے متبادل موبائل ٹیم بنا کر موقع پر چیک کرنے کو کہا یہ مسئلہ اب واپڈا کے پاس زیر توجہ ہے جونہی واپڈا کوئی فیصلہ کرے گا پھر ہی یہ مسئلہ تکمیل کو پہنچے گا۔

ماڈل ٹاؤن لاہور، ایل / ایم بلاکس میں غیر قانونی سپیڈ بریکرز کی تعمیر اور حکومتی اقدامات

*7058: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایل اور ایم بلاک ماڈل ٹاؤن لاہور ایکسٹنشن کی درمیانی سڑک پر جگہ جگہ سپیڈ بریکر غیر قانونی طور پر بنا دیئے گئے ہیں؟

(ب) ان کی اجازت کس نے دی ہے اور اگر اجازت نہیں دی گئی تو بنانے کے ذمہ داران کون ہیں ان کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے، مذکورہ سپیڈ بریکرز کو کب تک ختم کیا جائے گا؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ایل ڈی اے نے سپیڈ بریکرز بنانے کی اجازت نہ دی ہے جبکہ لاہور میں ایل ڈی اے کے علاوہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ و تحصیل / ٹاؤن ناظمین کی زیر نگرانی ترقیاتی کام بھی ہو رہے ہیں متعلقہ سیکشن کو سپیڈ بریکرز ہٹانے کے لئے چٹھی لکھ دی گئی ہے۔ ایسے تمام غیر قانونی سپیڈ بریکرز جلد ہٹا دیئے جائیں گے تاہم جو سپیڈ بریکرز، سکول، ہسپتال اور مسجد کے سامنے ہیں وہ نہیں ہٹائے جائیں گے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

ڈسکہ شہر میں سیوریج سسٹم کی تعمیر

463: چودھری ممتاز علی: کیا وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈسکہ شہر میں سیوریج بچھانے کا کام کب شروع ہوا ہے، اس وقت موقع پر کتنا کام ہوا ہے اور کتنا باقی ہے اور آج تک کتنی رقم سیوریج کے کام پر خرچ ہوئی ہے؟

(ب) باقی کام کب تک حکومت مکمل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ:

(الف) ڈسکہ شہر میں سیوریج سکیم کا کام جنوری 2005 میں شروع ہوا سیوریج پائپ بچھانے کا کام و تعمیر ڈسپوزل ورکس کا کام موقع پر جاری ہے۔ مذکورہ سکیم پر جنوری 2006 تک کام کی فزیکل پراگرس 76 فیصد ہے اس سکیم پر اس وقت تک جو کام ہو چکا ہے اور جو کام کرنا باقی ہے اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور مبلغ 45.942 ملین رقم کا خرچہ ہو چکا ہے۔

(ب) بقایا کام آئندہ مالی سال 07-2006 میں مکمل کر لیا جائے گا۔

فتح گڑھ لاہور۔ پانی کے جائز و ناجائز کنکشنز کی تفصیل

481: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

گلی نمبر 25 نئی آبادی وارث پورہ اور ملحقہ گلشن فاروق سکیم فتح گڑھ لاہور میں محکمہ کے ریکارڈ کے مطابق کتنے پانی کے کنکشن قانونی اور کتنے غیر قانونی ہیں جو قانونی ہیں ان کی تفصیلات مع چالان مہیا کی جا سکتی ہیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

واسا ریکارڈ کے مطابق گلی نمبر 25، نئی آبادی وارث پورہ میں کل 8 مکانات ہیں اور ان میں 8 کنکشن چل رہے ہیں اس گلی میں خالی پلاٹ اور ناجائز کنکشن نہ ہے۔

جہاں تک ملحقہ گلشن فاروق سکیم فتح گڑھ کا تعلق ہے اس میں کل پلاٹ 251 ہیں 195 پلاٹوں پر مکانات بنے ہوئے ہیں ان میں 42 مکانات میں واسا کے کنکشن ہیں جبکہ 11 مکان بند ہیں اور 153 مکانات میں رہائشیوں نے اپنے Ejector pumps لگا رکھے

ہیں۔45 پلاٹ ابھی خالی ہیں۔پوری آبادی میں ناجائز نلکا نہ ہے۔اس علاقہ میں نئی سیور لائنز بچھائی جارہی ہیں جب کام مکمل ہو جائے گا اور جوں جوں لوگ اپنے سیور کے کنکشنز واسا سیور سے کرتے جائیں گے ان کو واسا بلنگ ریکارڈ میں لا کر سیور کے بل جاری کر دیئے جائیں گے۔

رلیس کورس پارک لاہور۔نوجوان کی بحیثیت فاؤنٹین آپریٹر تعیناتی

483: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن (پی ایچ اے) ریس کورس پارک جیل روڈ لاہور (9200830) کے آفس میں اخبار اشتہار کے بعد ایف ایس سی پاس نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف نے اپنی درخواست برائے تعیناتی فاؤنٹین آپریٹر (فوارہ چلانے والا) بذریعہ رجسٹری نمبر 1146 مورخہ 06-04-03 کو ارسال کی۔جس کی تعلیم مڈل مقرر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر ہونے کے باوجود ایف ایس سی نوجوان کو مڈل کی سیٹ پر فوارہ چلانے والی ملازمت بھی نہیں دی گئی، اس کو کب تک تعینات کر کے آرڈر جاری کئے جائیں گے، جن کو تعینات کیا گیا ہے، کس بنیاد پر کیا گیا، میرٹ لسٹ فراہم کی جائے اور اس کی تعلیم کیا ہے؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے۔ان درخواستوں پر میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ، NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں کیا جائے گا اور امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

ریس کورس پارک لاہور۔ایف ایس سی پاس نوجوان کو فاؤنٹین آپریٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

488: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر (ایڈمن) پی ایچ اے ریس کورس پارک لاہور کے آفس میں فاؤنٹین آپریٹ (فوارہ چلانے والا) تعلیم (مڈل) کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف جو ایف ایس سی پاس ہے اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، نے بھی درخواست نمبر 11 دی لیکن اس کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا اس کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے۔ کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے کسی بھی درخواست گزار کو نظر انداز نہیں کیا گیا۔ NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

ریس کورس پارک لاہور۔نوجوان کو پی ایچ اے میں جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

489: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر (ایڈمن) پی ایچ اے ریس کورس پارک لاہور کے آفس میں جونیئر کلرک (میٹرک) کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف جو ایف ایس سی پاس ہے اور کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، نے بھی درخواست نمبر 34 دی لیکن اس کو نظر انداز کر کے تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ پی ایچ اے میں مختلف اسامیوں کے لئے موصول ہونے والی مختلف درخواستوں پر کسی کو بھی تعیناتی کے احکام جاری نہیں کئے گئے۔ کیونکہ ان درخواستوں پر عملدرآمد NIRC نے معطل کر رکھا ہے کس بھی درخواست گزار کو نظر انداز نہیں کیا گیا NIRC کے فیصلہ کی روشنی میں امیدوار مذکورہ کی درخواست کا بھی میرٹ پر جائزہ لیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے Monday کو یہاں پر ایک پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا تھا جس پر آپ نے فرمایا کہ میں وزیر قانون صاحب کو مل لوں۔ وزیر قانون صاحب نے بڑی مہربانی فرمائی اور میری بات تو سن لی مگر آج پانچ دن ہو گئے ہیں ابھی تک انھوں نے اس کا مجھے کوئی جواب نہیں دیا تو ذرا ان کا جواب لے دیں۔ اگر کسی کرپٹ آفیسر کے خلاف کوئی چارجز ہیں تو اس پر یہ کیا ایکشن لے رہے ہیں؟ اس بارے میں مجھے بتا دیں۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب پلیز رانا صاحب کو مطمئن کریں۔ رانا صاحب! آپ ان کے چیمبر میں تشریف لے جائیں وہ آپ کو مطمئن کریں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! چونکہ انھوں نے چیمبر میں بات کی تھی لہذا اب پھر چیمبر میں ہی آ جائیں میں انھیں جواب عرض کر دوں گا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب فرمائیے!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آج کے غیر نشان زدہ سوالات میں محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کے تین سوالات ہیں۔ اس سے پہلے بھی کوئی 30 کے قریب غیر نشان زدہ سوالات انھوں نے کئے ہیں اور ان سب سوالات میں ان کا ایک ہی موضوع ہے۔ سب سوالات میں انھوں نے محمد بلال لطیف کو ملازمت دلانے کے حوالے سے بات کی ہے تو میں معزز وزراء سے درخواست کرتا ہوں

کہ ان صاحب کو کہیں ملازمت دے دیں۔ جہاں وہ درخواست دیتا ہے ساتھ ہی یہ سوال کر دیتی ہیں۔ کم از کم یہ 30 سوالات کر چکی ہیں۔ آپ بے شک پچھلا ریکارڈ نکلوا کر دیکھ لیں۔ آج بھی بلال لطیف کی ملازمت کے حوالے سے ان کے تین سوال شامل ہیں۔ ہر سوال میں یہ پوچھا گیا ہے کہ اس کو نوکری کیوں نہیں دی گئی؟۔ لہذا میں کہوں گا کہ اس بے چارے کو کہیں نوکری دے دیں تا کہ ان سوالات سے تو محترمہ کی جان چھوٹ سکے۔

حلف

نو منتخب رکن اسمبلی کا حلف

جناب سپیکر: مجھے بتایا گیا ہے کہ ایک منتخب رکن جناب نوید عاشق ڈیال، پی پی۔157 حلف اٹھانے کے لئے چیمبر میں موجود ہیں۔ ان سے استدعا ہے کہ وہ حلف اٹھانے کے لئے اپنی نشست پر کھڑے ہو جائیں اور حلف لیں اور اس کے بعد حلف کے رجسٹر پر اپنے دستخط ثبت فرمائیں۔

(اس مرحلہ پر نو منتخب رکن اسمبلی جناب نوید عاشق ڈیال، پی پی۔157 نے حلف اٹھایا اور حلف کے رجسٹر پر دستخط کئے)

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق شروع کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 40 آجاسم شریف صاحب کی طرف سے ہے۔ ان کی درخواست آئی ہے کہ اسے 12 تاریخ تک pending کر دیا جائے لہذا یہ تحریک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 46، ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ فرمائیں!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! امن عامہ کی صورتحال اس قدر خراب ہو چکی ہے کہ 9۔ ستمبر کو میں گھر سے باہر نکلی تو میرا پرس چھین لیا گیا۔ میں نے اس حوالے سے ایف آئی آر لکھوائی۔ آپ کی وساطت سے وزیر قانون صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اس سلسلے میں پولیس نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: محترمہ! ہم نے امن وامان کی صورتحال پر بحث کے لئے ایک دن مختص کرنا ہے اس دن آپ کو بھی موقع دیا جائے گا۔ آپ کھل کر اس حوالے سے بات کر لیجئے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ پرس چھیننے کے حوالے سے ان کا پرچہ بھی درج ہو چکا ہے۔ وزیر قانون صاحب سے درخواست ہے کہ وہ متعلقہ پولیس آفیسر سے کہیں کہ ملزمان کو جلد از جلد گرفتار کریں؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز اس حوالے سے متعلقہ پولیس آفیسر کو ہدایات دیں۔ جی، ملک اصغر علی قیصر صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! بجائے اس کے کہ متعلقہ پولیس آفیسر سے کہا جائے میں یہ کہوں گا کہ وہاں MQM کے جو سربراہ ہیں ان سے درخواست کی جائے کہ وہ محترمہ کا پرس واپس کر دیں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 26۔ ستمبر 2006 کو میں نے ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ فیصل آباد سے پوچھا کہ آپ کے پاس ایک درخواست برائے اندراج مقدمہ زیر دفعہ 406 ٹی پی او فیصل آباد کی طرف سے مارک ہو کر آئی تھی۔ جس میں آپ نے مجھے بتایا تھا کہ ملزم نے میرے سامنے اقرار جرم کر لیا ہے۔ مگر ڈیڑھ ماہ گزرنے کے باوجود آپ نے اس پر کوئی کارروائی نہ کی ہے تو SHO موصوف نے مجھے کہا کہ میں نے رپورٹ لکھ کر TPO آفس بھجوا دی تھی وہاں سے درخواست واپس نہ آئی ہے کیونکہ زیر دفعہ 406 کے تحت پرچہ دینے کے لئے افسران بالا کی اجازت ضروری ہے۔ جب میں نے SHO موصوف سے مزید اصرار کیا کہ کیا وجہ ہے کہ ایک ماہ سے زیادہ عرصہ ہونے کو ہے اگر وہ پرچہ نہیں بنتا تو TPO وہی لکھ دے لیکن SHO نے کہا کہ TPO نے کہا ہے کہ ایم پی اے سے کہیں کہ پہلے وہ اپنی تحریک التوائے کار نمبر 718/2006 واپس لیں اگر

ایم پی اے صاحب یہ تحریک التواء کار واپس نہیں لیتے تو ان کا کوئی کام نہیں کرنا۔ اس طرح سے TPO اقبال ٹاؤن، فیصل آباد نے غیر قانونی، غیر اخلاقی، دھمکی اور اپنے عہدہ کا ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے مجھے فرائض منصبی ادا کرنے سے روکنے کی کوشش کی ہے تاکہ میں ان کی کرپشن اور اختیارات کے ناجائز استعمال کا بذریعہ تحریک التواء پردہ چاک نہ کر سکوں۔ اس طرح ان افسران نے مجھے اپنے اختیارات سے روک کر میرا استحقاق مجروح کیا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: ملک صاحب! آپ کوئی short statement دینا چاہیں گے؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ کے ذریعے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ چار سال کے اندر میری یہ پہلی تحریک استحقاق ایوان میں آئی ہے۔ میں خود ہی اس چیز کو اچھا خیال نہیں کرتا کہ میں بات کو مصالحے لگا کر اس ہاؤس کے اندر پیش کروں جس سے تحریک کے admit ہونے کے زیادہ چانسز ہوتے ہیں۔ میں نے جو حقائق بیان کئے ہیں یہ سو فیصد درست ہیں۔ مجھے اسمبلی کا بزنس واپس لینے کے لئے اور اس کام سے روکنے کے لئے کہا گیا۔ یہ میرا جائز حق ہے کہ میں یہاں پر بطور ممبر ہوں اور میں نے بغیر کسی لگی لپٹی کے یہ تحریک پیش کی ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ میری اس تحریک کو استحقاقات کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں نے ابھی ابھی اسمبلی سیکرٹریٹ سے اس کی کاپی لی ہے لیکن اگر اصغر علی قیصر صاحب میرے پاس تشریف لائیں اور مجھے تھوڑے سے facts بتا دیں چونکہ میرے خیال میں اس میں تھوڑی سی clerical mistakes ہیں۔ اس میں 406 کا ذکر کیا گیا ہے most probably یہ 506 ہو گا۔ دوسرا یہ بار بار TPO کا ذکر کرتے ہیں۔ میرے خیال میں TPO نہیں بلکہ DPO سے متعلقہ ان کی بات ہو گی اس لئے یہ تھوڑا سا clarify کر دیں اسی دوران محکمے سے جواب بھی آ جائے گا تو پھر میں گزارش کروں گا۔

جناب سپیکر: اسے pending کر لیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں نے جو لکھا ہے وہ ٹھیک ہے۔ میں بطور وکیل بھی جانتا ہوں کہ 406 امانت میں خیانت اور خُورد بُرد ہوتا ہے۔ میں نے TPO ٹاؤن پولیس آفیسر لکھا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ DPO ڈسٹرکٹ پولیس آفیسر ہوتا ہے۔ میں نے اس تحریک میں سارے correct facts دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: سوموار تک اسے pending کر لیتے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک استحقاق سوموار تک pending کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے ایک انتہائی اہم تحریک التوائے کار اسمبلی سیکرٹریٹ میں جمع کروائی ہے۔ باہر کی دنیا کے پاکستانی ایک کثیر سرمایہ پاکستان میں لا کر یہاں CNG لگاتے ہیں۔ پہلے CNG لگانے کے لئے 12 کے قریب NOC لینے پڑتے تھے لیکن وزیر اعظم نے باہر کے سرمایہ داروں کی استدعا پر۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! کیا آپ اسے out of turn لینا چاہتے ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: جی۔ جناب والا! مجھے out of turn پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی اس کو بھی دیکھ لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 685 سید احسان اللہ وقاص صاحب، چودھری اصغر علی گجر صاحب اور ڈاکٹر سید وسیم صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری پہلے بھی ایک تحریک التوائے کار محکمہ صحت کے متعلق تھی جو مسلسل pending ہو رہی ہے۔ چونکہ آج ہیلتھ منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! وہ آج کے لئے نہیں تھی بلکہ وہ سوموار کے لئے pending ہے۔ آپ ابھی تحریک التوائے کار نمبر 685 پڑھیں۔

گکھڑ منڈی (گوجرانوالہ) میں مسلح ڈاکوؤں کے ہاتھوں 30 سالہ خاتون کا قتل

سید احسان اللہ وقاص: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ نوائے وقت مورخہ 20۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق گکھڑ منڈی میں دو نامعلوم مسلح ڈاکوؤں نے 30 سالہ دوشیزہ کی شہ رگ کاٹ دی۔ دونوں ڈاکو سحری کے قریب دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے اور بوڑھی ماں اور بیٹی کو نیند سے اٹھا کر مال طلب کیا اور دوران تلاشی کچھ نہ ملنے پر غیر شادی شدہ خاتون کو قتل کر دیا۔۔۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! پلیز موبائل فون بند کر دیں یا پھر لابی میں جا کر سن لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! کہڑے شاہ صاحب نوں کہیا جے۔

جناب سپیکر: اتھے ماشاء اللہ کافی سید بادشاہ نیں۔

سید ناظم حسین شاہ: جناب! کچھ کو شہید کر کے ان کے مقبرے بنوالیں۔ (قہقہے)

سید احسان اللہ وقاص: تفصیل کے مطابق محلہ شاہ سلیمان گکھڑ منڈی پرانی عید گاہ میں واقع مسماۃ بیوہ فضل کریم مغل کے گھر کی عقبی دیوار توڑ کر دو نامعلوم مسلح ڈاکو جن میں ایک نے نقاب پہن رکھا تھا گھر میں داخل ہو گئے اور گھر میں سوئی ہوئی بوڑھی بیوہ خاتون فاطمہ اور اس کی تیس سالہ نوجوان بیٹی روبینہ کو اسلحہ کی نوک پر جگا کر طلائی زیورات اور نقدی طلب کی جس پر دونوں خواتین نے گھر کی چابیاں ڈاکوؤں کے حوالے کرتے ہوئے کہا کہ تلاشی لے لیں ہمارے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔ دوران تلاشی کچھ برآمد نہ ہونے پر ڈاکوؤں نے دونوں ماں بیٹی کو زود کوب کیا اور تشدد کا نشانہ بناتے ہوئے تیس سالہ مسماۃ روبینہ کو زبردستی کمرے میں لے گئے اور کچھ دیر بعد فرار ہو گئے جس پر بیوہ نے شور مچایا تو اہل محلہ اکٹھے ہو گئے اور کمرے میں مقتولہ کی نعش پڑی ہوئی پائی جس کے دونوں پاؤں بندھے ہوئے تھے اور اس کی شہ رگ تیز دھار آلہ سے کاٹ دی گئی تھی۔ اس خبر سے عوام میں بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے جس اہم مسئلہ کی طرف حکومت کی توجہ مبذول کرائی گئی ہے اس کے مختصر حالات یہ ہیں۔ یہ درست ہے کہ فاطمہ بی بی بیوہ فضل کریم قوم مغل سکنہ محلہ شاہ سلیمان پرانی عید گاہ گکھڑ منڈی نے ایک تحریری درخواست پولیس کو دی جیسے تحریک التوائے کار میں بھی بتایا گیا ہے کہ انھوں نے تحریری طور پر بتایا کہ ان کی بیٹی کو قتل کر دیا گیا ہے اور ملزمان نامعلوم ہیں۔ انھوں نے کسی کو نامزد نہیں کیا تھا۔ اس پر مقدمہ درج ہوا، پولیس نے تفتیش کی اور بعد ازاں مدعیہ نے تتمہ بیان کے ذریعے تین ملزمان مبشر ولد مدثر، محمد اسلم اور سیف اللہ کو نامزد کیا۔ پولیس نے ان تینوں افراد کو تلاش کرنے کی کوشش کی اور بالآخر ان تینوں افراد کو گرفتار کر لیا گیا ہے اور اب مقدمے کا چالان مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔ چونکہ شروع میں کسی کو نامزد نہیں کیا گیا تھا اس لئے اس میں تھوڑی سی تاخیر ہوئی ہے۔ بعد ازاں تتمہ بیان کے ذریعے نامزد کیا گیا ہے۔ اب ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں اور چالان عدالت میں پیش کر دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک اسے مزید پریس نہیں کرنا چاہتے لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 687 سید احسان اللہ وقاص، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور جناب سید اعجاز حسین بخاری صاحب کی ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں یہ تحریک التوائے کار نمبر 687 پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب! پڑھیں۔

ہارون آباد شہر کو مضر صحت پانی فراہم کرنے کی وجہ سے شہریوں میں پیٹ کی بیماریوں میں اضافہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روز نامہ ''ایکسپریس'' مورخہ 8۔ جولائی 2006 کی خبر کے مطابق ہارون آباد شہر کو ٹیوب ویلوں کے ذریعے پینے کا جو پانی فراہم کیا جا رہا ہے وہ ناکافی ہونے کی وجہ سے اس میں نہر سے براہ راست پانی

شامل کر کے سپلائی کیا جا رہا ہے۔ یہ پانی نہ صرف پینے کے لئے بلکہ ضروریات زندگی کے لئے انتہائی مضر ہے۔ کیونکہ اس میں قصور کی فیکٹریوں سے نکلا ہوا فضلہ بھی شامل ہو جاتا ہے جس سے پانی انتہائی بدبودار ہو جاتا ہے۔ گندے پانی کے باعث پیٹ کی بیماریاں، بخار اور یرقان کی بیماری بڑھتی جا رہی ہے۔ اس خبر سے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی و تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب وزیر ہاؤسنگ دیں گے یا پبلک ہیلتھ انجینئرنگ؟ گیلانی صاحب! کیا یہ آپ کے متعلقہ نہیں ہے؟

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! میرے پاس تو یہ تحریک آئی ہی نہیں۔

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! یہ گیلانی صاحب کے متعلقہ ہے اور اگر فرمائیں تو میں اس کا جواب ان کو بھیج دیتا ہوں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب سپیکر! پہلے اتنی confusion ہوتی تھی کہ میرے سوالات گیلانی صاحب کے پاس چلے جاتے تھے اور بعض اوقات لوکل گورنمنٹ کے پاس بھی چلے جاتے تھے لیکن میرے کہنے پر پہلی دفعہ اسمبلی سوالات کے باہر ہاؤسنگ اینڈ پبلک ہیلتھ لکھا گیا ہے۔ اب ہم نے sort out کر لیا ہے اور انشاء اللہ ایسی نوبت نہیں آئے گی۔

جناب سپیکر: اب آپ کے پاس جواب آ گیا ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: جناب والا! تحریک التوائے کار نمبر 687 کا جواب میرے پاس ہے۔ شروع میں شہر کے لئے واٹر سپلائی سکیم ہارون آباد میں Filter bed-Slow Sand Filter سے پانی فلٹر کر کے سپلائی کیا جاتا رہا ہے۔ بعد میں پانی کی کمی پوری کرنے کے لئے مزید واٹر سپلائی سکیم کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: ٹیوب ویل ہاکڑہ نہر کے کنارے لگائے ہیں جو دریائے ستلج ہیڈ سلیمانکی سے ملتا ہے۔ یہ درست ہے کہ filter beds اور نہر کے کنارے والے ٹیوب ویلوں سے پانی حاصل کر کے شہر کو دیا جاتا ہے۔ جہاں تک ٹینیریز کے پانی سے ہارون آباد واٹر سپلائی کے بدبودار ہونے کا تعین ہے اس بارے میں یہ وضاحت کی جاتی ہے کہ قصور ٹینریز کا پانی ٹریٹمنٹ پلانٹ

سے گزار کر پانڈو کی ڈرین کے ذریعے دریائے ستلج میں ڈالا جاتا ہے۔ یہ صاف شدہ پانی دریائے ستلج کے کثیر مقدار کے پانی میں شامل ہونے سے مزید صاف ہو کر سینکڑوں کلو میٹر کا سفر جو تقریباً 245 کلو میٹر ہے۔ اس کے بعد ہیڈ سلیمانکی میں پہنچتا ہے۔ اس طرح وہ پانی دریا کے پانی میں شامل ہو کر مزید صاف ہو چکا ہوتا ہے۔ ہیڈ سلیمانکی سے ہوتا ہوا نہر ہاکڑا میں جاتا ہے بعد ازاں پھر واٹر سپلائی سکیم میں بھی واٹر فلٹر کرنے کے بعد استعمال کیا جاتا ہے۔ چنانچہ یہ باور کرنا کہ پانی میں ٹیزیز کے گندے پانی کا اثر ہے صحیح نہیں ہے۔ اگرچہ واٹر سپلائی ہارون آباد کی دیکھ بھال ٹی ایم اے (آپریشن) کرتی ہے۔ تاہم پانی کی کوالٹی مزید تصدیق کے لئے مذکورہ واٹر ورکس سے نمونہ جات لے کر پی ایچ ای کی لیبارٹری سے تجزیہ کروایا گیا ہے اور رپورٹ کے مطابق یہ پانی WHO کے سٹینڈرڈ کے تحت آب نوشی کے لئے موزوں ہے۔ مزید برآں یہ پانی bacteriological کے لحاظ سے بھی موزوں ہے۔

جناب والا! اس کی رپورٹ بھی میرے پاس موجود ہے جس کا total dissolved solid count 1045. Up to 1500 is acceptable. ہے۔ جو اس کی bacteriological report ہے انہوں نے بھی اس کو fit قرار دیا ہے۔ میرے پاس اس سلسلے میں ایک نقشہ بھی موجود ہے جو میں شاہ صاحب کو پیش کر دوں گا۔ یہ پانی کوئی 245 کلو میٹر کا فاصلہ طے کر کے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ کیسے بدبو دار ہو جاتا ہے۔ کوئی وجہ نہیں ہے کہ یہ پانی پینے کے لئے fit نہ ہو۔ اس سے متعلقہ تمام رپورٹیں OK ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے تو اتنا ensure کرنا تھا کہ یہ پانی ٹھیک ہے۔ مجھے تو اس بات کی سمجھ نہیں آئی کہ پانی 245 کلو میٹر سفر طے کرنے کے بعد مزید صاف ہو جاتا ہے۔ یعنی دریا میں چلتا ہوا پانی آ رہا ہے اور وہ صاف ہوتا جا رہا ہے۔ یہ بڑا مضحکہ خیز جواب ہے مجھے تو صرف یہی ensure کرنا ہے کہ شہر کو جو واٹر سپلائی دی جا رہی ہے پانی کہیں سے بھی جا رہا ہے اس کو ٹریٹمنٹ دے کر یا اس کو فلٹر سے گزار کر ہی سپلائی کیا جا رہا ہے اور اگر یہ کام کر رہے ہیں تو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے تو فرمایا ہے کہ وہ یہ کام کر رہے ہیں۔ اب محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرتے لہذا یہ تحریک dispose of ہوتی ہے۔ اگلی تحریک رانا آفتاب احمد خان صاحب، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ۔ تحریک التوائے کار نمبر 690۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری یہ تحریک پیش کریں گی۔

شاہدرہ انوسٹی گیشن پولیس کا خاتون پر تشدد

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 10۔اگست 2006 کو یہ خبر شائع ہوئی کہ شاہدرہ میں ایک نوجوان کے قتل کے الزام میں مسرت نامی خاتون کو انوسٹی گیشن پولیس شاہدرہ ٹاؤن لاہور نے رات کو گرفتار کیا اور رات بھر تھانے میں برہنہ کرکے تشدد کا نشانہ بنایا۔ یہ گرفتاری حکومت کی طرف سے خواتین کے بارے جاری کردہ نوٹیفکیشن کی بھی خلاف ورزی تھی لیکن انچارج انوسٹی گیشن شاہدرہ ٹاؤن نے اپنی نگرانی میں خاتون پر تشدد کروایا۔ خواتین کی چیخ و پکار سے پولیس کا باقی عملہ اکٹھا ہو گیا اور انہوں نے انچارج انوسٹی گیشن کے ظلم سے نجات دلوائی۔ اس خبر کی اشاعت سے پنجاب کے عوام میں شدید بے چینی اور تشویش پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ جس اخباری خبر کو بنیاد بنا کر یہ تحریک التوائے کار دی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں تھوڑا سا عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس کی background یہ ہے کہ مسماۃ مسرت بی بی جس کے متعلق کہا گیا ہے کہ پولیس نے اسے گرفتار کیا ہے اور ناجائز طور پر حراساں کیا ہے۔ وہ حقیقت میں مقدمہ نمبر 567/2006 بجرم 302,427,148,149 میں اپنے بھائی کے ساتھ ایک قتل کیس کی ملزمہ ہے۔ اس میں جس تاریخ کا ذکر کیا گیا ہے اس تاریخ کو انہیں گرفتار کیا گیا ہے اور نہ ہی حراساں کیا گیا ہے۔ بلکہ آج کی صورتحال یہ ہے کہ آج بھی ان کی باقاعدہ گرفتاری نہیں ڈالی گئی بلکہ ان کو شامل تفتیش کیا جا رہا ہے اور وہ خود باقاعدہ شامل تفتیش ہو رہی ہے۔ اگر پولیس نے ان کو بے گناہ قرار دیا اور وہ اپنی

بے گناہی کا ثبوت دے سکی تو ان کو مقدمے سے خارج کر دیا جائے گا لیکن فی الحال ریکارڈ پر کوئی ایسی بات نہیں آئی کہ جس میں ان کا چالان کیا جائے اور نہ ہی مسماۃ مسرت بی بی کی طرف سے فی الحال کوئی ایسا ثبوت دیا گیا ہے کہ جس پر انہیں ڈسچارج کیا جائے۔ مقدمہ under investigation ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ ان کو حراساں کیا گیا ہے اور نہ ہی گرفتار کیا گیا ہے۔ شامل تفتیش ضرور کیا گیا ہے اور اس میں بھی متعلقہ پولیس نے باقاعدہ خواتین پولیس کا نام لکھا ہوا ہے اور وہ interrogate کر رہی ہے۔ میں مزید یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں مزید ان کو ہدایت دی جائے گی کہ خاتون ہے اس کے لئے خواتین کی پولیس کے ذریعے ہی ان سے interrogation کی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں راجہ صاحب کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں کہ یہ معاملہ ذاتی طور پر بھی میرے علم میں آیا ہے اور یہ صرف اخباری خبر نہیں ہے میں اس عورت سے بھی مل چکی ہوں۔ وزیر قانون صاحب بھی صحیح فرما رہے ہیں اور میں نے اپنی تحریک میں بھی یہی لکھا ہے کہ قتل کے مقدمہ میں اس کو involve کر کے اس کو جب investigation کے لئے بلایا گیا تو ان کے ساتھ یہ سلوک کیا گیا۔ یہ fact ہے اور میں چاہوں گی کہ آپ اس پر ایک کمیٹی تشکیل دیں۔ چونکہ یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر وہ خاتون قتل کے مقدمے میں ملوث ہے میں نے تو اپنی تحریک التوائے کار میں بھی لکھا ہے کہ قتل کے مقدمے میں ان کو ملوث کیا گیا ہے۔ اگر investigation کے لئے بلایا جائے تو کیا ایک عورت پر پولیس تھانے کے اندر رات کو برہنہ کر کے تشدد کر سکتی ہے؟

جناب سپیکر! میں اس عورت سے ذاتی طور پر بھی مل چکی ہوں اور اس عورت کے تشدد کے نشانات میں نے خود دیکھے ہیں تو یہ بات اس طرح سے حقیقت میں نہیں ہے جس طرح راجہ صاحب فرما رہے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ انوسٹی گیشن پولیس شاہدرہ ٹاؤن کے متعلق ایک کمیٹی بنائیں اور اس کمیٹی میں اس خاتون کو بلوا کر تمام facts دیکھے جائیں۔

جناب سپیکر! پورے پنجاب کے اندر جو تھانہ کلچر ہے اور جو کچھ خواتین کے ساتھ ہو رہا ہے، میں سمجھتی ہوں کہ اس کیس کو ایک ٹیسٹ کیس بنا لیا جائے اور اگر کسی ایک پولیس والے کو عورت پر تشدد کے الزام میں سزا دی جائے تو اس قسم کے واقعات شاید کم ہو جائیں۔ جیسا کہ

پنجاب حکومت کا دعویٰ بھی ہے کہ تھانہ کلچر کو ختم کرنا چاہتی ہے اور خواتین کی عزت کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے۔ میری یہ گزارش ہوگی کہ اس کو اتنا آسان نہ لیا جائے اس پر ایک کمیٹی بنائی جائے اور اس کو investigate کروائیں کہ اصل حقیقت کیا تھی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو سوموار کو محترمہ اس خاتون کو اطلاع کروا دیں اور میں خود بھی officially کروا دیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں investigating officer کو بھی بلوا لیتا ہوں متعلقہ ایس پی کو بھی بلوا لیتا ہوں۔ اس کے علاوہ میں اور معزز رکن خود دونوں بیٹھ کر اس کا بیان سننے کے بعد اگر کوئی زیادتی ہونا ثابت ہوئی تو انشاءاللہ تعالیٰ اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! پھر اس تحریک التوائے کار کو سوموار تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: اس کو pending کیا کرنا ہے۔ on the floor of the House وہ کہہ رہے ہیں۔۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ مہربانی فرمائیں اور اس کو سوموار تک مؤخر کر دیں۔

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی وہ فرما رہے ہیں کہ ایس ایس پی کو بھی بلوا لیں گے متعلقہ تفتیشی کو بھی بلوا لیں گے۔ اس میں pending کرنے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ چاہ رہی تھی کہ اس کو اس لئے pending کر دیں تاکہ اس کی رپورٹ پھر آپ کے پاس آ جائے اور آپ اسے ایوان میں پیش کر دیں اور آپ کو بتایا جا سکے اور اگر یہ pending ہوگی تو میں بھی اس پر بات کر سکوں گی ورنہ میں پھر بات ہی نہیں کر سکوں گی۔ میرا نہیں خیال کہ pending کرنے سے کوئی problem والی بات ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ انہوں نے ایک مسئلہ اٹھایا ایوان کی توجہ اس طرف مبذول کروائی اور اس پر action بھی ہو رہا ہے اور ان کی موجودگی میں ہو رہا ہے۔ اگر آپ کی تسلی نہ ہوئی جو آپ کہیں گی اس کے خلاف کارروائی بھی کی جائے گی۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔اب چونکہ محرک اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہتیں لہذا یہ تحریک dispose ofہوئی۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! راجہ صاحب نے بالکل درست کہا ہے کہ اس کی نشاندہی ہو گئی ہے مگر issueیہ ہے کہ جب یہ چیز یہاں پر پڑھی جاتی ہے تو This becomes the property of the House. کیا یہ جو کچھ کریں گے اس کے متعلق ہاؤس میں بتانے میں کوئی حرج ہے۔ جو بھی کوئی رپورٹ ہو وہ یہاں پر discussہو اس ایوان کو بتانے میں کوئی قباحت ہے یا رولز میں کوئی پابندی ہے؟

جناب سپیکر: اگر محرک مطمئن ہو تو۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! اس تحریک التوائے کار میں، میں بھی محرک ہوں۔اس میں میرا بھی نام ہے آپ بے شک پڑھ لیں۔

جناب سپیکر: اب تو یہ تحریک التوائے کار dispose ofہو گئی ہے۔ راجہ صاحب! رانا صاحب کو بھی سوموار کو اس میٹنگ میں بلا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: درست ہے۔

جناب سپیکر: اگلی تحریک التوائے کار حاجی محمد اعجاز صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب اور ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔اس کا نمبر ہے 693۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب اس کو پیش کریں گے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب والا یہ moveہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: یہ moveتو ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر صحت!

سروسز ہسپتال لاہور کے شعبہ ایمرجنسی میں میڈیکولیگل رپورٹ سے قبل مریضہ کا علاج نہ کرنا

(۔۔۔جاری)

وزیر صحت: شکریہ۔جناب سپیکر! ہم نے اس مریضہ بچی خدیجہ یوسف کے واقعہ کی انوسٹی گیشن کی اور میڈیکل سپرنٹنڈنٹ سروسز ہسپتال سے پوچھا اور اخبار میں آنے والے واقعہ کے بارے میں تفصیلات مانگیں تو انہوں نے ریکارڈ چیک کروایا تو سروسز ہسپتال کی ایمرجنسی میں ریکارڈ کے مطابق مریضہ خدیجہ یوسف نام کی کوئی بچی اس دن داخل نہیں ہوئی تھی۔اس کے باوجود میں نے انہیں یہ تاکید کر دی اس دن discuss ہوا تھا کہ آئندہ کوئی بھی ایمرجنسی میں مریض آئے تو میڈیکولیگل aspects کو نظر انداز کرتے ہوئے پہلے میڈیکل ایڈ دی جائے اور اس کے بعد اگر کوئی لیگل کارروائی ہے تو وہ کی جائے لیکن اگر specifically یہ patient اس incident سے متعلقہ ہے یہ ہمارے ہسپتال میں کبھی داخل نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ اس کو مزید press نہیں کرنا چاہتے لہذا motion dispose of ہوئی۔اگلی تحریک جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔یہ ابھی پڑھی جائے گی چونکہ آج ہی آئی ہے اس لئے اس کا جواب بعد میں دیا جائے گا۔جی، بگو صاحب!

صوبہ پنجاب میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیراعظم کے احکام پر عملدرآمد نہ ہونا

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ صوبہ میں کسی بھی چھوٹی یا بڑی شاہراہ پر سی این جی سٹیشن کی تنصیب کے لئے تقریباً سے زائد محکمہ جات سے این او سی حاصل کرنا پڑتا ہے۔ پھر اس کے بعد سی این جی سٹیشن قائم کیا جا سکتا ہے جس میں سرمایہ کار کو کافی مشکلات کا سامنا کرنے کے علاوہ مختلف قسم کی سفارشوں کے علاوہ رشوت دینی پڑتی تھی۔ان مشکلات کے پیش نظر اور سرمایہ کاروں کی استدعا پر وزیراعظم پاکستان نے مورخہ 24-6-2006 کو مراسلہ جاری کیا ہے جس کے تحت ملک کی کسی بھی جگہ سی این جی سٹیشن لگانے کے لئے صرف تین محکمہ جات exclusive سول ڈیفنس، متعلقہ تحصیل آفیسر اور دوسری پارٹی کا H.D.I.P سے این او سی لینا ضروری ہے۔وزیراعظم کے ان احکامات پر صوبہ پنجاب میں ابھی تک عملدرآمد شروع نہ ہوا ہے

بلکہ یہ فائل محکمہ صنعت کے دفتر سول سیکرٹریٹ میں پڑی ہوئی ہے جس پر عملدرآمد نہ ہو رہا ہے جس کی وجہ سے سینکڑوں سرمایہ کار جو بیرونی ممالک سے سرمایہ کاری کے لئے آئے ہوئے ہیں واپس جا رہے ہیں کیونکہ صوبہ پنجاب نے ابھی تک دس کے قریب محکمہ جات سے این او سی حاصل کرنا پڑتا ہے اس لئے صوبے میں وزیراعلیٰ پنجاب کی گرین پنجاب سکیم کی خلاف ورزی بھی کی جا رہی ہے۔ اس سے عوام میں شدید اضطراب پایا جا رہا ہے لہذا میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں بحث کے لئے اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ابھی تک مجھے اس کی کاپی نہیں ملی۔

جناب سپیکر: پھر اس کو pending کر لیں۔

وزیر صنعت: جی، جناب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے وزیراعظم کے لیٹر والی جو فیکس ہوئی ہے پنجاب حکومت کو اس تحریک التوائے کے ساتھ لگائی ہے۔

جناب سپیکر: Monday تک شاید اس کا جواب نہ آئے اس لئے Wednesday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 696 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور اس کا جواب آنا تھا۔ جی، وزیر ہاؤسنگ!

لاہور کے رہائشی علاقوں میں کثیر المنزلہ پلازوں کی تعمیر

(---جاری)

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس کا جواب اس طرح سے ہے کہ لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی لاہور میں رہنے والے لوگوں کی رہائش کمرشل اور اس سے ملحقہ civic سہولتوں کی فراہمی کی ذمہ داری حکومتی وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے پورا کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ اس پیرائے میں کمرشل سہولتوں کی فراہمی اور رہائشی پلاٹوں اور کمرشل بلڈنگ کے بننے کے عمل کی جامع منصوبہ بندی کے لئے حکومت پنجاب نے جولائی 2001 میں کمرشلائزیشن پالیسی مرتب کی تھی۔ ایل ڈی اے رہائشی پلاٹوں کو کمرشل بنانے کا عمل اس پالیسی کو سامنے رکھتے ہوئے انجام دے رہی ہے۔ سڑکوں کو کمرشلائزیشن کی منظوری دینے سے پہلے اخبارات میں عوام الناس کے

اعتراضات حاصل کرنے کے لئے اشتہارات دیئے جاتے ہیں اور اس کے بعد عوام کا ردعمل سامنے رکھتے ہوئے کمرشلائزیشن کی اجازت دی جاتی ہے۔ تمام ترقی یافتہ ممالک کی طرح منظور شدہ پالیسی کو عوامی اعتراضات کو سامنے رکھتے ہوئے مزید بہتر بنانے کی کوشش کی جارہی ہے۔اس ضمن میں سیکرٹری لوکل گورنمنٹ نے سڑکوں کے محکمے نے مزید کمرشل کرنے کے پراسیس کو عارضی طور پر بند کر دیا ہے۔ سیکرٹری ہاؤسنگ حکومت پنجاب نے پنجاب کی ساری ڈویلپمنٹ اتھارٹیز کے ڈائریکٹر جنرل صاحبان کو ہدایت فرمائی ہے کہ کمرشلائزیشن پالیسی کو بہتر بنانے کے لئے تجاویز دیں۔اس ضمن میں ایک سب کمیٹی ڈائریکٹر جنرل ہاؤسنگ اینڈ فزیکل پلاننگ زیر نگرانی تشکیل دی گئی ہے اور کمرشلائزیشن پالیسی کو مزید بہتر بنانے کے لئے یہ عمل تیزی سے جاری ہے۔ جو رہائشی پلاٹ کمرشل کئے جاتے ہیں ان پر عمارت کی بلندی اور ڈیزائن لاہور ڈویلپمنٹ اتھارٹی کے بلڈنگ ریگولیشن 2005 کو سامنے رکھتے ہوئے اجازت دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی بتاتا چلوں کہ یہ جو پالیسی ہے اس لئے مرتب کی جارہی ہے کہ TMA کی پالیسی اور ہماری حکومت یعنی ڈسٹرکٹ کی پالیسی میں تھوڑا سا فرق آتا تھا ڈویلپمنٹ اتھارٹی کی پالیسی میں۔ اسی لئے ہم نے across the board ایک comprehensive پالیسی بنانے کا عزم کیا ہے جس کے تحت یہ رپورٹ اگلے ہفتے تک انشاء اللہ تعالیٰ وزیر اعلیٰ صاحب کو approval کے لئے پیش کر دی جائے گی۔ جس میں یقینی طور پر بہت بہتری آئے گی اور جہاں پر بھی کمرشلائزیشن کرنے کی ضرورت پائی جائے گی ان کو particularly area define کر دیا جائے گا اور اس کے بعد یہ پراسیس limited کر دیا جائے گا۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! مجھے یہ افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ جواب بالکل relevant نہیں لگا۔ ایسا لگتا ہے کہ میں نے سوال کچھ کیا تھا اور جواب کچھ اور دیا گیا ہے۔ وزیر موصوف مجھے یہ بتادیں کہ لاہور کی اربن limit کیا ہے اور یہ بتادیں کہ پر کنال کتنے پیسے لے کر کمرشلائزیشن ہو رہی ہے۔ میں نے گزارش یہ کی تھی کہ لاہور ایک already choke city بن چکا ہے۔ ان کے پاس کوئی بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی بھی آج تک نہیں ہے۔ بلڈنگ کنٹرول اتھارٹی ہی اس بات کا جواب دے سکتی تھی کہ یہ جو ہو رہا ہے یہ کیسے ہو رہا ہے۔ Influential گروپس involve ہیں۔ چار منزلوں کے نقشے پاس ہوتے ہیں اور 14 منزلیں بنادی جاتی ہیں اور اس کا انہوں نے جو جواب دیا ہے کہ یہ اب پالیسی بنا رہے ہیں تو لاہور پہلے ہی بیڑہ غرق کی سطح تک چلا گیا ہے۔ 30,30 فٹ کی جگہ میں دکھا

سکتا ہوں کہ جتنے جتنے بڑے ٹاور بن رہے ہیں۔اب یہ جو آج کہتے ہیں کہ ہم نے ابھی پالیسی بنانی ہے تو لاہور کا تو حشر ہو چکا ہے۔آج تک لاہور کی بلڈنگ کا اربن limit کوئی نہیں ہے۔پتوکی کے پاس بھی جا کر پلاٹ بک رہے ہیں اور اسے بھی لاہور کہا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ اس میں میں نے بڑی simple بات یہ کہی تھی کہ آپ مجھے بتائیں کہ آنے والی نسلوں کو ہم نے کیا جواب دینا ہے۔profit تو ٹھیک ہے کہ دو چار کروڑ روپے کا پلاٹ لیا 40/50 کروڑ روپے اس سے کمایا اور اس کے بعد وہاں کیا بنا، کچھ خبر نہیں۔ میں آپ کو ایک مثال دینا چاہتا ہوں کہ گلبرگ میں جہاں پر آٹھ کنال کے گھر میں کبھی آٹھ باتھ روم تھے وہاں پر ہائی رائس بلڈنگ بنانے کے بعد آٹھ سو باتھ روم ہیں۔ سیوریج سسٹم وہی ہے۔روی سنٹر کا پچھلے دنوں ایک بہت بڑا issue بنا تھا اور یہ کچھ نہیں کر سکے اور روی سنٹر کی بکنگ بھی ہو رہی ہے۔سب کچھ اسی طرح جاری ہے۔ہر جگہ کمرشل پلاٹ convert کیا جاتا ہے اور اس پر بلڈنگ بنا دی جاتی ہے۔منسٹر صاحب آج مجھے صرف یہ بتا دیں کہ کتنے لاکھ روپے لے کر کمرشل ہو سکتا ہے۔ میں کہتا ہوں قبرستان بھی کمرشل ہو سکتا ہے اور اس وقت تو ایسی پالیسی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی: جناب سپیکر! مجھے ان کے جواب سے ضرور محسوس ہو رہا ہے کہ ان کی دل شکنی کہیں نہ کہیں ضرور کی گئی ہے۔ پلازوں کی کمرشلائزیشن کی جہاں تک بات یہ ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم لاہور نے ابھی recently کافی پلازوں کے خلاف ایکشن بھی لیا ہے اور ان کو لازمی طور پر اس پالیسی پر عملدرآمد کے لئے سخت سے سخت کارروائی کا بھی حکم دیا ہے۔ جہاں تک یہ کمرشلائزیشن کی بات کرتے ہیں تو لازمی طور پر کمرشلائزیشن کی ڈویلپمنٹ اتھارٹی میں ایک کمیٹی ہے جو پلاٹ ٹو پلاٹ کیسز پر یہ کمرشلائز کرتی ہے جس میں یقینی طور پر وہی ایریا کمرشلائز کیا جاتا ہے جس کے سات گھر لیفٹ اور سات گھر رائٹ سے این او سی حاصل کیا جائے۔

جناب سپیکر! جہاں تک ان کی بات ہے کہ چار پانچ منزلہ کی approval ہوتی ہے اور آگے بلڈنگ بڑھ جاتی ہے اس میں کوئی شک نہیں مجھے بھی رپورٹس ملی ہیں جس کے تحت ہی ہم پالیسی میں ترامیم کر رہے ہیں جس میں ہم یقینی طور پر اس بات کو پالیسی implementation میں لے کر آئیں گے کہ جب approval چار منزل کی ہو تو چار سے پانچویں منزل نہ بنائی جائے۔ شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ایک اور بات یہ عرض کرنی ہے کہ ابھی منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ رائٹ اور لیفٹ سے متعلق بھی این او سی لئے جاتے ہیں تو میں یہ عرض کرتا ہوں کہ اب وہ قانون بھی ختم ہو چکا ہے اور اس قانون کو ختم ہوئے بھی بہت عرصہ ہوا ہے۔ اب تو یہ صرف کہتے ہیں کہ اتنی کمرشل فیس دو اور جہاں مرضی کرالو اور دوسری بات یہ ہے کہ پوری دنیا میں ایک specified areas ہوتے ہیں ٹوکیو کو دیکھیں، ہر ملک کو دیکھیں کہ وہاں پر specified areas ہوتے ہیں جن کو ہائی رائز بلڈنگز کے لئے کمرشلائز کرنا پڑتا ہے تو میری یہ گزارش ہے کہ لاہور میں کوئی specified کمرشل ایریا ہی نہیں ہے۔ یہ کم از کم کمرشل ایریا define کر دیں کہ ان میں ہائی رائز بلڈنگ بن سکتی ہیں تاکہ آنے والی نسلیں بچ جائیں ورنہ ہر جگہ یہی کچھ ہو رہا ہے اور پورے کا پورا سسٹم ختم ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب آپ نے نشاندہی کر دی ہے۔ یقیناً محکمہ اس کا کوئی سدباب کرے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ہاؤسنگ ڈیپارٹمنٹ نے 1999 میں ایک سکیم بنائی تھی۔ انھوں نے کمرشلائزیشن فیس ایجاد کی تھی کہ اگر کسی رہائشی علاقے میں کوئی کمرشل بلڈنگ بنانا چاہتا ہے تو اس علاقے میں جو قیمت ہے تو اس کا 25 فیصد کمرشلائزیشن فیس کے طور پر وہ جمع کروائے گا اور پھر وہ بلڈنگ بنائے گا۔ انھوں نے اس طرح لاہور کو بچایا ہے لیکن اس کی زد میں پورا پنجاب آ گیا ہے۔ وہی پالیسی لوکل باڈی نے adopt کر لی ہے اور اب یہ ہو رہا ہے کہ پنجاب میں دیہات میں بھی کوئی آدمی دکان بناتا ہے تو یہ وہاں پر پہنچ جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ کمرشلائزیشن فیس دیں۔ میں نے منسٹر صاحب سے یہ درخواست کی تھی کہ آپ اس سلسلے میں کچھ کریں۔ میں نے انھیں سیالکوٹ آنے کی بھی دعوت دی تھی۔ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ یہ جو کمرشلائزیشن پالیسی کو وسیع پیمانے پر پابند کیا جائے۔ جس طرح شیخ صاحب نے فرمایا ہے کہ یہ تو locate کیا جائے کہ کمرشل ایریا کون سا ہے اور ڈومیسٹک ایریا کون سا ہے اور جو ڈومیسٹک ایریا ہے وہاں پر کمرشل بلڈنگ بنانا ممنوع قرار دیا جائے اور وہاں پر کوئی کمرشل بلڈنگ نہ بنائی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

مہر اشتیاق احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مہر اشتیاق احمد صاحب!

مہر اشتیاق احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اخباری اشتہار کی طرف دلانا چاہتا ہوں۔ اشتہار میں لکھا ہے کہ ضرورت رشتہ، صوبائی وزیر وسیع زرعی / شہری جائیداد تعلیم یافتہ لندن خوبرو ستائیس سالہ کے لئے اعلیٰ پس منظر کی حامل ہم پلہ سید دوشیزہ مطلوب ہے یہ ملتان کا 17۔ ستمبر کا اخبار ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اب وزیروں کا یہ حال ہو گیا ہے تو باہر ایک بورڈ لگا دیں تاکہ ہم ان کی کوئی مدد کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر خوراک!

حکومت پنجاب کے مالی حسابات برائے سال 04-2003 پر آڈیٹر جنرل آف پاکستان کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FOOD: I move to lay the Report of the Auditor General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2003-04.

MR SPEAKER: The Report of the Auditor General of Pakistan on the Accounts of Government of the Punjab for the year 2003-2004 has been laid and is referred to the Public Accounts Committee No.II for the report within the period of one year. Minister for Food.

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2004 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR FOOD: I move to lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2004.

MR SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the year 2004 has been laid.

آج کے اجلاس کا وقت ختم ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 9۔اکتوبر 2006 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

647

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،9۔اکتوبر2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)

i۔ نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

مسودات قانون

(جوزیرغورآئیں گے)

i۔ مسودہ قانون(ترمیم)لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2006

ii۔ مسودہ قانون(ترمیم)شہری ترقی پنجاب مصدرہ2006

iii۔ مسودہ قانون نظر ثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006

iv۔ مسودہ قانون(ترمیم)زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ2006

v۔ مسودہ قانون(ترمیم)کینال اینڈڈرینج مصدرہ2006

649

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

سوموار، 9-اکتوبر 2006

(یوم الاثنین، 15-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 39 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

يٰۤاَيُّهَا الْمُزَّمِّلُ ﴿۱﴾ قُمِ الَّيْلَ اِلَّا قَلِيْلًا ﴿۲﴾ نِّصْفَهٗۤ اَوِ انْقُصْ مِنْهُ
قَلِيْلًا ﴿۳﴾ اَوْ زِدْ عَلَيْهِ وَ رَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ﴿۴﴾ اِنَّا سَنُلْقِيْ
عَلَيْكَ قَوْلًا ثَقِيْلًا ﴿۵﴾ اِنَّ نَاشِئَةَ الَّيْلِ هِيَ اَشَدُّ وَطْاً وَّ
اَقْوَمُ قِيْلًا ﴿۶﴾ اِنَّ لَكَ فِي النَّهَارِ سَبْحًا طَوِيْلًا ﴿۷﴾ وَ اذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ
وَ تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا ﴿۸﴾ رَبُّ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ
فَاتَّخِذْهُ وَكِيْلًا ﴿۹﴾ وَ اصْبِرْ عَلٰى مَا يَقُوْلُوْنَ وَ اهْجُرْهُمْ هَجْرًا جَمِيْلًا ﴿۱۰﴾

سورۃ المزمّل آیات 1تا10

اے (محمد ﷺ) جو کپڑے میں لپٹ رہے ہو (1) رات کو قیام کیا کرو مگر تھوڑی سی رات (2) (قیام) آدھی رات (کیا کرو) (3) یا اس سے کچھ کم یا کچھ زیادہ اور قرآن کو ٹھہر ٹھہر کر پڑھا کرو (4) ہم عنقریب تم پر ایک بھاری فرمان نازل کریں گے (5) کچھ شک نہیں کہ رات کا اٹھنا (نفس بہیمی) کو سخت پامال کرتا ہے اور اس وقت ذکر بھی خوب درست ہوتا ہے (6) دن کے وقت تو تمہیں اور بہت سے شغل ہوتے ہیں (7) تو اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کی طرف متوجہ ہو جاؤ (8) (وہی) مشرق اور مغرب کا مالک (ہے اور) اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو اسی کو اپنا کارساز بناؤ (9) اور جو (دل آزار) باتیں یہ لوگ کہتے ہیں ان کو سہتے رہو اور اچھے طریق سے ان سے کنارہ کش رہو (10)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ مواصلات و تعمیرات)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے اور آج کے ایجنڈا پر محکمہ مواصلات و تعمیرات سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جمعہ کو جب اسمبلی کا اجلاس ختم ہوا اور ہم اپنے اپنے علاقوں میں گئے تو لاہور میں بھی پھرنے کا اتفاق ہوا۔ احترام رمضان کے حوالے سے بہت برا حال ہے میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے اور راجہ بشارت صاحب سے عرض کروں گا کہ ہوٹل کھلے ہیں، لوگ سر عام کھانے کھا رہے ہیں اور وہاں پر میوزک چل رہا ہے۔ بڑے برے دور میں بھی کبھی ایسا نہیں ہوا۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ وہ اس پر سختی سے عملدرآمد کروائیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر بگو صاحب نشاندہی کر دیں تو میں یقین دلاتا ہوں کہ کارروائی کی جائے گی اگر specifically کسی علاقے کی نشاندہی فرما دیں تو ہم اس پر کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: وہ کون سا علاقہ ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! لاہور سمیت مختلف علاقوں میں ایسی صورتحال ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ صورتحال اس طرح سے نہیں ہے لیکن اس کے باوجود اگر آپ specifically نشاندہی فرمائیں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرے کہنے کا مطلب ہے کہ اگر پنجاب حکومت اس پر توجہ دے

تو خود ان کو پتا چل جائے گا۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آج 9-اکتوبر ہے کل جو 8-اکتوبر گزرا ہے پاکستان، مظفر آباد، آزاد کشمیر اور دیگر علاقوں میں جو پاکستان کی تاریخ بلکہ انسانی تاریخ کا ایک بڑا سانحہ آیا اور پورے ملک نے کل ایک سال گزرنے کے بعد اس پر خود اپنا analysis کیا۔ آج مجھے یاد ہے کہ پنجاب کے اس ہاؤس نے متفقہ طور پر 8-اکتوبر کے زلزلے کے حوالے سے اپنے جذبات کا اظہار کیا تھا لیکن آج جب ایک سال گزر گیا تو میں یہ quote کرنا چاہوں گا کہ آج مسلم لیگ (ق) کے سربراہ چودھری شجاعت حسین صاحب کی سٹیٹمنٹ ہے کہ وفاقی حکومت نے جو ایک ادارہ "ایرا" کے نام سے بنایا تھا اس پر اپنے عدم اطمینان کا اظہار کیا ہے اور یہ افسوس کی بات ہے کہ 8-اکتوبر کا وہ واقعہ جس کے حوالے سے اگر میں مختصر اور ایک فقرے میں کہوں کہ وہ آہوں اور سسکیوں کا ایک المیہ تھا۔ وہاں سے ان سسکیوں اور آہوں کے اس المیے سے ایک سال میں کرپشن، لوٹ مار اور غبن کے واقعات نے جنم لیا ہے اور اس پر بجا طور پر میں سمجھتا ہوں کہ نا صرف اپوزیشن بلکہ آج کی حکمران جماعت کے سربراہ کا بیان اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ پورے ملک کے جمہوری ایوانوں اور جمہوری سیاسی جماعتوں کو اس حوالے سے ضرور اپنے جذبات کا اظہار کرنا چاہئے اور اس پر مناسب اقدامات لینے چاہئیں تاکہ ان کے دکھ درد کم ہو سکیں۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔

محترمہ زیب النساء قریشی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ تشریف رکھیں۔ براہ مہربانی کارروائی چلنے دیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: جناب سپیکر! لاہور میں 41 لاکھ کے تین ڈاکے ڈالے گئے ہیں اور اس میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ ون فائیو پر فون کیا گیا لیکن پولیس آدھے گھنٹے کے بعد موقع واردات پر پہنچی۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 1704 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دریائے راوی سید والا کے مقام پر پل کی تعمیر

*1704: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا دریائے راوی سید والا کے مقام پر پل کی تعمیر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے اگر ہے تو اس کے لئے کیا کوئی فنڈز مخصوص کئے گئے ہیں اس پل کی تعمیر کا تخمینہ لاگت کیا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ سابق دور کے مختلف وزرائے اعظم نے اس پل کی تعمیر کے لئے وعدوں کے اعلان فرمائے لیکن اس کے باوجود اس پل کی تعمیر کے لئے تاحال کوئی فنڈز مختص نہیں کئے گئے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مذکورہ پل کی تعمیر کا کوئی منصوبہ فی الحال حکومت کے زیر غور نہ ہے اور نہ ہی اس کے لئے کوئی فنڈز مختص کئے گئے ہیں پل کی تعمیر کا تخمینہ لاگت تقریباً 600 ملین روپے ہے۔

(ب) اس پل کی تعمیر کے لئے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو فنڈز مختص کرنے کے لئے تحریر کیا تھا لیکن دوسرے اہم منصوبہ جات کے لئے درکار وسائل کے پیش نظر وفاقی حکومت نے مطلوبہ فنڈز مہیا کرنے سے معذوری کا اظہار کیا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حکومت نے ضلع ننکانہ صاحب کو ترقی دینے کے لئے بہت بڑے بڑے اعلانات کئے ہیں اور دریائے راوی پر سید والا کے مقام پر جو پل بننا ہے اس کے حوالے سے دو سابق وزرائے اعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو (مرحوم) اور میاں محمد نواز شریف نے بھی اعلان کیا تھا کہ یہاں پر پل بنایا جائے گا۔ ننکانہ صاحب کی اہمیت کے حوالے سے جو حکومت مختلف اعلانات بھی کر رہی ہے اور اس کی ایک اہمیت بھی ہے۔ اس پل کو بنانے کی تجویز کیا حکومت کے زیر غور ہے اور کیا اگلے مالی سال میں اس کے لئے کوئی فنڈز مہیا کئے جانے کا امکان ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں آپ کا مشکور ہوں۔ میرے فاضل دوست سید احسان اللہ وقاص صاحب ہمیشہ بہت ہی اہم پراجیکٹ کی طرف نشاندہی فرماتے ہیں۔ اس میں جو انہوں نے question کیا ہے کہ پچھلے وزرائے اعظم ذوالفقار علی بھٹو اور نواز شریف صاحب نے اعلانات کئے تھے جو کہ پورے نہیں ہو سکے لیکن اس دفعہ جب اس سوال کا جواب واپس آیا تو اس کے بعد جو پیشرفت ہوئی ہے وہ میں جناب کی وساطت سے ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ وزیراعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی کی ہدایت پر ہم نے فیڈرل گورنمنٹ کو pursue کیا اور اس منصوبے کی اہمیت کا بتایا۔ اس کے بعد صدر صاحب نے اس کا ایک ڈائریکٹو کر دیا۔ اس ڈائریکٹو کے لئے 686.417 ملین کا منصوبہ انہوں نے اپنے ڈائریکٹو کے ذریعے approve کیا اور اسے proceed کرنے کے لئے کہا گیا۔ جسے پنجاب کی P&D نے منظور کر کے مرکز کو بھیج دیا ہے اور مرکز نے بھی اس کو کلیئر کر دیا ہے۔ اب صرف فارمل approval کی ضرورت ہے جو کہ وہاں پر pending ہے۔ اس کو ہم pursue کر رہے ہیں جیسے ہی اس کی فارمل approval آ جائے گی اس کے ساتھ ہی فنڈز ٹرانسفر ہو جائیں گے۔ اس منصوبے پر ہماری حکومت نے توجہ دی ہے تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کو بنائیں گے۔ یہ آج تک کی صورتحال ہے جو کہ میں احسان اللہ وقاص صاحب اور آپ کی خدمت میں پیش کر دی ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: میرے سوال کا نمبر 1705 ہے۔

بین الاضلاعی سڑکوں کی تعمیر نو کی تفصیلات

*1705: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کب کی گئی تھی، کتنا خرچ آیا تھا، کیا اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے؟

(ب) گزشتہ دو سال میں کتنی بین الاضلاعی سڑکات کی مرمت اور تعمیر نو حکومت پنجاب کے بجٹ سے کی گئی ہے اور اس پر کتنا بجٹ صرف ہوا ہے؟

(ج) حکومت پنجاب کی بین الاضلاعی سڑکات چونکہ ہیوی لوڈڈ کنٹینرز اور بڑے ٹرالرز کے چلنے کے لئے ڈیزائن نہیں کی گئی ہیں اس لئے حکومت پنجاب نے axle load کے چیک کرنے کا کوئی انتظام کیا ہے، ہیوی لوڈڈ ٹرالرز کے چلنے کے لئے سڑکات کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے کیا منصوبہ بندی کی گئی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) لاہور شیخوپورہ روڈ کو 1973 میں دورویہ کیا گیا تھا اور اس پر 41.958 ملین روپے لاگت آئی تھی۔ اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے M/S LAFCO نے حکومت پنجاب کے ساتھ معاہدہ کے تحت کام شروع کر رکھا ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں یعنی 03-2002 اور 04-2003 میں بین الاضلاعی سڑکات کی مرمت و تعمیر نو پر 1366.584 ملین روپے خرچ کئے گئے جس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) صوبائی محکمہ شاہرات نے axle load کی چیکنگ کے لئے مختلف سڑکوں اور پلوں پر weigh bridge لگائے ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ خوشاب پل، خوشاب
2۔ بھوکاں والا پل، بہاولنگر
3۔ جھنگ چنیوٹ روڈ
4۔ سرگودھا طالب والا روڈ

حکومت اپنے مالی وسائل کو مدنظر رکھتے ہوئے سڑکات کے معیار کو بہتر بنانے کے لئے مرحلہ وار پروگرام پر عمل کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تین سال پہلے میں نے سوال کیا تھا تو جواب کے جز (ج) میں چار weigh bridge کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ یہ صوبے میں بنے ہوئے ہیں تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا اس دو تین سال کے عرصہ کے دوران ان میں کوئی اضافہ ہوا ہے یا نہیں اور دوسرے نمبر پر یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ یہ چار، پانچ یا چھ weigh bridge پورے صوبے کی سڑکوں کی حفاظت کے لئے کافی ہوں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بھی ایک انتہائی اہمیت کا حامل سوال ہے اور ضمنی سوال میں بھی بہت ہی informative supplementary question ہے۔ میں گزارش کرتا چلوں کہ واقعی جب جواب کچھ دیر پہلے آیا ہوا ہوتا ہے تو اس میں کچھ چیزیں سیکرٹریٹ کی طرف سے نادانستہ طور پر miss ہو جاتی ہیں جو کہ ہم جناب کی وساطت سے اس کو cover کر کے بتا دیتے ہیں اور اس میں ہماری نیک نیتی شامل ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! اس میں کچھ چیزیں واقعی miss ہیں تو میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ان چار weigh station کو improve کر دیا گیا ہے۔ اب ان کی تعداد زیادہ ہے اور خوشاب پل کے اوپر ایک ہے لیکن بھوکاں والا پل بہاولنگر کے اوپر اب دو ہیں، جھنگ چنیوٹ روڈ پر بھی دو ہیں، سرگودھا طالب والا روڈ پر بھی دو ہیں اور ایک (ایم ایم روڈ) میانوالی مظفر گڑھ روڈ پر، جواب دینے کے بعد نیا develop کیا گیا ہے۔ اس میں ایک خانسر کے مقام پر ہے، ایک فتح پور کے مقام پر ہے اور ایک چوک منڈا کے مقام پر ہے اور اس کی پالیسی بھی ہم نے وضع کر دی ہے اور اس کو strictly monitor کر رہے ہیں اور احسان اللہ وقاص صاحب کے ضمنی سوال کے دوسرے حصہ کے جواب میں عرض ہے کہ واقعی axle lood کو observe کئے بغیر ہماری سڑکوں کا معیار قائم نہیں رہ سکتا اور جس weigh bearing capacity کے لئے یہ بنتی ہیں۔ بعض اوقات کچھ ٹرالہ جات یا اس کے مالکان وقتی منافع کے لئے چلتے ہیں تو ان کی تباہی کا باعث بنتا ہے اور اس کو observe کرنے کے لئے ہم نے fix بھی کر دیا ہے۔ گو کہ یہ ضمنی سوال کا حصہ نہیں ہے لیکن اگر آپ مناسب سمجھیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔ ہم نے سنگل ایکسل روڈ پر 12 ٹن allow کیا ہے۔ ڈبل ایکسل پر 22 ٹن کا اور ٹرپل ایکسل کے اوپر 32 ٹن کا لوڈ allowed کیا ہے اور اب آئندہ weigh station بنانے کے لئے بھی پراسیس جاری ہے اور زیادہ بڑھائے جائیں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ انہوں نے weigh bridge قائم کئے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جب وہاں سے ٹرک گزرتا ہے تو یہ اس کا وزن چیک

کرتے ہیں کہ یہ کتنا وزن ہے۔ یہ بتادیں کہ اب تک ایک سال میں محکمہ شاہراہ نے زیادہ وزن والے کتنے ٹرکوں کے چالان کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! گو کہ یہ سوال ہمارے متعلقہ تو نہیں ہے کیونکہ پولیس چالان کرتی ہے چونکہ ہمارے سسٹم میں ایک چیز موجود ہے جو انفارمیشن حاصل کرنے کے لئے میرے محترم بگو صاحب نے سوال کیا ہے تو جواب یہ ہے کہ ہم نے جتنا وزن دیا ہوا ہے اگر اس سے exceed کرتا ہے تو excess جتنا بھی ہو exceed کرنے والے کو ٹھیکیدار -/500 روپے جرمانہ کرتا ہے اور اس جرمانے کا 90 فیصد خزانہ میں جاتا ہے اور 10 فیصد ٹھیکیدار کے پاس جاتا ہے اور اس کو وہاں پر اَن لوڈ کر دیا جاتا ہے۔ آگے لے کر جانے کی ضرورت نہیں ہوتی اور یہ ایک punishment ہوتی ہے جو اس کو موقع پر دے دی جاتی ہے۔ یہ لاتعداد ہوتی ہے اور اگر اس کے بارے میں یہ جاننا چاہیں گے تو چونکہ یہ figures کا معاملہ ہے تو میں لے کر دے دوں گا۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! چالان وغیرہ نہیں ہوتا بلکہ جرمانہ ہوتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے جرمانہ کیا ہے اور ٹرک کو روک لیتے ہیں تو یہ بتادیں کہ اس وقت پنجاب میں ایک سال میں کتنے جرمانے کئے ہیں۔ اس حوالے سے ان کے پاس figures ہوں اور یہ سوال سے related بھی ہے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! ویسے یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: چلیں اگر آپ کہتے ہیں تو ٹھیک ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ fresh question تو بنتا ہے لیکن یہ پاکستان کے اندر پریکٹس نہیں ہے۔ کوئی ٹرک نہیں روکا جاتا اور اگر روکا جاتا ہے تو پھر پیسے لے کر اسے چھوڑ دیا جاتا ہے یہ بات قطعی طور پر غلط ہے کہ اس کا سامان اَن لوڈ کیا جائے یا اس کو سڑک پر چلنے سے منع کر دیا جائے۔ ایسا نہیں ہوتا۔ اس کے لئے کوئی سدباب کیا جائے کہ جو لوڈڈ ٹرک ہیں ان سے پیسے تو وصول کریں۔ وہ سڑک پر سے تو گزر جاتا ہے اور نقصان کر دیتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ نے جواب شاید صحیح طریقہ سے سنا نہیں۔ وزیر موصوف نے یہ کہا ہے کہ ٹھیکیدار جرمانہ کرتا ہے تو جب کسی نے ٹھیکہ لیا ہوا ہے اور اس نے جرمانہ کرنا ہے تو وہ کسی کو بھی معاف نہیں کرے گا بلکہ چار آنے زیادہ تو ہو سکتا ہے کم تو نہیں لے گا۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! جرمانہ تو وہ کرتا ہے میں یہ مانتا ہوں۔ وہ بھی جرمانہ کرتا ہے، پولیس بھی جرمانہ کرتی ہے اور وزیر مواصلات بھی جرمانہ کرتے ہیں لیکن جرمانہ کرنے کے بعد اس ٹرک کو روکا نہیں جاتا بلکہ وہ اسی سڑک پر اتنا وزن لے کر جاتا ہے جس سے نقصان ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے بتایا ہے کہ وہ اضافی وزن والے ایسے ٹرک کو اَن لوڈ کر دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ممنون ہوں کہ میرے axle load کے تعین سے متعلق سوال کا جواب دے دیا گیا ہے لیکن میں یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک تو یہ سارے وے برج in service ہیں کیونکہ میری اطلاع کے مطابق ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ جو کام نہیں کر رہے۔ اسی کے ساتھ ضمناً یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے axle load 12 ٹن فرمایا ہے تو کیا ہماری سڑکوں کی تعمیر کا معیار اس ایکسل لوڈ کو برداشت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہماری سڑکیں دو قسم کی ہیں جن میں ایک T.S.T روڈز ہیں ان پر اگر axle load divided by جاتا ہو تو وہ load bearing capacity ہوتی ہے لیکن اگر سنگل ایکسل کے اوپر exceed کر دیا جائے تو پھر وہ weight bearing capacity نہیں ہوتی لیکن شاہ صاحب نے دوسرا یہ فرمایا ہے کہ کچھ operative نہیں ہیں تو میرے علم کے مطابق تمام operative ہیں۔ میں دوبارہ چیک کروالوں گا اور اگر کوئی ایسی بات ہوئی کہ کوئی non operative ہوا تو اس کو انشاء اللہ operative کروا دیا جائے گا اور میں یہ نوٹیفکیشن ان کی نذر کرتا ہوں یہ اسے ملاحظہ فرما لیں گے۔

(اس مرحلہ پر وزیر موصوف نے لوڈ کے حوالے سے نوٹیفکیشن
محترم احسان اللہ وقاص صاحب کو دیا)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! 1705 سوال سے متعلق ہے کہ نئی سڑکوں کی تعمیر اور پرانی سڑکوں کی مرمت بین الاضلاعی 03-2002 اور 04-2003 میں کتنا خرچہ آیا ہے تو اس کی تفصیل دی ہوئی ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کا فیصلہ کس معیار کے اوپر کیا جاتا ہے کہ اس سڑک کی تعمیر نو ہونی چاہئے یا اس کی مرمت ہونی چاہئے۔ اس کے لئے کوئی set criteria ہے یا محض ایک پک اینڈ چوز ہے، کئی سفارشی بنیاد کے اوپر سڑکیں لے لی جاتی ہیں، کچھ کو ignore کر دیا جاتا ہے تو براہ مہربانی وزیر موصوف معیار کے بارے میں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہمارا بالکل criteria ہے اور یہ per کلو میٹر ہے اور T.S.T روڈز کو yearly فنڈ دیا جاتا ہے اور non T.S.T روڈز کو ہم دو سال کے بعد دیکھتے ہیں لیکن جہاں پر اگر وقت سے پہلے شکست وریخت ہو جائے تو اس کو priority پر لے لیا جاتا ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! اگر ایسا نہ ہو رہا ہو تو پھر ان کے پاس اس کا کیا علاج ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ایسا ہی ہو رہا ہے اور یہ ایک بد گمانی کی صورتحال ہے۔ یہ نشاندہی فرمائیں میں تو ہمیشہ ان کی تعمیل کرتا ہوں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں نشاندہی کرتا ہوں کہ ایسا نہیں ہو رہا اور یقیناً نہیں ہو رہا اور ضلع لیہ کے اندر میں چیلنج کے ساتھ یہ کہتا ہوں کہ آپ رپورٹ منگوائیں کہ وہاں چھ چھ سال سے سڑکوں کی مرمت نہیں کی گئی اور ضلع ناظم اپنی مرضی سے نئی سڑکوں کو choose کرتا ہے اور نئی سڑکیں بناتا ہے اور ان کی مرمت کرتا ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ضلع کونسل کی بات کر رہے ہیں اور وہ ہائی وے ڈیپارٹمنٹ سے متعلق جواب دے رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: نہیں۔ جناب سپیکر! میں ان کے ڈیپارٹمنٹ کی بات کر رہا ہوں۔ میں نے پہلے یہ سوال کیا تھا اور آپ نے ان سے یہ وضاحت لی تھی کہ یہاں سے فنڈز reserve رکھے جاتے ہیں کہ سڑکوں کی مرمت according to the rules ہونی چاہئے اور انہوں نے یہ کہا تھا کہ ایسے ہوتی ہے۔ انہوں نے جیسے اب یہ فرمایا کہ ۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! وہ ہائی وے روڈز کی بات کر رہے ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں بھی ہائی وے روڈز کی بات کر رہا ہوں۔ جو روڈز انہوں نے بنائی ہیں۔

جناب سپیکر: جو ضلع کونسل کی سڑکیں ہیں؟

چودھری اصغر علی گجر: نہیں، جناب سپیکر! ضلع کونسل کی بات نہیں کر رہا۔ آپ یہ فنڈ ضلع کونسل کو بھیجتے ہیں۔ میں بھی ہائی وے روڈز کی بات کر رہا ہوں جو روڈ انہوں نے بنائی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: وہ تو ضلع کونسل کی سڑکیں ہیں۔

چودھری اصغر علی گجر: ہائی وے کی سڑکیں چھ چھ سال سے غیر مرمت پڑی ہیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر! مواصلات اور تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! آپ صحیح نشاندہی فرما رہے ہیں کیونکہ آپ اس سسٹم کو ہم سے بھی بہتر جانتے ہیں کیونکہ یہ تو آپ کی انگلیوں سے گزرا ہے۔ یہ ڈسٹرکٹ روڈز بھی ہیں جو کہ 32 ہزار کلو میٹر devolve کر دی گئی ہیں لیکن C&W کا محکمہ ان کو مانیٹر کرتا ہے، انہیں دیکھتا ہے انہیں محکمہ دیا ہوا ہے execution جو ہے وہ ڈسٹرکٹس کی ہوتی ہے لیکن اس کے باوجود میرے بھائی نے جو ارشاد فرمایا ہے میں وہاں کے EDO Works کے ذریعے پتا کر کے اس کو انشاء اللہ دیکھ لوں گا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی رانا سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز (الف) میں شیخوپورہ روڈ کے حوالے سے بڑا واضح طور پر پوچھا گیا ہے کہ اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے۔ یہ بڑا واضح پوچھا گیا ہے کہ کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے اس کا جواب دیا گیا ہے کہ اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے M/S LAFCO نے حکومت پنجاب کے ساتھ معاہدہ کے تحت کام شروع کر رکھا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو کام شروع کر رکھا ہے اس کا کوئی بجٹ ہے۔ چونکہ میری constituency شاہدرہ ہے جب شاہدرہ موڑ سے شروع ہوں تو یہ شیخوپورہ روڈ شروع ہو جاتا ہے جو فیصل آباد کی طرف جاتا ہے وہاں پر جو سڑک کی صورتحال ہے اس کے بعد اگر یہ یہاں پر بجٹ کی نشاندہی کریں یا کہیں کہ کام شروع کر رکھا ہے تو میں پہلے ہی کہہ دوں کہ وہ صریحاً غلط بیانی ہو گی۔ شیخوپورہ روڈ پر جو شاہدرہ سے شیخوپورہ کی طرف جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس کے لئے کتنا بجٹ رکھا گیا ہے اور اگر کام شروع کر رکھا ہے تو وہ شیخوپورہ روڈ پر تو کہیں شروع نہیں کر رکھا اگر کہیں شروع کر رکھا ہے تو اس کی نشاندہی کریں ورنہ منسٹر صاحب کو میرے ساتھ بھیجیں جہاں سے شیخوپورہ روڈ شروع ہوتا ہے اس کی حالت زار یہ خود جا کر دیکھ لیں۔ جی، منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ عرض کرتا چلوں کہ جس وقت یہ جواب آیا تھا اس وقت تو کام ہو رہا تھا لیکن اس وقت اس سڑک کو مکمل کر دیا گیا ہے اور جس چیز کے بارے میں انہوں نے پوچھا تھا کہ 1973 میں جب یہ سڑک بنی تھی تو 41.958 ملین روپے اس پر اخراجات آئے تھے اور باقی یہ ٹوٹل بیوٹی پراجیکٹ کا حصہ ہے اس کی کل لاگت اس کے اندر ہے اس کی leg آتی ہے اب یہ مکمل ہو چکی ہے اور operative ہے۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب کو میری بات سمجھ نہیں آئی ہے 1973 میں جو دو رویہ سڑک کی گئی تھی اس کے بارے میں نہیں پوچھا گیا ہے یہ ذرا سوال غور سے پڑھ لیں میں ان سے گزارش کروں گا کہ انہوں نے احسان اللہ وقاص صاحب کا جواب غور سے نہیں پڑھا۔ پہلا سوال یہ ہے کہ دو رویہ سڑک کب تعمیر کی گئی وہ انہوں نے بتا دیا کہ وہ 1973 میں کی گئی اس کے آگے یہ ذرا غور فرمائیں کہ کیا اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا۔ یہ present

condition کی بات ہے یہ آج کے سوال کو ماشاء اللہ 1973 میں جاکر جواب دے رہے ہیں جو کہ پوچھا ہی نہیں گیا کہ اب اس وقت موجودہ تعمیر نو کے لئے اس کا بجٹ کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اس کا ٹوٹل تو 6 بلین روپے ہے لیکن اس کا 14 ملین روپے اس سڑک کا ہے۔

جناب سپیکر: 14 ملین روپے ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ کہاں لگ رہا ہے یہ LEFCO کے تحت یہاں شیخوپورہ روڈ کی condition دیکھنے کے لئے یہاں کوئی ٹیم بنالیں اور جو انہوں نے کہا ہے کہ شیخوپورہ روڈ پر بجٹ لگ رہا ہے وہ بجٹ بالکل نہیں لگ رہا ہے وہ انتہائی خستہ حال ہے جب آپ شاہدرہ سے شیخوپورہ کی طرف travel کرتے ہیں تو بیگم کوٹ چوک تک تو اس پر ایک روپیہ بھی نہیں لگا ہے۔ تو انہوں نے یہ پیسا کہاں لگایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ موصوف نے ایک غیر ذمہ دارانہ بیان دیا ہے اور بہت دیر سے اس سوال کو دیکھ رہے تھے مجھے مجبوراً کہنا پڑتا ہے کہ یہ ہر روز اس سڑک سے ٹول ٹیکس دے کر گزر رہے ہیں وہاں یہ ایک بہترین سڑک کی حالت میں ہے اور یہ پہلا بیوٹی پراجیکٹ ہے جو پاکستان میں معرض وجود میں آیا اور یہ بلا وجہ اپنا ایک رول پلے کرتے ہوئے اپوزیشن کی پہلی سیٹ پر بیٹھے ہوئے انہوں نے بات کی ہے حالانکہ وہاں پیسا لگا ہے اور اس وقت سڑک operative ہے اور بہترین حالت میں ہے اور لوگ اس کے بارے میں پنجاب کی حکومت کو سراہ رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اب میرا آپ سے سوال ہے منسٹر صاحب سے نہیں ہے۔ اگر کوئی منسٹر ہاؤس میں انتہائی غیر ذمہ داری سے اور صریحاً غلط بیانی کرے تو اس پر کیا Privilege Motion آسکتی ہے؟ اگر میں یہ ثابت نہ کر سکوں جو میں نے بات کی ہے کہ شیخوپورہ روڈ جہاں سے شروع ہوتی ہے وہاں سے بیگم کوٹ چوک تک، یہ کوئی اپوزیشن نہ لیں یہ کوئی دو تین منسٹر لیں

اوراس غلط بیانی پر، چودھری ظہیر الدین صاحب! میرا اب آپ سے سوال ہے اس ہاؤس میں اتنا دیدہ دلیری سے [***] پر کسی منسٹر۔۔۔

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! بے شک آپ کارروائی سے حذف کر دیں لیکن یہ سچائی ہے اور میں چاہوں گا اور میں چونکہ پہلی بار اسمبلی میں آیا ہوں مجھے آپ سے رہنمائی لینی ہے کہ اگر کوئی منسٹر سامنے بیٹھ کر صریحاً غلط بیانی کرے تو اس کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! آپ ایسا کریں کہ محکمے کا کوئی SE یا چیف انجینئر سمیع اللہ خان صاحب کے ساتھ بھجوادیں ذرا وزٹ کروالیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر!! مجھے اگر یہ موقع عطا فرمادیں۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہاں سے کوئی ذمہ دار افراد لے لیں اور میرے ساتھ بھیج دیں اور رپورٹ ایوان میں آجائے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ ماشاءاللہ ذمہ داری سے ہی کریں گے۔۔۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ انہوں نے جھوٹ بھی مسکرا کر بولا ہے یہ اس ایوان میں روز تماشا ہو رہا ہے یہاں ایک سوال کیا گیا ہے اگر ان کو جواب نہیں آتا ہے تو وہ کہہ دیں کہ fresh question لے آئیں یا کہہ دیں کہ میں پوچھ کر بتا دیتا ہوں حالانکہ میں نے تو کہا کہ یہ گیلری سے ہیلپ لے لیں اس میں تو ایسی کوئی بات نہیں تھی لیکن یہاں کھڑے ہو کر اس طرح سے بات کرنا اور جھوٹ بولنا غلط بیانی کرنا اور حقائق کو توڑ مروڑ کر پیش کرنا۔ میں کہہ رہا ہوں کہ یہاں سے کوئی منسٹر لیں اور اس کی رپورٹ اگلے سیشن میں آجائے یا کل آجائے اور یہ آج ہی میرے ساتھ چلیں اگر میں غلط ثابت ہوں اور وہ سڑک ٹوٹی پھوٹی نہ ہو اور وہاں جا کر اگر یہ واقعی فخر کریں کہ یہ زبردست سڑک ہے تو آپ جو مجھے سزا دیں گے وہ میں بھگتنے کے لئے تیار ہوں لیکن آپ اس کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دے دیں۔

میاں خالد محمود: پوائنٹ آف آرڈر۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر: جی، میاں خالد محمود!

میاں خالد محمود: جناب سپیکر! میں بھی LEFCO سڑک لاہور شیخوپورہ فیصل آباد روڈ کے متعلق بات کرنا چاہتا ہوں۔ یہ بات اس سے پہلے میں نے منسٹر C&W سے کی تھی۔ یہ بات درست ہے کہ جو لاہور سے شیخوپورہ روڈ ہے اس کی تعمیر غیر معیاری ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

اس سڑک کے جو پل ہیں وہی پرانی پلیاں ہیں جن کی دوبارہ تعمیر نہیں کی گئی۔ جہاں تک LEFCO شیخوپورہ سے تعلق ہے اس سڑک کو بائی پاس سے باہر سے گزار دیا گیا ہے اور مین شیخوپورہ شہر کا چار کلو میٹر کے ایریا کو چھوڑ دیا گیا اس کی تعمیر نہیں کی گئی۔ میری اس معاملے میں جناب! آپ سے گزارش ہے کہ LEFCO لاہور شیخوپورہ فیصل آباد روڈ پر اس ہاؤس کی کمیٹی بنا دی جائے تاکہ اس کی مکمل چھان بین کی جائے اور جو سڑک کی تعمیر غیر معیاری ہے ان کو بتایا جائے میں اس سلسلے میں LEFCO کے انچارج بریگیڈئر صاحب سے بھی ملا ہوں اور میں نے ان سے بارہا یہ گزارش کی ہے کہ اس سڑک کو تعمیر ہوئے صرف ایک سال ہوا ہے اور اس کی حالت دیکھیں وہ ایک لمبی سڑک ہے، غیر معیاری ہے اور جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

رائے اعجاز احمد: بگو صاحب! پہلے ایک منٹ ذرا مجھے بات کر لینے دیں۔

جناب سپیکر: رائے صاحب! میں نے بگو صاحب کو floor دیا ہوا ہے ان کے بعد آپ کو floor دوں گا۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہاں پر پچھلے چار سال سے یہی ہو رہا ہے کہ ایک فاضل منسٹر یہاں پر تصدیق کرتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ کام ہو گیا ہے اور پھر کئی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ گورنمنٹ کے بنچز سے لوگ کھڑے ہو جاتے ہیں اور وہ کہتے ہیں کہ یہ بات غلط ہے اور غلط بیانی کی گئی ہے یہ کام ہوا ہی نہیں ہے۔ جس طرح سمیع اللہ خان صاحب ضمنی سوال کر رہے تھے اور جس کی تصدیق وہاں کے مقامی ایم پی اے نے کی ہے انہوں نے کہا کہ جو چودھری ظہیر صاحب کہہ رہے ہیں۔۔۔ میں آپ سے درخواست کروں گا، چودھری صاحب کہتے ہیں کہ وہ سڑک بن چکی ہے، operative

ہو گئی ہے سب کچھ ہو گیا ہے آپ اس پر ایک کمیٹی بنا دیں جو اس کا وزٹ کر لے اور اگلے سیشن وہ ایوان میں رپورٹ پیش کر دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رائے اعجاز صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ جو سڑک بنی ہے لاہور سے شیخوپورہ اور شیخوپورہ سے مانانوالہ فیصل آباد یہ عوام کے لئے وبال جان بن چکی ہے وہاں دو دو میل تک انہوں نے راستے دیئے ہیں میں اس سلسلے میں سیکرٹری صاحب سے ملا۔ سیکرٹری صاحب نے پی ڈی کو بلایا۔ میرے شاہ کوٹ کے عوام رو رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! گزارش سن لیں۔ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دیں۔ وزیر صاحب ہمارے ساتھ محکمے کو لے کر چلے جائیں۔ ان کو پتا چل جائے گا کہ وہاں پر problem کیا ہے؟ ہم مسائل حل کرنے کے لئے آئے ہیں، مسائل کو بڑھانے کے لئے نہیں آئے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ اس کے لئے ایک کمیٹی بنا دی جائے، بے شک منسٹر صاحب ہمارے ساتھ جائیں اور جو وہاں کے مسائل ہیں وہ حل ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں پہلے تو یہ گزارش کروں گا کہ آپ نے مجھے دو دفعہ floor عنایت فرمایا اور اس میں میرے دوست سمیع اللہ خان صاحب نے مناسب نہیں سمجھا کہ آپ کا دیا ہوا floor میں explain کر سکوں۔ یہ فرما رہے ہیں کہ شیخوپورہ سے لاہور تک کی جو بی او ٹی پراجیکٹ کی سڑک ہے اس پر پیسا ہی نہیں لگا۔ پہلے تو ہم یہ چیزیں طے کرتے چلیں، ابہام میں نہ رہنے دیں۔ سمیع اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ بی او ٹی روڈ لاہور سے شیخوپورہ تک پر پیسا لگا ہی نہیں۔ میں اپنے محکمے کے ایس ای کو کہتا ہوں کہ وہ ان کے ساتھ جائیں اور یہ ان کے ساتھ جا کر اس کو وزٹ کر لیں۔ دوسری بات رہ گئی میرے دوست خالد محمود صاحب کی، انہوں نے جو فرمایا ہے کہ یہ ایک سڑک فیصل آباد تک بی او ٹی روڈ جو بنی ہے یہ لوگوں کے لئے وبال جان بن چکی ہے۔ یہ سڑک بھی اپنی جگہ موجود ہے اور اس کو راتوں رات بہتر نہیں کیا جا سکتا۔ آپ میں سے کوئی بھی شخص وہاں پر drive کر کے دیکھ لے اور یہی میرے ساتھی وزیر اعلیٰ صاحب کے سامنے بہت محبت کے ساتھ،

بہت عقیدت کے ساتھ اس کی تعریفیں بھی کرتے ہیں کہ اتنا اعلیٰ پراجیکٹ جس پر کہ اس حکومت پنجاب کا ایک پیسا بھی نہیں لگا اور پرائیویٹ پیسے سے آپ نے بنوادی لیکن آج کسی وجہ سے یہ اس کو وبال جان فرمارہے ہیں۔ میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ یہ ایک سڑک تمام پاکستان کے اندر ایک role modelثابت ہو گی جو کہ financial managementاورproject managementکا ایک مظہر ہے اور ایکrole modelکے طور پر اس کو دوسرے صوبوں میں اپنایا جارہا ہے۔ان کے لوگ یہاں پر آکرstudyکر رہے ہیں کہ کس طرح ایک اتنا بڑا پراجیکٹ چھ بلین روپے کا کسی حکومت کا ایک پیسا لگے بغیر مکمل ہو گیا ہے۔ پہلا جو حصہ ہے وہ میں اپنے بہت ہی قابل احترام دوست سمیع اللہ صاحب کے ساتھ میرے ایس ای جائیں گے اور وہ ان کو وزٹ کرادیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! چودھری ظہیر صاحب نے جو یہ فرمایا ہے کہ ایکسیئن ان کے ساتھ جائیں گے اور ان کی تسلی کروادیں گے، نہیں۔ جب ہاؤس میں معاملہ discussہوا ہے، ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ چودھری ظہیر صاحب غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں، ہم نے تو یہ کہا ہے کہ جو ڈیپارٹمنٹ نے ان کو جواب دیا ہے وہ جواب غلط ہے اور جن لوگوں نے جواب ان کو غلط دیا ہے، انہوں نے جو یہاں پرfloorپر پڑھ دیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہونی چاہئے۔ اب یہاں پر دو معزز فاضل ممبروں نے یہ تصدیق کی ہے کہ شیخوپورہ روڈ پر آپ خود ذاتی طور پر وہاں پر چلے جائیں وہ بالکل تعمیر نہیں ہوئی، وہ ٹوٹی پھوٹی ہے اور وہاں پر روزانہ گزرتے ہوئے لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ یہ دو باتیں آگئی ہیں۔ ان کی طرف سے بھی بات آگئی ہے اور ہماری طرف سے بھی بات آگئی ہے۔ اس کا فیصلہ ہو جانا چاہئے۔ اگر آپ اس پر ایک کمیٹی بنادیتے ہیں اور جن لوگوں نے یہ غلط بیانی یا غلط جواب یہاں اس ایوان میں دیا ہے ان کے خلاف کارروائی ہو جائے گی تو آئندہ کوئی ڈیپارٹمنٹ غلط جواب اسمبلی کو نہیں بھیجے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! چونکہ یہ ساری بحث ہوئی ہے۔ اب جو بات ہوئی ہے اس میں دو حصے ہیں، اس پر یقینی بات ہے کہ کمیٹی یا آپ جو بھیmeasureلیں، پہلی بات یہ ہے کہ جس کے بارے میں سوال ہے وہ آپ ایڈریس دیکھ لیں کہ لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور، میں یہ وضاحت کرتا ہوں کہ لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور کے بارے میں سوال ہے۔ اب وہ شاہدرہ موڑ سے شروع ہوتا ہے

اور یقینی بات ہے کہ یہ شیخوپورہ تک جاتا ہے۔ میں وضاحت کر رہا ہوں کہ وہاں اڑھائی کلو میٹر کا ٹکڑا ہے، میں یہاں بڑی ذمہ داری کے ساتھ کہہ رہا ہوں کہ وہ اڑھائی کلو میٹر کا رستہ سرے سے تعمیر ہی نہیں کیا گیا۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! یہ ایک غلط بیانی کی جا رہی ہے۔ وہ ٹکڑا نئے اے ڈی پی میں شامل ہو چکا ہے، نئے اے ڈی پی میں بننے کے لئے وہ آ چکا ہے، جو بی او ٹی روڈ پراجیکٹ شیخوپورہ تک کی تعمیر کے لئے ہے اس کی بات ہو رہی ہے۔ یہ اب اپنی غلط بیانی اور گیلری پلے کو چھپانے کے لئے یہ بات کر رہے ہیں۔ میں بالکل تیار ہوں، جس سڑک کے ٹکڑے کی یہ بات فرما رہے ہیں وہ ٹکڑا اس دفعہ اے ڈی پی میں printed ہے، وہ اب بننا ہے۔ یہ گیلری کے ساتھ کھیلنے نہ دیا جائے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ اس طرح اپنی خفت کو نہیں چھپا سکتے۔ میں اس سوال کے جواب کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ میں کہہ رہا ہوں کہ اس پر لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور لکھا ہوا ہے۔ میں اس حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ یہاں دو باتیں ہیں کہ اڑھائی کلو میٹر تعمیر ہی نہیں کیا گیا، جس پر میں نے بات کی ہے اور اس جواب میں بھی وہ mention نہیں ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جو تعمیر کیا گیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ خان صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ میں سمجھ گیا ہوں آپ تشریف رکھیں۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، چٹھہ صاحب!

جناب عابد حسین چٹھہ: جناب سپیکر! میرا سارا حلقہ اسی روڈ پر واقع ہے۔ میں اس میں دو گزارشات کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ بی او ٹی پراجیکٹ بڑا اچھا پراجیکٹ ہے، روڈ بنی ہے لیکن اس میں بیشمار چھوٹی چھوٹی ایسی چیزیں ہیں، Which need clarification، یہ جو کمیٹی کی requirement ہے جس میں لیگو کے نمائندے، سیکرٹری سی اینڈ ڈبلیو اور منسٹر صاحب موجود ہوں جب تک یہ اکٹھے بیٹھ کر وہاں کے مقامی نمائندوں کے ساتھ بات چیت نہیں کریں گے تب تک یہ مسائل حل نہیں ہوں گے۔ اس میں بیشمار چھوٹے چھوٹے issues ہیں جو کہ agreement کے مطابق حل ہونا مانگتے ہیں اور دوسری چیز جو ہے وہ یہ ہے کہ شیخوپورہ دونوں سائیڈوں سے فیصل آباد روڈ سے لے کر شیخوپورہ تک بھی چار کلو میٹر کا ایریا ہے اور لاہور روڈ سے شیخوپورہ تک بھی چار کلو میٹر کا ایریا ہے جو کہ بالکل ignore ہو گیا ہے۔ یہ سڑک جو کہ شیخوپورہ کے نام پر بنائی ہے وہاں سے شیخوپورہ کے لوگوں کو جو کہ ٹیکس بھی دیتے ہیں اور چار کلو میٹر وہ پرانی

جو سڑک ہے تباہ شدہ حالت میں ہے اس سے گزر کر جانا پڑتا ہے۔ میری آپ سے استدعا ہے کہ آپ فیصل آباد اور شیخوپورہ کے ایم پی ایز کو اکٹھا کر کے ایک کمیٹی تشکیل دے دیں تاکہ یہ معاملات ہم خوش اسلوبی سے کمیٹی کے ذریعہ منسٹر صاحب کی نگرانی میں نمٹا سکیں۔

جناب سپیکر: جی، تشریف رکھیں۔ جہاں تک مجھے اس سوال کے بارے میں سمجھ آئی ہے وہ یہ ہے کہ "لاہور شیخوپورہ روڈ لاہور کی تعمیر و مرمت کب کی گئی تھی، کتنا خرچہ آیا تھا؟" اس کے جواب پر تو آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہے۔ 1973 میں یہ تعمیر کی گئی تھی اور 41.958 ملین روپے لاگت آئی تھی۔

جناب سمیع اللہ خان: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا اگلا سوال ہے کہ "اس کی تعمیر نو کے لئے کوئی بجٹ مخصوص کیا گیا ہے؟" وہ جو منسٹر صاحب فرما رہے ہیں، ان کا جواب دینے کا مقصد یہ تھا کہ جو بی او ٹی پر روڈ دی گئی ہے وہ شیخوپورہ لاہور روڈ (Dual Carriage Weigh) جو تعمیر بھی ہو چکی ہے وہ اس روڈ کا mention کر رہے تھے۔ آگے آپ کا سوال یہ تھا کہ "اس سڑک کی تعمیر نو کے لئے کتنے فنڈز رکھے گئے؟" وہ figure نہیں بتائی گئی کہ کتنے فنڈز رکھے گئے؟ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ کام بی او ٹی پر دیا گیا ہے۔ پراجیکٹ چونکہ مکمل ہو چکا ہے اس لئے اس کی ٹوٹ پھوٹ کی ذمہ داری اس کمپنی کی ہے، اس کی maintenance پر سالانہ ایک کروڑ روپیہ خرچہ آئے، اس پر دو کروڑ روپیہ خرچ آئے اس لئے اس کا ذکر نہیں کیا گیا، جو confusion تھا، منسٹر صاحب بی او ٹی والی سڑک کی بات کر رہے تھے، آپ وہ جو دو اڑھائی کلو میٹر کا ٹکڑا تھا اس کی بات کر رہے تھے۔ وہ منسٹر صاحب نے بھی on the floor of the House تسلیم کیا ہے کہ یہ جو main road dual carriage weigh بنی ہے، بی او ٹی پر روڈ جو دی گئی تھی وہ مکمل ہو چکی ہے اور اگلی کے لئے اے ڈی پی میں فنڈز رکھ دیئے گئے ہیں۔ ان پر ابھی کام شروع نہیں ہوا۔ میرا خیال ہے کہ اب وہ confusion دور ہو گئی ہے اور اس پر اب کوئی کمیٹی بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ دوسرا میں منسٹر صاحب کو گزارش کروں گا کہ چوہدری اصغر علی کا بڑا ایک relevant سوال تھا کہ سڑکوں کی تعمیر کا criteria کیا ہے کہ جب جی چاہے محکمہ کسی سڑک کی تعمیر کر دے اور اگر جی نہ چاہے تو دس سال بھی نہ کرے تو جو ضلع کونسل کی تحویل میں سڑکیں ہیں، سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ lum sum amount اپنے criteria کے مطابق جیسے آپ نے بتایا ہے کہ دو سال بعد سڑک کو مرمت کیا جاتا ہے تو فرض کریں ان کا ضلع

لیہ ہے، لیہ میں ضلع کونسل کی ٹوٹل سڑکوں کی جتنی لمبائی ہے آپ lum sum amount بھیج دیتے ہیں کہ یہ سڑکیں تعمیر ہونی چاہئیں لیکن وہاں جو ضلعی ناظمین بیٹھے ہیں وہ اپنی من مرضی کرتے ہیں۔ کئی سڑکیں ایسی ہیں کہ 15/10 سال بعد بھی ان کی مرمت نہیں کی جاتی جبکہ کئی ایسی سڑکیں بھی ہیں کہ دوسرے ہی سال ان کی مرمت ہو جاتی ہے تو آپ جہاں سڑکات کی تعمیر کے لئے فنڈز دیتے ہیں وہاں اس بات کو بھی یقینی بنائیں کہ ان کی مرمت بھی ہونی چاہئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! آپ کی وساطت سے اکثر مسائل حل ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارے اس devolution plan میں آہستہ آہستہ improvement ہو رہی ہے۔ تقریباً 32 ہزار کلو میٹر سڑکات devolve کی گئی ہیں۔ TST road سالانہ repair مانگتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی umpire road ہے اس کو repair کیا جانا از حد ضروری ہے۔ ان کے لئے one time budget جاتا ہے اور اس one time budget میں آگے ضلعی ناظم اور ڈی سی او کی discretion ہوتی ہے جس کی وجہ سے ایسی شکایات آ رہی ہیں۔

جناب سپیکر! اب اس بابت سوچا جا رہا ہے کہ one time budget کی بجائے maintenance repair budget علیحدہ head میں جائے تاکہ ساری سڑکوں کی repair ہو سکے۔ اس بارے میں حکومت پنجاب سوچ بچار کر رہی ہے۔ میں آپ کے حکم کے مطابق دوبارہ وزیر اعلیٰ صاحب کی خدمت میں گزارش کروں گا کہ اس پر جلد از جلد عملدرآمد کروایا جائے۔

جناب سپیکر: دوسرا سڑک کی ناقص کارکردگی کے بارے میں جو باتیں کہی گئی ہیں ان کے حوالے سے آپ اپنے طور پر inquire کروالیں۔ جن لوگوں نے کوئی سستی یا غفلت کی ہے ان سے پوچھ گچھ کی جائے۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سوال نمبر 2044۔ جناب والا! جناب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پاکپتن بائی پاس روڈ سے میراں شاہ تک سڑک کی تعمیر

*2044: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پاکپتن بائی پاس روڈ سے میراں شاہ تک سڑک کا ٹھیکہ تقریباً دس سال پہلے ہوا تھا مگر پتھر وغیرہ ڈالنے کے بعد یہ سڑک ادھوری چھوڑ دی گئی اور پتھر بھی ضائع ہو چکا ہے؟

(ب) کیا حکومت نے اس نقصان کے ذمہ داران کے خلاف کوئی کارروائی کی اگر نہیں تو کیا کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کو دوبارہ بنانے کے لئے فنڈز مختص کر رہی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) پاکپتن بائی پاس روڈ تا میراں شاہ سڑک کی انتظامی منظوری1985-86 کے ایم این اے / سینیٹرز پروگرام کے تحت مبلغ4.302 ملین روپے کی ہوئی جس کا ٹھیکہ 1985-86 میں ہی دے دیا گیا اس سال حکومت نے صرف0.6 ملین روپے فراہم کئے جس میں مٹی کا کام اور پتھر سڑک پر ڈال دیا گیا اس کے بعد سکیم کے باقی ماندہ فنڈز جاری نہ ہو سکے۔

(ب) جز(الف) میں بیان کی گئی وجوہات کی بناء پر کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(ج) وزیر اعلیٰ پنجاب نے اس سڑک کی تعمیر مکمل کرنے کی منظوری دی ہے محکمہ ہذا نے کام الاٹ کر دیا ہے جو کہ موقع پر جاری ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر!اس سڑک کا دوبارہ ٹینڈر ہو چکا ہے۔ میں وزیر اعلی اور وزیر مواصلات کا شکر گزار ہوں کہ انھوں نے اس سڑک کی دوبارہ تعمیر شروع کروادی ہے۔ لہذا میں کوئی ضمنی سوال نہیں کرنا چاہتا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شیخ تنویر احمد صاحب کا ہے۔

شیخ تنویر احمد: جناب سپیکر! سوال نمبر3669۔ وزیر صاحب ذرا جواب پڑھ دیں۔

وحدت کالونی لاہور۔ گرین بیلٹ پر فرنیچر کے شوروم گودام کا قیام

*3669: **شیخ تنویر احمد:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایچ بلاک وحدت کالونی لاہور اور وحدت روڈ کے درمیان واقع کالونی کی گرین بیلٹ کے کئی کنال رقبہ پر محکمہ کی ملی بھگت سے فرنیچر کا شوروم / گودام قائم کر کے گرین بیلٹ پر قبضہ کا آغاز کر دیا گیا ہے؟

(ب) اگر محکمہ نے یہ جگہ ٹھیکہ پر دے رکھی ہے تو معاہدہ بیان فرمائیں اگر محکمہ کی ملی بھگت نہ ہے تو کروڑوں روپے مالیت کی اس جگہ پر قبضے کا جواز بیان فرمائیں؟

(ج) حکومت نے آج تک اس ناجائز قبضہ کے خلاف کیا کارروائی کی ہے اور اگر نہیں کی تو کیا حکومت ذمہ داران سرکاری عملہ کے خلاف ایکشن لینے کو تیار ہے نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے ایک تجاوز کنندہ نے مذکورہ بالا جگہ پر ناجائز قبضہ کر کے اس میں فرنیچر کا کاروبار شروع کر رکھا تھا۔

(ب) وحدت کالونی ایس اینڈ جی اے ڈی کے زیر انتظام ہے لہذا مواصلات و تعمیرات اس جگہ کو ٹھیکے پر دینے کا مجاز نہ ہے۔ مقبوضہ جگہ کی واگزاری کے لئے مذکورہ محکمہ کو بروقت آگاہ کر دیا گیا تھا۔

(ج) اس جگہ کی واگزاری کے لئے ضروری کارروائی بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی کی گئی جس پر تجاوز کنندہ نے لاہور ہائی کورٹ میں رٹ دائر کر دی ہائی کورٹ کے فیصلے کے مطابق مذکورہ جگہ خالی کرا لی گئی ہے اور اب وہاں کسی قسم کا شوروم یا گودام نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! آپ کوئی ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

شیخ تنویر احمد: جناب والا! وقتی طور پر تو وہ جگہ خالی ہو چکی ہے لیکن وہ موقع ملتے ہی دوبارہ اپنا قبضہ کر لیں گے۔ پنجاب میں سینکڑوں ایسی جگہیں ہیں جہاں پر ناجائز قابضین براجمان ہیں۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

شیخ تنویر احمد: میری وزیر موصوف سے صرف یہ گزارش ہے کہ وہ اس کی پیروی جاری رکھیں اور دوبارہ قبضہ نہ ہونے دیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں اپنے فاضل دوست کا مشکور ہوں کہ انھوں نے میرے جواب پر اطمینان کا اظہار کیا ہے۔ انھوں نے مزید فرمایا ہے کہ بہت سی جگہوں پر ناجائز قبضے ہیں۔ انھوں نے جس جگہ کی نشاندہی کی تھی ہم نے اسے واگزار کروایا ہے۔ اگر یہ ہمارے محکمہ C&W کے حوالے سے دوبارہ کسی ایسی جگہ کی نشاندہی فرمائیں گے تو ہم انشاء اللہ تعمیل کریں گے۔ جس جگہ کی نشاندہی میرے فاضل دوست نے اپنے سوال میں کی تھی وہ جگہ خالی کروالی گئی ہے۔ اب وہاں پر کوئی شوروم نہیں ہے۔ اصل میں یہ سوال S& GAD سے متعلقہ تھا لیکن ہمارے پاس آ گیا تو ہم نے اس کی نشاندہی S&GAD کو کر دی تھی جنھوں نے اسے واگزار کروایا ہے۔ میں S&GAD کا بھی مشکور ہوں کہ انھوں نے ہماری نشاندہی پر فوراً اس جگہ کا قبضہ چھڑوالیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! بنیادی طور پر تو یہ سوال S&GAD سے متعلقہ ہے۔ لہذا اس کو محکمہ S&GAD ہی کو بھیجنا چاہئے تھا تاکہ proper محکمہ کی طرف سے اس کا جواب آتا۔ اب اس پر میں ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں تو اس کا جواب کون دے گا؟ وہاں پر کافی سارے ایسے گھر ہیں کہ جن میں ناجائز طور پر دکانیں بنی ہوئی ہیں۔ یہ قانوناً غلط ہے اس کے سدباب کے لئے انھوں نے کیا کیا ہے؟ اب اس کا جواب یہی وزیر صاحب دیں گے یا یہ S&GAD سے متعلقہ ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: شاہ صاحب! اگر آپ اس کی نشاندہی فرما دیں کہ کن گھروں کے باہر دکانیں بنی ہوئی ہیں تو میں اپنے محکمہ کے عملے کے ذریعے process کرواکر S&GAD کو لکھ دوں گا یہ انشاء اللہ بند کروادی جائیں گی۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ نشاندہی فرمادیں۔ اگلا سوال محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! سوال نمبر 3993۔ وزیر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

فیروزپور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک نیو ائرپورٹ سڑک کے مسائل

*3993: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ٹرمینل کی main entrance جو کہ فیروز پور روڈ سے براستہ بھٹہ چوک ائرپورٹ تک جاتی ہے، کو وسیع نہیں کیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ فیروزپور روڈ سے ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی کی entrance تک سڑک کے دونوں جانب زیادہ تر تجاوزات ہیں جس میں ارباب اقتدار کی سرپرستی شامل ہے؟

(ج) کیا حکومت مذکورہ بالا مسائل کے حل کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) لاہور ٹرمینل روڈ کی main entrance کو ٹیلی فون exchange کی وجہ سے چوڑا نہ کیا جا سکا عمارت کی منتقلی کے لئے متعلقہ محکمہ سے درخواست کی ہوئی ہے۔ لہذا جگہ مہیا ہونے پر ہی entrance کو چوڑا کیا جا سکے گا۔

(ب) محکمہ شاہرات نے مسلسل کوششوں سے right of way کو تجاوزات سے صاف رکھا ہوا ہے۔ سڑک مذکورہ کنٹونمنٹ بورڈ کی حدود سے گزرتی ہے اس لئے right of way سے باہر تجاوزات ہٹانے کی ذمہ داری کنٹونمنٹ بورڈ کی ہے۔

(ج) جواب جز (الف) اور (ب) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انھوں نے خود جواب میں لکھا ہے کہ ہم نے متعلقہ محکمے سے درخواست کی ہوئی ہے لہذا جگہ مہیا ہونے پر ہی entrance کو چوڑا کیا جا سکے گا۔ میرا سوال 2004 کا ہے اور 2005 میں اس کا جواب آیا لیکن اب 2006 ہے۔ میں پوچھنا چاہتی ہوں کہ انھوں نے جس محکمے کو درخواست کی تھی کیا ان کا جواب آیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ابھی تک اس بارے میں کوئی proceed ahead نہیں ہوئے اور کوئی جواب نہیں آیا چونکہ وہاں پر ایکسچینج کی بہت بڑی اسٹیبلشمنٹ ہے جسے انھوں نے remove کرنا ہے۔ ان کی طرف سے ہمیں کوئی تحریری جواب تو نہیں آیا لیکن verbally بات ہوئی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اس کے لئے بہت بڑا بجٹ چاہئے۔ لہذا جب تک وہ وہاں سے اتنی بڑی اسٹیبلشمنٹ کو remove نہیں کریں گے اس وقت تک ہمارے لئے وہاں کام کرنا بڑا مشکل ہے۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب والا! وزیر موصوف نے کہا ہے کہ وہاں پر ٹیلی فون ایکسچینج ہے لیکن انھوں نے خود بھی دیکھا ہو گا کہ وہ ایکسچینج وہاں سے بہت ہٹ کر ہے۔ اس کی چار دیواری تو وہاں نزدیک ہے اسے ہٹایا بھی جا سکتا ہے لیکن دراصل وہ یہ کام کرنا ہی نہیں چاہتے۔ وہاں شہریوں کو آنے جانے میں بہت دقت ہوتی ہے لیکن انھوں نے اس طرف کوئی دھیان نہیں دیا۔ یہ تو چاہتے ہی نہیں کہ کوئی کام مکمل ہو سکے۔ ان کی طرف سے جواب ہے کہ ابھی تک محکمہ کی طرف سے کوئی جواب نہیں آیا۔ آپ حالت دیکھیں کہ ایک اتنا ضروری مسئلہ ہے لیکن اتنا عرصہ گزر جانے کے باوجود اس کا ابھی تک جواب نہیں آیا۔ تو مجھے بتایا جائے کہ متعلقہ محکمے کیا کرتے ہیں، کیا وہ صرف بیٹھے بیٹھے تنخواہیں لیتے ہیں؟ پہلی بات تو یہ ہے کہ وہ ان کو جواب دیتے ہی نہیں ہیں اور اگر دیتے بھی ہیں تو وہ بھی جواب غلط ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر مواصلات و تعمیرات! اب تک جواب آنے کی توقع ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! ہم اسے expedite کرتے ہیں اور جلد از جلد اس کا جواب لینے کی کوشش کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، ذرا expedite کروا دیں۔ ڈاکٹر اسد اشرف صاحب!

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! یہ سڑک جو فیروز پور روڈ اور بھٹہ چوک سے ہوتی ہوئی نیو ائیرپورٹ جاتی ہے۔ میرے خیال میں ہم سب وہاں سے روزانہ گزرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ وہاں پر کتنا رش ہے اور کس وجہ سے ہے۔ یہ duplication of function ہے جیسے انھوں نے کہا کہ محکمہ شاہرات نے مسلسل کوششوں سے right of way کو تجاوزات سے صاف رکھا ہوا ہے۔ اس کے ساتھ ہی دوسری contradiction ہے کہ یہ کنٹونمنٹ بورڈ کا area ہے اور یہاں سے ان کی ذمہ داری ہے۔ ایک ریٹائرڈ لیفٹیننٹ جنرل نے 2001 میں پنجاب میں ایک ضلعی نظام نافذ کیا تھا جس کا یہ بڑا ڈھنڈورا پیٹتے ہیں اور آج اس نظام کو پانچ چھ سال ہو گئے ہیں اور اب اس کی second term ہے۔ تمام شہروں میں 30/35 فیصد ایریا محکمہ دفاع کے قبضے میں ہے۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ بڑا اچھا نظام ہے تو کیا کنٹونمنٹ ایریا میں بھی اسے لاگو کرنے کا کوئی ارادہ رکھتے ہیں تاکہ لوگوں کو duplication of function کی مشکلات سے چھٹکارا مل سکے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! پہلے تو میں یہ گزارش کروں گا کہ یہ سوال relevant نہیں ہے لیکن میں پھر بھی اس کا جواب دینے کے لئے تیار ہوں۔ محکمہ مواصلات و تعمیرات نے right of way پر operate کرنا ہے۔ جو جگہ ہمارے پاس نہیں ہے اور وہ کنٹونمنٹ بورڈ کے پاس ہے وہاں پر جو تجاوزات ہیں اسے محکمہ مواصلات و تعمیرات operate نہیں کر سکتا۔ ہم نے اپنی معذوری اس لئے ظاہر کی ہے کہ ہم اپنی limits سے cross نہیں کر سکتے۔ ہم اپنی limits کے اندر ذمہ دار ہیں۔

جناب سپیکر: جی شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر!---

جناب سپیکر: محترمہ! کافی سوالات ہو چکے ہیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میرے سوال کے جز(ب) میں ہے کہ ان تجاوزات میں ارباب اقتدار کی سرپرستی شامل ہے۔ ان کے تو بس میں بھی نہیں ہے کہ یہ ان تجاوزات کو ہٹا سکیں یا تو یہ چاہتے ہی نہیں ہیں یا پھر وہاں پر لوگوں سے پیسے لے کر نہیں ہٹایا جاتا۔ شاید یہ اس انتظار میں ہیں کہ میاں شہباز شریف آئے اور وہی تجاوزات ختم کروائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! وہ کوشش کر رہے ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ---

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو: چودھری صاحب نے فرمایا ہے کہ جہاں تک ہماری حدود ہیں وہاں ہم تجاوزات ہٹا لیتے ہیں لیکن جہاں کنٹونمنٹ کی حدود شروع ہو جاتی ہیں وہاں ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ میرا پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کنٹونمنٹ بورڈ کے اندر جو سڑک ہے۔ کیا وہ ان کی سڑک ہے؟ میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ کہتے ہیں کہ کنٹونمنٹ بورڈ کی ہے تو کیا انھوں نے کنٹونمنٹ بورڈ کو تجاوزات ہٹانے کے لئے کوئی لیٹر لکھے ہیں اگر لکھے ہیں تو بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! کنٹونمنٹ بورڈ ایک خود مختار باڈی کے طور پر کام کرتا ہے اس لئے ہم نے انھیں خطوط لکھنا مناسب نہیں سمجھا۔ ہم اپنے right of way کو

maintain کر رہے ہیں اور وہاں پر کسی قسم کے تجاوزات نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! کیا انھوں نے لیٹر لکھا ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: انھوں نے جواب دیا ہے کہ لیٹر نہیں لکھا۔

جناب ارشد محمود بگو: تو کیا کوئی لیٹر لکھنے کا ارادہ بھی رکھتے ہیں؟ اگر ان کو کوئی خوف ہے تو پھر نہ لکھیں لیکن اگر مہربانی کریں تو۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! لیٹر لکھ دیں کہ تجاوزات ختم کی جائیں۔ لیٹر لکھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! آپ کی ہدایت کے مطابق ان کو خط لکھ دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! اگر آپ اجازت دیں تو میں تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔

جناب سپیکر: جی، تفصیل بتادیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! جیسے میری بہن نے بتایا کہ وہاں پر ٹریفک پریشر ہے واقعی ان کی بات ٹھیک ہے لیکن اس سے ایک کلو میٹر سے بھی کم فاصلے پر آگے رنگ روڈ گزر رہی ہے جو ایک سال میں بن جائے گی اور وہ ٹال فری ایریا ہے اس لئے ایک سال بعد ٹریفک کا تمام بہاؤ اس طرف چلا جائے گا اس لئے حکومت وہاں پر facilitate کر رہی ہے اور سڑکوں کا جال بچھایا جا رہا ہے اور انشاء اللہ ٹریفک conjunction نہیں رہے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ آپ محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کے سوال نمبر 8417 کو out of turn لے لیں کیونکہ انھوں نے بلال لطیف صاحب کے حوالے سے ایک سوال اس میں کیا ہوا ہے اور چار سوال غیر نشان زدہ بھی کئے ہوئے ہیں۔ اس بے چاری کو یہ سوال دینے میں بڑی مشقت کرنی پڑتی ہے لہذا میری استدعا ہے کہ کسی طرح اس کو

نوکری دیں۔پلیز ان کا یہ سوال out of turn لے لیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال بھی محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کا ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5278 ہے۔ میری گزارش ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ون یونٹ سٹاف کالونی بہاولپور، کوارٹروں کی تعداد، مرمت کے اخراجات اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*5278 محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از رہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ون یونٹ سٹاف کالونی بہاولپور جو کہ 1956 میں تعمیر کی گئی اس کی میعاد اور کوارٹروں کی تعداد کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سٹاف کالونی کی مرمت پر سالانہ لاکھوں روپے خرچ کئے جاتے ہیں گزشتہ 2 سال کے دوران ہر کوارٹر کی مرمت پر کتنا خرچ کیا گیا نیز رہائش پذیر ملازمین سے سالانہ فی کوارٹر کرایہ کتنا وصول کیا جاتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے رہائش پذیر الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کے لئے چیئرمین ہاؤس الاٹمنٹ کمیٹی بہاولپور سے رپورٹ طلب کی تھی۔ مذکورہ رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

(د) مذکورہ کالونی میں کتنے محکمہ جات کے ملازمین کو کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں ہر محکمہ کی تعداد الگ الگ فراہم کی جائے؟

(ہ) کیا حکومت کالونی کے الاٹیوں کو مالکانہ حقوق دینے کو تیار ہے تو کب تک، اگر نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مذکورہ کالونی کی میعاد ساٹھ سال ہے اور کوارٹروں کی تعداد 461 ہے۔

(ب) گزشتہ دو سالوں کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مالی سال 03-2002 -/2,150,601 روپے

مالی سال 04-2003 -/1,559,973 روپے

رہائش پذیر ملازمین سے ان کی بنیادی تنخواہ کا 5 فیصد ماہانہ کرایہ تنخواہ سے منہا کیا جاتا ہے۔

(ج) محکمہ ہذا کے علم کے مطابق ایسی کوئی رپورٹ طلب نہ کی گئی ہے۔

(د) محکمہ ہذا کے علم کے مطابق ایسی کوئی پالیسی حکومت کے زیر غور نہ ہے۔

(ہ) مذکورہ کالونی میں 37 محکمہ جات کے ملازمین کو کوارٹر الاٹ کئے گئے ہیں ہر محکمہ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! انھوں نے جز (الف) کا جواب بالکل غلط دیا ہے۔ اگر آپ کہیں تو میں رپورٹ بھی منگوا سکتی ہوں۔ باقاعدہ رپورٹ منگوائی گئی تھی لیکن نہ جانے محکمے والے ان کو کیوں غلط معلومات دے دیتے ہیں۔ اس رپورٹ میں لکھا گیا تھا کہ یہ ایمرجنسی کالونی ہے اس لئے یہاں پر کسی کو بھی پلاٹ الاٹ نہیں کئے جا سکتے۔ ایمرجنسی کالونی وہ ہوتی ہے جہاں پر لوگ ایک یا دو سال کے لئے آئیں اور پھر چلے جائیں لیکن اس ون یونٹ کالونی میں لوگ بیس بیس، پچیس پچیس سال سے رہ رہے ہیں۔ ان کوارٹروں کی حالت بہت مخدوش ہے اب انھوں نے خود ہی جواب میں بتایا ہے کہ اس کالونی کو بنے ہوئے پچاس سال ہو گئے ہیں اور ان کوارٹروں کی ساٹھ سال میعاد ہے۔ بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ جو ان کی repair کرتا ہے وہ کام بہت ناقص ہوتا ہے۔ میرے علم میں ہے کہ جب ان کی سالانہ repair ہوتی ہے---

جناب سپیکر: بی بی! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب والا! یہ عوام کے مسائل کو مد نظر رکھتے ہوئے ان کی الاٹمنٹ کیوں نہیں کر دیتے۔ بلوچستان اور صوبہ سرحد میں بھی ایسی کالونیوں کی الاٹمنٹ ہو چکی ہے۔ لہذا میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہتی ہوں کہ اس کالونی کی الاٹمنٹ کا کوئی منصوبہ حکومت کے زیر غور ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! کوئی ایسا منصوبہ زیر غور نہیں ہے کیونکہ یہ کوارٹرز/کالونی حاضر سروس لوگوں کے لئے بنائی گئی تھی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (ب) میں پوچھا گیا تھا کہ گزشتہ دو سال کے دوران ہر کوارٹر کی مرمت پر کتنا خرچ کیا گیا۔ محکمے نے deliberately اس کو omit کیا ہے۔ اصولی طور پر تو یہ ہونا چاہئے تھا کہ ہر کوارٹر پر مرمت کے جتنے بھی اخراجات آئے ہیں اس کی تفصیل کوارٹر وار ایوان کی میز پر رکھی جاتی لیکن ایسا نہیں کیا گیا۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محکمہ پیسے بچا بچا کر رکھتا ہے اور جب جون کا مہینہ آتا ہے تو اس وقت کمیشن کی خاطر بڑے بڑے منصوبے بنا دیئے جاتے ہیں۔ میرا تعلق بہاولپور سے ہے ون یونٹ سٹاف کالونی کے اندر چھوٹے ملازمین رہتے ہیں۔ جب یہ کوارٹروں کی مرمت کرتے ہیں تو جو خرابیاں ہوتی ہیں اس کو تو ٹھیک نہیں کرتے---

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پچھلے سال کوئی آٹھ نو لاکھ روپے سے ایک بے مقصد چار دیواری بنا دی جس کا کوئی گیٹ بھی نہیں لگا ہوا۔ میں آپ کی خدمت میں یہ عرض کروں گا کہ ایسی مثالیں میرے سامنے موجود ہیں کہ ٹیکنالوجی کالج کے ایک لیکچرار کو وہاں پر کوارٹر الاٹ کیا گیا دو سال سے وہ اپنی تنخواہ میں سے ہاؤس رینٹ بھی کٹوا رہا ہے کیونکہ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس نے---

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف اس قسم کا جائزہ لینے کے لئے تیار ہیں کہ وہاں جو کوارٹروں کی مرمت ہوتی ہے وہ کس criteria کے مطابق ہوتی ہے اور اصل بات تو میں یہی پوچھوں گا کہ quarter-wise انہوں نے تفصیل کیوں نہیں فراہم کی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک سوال کے اندر کئی سوال انہوں نے پوچھے ہیں۔ میں آہستہ آہستہ ان کی خدمت میں گزارش کرتا ہوں۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ اس کے لئے block allocation ہوتی ہے اور block allocation کی جتنی رقم ہے وہ یہاں پر تحریر کر دی

گئی ہے۔ دوسرا سوال یہ ہے کہ repair کا criteria کیا ہے؟ جہاں پر repair کی ضرورت ہوتی ہے اس کو پہلے establish کیا جاتا ہے کہ کتنی repair کی ضرورت ہے پھر اس کے بعد وہ repair کر دی جاتی ہے۔ approximately ایک کوارٹر کی مرمت پر جو خرچہ آ رہا ہے وہ میں آپ کی خدمت میں عرض کر دیتا ہوں۔ سال 03-2002 میں ہمارا تقریباً چار ہزار چھ سو روپے ایک کوارٹر پر خرچ آیا ہے یہ round figure ہے کسی کا کچھ کم ہو سکتا ہے کسی کا زیادہ ہو سکتا ہے۔ سال 04-2003 میں تین ہزار تین سو اسی کے قریب بنتا ہے۔ اس کو ہم تین ہزار چار سو بھی کہہ سکتے ہیں۔ یہ ان کوارٹروں کا break up ہے۔ اس کے علاوہ بھی اگر یہ چاہیں گے کہ بالکل exact figures بتا دیئے جائیں تو اس کے لئے بھی اگر مجھے مہلت دے دی جائے تو میں وہ بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ محترمہ! آپ فرمائیں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب والا! انہوں نے جز (ب) میں جواب دیا ہوا ہے کہ ان کی تنخواہ سے کرایہ مکان پانچ فیصد ماہانہ deduct کیا جاتا ہے۔ یہ بھی محکمہ نے ان کو غلط رپورٹ دی ہے کیونکہ ان کی تنخواہ سے lum sum بھی deduct کیا جاتا ہے جو کہ کسی سے ہزار روپے کسی سے پندرہ سو روپے ان کی تنخواہ کے مطابق لئے جاتے ہیں اور یہ پانچ فیصد اضافی کرایہ لیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک تو محکمے والے ان کو غلط رپورٹ دیتے ہیں اور یہ خود اس بات کو confirm نہیں کرتے کہ آیا یہ رپورٹ صحیح ہے یا نہیں۔ اسی طرح میرے پاس ان ملازمین کی ایک لسٹ ہے کہ یہ کوارٹر کن کن کو الاٹ کئے گئے ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گی کہ یہ خود بھی پڑھ لیں کہ ان میں سے زیادہ کوارٹر محکمہ تعلیم کے ملازمین کے پاس ہیں جو تقریباً 118 ہیں۔ محکمہ تعلیم کے یہ ملازمین سولہویں گریڈ سے نیچے کے ملازمین ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ چونکہ یہ معاملہ ان لوگوں کا انتہائی اہمیت کا حامل معاملہ ہے اور انہوں نے خود مجھ سے یہ request کی تھی کہ ہمارے اس مسئلے کو حل کروائیں۔ یہ سارے غریب لوگ ہیں ماسٹر کی تنخواہ کتنی ہوتی ہے اور وہ جب ریٹائرڈ ہوتے ہیں تو ان کے پاس کتنا سرمایہ ہوتا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ ایک اچھی سکیم ہے آپ اس پر غور کریں اور جس وقت ان کا tenure پورا ہو جائے ان کو ہی الاٹ کر دیں کیونکہ اتنا پیسا ان عمارتوں کی مرمتوں پر لگتا ہے اور وہ بھی اگر کسی کا سیوریج سسٹم خراب ہے اور کسی کا فرش

بیٹھا ہوا ہے لیکن محکمہ کہتا ہے کہ آپ کی white-wash تو ہو جاتی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں تو اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو ایسے ہو گیا ہے کہ ہمیں بھوک لگی ہوئی ہے آپ کہتے ہیں کہ چلیں آپ کو مال روڈ کی سیر کروا دیتے ہیں۔ بات یہ ہے کہ ان کوارٹروں کی حالت اتنی مخدوش ہے اس طرف توجہ نہیں دی جاتی اور یہ کہتے ہیں کہ ---

جناب سپیکر: ضمنی سوال کیا ہوا؟

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! ایک منٹ پلیز میری بات سن لیجئے۔

جناب سپیکر: لیکن تقریر تو نہیں ہو سکتی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ---

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! اگر یہ ان لوگوں کو الاٹ کر دیتے ہیں اور رہائشی کالونی کسی اور جگہ بنا لیتے ہیں کیونکہ بہاولپور میں بہت ساری جگہیں ہیں۔ میں کہتی ہوں اس میں حکومت کا بھی فائدہ ہے میری یہ گزارش ہے کہ حکام بالا تک یہ بات پہنچائیں کہ ---

جناب سپیکر: محترمہ! شکریہ

محترمہ پروین مسعود بھٹی: کہ یہ کالونی جو ہے ---

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ وزیر موصوف نے آپ کی تجویز بڑے غور سے سن لی ہے۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کا جواب بھی چاہوں گی۔

جناب سپیکر: اس کے جواب کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ تو آپ نے اس پر کافی لمبی چوڑی تقریر کر دی ہے۔ تشریف رکھیں۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو کوارٹر ہیں ان کے لئے آیا کوئی ایسا سسٹم موجود ہے کہ ہر کوارٹر کا سالانہ معائنہ ہو جائے اور محکمہ رپورٹ کرے کہ اس کی کیا condition ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر مواصلات و تعمیرات!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! ہمارا سسٹم موجود ہے۔ کوارٹر کا wear and tear

دیکھنا ہوتا ہے۔ ہمارا عملہ وہاں پر موجود ہے اور وہ پوچھتا رہتا ہے اور دیکھتا رہتا ہے۔

جناب سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں بقیہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

گوجرانوالہ، نہر اپر چناب پر واقع فیروز والا پل کی کشادگی

*5507: **چودھری زاہد پرویز:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ اپر چناب نہر سیالکوٹ بائی پاس گوجرانوالہ پر فیروز والا پل 1911 میں بنایا گیا ہے۔ اس پل سے سنگل گاڑی ایک وقت میں گزر سکتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس وجہ سے اس پل پر ہر وقت ٹریفک جام رہتی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس پل کو ڈبل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے۔ اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) اپر چناب نہر اور اس پر پلوں کی تعمیر 1905 سے 1911 کے عرصہ میں محکمہ آبپاشی کے زیر انتظام مکمل ہوئی تھی۔ اس وقت یہ پل 12 فٹ چوڑا تعمیر کیا گیا تھا۔ پل کی چوڑائی 12 فٹ ہونے کی وجہ سے ایک وقت میں ایک طرف سے ٹریفک گزر سکتی ہے۔

(ب) جواب جز (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) مذکورہ پل کو 12 سے 28 فٹ چوڑا کرنے کا منصوبہ رواں مالی سال میں منظور کیا گیا ہے اور موقع پر کام جاری ہے۔

پی پی۔137 لاہور، 04-2003، سڑکوں کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*6501: **جناب سمیع اللہ خان:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی-137 لاہور میں سال 04-2003 کے دوران سڑکوں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی گئی؟
(ب) مختص کی گئی رقم کن کن منصوبوں پر کن ٹھیکیداروں کے ذریعے خرچ کی جارہی ہے ہر ایک منصوبہ کی الگ الگ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) پی پی-137 لاہور کے لئے سال 04-2003 کے دوران حکومت پنجاب نے محکمہ مواصلات و تعمیرات کے ذریعہ سڑکوں کی تعمیر کے لئے کوئی رقم مختص نہ کی تھی۔
(ب) جز (الف) کے جواب کی روشنی میں مزید تفصیل درکار نہ ہے۔

دفتر چیف آرکیٹیکٹ پنجاب، جنوری 2004 تا حال بھرتی کی تفصیل

*6548: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک چیف آرکیٹیکٹ پنجاب کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟
(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟
(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟
(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک دفتر چیف آرکیٹیکٹ پنجاب میں مندرجہ ذیل افراد بھرتی کئے گئے:۔

نمبر شمار	نام ولدیت	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل	نام دفتر	پتا
1۔	محمد اشرف ولد محمد حسین	ڈرائیور	4	میٹرک	لیہ	ڈائریکٹر آرکیٹیکچر لاہور	B-34جی او آر۔III
2۔	محمد امتیاز ولد محمد ممتاز	خاکروب	1	۔	ملتان	ڈائریکٹر آرکیٹیکچر ملتان	مکان نمبر 492/39 سمن آباد کالونی ملتان
3۔	عرفان مسیح ولد ہدایت مسیح	خاکروب	1	۔	بہاولپور	ڈپٹی ڈائریکٹر	24/111 ون یونٹ شاف کالونی بہاولپور

(ب) ریکروٹمنٹ پالیسی اور میرٹ لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

برائے ملتان

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	چودھری عباس احمد	19	ڈائریکٹر	ڈائریکٹر آرکیٹیکچر ملتان
2۔	محمود احمد شعری	18	ڈپٹی ڈائریکٹر	پنجاب آرکیٹیکٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور
3۔	محمد ندیم شاکر	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	دفتر ڈائریکٹر آرکیٹیکچر ملتان

برائے لاہور

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	محمد انور رانا	19	ڈائریکٹر	ڈائریکٹر آرکیٹیکچر لاہور
2۔	مبشر عباس نقوی	18	ڈپٹی ڈائریکٹر	دفتر ڈائریکٹر آرکیٹیکچر گوجرانوالہ
3۔	خرم رحمن	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	دفتر ڈائریکٹر آرکیٹیکچر لاہور

برائے بہاولپور

نمبر شمار	نام آفیسر	گریڈ	عہدہ	موجودہ جگہ تعیناتی
1۔	زاہد جاوید راجہ	19	ڈائریکٹر	دفتر چیف آرکیٹیکٹ پنجاب لاہور
2۔	آمنہ نسیم	18	ڈپٹی ڈائریکٹر	دفتر چیف آرکیٹیکٹ پنجاب لاہور
3۔	منور حسین	17	اسسٹنٹ ڈائریکٹر	دفتر ڈپٹی ڈائریکٹر آرکیٹیکچر بہاولپور

(د) کسی فرد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کسی فرد کو متعلقہ وزیر یا وزیراعلیٰ کے احکامات کے تحت بھرتی نہیں کیا گیا۔

ہائی وے پنجاب، جنوری 2004 تاحال، بھرتی کی تفصیل

*6549 شیخ عزیز اسلم: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ ہائی وے پنجاب کے ماتحت جن افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، قابلیت، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے تو میرٹ لسٹ فراہم کی جائے نیز میرٹ بنانے کا طریق کار بیان فرمائیں؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ہ) جن افراد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات کی روشنی میں بھرتی کیا گیا ان کے نام، ولدیت، پتاجات اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ ہائی وے پنجاب میں بھرتی کئے جانے والے افراد کے نام اور دیگر تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) میرٹ لسٹ اور میرٹ بنانے کا طریق کار ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) کسی شخص کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی نہیں کیا گیا۔

(ہ) کسی فرد کو وزیر متعلقہ اور وزیر اعلیٰ کے احکامات پر بھرتی نہیں کیا گیا۔

نیازی چوک تا بابو صابو بند روڈ لاہور کی تعمیر
اور اکھاڑ بچھاڑ سے متعلقہ تفصیل

*6642: جناب سمیع اللہ خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نیازی چوک تا بابو صابو بند روڈ لاہور کی آخری دفعہ کب اور کس ایجنسی نے تعمیر کی اور اس پر کیا لاگت آئی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کو اکھاڑ دیا گیا ہے اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) نیازی چوک تا بابو صابو بند روڈ کو آخری دفعہ جون 2002 میں نیشنل ہائی وے اتھارٹی نے تعمیر کیا اور اس پر 717 ملین روپے لاگت آئی۔

(ب) چونکہ سڑک مذکورہ لاہور رنگ روڈ کی الائنمنٹ میں آتی ہے لہذا اس کو رنگ روڈ کے ڈیزائن کے مطابق مزید چوڑا اور بہتر کیا جارہا ہے۔

سمندری روڈ / جڑانوالہ روڈ فیصل آباد
کی تعمیر و مرمت سے متعلقہ تفصیل

***6714: ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ جڑانوالہ روڈ فیصل آباد اور سمندری روڈ (چونگی تا بائی پاس) فیصل آباد حال ہی میں از سر نو تعمیر کی گئی تھیں؟

(ب) ان سڑکوں کی از سر نو تعمیر پر الگ الگ کتنی کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ کن کن ٹھیکیداروں کی معرفت اور محکمہ کے کن کن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوئی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ دونوں سڑکیں حالیہ بارشوں میں ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں اور ان میں جگہ جگہ گڑھے پڑ چکے ہیں؟

(د) کیا حکومت ان سڑکوں کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے اور اس کے ذمہ دار سرکاری ملازمین اور ٹھیکیداروں کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے اور خورد برد کردہ رقم واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ جڑانوالہ روڈ اور سمندری روڈ (چونگی تا بائی پاس) فیصل آباد کی تعمیر نو دورویہ کرنا (dualization) جون 2004 میں مکمل ہوئی۔

(ب) مذکورہ سڑکوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ جڑانوالہ روڈ(چونگی تا بائی پاس)کلو میٹر 126.72 تا 132.82 لمبائی 6.10 کلو میٹر

نمبر شمار	ٹھیکیدار کا نام	آفیسر/آفیشل کا نام	خرچہ (روپے)
1۔	میسرز برائل کنسٹرکشن کمپنی	1۔ عبدالغفور ثاقب(ایگزیکٹو انجینئر)	61.806 ملین
2۔		2۔ رانا نذیر احمد(سب ڈویژنل آفیسر)	
		3۔ عصمت شریف ڈھلوں(سب ڈویژنل آفیسر)	
		4۔ اعجاز المطلوب(سب انجینئر)	
		5۔ افتخار احمد بٹ(سب انجینئر)	

2۔ سمندری روڈ کلو میٹر 8.25 تا 11.68 (چونگی تا بائی پاس) لمبائی 3.43 کلو میٹر

نمبر شمار	ٹھیکیدار کا نام	آفیسر/آفیشل کا نام	خرچہ (روپے)
1۔	میسرز زرائل کنسٹرکشن کمپنی	1۔ عبدالغفور ثاقب(ایگزیکٹو انجینئر)	22.293 ملین
2۔		2۔ رانا نذیر احمد(سب ڈویژنل آفیسر)	
		3۔ عصمت شریف ڈھلوں(سب ڈویژنل آفیسر)	
		4۔ قمر ضیاء باجوہ(سب انجینئر)	
		5۔ افتخار احمد بٹ(سب انجینئر)	

(ج) یہ درست ہے کہ سمندری روڈ چونگی بائی پاس پر بوجہ لگاتار بارش کئی جگہ پر مقامی طور پر نقائص(pot holes) پیدا ہوئے تھے جو کہ ٹھیکہ کی شرائط کے مطابق متعلقہ ٹھیکیدار نے اپنے خرچہ پر درست کر دیئے اب یہ سڑک صحیح حالت میں ہے اور کوئی نقص باقی نہ ہے۔

(د) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ دونوں سڑکیں درست حالت میں ہیں لہذا ٹھیکیدار اور سرکاری ملازمین کے خلاف کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

بہاولپور، قائداعظم میڈیکل کالج، بہاول وکٹوریہ ہسپتال اور کالونی کے تعمیراتی کاموں کے لئے سابقہ سسٹم کی بحالی

*6740: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ devolution سے پہلے قائداعظم میڈیکل کالج، بہاول وکٹوریہ ہسپتال اور کالونی کے لئے ایک X.E.N مع اپنی پوری establishment کے مقرر تھا اور کام بہتر طریقہ سے چلتا تھا devolution کے بعد صرف ایک S.D.O رہ گیا جس

سے تعمیراتی کام بہت متاثر ہوئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ جناب وزیر اعلیٰ نے قائداعظم میڈیکل کالج کے دورہ کے دوران ایک مطالبہ پر سابقہ سسٹم کی بحالی کا وعدہ فرمایا تھا؟

(ج) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک سابقہ سسٹم بحال کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ devolution سے پہلے ایک ڈویژن مذکورہ ہسپتالوں کی تعمیر و مرمت کے لئے مخصوص تھی حکومتی پالیسی کے تحت جولائی 1999 میں پنجاب کے تمام طبی اداروں کو خود مختار بنا دیا گیا تھا تب سے ہر ادارہ اپنے چیف ایگزیکٹو کے ماتحت کام کر رہا ہے۔ اسی پالیسی کے تحت ان اداروں کی مرمت و دیکھ بھال چیف ایگزیکٹو اپنے انتظامات کے تحت کروا رہے ہیں۔

(ب) محکمہ ہذا کے علم میں نہ ہے۔

(ج) جز (ب) کے جواب کی روشنی میں مزید تفصیل کی ضرورت نہ ہے۔

فیصل آباد تا جڑانوالہ، سڑک کی تعمیر و مرمت

*6971: راجہ ریاض احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فیصل آباد تا جڑانوالہ روڈ ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ سڑک آخری دفعہ کب تعمیر کی گئی تھی اور اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی سڑک ناقص تعمیر کرنے والے کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے تفصیل بیان کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ فیصل آباد تا جڑانوالہ (بائی پاس تا جڑانوالہ سیکشن) لمبائی 23.70 کلومیٹر ہے جسے چوڑا کرنے کا منصوبہ تکمیل کے آخری مراحل میں تھا تب جون 2005 میں بارشوں کے دوران کئی جگہ پر زیر تعمیر حصوں میں نقائص (pot holes) پیدا ہوئے جن کو ٹھیکہ کی شرائط کے مطابق متعلقہ ٹھیکیداروں نے اپنے خرچہ پر درست کر

دیا ہے۔

(ب) سڑک ٹوٹ پھوٹ کا شکار نہ ہے۔ سڑک کی تعمیر چار گروپس میں 12/2003 میں شروع کی گئی جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	ٹھیکیدار کا نام	کل خرچہ (ملین روپے)	تاریخ تکمیل
1۔	میسرز اے ایم کنسٹرکشن کمپنی گروپ-I کلو میٹر نمبر (103 تا 109)	28.186	نامکمل
2۔	میسرز یٰسین برادرز گروپ-II (کلو میٹر نمبر 110 تا 115)	39.214	05-11-04
3۔	میسرز شفیق برادرز گروپ-III (کلو میٹر نمبر 116 تا 121)	42.904	06-11-04
4۔	میسرز فضل انجینئرنگ کارپوریشن گروپ-IV کلو میٹر نمبر (122 تا 126.70)	40.666	21-11004

درج بالا چار گروپس میں سے میسرز اے ایم کنسٹرکشن کمپنی (گروپ نمبر 1) کا کام مکمل نہ ہوا ہے۔ جس کو چیف انجینئر صاحب نے ڈیفالٹر قرار دے دیا ہے اور مزید کارروائی جاری ہے۔ درج ذیل سٹاف کو معطل بھی کر دیا گیا ہے۔

1۔ عبدالغفور ثاقب (ایگزیکٹو انجینئر)

2۔ عصمت شریف ڈھلوں (سب ڈویژنل آفیسر)

3۔ رانا نذیر احمد (سب ڈویژنل آفیسر)

4۔ محمد ارشاد شاد (سب ڈویژنل آفیسر)

5۔ اعجاز المطلوب حسین (سب انجینئر)

چیف انجینئر ہائی وے (نارتھ زون) لاہور انکوائری آفیسر مقرر کئے گئے ہیں جو اس معاملہ کی تحقیقات کر رہے ہیں۔ مزید کارروائی تحقیقاتی رپورٹ کی روشنی میں کی جائے گی۔

سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور کے نزدیک ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

*7205: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور کے نزدیک ریلوے پھاٹک پر over head bridge انڈر پاس نہ ہے جس کی وجہ سے عوام کو سخت مشکلات کا سامنا ہے۔ پھاٹک بند ہونے کی وجہ سے میلوں لمبی گاڑیوں کی لائنیں لگ جاتی ہیں؟

(ب) کیا حکومت اس پھاٹک پر عوام کی سہولت کی خاطر اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور کے نزدیک ریلوے پھاٹک پر اوور ہیڈ برج موجود نہ ہے۔

(ب) وسائل دستیاب ہونے پر مذکورہ اوور ہیڈ برج کی تعمیر شروع کی جاسکتی ہے۔

بہاول نگر، فورڈواہ نہر پر واقع زائد المیعاد پل کی تعمیر نو اور کشادگی

*7471: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ فورڈواہ نہر بہاول نگر کا پل اپنی مدت پوری کر چکا ہے اور ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے، حفاظتی جنگلہ اور دیوار بھی ٹوٹ چکی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ پل پر بورڈ نصب کر چکا ہے کہ "خبردار پل ٹوٹ چکا ہے، متبادل راستہ اختیار کریں" جبکہ متبادل راستہ بھی نہ ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل ہیوی (بھاری) ٹریفک کے گزرنے کے قابل نہ ہے اور کسی بھی وقت کوئی سانحہ پیش آسکتا ہے؟

(د) اگر جز (الف) تا (ج) کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کو کشادہ اور از سر نو تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے نیز کیا حکومت نے مذکورہ پل کے لئے موجودہ بجٹ میں کوئی رقم مختص کی ہے تو کتنی، نہیں تو کیوں، وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ پل اپنی میعاد پوری کر چکا ہے قابل مرمت حصوں کو گاہے بگاہے مرمت کر دیا جاتا ہے۔

(ب) ایسا کوئی بورڈ نصب نہ کیا گیا ہے۔ پل اس وقت بھی زیر استعمال ہے۔

(ج) پل ہر قسم کی ٹریفک کے لئے استعمال ہو رہا ہے۔

(د) مذکورہ پل کی کشادگی و تعمیر نو پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل ہے۔ ضابطہ کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد بہاولنگر تا بھوکاں والا پتن سڑک جس میں مذکورہ پل بھی شامل ہے کی تعمیر موجودہ مالی سال میں متوقع ہے۔

لاہور / شیخوپورہ، سال 2005-06، شعبہ ہائی وے کے فنڈز اور کام کی تفصیلات

*7558: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) مالی سال 2005-06 کے دوران ہائی وے لاہور، شیخوپورہ کو کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس رقم سے آج تک لاہور میں کس کس سڑک کی تعمیر اور کس کس سڑک پر پیچ ورک کروایا گیا، ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) جن سڑکوں پر پیچ ورک کروایا گیا ہے، ان کے پیچ ورک محکمہ کے کن کن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا جن سڑکوں پر پیچ ورک مکمل کیا گیا ہے، حکومت ان کے کاموں کی تحقیقات کسی دیگر ایجنسی سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، موقعہ پر کام ہوا ہے یا کہ نہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 2005-06 کے دوران ہائی وے ڈویژن لاہور کے ضلع لاہور اور شیخوپورہ میں سڑکوں کی تعمیر کے لئے بالترتیب 966.381 ملین اور 364.403 ملین روپے اور دونوں اضلاع کی سڑکوں کی مرمت کے لئے 58.626 ملین روپے وصول ہوئے۔

(ب) اس رقم سے جن جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت کی گئی ان کی تفصیل منسلک-I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پیچ ورک محکمہ کے جن ملازمین کی نگرانی میں ہوا ان کی تفصیل منسلک-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) تفصیل میں دی گئی سڑکوں پر پیچ ورک موقع پر کیا گیا۔ تاہم سڑکوں پر پیچ ورک معمول کا کام ہے اور یہ ضرورت کے مطابق کیا جاتا ہے۔ لہذا کسی ایجنسی سے تحقیقات کروانے کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور، سال 2004-05، شعبہ ہائی وے کے فنڈز اور کام سے متعلقہ تفصیلات

*7559: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 2004-05 کے دوران ہائی وے لاہور، شیخوپورہ اور قصور کو کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس رقم سے آج تک لاہور میں کس کس سڑک کی تعمیر کروائی گئی اور کس کس سڑک پر پیچ ورک کروایا گیا، ان سڑکوں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) مذکورہ پیچ ورک محکمہ کے جن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑکیں ناقص مٹیریل اور غیر معیاری کام کی وجہ سے دوبارہ ٹوٹ پھوٹ چکی ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس سلسلہ میں متعلقہ ذمہ داران محکمہ کے افسران اور ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 2004-05 کے دوران ہائی وے لاہور، شیخوپورہ اور قصور کے لئے درج ذیل رقوم فراہم کی گئیں۔

	برائے تعمیر (2004-05)	برائے مرمت (2004-05)
ہائی وے ڈویژن لاہور برائے اضلاع لاہور و شیخوپورہ	1723.40 ملین روپے	38.00 ملین روپے
ہائی وے ڈویژن اوکاڑہ برائے ضلع قصور	321.66 ملین روپے	17.25 ملین روپے

(ب) اس رقم سے جن جن سڑکوں کی تعمیر و مرمت کا کام کیا گیا ان کی تفصیل منسلک I ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ پیچ ورک جن ملازمین کی زیر نگرانی ہوا ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل منسلک-II ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) سڑکوں کی تعمیر محکمہ کی تصریحات کے مطابق کی گئی ہے اور میٹریل بھی صحیح استعمال کیا گیا ہے۔ تفصیل میں دی گئی سڑکیں ٹریفک کے زیر استعمال ہیں اور ٹوٹ پھوٹ کی کوئی شکایت موصول نہ ہوئی ہے۔

(ہ) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے۔ چونکہ کوئی specific شکایت موصول نہ ہوئی لہذا محکمہ کے افسران اور ٹھیکیداروں کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور میں رنگ روڈ کی لاگت، مدت تکمیل اور ٹھیکہ کی تفصیل

*7607: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) رنگ روڈ لاہور کتنی لاگت کا منصوبہ ہے اور اس کی مدت تکمیل کیا ہے؟

(ب) اس منصوبے کے ٹینڈرز کن اخبارات میں آئے، جن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا گیا ان کے ناموں سے آگاہ کریں؟

(ج) رنگ روڈ پر محکمہ کے کن افسران کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے؟

(د) اب تک کتنا رنگ روڈ تعمیر ہو چکا ہے، کتنا بقایا ہے اور یہ کب تک مکمل ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) لاہور رنگ روڈ 27-packages پر مشتمل ہے جس میں 19-packages کا تخمینہ لاگت برائے تعمیر تقریباً 19-ارب روپیہ ہے ان 19-packages کی تعمیراتی منصوبہ بندی اگست 2007 تک کی گئی ہے۔

(ب) اس منصوبہ کے ٹینڈر صرف prequalified ٹھیکیداروں کو جاری کئے جاتے ہیں۔ ٹھیکیداروں کی پیشگی اہلیت کے لئے اخبارات میں اشتہار دیئے گئے۔ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) تمام درخواستوں کی جانچ پڑتال ایک خصوصی کمیٹی کے ذریعہ کی جاتی ہے جس کے بعد اہل ٹھیکیداروں کا چناؤ کیا جاتا ہے۔

انہی prequalified ٹھیکیداروں میں اب تک الاٹ کئے گئے کاموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1- package	میسرز خالد روف گیمن پاکستان (JV)	(نیازی چوک انٹر چینج)
2- package	میسرز سرور اینڈ روف کمپنی	(نیازی چوک تا سگیاں چوک)
3- package	میسرز حبیب رفیق، خالد روف (JV)	(نیازی چوک تا محمود بوٹی)

(ج) رنگ روڈ کی تعمیر کنسلٹنٹ میسرز نیسپاک کی زیر نگرانی کی جا رہی ہے جبکہ محکمہ مواصلات و تعمیرات کی طرف سے پراونشل روڈ کنسٹرکشن ڈویژن لاہور کے مہتمم اپنے متعلقہ سب ڈویژنل افسران اور سب انجینئرز کے ہمراہ کام کی نگرانی کر رہے ہیں۔

(د) نیازی چوک انٹرچینج کا کام مکمل ہونے پر اسے ٹریفک کے لئے کھول دیا گیا ہے جبکہ نیازی چوک سے سگیاں چوک سڑک کی لمبائی 2.76 کلومیٹر اور نیازی چوک سے محمود بوٹی بند سڑک لمبائی 8.70 کلومیٹر پر کام جاری ہے۔ تفصیل تکمیل جز (الف) میں دی گئی ہے۔

دریائے راوی، سید والا کے مقام پر پل کی تعمیر

*7612: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دریائے راوی پر سید والا ضلع ننکانہ صاحب کے مقام پر صوبائی حکومت نے پل کی تعمیر کا اعلان کیا ہوا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس پل کا تخمینہ کیا ہے اور کب تک تعمیر ہو جائے گا؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) تاحال سید والا ضلع ننکانہ صاحب دریائے راوی پر پل کی تعمیر کے لئے کوئی منصوبہ زیر غور نہ ہے۔

(ب) ایضاً۔

ایکسیئن پراونشل بلڈنگ ڈویژن شیخوپورہ میں سال 05-2004 کے بجٹ اور خرچ کی تفصیل

*7698: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن شیخوپورہ کو مالی سال 05-2004 میں کتنی رقم مد وار فراہم کی گئی؟

(ب) اس مالی سال کے دوران مذکورہ ڈویژن میں جو بلڈنگز تعمیر ہوئیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس بلڈنگز ڈویژن نے جن جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم اس بلڈنگز ڈویژن کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) شیخوپورہ میں ایکسیئن پراونشل بلڈنگ کا دفتر نہ ہے۔ البتہ شیخوپورہ میں پراونشل بلڈنگ سب ڈویژن، ایکسیئن پراونشل بلڈنگ ڈویژن گوجرانوالہ کے تحت کام کرتی ہے۔اس سب ڈویژن کے بجٹ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مد نمبر 42 تعمیرات 119.633 ملین روپے۔

مد نمبر 24 مرمت 12.394 ملین روپے

(ب) مالی سال 2004-05 کے دوران ضلع شیخوپورہ میں بلڈنگز کی تعمیر پر کل لاگت 87.073 ملین روپے آئی۔ بلڈنگز کی تفصیل (لف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 2004-05 میں جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی ان پر کل لاگت 12.56 ملین روپے آئی۔ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) 2004-05 میں ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر کل لاگت 0.638 ملین روپے آئی۔

(ہ) 2004-05 میں سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر 0.168 ملین روپے خرچ ہوئے۔

ایکسیئن پراونشل ڈویژن گوجرانوالہ میں سال 2004-05 کے بجٹ اور خرچ کی تفصیل

*7699: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن گوجرانوالہ کو مالی سال 2004-05 میں کتنی رقم مدوار فراہم کی گئی؟

(ب) اس مالی سال کے دوران مذکورہ ڈویژن میں جو بلڈنگز تعمیر ہوئیں، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس بلڈنگز ڈویژن میں جن جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم اس بلڈنگز ڈویژن کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن گوجرانوالہ کو مالی سال 05-2004 مندرجہ ذیل رقم مدوار فراہم کی گئی:۔

مد نمبر 42 281.525 ملین روپے	برائے ترقیاتی کام
مد نمبر 42 سسپنس 0.818 ملین روپے	برائے پٹرول و گاڑیاں مرمت
مد نمبر 24 25.291 ملین روپے	برائے سالانہ مرمت
مد نمبر 24 اسٹیبلشمنٹ 10.665 ملین روپے	برائے تنخواہ ملازمین
مد نمبر 24 اسٹیبلشمنٹ 0.240 ملین روپے	برائے ٹی اے / ڈی اے ملازمین

(ب) اس مالی سال کے دوران مذکورہ ڈویژن میں جو بلڈنگز کی تعمیر ہوئیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس عرصہ کے دوران اس بلڈنگ ڈویژن میں جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی ان کے نام، تخمینہ لاگت کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) اس عرصہ کے دوران ملازمین کی تنخواہوں پر 6.23 ملین روپے اور ٹی اے / ڈی اے پر 0.23 ملین روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) اس عرصہ کے دوران سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر 0.10 ملین روپے اور پٹرول / ڈیزل پر 0.658 ملین روپے خرچ ہوئے۔

موضع ٹنڈے گرد تا جلال آباد شیخوپورہ، سڑک کی ناقص تعمیر اور حکومتی اقدامات

*7763: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ موضع ٹنڈے گردتا جلال آباد (اجنیانوالہ شیخوپورہ) سڑک کی تعمیر حال میں مکمل ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سڑک کی تعمیر میں ناقص میٹریل استعمال کیا گیا جس کی وجہ سے سڑک تعمیر کے دو ہفتے بعد ٹوٹ پھوٹ چکی ہے؟

(ج) یہ سڑک کتنی لاگت سے تعمیر ہوئی ہے اور اس کا ٹھیکہ کس فرم کو دیا گیا تھا؟

(د) اس سڑک کی تعمیر محکمہ کے جن ملازمین کی زیر نگرانی مکمل ہوئی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل نیز انہوں نے سڑک کی تعمیر کے وقت جو معائنہ کیا اس کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) کیا حکومت اس سڑک کی ناقص تعمیر کرنے اور کروانے والے افراد کے خلاف محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) موضع ٹنڈے گردتا جلال آباد (اجنیانوالہ شیخوپورہ) فی الحال مکمل نہیں ہوئی، صرف بیس کورس تک کام مکمل ہوا ہے۔

(ب) سڑک کی تعمیر میں میٹریل specification کے مطابق استعمال ہوا ہے تاہم ٹھیکیدار نے سردیوں میں ٹارنگ کا کام شروع کیا تھا جو روک دیا گیا۔

(ج) تخمینہ لاگت -/4505800 روپے ہے یہ کام میسرز سرفراز علی اینڈ کمپنی شیخوپورہ کو دیا گیا۔

(د) سڑک کی تعمیر جن ملازمین کی زیر نگرانی کروائی جا رہی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے:-

	نام	عہدہ	گریڈ
1-	حافظ محمد رمضان	ایگزیکٹو انجینئر	18
2-	نادر قیوم	اسسٹنٹ ایگزیکٹو انجینئر	17
3-	محمد ارشد	سب انجینئر	16

ایگزیکٹو انجینئر بمع عملہ کام کے دوران وقتاً فوقتاً سائٹ کی انسپکشن کرتے رہے جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے سردی کی وجہ سے ٹارنگ کا کام غیر تسلی بخش پا کر کام بند کروا دیا گیا۔

(ہ) چونکہ تعمیر میں کوئی نقص نہ پایا گیا ہے لہذا کسی کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

نارنگ تا برکت ٹاؤن کالا خطائی روڈ کی تعمیر نو

*7784: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کالا خطائی روڈ، نارنگ سے برکت ٹاؤن شاہدرہ (فیروزوالہ) تک جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ گاؤں بلیخے اور گاؤں بڑتھ کے درمیان سڑک پر پانی کھڑا ہے جس کی وجہ سے سڑک مکمل طور پر ختم ہو چکی ہے؟

(ج) کالا خطائی روڈ نارنگ کی تعمیر و مرمت آخری دفعہ کب اور کتنی لاگت سے ہوئی تھی اور اس کی تعمیر کن کن افسران کی زیر نگرانی، کن کن ٹھیکیداروں نے کی تھی؟

(د) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) کالا خطائی روڈ، نارنگ سے برکت ٹاؤن شاہدرہ (فیروزوالہ) تک ایسی جگہوں سے ٹوٹی ہوئی ہے جہاں آبادی سڑک کے عین اوپر واقع ہے اور ان گھروں کے پانی کا نکاس سڑک کے اوپر ہے۔ تاہم گورنمنٹ اپنے مالی وسائل سے اس کی مرمت جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ب) جیسا کہ جز (الف) میں بیان کیا گیا ہے کہ گاؤں میں ناقص نکاسی کی وجہ سے پانی سڑک پر آجاتا ہے جس وجہ سے سڑک بار بار ٹوٹ جاتی ہے۔

(ج) کالا خطائی روڈ، نارنگ کی مرمت مئی، جون 2006 میں کی گئی پیچ ورک پر 1.39 ملین روپے اور ریسر فیسنگ پر 5.686 ملین روپے خرچ کئے گئے۔ اس کی مرمت کا کام ثناء اللہ چیمہ ایکسیئن، محمد نسیم ایس ڈی او اور ظفر اقبال سب انجینئر کی نگرانی میں ہوا۔ پیچ ورک محکمہ کی لیبر سے کروایا گیا جبکہ ریسر فیسنگ کا کام میسرز وحید کارپوریشن نے کیا۔

(د) اس سڑک کی تعمیر نو ایشین ڈویلپمنٹ بنک کے تعاون سے بننے والے منصوبہ پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ پراجیکٹ میں شامل ہے۔

لاہور۔رنگ روڈ کے نقشہ میں تبدیلی سے پیدا شدہ مسائل

*7830: رانا مشہود احمد خان: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے شہر لاہور میں رنگ روڈ بنانے کا منصوبہ بنایا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس رنگ روڈ کے نقشہ میں تبدیلی کر کے اس کا روٹ بند روڈ گلشن راوی سے فیروزپور روڈ کی طرف کر دیا گیا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس نقشہ کی تبدیلی کی وجہ سے لاہور شہر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا اور اس کے علاوہ کافی دیگر مسائل بھی پیدا ہوں گے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میں تبدیلی کی وجہ سے اس کا اصل مقصد بھی ختم ہو جائے گا؟

(ہ) کیا حکومت یہ روڈ سابقہ نقشہ کے مطابق بنانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب نے لاہور میں رنگ روڈ بنانے کا منصوبہ منظور کیا ہے۔

(ب) رنگ روڈ کے روٹ کو فائنل کرنے سے پہلے Michigan State University (USA) کے پروفیسر ڈاکٹر Willium C. Tylor نے ٹریفک کے بہاؤ کی تفصیلاً study کی اور پھر اپنی تجاویز پیش کیں۔ ان تجاویز کے پیش نظر میسرز نیسپاک نے رنگ روڈ کا نقشہ تیار کیا جسے حکومت پنجاب نے باقاعدہ منظور کر کے عوام کی اطلاع کے لئے پریس میں جاری کیا۔ رنگ روڈ کے نقشہ میں کوئی تبدیلی نہیں کی گئی۔ منظور شدہ نقشے کے مطابق ہی رنگ روڈ گلشن راوی سے فیروزپور روڈ کی طرف جا رہی ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ منظور شدہ نقشہ کے مطابق رنگ روڈ بننے سے لاہور شہر دو حصوں میں تقسیم ہو جائے گا بلکہ اصل حقائق یہ ہیں کہ اس سڑک کی تعمیر سے اندرون شہر سڑکوں پر ٹریفک کا بہاؤ کم ہو جائے گا جس سے ٹریفک کے مسائل پر قابو پانے میں مدد ملے گی۔

(د) رنگ روڈ کے نقشہ میں کوئی تبدیلی نہ کی گئی ہے بلکہ منظور شدہ نقشہ کے مطابق تعمیر ہونے سے ہی اصل مقاصد حاصل ہونگے۔

(ہ) رنگ روڈ کے موجودہ نقشہ سے پہلے کوئی نقشہ منظور نہ ہوا تھا لہذا اس کی تعمیر منظور شدہ روٹ کے مطابق ہی کی جارہی ہے۔

وزیرآباد، ڈسکہ روڈ کی تعمیر و مرمت

*7842: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) وزیرآباد ڈسکہ روڈ کب کتنی لاگت سے آخری بار تعمیر ہوئی؟

(ب) مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم اس کی تعمیر و مرمت کی مد میں خرچ ہوئی؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک اس وقت ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے؟

(د) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر کو تیار ہے اگر ہاں تو کب، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) وزیرآباد ڈسکہ روڈ کی آخری تعمیر کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سیکشن	سال تعمیر	لاگت
I۔ کلو میٹر 0 تا 9.66	1975	1.614 ملین روپے
II۔ کلو میٹر 9.66 تا 24.45	1982	5.075 ملین روپے

(ب) مالی سال 05-2004 اور 06-2005 میں کوئی تعمیر نہ ہوئی ہے تاہم اس کی مرمت پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

سال 05-2004	0.863 ملین روپے
سال 06-2005	0.634 ملین روپے

(ج) سڑک اپنی ڈیزائن لائف پوری کر چکی ہے لہذا ٹوٹ پھوٹ کا شکار رہتی ہے بوقت ضرورت اس کی مرمت کر دی جاتی ہے۔

(د) اس سڑک کی تعمیر نو ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے شروع ہونے والے منصوبہ پنجاب روڈ سیکٹر ڈویلپمنٹ میں شامل ہے۔ تعمیر کا آغاز موجودہ مالی سال میں متوقع ہے۔

بہاولپور شہر میں ریلوے کراسنگز پر انڈر وے / اوور ہیڈ پلوں کی تعمیر

*8044: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر کے دو اہم مقامات سے ریلوے کی مین لائن گزرتی ہے اور اگر 24 گھنٹوں میں ریلوے کے ان پھاٹکوں کی بندش کے اوقات کو جمع کیا جائے تو روزانہ گھنٹوں میں بنتے ہیں جس کی وجہ سے عوام سخت تکلیف میں مبتلا ہیں؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو حکومت کب تک مذکورہ دو مقامات پر انڈر وے یا اوور ہیڈ برج بنانے کا ارادہ رکھتی ہے جبکہ گورنر پنجاب خالد مقبول اور وزیر اعلیٰ پنجاب اپنے دوروں کے دوران اس کا وعدہ بھی کر چکے ہیں جو کہ پریس میں بھی چھپ چکے ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر کے دو مقامات یعنی ملتان روڈ اور سمہ سٹہ روڈ پر سے ریلوے کی مین لائن گزرتی ہے اور اگر چوبیس گھنٹوں میں ریلوے کے ان پھاٹکوں کی بندش کے اوقات کو جمع کیا جائے تو روزانہ گھنٹوں میں بنتے ہیں۔

(ب) وفاقی حکومت نے پبلک سیکٹر ڈویلپمنٹ پروگرام برائے مالی سال 07-2006 ملتان روڈ (بہاولپور) کو دو رویہ کرنے کی تجویز کی ہے۔ اس سکیم کے P.C.I میں ریلوے لائن پر اوور ہیڈ برج کو بطور جزو شامل کیا گیا ہے۔ اسی طرح سمہ سٹہ روڈ پر ریلوے لائن کراسنگ پر انڈر پاس کی تجویز بھی مذکورہ بالا پروگرام میں شامل ہے محکمہ مواصلات و تعمیرات نے دونوں سکیموں کے P.C.I بنا کر محکمہ پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ کو روانہ کر دیئے ہیں جو کہ منظوری کے مراحل میں ہیں۔ وفاقی حکومت کی طرف سے منظوری ملنے اور فنڈز مہیا ہونے پر کام شروع کیا جا سکے گا۔

ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب ہائی وے کے زیر استعمال روڈ رولرز کی تعداد و تفصیل

*8073: چوہدری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب ہائی وے کے زیر استعمال روڈ رولرز کی تعداد کیا ہے ان میں سے کتنے ٹھیک حالت میں کام کر رہے ہیں اور کتنے خراب ہیں؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ ضلع مذکور میں محکمہ ہائی وے کے دو عدد روڈ رولر چوری ہوئے تھے، اگر جواب ہاں میں ہے تو آیا مقدمہ درج کیا گیا مزید برآں اب تک کیا پیشرفت ہوئی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب ہائی وے کے زیر استعمال 4 عدد روڈ رولرز ہیں جو کہ صحیح حالت میں کام کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں ایسا کوئی واقعہ نہ ہوا ہے۔

جی او آر تھری لاہور میں سال 06-2005 کے ترقیاتی فنڈز اور استعمال

*8148: چودھری محمد ارشد: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 06-2005 میں جی او آر تھری کے فلیٹوں کی اضافی تعمیر و مرمت کے لئے کتنے فنڈز ملے اور 24 مارچ 2006 تک ان میں سے کتنے فنڈز استعمال کئے گئے؟

(ب) ہر فلیٹ پر کتنا فنڈ خرچ کیا گیا، علیحدہ علیحدہ تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) مالی سال 06-2005 میں جی او آر تھری لاہور کے فلیٹوں کی اضافی تعمیر و مرمت کے لئے مبلغ 2.813 ملین روپے مہیا کئے گئے جن میں سے مبلغ 0.85 ملین روپے مارچ 2006 تک استعمال کئے گئے۔

(ب) ہر فلیٹ پر خرچ شدہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ایکسیئن پراونشل بلڈنگز ڈویژن فیصل آباد میں 06-2004 کے بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*8236: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن فیصل آباد کو سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم فراہم کی گئی ہے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران جن عمارتوں کی تزئین و آرائش کی گئی ہے، ان کے نام، جگہ اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن میں جو نئی عمارات تعمیر کی گئی ہیں، ان کے نام، جگہ اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران مذکورہ ڈویژن کے افسران / ملازمین کے اخراجات تنخواہ اور ٹی اے / ڈی اے بتائے جائیں؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران اس ڈویژن کی گاڑیوں کی مرمت، پٹرول اور تیل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) ایگزیکٹو انجینئر پراونشل بلڈنگز ڈویژن فیصل آباد کو مالی سال 2004-05 میں مبلغ 320.883 ملین روپے اور سال 2005-06 میں مبلغ 679.556 ملین روپے کی رقم فراہم کی گئی۔

(ب) اس عرصہ کے دوران جن عمارتوں کی تزئین و آرائش کی گئی ہے ان کے نام، جگہ اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن میں جو نئی عمارات تعمیر کی گئی ہیں ان کے نام، جگہ اور خرچ کردہ رقم کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان سالوں کے دوران مذکورہ ڈویژن کے افسران / ملازمین کے اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

مد	اخراجات 2004-05	2005-06
1۔ تنخواہیں	11.405 ملین روپے	12.344 ملین روپے
2۔ ٹی اے / ڈی اے	0.113 ملین روپے	0.19 ملین روپے

(ہ) ان سالوں میں گاڑیوں کی مرمت، پٹرول اور تیل کے اخراجات درج ذیل ہیں۔

2004-05	0.769 ملین روپے
2005-06	0.665 ملین روپے

گوجرانوالہ۔ نگار پھاٹک انڈر پاس کی تعمیر میں تاخیر

*8415: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گوجرانوالہ نگار پھاٹک انڈر پاس کی تعمیر کا ٹھیکہ کب اور کس ٹھیکیدار کو دیا گیا؟

(ب) اگر اس ٹھیکہ کے لئے کوئی اشتہار اخبار میں دیا گیا تو کب اور کس اخبار میں؟

(ج) اس ٹھیکہ کی رقم، شرائط اور مدت تکمیل کیا تھی، کیا مقررہ میعاد کے اندر کام مکمل کر دیا گیا، اگر نہیں تو اس کی وجوہات نیز کیا حکومت ٹھیکیدار کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(د) کیا حکومت ٹھیکیدار کو جلد از جلد کام مکمل کرنے کی ہدایت کرنے یا بصورت دیگر اس کا لائسنس منسوخ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) گوجرانوالہ، نگار پھاٹک انڈر پاس کا ٹھیکہ مورخہ 05-12-02 کو ایم ایس احسان برادرز گورنمنٹ کنٹریکٹر کو دیا گیا۔

(ب) ٹھیکہ کے لئے اشتہار مورخہ 05-09-07 کو روزنامہ "پاکستان" اور روزنامہ "جنگ" میں شائع ہوا۔ (اشتہار کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

(ج) ٹھیکہ کی کل مالیت مبلغ 60.221 ملین روپے ہے جبکہ مدت تکمیل 60 دن تھی۔ یہ ٹھیکہ پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ کی منظور شدہ شرائط کے مطابق دیا گیا۔ کام مقررہ میعاد کے اندر مکمل نہیں ہو سکا جس کی وجہ پاکستان ریلوے کی طرف سے اجازت نہ ملنا ہے۔ محکمہ نے تمام piles-16 مکمل کر لی ہیں۔ retaining wall تعمیر کر لی ہے اور جی ٹی روڈ کی طرف سے approach road بھی base course تک مکمل کر لی گئی ہے چونکہ ٹھیکیدار تاخیر کا ذمہ دار نہ ہے لہذا اس کے خلاف کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(د) جونہی ریلوے انتظامیہ کی طرف سے کلیرنس ملے گی محکمہ بغیر کسی تاخیر کے ٹھیکیدار سے کام مکمل کروائے گا۔

ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لیک روڈ لاہور میں دو اہل نوجوانوں کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

*8417: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر صاحب (انتظامیہ) ای اینڈ پی (جنوبی) ہائی وے ڈیپارٹمنٹ 2۔لیک روڈ لاہور آفس میں کمپیوٹر آپریٹر اور جونیئر کلرکوں کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوانوں محمد بلال لطیف، محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف رہائشی حجرہ شاہ مقیم کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک آرڈر دیئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مسمی محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف رہائشی حجرہ شاہ مقیم کی درخواستیں برائے کمپیوٹر آپریٹر و جونیئر کلرک وصول ہوئیں تاہم وہ ٹیسٹ میں معیار پر پورا نہ اترنے کی وجہ سے تعینات نہ ہو سکے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

گوجرانوالہ شہر میں شیخوپورہ روڈ کی تعمیر نو اور سٹریٹ لائٹس کی تنصیب

366: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ شہر کب، کتنی لاگت سے آخری مرتبہ تعمیر کی گئی تھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ یہ سڑک اس وقت جگہ جگہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہے اور اس پر سٹریٹ لائیٹس بھی نہ لگائی گئی ہیں؟

(ج) کیا حکومت اس سڑک کی از سر نو تعمیر اور سٹریٹ لائٹس لگانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) شیخوپورہ روڈ گوجرانوالہ شہر آخری مرتبہ 96-1995 میں تعمیر کی گئی تھی اور اس پر مبلغ ایک کروڑ تیس لاکھ روپے لاگت آئی تھی۔

(ب) اس سڑک کی بحالی/کشادگی کا کام ایم۔ این۔ اے گرانٹ کے تحت وفاقی محکمہ پاک پی ڈبلیو ڈی کے زیر نگرانی جاری ہے تاہم سٹریٹ لائٹس لگانا منصوبہ میں شامل نہ ہے۔

(ج) ضلعی حکومت اپنے وسائل اور ترجیحات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس پر غور و خوض کر سکتی ہے۔

شیر شاہ روڈ شالامار ٹاؤن لاہور کی مرمت

370: چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) شیر شاہ روڈ شالامار ٹاؤن لاہور کی تعمیر آخری دفعہ کب کی گئی اور اس پر کتنا خرچہ آیا؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ مذکورہ سڑک کی حالت خراب ہے، کیا حکومت مذکورہ سڑک کی مرمت کروانے کو تیار ہے، کب تک؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) شیر شاہ روڈ شالامار ٹاؤن لاہور کی تعمیر نو محکمہ مواصلات و تعمیرات نے جون 2005 میں مکمل کی ہے اور اس پر 33.5 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ب) سڑک کی حالت خراب تھی لیکن اب carpeting کے بعد بہت بہتر ہو گئی ہے۔

لاہور، بی آر بی نہر تا مغل پورہ، الیکٹرک پولز اور کنکشن سے متعلقہ تفصیل

376: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور شہر سے گزرنے والی نہر کے دونوں اطراف از مغل پورہ تا بی آر بی نہر لائٹ لگانے کے لئے پول لگائے گئے تھے، اگر ہاں تو اس پر کتنا خرچ آیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ جگہ سے کافی تعداد میں لگائے گئے پول غائب ہو گئے ہیں اگر ہاں تو کتنے، نیز لائٹ جاری نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے کہ نہر کے دونوں اطراف مغل پورہ سے بی آر بی نہر تک 93-1992 میں محکمہ پنجاب ہائی وے نے لائٹس لگانے کے لئے پول لگائے تھے ان پر 6.069 ملین روپے خرچ آئے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ جگہ سے کافی پول چوری ہو گئے ہیں۔ اس وقت کی میونسپل کارپوریشن اور ضلع کونسل کو درخواست کی گئی تھی کہ وہ لائٹس کا چارج سنبھال لیں مگر انہوں نے لیت و لعل سے کام لیتے ہوئے چارج نہ لیا جس وجہ سے حفاظتی انتظامات نہ ہو سکے۔

ضلع بھکر۔بلڈنگ ڈیپارٹمنٹ میں سٹاف کی کمی

409: جناب حفیظ اللہ خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔
ضلع بھکر کے محکمہ بلڈنگ میں کتنے افسران اور اہلکاروں کی کمی ہے، کیاان اہلکاروں کی کمی کی وجہ سے محکمہ بلڈنگ کا کام متاثر نہیں ہو رہا، یہ کمی کب پوری ہو گی؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

بلڈنگ ڈویژن ضلع بھکر میں درج ذیل سٹاف کی کمی ہے:۔

نمبر شمار	نام اسامی	تعداد اسامی
1۔	ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (بی ایس 17)	1
2۔	سب انجینئر (بی ایس 11)	4
3۔	ڈرافٹسمین (بی ایس 11)	1
4۔	اکاؤنٹس کلرک (بی ایس 9)	1
5۔	جونیئر کلرک (بی ایس 5)	6
6۔	ڈرائیور (بی ایس 4)	2
7۔	نائب قاصد (بی ایس 1)	2

حال ہی میں حکومت پنجاب نے بھرتیوں پر عائد پابندی اٹھائی ہے۔ ضلع بھکر کے لئے مختص شدہ اسامیوں پر بھرتی کے لئے حکومت پنجاب کی جانب سے 50 فیصد بھرتی سے متعلق لائحہ عمل جاری کرنے کے بعد کچھ اسامیوں پر بھرتی کر لی گئی ہے جبکہ باقی اسامیاں بھی آئندہ بھرتی میں مکمل کر لی جائیں گی۔

پی پی۔49 منکیرہ، ریت کی وجہ سے بند سڑکوں اور مسئلہ کے حل کے لئے حکومتی اقدامات

417: جناب حفیظ اللہ خان: کیاوزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔
(الف) حلقہ پی پی۔49 کی تحصیل منکیرہ کی اکثر سڑکیں ریت سے بھری ہوئی ہیں خاص طور پر U/C گوہر والہ، U/C لتن اور U/C ماہنی، جھنگ تا بھکر کی سڑکیں تقریباً ریت کی وجہ سے بند ہیں جس سے مسافروں کو مشکلات کا سامنا ہے؟

(ب) کیا حکومت ریت ہٹانے کا بندوبست کرنے اور مستقل بنیادوں پر مسئلہ حل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) پی پی۔49 کی تحصیل منکیرہ کی یونین کونسل لتن کی مندرجہ ذیل سڑکوں سے ریت ہٹا دی گئی ہے اور ٹریفک رواں دواں ہے۔

1۔ ایم ایم روڈ تا لتن روڈ

2۔ منکیرہ تا لتن روڈ

3۔ لتن تا گوہر والا روڈ

پی پی۔49 کی تحصیل منکیرہ کی یونین کونسل ماہنی کی مندرجہ ذیل سڑکوں سے ریت ہٹا دی گئی ہے اور ٹریفک رواں دواں ہے:۔

1۔ حیدر آباد ماہنی روڈ

2۔ اوبھل چوک تا کھیو روڈ

یونین کونسل ماہنی کی بقایا سڑک نیس پاک روڈ، ماہنی شیر گڑھ روڈ سے ریت ہٹانے کا کام بلڈوزروں/ٹریکٹروں کی مدد سے ضلعی حکومت بھکر ہنگامی بنیادوں پر جاری رکھے ہوئے ہے۔

(ب) پی پی۔49 کی تحصیل منکیرہ کی سڑکات پر ضلعی حکومت ہنگامی بنیادوں پر ریت ہٹانے کا کام بلڈوزروں اور ٹریکٹروں کی مدد سے جاری رکھے ہوئے ہے اور ایک ماہ کے اندر اندر تمام سڑکات جو ضلعی حکومت بھکر کے زیر تحویل ہیں سے ریت ہٹا دی جائے گی۔

سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ کی تعمیر نو

464: **چودھری ممتاز علی:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت سیالکوٹ، گوجرانوالہ روڈ کی ٹوٹ پھوٹ کی وجہ سے از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

سیالکوٹ گوجرانوالہ روڈ درست حالت میں ہے اور ٹریفک کو سروس مہیا کر رہی ہے اس کی از سر نو تعمیر فی الحال کسی پروگرام میں شامل نہ ہے۔

ہائی وے ڈیپارٹمنٹ لیک روڈ لاہور۔ بھرتی سے متعلقہ تفصیل

475: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر انتظامیہ ای اینڈ پی، پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ نزد یونیورسٹی گراونڈ، شمالی زون 2۔ لیک روڈ لاہور کے آفس میں نائب قاصد کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے انٹرویو کئے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی میرٹ کو نظر انداز کر کے رشوت کی بنیاد پر کی گئی ہے جس طرح مڈل پاس نوجوان، محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف کو فائنل ہونے کے بعد نظر انداز کر کے بھرتی نہیں کیا گیا ہے، میرٹ کی تفصیل اور مذکورہ نوجوان کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

لینڈ ایکوزیشن آفس پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ 2۔ لیک روڈ میں 3 عدد خالی اسامیوں کو پر کرنے کے لئے اخبار میں اشتہار دیا گیا۔ کل 82 درخواستیں موصول ہوئیں امیدواروں کو مورخہ 06-03-25 کو انٹرویو کے لئے طلب کیا گیا لیکن وقت کی قلت کے پیش نظر انٹرویو منعقد نہ ہو سکا۔ بہر حال امیدواروں کو بذریعہ نوٹس زبانی و تحریری دفتر ہذا کے نوٹس بورڈ پر چسپاں کر کے آگاہ کیا گیا کہ اب انٹرویو مورخہ 06-03-28 کو ہو گا۔ مورخہ 06-03-28 کو 32 امیدوار انٹرویو کے لئے حاضر ہوئے جن میں مندرجہ ذیل تین امیدواران خالصاً میرٹ کی بنیاد پر منتخب کئے گئے۔

1۔	عبدالقیوم ولد محمد اقبال	ایف۔اے پاس
2۔	عرفان خان ولد عبدالغفار خان	ایف۔اے پاس
3۔	علی سفیان ولد عبدالستار	مڈل پاس کو سرکاری ملازم کے بیٹے کے کوٹا میں بھرتی کیا گیا ہے۔

مسمی محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف انٹرویو کے لئے حاضر نہ ہوا۔ (میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے)

پنجاب ہائی وے لیک روڈ لاہور۔ نوجوان کو جونیئر کلرک / کمپیوٹر آپریٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

539: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر انتظامیہ (ای اینڈ پی شمالی) پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ 2۔ لیک روڈ لاہور میں جونیئر کلرکوں، کمپیوٹر آپریٹر کی بھرتی (برائے سرگودھا ڈویژن پنجاب ڈومیسائل) کے حامل امیدواروں کی درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ / انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیسٹ / انٹرویو پاس کر کے میرٹ میں آنے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کو ابھی تک آرڈر جاری نہیں کئے گئے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) امیدوار محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کو ٹائپ ٹیسٹ دیا گیا جس میں وہ ناکام رہا ٹائپ کاری میں دس الفاظ فی منٹ کی رفتار حاصل کر سکا۔ چونکہ محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف مطلوبہ معیار پر پورا نہ اتر سکا اس لئے اس کے تعیناتی کے احکام جاری نہ کئے گئے۔ (ٹائپ ٹیسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) مندرجہ بالا امیدوار کمپیوٹر آپریٹر کی میرٹ لسٹ پر دوسرے نمبر پر ہے چونکہ کمپیوٹر آپریٹر کی صرف ایک ہی اسامی تھی اس لئے اس کی تعیناتی کے احکام جاری نہ کئے گئے۔ میرٹ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

دفتر پنجاب ہائی وے لاہور۔ نوجوان کو اسسٹنٹ ٹریفک کاؤنٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

580: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر مواصلات و تعمیرات ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیزائن پنجاب ہائی وے لیک روڈ لاہور آفس میں اسسٹنٹ ٹریفک کاؤنٹر کی اسامیوں کے لئے درخواستیں طلب کر کے انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں اگر جواب ہاں میں ہے تو کب تک تعیناتی آرڈر جاری کر دیئے جائیں گے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) ڈائریکٹر پلاننگ اینڈ ڈیزائن پنجاب ہائی وے ڈیپارٹمنٹ، 2 لیک روڈ لاہور کے آفس میں 12-06-06 کو اسسٹنٹ ٹریفک کاؤنٹر کی ایک خالی اسامی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں اس اسامی کے لئے 25 درخواستیں موصول ہوئیں جس میں 24 امیدوار انٹرویو دینے کے لئے آئے جن میں بلال لطیف ولد محمد لطیف بھی شامل تھا لیکن وہ اسامی کے متعلقہ معیار پر پورا نہ اتر سکا لہذا وہ بھرتی نہ ہو سکا۔

ای ڈی او، ورکس اینڈ سروسز اوکاڑہ۔ اہل نوجوان کو نائب قاصد بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

597: **محترمہ انجم سلطانہ:** کیا وزیر مواصلات و تعمیرات از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ای ڈی او، ورکس اینڈ سروسز آفس اوکاڑہ میں نائب قاصد کی اسامیوں پر بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوان محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر جاری کئے جائیں گے اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے اور کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ لسٹ پہلے کچی پنسل سے بنائی گئی جس کو بعد میں تبدیل کر دیا گیا ہے؟

وزیر مواصلات و تعمیرات:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) محمد اظہار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے کیونکہ وہ میرٹ پر پورے نہیں اترے تھے۔ یہ درست نہیں ہے کہ میرٹ لسٹ

پہلے کچی پنسل سے بنائی گئی۔ مطلوبہ لسٹ کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس کو take up کرتے ہیں۔ توجہ دلاؤ نوٹس ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔ جس کا نمبر 763 ہے۔

فاروق آباد دوران ڈکیتی مزاحمت پر شہری کا قتل

763: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 3-اکتوبر 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق فاروق آباد (شیخوپورہ) کے پنڈ مرید کے محلہ ٹینکی والا کے نزدیک گجر پورہ میں ڈاکو زمیندار نواز کے گھر داخل ہو گئے، جنہیں دیکھ کر گھر والوں نے شور مچا دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ شور کی آواز سن کر نواز کے بھائی میاں سعید نے ڈاکو پر گولی چلانے کی کوشش کی مگر ڈاکوؤں نے انہیں برسٹ مار کر ہلاک کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس واردات کے بعد یہی ڈاکو اسی گاؤں میں چار مختلف گھروں میں داخل ہو کر ہزاروں روپے لوٹ کر فرار ہو گئے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ڈکیتی کی ایسی وارداتیں اس علاقہ میں روزانہ ہو رہی ہیں مگر پولیس ملزمان کو گرفتار نہیں کر رہی ہے بلکہ یہ ڈاکو اسی علاقہ میں پھر رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ان ڈاکوؤں کے گینگ کے خلاف کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنے اور ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر!۔ (قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) مدعی نواز کا بھائی جو کہ ہمسایہ میں رہتا ہے وہ جب شور سن کر آیا تو اس پر انہوں نے فائر کیا جو کہ اس حد تک درست ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے۔

(ہ) حکومت ارادہ رکھتی ہے۔انہوں نے کہا ہے کہ کیا حکومت ان ڈاکوؤں کے گینگ کے خلاف کارروائی کر کے ان کو گرفتار کرنے اور ان کے سرپرست پولیس ملازمین کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟اس سلسلے میں میری یہ گزارش ہے کہ نہ صرف ہم ان کو گرفتار کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں بلکہ انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد ان تمام ملزمان کو گرفتار بھی کر لیا جائے گا۔اس وقت تک صورتحال یہ ہے کہ جو ہمارے investigation incharge ہیں ان کی مجھے صبح رپورٹ ملی ہے اس کے مطابق انہوں نے اس میں ایک major break through کیا ہے۔کچھ لوگوں کو انہوں نے شامل تفتیش کیا تھا جس میں سے دو سے ہمیں positive lead ملی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ بہت جلد اس مقدمے کو یکسو کر لیا جائے گا بلکہ میں یہاں تک کہوں گا کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس کے اصل ملزمان تک ہم پہنچ چکے ہیں اور بہت جلد ان کو گرفتار کر لیا جائے گا اور یہ غلط نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: گزارش یہ ہے کہ ہم یہی نشاندہی کرتے رہتے ہیں کہ امن عامہ کی جو صورتحال ہے وہ overall اور خاص طور پر سنٹرل پنجاب میں بہت خراب ہے۔خاص طور پر جو ڈکیتی کی وارداتیں ہیں وہ بہت زیادہ ہو رہی ہیں۔وزیر قانون نے کہا ہے کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ مجرموں کو بہت جلد گرفتار کر لیں گے لیکن صورتحال یہ ہے کہ ڈکیتیوں کے جو ملزمان ہیں وہ گرفتار نہیں ہو رہے اور نہ ہی پولیس ان پر قابو پا رہی ہے نہ ہی کوئی خاطر خواہ نتائج حاصل ہوئے ہیں انہوں نے آج تک کیا برآمد کیا ہے۔۔۔

چودھری سجاد حیدر گجر: جناب والا! اگر اجازت دیں تو میں عرض کروں میرے گاؤں کا واقعہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب تشریف رکھیں۔انہوں نے move کیا ہے ان کو بات کرنے دیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری یہی گزارش ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کے معاملے میں حکومت اپنا criteria change کرے تاکہ ہم اس صوبے کے باسیوں کو ایک پر امن اور اچھی شہری زندگی گزارنے کا موقع فراہم کر سکیں۔

جناب سپیکر: وزیر موصوف نے اس کا کافی تفصیلی جواب دیا ہے اور یہ بھی کہا کہ ملزموں کو جلد گرفتار کر لیں گے۔

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید اس کو پریس نہیں کرنا چاہتے لہذا Call Attention Notice dispose of ہوا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ ان کا توجہ دلاؤ نوٹس dispose of ہوا۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب، پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب تشریف رکھتے ہیں میری درخواست یہ ہے کہ گزشتہ دنوں اے آر وائی والوں کے ساتھ ایک مسئلہ بنا تھا جس میں اے آر وائی کے ایک نمائندے کو پولیس والوں نے بہت بری طرح مارا پیٹا تھا اور اس کے متعلق چیف منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا، اس کا مقدمہ درج کیا گیا ہے لیکن ابھی تک پولیس کا کوئی افسر گرفتار بھی نہیں ہوا اور ان کی پیروی بھی گورنمنٹ کی طرف سے کی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: آپ لاء منسٹر صاحب کے ساتھ ان کے چیمبر میں بات کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس اہم مسئلے کی طرف آپ کی توجہ چاہتی ہوں کہ کل پرویز الٰہی صاحب نے Disaster Management Centre کا افتتاح کیا ہے اور جس طرح پہلے بھی کہا گیا کہ ہم 8۔اکتوبر کے واقعہ کو یاد کر کے افسردہ ہیں۔ مسئلہ یہ ہے کہ سابق چیف سیکرٹری حفیظ اختر رندھاوا صاحب کو اس Disaster Management Centre کا ڈائریکٹر بنایا گیا ہے جن کی تنخواہ 4.5 لاکھ روپے مقرر کی گئی ہے اور اس کی باقی مراعات اس کے علاوہ ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر۔45 مرزا فرقان علی مغل صاحب کی طرف سے ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس ایوان کی توجہ ایک اہم مسئلے کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو آپ کی بھی فوری توجہ چاہتا ہے کہ 6۔ ستمبر 2006 کو صدر محترم جنرل پرویز مشرف نے بے روزگاروں کے لئے ایک سکیم شروع کی۔ جب وہ سکیم شروع کی گئی تو نیشنل بنک آف پاکستان کو کہا گیا کہ وہ sole lease کو دیکھے گا لیکن انتہائی افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ اس وقت تک نیشنل بنک نے ایک لاکھ فارم بیچے ہیں اور آج تک کسی کو قرضہ نہیں ملا۔ میں آپ کی وساطت سے اس ایوان کی توجہ اس طرف چاہتا ہوں کہ پچھلے financial year میں بنکوں نے 22.50۔ارب روپیہ معاف کیا ہے اور یہ صرف 2۔ارب روپے دینے کے لئے ان بچوں اور بچیوں سے donation مانگ رہے ہیں۔ پرویز مشرف صاحب کی شروع کی ہوئی اتنی شاندار سکیم کا بیڑا غرق ہو رہا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ آپ تھوڑا سا اس کو سن لیجئے کہ نیشنل بنک نے 4۔ارب 70 کروڑ روپیہ معاف کیا، یو بی ایل نے 4۔ارب 76 کروڑ روپیہ معاف کیا، ایچ بی ایل نے 6۔ارب 7 کروڑ روپیہ معاف کیا، ایم سی بی نے 4۔ارب 13 کروڑ روپیہ اور اے بی ایل نے 5۔ارب 17 کروڑ روپیہ معاف کیا ہے۔ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ ہماری پنجاب حکومت بنک آف پنجاب کو اس میں involve کرلے اور میں یہ ثابت کر سکتا ہوں کہ یہ اتنی اچھی سکیم ہے جس کے تحت ہمارا نوجوان طبقہ بہت مستفید ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ مغل صاحب تشریف نہیں رکھتے۔ ان کی تحریک pending تھی کیونکہ اس کا جواب آنا تھا۔

ای ڈی او ایجوکیشن (ملتان) کا معزز رکن اسمبلی سے نامناسب رویہ

(۔۔۔جاری)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! Chair نے مجھے ہدایت کی تھی اور میں نے ہی ایک دن کا ٹائم مانگا تھا۔ اس میں، میں نے مرزا فرقان صاحب کو اپنے چیمبر میں بلایا، ای ڈی او ملتان کو بھی بلایا، ساری بات چیت سنی اور جو confusion تھی وہ دور ہو گئی ہے اور میں یہاں پر surety سے کہہ رہا ہوں کہ مرزا فرقان صاحب نے کہا تھا کہ میں اس کو پریس نہیں کروں گا۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب فرما رہے ہیں کہ ان سے بات ہو گئی ہے لہذا یہ تحریک dispose of ہوتی ہے۔ Next تحریک استحقاق نمبر۔46 جناب اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اور یہ آج کے لئے pending تھی کیونکہ اس کا جواب آنا تھا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: تو پھر یہ تحریک Tuesday تک pending کی جاتی ہے کیونکہ جواب ابھی نہیں آیا۔ Next تحریک استحقاق نمبر۔47 ملک احمد کریم قسور لنگڑیال کی ہے ملک صاحب تشریف نہیں رکھتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! 8۔اکتوبر کا جو سانحہ ہوا تھا اس پر ہر شہری خون کے آنسو رو رہا تھا اور وہاں پر ہر ایک نے جا کر بہت help کی لیکن اپوزیشن والوں پر مجھے رونا آ رہا ہے کہ شاید انہیں معلوم نہیں ہے کہ وہاں گھر کی construction کے لئے ہر ایک کو ایک لاکھ 75 ہزار روپے دیا گیا ہے اور وہاں پر ہر ممبر کو 3 ہزار روپے ماہوار خرچ کے لئے دیا جا رہا ہے تاکہ جس کا دل چاہے وہ خود گھر construct کر لے اور اس کے ساتھ ساتھ انہیں medical facility دی جا رہی ہے، وہاں پر ہسپتال بنے ہوئے ہیں۔ یہ خود تو وہاں پر تشریف نہیں لے جاتے۔ جب اتنا بڑا زلزلہ آیا تھا یہ تب بھی وہاں پر نہیں گئے تھے، ہم ہی وہاں پر گئے تھے اور یہ ہمارا فرض ہے لیکن ان کا بھی کوئی فرض ہے یا ان کا فرض صرف criticise کرنا ہے۔ انہیں پتا ہی نہیں کہ وہاں کیا ہو رہا ہے، ان سے پوچھیں وہاں کیا حالات ہیں؟

جناب سپیکر: کیوں جی، محترمہ کو رونا آ رہا ہے آپ کو رونے پر کوئی اعتراض نہیں ہے؟ (قہقہے)

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار لیتے ہیں۔ تحریک التوائے کار نمبر۔268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔ move ہو چکی ہے اور یہ بھی pending تھی۔ Minister for Health.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترمہ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ تشریف رکھتی ہیں۔ اگر احسان اللہ وقاص صاحب چاہیں تو پارلیمانی سیکرٹری ہیلتھ جواب دے سکتی ہیں۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: محترمہ اس کا جواب نہیں دینا چاہ رہی ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! نہیں، وہ تیار ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پہلے احسان اللہ وقاص صاحب معافی مانگیں، پھر میں ان کی تحریک کا جواب دوں گی۔

جناب سپیکر: ہاں! پہلے احسان اللہ وقاص صاحب معافی مانگیں گے، پھر وہ جواب دے سکتی ہیں تو لہذا وہ معافی مانگتے ہیں اور نہ وہ جواب دینا چاہ رہی ہیں لہذا motion کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ Next motion No. 679 بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ بھی move ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا Minister for Law.

توحید پارک باغبانپورہ لاہور میں دن دہاڑے ڈاکوؤں کی فائرنگ سے کانسٹیبل کی ہلاکت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ مورخہ 06-07-26 کو تین لڑکے مسلح اسلحہ آتشیں کار ہنڈا رنگ سفید بغیر نمبر پلیٹ پر سوار ہو کر غزالی آٹا چکی کے قریب ایک چنگ چی رکشا سے اترنے والی خاتون سے زیورات چھین رہے تھے۔ محمد طارق کانسٹیبل نے موٹر سائیکل کھڑی کر کے ان کو پکڑنے کی کوشش کی تو ملزمان نے اپنے آتشیں اسلحہ سے محمد طارق پر فائرنگ کر دی جس سے وہ مضروب ہو کر زمین پر گر گیا اور ملزمان فائرنگ کرتے ہوئے کار پر سوار

ہو گئے جس پر مقدمہ نمبر 780/2006 مورخہ 26-07-06 بجرم 302/392/353/186 ت پ تھانہ باغبانپورہ، تفتیش بذریعہ انچارج انوسٹی گیشن عمل میں لائی جا رہی ہے۔ دوران تفتیش متاثرہ خواتین کے بیانات زیر دفعہ 161 ریکارڈ کئے گئے ہیں اور انہیں کچھ سکیچز بھی بنا کر دکھائے گئے ہیں لیکن اس سلسلے میں ابھی تک گرفتاری کے حوالے سے کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ متعلقہ پولیس نے کچھ اشتہاری اور کچھ ریکارڈ یافتہ لوگوں کی بھی تصاویر دکھائی ہیں اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ ملزمان کو گرفتار کیا جائے لیکن فی الحال ملزمان گرفتار نہیں ہو سکے۔ میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ چونکہ ہمیں اس واقعہ کا اس حوالے سے زیادہ افسوس ہے کہ ایک پولیس کانسٹیبل جس نے اپنے فرائض منصبی ادا کرتے ہوئے ان کو پکڑنے کی بھی کوشش کی تھی تو ہمیں اس پر زیادہ تندہی سے کام کرنا چاہئے اور انشاء اللہ تعالیٰ کام کریں گے۔ thank you جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں ہاؤس میں ہمیں پولیس کے حوالے سے اکثر شکایات ہوتی ہیں۔ میں نے جان بوجھ کر یہ تحریک التواء اسی لئے دی تھی کہ پولیس کے ایک آفیسر نے بڑی ذمہ داری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس معاملے میں اپنی جان قربان کی ہے اور اس نے جو کوشش کی ہے ہم اس پر اسے خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور میں وزیر قانون سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ اس کے لواحقین کو مناسب مالی امداد ضرور دی جائے اور جو اس سانحے کے مجرم ہیں ان کو سزا دی جائے۔

جناب سپیکر: محرک اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 697 شیخ علاؤالدین صاحب کی ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے۔ اس کا جواب آنا تھا۔

مشروبات میں جعلی کولا کی بھرمار سے ہیپاٹائٹس جیسی مہلک بیماریاں پھیلنے کا خدشہ

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس پر کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ تحریک پیش ہوئی تھی تو اس دن وزیر صنعت نے کہا تھا کہ یہ مجھ سے related نہیں ہے۔ میں اس کی تھوڑی سی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں محکمہ ہیلتھ، انفارمیشن، خوراک اور لاء involve ہے اور اس

میں باقاعدہ عوام کی ایجوکیشن ہے۔ اب ان میں سے پوچھ لیں کہ کون صاحب جواب دینا چاہتے ہیں؟

جناب سپیکر: اس میں پوری کابینہ ہی involve ہے۔ جی، چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! جس معاملے کی نشاندہی کی گئی ہے یقینی طور پر وہ قابل غور ہے۔ اس طرح کی شکایات یقینی طور پر آ رہی ہیں۔ اگر یہ کسی خاص جگہ پر اور کام کرنے والے کسی خاص ادارے کی نشاندہی کریں تو ہم انشاء اللہ فوری طور پر اس کے خلاف کارروائی کریں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! اس کے اندر یہ ہو رہا ہے کہ 70 فیصد تک کولا جعلی بک رہا ہے۔ اب اگر ایک سگریٹ کی ڈبی پر یہ تو لکھ دیا جاتا ہے کہ یہ مضر صحت ہے لیکن کسی کولا کی بوتل پر یہ نہیں لکھا جاتا کہ کیا آپ جو بوتل خرید رہے ہیں یا پی رہے ہیں یہ اصلی ہے۔ ڈیڑھ روپیہ ایک بوتل کی cost ہے۔ اس میں ڈسٹری بیوٹرز خود involve ہیں۔ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ جانتا ہے کہ یہ کہاں سے اور کیسے بوتلیں بن رہی ہیں۔

جناب سپیکر! 12x12 کے ایک کمرے میں فیکٹری لگتی ہے۔ پانچ لاکھ بوتل ایک عام فیکٹری دیہاتوں میں، چھوٹے شہروں میں حتیٰ کہ لاہور میں مشہور بڑی کولا کمپنیوں کے ڈسٹری بیوٹرز اس trade میں شامل ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ایک عام آدمی پانچ لاکھ بوتل بیچتا ہے۔ جس میں اس کو ایک سیزن میں چالیس لاکھ روپیہ منافع ہوتا ہے۔ وہ دس سے پندرہ لاکھ روپیہ انتظامیہ کو دیتا ہے اور پانچ مہینے سردیوں میں وہ کہیں بھاگ کر ہنی مون مناتا ہے۔ یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ اگر حکومت اس میں اتنی بے بس ہے تو کم از کم لوگوں کو educate کر دے کہ یہ ایک بہت مضر چیز ہے۔ یہ ایک منحوس چیز ہے جو ہماری قوم کو مل گئی ہے تاکہ لوگ اس سے بچ سکیں۔ اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور بات آپ کو بتانا چاہتا ہوں کہ جب ہندوستان جیسے ملک میں اس پر discussion ہو رہی ہے کہ اصلی بوتل میں 4 سے 6 فیصد pesticides ہیں تو ہمیں کیا تکلیف ہے کہ ہم کیوں اس سے بچنا نہیں چاہتے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ مسئلہ اتنا غیر اہم نہیں ہے کہ جس طرح ہمارے دوست اجمل چیمہ صاحب نے اس کا جواب دیا ہے کہ یہ نشاندہی کریں۔ یقین کیجئے کہ آپ

کسی محلے میں چلے جائیں، کسی گلی میں چلے جائیں وہاں پر پرچون کی دکان سے ڈالے والے کو اٹھالیں تو آپ کو یقیناً سارے ثبوت اور فیکٹریاں بھی مل جائیں گی۔ دراصل بات یہ ہے کہ جب سے یہ devolution system آیا ہے سارا نظام ہی تباہ و برباد ہو گیا ہے اور اسی وجہ سے یہ سارے مسائل ہیں کیونکہ کوئی بھی محکمہ یہ ذمہ داری لینے کے لئے تیار ہی نہیں ہے کہ ہم نے چیک کرنا ہے۔ محکمہ صحت کہتا ہے کہ یہ ہمارا کام نہیں ہے۔ محکمہ انڈسٹری کہتا ہے کہ ہمارے پاس فورس نہیں ہے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے کہوں گا کہ یہ لوگوں کی صحت کا معاملہ ہے تو اس پر جو لوگ ذمہ دار ہیں ان کی ڈیوٹی لگائی جائے اور اس کو تھوڑا سا snub کیا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں اس معزز ایوان کو بھی یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اس میں ایکسائز کی اربوں روپے کی چوری ہو رہی ہے۔ یہ حکومت کا نقصان ہو رہا ہے۔ ایکسائز ٹیکس کی اربوں روپے کی چوری ہو رہی ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ہو رہا ہے کہ نقلی بوتلیں بک رہی ہیں۔ جب بوتل chilled ہوتی ہے تو اس کا پتا نہیں لگتا۔ ان بوتلوں کو پینے سے بھی ہیپاٹائٹس پھیل رہا ہے۔ یہ لوگوں کے معدے خراب کرنے کی ایک بنیادی وجہ ہے۔ لوگوں کو کم از کم educate کرنا چاہئے اگر حکومت کو اپنے ریونیو کی پروا نہیں تو اور بات ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک اس کو مزید پریس نہیں کرتے لہذا تحریک dispose of کی جاتی ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! ابھی جو پانی اور بوتلوں کی بات ہو رہی ہے۔ اس میں جو محکمہ ذمہ دار ہے۔ اس کو کوئی بھی پوائنٹ آؤٹ نہیں کر رہا۔ اس کا ذمہ دار محکمہ لوکل گورنمنٹ ہے اور اس کی ذمہ داری ہے، اس کے اندر ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے adulteration department ہیں، ساری ذمہ داری فوڈ انسپکٹر کی ہے۔ اس طرف کوئی بھی توجہ نہیں کر رہا۔ اصل بات یہ ہے کہ جن کی ذمہ داری ہے ان پر یہ ذمہ داری کیوں نہیں ڈالی جا رہی۔

جناب سپیکر: لوکل گورنمنٹ کے منسٹر سن رہے ہیں۔ شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار 703

سید احسان اللہ وقاص، چودھری اصغر علی گجر اور جناب ارشد محمود بگو صاحب کی ہے۔ جی، چودھری اصغر علی گجر صاحب!

تحصیل چنیوٹ کے علاقہ ٹھٹھ ڈھاری کے قریب سے گزرنے والی نہر جھنگ برانچ میں 70 ذبح شدہ بھینسیں اور دو افراد کی نعشیں برآمد ہونے سے علاقہ میں خوف وہراس

چودھری اصغر علی گجر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "نوائے وقت" مورخہ 7۔اگست 2006 کی خبر کے مطابق چنیوٹ مقامی علاقہ کے متعدد افراد کی اطلاع کے مطابق نہر جھنگ برانچ میں 70 کے قریب بھینسوں کی ذبح شدہ لاشیں جبکہ دو گائے کے پیٹوں سے دو مردہ آدمیوں کی نعشیں ملنے سے چک نمبر 11 ج ب ٹھٹھ ڈھاری اور بیرانوالہ بنگلہ کے علاقہ میں زبردست خوف وہراس پھیل گیا ہے۔ ہیڈ قادر آباد سے نکلنے والی نہر جھنگ برانچ جو ٹھٹھ ڈھاری چک نمبر 11 ج ب گجراں اور بیرانوالہ بنگلہ تحصیل چنیوٹ کے قریب سے گزرتی ہے گزشتہ روز لوگوں نے لاتعداد مردہ بھینسوں کی نعشوں کو نہر میں بہتے اور یترتے ہوئے دیکھا جس سے پتا چلا کہ کسی نے ان کو ذبح کر کے نہر میں پھینک دیا ہے۔ موضع ٹھٹھ ڈھاری والا کے لوگوں نے نہر جھنگ برانچ سے مردہ مویشیوں کو نکالا تو ان کے پیٹوں پر رسیاں بندھی ہوئی تھیں جبکہ دو مردہ گائیوں کے پیٹوں کے ساتھ بندھی ہوئی رسیوں کو کھولا گیا تو دونوں کے پیٹ سے دو قتل کئے گئے افراد کی نعشیں نکلیں پولیس تحقیقات کر رہی ہے۔ اس خبر سے عوام میں خوف و ہراس کی فضا پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں گزارش یہ ہے کہ یہ تحریک التوائے کار ایک اخباری خبر پر مبنی ہے۔ اس کی authenticity establish کرنے کی کوشش کی گئی ہے لیکن نہیں ہو سکی۔ میرے پاس ڈی پی او جھنگ نے 06-09-18 کو رپورٹ بھیجی ہے۔ اس میں باقاعدہ سرٹیفکیٹ لگا ہوا ہے۔ تھانہ چنیوٹ نے سرٹیفکیٹ دیا ہے کہ اس قسم کا کوئی واقعہ تھانہ

چنیوٹ میں رونما نہیں ہوا۔ لہذا میں محترم ممبر صاحب سے استدعا کروں گا کہ اگر اس قسم کا کوئی specific واقعہ یا کوئی معلومات ان کے نوٹس میں ہیں، یہ ہمیں بتائیں تو ہم انشاء اللہ ضرور کارروائی کریں گے لیکن جو رپورٹ مجھے ملی ہے اس میں ایسا کوئی واقعہ ہی پیش نہیں آیا۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! واقعہ تو ہوا ہے لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک تھانے کی حدود میں نہیں تو دوسرے میں واقعہ ہوا ہوگا۔ انھوں نے تو ایک تھانے کی رپورٹ منگوا کر کہہ دیا ہے۔

جناب سپیکر: چوہدری صاحب! ایک طرف تھانہ چنیوٹ ہے، اس سے ملحقہ دوسرا پنڈی بھٹیاں ہے اور تیسرا چک جھمرہ ہے۔ اس قسم کا کوئی واقعہ چک جھمرہ میں بھی سننے میں نہیں آیا۔ وزیر قانون صاحب! آپ پنڈی بھٹیاں سے بھی رپورٹ منگوا لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: ڈی پی او نے رپورٹ دی ہے اور اس نے باقاعدہ لکھا ہے۔ چونکہ صرف ایک تھانے کا ذکر کیا گیا تھا، اس کی specific بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: گجر صاحب! کیونکہ جس علاقہ کا آپ نے ذکر کیا ہے وہ تھانہ چنیوٹ میں آتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ڈی پی او نے لکھا ہے کہ پورے ضلع میں اس قسم کا کوئی واقعہ نہیں ہوا ہے۔ اگر ہوا تو انشاء اللہ تعالیٰ کارروائی کی جائے گی۔

چوہدری اصغر علی گجر: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید اس کو پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار 711 چوہدری زاہد پرویز صاحب اور لالہ شکیل الرحمن صاحب کی طرف سے ہے۔ دونوں محرک تشریف فرما نہیں ہیں لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک 714 ڈاکٹر سید وسیم اختر صاحب کی ہے۔

محکمہ صحت کے حکم نامہ کے تحت ضلع بہاولپور میں حادثاتی طور پر ہلاک اور قتل ہونے والے افراد کی نعش کا پوسٹ مارٹم صرف وکٹوریہ ہسپتال بہاولپور سے کروانے سے متوفیان کے ورثاء کو پریشانی کا سامنا

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ محکمہ

صحت پنجاب نے ایک حکم کے تحت پابندی عائد کر دی ہے کہ ضلع بہاولپور میں حادثاتی طور پر وفات پانے والے یا قتل ہونے والے افراد کی نعش کا پوسٹ مارٹم صرف ضلع کے سب سے بڑے ہسپتال، بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں کیا جائے گا۔ یہ بات نوٹس میں آئی ہے کہ یہ حکم نامہ جاری ہونے کے بعد شدید رنج وغم میں مبتلا متوفین کے ورثاء کو دہری مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اکثر افراد کا تعلق غریب طبقہ سے ہوتا ہے اور اس لئے ان کے پاس اس قدر وسائل نہیں ہوتے کہ دور دراز علاقوں سے بہاولپور پہنچ کر اپنے متوفی کا پوسٹ مارٹم کروا سکیں۔ بہاولپور کی صدر اور سٹی کے علاوہ دیگر چار تحصیلیں ہیں اس لئے غریب عوام کی سہولت کے پیش نظر ضروری ہے کہ پورے ضلع میں صرف ایک ہسپتال کی بجائے ضلع بہاولپور کی حدود میں واقع تمام تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتالوں میں بھی پوسٹ مارٹم کی سہولت دی جائے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس نوٹیفکیشن کی طرف معزز رکن نے اشارہ کیا ہے اس میں شاید تھوڑی clarification کی ضرورت ہے۔ جو نوٹیفکیشن محکمہ صحت نے issue کیا اس کے مطابق کسی بھی تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کو پوسٹ مارٹم کرنے سے منع نہیں کیا گیا بلکہ تحصیل ہیڈ کوارٹرز میں بدستور پوسٹ مارٹم ہو رہے ہیں، صرف ڈاکٹر کی چھٹی یا غیر موجودگی کی صورت میں وہاں کے عوام کو سہولت دینے کے لئے یہ فیصلہ کیا گیا ہے کہ اگر تحصیل ہیڈ کوارٹر میں پوسٹ مارٹم کسی وجہ سے نہ ہو رہا ہو تو وہ تمام ضلع کے پوسٹ مارٹم بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں اضافی طور پر کئے جا سکتے ہیں۔ ہم نے تحصیلوں کو منع نہیں کیا، ہم نے ٹیچنگ ہسپتال کو اضافی ذمہ داری دی ہوئی ہے کہ اگر کسی ٹی ایچ کیو میں کسی وجہ سے پوسٹ مارٹم نہیں ہوتا تو بہاولپور وکٹوریہ ہسپتال میں کروایا جائے۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے جو مسئلہ اس تحریک التوائے کار کے ذریعے اٹھایا ہے وہاں کے لوگ عملی مشکل کا سامنا کر رہے ہیں۔ مجھے کوئی خواب نہیں آ گیا کہ میں نے یہاں پر ایسے ہی بات کر دی ہے بلکہ وکٹوریہ ہسپتال اور قائداعظم میڈیکل کالج کے اندر جو لوگ اس کام کے ذمہ دار ہیں ان سے بھی میں نے بڑی discussion کی ہے اور وہ اس کو admit کرتے ہیں کہ سو

کلومیٹر دور سے اگر کوئی نعش یہاں پہنچے گی تو اس کے نتیجے میں ایک تو کافی ٹائم خرچ ہو گا پھر اگر نعش مغرب کے وقت یا مغرب کے بعد پہنچتی ہے تو یہ قانون ہے کہ مغرب کے بعد پوسٹ مارٹم نہیں کیا جاتا۔ اس کے نتیجے میں نعش ہسپتال میں mortuary میں رکھی جاتی ہے پھر اگلے دن اس کا پوسٹ مارٹم ہوتا ہے۔ آنے جانے کے اخراجات اور نعش کی بے حرمتی ہوتی ہے اور اس کا خراب ہونے کا خطرہ اپنی جگہ پر ہے۔ وزیر موصوف نے جو بات کہی ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ ٹھیک بات ہے لیکن میں آپ کی وساطت سے وزیر موصوف سے کہوں گا کہ بہاولپور میں جو ارباب اختیار ہیں ان کو یہ بات باضابطہ convey کی جائے تاکہ یہ جو غلط فہمی یا جو interpretation کی غلطی وہاں کے افسران نے کی ہے وہ درست ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ منسٹر صاحب! آپ یہ بات convey کر دیں۔ محرک چونکہ مزید اس کو پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

پوائنٹ آف آرڈر

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

خاتون پر تشدد کے بارے میں تحریک التوائے کار پیش کرنے پر انوسٹی گیشن آفیسر کا متعلقہ خاتون کو ہراساں کرنا

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بہت شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے Friday کو تحریک التوائے کار پیش کی تھی جس میں عورت پر تشدد کی بات تھی، لاء منسٹر صاحب نے کہا تھا کہ ڈی ایس پی کو اور متعلقہ بندے کو بلایا جائے گا لیکن ابھی تک مجھے کوئی اطلاع نہیں ملی۔ اب اس کی موجودہ صورتحال یہ ہے کہ اس عورت کو pressurize کیا گیا ہے، اس کو ارشد گجر نامی جو انوسٹی گیشن آفیسر تھا جس نے اس پر تشدد کیا تھا اس نے باقاعدہ اس کے گھر پر جا کر اس کو pressurize کیا ہے کہ وہ بالکل پیش نہیں ہو گی اور وہ اس سلسلے میں ان تمام معاملات سے refuse کرے گی۔ لاء منسٹر صاحب نے وعدہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو بلا کر بات کی جائے گی تو ابھی تک اس پر کوئی پیشرفت نہیں ہو سکی۔ میں لاء منسٹر صاحب سے وضاحت چاہوں گی کہ اس پر کیا کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج صبح بھی میرے ساتھ جو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے representatives ہیں انہوں نے بات کی تھی اور انہوں نے مجھ سے ٹائم مانگا تھا کہ بتائیں کہ کس وقت ان کو بلانا ہے۔ اگر محترمہ آج اڑھائی بجے کا ٹائم رکھنا چاہتی ہیں تو آج میں ان کو بلا لیتا ہوں۔ کل صبح نو بجے کا ٹائم رکھنا چاہتی ہیں تو میں ان کو کل صبح نو بجے بلا لیتا ہوں۔ جب ان کو convenient ہو میں ان کو اس وقت بلا لوں گا۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کون سا ٹائم لینا چاہتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس عورت کی جو presence ہے اس کو یقینی بنایا جائے کیونکہ اس کو pressurize کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! فائنل ہو گیا ہے کہ آپ اڑھائی بجے آج لاء منسٹر صاحب کے چیمبر میں مل لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں تو حاضر ہوں لیکن جب وہ تشریف لے آئیں گے تو آپ کو پتا ہے کہ وہ پولیس والے ارباب اختیار اور زیادہ strong لوگ ہیں۔ جب وہ تشریف لے آئیں گے تو میں آنے کو تیار ہوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! آج کا ٹائم رکھ لیں یا کل کا رکھ لیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کل کا ٹائم کر لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کل صبح ساڑھے نو بجے کا ٹائم رکھ لیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: شیخ اعجاز صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے آپ سے ایک request کرنی تھی۔ چونکہ تحریک التوائے کار کا وقت چل رہا ہے تو ایک تحریک 789 ہے۔

جناب سپیکر: آج تو ویسے ہی ٹائم ختم ہونے کو ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آج پڑھ دیتا ہوں تاکہ کل تک اس کا جواب آ جائے۔

جناب سپیکر: کل دیکھ لیں گے۔ابھی تو ٹائم ہی ختم ہونے والا ہے۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ۔جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ کچھ دن پہلے میری ایک تحریک التوائے کار پر محترم ہیلتھ منسٹر صاحب نے یہ جواب دیا تھا کہ پرائس وغیرہ فیڈرل issue ہے اور دوائیوں اور کلینیکل لیبارٹریز وغیرہ کا جو بھی مسئلہ ہے وہ فیڈرل گورنمنٹ decide کرتی ہے اس لئے ہمارا اس میں کوئی عمل دخل نہیں ہے۔میں اس معزز ایوان کی توجہ صرف چار پانچ فقروں کی طرف کروانا چاہتا ہوں اور یہ Dawn میں آیا ہے اور اس کی heading یہ ہے کہ:

> "Supreme Court directs check on drug production and prices: In a Suo Moto notice a two-Member Bench of the Supreme Court directed Federal Health Secretary to convene a meeting of the Provincial Health Secretaries and ensure the implementation of existing Drug Laws. So the Bench comprises of Chief Justice of Pakistan Mr Justice Iftikhar Muhammad Chaudhary and Mr Justice Muhammad Nawaz Abbasi. The Court was hearing a complaint of Dr.Zaman Soomro about production of sodium. Mr Soomro had told the Court that the Batch No.130 of the product was sold to him against Rs.70/- only which was of the original price of Rs. 495/-.

محترم سپیکر صاحب! میری یہ گزارش ہے کہ جب سپریم کورٹ نے یہ hold کیا ہے کہ یہ prices اور کوالٹی کا provincial matter ہے تو ہمارے وزیر صحت اتنے قابل ہیں ان کو ہمیں یہ کہہ کر لولی پوپ نہیں دے دینا چاہئے کہ یہ فیڈرل issue ہے اور یہ بات کہہ دینے سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔اب سپریم کورٹ نے یہ hold کیا ہے کہ یہ provincial issue ہے اس لئے میں

چاہوں گا کہ اس میں صوبائی وزیر صحت صاحب جواب دیں جو انہوں نے چار دن پہلے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ ایک انتہائی اہم issue پر میں نے توجہ دلائی تھی کہ prices کا یہ حال ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ -/70 روپے کہاں اور -/495 روپے کہاں because this is Supreme Court's judgement. شکریہ

جناب سپیکر: جی، ہیلتھ منسٹر صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! میں نے کسی کو کوئی لولی پوپ نہیں دی۔ میں نے معزز ممبر کو بڑا clearly کہا تھا کہ registration and price assessment فیڈرل گورنمنٹ کرتی ہے یہ الفاظ آپ ریکارڈ پر لے آئیں۔ تبھی عزت مآب چیف جسٹس نے فیڈرل سیکرٹری کو بلا کر یہ issue raise کیا۔ یہ صوبائی گورنمنٹ کا رول ہے لیکن وہ رول اس کے بعد آتا ہے اور وہ رول کوالٹی کنٹرول، کوالٹی کو چیک کرنا، spurious drugs کنٹرول کرنا، فارمیسیوں کو لائسنس دینا لیکن جہاں تک pricing کا تعلق ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ determine کرتی ہے۔ I said it before and I still say it today اس میں کوئی ابہام کی بات نہیں ہے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ انہوں نے وہ الفاظ نہیں سنے جس میں معزز چیف جسٹس نے یہ کہا ہے کہ convene the meeting of Provincial Health Secretaries for implementation of the law اگر یہ بات ہوتی تو وہ صوبائی ہیلتھ سیکرٹریوں کی کیوں میٹنگ کال کرتے۔ دوسرا یہ بات تو غلط ہے کہ انہوں نے پرائس چیک کرنی ہیں، انہوں نے implement کرنا ہے سب کچھ انہوں نے کرنا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! آپ نے مجھے وقت دیا۔ میں اس ہاؤس کی توجہ ایک اہم مسئلہ کی طرف دلانا چاہتی ہوں جو کہ اکثر آپ کی نظروں سے واقعات گزرے ہوں گے کہ آج کل پنجاب میں ایک بہت مشکل لہر آئی ہوئی ہے وہ یہ کہ لوگوں نے رینٹ اے موٹر سائیکل اور کار کا کاروبار شروع کیا ہوا ہے اس سے نوجوان لڑکے موٹر سائیکلیں اور کاریں کرائے پر لے لیتے ہیں

اور اس وجہ سے اتنے serious ایکسیڈنٹس ہوئے ہیں۔ابھی پچھلے دنوں آپ نے دیکھا ہو گا کہ لاہور میں ایک بہت بُرا ایکسیڈنٹ ہوا کہ جس میں ایک والدہ اور ایک بیٹا بیٹھے ہوئے تھے جن کی اسی وقت موت ہو گئی۔میں یہ چاہوں گی کہ ایسے کاروبار کو جو کہ بچے جو بالکل غیر ذمہ دار ہیں اور ان کے والدین کو پتا ہی نہیں ہوتا کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔اس پر حکومت پنجاب نظر کرے اور آگے رمضان شریف ختم ہو رہا ہے اور عید آ رہی ہے اس پر ایسے واقعات اور زیادہ ہوں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب سپیکر: شکریہ۔اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔

مسودات قانون

(جو زیر غور لائے گئے)

مسودہ قانون (ترمیم) لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ 2006

MR. SPEAKER: Now we take up the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006.

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause.

Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Minister for Law & Parliamentary Affairs. He may move it.

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and words "VI of 2006" appearing in lines 1-2, the figures and words "XI of 2006" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and words "VI of 2006"

appearing in lines 1-2, the figures and words "XI of 2006" be substituted.

The amendment moved and the question is:

That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Local Government and Rural Development, for the figures and words "VI of 2006" appearing in lines 1-2, the figures and words "XI of 2006" be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

That Clause 3 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Punjab Local Government (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill was passed.)

مسودہ قانون نظرثانی طبی سہولیات برائے عوامی نمائندگان پنجاب مصدرہ 2006

MR SPEAKER: Now we take up the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Law and

> Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> "That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Law and Parliamentary Affairs, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause.

Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR. SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR. SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR. SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR. SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR. SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR. SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR. SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR. SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR. SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That the Punjab Revision of Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006 be passed."

(The motion was carried.)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) زرعی یونیورسٹی فیصل آباد مصدرہ 2006

MR SPEAKER: Now we take up the University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006. Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That the University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

"That the University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause.

Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کلاز 3 میں، میں نے ایک amendment دی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! لاء منسٹر صاحب نے تھوڑی دیر پہلے یہ فرمایا تھا کہ سوائے ایک بل کے جس پر آپ کی طرف سے amendment آئی ہوئی ہے---

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو Development of Cities Act سے متعلق انہوں نے مجھ سے بات کی تھی کہ اس پر ہم بیٹھ کر amendment سے متعلق decide کر لیں گے کیونکہ

اس کو اصولی طور پر تو وہ تسلیم کرتے ہیں لیکن تھوڑا سا یہ ہے کہ ممبرا تنے ہونے چاہئیں یا اس سے کم ہونے چاہئیں۔ یہ ایگریکلچر والے بل کی کلاز 3 میں، میں نے ایک amendment جمع کروائی تھی۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! جمع تو ہوئی تھی لیکن لاء منسٹر صاحب کہہ رہے تھے کہ۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں بھی یہ بات ہوئی تھی اور ابھی بھی میں نے رانا صاحب کی خدمت میں یہی گزارش کی ہے کہ Development of Cities (Amendment) Bill کو pending کر لیتے ہیں اور باقی آج سارے take up کر لیتے ہیں اور اس میں، میں نے یہی request کی تھی اور آپ نے دیکھا ہوگا کہ اس سے پہلے بھی آپ کی amendments ہیں لیکن میری request پر دوستوں نے بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں یہ کہا تھا اور most probably آپ کو بھی شاید یہ properly convey نہیں ہوا ہے۔ یہی بات طے ہوئی تھی جس کے مطابق ہم آگے چل رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آج ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں، میں تو موجود نہیں تھا اس لئے ارشد بگو صاحب سے میں نے پوچھا تو وہ کہہ رہے ہیں کہ وہاں amendment کو واپس لینے کے حوالے سے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! بات یہ ہوئی تھی کہ جس بل پر اپوزیشن کی amendments موجود ہیں وہ ہم take up نہیں کریں گے اور جس پر amendments موجود نہیں ہیں وہ آج ہم take up کر لیں گے۔ یہ آج صبح بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ میں decide ہوا تھا۔

جناب سپیکر: Amendments دو پر تھیں تو لاء منسٹر صاحب کی رانا صاحب سے بات ہو گئی۔۔۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ مجھے نہیں پتا کہ ان کی بات independently رانا صاحب سے ہوئی ہے لیکن بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں decide یہی ہوا تھا۔

جناب سپیکر: چلیں ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ کیا کرنا ہے۔ جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر رانا صاحب amendment پر بات کرنا چاہتے ہیں تو وہ بے شک بات کر لیں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! راجہ بشارت صاحب نے ایک دفعہ مجھے راہ چلتے ہوئے مبارکباد دی تھی کہ آپ نے جو بل پیش کیا ہے۔ جو کہ ابھی پاس ہوا ہے Medical Facilities of Public Representatives Bill 2006.

جناب سپیکر: شیخ صاحب کس بل کی بات کر رہے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہی بل جو کہ ابھی پاس ہوا ہے۔ جو کہ تین سال under consideration رہا اور میں نے اس بل پر نوٹس لیا تھا۔۔۔

جناب سپیکر: ایگریکلچر یونیورسٹی والے بل کی بات کر رہے ہیں؟

شیخ اعجاز احمد: نہیں۔ جناب سپیکر! جو بل ابھی پاس ہوا ہے۔

جناب سپیکر: وہ تو پاس ہو گیا ہے۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے لہذا آپ تشریف رکھیں۔

Now Clause 3 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is from Rana Sanaullah Khan, Rana Aftab Ahmad Khan, Mr Sami Ullah Khan, Syed Nazim Hussain Shah, Ch Zahid Pervaiz, Lala Shakeel ur Rehman, Malik Asghar Ali Qaiser, Mr Amir Fida Piracha, Raja Riaz Ahmad, Dr Asad Muazzam, Sh Ejaz Ahmad, Ch Ejaz Ahmad Samma, Syed Hassan Murtaza, Mr Ahsan ul Haq Ahsan Noulatia, Rao Ijaz Ali Khan, Mr Muhammad Yar Mammunka, Ch Javed Hassan Gujjar, Ms Azma Zahid Bokhari, Mrs Farzana Raja, Miss Tallat Yaqoob and Rana Sanaullah Khan may move it.

RANA SANAULLAH KHAN: I move:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, for the proposed proviso to Section 42 of the Principal Act, the following be substituted:

"Provided further that in an appeal before the Syndicate under the Section, the Vice Chancellor shall not attend the meeting and instead, the Pro-Vice Chancellor shall chair the meeting of that item."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, for the proposed proviso to Section 42 of the Principal Act, the following be substituted:

"Provided further that in an appeal before the Syndicate under the Section, the Vice Chancellor shall not attend the meeting and instead, the Pro-Vice Chancellor shall chair the meeting of that item."

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: I oppose it, sir.

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب اسے oppose کرتے ہیں۔ رانا ثناء اللہ صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ وہی ترمیم ہے جس سے متعلق آج سے دو دن پہلے ایم ایم اے کے دوستوں کی طرف سے ایک بل لایا گیا تھا جسے منسٹر ایجوکیشن نے oppose کیا تھا کہ نہیں جناب! اگر ہم اس طرح ایک یونیورسٹی میں کریں گے تو پھر ہمیں تمام یونیورسٹیوں میں کرنا پڑے گا اور اب یہ خود ایک یونیورسٹی میں کر رہے ہیں اور باقی تمام یونیورسٹیوں میں نہیں کر رہے۔

جناب سپیکر! اس میں logic یہ ہے کہ اس ترمیم کے ذریعے انہوں نے یہ کیا ہے کہ اگر کوئی سنڈیکیٹ کی میٹنگ ہوتی ہے اور اس کو چیئر وائس چانسلر کرتا ہے اور اس میں اگر کوئی ایسا فیصلہ جو وائس چانسلر پہلے in his capacity as وائس چانسلر کر چکا ہو تو جب وہ آئٹم میٹنگ میں پیش

ہو تو وائس چانسلر اٹھ کر باہر آ جائے اور کسی ممبر کو for the time being in chair بٹھائے اور اس کے بعد اس آئٹم کو consider کیا جائے۔ میرا اس میں version یہ ہے کہ ایک ایسی میٹنگ جس میں وہاں پر وائس چانسلر موجود ہو گا اور وہ صرف ایک آئٹم کی consideration کے وقت وہاں سے اٹھ کر باہر آئے گا اور وہی ممبرز جو پہلے اس کی چیئر میں کام کر رہے ہوں گے، اس آئٹم کے اوپر وہ فیصلہ کرتے وقت انصاف سے کام نہیں لے سکتے وہ انڈر پریشر ہوں گے۔ اگر آپ یہ سمجھتے ہیں کہ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ وائس چانسلر نے اپنی official capacity میں ایک فیصلہ کیا ہے اور اس کے اوپر جب سنڈیکیٹ غور کرے تو انصاف کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اس کو چیئر نہ کرے تو میری یہ تجویز ہے کہ اس میں انصاف کا تقاضا اسی صورت میں پورا ہو سکتا ہے کہ اگر کوئی آدمی جو اپنے مرتبے اور حیثیت میں وائس چانسلر سے اوپر ہو وہ اس آئٹم کو consider کرے اور اس کے سامنے وہ معاملہ پیش ہو تو اس میں زیادہ انصاف اور صحیح فیصلہ ہونا ممکن ہے اور پرو وائس چانسلر منسٹر ایجوکیشن تقریباً میرا خیال ہے کہ ایگریکلچر یونیورسٹی کے معاملے میں شاید منسٹر ایگریکلچر ہوں گے لیکن باقی تمام یونیورسٹیز کے ایکٹ میں amendment کر کے پرو وائس چانسلر منسٹر ایجوکیشن کو بنایا جا چکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اسی بہانے چلو جو ہمارے بھائی ہیں پرو وائس چانسلر میاں عمران مسعود صاحب کسی یونیورسٹی میں بھی چلے جایا کریں گے ویسے تو یہ کسی گرلز کالج کے علاوہ کہیں جاتے نہیں ہیں۔ اس سے ایک تو انصاف کا تقاضا بھی پورا ہو جائے گا ان کو بھی ذرا باہر نکلنے کا موقع ملے گا اور اس سے وائس چانسلر جو فیصلہ اپنی official capacity اور ایگزیکٹو اتھارٹی سے کرے گا اس پر سنڈیکیٹ بہتر طریقے سے consider اور انصاف کر سکے گا میں سمجھتا ہوں کہ یہ تقاضا ایک logic بنتی ہے اور اس میں کوئی oppose کرنے والی بات نہیں ہے۔ پرو وائس چانسلر جب بنایا گیا ہے تو آخر اس کا بھی کوئی نہ کوئی فنکشن ہے اور چانسلر گورنر ہے وائس چانسلر جو یونیورسٹی میں بیٹھتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کو adopt کرنا چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلے ہیں رانا آفتاب احمد خان!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پچھلے منگل کو جو پرائیویٹ ممبر ڈے تھا دو یونیورسٹیوں میں یہی ترمیم ہم نے 42 میں کی تھی اور جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے کہ ایجوکیشن منسٹر

نے اٹھ کر ہمیں بلڈوز کر کے رکھ دیا۔ یہ بھی ترمیم گورنمنٹ خود نہیں کر رہی ہے بلکہ یہ فیڈرل شریعت کورٹ نے ان کو ایک direction دی تھی وہاں ایک کیس گیا تھا تو فیڈرل شریعت کورٹ نے
ان کو کہا تھا کہ یہ ترمیم کریں کہ اگر وائس چانسلر کسی کو expel کرتا ہے اور کسی کے خلاف disciplinary action کرتا ہے تو وہ سنڈیکیٹ کی میٹنگ کی چیئر نہ کرے بلکہ کسی اور کو نامزد کر دیا جائے۔ میں سمجھتا ہوں کہ رانا صاحب کی جو ترمیم ہے وہ بہت genuine بھی ہے کہ اگر وہ وہاں فاضل ممبر choose کریں گے تو یہ بہتر ہے کہ پرو وائس چانسلر کو رکھا جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان تشریف نہیں رکھتے۔ سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جس طرح رانا صاحب نے فرمایا ہے اس میں صرف اتنا اضافہ ہے کہ جو حکومت کی طرف سے آئی ہے اس میں ہے کہ کوئی بھی ممبر اس وقت چیئر کر سکتا ہے تو ہر آئٹم پر جب یونیورسٹی میں کوئی بھی ممبر ہو گا تو ایک عجیب کیفیت ہو گی کہ اس میں سے کون جائے۔ اس حوالے سے جیسے رانا صاحب نے ترمیم دی ہے اور ہم نے بھی دی ہے تو اگر پرو وائس چانسلر ہو تو یہ فکس ہو جاتا ہے کہ یہی جائے گا ورنہ تو ہر میٹنگ میں ایک مسئلہ ہو گا کہ کون وہاں جائے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ سید ناظم حسین شاہ صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری زاہد پرویز صاحب، تشریف نہیں رکھتے۔ لالہ شکیل الرحمن صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ ملک اصغر علی قیصر صاحب تشریف فرما نہیں ہیں۔ جناب عامر فدا پراچہ صاحب بھی تشریف فرما نہیں ہیں۔ راجہ ریاض احمد، تشریف نہیں رکھتے۔ ڈاکٹر اسد معظم، تشریف نہیں رکھتے۔ شیخ اعجاز احمد!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ٹھیک ہے---

جناب سپیکر: چودھری اعجاز احمد سماں، تشریف فرما نہیں ہیں۔ احسان الحق احسن نولاٹیا، تشریف فرما نہیں ہیں۔ سید حسن مرتضیٰ!--- تشریف فرما نہیں ہیں۔ راؤ اعجاز علی خان!--- تشریف نہیں رکھتے۔ جناب محمد یار مونکا!--- تشریف نہیں رکھتے۔ چودھری جاوید حسن گجر!--- تشریف نہیں رکھتے۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس پر لمبی بات تو کرنے کی نہیں ہے۔ میں صرف ایک پوائنٹ پر بات کرنا چاہتی ہوں۔ یہ ہمیشہ سے طاقت کا اصول ہے کہ جس کے پاس طاقت ہوتی

ہے وہ باقی لوگوں پر ویسے ہی طاقت implement کرتا ہے۔ میں نہیں سمجھتی کہ وائس چانسلر کے کسی آرڈر کو اگر object کیا جائے تو انصاف کا تقاضا یہ ہرگز نہیں ہے کہ وائس چانسلر، میں بالکل یہ کہنا چاہوں گی کہ اس ملک میں اوپر سے نیچے تک یہی ہو رہا ہے کہ اگر طاقت ایک کے پاس ہے تو پھر وہ آگے جو چاہتا ہے وہ کروالیتا ہے تو وائس چانسلر کی غیر موجودگی میں اس آئٹم کے لئے بھی اٹھ کر باہر جاتا ہے تو I don't think کہ اس سے انصاف کے تقاضے پورے ہو سکتے ہیں یا کوئی ممبر جو وائس چانسلر صاحب طے کریں گے ہونا وہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ یہ انصاف کے تقاضوں کے بالکل برعکس ہے اور ایسا نہیں ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ ہماری ترمیم کو entertain کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ فرزانہ راجہ!۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں۔ محترمہ طلعت یعقوب صاحبہ!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب والا! میں اس میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ تھوڑی سی misconception ہے جو رانا صاحب نے اس میں ارشاد فرمایا اور جس خصوصی محبت کا اظہار انہوں نے ایجوکیشن منسٹر صاحب سے کیا اگر یہ ترمیم ان کی مان بھی لی جائے تو اس سے ہمارے ایجوکیشن منسٹر مستفید پھر بھی نہیں ہو سکتے کیونکہ یہ پرو چانسلر ہیں یہ پرو وائس چانسلر نہیں ہیں۔ اس لئے اس میں کچھ غلطی ہے چونکہ آپ نے جو ترمیم دی ہوئی ہے وہ پرو وائس چانسلر سے متعلقہ ہے اور میاں عمران مسعود صاحب پرو چانسلر ہیں۔ لہذا میں گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ یہ انصاف کے تقاضے کو مدنظر رکھتے ہوئے ترمیم کی گئی ہے اور کہا یہ گیا ہے کہ اگر وائس چانسلر یا پرو وائس چانسلر کے خلاف ہو تو پھر کون ہوگا؟ تو ہم نے اس کو open handed اس لئے چھوڑا ہے کہ وہ شخص اس کو preside کر سکتا ہے جس کے خلاف تحریک نہیں ہے اور وہ independently فیصلہ کر سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس ترمیم کا کوئی جواز نہیں ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

The amendment moved and the question is:

> That in Clause 3 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Agriculture, for the proposed proviso to Section 42 of the Principal Act, the following be substituted:
>
> "Provided further that in an appeal before the

Syndicate under this Section, the Vice Chancellor shall not attend the meeting and instead, the Pro-Vice Chancellor shall chair the meeting of that item."

(The motion was lost.)

MR SPEAKER: Now the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLAIMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

"That University of Agriculture Faisalabad (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The Motion was carried)

(The Bill is passed.)

مسودہ قانون (ترمیم) کینال اینڈ ڈرینج مصدرہ 2006

MR SPEAKER: Now we take up the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006.

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLAIMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

"That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

جناب سپیکر! یہ پوچھ لیں میرے خیال میں amendment نہیں ہے یہ بات کرنا چاہتے ہیں یہ سپیشل کمیٹی کی بات ہے اور وہی مشتہر کرنے کی بات ہے یہ دونوں ہو چکی ہیں اس لئے میرے خیال میں۔۔۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

The motion moved is:

"That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is.

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Irrigation and Power, be taken into consideration at once."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill Clause by Clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 4 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 9 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 10

MR SPEAKER: Now Clause 10 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 10 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 11

MR SPEAKER: Now Clause 11 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 11 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 12

MR SPEAKER: Now Clause 12 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 12 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 13

MR SPEAKER: Now Clause 13 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 13 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 14

MR SPEAKER: Now Clause 14 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 14 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 15

MR SPEAKER: Now Clause 15 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 15 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 16

MR SPEAKER: Now Clause 16 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 16 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 17

MR SPEAKER: Now Clause 17 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 17 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 18

MR SPEAKER: Now Clause 18 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 18 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 19

MR SPEAKER: Now Clause 19 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 19 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 20

MR SPEAKER: Now Clause 20 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 20 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 21

MR SPEAKER: Now Clause 21 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 21 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 22

MR SPEAKER: Now Clause 22 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 22 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 23

MR SPEAKER: Now Clause 23 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 23 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 24

MR SPEAKER: Now Clause 24 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 24 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 25

MR SPEAKER: Now Clause 25 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 25 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 26

MR SPEAKER: Now Clause 26 of the Bill is under consideration.

Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 26 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 27

MR SPEAKER: Now Clause 27 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 27 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 28

MR SPEAKER: Now Clause 28 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 28 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minster for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006 be passed."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006 be passed."

The motion moved and the question is:

> "That the Canal and Drainage (Amendment) Bill 2006 be passed."

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

ہنگامی قانون

(جو پیش ہوا)

ہنگامی قانون(ترمیم) بارڈر ملٹری پولیس پنجاب مجریہ2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move to lay the Punjab Border Military Police (Amendment) Ordinance 2006.

MR SPEAKER: The Punjab Border Military Police (Amendment) Ordinance 2006 has been laid on the table of the House. It is deemed to be a Bill introduced in the House under Rule 91(6) of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab 1997. It is referred to the Standing Committee on Home with the direction to submit its report up to 15th November 2006.

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا ثناء اللہ خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ پوائنٹ آف آرڈر raise کرتا ہوں اور اس پر میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے یہ وضاحت چاہوں گا کیونکہ آج جو یہ بل انھوں نے lay کیا ہے اس کی جب کاپیاں پریس میں اور ہر طرف جائیں گی تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ دو بہت بڑے confusions arise ہوں گے۔

(اذان ظہر)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں عرض کرتا ہوں کہ اس میں پہلا یہ confusion arise ہو گا کہ یہ 1904 کا ایکٹ ہے۔ North-West Border Military Police Act 1904. اس وقت نافذ ہوا تھا چونکہ North-West صوبہ کی territory میں کافی ایریا tribal area ہے اس لئے بعد میں جب پاکستان معرض وجود میں آیا تو سرحد اسمبلی نے اس کو opt کر لیا اور اس کے بعد اپنے tribal areas میں اس کا نفاذ کرتے رہے۔ پنجاب اسمبلی نے نہ تو اس act کو کبھی opt کیا ہے اور نہ ہی اس کے اوپر کبھی کوئی قانون سازی ہوئی ہے۔ جو Ordinance promulgate ہوا ہے وہ یہ ہے کہ---

.....to amend the North-West Border Military Police Act1904.

جناب! جب ہم نے یہ Act opt ہی نہیں کیا، کبھی اس کو legislate ہی نہیں کیا تو پھر ہم ایک دوسرے صوبے کے Act میں Amendment Bill نہیں لا سکتے۔ میری رائے میں انھیں چاہئے تھا کہ یہ نئے سرے سے ایک Act لاتے اس میں یہ جو بھی Border Police بنانا چاہتے ہیں وہ بنا لیتے لیکن ایک ایسا act جو کہ نہ تو اس ہاؤس نے legislate کیا، نہ اس کو opt کیا تو اس میں خاص طور پر amendment bill نہیں لایا جا سکتا۔

جناب سپیکر! دوسرا ابہام اس کی clause-2 کی آخری line کے بارے میں پیدا ہو گا۔ اس میں یہ کہا گیا ہے کہ:-

> ....in the Long Title for the words "North West Frontier Province" the words" notified tribal areas of the Dera Ghazi Khan and Rajanpur districts of the Punjab shall be substituted.

جناب سپیکر! انھوں نے اس actمیں سے صرف نام تبدیل کئے ہیں یعنی وہاں سے North West Frontier Provinceکا نام نکال کر پنجاب کا لکھ دیا فلاں ضلع کا نام نکال کر فلاں ضلع کا لکھ دیا ہے۔ انھیں چاہئے تھا کہ یہ fresh actلاتے۔

جناب والا! اگلا pointجو کہ انتہائی اہم ہے وہ یہ ہے کہ North West Frontier Provinceکا نام نکال کر وہاں پر "notified tribal areas of the Dera Ghazi Khan and Rajanpur districts of the Punjab" shall be substituted. کر دیا گیا ہے۔ جناب سپیکر! جو notified tribal areasہیں وہ سب آئین کے آرٹیکل 246میں درج ہیں:۔

246.(a) "Tribal Areas" means the areas in Pakistan which, immediately before the commencing day, were Tribal Areas, and includes-

انھوں نے آگے پوری تفصیل دی ہوئی ہے۔

(i) the Tribal Areas of Baluchistan and the North-West Frontier Province; and

(ii) the former States of Amb, Chitral, Dir and Swat;

(b) "Provincially Administered Tribal Areas, means-

(i) the districts of Chitral, Dir and Swat....

(ii) Zhob district..

(c) Federally Administered Tribal Areas" includes-

(i) Tribal Areas, adjoining Peshawar district;

(ii) Tribal Areas adjoining Kohat district;

(iii) Tribal Areas adjoining Bannu district;

(iv) Tribal Areas adjoining Dera Ismail Khan district;

(v) Bajaur Agency;

(va) Orakzai Agency;]

(vi) Mohmand Agency

(vii) Khyber Agency;

(viii) Kurram Agency;

(ix) North Waziristan Agency; and

(x) South Waziristan Agency;

جناب والا!اس پورے آرٹیکل میں پنجاب کے کسی districtکے ساتھ کسی adjoining areaکو tribal area notified نہیں کیا گیاتو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت بڑی confusionہے۔آج حکومت نئے سرے سے یہ بات لے آئے کہ Dera Ghazi Khan and Rajanpur districtsکے ساتھ کوئی علاقے tribal areasہیں جبکہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور notified districtsہیں۔پولیس ایکٹ 2002 میں اور لوکل باڈیز ایکٹ میں بھی یہ notified districtsہیں۔ان کے ساتھ کسی tribal areasکا ذکر ان actsاور نہ ہی اس آئین میں ہے۔انھوں نے یہ از خود ہی فرض کر لیا ہے کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کے ساتھ کوئی adjoining areaہے جو کہ tribal areasہے جسے یہ یہاں پر substituteکروانا چاہتے ہیں۔شکریہ

جناب سپیکر:جی،وزیر قانون صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور:جناب سپیکر!سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اس وقت جو کچھ محترم رانا صاحب نے فرمایا ہے اس stageپر اس طرح سے اعتراض نہیں کیا جا سکتا کیونکہ ہم نے ایک آرڈیننس جاری کیا جو کہ قانون اور ضابطے کے مطابق جاری کیا گیا ہے۔ ہم نے کوئی unconstitutionalکام نہیں کیا۔ اس آرڈیننس کو نافذ کرنے کے بعد ہم نے اسے اسمبلی میں layکیا ہے۔قواعد و ضوابط کے مطابق جناب نے اس کو ایک Standing Committeeکو referکر دیا ہے تو technicallyمیں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اب یہ Standing Committeeکا کام ہے کہ وہ ان سارے اعتراضات کو مدنظر رکھے اور اگر کوئی غیر قانونی،غیر آئینی بات ہے تو اس پر وہ اپنا اعتراض لگا سکتے ہیں۔اس کی ہمیں اجازت نہیں ہے یہ کمیٹی کا کام ہے۔

جناب والا!دوسری بات یہ ہے کہ رانا صاحب نے یہ بالکل درست فرمایا ہے کہ یہ act پہلی دفعہ 1904 میں نافذ ہوا، پھر 1906 میں adoptہوا، پھر 1917 میں adoptاور پھر 1947 میں گورنر جنرل آف پاکستان حضرت قائداعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اس بات کو endorse کیا،انھوں نے کہا کہ جو قوانین اس وقت جن جن علاقوں میں نافذ العمل ہیں وہ اسی طرح رہیں گے جس میں اس کا باقاعدہ ذکر آیا اور ڈیرہ غازی خان کے tribal areasکا بھی ذکر آیا تو اس کے مطابق

اس کا sequence چلتے چلتے آج practically صورتحال یہ ہے کہ پنجاب میں Border Military Police exist کرتی ہے۔ کیا پنجاب میں Border Military Police exist نہیں کرتی، کیا آج ڈیرہ غازی خان، راجن پور اور adjoining tribal areas میں Border Military Police کام نہیں کر رہی؟ کیا Border Military Police کو ہماری موجودہ اسمبلی بجٹ میں پیسے نہیں دی رہی؟ اگر نہیں دے رہے تو پھر ہمیں کوئی اختیار نہیں ہے کہ ہم ان کے بارے میں قانون سازی کر سکیں لیکن اگر ہم انھیں پیسے بھی دے رہے ہیں، ہم ان کا بجٹ approve کر رہے، وہ ہمارے ماتحت کام کر رہے ہیں تو پھر جس قانون کے تحت ہم نے ان کو adopt کیا ہوا ہے اسی اختیار کے تحت ہم legislation بھی کر سکتے ہیں۔ یہ ساری باتیں میں انشاء اللہ تعالیٰ Standing Committee کی میٹنگ میں تفصیل کے ساتھ گزارش کروں گا لیکن اس وقت یہ اعتراض بنتا نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے اعتراض اٹھایا ہے کہ آئین میں پنجاب کا کوئی ایریا ٹرائیبل ایریا نہیں ہے۔ جب ٹرائیبل ایریا ہی نہیں ہے تو یہ اس میں کیسے substitute کروا رہے ہیں کہ ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا ٹرائیبل ایریا ہے۔ جیسے لاء منسٹر صاحب فرما رہے کہ یہ 1947 میں opt کر لیا گیا تھا اور ان کے کہنے کے مطابق اگر ڈیرہ غازی خان اور راجن پور کا ٹرائیبل ایریا ہے تو پھر اس کا آئین میں ذکر کیوں نہیں ہے؟

جناب سپیکر: رانا صاحب! اس پر تو آگے جا کر بحث ہو جائے گی لیکن سر دست آپ کو اعتراض ہے کہ یہ بل lay نہیں ہونا چاہئے۔ اس بل کی legality کمیٹی پر depend کرتی ہے۔ آپ rule (2)154 دیکھیں۔

154(2) In the case of a Bill the Committee shall also examine whether or not the Bill violates, disregards or is otherwise not in accordance with the Constitution.

تو لاء منسٹر صاحب کی یہ بات ٹھیک ہے کہ یہ کمیٹی دیکھ لے گی کہ آیا یہ Constitution کے مطابق ہے یا نہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس دن لاء منسٹر صاحب کمیٹی میں اس بل پر arguments کریں گے تو اس دن مجھے اور بگو صاحب کو بھی موقع دیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، موقع دیا جائے گا۔ آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ اب اجلاس بروز منگل مورخہ 10-اکتوبر2006 صبح دس بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

754

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،10۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات آبپاشی و قوت برقی)

i۔ نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

ii۔ غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

حصہ اول

قراردادیں

(مفاد عامہ سے متعلقہ)

i۔ (مورخہ 28۔جون اور 3۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

ii۔ (مورخہ 4۔جولائی اور 3۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

iii۔ (مورخہ 3۔اکتوابر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قرارداد)

iv۔ (موجودہ قراردادیں)

حصہ دوم

عام بحث

756

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

منگل، 10-اکتوبر 2006

(یوم الثلاثہ، 16-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 10 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝۲۸
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ ڔ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ڤ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝۲۹

سُوْرَۃُ الفَتْح آیات 28 تا 29

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے (28) محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے (29)

وما علینا الا البلاغ o

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ آبپاشی و قوت برقی سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

محکمہ آبپاشی میں کروڑوں روپے کی کرپشن کی نشاندہی

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آج چونکہ اریگیشن اور پاور کے محکمہ جات کے سوالات ہیں۔ میں اس سے متعلق وزیر موصوف سے کچھ information لینا چاہوں گا کہ ان سوالات اور پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا basic مقصد یہی ہوتا ہے کہ اگر کوئی irregularities ہوں یا کرپشن ہو تو اس پر کوئی ایکشن لیا جاسکے۔ شاید وزیر صاحب کے علم میں ہو کہ پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کی last meeting میں سیکرٹری اریگیشن بھی وہاں تھے، ثابت کیا کہ اریگیشن سیکرٹری کی نااہلی اور ان کی mala fide کی وجہ سے ایک پراجیکٹ جو 2 کروڑ روپے سے شروع ہوا تھا اب 11 کروڑ روپے تک پہنچ کر چکا ہے لیکن ابھی تک اس کی technical sanction نہیں ہوئی۔

نمبر 2، ایک آدمی جس پر گورنمنٹ کے exchequer کی کروڑوں روپے کی embezzlement prove ہو گئی تھی اس کو انہوں نے minor penalty ڈال کر ایک increment stop کر دی۔ میں چاہوں گا کہ کیا یہ وزیر صاحب کے علم میں ہے، اگر ہے تو انہوں نے اس پر کیا ایکشن لیا ہے؟

جناب سپیکر: وزیر اریگیشن صاحب! آپ اس پر کچھ کہنا چاہیں گے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اگر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں کوئی ایسا مسئلہ آیا ہے تو naturally انہوں نے ہی اس پر کوئی ایکشن لینا ہے، میرے نوٹس میں ابھی تک ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: چلو اب آپ کے نوٹس میں یہ بات آ گئی ہے آپ اس کو inquire کرالیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس وقت اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کرپشن کے لحاظ سے سب پر سبقت لے جا رہا ہے۔ یہ technical jobs ہوتی تھیں آپ نے اس کو یہاں پر transit rate بنا

دیا ہے۔ یہ وزیر صاحب ماشاللہ بڑے honest ہیں میں ان کی عزت کرتا ہوں مگر ان کو پتا ہی نہیں کہ نیچے کیا ہو رہا ہے۔ اگر اس طرح ایکسین، ایس ای اور سیکرٹری مل کر لوٹ رہے ہیں تو کیا کیا جائے؟ I hope that he will also take some action.

جناب سپیکر: آپ نے نشاندہی کر دی ہے ابھی وہ اس پر ایکشن لیں گے۔

سوالات

(محکمہ آبپاشی و قوت برقی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ پہلا سوال نمبر 3320 سردار غزالی رحیم خان صاحب کی طرف سے ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ Next ہے ملک اصغر علی قیصر صاحب کی طرف سے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 7474۔

سال 06-2005، نہروں پر تعمیر ہونے والے پن بجلی گھر، لاگت اور پیداوار سے متعلقہ تفصیل

*7474: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر قوت برقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

مالی سال 06-2005 کے دوران حکومت نے صوبہ میں نہروں پر پن بجلی گھروں کی تعمیر کے لئے کتنی رقم مختص کی ہے یہ پن بجلی گھر کس کس نہر اور جگہ پر کتنی مالیت سے تیار ہوں گے اور ان سے کتنی بجلی پیدا ہو گی؟

وزیر قوت برقی:

اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب حکومت نے رواں مالی سال 06-2005 میں پن بجلی گھر کی تعمیر کے لئے مبلغ 80 ملین روپے کی رقم مختص کی ہے۔ یہ پن بجلی گھر اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے مقام کھوکھرا پر تعمیر ہو گا اور اس پن بجلی گھر کی لاگت کا تخمینہ مبلغ 255.064 ملین روپے منظور ہوا ہے۔ اس پن بجلی گھر کی 3.2 میگاواٹ Capacity ہے۔ جس سے سالانہ 20.56 ملین یونٹ بجلی پیدا ہو گی۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی questionیہ ہے کہ اس کے علاوہ پن بجلی گھر کا کوئی منصوبہ زیر غور ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر قوت برقی!

وزیر قوت برقی: جناب سپیکر! حکومت پن بجلی گھروں کے حوالے سے ایک منصوبے کے تحت کام کر رہی ہے۔ کھوکھرا پراجیکٹ کے 31۔اکتوبر کو ٹینڈر ہیں۔ 7 پراجیکٹ ڈیپارٹمنٹ خود لگائے گا، باقی پرائیویٹ سیکٹر کو دیئے جائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ ڈاکٹر وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اپر جہلم کینال کی ذیلی نہر گجرات برانچ کے اوپر یہ تعمیر ہو گا۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ منصوبہ کس stage پر ہے؟

وزیر قوت برقی: جناب سپیکر! 31۔اکتوبر کو اس کے ٹینڈر ہیں۔ جنوری 2007 میں انشاء اللہ العزیز اس پر کام شروع ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: جی۔ شکریہ۔ nextسوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے، question dispose of ہوا۔ next سوال بھی سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔۔۔ تشریف فرما نہیں ہیں، question dispose of ہوا۔ next سوال محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتیں، question dispose of ہوا۔ next سوال بھی محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! on her behalf Question No. 7030۔

جناب سپیکر: جی، on her behalf، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! question No. 7030

منچن آباد شہر سے گزرنے والی نہر پر موجود پل کی کشادگی اور ایک مزید پل کی تعمیر

*7030: **محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ):** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈ واہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے نہر پر صرف ایک پل ہے جس کی چوڑائی بہت کم ہے جس کی وجہ سے صرف یک طرفہ ٹریفک ہی گزر سکتی ہے اور پل کی دونوں اطراف ٹریفک کا رش رہتا ہے جس سے شہریوں کو پریشانی کا سامنا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ پل ٹوٹ پھوٹ گیا تھا جو حال ہی میں معمولی مرمت کے بعد بحال کر دیا گیا ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ پل کو کشادہ کرنے کے ساتھ ساتھ ایک مزید پل تعمیر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی :

(الف) یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈ واہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور اس پر پل موجود ہے تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔

(ب) پل کی ضروری مرمت کر دی گئی ہے اور اس پر ٹریفک رواں دواں ہے۔

(ج) پل موجودہ حالت میں ٹھیک کام کر رہا ہے اس لئے کسی نئے پل کی تعمیر کی ضرورت نہ ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!.supplementary question

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا ہے کہ ''تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔'' جناب! یہ سوال اس لئے دیا گیا تھا کہ وہاں پر ٹریفک کا مسئلہ ہے۔ یہ موجودہ پل 90 سال سے بھی زیادہ پرانا بنا ہوا ہے اب وہاں پر ٹریفک اتنی زیادہ ہو گئی ہے کیونکہ جو مین فورڈ واہ کینال ہے وہ right from Sulemanki to Bahawal Nagar جاتی ہے اس کو دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور آبادی کا زیادہ بڑھاؤ other side of the canal ہے۔ اب یہ چھوٹا پل ہے اور اس پر ہمیشہ ٹریفک کی problem رہتی ہے کیا یہ مناسب سمجھتے ہیں کہ اس پل کو چوڑا کر دیا جائے تاکہ وہاں پر ٹریفک کا رش نہ رہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ محکمہ آبپاشی کے زیر اہتمام صرف وہ پل ہوتے ہیں جہاں اریگیشن کے حوالے سے کام کاج ہو۔ یہاں پر محکمہ اریگیشن صرف آٹھ فٹ سے تیرہ فٹ تک پل چوڑا کر سکتا ہے۔ اگر وہاں پر ٹریفک کا مسئلہ ہے تو پھر یہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا محکمہ سی اینڈ ڈبلیو سے رجوع کریں تو وہی اس پر کام کر سکتے ہیں۔ محکمے نے ان دو محکموں کو صرف این او سی دینا ہوتا ہے پھر انھوں نے ڈیزائن بنا کر تعمیر کرنی ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: چیمہ صاحب! آپ ایسا کریں کہ جتنے بھی نہروں کے پل ہیں کیونکہ نہریں آج سے سو سوا سو سال پہلے کھودی گئیں تھیں۔ ان پلوں کا سائز چوڑائی میں بہت کم ہے۔ یہ نہیں کہ صرف منچن آباد میں کم ہے، ہر جگہ ہی کم ہے۔ اس کے علاوہ جس کو سو سال یا سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے یقیناً وہ پل بھی اچھی حالت میں نہیں ہوں گے۔ آپ کی بات ٹھیک ہے کہ ضلع کونسل یا سی اینڈ ڈبلیو کی ذمہ داری بنتی ہے۔ آپ ان کو چٹھی لکھ دیں۔ محکمہ آبپاشی لکھے گا کہ اس پل کی حالت ٹھیک نہیں ہے تو پھر ہی وہ اس پر کچھ عمل کریں گے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! آپ کی بات بجا ہے۔ یہ صرف اسی پل کا مسئلہ نہیں ہے۔ یہ overall مسئلہ ہے کیونکہ یہ پل سو سال پرانے ہو چکے ہیں اور جب سے یہ نظام وجود میں آیا ہے اس وقت یہ پل بنائے گئے تھے۔ ہم اس کی صرف مرمت وغیرہ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم اس پر ایک پالیسی بنا کر پورے پنجاب کے حوالے سے سروے کر کے چٹھی لکھ دیں گے۔

جناب سپیکر: آپ صحیح کہہ رہے ہیں، سب کا ہونا چاہئے۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! آپ نے بالکل صحیح پوائنٹ آؤٹ کیا ہے۔ بہاولپور میں 11VC اور شہر کے درمیان ایک پل ہے جو بالکل ہی ختم ہو گیا ہے اور پل صراط ہے۔ مہربانی کر کے اس کا بھی سروے کروائیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے فرما دیا ہے۔ جہاں سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کوئی روڈ بناتی ہے۔ پہلے تو کچے روڈ پر دس فٹ کا پل محکمہ اریگیشن نے بنا دیا۔ اب کوئی بیس فٹ کا روڈ ہے اور کوئی چوبیس فٹ کا روڈ ہے۔ اس کے ساتھ پل کی بھی widening ہونی چاہئے۔ لیکن پل پر خرچہ کافی آتا ہے

اس لئے محکمہ avoid کرتا ہے کہ اگر پرانا پل ہی گزارا کر جائے تو لاگت کم آئے گی۔ منسٹر صاحب کی ماشاء اللہ اچھی سوچ ہے کہ پورے پنجاب کے جو پرانے پل ہیں ان کے بارے میں متعلقہ محکمے سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کو آپ چٹھی لکھ دیجئے۔

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح سے اب ہوا ہے کہ اس کے ضمنی سوال کے سلسلے میں آپ نے ایک چیز کو پوائنٹ آؤٹ کیا۔ آپ نے کہہ دیا اور انھوں نے آگے سے کہہ دیا کہ پنجاب کے تمام پلوں کا سروے ہو جائے گا۔ یہ فرمادیں کہ سروے کتنی دیر میں ہو گا اور یہ ہاؤس میں رپورٹ کب پیش کریں گے۔ ورنہ تو پھر ایسے ہی ہے کہ جیسے یہاں پر کہہ دیا جاتا ہے کہ یہ ہو جائے گا اور اس کے بعد دو سال بعد پتا چلتا ہے کہ کچھ بھی نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: میں یقین دہانی کراتا ہوں کہ ہم انشاء اللہ تعالیٰ تین ماہ میں سروے مکمل کر کے متعلقہ محکموں ضلع گورنمنٹ اور سی اینڈ ڈبلیو کو چٹھی بھیج دیں گے۔ اس کے بعد پل بنانا ان کی ذمہ داری ہے۔

جناب سپیکر: آپ کی بات ٹھیک ہے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے سوال 7030 کے جز (الف) کا جو جواب دیا گیا ہے کہ یہ درست ہے کہ شہر منچن آباد کو فورڈواہ نہر دو حصوں میں تقسیم کرتی ہے اور اس پر پل موجود ہے تاہم ٹریفک کا مسئلہ نہ ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ نہیں ہے کہ پل موجود ہے۔ میں پل کا تو پہلے ہی کہہ رہی ہوں کہ وہاں پر ایک ہی پل ہے۔ میرا پوچھنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کی چوڑائی کتنی ہے۔ جب ایک طرف سے ٹریفک چلتی ہے تو دوسری طرف لائنیں لگ جاتی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پل کو کشادہ کرنے کے لئے گورنمنٹ کا کوئی منصوبہ ہے؟

جناب سپیکر: بی بی! اس پر بات ہو گئی ہے۔ محکمہ اریگیشن متعلقہ محکمے سی اینڈ ڈبلیو یا ضلع کونسل کو چٹھی لکھ دے گا اور پل بنانا ان کا کام ہے۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: On his behalf Question No. 7250

S.E لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا کے متنازعہ احکامات اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*7250: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ رولز1938 کے مطابق پنجاب بھر میں "نکاس" کے لئے 15 منٹ فی مربع لیڈ مقرر ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ S.E لوئر جہلم کینال سرکل سرگودھا نے قواعد کی خلاف ورزی کرتے ہوئے لیڈ15 منٹ فی مربع کی بجائے 25 منٹ فی مربع کر دی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ای مذکورہ کے اس نوٹیفکیشن کے خلاف چیف انجینئر متعلقہ اور سیکرٹری آبپاشی کو درخواستیں دی گئیں تو انہوں نے ایس ای مذکورہ سے اس سلسلہ میں سفارشات بھیجنے کے لئے کہا مگر انہوں نے اس سلسلہ میں ابھی تک اعلیٰ افسران کے احکامات کی تعمیل میں سفارشات نہیں بھیجیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایس ای مذکورہ کے اس نوٹیفکیشن کے مطابق کسانوں کو کافی مشکلات پیش آرہی ہیں اور روزانہ لڑائی جھگڑے کے واقعات رونما ہو رہے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت ایس ای جہلم کینال سرکل سرگودھا کے اس نوٹیفکیشن کو واپس لے کر لیڈ 15 منٹ فی مربع مقرر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بمطابق کینال ایکٹ مجریہ 1873 ترتیب وارہ بندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے اس لئے مختلف کینال سرکلز میں لیڈ کے لئے عمل متعلقہ سپرنٹنڈنٹ انجینئر یا چیف انجینئر کی ہدایات کے مطابق ہو رہا ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ ایس ای، ایل جے سی سرکل نے سال1970 میں بذریعہ چھٹی نمبر3630-32/424/5 مورخہ 14-04-70، 25 منٹ فی مربع لیڈ مقرر کی جس کا ان کو اختیار ہے کیونکہ لیڈ کے لئے رولز مرتب شدہ نہ ہیں۔ اس پر1970 سے پورے ایل جے سی سرکل میں عمل ہو رہا ہے۔ آج تک کسی بھی زمیندار کو ماسوائے چودھری محمد نذیر ولد فضل دین قوم باجوہ چک نمبر99 شمالی شکایت نہ ہوئی ہے اور پورے پنجاب میں لیڈ کا ایک عمل نہ ہے۔

(ج) درست ہے کہ SE کے مذکورہ بالا نوٹیفکیشن مجریہ 1970 کے خلاف محمد نذیر مذکورہ کی طرف سے مورخہ 04-12-23 کو تحریک موصول ہوئی اور دفتر ہذا نے SE کا جواب ان کی سفارشات کے ساتھ بذریعہ نمبر 19316-17/rev/38/97 مورخہ 05-10-24 حکومت کو ارسال کر دیا ہے لیکن صرف ایک زمیندار کے ذاتی مفاد کی خاطر پورے سرکل کے نظام کو درہم برہم کرنا مناسب نہ ہے کیونکہ زمیندار نگال کا مفاد تو اٹھا رہا ہے۔ البتہ کٹوتی نگال کرانے کے لئے تیار نہ ہے۔

(د) درست نہ ہے کیونکہ سال 1970 سے اس پر عمل ہو رہا ہے ماسوائے مذکورہ بالا زمیندار کے اور کوئی شکایت پیدا نہیں ہوئی ہے۔

(ہ) حکومت پنجاب ایس ای، ایل جے سی کے مذکورہ بالا نوٹیفکیشن مجریہ 1970 فوری طور پر واپس لینے کا ارادہ نہ رکھتی ہے کیونکہ اس پر 1970 سے عمل ہو رہا ہے۔ البتہ پنجاب ریونیو مینوئل کی تجدید زیر غور ہے۔ اور لیڈ وارہ بندی کے بارے میں ابھی کچھ کہنا قبل از وقت ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں لکھا ہے کہ کینال ایکٹ مجریہ 1873 ترتیب وارہ بندی کے لئے جنرل ہدایات تو ہیں لیکن قانونی حیثیت نہ ہے۔ وزیر موصوف یہ بتا دیں کہ ایکٹ اور قانونی حیثیت میں کیا فرق ہے اگر ایکٹ ہے اور اس کی قانونی حیثیت نہیں ہے تو وہ کس چیز کا ایکٹ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کی قانونی حیثیت اس لئے نہیں ہے کہ متعلقہ ground realities کو مدنظر رکھ کر وہاں کے آفیسرز سپرنٹنڈنٹ انجینئر اور ایکسین لیڈ بناتے ہیں۔ انھوں نے قانونی حیثیت کا پوچھا ہے۔ اس میں جواب یہ ہے کہ قانونی حیثیت وہی ہوتی ہے تو قانون میں درج ہو اور جو رولز بعد میں محکمہ مرتب کرتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال کے جز(ب) میں انھوں نے فرمایا ہے کہ پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا نہ ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا کرنے کے لئے ان کا کیا موقف ہے؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! پورے پنجاب میں لیڈ کا عمل ایک جیسا نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ زمین پر depend کرتا ہے۔ کہیں پر زمین ہموار اور کہیں ناہموار ہوتی ہے اس لئے لیڈ ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔ اس سلسلے میں متعلقہ افسر موقع کی مناسبت سے لیڈ کو مقرر کرتا ہے۔ ایک منظور شدہ نکے سے دوسرے نکے کے درمیانی حصے کو لیڈ کہتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آبیانہ تو یہ ایک ہی شرح سے لے رہے ہیں۔ اگر کسی کو پندرہ اور کسی کو پچیس منٹ مل رہے ہیں تو اس میں ٹائم کا فرق بھی آ جاتا ہے کہ کسی کو زیادہ کسی کو کم پانی مل رہا ہے یہ آبیانہ بھی پھر اسی شرح سے لیں۔

جناب سپیکر: اگر ایک موگا چار اور دوسرا آٹھ انچ کا ہے تو ان دونوں کی لیڈ ایک جیسی تو نہیں ہو سکتی، آٹھ انچ والے کا پریشر زیادہ ہوگا۔ ایک موگے سے دوسرے موگے کے درمیانی فاصلے کو اس لیڈ نے cover کرنا ہے۔ اگر پانی کا پریشر زیادہ ہوگا اور سپیڈ سے چلے گا تو وہ کم وقت میں طے کر لے گا اور اگر پانی کا پریشر کم اور موگے کا سائز زیادہ ہوگا تو وہ زیادہ وقت میں طے کرے گا اس لئے لیڈ ایک جیسی نہیں ہو سکتی۔

رانا آفتاب احمد خان: کیا ایکٹ 1873 میں یہ وضع نہیں ہے کہ کتنا ہوگا؟

وزیر آبپاشی: اس میں وارہ بندی کے حوالے سے جنرل ہدایات تو موجود ہیں لیکن لیڈ کے حوالے سے کوئی چیز درج نہ ہے۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب محکمے کے متعلق کوئی شکایت ہوتی ہے تو گورنمنٹ ماننے کے لئے تیار نہیں ہوتی اور کہتی ہے کہ شکایت ہی کوئی نہیں ہے، کسی نے شکایت ہی نہیں کی۔

اس سوال کے جز(ب) کے جواب میں انھوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ ایک شخص محمد نذیر ولد فضل دین کی شکایت موصول ہوئی تھی اور لیڈ کے حوالے سے عمل نہ ہوا ہے۔ میرا ان سے

ضمنی سوال یہ ہے کہ انھوں نے اس حوالے سے کیا انکوائری کی اور اگر انکوائری کی ہے اور اس میں کوئی بے ضابطگی پائی گئی تھی تو انھوں نے ان لوگوں کے خلاف کیا ایکشن لیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ہمیں صرف ایک آدمی کی شکایت موصول ہوئی تھی۔ اس نے 1970 کے نوٹیفکیشن کا حوالہ دیا تھا کہ یہ نوٹیفکیشن کے مطابق درست نہ ہے۔ اس پر مکمل انکوائری کی اور چیک کیا تو نوٹیفکیشن درست پایا گیا۔ جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ یہ صوابدیدی اختیارات سپرنٹنڈنٹ انجینئر کے ہوتے ہیں کہ وہ لیڈ کو پانی کے پریشر کے حوالے سے مقرر کرے اس لئے ایک زمیندار کی شکایت پر ہم پورے نظام کو نہیں بدل سکتے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ایک آدمی کی شکایت تو انھوں نے تسلیم کی ہے۔ میری اطلاع کے مطابق بہت زیادہ لوگوں نے اس پر شکایت کی ہے۔ یہ مجھے صرف اتنا بتا دیں کہ انھوں نے انکوائری کب اور کس نے کی تھی اور اس انکوائری کے نتائج کیا برآمد ہوئے تھے، حکومت نے اس پر کیا ایکشن لیا تھا؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! کوئی اندازہ ہے کہ کس نے انکوائری کی تھی؟

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس وقت 24-اکتوبر 2005 کو متعلقہ جو SE تھا اس نے انکوائری کی تھی اور اس نے ہی اس زمیندار کو بتا دیا تھا لیکن اس کے باوجود بھی جیسے ارشد بگو صاحب کہہ رہے ہیں تو میں خود بھی محسوس کرتا ہوں کہ ہمیں پنجاب کے ریونیو کے manual کو از سر نو دیکھنے کی ضرورت ہے تو ہم انشاء اللہ تعالیٰ اس پر غور کرنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب کا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 7331۔

لاہور۔ اریگیشن ورکشاپس، آمدن و اخراجات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7331: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اریگیشن ورکشاپس لاہور شہر میں کس کس جگہ واقع ہیں؟

(ب) ان ورکشاپس میں کون کون سی مشینری اس وقت ناقص پڑی ہوئی ہے؟

(ج) ان ورکشاپس کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنی رقم حکومت کی طرف سے فراہم کی گئی ہے۔ اس عرصہ کے دوران ان ورکشاپس کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران ان ورکشاپس کے بجٹ میں کتنی رقم سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے، ڈی اے پر خرچ ہوئی اور کتنی رقم گاڑیوں کی مرمت اور ڈیزل /پٹرول وغیرہ پر خرچ ہوئی ہے؟

(ہ) اس وقت ان سرکاری ورکشاپس میں کون کون فرائض سرانجام دیئے جارہے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) لاہور میں دو عدد اریگیشن ورکشاپس ہیں جن کے نام اور محل وقوع درج ذیل ہیں۔

I۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ ڈویژن لاہور جو کہ مغلپورہ برلب نہر (لاہور برانچ آر ڈی 257050) واقع ہے۔

II۔ ورکشاپ ساندہ روڈ لاہور جو کہ ایم او کالج کے عقب میں واقع ہے۔

(ب) ناقص مشینری کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) I۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ

	مالی سال 05-2004			مالی سال 06-2005		
	فراہم کردہ رقم	اخراجات	آمدن	فراہم کردہ رقم	اخراجات	آمدن
I۔ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ	39215000	36312720	4862820	42100000	41834447	20000000
II۔ ساندہ روڈ ورکشاپ	8035560	8035560	----	83370541	85944285	----

(د) مطلوبہ تفصیل درج ذیل ہے:۔

(I) مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ ڈویژن مغلپورہ

مالی سال 05-2004			مالی سال 06-2005		
ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ	ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ
35404725	746973	161022	41036075	697127	101245

(II)ساندہ روڈ ورکشاپ لاہور

ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ	ملازمین کی تنخواہ	ٹی اے/ڈی اے	گاڑیوں کا خرچہ
8035560	----	----	85944285	----	----

(ہ) مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں بیراجوں / ہیڈ ورکس، ریگولیٹرز وغیرہ پر نصب کئے جانے والے آہنی دروازے اور ان کی مشینری نئے سرے سے بنانے اور موجودہ سسٹم کی درستی کے لئے مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ گاڑیوں کی اوور ہالنگ / مرمت اور الیکٹرک موٹروں اور پمپوں کی مرمت کا کام بخوبی کیا جاتا ہے اور اس ورکشاپ میں 36 عدد آہنی دروازے اور ان کی مشینری بنانے کا کام ہو رہا ہے۔

II۔ ورکشاپ ساندہ روڈ، لاہور

ورکشاپ ساندہ روڈ لاہور اس وقت کسی قسم کا کوئی کام نہیں کر رہا ہے کیونکہ وہ ساقط کر دیا ہے اور تمام عملہ فالتو (سرپلس) ہے جس کی ایڈجسمنٹ کا بندوبست کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ناقص مشینری کی لسٹ کافی طویل ہے لیکن مجھے صرف یہ بتا دیں کہ یہ مشینری کب سے ناکارہ ہے اور اسے کیوں نیلام نہیں کیا گیا، اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں عرض یہ ہے کہ یہ مشینری چونکہ کافی دیر پہلے کی خریدی گئی ہے اور یو ایس ایڈ کے تحت یہ سارا سامان آیا تھا اور اس کو کافی عرصہ گزر چکا ہے۔ نیلامی کا ایک پروسیجر ہوتا ہے، ایک نیلام کمیٹی ہے جو اس کو نیلام کرتی ہے لیکن اس سے پہلے اس کو ناکارہ کیا جاتا ہے تاکہ ناکارہ مشینری کو پروسیجر کے تحت ساتھ ساتھ نیلام کرتے رہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں نے سوال کیا ہے کہ یہ مشینری کب سے ناکارہ تھی اور اسے نیلام کیوں نہیں کیا گیا؟ یہ تو انہوں نے بتایا ہی نہیں ہے کہ یہ کب سے ناکارہ ہے؟ مکمل جواب تو دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کو 10 سال کا عرصہ ہو چکا ہے تو اس وقت سے کچھ سامان ناکارہ ہے جس میں سے کافی حد تک نیلام کر دیا گیا ہے اور کچھ سامان ورکشاپ میں پڑا ہوا ہے اس کو نیلام

نہیں کیا گیا۔ جب انہوں نے سوال اٹھایا تو میں جب اس پر تیاری کر رہا تھا تو میں نے خود اس حوالے سے دیکھا کہ یہ معاملہ کافی درست تھا کیونکہ ایم پی اے صاحب نے صحیح نشاندہی کی ہے۔ اس پر میں نے سیکرٹری آبپاشی کو ہدایات دی ہیں کہ ان کو فوراً نیلام کیا جائے کیونکہ اس طرح ناکارہ پڑے ہوئے سامان سے کافی نقصان ہو رہا ہے اور اس سے مزید نقصان برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ میں تو حاجی اعجاز صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے ایک صحیح چیز کی نشاندہی کی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور چیمہ صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بات کو accept کیا۔ انہوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ سروے رپورٹ تیار کی جا رہی ہے اور مجاز اتھارٹی کی منظوری کے بعد اس مشینری کو نیلام کر دیا جائے گا۔ یہ فرمادیں کہ سروے رپورٹ کب تک مکمل ہو جائے گی اور مجاز اتھارٹی میں کون کونسے ممبران شامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! سروے رپورٹ انشاء اللہ تعالیٰ ایک ماہ کے اندر آ جائے گی اور اس کمیٹی میں متعلقہ چیف انجینئر، ایکسیئن اور ایس ای صاحب شامل ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لاہور کے علاوہ کل کتنی ورکشاپ پنجاب میں کام کر رہی ہیں نیز انہوں نے سوال کے جز الف میں لکھا ہے کہ مغلپورہ اریگیشن ورکشاپ میں جو کام ہوتا ہے اس سلسلے میں ورکشاپ میں 36 آہنی دروازے اور ان کی مشینری بنانے کا کام ہو رہا ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کب سے ہو رہا ہے اور یہ کب مکمل ہو گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! لاہور کے علاوہ ایک اور بھلوال ورکشاپ ہے یعنی لاہور میں دو ورکشاپس ہیں ایک مغلپورہ اور ایک سانده ورکشاپ ہے جس کا یہاں سوال میں ذکر کیا گیا ہے اور اس کے علاوہ ایک بھلوال ورکشاپ ہے۔ جہاں تک 36 آہنی دروازوں کا تعلق ہے تو یہ تونسہ بیراج کی rehabilitation کا پروگرام پچھلے سال شروع ہوا تھا اور اس وقت ان کی بننے کے لئے

placement کی گئی ہے اور تونسہ بیراج کی rehabilitation کے سلسلے میں یہ دروازے بنائے جا رہے ہیں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ! فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنی چاہتی ہوں کہ میرے ضلع بہاولنگر کی تحصیل ہارون آباد سے ایم پی اے غلام مرتضیٰ صاحب اور اعجاز الحق صاحب جو ایم این اے ہیں اور وہاں کے تحصیل ناظم کی کرپشن پر وہاں کے اخبارات نے جب خبریں چھاپی ہیں تو ان کو کل چاہئے تو یہ تھا کہ یہ حضرات اپنی صفائی میں تردید کرتے مگر وہاں کے ایم پی اے صاحب اور تحصیل ناظم نے مورخہ 26۔ ستمبر کو دن 2 بجے اپنے غنڈوں کو۔۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہی بات کر رہی ہوں۔ یہ امن عامہ کا مسئلہ ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔ ملک صاحب! آپ سوال کا نمبر پکاریں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یہ زیادتی ہے کہ آپ میری بات سننے کے لئے تیار نہیں ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! پلیز تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب!

ملک اصغر علی قیصر: سوال نمبر 7393۔

راجباہ سروالا، فیصل آباد، کنکریٹ لائننگ کی تعمیر اور غیر معیاری کام سے متعلقہ تفصیل

*7393: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ سروالا فیصل آباد کی کنکریٹ لائننگ دو کروڑ روپے سے حال ہی میں کی گئی ہے؟

(ب) اس راجباہ کی کنکریٹ لائننگ کا ٹھیکہ جن ٹھیکیداروں کو دیا گیا، ان کے نام، پتا جات اور آج تک ان کو کتنی رقم کی ادائیگی کی گئی ہے؟

(ج) اس راجباہ کی کنکریٹ لائننگ کا کام محکمہ کے جن ملازمین کی سربراہی میں مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان افسران/اہلکاران نے کتنی دفعہ اس کام کا موقع پر معائنہ کیا اور ہر دفعہ کام کے معیار کے بارے میں جو رپورٹ دی اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے کنکریٹ کے کناروں کی دوبارہ ٹوٹ پھوٹ شروع ہو گئی ہے؟

(و) کیا حکومت اس ناقص اور غیر معیاری کام کرنے والے ٹھیکیدار اور اس کے ذمہ دار محکمہ کے سرکاری ملازمین کے خلاف قانونی/محکمانہ کارروائی کرنے اور اس کام کی تحقیقات کسی دیگر محکمہ سے کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست نہ ہے۔ راجباہ سروالا کی لائننگ (برجی 2460 تا 10500) پر کل لاگت 8.87 ملین روپے آئی ہے۔

(ب) اس راجباہ پر جن ٹھیکیداروں کو ٹھیکہ دیا گیا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

کام	ٹھیکیدار کا نام وپتا	رقم ادا کی گئی
1۔ سروالا راجباہ کی پختہ لائننگ برجی نمبر 2+460 تا 4+250	العرش انجینئرنگ کنسٹرکشن کمپنی احمد لاج، علی سٹریٹ، خیابان کالونی نمبر 2 فیصل آباد	2.28 ملین روپے
II۔ برجی نمبر 4+250 تا 7+500	حسن حسین اینڈ برادرز بلو کی تحصیل پتوکی ضلع قصور	3.005 ملین روپے
III۔ سروالا راجباہ برجی نمبر 7+500 تا 10+500	منظور احمد ٹھیکیدار سردار سٹریٹ بالمقابل کمرشل کالج شیخوپورہ	2.54 ملین روپے
	کل لاگت	8.87 ملین روپے

(ج) محکمہ کے جن ملازمین کی سربراہی میں کام مکمل ہوا ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نام	عہدہ	گریڈ
1۔ محمد افضل	سب ڈویژنل آفیسر اکبانہ سب ڈویژن فیصل آباد	بی۔ایس 17
2۔ شیخ محمد عبداللہ	سب ڈویژنل آفیسر فیصل آباد	بی ایس 17
3۔ میاں عبدالرحمن طارق	سب انجینئر فیصل آباد اکبانہ سب ڈویژن	بی ایس 11

(د) تمام کام متعلقہ افسران / اہلکاران کی مسلسل نگرانی میں مکمل ہوا اور کام کے دوران موقع پر ہدایات بھی جاری کی گئیں۔

(ہ) درست نہ ہے۔ راجباہ میں کہیں سے کوئی ٹوٹ پھوٹ نہ ہے۔ تمام کام منظور شدہ ڈیزائن اور محکمہ کے میعار کے مطابق مکمل ہوا ہے اور عرصہ ایک سال سے مذکورہ راجباہ میں صحیح طور پر پانی چل رہا ہے۔ مذکورہ راجباہ گنجان آبادی ملحقہ ریلوے سٹیشن فیصل آباد سے گزرتا ہے لہذا کنسٹرکشن کے دوران یہ کام تمام اداروں اور میڈیا کی نظر میں تھا، مگر کسی جانب سے کام کے معیار کے متعلق کوئی شکایت نہ کی گئی۔

(و) تمام کام منظور شدہ ڈیزائن اور محکمانہ معیار کے مطابق ہوا ہے اس لئے کسی تحقیق یا انکوائری کی ضرورت نہ ہے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ میری بات تو سنیں۔

جناب سپیکر: آپ رولز آف پروسیجر پڑھ لیں تاکہ آپ کو پتا چل جائے کہ پوائنٹ آف آرڈر کیسے raise کیا جاتا ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ جی، ملک صاحب! کوئی ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش ہے کہ منسٹر صاحب یہ بتا دیں کہ جو سروالا راجباہ ہے اس کے متعلق کوئی ڈیپارٹمنٹل انکوائری ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس کے متعلق انکوائری ڈیپارٹمنٹل کے علاوہ انٹی کرپشن نے بھی کی ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: انٹی کرپشن نے جو انکوائری کی ہے کیا اس میں جو افسران اور ٹھیکیداران ہیں ان کو فارغ کر دیا ہے؟

وزیر آبپاشی: میری اطلاع کے مطابق انٹی کرپشن نے یہ انکوائری drop کر دی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ فائزہ احمد صاحبہ کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں۔ سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 7776۔

پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی لاہور کے قیام، دائرہ کار اور مقاصد کی تفصیل

*7776: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی لاہور کب کس قانون کے تحت قائم کی گئی تھی کیا اس کی منظوری مجاز اتھارٹی سے حاصل کی گئی تھی اور اس کو قائم کرنے کے مقاصد کیا ہیں؟

(ب) اب تک یہ ادارہ اپنے مقاصد پورے کرنے میں کہاں تک کامیاب رہا ہے؟

(ج) اس کا دائرہ کار کہاں تک ہے اس کے ماتحت جو نہریں اور دیگر آبی ذخائر ہیں ان کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی ایکٹ 1997 (ACT XI of 1997) کے ذریعہ قیام پذیر ہوئی۔ اس ایکٹ کی منظوری باقاعدہ پنجاب اسمبلی میں پاس ہونے کے بعد گورنر پنجاب نے فرمائی۔ اس کو قائم کرنے کے مقاصد اس ایکٹ کی تمہید (Preamble) میں دیئے گئے ہیں۔ ایکٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پائلٹ ایریا واٹر بورڈ جو کہ لوئر چناب کینال (ایسٹ) سرکل فیصل آباد میں دفعہ 14 کے تحت قیام پذیر ہوا۔ اس ایریا واٹر بورڈ میں 85 فارمز آرگنائزیشن کو پچھلے سال تین سالوں کے لئے مرحلہ وار راجباہائے متعلقہ کے انتظام وانصرام سونپے جا چکے ہیں۔ تین سال مکمل ہونے کے بعد ان فارمز آرگنائزیشن کی کارروائی کا مکمل جائزہ لے کر ہی مقاصد کے حصول کے متعلق وثوق سے کہا جا سکے گا۔ تاہم ابتدائی طور پر یہ تجربہ مفید ثابت ہوا۔ آبیانہ کی وصولی بہت بہتر ہوئی ہے اور اوسطاً 75 فیصد وصول ہوئی ہے۔ جبکہ 14 کسان

تنظیمیں 100 فیصد آبیانہ کی وصولی کر چکی ہیں۔ ٹیلوں تک پانی کی ترسیل بھی یقینی ہو گئی ہے اور پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے اور کسانوں کے آپس کے تنازعات تقریباً ختم ہو گئے ہیں اور سراج واہ کی تعمیر و مرمت کسان خود کر رہے ہیں۔ جس سے پانی کی تسلسل سے فراہمی میں بہتری ہوئی ہے۔

(ج) ویسے تو اس اتھارٹی کا دائرہ کار موجودہ صوبہ ہے۔ لیکن ابھی تک دفعہ 214 کے تحت مندرجہ ذیل ایریاز مین پر کام ہو رہا ہے یا آغاز کیا جا چکا ہے۔ لوئر چناب (ایسٹ) سرکل 85 فارمز آرگنائزیشن نہری نظام کا انتظام و انصرام سنبھال چکی ہیں۔ فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صادقیہ کینال

تین فارمز آرگنائزیشن یعنی 4 R-ہاکڑہ، سراج واہ اور بھوکاں پچھلے چھ سال سے کام کر رہی ہیں۔ ایک ٹرم مکمل ہونے کے بعد دوسری دفعہ نئی تنظیمیں قائم کی گئی ہیں۔

لوئر چناب کینال ویسٹ

ایریا واٹر بورڈ کا نوٹیفکیشن ہو چکا ہے اور راجباہ پر ابتدائی تنظیم سازی کا کام شروع ہے۔

چشمہ رائٹ بنک کینال

راجباہائے پر ابتدائی تنظیم سازی کا کام شروع ہو چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) میں بڑا contradiction ہے میں صرف اس کی وضاحت چاہوں گا۔ انہوں نے تیسری لائن میں لکھا ہے کہ تین سال مکمل ہونے کے بعد ان فارمز آرگنائزیشن کی کارروائی کا مکمل جائزہ لے کر ہی مقاصد کے حصول کے متعلق وثوق سے کہا جا سکے گا۔ یہ ابھی تین سال نہیں ہوئے ہیں لیکن اس کے آگے آئیں تو بڑا یقینی طور پر انہوں نے کہا ہے کہ ٹیلوں تک پانی کی ترسیل بھی یقینی ہو گئی ہے۔ پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے اور کسانوں کے آپس کے تنازعات تقریباً ختم ہو گئے ہیں اور سراج واہ کی تعمیر و مرمت کسان خود کر رہے ہیں اب یہ performance یقینی بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس سوال کے جواب میں بڑا contradiction ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب سمیع اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہی ہے کہ یہ غلط بیانی کی گئی ہے۔ پانی endتک نہیں پہنچ رہا یہاں یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ یقینی ہو گیا ہے۔ اب یہاں جو کسان بیٹھے ہیں میرا تعلق چونکہ براہ راست اس شعبے سے نہیں ہے، میں رانا صاحب سے بھی مشورہ کر رہا تھا کہ واقعی اب پنجاب میں دودھ کی نہریں بہہ رہی ہیں اور آخر تک پانی پہنچ رہا ہے اور پانی چوری کے واقعات بالکل ختم ہو گئے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس سوال کے جواب میں بالکل غلط بیانی کی گئی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس میں چونکہ پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کے حوالے سے بات کی گئی ہے۔ یہ پنجاب اریگیشن وڈرینج اتھارٹی 1997 میں پنجاب اسمبلی کے ایکٹ کے تحت معرض وجود میں آئی تھی اور پھر اس پر پائلٹ پراجیکٹ کے طور پر بہاولنگر میں تین FO's بنائی گئی تھیں اس کے بعد پھر LCC جو فیصل آباد کی نہر ہے اس پر ہماری موجودہ حکومت نے 03-2002 میں یہ پراجیکٹ شروع کیا۔ اس حوالے سے یہ پائلٹ پراجیکٹ بنایا گیا پھر فارمرز آرگنائزیشنز کو تمام اختیارات دے دیئے جاتے ہیں اور متعلقہ محکمہ کو ان اختیارات سے withdraw کر لیا جاتا ہے۔ محکمہ کے تمام اختیارات جس میں چاہے پانی چوری کا چاہے اس میں وارہ بندی کا مسئلہ ہے وہ تمام اختیارات FO's کے پاس چلے جاتے ہیں۔ چونکہ FO's کا تین سال کا tenure ہوتا ہے ابھی ان کے تین سال مکمل ہونے میں چھ ماہ بقایا ہیں اس کا ذکر اس لئے کیا گیا ہے کہ چھ ماہ بعد پھر ان کا الیکشن ہو گا تو ان کی کارکردگی کی judgement صحیح معنوں میں جو اس کھال کے لوگ ہوتے ہیں جو ان کے ووٹر ہوتے ہیں، وہ کر سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ کہا گیا ہے کہ ان فارمز آرگنائزیشن کی وجہ سے ٹیلوں تک جو پانی پہنچا ہے، یہ وہ رپورٹ ہے جو اب تک ہمیں اس عرصہ میں ملی ہے کہ اس وقت تک وہاں پر محکمہ انہار کے ذریعے سے کام ہو رہا ہے اس سے بہتر ان FO's نے کام کیا ہے اور وہاں پر انہوں نے لوگوں کے disputes بھی حل کئے ہیں، کوئی بھی کورٹس میں نہیں گیا۔ اگر ایم پی اے صاحب چاہیں تو میں ان کو موقع پر بھی لے کر جا سکتا ہوں۔ اس پر ورلڈ بنک کی ٹیم بھی پچھلے دنوں آئی تھی۔ انہوں نے بھی appreciation کا لیٹر جاری کیا ہے اور ان کی کارکردگی اس حوالے سے جانچی گئی ہے اور جہاں تک میں نے تین سال کا بتایا ہے وہ اس الیکشن پر منحصر ہے کہ اگر ان کی کارکردگی اچھی ہو گی تو لوگ ان کو دوبارہ منتخب کریں گے اور اگر کارکردگی بہتر نہ ہو گی نئے لوگ آئیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے جس فارمر آرگنائزیشن کا بتایا ہے یہ میرے حلقہ میں ہے اور یہ مدوآنہ ڈسٹری بیوٹری ہے اور میرا گاؤں 40/JB ٹیل پر آخری گاؤں ہے۔ ان کی پہلی بات تو negate کرتا ہوں کہ وہاں پر پانی نہیں پہنچ رہا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اگر آپ ان کی کارکردگی کو جانچنے کے لئے تین سال انتظار کریں گے تو پھر وہ تین سال کا نقصان ہو چکا ہو گا۔ ان کی کارکردگی سالانہ بنیادوں پر جانچی جائے بلکہ ہاڑی ساونی ہونی چاہئے۔ کیا یہ اس بات کا ارادہ رکھتے ہیں کہ ان کی کارکردگی جانچنے کے لئے تین سال کی بجائے ایک سال کر دیا جائے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں عرض کروں گا کہ ان کا سالانہ آڈٹ ہوتا ہے۔ تین سال تو الیکشن کی مدت ہے اور میرا خیال ہے کہ تین سال الیکشن کا پیریڈ ٹھیک ہے بلکہ کچھ لوگ تو کہتے ہیں کہ پانچ سال ہونے چاہئیں۔ ہم نے تین سال اس لئے کیا ہے کہ یہ آرگنائزیشنز کچھ نظام چلا سکیں اگر ہر سال الیکشن ہوں گے تو بہت سارے دوسرے نقصانات بھی ہو سکتے ہیں لیکن اس سلسلے میں میں عرض کروں کہ ان کا آڈٹ سالانہ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ ان کو کارکردگی کے طریق کار کو جانچنے کے لئے اس کی مدت ایک سال کی جائے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ان کی کارکردگی آڈٹ رپورٹ سے جانچی جا سکتی ہے۔ آڈٹ رپورٹ سالانہ ہوتی ہے اور well-known firms کے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ آڈٹ کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب اعجاز احمد خان!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! محترم جناب عامر چیمہ صاحب نے اسی سوال کے جواب میں فرمایا ہے کہ پانی چوری کے واقعات میں بھی کافی کمی آئی ہے میرا ان سے سوال یہ ہے کہ 2005-06 میں جو کمی آئی ہے اس کے باوجود کیا انہوں نے پانی چوری کی کوئی ایف آئی آر درج وغیرہ کروائی ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ یہ 85 آرگنائزیشنز بنائی گئی تھیں۔ جن میں ضلع فیصل آباد، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، شیخوپورہ اور حافظ آباد شامل ہے ان 85 آرگنائزیشنز میں سے اب تک ہمارے ہاں تین فارمر آرگنائزیشنز ایسی ہیں جن کے خلاف شکایات موصول ہوئی ہے کہ تین آرگنائزیشن پانی چوری کرنے میں خود ملوث پائی گئیں ان پر ہم نے کارروائی کی اور ان کو فارغ کیا ہے اور ان پر کارروائی ہو رہی ہے۔ اسی طرح ان کے نقطہ نظر کے مطابق اور اگر ان کے سامنے کسی ایف او کی شکایت آئی ہے تو مجھے بتائیں ہم ان کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب! اگر کوئی ایسا کیس ہے تو بعد میں وزیر صاحب سے مل لیں۔ جی، چودھری اصغر علی گجر!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تھل کینال کی نہروں کو پوری طرح چلانے کے لئے محکمہ آبپاشی نے ان نہروں میں پانی کی مقدار کو کم کر دیا ہے جس کی وجہ سے ٹیلوں پر پانی ختم ہو گیا ہے۔ میں یہ پہلے کی بات نہیں بلکہ ابھی کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی تو تین ماہ سے انہوں نے یہ کیا ہے کہ نہروں کو ریگولر چلانے کے لئے نہروں کے پانی میں کٹ لگا کر نہروں سے پانی کم کر دیا جس سے ٹیلیں پانی سے فارغ ہو گئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ کیا ٹیلوں پر پانی پہنچانے کے لئے اور وہاں پر پورا پانی پہنچانے کے لئے ان کی کیا تجاویز ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! کیونکہ یہاں پر خصوصی طور پر تھل کینال کے حوالے سے پوچھا گیا ہے ویسے تو یہ fresh question بنتا ہے لیکن میں ان کی معلومات کے لئے بتا دوں بلکہ چودھری صاحب نے ہی اسمبلی میں بات اٹھائی تھی اور پھر وزیر اعلیٰ صاحب نے اس تھل کینال کی re-modeling کا حکم صادر فرمایا تھا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جون تک تھل کینال کی re-modeling مکمل ہو گئی ہے اس re-modeling سے تھل کینال پہلے سات ہزار کیوسک چلا کرتی تھی اب نو ہزار کیوسک تک پانی لے کر چلے گی۔ اس میں کچھ ایسے رقبہ جات جو پہلے اس میں شامل نہیں تھے ہم کوشش کر رہے ہیں کہ سی سی اے میں شامل کرنے کے لئے غور و خوض ہو رہا ہے۔ اصل میں انہوں نے ٹیل تک پانی پہنچانے کی بات کی ہے تو اس کے لئے میں عرض کر دوں

کہ ہم نے already ٹیل کمیٹیاں تشکیل کی ہوئی ہیں اور وہ خود اس کی نگرانی کرتی ہیں اور شکایات پر ہم بروقت ہدایات جاری کرتے رہتے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے شکایت کی ہے اور آج اس کا ذکر اسمبلی میں کیا ہے انشاء اللہ تعالیٰ میں کوشش کروں گا کہ ان کی جلد از جلد شکایت کا ازالہ کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے اور ان کی مہربانی ہے کہ انہوں نے اس ازالہ کی یقین دہانی کروائی ہے ابھی انہوں نے ایک بات کی ہے کہ تھل کینال کی وارہ بندی کو ختم کیا گیا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی بڑی مہربانی، محکمہ کی بڑی مہربانی، یہ بات درست ہے کہ انہوں نے ہمارا پانی sanction کیا لیکن میں ان کی اطلاع کے لئے کہ ٹیل منڈا کینال کی re-modeling نہیں ہو سکی اس میں پورا پانی نہیں آتا۔ وہ نہر پندرہ سو کیوسک سے زیادہ پانی برداشت نہیں کرتی جب تک 17 سو کیوسک پانی نہیں جائے گا پانی کی وارہ بندی ختم نہیں ہو گی تو میں یہ کہتا ہوں کہ وہ زمیندار اسی طرح اب بھی خسارے میں جا رہے ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ ٹیل منڈا برانچ کی وارہ بندی کو ختم کرنے کے لئے ان کے پاس کیا منصوبہ بندی ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ تھل کینال مین برانچ کی re-modeling مکمل ہو گئی ہے جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ وہ نو ہزار کیوسک تک اس کو لے گئے ہیں۔ اس کو جو چھوٹی برانچیں ہیں جیسا کہ ڈسٹری بیوٹری، مائنرز اور دوسری چھوٹی نہریں ہیں ان میں ابھی re-modeling ہونا باقی ہے۔ اس کے لئے اس سال کے مالی بجٹ میں وزیر اعلیٰ صاحب نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ ان پر بھی re-modeling کا کام شروع ہو جائے گا اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم مکمل سسٹم کی re-modeling کریں گے اور 2008 تک تمام سسٹم کی وارہ بندی ختم کر دی جائے گی۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ضلع بہاولنگر میں آبپاشی کے سلسلے میں جو وارہ بندی کا مسئلہ ہے اور پانی جو tails end تک نہیں پہنچتا حکومت نے اس کو بہتر بنانے کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ وزیر صاحب وہی تو دس منٹ سے بتا رہے ہیں آپ نے سن لینا تھا۔ جی، احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں ہاؤس میں پہلے بھی اس معاملے میں اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کا شکریہ ادا کر چکا ہوں کہ انہوں نے اڑھائی ارب روپے کے پراجیکٹ سے re-modeling کر کے اڑھائی ہزار کیوسک کا اضافہ کیا جس کے تحت نہروں میں پانی کی وارہ بندی ختم کرنے کے لئے ایک تگ و دو کی ہے۔ جو ہمارا matter ہے اس کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ میانوالی سے پانی بھکر، خوشاب، لیہ، اور جب کوٹ ادو میں پہنچتا ہے تو میرے حلقے میں 19 tails ہیں تو کسی بھی tail end پر کبھی بھی پانی پورا نہیں پہنچتا۔ محکمہ بھی موجود ہے کبھی یہ surprise visit کر کے دیکھیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ ایک ہیڈ سے ایک طے شدہ مقدار میں پانی آگے جانا ہوتا ہے۔ وہ اس چیز کو تو ensure کر لیتے ہیں اس کے بعد آگے فرض کریں کہ دو سو outlet ہیں۔

جناب سپیکر! وہ وہاں پر پانی زائد لیتے ہیں جس کی وجہ سے tails end پر پانی نہیں پہنچتا۔ چار سالوں میں آج تک محکمے کے کسی ذمہ دار افسر نے ہماری tails کو surprise visit نہیں کیا اگر وہ کیا جائے تو پھر اس معاملے میں حل نکلے گا کہ کیا پانی اگر وہاں نہیں پہنچتا تو کون لیتا ہے؟ محکمے میں یہ اصول ہے کہ جب نئی نہر بنتی ہے تو پندرہ سالوں میں پائپ کو لوہے کی مشین کے ساتھ تبدیل کریں گے۔ جب وہ مشین لگتی ہے تو کوئی فرد پانی چوری نہیں کرتا۔ اب چار اضلاع جب پانی چوری کر لیتے ہیں تو اس کا اثر لامحالہ مظفر گڑھ میں کوٹ ادو پر پڑتا ہے۔ محکمہ یہ بتائے کہ ڈرینج ایکٹ کے مطابق جب نہر بنتی ہے تو 15 سالوں میں انہوں نے یہ مشینیں لگانی ہوتی ہیں۔ اب تھل کینال کو بنے ہوئے سات سال ہو گئے ہیں لیکن ابھی تک وہی موگے اور پائپ لگے ہوئے ہیں اس کے لئے وزیر صاحب یہ بتائیں کہ تھل کینال میں پائپوں کو تبدیل کر کے لوہے کی مشینیں جو رولز کے مطابق 15 سال بعد انہوں نے لگانے تھے۔ سات سال گزرنے کے باوجود انہوں نے نہیں لگائے وہ یہ کب لگائیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ جیسا کہ میں نے پہلے بتایا ہے کہ اس میں پورے سسٹم کی re-modeling کی جارہی ہے۔ اس re-modeling کے دوران انشاء اللہ تعالیٰ ان کی اس تجویز کو بھی مدنظر رکھیں گے اور اس پر عملدرآمد کروائیں گے۔ جہاں تک انہوں نے ابھی بات کی ہے کہ پانی نہیں پہنچتا اور یہ کہ محکمہ تعاون نہیں کرتا۔ اسی سلسلے میں پنجاب اریگیشن اینڈ ڈرینج اتھارٹی کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ اس کا مقصد یہی تھا کہ محکمہ انہار کے افسران جو لوگوں کے ساتھ تعاون نہیں کرتے اور کسان کو تنگ کرتے ہیں ان سے تمام اختیارات لے کر کسانوں کو دے دیئے جائیں اور کسان اپنا نظام خود چلا سکیں اور اسی لئے یہ نظام لایا جارہا ہے اور کسانوں کی بہتری کے لئے لایا جارہا ہے جیسے ایک گھر کی خود بندہ حفاظت کرتا ہے تو پانی بھی کسان کا اپنا پانی ہے اور وہ خود اس کی حفاظت کریں، خود یہ نظام چلائیں تو انشاء اللہ تعالیٰ اس سے نظام میں بہتری آئے گی۔

جناب سپیکر: اگلا سوال 7809 ہے جو محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتیں تو question dispose of ہوا۔ اگلا سوال 7848 ہے جو کہ لالہ شکیل الرحمٰن اور چودھری زاہد پرویز صاحب کا ہے۔ وہ بھی تشریف نہیں رکھتے لہذا question dispose of ہوا۔ اگلا سوال 7991 سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

مرالہ راوی ایم۔ آر لنک کے حفاظتی بند کی ناقص تعمیر

*7991: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے نارنگ منڈی شیخوپورہ کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی ایم۔ آر لنک نہر کا کٹاؤ روکنے اور اس کا رخ بدلنے کے لئے گزشتہ سال چار کروڑ روپے بند بنانے پر خرچ کئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ یہ بند بنانے کے لئے پتھر کا استعمال کرنا تھا، پتھر استعمال کرنے کی بجائے لاکھوں روپے سے مٹی کا بند بنادیا گیا، بند کی ناقص تعمیر کی وجہ سے مٹی نہر کے پانی میں بہہ گئی اور جس جگہ پر بند بنایا گیا تھا وہاں پر ایک بار پھر نہر کے پانی کی وجہ سے کٹاؤ نے شدت اختیار کرلی ہے؟

(ج) کیا حکومت اس بند کی ناقص تعمیر کی تحقیقات کروانے، اس کے ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے اوران سے خورد برد کردہ رقم کی برآمدگی کے لئے تیار ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں! یہ درست ہے کہ نارنگ منڈی شیخوپورہ کے نواحی سرحدی علاقے بریار کہنہ کے ساتھ مرالہ راوی ایم۔آر لنک نہر کے کٹاؤ پر دو بند U/S اور D/S تعمیر کئے گئے ہیں۔یہ بات درست نہیں ہے کہ اس پر چار کروڑ روپے خرچ ہوئے ہیں۔اس منصوبہ پر دو کروڑ اکانوے لاکھ انسٹھ ہزار لاگت آئی ہے۔

(ب) یہ درست نہیں کہ بند میں پتھر استعمال کرنے کی بجائے مٹی کا بند بنا دیا گیا۔بند بنانے سے پہلے ماڈل سٹڈی، نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے کروائی گئی ہے اوراس کی روشنی میں مجاز اتھارٹی سے تکنیکی تخمینہ منظور کروایا گیا اوراس کے مطابق موقع پر منصوبہ کی تکمیل کی گئی۔ جس میں پتھر اور مٹی کا کام دونوں شامل ہیں۔

(ج) چونکہ منصوبہ تکنیکی تخمینہ کی منظوری کے مطابق مکمل ہوا ہے اور منصوبہ مکمل ہونے کے بعد بھی محکمہ ہذا کے افسران اور ڈائریکٹر وجیلنس کا site visit کروایا گیا اور انہوں نے منصوبہ کو تصریحات کے مطابق درست قرار دیا۔مزید تحقیقات کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: خان صاحب! کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: جی، جناب سپیکر! چونکہ یہ نارنگ منڈی اور میرے حلقے کے کچھ لوگوں کی وہاں زمین بھی ہے تو مجھے وہ اس جگہ پر لے کر گئے تھے ایک حقیقت یہ ہے کہ جز (الف) میں لکھا ہے کہ نہر کا کٹاؤ روکنے کے لئے یہ کیا گیا تو نہر کا کٹاؤ ابھی تک جاری ہے جبکہ انہوں نے خود تسلیم کیا ہے کہ یہ 2 کروڑ 91 لاکھ روپے کی لاگت سے یہ منصوبہ تعمیر کیا گیا۔ضمنی سوال یہ ہے کہ اتنی رقم استعمال کر کے اگر کٹاؤ اسی طرح سے جاری ہے تو اس پر وزیر موصوف کوئی تحقیق کرانے کے لئے تیار ہیں؟

دوسرا ضمنی سوال جز (ب) میں یہ ہے کہ یہ درست نہیں کہ بند میں پتھر استعمال کرنے کی بجائے مٹی کا بند بنا دیا گیا ہے۔ بند بنانے سے پہلے ماڈل سٹڈی نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ سے کروائی گئی ہے اور اس کی روشنی میں مجاز اتھارٹی سے تکنیکی تخمینہ منظور کروایا گیا اور اس کے

مطابق منصوبہ مکمل کرایا گیا۔ وہاں جا کر احساس ہوتا ہے کہ پتھر ڈالا ہی نہیں گیا اور اب چونکہ وہ بہہ چکا ہے تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ مٹی کے ساتھ پتھر بھی بہہ گیا حالانکہ اس منصوبے میں پتھر کا بالکل ہی استعمال نہیں ہوا اور ان کے ٹھیکے میں پتھر استعمال ہوا ہے۔ اس کا یہ جواب دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! پہلے انہوں نے عرض کیا ہے کہ کافی نقصان ہوا ہے۔ انہوں نے بتایا ہے کہ چار کروڑ سے یہ بند بنایا جبکہ یہ منصوبہ 2 کروڑ 51 لاکھ 59 ہزار روپے کی لاگت آئی ہے۔ اور یہ بھی ongoing منصوبہ ہے اور ابھی یہ مکمل نہیں ہوا کیونکہ اس دفعہ پانی کافی زیادہ آ گیا تو چونکہ بند بن رہا تھا اور پانی زیادہ آنے سے منصوبہ بھی مکمل نہیں ہوا تھا اور یہ نقصان ہوا اور پھر site visit کروایا گیا اور ہمارے ڈائریکٹر ویجیلینس جو کہ نیوٹرل آدمی ہیں نے visit کر کے اس بات کو درست قرار دیا کہ محکمہ درست کام کر رہا ہے جبکہ انہوں نے دوسرے سوال میں پوچھا ہے کہ پتھر کا کام نہیں کروایا گیا تو یہ ماڈل سٹڈی نندی پور میں کی جاتی ہے اور ماڈل سٹڈی ہی سامنے رکھ کر پھر ڈیزائن بنایا جاتا ہے تو یہ بند مٹی اور پتھر یعنی مٹی سے بنایا جائے گا اور جب یہ بند مکمل ہو گا تو اس کے بعد stone pitching کی جائے گی کیونکہ ابھی یہ منصوبہ جاری ہے اور ابھی مکمل نہیں ہوا لیکن اس کے باوجود جیسے ایم پی اے صاحب کہہ رہے ہیں کہ وہ خود موقع پر گئے تھے تو میں بھی ان کے ساتھ جانے کو تیار ہوں اور ہم پروگرام بنا لیتے ہیں تاکہ ان کی شکایات کا ازالہ کیا جا سکے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 7996 سردار فتح محمد خان بزدار صاحب کا ہے۔ جی، سردار صاحب!

ڈی جی خان، فلڈ واٹر کے سیرابی استعمال کے منصوبہ جات

*7996: سردار فتح محمد خان بزدار: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں رود کوہی hill torrent سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے فلڈ واٹر کو سیرابی کے لئے channalize کرنے کی سکیم منظور ہوئی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس سکیم کا بجٹ بھی منظور ہوا، اگر ایسا ہے تو کتنی رقم منظور ہوئی؟

(ج) رود کوہی سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے پانی کو سیرابی کے لئے کام کب شروع ہو گا اگر نہیں تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ضلع ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں رود کوہی hill torrent سنگھڑ، وہوا اور کوڑا کے فلڈ کو سیرابی کے لئے استعمال کرنے کی ایک سکیم کی نشاندہی ہوئی ہے۔ ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے اس سکیم کے تحت ان رود کوہیوں کے پانی کو علاقہ پچادھ میں آبپاشی کے لئے ایک منصوبہ تیار کیا جائے گا جو کہ feasibility study کے مراحل میں ہے۔

(ب) اس سکیم کی feasibility study کے لئے حکومت نے دوران مالی سال 2006-07 09.916 ملین روپے مختص کئے ہیں۔

(ج) ان رود کوہیوں کے پانی کو پچادھ کے علاقہ کی سیرابی کے لئے ایشیائی ترقیاتی بنک کے تعاون سے feasibility study کے قابل عمل ہونے کے نتیجہ کے بعد ہی عملی منصوبہ بنایا جائے گا اور گورنمنٹ پاکستان کو منظوری کے لئے بھیجا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سردار فتح محمد خان بزدار: جی، میرا سوال یہ ہے کہ ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں پہاڑی ندی نالے ہیں جو سال بھر چلتے رہتے ہیں جہاں بڑا پانی آتا ہے۔ ایک سکیم منظور ہوئی تھی سنگھڑ، وہوا، کوڑا تاکہ اس پانی کو چینلائز کیا جائے اور پچادھ کی زمینوں کو آباد کیا جائے۔ میرا سوال یہ ہے کہ اس پر ابھی تک کام کیوں نہیں شروع ہوا۔ کافی عرصے سے سنتے آرہے ہیں کہ یہ کام ابھی شروع ہو جائے گا اور اس سال شروع ہو جائے گا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: شکریہ۔ جناب سپیکر! ان کی بات بالکل درست ہے کہ ڈیرہ غازی خان میں نالوں کے حوالے سے feasibility study شروع کرا رکھی ہے اور 2006-07 کے مالی سال میں اس کی صرف feasibility study کے لئے 9.916 ملین روپے رکھے گئے ہیں اور feasibility study کے بعد پتا چلے گا کہ یہ منصوبہ آ سکتا ہے کہ نہیں کیونکہ ہوتا یہ ہے کہ hill torrents پر

خاصی رقم درکار ہوتی ہے اور پہاڑوں سے نکلنے والے پانی کو چینلائز کرنے کے لئے کافی رقم چاہئے اور اس پر حکومت پاکستان اور پنجاب حکومت اتنے فنڈز مہیا نہیں کر سکتیں تو پھر اس کے لئے ہمیں ڈونرز ایجنسیوں کے پاس جانا پڑتا ہے جن میں ورلڈ بنک، جاپان بنک یا ایشین ڈویلپمنٹ ہیں، ان کو پھر ہم feasibility study دیں گے تو ان پر یہ منحصر ہوگا کہ وہ فنڈز مہیا کرتے ہیں یا نہیں لیکن میں یہ پوری کوشش کروں گا کہ ان کے اس منصوبے کو شامل کروایا جا سکے۔

سردار فتح محمد خان بزدار: جناب سپیکر! سوال یہ ہے کہ راجن پور میں اسی طرح کی ایک رود کوہی جسے "کہا" کہتے ہیں، اس پر کام کافی عرصہ پہلے ختم بھی ہو چکا ہے اور وہاں یہ پانی استعمال بھی ہو رہا ہے جبکہ ڈیرہ غازی خان کی تحصیل تونسہ میں ابھی یہ کام شروع بھی نہیں ہوا اور میرا خیال ہے کہ گورنمنٹ اس طرف کوئی توجہ نہیں دے رہی اور ہم لوگ neglected ہیں اور ایگریکلچر کے لحاظ سے ہمارا کوئی کام نہیں ہوتا۔ قبائلی علاقہ میں کچھ بھی نہیں ہے، علاقہ پچادھ بھی neglected ہے۔ اس طرح ہم کس کو کہیں آپ ہی مہربانی کریں اور گورنمنٹ کو کہیں مہربانی کر کے اس کام کو شروع کرائیں تاکہ لوگوں کو فائدہ ہو اور علاقے کا مفاد ہو اور یہاں کے لوگ غریب ہیں اور ہجرت کر کے کہیں اور جا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: سردار صاحب! منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ اس کی feasibility بن رہی ہے اور اس پر کام شروع ہے اور جب feasibility وغیرہ مکمل ہو گی تو پھر اس کی approval ہونے کے بعد on ground کام شروع ہوگا۔ اگلا سوال 8078 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا question dispose of ہوا۔ اگلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر: on her behalf سوال کا نمبر 8150 ہے اور وزیر موصوف اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

محکمہ آبپاشی میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کی تفصیل

*8150: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیکرٹری اریگیشن ڈیپارٹمنٹ کے تحت ڈیٹا انٹری آپریٹر کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں ٹیسٹ وغیرہ لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتی میرٹ کو نظر انداز کر کے کی گئی ہے جس طرح ایف ایس سی پاس ڈپلومہ کمپیوٹر ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف کو ٹیسٹ میں فائنل ہونے کے باوجود تعینات نہیں کیا گیا، وجوہات بیان کی جائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ مورخہ 14-اپریل 2006 کو گورنمنٹ انجینئرنگ اکیڈمی ٹھوکر نیاز بیگ لاہور میں پریکٹیکل ٹیسٹ لیا گیا اور ٹیسٹ میں 58 درخواست دہندگان شامل ہوئے جن میں ایف ایس سی پاس کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف 42ویں پوزیشن پر رہا اور چار اسامیوں کے against پہلے چار امیدواران کو بالکل میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کل کے question hour کو ملاحظہ فرمائیں کہ یہی سوال اس میں بھی تھا۔ اس سے پہلے دو روز گزرے ہیں اس میں بھی محترمہ انجم سلطانہ کا یہی سوال تھا اور سید احسان اللہ وقاص صاحب نے عرض کی تھی کہ ہم ہاتھ جوڑ کر حکومت سے کہتے ہیں کہ یہ تین آدمی جن کو انہوں نے بھرتی نہیں کیا خدا کے لئے انہیں بھرتی کر لیں۔ تاکہ محترمہ کا یہ سوال ہر question hour میں نہ آئے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! اگر وہ میرٹ پر آئیں گے تو بھرتی ہوگی ناں۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! unstirred question میں بھی ان کے دو سوالات ہیں تو بگو صاحب کی تجویز ہے کہ ہم پوری اپوزیشن کی جانب سے ہاتھ جوڑ کر درخواست کرتے ہیں کہ ایف اے پاس نوجوان محمد ابرار لطیف جو محترمہ کے گھر میں ملازمت کرتا ہے اسے خدا کے لئے نوکری دے کر ہمیں ممنون فرمائیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ صاحب کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر: On his behalf sir. Question No 8193 وزیر موصوف جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

جناح اور اسلام بیراج کی تعمیر سے متعلقہ تفصیلات

*8193: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت پنجاب جناح بیراج اور اسلام بیراج کی تعمیر کر رہی ہے؟

(ب) ان بیراجوں کی تعمیر کے تخمینہ لاگت کی تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(ج) ان بیراجوں کی تعمیر کن کن دریاؤں پر کس کس جگہ ہو رہی ہے؟

(د) ان بیراجوں پر کتنی رقم خرچ ہو چکی ہے اور موقع پر کتنے فیصد کام ہوا ہے؟

(ہ) یہ بیراج کن کن افسران کی زیر نگرانی مکمل ہو رہے ہیں؟

(و) ان بیراجوں سے کیا فوائد حاصل ہوں گے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) حکومت پنجاب نے بیراجز کی مرمت کے لئے ایک سکیم تیار کی ہے، جس کا نام Rehabilitation & Modernization of Barrages ہے۔ اس میں جناح اور اسلام بیراج شامل ہیں۔

(ب) جناب بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 5113.84 ملین روپے ہے جبکہ اسلام بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 872.86 ملین روپے ہے۔

(ج) جناح بیراج دریائے سندھ پر کالا باغ کے مقام پر واقع ہے جبکہ اسلام بیراج دریائے ستلج پر واقع ہے۔

(د) ان بیراجوں کے لئے ابھی تک کوئی فنڈ مہیا نہیں کئے گئے اور اس لئے نہ ہی کوئی خرچہ ہوا ہے۔

(ہ) ابھی تک افسران کا تقرر عمل میں نہ لایا گیا ہے۔

(و) جناح بیراج پر کام مکمل ہونے سے اگلے پچاس سال تک تھل کینال میں سپلائی یقینی ہو جائے گی جس سے پانچ اضلاع کا 21.23 لاکھ ایکڑ رقبہ سیراب ہو گا جبکہ اسلام بیراج کی

مرمت سے ہیڈ ورکس سے جو نہریں نکلتی ہیں ان میں پانی کی سپلائی ڈیزائن کے مطابق پوری ہو جائے گی جس سے زرعی پیداوار میں اضافہ ہو گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ دو بیراج ہیں جناح بیراج اور اسلام بیراج ان کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا اور جناح بیراج کالا باغ کے مقام پر ہے اب جناب! feasibility پر کروڑوں نہیں بلکہ اربوں روپے خرچ ہوئے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اتنے پیسے خرچ ہوئے ہیں اور روزانہ یہاں اخباروں میں شور آتا ہے کہ کالا باغ ڈیم بن رہا ہے اور جناح بیراج بن رہا ہے تو اس کے لئے اب تک فنڈز کیوں نہیں رکھے گئے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں یہ عرض ہے کہ ہمارے بیراج جو بنے ہوئے ہیں جب اریگیشن سسٹم بنایا گیا تھا اس وقت یہ بیراجز معرض وجود میں آئے تھے اور تقریباً اگر دیکھا جائے تو اس سسٹم کو آئے ہوئے سو سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا ہے اور یہ بیراج مختلف ٹائم میں بنے ہیں اور پھر کچھ بیراج 1960 کی دہائی میں جب انڈس واٹر ٹریٹی ہوئی اس کے بعد بنائے گئے تو naturally اگر دیکھا جائے تو ان بیراجز کو پچاس سے ساٹھ سال ہو گئے پھر حکومت نے فیصلہ کیا کہ ہم ان بیراجز کی rehabilitation کریں تو اس حوالے سے حکومت پنجاب نے اور ہماری موجودہ حکومت نے جناب چیف منسٹر کی سربراہی میں ایک ادارہ قائم کیا جس کو Rehabilitation Modernization of Barrages کہا جاتا ہے۔ اب ایک بیراج کو بنانے کے لئے لامحالہ آٹھ سے 9-ارب روپے اس کی صرف rehabilitation پر درکار ہوتا ہے اور اس وقت تونسہ بیراج پر ہماری حکومت نے کام شروع کر دیا ہے جو 10-ارب روپے کا پروجیکٹ ہے۔ یہ Rehabilitation Modernization of Barrages کی باڈی بنائی گئی ہے اب یہ کہا گیا ہے کہ باقی بیراجز کی بھی ماڈل سٹڈی کریں اور اس کے بعد ان کی feasibility study تیار کروائیں PC-1 تیار کریں پھر اس پر ہم پیسا مختلف ڈونرز ایجنسی سے لیں گے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ irrelevant بات کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: وہ جواب دے رہے ہیں آپ بات تو سن لیں۔۔۔

وزیر آبپاشی: میں irrelevant بات نہیں کر رہا ہوں یہ میری پہلے بات سن لیں۔

راجہ ریاض احمد: یہ جواب نہیں دے رہے بلکہ یہ تو ٹیپ چل رہی ہے جو سیکرٹری صاحب نے بریفنگ دی ہے اس کی ٹیپ چل رہی ہے۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! پلیز آپ تشریف رکھیں، آپ منسٹر صاحب کی بات سنیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ان کا جواب نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ کیا جواب چاہتے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انہوں نے سوال یہ پوچھا ہے کہ Rehabilitation & Modernization of Barrages۔۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ کی تسلی ہو گئی ہے؟

راجہ ریاض احمد: نہیں، جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا کیا سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں نے یہ پوچھا ہے کہ یہ آپ نے سوال بڑا الٹا سا کر دیا ہے کہ میری تسلی ہو گئی ہے، کیا میں وزیر ہوں؟ جناب! میری تسلی تو ان ساروں پر بھی پوری نہیں ہونی ہے۔

جناب سپیکر: میری بات سنیں آپ فرما رہے تھے کہ۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب! آپ میری تسلی کا ٹیسٹ کروائیں اگر پوری ہو گئی پھر کہیے گا۔

جناب سپیکر: پھر آپ کا کیا ضمنی سوال ہے؟

راجہ ریاض احمد: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بیراج کے لئے کوئی فنڈ نہیں رکھا گیا ہے میرا صرف اتنا سوال تھا ادھر سے ٹیپ چلنا شروع ہو گئی یہ اتنا بتا دیں کہ اس کے لئے فنڈ کیوں نہیں رکھا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ اگر میری بات سن لیتے تو میں اسی طرف آ رہا تھا ان کو ہر کام کی جلدی ہوتی ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہر کام میں یہ بڑی جلدی سے فارغ بھی ہو جائیں گے۔ اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ اس میں پوری ایک feasibility بنتی ہے اس کی study ہونے کے بعد ہی فنڈز

رکھے جاتے ہیں اب ان کی ساری study مکمل ہو گئی ہے اب ہم ڈونرز ایجنسی کے پاس گئے ہیں اور انہوں نے ہمارے ساتھ commitment کر لی ہے اب تونسہ بیراج پر کام ہو رہا ہے اور ہمارے پاس اتنی زیادہ skill نہیں ہے کہ ایک دم چودہ بیراج پر اکٹھا کام شروع ہو جائے۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! حکومت فنڈز کے لئے کوشش کر رہی ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! تونسہ بیراج چونکہ سب سے زیادہ اہمیت کا بیراج ہے اس پر کام مکمل ہونے کے بعد جناح بیراج اور اسلام بیراج کی priority ہے پھر ان پر کام شروع کر دیا جائے گا اور اس پر ورلڈ بنک اور ایشیئن بنک نے ہمیں in writing commitment دے دی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ ہے کہ Rehabilitation & Modernization of Barrages یہ چودہ بیراج ہیں یہ بتائیں کہ یہ priority کس طرح fix کرتے ہیں کہ پہلے کون سے بیراج پر کام شروع کیا جائے؟ دوسرا سوال یہ تھا کہ انہوں نے بیراج کی تعمیر کا تخمینہ 5113.84 ملین دیا ہے یہ تخمینہ اس وقت لگتا ہے جب feasibility بن جاتی ہے PC-1 وغیرہ بننے کے بعد یہ ہو جاتا ہے یہ کیا وجوہات ہیں کہ ان دو بیراجوں کو انہوں نے فنڈز allocate نہیں کئے، کیا یہ ان کی priorities کے نیچے آتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا کہ ان چودہ بیراجز پر جب ہم نے تمام کی study کی تو تونسہ بیراج سب سے زیادہ خستہ حالت میں تھا اگر اس پر سب سے پہلے کام شروع نہ کیا جاتا تو بہت بڑے نقصان کا بھی خدشہ تھا اس لئے ہم نے اس پر پہلے کام شروع کیا۔ اب جناح اور اسلام بیراج کی رپورٹ بھی آ گئی ہے اس پر اگلے مرحلے پر ہر صورت میں کام شروع ہونا ہے اور یہ کام اللہ کے فضل سے 2007 اور 2008 کے مالی سال میں شروع کر دیا جائے گا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، ڈاکٹر سید وسیم اختر!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اسلام بیراج دریائے ستلج پر واقع ہے اور انہوں نے کہا ہے کہ جب اس کی rehabilitation ہو جائے گی تو پانی کی سپلائی بہتر ہو جائے

گی۔ گزارش ہے کہ یہ دریا سندھ طاس معاہدے کے تحت ہندوستان کے حصے میں چلا گیا اب صورتحال یہ ہے کہ ایک قطرہ پانی بھی ڈاؤن سٹیم نہیں جاتا جس کے نتیجے میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو ڈاؤن سٹیم پانی نہیں جاتا اس کے لئے محکمے کے پاس کیا بندوبست ہے تاکہ دریا کے اطراف میں جو کسان ہیں جو اس سے پانی لیتے تھے اور جو وہاں ٹیوب ویل لگے ہوتے تھے اب پانی بہت ہی نیچے چلا گیا بہت مشکلات ہیں اور شہروں میں بھی واٹر ٹیبل بہت زیادہ نیچے چلا گیا ہے۔ اس سلسلے میں آیا کوئی منصوبہ بندی ہے کہ یہ ڈاؤن سٹیم وافر پانی چھوڑیں تاکہ یہ مشکلات حل ہو سکیں اور میں نے پرسوں یہ تجویز بھی دی تھی جب پبلک ہیلتھ کا دن تھا کہ جب ہم آلو، پیاز اور چینی انڈیا سے خریدتے ہیں تو کیا ستلج کے لئے پانی نہیں خرید سکتے اس کی کوئی منصوبہ بندی کے لئے ہمیں بتائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! ان کی بات بجا ہے کہ انڈس واٹر ٹریٹی کے بعد دریائے ستلج جب انڈیا کے پاس چلا گیا تو اس کو operational کرنے کے لئے پھر لنک کینال بنائی گئی اور لنک کینال سے پانی لے جایا گیا تو بی ایس لنک سے پانی جاتا ہے لیکن بی ایس لنک کی استعداد اتنی زیادہ نہ تھی پھر ہم نے پچھلے سال اس کی re-modeling مکمل کی اور اس کی re-modeling مکمل ہونے سے وہاں پر پانی پچھلے سال پہلی دفعہ دریائے ستلج میں چھوڑا گیا پھر اس سے گراؤنڈ واٹر کی recharging کی گئی تو انشاء اللہ تعالیٰ میں ان کو یہ یقین دہانی بھی کرا دیتا ہوں کہ جب ہمیں جون جولائی میں سالانہ فلڈ واٹر وافر ملتا ہے اور اس کو محفوظ کرنے کی بجائے ہم سمندر میں پھینک دیں اور وہ ضائع ہو جائے ہم اس سے یہی کوشش کریں گے کہ اس سے اس علاقے کی گراؤنڈ واٹر کی availability کی recharging کی جائے تاکہ وہاں کے لوگوں کا مسئلہ حل ہو سکے۔ انہوں نے بالکل صحیح نشاندہی کی ہے اور اس کے علاوہ ہم نے ایک اور سکیم میلسی کینال کی re-modeling کی ہے فیڈرل گورنمنٹ نے فنڈز مہیا کر دیئے ہیں وہ منصوبہ منظور ہو گیا ہے اس کی re-modeling ہونے کے بعد بھی یہ مسئلہ کافی حد تک ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال سید حسن مرتضیٰ کا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں ان کے behalf پر ہوں۔ میرا سوال نمبر 8197 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ایکسین ہیڈ تریموں جھنگ۔ سال 05-2004 کا بجٹ اور اخراجات

*8197-A: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایگزیکٹو انجینئر ہیڈ تریموں جھنگ کو مالی سال 05-2004 میں کتنی رقم مدوار فراہم کی گئی؟

(ب) اس مالی سال کے دوران جو تعمیرات ہوئیں ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران جن جن عمارتوں کی تزئین و آرائش اور مرمت کی گئی ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس عرصہ کے دوران کتنی رقم اس کے ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی۔اے / ڈی۔اے پر خرچ کی گئی؟

(ہ) کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل کی خرید پر خرچ ہوئی؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 05-2004 میں تریموں ہیڈ ورکس ڈویژن کو فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

523-400/410-Transportation=60000/-
523-400/420-Machinery & Equipment=71250/-
523-400/430-Furniture& fixture=26250/-
523-400/4400-Building Structure=1736000/-
523-400/450-451-Main Canal including barrage=10032000/-
527-400/460-461-Flood Embankment and Drainage=7391000/-
52800-Suspense Grant-9=2200000/-
52800-Suspense Grant-37 = 200000/-
523-300-320-Construction of irrigation works(ADP)GrantNo-37=5304000/-

(ب) کاموں کی فہرست (Annex-a) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کاموں کی فہرست (Annex-b) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د)

سرکاری ملازمین کی تنخواہیں 30,148,447روپے

ٹی اے/ڈی اے 7,79771روپے

(ہ) سرکاری گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل کی مد میں11,99,062روپے خرچ ہوئے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! یہ جوSuspense Grantہے اس کی ذرا وضاحت فرمادیں کہ یہ کیوں رکھی جاتی ہے اور اس کا کیا مقصد ہے اور اس کو کون کھاتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر!Suspense Grantاس لئے رکھی جاتی ہے تاکہ ایمر جنسی معاملات آئیں تو ان پر فنڈز مہیا کئے جاسکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہSuspense Grantسب سے زیادہ کرپشن ہے یہ جتنے سیکرٹری صاحبان ہیں یہ اس پر پلتے ہیں۔ اس کا سب سے آسان طریقہ ہے آپ کے پاس maintenanceاورrepairکے بھی فنڈز ہیں آپ ایمر جنسی فنڈز رکھتے ہیں why do you call Suspense Grantکیاsuspense accountمیں جتنے پبلک اکاؤنٹ کمیٹی میں پیرے آتے ہیں سب میںembezzlementسیکرٹری اریگیشنinvolveہوتا ہے۔ میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی کہا ہے میں نشاندہی کرتا ہوں کہ دیکھیں Suspense Grant-9= 2200000یہ کروڑوں روپے رکھ لیتے ہیں یہ صرف ایکheadکی ہے اس کو یہchangeکرتے، Why does the Finance not take action on thisکہ آپ Suspense Accountکیوں رکھتے ہیں؟ اگر آپ دو روپے خرچ کرتے ہیں تو لکھیں کہ آپ نے یہ گاڑی کا پنکچر لگوایا ہے۔Suspense Accountمیں یہ سب سے بڑا گھپلہ ہو رہا ہے اس کے لئے وزیر صاحب ذرا وضاحت فرمائیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی !

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اگر یہ غور سے دیکھیں تو جز (الف) میں Suspense Grant کے حوالے سے جو بتایا گیا ہے، یہ دو گرانٹس ہیں، ایک گرانٹ نمبر 9 ہے اور ایک گرانٹ نمبر 37 ہے، گرانٹ نمبر 9 میں 22۔ لاکھ روپیہ اور گرانٹ نمبر 37 میں صرف 2۔ لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے جبکہ Repair & Maintenance کے لئے اگر دیکھیں تو وہ رقم زیادہ رکھی گئی ہے تو ایمرجنسی کسی وقت بھی پڑ سکتی ہے اور اریگیشن کا سسٹم ایسا ہوتا ہے کہ وہ 22۔ لاکھ روپیہ ایمرجنسی کے لئے کوئی اتنی زیادہ رقم نہیں ہے کہ اس پر کوئی ایسا ہو سکے۔ اس پر پورے checks & balances ہیں اور جیسے خود یہ بتا رہے ہیں کہ آڈٹ بھی ہوتا ہے اور پھر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بھی یہ معاملہ سامنے آتا ہے۔ پھر وہاں پر پنجاب اسمبلی کے ہی ممبران ہوتے ہیں جو پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کو head کرتے ہیں اور وہ اس سارے مسئلے کو چھان بین کرتے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ اس پیسے کو کوئی خورد برد کر لے گا۔ اس پر بہت سارے checks & balances موجود ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب !

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ یہ دیکھ لیں کہ صرف ایک ڈویژن کا 22۔ لاکھ روپیہ رکھا گیا ہے، Maintenance & Repair کے علیحدہ ہیں۔ آپ کے پاس سسٹم ہے اگر آپ کو کوئی ایمرجنسی آتی ہے تو آپ اس کی re-appropriation کروا سکتے ہیں، ایک head سے دوسرے head میں مگر Why do you keep it in Suspense Account? تو یہ ہے کہ Suspense Account ایسا اکاؤنٹ ہے جس کا لفظ ہی آپ دیکھیں کہ suspense ہے کہ کسی کو پتا نہیں کہ یہ کہاں استعمال ہونا ہے، وزیر صاحب بیچاروں کو تو میرا خیال ہے کہ وہ ایک minute بھی نہیں دیتے، ہم نے recoveries ڈالی ہیں without technical sanction/without administrative approval ابھی تک ڈی جی خان ایریا کے آٹھ آٹھ کروڑ روپے کے paras ہیں اور ان کی recovery نہیں ہوئی ہے۔ یہ انہی کو recover کر لیں تو میں کہتا ہوں کہ بڑی بات ہے۔ They should stop writing the Suspense Account. They should write Emergency Account. اس کو کر لیں۔ Why do you write Suspense Account?

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان صاحب !

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! شکریہ۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بارانی ایریاز میں جو سمال ڈیم بنائے جاتے ہیں، اب اس دفعہ budget allocation میں، میں پڑھ رہا تھا کہ چکوال ڈسٹرکٹ کو چار ڈیم ملے ہیں اور چاروں ہی ایک تحصیل کو دیئے گئے ہیں جبکہ تین اور تحصیلیں ہیں۔ ایک تو میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ اس کے لئے ان کی کیا پالیسی ہے یعنی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ جس کو مرضی دے دے یا کوئی equal distribution کی جاتی ہے؟

دوسرا سوال میرا یہ ہے کہ ہمارے علاقہ میں ایک گبھیر ڈیم ہے جو کہ 1962 سے feasible آرہا ہے، جب ہم ڈیمانڈ کرتے ہیں تو یہ بتایا جاتا ہے کہ feasibility بن رہی ہے۔ اس دفعہ بھی بجٹ بک میں لکھا گیا ہے کہ اس کی feasibility کے لئے کچھ پیسے دے دیئے گئے ہیں اور اگلے سال اس کو دیکھا جائے گا تو اس کے لئے میں وزیر موصوف سے پوچھنا چاہوں گا کہ ان کی کیا پالیسی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! یہ relevant question تو نہیں ہے لیکن میں پھر بھی بتاتا ہوں کہ ایم پی اے صاحب کی ہی request پر چیف منسٹر صاحب نے اس ڈیم کی منظوری کا اعلان فرمایا اور اس سال اس کی study کے لئے پیسے رکھ دیئے گئے ہیں اور naturally یہ ایک بہت بڑا ڈیم بننا ہے، جب تک اس کی مکمل study نہیں ہوگی تو اس وقت تک کس طرح پتا چل سکے گا کہ اس پر کتنی لاگت آسکتی ہے اور یہ ڈیم feasible ہے یا non feasible ہے؟ اس لئے پہلے study کروانا زیادہ ضروری ہے اور اگر یہ اس سال کی اے ڈی پی کی کتاب کو دیکھیں تو اس میں اگلے تین سال کا پروگرام دیا گیا ہے۔ اس دفعہ چیف منسٹر صاحب نے یہ کیا ہے کہ صرف ایک سال کا پروگرام نہیں بلکہ آئندہ آنے والے تین سالوں کا بھی پروگرام اے ڈی پی میں شامل ہے۔ آئندہ تین سالوں کے پروگرام میں یعنی کہ 2007 اور 2008 کے پروگرام میں اس ڈیم کو بنانے کے لئے بھی رقم رکھی گئی ہے۔ اگر یہ غور سے دیکھیں، اے ڈی پی کی کتاب کو اگر دیکھا جائے تو اس سوال کا جواب وہاں پر موجود ہوگا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

قمر ڈسٹری بیوٹری سے پیدا ہونے والے مسائل اور حکومتی اقدامات

*3320: سردار غزالی رحیم خان پتافی: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :

(الف) کیا یہ درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری لنک نمبر 3 ہیڈ درخواست مائنر کا نکاس 50 مکعب فٹ ہے جبکہ سپلائی 25 مکعب فٹ کی جاتی ہے جو کہ ناکافی ہے ؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری پہلے قمر مائنر کے نام سے جاری تھی لیکن پرانہ نالا شوریہ سے منقطع کر کے درخواست مائنر سے جاری کی گئی ہے ؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری بوجہ تبدیلی کے پانی کی سپلائی 25 مکعب فٹ کی جاتی ہے کیونکہ ڈسٹری بیوٹری درمیان سے ٹوٹ پھوٹ کا ہمیشہ شکار رہتی ہے ؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کی تعمیر ابتداء ہی سے ناقص ہوئی جس کا پانی بیڈلیول سے نیچے بہتا ہے۔آب نوشی کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔آب نوشاں عرصہ 32 سال سے آبیانہ ادا کرتے چلے آ رہے ہیں جبکہ پانی نہیں دیا جاتا نیز آر ڈی 27000 پر ایک bed base تعمیر کر دیا جائے تو سپلائی کسی حد تک درست ہو سکتی ہے ؟

(ہ) اگر مندرجہ بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت عوام کی ضرورت اور سہولت کے پیش نظر مذکورہ ڈسٹری بیوٹری کو ری ماڈل کرنے اور دونوں اطراف پختہ کرنے کو تیار ہے ؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کا ڈیزائن ڈسچارج 50 کیوسک ہے پانی کی کمی بیشی کی صورت میں تمام راجباہوں کو برابر کمی بیشی دی جاتی ہے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے کہ قمر مائنر پہلے خانپور راجباہ سے نکلتا تھا جو کہ نالہ شوریہ کی شاخ تھی مگر بعد میں اس راجباہ کو قمر فیڈر سے منسلک کر دیا گیا جو لنک III کی برجی نمبر 22665 سے نکلتا ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) یہ درست نہ ہے کہ قمر ڈسٹری بیوٹری کی تعمیر ابتدا ہی سے ناقص ہوئی ہے قمر مائنر جو ابتدا سے نالہ شوریہ کی ٹیل سے نکلنے والے راجباہ خانپور کی برجی نمبر28964 سے نکلتا تھا نالہ شوریہ کی لمبائی32 میل ہے جس کی وجہ سے راجباہ خانپور کی ٹیل پر اکثر پانی کی کمی کی شکایت رہتی تھی کیونکہ یہ نظام آبپاشی کافی لمبا تھا اس لئے قمر مائنر کی خاطر قمر فیڈر بنایا گیا تاکہ پانی کی کمی کی شکایت کا ازالہ ہو سکے۔

(ہ) محکمہ نے ISRP کے تحت ڈی جی خان کینال سسٹم کی rehabilitation کی سکیم تیار کی ہے اور دوران مالی سال 2006-07 کام شروع ہو جائے گا اس میں قمر ڈسٹری بیوٹری بھی شامل ہے۔

مشینری سرکل ایکسکویٹر ڈویژن فیصل آباد، کرپشن میں ملوث اہلکاران اور انکوائری کی تفصیلات

*5228: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایکسکویٹر ڈویژن فیصل آباد مشینری سرکل کے افسران اور اہلکاران کو کرپشن کے الزامات پر معطل کر دیا گیا ہے؟

(ب) کس کس اہلکار کو کب اور کس تاریخ سے معطل کیا گیا اور انکوائری کے لئے کن افسران کی تقرری کس تاریخ کو کی گئی؟

(ج) اگر انکوائری کا فیصلہ نہیں ہوا تو اس کی وجوہات اور اگر ہو گیا ہے تو انکوائری کے نتیجہ میں مجرم قرار دیئے گئے افراد کے خلاف کیا کارروائی ہوئی کون کون اہلکار مجرم قرار دیئے گئے اور کن افسران کو تقرری میں بے گناہ قرار دیا گیا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جی ہاں درست ہے۔

(ب) جن اہلکاروں کو معطل کیا گیا ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ تمام اہلکاروں کو مورخہ 21-10-03 کو بحکم سیکرٹری محکمہ آبپاشی معطل کیا گیا۔ انکوائری کے لئے درج ذیل افسران پر مشتمل کمیٹی مورخہ 18-10-03 کو تشکیل دی گئی۔

1۔ میاں عبدالغفار، چیف انجینئر (Convener)
2۔ معین الدین شاہ، سپرنٹنڈنگ انجینئر یو جے سی سرکل جہلم (Member)
3۔ اصغر حمید، ایکسیئن، سمندری ڈرینج ڈویژن فیصل آباد (Member)

(ج) انکوائری کی روشنی میں فیصلہ جات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

محکمہ آبپاشی کے قابل مرمت و نیلامی ڈوزرز اور سکریپرز کی تعداد و تفصیل

*5229: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) 2003 میں محکمہ کے پاس موجود 48 ڈوزرز میں سے آٹھ عدد قابل مرمت ہیں کیا ان کی مرمت کرائی گئی اور بقایا 26 عدد قابل نیلامی ہیں کیا ان کی نیلامی کر دی گئی اور کتنے نئے خریدے گئے؟

(ب) اسی طرح 63 عدد سکریپرز میں سے صرف 15 قابل استعمال ہیں بقایا 11 قابل مرمت اور 37 قابل فروخت ہیں ان کی مرمت اور نیلامی کا کیا انتظام کیا گیا ہے؟

(ج) یہ مشینری 2003 میں زیادہ تر کس علاقہ میں زیر استعمال رہی کیا عام آدمی بھی اسے کرائے پر حاصل کر سکتا ہے یا یہ صرف حکومتی استعمال کے لئے ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) 2003 میں محکمہ کے پاس موجود 48 عدد ڈوزرز تھے جن میں آٹھ عدد قابل مرمت تھے ان تمام کی مرمت کرا دی گئی ہے 26 ڈوزرز ناقابل نیلامی ہیں ان میں سے 4 عدد کی نیلامی کر دی گئی ہے بقایا 22 عدد کی نیلامی کا مناسب انتظام کیا جا رہا ہے اور کوئی نیا ڈوزر نہیں خریدا گیا۔

(ب) محکمہ کے پاس 63 عدد سکریپرز میں سے 15 عدد قابل استعمال ہیں۔ 11 عدد قابل مرمت تھے جو کہ تمام مرمت کر لئے گئے ہیں 37 عدد قابل فروخت ہیں جن میں سے 14 عدد نیلام کر دیئے گئے ہیں باقی 23 عدد کی نیلامی کا مناسب انتظام کیا جا رہا ہے۔

(ج) یہ مشینری 2003 میں کسی کام پر نہیں لگائی گئی یہ مشینری عام آدمی کرائے پر حاصل نہیں کر سکتا یہ صرف حکومتی استعمال کے لئے مختص کئے گئے ہیں۔

جالوہ مائنز بہاولنگر پر واقع پل کی تعمیر نو

*6787: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ منچن آباد (بہاولنگر) میں جالوہ مائنز کا پل لوہار کا موضع ٹوبہ بلوچاں نزد چک روڑ ناقابل استعمال ہے اور کسی بھی وقت ٹوٹ سکتا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت متذکرہ پل کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) جالوہ مائنز پر پل اور فال برجی نمبر 9000 پر واقع ہے جس کی کچھ عرصہ پہلے مرمت کر دی گئی ہے اب یہ پل ٹریفک کے لئے محفوظ ہے۔

(ب) وضاحت جز بالا میں کر دی گئی ہے۔

سال 05-2004 سمال ڈیمز کی تعمیر، لاگت
اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7590: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مالی سال 05-2004 کے بجٹ میں صوبہ میں سمال ڈیمز کی تعمیر کے لئے کتنی رقم فراہم کی گئی تھی؟

(ب) اس رقم سے کس کس جگہ سمال ڈیمز تعمیر ہوئے، ان کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) ان ڈیمز میں سے کتنے مکمل ہوئے اور کتنے ابھی زیر تکمیل ہیں؟

(د) ہر ڈیم میں کتنا پانی store کرنے کی گنجائش ہے اور ان سے کتنے ایکڑ رقبہ سیراب ہوا ہے یا ہوگا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) مالی سال 05-2004 کے بجٹ میں صوبے میں سمال ڈیمز کی تعمیر کے لئے مبلغ -/555.91 ملین روپے رکھے گئے تھے۔

(ب) اس رقم سے 10 ڈیم تعمیر ہونگے جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈیم	ضلع	تخمینہ لاگت
1۔	سوال ڈیم	اٹک	96.700ملین روپے
2۔	جلوال ڈیم	اٹک	100.526ملین روپے
3۔	تلکنا ڈیم	اٹک	99.880ملین روپے
4۔	ٹھٹھی سیداں ڈیم	اٹک	39.119ملین روپے
5۔	جابہ ڈیم	اٹک	43.539ملین روپے
6۔	کھائی ڈیم	چکوال	169.120ملین روپے
7۔	غزیال ڈیم	چکوال	117.697ملین روپے
8۔	سلیال ڈیم	جہلم	43.714ملین روپے
9۔	ڈومیلی ڈیم	جہلم	269.985ملین روپے
10۔	جمال ڈیم	راولپنڈی	84.437ملین روپے

(ج) ان ڈیمز میں سے 7ڈیمز مکمل ہو چکے ہیں اور 3 ڈیمز ابھی زیر تکمیل ہیں (زیر تکمیل ڈیمز درج ذیل ہیں) کھالی ڈیم، غزیال ڈیم، ڈومیلی ڈیم

(د) ہر ڈیم میں ذخیرہ آب کی گنجائش اور رقبہ سیراب کرنے کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ڈیم	ذخیرہ آب کی گنجائش	رقبہ سیراب
1۔	سوال ڈیم	2400ایکڑ فٹ	930ایکڑ
2۔	جلوال ڈیم	5000ایکڑ فٹ	2364ایکڑ
3۔	تلکنا ڈیم	2050ایکڑ فٹ	1000ایکڑ
4۔	ٹھٹھی سیداں ڈیم	600ایکڑ فٹ	300ایکڑ
5۔	جابہ ڈیم	860ایکڑ فٹ	400ایکڑ
6۔	کھائی ڈیم	5921ایکڑ فٹ	1803ایکڑ
7۔	غزیال ڈیم	2000ایکڑ فٹ	900ایکڑ
8۔	سلیال ڈیم	527ایکڑ فٹ	450ایکڑ
9۔	ڈومیلی ڈیم	8690ایکڑ فٹ	5000ایکڑ
10۔	جمال ڈیم	1860ایکڑ فٹ	1488ایکڑ

محکمہ انہار یو سی 2 شیخوپورہ۔ مانگٹانوالہ مری کی ماڈلنگ کے کام سے متعلقہ تفصیل

*7767: **محترمہ فائزہ احمد:** کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ انہار یو سی سی 2 شیخوپورہ میں مانگٹانوالہ مری کی ماڈلنگ کے کام کا ٹھیکہ کتنی مالیت میں کس ٹھیکیدار کو دیا گیا تھا، اس کی مدت تکمیل کیا تھی؟

(ب) اس کام کے ٹھیکہ کا ٹینڈر کس اخبار میں مشتہر ہوا اور اس کے ٹینڈروں میں جن ٹھیکیداروں نے حصہ لیا، ان کے نام، پتاجات اور ٹینڈر کی رقم کی تفصیل دی جائے؟

(ج) یہ ٹینڈر جن افسران کی زیر نگرانی کھولے گئے ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس کام کا ٹھیکہ جس اتھارٹی نے الاٹ کیا اس کا نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) یہ کام محکمہ کے جن افسران کی زیر نگرانی مکمل ہوا، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے نیز انہوں نے موقعہ پر کتنی دفعہ اس کام کی چیکنگ کی اور ہر دفعہ کن کن نقائص کی نشاندہی کی؟

(ہ) کیا حکومت اس کام میں کروڑوں روپے کا نقصان حکومت کو پہنچانے کے ذمہ داران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) بحالی مانگٹانوالہ فیڈر برجی 0 تا 65155 کا کام میسرز چودھری برادرز کو مبلغ 48.550 ملین روپے مالیت میں دیا گیا ہے اور اس کی مدت تکمیل 18 ماہ ہے۔

(ب) اس کام کا ٹینڈر نوٹس اخبار The Nation اور روزنامہ خبریں میں بالترتیب 22۔دسمبر 2005 اور 23۔دسمبر 2005 کو شائع ہوا اور مندرجہ ذیل ٹھیکیداروں نے ٹینڈر میں حصہ لیا۔

نمبر شمار	نام ٹھیکیداران مع پتاجات	رقوم/ٹینڈر
1۔	میسرز چودھری برادرز مارشل سٹریٹ شیخوپورہ	48.550 ملین
2۔	ندیم وسیم اینڈ کو نیو چوبرجی پارک نزد گندہ نالہ لاہور	49.67 ملین
3۔	رحمان بلڈرز جی ٹی روڈ کامونکی ضلع گوجرانوالہ	49.39 ملین
4۔	میسرز مکرم اینڈ کو 197 گلشن کالونی فیصل آباد	50.36 ملین

(ج) یہ ٹینڈر گورنمنٹ کی نامزد کمیٹی کی زیر نگرانی کھولے گئے جن کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ وحید اقبال خان سپرنٹنڈنٹ یو سی سی سرکل لاہور گریڈ19 چیئرمین ٹینڈر کمیٹی
2۔ گلزار احمد بھٹی ایگزیکٹو انجینئر (SCARP) نمائندہ چیف انجینئر لاہور گریڈ18 ممبر کمیٹی
3۔ محمد وسیم بٹ ایگزیکٹو انجینئر شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی گریڈ18 ممبر کمیٹی

یہ ٹینڈر مجاز اتھارٹی چیف انجینئر اریگیشن لاہور زون گریڈ20 (محمد وقار خان) نے approve کیا۔

(د) یہ کام مکمل نہ ہوا ہے۔ اس کی مدت تکمیل 07-06-30 ہے مذکورہ کام حال ہی میں یکم فروری 2006 کو شروع ہوا ہے۔ جن افسران کی نگرانی میں کام ہو رہا ہے ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ شیخ مقبول احمد سب انجینئر باڑیانوالہ سیکشن گریڈ11
2۔ چوہدری محمد اسلم سب انجینئر چیچو کی ملیاں، گریڈ14
3۔ محمد صادق رانا ایس ڈی او شیخوپورہ سب ڈویژن گریڈ17

ایگزیکٹو انجینئر شیخوپورہ ڈویژن یو سی سی شیخوپورہ نے موقع پر مذکورہ بالا کام کو چار دفعہ چیک کیا اور کام میں کوئی نقص نہ پایا گیا ہے۔

سپرنٹنڈنٹ انجینئر یو سی سی نے بھی موقع پر کام مذکورہ کو ایک دفعہ چیک کیا اور کوئی نقص نہ پایا گیا ہے۔

(ہ) ابھی کام کو شروع ہوئے چھ ماہ سے بھی کم عرصہ ہوا ہے اور صرف 26.40 ملین روپے کی ادائیگی کی گئی ہے اس لئے کروڑوں روپے کے نقصان کا سوال ہی پیدا نہ ہوتا ہے۔ تاحال کسی کارروائی کا کوئی جواز نہ ہے۔

ایکسیئن کڑانہ ڈویژن سرگودھا، سال 04-2003 اور 05-2004 کے بجٹ اور اخراجات کی تفصیل

*7809: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ایگزیکٹو انجینئر کڑانہ ڈویژن ایل جے سی سرگودھا کے دائرہ کار کی تفصیل دی جائے۔ اس کے ماتحت کتنی نہریں، مائنر اور راجباہ جات ہیں؟

(ب) اس کو مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی رقم کن کن مدات میں فراہم کی گئی؟

(ج) اگر اس کو فراہم کردہ رقم کا آڈٹ کروایا گیا تھا تو آڈٹ رپورٹ کی نقل دی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کڑانہ ڈویژن کو فراہم کردہ کتنی رقم اس کے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی۔اے، ڈی۔اے پر خرچ ہوئی؟

(ہ) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن کو فراہم کردہ کتنی رقم سے گاڑیوں کی مرمت کروائی گئی اور کتنی رقم سے ڈیزل وغیرہ خرید کیا گیا؟

(و) ان سالوں کے دوران اس ڈویژن میں کون کون سے ترقیاتی کام سرانجام دیئے گئے ان کی تفصیل نیز تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) کڑانہ ڈویژن میں نہروں، راجباہائے اور مائنرز کی تعداد درج ذیل ہیں۔

تعداد راجباہائے	22عدد
تعداد مائنرز	53عدد
تعداد مین چینل	3عدد
تعداد اسکیپ چینل	1عدد
کل تعداد	79عدد

(ب)

I۔ مالی سال 04-2003 میں کڑانہ ڈویژن میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ہیڈ آف اکاؤنٹ	گرانٹ نمبر	مہیا کردہ رقم (ملین میں)
1۔	440بلڈنگ اینڈ سٹرکچر	9	0.450
2۔	450اریگیشن ورک	9	4.651
3۔	460فلڈ ایمبنکمنٹ	9	1.014
4۔	320 کنسٹرکشن آف ورک (اے ڈی پی)	37	13.78

II۔ مالی سال 05-2004 میں کڑانہ ڈویژن میں فراہم کی گئی رقم کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	ہیڈ آف اکاؤنٹ	گرانٹ نمبر	مہیا کردہ رقم (ملین میں)
1۔	440بلڈنگ اینڈ سٹرکچر	9	1.366
2۔	450اریگیشن ورک	9	5.967
3۔	460فلڈ ایمبنکمنٹ	9	2.018
4۔	320۔ کنسٹرکشن آف ورک (اے ڈی پی)	37	71.069

(ج) مالی سال 2003-04 کا آڈٹ مالی سال 2004-05 کے ماہ دسمبر 2004 میں کیا گیا۔ آڈٹ رپورٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال 2004-05 کا آڈٹ مالی سال 2005-06 کے ماہ نومبر 2005 میں کیا گیا۔ آڈٹ رپورٹ کی نقل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 2003-04 میں فراہم کردہ رقم سے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے ڈی اے پر خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مالی سال 2004-05 میں فراہم کردہ رقم سے ملازمین اور افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے ڈی اے پر خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ)

I۔ مالی سال 2003-04 اور 2004-05 میں گاڑیوں کی مرمت کروانے و ڈیزل خریدنے پر درج ذیل رقم خرچ کی گئی۔

نمبر شمار	مالی سال	مہیا کردہ رقم ملین میں	پٹرول/ڈیزل پر خرچ ملین میں	مرمت پر خرچ ملین میں
	2003-04	1.331	0.336	0.526
	2004-05	1.45	0.699	0.593

(و)

I۔ مالی سال 2003-04 میں درج ذیل ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1۔	لائننگ آف اریگیشن چینلز ان کڑانہ ڈویژن (وسوآنہ مائنز اور مالکانہ مائنز)	19.629
2۔	لائننگ آف چوکیرہ ڈسٹی، قاضیاں اینڈ آسیاں مائنرز	19.202

II۔ مالی سال 2004-05 میں درج ذیل ترقیاتی کام سالانہ ترقیاتی پروگرام (اے ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے:۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1۔	لائننگ آف چوکیرہ ڈسٹی، قاضیاں اینڈ آسیاں مائنز	19.202
2۔	لائننگ آف منگٹی مائنز اینڈ ملکے برانچ ڈسٹی	14.200
3۔	لائننگ آف کڑانہ ڈسٹی آر ڈی 160200 تا 76100	14.264
4۔	لائننگ آف شاہنواز مائنز آر ڈی 0 تا آر ڈی 17000 تا ٹیل	16.242

III- مالی سال 05-2004 میں درج ذیل ترقیاتی کام نیشنل ڈرینج پروگرام (این ڈی پی) کے تحت سرانجام دیئے گئے۔

نمبر شمار	نام ترقیاتی سکیم	تخمینہ لاگت
1-	لائننگ آف مرولیانوالہ مائنر آر ڈی 19250 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس جے پی ایس / سی ایل 27	19.202
2-	لائننگ آف کوٹ راجہ مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 9215 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 21	2.089
3-	لائننگ آف کلہ مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 13440 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 19	3.649
4-	لائننگ آف بیجن ڈسٹی آر ڈی 95500 تا آر ڈی 109473 تا ٹیل کنٹریکٹ جے پی ایس / سی ایل اے 17	4.468
5-	لائننگ آف آرائیاں مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 17800 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 27	5.747
6-	لائننگ آف تاندلیاں مائنر کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 40	4.521
7-	لائننگ آف ٹانگو مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 15873 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 40	4.578
8-	لائننگ آف ساہووال مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 18904 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 26	5.884
9-	لائننگ آف بکھی مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 19250 کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل 24	8.038
10-	لائننگ آف جسپال مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 27300 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل	9.923
11-	لائننگ آف کوٹ مومن مائنر آر ڈی 0 تا آر ڈی 22250 تا ٹیل کنٹریکٹ نمبر جے پی ایس / سی ایل	9.605

نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ کے اغراض و مقاصد اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7848: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ) اور چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ آبپاشی کا نندی پور ریسرچ انسٹیٹیوٹ گوجرانوالہ کب قائم کیا گیا تھا اور اس کے قائم کرنے کے مقاصد کیا تھے؟

(ب) اس میں کس کس کام پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(ج) اس وقت اس ادارے میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس ادارے کا سال 04-2003 اور 05-2004 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) محکمہ آبپاشی کا ریسرچ سٹیشن ابتدائی طور پر 1925 میں ملک پور نزد پٹھان کوٹ ضلع گورداسپور میں نہر اپر باری دوآب کے کنارے قائم کیا گیا تھا۔ قیام پاکستان کے بعد یہ سٹیشن بھارت میں رہ جانے کی وجہ سے محکمہ آبپاشی کو اپنے پراجیکٹ کی ڈیزائننگ اور تعمیر میں دشواری پیدا ہونے لگی۔ جس کے نتیجہ میں نندی پور ریسرچ سٹیشن ضلع گوجرانولہ 1952 میں نہر اپر چناب کے کنارے قائم کیا گیا۔ یہ ادارہ اپنے حجم اور احسن کارکردگی کی وجہ سے دنیا کے تمام ایسے اداروں میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اور اس کے کام اور تحقیق کو دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا اور پڑھا جاتا ہے۔ اس ادارے کا مقصد ملک اور خصوصاً صوبہ پنجاب میں تعمیر ہونے والے پانی اور بجلی کے ترقیاتی پراجیکٹس کے ڈیزائن کو چیک کرنا ہے تاکہ ان پراجیکٹس سے زیادہ سے زیادہ فوائد حاصل کئے جا سکیں۔

(ب) اس سٹیشن پر پانی اور بجلی کے لئے قائم ہونے والے پراجیکٹس "ڈیم" ہائیڈل پاور سٹیشن، بیراج، ہیڈورکس، پل، نہریں اور ان سے متعلقہ تعمیرات کی ڈیزائننگ پر تحقیق کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ دریاؤں میں سیلاب اور اس کی وجہ سے ہونے والے نقصانات پر کنٹرول اور دریاؤں کے رخ کو درست سمت میں رکھنے کے لئے ریسرچ کی جاتی ہے۔ اس ریسرچ کے ذریعے ڈیزائن کئے گئے پراجیکٹس اپنی کارکردگی میں بہت بہتر اور اس سے حاصل ہونے والے فوائد میں کئی گناہ اضافہ ہو جاتا ہے اور ان کی ڈیزائننگ اور تعمیر میں کس قسم کے نقص کا احتمال نہیں رہتا۔

(ج) اس وقت ادارے میں تعینات ملازمین کی تعداد، عہدہ اور گریڈ وغیرہ کی لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ مالی سال 04-2003

سالانہ اخراجات	سالانہ آمدنی
-/2,52,66,013	-/12,41,794 روپے

2۔ مالی سال 05-2004

سالانہ اخراجات	سالانہ آمدنی
-/2,88,84,959 روپے	17,79,817 روپے

کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف میں درختوں کی غیر قانونی کٹائی

*8078: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ 4 ماہ قبل کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف بہاول پور کے ملکیتی لاکھوں روپے کے درخت بیلدار اور میٹ کی نگرانی میں کاٹے گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متعلقہ ایکسیئن کو لوگوں نے اس سلسلہ میں آگاہ کیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسیئن نے اطلاع ملنے کے باوجود متعلقہ ملازمین کے خلاف کارروائی نہ کی؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ چند روز قبل ایکسیئن نے کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف کا اچانک visit کیا تو لوگوں نے انہیں ان قیمتی درختوں کے کاٹنے کا ثبوت فراہم کیا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایکسیئن نے متعلقہ سرکاری ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کی بجائے الٹا درخواست دینے والے افراد کو کہا کہ یہ درخت میری نجی پراپرٹی ہے، کسی بھی شہری کو اس میں مداخلت کی اجازت نہ ہے؟

(و) کیا حکومت ان درختوں کے کاٹنے کی تحقیقات کروانے اور اس کے ذمہ دار افسران اور اہلکاران سے ان درختوں کا نقصان وصول کرنے اور ان کے خلاف قانونی / محکمانہ کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) چار ماہ قبل کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف میں صرف دو عدد درختوں قسم سفیدہ کے اوپر سے تقریباً پانچ اور آٹھ فٹ لمبائی کے ٹکڑے ٹیوب ویل سپلائی کے لئے بجلی کے تار پاس کرنے کے لئے محکمہ واپڈا کے اہلکاروں کی ہدایت پر کاٹے گئے تاکہ بجلی کے تار درختوں

سے نہ ٹکرائیں۔ درختوں کے اوپر کے حصے جو کاٹے گئے سٹور میں محفوظ ہیں۔ یہ درخت سب انجینئر اوچ شریف کی نگرانی میں کاٹے گئے۔

(ب) ہاں یہ درست ہے۔

(ج) ایکسیئن احمد پور شرقیہ نے اطلاع ملنے کے بعد انکوائری کے دوران complainant کو بار بار بلایا مگر وہ حاضر نہ ہوئے۔

(د) یہ درست ہے کہ ایکسیئن احمد پور شرقیہ نے کینال ریسٹ ہاؤس اوچ شریف کا دورہ کیا لیکن یہ درست نہ ہے کہ لوگوں نے درخت کاٹنے کا کوئی ثبوت فراہم کیا۔

(ہ) یہ درست نہ ہے۔

(و) تقریباً چار ماہ قبل بجلی کی تار گزارنے کے لئے واپڈا کے اہلکاران کی ہدایت پر سب انجینئر اوچ شریف نے اپنے عملے کی مدد سے دو عدد درخت قسم سفید کے اوپر سے کچھ حصہ کاٹا تاکہ بجلی کی تار گزارے جا سکیں جو کہ کینال کالونی اوچ شریف میں سٹور کے اندر محفوظ ہیں لہذا محکمانہ کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

سیالکوٹ۔ ہیڈمرالہ پر ٹال ٹیکس کی وصولی سے متعلقہ تفصیل

*8382: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیالکوٹ ہیڈمرالہ سے گزرنے والی ہر گاڑی پر ٹیکس لگایا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ وہاں کے رہائشی لوگوں کو دن میں کئی بار وہاں سے گزرنا پڑتا ہے؟

(ج) متذکرہ بالا ٹیکس محکمہ نہر کتنے عرصہ سے وصول کر رہا ہے یہ ٹیکس کس کے حکم سے وصول کیا جاتا ہے؟

(د) جب سے یہ ٹیکس لگایا گیا ہے اب تک کتنا ٹیکس جمع ہوا ہے اور متذکرہ ٹیکس کہاں کہاں استعمال ہوتا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)2-19/95 مورخہ 29۔جون 1995 کے مطابق درج ذیل گاڑیوں کے علاوہ بیراج پر سے گزرنے والی تمام گاڑیوں پر ٹیکس لگایا جاتا ہے۔

(1) جھنڈے والی گاڑیاں جن پر قصر صدارت یا گورنر ہاؤس کی نمبر پلیٹ لگی ہو۔

(2) تمام جھنڈے والی گاڑیاں

(3) سرکاری فوجی گاڑیاں

(4) پولیس کی گشت والی گاڑیاں

(5) محکمہ صحت سوشل سکیورٹی یا ہلال احمر کی ایمبولینس گاڑیاں

(6) آگ بجھانے والی گاڑیاں

(7) محکمہ آبپاشی کی گاڑیاں۔

(ب) علاقہ کے رہائشی لوگوں کو جن کی گاڑیاں دن میں کئی بار بیراج پر سے گزرتی ہیں ان کو سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)(I&P)2-19/98 مورخہ 26-06-98 کے مطابق -/125 روپے ماہوارہ پر پاس جاری کیا جاتا ہے۔

(ج) متذکرہ ٹیکس مرالہ ڈویژن میں سال 1997-98 سے بمطابق سیکرٹری آبپاشی کے نوٹیفکیشن نمبری SO(REV)2-19/95 مورخہ یکم دسمبر 1996 سے شروع کیا گیا یہ ٹیکس محکمہ نہر کے تمام بیراجز پر لگایا جاتا ہے۔

(د) جمع ہونے والا ٹیکس خزانہ سرکار میں بذریعہ ہیڈ آف اکاؤنٹ-(P.W.Deposit)G 10113 جمع کروا دیا جاتا ہے جسے حکومت پنجاب اپنی ضروریات کے مطابق استعمال کرتی ہے۔ مرالہ ڈویژن اس ٹیکس کو استعمال نہیں کرتا۔ اب تک جمع ہونے والے ٹیکس کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	سال	رقم
1۔	1997-98	7,69,630
2۔	1998-99	9,00,000
3۔	1999-2000	12,45,383
4۔	2000-01	13,05,000
5۔	2001-02	13,25,000
6۔	2002-03	13,36,505
7۔	2003-04	21,00,000
8۔	2004-05	35,50,000
9۔	2005-06	46,00,000
10۔	2006-07	55,55,000 (سال 2006-07 کی فائنل بڈ کی رقم)

موضع بھمبہ کلاں تحصیل وضلع قصور سرکاری اراضی پر قبضہ اور حکومتی اقدامات

*8476: مہر اشتیاق احمد: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ ظفر کے برجی نمبر 6تا8 موضع بھمبہ کلاں تحصیل وضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے بلکہ اس طریقے سے راجباہ کا راستہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے، جس کی وجہ سے کاشتکاران موگہ نمبر L/6562 بری طرح متاثر ہو چکے ہیں اگر یہ درست ہے تو حکومت ناجائز قابضین سے کب تک واگزاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ناجائز قابضین کی وجہ سے متاثرین موگہ L/6562 پانی کی فراہمی میں کمی کا شکار ہیں اور بھل صفائی بھی متاثر ہو رہی ہے، جس کی شکایات محکمہ کے افسران تک کئی بار کی گئیں مایوسی کے شکار متاثرین کا یہ مسئلہ کب حل ہو گا؟

(ج) کیا حکومت ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر 6-7 موضع بھمبہ کلاں تحصیل وضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے۔البتہ نہری پٹری سے ملحقہ زمین کے مالکان نے اپنی ذاتی زمینوں میں مکانات تعمیر کر رکھے ہیں اور نہری پٹری پر درخت لگائے ہوئے تھے جن کے نیچے اپنے مویشی وغیرہ باندھ لیا کرتے تھے اور گوبر وغیرہ نہر کے کنارے پر جمع کر دیتے تھے، ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جا چکی ہے اور اب موقع سے ناجائز لگائے گئے درخت محکمہ جنگلات کے توسط سے کاٹ دیئے گئے ہیں اور نہر کی الائنمنٹ موقع پر درست کرا دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موگہ نمبر L/6562 کے پانی کی فراہمی میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے یا بھل صفائی متاثر ہوتی ہے۔ معاملہ محض دو گروپوں میں باہمی اختلافات کا ہے جو ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔البتہ محکمہ انہار نے نہری پٹری پر مویشی باندھنے والوں اور نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف

کارروائی بروقت کی ہے۔

(ج) نہری پٹڑی کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ کارروائی بروقت عمل میں لائی جا چکی ہے بلکہ پرچہ پولیس بھی درج کروایا جا چکا ہے۔ موقعہ پر صورت حال درست ہے۔

راجباہ لالو گرڈ اریگیشن ڈویژن قصور کی بھل صفائی

*8479: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ لالو گرڈ اریگیشن ڈویژن قصور کے زیر انتظام ہے اور یہ ششماہی بنیاد پر چلتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کے علاقہ میں زیادہ تر کاشتکار چاول کاشت کرتے ہیں اور اس کا زیادہ تر دارومدار نہری پانی پر ہوتا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ راجباہ کی بھل صفائی اس سال نہیں کی گئی جس کی وجہ سے ٹیل سے پہلے تین میل کا ایریا نہری پانی کی فراہمی سے محروم ہے اس کا ذمہ دار کون ہے اور ان کے خلاف کیا کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے؟

(د) کیا حکومت مذکورہ راجباہ کی بھل صفائی فوری طور پر کرانے کو تیار ہے تو کب تک اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) لالو گرڈ راجباہ کی بھل صفائی جون 2006 میں عمل میں لائی گئی اور پانی ٹیل پر پہنچ رہا ہے اس لئے مزید کسی قسم کی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(د) لالو گرڈ راجباہ کی بھل صفائی جون 2006 میں بذریعہ مشین برجی نمبر 47 تا 94500 (ٹیل) کر دی گئی اس طرح جون کے آخر تک راجباہ تسلی بخش کارگزاری کے لئے تیار کر دیا گیا۔

ڈی جی خان۔ تحصیل ٹرائیبل ایریا میں سمال ڈیم کی تعمیر

*8494: سردار فتح محمد خان بزدار۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

کیا حکومت پنجاب ڈی جی خان ٹرائیبل ایریا تحصیل ٹرائیبل ایریا میں سمال ڈیم بنانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر جواب نفی میں ہے تو اس کی کیا وجہ ہے؟

وزیر آبپاشی:

حکومت پنجاب کی طرف سے ڈی جی خان tribal ایریا میں سمال ڈیم بنانے کے لئے ماضی میں ابتدائی feasibility رپورٹ تیار کرنے کی کوشش کی گئی تھی لیکن (tribal) ایریا کے اکثر نالوں میں silt کی مقدار بہت زیادہ ہے اور نالوں کی تہہ میں جمع شدہ silt کی گہرائی بہت زیادہ ہے اور پختہ چٹانیں بہت گہرائی میں ہیں۔ ان وجوہات کی بناء پر feasibility کا کام موقوف کر دیا گیا تھا۔

ضلع لیہ۔ گزشتہ تین سالوں کے دوران محکمہ آبپاشی میں بھرتی کی تفصیل

*8496: محترمہ فرزانہ راجہ۔ کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) گزشتہ تین سالوں کے دوران ضلع لیہ میں جن افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، مستقل پتا اور ڈومیسائل کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر بھرتی سے قبل اخبارات میں تشہیر کی گئی تو نقل فراہم کی جائے، اگر ایسا نہیں ہے تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ج) ان میں سے کتنے افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے میرٹ کا طریق کار اور میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعلیمی قابلیت فراہم کی جائے؟

(د) جن افراد کو بغیر میرٹ کے بھرتی کیا گیا ان کے نام اور ان کے سفارش کنندہ کا نام کیا ہے؟

(ہ) اگر ان افراد کو ریکروٹمنٹ کمیٹی کے ذریعہ بھرتی کیا گیا ہے تو ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات مع گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) گزشتہ تین سالوں کے دوران 67 افراد کو بھرتی کیا گیا ہے ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بھرتی اخبار میں تشہیر کر کے کی گئی ہے۔ نقل اشتہار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔ میرٹ کا طریق کار اور بھرتی ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق میرٹ پر کی گئی ہے۔ میرٹ بنانے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ	تعلیمی قابلیت
1۔	ملک اصغر محمود	ایکسیئن	18	BSCسول انجینئرنگ
2۔	خاور نذیر	ایکسیئن	18	BSCسول انجینئرنگ
3۔	محمد نواز بھٹی	ایس ڈی او	17	BSCسول انجینئرنگ

(د) تمام افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا ہے۔

(ہ) ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام اور عہدہ جات، مع گریڈ کی تفصیل بمطابق جواب درج بالا جز (ج) شمار کی جائے؟

تحصیل گوجر خان۔ متروک ڈیموں اور ان کی بحالی سے متعلقہ تفصیل

*8499: بریگیڈئر (ر) محمد حسن۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ایک ڈیم کرنب اور حامد جھنگی کے درمیان اور دوسرا حامد جھنگی اور چھاری کے درمیان 1960-61 میں گوجر خان تحصیل ضلع راولپنڈی میں بنے تھے اب تقریباً مٹی سے بھر چکے ہیں کیا ان کو اونچا کرنے کی گنجائش ہے؟

(ب) کیا اس کا ٹیکنیکل سروے کیا جا سکتا ہے اور اگر feasible ہو تو اس کو اونچا کیا جا سکتا ہے اور کب تک؟

(ج) اگر اونچا کرنا feasible نہ ہو تو کیا اسی واٹر کورس پر نیچے نئے ڈیم بنائے جا سکتے ہیں اس کا سروے بھی کیا جا سکتا ہے اور اگر ممکن ہو تو نئے ڈیم کب تک بن سکتے ہیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) 1960-61 میں کرنب اور حامد جھنگی اور چھاری کے درمیان محکمہ آب نے واٹر شیڈ مینجمنٹ منگلا ڈیم کے تحت چیک ڈیم تعمیر کئے تھے جو کہ وقت کے ساتھ silt سے بھر گئے اب ان چیک ڈیمز کو اونچا کرنا ممکن نہیں۔

(ب) یہ چیک ڈیم تھے ان کو اونچا نہیں کیا جا سکتا۔

(ج) کرنب چیک ڈیم کے نیچے اوگاہوں گاؤں کے قریب ایک سمال ڈیم کی (proposal) ہے اس کا سروے اور جیالوجیکل (investigation) بھی مکمل ہو چکی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اوران کے جوابات

ہیڈ تریموں ضلع جھنگ ٹال ٹیکس کی آمدن کے استعمال کی تفصیلات

280: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہیڈ تریموں ضلع جھنگ پر چند سال سے ایک ٹال ٹیکس لگایا گیا ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی آمدن کہاں پر خرچ ہوتی ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) گورنمنٹ آف پنجاب اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ نوٹیفکیشن نمبر S.O(Rev)2-19/95 مورخہ 29-06-95 کے تحت تمام بیراج / ہیڈورکس بشمول تریموں بیراج پر ٹال ٹیکس یکم جولائی 1995 سے لاگو ہوا۔

(ب) ٹال ٹیکس کی آمدن خزانہ سرکار پنجاب کی ریونیو مد (ٹال ٹیکس بیراج 1262-104) میں جمع کروائی جا رہی ہے۔

شیخوپورہ، مانانوالہ برانچ ڈرین کی کھدائی سے متعلقہ تفصیلات

290: جناب عابد حسین چٹھہ: کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مانانوالہ برانچ ڈرین شیخوپورہ کی کھدائی کی جا رہی ہے؟

(ب) کیا حکومت اس کی کھدائی کے اغراض و مقاصد بیان کرے گی؟

(ج) مذکورہ بالا ڈرین کی کھدائی کا ٹھیکہ کتنی مالیت کا ہے اور کس کو دیا گیا نیز یہ کام کب تک مکمل ہو گا؟

وزیر آبپاشی:

(الف) ہاں یہ درست ہے کہ مانانوالہ برانچ ڈرین کی بحالی اور کھدائی از برجی نمبر 4000 تا 92000 اور 113000 تا 3137000 کی جا چکی ہے۔

(ب) یہ ڈرینج جڑانوالہ ڈرینج سسٹم کا اہم حصہ ہے اور اس کی لمبائی 42 میل ہے۔ یہ فاروق آباد سے شروع ہو کر تحصیل جڑانوالہ میں آکر مین ڈرینج جڑانوالہ میں گرتی ہے۔ اس میں کچھ چھوٹی چھوٹی ڈرینز اور بھی شامل ہو جاتی ہیں اور اس کا مقصد سیم زدہ زمین کی بحالی اور بارش کے پانی کا نکاس ہے۔ اس کی صفائی اور مرمت حکومت پنجاب کے ذمہ ہے کیونکہ اس کے اندر جنگلی بوٹی، ویڈز، روٹس اور بارشوں کی وجہ سے مٹی بھر چکی تھی جس کی وجہ سے seepage اور بارشی پانی شہروں اور قصبوں کے گندے پانی کے نکاس میں کافی بڑی حد تک رکاوٹ آرہی تھی لہذا اس ڈرین کی desilting ضروری تھی تاکہ اس کی اصل حالت بحال کی جائے اور بارشی پانی کا اخراج ڈیزائن کے مطابق ہو۔

(ج) مانوالہ برانچ ڈرین کی کھدائی کا ٹھیکہ 32.57 لاکھ روپے تھا اور اس کا ٹھیکہ رانا ٹریڈرز لائن پارک فاروق آباد ضلع شیخوپورہ کو دیا گیا۔ مذکورہ بالا ڈرین کی کھدائی کا کام 31-08-04 کو مکمل ہو چکا ہے۔

محکمہ انہار ضلع بھکر، بیلداروں سے متعلقہ تفصیل

420: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

محکمہ انہار ضلع بھکر میں کل کتنے بیلدار ہیں اور کس کس جگہ تعینات ہیں اس وقت بیلداروں کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

وزیر آبپاشی:

محکمہ انہار بھکر ڈویژن میں بیلداروں کی کل تعداد 242 جس میں 15 بیلداروں کی اسامیاں خالی ہیں۔

227 حاضر سروس بیلداروں کی جائے تعیناتی کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پی ایم آئی یو محکمہ آبپاشی میں نوجوان کو ڈیٹا انٹری آپریٹر بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

495: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر آبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پروگرام مانیٹرنگ اینڈ امپلی منٹیشن یونٹ (PMIU) اریگیشن اینڈ پاور ڈیپارٹمنٹ میں ڈیٹا انٹری آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ایک نوجوان محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ جو کہ ایف ایس سی پاس ہے، کمپیوٹر ڈپلومہ ہولڈر ہے، تجربہ 2 سال اور سپیڈ 45 ہے، نے بھی ٹیسٹ دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹیسٹ پاس کرنے کے باوجود اس کو بعد میں فیل کر دیا گیا، وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔ نوجوان ابرار لطیف ٹیسٹ میں فیل قرار پایا۔ میرٹ لسٹ میں اس کا 42 واں نمبر تھا جبکہ چار لوگوں کو جو میرٹ پر پہلے چار نمبروں پر تھے بھرتی کر لیا گیا۔

موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور، سرکاری اراضی پر قبضہ اور حکومتی اقدامات

572: مہر اشتیاق احمد۔ کیا وزیر آبپاشی از راہ نوازش کرم بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر 6 تا 8 موضع بھمبہ کلاں تحصیل و ضلع قصور کی پٹڑیوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے، بلکہ اس طریقے سے راجباہ کا راستہ بھی تبدیل کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے کاشتکاران موگہ نمبر 6562/L بری طرح متاثر ہو چکے ہیں، اگر یہ درست ہے تو حکومت ناجائز قابضین سے کب تک واگزاری کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ بالا ناجائز قابضین کی وجہ سے متاثرین موگہ نمبر 6562/L پانی کی فراہمی میں کمی کا شکار ہیں اور بھل صفائی بھی متاثر ہو رہی ہے، جس کی شکایات محکمہ کے افسران تک کئی بار کی گئیں، مایوسی کے شکار متاثرین کا مسئلہ کب حل ہو گا؟

(ج) کیا حکومت ناجائز قابضین کے خلاف قانونی کارروائی کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیرآبپاشی:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ راجباہ ظفر کی برجی نمبر6-7 موضع بھمبہ کلاں تحصیل وضلع قصور کی پٹریوں اور دیگر سرکاری اراضی پر ناجائز ذرائع سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے البتہ نہری پٹری سے ملحقہ زمین کے مالکان نے اپنی ذاتی زمینوں میں مکانات تعمیر کر رکھے ہیں اور نہری پٹری پر درخت لگائے ہوئے تھے جن کے نیچے اپنے مویشی وغیرہ باندھ لیا کرتے تھے اور گوبر وغیرہ نہر کے کنارے پر جمع کر دیتے تھے۔ ملزمان کے خلاف قانونی کارروائی عمل میں لائی جاچکی ہے اور اب موقع سے ناجائز لگائے گئے درخت محکمہ جنگلات کے توسط سے کاٹ دیئے گئے ہیں اور نہر کی الائنمنٹ موقع پر درست کرادی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ موگہ نمبر6562/L کے پانی کی فراہمی میں کوئی کمی واقع ہوئی ہے یا بھل صفائی متاثر ہوتی ہے۔ معاملہ محض دو گروپوں میں باہمی اختلافات کا ہے جو کہ ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے ہر حربہ استعمال کر رہے ہیں۔ البتہ محکمہ انہار نے نہری پٹری پر مویشی باندھنے والوں اور نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف بروقت کارروائی کی ہے۔

(ج) نہری پٹری کو ناجائز استعمال کرنے والوں کے خلاف حسب ضابطہ بروقت کارروائی عمل میں لائی جاچکی ہے بلکہ پرچہ پولیس بھی درج کروایا جاچکا ہے۔ موقع پر صورتحال درست ہے۔

دفتر مہتمم انہار لاہور۔ اہل نوجوانوں کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

592: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیرآبپاشی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مہتمم انہار بی ایس لنک ڈویژن لاہور آفس دھرم پورہ کینال بنک لاہور میں محمد ریاض فراز ولد نذیر احمد حجرہ شاہ مقیم اوکاڑہ برائے بیلدار، شرافت شیراز ولد شوکت علی حجرہ شاہ مقیم برائے ریگولیشن بیلدار نے درخواستیں دے کر انٹرویو دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ دونوں نوجوانوں کو میرٹ میں فائنل ہونے کے باوجود ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ بھرتیاں رشوت کی بنیاد پر میرٹ کو نظر انداز کر کے کی جا رہی ہیں اور مستحق نوجوانوں کو نظر انداز کیا جا رہا ہے؟

وزیر آبپاشی:

(الف) درست ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ حکومت پنجاب کی پالیسی کے مطابق بھرتی عمل میں لائی جا رہی ہے اور میرٹ پر سختی سے عمل ہوگا۔

(ج) بھرتی بمطابق گورنمنٹ پالیسی کی جا رہی ہے اور میرٹ پر پورا اترنے والے امیدوار ہی مستحق قرار پائیں گے۔

میاں یاور زمان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

میاں یاور زمان: جناب سپیکر! آج کے اخبار "نوائے وقت" کے اندر میرے اور میرے والد محترم میاں محمد زمان جو کہ سابق وفاقی وزیر رہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی سنٹرل ورکنگ کمیٹی کے ممبر رہے، ان کے متعلق ایک جھوٹی اور من گھڑت خبر شائع کی ہے کہ ہمارے (ق) لیگ سے کوئی رابطے ہیں، ہماری کسی قسم کی کوئی deal چل رہی ہے اور مطلوبہ نشستوں پر ہمارے ساتھ ان کی قیادت نے ٹکٹیں دینے کی حامی بھری ہے۔ میں اس کی بھرپور طریقے سے تردید کرتا ہوں اور مذمت کرتا ہوں۔ میں ادارے کو یہ بتانا چاہتا ہوں کہ ہم مجید نظامی صاحب، عارف نظامی صاحب کی تہہ دل سے عزت کرتے ہیں کہ انھوں نے ہمیشہ حق اور سچ کا ساتھ دیا ہے۔ انھوں نے ہمیشہ تلقین کی ہے کہ جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہا جائے۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ میاں صاحب! آپ کی تردید آ گئی۔ پوائنٹ آف آرڈر پر آپ نے تقریر تو نہیں کرنی۔ آپ کی تردید آ گئی ہے، شکریہ

معزز اراکین: بولنے دیں۔

میاں یاور زمان: میں احتجاج کرتا ہوں اور میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے یہ اعزاز حاصل ہے کہ میں پرویز مشرف کی حکومت کے دور میں دو بار جیل جا چکا ہوں۔ مجھے کوئی سختی یا لالچ جھکا نہیں سکا لیکن آج ایک نامہ نگار جو اوکاڑہ سے تعلق رکھتا ہے میرے مخالفوں کے ساتھ ساز باز کر کے اس نے میری

ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی ہے۔ میں اس ہاؤس کی وساطت سے ادارے کو یہ کہنا چاہتا ہوں کہ آپ حق اور سچ کا لیبل اپنے ادارے پر لگاتے ہیں تو کم از کم true spirit کے ساتھ اسے قائم بھی کیجئے اور ایسی کالی بھیڑوں کو جو ضلعوں کے اندر بیٹھی ہیں نامہ نگاروں کے طور پر جو مالی مفادات حاصل کر کے ہمیں نقصان پہنچا رہی ہیں انہیں اپنے ادارے سے نکالئے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! ابھی چلنے دیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! کل جناب الطاف حسین ایم کیو ایم کے لیڈر نے ایک بیان دیا ہے کہ شجاعت حسین صاحب [*******]

جناب سپیکر: کدھر یہ بیان آیا ہے؟

راجہ ریاض احمد: الطاف حسین صاحب نے یہ بیان دیا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: کون سی اخبار میں؟

راجہ ریاض احمد: اخبار میں آیا ہے۔ انھوں نے ساتھ یہ بھی کہا ہے کہ راجہ بشارت صاحب جو کچھ اسمبلی میں کر رہے ہیں یہ صوبہ کے خلاف کر رہے ہیں۔ میں اس چیز کی مذمت کرتا ہوں۔ آپ کے حق کی بات کرنے لگا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔

راجہ ریاض احمد: انھوں نے جو کہا ہے کہ [*******]

جناب سپیکر: یہ ان کے الفاظ نہیں ہو سکتے۔۔۔

راجہ ریاض احمد: جناب! انھوں نے کہا ہے [*******]

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ تشریف رکھیں۔

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

پوائنٹ آف آرڈر

حلقہ پی پی-6 راولپنڈی میں سرعام ڈکیتی کی وارداتوں میں اضافہ

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! مہربانی، شکریہ۔ میں آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب کے ایک بہت اہم چیز گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میرا حلقہ پی پی-6 میں آج رات کو تیسری ڈکیتی ہوئی ہے۔ راجہ صاحب کو پتا ہو گا کہ پہلی دوسرے رمضان میں یونین کونسل چکلالہ میں سرعام ڈکیتی ہوئی ہے جس میں تقریباً گیارہ لوگ ملوث ہیں، جو کلاشنکوفیں اور پستول اٹھائے ہوئے گشت کرتے ہیں اور سب دکانیں لوٹ لیتے ہیں پھر اس کے پانچ دن بعد اس کے ساتھ ہی ڈھوک منشی میں انھوں نے واردات کی جس میں ایک سعید نامی شخص ہلاک ہوا ہے اور دوسرا زخمی ہو گیا ہے۔ یہ واردات بالکل پہلی واردات کی طرح ہے کہ ڈکیت روڈ کے اوپر کھڑے ہو کر کلاشنکوف اٹھا کر سرعام فائرنگ کرتے ہیں، پچیس منٹ تک انھوں نے کلاشنکوف سے فائرنگ کی اور باقی ان کے جو غنڈے ہیں انھوں نے دکانیں لوٹی ہیں۔ آج رات کو یونین کونسل رحمت آباد کے مرکز میں انھوں نے ایک شاپنگ سنٹر میں جیولری کی دکان لوٹی، پانچ دہشت گردوں نے کلاشنکوفیں اٹھا کر چوک میں فائرنگ کی اور پانچ نے ساری دکانیں لوٹیں اور بھاگ گئے۔ پولیس کا رویہ یہ ہے کہ رات کو میں نے ایس ایس پی اظہر صاحب اور ڈی پی او سعود عزیز صاحب سے بار بار رابطہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ حلقہ کے تمام لوگوں نے مجھ سے رابطہ کیا کہ یہ صورتحال بنی ہوئی ہے کہ لوگوں کے اندر خوف پھیلا ہوا ہے۔ ان کو فون کرنے کے باوجود پولیس ایک گھنٹے کے بعد آئی ہے اور وہاں کے مقامی لوگوں نے ان کا مقابلہ کیا، وہاں سے ڈکیت بھاگ گئے اور چوری کی ہوئی سب چیزیں بھی ساتھ لے گئے۔ میں آپ کی وساطت سے منسٹر لاء سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس حلقہ کے اندر اتنی زیادہ افراتفری پھیلی ہوئی ہے کہ کسی آدمی کو کوئی بھی تحفظ نہیں ہے۔ کوئی آدمی اپنا کاروبار سرعام نہیں کر سکتا تو ان کی آگے کیا حکمت عملی ہے اور یہ کیا کریں گے کہ عوام کو تحفظ دیا جائے؟

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کی تشویش بالکل درست ہے اور جن واقعات کی انھوں نے نشاندہی فرمائی ہے وہ بالکل درست ہیں۔ یہ واقعات ہوئے ہیں۔ رات کے واقعے کا مجھے علم نہیں ہے، اس کے متعلق تفصیل منگوا لیتے ہیں۔ بہر حال میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ مقامی پولیس کو یہ ہدایت کی جائے گی کہ وہ ان سے خود رابطہ کریں اور ان کی تشویش کے حوالے سے مکمل تفتیش کی جائے گی۔ امید ہے کہ مقدمات تو درج ہو چکے ہوں گے۔ میں ذاتی طور پر اس کو دیکھوں گا اور معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ملزمان کی گرفتاری کے لئے مقامی پولیس کو ہدایت جاری کی جائے گی۔

راجہ ارشد محمود: جناب سپیکر! پہلے جو ڈکیتی ہوئی اس کے فوراً بعد SSP اور متعلقہ ناظم بھی موقعہ پر پہنچ گئے تھے۔ وہاں پر ہم نے یہ طے کیا تھا کہ ساڑھے نو بجے تھانہ ایئر پورٹ پر ہم سب ایک میٹنگ کریں گے جس میں آئندہ کا لائحہ عمل طے کیا جائے گا۔ میں صبح ساڑھے نو بجے پہنچا تو مجھے وہاں پر SSP/SHO ملے اور نہ ہی متعلقہ ناظم پہنچے تھے۔ میں نے ان کے ساتھ فون پر رابطہ کرنے کی کوشش کی تو وہ فون پر بھی نہیں مل سکے۔ میں نے تھانہ کے محرر کے پاس اپنا نمبر بھی چھوڑا لیکن انھوں نے میرے ساتھ کوئی رابطہ نہیں کیا۔ رات بھی میں نے بار بار ان کے ساتھ رابطہ کرنے کی کوشش کی لیکن ان سے میرا رابطہ نہیں ہو سکا۔ تو میں وزیر قانون صاحب سے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ وہ خود اس چیز میں دلچسپی لیں۔ وہاں پر ایک گروہ منظم ہو چکا ہے جو آئے دن وارداتیں کر رہا ہے۔ اسے کسی طریقے سے ختم کیا جائے تاکہ عوام کو ریلیف مل سکے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! آپ اس معاملے میں ذاتی توجہ دیں۔ متعلقہ پولیس افسران کو ہدایت کریں کہ وہ ان ملزمان کو فوراً گرفتار کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی بہتر ہے۔ تعمیل ہو گی۔

صوبہ میں جرائم پیشہ افراد کا ایم کیو ایم کے عہدیدار بننے سے گلی کوچوں کے جرائم میں اضافہ

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! سپیکر صاحب کی یہ observation تھی کہ ہم لاء اینڈ آرڈر کے لئے ایک دن مختص کریں گے۔ last Friday یہاں پر discussion ہوئی۔ ارشد محمود بگو صاحب کا ایک پوائنٹ آف آرڈر تھا جس پر انھوں نے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کے حوالے سے وضاحت چاہی تھی۔ انھوں نے کہا تھا کہ یہاں پر street crimes بہت بڑھ چکا ہے اور criminal لوگ MQM کے عہدے دار بن چکے ہیں۔ وزیر قانون صاحب نے یہاں پر تسلیم کیا تھا کہ واقعی MQM involved ہے، street crimes بڑھا ہے۔ کیا انھوں نے آج تک ان کے خلاف کوئی ایکشن لیا ہے؟ فیصل آباد میں جتنے جرائم پیشہ لوگ تھے وہ اس وقت MQM کے عہدے دار بن چکے ہیں۔ چودھری ظہیر صاحب بھی فیصل آباد سے ہیں یہ بھی میری اس بات کی تائید کریں گے کہ اس وقت یہاں پر ایم کیو ایم والے rate of crimes infiltrate کر رہے ہیں۔ جتنے لوگ یہاں پر بھتہ لیتے تھے وہ ان کے عہدے دار بن گئے ہیں اور ہمارے شہر میں انھوں نے business community کو تنگ کرنا شروع کر دیا ہے۔ وزیر قانون صاحب نے اس بابت اب تک کیا ایکشن لیا ہے اس بارے میں ذرا ہمیں آگاہ کر دیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے محترم بھائی نے دو چیزوں کی نشاندہی فرمائی ہے۔ پہلی بات انھوں نے لاء اینڈ آرڈر کی صورت حال پر بحث کرنے کے بارے میں فرمائی ہے۔ تو جیسا کہ آپ کے نوٹس میں ہے آج صبح سپیکر صاحب کے چیمبر میں یہ بات طے ہوئی ہے کہ اسی اجلاس میں لاء اینڈ آرڈر کے لئے دن مختص کیا جائے گا۔ ہم نے جمعرات کا دن price-hike پر عام بحث کے لئے رکھا ہے اور جمعہ کا دن ہم نے لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے رکھا ہے۔ تو امن و امان کے لئے عام بحث کے حوالے سے ہماری جو commitment تھی وہ اس طرح پوری ہو جاتی ہے۔

دوسرا رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ میں نے کہا تھا کہ کارروائی کریں گے۔ میں نے اس وقت یہ کہا تھا کہ ہم انکوائری کروا رہے ہیں۔ جہاں کہیں سے بھی ہمیں یہ شکایت ملے گی، جو بھی اس میں ملوث پایا گیا اس کے خلاف کارروائی ہو گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کسی ایک جماعت یا

ایک فرد کی بات نہیں ہے۔

معزز ممبران حزب اختلاف: آپ نے اپنی statement change کر لی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں statement change نہیں کر رہا میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں اخبارات کے ذریعے یہ اطلاعات ملی ہیں۔ اس وقت جو پوائنٹ آف آرڈر تھا اس پر میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں اس قسم کی اطلاعات اخبارات کے ذریعے ملی ہیں۔ ہم اس کی تحقیقات کروا رہے ہیں۔ اس میں جو بھی ملوث ہو گا اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور میں اب بھی رانا آفتاب صاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم تحقیقات کروا رہے ہیں۔ یہ صرف ایک جماعت کی بات نہیں ہے جو لوگ بھی کسی جرم میں شامل ہوں گے تو ان کے خلاف ضرور کارروائی کی جائے گی اور جب امن و امان پر عام بحث ہو گی تو اس وقت تک اگر ہمارے پاس کوئی ٹھوس ثبوت یا شواہد آ گئے تو انشاء اللہ تعالیٰ وہ بھی میں آپ کی خدمت میں گزارش کر دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر قانون صاحب کے پاس source reports آتی ہیں۔ IB,ISI,MI, core intelligence, ان کے پاس Special Branch کی رپورٹ آتی ہے۔ ان کے پاس field intelligence کی رپورٹس آتی ہیں۔ اس ملک کو تو ایجنسیاں ہی چلا رہی ہیں۔ کیا ان کے پاس کسی ایجنسی کی ایسی رپورٹ ابھی تک نہیں پہنچی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون یہ کہہ رہے ہیں کہ جس دن عام بحث ہو گی اس کی پوری وضاحت کر دی جائے گی۔ جمعہ کا دن مختص کر دیا گیا ہے لہذا آپ اس کا انتظار کیجئے۔ اس روز آپ کھل کر اس بارے میں بحث کر سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جس دن میں نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ توجہ دلائی تھی کہ پنجاب میں street crime بڑھ رہا ہے اور میں نے کہا تھا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ MQM کے دفاتر میں criminal لوگ involve ہیں۔ جس پر راجہ صاحب نے floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا کہ ان کی بات ٹھیک بھی ہے اور نہیں بھی۔ انھوں نے تسلیم کیا کہ ہمارے پاس ایسی رپورٹیں آ رہی ہیں۔ یہ بات بالکل درست ہے۔ میں نے اس دن بھی floor پر کھڑے ہو کر کہا تھا آج پھر میں یہ کہتا ہوں کہ اس MQM کو ایک ڈکٹیٹر نے بنایا۔ اس نے کراچی میں جماعت اسلامی کو ختم کرنے کے لئے اس جماعت کو وہاں پر کھڑا کیا۔ اس جماعت نے اپنے بچوں کو کھانا شروع کر

دیا۔اس نے پورے کراچی کو امن سے محروم کر دیا۔اب وہ وہی practice پنجاب میں کرنا چاہتے ہیں۔ہم نے حکومت سے یہ کہا تھا کہ خدا کے لئے اس پر توجہ دیں۔اگر آپ نے ان کو نہ روکا تو پھر بہت خرابی ہوگی۔کسی کو سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لینے سے نہیں روکا جا سکتا۔یہ ہر پاکستانی کا حق ہے کہ وہ پاکستان کے کسی خطے میں جہاں چاہے سیاسی سرگرمیوں میں حصہ لے سکتا ہے لیکن criminal activities میں حصہ لینے والوں کو روکنا حکومت کا کام ہے۔میں راجہ صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس بارے میں سنجیدگی سے نوٹس لیں۔اب چونکہ وزیراعظم نے ان دونوں پارٹیوں کو بیان بازی سے منع کیا ہے۔صدر پرویز مشرف صاحب کے بارے میں بھی آج کے اخبارات میں آیا کہ انھوں نے اس پر سخت ایکشن لیا ہے۔انھوں نے کہا ہے کہ ایم کیو ایم اور حکومتی پارٹی کے درمیان جو بیان بازی ہو رہی ہے اس کو بند کر دیں تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پنڈورا بکس کو ختم یہیں ہونا چاہئے۔پنجاب حکومت کی یہ ڈیوٹی ہے کہ وہ ایسی criminal activities کو روکے۔ان کے پاس اطلاعات ہیں،agencies کی رپورٹیں بھی ہوں گی کہ crime rate اس لئے بڑھا ہے کہ MQM یہاں پر اپنے دفاتر بنا رہی ہے اور وہ criminal لوگوں کو اپنے عہدے دے رہی ہے۔شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جس دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوگی تو اس پر کھل کر بات کر لیجئے گا۔

تحاریک استحقاق

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم Privilege Motions take up کرتے ہیں۔مہر اشتیاق صاحب کی تحریک استحقاق ہے ان کی طرف سے request آئی ہوئی ہے لہذا ان کی تحریک کو 12۔اکتوبر تک pending کیا جاتا ہے۔اگلی تحریک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔یہ move ہو چکی ہے اور آج تک pending تھی۔جی،وزیر قانون!

ایس ایچ او تھانہ ڈی ٹائپ اور ٹی پی او اقبال ٹاؤن (فیصل آباد) کا رکن اسمبلی کو اپنے فرائض منصبی سے روکنا اور دھمکی دینا

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اس تحریک کو oppose نہیں کرتا، بے شک آپ اسے کمیٹی کے سپرد کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک اصغر علی قیصر صاحب کی تحریک استحقاق کمیٹی کے سپرد کی جاتی ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کی تحریک 268 ہے۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء

(---جاری)

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور وزیر صحت صاحب نے اس کا جواب دینا تھا۔ یہ ایک انتہائی اہم issue ہے۔ 42 ہزار جعلی سندیں جاری کی گئی ہیں۔ پورے صوبے کے لئے یہ تشویشناک مسئلہ ہے۔ وزیر صاحب تشریف نہیں لاتے اور یہ pending ہو جاتی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وزیر صحت تشریف رکھتے ہیں؟ Not available۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صحت بیٹھی ہیں ان سے جواب لے لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ڈاکٹر صاحبہ کیا آپ اس کا جواب دینا چاہیں گی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گی کہ انسان صرف ایک دفعہ پرکھا جاتا ہے، مومن ایک سوراخ سے بار بار نہیں ڈسا جاتا۔ انھوں نے فرمایا تھا کہ میں نے پارلیمانی سیکرٹری صحت سے جواب نہیں لینا۔ تو اب وزیر صاحب کا انتظار کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! میں تو انتظار کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلیں! اس کو pending کیا جاتا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب اس ہدایت کے ساتھ اس کو pending کریں کہ وزیر صاحب اس روز ضرور تشریف لائیں کیونکہ یہ پچھلے تین ماہ سے pending ہوتی چلی آرہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ عموماً ہوتے ہیں لیکن آج کسی مجبوری کی وجہ سے نہیں آئے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! یہ تین ماہ سے pending ہوتی چلی آ رہی ہے۔ یہ بڑا اہم issue ہے وہاں سے 42 ہزار جعلی سندیں جاری ہوئی ہیں اور پورے پنجاب کے اندر جعلی ڈاکٹرز پیدا کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب وہ ہاؤس میں ہوں گے تو میں ان کو کہہ دوں گا۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 809 جناب ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے۔

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کیا ایک محکمے کی پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ ہاؤس میں کہہ سکتی ہیں کہ میں نے اس سوال کا جواب نہیں دینا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے یہ نہیں کہا۔ شاہ صاحب نے کہا ہے کہ میں ان سے جواب نہیں لینا چاہتا۔ انھوں نے اعتراض نہیں کیا۔ وہ تو جواب دینے کے لئے حاضر ہیں۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! انھوں نے کہا ہے کہ میں جواب نہیں دوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ جواب دینے کے لئے تیار تھیں لیکن شاہ صاحب نے کہا کہ میں منسٹر صاحب کا انتظار کروں گا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ اس پر رولنگ دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جب یہ سوال پیدا ہو تو میں رولنگ دوں۔ جب وہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں تو میں کیسے رولنگ دوں۔ وہ جواب دینے سے انکار تو نہیں کر رہیں۔ راجہ صاحب! انھوں نے جواب دینے سے انکار نہیں کیا بلکہ شاہ صاحب کی مرضی کی وجہ سے جواب نہیں دے رہیں۔ چونکہ شاہ صاحب چاہتے ہیں کہ ہیلتھ منسٹر جواب دیں۔ Any how ان کی خواہش کے مطابق اسے pending کر دیا گیا ہے۔ اگلی تحریک جناب ارشد بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کر چکا ہوں۔ اب وزیر انڈسٹری نے اس کا جواب دینا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: چیمہ صاحب! کہہ دیو کہ میرے کول اس دا جواب نہیں اے۔

صوبہ میں سی این جی سٹیشن کے قیام کے لئے این او سی حاصل کرنے کے بارے میں وزیر اعظم کے احکام پر عملدر آمد نہ ہونا

(۔۔۔جاری)

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میرے کول اس دا جواب ہے۔یہ سمری ہمارے پاس آئی تھی۔وزیر اعلیٰ صاحب نے یہ سمری منظور کر کے متعلقہ محکموں کو بھیج دی ہے اورCNG سٹیشن لگانے میں جو مشکلات پیش آ رہی ہیں ان میں جو ممکن تھیں انھیں ختم کر کےCNG سٹیشن لگانے کے لئے آسان طریق کار وضع کیا گیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار یہ تھی کہ بیرون ملک سے جو پاکستانی سرمایہ کار پاکستان میں سرمایہ کاری کرتے ہیں۔یہاں پر ایکCNG سٹیشن لگانے کے لئے کروڑوں روپے خرچ ہوتے ہیں۔جب وہCNG سٹیشن کے لئےapply کرتے ہیں تو انھیں12 محکموں سےNOC لینے پڑتے ہیں۔یقین کیجئے کہ ہر ڈیپارٹمنٹ منہ کھول کر بیٹھا ہوتا ہے اور رشوت کے بغیر کوئی بھی این او سی جاری کرنے کے لئے تیار نہیں ہے۔اب بیرونی سرمایہ کاروں نے وزیر اعظم کے سامنے یہ سوال اٹھایا کہ ہم اس ملک میں سرمایہ کاری کرتے ہیں لیکن ہمیں یہاں پر یہ یہ مسائل آتے ہیں۔جس پر وزیر اعظم نے ان لوگوں پر مہربانی کرتے ہوئے یہ آرڈر کر دیا کہ صرف تین محکموں سےNOC لیا جائے ان میں Exclusive Department, HDIP Department and TMA ہیں۔ان کے علاوہ کسی بھی ڈیپارٹمنٹ سےNOC لینے کی ضرورت نہیں ہے۔اب یہ سمری سیکرٹری انڈسٹری کے پاس پڑی ہوئی ہے۔لہذا یہ واضح جواب دیں کہ وزیر اعظم نے جو کہا تھا کیا حکومت پنجاب نے ان کے مطابق آرڈر کر دیئے ہیں یا جیسے انھوں نے کہا کہ ہم نے کافی حد تکrelief دے دیا ہے، یہ کافی حد تک کی بات نہ کریں بلکہ واضح طور پر اسمبلی میں فرمائیں کہ وزیر اعظم نے جو آرڈر کئے تھے حکومت پنجاب نے اس کے مطابق آرڈر جاری کر دیئے ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اگر معزز رکن اپنی تسلی کرنا چاہتے ہیں تو ہمارے پاس سمری موجود ہے۔ انھوں نے کسی شق کو دیکھنا ہے کہ وزیر اعظم صاحب نے جو direction بھیجی تھی موجودہ آرڈر اس کے مطابق ہیں یا نہیں تو یہ جب چاہیں میرے پاس آکر دیکھ سکتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کتنی بڑی سمری ہو گی یہ پڑھ دیں۔ میری تو تحریک التوائے کار بھی یہی تھی کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم نے اس کے عین مطابق کیا ہے اور انھیں تمام سہولتیں دے دی ہیں جو آپ چاہتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وزیر موصوف on the floor of the House صرف اتنا کہہ دیں کہ وزیر اعظم نے جو directions دی تھیں حکومت پنجاب نے ان کے مطابق سمری پاس کر دی ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چیمہ صاحب!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! ان کے متعلق جتنی بھی queries تھیں ان میں سے کچھ ایسی تھیں جو حکومت پنجاب نہیں کرنا چاہتی تھی۔ باقی ہم نے کر کے لوکل گورنمنٹ کو بھیج دی ہیں چونکہ یہ لوکل گورنمنٹ کے ہی متعلقہ تھی۔ یہ سمری پاس ہو کر مورخہ 28۔ستمبر کو چلی گئی تھی۔ میں نے یہی وعدہ کیا ہے کہ اگر ان کو پوری تفصیل چاہئے تو یہ آکر دیکھ سکتے ہیں کہ کن کن چیزوں کی تخفیف کی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب ہے کہ وزیر اعظم صاحب کی directions کے عین مطابق ہے؟

وزیر صنعت: بالکل جی۔ بہترین پالیسی بنائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ وزیر اعظم کی پالیسی کے مطابق ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جو آپ نے فرمایا ہے منسٹر صاحب کو چاہئے کہ وہ بھی اسی طرح جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: انھوں نے یہی کہا ہے کہ وزیر اعظم کی direction کے عین مطابق ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: نہیں۔ انھوں نے یہ نہیں کہا بلکہ انھوں نے کہا ہے کہ ہم نے بڑی اچھی

پالیسی بنائی ہے۔ میری درخواست ہے کہ جیسے آپ نے فرمایا ہے کہ وزیر اعظم نے انھیں جو نوٹیفکیشن جاری کیا ہے کیا حکومت پنجاب نے اسی کے مطابق پالیسی بنائی ہے؟ صرف یہ بتادیں یا پھر پوری سمری پڑھ دیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ پالیسی اس سے بھی بہتر بنائی گئی ہے۔ اس میں کچھ چیزیں رہ گئی تھیں ہم نے وہ بھی ٹھیک کر کے بنائی ہے۔ لہذا وزیر اعظم کی پالیسی سے بھی یہ بہتر پالیسی آئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بگو صاحب! یہ تو ان سے بھی ایک قدم آگے بڑھ گئے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، درست ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 715 ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان، سید حسن مرتضیٰ اور حاجی محمد اعجاز کی طرف سے ہے۔

الفلاح بلڈنگ لاہور میں بینولنٹ فنڈ سے تعمیر کئے گئے سنیما کا کرایہ وصول نہ کرنے سے محکمہ کو ماہانہ لاکھوں روپے کا نقصان

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب کے عام سرکاری ملازمین کی تنخواہوں سے ہر ماہ بنولینٹ فنڈ کی مد میں مختلف شرح سے کٹوتی کی جاتی ہے۔ ان کی اس کٹوتی کی رقم سے الفلاح بلڈنگ بنائی گئی۔ الفلاح بلڈنگ کے اندر الفلاح سنیما ہے جو کہ ایک پرائیویٹ پارٹی کو ماہانہ کرایہ کی بنیاد پر دیا ہوا ہے۔ مگر اس سنیما کا کرایہ دار ماہانہ کرایہ اس کی انتظامیہ کو جمع کروا رہا ہے اور نہ ہی انتظامیہ اس سے کرایہ وصول کرنے میں مخلص ہے بلکہ انتظامیہ نے اس کو کافی کرایہ معاف بھی کیا ہے۔ جو کہ انتظامیہ ایسا کرنے کی مجاز بھی نہ تھی۔ ہونا تو چاہئے تھا کہ انتظامیہ سنیما ہال کے ٹھیکے دار کے خلاف کرایہ جمع نہ کروانے پر قاعدہ و قانون کے مطابق ایکشن لیتی۔ اس کا ایگریمنٹ کینسل کرتی اور یہ سنیما ہال کسی دوسری پارٹی کو دیتی مگر ایسا نہ کر کے انتظامیہ نے اس کرایہ دار کی سرپرستی کی ہے جس کی وجہ سے حکومت کے خزانہ کو لاکھوں روپے کا ماہانہ کی بنیاد پر نقصان ہو رہا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے بڑا اچھا point out کیا ہے۔ اس میں حکومت کا اپنا interest ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس میں کوئی کوتاہی کریں۔ اس میں صوبائی بہبود فنڈ بورڈ حکومت پنجاب بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے تحت وجود میں آیا اور بورڈ نے 1962 میں الفلاح بلڈنگ تعمیر کرائی۔ صوبائی بہبود فنڈ کے تمام اخراجات حکومت پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں سے ملنے والے بہبود فنڈ کی کٹوتی، بلڈنگ کے کرایہ اور ایل ڈی اے پلازہ کے سالانہ منافع سے ملنے والی رقوم سے پورے کئے جاتے ہیں۔ اس میں فنڈ حکومت پنجاب کے ملازمین اور اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے اور قوانین کے مطابق استعمال کئے جاتے ہیں اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔ الفلاح بلڈنگ لاہور میں الفلاح تھیٹر بھی ہے اور الفلاح سنیما کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے بورڈ کی اجازت سے اخبارات میں اشتہار دیا گیا۔ مورخہ 28۔ ستمبر 2000 کو open bidding کے ذریعے مبلغ 2 لاکھ 51 ہزار روپے ماہانہ علاوہ خرچہ بجلی وایئر کنڈیشن وغیرہ پر میسرز فی ایٹ انٹر پرائز کو دیا گیا۔ الفلاح سنیما کو مورخہ 5۔ اپریل 2002 کو پنجاب حکومت کی اجازت کے بعد مورخہ 03-06-03 کو واپس لے لیا۔ الفلاح تھیٹر کا ٹھیکے دار مقرر کردہ کرایہ جمع کروا رہا ہے مگر ٹھیکے دار نے کاروبار بند رہنے کی وجہ بتاتے ہوئے اس عرصہ کا کچھ کرایہ جمع نہیں کرایا۔ انتظامیہ اس سلسلہ میں فائنل نوٹس میسر فی ایٹ انٹر پرائز کو لیگل ایڈوائزر بی ایف کے مشورے سے جاری کر چکی ہے۔ الفلاح انتظامیہ نے مدعی کے حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کی درخواست پر ہمدردانہ غور کرنے کا وعدہ کیا۔ جس پر بورڈ نے تین ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جو اس معاملے پر غور کر کے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

جناب والا! ٹھیکے دار کے ذمے 28 لاکھ 14 ہزار روپے صوبائی بہبود فنڈ کے بقایا جات واجب الادا ہیں۔ بورڈ انتظامیہ اس سلسلے میں پہلے بھی لیگل ایڈوائزر کے مشورے سے چار نوٹس جاری کر چکی ہے۔ تاہم مندرجہ بالا کمیٹی کی رپورٹ آنے پر قانون کے مطابق کارروائی عمل میں لائی جائے گی۔

جناب سپیکر! کمیٹی کا نوٹیفکیشن میرے پاس موجود ہے۔ 21-06-2000 کو یہ کمیٹی بنائی گئی ہے۔ اس کمیٹی میں تین آدمی شامل ہیں۔ مسٹر قیصر سلیم۔ مسٹر آفتاب احمد۔ ایڈمنسٹریٹو آفیسر اس کے سیکرٹری ہیں اس کے علاوہ ملک اعجاز احمد اس کمیٹی کے ممبر ہیں۔ چار ممبروں پر مشتمل ایک کمیٹی بنائی گئی ہے اور انہوں نے اس مسئلے پر پانچ میٹنگیں بھی کی ہیں۔ ان حالات کو مدنظر رکھتے ہوئے

کرایہ وصولی کے لئے حکومت پنجاب پوری کاوشیں کر رہی ہے۔ میں نے جو فائنل رپورٹ اس سوال آنے کے بعد لی ہے اس کے مطابق یہ معاملہ انشاء اللہ ایک مہینے کے بعد solve ہو جائے گا اور بقایا جات بھی جمع کروا دیئے جائیں گے۔ میں اپنے فاضل دوست کو بھی اس بات کی تسلی کرواتا ہوں کہ اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہیں برتی جائے گی۔ کیونکہ یہ ہمارے اپنے مفاد کا معاملہ ہے اس میں گورنمنٹ کیسے کوتاہی برت سکتی ہے اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے آپ کی وساطت سے یہ گزارش کروں گا کہ وہ اس تحریک کو پریس نہ کریں۔

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب والا! وزیر موصوف کا مشکور ہوں کہ انہوں نے اس مسئلے پر assurance دلائی ہے۔ یہ غریب ملازمین کے فنڈز کا معاملہ ہے۔ پہلے ان کا جواب ہوتا تھا کہ یہ ایک سنیما ہے اور سنیما انڈسٹری تباہ ہو گئی ہے اس لئے وہ کرایہ نہیں دے سکتے۔ اب تو وہاں پر تھیٹر چل رہا ہے اور نرگس کے ڈرامے لگتے ہیں اور وہاں پر جو ایم پی ایز جاتے ہیں ان کو بھی وہ رعایت نہیں کرتے۔ ایک ہزار سے تین ہزار روپے کا ٹکٹ ہے اس لئے جلد از اجلد ان سے سارے پیسے وصول کئے جائیں اور اگر وہ پیسے نہ دیں تو ان کا agreement منسوخ کر دیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرے خیال میں وزیر موصوف کے تفصیلی جواب کے بعد اور وزیر موصوف نے یہ یقین دہانی بھی کروائی ہے کہ ایک ماہ کے اندر تمام معاملات درست ہو جائیں گے محرک اس کو پریس نہیں کرتے اور یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اس کے بعد محترمہ کنول نسیم صاحبہ!

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے۔

سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں دو اہم حوالوں سے آپ کی وساطت سے گورنمنٹ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ایک تو ہماری حکومت نے ڈی اے پی کھادوں پر جو subsidy دی ہے ان قیمتوں پر کسانوں کو ابھی تک کھاد نہیں مل رہی۔ اس سلسلے میں، میں یہ چاہتا ہوں کہ ہماری حکومت کو کوئی موثر اقدامات اٹھانے چاہئیں تاکہ ہماری گندم کی فصل اور آلو کی فصل

کو نقصان نہ پہنچے، اس سے ہمارے صوبے کو ملک کو نقصان نہ پہنچے، اس سے ذخیرہ اندوز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔

جناب والا! دوسرا میں یہ عرض کروں گا کہ پرسوں میں نے اخبار میں ایک خبر پڑھی تھی کہ انڈیا میں rice producing countries کی ایک کانفرنس ہوئی ہے جس میں پاکستان کو نہیں بلایا گیا۔ اس کانفرنس میں ہمیں نہ بلا کر ہماری باسمتی چاول کی جو قسم ہے اس کو export یا patent کروانے میں ہمارے لئے آئندہ بہت سے مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ یہ مسائل خصوصاً پنجاب کے لئے ہوں گے۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اس سلسلے میں ہماری حکومت کو مؤثر اقدامات اٹھانے چاہئیں اور یہ بھی معلوم کرنا چاہئے کہ وہ کون سی وجوہات ہیں جن کی بنیاد پر ہمیں اس کانفرنس میں نہیں بلایا گیا۔ اس سے ہمارے صوبہ پنجاب کو نقصان ہو سکتا ہے۔ کیونکہ یہ باسمتی جو پیدا ہوتی ہے یہ ہمارے صوبہ پنجاب میں ہوتی ہے اور یہ اتنا اچھا چاول ہے کہ اس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی۔ اگر خدانخواستہ اس کی export میں کسی دوسرے ملک نے edge money لے لی تو ہمارے صوبہ پنجاب کو اور بالخصوص ہمارے کسانوں کو اس کا نقصان ہوگا۔ یہ پورے ملک کا نقصان ہے اس لئے میں اس سلسلے میں حکومت کی توجہ چاہتا ہوں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر زراعت اس بارے میں کوئی وضاحت کریں گے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! میں اپنے دوست کا مشکور ہوں کہ انہوں نے ایک اہم نکتے کی طرف توجہ دلائی۔ اس ہاؤس کی اطلاع کے لئے میں یہ عرض کروں گا کہ فیڈرل گورنمنٹ نے اس سلسلے میں انتہائی اچھا step لیا ہے اور کسانوں کی ویلفیئر کے لئے انہوں نے اس کی قیمت کو reduce کیا ہے۔ پرسوں ایک high powered meeting اسلام آباد میں ہوئی ہے اور اس کے مطابق تمام فیصلے ہو گئے ہیں اور کھاد کی قیمتوں میں جو کمی ہوئی ہے اس کے بارے میں بھی یہ فیصلہ ہوا ہے کہ ہر کمپنی روزانہ اخبارات میں اشتہار دے گی اور اس میں یہ چارٹ شائع کروائے گی کہ یہ اس کی پہلی قیمت تھی اور اب یہ نئی قیمت ہے۔ ہم نے ان سے یہ بھی کہا ہے کہ فرٹیلائزر میں ہمارے پاس کوئی delegation of powers نہیں ہیں لیکن وہ محکمہ زراعت کو لکھ کر بھیج رہے ہیں کہ ہم آپ کو empower کر رہے ہیں ہم نے بھی آگے انتظامیہ کو کہہ دیا ہے۔ اس کے علاوہ جو ڈیلرز ہیں میرے دوست اگر آج یا کل پتا کریں تو یہ سب کچھ regularize ہو گیا ہے اور جو کمی واقع ہوئی اس کے مطابق خرید و فروخت ہو رہی ہے اور جو کوئی اس کی خلاف ورزی کرے گا تو قانون کے مطابق اس

کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باسمتی چاول کے بارے میں نہیں بتایا۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! کھادوں کے بارے میں یہ بتادیں کہ یہ کب تک یہ نئی قیمتیں enforce کرلیں گے۔یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ ہم کررہے ہیں۔اگر ہماری فصل کاشت ہو گئی اوراس کے بعد اگر کھادوں کی قیمتوں میں کمی واقع ہوئی تواس سے ہمارے کسان کو کیا فائدہ ہوگا؟

وزیر زراعت: جناب والا! کھاد تو مارکیٹ میں مل رہی ہے اور یہ ہو نہیں رہابلکہ اس کی implementation بھی ہو گئی ہے اور اگر کوئی شکایت آئے اورآپ کے پاس کوئی اس قسم کی اطلاع ہے توآپ مجھے بتائیں۔آپ فیلڈ میں جائیں اور دیکھیں اس وقت کھاد مارکیٹ میں میسر ہے۔جو نئے ریٹ مقرر کئے گئے ہیں اس کے مطابق کھاد میسر ہے۔ہم اخبارات میں بھی دے رہے ہیں کہ اب کھاد کی یہ قیمت ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر موصوف سے یہ عرض کروں گا کہ ایک بات میرے نوٹس میں بھی آئی ہے کہ کھادوں کی قیمت واقعی گر گئی ہے لیکن اب جو آڑھتی ہیں وہ اس کو en bloc خرید رہے ہیں اور وہ خرید کر اس کو dump کریں گے پھر اس کو مہنگے داموں میں بیچیں گے۔اس بات پر بھی آپ نظر رکھیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔جی،ہم اس کو بھی دیکھیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بڑی اہم بات ہے۔میرے نوٹس میں آئی ہے اس لئے میں آپ کو بتارہا ہوں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی،فرمائیں!

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! ہمارے معزز دوست نے جو بات اور نشاندہی کی ہے ایک تو یہ کہ کھاد کسانوں تک ان داموں میں نہیں پہنچ رہی جو حکومت نے نئی قیمتیں مقرر کی ہیں۔دوسرا انہوں نے یہ کہا ہے کہ باسمتی چاول کے متعلق انڈیا میں جو کانفرنس ہوئی ہے اس میں پاکستان کو نہیں بلایا

گیا یہ دونوں باتیں حکومت کی ناکامی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ انہوں نے نشاندھی کی ہے لیکن لودھی صاحب نے اس کا گول مول جواب دیا ہے۔ میری ان سے یہ گزارش ہے کہ اس وقت تحاریک التوائے کار چل رہی ہیں اور جب یہ ختم ہو جائیں تو اس کے بعد پوائنٹ آف آرڈرraise کئے جائیں تاکہ آدھ گھنٹے کا جو وقت ہوتا ہے وہ انہی پوائنٹ آف آرڈرز میں نہ گزر جائے۔

وزیر زراعت: جناب والا! یہ گول مول جواب کا کیا مطلب ہوا؟ سنٹرل گورنمنٹ نے کھادوں کی قیمتوں میں کمی کر دی ہے اور اس کی تفصیل اخبارات میں آ رہی ہے اس کی implementation بھی ہو رہی ہے۔ فرٹیلائزر ایکٹ کے تحت ہمارے پاس اتنی پاورز نہیں ہیں لیکن ہم ان سے یہ power of delegation لے رہے ہیں اور ہم اس پر grip بھی کر رہے ہیں کہ اگر فیلڈ میں کسی قسم کی کوئی شکایت ہو تو.Let me know پھر اس کا علاج ہم کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں قیمتیں تو ڈی اے پی کی ساڑھے آٹھ سو روپے تک چلی گئی ہیں۔۔۔

وزیر زراعت: وہ جو دوسرا پوائنٹ آپ نے بتایا ہے.I am grateful to you میں ابھی اس کا نوٹس بھی لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: باسمتی کے بارے میں بھی وضاحت کر دیں وہ کہتے ہیں کہ۔۔۔

وزیر زراعت: جناب والا! باسمتی کا معاملہ انہوں نے ایسا اٹھایا ہے کہ یا تو اس پر کوئی دن مقرر کریں اور میں پھر اس کا تفصیلی جواب دے سکوں۔ یہ تو ایسی بات ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کے نوٹس میں وہ لے آئے ہیں جب زراعت پر بحث ہو گی تو آپ اس کا تفصیلی جواب دے دیں۔

وزیر زراعت: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ کنول نسیم۔716

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خواندگی و غیر رسمی بنیادی تعلیم: جناب والا! باسمتی کے حوالے سے جو issue raise کیا گیا ہے اس کے حوالے سے میں کچھ عرض کرنا چاہوں گا۔ میں اپنے فاضل دوست کی اطلاع کے لئے عرض کرتا ہوں کہ patent registration جو ہے وہ پاکستانی باسمتی کی پہلے ہی ہو چکی

ہے۔ جسے فیڈرل گورنمنٹ رجسٹرڈ کروا چکی ہے اور فیڈرل گورنمنٹ کے علاوہ باسمتی growers کی ایسوسی ایشن کے حوالے سے بھی باسمتی رائس کی پاکستان کی geographic identity کے حساب سے رجسٹریشن ہو چکی ہے۔ لہذا فاضل دوست کی جو پریشانی ہے ایسی صورتحال نہیں ہے جس کے بارے میں وہ پریشان تھے۔ جہاں تک کانفرنسوں میں invite کرنے کا تعلق ہے وہ مختلف حوالوں سے کانفرنسیں ہوتی رہتی ہیں کسی کانفرنس میں بعض ملکوں کو invite کرتے ہیں بعض ملکوں کو نہیں کرتے لیکن WTO کے تحت رجسٹریشن کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! اس سلسلے میں، میں یہ گزارش کروں گا کہ اخبارات میں یہ بات آئی ہے کہ ایران نے پاکستانی باسمتی چاول کی import بند کر دی ہے۔ یہ یقینی طور پر پورے پاکستان اور بالخصوص صوبہ پنجاب کے لئے بڑی تشویش کا مسئلہ ہے۔ ایران پاکستانی رائس کا بہت بڑا امپورٹر ہے۔ اگر وہ امپورٹ نہیں کرے گا تو اس کے نتیجے میں کسانوں کو نقصان ہو گا۔ کیونکہ پھر یہاں پر بھی قیمتیں گر جائیں گی۔ اس کی طرف چودھری جاوید صاحب نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس مسئلے کو بڑا سنجیدگی سے لینا چاہئے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب والا! اس سلسلے میں میرا پوائنٹ صرف اتنا تھا کہ ہماری پنجاب حکومت کو یہ معاملہ وفاقی حکومت کی سطح پر اٹھانا چاہئے۔ خدانخواستہ میرا مقصد تنقید کرنا نہیں تھا۔ اس سلسلے میں توجہ کی ضرورت ہے کیونکہ یہ ہماری انتہائی اہم فصل ہے۔ پاکستان کی total produce کا 60 فیصد چاول پنجاب produce کرتا ہے اور یہ پنجاب کی main export ہے۔

دوسرا جہاں تک ہمارے بھائی جناب وقاص صاحب نے فرمایا ہے کہ ایران نے پاکستان کے چاول پر پابندی لگا دی ہے۔ ایران نے صرف پاکستان پر پابندی نہیں لگائی بلکہ انہوں نے ساری دنیا سے دو ماہ کے لئے import بند کر دی ہے۔ Pakistan is not exclusively بلکہ دو ماہ کے لئے انہوں نے تمام دنیا سے import بند کر دی ہے۔ میں اپنے وزیر موصوف سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ معاملہ وفاقی حکومت کی سطح پر take up کریں اور اس کو WTO کے تحت patent کروانا ہے جس میں پاکستان نے بھی انڈیا کے ساتھ مل کر کیس کیا تھا انڈیا نے اپنا case approve کروا لیا ہمارا انہیں ہوا کیوں نہیں ہوا اور کیسے ہم دوبارہ سے اس معاملے کو take up کر سکتے ہیں تاکہ ہمارا جو باسمتی کا trade name ہے جو کہ پنجاب اور پاکستان کا ہے وہ پوری دنیا میں چلنا چاہئے۔ امریکہ کا یہ حق ہے اور نہ ہی یہ انڈیا کا حق ہے کیونکہ انڈیا کا صرف ایک ڈسٹرکٹ باسمتی پیدا کرتا ہے، ہمارے

پانچ ڈسٹرکٹ پیدا کرتے ہیں میں اس حوالے سے اپنے منسٹر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ وفاقی منسٹری کے ساتھ مل کر اس کیس کو اٹھائیں اور وہاں پر جو 11 تاریخ سے کانفرنس ہو رہی ہے اس پر احتجاج کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر صاحب نے اس بات کو نوٹ کر لیا ہے۔ He will take up this matter before the Federal Government. اور اگر کوئی ایسی بات ہو گی تو He will come back with the statement on the floor of the House.

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ serious معاملہ ہے ہم اس کا نوٹس لیں گے، ہم already نوٹس لے بھی رہے ہیں لیکن correct position تو میں اسی وقت بتا سکتا ہوں جب ان سے رابطہ ہو جائے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: The House must be informed about. انہوں نے یہ جو point raise کیا ہے آپ کسی وقت اس کی وضاحت کر دیں گے۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ایک انتہائی important issue ہے جو ابھی discuss ہو رہا ہے لیکن اس کے اندر جو بہت ہی important بات ہے وہ یہ ہے کہ ہندوستان نے اپنے باسمتی کو سپر باسمتی کی حیثیت سے رجسٹرڈ کروالیا ہے جو بہت ہی خطرناک بات ہے۔ انہوں نے اپنا ٹریڈ سپر باسمتی کی حیثیت سے کرایا ہے جو کہ International Monopoly Control Authority کے پاس پنجاب کو چیلنج کرنا چاہئے تھا کیونکہ پنجاب direct کر سکتا ہے کیونکہ exporters پنجاب کے ہیں۔ نمبر 2، جو ابھی کھاد کی بات ہو رہی ہے اس میں فیڈرل گورنمنٹ نے کمال ریلیف دیا تھا اور retrospective relief دیا تھا لیکن بہت ہی شرم کی بات یہ ہے کہ کھاد کے ڈیلروں نے retrospective relief کو ناجائز طریقے سے اپنے fictitious godown میں اپنے سٹاک دکھا کر claims دائر کئے ہیں اور کسانوں کو actually relief نہیں مل رہا۔ یہ حقیقت ہے اور میں اسے prove کر سکتا ہوں۔ اول تو retrospective relief بہت بڑی بات تھی لیکن retrospective relief کے ساتھ اس کو اسی وقت monitor ہونا چاہئے تھا کہ actually godown میں سٹاک کتنے ہیں تو اس کے بعد جو refund لیا جائے گا وہ پورا لیا جائے گا لیکن کسانوں کو کوئی ریلیف نہیں دیا جا رہا۔ شکریہ

تحاریک التوائے کار

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار نمبر 716 کنول نسیم صاحبہ!

شاہ عالم مارکیٹ (لاہور) میں دس منزلہ عمارت گرنے سے 2 افراد کی ہلاکت

محترمہ کنول نسیم: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلے کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ لاہور شہر کی سب سے بڑی کاروباری مارکیٹ شاہ عالمی لاہور میں 24۔اگست 2006 کو ایک دس منزلہ عمارت گر گئی جس کی وجہ سے اس عمارت کے ملبے کے نیچے آکر دو افراد ہلاک ہو گئے۔ کافی تعداد میں لوگ ملبے کے نیچے دب گئے۔ جن کی حالت شدید خطرناک ہے۔ ملبہ نیچے گرنے سے سڑک پر کھڑی ایک درجن گاڑیاں اور دو درجن موٹر سائیکلوں کے علاوہ پھل فروٹ کی ریڑھیاں اور ٹھیلے بھی تباہ ہو گئے اور عمارت کی دکانوں اور گوداموں میں موجود لاکھوں روپے مالیت کا سامان تباہ ہو گیا۔ اس عمارت کی ساتویں منزل پر ستون توڑ کر عمارت کے ڈیزائن میں تبدیلی کی جا رہی تھی کہ ساتویں منزل کی چھت کا لنٹر گر گیا۔ جس سے نیچے والی عمارت کے ساتھ اوپر والی چار چھتیں بھی گر گئیں۔ عمارت میں بائیس کے قریب مزدور کام کر رہے تھے جن میں سے بیشتر ملبے تلے دب کر شدید زخمی ہو گئے۔ اس عمارت کی تعمیر سے قبل متعلقہ محکمہ کے کسی بھی ذمہ دار افسر نے visit نہ کیا کہ اس عمارت پر جو کام ہو رہا ہے وہ نقشہ کے مطابق ہے یا ہٹ کر کیا جا رہا ہے۔ عمارت کے گرنے کے بعد ملبہ اٹھانے کے لئے کوئی سامان سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور اور دیگر متعلقہ اداروں کے پاس نہیں تھا۔ امدادی ٹیموں کو رسیوں کی مدد سے عمارت کی آخری منزل پر چڑھایا گیا۔ اس کے علاوہ لاہور شہر میں ایسی کافی عمارات بشمول رنگ محل بلڈنگ شامل ہیں جن کی حالت شدید خطرہ میں ہے۔ مگر حکومت ان بلڈنگز کو خالی کروانے اور ان کو گرانے کے لئے کوئی اقدامات نہیں اٹھا رہی ہے۔ یہ سب کچھ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے متعلقہ ذمہ داران افسران کی نااہلی اور ملی بھگت سے ہو رہا ہے۔ یہ لوگ لاکھوں افراد کی جانوں سے کھیل رہے ہیں۔ اتنے بڑے حادثے کے باوجود واقعہ کے ذمہ دار سرکاری ملازم یا بلڈنگ مالکان کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی ابھی تک نہ کی گئی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی

اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ محترمہ نے اپنی تحریک التوائے کار میں جن امور کی نشاندہی کی ہے وہ ایک نہیں ہے بلکہ بے شمار معاملات کو انہوں نے یکجا کر کے اس معزز ایوان میں پیش کیا ہے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ انہوں نے ایک بلڈنگ حادثے کے متعلق بات کی ہے۔ یہ درست ہے کہ ایک حادثہ پیش آیا۔ انہوں نے اپنی تشویش کا اظہار یہ کیا کہ متعلقہ محکمے کے کسی افسر کے خلاف کوئی کارروائی نہ کی گئی ہے۔ میں عرض کرنا چاہتا ہوں کہ:

1۔ نہ صرف یہ کہ متعلقہ محکمہ کے افسروں کو معطل کیا گیا ہے بلکہ اس سلسلے میں مالکان اور سرکاری ملازمین کے خلاف criminal cases بھی رجسٹر کئے گئے ہیں۔

2۔ جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا ہے کہ رنگ محل کی بلڈنگ اور کئی اور عمارتوں کا ذکر تو نہیں کیا لیکن انہوں نے نشاندہی کی کہ وہ اب بھی ایسی حالت میں ہیں کہ جن کو خطرناک declare کیا گیا تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ گزارش کرتا ہوں کہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے لاہور کی تقریباً 500 عمارتوں کو dangerous declare کیا ہے اور ان کے مالکان کو یہ نوٹسز دیئے ہیں کہ یا تو ان کی مرمت کروائی جائے یا یہ evacuate کئے جائیں لیکن میں یہاں تھوڑی سی یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ لاہور شہر میں پراونشل گورنمنٹ کی طرف سے پرانی عمارتوں کی از سر نو rehabilitation کا پروگرام شروع کیا جا رہا ہے اور اس کے لئے باقاعدہ طور پر فنڈز بھی مختص ہو چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر جلد کام بھی شروع ہونے والا ہے۔ انہوں نے یہاں پر یہ بھی فرمایا کہ جب یہ حادثہ پیش آیا تو اس وقت سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس ریسکیو کا کوئی ایسا طریق کار نہیں تھا تو میں ان کی اطلاع کے لئے یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی دو تین دن پہلے لاہور شہر میں disaster management کے حوالے سے باقاعدہ ایک ادارہ بھی قائم کیا جا رہا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ یہ ایک بہت بڑی خامی جو زلزلے کے وقت اور اس کے بعد اس قسم کے حادثات کے وقت جو سامنے آئی تھی اس کو بھی اب پورا کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ میں یہاں یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات کا بالکل ادراک ہے کہ ہماری ٹاؤنز اور even ہماری ڈسٹرکٹ گورنمنٹس کے پاس high rise buildings کے نقشوں کی منظوری اور اس کے بعد quality of construction کو مسلسل طور پر مانیٹر کرنے کے لئے کوئی ایسا affective نظام نہیں تھا اس کے لئے بھی ہم نیا ضابطہ لا رہے ہیں جس کے لئے چیف منسٹر صاحب نے ایک کمیٹی قائم کی تھی جس میں high rise buildings کے لئے model building by laws ترتیب دینے کے لئے انہیں کہا تھا وہ ہمارے مکمل ہو چکے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ چند دنوں میں ہم انہیں notify کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ پورے پنجاب میں جو ہمارے پانچ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹس بنے ہیں ان میں high rise buildings کے نقشے منظور کرنے کے لئے بھی ہم اس پر غور کر رہے ہیں کہ کیا ان کو پراونشلائز کر دیا جائے کیونکہ ہمیں یہ شکایت ملی ہے کہ ٹی ایم اے کی سطح پر ایک تو manpower نہیں ہے اور ان کی اتنی capacity نہیں ہے کہ اتنی بڑی عمارات کے نقشوں کو تکنیکی بنیادوں پر دیکھ سکیں تو اس کے لئے بھی ہم غور کر رہے ہیں تو یہ ساری جو developments ہوئی ہیں وہ جواب میں باقاعدہ میرے پاس موجود ہیں چونکہ یہ بہت تفصیلی بات ہے تو میں محترمہ سے یہ گزارش کروں گا کہ جن افسران کے خلاف کارروائی ہوئی ہے، محکمے نے اس وقت تک جو criminal cases رجسٹر کئے ہیں اور اس کے علاوہ model building by laws اور اس وقت ہم نے disaster management کے حوالے سے جو ادارہ قائم کیا ہے اس کی کارکردگی کے حوالے سے ڈیپارٹمنٹ نے مجھے brief دیا ہے میں انہیں دے دوں گا، اس کو دیکھ لیں مجھے یقین ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مطالعہ کے بعد ان کو کم از کم اس بات کی تسلی ضرور ہو جائے گی کہ گورنمنٹ نے اس سلسلے میں نوٹس لیا اور گورنمنٹ آئندہ اس قسم کے حادثات سے بچنے کے لئے اقدامات کر رہی ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میری تحریک پر بہت اچھا جواب آیا اور ہم اس بات پر اتفاق کرتے ہیں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب ہنگامی طور پر کام کر رہے ہیں لیکن میں صرف اس بات کو یقینی بنانا چاہتی ہوں کہ رنگ محل میں جو خطرناک بلڈنگ ہے اس کو کب تک گرایا جائے گا۔ مطلب ہے کہ بہت بڑا حادثہ ہو سکتا ہے اور کسی وقت بھی بارش ہو سکتی ہے لیکن میں آپ کو یقین سے کہتی ہوں کہ وہاں لوگ visit کرنے جاتے ہیں اور اس کے بعد واپس آ جاتے ہیں۔ مجھے بتائیں کہ وہ کب تک

گرائی جائے گی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! کوئی بھی بلڈنگ demolish کرنے کے لئے ایک قانونی طریق کار ہے تو میں یہ چیک کر کے بتا سکتا ہوں کہ اگر اس بلڈنگ کی demolishing کے آرڈر ہو چکے ہیں، میں یہ confirm نہیں کہہ سکتا کہ اس کی demolishing کے آرڈرز ہوئے ہیں کیونکہ declare dangerous کرنا، اس کی rehabilitation کرنا اور جس طرح میں نے کہا ہے کہ ہم باقاعدہ ایک ادارہ بنا رہے ہیں اس کو فنڈز بھی مختص کر دیئے گئے ہیں جو repairs کے لئے اندرون شہر کی خطرناک بلڈنگز کے لئے ہیں، تو رنگ محل کا کیس ہم علیحدہ سے دیکھ لیتے ہیں۔ میں یہ چیک کر کے بتا سکتا ہوں کہ اگر اس کی demolishing کا process شروع ہوا ہے تو کس stage پر ہے تو پھر میں محترمہ کو اس بارے میں تفصیل سے بتا سکتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اندرون شہر جو بلڈنگ گری ہے اس کے حوالے سے بہت اہم بات فاضل ممبر صاحبہ نے پیش کی ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایل ڈی اے کی ایک کمیٹی نے سینکڑوں کی تعداد میں ایسی بلڈنگز کی نشاندہی کی ہے کہ جو بغیر نقشے کے بنائی گئی ہیں، وہاں پر پلازے بنائے گئے ہیں اور وہاں پر ایک پلازہ مافیا وجود میں آ چکا ہے۔ میں آپ کی وساطت سے جناب وزیر سے بھی گزارش کروں گا کہ جو سینکڑوں بلڈنگز بغیر نقشہ منظور کرائے بنائی گئی ہیں، کمیٹی نے ان کے خلاف کارروائی کرنے کی سفارش کی ہے لیکن کسی کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کی گئی۔ میں گزارش کروں گا کہ اس کو بھی take up کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ علاؤالدین صاحب!

پوائنٹ آف آرڈر

سبسڈی پر مقرر کردہ قیمت پر ڈی اے پی کھاد کی عدم دستیابی

(---جاری)

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں نے ابھی گزارش کی تھی۔ اس لئے میں معزز منسٹر صاحب کو سننا چاہتا تھا۔ میں نے کہا ہے کہ کھاد پر retrospective effect دیا گیا ہے۔ اس پر حکومت پنجاب کیا کر رہی ہے اور جو بھارت نے سپر باسمتی کی حیثیت سے International Monopoly

Control Authority میں رجسٹریشن کرالی ہے، اس کے لئے حکومت کا کیا stance ہے۔ انھوں نے جواب نہیں دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ اس بارے میں خاص طور پر بتائیں کیونکہ اس طرح تو کھاد ملے گی ہی نہیں۔ آپ ان سے کہہ دیں کہ جواب تو دے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! ابھی یہ پرسوں کی بات ہے۔ ہم examine کریں گے کہ اس کا اثر ہوا ہے یا نہیں ہوا۔ میری اطلاع کے مطابق لوگوں کو کھاد مل رہی ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ ابھی جواب دیں تو ابھی جواب یہ ہے کہ تمام انتظامیہ کام کر رہی ہے۔ محکمہ زراعت اس کو pursue کر رہا ہے۔ تمام rates اخباروں میں آ رہے ہیں اور ہمیں کسی سے کوئی شکایت نہیں ملی۔ اگر حاجی صاحب کو ملی ہے تو ابھی میں کمرے میں جاؤں گا تو براہ مہربانی مجھے بتائیں تو میں اسی وقت اس کا نوٹس لے لیتا ہوں اور کل یا پرسوں آپ کو بتا دیتے ہیں کہ کیا پوزیشن ہے۔ انھوں نے reduce کیا ہے یہ بہت اچھا قدم ہے۔ یہ بات کسانوں کے حق میں گئی ہے ہم اس کو یقینی بنائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ ان کو یہ کہہ دیں کہ جو stocks دیئے گئے ہیں جن کے اوپر ان ڈیلروں نے refund مانگا ہے۔ وہ اسمبلی میں بتا دیں کہ کتنے stocks ہیں۔ میری گزارش یہ ہے کہ stocks کے اوپر refund مانگا جا رہا ہے اور وہ کسانوں کو pass on نہیں ہو رہا۔ فیڈرل گورنمنٹ پیسا بھی دے رہی ہے لیکن اس کو ریلیف end user کو نہیں مل رہا۔ میری صرف یہی گزارش ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس چیز کا refund نہیں ہو رہا۔ انھوں نے DAP کھاد کی قیمت مقرر کی ہے۔ اس پر عمل ہو رہا ہے جو زمیندار ہیں ان کو -/850 روپے کی مل رہی ہے۔ اس میں ڈیلرز کا کیا واسطہ ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! کھاد نہیں مل رہی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو remote areas میں پہنچ گئی تو یہاں کیوں نہیں مل رہی۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جو stocks پر refund مانگا جا رہا ہے، وہ fictitious مانگا جا رہا ہے۔ وہ مال stock میں نہیں تھا۔ وہ مال already high price پر بک چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر stock کی تو بات ہی نہیں ہے۔آپ نے زمیندار کو 850 کی دینی ہے اور 250 کی کمی سے دینی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، کلو صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! شیخ صاحب بات کر رہے ہیں کہ ڈیلرز فراڈ کر رہے ہیں۔ چونکہ retrospective effect پر گورنمنٹ نے ایک ریلیف دیا تھا۔ اس پر وہ compensation اور پیسے مانگ رہے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان ڈیلروں کو چیک کرنے کے لئے، اس فراڈ کو چیک کرنے کے لئے پنجاب گورنمنٹ کیا کر رہی ہے۔ان کا یہ issue ہے۔یہ کہتے ہیں کہ ریلیف پہنچ رہا ہے لیکن ڈیلرز کا، پنجاب گورنمنٹ کیا کر رہی ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! یہ availability اور shortage کی بات کر رہے ہیں یا ان کے stock کے بات کر رہے ہیں۔ اگر ان کے stock کی بات ہے تو یہ فیڈرل گورنمنٹ کے متعلقہ ہے۔ وہ اس کو examine کر رہے ہیں۔ان کو وہ لکھ کر دے رہے ہیں۔ میں تو اس بات کو یقینی بناؤں گا کہ جو قیمت announce ہوئی ہے اس قیمت پر بازار میں available ہے یا نہیں ہے۔اگر وہ available نہیں ہو گی تو ہم کوئی قدم اٹھائیں گے۔یہ جو فراڈ کا کہہ رہے ہیں تو یہ میرے علم میں بھی نہیں ہے۔ ہم ابھی فیڈرل گورنمنٹ کو convey کریں گے کہ یہ فراڈ ہو رہا ہے۔انھوں نے اس کی قیمت دینی ہے۔ ہم نے -/850 روپے یا جو -/250 روپے کمی ہوئی ہے۔ ہم نے اس کو یقینی بنانا ہے اور یہ بھی یقینی بنانا ہے کہ اس کی availability رہے۔اگر یہ وہ کرنا چاہتے ہیں تو پھر مجھے ٹائم دیں تو ہم فیڈرل گورنمنٹ سے رابطہ قائم کر سکتے ہیں۔ اگر ان کو پتا ہے اور حاجی صاحب کہتے ہیں کہ available نہیں ہے تو ہمیں بتائیں۔اس وقت آلو کا سیزن چل رہا ہے اور آلو بوئے جا رہے ہیں۔ گندم کا موسم شروع ہو رہا ہے۔ کھاد available ہے اگر کہیں پر نہیں مل رہی تو ابھی میں کمرے میں جا رہا ہوں تو مجھے بتائیں کہ کہاں نہیں مل رہی؟

جناب محمد عامر اقبال شاہ: جناب سپیکر! وزیر زراعت اپنے زراعت افسروں پر مشتمل ایک ٹیم ہر ضلعے میں بنا دیں جو جا کر کھاد کے ریٹ چیک کرے۔ جس طرح یہ pesticides کے samples چیک کرتے ہیں اسی طرح یہ جا کر کھاد کے ریٹ چیک کریں۔یہ ہر ضلعے میں ایک

شکایت سنٹر بنائیں۔ اگر کسی کو اعتراض ہے تو وہ اس شکایت سنٹر میں اپنی شکایت درج کرائے کہ ہمیں فلاں جگہ پر کھاد کا صحیح ریٹ نہیں مل رہا اور یہ کھاد کے صحیح ریٹ کو یقینی بنائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایم پی ایز by virtue یہ چیک کر سکتے ہیں۔ اگر ایسی بات ہے تو وہ رپورٹ کریں۔ اس میں کوئی ٹیم بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ ایم پی اے ہیں، آپ نمائندہ ہیں۔ اگر آپ کے علاقے میں عمل نہیں ہو رہا ہے تو آپ رپورٹ کریں اس پر عمل ہو جائے گا۔ آپ اپنے اختیارات کسی اور کو کیوں دیتے ہیں آپ بااختیار ہیں، یہ ہاؤس بااختیار ہے، میں آپ کو اختیار دے رہا ہوں۔ آپ جائیں اور کریں۔

جناب محمد عامر اقبال شاہ: شکریہ۔ جناب سپیکر!

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی کہ آپ نے اپنے اختیارات کا استعمال کیا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ہاؤس کا اختیار استعمال کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: آپ اس اختیار کو legal cover کیسے دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ legal cover ہے۔ یہ اسی ہاؤس میں discuss ہو رہا ہے اور ایم پی اے کا یہ حق ہے کہ وہ بحیثیت ایک نمائندہ جا کر چیک کرے اور اگر عمل نہیں ہو رہا تو وہ گورنمنٹ کو رپورٹ کرے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ جتنی دیر آپ کسی معاملے پر legislation نہ کریں، اس کو آپ cover نہیں دے سکتے۔ آپ نے ایک Administrative Order کر دیا ہے کہ ایم پی اے جائیں اور جا کر کھاد چیک کریں۔ فرض کریں کہ میں جاتا ہوں تو وہ کہتا ہے کہ تم کس اتھارٹی سے یہ چیک کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ نے ان کو کچھ نہیں کہنا بلکہ آپ نے منسٹر کو رپورٹ کرنی ہے کہ یہ عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ وہ عملدرآمد کرا دیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں postman نہیں ہوں کہ آپ کا خط وہاں سے یہاں پہنچانا ہے۔ If I don't have any administrative authority تو میرا جانے کا فائدہ

نہیں ہے۔ ممبر صاحب نے صحیح بات کی ہے کہ آپ ایک legislation کے ذریعے ایسا کریں تاکہ ایم پی اے چیک کر سکیں۔ اس طرح ہمارا مذاق نہ اڑوائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب آپ کی بات بالکل بجا ہے۔ وہ صورت اس وقت پیدا ہو گی جب کوئی ایسی شکایت سامنے آئے گی پھر ہاؤس کمیٹی بنائے گا۔ ابھی تو ابتدائی سٹیج ہے۔ آپ پہلے چیک تو کریں آیا قیمتیں کم ہوئی ہیں یا نہیں ہوئیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! علاؤالدین صاحب کا بڑا valid point تھا۔ انھوں نے کہا ہے کہ جو stocks تھے۔ انھوں نے وہ سارے پرانی قیمتوں پر بیچے ہیں اور وہ گورنمنٹ سے سبسڈی claim کر رہے ہیں۔ اس طرح ڈیلرز کو آپ نے امیر کیا ہے اور زمیندار کو کوئی فائدہ نہیں ہوا ہے۔ آپ اس کو follow کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں follow کر چکا ہوں۔ ان کی جو بات ہے that is something between the Federal Govt and the dealers but my concern is that کہ جو -/250 روپے ریٹ کم کیا گیا ہے آیا وہ کاشتکاروں کے لیول پر کم ہوا ہے یا نہیں، میری ذاتی رائے ہے کہ وہ کم ہونا شروع ہوا ہے اور -/850 روپے میں DAP بک رہی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! میں ایک بات clear کرنا چاہتا ہوں کہ -/250 روپے فی بوری کا ریٹ کم ہوا ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ مرکزی گورنمنٹ کتنے روپے کی بوری ڈیلرز کو دے رہی ہے۔ ہم نے یہ خود سے طے کر لیا ہے کہ -/850 روپے ریٹ ٹھیک ہے۔ اس کی قانونی حیثیت کیا ہے کہ مرکزی گورنمنٹ ڈیلروں کو کتنے روپے کی بوری دے رہی ہے تاکہ ہمیں پتا چلے کہ مارکیٹ میں اس کا ریٹ کیا ہے، -/250 روپے قیمت کم ہونے سے اس کی قیمت کیا مقرر ہو گی، یہ بتائیں کہ اس کی اصل قیمت کیا ہے؟

وزیر زراعت: جناب سپیکر! آپ facts and figures میں جانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پرسوں High Powered Centre میں میٹنگ ہوئی ہے وہاں پر یہ فیصلہ ہوا ہے اور ہر اخبار میں ہر کمپنی اشتہار دے رہی ہے، آپ اخباروں میں اشتہار پڑھیں۔ میں اس ڈیوٹی پر نہیں ہوں کہ میں آپ کو ریٹ بتاتا پھروں۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! کیا یہ ریٹ نہیں بتا سکتے؟

وزیر زراعت: چودھری صاحب! آپ ڈیلر والے ہیں، میں ڈیلر تو نہیں ہوں۔ آپ اس طرح کریں کہ سنٹر گورنمنٹ نے اشتہار دینا ہے وہ دیکھیں۔ ہم ensure کر رہے ہیں کہ ہم ڈی سی او اور ای ڈی او (ایگریکلچر) کو empower کر رہے ہیں جو گڑبڑ کرے گا ہم اس کو پکڑیں گے۔

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! دیکھیں کہ اس پر اتنی بڑی بحث ہوئی لیکن کسی کو یہ معلوم نہیں کہ ڈی اے پی کی گورنمنٹ نے کیا قیمت مقرر کی اور منسٹر صاحب بھی نہیں بتا رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جو ریٹ prevail کر رہا تھا اس میں اڑھائی سو کی کمی آئی ہے۔

چودھری اصغر علی گجر: آپ یہ بتائیں کہ ریٹ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ جو اس کا minimum ریٹ چاہتے ہیں وہ کل آپ کو بتا دیں گے کہ کیا ریٹ ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: لیکن وہ ابھی بتائیں کہ کیا ریٹ ہے، یہاں کسی کو کوئی پتا ہی نہیں ہے کہ اس کا ریٹ کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات آپ کی صحیح ہے کہ وہ آپ کو minimum ریٹ بتائیں کہ اس وقت ڈی اے پی کا ریٹ کیا ہے؟

چودھری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! یہ کب بتائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! اس بارے میں آپ وضاحت کر دیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! جب یہ کہیں میں ان کو تفصیل بتانے کو تیار ہوں لیکن میں بار بار گزارش کر رہا ہوں کہ چودھری صاحب جائیں، اخبارات اٹھائیں اور اس میں پڑھیں کہ فیڈرل گورنمنٹ نے یہ فیصلہ کیا ہے اور اس کا اشتہار آ رہا ہے۔ لیکن اگر وہ مجھ سے تفصیل چاہتے ہیں تو یہ بے شک کل کہیں، پرسوں کہیں میں ان کو تفصیل بتا دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جیسے آپ نے گندم کا ریٹ سوا چار سو روپے کر دیا ہے اسی طرح ڈی اے پی کا ریٹ آپ نے کیا مقرر کیا ہے وہ صرف یہ وضاحت چاہتے ہیں؟ آیا وہ 800 ہے، 850 ہے یا 900 ہے اس کے بارے میں وہ پوچھنا چاہتے ہیں۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! کھادیں مختلف ہیں اور مختلف کمپنیاں ہیں۔ ان کے مطابق جو

calculate ہو کر جو بھاؤ آیا وہ میں کل بتادوں گا۔

چودھری اصغر علی گجر: یہ یہاں اس ایوان میں اس کا ریٹ بتائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب! آپ کل اس کا ریٹ بتاد یجئے گا۔

وزیر زراعت: کل بتادیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ نہایت افسوس کی بات ہے کہ وزیر زراعت کو یہ نہیں پتا کہ ڈی اے پی کھاد کی قیمت کیا ہے؟ تبھی اس ملک میں زراعت کا یہ حال ہو رہا ہے اور زمیندار سارے بیٹھے ہیں، ان کو ایسے وزیر زراعت پر افسوس کرنا چاہئے کہ جن کو کھاد کے ریٹ کا ہی پتا نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو ریٹس کا پتا ہے لیکن جو مختلف کمپنیوں میں فرق ہے وہ اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔ وہ ایک ایسی بات on the floor of the House نہیں کرنا چاہتے جو آپ سمجھتے ہیں کہ ریٹ فلاں ہے۔ جو مختلف کمپنیوں کے ریٹس ہیں وہ اس کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس وقت جو زراعت کے بارے میں بحث ہو رہی ہے اگر اس ہاؤس کے اندر تمام ڈیپارٹمنٹ کی پالیسیاں discuss کی جائیں تو ایک دم سے مسئلہ حل نہیں ہوتا۔ پورے ہفتے کے بعد ایک دن پرائیویٹ ممبرز ڈے کا ہوتا ہے، ہماری قرار دادیں ہوتی ہیں، ہمارے مختلف issues ہوتے ہیں۔ اس پر آپ ٹائم دیکھ لیں کہ کتنا بقایا ہے اور ہماری قرار دادیں کتنی ہیں۔ پورے ہفتے میں ایک دن ہمارا ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ ہی سوال اٹھاتی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: اگر اس ہاؤس کے اندر proper time میں policies discuss ہوں تو پھر ہو سکتا ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ ہم اپنی قرار دادوں کا کیا کریں، کل تک ہاؤس ملتوی ہو جائے گا ہم ان قرار دادوں کا کیا کریں گے؟ ان کو ہم کوڑے کے ڈبے میں ڈال دیں یعنی یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے۔ پورے ہفتے میں ایک دن پرائیویٹ ممبرز ڈے ہوتا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کیا discuss کرنا چاہتی ہیں آپ بتائیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہ رہی ہوں کہ آپ ایجنڈے پر آئیں اور براہ مہربانی قرار دادیں شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ بتائیں کہ آپ کیا کہنا چاہتی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: میں یہ کہہ رہی ہوں کہ پرائیویٹ ممبرز ڈے پر قرار دادوں کا ٹائم ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد قرار دادیں ہی شروع کر رہے ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ اس کے اوپر پون گھنٹہ بحث ہوئی ہے اور زراعت پر بحث ایجنڈے پر نہیں تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! اس کے بعد قرار دادیں ہی آرہی ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: پہلے بھی تین دفعہ قرار دادیں pending ہوئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! جب قرار دادوں کی باری آئے گی تو اس وقت آپ discuss کر لیجئے گا آپ کو موقع دیا جائے گا۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

مخدوم سید محمد مختار حسین: جناب سپیکر! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ کھاد کی قیمتیں اس طرح تعین ہوتی ہیں کہ پوٹاس کا فلاں ریٹ ہے، فاسفورس per ton گورنمنٹ کا فلاں ریٹ مقرر ہوا ہے۔ چلو اگر منسٹر صاحب کو نہیں پتا کہ بوری کی کتنی قیمت ہے تو بتائیں کہ per ton کتنا کم ہوا ہے اور ہمارا ریٹ کتنا کم ہوا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ انشاء اللہ آپ کو کل بوری کی قیمت بتادیں گے۔

مخدوم سید محمد مختار حسین: یہ کمال وزیر زراعت ہیں انہیں یہ نہیں پتا کہ کھادوں کا کیا ریٹ ہے اور موقع پر صورتحال یہ ہے کہ کھادیں ناپید ہیں وہ مل ہی نہیں رہیں۔ اب آگے گندم کی کاشت کا وقت قریب ہے اور کھاد کی ضرورت ہے اور علاقوں میں یہ صورتحال ہے کہ وہاں کھادیں نہیں مل رہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

(اس مرحلہ پر اپوزیشن رکن محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ایوان سے واک آؤٹ کر گئیں)

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اگر وزیر زراعت صاحب کو کھاد کے ریٹ کا نہیں پتا تو فارمولا ہی بتادیں کہ ڈی اے پی کا کیا فارمولا ہے؟

غیر سرکاری ارکان کی کارروائی

قرار دادیں

(مفاد عامہ سے متعلق)

زرعی بنک چھوٹے کسانوں کے سابقہ قرضوں پر سود معاف کر کے آئندہ بلا سود قرضے دے

(۔۔۔جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں یہ اب متعلقہ نہیں ہے۔ اب زیر التواء قرار دادیں ٹیک اپ کرتے ہیں۔ سب سے پہلے زیر التواء قرار داد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی جانب سے ہے۔ یہ قرار داد زرعی قرضوں پر سود کی معافی کے حوالے سے ہے۔ یہ مورخہ 3۔اکتوبر کو پیش ہو چکی ہے۔ محرک اس قرار داد کے حق میں دلائل دے چکے ہیں وزیر خزانہ نے اس کی مخالفت کی تھی۔ وزیر خزانہ سے استدعا ہے کہ وہ قرار داد کے متعلق حکومت کا موقف بیان کریں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ واک آؤٹ کر گئی ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کس بات پر کر گئی ہیں؟

جناب ارشد محمود بگو: پتا نہیں۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے request کی تھی کہ آپ قرار دادیں شروع کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تو قرار دادیں take up ہوئی ہیں۔ بہر حال میں قاسم نون صاحب سے کہوں گا کہ وہ محترمہ کو لے آئیں۔

(اس مرحلہ پر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری ایوان میں تشریف لے آئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جب یہ قرارداد پچھلے پرائیویٹ ممبرز ڈے پر پیش ہوئی تھی تو میں نے یقیناً اس کی مخالفت کی تھی۔ میری محرک کے ساتھ بات ہوئی ہے اور اس میں حکومتی بنچوں کی طرف سے ایک ترمیم تجویز کی گئی ہے۔ اگر محرک کو اعتراض نہ ہو تو ہم oppose کرنا واپس لے لیں گے اور اس کو متفقہ طور پر ہاؤس پاس کر لے گا۔ اگر آپ اجازت دیں تو جو مجوزہ ترمیم شدہ قرارداد ہے وہ میں ایوان کے سامنے پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر خزانہ: میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابقہ سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچانے اور آئندہ ان کو بلا سود قرضے دیئے جانے کے لئے عملی اقدامات پر غور کرے۔"

اس text میں اس amendment کے ساتھ ہم اس کو oppose نہیں کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! یہ بات ٹھیک ہے کہ اس معاملے میں میری ان سے بات ہوئی ہے اور اس کے نتیجے میں مزید اس کو آسان بنایا گیا ہے۔ یقیناً میں یہ چاہوں گا کیونکہ یہ اتنی اہم قرارداد ہے جو ہمارے کسانوں اور ہمارے دین کے حوالے سے ہے اور الحمدللہ صوبہ سرحد میں ایم ایم اے کی جب حکومت آئی تھی تو پہلی کابینہ کی میٹنگ میں پہلا فیصلہ انہوں نے یہ کیا تھا کہ جتنے بھی زرعی قرضے مختلف مالیاتی ادارے دے رہے ہیں ان کے اوپر انہوں نے یک جنبش قلم سود معاف کر دیا تھا۔ بہر حال enlightened moderation ہے اور [*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے الفاظ کو حذف کیا جاتا ہے۔ بات یہ ہے کہ آپ اس قرارداد پر رہئے۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اب انہوں نے جو مزید اسے آسان کر دیا ہے میں یہ چاہتا تھا کہ ایوان کی طرف سے ایک اچھا پیغام چلا جائے۔ اگر یہ متفقہ طور پر منظور ہو جائے تو میں اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محرک اور وزیر خزانہ کے درمیان اتفاق رائے سے ترمیم شدہ قرارداد یہ ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ زرعی بنک ساڑھے بارہ ایکڑ اور اس سے کم زمین کے مالک کسانوں کے قرضوں پر سابقہ سود معاف کر کے ان کی زمینوں کو نیلام ہونے سے بچانے اور آئندہ ان کو بلا سود قرضے دیئے جانے کے لئے عملی اقدامات پر غور کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جیسا کہ آپ نے قرارداد پڑھی ہے یہ amended قرارداد ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، amended ہی پڑھی ہے۔ سود کو معاف قرار دینے کی سفارش کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی اچھی بات ہے اور میں پنجاب اسمبلی کو، پنجاب حکومت کو اور اپوزیشن کو مبارکباد پیش کرتا ہوں کہ انہوں نے کاشتکاروں کے حق میں ایک بہت ہی اچھا قدم اٹھایا ہے اور جو کاشتکار پس رہے ہیں، جو بیچارے تنگ ہیں ان کے لئے بہت بڑی معافی ہے اور اس نیک مہینے میں سود کی معافی کی جو سفارش کی گئی ہے یہ بہت اچھی بات ہے۔ میں آپ سب کو مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب last پرائیویٹ ممبرز ڈے تھا اس دن آپ ہی چیئر پر تھے۔ ایک تو یہ قرارداد pending ہوئی تھی اور اس کے ساتھ ایک بل Arid University کے نام کے حوالے سے تھا وہ بھی pending ہوا تھا اور رولز کے مطابق اسے آج ایجنڈے پر ہونا چاہئے تھا لیکن وہ آج ایجنڈے پر نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اصولی طور پر تو اس کو آج آنا چاہئے تھا لیکن سیکرٹریٹ والے کہہ رہے ہیں کہ کوئی confusion ہو گئی ہے اور ہماری یہ غلطی ہے۔ اس کو ہم آئندہ منگل پر رکھ لیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ جب میں نے pending کروایا تھا تو اس وقت بھی میں نے specifically آپ سے کہا تھا۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مجھے یاد ہے آپ نے پوائنٹ آؤٹ بھی کیا تھا کہ یہ منسٹر صاحب کے ذہن میں ہونی چاہئے and automatically it should come on Tuesday لیکن سیکرٹریٹ والوں کو کوئی مغالطہ ہوا ہے اور یہ اپنی غلطی تسلیم کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: میری اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ سیکرٹریٹ والوں سے غلطی ہوئی ہے یا غلطی کروائی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں۔ اسمبلی سیکرٹریٹ والے بتا رہے ہیں کہ ہم سے غلطی ہو گئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: پھر اس کا ازالہ ہونا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا ازالہ یہ ہے کہ اس کو ٹیک اپ کیا جائے گا اور اس کو دوبارہ pending قرار دے دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس کا ازالہ پھر یہی ہے کہ اس کو آج ٹیک اپ کیا جائے۔ اگر pending ہی کرنا ہے تو اس کو next Private Members day کے لئے pending کر دیں لیکن اس کو take up آج کیا جائے رولز کا یہی تقاضا ہے۔ آپ اپنے آفس سے اس کی کاپی منگوا لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس میں mover نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اس میں کائرہ صاحب mover ہیں لیکن آخری دفعہ جب یہ pending ہوا تھا تو میری بات ہوئی تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ نے بات کی تھی لیکن وہ کہتے ہیں mover نہیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! mover کا نہ ہونا ایک علیحدہ چیز ہے لیکن رولز کا یہی تقاضا ہے کہ اس کو آج کے ایجنڈے پر ہونا چاہئے تھا اور پھر اس کو pending کرتے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اس کو pending کر دیا جائے گا۔اس سے پہلے کہ اگلی قرارداد take up کی جائے میں عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ کو Floor دیتا ہوں اگر وہ کوئی بات کرنا چاہتی ہیں۔۔۔ وہ بات نہیں کرنا چاہتیں۔اب ہم مورخہ 4۔جولائی اور 3۔اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں یہ قرارداد ڈاکٹر سید وسیم اختر کی ہے وہ اسے پیش کریں۔

پنجاب حکومت کے سرکاری ملازمین کے ہاؤس رینٹ میں اضافے کا مطالبہ

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

وزیر خزانہ: میں اسے oppose کرتا ہوں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں اس پر کوئی لمبی بات نہیں کرنا چاہتا اس سلسلہ میں صرف یہی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ میرے ہاتھ میں جناب حسنین بہادر دریشک صاحب کی تقریر بجٹ برائے سال 07-2006 ہے اس کے صفحہ 12 پر انہوں نے ذکر کیا ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے مجھے بطور وزیر خزانہ یہ بھی حکم دیا کہ وفاق کی طرف سے سرکاری ملازمین کی مراعات میں اضافہ من وعن حکومت پنجاب بھی اپنے سرکاری ملازموں کو میسر کرے۔ان کی تقریر کا میں نے حوالہ دیا ہے میں اس میں یہ بات عرض کرنا چاہتا ہوں کہ وفاقی حکومت اپنے ملازمین کو ہاؤس الاؤنس دیتی ہے جبکہ صوبائی ملازمین کو ہاؤس رینٹ دیا جاتا ہے جو وفاقی ملازمین کے مقابلے میں پہلے ہی بہت کم ہے مثال کے طور پر گریڈ 5 کا اگر کوئی ملازم ہے تو وہ 07-2006 کے بجٹ سے قبل -/1985 روپے اس کو ہاؤس رینٹ دیا جاتا تھا جس کو موجودہ بجٹ میں بڑھا کر -/2485 روپے کر دیا گیا یعنی وفاقی حکومت کا پانچویں گریڈ کا ملازم پچھلے بجٹ میں -/1985 روپے لیتا تھا اور اب اس بجٹ کے بعد

اس کو -/2485 روپے دیئے جا رہے ہیں جبکہ صوبہ پنجاب کی صورتحال یہ ہے کہ پچھلے بجٹ سے پہلے یعنی پچھلے مالی سال میں -/1087 روپے اس کو ہاؤس الاؤنس دیا جاتا تھا اب بجٹ پاس ہو گیا اور وزیر اعلیٰ کی ہدایت کے مطابق وزیر خزانہ صاحب کی تقریر کا بھی میں نے حوالہ دیا ہے لیکن اس کے باوجود اس میں کوئی اضافہ نہیں کیا گیا۔ اسی طرح گریڈ 16 کے وفاقی ملازم کو رواں مالی سال سے پہلے -/5635 روپے ہاؤس الاؤنس دیا جاتا تھا۔ بجٹ آیا تو وفاقی حکومت نے اس میں اضافہ کیا اور اب گریڈ 16 کے وفاقی سرکاری ملازم کو -/7045 روپے ہاؤس الاؤنس لے رہا ہے۔ اب آپ دیکھیں کہ یہ جو فرق ہے گریڈ 5 کا صوبائی ملازم وفاقی 5 ویں گریڈ کے سرکاری ملازم کی نسبت -/1398 روپے کم لے رہا ہے۔ اسی طرح جو 16 ویں سکیل کا سرکاری ملازم ہے اس میں آپ فرق دیکھ لیں کہ جو صوبائی حکومت کا 16 ویں گریڈ کا سرکاری اہلکار ہے وہ -/5070 روپے وفاقی ملازم کے مقابلے میں کم وصول کر رہا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ سرکاری ملازم وفاق میں بھی وہی کام اور اسی نوعیت کے کام کرتا ہے اور اسی نوعیت کے کام صوبائی حکومت کا ملازم بھی کرتا ہے اس لئے یہ جو difference ہے یا اس میں جو تضاد ہے اس کو دور ہونا چاہئے اور اس کا وعدہ بھی حسنین بہادر دریشک صاحب نے کیا ہے۔

جناب والا! گزارش یہ ہے کہ آپ کو معلوم ہے کہ رواں سال کے دوران ہاؤس میں جتنے کلاسز کے لوگ ہیں ان میں وزراء ہیں، مشیر ہیں، سب کی تنخواہوں میں خاطر خواہ اضافہ کیا گیا ابھی کل انہوں نے public representatives کے لئے ایک بل پیش کر کے ان کے والدین کے لئے بھی سہولیات پہنچائی ہیں۔ مجھے معلوم ہے کہ چھوٹے ملازم ہیں وہ کتنے پریشان ہوتے ہیں۔ پچھلے چار پانچ روز سے بلکہ پچھلے ڈیڑھ ماہ سے ایک چھوٹا سا کیس میرے پاس ہے کہ افتخار احمد نام کا ایک آپریٹر ہے جو محکمہ زراعت سے بلڈوزر آپریٹر کے طور پر ریٹائرڈ ہوا۔ 2001 میں بے چارہ بیمار ہوا۔ اس کا 24 ہزار روپے سے زیادہ کا خرچ ہو گیا اس نے ہسپتال سے باہر سے ادویات خریدیں۔ اس نے reimbursement کے لئے کیس کو چلایا ہے۔ آج اکتوبر کی دس تاریخ ہے لیکن کوئی شنوائی نہیں ہے۔ فائل اوپر نیچے جا رہی ہے، اگر کوئی بڑا سرکاری ملازم ہو تو آپ دیکھیں کہ کس طرح فائل move ہوتی ہے اور کس طرح کام ہوتا ہے۔ اب یہ بے چارہ روز آ جاتا ہے۔ میں خود بھی وہاں وزارت پبلک ہیلتھ انجینئرنگ پنجاب میں گیا اور وہاں پر انہوں نے یہ جھگڑا ڈالا ہوا تھا کہ اس کی فائل اوپر تیسری الماری میں ہو گی اور ہمیں جب تک سیڑھی نہیں ملے گی ہم اوپر نہیں چڑھ سکتے۔

پھر سیڑھی کے لئے SOG صاحب کو درخواست کی تو بڑی مشکل سے سیڑھی مل گئی تو پھر نائب قاصد نے یہ بات کہی کہ جناب! میرے کندھے میں تکلیف ہے۔ آج میں سیڑھی پر نہیں چڑھ سکتا۔ میں پھر بہاولپور چلا گیا اور وہ بیچارہ ملازم ابھی بھی بیٹھا ہے اور روز وہ جاتا ہے اور صبح وہاں پر بیٹھا رہتا ہے اور جب دفتر کا وقت ختم ہوتا ہے تو وہ واپس آ جاتا ہے۔ یہ صورتحال چھوٹے ملازمین کے حوالے سے ہوتی ہے اس لئے میں یہ گذارش کروں گا کہ اس طرح کی disparity کو دور کیا جانا چاہئے۔ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ ایوان کے floor پر محترم وزیر موصوف نے statement دی ہے this is on record اگر اس کے اوپر اسی طرح من وعن عمل نہیں کیا جاتا تو میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے ہاؤس کا استحقاق مجروح ہوتا ہے اور ایسا نہیں ہونا چاہئے کہ اگر کوئی منسٹر صاحب یا ہاؤس کے floor پر یقین دہانی کروائیں تو عمل نہ کیا جائے۔ ابھی پچھلے کئی سیشن کے اندر بار بار یہ باتیں ہاؤس کے اندر آ رہی ہیں کہ منسٹر صاحبان یقین دہانی کرواتے ہیں تو time span کے اندر time span کے علاوہ بھی جو باتیں یہاں کر دیتے ہیں تو اس پر عملدرآمد نہیں ہوتا اور اس کی بہت ساری مثالیں موجود ہیں۔ مثلاً بہاولپور کے اندر پبلک ہیلتھ والوں نے سیوریج ڈالا اور سڑک ادھیڑ کر رکھ دی اور تین سال گزر گئے ہیں اور یہاں جب تحریک التوائے کار آئی تو گیلانی صاحب نے کہا کہ 15 دن کے اندر کام شروع ہو جائے گا لیکن وہ کام شروع نہ ہو سکا اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو ضد کا مسئلہ نہ بنایا جائے اور اگر وزیر خزانہ صاحب اس بات کی یقین دہانی کروائیں کہ وہ اس پر بیٹھ کر غور و خوض کر کے کوئی بہتر صورت پیدا کر لیں گے تو میں سرکاری ملازمین کے مفاد کے حوالے سے اس قرارداد کو واپس بھی لینے کے لئے تیار ہوں۔ میں یہ نہیں چاہتا کہ یہاں اس ضد کی وجہ سے یہ قرارداد مسترد ہو جائے اور ایک معاملہ لٹک جائے جس سے سرکاری ملازمین کا نقصان ہو جائے۔ اگر وزیر موصوف یہ کہیں کہ ہم اس کے اوپر کوئی غور کر کے مثبت بات کرنے کے لئے تیار ہیں تو میں فی الحال یہ قرارداد واپس لینے کے لئے بھی تیار ہوں لیکن اگر یہ اس کے بارے میں کوئی مثبت چیز نہیں لائیں گے تو میں پھر اپنا یہ حق رکھتا ہوں کہ اس قرارداد کو دوبارہ tender بھی کروں گا اور استحقاق مجروح ہونے کے حوالے سے تحریک استحقاق پیش کرنے کا اپنا حق بھی اس حوالے سے محفوظ رکھوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں پہلے اس قرارداد کا text پڑھتا ہوں اور پھر اپنا نکتہ نظر بتاؤں گا۔ قرارداد کا text ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

جناب سپیکر! یہ قرارداد قطعی طور پر حقیقت پر مبنی نہ ہے کیونکہ پہلی بات تو یہ ہے کہ جو لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ تمام سرکاری ملازمین کا، وفاقی حکومت نے قطعی طور پر تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ نہیں بڑھایا اور محرک ڈاکٹر وسیم اختر صاحب confuse کر رہے ہیں ہاؤس رینٹ کو requisition کے ساتھ تو یہ قرارداد totally flawed ہے اور اس قسم کی وفاقی حکومت نے اپنے تمام ملازمین کو کوئی favour نہیں دی۔ جہاں تک حکومت پنجاب کا تعلق ہے اور میری بجٹ speech کو refer کر رہے ہیں تو میں اپنی اس بات کو 100 percent own کرتے ہوئے on the floor of the House آپ کی وساطت سے تمام معزز اراکین کو بتانا چاہتا ہوں کہ ہم لوگوں نے جس طرح فیڈرل گورنمنٹ نے اپنے ہاؤس رینٹ کو defreeze کیا تھا like-wise پنجاب حکومت نے بھی defreeze کیا ہے جس سے سرکاری ملازمین کو کیا فائدہ ہوا۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں کچھ گریڈز کے ہاؤس رینٹ بتا دیتا ہوں۔ defreeze ہونے سے پہلے بنیادی سکیل ایک کا ملازم -/414 روپے لے رہا تھا اور اب اسے تقریباً -/968 روپے مل رہے ہیں۔ like-wise grade 10 کا ایک ملازم -/554 روپے لے رہا تھا اور اب اسے -/1289 روپے مل رہے ہیں۔ یہ increase جو میں بتا رہا ہوں یہ 100 فیصد سے بھی زیادہ ہے جس کو 2005 میں مرکزی حکومت نے اپنایا اور انہوں نے اپنے سرکاری ملازمین کو دیئے جس کو صوبائی حکومت نے بھی own کیا۔ جس چیز سے ڈاکٹر صاحب confuse کر رہے ہیں that is House Requisition Allowance ہاؤس requisition Allowance صوبائی حکومت پنجاب میں کبھی بھی مروجہ رہا ہی نہیں۔ یہاں پر صوبائی حکومت اپنے ملازمین کو صرف ہاؤس رینٹ دیتی رہی اس لئے میری گزارش ہے کہ اس قرارداد کا text درست نہ ہے اور آپ براہ مہربانی اس کا question ہاؤس کے سامنے put کریں۔ شکریہ

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: شکریہ۔ جناب سپیکر! حالیہ بجٹ میں وزیر خزانہ صاحب نے اپنی تقریر اور وزیر اعلیٰ پنجاب چودھری پرویز الٰہی صاحب نے بڑی مہربانی کی اور پنجاب حکومت کے تمام ملازمین کے لئے 15 فیصد مہنگائی الاؤنس بڑھایا اور میں یہاں پر point out کر کے ان کی رائے طلب کرنا چاہتا ہوں کہ کنٹریکٹ پر لیکچرار اور ایجوکیٹرز کو مہنگائی الاؤنس نہیں دیا جا رہا جبکہ ابھی وفاق کی بات ہو رہی تھی تو وہاں قومی اسمبلی میں بھی مہنگائی الاؤنس کی بات ہو رہی ہے تو کیا کنٹریکٹ پر آنے والے لیکچرارز اور ایجوکیٹرز پر مہنگائی اثر نہیں کرتی۔ کیا وہ مہنگائی proof ہیں، ان کے بارے میں وزیر موصوف کی کیا رائے ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! کچھ روز پہلے یہاں پر معزز وزیر تعلیم کا question day تھا تو اس دن شاید محترم ممبر تشریف نہیں رکھتے تھے اور اس دن بھی کسی معزز ممبر نے یہ سوال اٹھایا تھا۔ عرض یہ ہے کہ پہلے ہی حکومت پنجاب اپنے گورنمنٹ کے کنٹریکٹ ملازمین کے لئے 15 فیصد مہنگائی الاؤنس دے چکی ہے اور اس کا نوٹیفکیشن بھی ہو چکا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یعنی کنٹریکٹ ملازمین کو بھی 15 فیصد مہنگائی الاؤنس ملے گا۔

وزیر خزانہ: جی، جناب! انہیں بھی ملے گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کے لئے آپ مبارکباد کے مستحق ہیں کہ آپ نے غریب ملازمین کے لئے کچھ کیا۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ

"اس ایوان کی رائے ہے کہ جیسا کہ وفاقی حکومت نے تمام سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا ہے اسی طرح پنجاب گورنمنٹ کے سرکاری ملازمین کا ہاؤس رینٹ 25 فیصد بڑھایا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، گجر صاحب!

ڈی پی او بھکر کی انتقامی کارروائی کے خلاف بھکر کی عوام کا پنجاب اسمبلی کے سامنے احتجاج

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! مجھے ابھی اطلاع ملی ہے کہ ایک بہت بڑا جلوس بسوں کے ذریعے بھکر سے لاہور تک اسمبلی کے سامنے پہنچ چکا ہے۔ وہ احتجاج کر رہے ہیں کہ بھکر کے ڈی پی او انتقامی کارروائیاں لینے کے لئے عوام کے شرفاء پر جھوٹے اور ڈکیتی کے پرچے درج کرا رہے ہیں جن کا کچھ واقعہ نہیں ہوا، کوئی واقعہ نہیں ہوا اور جب شہری احتجاج کے لئے ڈی پی او کے پاس جاتے ہیں تو بلاامتیاز اس میں پیپلز پارٹی جماعت اسلامی اور (ن) لیگ کے سب لوگ جاتے ہیں کہ یہ تو وقوعہ ہی نہیں ہوا اور شریف آدمی ہیں اور آپ نے ان پر جھوٹا پرچہ انتقامی طور پر کیوں کیا ہے تو جتنے لوگ جاتے ہیں، سب پر پرچہ درج کر دیا جاتا ہے۔ پھر ان پر ایک اور پرچہ درج کر دیا جاتا ہے اور جب انہوں نے دوبارہ احتجاج کیا کہ یہ تو ہم پر بھی جھوٹا پرچہ کر دیا گیا ہے تو پھر ان پر ایک اور پرچہ درج کر دیا گیا۔ یعنی کہ ظلم کی تہہ در تہہ زیادتیاں ہو رہی ہیں اور ان کے خلاف وہ سراپا احتجاج ہیں۔ وہ انصاف کے حصول کے لئے 250 میل کا سفر طے کر کے آپ کی اسمبلی کے سامنے پہنچے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان کی بات سنی جائے اور ڈی پی او صاحب کی جانب سے ان کے خلاف جو جھوٹے مقدمات درج ہوئے ہیں، جنہوں نے ایف آئی آرز یہاں پر بھیجی ہیں کہ ایک پرچے کے بعد دوسرا، دوسرے کے بعد تیسرا۔ بجائے یہ کہ ان کو انصاف دیا جائے تہہ در تہہ ان پر جو جھوٹے پرچے درج درج ہوئے جا رہے ہیں۔ ان کو انصاف دلایا جائے اور انہیں امید دلائی جائے کہ ڈی پی او بھکر کے خلاف ایکشن لیا جائے گا یا انہیں ہدایت دی جائے گی کہ جھوٹے پرچے، انتقامی کارروائیوں کی صورت میں خارج کئے جائیں۔ بہت مہربانی۔ اس پر نوٹس لیا جائے کیونکہ لوگ باہر کھڑے ہیں اور ان کی طرف سے ہمیں یہ پیغام آیا ہے۔ کسی ذمہ دار آدمی کی یہ ڈیوٹی لگائی جائے کہ وہ ان کی بات سنیں۔

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شاہانی صاحب!

سردار نعیم اللہ خان شاہانی: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ ہمارے دوست نے کہا ہے تو وہاں پر واقعی ظلم ہو رہا ہے اور زیادتی ہو رہی ہے۔ نہ تو وہاں پر کوئی پرواکی جا رہی ہے (نعرہ ہائے تحسین) جو کوئی بھی ملا ہے مدعی ملنا چاہئے وہاں نوانیوں کا راج ہے اور غلط جھوٹے پرچے نوانی گروپ کے ایم این اے اور ایم پی اے کروا رہے ہیں اور میں بھی اس بات کی تصدیق کرتا ہوں۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! on the floor of the House چودھری اصغر علی گجر صاحب نے تفصیل سے تین پرچوں کا بھی ذکر کیا ہے اور فاضل ممبر شاہانی صاحب نے بھی اس کی تائید کی ہے تو آپ اسی وقت تین چار ممبران کی کمیٹی بنائیں کہ باہر آنے والے لوگوں سے ملیں اور لاء منسٹر صاحب ان کی بات سنیں اور اس پر مناسب ایکشن لیں۔

وزیر زرعی مارکیٹنگ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر زرعی مارکیٹنگ: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری یہ گزارش ہو گی کہ نوانی صاحب یہاں ہاؤس میں تشریف فرما نہیں ہیں اس لئے جب وہ آ جائیں تو ان کے سامنے بات ہو تو زیادہ بہتر ہو گی۔ ان کی غیر موجودگی میں میرا خیال ہے کہ یہ پارلیمانی پریکٹس کے خلاف ہے۔ وہ ہیں نہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ نوانی صاحب تو اس مقدمہ میں مدعی نہیں ہیں اور نہ ہم نے نوانی صاحب کا کہا ہے گجر صاحب نے یہ کہا ہے کہ ڈی پی او بھکر نے یہ ظلم وہاں پر کیا ہوا ہے۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر اڑھائی سو میل دور پنجاب کے لوگ یہاں پر صرف دادرسی کے لئے آئے ہوئے ہیں کہ ان کے نمائندے ہاؤس میں بیٹھے ہیں تو میں آپ سے درخواست کروں گا کہ اگر یہاں سے کوئی وفد وہاں نہیں جانا چاہتا تو ان کے دو تین لوگ یہاں آ جائیں ہم آپ کی وساطت سے لاء منسٹر صاحب سے درخواست کرتے ہیں کہ ان کو یہاں بلا لیں ان کی بات

سن لیں اور انصاف کے تقاضوں کے مطابق، ہم یہ نہیں کہتے کہ آپ ان کو ضرور ریلیف دیں اگر وہ انصاف پر ہیں اور سچ پر ہیں تو ان کی بات سن کر اس پر عملدرآمد بھی کروایا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہی چیز ابھی لاء منسٹر صاحب سے گزارش کر رہا تھا اور چونکہ ابھی یہ پوائنٹ آپ نے raise کیا ہے اور وہ بھی سن رہے تھے اور آپ نے جو بات کی وہ پولیس کی حد تک کی پھر انہوں نے اپنے ذاتی اختلافات کی بات کی اور اس کو دوسرے رنگ میں لے لیا گیا۔ بات یہ ہے کہ اگر ایک واقعہ ہوا یا نہیں ہوا لیکن میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ ان کو اپنے چیمبر میں بلا لیں اور ان سے پوچھ گچھ کریں اور جو بھی مناسب ہو اس کے مطابق اس کو ٹیک اپ کریں۔

قراردادیں

(---جاری)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم مورخہ 3-اکتوبر 2006 کے ایجنڈے سے زیر التواء رکھی گئی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ملک اصغر علی قیصر، حاجی محمد اعجاز، رانا آفتاب احمد خان کی ہے وہ اس کو پیش کریں۔

اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس دینے کا مطالبہ

ملک اصغر علی قیصر: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری قرارداد ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! I oppose it

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک اصغر علی قیصر!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں میری گزارش یہ ہے کہ ہم بڑا زور لگا رہے ہیں کہ پڑھا لکھا پنجاب ہو اور ہونا بھی چاہئے میں سمجھتا ہوں کہ ہائر ایجوکیشن کمشن نے اس ملک کو ایک رول ماڈل دیا ہے کہ ایجوکیشن انسٹیٹیوشنز کو جس طرح انہوں نے funded کیا، جس طرح اساتذہ کی حوصلہ افزائی کی اور جس طرح manage کیا اس کے نتائج آ بھی رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ مزید بھی نکلیں گے لیکن یہ بڑی discrimination ہے کہ جو فیڈرل گورنمنٹ کے ملازمین ہیں اگر کسی نے پی ایچ ڈی کی ہے اور وہ لیکچرار لگا ہے تو اس کو پانچ ہزار روپے اضافی الاؤنس دیا جا رہا ہے اسی طرح کالج اور سکول سیکٹر میں ہائر ایجوکیشن کی طرح ان کو ایکسٹرا الاؤنس دیا جا رہا ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ یہ discrimination ختم کرتے ہوئے جو پنجاب کے اساتذہ ہیں، جو کالجز میں ایم فل، پی ایچ ڈی اور جنہوں نے سپیشلائزیشن کی ہوئی ہے یہ ان کا حق بنتا ہے کہ ان کو ایکسٹرا الاؤنس دیا جائے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رانا آفتاب صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! under the Constitution of Pakistan "Equality of Citizens" پر ایک باقاعدہ آرٹیکل ہے جس میں all citizen should equally be treated ہیں اگر فیڈرل گورنمنٹ ایک پی ایچ ڈی یا ایم ایس سی کی بنیاد پر کسی کو ہائر ایجوکیشن کا الاؤنس دیتی ہے تو اس پر پنجاب گورنمنٹ کو بھی encourage کرنا چاہئے تاکہ جو پڑھے لکھے لوگ ہیں وہ brain drain out نہ ہوں یہاں سے لوگ باہر کے ملکوں میں نہ جائیں وہ یہیں پر کام کریں۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہاں قرارداد پاس کر دیتے ہیں مجھے آج تک اس ہاؤس کی سمجھ نہیں آئی کہ ہم جو قرارداد پاس کرتے ہیں اس پر کیا کوئی ایکشن بھی ہوتا ہے؟ اس ہاؤس نے ایک متفقہ قرارداد پاس کی تھی کہ جتنے ممبران اسمبلی ہیں ان کو بلیو پاسپورٹ دیا جائے۔ آپ نے فیڈرل گورنمنٹ کو سفارش کر دی انہوں نے اس کو side پر رکھ دیا۔ میرا خیال ہے کہ وزراء کو بلاوجہ اس پر oppose نہیں کرنا چاہئے اور ان کی اس میں with a broader perception ہونی چاہئے اور انہیں encourage کرنا چاہئے۔ اس قرارداد پر نہ تو انہوں نے اپنی جیب سے پیسے دینے ہیں۔ اب یہ دیکھیں کہ انہوں نے اپنے الاؤنسز بڑھا لئے ہیں اور اپنی تنخواہیں بڑھا لی ہیں۔ کیا یہ جو پڑھے لکھے لوگوں کی بات کرتے ہیں ان کے الاؤنسز کیا نہیں بڑھنے چاہئیں، جو فیڈرل گورنمنٹ دیتی ہے کیا

وہ ان کو نہیں دینے چاہئیں؟ جیسے ڈاکٹر صاحب نے کہا تھا 25 فیصد، اگر آپ ان کو بھی residential allowance دے دیں تو کوئی بری بات نہیں تھی مگر آپ کے اگر financial constraints ہیں اس پر تو، آپ ہائر کوالیفکیشن والے ہیں میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب بھی گریجویٹ تو ہیں ان کو بھی سوچنا چاہئے کہ جب یہ گریجوایشن کے بطور رکن اسمبلی اتنے الاؤنسز لے رہے ہیں تو جو پڑھا لکھا پی ایچ ڈی ہے اس کا بھی یہ حق ہے اس کو بھی ملنا چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں نے اس کو اس لئے oppose کیا ہے کہ جو قرارداد ملک اصغر علی قیصر اور ان کے ساتھیوں نے پیش کی اس میں تھوڑی سی ٹیکنیکل problem ہے۔ پہلے تو ان کا شکریہ ادا کرنا ہے کہ انہوں نے گورنمنٹ کی اس پالیسی کو سراہا کہ ہائر ایجوکیشن کمشن ٹیچرز کو الاؤنسز دے رہی ہے۔ میں نے اس لئے oppose کیا ہے کہ اس قرارداد میں یہ کہا ہے کہ اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن کمشن نے جو الاؤنس دیا ہے وہ صوبہ پنجاب کے اساتذہ کو بھی دیا جائے۔ یہاں پر گورنمنٹ آف پنجاب کے ٹیچرز کو یہ الاؤنس پہلے ہی مل رہا ہے اب اس قرارداد میں تھوڑی سی ambiguity ہے سمجھ نہیں آ رہی ہے کہ یہ کیا کہنا چاہ رہے ہیں۔ ایک تو ہائر ایجوکیشن کمشن پی ایچ ڈی، سکالرز یا جو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنا چاہتا ہے اس کو پانچ ہزار ماہانہ کے حساب سے دیتا ہے اور پندرہ سو روپے کالج کے پروفیسر کو دیتے ہیں اب وفاقی حکومت نے 15 فیصد الاؤنس Dearness allowance بڑھایا وہ بھی صوبائی حکومت نے جاری کر دیا پھر Dearness allowance جو ابھی معزز منسٹر نے جناب کلو صاحب کے کہنے پر جو کہا ہم نے اس کو کنٹریکٹ پر بھی لاگو کر دیا ہم وہ بھی دے رہے ہیں۔ پنجاب حکومت تو ہر قسم کا الاؤنس دے رہی ہے اور جو فیڈرل حکومت جس کی انہوں نے نشاندہی کی ہے وہ دے وہ already ہائر ایجوکیشن کمشن کے جو خاص category کے لوگ ہیں، جو پی ایچ ڈی کرنا چاہتے ہیں ان کو تو دیتے ہیں۔ میرا خیال ہے کہ اس میں تھوڑی سی ٹیکنیکل problem ہے کیونکہ ہم پہلے ہی الاؤنسز دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! ہمیں الاؤنسز دینے میں کوئی اعتراض نہیں ہے ہم ان کی ڈیمانڈ یا ان کی proposal کو بالکل consider کریں گے لیکن اس قرارداد کی رو سے یہاں پر سوال put کیا ہے جسے مجھے oppose کرنا پڑ رہا ہے کیونکہ ایک تو اس میں ambiguity ہے، دوسرا ہم الاؤنسز

دے رہے ہیں۔ یہ ایک خاص الاؤنس کی بات کر دیں انہوں نے ہائر ایجوکیشن الاؤنس کی بات کی ہے وہ تو ہم پہلے سے ہی دے رہے ہیں۔ ہائر ایجوکیشن کمشن جس کو 17۔ارب روپے وفاقی حکومت نے دیا ہے جو کہ چارٹر یونیورسٹی جوان کو support کرتے ہیں وہ چاروں صوبوں کو ریسرچ میں بھی پیسا دیتے ہیں اور ہائر ایجوکیشن جو پی ایچ ڈی کرنے باہر جاتے ہیں ان کو بھی سکالرشپ دیتے ہیں وہ تو ہم already دے رہے ہیں۔ لہذا یہ اپنی اگلی قرارداد میں کوئی specific چیز بتا دیں تو ہم اس کو unanimously ٹیک اپ کر لیں گے ہم تو پہلے ہی ٹیچر کی ویلفیئر کے لئے بہت کام کر رہے ہیں اور ہماری کوشش یہ ہے کہ ٹیچرز کی pay scale دوبارہ درست کریں ابھی ہم نے ہائر ایجوکیشن میں جیسا کہ آپ کو پتا ہے میں نے Question Hour میں بھی بتایا کہ ہم نے کالج سائیڈ پر ان کی تنخواہ 6ہزار سے بڑھا کر 10ہزار روپے کر دی اور گاؤں کے جو لوگوں کی 12ہزار روپے کر دی ہے لہذا میری آپ سے استدعا ہو گی کہ اس کو وہ پریس نہ کریں اور اس کو approve نہ کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ملک اصغر علی قیصر!

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ میری قرارداد میں بالکل ambiguity نہیں ہے اس کو منسٹر ایجوکیشن ambiguous بنا رہے ہیں۔ میری قرارداد بڑی سادہ سی ہے کہ جن اساتذہ کرام نے ہائر ایجوکیشن حاصل کی ہوئی ہے ایک بندہ پی ایچ ڈی لیکچرار لگا ہوا ہے تو وہ ایم اے ایم ایس سی بھی لگ سکتا ہے۔۔۔

(اذان ظہر)

جناب ڈپٹی سپیکر: ملک صاحب اپنی بات جاری رکھیں۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا تھا کہ منسٹر صاحب ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہیں جن کو ہائر ایجوکیشن حاصل کرنے کے لئے کوئی سکالرشپ دیا جاتا ہے۔ میری قرارداد ان لوگوں سے متعلقہ ہے جو already ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کے employees ہیں، جیسے فیڈرل گورنمنٹ میں اگر کوئی پی ٹی سی ٹیچر ہے لیکن اس کی basic requirement Matric/PTC ہے اگر وہ ایف اے پی ٹی سی ہے تو فیڈرل گورنمنٹ نے کہا ہے کہ اس کو پانچ سو روپیہ اس کی تنخواہ سے زیادہ دیا جائے۔ اسی طرح جو ای ایس ٹی ٹیچر ہے اگر وہ بی اے ہے اور required qualification سے زیادہ تعلیم رکھتا ہے تو اس کو ساڑھے سات سو روپیہ ماہوار دیا جائے۔ اسی

طرح کوئی ایس ایس ٹی ٹیچر ہے اور وہ بی اے، بی ایڈ ہے لیکن اگر اس کی qualification ساتھ میں ایم اے ہے یا ایم ایس سی ہے تو اس کے لئے فیڈرل گورنمنٹ نے ایک ہزار روپیہ ماہوار دیا ہے۔ اسی طرح جو پی ایچ ڈی لوگ ہیں لیکن لیکچرار یا اسسٹنٹ پروفیسر ہیں تو ان کو فیڈرل گورنمنٹ نے پانچ ہزار روپیہ ماہوار دیا ہے۔ اس حوالے سے یہ میری قرار داد تھی کہ یہ پنجاب کے جو ٹیچرز، پروفیسرز یا لیکچرارز ہیں ان کو بھی اگر وہ اپنی required academic qualification سے ان کی qualification ہے زیادہ تو ان کو اس چیز کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس دیا جائے۔ اگر اب بھی کوئی بات ambiguous ہے تو میں ایجوکیشن منسٹر کے پاس جا کر ان کو سمجھانے کے لئے تیار ہوں۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کی مخالفت نہ کی جائے بلکہ انصاف پر مبنی تقاضوں کو مد نظر رکھتے ہوئے اس کا پنجاب میں نوٹیفکیشن کروانے میں مدد کریں اور قرار داد بھی خود منظور کروائیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں ملک صاحب کا شکر گزار ہوں کہ وہ مجھے آکر تھوڑا سا سمجھا دیں، میں ان کا شکر گزار ہوں لیکن میں یہ appreciate کرتا ہوں کہ یہ ان کا ٹیچرز کے حق میں بڑا concern ہے۔ میں ایک پرانی مثال دے رہا ہوں کہ اگر پی ٹی سی ٹیچر کو بھرتی کرنے کے لئے میٹرک کی required qualification ہے اور اگر اس نے ایف اے کیا ہوا یا بی اے کیا ہوا ہے تو ہم already ان کو انکریمنٹ کی شکل میں پیسے دیتے ہیں۔ ابھی recently احسان اللہ وقاص صاحب نے ایک اسمبلی question بھی کیا تھا، ہم نے 2001 میں ان کے پے سکیل بدل ڈالے، ہم نے ان کے سلیکشن گریڈ ختم کر ڈالے اور ہم انکریمنٹ کی شکل میں ان کو یہ ایوارڈ دیتے تھے۔ ہم تو پہلے ہی یہ کام کر رہے ہیں جو ملک صاحب ہمیں کہنا چاہ رہے ہیں۔

دوسری بات انھوں نے قرار داد میں جو یہ کہی کہ ہائر ایجوکیشن الاؤنس دیا جائے وہ وفاقی حکومت دے۔ وفاق کسی بھی صوبہ کو براہ راست کوئی بھی کسی قسم کا ہائر ایجوکیشن الاؤنس نہیں دیتا۔ اگر کسی اور صوبہ کو وہ دے رہے ہوں تو پنجاب کو وہ کیوں نہ دیں؟ لہذا ہائر ایجوکیشن کمشن اپنی سطح پر رہ کر پنجاب کے ٹیچروں کو qualification enhance کرنے کے لئے سکالر شپ بھی دیتے ہیں، ریسرچ کے لئے بھی پیسا دیتے ہیں، ماہانہ بھی دیتے ہیں، ہم اپنے ٹیچروں کو جن کی qualification upgraded ہوتی ہے جس کا وہ ذکر کر رہے ہیں ہم already ان کو take up کر رہے ہیں۔ لہذا جو چیز ہم نے take up کی ہوئی ہے اب دوبارہ اس کو قرار داد کی شکل میں

وفاق سے مانگنے کی گنجائش نہیں ہے۔ میری آپ سے گزارش ہو گی کہ آپ question put کریں اور اس کی ووٹنگ کروائیں۔ شکریہ

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ایجوکیشن منسٹر شاید اس کو سمجھنا ہی نہیں چاہ رہے یا جان بوجھ کر ایسا کر رہے ہیں۔ ہم تو وفاقی حکومت سے تو کچھ نہیں کہہ رہے، میں قرارداد دوبارہ پڑھ دیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: منسٹر ایجوکیشن! وہ یہ کہہ رہے ہیں کہ جو الاؤنس وفاق نے ہائر ایجوکیشن کے لئے مقرر کیا ہے اسی ریٹ پر یہاں بھی دیا جائے۔ آپ انکریمنٹ کی بات کر رہے ہیں لیکن وہ اس کے مطابق نہیں جو وفاقی حکومت دے رہی ہے۔ یہ چاہتے ہیں کہ جیسے وفاق نے دیا ہے اس کے مطابق اس کو بھی consider کیا جائے۔

وزیر تعلیم: ہم تو پہلے ہی دے رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو آپ اسی level پر دے رہے ہیں؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! یہ اس طرح دے رہے ہیں کہ -/60 روپے کی انکریمنٹ، -/102 روپے کی انکریمنٹ، میری گزارش اور اس قرارداد کا لب لباب یہ ہے کہ پنجاب گورنمنٹ کے پاس ایجوکیشن کی مد میں اتنے فنڈز پڑے ہیں کہ وہ فیڈرل گورنمنٹ کے مساوی اساتذہ کو دے سکتی ہے، اگر اساتذہ خوشحال نہیں ہوں گے تو وہ اچھی ایجوکیشن deliver نہیں کر سکیں گے۔ اگر فیڈرل گورنمنٹ نے ایک precedent دیا ہے تو وہ پنجاب جو کہ ایجوکیشن سیکٹر کو مضبوط کرنے کا بڑا نعرہ لگاتا ہے، یہ اساتذہ کو کیوں accommodate نہیں کرنا چاہتے؟ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ تعلیم بڑھانا چاہتے ہیں لیکن اساتذہ کے ساتھ دشمنی کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شیخ علاؤالدین صاحب!

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کے بعد میری قرارداد ہے اور یہ ایک سال سے آ رہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی آپ کی قرارداد آ رہی ہے۔ جب تک یہ قراردادیں ختم نہیں ہوتیں ہم یہاں بیٹھے ہیں۔ آپ گھبرائیں مت۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ کی مہربانی ہے۔ اب یہ آپ کروا لیں۔ اس کے اوپر تو اتنی بحث

ہو گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Anyhow یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وفاقی حکومت کی طرف سے موجودہ مالی سال کے بجٹ 07-2006 کے دوران اساتذہ کو ہائر ایجوکیشن الاؤنس جو دیا گیا ہے وہ صوبہ پنجاب میں تعینات اساتذہ کو بھی دیا جائے۔"

(قرارداد نامنظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی قرارداد شیخ علاؤالدین صاحب کی طرف سے ہے۔

بنکوں سے رقم نکلوانے پر عائد اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس ختم کرنے کا مطالبہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ یہ issue تقریباً ایک سال پہلے شیخ علاؤالدین صاحب نے ایوان میں پیش کیا تھا۔ چیف منسٹر صاحب نے ہمارا جو تجارتی طبقہ ہے اور جو انڈسٹری سے متعلق لوگ ہیں ان کی ترقی اور بہتری کے لئے اس issue کو پہلے بھی وفاقی حکومت سے take up کیا ہوا ہے اور اگر اس قرارداد کو متفقہ طور پر پاس کیا جائے تو ہمیں اس میں کوئی اعتراض نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ:

"وفاقی حکومت کی طرف سے بنکوں میں سے رقم نکلوانے پر جو اسٹیٹ ڈیوٹی ٹیکس نافذ کیا گیا ہے اسے فوراً ختم کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

(نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر:اگلی قرار داد جناب تنویر اشرف کائرہ صاحب کی ہے وہ اسے پیش کریں۔وہ تشریف نہیں رکھتے لہذا یہ قرارداد dispose of کی جاتی ہے۔اگلی قرار داد محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ کی طرف سے ہے۔

بہاولپور انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج کی تعمیر

محترمہ پروین مسعود بھٹی:جناب سپیکر!میں یہ قرارداد پیش کرتی ہے کہ :

"اس ایوان کی رائے ہے کہ بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج جلداز تعمیر کیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ :

"اس ایوان کی رائے ہے کہ بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ پر اوور ہیڈ برج جلداز تعمیر کیا جائے۔"

وزیر مواصلات و تعمیرات:جناب سپیکر!میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ میری بہن محترمہ پروین مسعود بھٹی صاحبہ نے قرارداد کے ذریعے جس مسئلہ کی طرف نشاندہی کی ہے اس حوالے سے حکومت پنجاب نے وفاقی حکومت کو لکھا اور وفاقی حکومت کے ترقیاتی پروگرام کے مطابق بہاولپور سمال انڈسٹریل اسٹیٹ کے قریب ریلوے کراسنگ کے اوپر 24 فٹ چوڑی سڑک اور اوور ہیڈ برج کی منظوری ہو چکی ہے۔ ہمارے محکمہ P&D نے بھی اس کو پاس کر دیا ہے۔اب صرف فنڈز آنے کی دیر ہے، فنڈز آنے کے بعد اس کی execution ہو جائے گی۔چونکہ حکومت پنجاب نے پہلے ہی اس معاملے کو take up کیا ہوا ہے۔اس منصوبے کی منظوری بھی ہو چکی ہے اب صرف فنڈز آنے کی دیر ہے لہذا اب اس قرار داد کی کوئی ضرورت نہیں رہتی۔میں ان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے ایک عوامی فلاح کے منصوبے کی نشاندہی کی ہے۔اب میں امید کرتا ہوں کہ محترمہ اپنی قرارداد کو پریس نہیں فرمائیں گی۔

محترمہ پروین مسعود بھٹی:بہت شکریہ۔جناب سپیکر!میں صرف یہ پوچھنا چاہوں گی کہ اوور ہیڈ برج کے لئے منظوری ہوئی ہے یا کہ انڈر پاس کی منظوری کی گئی ہے ؟

وزیر مواصلات و تعمیرات: اوور ہیڈ برج کے لئے منظوری دی گئی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اپنی قرارداد کو پریس نہیں کرتی اس لئے یہ withdraw ہوتی ہے اس لئے یہ take up نہیں کی جاتی۔ اگلی قرارداد محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی طرف سے ہے۔

وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجودہ قانون پر عملدرآمد کروانا

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجود قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجود قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ کنول نسیم!

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! اسلام نے ہمیں یہ حق دیا ہے اور پاکستانی قانون کے مطابق وراثت میں ہمیں حصہ دار بنایا گیا ہے۔ اس قانون میں کوئی نہ کوئی، کہیں نہ کہیں ضرور ایسی بات ہے کہ جس کی وجہ سے اس پر عملدرآمد نہیں ہو رہا۔ ہر آدمی اپنے منطق کے مطابق اس قانون کی تشریح کرتا ہے۔ ہو سکتا ہے کہ بہت سے بھائی اپنی بہنوں کو حصہ دیتے ہوں، اس سے انکار نہیں ہے لیکن اکثر جگہوں پر خواتین کو ان کا حصہ نہیں دیا جاتا۔ کہا جاتا ہے کہ جی عدالت سے رجوع کریں۔ اب ہر عورت تو عدالت میں نہیں جا سکتی، بہت سی عورتیں ان پڑھ اور غریب ہیں ان کی عدالتوں تک رسائی ممکن ہی نہیں ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ اس قانون میں ترمیم کی جائے اور اس میں یہ چیز شامل کی جائے کہ جو آدمی وراثت میں سے خواتین کا حصہ نہیں دے گا اسے سزا یا جرمانہ ہوگا۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ Law is already there محترمہ نے قرارداد پیش کی ہے کہ شرعی اور قانونی حصے کے مطابق خواتین کو وراثت میں حصہ دیا جائے۔ اس حوالے سے inheritance کے laws اور باقی قوانین already موجود ہیں۔

اگر کسی کی اس حوالے سے کوئی grievance ہے تو وہ کورٹ سے approach کر سکتا ہے۔ عدالت اس کو redress کر سکتی ہے۔ So پہلے سے ہی، قوانین موجود ہیں، حکومت بھی یہ چاہتی ہے کہ شرعی اور قانونی حصوں کے مطابق خواتین کو ان کا حصہ ملے۔ جہاں کہیں کوئی grievance ہے وہ عدالت سے رجوع کر سکتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بہت اہم اور اچھی قرارداد پیش کی گئی ہے۔ میں حیران ہوں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے کس بنیاد پر اس کی مخالفت کی ہے۔ اس میں تو دو ہی مطالبے کئے گئے ہیں۔ نمبر 1 خواتین کو شرعی اور نمبر 2 قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔ انھوں نے تو عمل درآمد کے لئے ایک گزارش کی ہے۔ شرعی حصے سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے، قانونی حصے سے بھی کسی کو انکار نہیں ہے تو پھر وہ مخالفت کس بات کی کر رہے ہیں؟ خواتین کو شرعی حصہ بھی ملنا چاہئے اور قانونی حصہ بھی ملنا چاہئے۔ اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے کہ ہمارے معاشرے کے اندر خواتین کے نام نہاد حقوق کے جو دعویدار ہیں وہ ایسی چیزوں کو بہت بڑا issue بناتے ہیں کہ جن کی کوئی حیثیت نہیں ہوتی لیکن جو اصل issues ہیں کہ خواتین کو وراثت میں حصہ ملنا چاہئے، خواتین کے حقوق کا تحفظ ہونا چاہئے اس حوالے سے اگر بات کی گئی ہے تو اس کی مخالفت نہیں کرنی چاہئے۔ یہ بڑی جامع قرارداد ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کو تو متفقہ طور پر منظور کیا جانا چاہئے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب پتا نہیں کس وجہ سے ایک اچھی قرارداد کی مخالفت کر رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! خوشی اس بات کی ہے کہ ایک اہم ترین مسئلہ ہماری محترمہ بہن نے پیش کیا ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے یہ جواب دیا ہے کہ already یہ قانون موجود ہے، ان کی بات ٹھیک ہے لیکن آپ بھی جانتے ہیں، پورا ہاؤس جانتا ہے کہ field میں کیا ہو رہا ہے؟ بے چاری خواتین کی اس حوالے سے کوئی شنوائی نہیں ہوتی۔ میں یہ عرض کروں گا کہ اس قرارداد میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جو کہ حکومت کی مخالفت میں جاتی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ شریعت کا معاملہ ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ قرارداد درست ہے۔ میں امید کرتا ہوں کہ آپ اس کو متفقہ طور پر منظور فرمائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس قرارداد کے بارے میں تمام ہاؤس کو اتفاق کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جی، بہتر ہے جیسے جناب کا حکم۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ وراثت میں خواتین کے شرعی اور قانونی حصے کی ادائیگی کے بارے میں موجودہ قانون پر سختی سے عملدرآمد کو یقینی بنایا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس قرارداد کو متفقہ طور پر منظور کروانے پر میں آپ کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ مبارکباد تو آپ ہاؤس کو دیں جس نے یہ قرارداد پاس کی ہے۔ اب ہم آج کے ایجنڈا کی قراردادیں لیتے ہیں۔ پہلی قرارداد ڈاکٹر اسد اشرف صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبہ کے تمام ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے پارکنگ کی جگہ مخصوص کرنے کا مطالبہ

ڈاکٹر اسد اشرف: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

رانا ثناء اللہ خان: یہ قرارداد کسی طرف سے oppose نہیں لہذا آپ سوال put کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا وزیر صحت نہیں ہیں؟ جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں اس کو oppose نہیں کرتی لیکن ایوان کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتی ہوں کہ حکومت پنجاب پہلے ہی اس کی منظوری دی چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

> "اس ایوان کی رائے ہے کہ حکومت پنجاب صوبہ بھر کے ہسپتالوں میں ایدھی ایمبولینس سروس کے لئے مخصوص جگہ (Parking) کی فراہمی کو یقینی بنانے کے لئے فوری اقدامات کرے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پاس ہو گئی ہے۔ Ambulance is a good thing it should be parked in the government hospitals. جی، آگے چلیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کرنا چاہتی ہوں کہ ایدھی والوں نے اس بارے میں درخواست دی تھی اور ہم 13۔ ستمبر سے اس کی منظوری دے چکے ہیں اور تمام ہسپتالوں میں نوٹیفکیشن جاری کر دیا ہوا ہے۔ میں یہ بتانا چاہ رہی تھی کہ تمام ہسپتالوں کے ایم ایس صاحبان کو پابند کر دیا گیا ہے کہ ان کو proper جگہ اور تمام facilities provide کی جائیں۔ ہم اس قرارداد سے پہلے ہی یہ منظوری دے چکے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہت اچھا۔ ماشاء اللہ۔ یہ سب آپ کی طرف سے ہو رہا ہے اس لئے آپ کو مبارکباد ہو۔ جی، عظمیٰ بخاری صاحبہ!

فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں کرنے کا مطالبہ

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ

> "یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! I oppose it.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ اس حکومت میں جو خواتین کے حق کی بات کرتے ہیں اور خواتین کے حقوق کا نعرہ لگاتے ہیں۔ اکتوبر 2002 میں فیملی لاء آرڈیننس کی شق 12(a) میں یہ ترمیم کی گئی تھی کہ فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ کے اندر ہونا چاہئے۔ اب اس پر لاہور ہائی کورٹ کی judegemet بھی آ چکی ہے جس میں انھوں نے پنجاب حکومت کو direct کیا ہے کہ فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں نے تو اس قرارداد میں یہی کہا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ فیملی کیسز ایسے matters ہوتے ہیں جن میں دو ایسے فریق involve ہوتے ہیں جن کی فیملی اور ان کی زندگی کا سوال ہوتا ہے اور خواتین فیملی کیسز میں عدالتوں میں خوار ہوتی ہیں۔ قبل اس کے کہ میں اس پر مزید بات کروں میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کی رائے سننا چاہتی ہوں کہ انھوں نے اس کو کس بنیاد پر oppose کیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے اس قرارداد کے سلسلے میں بطور وکیل اور بطور ممبر پارلیمنٹ کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ جب کوئی خاتون اپنے خرچے اور نان نفقے کے لئے عدالت میں دعویٰ دائر کرتی ہے۔ اس میں عدالت نے اس کے لئے پانچ سو روپے، ایک ہزار یا دو ہزار روپے خرچہ لگانا ہوتا ہے لیکن ہم روز دیکھتے ہیں کہ عدالتوں میں خواتین کی کس طرح بے حرمتی ہوتی ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے اس قرارداد کو oppose کیا ہے اس میں حکومت نے اپنے پاس سے کچھ نہیں دینا۔ جب ہماری direction جاتی ہے۔ چیف جسٹس

صاحب نے بھی ایک ایڈمنسٹریٹو آرڈر جاری کیا تھا کہ ہر فیملی کیس کو دو یا تین ماہ میں finalize کیا جائے۔ اس سے پنجاب میں ہزاروں کی تعداد میں کیسز حل ہوئے تھے۔ اس لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس کو oppose نہ کریں۔ جو بے چاری خواتین فیملی کورٹس میں divorce اور maintenance یا جہیز کے سامان کی واپسی کے لئے جاتی ہیں تو وہاں پر ان کے کیس تین تین سال تک پڑے رہتے ہیں۔ اس لئے یہ چھ مہینے بڑی معقول مدت ہے لہذا اس قرار داد کو پاس ہونے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرے خیال میں This is a serious business. For few it might be not but I will give a serious consideration جب آپ ہاؤس کی sense لے رہے ہوتے ہیں ابھی we have just given an example here آپ کے سامنے ایک precedent قائم ہوا ہے ان کی قرار داد تھی I opposed it لیکن اگر ہم اس قرار داد کو legally پاس کرتے تو we should look into the ambit کہ ہم کیا قرار داد پاس کر رہے ہیں؟ اب قانون already موجود ہے Are we passing a Resolution? آپ اس قرار داد کو پاس کر کے کہہ رہے ہیں کہ حکومت ان ایجنسیوں کو پابند کرے یا ہم by nation یہ کہہ رہے ہیں کہ ہم preventive laws کے پابند نہیں ہیں۔ ہم ان laws پر ایک اور قرار داد لا کر عدالتی اداروں کو اپنا پابند بنا رہے ہیں۔ Can the Punjab Assembly pass a Resolution in which we bind the courts? No, Sir. We cannot. پہلے قانون کے متعلق بھی یہی بات تھی کہ مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1964 active ہے اور عدالتوں میں practice ہوتا ہے۔ اس طرح تو ہم اپنی عدالتوں پر مکمل طور پر عدم اعتماد کا اظہار کر رہے ہیں کہ وہاں پر جو بھی کیس جاتا ہے delayed procedures میں جاتا ہے وہاں پر قانون کے مطابق شریعت نہیں دی جاتی۔ آپ کے فقہ والے صحیح طریقے سے شریعت کو نافذ العمل نہیں بنا رہے۔

جناب سپیکر! آپ پوری تفصیل کے ساتھ دیکھیں۔ آپ کی sense تھی، آپ کی رولنگ آ رہی تھی I just kept sitting on the chair مجھے میرے معزز سینئر وزیر صاحب نے بھی کہا کہ oppose مت کرو ہاؤس کی sense کے ساتھ let it go. We let it just went go. ابھی میں محترمہ کی قرار داد کو I am not opposing it. In the sense of it I

وہاں پر دقتیں موجود ہیں لیکن انھوں نے ہاؤس سے جو قرارداد پاس am not opposing it. کرنے کے لئے کہا ہے۔ This is West Pakistan Muslim Family Court Act 1964. It has not been amended as Muslim Family Laws Ordinance 2002. It has not been amended. 10(a) کی حد تک ضرور ایک ترمیم آئی جس میں صدر پرویز مشرف نے اس آرڈیننس کے ذریعے 1964 کے ایکٹ کو promulgate کیا اور جو 12 (a) کے اندر موجود تھا اسے 10 (a) میں یہ کر دیا کہ چار ماہ کے اندر کریں۔

> As Mr Arshad Baggu said the honourable Chief Justice of the Lahore High Court did that. He issued an Administrative Order that

فیملی کورٹس کے اندر جو کیسز pending ہیں انھیں چار ماہ کی بجائے دو ماہ کے اندر dispose of کریں۔ نان نفقہ کے کیسز جو چار مہینے کے اندر settle نہیں ہوتے Now 10(a) says that وہ عورت وہیں پر اپنے خاوند سے کہہ دے کہ میرا اس سے settle نہیں ہوتا اور وہیں پر اس کے خلاف خلع کا کیس فائل کر دے۔ یہ کورٹس سیکشنز کے اندر موجود ہے۔ اب ہم ان لاز پر قرارداد یں دے کر عدلیہ کو یہ message دے دیں کہ ہم آرڈیننسز پاس کر رہے ہیں، قراردادیں دے رہے ہیں جن کے ذریعے بتا رہے ہیں کہ آپ اس قابل نہیں ہیں کہ آپ اپنی ڈیوٹی کو perform کر سکیں۔ So I oppose it technically کہ یہ قرارداد پاس کرنا بنتی نہیں ہے کیونکہ محترمہ نے جو چھ مہینے کا ٹائم کہا ہے وہ مسلم ویسٹ پاکستان فیملی کورٹ ایکٹ 1964 شریعت کے سیکشن 12(a) میں موجود ہے۔ صدر مشرف صاحب نے 2002 کے آرڈیننس میں سیکشن 10(a) کے ذریعے چار ماہ کر دیا ہے۔ اس لئے میری مزید گزارش ہے کہ It will give the sense that we are showing some sort of ہم کورٹس کے attitude پر کوئی displeasure show کر رہے ہیں۔ میں نہیں سمجھتا کہ ہمارے پاس یہ حیثیت موجود ہے کہ ہم عدالتوں کو اور قوانین کو پابند کریں اور ان کو direction دیں this is not what our ambit is. اس لئے میری گزارش ہو گی کہ اس قرارداد کو پاس نہ کیا جائے۔ شکریہ

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی!

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! یکم نومبر 2002 کو صدر پاکستان نے ایک آرڈیننس کے ذریعے مسلم فیملی لاز آرڈیننس 1964 میں بڑی اہم ترامیم کی تھیں۔ اس کے سیکشن 10 میں 10(a) کا اضافہ کیا تھا جس کے مطابق اگر ٹربیونل یا عدالت کے فیصلے میں reconciliation نہیں ہوتی چونکہ reconciliation کی date ہوتی ہے اگر reconciliation or compromise نہیں ہوتا اور خاتون خلع کی بنیاد پر طلاق لینا چاہتی ہے تو پھر وہ سٹیٹمنٹ دیتی ہے کہ میں خلع کی بنیاد پر طلاق لینا چاہ رہی ہوں تو عدالت پابند ہے کہ اسی وقت وہ طلاق کی ڈگری جاری کرے گی اور بیوی کو حکم دیتی ہے کہ اگر آپ نے مہر وصول کیا ہے تو وہ اپنے خاوند کو واپس کر دو۔ اس آرڈیننس کے ذریعے سیکشن 7 میں بھی ترمیم ہوئی ہے۔ پہلے مختلف عدالتوں میں کیسز چلتے تھے جیسے کسی عدالت میں حق مہر کا کیس چل رہا ہے کسی میں خرچے کا ہے اور کسی میں تنسیخ نکاح کا ہے لیکن اس سیکشن میں جو ترمیم ہوئی ہے اس کے ذریعے بیوی صرف سٹیٹمنٹ دے گی کہ میرے کیسز فلاں فلاں عدالت میں ہیں انھیں ایک ہی عدالت میں اکٹھا کر دیا جائے۔ تو اس کی سٹیٹمنٹ پر ہی تمام کیسز کو اکٹھا کیا جا رہا ہے۔ اسی طرح شوہر پہلے الگ سے کیس کرتا تھا کہ میں اس کو بسانا چاہتا ہوں۔ اب اس ترمیم کے ذریعے اسے الگ کیس نہیں کرنا پڑتا بلکہ جب انہی کیسز کا جواب دے گا تو اسی میں ہی کہہ دے گا کہ میں تو اس کو بسانا چاہتا ہوں یعنی اب سارے کیسز ایک کیس میں ہی کئے جا رہے ہیں۔

جناب والا! اس کے سیکشن 14 میں 2(b) کا اضافہ کیا گیا ہے اس کے مطابق اگر عدالت تین ہزار تک کے حق مہر اور ایک ہزار کے خرچے کا آرڈر کرتی ہے تو اب اس کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکتی۔ اس میں 17(a) کا اضافہ کیا گیا ہے اس کے مطابق جب کورٹ interim order کرتی ہے تو بچے کا باپ یا اس خاتون کا خاوند پابند ہے کہ ہر مہینے کی 14 تاریخ تک ہر صورت میں عدالت میں maintenance جمع کروائے۔ اسی طرح 12(a) کا اضافہ ہے کہ dissolution of marriage کے کیسز چار ماہ کے اندر ختم ہونے چاہئیں۔

جناب والا! اس وقت خامی یہ ہے کہ فیملی کیسز کی رفتار day by day بڑھتی جا رہی ہے لیکن ان کو نمٹانے کی رفتار اس لئے سست ہے کہ ہمارے پاس فیملی کورٹس کم ہیں۔ 1994 میں

سیکشن 3 میں ایک ترمیم آئی تھی کہ فیملی کیسز کو نمٹانے کے لئے ہر ضلع میں ہر تحصیل میں ایک فیملی کورٹ بنائی جائے اور اس کی پریزائیڈنگ آفیسر خاتون ہو۔ ہم نے آج تک اس پر عمل نہیں کیا اگر اس پر implementation ہو جاتی ہے ہر ڈسٹرکٹ اور تحصیل میں کورٹ بن جاتی ہے تو پھر یہ cases جلدی dispose of ہو سکتے ہیں۔اس وقت قانون میں کوئی lacuna نہیں ہے کورٹس بھی اس کو جلدی نپٹانے کی کوششیں کر رہی ہیں۔ میں کل کورٹ میں ڈیڑھ ماہ کے اندر رہی ایک case dispose of کروا کر آئی ہوں دوسرا کیس میں اس لئے جلدی dispose of نہیں کروا سکی کہ کورٹ کے پاس رش بہت زیادہ تھا اور جج صاحب کے پاس جو cause list تھی وہ سو سے بھی اوپر کیسیز کی لٹک رہی تھی۔

جناب والا! میں یہ عرض کروں گی کہ اس وقت قانون میں کوئی lacuna نہیں ہے کورٹس ان کو جلدی dispose of کرنے کی کوشش کر رہی ہیں لیکن۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! تشریف رکھیں۔That is a seperate issue۔ محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب سپیکر میں یہ عرض کروں گا کہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے mover بات کریں گی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! مجھے آپ نے floor دیا ہے تو میں یہ عرض کرنا چاہتی ہوں اور یہ بھی سمجھتی ہوں کہ ملک صاحب کافی learned آدمی ہیں اور میرے خیال میں انہوں نے میری قرارداد کے اس phrase کو دھیان سے پڑھا نہیں کہ میری قرارداد کیا ہے۔ میں محترمہ مصباح کی بات کو بھی second کرتی ہوں کہ اس وقت law میں lacuna نہیں ہے۔ میں نے بھی یہی کہا ہے کہ اس کو یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور میں محترمہ مصباح کی اس بات کو بھی second کرتی ہوں کہ 1994 میں محترمہ بے نظیر بھٹو کے دور میں فیملی کورٹس کے قیام کے بارے میں عمل میں لانے کے لئے کہا گیا تھا کیونکہ محترمہ کی گورنمنٹ نہیں رہی اس کے بعد وہ نہیں ہوا تو میں نے بھی مناسب اقدامات کے بارے میں کہا ہے۔اسی لئے میں نے کوئی ٹائم فریم نہیں دیا۔ میں نے جلد از جلد بھی نہیں کہا میں نے یہ بھی نہیں کہا کہ فوری طور پر کر دیا جائے۔ میں نے یہی کہا ہے کہ یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کئے جائیں اور وہ یہی ہیں کہ فیملی کورٹس بنائی جائیں اور اس میں لیڈی ججز تعینات کی جائیں۔مصباح صاحبہ کی یہ بات بھی بالکل

ٹھیک ہے کہ ہم جو practicing lawyer ہیں ہم اس بات کو بالکل سمجھتے ہیں کہ ان کیسیز کا فیصلہ چار مہینے سے بھی کم عرصے میں ہو سکتا ہے اگر proper courts ہوں اور جتنے کیسز ہوں اسی تعداد کے حساب سے کورٹس بنائی جائیں اور ان میں ججوں کی appointments کی جائیں تو یہ تمام مسائل حل ہو سکتے ہیں اس لئے میں نے اس کے اندر کورٹس binding کی بات نہیں کی۔ میں نے یہ نہیں کہا کہ کورٹس کو bound کر دیں کہ وہ چھ مہینے کے اندر لازمی کریں۔ میں نے تو یہ کہا ہے اور حکومت سے یہ سفارش کی ہے کہ یہ ایوان حکومت سے سفارش کر رہا ہے ہم کورٹس binding کی بات نہیں کر رہے ہم یہ کہہ رہے کہ مناسب اقدامات کئے جائیں یعنی executive اقدامات جو گورنمنٹ کر سکتی ہے وہ کئے جائیں۔

جناب سپیکر! میرا یہ خیال ہے کہ ملک صاحب میری گزارش کو اب بہتر طور پر سمجھ پائے ہوں گے۔ میں نے یہ کہا ہے کہ ایگزیکٹو اقدامات کئے جائیں کورٹس بنائی جائیں، ججز بنائے جائیں تاکہ۔۔۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! یہ اپنی قرارداد amend کر کے دے دیں۔ گزارش یہ ہے کہ انہوں نے جو قرارداد پیش کی ہے وہ یہ ہے کہ

> "یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کریں"

جناب والا ایکٹ جو already in practice ہے جس کے تحت ہم کر رہے ہیں وہ ویسٹ پاکستان فیملی کورٹس ایکٹ 1964 ہے۔ چلیں اس بات کو اگر درست تسلیم بھی کر لیا جائے کہ حکومت مناسب اقدامات کرے اور ان تمام شقوں پر عملدرآمد کرائے جس کے اندر ابھی تک جو ترامیم آ چکی ہیں اور اس کو speedy trial میں لے جایا جائے۔ ٹھیک ہے ہم بھی اس کی favour میں ہیں لیکن اس کو وقتی طور پر اگر مان بھی لیا جائے، درست بھی سمجھا جائے تو جو قرارداد یہ پیش کر رہی ہیں وہ ایکٹ کے مطابق نہیں ہے۔ The words used are Family Law Ordinance. Now we have an Act which is called West Pakistan Family Court Act. یا تو معزز رکن عظمیٰ زاہد بخاری اس کو redraft کر کے پیش کر دیں۔We will have no objection for that. اور اس کی grievances پہلے سے settled ہیں اور اس پر amendment بھی آ چکی ہے۔ 2002 کے اندر جو آرڈیننس آیا

ہے اس میں فیملی لاء کے سیکشن کو amend کیا گیا ہے اس کی پوری details۔۔۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اگر اجازت ہو تو۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل پارلیمانی سیکرٹری ملک محمد احمد خان صاحب نے اس کا بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ یہ اتنی سادہ بات نہیں ہے جتنی انہوں نے بتائی ہے۔ آپ اس کو پڑھ لیں اس قرارداد کا text آپ دیکھیں۔ یہ فرماتی ہیں کہ یہ ایوان اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ فیملی لاء آرڈیننس کے تحت فیملی کیسز کا فیصلہ چھ ماہ میں یقینی بنانے کے لئے مناسب اقدامات کرے۔ اس میں ایک تو حکومت کا لفظ بھی نہیں ہے اس میں کورٹس بھی آ جاتی ہیں اور ہمارے فاضل دوست بگو صاحب جو صاحب علم ہیں قانون کو جانتے ہیں وہ بھی اس کو support کر رہے ہیں ایسی قرارداد پیش کرنا پنجاب اسمبلی کے لئے بڑی embarrassment ہو گی۔ میری بھی آپ سے یہی استدعا ہے کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے جو جواب دیا ہے محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ جو کہ خود بھی ایک وکیل ہیں قانون کو جانتی ہیں ان کے ساتھ بیٹھ جائیں اور اس قرارداد کو redraft کر لیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: درست فرما رہے ہیں۔ اس کو آرڈیننس کے مطابق redraft کر لیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: معزز رکن اس کو پریس نہیں کرتیں. It is being withdrawn۔ تیسری قرارداد شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے۔

صوبہ میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور فروخت پر پابندی کا مطالبہ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

سینئر منسٹر صاحب اس پر کچھ کہنا چاہیں گے۔

وزیر خوراک: جناب والا! میرے خیال میں تو اس میں کوئی ایسی problem نہیں ہے۔ اگر ہاؤس اس قرارداد کو پاس کرنا چاہتا ہے تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ آپ اسے oppose نہیں کرنا چاہتے۔

وزیر خوراک: نہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ بھر میں آتش بازی کے سامان کی تیاری اور اس کی فروخت پر مکمل پابندی عائد کی جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

راجہ ریاض احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! میرے محترم دوست رشید بھٹی صاحب اور رانا آفتاب صاحب ساہیوال سے یہاں پر موجود ہیں۔ ان کا تعلق پاکستان پیپلز پارٹی پیٹریاٹ گروپ سے ہے اور پیٹریاٹ گروپ والے یہ کہتے ہیں کہ ہمارے قائد جناب ذوالفقار علی بھٹو صاحب ہیں اور ان کے جو دوسرے قائد ہیں "مشرف صاحب" [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت اس معاملے پر بات نہیں ہو رہی This is no point of order. اور ان الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔ اگلی قرارداد چوہدری اصغر علی گجر، ڈاکٹر سید وسیم اختر اور سید احسان اللہ وقاص، جناب محمد وقاص، چوہدری محمد شوکت، سید اعجاز حسین بخاری، جناب ارشد محمود بگو، محترمہ طاہرہ منیر اور محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ کی طرف سے ہے۔ وہ اسے پیش کریں۔

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

صوبہ میں ریت، بجری اور سیمنٹ کی بار برداری کے لئے دو پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے چار پہیوں والی ٹریکٹر ٹرالی مع بیک بتی اور بریک کی شرط کو لازمی قرار دینا

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتی ہوں کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ (back light) اور بریک (break) چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ (back light) اور بریک (break) چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔"

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: جناب والا! اس سلسلے میں آج وزیر اعلیٰ پنجاب کی طرف سے بڑی clear cut head line statement ہے اور اس پر عملدرآمد بھی ہو رہا ہے۔ قرارداد پاس کرنا چاہتے ہیں تو کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"اس ایوان کی رائے ہے کہ صوبہ کے تمام شہروں اور دیہاتوں میں ریت، سیمنٹ، بجری و دیگر قسم کی اشیائے بار برداری کی نقل و حمل اور آمدورفت کے لئے سر دست استعمال ہونے والی single axle two wheeler

ٹریکٹر ٹرالی کی بجائے Four Wheeler مع بیک لائٹ(back light)اور
بریک(break)چلانے کی لازمی شرط عائد کی جائے تاکہ حادثات و دیگر
ٹریفک کی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: پانچویں قرارداد جناب سمیع اللہ خان صاحب کی طرف سے ہے اور وہ اسے پیش کریں گے۔

پنجاب اسمبلی کے ممبران کو بھی حج پر جانے والوں کے لئے سفارش کا اختیار دینا

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی
کے ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے
کے لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی
کے ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے
کے لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

وزیر خوراک: جناب والا! میں اس کو بنیادی طور پر oppose تو نہیں کرتا اگر آپ اجازت دے دیں اور ان کو پسند ہو تو اس میں تھوڑی سی ترمیم ہو جائے۔ یہ قرارداد تھوڑی سی مبہم ہے۔ انہوں نے یہ لکھا کہ:

"یہ ایوان وفاقی حکومت سے اس امر کی سفارش کرتا ہے کہ قومی اسمبلی کے
ممبران کی طرح صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے
لئے مروجہ خرچہ پر نام دینے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب سپیکر! اس میں اگر اس طرح سے ترمیم کر کے ابھی لے آئیں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔" تو وہ زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ خرچہ، مروجہ کے الفاظ مناسب نہیں ہیں۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قرارداد میں یہ amendment کی جاتی ہے اور اس amendment کے ساتھ منسٹر صاحب نے جو کہا ہے اس کو میں ہاؤس میں پیش کرتا ہوں۔

"صوبائی اسمبلی پنجاب کے ممبران کو بھی حج پر بھجوانے کے لئے مروجہ پالیسی کے مطابق سفارش کرنے کا اختیار دیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب اجلاس بروز بدھ مورخہ 11-اکتوبر 2006 صبح 10 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

882

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 11-اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ خدمات وانتظام عمومی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا جائے گا)

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006

884

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

بدھ، 11-اکتوبر 2006

(یوم الاربعاء، 17- رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر 5 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

هُوَ الَّذِيْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَدِيْنِ
الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ ۭ وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ۭ28
مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۭ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗٓ اَشِدَّاۗءُ عَلَي الْكُفَّارِ رُحَمَاۗءُ
بَيْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُكَّعًا سُجَّدًا يَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا ۡ
سِيْمَاهُمْ فِيْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ۭ ذٰلِكَ مَثَلُهُمْ فِي
التَّوْرٰىةِ ښ وَمَثَلُهُمْ فِي الْاِنْجِيْلِ ۾ كَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْــــَٔهٗ
فَاٰزَرَهٗ فَاسْتَغْلَظَ فَاسْتَوٰى عَلٰي سُوْقِهٖ يُعْجِبُ الزُّرَّاعَ
لِيَغِيْظَ بِهِمُ الْكُفَّارَ ۭ وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ
مِنْهُمْ مَّغْفِرَةً وَّاَجْرًا عَظِيْمًا ۝ۧ29

سُوْرَةُ الفَتْح آیات 28 تا 29

وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت (کی کتاب) اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کرے۔ اور حق ظاہر کرنے کے لئے خدا ہی کافی ہے (28) محمد ﷺ خدا کے پیغمبر ہیں اور جو لوگ ان کے ساتھ ہیں وہ کافروں کے حق میں سخت ہیں اور آپس میں رحم دل، (اے دیکھنے والے) تو ان کو دیکھتا ہے کہ (خدا کے آگے) جھکے ہوئے سر بسجود ہیں اور خدا کا فضل اور اس کی خوشنودی طلب کر رہے ہیں۔ (کثرت) سجود کے اثر سے ان کی پیشانیوں پر نشان پڑے ہوئے ہیں۔ ان کے یہی اوصاف تورات میں (مرقوم) ہیں۔ اور یہی اوصاف انجیل میں ہیں۔ (وہ) گویا ایک کھیتی ہیں جس نے (پہلے زمین سے) اپنی سوئی نکالی پھر اس کو مضبوط کیا پھر موٹی ہوئی اور پھر اپنی نال پر سیدھی کھڑی ہو گئی اور لگی کھیتی والوں کو خوش کرنے تاکہ کافروں کا جی جلائے۔ جو لوگ ان میں سے ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان سے خدا نے گناہوں کی بخشش اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے (29)

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ خدمات وانتظام عمومی)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔آج محکمہ سروسز اینڈ جنرل ایڈمنسٹریشن کے سوالات take up کئے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب کا سوال ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر! سوال نمبر 2572۔اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی،اس سوال کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2001-02 میں پی۔سی۔ایس کے امتحانات کے انعقاد کی تفصیل

*2572: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی سی ایس کے آخری امتحانات پنجاب پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کب ہوئے تھے؟

(ب) کیا 2001 اور 2002 میں محکمہ کی طرف سے ارسال کی گئی requisition کے باعث امتحانات منعقد ہوئے تھے؟

(ج) اگر جز(ب) کا جواب نہ میں ہے تو پنجاب پبلک سروس کمیشن کو اسامیاں نہ بھیجنے کی وجوہات کیا ہیں، تفصیلات بیان کی جائیں؟

وزیر خوراک :

(الف) پی سی ایس کے آخری امتحانات دسمبر 2000 میں منعقد ہوئے تھے۔

(ب) 2001 اور 2002 میں پی سی ایس کی کوئی بھی requisition متعلقہ محکمہ کی طرف سے موصول نہ ہوئی تھی۔

(ج) 2001 اور 2002 میں PMS کے سروس رولز تشکیل دیئے جا رہے تھے جس کی وجہ سے پی سی ایس کی کوئی بھی requisition متعلقہ محکمہ کی طرف سے ارسال نہ کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا PMS کے سروس رولز تشکیل دے دیئے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک صاحب!

وزیر خوراک: جی ہاں! اب رولز تشکیل دے دیئے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے، جیسا کہ شاہ صاحب نے اپنے سوال میں پوچھا ہے کیا اب یہاں پر recruitments کی ضرورت نہیں ہے؟ آیا پبلک سروس کمیشن کے ذریعے بھرتی کی جاتی ہے یا اب direct کرتے ہیں۔ پبلک سروس کمیشن کی جو رپورٹ آئی ہے اس میں ان کی main observation یہ ہے کہ ڈاکٹرز کو through پبلک سروس کمیشن recruitment کرنا ہوتا ہے لیکن اب وہ نہیں کئے جا رہے۔ کیا ان کی observation ٹھیک ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست کی اطلاع مناسب نہیں ہے، ادب کے طور پر غلط تو نہیں کہتا۔ ہماری حکومت نے نہ صرف وہ پوسٹیں جو کہ پبلک سروس کمیشن کے purview میں آتی تھیں بلکہ ان کے علاوہ low grade گیارہ، پندرہ اور چودہ کی جو پوسٹیں ہیں، جن کے محکمے بڑے اہم ہیں، مثال کے طور پر محکمہ ایکسائز ہے وہ بھی ہم پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پُر کر رہے ہیں۔ میں ایک مثال دیتا ہوں کہ ایکسائز ڈیپارٹمنٹ کی بھرتیاں بھی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے کر رہے ہیں۔ ہم نے پبلک سروس کمیشن کے ذریعے 35/40 افسر بھرتی کئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف کیا کہہ رہے ہیں۔ وہ پبلک سروس کمیشن کی رپورٹ پڑھیں۔

جناب سپیکر: ابھی جواب آ گیا ہے اور منسٹر صاحب on the floor of the House فرما رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ان کے پیرے پڑھ لیں ان کی observation موجود ہے۔

جناب سپیکر: بعد میں دیکھ لیں گے۔ اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 2629 ہے۔ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

2001 میں PPSC کو بھیجی گئی اسامیوں کی تفصیل

*2629: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 2001 میں Combined Competitive Examination کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition ارسال کی تھی، اگر جواب اثبات میں ہے تو گریڈ 16 اور 17 کی کتنی پوسٹوں کے لئے requisition بھیجی گئی اگر requisition نہ بھیجی گئی تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) کیا حکومت نے گریڈ 16 اور 17 کی اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پالیسی ختم کر دی ہے اگر ہاں تو کب سے اور کن وجوہات کی بناء پر، تفصیلات بتائی جائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) حکومت نے 2001 میں Combined Competitive Examination کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن کو requisition ارسال نہیں کی تھی کیونکہ 2001 اور 2002 کے دوران PMS کے سروس رولز تشکیل دیئے جا رہے تھے۔

(ب) حکومت نے گریڈ 16 اور 17 کی اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پالیسی ختم نہیں کی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے کہ گریڈ 16 اور 17 کی اسامیاں پبلک سروس کمیشن کے ذریعے پر کرنے کی پالیسی ختم نہیں کی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ درست ہے کہ مختلف departments گریڈ 16 اور 17 کی پوسٹیں کنٹریکٹ پر fill کرتے ہیں اور انھیں پبلک سروس کمیشن میں نہیں جانا پڑتا۔ کیا یہ پالیسی صوبائی سطح پر بنائی گئی ہے اور اس پالیسی کے مضمرات کے نتیجے میں لوگوں کو اپنی ملازمت کا کوئی تحفظ نہیں ہوتا۔۔۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں یہ ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر موصوف بتائیں کہ کنٹریکٹ پر جو بھرتی کی جا رہی ہے کیا وہ پبلک سروس کمیشن کو نظر انداز کرنے کے لئے کی جا رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میرے فاضل دوست درست نہیں فرما رہے۔ ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔ کنٹریکٹ پوسٹیں ساری دنیا کے اندر ہیں۔ محکمہ تعلیم اور دوسرے محکمہ جات میں کنٹریکٹ پر آفیسرز رکھے جاتے ہیں اور بڑے higher grade پر رکھے جاتے ہیں۔ وہ ضرورت کے مطابق ہوتا ہے۔ بعض اوقات ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو بہت جلدی افسر کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ تعلیمی حرج نہ ہو اس لئے کنٹریکٹ پر محکمہ تعلیم اور باقی محکمہ جات میں بھی رکھے جا رہے ہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں ہوتا کہ پبلک سروس کمیشن کا اختیار کم کر دیا ہے۔ گریڈ 17/16 کی تمام permanent posts پبلک سروس کمیشن کے ذریعے ہی fill کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اصل صورتحال یہ ہے کہ محکمہ تعلیم کی ساری پوسٹیں پبلک سروس کمیشن کو نظر انداز کر کے براہ راست بھرتی کی کمیٹیوں کے ذریعے پر کی جا رہی ہیں۔ اگر تمام اہم پوسٹیں آہستہ آہستہ پبلک سروس کمیشن سے نکال لی جائیں گی۔ تو پھر اس ادارے کا کوئی جواز باقی نہیں رہ جائے گا اس لئے میری درخواست ہے کہ حکومت اس بارے میں اپنی پالیسی بتائے کہ انھوں نے اہم پوسٹوں پر کنٹریکٹ کی پالیسی کس بنیاد پر قائم کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں نے بڑی وضاحت کے ساتھ جواب دیا ہے کہ کنٹریکٹ پالیسی مختلف ہے اور permanent posts مختلف ہوتی ہیں۔ میں نے یہ بھی کہا ہے کہ ہماری حکومت بڑی واضح پالیسی رکھتی ہے کہ پبلک سروس کمیشن کے دائرہ کار کو وسیع کیا جائے۔ ہم نے تو اہم محکموں کی گریڈ گیارہ، چودہ اور پندرہ کی پوسٹیں بھی پبلک سروس کمیشن کو بھجوا دی ہیں تاکہ وہ میرٹ پر بھرتی کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال نمبر 4154 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال جناب ارشد محمود بگو کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 4378 ہے۔ استدعا ہے کہ اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سیالکوٹ۔ 2002 تا 2004 جاری کردہ جہیز فنڈز کی تفصیلات

*4378: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

ضلع سیالکوٹ میں بہبود فنڈ سے سرکاری ملازمین کے جہیز فنڈ کے لئے DCO کو کتنی درخواستیں وصول ہوئیں درخواست دہندہ کے نام مع عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے درخواست دہندہ کو کتنی مالیت کے چیک جاری کئے گئے ان کی 2002 تا 2004 کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

ضلع سیالکوٹ میں بہبود فنڈ بورڈ سے سرکاری ملازمین کے جہیز فنڈ کے لئے ڈی سی او کو دوران سال 2002 تا 31۔دسمبر 2004 میں کل 999 درخواستیں وصول ہوئی جن میں 32 درخواستیں داخل دفتر ہوئیں اور 152 درخواستیں زیر غور ہیں۔ اس طرح 815 درخواستوں کے چیک مبلغ -/6882500 روپے مالیت کے جاری ہوئے اور زیر غور درخواستوں کے چیک مبلغ -/1218000 روپے کے ابھی جاری ہونے ہیں۔ مزید برآں فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے التواء میں ہیں جہاں تک زیر التواء کیسوں کا تعلق ہے۔ ان کی ادائیگی کے لئے صوبائی بہبود فنڈ بورڈ ضلعی بہبود فنڈ بورڈ سیالکوٹ کو بجٹ ارسال کر چکا ہے۔

سال	رقم
2003	2,12,42,778.00
2004	1,49,99,025.00
2005	1,73,58,600.00
2006	2,75,43,613.00
کل رقم	8,11,44,016.00

زیر غور درخواست ہائے کا فیصلہ ضلعی بنوولینٹ فنڈ بورڈ کی میٹنگ میں کیا جائے گا۔

سیالکوٹ یکم جنوری 2002 تا 31-دسمبر 2004 بنوولینٹ فنڈ

سے جاری کردہ جہیز فنڈ کی تفصیلات

سال	کل درخواستیں وصول شدہ	داخل دفتر	کل جاری شدہ چیک	بقایا درخواستیں زیر غور
یکم جنوری 2002 تا 31 دسمبر 2002	307	10	297	-
یکم جنوری 2003 تا 31 دسمبر 2003	278	12	266	-
یکم جنوری 2004 تا 31 مارچ 2004	414	10	252	152
کل درخواستیں	999	32	815	152

کل مالیت (جاری شدہ چیک) 6,882,500/-

کل مالیت (زیر غور درخواستیں) 1,218,000/-

نوٹ: فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے التواء میں ہیں۔ زیر غور درخواست ہائے کا فیصلہ آئندہ ڈسٹرکٹ بنوولینٹ فنڈ بورڈ کی میٹنگ میں کیا جائے گا۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ 152 درخواستیں زیر غور تھیں۔ کیا اب ان درخواستوں پر عملدرآمد ہو چکا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے بڑا relevant سوال پوچھا ہے۔ اگر انھوں نے جواب پڑھا ہوتا تو ہم نے سال 2003,2004,2005 اور 2006 میں اسی مقصد کے لئے ضلع سیالکوٹ کو رقوم بھیجی ہیں۔ وہ بنوولینٹ فنڈ بورڈ کی میٹنگ میں ان کا فیصلہ کرتے ہیں لیکن ان کو یہاں سے رقوم بھیج دی گئی ہیں۔ اگر فاضل دوست چاہیں تو میں پوری تفصیل بتا دیتا ہوں چونکہ فنڈز کا معاملہ ہوتا ہے اگر فنڈز نہ پہنچیں تو پھر وہ stuck ہو جاتے ہیں۔ ہم نے یہاں سے فنڈز بھجوا دیئے ہیں اور وہ ساری درخواستیں نمٹا دی گئی ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا سوال بڑا particular تھا کہ آپ نے ملازمین کے بہبود فنڈ سے کتنے لوگوں کو جہیز فنڈ دیا ہے۔ انھوں نے اپنے جواب میں لکھا ہے کہ 999 درخواستیں وصول ہوئیں۔ 32 درخواستیں داخل دفتر ہوئیں اور 152 درخواستیں اس وقت زیر غور ہیں۔ ان کے پاس تو جواب ہونا چاہئے۔ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے فنڈز بھیج دیئے ہیں۔ میں نے یہ ضمنی سوال کیا تھا کہ جو 152 درخواستیں pending تھیں کیا انھوں نے ان لوگوں کو جہیز فنڈ دے دیا ہے؟

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کے کہنے کا مقصد یہ ہے کہ یہ جو فنڈز بھیجے گئے ہیں pending درخواستیں بھی اسی فنڈ سے consider ہوں گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان کو تو fresh جواب دینا چاہئے تھا۔ میں اپنے پاس سے بیان نہیں کر رہا بلکہ انھوں نے اپنے جواب میں کہا ہے کہ 152 درخواستیں pending پڑی ہوئی ہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ انھوں نے جو فنڈز بھیجے ہیں ان کی تفصیل بھی ان کو بتائی گئی تھی تو جو pending درخواستیں تھیں ان کا کیا بنا ہے؟

جناب سپیکر: چودھری صاحب! جو درخواستیں pending تھیں ان کا کیا بنا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! شاید میرے دوست سمجھے نہیں ہیں۔ سال وار پوری تفصیل کے ساتھ جواب دیا گیا ہے۔ 2002 تا 31۔دسمبر 2004 میں کل 999 درخواستیں وصول ہوئیں جن میں سے 32 درخواستیں eligible نہیں تھیں اس لئے وہ داخل دفتر ہو گئیں۔ 152 درخواستیں زیر غور ہیں اور 815 درخواستوں کے اوپر چیک جاری ہونے پر ان کی payment کر دی گئی ہے اور باقاعدہ ان کی amount بھی لکھی گئی ہے۔ جو بقایا 152 درخواستیں ہیں ان کے لئے فنڈز بھجوا دیئے گئے ہیں۔ ضلع میں بنوولینٹ فنڈ بورڈ کی میٹنگ ہوتی ہے اس میں جو درخواستیں مکمل ہوتی ہیں ان کے کوائف پورے ہوتے ہیں اور وہ eligible ہوتی ہیں انھیں فوری طور پر فنڈ دے دیتے ہیں۔ ان کو فنڈز کا problem ہوتا ہے جو کہ ہم نے انھیں provide کر دیئے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ حاجی، محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا تمام درخواست گزاروں کو ایک طرح سے ہی فنڈز مہیا کئے جاتے ہیں یا محکمے کی صوابدید ہوتی ہے کہ جتنا چاہیں دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست ذرا سوال دہرا دیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تمام درخواست گزاروں کو ایک جیسا فنڈ مہیا کیا جاتا ہے یا یہ محکمے کی صوابدید ہے کہ جس کو جتنا چاہیں دے دیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ demand based ہوتا ہے۔ جتنی درخواستیں آتی ہیں اور جس طرح ڈیمانڈ ہوتی ہے اسی طرح دیتے ہیں۔ بنوولینٹ فنڈ تو ہوتا ہی ان کا ہے۔ ان کی تنخواہ سے کٹوتی ہوتی ہے اور ہم وہی ان کو payment کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان کا مقصد ہے کہ درخواست دہندگان کو جو فنڈز دے جاتے ہیں کیا وہ equal سطح پر دیئے جاتے ہیں یا کمیٹی کی مرضی ہے کہ کسی کو زیادہ دے دیئے اور کسی کو کم؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ان کے گریڈ کے مطابق ہوتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا بڑا اچھا سوال ہے اور منسٹر صاحب نے اس کا جواب بھی دیا ہے لیکن بچی کی شادی تو بچی کی شادی ہے۔ میری بیٹی کی شادی ہے، آپ کی بیٹی کی شادی ہے یا کسی بھی معزز رکن کی بیٹی کی شادی ہے تو وہ بیٹی ہے اس کا گریڈ سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ کیا محکمہ کوئی ایسا انتظام کرنا چاہتا ہے کہ تمام کو ایک جیسے فنڈز دیئے جائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! شاید میں اپنے فاضل دوست کو اچھی طرح سمجھا نہیں سکا۔ ایک آدمی جس کی تنخواہ 32 ہزار روپے ہے اس حساب سے اس کی دو فیصد کٹوتی ہو گی اور رقوم اس حساب سے ہوں گی۔ ایک آدمی کی تنخواہ 10 ہزار روپیہ ہے تو اس حساب سے اس کی دو فیصد کٹوتی ہو گی تو ان کا فنڈ بھی اسی حساب سے ہوتا ہے اور ہم اسی حساب سے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، شکریہ

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ---

جناب سپیکر: جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب کسی ملازم کی بچی کی شادی ہوتی ہے تو وہ درخواست دے دیتا ہے۔ انھوں نے یہ طریق کار وضع کیا ہے کہ شادی کے بعد نکاح نامہ ساتھ لف کریں۔ اس کے بعد یہ فنڈز release کرتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی کی بچی کی شادی ہے تو اس سے بیان حلفی لے کر کہ اس کی بچی کی شادی ہے۔ اسے یہ شادی سے پہلے فنڈز دینے کے لئے تیار ہیں؟ ضرورت تو شادی سے پہلے ہوتی ہے۔ شادی کے بعد تو بچی کو یا والدین کو ضرورت نہیں ہوتی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چودھری صاحب! کیا حکومت اس کا طریق کار تبدیل کرنا چاہتی ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ نہ صرف اس محکمے میں بلکہ محکمہ زکوٰۃ اور بیت المال میں بھی یہی طریق کار ہے کہ شادی کا فنڈ نکاح نامہ لے کر دیتے ہیں۔ البتہ ان کی تجویز بڑی قابل عمل ہو سکتی ہے۔ میں اس پر محکمے کو غور کرنے کے لئے ضرور recommend کروں گا اور وہ انشاء اللہ کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں تھوڑی سی confusion ہے کہ جس عرصے سے متعلق یہ سوال پوچھا گیا ہے۔ اس کا جواب لکھا گیا ہے کہ اس عرصے میں سیالکوٹ کو تقریباً 3 کروڑ 75 لاکھ روپے بنتا ہے لیکن بہبود فنڈ اور جہیز فنڈ کی ٹوٹل disbursement ایک کروڑ 48 لاکھ بنتی تو کیا جو بقیہ 50 فیصد رقم ان کے پاس جمع ہے یا وہ disburse نہیں کی گئی اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب کس سال کے بارے میں پوچھ رہے ہیں؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں نے یہ گزارش کی ہے کہ جس عرصے کے متعلق سوال پوچھا گیا ہے وہ 2003 اور 2004 کے متعلق ہے۔ جناب صفحہ 3 پر 2003 اور 2004 کے متعلق جو رقم آپ نے ضلعی بہبود فنڈ سیالکوٹ کو ارسال کی ہے وہ 3 کروڑ 61 لاکھ روپے بنتی ہے جو disbursement کی ہے وہ 48 لاکھ روپے ایک کی ہے، 12 لاکھ روپے ایک کی ہے اور اسی طرح پھر آپ نے جہیز فنڈز میں 68 لاکھ روپے کی ہے یہ ٹوٹل رقم ایک کروڑ 45 لاکھ روپے بنتی ہے جبکہ جو آپ نے فنڈز ارسال کئے ہیں وہ 3 کروڑ 61 لاکھ روپے بنتے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب والا! جیسا کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ فنڈز demand basis پر دیئے جاتے ہیں۔ ان میں سے کچھ درخواستیں نامکمل ہوتی ہیں یہ ان کی ذمہ داری ہوتی ہے وہیں پر وہ مکمل کرتے ہیں ان کا فیصلہ کرتے ہیں اور وہی پھر disburse کرتے ہیں۔ اس کا طریق کار یہ ہے ہم صرف ان کی ڈیمانڈ پر رقم بھیج دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ بڑی اہمیت کا حامل معاملہ ہے کہ جب یہ ساڑھے تین کروڑ روپیہ بھیجا گیا کہ ان غریب لوگوں میں یا ان حقدار لوگوں میں تقسیم کر دیا جائے۔ تو کیا اگر درخواستیں کم تھیں تو اس سے کیا ان کی زیادہ مدد نہیں ہو سکتی تھی۔ بورڈ نے ڈیڑھ دو کروڑ روپے اپنے پاس جمع کر کے کیوں رکھا ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر موصوف!

وزیر خوراک: جناب والا! میں اپنے فاضل دوست کو شاید سمجھا نہیں سکا اور انہوں نے پورے سوال کو پڑھا نہیں ہے۔ اس میں لکھا ہوا ہے کہ 152 درخواستیں ابھی تک pending ہیں۔ چونکہ جتنے لوگوں کی درخواستیں clear ہوتی ہیں ان کو ادائیگی ہو جاتی ہے اور جو pending cases ہوتے ہیں ان کے بعد میں بھی فیصلے ہوتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پھر اسی پیسے میں سے entertain کرتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا یہ جو بنوولینٹ فنڈ کے 68 لاکھ 82 ہزار 5 سو روپے انہوں نے ادا کر دیئے ہیں اور زیر غور درخواستوں کے مبلغ 12 لاکھ 18 ہزار روپے زیر غور ہیں۔ اسی طرح سے جو بنوولینٹ فنڈ ہے اس کے 88 لاکھ 82 ہزار 5 سو روپے جاری شدہ چیک ہیں اور اسی طرح سے نیچے بھی یہ رقم لکھی ہوئی ہے جو 12 لاکھ 18 ہزار روپے ہے اور یہ زیر غور درخواستیں ہیں۔ ٹوٹل رقم جو انہوں نے اب تک لوگوں کو دی ہے اور جو زیر غور ہے۔ یہ ٹوٹل رقم ایک کروڑ 48 لاکھ روپے بنتی ہے جبکہ صوبائی حکومت سے یا صوبائی خزانہ سے انہیں 3 کروڑ 61 لاکھ روپے لوگوں کو تقسیم کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے۔

وزیر خوراک: جناب والا! انہوں نے جواب کا اگلا حصہ نہیں پڑھا۔ رانا صاحب ماشاء اللہ بڑے تیز بندے ہیں اپنے مطلب کا پڑھتے ہیں دوسرا نہیں پڑھتے۔ آگے یہ لکھا ہوا ہے کہ مزید برآں فنڈز نہ

ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے التواء میں ہیں جہاں تک زیر التواء کیسوں کا تعلق ہے ان کی ادائیگی کے لئے صوبائی بہبود فنڈ بورڈ سیالکوٹ کو بجٹ ارسال کر چکا ہے۔ یہ جو pending cases تھے میں نے ان کے بارے میں عرض کی ہے کہ رقوم بھیجی گئی ہیں وہ جوں ہی اس کا فیصلہ کریں گے ادائیگی کر دیں گے۔ سادہ سی بات ہے اس میں کوئی جھگڑے والی بات نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ میں نے تو وہ حصہ بھی پڑھا ہوا تھا جو چودھری صاحب نے اب پڑھا ہے لیکن ان کو یہ سمجھ نہیں آئی کہ یہ حصہ پڑھ کر خود اپنے جواب میں ہی پھنس جائیں گے۔ آخر میں جو نوٹ لکھا ہوا ہے وہ بھی یہ پڑھ لیں۔ فنڈز نہ ہونے کی وجہ سے درخواست ہائے التواء میں ہیں۔ زیر التواء کیسوں کا فیصلہ آئندہ ڈسٹرکٹ بنوولینٹ فنڈ بورڈ کی میٹنگ میں کیا جائے گا۔ ایک طرف تو آپ کے پاس ڈیڑھ کروڑ روپیہ پڑا ہوا ہے۔ دوسری طرف آپ کہہ رہے ہیں کہ درخواستیں التواء میں ہیں۔ یہ جو ایک کروڑ 48 لاکھ روپے ہے یہ دونوں کا ٹوٹل ہے۔ جو آپ نے چیک جاری کئے ہیں اور جو زیر غور ہیں۔۔۔

وزیر خوراک: رانا صاحب میں آپ کو یہ وضاحت کر رہا ہوں latest position یہ ہے کہ اس وقت فنڈز کی کمی نہیں ہے فنڈز ان کو بھجوا دیئے گئے ہیں اب انہوں نے فیصلہ کر کے ان کو disburse کرنا ہے۔ اتنی سی بات ہے۔

جناب سپیکر: چودھری صاحب! ان کا سوال یہ ہے کہ ٹوٹل جو پیسا ہے وہ تقریباً 3 کروڑ 61 لاکھ روپے بنتا ہے۔ جو رقم تقسیم کی گئی ہے وہ 68 لاکھ روپے ہے، 82 ہزار پانچ سو روپے ایک بنتا ہے اور 12 لاکھ 18 ہزار روپے ایک بنتا ہے۔ یہ جو 12 لاکھ 18 ہزار روپے ہے یہ زیر غور درخواستوں کے لئے لکھا ہوا ہے۔ اس طرح ٹوٹل کوئی 81 لاکھ روپے کے قریب بنتا ہے۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ باقی ماندہ رقم ضلع کے پاس ہے یا کہاں ہے؟

وزیر خوراک: جناب والا! اس سوال میں صرف ایک مد کی بات کی گئی ہے۔ ضلعوں کو یہ رقوم دوسری مدات میں بھی بھیجی جاتی ہیں تاکہ بہبود فنڈ کا صحیح استعمال ہو سکے۔ ان کو سارے کے سارے فنڈز ڈیمانڈ کی بنیاد پر دے دیئے جاتے ہیں۔ جہیز فنڈ کی ایک مد ہے جس کے متعلق یہ ساری رقم رکھی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! چودھری صاحب اس معاملے پر بھی تھوڑا سا غور کر لیں کہ ہم بات کر رہے ہیں 04-2003 کی۔ 2006 کی بات ہم نہیں کر رہے۔ جب 04-2003 میں تین کروڑ 61 لاکھ روپے بھیجا گیا اور اس کے بعد انہوں نے break up دیا ہے کہ انہوں نے یہ تقسیم کیا اب باقی پیسوں کے متعلق تین سال کے بعد تو ان کو پتا ہونا چاہئے کہ وہ پیسے کہاں گئے ہیں۔ اس سوال میں ساری تفصیل پوچھی گئی ہے۔

وزیر خوراک: جناب والا! رقم کے کہیں جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: پیسے تو ضلع کے ہیڈ میں ہوں گے۔

وزیر خوراک: جناب والا! اس کا پورا ریکارڈ ہوتا ہے جو ہمارے پاس بھی ہے اور ان کے پاس بھی ہے۔ کہیں جانے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

جناب سپیکر: درست ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جب یہ بتایا ہے کہ 04-2003 میں 61 لاکھ 77 ہزار 8 سو روپے انہوں نے بھیجے ہیں اور بعد میں انہوں نے disbursement کا بتایا ہے کہ اتنی درخواستیں آئی ہیں، اتنی reject ہوئی ہیں، اتنی پر ادائیگی ہو گئی ہے اور اتنی زیر غور ہیں یا تو یہ بتا دیں کہ باقی پیسے فلاں ہیڈ میں ہیں۔ ہوتا یہ ہے کہ یہ پیسے جو ہیں گورنمنٹ بعض اوقات دوسری مدات میں خرچ کر دیتی ہے۔ Administrative point of view سے کوئی ضرورت ہوتی ہے یا کوئی urgency ہوتی ہے وہاں پر خرچ کر لیتی ہے۔ اس کا جو break up ہے وہ بھی ہاؤس میں آنا چاہئے۔

وزیر خوراک: جناب والا! ایسی بات بھی نہیں ہے۔ یہ جو بنوولینٹ فنڈ کے پیسے ہیں سرکاری ملازموں کو جو مراعات دی جاتی ہیں اس کے علاوہ کسی مد میں خرچ نہیں ہو سکتے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ حکومت یہ پیسا سڑکوں یا سکولوں پر لگا دے، پہلے کبھی ہوا ہے اور نہ آئندہ ہو گا۔ یہ رقم سرکاری ملازموں کی امانت ہوتی ہے اور رولز کے مطابق ان کو دے دی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: فرض کریں پیسے ان کو زیادہ بھیج دیئے گئے ہیں استعمال کم ہوئے تو باقی ماندہ پیسے اسی ضلع کے ہیڈ میں رہتے ہیں یا واپس گورنمنٹ کے پاس آ جاتے ہیں؟

وزیر خوراک: جناب والا! سرکاری ملازمین کی جو دوسری مدات ہیں ان میں دیئے جاتے ہیں۔ یہ سرکاری ملازمین کے لئے مراعات ہیں ان کو ہی دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ یہ سوال تو تین سال پرانا ہے اس کا جواب اب یہ دے رہے ہیں۔ یہ آپ دیکھ لیں کہ تاریخ وصولی جواب 06-10-01 ہے۔ یعنی یہ جواب جو answer sheet میں ہے یہ latest ہے۔ یہ 06-10-06 کو ان کو موصول ہوا ہے اور اس میں بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ 12 لاکھ 18 ہزار روپے زیر غور درخواستوں کے لئے pending پڑا ہے۔ صرف 68 لاکھ روپے انہوں نے دیا ہے۔ یہ دونوں ملا کر بھی 80 لاکھ روپے بنتا ہے۔ یہ کم از کم تین سال کے بعد تو یہ بتائیں 04-2003 کا جو بقیہ فنڈ ہے وہ کہاں پر گیا ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب پتا نہیں کہاں الجھ گئے ہیں مجھے سمجھ نہیں آ رہی۔ ایک بندہ اگر فوت ہو جاتا ہے تجہیز و تکفین کے لئے بھی سرکاری ملازمین کو پیسے دیئے جاتے ہیں اور بہت ساری ان کی مدات ہیں جو بنوولینٹ فنڈ کے اندر آتی ہیں اس میں ان کو دیئے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب جہیز فنڈز کے علاوہ تعلیمی وظائف بھی ہوتے ہیں اس کے علاوہ بیوگان کے لئے بھی میرے خیال میں فنڈز ہوتے ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ تو اب ایک کہانی بنا رہے ہیں۔

جناب سپیکر: نہیں، ہمارے ضلع میں بھی یہ فنڈز ہوتے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب والا! یہ سرکاری ملازمین کا بہبود فنڈ ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب کو بھی پتا ہے کہ اس میں وظائف بھی ہوتے ہیں بیوگان کے لئے بھی رقم ہوتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جس ہیڈ میں یہ پیسے بھیجے گئے ہیں اس کے متعلق بتائیں اب یہ فرما رہے ہیں تجہیز و تکفین کے لئے بھی ہوتے ہیں۔ اب ان سے یہ پوچھیں کہ ---

جناب سپیکر: آپ نے سوال تو جہیز فنڈ کے بارے میں پوچھا ہے۔ جی، وزیر خوراک!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! چودھری صاحب کے پاس اس بات کا جواب نہیں ہے انہیں کہیں کہ اس بات کا جواب محکمے سے منگوا کر اس ہاؤس میں دیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا صاحب کافی ضمنی سوال ہو گئے ہیں۔ اگلا سوال چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: سوال نمبر 4666۔

حکومت پنجاب کے ریسٹ ہاؤس واقع کراچی سے متعلقہ تفصیلات

*4666: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پنجاب ریسٹ ہاؤس کراچی جو کہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور یہ کب کتنی لاگت سے تعمیر کیا گیا؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک اس ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے والے افراد کے نام، عہدہ اور کرایہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) جنوری 2003 سے آج تک جو افراد اس ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرے ان میں سے جتنے افراد نے ابھی تک کرایہ ادا کرنا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان سے کرایہ کی وصولی کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) مطلوبہ تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک اس ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرنے والے افراد کے نام، عہدہ اور کرایہ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جنوری 2003 سے آج تک جو افراد اس ریسٹ ہاؤس میں ٹھہرے، ان تمام نے کرایہ ادا کیا ہے۔

(د) اس کا جواب مندرجہ بالا جز (ج) میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ میرے سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ یہ جو پنجاب ریسٹ ہاؤس کراچی میں ہے یہ 1953 میں بنایا گیا تھا اور اس پر 3 لاکھ 60 ہزار روپے

خرچہ آیا تھا۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ آج کل اس کی تعمیر و مرمت کی جا رہی ہے اگر یہ بات درست ہے تو اس کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب والا! میرے فاضل بھائی گوجرانوالہ سے تعلق رکھتے ہیں ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی اس کی repair ہو رہی ہے اس کو مکمل ہونے دیں پھر میں آپ کو بتاؤں گا کہ اس پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے۔

چودھری زاہد پرویز: چودھری صاحب گوجرانوالہ دے ممبر نوں گوجرانوالہ دے وزیر نوں سوال نہیں پچھناں چاہیدا۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کا بڑا valid point ہے جب آپ نے کسی چیز کی repair کروانی ہے تو آپ اس کا estimate بنواتے ہیں وہ اس کا estimate بنا کر بتا دیں کہ اس پر کتنا خرچ ہوگا، اس کی repair پر approximately total کتنا خرچ ہوگا؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب! کوئی idea ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں دیکھ کر آیا ہوں وہاں پر ابھی تک وہ repair ہو رہی ہے۔ repair پر زیادہ پیسے بھی خرچ ہو سکتے ہیں، کم بھی ہو سکتے ہیں جب وہ فائنل ہوگا تو میں اپنے فاضل دوست کو اطلاع دے دوں گا کہ کتنا خرچ ہوا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ بات نہیں ہے۔ آپ نے اس اسمبلی کی بلڈنگ بنانی تھی تو اس کا estimate لگا تھا کہ یہاں پر approximately 50 لاکھ روپے لگنے ہیں یا 20 لاکھ روپے لگنے ہیں۔ ایک ریسٹ ہاؤس کی repair ہونی ہے یہ بغیر estimate کے خرچ کئے جا رہے ہیں وہ تو under the financial rules خرچ کر نہیں سکتے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ زاہد پرویز صاحب کا سوال تھا۔ میں نے انہیں بڑا معقول جواب دینا تھا۔ اب رانا صاحب بیچ میں آ گئے ہیں۔ میں جز (الف) پڑھ دیتا ہوں۔ آپ نے پوچھا ہے کہ پنجاب ریسٹ ہاؤس کراچی جو کہ حکومت پنجاب کی ملکیت ہے، کتنے کمروں پر مشتمل ہے اور یہ کب اور کتنی لاگت سے repair کیا جائے گا؟ اس میں repair کا ذکر ہے۔ repair کا سوال relevant ہے۔

جناب سپیکر: ہاں، بنتا تو نہیں ہے۔ Next ہے ملک محمد اقبال چنڑ صاحب!

حاجی محمد اعجاز: On his behalf سوال نمبر4726۔

PPSC کے زیر انتظام منعقدہ امتحانات کے نتائج میں تاخیر کا جواز

*4726: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تین مارچ 2003 کے اشتہار کے تحت جوڈیشل برانچ کی پچاس خالی اسامیوں کے لئے پبلک سروس کمیشن پنجاب نے 13۔اکتوبر تا 21۔اکتوبر 2003 امتحان لیا جس میں 3060 امیدواروں نے حصہ لیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ پانچ ماہ سے زائد عرصہ گزرنے کے باوجود ابھی تک رزلٹ آؤٹ نہ ہوا ہے بلکہ پیپر کینسل کرنے اور از سر نو papers لینے کی تیاریاں کی جا رہی ہیں؟

(ج) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو مذکورہ امتحان کا result کب تک قاعدہ اور قانون کے تحت پبلک سروس کمیشن پنجاب out کرنے کا پابند تھا۔ تاخیر کی وجوہات، نیز تاخیر کے ذمہ دار افسران کے نام کیا ہیں کب تک result آؤٹ کر دیا جائے گا اور کیا حکومت ذمہ داران کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست ہے کہ 2۔مارچ 2003 کے اشتہار کے تحت جوڈیشل برانچ کی 50 اسامیوں کے لئے پنجاب پبلک سروس کمیشن نے 13 تا 21۔اکتوبر 2003 امتحان لیا جس میں 1800 امیدواروں نے حصہ لیا تھا۔ امتحان میں تاخیر کی وجہ یہ تھی کہ 27۔جولائی 2003 کے اشتہار برائے جزوی ترمیم کے تحت تمام امیدواروں کو پانچ سال کی عام رعایت دی گئی تھی۔

(ب) جوڈیشل برانچ کی اسامیوں کے سلسلے میں تحریری امتحان کے نتائج کا اعلان مورخہ 09-03-04 کو ہو چکا ہے اور اسامیوں پر بھرتی کے لئے سفارشات متعلقہ محکمہ کو بھیج دی گئی ہیں لہذا پیپر کینسل کرنے اور از سر نو پیپر لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

(ج) قواعد کے مطابق پنجاب پبلک سروس کمیشن جلد از جلد نتائج کا اعلان کرتا ہے اس کی کوئی مقررہ میعاد نہ ہے۔تاہم مذکورہ اسامیوں کی بھرتی کے لئے سفارشات متعلقہ محکمہ کو ممکنہ حد تک کم وقت میں ارسال کر دی گئی ہیں لہذا کسی کے خلاف کارروائی غیر ضروری ہے۔

جناب سپیکر: جی Any supplementary question?

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انہوں نے اپنے اسی سوال کے جز (الف) میں فرمایا ہے کہ امتحان میں 1800 امیدواروں نے حصہ لیا۔ انہوں نے آگے فرمایا ہے کہ اس میں جزوی طور پر 27۔ جولائی 2003 کو ترمیم کی گئی۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس ترمیم کی ضرورت کیوں پیش آئی۔ کیا تمام 1800 امیدواروں کی عمریں زیادہ تھیں جس کی وجہ سے یہ ترمیم کرنی پڑی؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ماشاء اللہ اعجاز صاحب بڑے قابل آدمی ہیں۔ اس کی ضرورت تب پیش آئی تھی کہ بہت عرصہ recruitment کے اوپر بین رہا تو اس کے اوپر ہر محکمے میں 5 سال کی جنرل رعایت کا candidates کا مطالبہ تھا تو اس پانچ سال کی رعایت کے بعد ڈیپارٹمنٹ کو ترمیم کرنی پڑی تھی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ وہ کتنے امیدوار تھے جن کی عمریں زائد تھیں اور ان کے لئے یہ ترمیم کرنی پڑی؟ ظاہر ہے 1800 امیدواروں کی عمریں تو زیادہ نہیں تھیں۔ وہ چند ایسے لوگ تھے جنہیں نوازنے کے لئے وہ ترمیم کی گئی۔ ان کی تعداد بتائیں کہ وہ کتنے تھے؟

جناب سپیکر: وہ تو عام رعایت ہر کسی کے لئے تھی وہ کسی مخصوص کے لئے نہیں تھی۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! وہ ہر ایک کے لئے تو تھی نہیں۔ میرا سوال یہ ہے کہ وہ کتنے امیدوار تھے جن کے لئے یہ special amendment کی گئی؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! سارے محکمہ جات میں اب بھی جتنی بھرتی ہو رہی ہے سبھی کو یہ رعایت دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: ہاں! پنجاب کے تمام محکمہ جات میں یہی پالیسی ہے۔ سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اکثر یہاں پر یہ بات آتی ہے کہ پبلک سروس کمیشن میں جب requisition بھیجی جاتی ہے تو اس کے نتائج کا رزلٹ بہت دیر سے آتا

ہے تو حکومت ان کے رولز میں ترمیم کرنے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے کہ پبلک سروس کمیشن کو requisition کے بارے میں پابند کیا جائے کہ اتنے عرصے کے اندر اندر امتحان لے کر نتائج سے حکومت کو مطلع کرے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! پبلک سروس کمیشن independent ادارہ ہے میرے خیال میں اس کو پابند کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ ویسے وقاص صاحب کی تجویز بہتر ہے ہم ان سے request کریں گے کہ اس کو expedite کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ next ہے۔ 5947 رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سوال نمبر 5947۔

پینل رینٹ کی وصولی میں امتیازی رویہ کی تفصیل اور حکومتی اقدامات

*5947: رانا آفتاب احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ویلفیئر ونگ نے جنوری 2002 سے جون 2004 تک سرکاری ملازمین کے لئے رہائشی کالونیز بشمول GOR,s کے جن جن الاٹیوں سے جس جس وجوہ کی بناء پر جتنا جتنا penal rent وصول کیا ان کے نام، عہدہ، سرکاری رہائش نمبر زاور حاصل کی گئی رقم کی تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ GOR-V کی سرکاری رہائش نمبر 117 A-اور GOR-II کی رہائش نمبر 9-B عرصہ دو سال تک بیک وقت ایک ہی سرکاری بااثر اور سیاسی اثر ورسوخ رکھنے والے اعلیٰ افسر کے زیر قبضہ واستعمال رہی ہیں اور ان دونوں رہائشوں پر قبضہ کے باوجود الاٹی کو penal rent نہیں ڈالا گیا جبکہ کوارٹر نمبر O-5 وحدت کالونی لاہور جو کہ under repair تھا، کے الاٹی کو تقریباً-/25,000 روپے penal rent ڈال دیا گیا جو کہ انتہائی زیادتی ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ چھوٹے ملازمین سے ان کی genuine problem کے باوجود penal rent وصول کیا جاتا ہے جبکہ متذکرہ اعلیٰ سرکاری آفیسر جس نے بلاوجہ دو سال تک دو سرکاری رہائشوں پر قبضہ جمائے رکھا ہے کسی قسم کا Penal rent

وصول نہ کیا گیا کیا حکومت سرکاری ملازمین میں اس طبقاتی تفریق اور امتیازی سلوک / رویہ سے متعلق معاملہ کی چھان بین / انکوائری کرواکر بے ضابطگی کے مرتکب ذمہ داران کے خلاف انضباطی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی کے ویلفیئر ونگ نے جنوری2002 سے جون2004 تک سرکاری رہائش گاہوں کے غیر قانونی قابضین سے مبلغ-/3,12,124 روپے کی رقم penal rent کی مد میں وصول کی ہے جس کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) درست نہ ہے۔ سرکاری رہائش گاہ نمبر A-117/GOR-V مورخہ 21-01-98 کو ظاہر راجہ ایڈیشنل سیکرٹری انڈسٹریز کو الاٹ کی گئی تھی، بعد ازاں 18-06-02 کو اسے اس سرکاری رہائش گاہ کے بدلے B-9/GOR-II رہائش گاہ الاٹ کر دی گئی۔ اس نے B-9/GOR-II کا قبضہ مورخہ 15-12-2003 کو لے لیا مگر رہائش گاہ B-9/GOR-II مخدوش حالت میں تھی اس لئے اس نے A-117/GOR-V کا قبضہ بھی مورخہ 31-جولائی 2004 تک اپنے پاس رکھا۔ تاہم ظاہر راجہ کو دو گھروں کا بیک وقت غیر قانونی قبضہ رکھنے کے سلسلے میں مبلغ-/67,336 روپے penal rent ڈال دیا گیا۔ نوٹس منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، جبکہ کوارٹر نمبر O-5 وحدت کالونی کے الاٹی نے اس کوارٹر کا قبضہ مورخہ 10-09-03 کو لے لیا اور ساتھ ہی کوارٹر نمبر FN-92 وحدت کالونی کا قبضہ بھی مورخہ 15-04-04 تک اپنے پاس رکھا اس طرح اس نے بیک وقت دو کوارٹر اپنے پاس رکھے اس لئے اسے penal rent پالیسی کے مطابق ڈالا گیا لہذا کوئی زیادتی نہ کی گئی۔ مزید برآں الاٹی نے کوارٹر نمبر FN-92/WC کے سوئی گیس کے بل مبلغ-/6,120 روپے کی ادائیگی بھی نہ کی اور نئے الاٹی کو بل اور نئے کنکشن کے اخراجات مبلغ-/1800 روپے برداشت کرنا پڑے۔ الاٹی کے ذمہ مبلغ-/23,733 روپے واجب الادا ہیں جس کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:

1۔ سوئی گیس بل جو ادا نہ کیا گیا مبلغ-/6,210 روپے

2۔	سوئی گیس کی بحالی کے اخراجات	مبلغ-/1,800روپے
3۔	قیمت واش بیسن	مبلغ-/1000روپے
4۔	پینل رینٹ	مبلغ-/14,723روپے
	کل رقم	مبلغ-/23,733روپے

(ج) درست نہ ہے۔ اس سلسلہ میں کوئی تفریق یا امتیاز نہیں برتا جاتا جیسا کہ جواب (ب) میں بیان کیا گیا ہے، لہذا کسی کے خلاف کارروائی کا جواز نہیں بنتا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ تتمہ (الف) دیکھ لیں تو اس میں penal rent کی outstanding amount -/10,76,923 روپے ہے اور ان کی ریکوری صرف 3 لاکھ روپے ہوئی ہے۔ نمبر 2، ایک گھر A-38 وحدت کالونی ہے اس پر outstanding amount -/Rs. 21,000 ہے اور ریکور انہوں نے 55 ہزار روپے کر لئے ہیں ان دونوں کی ذرا وضاحت کر دیں۔ ایک کی ابھی تک ریکوری کیوں نہیں ہوئی، دوسرا یہ کہ ایک آفیسر کے خلاف 21 ہزار روپے amount ہے تو آپ نے اس سے 55 ہزار روپے کیسے لئے؟

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! penal rent میں حکومت کوئی کوتاہی نہیں کرتی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ حکومت کو جتنے بھی پیسے آئیں وہ اسے برے تو نہیں لگتے۔ ہوتا یہ ہے کہ کوئی litigations آ جاتی ہیں، اس میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ penal rent میں افسر یہ کہتا ہے کہ مجھے ہاؤس الاٹ کر دیا گیا تھا اس کی چار مہینے تک مرمت ہوتی رہی ہے وہ بھی مجھے penal rent ڈال دیا گیا ہے۔ اس کو کوئی دوسرا مکان خالی کر کے تو نہیں دیا جا سکتا۔ اس وجہ سے ریکوری تھوڑی سی slow ہو رہی ہے لیکن میں اپنے فاضل دوست کو یقین دلاتا ہوں کہ یہ جو بات انہوں نے کی ہے یہ ہمارے interest میں ہے۔ ہم اس ریکوری میں انشاء اللہ کوئی کوتاہی نہیں ہونے دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر چودھری صاحب وحدت کالونی لاہور ہاؤس نمبر A-38 کو دیکھیں تو -/outstanding amount Rs. 21,362 ہے اور انہوں نے -/55,749 روپے ریکور کر لئے ہیں۔ یہ انہوں نے ان سے کس ratio سے ریکور کئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں penal rent کے علاوہ بجلی اور سوئی گیس وغیرہ کے بلز آ جاتے ہیں۔ اس میں اگر کوئی confusion ہے تو میں اپنے دوست کو ریکارڈ لا کر چیک کروا دوں گا۔ اگر باقی dues نہ ہوئے اور کوئی clerical mistake ہوئی تو اس کو دیکھ لیں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہاؤس نمبر I-48 وحدت کالونی میں ایک آفیسر 3 سال تک illegal occupant رہا ہے، اس سے اس گھر کا کوئی penal rent نہیں لیا گیا۔ اس پر یہ کیا کارروائی کریں گے۔ یہ میرے پاس اس کا ریکارڈ موجود ہے۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے ہمارے interest کی بات کی ہے۔ ہم پورا legal process adopt کریں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ Next ہے جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! Question No. 6340

کوارٹر نمبر M-53 وحدت کالونی لاہور Parent Scheme کے تحت کوارٹر کی الاٹمنٹ

*6340: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ کوارٹر نمبر M-53 وحدت کالونی لاہور کے الاٹی محمد اکبر 1990 میں وفات پا گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ مرحوم کے بیٹے عبدالرحمٰن نے 1993 میں ہی parent scheme کے تحت مذکورہ کوارٹر کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست دے دی تھی؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال مذکورہ کوارٹر درخواست گزار کے نام الاٹ نہ کیا گیا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ کوارٹر درخواست گزار کو الاٹ کرنے کی بجائے کسی دوسرے شخص کو الاٹ کر دیا گیا ہے جبکہ قبضہ درخواست گزار کے پاس ہے؟

(ہ) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مذکورہ کوارٹر parent scheme کے تحت محمد اکبر (مرحوم) کے بیٹے عبدالرحمٰن کو الاٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، تو کب

تک اگر نہیں تو وجوہات سے ایوان کو آگاہ فرمایا جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) یہ درست نہ ہے محمد اکبر الاٹی کوارٹر نمبر M-53 وحدت کالونی لاہور مورخہ 06-06-93 کو فوت ہوئے۔تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) یہ درست ہے۔

(ج) درست ہے۔

(د) یہ اس حد تک درست ہے کہ مذکورہ کوارٹر مسماۃ نگینہ کوثر، جونیئر کلرک بورڈ آف ریونیو کو الاٹمنٹ پالیسی کے تحت الاٹ کر دیا گیا ہے، مذکورہ الاٹی نے اس کا قبضہ بھی لے لیا ہے۔

(ہ) محمد اکبر (مرحوم) کے بیٹے عبدالرحمٰن نے 12-جون 1993 کو والدین سکیم کے تحت مذکورہ کوارٹر کی الاٹمنٹ کی درخواست دی تھی اس وقت وہ عارضی طور پر سکیل 1 میں بطور چوکیدار ملازم تھا اور کوارٹر مذکورہ کی لاٹمنٹ کا اہل نہ تھا کیونکہ مروجہ الاٹمنٹ پالیسی کے تحت مذکورہ کوارٹر سکیل 5 تا 8 کے ملازمین کے لئے ہے، تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔اس کے بعد عبدالرحمٰن نے سکیل نمبر 5 میں بطور ٹریسر 6 بھرتی ہونے کے بعد 13-04-95 کو دوبارہ مذکورہ کوارٹر کی الاٹمنٹ کے لئے درخواست گزاری مگر اس وقت تک کیس زائد المیعاد ہو چکا تھا موصوف نے مختلف عدالتوں سے رجوع کیا مگر کسی عدالت نے اس کے حق میں فیصلہ نہ دیا۔تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔مجاز عدالتوں کے فیصلوں کی روشنی میں کوارٹر نمبر M-53 وحدت کالونی عبدالرحمٰن سے خالی کروا کر اس کا قبضہ نئی الاٹی مسماۃ نگینہ کوثر کو دے دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، Any Supplementary Question?

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! ان سے میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کوئی شخص کسی گھر کا الاٹی ہو اور وہ فوت ہو جائے تو parent scheme کے تحت اس کا بیٹا جو ملازم بھی ہو تو اس کو وہ گھر الاٹ کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس کو الاٹ کر سکتے ہیں بشرطیکہ وہ eligible ہو۔ خدا نہ کرے کہ کوئی گریڈ 20 کا آفیسر فوت ہو جاتا ہے اس کا بچہ گریڈ 5 کا ہے تو اس کو وہ گھر الاٹ نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 6803

جناب سپیکر: اس کا جواب ہی ابھی نہیں آیا۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! بیس ماہ میں اس کا جواب نہیں آیا۔ اس کی وجہ وزیر صاحب بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ سوال ہائیکورٹ سے متعلقہ ہے۔ جز (ج) میں آپ دیکھیں کہ مالی سال 2002 سے آج تک کتنے مقدمات اپیل اور نظر ثانی وغیرہ کے سول اور فوجداری کورٹس میں دائر ہوئے اور کتنوں کا فیصلہ ہوا ہے، تفصیلات سے آگاہ فرمائیں؟

جناب سپیکر! ہم نے ان سے پورا رابطہ کیا ہے۔ انھیں لکھ کر بھی بھجوایا ہے۔ اس کا جواب نہیں آ سکا۔ اس کے لئے تھوڑا سا وقت درکار ہے۔ یہ کافی لمبا سوال ہے۔ یہ ہائیکورٹ سے متعلقہ ہے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان کا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! On his behalf Question No. 6896

سال 2003 تا مارچ 2005، وزراء / سیکرٹری صاحبان کے لئے خرید کردہ گاڑیوں اور مرمت کے اخراجات کی تفصیل

*6896: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے 31۔مارچ 2005 تک محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے وزراء اور صوبائی سیکرٹریوں کے لئے کتنی نئی گاڑیاں خریدی ہیں، ان کی تعداد اور مارکہ مع قیمت بیان فرمائیں؟

(ب) مذکورہ عرصہ میں وزراء اور سیکرٹریوں کو دی گئی گاڑیوں کی مرمت پر خرچ کی رقم کی علیحدہ علیحدہ نیز گاڑی استعمال کرنے والے آفیسر کا نام بیان فرمائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ وزراء اور صوبائی سیکرٹریوں کے لئے نئی گاڑیاں خریدنے کا پروگرام بنایا جارہا ہے اگر ہاں تو نئی گاڑیوں کی ڈیمانڈ کرنے والے وزراء اور سیکرٹریوں کے نام مع تاریخ بیان فرمائیں؟

وزیر خوراک:

(الف) سال 2003 سے 31-مارچ 2005 تک محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے وزراء کے لئے 40 عدد نئی ٹویوٹا کرولا D 2.0 خرید کی گئی ہیں جن کی مالیت -/4,89,54,000 روپے بنتی ہے سیکرٹری صاحبان کے لئے محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی نے 4 عدد ٹویوٹا کرولا XLI-1300CC کاریں خریدی ہیں جن کی مالیت -/34,18,000 روپے بنتی ہے۔

(ب) لسٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جن وزراء کی گاڑیاں 160,000 کلو میٹر سے زیادہ چل چکی ہیں وزیر اعلیٰ صاحب نے ان کی گاڑیاں تبدیل کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی ہے اس طرح فیز-I میں دس وزراء کی گاڑیاں تبدیل کی جا چکی ہیں البتہ سیکرٹریوں کے لئے نئی گاڑیاں خریدنے کا کوئی پروگرام نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ایک تو چودھری صاحب یہ فرمائیں کہ 40 اور 10 جو فیز-I میں بتایا گیا ہے۔ انھوں نے یہ 50 کے قریب نئی گاڑیاں خریدی ہیں۔ وزراء پہلے کوئی پیدل تو نہیں پھر رہے تھے۔ ان کے پاس جو پہلے گاڑیاں تھیں وہ کہاں پر گئیں ہیں اور اب ان کا کیا مصرف ہے؟

جناب سپیکر! اس کا جو جز (ب) میں مرمت سے متعلق سوال ہے۔ یہ گاڑیاں جو آج سے ڈیڑھ دو سال قبل خریدی گئیں ہیں۔ میرے پاس بھی D 2.0 گاڑی ہے۔ ڈیڑھ دو سال میں گاڑی کی اتنی بڑی مرمت نکلنے کا جواز نہیں بنتا۔ انھوں نے پوری قوم کو تقریباً پانچ کروڑ سے اوپر کا ٹیکہ گاڑیوں کے سلسلے میں لگایا ہے۔ اس کے بعد مرمت کا حال دیکھیں کہ سیریل نمبر 1 پر ٹویوٹا کرولا D 2.0 2002 یہ لودھی صاحب کے پاس ہے۔ اس کی مرمت پر ایک لاکھ 17 ہزار روپے خرچ

آیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں کہتا ہوں کہ تقریباً ایک کروڑ روپیہ انھوں نے مرمت پر خرچ کیا ہے۔ یہ نئی گاڑیاں لی گئیں ہیں اور تقریباً ایک کروڑ روپیہ ان کی مرمت پر خرچ کر دیا گیا ہے۔ یہ گاڑیوں کے ساتھ کیا کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بعض اوقات گاڑیاں نیلام اور دوسرے افسران کو بھی دے دی جاتی ہیں۔ جیسے حالات ہوں ویسے کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! انھوں نے اپنی گاڑی کی مثال دی ہے۔ جتنا سفر منسٹر مہینے میں کرتا ہے اتنا سفر رانا صاحب شاید سال میں بھی نہ کرتے ہوں۔ اس طرح پرائیویٹ گاڑی کا منسٹر کی گاڑی سے مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ جس منسٹر نے باہر نکلنا ہے اور 34 اضلاع کے اندر دورے کرنے ہیں۔ اگر اس کی گاڑی کہیں لگ جاتی ہے اور کوئی مسئلہ آ جاتا ہے تو رانا صاحب اس میں اتنی سختی نہ کریں کیونکہ حکومتیں آتی جاتی رہتی ہیں۔ کل کو اپوزیشن بھی حکومت میں آ سکتی ہے۔ انھوں نے بھی وزیر بننا ہے۔ ایسی گاڑی جو بالکل ہی ختم ہو جائے تو اس کے ساتھ وزیر بھی کھڑک جاتا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! چودھری صاحب نے میرے ضمنی سوال کا جواب definite نہیں دیا۔ انھوں نے یہ کہا ہے کہ جو گاڑیاں پہلے تھیں وہ بعض اوقات نیلام کر دی جاتی ہیں اور بعض اوقات کسی اور کو دے دی جاتی ہیں۔ یہ definite بتائیں کہ یہ جو پچاس گاڑیاں نئی لی گئیں ہیں تو جو پرانی گاڑیاں ایس اینڈ جی اے ڈی کے پول میں گئی ہیں۔ وہ گاڑیاں کہاں ہیں کیا وہ گاڑیاں نیلام کی ہیں یا کسی کو دی ہیں تو بھی بتائیں کیونکہ حالات یہ ہیں کہ وہ گاڑیاں بھی انھوں نے بے مہابہ مشیران کو دے دی ہوئی ہیں جو 50/60 کے قریب لوگ ہیں [*****] جس طرح انھوں نے کہا کہ منسٹر صاحبان پنجاب میں سفر بہت کرتے ہیں۔ میرا یہ سوال ہے کہ آدھے منسٹر صاحبان کے پاس تو محکمہ ہی نہیں ہے۔ [*****]

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! اس فہرست میں 2 لاکھ 44 ہزار روپے 2 لاکھ 48 ہزار روپے اور 2 لاکھ 68 ہزار روپے ہے یعنی پچاس فیصد مرمت میں رکھے ہیں۔ اگر اتنے ایکسیڈنٹ ہوئے ہیں تو کیا کسی وزیر کو خراش تک نہیں آئی۔ ان کے پاس محکمہ ہے کوئی نہیں اور کہتے ہیں کہ سفر کرتے ہیں۔ ہم نے ان کو کبھی مال روڈ کے علاوہ کہیں نہیں دیکھا۔ یہ صرف مال روڈ پر گھومتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب بڑی بادشاہی بات کرتے ہیں۔ میں اس طرح جواب نہیں دینا چاہتا کہ ہمارے ایڈوائزر خدانخواستہ آوارہ پھر رہے ہیں۔ آوارہ پھرنا ہماری پارٹی کی عادت نہیں ہے۔ میں اس پر کچھ نہیں کہنا چاہتا، یہ خود جانتے ہیں۔ ہم تو عوامی خدمت کے لئے باہر نکلتے ہیں۔ ایسے کاموں کے لئے باہر نہیں نکلتے جس میں آوارہ گردی کا نام آسکے اس لئے یہ الفاظ آپ کارروائی سے حذف کر دیں۔

جناب سپیکر: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! انھوں نے نیلامی کی جو بات کی ہے۔ انھوں نے خود ہی جواب دے دیا ہے کہ بعض ایڈوائزرز پارلیمانی سیکرٹریز کو دے دی گئی ہیں۔ اگر یہ کسی خاص گاڑی کے بارے میں پوچھنا چاہتے ہیں تو اس کا نمبر بتائیں کہ وہ کس کو دی ہے تو میں اس کا جواب دے دوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! سیریل نمبر 22 پر LRH-8812 کے 268831/- روپے ہیں۔ اسی طرح سے سیریل نمبر 27 پر LRL-5543 کے 2 لاکھ 44 ہزار روپے ہے۔ یہ اتنی بھاری رقم repair کے کھاتے میں ہے، کہیں ایسا تو نہیں ہے کہ ان کے پاس جو اپنی پرانی گاڑیاں ہیں یہ ان نئی گاڑیوں کے پارٹس اتار کر ان میں لگا دیتے ہیں اور اس طرح اتنے لمبے لمبے بل بن جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: ایسا نہیں ہے۔ اگلا سوال رانا سرفراز احمد خان صاحب کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: On his behalf سوال نمبر 7325۔

ضلع قصور، گزشتہ تین سال میں بہبود فنڈ سے جاری جہیز فنڈ اور ماہانہ امداد کی تفصیل

*7325: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں بہبود فنڈ سے جن سرکاری ملازمین کے جہیز فنڈ کے لئے درخواستیں گزشتہ سالوں میں وصول ہوئیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل فراہم کی جائے نیز کتنے ملازمین کو کتنی کتنی مالیت کے چیک دیئے گئے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں "Death Grant" کی مد سے گزشتہ 3 سالوں میں جن ملازمین کے لواحقین کو ماہانہ امداد دی گئی، ان کے نام، پتاجات اور امداد کی تفصیل ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ڈی سی او/چیئرمین ڈسٹرکٹ بہبود فنڈ بورڈ قصور کی رپورٹ کے مطابق جو کہ منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے مذکورہ عرصہ کے دوران 85 درخواست دہندگان کو میرج گرانٹ کی ادائیگی کی گئی۔

(ب) ڈی سی او/چیئرمین ڈسٹرکٹ بہبود فنڈ بورڈ قصور کی فراہم کردہ رپورٹ جو کہ منسلکہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے کے مطابق 301 درخواست دہندگان کو ماہانہ امداد کی ادائیگی کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بنوولینٹ فنڈ میں Death Grant ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ جو لواحقین کو دینے کے لئے Death Grant ہے اس کو طے کرنے کا کیا طریق کار ہے اور یہ جو رقم دی جا رہی ہے اس کی amount کب سے طے ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ ذرا سوال دہرا دیں۔ مجھے آواز نہیں آئی۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔ جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میں نے یہ ضمنی سوال کیا ہے کہ یہ جوDeath Grantsہیں یہ کس ratioسے سرکاری ملازمین کے لواحقین کو دی جاتی ہیں اورamountکیratio کب سے طے ہے۔یعنی کتناعرصہ ہوگیاہے؟

جناب سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک:ان کیratioسے کیامراد ہے؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر:مثلاً پہلے سکیل کا،دوسرے سکیل کایاچوتھے سکیل کاملازم ہےاس کیratio توسکیل وارہی ہوگی۔میں یہ پوچھناچاہتاتھاہوں کہ کسratioکے حساب سے ہے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر!بنوولینٹ فنڈز کی دو اقسام ہیں۔ جو ہائر گریڈ کے آفیسرز ہیں ان کابنوولینٹ فنڈعلیحدہ ہےاور جواس سےlower گریڈکے ہیں ان کاعلیحدہ ہے۔ جیسے میں نے عرض کیاہے کہ چونکہ ان کی کٹوتی تنخواہ سے ہوتی ہے پھر اس حساب سے ان کو گرانٹس دی جاتی ہیں۔اسی میں یہdeathجہیز فنڈاور بچوں کی فیس کا معاملہ بھی آتاہے اور ساری گرانٹس اس فنڈ کے حساب سے دی جاتی ہیں جواس کی تنخواہ میں سے کٹوتی ہوتی ہے۔چونکہ ہائر گریڈ کے آفیسرز کا فنڈزیادہ ہوتا ہے اس لئے انہیں زیادہ گرانٹس دی جاتی ہیں اورlowerگریڈ کو کم دی جاتی ہیں۔یہ میں نے پہلے بھی بیان دیاہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میراضمنی سوال یہ ہے کہ سکیل وارratioکیاہے اس بارے میں ذرا بیان کردیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر!ایک گریڈ سے15سکیل تک -/1300 روپے ہے، 17 گریڈ کا -/3500روپے ہے، گریڈ18کا-/6000روپے ہےاور پھر اس کے اوپرآگے-/8000روپے ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔جی،ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر:اس میں گزارش یہ ہے کہ جو لوگ بنوولینٹ فنڈاورDeath Grants کے حوالے سے درخواستیں دیتے ہیں وہ کافی عرصہ تک پینڈنگ پڑی رہتی ہیں۔مجھے یاد ہے کہ کچھ عرصہ پہلے بھی جب محکمہS&GADپرQuestion Hourتھا تو میں نے ضمنی سوال کیا تھا کہpaymentکرنے میں کافیdelayہوتاہے تو منسٹر صاحب نے اس وقت بھی فرمایا تھااور میں نے تجویز دی تھی کہ اس کوtime limitکریں تاکہ خاص پیریڈ کے اندر معلوم ہو کہ ان کو رقم مل

جاتی ہے۔ ورنہ سالہا سال فائلیں پڑی رہتی ہیں اور ویسے بھی ہر محکمہ کا مسئلہ ہے۔S&GAD نے رہنما اصول بنائے ہوئے ہیں کہ فائل کلرک کے پاس کتنا عرصہ رہے گی، سینئر کلرک یا ہیڈ کلرک کے پاس کتنا عرصہ رہے گی۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے پچھلی دفعہ جو commitment کی تھی، کیا انہوں نے بنوولینٹ فنڈ اور Death Grants کی ادائیگی کے لئے کوئی time limit مقرر کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ہم نے یہ معاملہ discuss کیا تھا اس کو ہم اس طریقے سے کر رہے ہیں کہ اس کو streamline کیا جائے تاکہ زیادہ delay نہ ہو لیکن بعض اوقات جب delay ہوتی ہے تو وہ applicants کی طرف سے ہوتی ہے، بعض اوقات درخواستیں لیٹ آتی ہیں یا ان کی اپنی سستی کی وجہ سے delay ہو جاتی ہے۔ اس میں محکمانہ سستی نہیں ہے لیکن پھر بھی میں اس کو expedite کرنے کے لئے process کو بہتر کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب کا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: سوال نمبر 7481۔

ضلع لاہور، انٹی کرپشن کے عملے، ماہانہ اخراجات اور رجسٹرڈ کیسوں سے متعلقہ تفصیل

*7481: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں انٹی کرپشن کے عملہ کی تعداد سکیل وار کیا ہے؟

(ب) متذکرہ محکمہ کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر ماہانہ اخراجات کیا ہیں؟

(ج) متذکرہ محکمہ نے 2004-05 میں کتنے رشوت ستانی کے کیس رجسٹر کئے؟

(د) مذکورہ رجسٹرڈ کیسوں میں سے کتنے کیسوں میں ملزموں کو سزا ہوئی، کتنے بری ہوئے اور کتنے زیر التواء ہیں، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے نیز جن جن افراد کے خلاف رشوت ستانی کے کیس رجسٹر ہوئے، ان کے نام، عہدہ جات اور جائے تعیناتی بھی تحریر کی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) ضلع لاہور میں انٹی کرپشن لاہور کے عملہ کی تعداد148 ہے جس کی تفصیل سکیل وار (Annex-A)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) انٹی کرپشن لاہور کے عملہ کی تنخواہیں اور دیگر اخراجات کی تفصیل(Annex-B) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ انٹی کرپشن لاہور نے 2004-05 میں 325 رشوت ستانی کے کیس رجسٹرڈ کئے۔

(د) مذکورہ بالا کیسوں میں 2 ملزمان کو سزا ہوئی۔7 ملزمان بری ہوئے۔12 کیسز میں ملزمان کے خلاف محکمانہ کارروائی ہوئی۔32 کیسز عدالتوں میں زیر التواء ہیں۔34 کیسز میں ملزمان کے خلاف جوڈیشل ایکشن منظور ہوا۔101 کیسز زیر تفتیش ہیں اور 137 کیسز داخل دفتر ہوئے جن کی تفصیل(Annex-C)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے بتایا کہ عملہ کی تعداد148 ہے اور محکمہ انٹی کرپشن لاہور کے عملہ کی تنخواہوں کا جو تخمینہ انہوں نے دیا ہے وہ بھی بہت زیادہ ہے۔کرپشن کے حوالے سے جو ریکوری ہوتی ہے اس کی تفصیل مہیا کر دیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر!انہوں نے کرپشن کے حوالے سے کیا پوچھا ہے؟

جناب سمیع اللہ خان: کرپشن کے کیسز میں لاہور میں ملازمین سے جو ریکوری ہوئی ہے وہ بتا دیں؟

وزیر خوراک: وہ اس سوال میں آپ نے پوچھی نہیں ہے۔اگر آپ چاہتے ہیں تو میں اس کا ریکارڈ آپ کو دے سکتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی،احسان الحق نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر!یہ رپورٹ 2004-05 تک کی ہے تو 18 ماہ اس کو گزر گئے ہیں اور یہ 325 مقدمات ہیں جن کی تفصیل بتائی گئی ہے کہ دو افراد کو سزا ہوئی ہے۔اب

325 میں کم از کم تقریباً 1500 افراد پر مقدمات درج ہوئے ہیں۔ 1500 میں سے دو افراد ہیں جن کے خلاف کارروائی ہوئی ہے اور 12 کیسز میں محکمانہ آرڈر ہوا ہے یوں سمجھ لیں کہ 14 افراد کو سزا ملی ہے اور 32 کیسز عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ 101 کیس 2004 سے پہلے کے درج ہیں یعنی اب ان کو درج ہوئے کم از کم 18 ماہ اور بعض کو 25 ماہ گزر گئے ہیں اور 25 ماہ سے 101 مقدمات زیر تفتیش ہیں اور 137 کو فائل کر دیا گیا ہے۔ یہ محکمہ انٹی کرپشن کی کارکردگی ہے کہ 1500 میں سے دو افراد کو سزا ملی ہے اگر یہ ratio رہے گی تو آپ خود اندازہ لگا لیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا گورنمنٹ انٹی کرپشن کی اس grip پر مطمئن ہے یا اس کو ٹھیک کرنا چاہتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آپ کو یاد ہو گا کہ جب پچھلے سال S&GAD پر سوالات تھے تو انٹی کرپشن پر بڑی بحث ہوئی تھی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب کی دلچسپی کی وجہ سے انٹی کرپشن کے اندر ایسی feasible تبدیلی نظر آ رہی ہے۔ یہ صحیح بتایا گیا ہے کہ اس کی رفتار بڑی سست تھی۔ آج کل اس قسم کے حالات نہیں ہیں ہمارے انٹی کرپشن کے جو نئے ڈی جی آئے ہیں انہوں نے آ کر کافی جرأت پیدا کی ہے، آفیسرز کو بڑا چھان بین کر لگاتے ہیں۔ اس میں بڑی تبدیلی آئی ہے، جب یہ چاہیں میں اس کی تفصیل پیش کر سکتا ہوں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک فرد کے ساتھ محکمے کے کسی فرد نے کوئی زیادتی کی ہے اب دیکھیں کہ 25 ماہ سے مدعی بھگت رہا ہے جس کے ساتھ اتنا کچھ ہوا ہے۔ اب جس نے کیا ہے اس نے تو کچھ پیسے لئے ہوئے ہوں گے۔

جناب سپیکر: وہ اب فرما رہے ہیں کہ اس محکمے میں پہلے کی نسبت کافی بہتری آئی ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! آپ جز (د) کے اندر بہتری کا رزلٹ دیکھ لیں۔ مذکورہ بالا کیسوں میں 2 ملزمان کو سزا ہوئی ہے۔

جناب سپیکر: جو آپ نے پڑھا ہے وہ سب نے سن لیا ہے اور ریکارڈ پر بھی آ گیا ہے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! یہ کارکردگی افسوسناک حد تک ہے تو اس میں بہتری کی ضرورت ہے۔

حاجی محمد اعجاز: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، حاجی صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! اسی سوال میں یہ کہا گیا ہے کہ 101 کیسز زیر تفتیش ہیں ان کی اس وقت کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! جو 101 کیسز زیر تفتیش ہیں ان کو expedite کرنے کے لئے ڈی جی انٹی کرپشن نے میٹنگ بھی بلائی ہے اور وہ بڑی جلد اس کو نپٹانے کی بھرپور کاوشیں بروئے کار لا رہے ہیں اور میں بھی اس کو مانیٹر کرواؤں گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): On his behalf سوال نمبر 7909۔

صوبہ میں گریڈ 22 کی منظور شدہ و خالی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیل

*7909: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں گریڈ 22 کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل محکمہ وار دی جائے؟

(ب) گریڈ 22 کے آفیسرز کو کیا کیا مراعات / سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ج) گریڈ 22 کی کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(د) گریڈ 22 کی اسامیوں پر کام کرنے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ پنجاب میں گریڈ 22 کی کل 05 منظور شدہ اسامیاں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ چیف سیکرٹری
2۔ چیئرمین، پلاننگ اینڈ ڈویلپمنٹ بورڈ
3۔ سینئر ممبر، بورڈ آف ریونیو
4۔ پرنسپل سیکرٹری، فنانس اینڈ ٹیکسیشن

(ب) صوبہ پنجاب میں گریڈ22 کے افسران کو وہ تمام مراعات / سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے جس کی تفصیل فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبرFD.PC-2-1/2005 مورخہ 16-07-06 میں پرچہ (الف) پر موجود ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) اس وقت صوبہ میں گریڈ22 کی کوئی اسامی خالی نہیں ہے۔

(د) صوبہ پنجاب میں گریڈ22 کی اسامیوں پر کام کرنے والے افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل پرچہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے؟

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جی، کوئی ضمنی سوال نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال بھی چودھری جاوید احمد صاحب کا ہے۔

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): On his behalf سوال نمبر7910۔

صوبہ میں گریڈ20 کی منظور شدہ خالی اسامیوں اور تعینات آفیسرز کی تفصیل

*7910: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں گریڈ20 کی منظور شدہ اسامیوں کی تفصیل محکمہ وار دی جائے؟

(ب) گریڈ بیس کے آفیسرز کو کیا کیا مراعات / سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے؟

(ج) گریڈ بیس کی کتنی اسامیاں اس وقت خالی ہیں؟

(د) گریڈ بیس کی اسامیوں پر تعینات افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر خوراک:

(الف) صوبہ میں گریڈ20 کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 1076 ہے، محکمہ وار تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گریڈ20 کے افسران کو وہ تمام مراعات / سہولیات حکومت فراہم کرتی ہے جس کی تفصیل فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبرFD.PC-2-1/2005 مورخہ 16-07-06 پرچہ (ب) میں موجود ہے، جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) اس وقت صوبہ میں گریڈ20 کی 270 خالی اسامیاں ہیں محکمہ وار تفصیل پرچہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) گریڈ20 کی اسامیوں پر تعینات افسران کے نام، عہدہ، گریڈ اور محکمہ کی تفصیل پرچہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ج) کا جواب ہے کہ اس وقت صوبہ میں گریڈ20 کی 270 خالی اسامیاں ہیں۔ اگر اس وقت 270 خالی اسامیاں ہیں تو ان اسامیوں کو fill کیوں نہیں کیا گیا اور جو افسر بکار خاص یعنی OSD محکمہ S&GAD میں موجود ہیں ان کو ان اسامیوں پر کیوں نہیں لگایا گیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ حکومت کا بڑا concern ہے اور اس میں ہم پوری دلچسپی لے رہے ہیں اور یہ اسامیاں بہت جلد fill کی جا رہی ہیں۔ اس میں انہوں نے جو کہا ہے کہ OSD لگا دیئے گئے ہیں، OSD بعض اوقات کسی وجوہات کی بناء پر لگائے جاتے ہیں تو ان کو دوبارہ اسی پوسٹ پر لگانا مناسب نہیں ہوتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید وسیم اختر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ابھی وزیر موصوف فرما رہے تھے کہ کسی وجوہات کی بناء پر بعض لوگوں کو OSD کیا جاتا ہے۔ اب ظاہر ہے کہ ایک آفیسر OSD لگ جاتا ہے اس کو مکمل تنخواہ دی جاتی ہے اور وہ آرام سے گھر بیٹھ کر پوری تنخواہ لیتا ہے، کام کوئی بھی نہیں ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر کسی کو OSD لگایا جائے تو اس کو کتنا عرصہ OSD رکھا جا سکتا ہے، اس کے لئے time limit کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس میں time limit تو نہیں ہے اس میں اس طرح نہیں ہوتا کہ OSD کو صرف OSD رہنے دیا جائے۔ اگر اس کا کوئی معاملہ چل رہا ہے تو جونہی وہ اس سے فارغ

ہو جاتا ہے تو اس کی posting کر دی جاتی ہے۔ اس میں مختلف نوعیت کے معاملات ہوتے ہیں ان کو اس کے مطابق نمٹایا جاتا ہے اس لئے اس میں time limit نہیں ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرے علم میں ہے کہ ایسے افسران بھی ہیں جو دو دو سال سے OSD بیٹھے ہیں اور یقیناً غریب عوام کے ٹیکسوں سے دیئے گئے خزانوں سے ان کو پوری تنخواہ مل رہی ہے اور وہ آرام سے بیٹھے ہیں۔ اس حوالے سے یہ جو lacuna ہے اس سلسلے میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا وزیر موصوف کوئی ایسا پروسیجر بنانے کے لئے تیار ہیں کہ ان کو OSD رکھنے کی کوئی پانچ چھ مہینے مدت مقرر کی جائے تاکہ قوم کا اتنا پیسا ضائع نہ ہو۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ڈاکٹر صاحب کی تجویز پر یہ رستہ نکل سکتا ہے کہ کسی بھی افسر کو بلاوجہ زیادہ دیر OSD نہ رکھا جائے اس پر غور ہو سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب ڈاکٹر سید وسیم اختر کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: سوال کا نمبر 8045 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

عرصہ 05-2003 کے دوران خرید کردہ گاڑیوں اور اخراجات کی تفصیل

*8045: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں کتنی اور کون کون سی نئی گاڑیاں S&GAD نے خرید کیں؟

(ب) ان مالی سالوں میں پٹرول اور گاڑیوں کی مرمت کی مد میں S&GAD نے کتنی رقم خرچ کی؟

(ج) کس کس سکیل کا افسر کتنے CC طاقت کی گاڑی قانوناً رکھ سکتا ہے؟

وزیر خوراک:

(الف) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں S&GAD نے سوزوکی، ٹیوٹا کرولا، ہنڈا، کیا سپورٹیج، مسٹوبشی، گیلنٹ وغیرہ برانڈ کی بالترتیب 58 اور 187 گاڑیاں خرید کیں۔

(ب) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 میں S&GAD کی گاڑیوں پر پٹرول اور مرمت کا خرچہ درج ذیل ہے۔

سال	پٹرول	مرمت
2003-04	13,664,543/-	13,920,000/-
2004-05	23,270,000/-	12,061,151/-

(ج) اس ضمن میں عرض ہے کہ پنجاب وہیکل (استعمال و نگہداشت) قواعد مجریہ 1969 کی شق 10 کے تحت محکمے کا سربراہ اپنے ماتحت افسران میں سے کسی کو بھی سرکاری گاڑی استعمال کرنے کی اجازت دینے کا مجاز ہے۔ تاہم متعلقہ مجاز افسر گاڑی کے استعمال کی اجازت کے وقت افسر کے گریڈ، عہدہ اور ڈیوٹی کی نوعیت کو مدنظر رکھتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو نئی گاڑیاں خریدی جاتی ہیں ظاہر ہے کہ یہ گاڑیاں سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری صاحبان اور اسی طرح کے افسران کے لئے خریدی جاتی ہیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ -/192,021 روپے اور 22 سکیل کے افسران کو سکیل وار کتنے سی سی والی گاڑیاں allow ہیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اب تو کسی کے پاس بھی کوئی بڑی گاڑی نہیں ہے تمام D 2.0 استعمال ہو رہی ہیں اس سے بڑی گاڑیاں کسی کے پاس بھی نہیں ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لاہور میں جو ایڈیشنل آئی جی خواجہ خالد فاروق صاحب ہیں جو کہ ایک بہت بڑی گاڑی کے اندر بیٹھے ہوتے ہیں جو کہ لینڈکروزر ہے، اس بارے میں وضاحت کر دیں؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! نئی سکیم کے تحت تو بڑی گاڑی کسی افسر کو خرید کر نہیں دی جاتی اگر کوئی پرانی گاڑی ہو تو اس کو وہ استعمال کرنے کے مجاز ہیں کیونکہ اگر ڈیپارٹمنٹ میں کوئی پرانی گاڑی ہوتی ہے تو اس کو ضائع کرنے کی بجائے استعمال ہو رہی ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ جو ایس اینڈ جی اے ڈی کے پاس گاڑیاں ہوتی ہیں جو وزراء یا سیکرٹری صاحبان کے پاس ہوتی ہیں کیا ان کی انشورنس کرانے کا بھی حکومت نے انتظام کر رکھا ہے تاکہ ان کے کسی حادثے یا چوری کی صورت میں اخراجات انشورنس کمپنی ادا کرے؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ان کا سوال مجھے سمجھ نہیں آیا۔

جناب سپیکر: وہ پوچھ رہے ہیں کہ جو گاڑیاں وزراء یا سیکرٹری صاحبان کے پاس ہوتی ہیں وہ insured ہوتی ہیں یا نہیں؟

وزیر خوراک: وہ insured نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر: جی، جناب سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جز(ب) میں پٹرول کا خرچہ 04-2003 میں ایک کروڑ چھتیس لاکھ روپے تھا وہ 05-2004 میں تقریباً 30 سے 35 فیصد بڑھ کر دو کروڑ بتیس لاکھ روپے تقریباً ایک کروڑ روپے کا جو اضافہ پٹرول کی مد میں ہوا۔ اس کی کوئی وضاحت فرما دیں کہ ایک سال کے دوران ایک کروڑ روپے کا اضافہ کیوں ہوا اور دوسرا میرا ضمنی سوال اسی حوالے سے ہے کہ مرمت کے حوالے سے جو وزراء صاحبان کے پاس گاڑیاں ہیں اور جو سرکاری افسران کے پاس گاڑیاں ہیں ان کا آپ اگر maintenance کا خرچہ دیکھیں کہ حیرت ہوتی ہے کہ 2004 ماڈل کی گاڑی ہے اور ایک سال کے دوران تین تین لاکھ روپے مرمت کی مد میں خرچ ہوتا ہے کیا وجہ ہے کہ ان گاڑیوں کی انشورنس کیوں نہیں ہو رہی جبکہ گاڑیوں کی مرمت کے نام پر لوٹ مار مچی ہوئی ہے۔ آپ یہ اخراجات دیکھ لیں اور وزراء صاحبان کی گاڑیوں کی لسٹ ایوان میں موجود ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب نے بھی یہ سوال کیا تھا اس پر کافی تفصیلی بات ہو گئی ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس پر کافی تفصیل سے بات ہو گئی ہے شاید خان صاحب دیر سے آئے ہیں۔ خان صاحب نے جو دوسری بات کی ہے کہ پٹرول کے اخراجات کیوں بڑھ گئے ہیں تو یہ بڑا سادے سے سادہ بندہ بھی سمجھتا ہے کہ اگر پٹرول کی قیمتیں بڑھیں گی تو اخراجات بھی بڑھیں گے۔ اس میں تو کوئی پوچھنے والی بات ہی نہیں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ان کا جواب درست ہے۔ حکومت کہتی ہے کہ عام لوگوں پر تو پٹرول کی قیمت کا کوئی اثر نہیں پڑا لیکن وزراء کے اخراجات پر، گاڑیوں پر جو پنجاب حکومت کا پیسا خرچ ہوا وہ انہوں نے تسلیم کیا اور یہ کہا جاتا ہے کہ پٹرول کی قیمت بڑھی ہے تو عام آدمی پر اس کا کوئی اثر نہیں ہوگا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو گاڑیاں سرکاری افسران کو دی جاتی ہیں شام کو یہ مارکیٹوں میں بھی نظر آتی ہیں، تعلیمی اداروں میں چھٹی کے وقت بھی بہت بڑی تعداد میں سبز نمبر پلیٹ والی گاڑیاں کھڑی ہوتی ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا قانونی طور پر اس کی اجازت ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ ساری گاڑیاں قانون کے مطابق ہی استعمال ہوتی ہیں۔ بندے سارے law makers ہیں وہ کیسے قانون کی خلاف ورزی کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال جناب جوئیل عامر سہوترا!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! On his behalf

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! مجھے یاد پڑتا ہے کہ کافی عرصہ پہلے وزیر قانون کی گاڑی چوری ہو گئی تھی۔ کیا وہ برآمد ہو چکی ہے یا نہیں؟

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: سوال نمبر 8296، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

فیصل آباد میں تعینات پراونشل مینجمنٹ سروس کے آفیسرز کی تعداد و تفصیل اور عرصہ تعیناتی

*8296: جناب جوئیل عامر سہوترا اور رائے احسن رضا: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پراونشل مینجمنٹ سروس کے گریڈ 17 اور اوپر کے کتنے ملازمین کس کس پوسٹ پر

فیصل آباد میں تعینات ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) کتنے ملازمین ان میں سے ایسے ہیں جو تین سال یا اس سے بھی زائد عرصہ ضلع فیصل آباد میں مختلف جگہوں پر کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) کیا حکومت تین سال یا اس سے بھی زائد عرصہ فیصل آباد میں تعینات مذکورہ سروس کے ملازمین کو اس ضلع سے باہر تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) فیصل آباد میں تعینات PMS مذکورہ بالا گریڈ کے افسران کی تفصیل درج ذیل ہے:

1۔	محمد علی بلوچ، (بی ایس 19)	ای ڈی او (آر)
2۔	ملک ظفر جاوید (بی ایس 18)	سیکرٹری پبلک سیفٹی کمیشن
3۔	صلاح الدین احمد، (بی ایس 18)	ڈائریکٹر فنانس، ایف ڈی اے
4۔	محمد خالد راجو، (بی ایس 18)	ٹی ایم او جناح ٹاؤن
5۔	لیاقت علی چٹھہ (بی ایس 17)	ایس اے او
6۔	محمد آصف (بی ایس 17)	ڈی ایم او
7۔	میاں محسن رشید، (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) تاندلیانوالہ
8۔	مبشر حسین شاہ، (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) سٹی
9۔	محمد یعقوب خان (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) صدر
10۔	علی باجوہ (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) چک جھمرہ
11۔	محمد شکیل (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) سمندری
12۔	محمد قاسم صدیقی (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (ریونیو) جڑانوالہ
13۔	محمد اسد سندھو (بی ایس 17)	ڈی ڈی او رجسٹریشن
14۔	جاوید احمد تتلہ (بی ایس 17)	ڈی ڈی او رجسٹریشن
15۔	رائے علی آفتاب (بی ایس 17)	ڈی ڈی او رجسٹریشن، جڑانوالہ
16۔	پیرزادہ محمد خالد (بی ایس 17)	سٹاف آفیسر ٹو ای ڈی او (ریونیو)
17۔	امجد سلیم سرگانہ (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (جنرل)
18۔	سید ارشاد حسین شاہ (بی ایس 18)	پراجیکٹ منیجر واٹر کورسز
19۔	نسیم صادق (بی ایس 18)	ڈسٹرکٹ منیجر، PRSP
20۔	رائے ظفر عباس بھٹی (بی ایس 17)	ڈی ڈی او (کوآرڈینیشن)
21۔	محمد خالد منظور (بی ایس 17)	سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ، ٹی ایم اے

22۔ رائے واجد علی(پی ایس 17)		سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ،ٹی ایم اے
23۔ محمد کاظم اعوان(پی ایس 17)		سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ
24۔ شفقت اللہ مشتاق(پی ایس 17)		سپیشل جوڈیشل مجسٹریٹ

(ب) 19افسران ضلع فیصل آباد میں عرصہ تین سال یا تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ہیں۔ تفصیلی رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) جی ہاں۔ حکومت تمام اضلاع بشمول مذکورہ ضلع میں تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات PMSافسران کو ضلع سے باہر تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال PMSکے تقریباً تین صد افسران کی کمی ہے۔ جس کو پورا کرنے کے لئے حکومت مسلسل PPSCاور محکمانہ پروموشن کمیٹی سے رابطے میں ہے اور نئے افسران سروس میں شامل ہو رہے ہیں۔ افسروں کی اس کمی کی وجہ سے فی الحال کچھ افسران کو مجبوراً عرصہ تین سال سے زائد گزرنے کے باوجود ایک ہی ضلع میں مختلف عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے۔ جیسے ہی افسران کی کمی دور ہو گی، نئے افسران رپورٹ کر کے پرانے افسران کو مذکورہ ضلع / اضلاع سے نکال لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: جی، کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(الف) کے جواب میں یہ بتایا گیا ہے کہ پراونشل مینجمنٹ سروس کے 24 کے قریب افسران ہیں جو فیصل آباد میں تعینات ہیں۔ جز(ب) میں یہ بتایا گیا ہے کہ ان میں سے 19 عرصہ تین سال یا تین سال سے زائد وہاں پر تعینات ہیں۔ میرا خیال ہے کہ 24 میں سے 19 آدمی عرصہ تین سال سے تعینات ہیں اور کچھ لوگ وہاں پر تقریباً دس دس سال سے تعینات ہیں۔ انہوں نے باقاعدہ اپنے کاروبار شروع کئے ہوئے ہیں، کبھی مجسٹریٹ، کبھی سپیشل مجسٹریٹ، کبھی انٹی کرپشن میں یعنی وہیں پر ایک ہی سرکل میں گھوم رہے ہیں اور دس سال سے وہاں پر انہوں نے اپنے کاروبار شروع کئے ہوئے ہیں اور مختلف قسم کی خرافات میں ملوث ہیں۔ 24افسران میں سے 19، یہ بہت بڑی figure ہے اور میرا خیال ہے کہ کسی اور ضلع میں ایسی صورتحال نہیں ہو گی۔ کیا اس کی correction کے لئے حکومت کوئی قدم اٹھائے گی؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بڑے ادب کے ساتھ میں رانا صاحب کو سمجھاؤں گا کہ یہ پھر وہی پڑھتے ہیں جو اپنے مطلب کی بات ہو دوسری نہیں پڑھتے۔ جز(ج) میں بڑا واضح جواب دیا گیا ہے کہ جی ہاں۔ حکومت تمام اضلاع بشمول مذکورہ ضلع میں تین سال یا اس سے زائد عرصہ سے تعینات PMS افسران کو ضلع سے باہر تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے لیکن فی الحال PMS کے تقریباً تین صد افسران کی کمی ہے۔ جس کو پورا کرنے کے لئے حکومت مسلسل PPSC اور محکمانہ پروموشن کمیٹی سے رابطے میں ہے اور نئے افسران سروس میں شامل ہو رہے ہیں۔ افسروں کی اس کمی کی وجہ سے فی الحال کچھ افسران کو مجبوراً عرصہ تین سال سے زائد گزرنے کے باوجود ایک ہی ضلع میں مختلف عہدوں پر تعینات کیا گیا ہے۔ جیسے ہی افسران کی کمی دور ہوگی نئے افسران رپورٹ کرکے پرانے افسران کو مذکورہ ضلع / اضلاع سے نکال لیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے پوچھا کچھ ہے اور جواب کچھ دیا گیا ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا ہے کہ فیصل آباد میں پراونشل مینجمنٹ کے 24 افسران تعینات ہیں۔ ان میں سے آپ اس بات کو تسلیم کر رہے ہیں کہ 19 افسران ایسے ہیں کہ جن کا عرصہ تعیناتی تین سال یا تین سال سے زیادہ ہے۔ میں نے یہ عرض کیا ہے کہ وہاں پر کچھ لوگ دس دس سال سے بیٹھے ہیں جبکہ یہ مجھے پورے صوبے کی overall پوزیشن پڑھ کر سنا رہے ہیں۔ میں تو یہ عرض کر رہا ہوں کہ اتنی بری صورتحال کسی اور ضلع میں نہیں ہوگی کہ 24 میں سے 19 زائد المیعاد ہوں تو آپ اس صورتحال کو جو فیصل آباد میں ہے کہ وہاں پر جو آدمی جاتا ہے وہاں سے نکلنے کا نام ہی نہیں لیتا اس کی correction کرنے کے لئے یا اسے دوسرے اضلاع میں at power لانے کے لئے حکومت کوئی قدم اٹھانے کو تیار ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! رانا صاحب پہلی دفعہ صحیح طریقے سے ٹریک پر آئے ہیں۔ یہ بات درست ہے جو نئے افسران پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آئے ہیں تو انشاء اللہ تعالیٰ جو دس دس سال والے آپ نے بتائے ہیں ان کو وہاں سے فوراً نکال دیا جائے گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر وزیر موصوف اس بات کی یقین دہانی کروا دیں کہ چلیں تین سال کو چھوڑیں ان میں سے جو افراد چھ سال سے زائد وہاں پر ایک ہی ضلع میں تعینات ہیں تو ان کو جلدی ٹرانسفر کر دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! راناصاحب اب دس سال کی بجائے چھ سال پر آ گئے ہیں۔

راناثناء اللہ خان: چلیں دس سال ہی کر لیں اگر آپ کو چھ سال کم لگتے ہیں۔

وزیر خوراک: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے راناصاحب کو یقین دلاتا ہوں کہ دس سال والا کوئی بھی افسر وہاں پر نہیں رہے گا۔

جناب سپیکر: اگلا سوال نمبر 8316 ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی صاحب کا ہے۔ تشریف نہیں رکھتے question dispose of ہوا۔ Next محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ کا ہے۔

محترمہ طاہرہ منیر: on his behalf sir سوال نمبر 8413 ہے۔

صوبہ میں پنجاب ہاؤسز کی تعداد و دیگر تفصیلات

*8413: محترمہ فرزانہ راجہ: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) صوبہ میں پنجاب ہاؤسز کی تعداد کیا ہے یہ کس کس شہر میں واقع ہیں نیز reservation کا معیار اور میرٹ کیا ہے اور کتنے عرصہ کے لئے وہاں ٹھہرا جا سکتا ہے؟

(ب) یکم جنوری 2003 تا 30۔اپریل 2006 تک کس کس نام پر کتنے کتنے عرصہ کے لئے پنجاب ہاؤسز میں reservation کی گئی، مکمل تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ بعض ریسٹ ہاؤسز اعلیٰ شخصیات اور ان کی فیملیز کے لئے مستقل طور پر reserved ہیں اور انہی کے زیر استعمال ہیں اگر ہاں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خوراک:

(الف) پنجاب حکومت کے پنجاب ہاؤسز اسلام آباد، کراچی، مری اور راولپنڈی میں واقع ہیں۔ پنجاب ہاؤسز کے کمرے گریڈ 18 یا اس سے اوپر کے سرکاری افسران اور منتخب نمائندوں کے نام بک کئے جاتے ہیں۔ کمروں کا الاٹ کرنے کا طریق کار یہ ہے کہ کمرے خالی ہونے کی صورت میں کمپٹرولر آفس، وزیر اعلیٰ ہاؤس لاہور اہل افراد کے نام بک کر دیتا ہے۔

(ب) یکم جنوری 2003 سے 30 اپریل 2006 تک پنجاب ہاؤس اسلام آباد، کراچی، مری اور راولپنڈی کے کمروں کی الاٹمنٹ کی مکمل تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) کوئی ریسٹ ہاؤس اعلیٰ شخصیات اور ان کی فیملیز کے لئے مستقل طور پر بک نہیں کیا جاتا۔

جناب سپیکر: محترمہ! کوئی ضمنی سوال ہے؟

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ پنجاب ہاؤس میں گریڈ 18 یا اس سے اوپر کے افسران کے لئے کمرے بک ہونے کا کیا معیار ہے یعنی کن کو یہ پہلے دیئے جاتے ہیں اور کن کو بعد میں دیئے جاتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! یہ request پر ہوتا ہے اور جو پہلے request آئی ہوتی ہے انہیں پہلے دیا جاتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کسی بھی سرکاری افسر کو جو پنجاب ہاؤسز میں کمرہ الاٹ کیا جاتا ہے اس کا زیادہ سے زیادہ دورانیہ کتنا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس کا دورانیہ اس کی engagement کے مطابق ہوتا ہے۔ اگر کوئی بندہ کسی میٹنگ کے لئے گیا ہے اور اس نے کوئی کمرے پر پکا قبضہ تو نہیں کر لینا ہوتا۔ وہ تو اپنی مصروفیت کے لحاظ سے جاتا ہے اور ایک دن، دو دن یا زیادہ سے زیادہ ہفتہ رہا۔ ایسے نہیں کہ وہ کمرے پر پکا ہی قبضہ کر لے ایسی صورت نہیں ہوتی۔

حاجی محمد اعجاز: اگر کوئی افسر یہ کہے کہ مجھے کمرہ ایک مہینے یا دو مہینے کے لئے چاہئے تو کیا یہ اسے کمرہ دو یا چار مہینے کے لئے الاٹ کر دیں گے۔ اگر اس کی requirement چار مہینے کی ہے تو یہ چار مہینے کے لئے دے دیں گے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ایسی کوئی صورتحال نہیں ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال سے پہلے میں ایک بات یہ کروں گا کہ آپ کی طرف سے وزیر صنعت کی سربراہی میں ایک کمیٹی بنائی گئی تھی اور ہم وہاں گئے تو ہمیں اسمبلی سیکرٹریٹ نے کہا کہ پنجاب ہاؤس اسلام آباد میں آپ کی بکنگ ہے لیکن جب میں specially وہاں پہنچا تو وہاں پر ہمارے نام کی کوئی بکنگ نہیں تھی پھر میں وہاں پر بیٹھ گیا اور میں نے ویسے ہی تفصیل پوچھی کہ یہاں کیا کیا ہے تو انہوں نے دو تین وزراء کے نام لئے کہ یہاں پر ان کے کمرے مستقل بک ہیں اور ان میں یعنی مجھے جو سب سے زیادہ یاد رہ گیا وہ مسلم لیگ (ق) کے جنرل سیکرٹری چوہدری ظہیر الدین صاحب کا کمرہ۔ خصوصاً انہوں نے کہا کہ یہ تقریباً ایک سال سے ان کے نام پر بک ہے۔ میں نے کہا کہ اب میں رات کے 8/9 بجے کسی ہوٹل میں جا کر رہوں گا تو اگر کوئی گنجائش بن سکتی ہے تو بنا دیں۔ چونکہ آج یہ سوال آیا ہے تو اس کی وضاحت فرما دیں کہ کسی اعلیٰ شخصیت کو یہ مستقل طور پر بک نہیں کرتے۔

جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر یہ ان سے کمرہ نہیں چھڑوا سکتے تو کم از کم وہاں کے عملہ کو ہدایت کریں کہ اگر کوئی بندہ چلا جائے تو اس کو بالکل list نہ دے دیں کہ فلاں فلاں صاحب کا یہاں پر مستقل کمرہ مختص ہے کم از کم ان کو تو منع کریں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خوراک!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! اس طرح کی صورتحال نہیں ہے۔ چودھری ظہیر الدین صاحب یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے کمرہ پر قبضہ تو نہیں کرنا ہے۔ گزارش یہ ہے کہ ان کی ٹریولنگ زیادہ ہوتی ہے کیونکہ روڈز وغیرہ کو چیک کرنے کے لئے نکلتے ہیں اور جب بھی وہ جائیں تو انہیں کمرہ دیا جاتا ہے۔ ایسی صورت نہیں ہے کہ مستقل انہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! ایک تو چودھری صاحب نے یہ بات تسلیم کر لی کہ چودھری ظہیر صاحب بیٹھے ہوئے ہیں تو دوسری میری یہ گزارش ہے کہ اگر واقعی چودھری صاحب کا ایک سال سے وہاں پر قبضہ ہے تو ان سے ہی گزارش کر دیں کہ جب ممبر جائیں تو یہ ان

کو چٹ دے دیا کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ کے سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

ڈی سی او، آفس بہاولپور۔ عرصہ تین سال سے زائد تعینات ملازمین کی تفصیل

*4154: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) D.C.O آفس بہاولپور میں کتنے افسران اور اہلکاران عرصہ تین سال سے زائد ایک ہی جگہ پر کام کر رہے ہیں۔ ان کو تبدیل نہ کرنے والے افسران کے نام اور تبدیل نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ب) ان میں سے کتنے ملازمین کے خلاف کرپشن کے الزام میں محکمانہ انکوائری چل رہی ہے؟

(ج) کتنے ملازمین کے خلاف مختلف شکایات ہونے کی وجہ سے انکوائریاں چل رہی ہیں؟

(د) کیا حکومت اس دفتر میں تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات ملازمین کو تبدیل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) کوئی آفیسر یا اہلکار تین سال سے زائد عرصہ سے ایک سیٹ پر کام نہ کر رہا ہے۔

(ب) کسی بھی آفیسر یا اہلکار کے خلاف کرپشن کے الزام میں محکمانہ انکوائری نہ ہو رہی ہے۔

(ج) کس بھی آفیسر یا ملازم کے خلاف شکایت کی بناء پر کوئی انکوائری زیر کارروائی نہ ہے۔

(د) اس سوال کا جواب جز (الف) میں دیا جا چکا ہے۔

مقابلے کے امتحان میں انٹرویو کے نمبروں کی تفصیل

*8316: ڈاکٹر محمد جاوید صدیقی: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پراونشل مینجمنٹ سروس کے امتحان 2005 میں کتنے امیدوار پبلک سروس کمیشن

پنجاب کے امتحان میں شریک ہوئے اور کتنے کامیاب ہوئے؟

(ب) کل کتنی اسامیوں کے لئے امتحان ہوا اور کتنے عرصے سے یہ اسامیاں خالی تھیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ فیڈرل سروس کمیشن کے مقابلے کے امتحان میں تحریری حصہ 1200 نمبروں کا ہے، جبکہ انٹرویو کا حصہ 300 نمبر ہیں جو کہ ایک چوتھائی بنتا ہے؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب پبلک سروس کمیشن میں مقابلہ کے امتحان میں تحریری امتحان کا حصہ 600 نمبروں کا ہے اور انٹرویو کا حصہ 200 نمبروں کا ہے، جو ایک تہائی 1/3 ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ صوبہ سندھ اور صوبہ سرحد میں مقابلہ کے امتحان میں زبانی انٹرویو میں معیار کامیابی 30 فیصد ہے؟

(و) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو پبلک سروس کمیشن پنجاب میں زبانی انٹرویو کے نمبر زیادہ مقرر کرنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا پنجاب کے ذہین طلبہ کے ساتھ یہ ناانصافی ختم کی جا سکتی ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) پراونشل مینجمنٹ سروس کے امتحان 2005 میں 7874 امیدوار شریک ہوئے اور 48 امیدوار انٹرویو کے لئے کامیاب قرار پائے۔

(ب) 81 اسامیوں کے لئے امتحان ہوا جن میں دو اسامیاں معذور افراد کے لئے مخصوص تھیں۔ یہ اسامیاں 2002، 2003 اور 2004 میں خالی ہوئیں۔

(ج) درست ہے تاہم ہر کمیشن اپنے حالات کے مطابق بھرتی کے لئے قواعد و ضوابط وضع کرنے کا اختیار رکھتا ہے یہی وجہ ہے کہ تحریری امتحانات اور انٹرویو میں کامیابی کے لئے ہر پبلک سروس کمیشن نے حاصل کردہ نمبروں کا تناسب اور معیار مختلف مقرر کر رکھا ہے۔

(د) درست ہے۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن آرڈیننس 1978 کے سیکشن 10(2) کے تحت پی پی ایس سی ریگولیشن 2000 بنائے گئے ہیں جس کے ریگولیشن 2 کے تحت بھرتی کے طریق کار اور دیگر منسلکہ معاملات کے بارے میں تفصیلی ضوابط اور پالیسی فیصلہ جات وضع کرنے کا مجاز ہے۔ Policy Decision No.15.5 کے مطابق تحریری امتحان برائے PMS، 600 نمبروں اور انٹرویو 200 نمبروں پر مشتمل ہے۔ Policy

Decision No. 15.8(b) کے تحت امیدوار کو انٹرویو میں کامیاب ہونے کے لئے کم از کم 50 فیصد نمبر حاصل کرنا ضروری ہیں۔

(ہ) درست ہے تاہم وفاقی پبلک سروس کمیشن اور دیگر تینوں صوبائی پبلک سروس کمیشن کے قوانین، قواعد اور پالیسی فیصلہ جات کا اطلاق پنجاب پبلک سروس کمیشن پر نہیں ہوتا۔ فیڈرل پبلک سروس کمیشن میں انٹرویو میں کامیابی کے لئے 33 فیصد جبکہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن میں 50 فیصد نمبروں کا حصول ضروری ہے۔ انٹرویو میں کامیابی کے لئے 50 فیصد نمبروں کا حصول بہتر اور ذہین امیدواروں کی سلیکشن کے لئے ضروری ہے تاکہ صوبے کے بہتر نظم و نسق کے لئے اعلیٰ صلاحیتوں کے حامل قابل افسران بھرتی کئے جا سکیں۔

وحدت کالونی لاہور۔ سرکاری اراضی کا قبضہ اور حکومتی اقدامات

*8487: شیخ اعجاز احمد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وحدت کالونی لاہور میں گورنمنٹ پائلٹ گرلز ہائی سکول (نزد پرانی مارکیٹ) سے متصل تقریباً دو کنال اراضی پر عرصہ 3/4 سال سے کسی پرائیویٹ ٹھیکیدار نے "پراگریسو کمپنی" کا بورڈ لگا کر ناجائز قبضہ کیا ہوا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس ناجائز قبضہ سے عام لوگوں اور بالخصوص سکول کی بچیوں کو گزرتے ہوئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے؟

(ج) کیا یہ ناجائز قبضہ سرکاری افسران کی آشیر باد پر کیا گیا ہے؟

(د) اگر مذکورہ بالا سوالوں کے جواب اثبات میں ہیں تو کیا حکومت اس ناجائز قبضہ کو ختم کروانے کا کوئی ارادہ رکھتی ہے، تو کب تک اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائی جائے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) یہ بات درست نہ ہے بلکہ محکمہ بلڈنگ کا منظور شدہ ٹھیکیدار میسرز پراگریسو کمپنی نے "Z" بلاک وحدت کالونی کی تعمیر اور وحدت کالونی کے کوارٹروں کی چھتیں تبدیل کرنے کا ٹھیکہ لیا تھا۔ اس دوران مذکورہ کمپنی نے اپنا تعمیراتی سامان وغیرہ رکھنے کے لئے مذکورہ جگہ کو بطور سٹور / سائٹ آفس استعمال کیا تھا۔

(ب) درست نہ ہے۔

(ج) درست نہ ہے۔

(د) مذکورہ کمپنی سے سرکاری اراضی خالی کروالی گئی ہے۔

سینئر سپیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے لاہور کی بے ضابطگیاں

*8504: **ملک اصغر علی قیصر**: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سینئر سپیشل میجسٹریٹ L.D.A لاہور خالد محمود رامے اس سے قبل ڈپٹی ڈی او (آر) شیخوپورہ تعینات تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ بطور ڈپٹی ڈی او (آر) شیخوپورہ تعیناتی کے دوران اس نے پٹواریوں کی بھرتی کی۔ بھرتی کی ابتدائی تحقیقات کے دوران کافی بے ضابطگیاں پائی گئیں اور ان کو suspend کر دیا گیا؟

(ج) کیا ان کے خلاف پٹواریوں کی غلط تعیناتی کی مزید تحقیقات کروائی گئیں یہ تحقیقات کن کن افسران نے کیں انہوں نے کیا انکوائری رپورٹ پیش کر دی ہے، رپورٹ کی کاپی فراہم کریں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ غلط بھرتیوں کے الزامات ہونے کے باوجود ان کو سینئر سپیشل مجسٹریٹ L.D.A لاہور تعینات کر دیا گیا ہے؟

(و) ان کی اس جگہ تعیناتی کی وجوہات کیا ہیں اور کیا حکومت ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے کہ مسٹر خالد محمود رامے، ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) شیخوپورہ تعینات رہے ہیں۔

(ب) مسٹر خالد محمود رامے کی بطور ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) شیخوپورہ تعیناتی کے دوران پٹواریوں کی بھرتی کی گئی تھی جس کے خلاف شکایت وصول ہونے پر مسٹر منور حسین چیمہ، ایگزیکٹو ڈسٹرکٹ آفیسر (ریونیو) شیخوپورہ نے ابتدائی انکوائری کی اور اپنی رپورٹ ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر شیخوپورہ کو بھجوائی جنہوں نے مورخہ 22-12-02 کو اس

رپورٹ کو برائے مزید کارروائی ایس اینڈ جی اے ڈی کو بھجوادی بعد ازاں چیف سیکرٹری / مجاز اتھارٹی نے مسٹر خالد محمود رامے کو مورخہ 02-11-16 کو معطل کر کے ایس اینڈ جی اے ڈی رپورٹ کرنے کا حکم دیا۔ یہ معطلی تقریباً 9 ماہ تک جاری رہی۔

(ج) جی ہاں! چیف سیکرٹری صاحب نے مزید تحقیقات کے لئے PRSO,2000 کے تحت انکوائری جناب شمائل احمد خواجہ، ایڈیشنل سیکرٹری، محکمہ جنگلات کے سپرد کی۔ انکوائری رپورٹ کی جانچ پڑتال کے بعد مجاز اتھارٹی نے accused officer کو ایک سالانہ ترقی کی بندش اور سخت وارننگ کی سزا دی جس پر آفیسر نے appellate authority کو سزا میں کمی کی درخواست دی۔ جنہوں نے سزا میں کمی کی درخواست کو منظور کرتے ہوئے سالانہ ترقی کی بندش کی سزا ختم کر دی اور سخت وارننگ کو بحال رکھا۔ نتیجتاً آرڈرز کو اس حد تک تبدیل کر دیا گیا۔ آرڈرز کی کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) چونکہ appellate authority نے صرف وارننگ کی سزا کو بحال رکھا تھا اس لئے اس نقطہ کو مدنظر رکھتے ہوئے مسٹر خالد محمود رامے، اوایس ڈی، ایس اینڈ جی اے ڈی کو مورخہ 03-08-25 کو سینئر سپیشل مجسٹریٹ ایل ڈی اے تعینات کیا گیا۔

(ہ) مسٹر خالد محمود رامے کو ایل ڈی اے میں تعینات کرنے کی کوئی خاص وجہ نہ تھی بلکہ حکومت کو یہ اختیار حاصل ہے کہ وہ کسی بھی ملازم کو ضرورت کے مطابق کسی جگہ پر تعینات کر سکتی ہے، تاہم مسٹر خالد رامے کو ایل ڈی اے سے تبدیل کر کے مورخہ 06-07-29 کو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ لاہور کے ماتحت DO (Passengers & freight Transit Terminal) لاہور تعینات کر دیا گیا ہے جہاں انہوں نے مورخہ 06-08-01 کو چارج سنبھال لیا ہے۔

الفلاح بلڈنگ لاہور۔ دکانوں، اپارٹمنٹس، ہالز اور کرایہ سے متعلقہ تفصیلات

*8515: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) الفلاح بلڈنگ میں کتنی دکانیں اور اپارٹمنٹ ہیں کن کن فرموں / افراد / اداروں کو

کرایہ / لیز پر دی ہوئی ہیں ان کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے، علیحدہ علیحدہ تفصیل دی جائے؟

(ب) اس وقت کتنے کرایہ / لیز ہولڈر سے کتنا کرایہ الفلاح بلڈنگ کی انتظامیہ نے لینا ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ج) الفلاح بلڈنگ میں "ہال" کس کو کرایہ پر کب دیا گیا ہے، اس کا ماہانہ کرایہ کتنا ہے، کرایہ دار کا نام، پتا نیز agreement کی کاپی فراہم کریں؟

(د) اس ہال کا کتنا کرایہ اس کے ٹھیکیدار سے وصول کرنا ہے اور یہ کرایہ کتنے ماہ کا ہے؟

(ہ) کیا ٹھیکیدار ماہانہ کرایہ agreement کے مطابق جمع کروا رہا ہے اگر نہیں تو اس نے کتنا بقایا کرایہ ادا کرنا ہے اور الفلاح کی انتظامیہ اس سے کرایہ کی وصولی کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

(و) کیا الفلاح بلڈنگ کی انتظامیہ کسی کرایہ دار کو کرایہ معاف کر سکتی ہے اگر ہاں تو کس قاعدہ اور قانون کے تحت؟

(ز) سال 2005 سے آج تک جن کرایہ داروں کو کرایہ کی رقم معاف کی گئی ہے ان کی تفصیل اور کرایہ معاف کرنے والی اتھارٹی کا نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ حکومت پنجاب بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے تحت وجود میں آیا اور الفلاح بلڈنگ 1962 میں بورڈ نے تعمیر کروائی۔ الفلاح بلڈنگ میں قریباً 192 دکانیں کمرہ جات اور دفاتر وغیرہ ہیں۔ صوبائی بہبود فنڈ کے تمام اخراجات حکومت پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں سے ملنے والی بہبود فنڈ کٹوتی اور بلڈنگ کے کرایہ اور LDA پلازہ کے سالانہ منافع سے ملنے والی رقوم سے پورے کئے جاتے ہیں۔ یہ فنڈ حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے بہبود فنڈ قوانین کے مطابق استعمال کئے جاتے ہیں اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈز گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی نیز یہ بھی قابل ذکر ہے کہ حکومت پنجاب کے ملازمین کی تمام ایسوسی ایشنوں/یونینوں کے نمائندے اس بورڈ کے مستقل ممبر ہیں اور بورڈ کے تمام آمدن و اخراجات بورڈ کی باقاعدہ منظوری کے بعد عمل میں لائے جاتے ہیں۔ دکانوں اور کمروں وغیرہ کے کرایہ داران اور کرایہ کے بارے میں تفصیل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ

دی گئی ہے۔

(ب) الفلاح بلڈنگ کے تمام کرایہ دار ماہانہ کرایہ ایڈوانس میں جمع کرواتے ہیں، مگر اس ڈیوٹی پر مامور بلڈنگ ایڈمنسٹریشن کے (بلڈنگ اکاؤنٹنٹ اور بلڈنگ اسسٹنٹ) نے کرایہ کے کھاتہ کو پوری طرح سے مکمل نہ کیا ہے اور بورڈ انتظامیہ ان اہلکاروں کے خلاف پنجاب ریموول فرام سروس آرڈیننس 2000 کے تحت کارروائی عمل میں لائی ہے البتہ تقریباً تمام کرایہ داروں سے جون 2006 تک کا کرایہ وصول ہو چکا ہے۔ جس کی نقل منسلکہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) الفلاح بلڈنگ میں کوئی "ہال" یا کانفرنس روم نہیں ہے۔

(د) الفلاح بلڈنگ میں کوئی "ہال" یا کانفرنس روم نہیں ہے۔

(ہ) الفلاح بلڈنگ میں کوئی "ہال" یا کانفرنس روم نہیں ہے۔

(و) الفلاح بلڈنگ ایک فلاحی ادارہ ہے۔ یہ بلڈنگ حکومت پنجاب کے سرکاری ملازمین کی (BF) کی کٹوتی جو وہ اپنی ماہانہ تنخواہ سے کٹواتے ہیں سے بنائی گئی ہے۔ الفلاح بلڈنگ کی انتظامیہ کو یہ اختیار نہیں ہے کہ وہ کسی کرایہ دار کو بھی کرایہ معاف کرے اور نہ ہی ماضی میں کسی کرایہ دار کا کرایہ معاف کیا گیا ہے البتہ بہبود فنڈ بورڈ کرایہ دار کو سپیشل رعایت یا کرایہ معاف کرنے کے بارے میں فیصلہ کرنے کا اختیار رکھتا ہے۔

(ز) جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے کہ الفلاح بلڈنگ انتظامیہ کا کوئی بھی فرد یا اتھارٹی کسی کو بھی کرایہ معاف کرنے کی اہلیت نہیں رکھتی اور نہ ہی ایسا کیا گیا ہے۔ ہاں البتہ بہبود فنڈ بورڈ ایسا کرنے کا پورا اختیار رکھتا ہے۔

الفلاح تھیٹر کے ٹھیکہ کی رقم سے متعلقہ تفصیل

*8557: **ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ الفلاح بلڈنگ لاہور میں واقع الفلاح تھیٹر کو ٹھیکہ پر دیا گیا ہے اگر ہاں تو کب سے اور کتنے میں اور ٹھیکیدار کا نام کیا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ الفلاح تھیٹر کا ٹھیکیدار، ٹھیکہ کی مقرر کردہ رقم نہیں دے رہا، اگر

ہاں تو ٹھیکیدار کے ذمہ کتنی رقم بقایا ہے؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت نے بقایا رقم وصول کرنے کے لئے کوئی عملی اقدامات نہیں اٹھائے، اگر ہاں تو اس کی کیا وجوہات ہیں اور اگر اٹھائے ہیں تو کیا حکومت ٹھیکہ کی رقم نہ ملنے کی صورت میں ٹھیکہ منسوخ کرنے کو تیار ہے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) صوبائی بہبود فنڈ بورڈ حکومت پنجاب بہبود فنڈ آرڈیننس 1960 کے تحت وجود میں آیا اور الفلاح بلڈنگ 1962 میں بورڈ نے تعمیر کروائی۔ صوبائی بہبود فنڈ کے تمام اخراجات حکومت پنجاب کے ملازمین کی تنخواہوں میں سے ملنے والی بہبود فنڈ کٹوتی اور بلڈنگ کے کرایہ اور LDA پلازہ کے سالانہ منافع سے ملنے والی رقوم سے پورے کئے جاتے ہیں۔ یہ فنڈ حکومت پنجاب کے ملازمین اور ان کے اہل خانہ کی فلاح و بہبود کے لئے بہبود فنڈ قوانین کے مطابق استعمال کئے جاتے ہیں اور حکومت پنجاب اس سلسلے میں کوئی فنڈ گرانٹ یا بجٹ فراہم نہیں کرتی۔ الفلاح بلڈنگ لاہور میں الفلاح تھیٹر بھی ہے۔ الفلاح سنیما کو ٹھیکہ پر دینے کے لئے بورڈ کی اجازت سے اخبارات میں اشتہار دیا گیا اور مورخہ 28۔دسمبر 2000 کو اوپن بڈنگ کے ذریعے مبلغ -/2,51,000 روپے ماہانہ علاوہ خرچہ بجلی وائیر کنڈیشنز وغیرہ پر میسرز فیٹ انٹر پرائزز کو ٹھیکہ دیا گیا۔

(ب) الفلاح سنیما کو مورخہ 5۔اپریل 2002 کو پنجاب حکومت کی اجازت کے بعد الفلاح تھیٹر میں بدل دیا گیا لیکن حکومت پنجاب نے تھیٹر کی اجازت مورخہ 03-06-03 کو واپس لے لی الفلاح تھیٹر کا ٹھیکیدار مقرر کردہ کرایہ جمع کروا رہا ہے مگر ٹھیکیدار نے کاروبار بند رہنے کی وجہ بتاتے ہوئے اس عرصہ کا کرایہ مبلغ -/28,14,000 روپے جمع نہ کروایا۔ اس سلسلے میں مجاز اتھارٹی نے تین ممبران پر مشتمل ایک کمیٹی تشکیل دی جو اس معاملہ پر غور کر کے اپنی سفارشات پیش کرے گی۔

(ج) الفلاح تھیٹر سے حکومت نے کوئی رقم وصول نہ کرنی ہے البتہ جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا ہے ٹھیکیدار کے ذمے مبلغ -/28,14,000 روپے صوبائی بہبود فنڈ بورڈ کے بقایا جات واجب الادا ہیں۔ بورڈ انتظامیہ نے اس سلسلے میں پہلے ہی چار نوٹسز لیگل ایڈوائزر کے مشورے سے جاری کئے ہیں بورڈ بقایا جات / ماہانہ کرایہ نہ ملنے کی صورت میں ٹھیکہ ختم

کرنے کا مجاز ہے اور یہ سارا معاملہ پوری قانونی مشاورت سے مکمل کیا جائے گا۔

سرکاری رہائش گاہوں پر قابض لاہور سے باہر ٹرانسفر ہونے والے آفیسرز سے متعلقہ تفصیل

*8716: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیراعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گریڈ 17 سے گریڈ 22 تک کے کتنے ملازمین نے لاہور سے باہر تبادلے کے باوجود گزشتہ ایک سال، تین سال اور پانچ سال سے سرکاری رہائش گاہوں کو خالی نہیں کیا نیز ان سرکاری ملازمین کا تعلق کن محکموں سے ہے؟

(ب) 2001 سے 2005 تک ان سرکاری ملازمین کے خلاف کیا کارروائی کی گئی ہے؟

(ج) 2001 سے 2005 تک سرکاری رہائش گاہوں پر ناجائز قابض کتنے ملازمین کو محکمانہ کارروائی کے بعد سزا دی گئی۔ ان سزاؤں کی نوعیت کیا تھی اور ان سزا پانے والے ملازمین کا تعلق کس گریڈ اور محکمے سے تھا؟

وزیراعلیٰ:

(الف) گریڈ 17 سے گریڈ 22 تک کے 31 سرکاری ملازمین نے لاہور سے باہر تبادلہ کے باوجود گزشتہ ایک سال، تین سال اور پانچ سال سے سرکاری رہائش گاہیں نہیں چھوڑیں جس کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) تتمہ (الف) پر مذکورہ وفاقی حکومت کے ملازمین لاہور سے باہر تبادلہ کی صورت میں حکومت پاکستان کی پالیسی کے تحت اس وقت تک سرکاری رہائش گاہ رکھنے کے مجاز ہیں جب تک انہیں اپنے استحقاق کے مطابق اپنی تعیناتی کی جگہ پر سرکاری رہائش گاہ مل جائے۔ تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔ اسی طرح صوبائی ملازمین کو حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے، کے تحت یا مجاز اتھارٹی کی اجازت سے سرکاری رہائش گاہ رکھے ہوئے ہیں کچھ ایسے ملازمین ہیں جنہیں پالیسی کے مطابق منظور شدہ اجازت ختم ہونے پر مکان خالی کرنے کے نوٹسز جاری کئے گئے مگر انہوں نے عدالتوں سے حکم امتناعی حاصل کر لئے ہیں۔

(ج) حکومت پنجاب کی الاٹمنٹ پالیسی کے مطابق ناجائز طور پر قابض رہائشیوں سے جبراً گھر

خالی کروالئے جاتے ہیں اور غیر قانونی مدت کا جرمانہ تنخواہ کا 60 فیصد وصول کیا جاتا ہے مگر مذکورہ بالا صورت میں مزید کارروائی عدالتوں کے فیصلے آنے پر ان کی روشنی میں کی جائے گی۔

لاہور۔گریڈ وائز سرکاری رہائشوں کی تعداد اور الاٹیوں کی تفصیل

*8717: ڈاکٹر سامیہ امجد: کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت لاہور میں گریڈ 1 سے گریڈ 22 تک کے لئے کتنی سرکاری رہائش گاہیں ہیں؟

(ب) لاہور میں گریڈ ایک سے گریڈ 22 تک کی سرکاری رہائش گاہوں میں الاٹمنٹ لینے والے ملازمین کا تعلق کن کن محکموں سے ہے ہر محکمے کے الاٹی ملازمین کی علیحدہ علیحدہ تعداد کتنی ہے؟

(ج) سرکاری رہائش گاہوں میں الاٹمنٹ کے لئے محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم کا کوٹا کتنا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) اس وقت گریڈ ایک سے بائیس تک کے لئے لاہور میں 3644 رہائش گاہیں ایس اینڈ جی اے ڈی کے پول میں ہیں۔

(ب) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی کے اجراء سے پہلے حکومت پنجاب کے تمام محکموں کے لاہور میں تعینات ملازمین کو 59 سرکاری رہائش گاہیں S&GAD کے پول سے الاٹ ہوئی تھیں تاہم 1997 سے نئی الاٹمنٹ پالیسی کے تحت صرف پنجاب سول سیکرٹریٹ، لاہور ہائی کورٹ اور پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو سرکاری رہائش گاہیں الاٹ ہوتی ہیں، محکمہ وار تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) موجودہ الاٹمنٹ پالیسی میں محکمہ صحت اور محکمہ تعلیم سمیت کسی محکمے کا کوئی کوٹا مختص نہیں ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

صوبہ میں تعینات سیکرٹریز وایڈیشنل سیکرٹریز کی تعداد و تفصیل

1444: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اعلیٰ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں اس وقت کتنے افسران بطور سیکرٹری حکومت پنجاب کام کر رہے ہیں ان

سیکرٹریز میں سے کتنے صوبائی سروس کے اور کتنے وفاقی سروس کے ہیں ان کے محکمہ جات مع نام تعیناتی کی تاریخ ومدت سے اور گریڈ سے آگاہ فرمائیں، ان سیکرٹریز کو کیا کیا مراعات حاصل ہیں؟

(ب) صوبہ میں اس وقت کتنے افسران بطور ایڈیشنل سیکرٹریز حکومت پنجاب میں کام کر رہے ہیں، ان کے نام و محکمہ جات اور تعیناتی کی تاریخ ومدت سے آگاہ فرمائیں۔ ان میں سے کتنے صوبائی سروس اور کتنے وفاقی سروس سے تعلق رکھتے ہیں؟

(ج) سیکرٹری یا ایڈیشنل سیکرٹری کے لئے کیا صوبائی سروس کا کوئی کوٹا مقرر ہے، اگر ہے تو کیا ہے؟

وزیر اعلیٰ:

(الف) صوبہ پنجاب میں اس وقت کل 47 افسران بطور سیکرٹری اور سپیشل سیکرٹری کام کر رہے ہیں۔ ان میں سے 07۔ افسران صوبائی سروس کے اور 40 افسران وفاقی سروس کے ہیں جبکہ سیکرٹری، سپیشل سیکرٹری کی 01 اسامی فی الحال خالی ہے۔ ان کے محکمہ جات، نام، تعیناتی کی تاریخ ومدت کی تفصیل پرچہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان سیکرٹری صاحبان کو جو مراعات حاصل ہیں ان کی تفصیل فنانس ڈیپارٹمنٹ کے لیٹر نمبر FD.PF2-1/2005 مورخہ 16-07-05 پرچہ (ب) پر موجود ہے جو کہ ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) صوبہ پنجاب میں اس وقت کل 58 افسران بطور ایڈیشنل سیکرٹریز کام کر رہے ہیں ان کے نام و محکمہ جات اور تعیناتی کی تاریخ ومدت کی تفصیل پرچہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان میں سے 29 افسران صوبائی سروس اور 29 افسران وفاقی سروس سے تعلق رکھتے ہیں۔

(ج) سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کی اسامیاں گریڈ 20 اور 19 کی دوسری اسامیاں وفاقی اور صوبائی افسران کی ترقی کے لئے اکٹھی شمار کی جاتی ہیں لیکن سیکرٹری اور ایڈیشنل سیکرٹری کی اسامیوں پر تعینات کے لئے صوبائی سروس کا کوئی کوٹا مقرر نہ ہے۔ ان اسامیوں پر تعیناتی کے لئے متعلقہ افسر کا تجربہ، تعلیمی قابلیت اور ذہانت دیکھی جاتی ہے۔

جم خانہ لاہور میں اہل نوجوانوں کو کمپیوٹر آپریٹر

بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

518: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور جم خانہ شاہراہ قائداعظم میں کمپیوٹر آپریٹر کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوانوں محمد بلال لطیف اور محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو بھرتی نہیں کیا گیا ہے۔ وجوہات بیان کی جائیں کب تک تعیناتی آرڈر دیئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ:

(الف،ب) جم خانہ کلب لاہور کمپنی ایکٹ 1860 کے تحت رجسٹرڈ ہے اور یہ مکمل طور پر ایک نجی ادارہ ہے لہذا قانونی طور پر یہ کلب کسی بھی حکومتی ادارے کو جواب دہ نہ ہے۔

ڈائریکٹوریٹ جنرل پروٹوکول میں نوجوان کی بحیثیت جونیئر کلرک تعیناتی کا مسئلہ

533: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیراعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈپٹی ڈائریکٹر (پروٹوکول) ڈائریکٹوریٹ جنرل پروٹوکول حکومت پنجاب (ایس اینڈ جی اے ڈی) 25 زمان پارک لاہور آفس میں جونیئر کلرک کی تعیناتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر پورا اترنے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم ضلع اوکاڑہ کو تعینات نہیں کیا گیا ہے، وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر دیئے جائیں گے؟

وزیراعلیٰ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست ہے کہ مذکورہ امیدوار کو تعینات نہیں کیا گیا۔

مذکورہ امیدوار کو ٹیسٹ اور انٹرویو کے لئے کال لیٹر جاری کیا گیا، تاہم ٹیسٹ اور انٹرویو میں غیر حاضری کی بناء پر اس کا انتخاب نہ ہو سکا۔

مذکورہ اسامی پر میرٹ پر پورا اترنے والے امیدوار کو منتخب کیا جا چکا ہے اسی لئے محمد بلال لطیف کے تعیناتی آرڈر جاری کرنا ممکن نہیں۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں۔ پہلی تحریک التوائے کار 268 سید احسان اللہ وقاص صاحب کی ہے جو کہ move ہو چکی ہے اور یہ آج کے لئے pending تھی۔ جی، وزیر صحت! تشریف فرما نہیں ہیں اور پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ بھی تشریف نہیں رکھتیں تو پھر شاہ صاحب! اسے pending کر لیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ تین ماہ سے pending چلی آ رہی ہے۔ تحریک التوائے کار کا تو مقصد ہی فوت ہو جاتا ہے کہ تین تین ماہ تک اگر اس کا جواب ہی نہیں آنا۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! جن وزراء کی Adjournment Motions یا Privilege Motions وغیرہ ہوتی ہیں تو پلیز ان وزراء کی حاضری یقینی بنائیں۔ شاہ صاحب! اس کو Friday تک pending کر لیتے ہیں۔ Next تحریک التوائے کار نمبر 717 ہے جو محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی ہے۔ جی، محترمہ!

جیل روڈ لاہور کی سروس روڈ پر کار ڈیلرز کا قبضہ

محترمہ کنول نسیم: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت کی طرف سے جیل روڈ لاہور از مزنگ چونگی سے آخر تک سڑک کے دونوں اطراف سروس روڈ بنائی ہوئی ہے تاکہ سروس روڈ پر عوام پیدل سفر کر سکیں اور موٹر سائیکل اور بوقت ضرورت گاڑیاں وغیرہ ادھر سے بھی گزر سکیں۔ مگر اس وقت مزنگ چونگی سے لے کر پاکستان اخبار تک سڑک کے دونوں اطراف سروس روڈ پر اس علاقے کے کار ڈیلر حضرات نے اپنے اپنے شوروم

کے آگے گاڑیاں برائے فروخت پارک کر رکھی ہیں جس کی وجہ سے ان سروس روڈ پر گاڑیوں کا گزرنا تو درکنار پیدل چلنا اور موٹر سائیکل حضرات کا بھی وہاں سے گزرنا مشکل ہے کیونکہ اس سڑک کے دونوں اطراف گنجان آباد رہائشی کالونیاں ہیں۔ ان لوگوں کی ایمرجنسی کی صورت میں اس علاقہ سے نکلنے کے لئے کوئی گاڑی نہیں گزر سکتی ہے۔ اس کے علاوہ اس علاقہ کے لوگ اپنے بچوں کو سکول وغیرہ چھوڑنے کے لئے گھنٹوں وہاں انتظار میں کھڑے رہتے ہیں۔ کبھی بھی متعلقہ ٹی ایم اے یا سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے کسی آفیسر نے اس علاقہ کا وزٹ کیا ہے اور نہ ہی ان غیر قانونی پارک کردہ گاڑیوں کو وہاں سے اٹھایا گیا ہے یا اس کے ذمہ دار شوروم کے مالک کے خلاف کوئی قانونی اور محکمانہ کارروائی یا جرمانہ کیا گیا ہے کیونکہ یہ تمام متعلقہ افسران ان شوروم مالکان سے اندرون خانہ ملے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے ان کے خلاف کوئی کارروائی نہیں کرتے جبکہ یہ ایک اہم شاہراہ ہے جہاں سے ہزاروں کی تعداد میں گاڑیاں روزانہ گزرتی ہیں اور لوگ پیدل سفر کرتے ہیں۔ ان کی مشکلات کو حل کرنے کے لئے کوئی بھی اقدامات نہیں اٹھائے جا رہے ہیں جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جناب سپیکر! اس کا جواب مجھے موصول ہو چکا ہے لیکن دو باتوں کا محترمہ نے particularly جواب مانگا تھا۔ ایک یہ کہ جن لوگوں کے خلاف اس وقت تک کارروائی کی گئی ہے اور کتنا جرمانہ ہوا ہے تو وہ تفصیل انہوں نے دی تھی اور میں نے وہ مانگی ہے تو آپ کل تک pending فرما لیں تو وہ تفصیل بھی آ جائے گی ویسے اس کا جنرل جواب ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے آیا ہے اور specifically انہوں نے جرمانے سے متعلق پوچھا تھا تو میں نے query لگا کر بھیجا ہے تو آپ اسے کل تک pending فرما لیں۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ محترمہ! اسے کل تک pending کر لیتے ہیں۔ Motion کل تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار 718 ملک اصغر علی قیصر صاحب کی ہے۔ جی، ملک صاحب تحریک move کریں۔

ٹی پی او فیصل ٹاؤن (فیصل آباد) کی جانب سے تاجر برادری سے

زبردستی وصول کئے گئے کروڑوں روپے کے چندے سے خریدی گئی پولیس موٹر سائیکلوں کا غلط استعمال

ملک اصغر علی قیصر: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں تعینات پولیس کے ملازمین میں موٹر سائیکلیں تقسیم کی گئی ہیں تاکہ اس شہر میں امن عامہ کی صورتحال کو کنٹرول کیا جا سکے۔ یہ موٹر سائیکلیں اس شہر کی تاجر برادری سے چندہ اکٹھا کر کے خرید کی گئی ہیں۔ یہ چندہ اکٹھا کرنے میں سب سے پیش پیش اقبال ٹاؤن فیصل آباد کا TPO ہے جس نے تاجر برادری سے چندہ ان کو ڈرا دھمکا کر اکٹھا کیا ہے اور یہ موٹر سائیکلیں خرید کی گئی ہیں جبکہ ان سرکاری ملازمین نے چندہ بھی کروڑوں روپے کا اکٹھا کیا ہے مگر جو موٹر سائیکلیں خرید کی گئی ہیں وہ چند کروڑ روپے کی مالیتی ہے جبکہ باقاعدہ چندہ جو اکٹھا کیا گیا تھا اس کا حساب کتاب بھی نہ رکھا گیا ہے بلکہ 70 فیصد سے زیادہ جمع شدہ چندہ کی رقم خورد برد کر لی گئی ہے اور باقی رقم سے جو موٹر سائیکلیں خرید کر پولیس ملازمین کو دی گئی ہیں۔ وہ سرکاری ملازمین امن عامہ قائم کرنے کی بجائے ان موٹر سائیکلوں کا ناجائز استعمال کر رہے ہیں بلکہ اکثر موٹر سائیکلیں وارداتوں میں استعمال ہو رہی ہیں۔ اس طرح یہ سرکاری ملازم اس شہر کی نہ صرف تاجر برادری بلکہ پورے شہر کے باسیوں کے لئے درد سر بن چکے ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ میرے معزز دوست کی تحریک التوائے کار بالکل حقائق کے برعکس ہے اور مجھے اس بات کی سمجھ نہیں آ رہی کہ انہوں نے کس بنیاد پر یہ تحریک التوائے کار پیش کی ہے۔ اس سے پہلے ان کی ایک تحریک استحقاق بھی تھی جو concerned officer کے خلاف تھی اور میری دانست میں یہ انہوں نے تھوڑا سا personal ٹچ دے کر پیش کی ہے کیونکہ تاجر برادری کی طرف سے اس وقت تک کوئی شکایت کسی بھی کوارٹر کو، کسی پولیٹیکل کوارٹر کو اور نہ ہی ایڈمنسٹریٹر کوارٹر کو موصول ہوئی کہ ان سے زبردستی چندہ لیا گیا ہے بلکہ گورنمنٹ نے تاجر برادری کے اس اقدام کو جو

انہوں نے 120 voluntarily موٹر سائیکلیں دی ہیں ان کو ہم نے appreciate کیا ہے ہم نے ان کا شکریہ ادا کیا ہے اور وہ تاجر برادری جس کا گورنمنٹ شکریہ ادا کر رہی ہے کہ انہوں نے ایک voluntarily اقدام کیا ہے ان کے اس سارے اقدام کو میرے معزز دوست مشکوک بنا رہے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ نہ صرف ایک پولیس افسر جو وہاں پر تعینات ہے اس کی کارکردگی کو زیر بحث لایا جا رہا ہے اور اس کو مشکوک قرار دیا جا رہا ہے بلکہ تاجر برادری کا وہ جذبہ جس جذبے کے تحت انہوں نے حکومت اور پولیس کی معاونت کی ہے اس کو بھی مشکوک بنایا جا رہا ہے اس لئے میں ان سے استدعا کروں گا کہ یہ ایک اچھا کام ہو رہا ہے تاجر برادری voluntarily ہماری محافظ فورس کو resources فراہم کر رہی ہے۔ ہم بجائے ایک اچھے کام کی حوصلہ افزائی کریں اس کو اس طرح سے مشکوک کرنا کسی طور پر مناسب نہیں ہے۔ میں ان سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنی تحریک التوائے کار کو press نہ فرمائیں کیونکہ یہ حقائق پر مبنی نہیں ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: قیصر صاحب! لاء منسٹر صاحب کی بات ٹھیک ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہمیں اس بات پر اعتراض نہیں ہے کہ جو لوگ voluntarily ویلفیئر کے کاموں کے لئے donate کرتے ہیں لیکن میرے حلقے کے اندر ٹیکسٹائل مشینری کی ایک دارالاحسان مارکیٹ ہے وہاں سے لوگوں نے مجھے affidavit دیئے ہیں کہ فلاں فلاں بندے سے ایس ایچ او اتنے اتنے پیسے لے کر گیا ہے آپ اس کو چیک کریں کہ واقعی اتنے پیسوں کی موٹر سائیکلیں آئی ہیں؟

جناب سپیکر! مجھے پتا ہے کہ موٹر سائیکلیں تو ایک ایک تھانے کو پانچ پانچ دی ہیں لیکن اس کی مد میں جو پیسا اکٹھا کیا گیا ہے ان میں ایس ایچ اوز involve ہیں کیا کسی اعلیٰ افسر نے ان کو پوچھنے کی یہ جسارت کی ہے کہ تم نے کتنے پیسے اکٹھے کئے اور کتنے کی موٹر سائیکلیں تم آگے دے رہے ہو؟ تو یہ حقائق پر مبنی ہے۔

جناب سپیکر: ایس ایچ او کا نام کیا ہے؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! اس میں ایس ایچ او بٹالہ کالونی آتا ہے، ایس ایچ او ڈی ٹائپ کالونی آتا ہے۔

جناب سپیکر: چلو چیک کروا لیتے ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ affidavit مجھے آج ہی دے دیں میں آج ہی چیک کروالیتا ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے اس کو چیک کروالیں۔ چونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہے ہیں لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک محترمہ فرزانہ راجہ کی ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! محترمہ کنول نسیم کی بھی تحریک التوائے کار اسی موضوع پر تھی جو کل dispose of کی جاچکی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! ایک issue تو ہے اگر مجھے پڑھنے کی اجازت دے دیں۔۔۔

جناب سپیکر: یہ matter کل discuss ہو چکا ہے اب بار بار اسی matter کو discuss تو نہیں کیا جا سکتا۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ پہلے کب discuss ہوا ہے؟ جو discuss ہوا ہے وہ ایک different issue تھا۔ I was also here in the House

جناب سپیکر: محترمہ! یہ تحریک التوائے کار محترمہ کنول نسیم کی طرف سے تھی اس کا نمبر 716 تھا وہ بالکل اسی سے ملتی جلتی تھی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اس کا کیا ہوا کیا اس کو dispose of کر دیا؟

جناب سپیکر: جی ہاں۔ وہ dispose of ہو گئی تھی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ same topic پر تو نہیں ہو گی۔

جناب سپیکر: یہ دوبارہ نہیں ہو سکتی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ اسی بلڈنگ کے گرنے کے بارے میں تھی یا یہ جنرل لاہور میں جتنی بلڈنگز گر رہی ہیں خستہ حالت میں موجود ہیں اس بارے میں تھی؟

جناب سپیکر: وہ اسی matter کے بارے میں تھی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: اچھا وہ اسی matter کے بارے میں تھی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 723 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا

آفتاب احمد خان صاحب کی طرف سے ہے۔ جی، حاجی صاحب!

بستی سیدن شاہ لاہور کے رہائشی ریاست علی کی پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہلاکت

حاجی محمد اعجاز: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 28۔ اگست 2006 کی ایک موقر اخبار کے مطابق بستی سیدن شاہ لاہور کا رہائشی ریاست علی اپنے بیوی کے ہمراہ دوائی لینے کے لئے نکلا اور ہمدرد چوک ٹاؤن شپ کے قریب سے گزر رہا تھا کہ اچانک اس کے گلے میں ڈور پھری جس سے خون کا فوارہ نکل پڑا۔ اس کی بیوی مدد کے لئے چیخیں چلاتی رہی مگر اس نے چند ہی لمحوں میں خون زیادہ بہہ جانے کے باعث دم توڑ دیا۔ سپریم کورٹ کی سخت پابندی کے باوجود لاہور جیسے شہر میں 20۔ دن میں یہ دوسرا بڑا واقعہ ڈور پھرنے سے ہلاکت کا ہے۔ جبکہ متعلقہ تھانہ ابھی تک ملزمان کا سراغ لگانے میں ناکام ہے۔ جب ایمبولینس متوفی کے علاقے میں پہنچی تو سارا علاقہ انتظامیہ کے خلاف سراپا احتجاج بن گیا اور حکومت کے خلاف پابندی پر عملدرآمد میں ناکامی پر زبردست احتجاج کرتا رہا۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس کا جواب موصول نہیں ہوا اس کو کل تک pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: ابھی جواب موصول نہیں ہوا یہ موشن کل تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ۔ فرمائیں!

محترمہ فرزانہ راجہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! جب ہم بزنس جمع کرواتے ہیں تو میری information کے مطابق تو یہ ہے کہ دو مختلف ممبرز کے بزنس پر ایک جیسے issues کو accept نہیں کیا جا سکتا تو میری تحریک التوائے کار کو کیسے accept کیا گیا حالانکہ same issue دو مختلف ممبرز نے کئے ہیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! clerical mistake ہو جاتی ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! میں آپ کے نوٹس میں ایک اور چیز بھی لانا چاہتی ہوں کہ ہمارے پاس فائلز بھری ہوئی ہیں جو بزنس واپس کر دیا جاتا ہے کہ یہ مسئلہ اہمیت کا حامل نہ ہے یہ مسئلہ فلاں رول کے مطابق accept نہیں کیا جاسکتا اور وہ رولز بھی اس کے اوپر لاگو نہیں ہوتے تو اتنا بزنس reject کیا جاتا ہے اور جو تھوڑا سا accept کیا جاتا ہے اس میں بھی doubling کر لی جاتی ہے تو یہ ایک clerical mistake نہیں ہے مجھے تو لگتا ہے یہ جان بوجھ کر کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں جان بوجھ کر نہیں کیا جاتا اسمبلی سیکرٹریٹ کو جان بوجھ کر کرنے کا کیا فائدہ ہے۔ ہوتا یہ ہے کہ آپ نے بھی تحریک جمع کروائی اور محترمہ کنول نسیم صاحبہ نے بھی جمع کروائی اور سیکرٹریٹ نے یہ سمجھ کر کہ فرض کرو کہ کنول نسیم صاحبہ اگر اس وقت نہ ہوتی جب اس تحریک کی باری آئی تھی تو پھر آپ کو موقع دیا جاتا۔ اس لئے سیکرٹریٹ نے دونوں کی تحریک accept کر لی۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ تو کوئی طریق کار نہیں ہے۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ یہ تحریک نمبر 726 شیخ اعجاز صاحب کی طرف سے ہے۔

فیصل آباد فیکٹری ایریا کے علاقہ غریب آباد میں اوباش نوجوان کی کمسن بچی سے زیادتی

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اخبار ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد مورخہ 29۔ اگست 2006 کی ایک خبر کے مطابق فیصل آباد کے تھانہ فیکٹری ایریا کے علاقے غریب آباد میں اوباش نے 6 سالہ معصوم لڑکی کو درندگی کا نشانہ بنا ڈالا۔ تفصیلات کے مطابق غریب آباد کے رہائشی نیاز احمد کی 6 سالہ معصوم بیٹی مقدس گزشتہ شام اپنے گھر کے باہر کھیل رہی تھی کہ اوباش نوجوان ضمیر شاہ اسے ورغلا کر اپنے ساتھ ایک ویران مکان میں لے گیا جہاں پر ملزم نے معصوم بچی کو زبردستی زیادتی کا نشانہ بنا ڈالا اور بچی کو خون میں لت پت چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس واقعہ کی اطلاع ملتے ہی علاقے کے لوگ اکٹھے ہو گئے اور احتجاج شروع کر دیا۔ وقوعہ کے خلاف غریب آباد کے مکینوں میں بالخصوص اور فیصل آباد کے شہریوں میں بالعموم غم و غصہ کی شدید لہر پائی جاتی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر

اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش ہے کہ یہ خبر بالکل درست ہے اور اس سلسلے میں جو تحریری رپورٹ متعلقہ ڈی پی او کی طرف سے آئی ہے اس کے مطابق اس کے مختصر حالات اس طرح ہیں کہ نیاز احمد نے مقامی پولیس کو اطلاع دی اور اس درخواست میں جن واقعات کا معزز رکن نے ذکر کیا وہی تحریر ہے کہ بچی کے ساتھ زیادتی کی گئی اور اس پر مقامی پولیس نے مقدمہ درج کیا، تفتیش عمل میں لائی گئی اور ملزم ضمیر الحق کو گرفتار کیا گیا اور گرفتار ہونے کے بعد تفتیش کی گئی اور وہ گنہگار ثابت ہوا اور مورخہ 06-09-01 کو اس کو جوڈیشل بھجوایا گیا اور 2006-9-12 اس مقدمہ کا چالان بھی عدالت میں پیش کر دیا گیا ہے۔ جب اس مقدمہ کی سماعت شروع ہو گی تو انشاء اللہ تعالیٰ اس کی مؤثر پیروی کر کے متعلقہ ملزم کو قانون کے مطابق سزا دلوائی جائے گی۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ ٹھیک ہے۔ شیخ صاحب! بڑی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ملزم کا چالان بھی ہو گیا ہے۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! لاء منسٹر صاحب نے یہ بڑا تفصیل سے جواب دیا ہے اور اب تو وہ سارا جو legal procedure ہے وہ adopt کیا جائے گا۔ میری استدعا یہ ہے کہ یہ مسئلہ اسمبلی میں discuss کرنے کا مقصد صرف یہی تھا کہ ایک تو یہ expedite ہو جائے اور جو متاثرہ خاندان ہے اس کو انصاف ملے لیکن یہ واقعات جو ہیں یہ آئے روز ہو رہے ہیں۔ گوجرہ میں آپ کو پتا ہو گا کہ جو پچھلے سال معاملات ہوئے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: جی، وہ expedite تو ہو گیا ہے۔ ملزم پکڑے بھی گئے ہیں۔ چالان بھی ہو گئے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! گورنمنٹ کو چاہئے کہ جو لاء اینڈ آرڈر کی بگڑتی ہوئی صورتحال ہے اس پر بھرپور ایکشن لے۔

جناب سپیکر: جی، گورنمنٹ بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 730 حاجی محمد اعجاز، لالہ شکیل الرحمٰن، رانا آفتاب احمد خان، ملک اصغر علی قیصر، سید حسن مرتضیٰ، چودھری زاہد

پرویز کی طرف سے ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! آپ پیش کریں گے؟

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ابھی تحریک التوائے کار نمبر 727 رہتی ہے۔ وہ بھی میری تحریک ہے۔ وہ بھی ذرا چیک کر لیں۔

جناب سپیکر: sorry، تحریک التوائے کار نمبر 727، شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد میں ستیانہ کے چک نمبر 39 (گ،ب) کی رہائشی لڑکی سے اوباش نوجوانوں کی زیادتی

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں نے ابھی اپنی بحث کو سمیٹتے ہوئے آپ سے گزارش کی تھی اور آپ نے کہا تھا کہ گورنمنٹ بڑی سنجیدگی سے غور کر رہی ہے تو میں چاہتا ہوں کہ غور کرنے سے آگے ایک step ہونا چاہئے جو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے۔ ابھی یہ تحریک التوائے کار نمبر 727 میں دیکھیں۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ اخبار ڈیلی بزنس رپورٹ فیصل آباد مورخہ 28۔اگست 2006 کی ایک خبر کے مطابق فیصل آباد میں ستیانہ کے چک نمبر 39۔(گ،ب) جونیجو بستی کی رہائشی خاتون خان بی بی کے گھر رات کے ساڑھے تین بجے پانچ اوباش نوجوان راشد، نعیم، غفار عرف گھیرو، سہیل اور باؤ دیوار پھلانگ کر داخل ہوئے اور اس کی 14 سالہ گونگی لڑکی کو اٹھا کر چھت پہلے جا کر اس سے گینگ ریپ کیا جبکہ ملزمان کے خلاف مقامی پولیس کارروائی کرنے سے گریزاں ہے اور ملزمان علاقے میں سرعام دندناتے پھر رہے ہیں۔ 14 سالہ گونگی لڑکی سے گینگ ریپ کرنے اور ملزمان کے خلاف پولیس کی طرف سے کارروائی نہ کرنے پر ستیانہ کے چک نمبر 39۔(گ،ب) کے مکینوں میں بالخصوص اور پورے فیصل آباد کے عوام میں بالعموم اس واقعہ کے خلاف شدید غم وغصہ اور اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! واقعہ کی حد تک یہ تحریک التوائے کار درست ہے۔ یہ وقوعہ ہوا۔ اس پر جو یہ کہا گیا ہے کہ مقامی پولیس نے کارروائی نہیں کی اور عوام میں شدید غم و غصہ پایا جاتا ہے یہ درست نہیں ہے بلکہ اصل صورتحال یہ ہے کہ پولیس کو جب درخواست موصول ہوئی تو اس نے مقدمہ نمبر 732 مورخہ 06-08-12 جرم دست حدود زنا تھانہ ستیانہ درج ہوا اور درج ہونے کے بعد مقدمہ کی تفتیش منیر احمد انسپکٹر انچارج انوسٹی گیشن نے عمل میں لائی اور دوران تفتیش ملزمان نعیم، عبدالغفار اور راشد کو گرفتار کر کے حوالات بھجوایا جا چکا ہے تو اس لئے پولیس نے مقدمہ بھی درج کیا، کارروائی بھی کی اور انشاء اللہ تعالیٰ اس مقدمہ کا چالان مکمل کر کے عدالت میں جلد بھجوا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں اس پر بات کرنا چاہتا ہوں۔ گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے ابھی اپنے جواب میں فرمایا ہے کہ اس حد تک تو ٹھیک ہے کہ یہ واقعہ ہوا ہے لیکن اس حد تک ٹھیک نہیں ہے کہ پولیس کارروائی نہیں کر رہی اور علاقہ میں غم و غصہ نہیں پایا جا رہا۔ یہ روایتی جملے اور جواب جو ہیں، کم از کم ایسی جو sensitive تحاریک التوائے کار ہیں ان کے جواب میں نہیں آنے چاہئیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ یکے بعد دیگرے وہ واقعات ہیں جو اخبارات میں رپورٹ ہو جاتے ہیں یا علاقے کے لوگ بتا دیتے ہیں تو یہاں پر پتا چل جاتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میری بات سنیں۔ پولیس کی کارروائی کیا ہوتی ہے، ایف آئی آر اندراج کرنا، ملزموں کو پکڑنا، تفتیش کرنا اور پولیس نے یہ سارا process کیا ہے، بڑی detail کے ساتھ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! پولیس کی کارروائی صرف یہ نہیں ہے۔ ویسے تو ہم حادثات کی منتظر قوم ہیں۔ جب سیلاب آنا ہوتا ہے تو ہم نے پہلے کبھی security measures adopt نہیں کئے، جب آ جاتا ہے تو پھر ہم لکشمی چوک میں سیلاب زدگان کے لئے کیمپ لگا لیتے ہیں۔ کیا یہ پولیس کی ذمہ داری میں شامل نہیں ہے کہ ایسے واقعات کو ہونے سے پہلے ان کا تدارک کریں۔ علاقہ ایس ایچ او جو ہے، جب آپ میری عمر میں ہوا کرتے تھے، نوجوانی کے عالم میں ہوا کرتے تھے تو اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی پوزیشن یہ تھی کہ علاقہ ایس ایچ او کو پتا ہوتا تھا کہ یہاں پر یہ لوگ جواء

کروانے والے ہیں، یہ لوگ اوباش ہیں، یہ فارغ پھرتے ہیں، اب جو علاقہ ایس ایچ او ہیں ان کو کیا problem ہے۔ ان کی ذمہ داری ہے، اتنی مراعات آپ نے دی ہیں اور کروڑوں روپے کی نائٹ ویژن گوگلز دے دی ہیں کہ رات کو وہ ملزموں کو دے دیا کریں گے، دن دہاڑے جو حوا کی بیٹی کو اٹھا کر اس کے ساتھ ظلم اور زیادتی ہو رہی ہے اور قانون جو ہے وہ خاموش تماشائی بنا پڑا ہے۔

جناب سپیکر: اس کے ساتھ انشاء اللہ انصاف ہو گا۔ جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن کے یہ جتنے الفاظ ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت انتہائی irrelevant نہیں، ملزم گرفتار کئے جا چکے ہیں۔ محرک نے یہ فرمایا تھا کہ پولیس کی کارروائی نہ کرنے کے باعث علاقے میں غم و غصہ پایا جاتا ہے۔ پولیس نے تو کارروائی کر دی ہے تو پھر پولیس کا اس میں قصور کیا ہے؟ علاقے میں واقعہ پر غم و غصہ ہو سکتا ہے لیکن پولیس کی کارروائی نہ کرنے پر غم و غصہ اس لئے نہیں ہو سکتا کہ پولیس کارروائی کر چکی ہے اس لئے آپ کی اطلاع درست نہیں ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب! تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری صرف یہ گزارش ہے کہ لاء منسٹر صاحب سی ایم صاحب کو کہہ کر district wise میٹنگ call کریں---

جناب سپیکر: شیخ صاحب! میٹنگ تو ہوتی رہتی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: لاء اینڈ آرڈر کی جو صورتحال ہے وہ اتنی بگڑ چکی ہے کہ کوئی پوچھنے والا نہیں اور مجرم علاقوں میں دندناتے پھرتے ہیں اور بار بار ایسے واقعات ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا Motion dispose of ہوئی۔

سید مجاہد علی شاہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! میں نے بھی ایک تحریک التوائے کار جمع کروائی ہوئی ہے جو کہ بہت ہی urgent matter ہے۔ میری گزارش ہے کہ out of turn مہربانی کریں۔ میں کافی عرصہ سے try کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: آپ کی تحریک کا نمبر کیا ہے؟

سید مجاہد علی شاہ: تحریک التوائے کار نمبر 814

جناب سپیکر: جی، پیش کریں۔

تحصیل جلالپور پیر والا کے مختلف لوگوں کو چیف انجینئر ملتان کی جانب سے غیر قانونی اضافی پانی کی فراہمی

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کر دی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ چک نمبر 78/M بہشتی نہر تحصیل جلال پور پیر والہ، ملتان میں چیف انجینئر ملتان زون پابندی کے باوجود غیر قانونی طور پر مختلف لوگوں کو اضافی پانی دینے کے احکامات جاری کر رہے ہیں جبکہ وہاں پر کاشتکاروں کو پانی پہلے ہی پورا نہیں مل رہا ہے۔ ان غیر قانونی احکامات کی وجہ سے وہاں کے کاشتکاروں کا معاشی قتل ہو رہا ہے کیونکہ زیر زمین پانی کڑوا ہے۔ ٹیل کا پانی پورا نہ ملنے کی وجہ سے فصلیں تباہ ہو رہی ہیں۔ جلال پور پیر والہ کے کاشتکار سراپا احتجاج بنے ہوئے ہیں۔ چیف انجینئر ملتان زون کے مذکورہ اقدامات سے کاشتکاروں میں حکومت کے خلاف بے چینی اور اضطراب پایا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ باغ کا پانی اور فش پاؤنڈز کا پانی، یہ تمام جو اضافی پانی ہے اس پر حکومت نے ban لگایا ہوا ہے اور یہ پانی ہم نہیں دیتے۔ جہاں تک ان کی اس تحریک کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں، میں ان کو آج یقین دہانی کراتا ہوں کہ اس سلسلہ میں ایسا کوئی کام نہیں ہوگا جو کہ غیر قانونی ہوگا اور ہم نے پچھلے دنوں چیف منسٹر پنجاب کو بھی اس سلسلہ میں جس میں سی سی اے میں رقبے شامل کرنے کے لئے اور گارڈن واٹر اور اس کے علاوہ دوسرے اضافی واٹر کی جو sanction ہوتی ہے بریفنگ دی تھی کیونکہ پہلے ہی پانی کی کافی کمی ہے اور ہم مزید رقبے اور ایڈیشنل واٹر جو ہیں وہ گارڈن واٹر ہو، چاہے فش پاؤنڈز کو دینا ہو تو وہ دینے کے لئے محکمہ قطعی طور پر تیار نہیں ہے۔ اگر ایسی کوئی شکایت ہے تو اس شکایت کا ازالہ کر دیا جائے گا اور ویسے بھی یہ directions تمام چیف انجینئرز کو گورنمنٹ کی طرف سے جاری ہو چکی ہیں کہ ایسے کسی بھی

کیس کو process نہ کیا جائے۔ مجھے امید ہے کہ میری اس یقین دہانی کے بعد محرک اپنی اس تحریک کو مزید press نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! آپ منسٹر صاحب کو مل لیں۔

سید مجاہد علی شاہ: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے مہربانی کی۔ میں بھی یہی عرض کرنا چاہتا تھا کہ ایک چیز پر حکومت نے ban لگایا ہوا ہے، پھر کون سی ایسی طاقت ہے کہ جوان افسران کو اتنی طاقت دے دیتی ہے کہ وہ ban کو بھی ایک طرف رکھتے ہیں اور وزیر اعلیٰ صاحب کی جو پالیسی ہے وہ اس ہاؤس کے سامنے ہے، وہ قانون پاس کروا رہے ہیں کہ پانی چوری نہ ہو تو یہ تو پانی چوری نہیں ہے یہ تو ان لوگوں کے ساتھ ڈکیتی ہے اور میرے پاس ریکارڈ موجود ہے کہ وہ باغ جس کے لئے پانی منظور ہوا ہے وہ سرے سے وہاں باغ ہی نہیں ہے۔ ریکارڈ میں لکھا ہے کہ وہ ایکڑ خالی ہیں اور اس کے لئے پانی منظور کر لیا گیا ہے۔ میں پہلے بھی کئی دفعہ وہاں سیکرٹری صاحب کے پاس جا چکا ہوں۔ بے تحاشا دفعہ انہیں گزارش کی ہے کہ مہربانی کریں، یہ ان لوگوں کے ساتھ زیادتی ہے۔ منسٹر صاحب نے اگر یقین دلایا ہے تو میں اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیتا اور یہی امید رکھتا ہوں کہ یہ مہربانی کریں گے اور ان لوگوں کو انصاف دلوائیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرک مزید اس کو پریس نہیں کرتے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 730 حاجی محمد اعجاز صاحب، لالہ شکیل الرحمن، رانا آفتاب احمد خان صاحب، ملک اصغر علی قیصر، سید حسن مرتضیٰ صاحب اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی طرف سے ہے۔

صوبہ میں پوسٹ گریجویٹ کلاسز میں داخلہ کے لئے این ٹی ایس کے ذریعے ٹیسٹ پاس کرنے کی شرط

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے post graduate کلاسز میں صوبہ کے کسی بھی کالج اور یونیورسٹی میں داخلہ لینے سے قبل نیشنل testing سروس (NTS) کا test دینے اور پاس کرنے کی شرط عائد کی ہے۔ NTS کا ادارہ کچھ پرائیویٹ افراد کی ملکیت ہے اور اس کا حکومت سے دور دور کا تعلق یا واسطہ

نہ ہے اور نہ ہی یہ ادارہ حکومت کے کسی بھی افسر یا انتظامی محکمہ کو جواب دہ ہے۔ چند روز قبل اس ادارے نے یہ ٹیسٹ انعقاد کرنے کے لئے اشتہار دیا اور فارم حاصل کرنے کے لئے خواہش مند طلباء اور طالبات کو صرف چند دن کا موقع فراہم کیا گیا جس کی وجہ سے ہزاروں کی تعداد میں بچے، بچیاں اور ان کے والدین اس کے دفتر میں جمع ہو گئے۔ ہزاروں کی تعداد میں خواہش مند طلباء کو فارم نہ مل سکے اور سارا دن یہ لوگ سورج کی گرمی میں کھڑے رہے۔ یہ ٹیسٹ لازمی قرار دینے کے لئے محکمہ تعلیم حکومت پنجاب نے صوبائی یا قومی اسمبلی سے کوئی اجازت بھی حاصل نہ کی ہے بلکہ یہ محکمہ تعلیم کے چند نااہل اور نالائق افسران کی خواہش پر ٹیسٹ کا انعقاد ہوا جس کی وجہ سے طلباء کو نہ صرف ایڈمیشن فیس کے علاوہ سینکڑوں روپے اس ٹیسٹ کی فیس اور بنکوں کے ڈرافٹ وغیرہ بنانے پر خرچ کرنا پڑے جبکہ NTS ادارہ کی انتظامیہ جو ناتجربہ کار ہونے کے علاوہ تعلیم کے میدان میں کسی قسم کا تجربہ بھی نہ رکھتی ہے جس کی وجہ سے ہزاروں بچے اور بچیاں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخلہ حاصل کرنے میں ناکام رہے جس کی وجہ سے صوبہ کی عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! حکومت پنجاب محکمہ تعلیم نے post graduate کلاسز میں صوبہ بھر کے کسی بھی کالج یا یونیورسٹی میں داخلہ لینے سے قبل NTS کا ٹیسٹ دینے اور پاس کرنے کی شرط عائد نہ کی ہے۔ البتہ صرف پنجاب یونیورسٹی نے National Testing Service سے بی اے، بی ایس سی آنرز پروگرام کا انٹری ٹیسٹ منعقد کروایا ہے تاکہ امیدواروں کو انٹری ٹیسٹ اور اکیڈمک ریکارڈ کی بنیاد پر میرٹ پر داخلے دیئے جا سکیں۔ NTS جو کہ Comsat کا پراجیکٹ ہے اور ملک بھر میں مختلف اداروں کو انٹری ٹیسٹ کی سہولت مہیا کرتا ہے اور یہ ادارہ بے شک یونیورسٹی کو جواب دہ ہے۔ یہ بات بھی درست نہ ہے کہ امیدواروں کو انٹری ٹیسٹ کے فارم جمع کروانے کے لئے وقت نہیں دیا گیا۔ یونیورسٹی نے امیدواروں کی سہولت کے لئے تفصیلی اشتہار دوبارہ 9۔ جولائی اور 23۔ جولائی 2006 کو قومی اخبارات میں دیا گیا اور یونیورسٹی کی website پر بھی یہ سہولت دی گئی تھی۔ فارم جمع کروانے کی آخری تاریخ 4۔ اگست سے بڑھا کر 10۔ اگست 2006 کر دی گئی تھی۔ تاریخ میں توسیع کی اطلاع 23۔ جولائی 2006 کے اخبارات میں شائع کر دی گئی اور انٹری ٹیسٹ

20-اگست 2006 کو منعقد ہوا۔ اس طرح فارم جمع کروانے کے بعد انٹری ٹیسٹ کی تیاری کے لئے ایک ماہ سے زیادہ کا وقت دیا گیا۔ یہ درست ہے کہ NTS نے آغاز میں ایک دفتر ماڈل ٹاؤن ایم بلاک میں کھولا لیکن امیدواروں کی تعداد کے پیش نظر پنجاب یونیورسٹی کے تعاون سے پانچ مزید کاؤنٹر قائم کر دیئے گئے۔ مزید یہ کہ انٹری ٹیسٹ کے لئے فیس صرف -/300 روپے مقرر کی گئی جو کہ NTS نے بذریعہ بنک ڈرافٹ وصول پائی۔ پنجاب یونیورسٹی ایک خود مختار ادارہ ہے جو کہ اپنے مجوزہ قانون کے تحت کام کرتا ہے اور سنڈیکیٹ کے ذریعے اپنے معاملات طے کرتا ہے۔

جناب سپیکر! یہ ایک تفصیلی جواب اس لئے دیا گیا ہے کہ معزز محرک کو اس کا سارا background and sequence بتایا جائے۔ پنجاب یونیورسٹی نے NTS کا یہ ایک نیا نظام شروع کیا ہے۔ حکومت کا ایک ادارہ Comsat ہے انھوں نے ایک third پارٹی کو دیا۔ دراصل یہ problem create ہوئی کہ بچوں کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی اور انھوں نے شروع میں صرف ایک کاؤنٹر ایم بلاک میں قائم کر رکھا تھا جس سے وہاں پر بہت زیادہ unrest create ہوا۔ لوگوں کو بڑی problem ہوئی۔ پنجاب یونیورسٹی نے جلدی سے پانچ نئے کاؤنٹر کھول دیئے تاکہ بچے وہاں پر جائیں اور فارم وصول کریں اور انٹری ٹیسٹ دیں۔

جناب والا! اس حوالے سے میں دو باتیں مزید بتانا چاہوں گا۔ تقریباً 20 ہزار لوگوں نے اس میں اپلائی کیا، ٹیسٹ دیا اور ان کی فیس -/300 روپے فی فارم تھی۔ یہ ایم اے آنرز جو کہ Administrative Sciences اور انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دو ماسٹرز کے پروگرام تھے جن میں داخلے کے لئے NTS دیا گیا تھا۔ باقی یونیورسٹی کے دوسرے 26 disciplines کا یونیورسٹی نے خود سے ٹیسٹ لیا ہے۔ اس مرتبہ جو problem ہوئی وہ انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ نہیں ہوگی۔ یہ جتنے بھی داخلہ جات ہوئے ہیں بالکل میرٹ پر ہوئے ہیں۔ وہاں پر گورنر پنجاب نے بھی visit کیا۔ چونکہ اخبارات میں اس پر بہت زیادہ تنقید کی گئی تھی اس لئے گورنر پنجاب نے وہاں پر visit کیا اور ان کی رپورٹ اس وقت میرے پاس ہے جو کہ میں آپ کی خدمت میں پیش کر سکتا ہوں۔ جب میں نے اخبارات میں یہ سب کچھ پڑھا تو میں نے بھی یونیورسٹی سے رابطہ کیا اور ان سے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ میں نے یونیورسٹی کو ہدایت کی کہ جو expertise آپ Comsat سے لے رہے ہیں، بچوں کو test کرنے کا جو فارمولہ وہ آپ کو بتا رہے ہیں وہ آئندہ سال سے آپ خود سیکھ کر رائج کریں تاکہ ہم third party کو involve نہ کریں۔ اس پر بات چیت چل رہی ہے۔ ہاؤس کی اطلاع

کے لئے عرض کر دوں کہ NTS ورچوئل یونیورسٹی میں رائج ہے۔ اس کے علاوہ فیڈرل اردو یونیورسٹی، PTCL، بولان میڈیکل کالج کوئٹہ، Training and Testing Programme، یونیورسٹی آف انجینئرنگ ٹیکنالوجی خضدار، پاکستان میڈیکل ریسرچ کونسل، نیشنل ٹیکسٹائل یونیورسٹی فیصل آباد، سپارکو، یونیورسٹی آف انجینئرنگ اینڈ ٹیکنالوجی پشاور، داؤد یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز، پاکستان کمپیوٹر بیورو، لیاقت یونیورسٹی آف ہیلتھ سائنسز اور پنجاب انجینئرنگ کونسل میں بھی NTS شروع ہو گیا ہے۔

جناب سپیکر! ابھی تک اس میں ہمیں کوئی ایسی خرابی نظر نہیں آئی صرف ایک کاؤنٹر ہونے کی وجہ سے بچوں میں ایک unrest create ہوا جسے settle کر لیا گیا تھا۔ اس میں مزید بہتری کے لئے کوشش کی جارہی ہے تاکہ آنے والے سالوں میں یہ مشکلات پیدا نہ ہوں۔ شکریہ

جناب سپیکر: حاجی صاحب! میرے خیال میں کافی تفصیل کے ساتھ جواب آ گیا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ گزارش یہ ہے کہ وزیر تعلیم نے اس کا جواب بہت تفصیل کے ساتھ ارشاد فرمایا ہے۔ میں ان کی خدمت میں یہ گزارش کروں گا کہ پنجاب یونیورسٹی انتظامیہ نے سنڈیکیٹ سے NTS کو دینے کے لئے اجازت نہیں لی تھی۔ وزیر تعلیم صاحب نے خود تسلیم فرمایا ہے کہ اس کے لئے صرف ایک کاؤنٹر کھولا گیا تھا۔ ایک لاکھ سے زائد طالب علم یونیورسٹی میں داخلوں کے لئے اپلائی کرتے ہیں۔ ایک لاکھ سے زائد طالب علموں کے لئے صرف ایک ہی کاؤنٹر کھولنا کتنی بڑی زیادتی ہے۔ آپ خود اس کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ بعد میں بھی صرف پانچ کاؤنٹر بنائے گئے اور پھر سارے فیصلے کو ہی واپس لے لیا گیا۔

جناب سپیکر! اصل صورتحال یہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کے وفاقی وزیر ڈاکٹر صاحب کے Comsat کے اندر اپنے مالی مفادات ہیں، ان کا حصہ ہے جس کی وجہ سے NTS ٹھیکہ پر دی گئی ہے جو کہ بالکل غلط ہے۔ میں وزیر تعلیم سے گزارش کروں گا کہ یونیورسٹیاں یہ کام خود کرتی ہیں۔ اس کے لئے یونیورسٹی کو ہدایت جاری کریں کہ یونیورسٹی کے اندر ان کو دخل دینے کی اجازت بالکل نہیں ہونی چاہئے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یونیورسٹی کے جو 26 شعبہ جات ہیں ان میں داخلوں کے ٹیسٹ پنجاب یونیورسٹی نے لیا میری استدعا ہے کہ یہ باہر سے نہ کروائیں بلکہ یونیورسٹی کو اجازت دیں کہ وہی اس کا ٹیسٹ لے۔ جب 26 شعبہ جات میں داخلے کے ٹیسٹ یونیورسٹی لے رہی ہے تو دو ٹیسٹ باہر دینے کا کیا مطلب ہے؟ شکریہ

جناب سپیکر: چونکہ محرکین اسے مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، جناب شیخ علاؤالدین صاحب! پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش ہے کہ Session 24th میں جنسی ادویات پر میری ایک تحریک التوائے کار تھی۔ اس پر initial بحث ہوئی تھی اور جناب نے مہربانی فرماتے ہوئے کہا تھا کہ اس پر تفصیلی بحث کی جائے گی۔ Session 24th میں اس کی باری نہیں آئی۔ 25th Session بجٹ کا تھا اور وہ تحریک التوائے کار آج تک take up نہیں ہوئی۔۔۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! اس تحریک التوائے کار کا نمبر کیا ہے؟

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! یہ تو ملک صاحب کو معلوم ہے۔ میں صرف یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ وہ ناجائز ادویات اسی طرح ایک اور دو ہزار percent پر بک رہی ہیں۔ اسی طرح ایک گھنٹے میں جوانی واپس کے اشتہار چل رہے ہیں۔ اسی طرح لوہا کیپسول کے اشتہار چل رہے ہیں۔ وہ انتہائی ضروری ہے اور اس سے لوگ مر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شیخ صاحب! کسی دن ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پر بحث رکھ لیتے ہیں۔ اس میں آپ کھل کر بات کر لینا پھر منسٹر صاحب wind up کرتے ہوئے تفصیل کے ساتھ جواب دیں گے۔

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک کو allow کیا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا تھا کہ ہم اس پر تفصیلی بحث کے لئے ایک دن دیں گے۔ لہذا اب میں استدعا کرتا ہوں کہ اس پر بحث کر لیں۔ کل جب عام بحث کا ٹائم آیا تو اس وقت میں نے اس طرف ایوان کی توجہ دلانے کی کوشش کی لیکن چونکہ وزراء تھکے ہوئے تھے اور بات نہ ہو سکی۔ لہذا میری گزارش ہے کہ اس کی اہمیت کے پیش نظر اس پر کوئی ٹائم رکھ لیں۔

جناب سپیکر: چلو میں دیکھ لیتا ہوں۔

شیخ علاؤالدین: بہت شکریہ

وزیر تعلیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

محترمہ فرزانہ راجہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں ذرا ریکارڈ کی درستی چاہوں گا۔ میں نے اپنے جواب میں کہہ دیا تھا کہ دو disciplines میں داخلے ہو رہے ہیں دراصل چھ disciplines میں داخلے ہو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، محترمہ فرزانہ راجہ صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! چونکہ وزیر تعلیم یہاں تشریف فرما ہیں تو میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم مسئلہ ان کے علم میں لانا چاہتی ہوں۔ بارانی کالج یونیورسٹی کے سٹوڈنٹس کا ایک وفد میرے پاس آیا تھا۔ وفد میں وہ سٹوڈنٹس تھے جنھوں نے وہاں کالج میں تین سال پڑھا ہے اور ان کا اکیڈمک ریکارڈ بڑا brilliant رہا ہے۔ ابھی جب نئے سال میں کالج کے ایڈمیشن ہوئے تو میرٹ لسٹ میں ان کے نام بھی آئے ہیں لیکن انھوں نے وہاں پر ایک اور لسٹ آویزاں کر دی ہے جس میں کہا گیا کہ یہ وہ سٹوڈنٹس ہیں جنھوں نے کبھی کوئی جھگڑا کیا یا جنھیں major penalty پڑی جس میں ہزار یا دو ہزار روپے جرمانہ ہوا تھا اس لئے اب یہ سٹوڈنٹس کلاسز attend نہیں کر سکتے۔ ان سٹوڈنٹس کا otherwise ریکارڈ بہت اچھا ہے۔ اکیڈمک ریکارڈ بھی بہت اچھا ہے لیکن صرف ایک دفعہ کے جھگڑے کی وجہ سے ان کو یہ سزا دینا مناسب نہیں ہے۔ بچے کھڑے ہیں اور کسی بات پر ان کا جھگڑا ہو گیا ہے تو ان کو اس بنا پر ایجوکیشن سے محروم رکھنا اور یونیورسٹی سے نکال دینا مناسب نہیں ہے۔ معاشرے میں ایک پڑھا لکھا پنجاب کا نعرہ لگانے کے بعد۔۔۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! یہ بہت اہم مسئلہ ہے۔ بچوں کا مستقبل اس سے وابستہ ہے۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب سپیکر! اگر وزیر تعلیم اس کا جواب دے دیں کہ اس کا کیا جواز ہے کیونکہ وہ بچے کسی criminal activity میں involve رہے اور نہ ہیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب کے جواب دینے کی کوئی ضرورت نہیں۔ پوائنٹ آف آرڈر کا منسٹر صاحب نے جواب نہیں دینا۔ انھوں نے سن لیا ہے۔ پلیز تشریف رکھیں۔

محترمہ فرزانہ راجہ: جناب والا! منسٹر صاحب کوئی assurance تو دے دیں کہ یہ ان بچوں کے لئے کیا کریں گے؟

جناب سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ تحریک التوائے کار نمبر 731 ملک محمد اقبال چنڑ صاحب، رانا آفتاب احمد خان صاحب، شیخ تنویر احمد صاحب اور ارشد محمود بگو صاحب کی طرف سے ہے۔ یہ تحریک کون صاحب پیش کریں گے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پیش کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، جناب ارشد محمود بگو تحریک التوائے کار پیش کریں۔

مین بلیوارڈ گلبرگ لاہور میں اے بی کمپنیز میں ڈکیتی

جناب ارشد محمود بگو: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ مورخہ 30- اگست 2006 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق لاہور غالب مارکیٹ تھانہ کے علاقہ میں اے۔ بی گروپ آف کمپنیز کے مالک سید حامد حسین سبزواری سے مین بلیوارڈ گلبرگ میں کروڑوں روپے مالیت کے پرائز بانڈز اور کروڑوں روپے کے ہیرے اور سونا لوٹ کر ڈاکو فرار ہو گئے جس کی وجہ سے سبزواری کی حالت خراب ہو گئی اور ان کو ایک پرائیویٹ ہسپتال میں داخل کروا دیا گیا۔ جس علاقہ میں یہ ڈکیتی کی واردات ہوئی ہے یہ لاہور شہر کی ایک اہم شاہراہ ہے۔ جس پر ہمہ وقت پولیس کے مختلف گروپ ڈیوٹی دیتے ہیں جن میں محافظ، مجاہد اور دیگر سکواڈ شامل ہے۔ اس کے علاوہ اس جگہ جہاں یہ واقعہ ہوا ہے وہاں سے چند قدم کے فاصلے پر ایس پی ماڈل ٹاؤن کا دفتر بھی ہے اور دفتر میں ایس پی کی سکیورٹی کے لئے ہمہ وقت کافی تعداد میں کمانڈوز کے علاوہ دیگر اہلکاران اور افسران موجود ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس جگہ سے تھانہ کی عمارت بھی چند قدم پر ہے مگر پولیس نے کوئی ایکشن نہ لیا جس کی وجہ سے عوام میں شدید اضطراب پایا جاتا ہے۔ لہذا استدعا

ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! مورخہ 06-09-19 کو ڈپٹی جنرل آف پولیس آپریشن لاہور کی طرف سے جو رپورٹ ہمیں موصول ہوئی ہے اس کے مطابق واردات ہذا مورخہ 06-08-29 بوقت 1.45 صدیق ٹریڈ سنٹر کے نزدیک وقوع پذیر ہوئی۔ تحریک التوائے کار میں یہ لکھا گیا ہے کہ یہاں پر پولیس افسر کا دفتر ہے۔ یہاں پر کسی پولیس افسر کا دفتر نہیں ہے۔ تاہم سید حامد حسین سبزواری مورخہ 2006-8-29 کو رپورٹ درج کروانے کے لئے آئے لیکن انھوں نے رپورٹ درج نہیں کروائی اور کہا کہ میری طبعیت خراب ہے۔ میں کل دوبارہ آکر رپورٹ درج کراؤں گا۔ انھوں نے 30 تاریخ کو تحریری درخواست دی اور ان کی درخواست پر مقدمہ نمبر 700 بجرم 382 تھانہ غالب مارکیٹ درج ہوا۔ اس کی تفتیش انچارج انوسٹی گیشن کے ذریعے عمل میں لائی جا رہی ہے۔ واردات ہذا میں فی الحال کوئی گرفتاری عمل میں نہیں لائی گئی اور ملزمان کو گرفتار نہیں کیا جا سکا۔ میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ ہم متعلقہ پولیس کو ہدایت کر رہے ہیں کہ وہ جلد از جلد ملزمان کی گرفتاری عمل میں لائے اور ریکوری کرے تاکہ ملزمان کو قانون کے مطابق سزا دلوائی جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آپ روزانہ کے اخبارات ملاحظہ فرمالیں۔ روزانہ درجنوں کے حساب سے ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں، ڈکیتیاں ہو رہی ہیں، لوگ snatching کر رہے ہیں، لوگوں سے پیسے اور مال اسی طرح چھین رہے ہیں۔ جب 29 تاریخ کو یہ واقعہ ہوا اور وہ رپورٹ کروانے گیا تو ایس ایچ او نے کہا کہ آپ رپورٹ نہ کروائیں۔ ابھی انتظار کریں میں ویسے ہی چور اور ڈکیت ڈھونڈ کر آپ کو دے دوں گا لیکن آپ ملاحظہ فرمالیں کہ آج کیا تاریخ ہے۔ ابھی تک انھوں نے ملزموں کا پتا چلایا ہے اور نہ ہی اس کو تسلی دلوائی ہے۔

جناب سپیکر: ایف آئی آر درج ہو چکی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! وہ تو بیسیوں ایف آئی آرز درج ہوتی ہیں۔ میں آپ کی وساطت سے حکومت سے ایک درخواست کروں گا کہ ڈکیتی میں جتنی ایف آئی آرز درج ہوتی ہیں

ان میں ایک بات ملاحظہ فرمالیں کہ اس میں جو اسلحہ استعمال ہوتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

جناب ارشد محمود بگو: اس میں جو اسلحہ استعمال ہوتا ہے وہ بڑی گنیں نہیں بلکہ 30 اور 32 بور کا موزر استعمال ہوتا ہے۔ اگر تین سو ایف آئی آر درج ہوئی ہیں تو ان میں جتنا اسلحہ استعمال ہوا ہے وہ اسی قسم کا ہے۔ تو میں حکومت سے یہ درخواست کروں گا کہ چھوٹا اسلحہ جو آدمی آسانی سے چھپا سکتا ہے سپین یا یورپ کے بہت سے ملکوں میں اس پر بہت سخت پابندی ہے وہ وہاں استعمال نہیں ہو سکتا بلکہ بڑے بور آسانی سے پبلک کو دے دیئے جاتے ہیں۔ چونکہ 30 اور 32 بور کا اسلحہ ہر واردات میں استعمال ہوتا ہے اور ملزم جب چاہے اسلحہ نکال کر سامنے کھڑا ہو جاتا ہے۔ تو میں درخواست کروں گا کہ حکومت اس پر غور کرے اور اسے کنٹرول کرنے کی کوشش کرے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ چونکہ محرکین اسے مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے اور اسی نوعیت کی تحریک التوائے کار نمبر 721، discuss of ہو چکی ہے اس لئے اس پر بحث نہیں ہو سکتی لہذا یہ تحریک التوائے کار dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 733 شیخ اعجاز احمد صاحب!

آبیانہ کے فلیٹ ریٹ سے تھل کینال کی برانچ نہروں سے سیراب نہ ہونے والی زمینوں پر بھی آبیانہ کی وصولی

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ نہر تھل جو کالا باغ کے مقام سے دریائے سندھ سے نکلتی ہے اور یہ پنجاب کی سب سے بڑی نہر ہے جس سے تین چھوٹی نہریں دھلے وال، مہاجر برانچ اور بھکر برانچ نکلتی ہیں اور ان نہروں سے زیادہ تر ریگستانی کھیت سیراب ہوتے ہیں اور جب سے نہری نظام شروع ہوا ہے مذکورہ انہار کی چک بندی میں رقبہ جات شامل ہوئے ہیں محکمہ انہار کے ریکارڈ میں رقبہ جات موجود ہیں لیکن حقیقت میں تقریباً پچاس فیصد رقبہ جات بنجر اور ریت کے ٹیلوں پر مشتمل ہیں جو 1950 سے لے کر اب تک آباد نہ ہو سکے ہیں۔ آبیانہ کے پرانے نظام کے مطابق پانی سے سیراب ہونے والے

کھیت میں فصل کی پوزیشن کے حساب سے آبیانہ لگایا جاتا تھا لیکن اب فلیٹ ریٹ مقرر ہونے سے جہاں کبھی پانی پہنچنے کا یقین بھی نہیں ہے اس پر بھی -/90 روپے فی ایکڑ کے حساب سے آبیانہ وصول کیا جا رہا ہے اور تقریباً پچاس فیصد غیر آباد رقبہ جات پر بھی آبیانہ کسانوں کو دینا پڑ رہا ہے حالانکہ نہروں کا پانی کئی سالوں سے ٹیل تک نہیں پہنچ پا رہا مگر چونکہ کسانوں کا رقبہ نہر کی چک بندی میں شامل ہے اور ریکارڈ میں ہے اس لئے فلیٹ ریٹ آبیانہ ان سے لیا جا رہا ہے جو سراسر ان کسانوں کے ساتھ زیادتی ہے اور متاثرہ کسان پانی نہ ملنے کے باوجود فلیٹ ریٹ آبیانہ وصول کرنے پر سراپا احتجاج ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر آبپاشی!

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس تحریک التوائے کار کے ضمن میں عرض ہے کہ حکومت پنجاب نے خریف 2003 سے پورے پنجاب میں فلیٹ ریٹ آبیانہ کا نظام متعارف کروایا ہے۔ جس کے مطابق فصل خریف میں آبیانہ -/85 روپے فی ایکڑ اور فصل ربیع میں -/50 روپے فی ایکڑ کے حساب سے لیا جا رہا ہے۔ حکومت پنجاب کے اس فیصلے کے بعد عوامی نمائندگان نے وزیر اعلیٰ پنجاب کے سامنے ضلع بھکر کے دورے کے وقت یہ مسئلہ اٹھایا اور حکومت پنجاب کے فلیٹ ریٹ آبیانے کے اس فیصلے پر نظر ثانی کی درخواست کی۔ تھل کینال پر یہ فیصلہ لاگو کرنا زیادتی ہے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے محکمہ آبپاشی کو اس فیصلے پر نظر ثانی کے لئے کہا۔ اس ضمن میں محکمہ آبپاشی نے 04-09-11 کو ایک ہائی لیول میٹنگ کا اہتمام کیا جس میں بھکر سے سردار حفیظ اللہ ایم پی اے لیہ سے چودھری الطاف حسین ایم پی اے اور خوشاب سے جناب محمد وارث کلو ایم پی اے شریک ہوئے۔ جناب وزیر اعلیٰ نے سفارشات کو منظور کرتے ہوئے اس کی روشنی میں خریف 2000 کے لئے تھل کینال پر جو آبیانہ کا نیا ریلیف دیا وہ اس طرح سے ہے۔ آبیانہ فصل خریف -/55 روپے اور فصل ربیع کے لئے -/40 روپے رعایت منظور کی گئی اور یہ رعایت خریف 2007 تک دستیاب ہو گی۔ مزید راجباہ کی ٹیل پر پچاس فیصد آبیانہ کی رعایت اس کے علاوہ ہے۔ اس رعایت کے بعد مجھے امید ہے کہ محرک اپنی اس تحریک پر زور نہیں دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! ایک پوائنٹ اس میں رہ گیا تھا۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! ایک تو on the floor of the House ہم نے محکمے کا شکریہ بھی ادا کیا ہے وزیر اعلیٰ پنجاب کا بھی شکریہ ادا کیا ہے کہ انہوں نے فلیٹ ریٹ کے معاملے میں ہمیں کچھ چھوٹ دی ہے اور جس سے ہمیں فائدہ ہوا ہے۔ تھل کینال کے جو کسان ہیں ان کا جو اصل مسئلہ ہے وہ ابھی تک pending ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمیں ریلیف دیا گیا ہے اس حد تک ہم شکر گزار ہیں لیکن معاملہ یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ میں ملکیت پر آبیانہ لگتا ہے۔ ایک آدمی کے پاس اگر سو ایکڑ زمین ہے اگر وہ بمشکل پانچ ایکڑ کاشت کرتا ہے تو اس کو آبیانہ سو ایکڑ کا ہی دینا پڑتا ہے۔ ہم محکمے کے شکر گزار اس لئے ہیں کہ انہوں نے ہمارا آبیانہ -/90 روپے سے کم کر کے -/40 روپے کیا ہے اور -/40 روپے کیا ہے لیکن معاملہ تو پھر وہیں رہا کہ سو ایکڑ کا مالک کاشت تو پانچ ایکڑ کرتا ہے لیکن آبیانہ بے شک وہ -/40 روپے کے حساب سے یا -/50 روپے کے حساب سے وصول کریں لیکن اس کو آبیانہ سو ایکڑ کا ہی دینا پڑتا ہے اس لئے ہماری اس وقت بھی prayer یہ تھی کہ آپ تھل کینال جس کا ساٹھ فیصد سے زائد رقبہ جو ہے وہ sand domes پر مشتمل ہے اور وہ sand domes جن پر کبھی بھی پانی کا امکان نہیں ہے۔ اب ان کے فلیٹ ریٹ کے مطابق جس رقبے کو یہ پانی دیں گے اس کا تو یہ لیں گے اور جہاں آبپاشی نہیں ہو سکتی اس رقبے کو یہ آبپاشی سے نکال دیں گے۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! اس پر تو کام بھی شروع ہو چکا ہے اور ایک آدمی کے پاس سو ایکڑ رقبہ ہے پانچ ایکڑ زیر کاشت ہے تو 95 ایکڑ کا یہ پانی کاٹنا چاہتے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ شیخ صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! اس میں ہمیں ریلیف یہ دیا جائے کہ تھل کینال پر فلیٹ ریٹ کے فارمولے کو لاگو نہ ہونے دیا جائے اور اسے اسی طرح زیر کاشت پر دوبارہ لایا جائے۔ میں انتہائی مشکور ہوں وزیر آبپاشی کا کہ انہوں نے ہمارے معاملے کو consider کیا لیکن اس حد تک consider نہیں کیا گیا جو ہم چاہتے ہیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جناب والا! میرا براہ راست کسی گاؤں کے ساتھ تعلق نہیں ہے تو نولاٹیا صاحب نے۔۔۔

جناب سپیکر: کافی تفصیل کے ساتھ بات کی ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ نولاٹیا صاحب نے جو بات یہاں پر کی ہے وہی ایک پوائنٹ تھا جس کو میں اپنی اس تحریک التوائے کار میں پریس کرنا چاہتا ہوں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہوگی کہ ہم نے وزیر آبپاشی سے تمام پنجاب کے کسانوں کی طرف سے یہ گزارش کرنی ہے کہ جہاں پر پانی پہنچنے کا کبھی کوئی احتمال ہی نہیں ہو سکتا اور وہاں پر کوئی سو ایکڑ رقبہ ہے اور میں ایک غریب کسان ہونے کے ناتے پانچ ایکڑ کاشت کرتا ہوں تو اس کو بجائے آپ سو ایکڑ کو consider کریں جو میرا رقبہ ریونیو ریکارڈ میں موجود ہے۔ بلکہ حکومت کو یہ چاہئے اور ہم اس کو appreciate بھی کرتے ہیں اس سے بھی کسانوں کو کافی ریلیف ملا ہے۔ لیکن جہاں پر اس قسم کی situation ہے وہاں پر situation wise determine کرنا چاہئے۔ میری آپ کی وساطت سے یہ گزارش ہے کہ یہ اپنے جواب میں اب فرمادیں اور یقین دہانی کروادیں کہ یہ دوبارہ وزیر اعلیٰ پنجاب سے بات کریں گے اور یہ جو مسئلہ ہے کہ سو ایکڑ میں سے اگر میں پانچ ایکڑ کاشت کر رہا ہوں اور اپنی مدد آپ کے تحت میں اس کو سیراب کر رہا ہوں کیونکہ وہاں پر پانی بھی نہیں جا رہا۔ مہربانی فرمائیں۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! میں اس سلسلے میں تھوڑی سی گزارش کروں گا کہ۔۔۔

جناب سپیکر: تشریف رکھیں۔ آپ پہلے میری بات سنیں۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! صرف ایک نکتے پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ پہلے میری بات سن لیں۔ پہلے تو طریق کار یہ ہے کہ تحریک التوائے کار شیخ اعجاز احمد صاحب کی طرف سے ہے۔ آپ تو بات ہی نہیں کر سکتے تھے اس کے باوجود آپ کو موقع دیا گیا ہے بات بھی آپ کی سن لی ہے۔ پلیز! اب آپ تشریف رکھیں۔ وزیر آبپاشی!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! صرف ایک پوائنٹ عرض کروں گا۔

جناب سپیکر: آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

یہ کوئی عام بحث نہیں ہے۔ آپ تشریف رکھیں۔ آپ کی بات سن لی ہے۔

وزیر آبپاشی: جناب والا! اس سلسلے میں عرض یہ ہے کہ فلیٹ ریٹ موجودہ حکومت نے صرف اس لئے مقرر کیا ہے کہ پٹواری کلچر سے نجات حاصل ہو سکے۔ اس سے پہلے پٹواری غلط خرابہ اور غلط خسرہ گرداوری کا اندراج کر دیا کرتے تھے جس سے کسان کافی پریشان ہوتے تھے۔ اس شکایت کے ازالے کے لئے اور پٹواری کلچر سے نجات حاصل کرنے کے لئے حکومت پنجاب نے فلیٹ ریٹ آبیانے کا نظام رائج کیا اور جہاں تک ان کے اس تھل کینال کا تعلق ہے تو اس کے لئے چیف منسٹر صاحب نے جب ہائی لیول میٹنگ کال کی اور پھر عوامی نمائندگان جن کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے ان کی سفارشات پر اس میں رعایت دے دی گئی۔ جیسا کہ میں بتا دوں کہ فصل خریف کے لئے عام پنجاب میں -/85 روپے فی ایکڑ ہے جبکہ تھل کینال پر اس کو فصل خریف کے لئے -/55 روپے کر دیا گیا ہے یعنی -/30 روپے فی ایکڑ کے حساب سے رعایت دے دی گئی ہے۔ اسی طرح ربیع میں -/50 روپے فی ایکڑ پورے پنجاب میں ہے اور تھل کینال کے لئے فصل ربیع میں -/40 روپے فی ایکڑ رعایت دی گئی ہے۔ یعنی کہ -/10 روپے فی ایکڑ کے حساب سے وہاں پر بھی رعایت دے دی گئی ہے۔ جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ tail پر پانی نہیں پہنچتا تو tail پر پہلے ہی پچاس فیصد آبیانے کی معافی ہے۔ اس رعایت کے بعد اب میرا خیال ہے کہ اب مزید رعایت دینے کی ضرورت نہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ محرک چونکہ مزید اس کو پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

شیخ علاؤالدین: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔ جناب سپیکر! میری بھی ایک تحریک التوائے کار نمبر 783 ہے تو یہ ایک انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ ہے اس میں پنجاب کے ریونیو کا مسئلہ ہے۔ اگر آپ اجازت دے دیں تو میں اس کو پڑھ دوں۔

جناب سپیکر: میں اس کو پہلے دیکھ لوں۔ تحریک نمبر 783۔آپ اسے پڑھیں۔

نئی گاڑیوں کی بکنگ میں زیادہ تر حصہ پنجاب کا ہونے کے باوجود ریونیو کا زیادہ تر حصہ سندھ کے کھاتے میں ظاہر کرنا

شیخ علاؤالدین: شکریہ۔جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ملک میں نئی گاڑیوں کی خرید اور اس کی رجسٹریشن میں تقریباً 65 فیصد حصہ پنجاب کا ہے۔ان میں سے چالیس فیصد گاڑیوں کی بکنگ دوسرے صوبوں یعنی سندھ سے ہوتی ہے اور ان گاڑیوں کے تمام ٹیکسز، کسٹم ڈیوٹی، سیلز ٹیکس انکم ٹیکس وغیرہ actually پنجاب کے شہری ادا کرتے ہیں لیکن یہ ریونیو دوسرے صوبوں اور خاص طور پر سندھ کے کھاتے میں ظاہر کیا جارہا ہے جو کہ اصل میں یہ ریونیو پنجاب کا ہے جو کہ ظاہر نہیں کیا جارہا۔ یہ بات عوام میں سخت بے چینی اور اضطراب کا باعث ہے لہذا میری استدعا ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر ایوان میں اس کی بحث کی اجازت دی جائے۔ شکریہ

جناب سپیکر: جی، وزیر آبکاری و محصولات!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! فاضل ممبر نے سیلز ٹیکس کسٹم ڈیوٹی اور دوسرے ٹیکسوں کا یہاں پر ذکر کیا ہے۔انہیں یہ بھی بخوبی علم ہے کہ یہ تمام فیڈرل ٹیکسز ہیں۔ جو کارخانہ، جو فیکٹری جس صوبے میں اور جس کلکٹریٹ کے اندر ہو گی وہیں پر وہ سیلز ٹیکس ادا کیا جائے گا۔اس کے بعد وہ پھر وفاقی خزانے کے اندر چلا جاتا ہے۔ جہاں تک گاڑیوں کی رجسٹریشن کا تعلق ہے کسی بھی صوبہ سے متعلق ہو خواہ وہ پنجاب میں رجسٹرڈ ہو رہی ہے یا کسی اور صوبے میں رجسٹرڈ ہو رہی ہے اس کے چارجز متعلقہ صوبہ وصول کرتا ہے۔ جہاں تک بحث کا تعلق ہے تو دلائل کے طور پر پنجاب والے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں کراچی والے اپنا نقطہ نظر پیش کرتے ہیں تو میرے خیال میں یہ تحریک التوائے کار نہیں بنتی کہ اس کے اوپر کسی قسم کی بحث کی جائے۔ کیونکہ فیڈرل ٹیکسز اکٹھے ہو رہے ہیں چاہے وہ کوئٹہ میں ہوں کراچی میں ہوں یا لاہور میں ہوں یا کہیں اور پر ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ وزیر موصوف کو یہ معلوم ہی نہیں ہے کہ رجسٹریشن جو ہے وہ بالکل ایک separate issue ہے collection of Taxes ایک separate issue ہے۔

میرا سوال یہ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

شیخ علاؤالدین: جناب والا! میرا سوال یہ ہے کہ کراچی سے جو گاڑی بک ہو رہی ہے کراچی کے شناختی کارڈ پر بک ہو رہی ہے اور پنجاب میں رجسٹریشن ہونے پر واقعی کوئی قانونی پابندی نہیں ہے لیکن وہ کراچی سے رجسٹرڈ ہو کر آنی چاہئے۔ مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں لیکن یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ جو گاڑیاں وہاں کے لوگوں کے نام بک ہوتی ہیں وہ پنجاب میں آکر رجسٹر ہوتی ہیں۔ منسٹر صاحب نے تو یہ کہہ دیا کہ یہ تو مجھے بھی معلوم ہے کہ tax at source کیا چیز ہے میں ان سے بات کرنے کو تیار ہوں لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب end user پنجاب ہے، پنجاب ٹیکس دے رہا ہے تو وہ گاڑی وہاں سے رجسٹر ہو کر آئے تو میں دیکھتا ہوں کہ ایک فیصد وہاں نہیں رہے گا۔ پیسا سارا پنجاب کا ہے پنجاب یہ ریونیو جمع کر رہا ہے اور ان کو معلوم ہے کہ آج کل وہاں کی حکومت بار بار یہ کہہ رہی ہے اور اس کے اوپر پنجاب کا سالانہ 6۔ارب روپیہ ضائع ہو رہا ہے جن کو انہوں نے اتنے آرام سے کہہ دیا کہ یہ کوئی بات ہی نہیں ہے تو اس کے اندر کیا بات ہے یہ اس کو صرف amend کر دیں کہ جو گاڑی کراچی سے بک ہوئی ہے وہ گاڑی کراچی میں ہی رجسٹر ہو، جو گاڑی پنجاب سے بک ہوئی ہے وہ پنجاب میں رجسٹر ہو لیکن جو گاڑی کراچی سے بک ہو رہی ہے اور وہاں پر امپورٹ ہو رہی ہے، پیسا پنجاب دے رہا ہے نام ان کا ہو رہا ہے تو یہ بہت بڑا issue ہے اس پر بحث کر لیں میں ان کو ابھی دلائل سے ثابت کر دوں گا۔ شکریہ، جناب!

MR. SPEAKER: Minister for Excise and Taxation!

وزیر آبکاری و محصولات: جناب سپیکر! چونکہ یہ معاملہ این ایف سی سے related ہے تو میں اپنے ساتھی وزیر خزانہ سے request کروں گا کہ وہ ممبر صاحب کی مکمل تسلی کروائیں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! شیخ علاؤالدین صاحب نے بہت ہی valid issue کو اٹھایا ہے اور ہمیشہ یہ ہاؤس میں بہت ہی مناسب اور مثبت بات کرتے ہیں۔ میں ان کی وساطت سے اور ان

کے raise کئے ہوئے issue کی وساطت سے پورے ہاؤس کی توجہ چاہوں گا۔ انہوں نے یہ فرمایا ہے کہ collection of taxes سندھ میں کی جاتی ہے اور ٹیکس پے کرنے والے لوگ صوبہ پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس جملے کی حد تک بات بالکل درست ہے کہ taxes collect وہاں کئے جاتے ہیں، population base ہمارا زیادہ ہے اور یہ taxes صوبہ پنجاب کے لوگ ادا کرتے ہیں۔ پنجاب نیشنل فنانس کمیشن اور باقی تمام جگہوں پر ہمیشہ اپنا نقطہ نظر یہ raise کرتا رہا ہے کہ ہم نے مختلف علاقوں کی disparities گھٹانی ہے، اگر ہم نے disparities گھٹانی ہے تو ہمیں اس collection and generation of taxes کے چکر سے نکلنا ہوگا۔ آپ میری اس بات سے اتفاق کریں گے کہ اگر سندھ ہی کی مثال لیں تو تقریباً 98 فیصد taxes صرف کراچی میں collect ہوتے ہیں۔ کراچی ایک شہر ہے اور باقی تمام صوبہ سندھ سے صرف 2 فیصد collect ہوتے ہیں۔ اگر اسی کلیہ کو اپنایا جائے کہ جتنے taxes جہاں collect ہوتے ہیں یا جس صوبے کے لوگ جتنے taxes دے رہے ہیں تو جو لوگ taxes دے رہے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے پاس مالی وسائل ہیں تو وہ taxes دے رہے ہیں اور شیخ صاحب جو بات چاہ رہے ہیں کہ اس پر عملدرآمد کیا جائے تو اس سے غربت یا فاصلے گھٹیں گے نہیں بلکہ بڑھیں گے، اس سے disparities بڑھیں گی تو میں آپ کی وساطت سے ان سے استدعا کروں گا کہ اس point کو insist نہ کریں کیونکہ ہمارا آئین اس بات کا داعی ہے کہ کم ترقی یافتہ علاقے یا جن علاقوں میں غرباء رہتے ہیں ان کو زیادہ وسائل دے کر ان علاقوں کے at par لایا جائے جو زیادہ ترقی یافتہ ہیں۔ بہت بہت شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! انہوں نے یہ کہا ہے کہ وہاں پر have not ہیں۔ اب آپ خود فیصلہ کیجئے، کراچی have not ہے اور ہم have ہیں یہ بات بالکل غلط ہے۔ بات اتنی سی ہے کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہم end user ہیں---

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! with your permission میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: جناب والا! have پنجاب اور سندھ بھی ہے۔ have not ہے این ڈبلیو ایف پی اور بلوچستان have not ہے۔ اگر ہم اس collection کے basis پر جاتے ہیں یا generation پر جاتے ہیں تو پنجاب اور سندھ کو بے پناہ فائدہ ہوگا لیکن این ڈبلیو ایف پی اور بلوچستان کے لئے

مسائل پیدا ہوں گے کیونکہ وہ have not's ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

شیخ علاؤالدین: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں اس میں سرحد involve ہے اور نہ بلوچستان involve ہے۔ بات بالکل سیدھی سی ہے کہ پنجاب کا collected revenue سندھ اپنے کھاتے میں دکھا رہا ہے اور ان کو معلوم ہے کہ سندھ فیڈرل میں ثابت کرتا ہے کہ ہم اتنا ٹیکس جمع کرتے ہیں۔ میری استدعا صرف یہ ہے کہ پنجاب اس ٹیکس کو اپنا کلیم کرے کہ یہ actual ہمارا ٹیکس ہے اور یہ صرف ایک لائن کی amendment ہوگی کہ جناب! جو گاڑی کراچی کے شناختی کارڈ پر آ رہی ہے وہ پہلے کراچی میں رجسٹرڈ ہو جائے اس کے بعد چاہے وہ پنڈی، بہاولنگر لاہور میں ہو۔ کتنی معمولی سی بات ہے۔ فنانس منسٹر صاحب کی اگر یہ سوچ ہے تو پھر میں کیا کہہ سکتا ہوں لیکن بلوچستان اور سرحد سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے، disparity کا تعلق نہیں ہے۔

جناب والا! اس کی اجازت دی جائے میں ثابت کروں گا کہ پنجاب کا نقصان ہو رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ منسٹر صاحب کے نوٹس میں لے آئے ہیں انہوں نے سن لیا ہے اور جواب بھی بڑی تفصیل کے ساتھ آ گیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ اس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں ہے۔ محرک چونکہ اس کو مزید پریس نہیں کرنا چاہ رہے لہذا motion dispose of ہوئی۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری جاوید احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے وزیر خزانہ صاحب کی توجہ اس سلسلے میں چاہوں گا کہ جس طرح انہوں نے فرمایا کہ ہم وفاق میں بیٹھ کر اپنے provinces کے taxes کے لئے اور علاقائی ترقی کے لئے این ایف سی ایوارڈ کے لئے بات کرتے ہیں اسی طرح سے جو معاملہ شیخ صاحب نے اٹھایا ہے ان سب چیزوں کا ایک حل اور بھی ہے جتنے financial institutions ہیں ان تمام کے ہیڈ کوارٹرز کراچی میں ہیں اور وہاں پر جتنی ٹیکس کٹوتی ہوتی ہے وہ سندھ کے کھاتے میں گنی جاتی ہے۔ اگر ان کے ہیڈ کوارٹرز اسلام آباد میں آ جائیں، پراونشل ہیڈ کوارٹرز میں نہ آئیں تو فیڈرل گورنمنٹ کے ٹیکسز فیڈرل گورنمنٹ کے کھاتے میں آئیں گے نہ کہ سندھ کے کھاتے میں۔ میں ان سے گزارش کروں گا کہ اس تجویز کو لے کر

آگے چلیں اور اس میں کوئی برائی نہیں ہے کہ اگر وہاں سے کوئی ہیڈ کوارٹرز شفٹ ہو کر اسلام آباد میں آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں اور پورے وثوق سے کہہ رہا ہوں کہ میرے معزز ساتھی شیخ علاؤالدین صاحب بہت قابل اور بہت اہل ہیں اور مجھ سے بہت زیادہ جانتے ہیں لیکن اس subject کے متعلق انہوں نے جو بات کی ہے یہ اس کے متعلق قطعی طور پر کچھ بھی نہیں جانتے۔

جناب سپیکر: وہ تو chapter close ہو گیا۔ اب تو چودھری جاوید احمد صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب والا! چودھری صاحب کے پوائنٹ آف آرڈر کا جواب یہ ہے کہ جتنے taxes کا نام لیا گیا یہ تمام divisible pool میں اکٹھے ہوتے ہیں جس میں چاروں صوبے stack holders ہیں جس میں این ڈبلیو ایف پی، بلوچستان، سندھ اور پنجاب کا بھی حصہ ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔ Next تحریک التوائے کار نمبر۔735 جناب سمیع اللہ خان، چودھری زاہد پرویز، چودھری اعجاز سماں صاحب۔ جی، جناب سمیع اللہ خان صاحب پیش کریں گے۔

شاہدرہ ٹاؤن (لاہور) پولیس کا اپنے افسران بالا کے حکم کے باوجود اغواء کا مقدمہ درج کرنے سے انکار

جناب سمیع اللہ خان: میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "خبریں" مورخہ 4۔ ستمبر 2006 کی خبر کے مطابق تقریباً چار سال قبل شاہدرہ ٹاؤن کے ایک رہائشی عبدالرشید کو ویگن سمیت جرائم پیشہ افراد امانت عرف بھولا محمد اکرم اور نثار نے اغواء کر کے اس کے لواحقین سے بازیاب کرنے کے پانچ لاکھ روپے تاوان مانگے۔ عبدالرشید کے لواحقین نے اغواء کا مقدمہ درج کرنے کے لئے تھانہ شاہدرہ ٹاؤن میں درخواست دی۔ پولیس نے مقدمہ درج کرنے سے انکار کر دیا۔ اغواء کنندگان نے تاوان نہ ملنے پر عبدالرشید کو قتل کر دیا تو تھانہ شاہدرہ ٹاؤن نے عبدالرشید کے اغواء کی پرانی درخواست پر اغواء کا مقدمہ درج کر لیا۔ چار سال کے بعد

عبدالرشید کا بھائی عمر حیات صبح سویرے اپنی بیوی کو یہ بتلا کر چلا گیا کہ وہ تھانہ کی طرف جارہاہے چودہ دن گزرنے کے بعد جب وہ واپس نہ آیا تو عمر حیات کے لواحقین نے تھانہ شاہدرہ ٹاؤن میں اغواء کی درخواست دی تو پولیس نے بجائے مقدمہ درج کرنے کے عمر حیات کے لواحقین کو دھکے دے کر تھانہ سے نکال دیا۔ بعدازاں ڈی آئی جی سے مذکورہ مقدمہ درج کرنے کے لئے کہا گیا تو بھی شاہدرہ پولیس نے اپنے اعلیٰ افسران کا حکم ماننے سے انکار کردیا اور مقدمہ درج نہ کیا۔ شاہدرہ ٹاؤن پولیس کا اپنے افسران بالا کا حکم نہ ماننے سے نہ صرف شاہدرہ بلکہ صوبہ کے عوام میں شدید اضطراب اور بے چینی پائی جانے لگی ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش یہ ہے کہ جس طرح معزز رکن نے انتہائی تفصیل کے ساتھ تحریک التوائے کار پیش کی ہے اسی تفصیل کے ساتھ ڈی آئی جی پولیس (آپریشنز) لاہور کی طرف سے جواب آیا ہے جو میں پڑھ دیتا ہوں۔ مورخہ 13-02-2006 کو خضر حیات ولد اللہ دتہ سکنہ مصطفیٰ آباد اور شاہدرہ ٹاؤن نے ایک درخواست مضمون ذیل پیش کی کہ مورخہ 20-08-06 کو بوقت 10/11 بجے دن اس کا بھائی عمر حیات شاہدرہ گیا اور گھر یہ کہہ کر گیا کہ میرے دوستوں نے فون کیا ہے کہ 10/15 منٹ بعد آتا ہوں۔ اس کو بذریعہ موبائل فون 0300-4732606 پر فون آیا تھا، نہ ہی کوئی رابطہ کیا وہ پریشان تھے۔ اس کے بھائی عمر حیات کو گھر سے نکلتے ہی مسمیان امانت علی عرف بھولا ولد بشیر، بشیر ولد شیر محمد سکنہ چک ورکاں تھانہ بھکی شیخوپورہ۔ وحید ولد نامعلوم، محمد اکرم ولد نامعلوم، حاجی اللہ دتہ ولد ولی محمد سکنہ کچی آبادی مصطفیٰ آباد نے اغواء کیا تھا۔ جس کی وہ آج تک اپنے طور پر کافی تلاش کرتے رہے ہیں جو نہ ملا ہے۔ انھیں فلک شیر اور جعفر سکنہ مقبرہ موڑ نے بتایا کہ امانت علی عرف بھولا کے ساتھ 8/9 آدمیوں کو گاڑی ٹویوٹا ہائی ایس میں بیٹھے شیخوپورہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے۔ وجہ عناد یہ ہے کہ امانت علی وغیرہ نے عمر حیات کے گھر ڈکیتی کی تھی جس پر امانت کے ساتھی پکڑے گئے تھے جس رنجش کی بناء پر امانت علی وغیرہ نے پہلے بھی اس کے بھائی عبدالرشید کو اغواء کیا۔ اس پر مقدمہ نمبر 546/2002 تھانہ شاہدرہ درج ہے۔ شک ہے کہ ان کے بھائی کو امانت علی 8/9 کس وغیرہ نے اغواء کیا ہے۔ ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اسی روز یہ درخواست ایس ایچ او تھانہ شاہدرہ ٹاؤن

نے محمد اصغر اے ایس آئی بیٹ آفیسر کو مارک کی جس نے مقدمہ نمبر654/2006،2عنی اسی دن اس نے مقدمہ درج کیا اور تفتیش محمد ارشد سب انسپکٹر انوسٹی گیشن انچارج کے سپرد ہوئی۔ جہاں تک عبدالرشید کے اغواء کا تعلق ہے اس کی بابت تھانہ شاہدرہ ٹاؤن کا ریکارڈ پڑتال کیا گیا ہے اور پایا گیا ہے کہ مورخہ 27-2-2006 کو اللہ دتہ معوی مقدمہ نمبر654/2006 نے تحریری درخواست ہمیں پیش کی کہ وہ گاڑی نمبرLPT-4166چلاتا ہے اور گاڑی کا مالک ہے۔ مورخہ 22-12-2000 کو بوقت ساڑھے چار بجے دن گاڑی پٹرول پمپ مقبرہ موڑ پر کھڑی تھی جو صبح کے وقت اس کا بھائی اور گاڑی واپس نہ آئی ہے۔اس کے بھائی اور گاڑی کو محمد اکرم ڈرائیور امانت علی بھولا نے پرانا راوی پل نیاز احمد ولد سلطان چک نمبر 99گ ب فیصل آباد نے اغواء کیا ہے۔یہ علیحدہ ہے۔

جناب سپیکر!اس میں گزارش یہ ہے کہ یہ کوئی چھ مقدمات ہیں جن میں cross versionایک دوسرے فریقین کی دی ہوئی ہیں۔یہ سارے مقدمات درج ہوئے ہیں۔پولیس کی طرف سے کسی قسم کیdelayنہیں ہوئی ہے بلکہ اس کی تفتیش کے دوران متعدد درخواستیں دونوں فریقین کی طرف سےchange of investigationکے لئے بھی دی جاتی رہی ہیں۔ لہذا ڈی آئی جی آپریشنز نے یہ لکھا ہے کہ اگر ہمیں مہلت دی جائے تو ہم تقریباً15/20دن میں ان تمام مقدمات کو یکسو کر کے رپورٹ دے دیں گے۔اگر آپ یہ مناسب سمجھتے ہیں تو میں انشاء اللہ تعالیٰ جو بھی فائنل رپورٹ ہو گی اپنے دوست سمیع اللہ خان صاحب کو دے دوں گا تاکہ ان کی تسلی ہو سکے کہ واقعتاً پولیس نے اس سلسلے میں کارروائی کی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر!جس طرح وزیر قانون صاحب نے فرمایا ہے کہ وہ سارے مقدمات کو یکسو کریں گے۔اس لئے میں اس تحریک کو پریس نہیں کرتا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں محکمہ کو ہدایت کروں گا کہ وہ ایک مہینے کے اندر اندر یکسو کریں، میں آپ کو رپورٹ دوں گا۔

جناب سپیکر: محرک اس تحریک کو پریس نہیں کرتے لہذا یہ تحریکdispose ofکی جاتی ہے۔
اب تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

رپورٹ

(توسیع)

جناب سپیکر: محترمہ پروین سکندر گل صاحبہ مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع لینا چاہتی ہیں۔ میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ وہ توسیع کی تحریک پیش کریں۔

مسودہ قانون (ترمیم) یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور مصدرہ 2006 کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

محترمہ پروین سکندر گل: میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ

The University of Education Lahore (Amendment) Bill.2006. (Bill No. 25 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

The University of Education Lahore (Amendment) Bill.2006. (Bill No. 25 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

The University of Education Lahore (Amendment) Bill.2006. (Bill No. 25 of 2006)

کے بارے میں مجلس قائمہ برائے تعلیم کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں مورخہ 15-نومبر 2006 تک توسیع کر دی جائے۔

(تحریک منظور ہوئی)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔
Now we take up the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006. Minister for Law.

کورم کی نشاندہی

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں کورم کی نشاندہی کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: کورم کی نشاندہی کی گئی ہے۔ گنتی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر ایوان میں موجود ممبران کی گنتی کی گئی)

کورم پورا ہے۔ اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ جی، وزیر قانون!

سرکاری کارروائی

مسودہ قانون

(جوزیر غور لایا گیا)

مسودہ قانون (ترمیم) شہری ترقی پنجاب مصدرہ 2006

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFARIS: Sir, I move:

> That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once.

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once.

Since there is no amendment in it, the motion moved and the question is:

> That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, be taken into consideration at once.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now we take up the Bill clause by clause.

CLAUSE 2

MR SPEAKER: Now Clause 2 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 2 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 3

MR SPEAKER: Now Clause 3 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 3 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Minister for Law!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا ثناء اللہ صاحب پیش کریں گے۔

CLAUSE 4

MR SPEAKER: Now Clause 4 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it. The amendment is jointly from Minister for Law and Rana Sanauallah Khan. Rana Sanauallah may move it.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں جو پہلے amendment دی تھی وہ withdraw ہو گئی؟

جناب سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: اس کے بعد پھر جس amendment پر لاء منسٹر صاحب کے ساتھ compromise ہوا ہے وہ میں پیش کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: یہ آپ move تو کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: پہلے والی تو اب move نہیں ہوگی۔ دوسری move ہوگی۔

RANA SANAUALLAH KHAN: I move:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, in sub-clause (2), in the proposed sub-section (4) of Section 4 of the Principal Act, after para (i), the following new para (j) be added:
>
> "(j) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab, to be nominated by the Chief Minister, three from Treasury Benches and two from Opposition in consultation with the Leader of the Opposition, provided that preference shall be given to the members whose constituencies fall within the local limits of development authority."

MR SPEAKER: The motion moved is:

> That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, in sub-clause (2), in the proposed sub-section (4) of Section 4 of the Principal Act, after para (i), the following new para (j) be added:

"(j) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab, to be nominated by the Chief Minister, three from Treasury Benches and two from Opposition in consultation with the Leader of the Opposition, provided that preference shall be given to the members whose constituencies fall within the local limits of development authority."

The amendment moved and the question is:

That in Clause 4 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, in sub-clause (2), in the proposed sub-section (4) of Section 4 of the Principal Act, after para (i), the following new para (j) be added:

"(j) Five members of the Provincial Assembly of the Punjab, to be nominated by the Chief Minister, three from Treasury Benches and two from Opposition in consultation with the Leader of the Opposition, provided that preference shall be given to the members whose constituencies fall within the local limits of development authority."

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

That Clause 4 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 5

MR SPEAKER: Now Clause 5 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 5 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 6

MR SPEAKER: Now Clause 6 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 6 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 7

MR SPEAKER: Now Clause 7 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 7 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 8

MR SPEAKER: Now Clause 8 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 8 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

CLAUSE 9

MR SPEAKER: Now Clause 9 of the Bill is under consideration. There is an amendment in it.

The amendment is from Minister for Law and Parliamentary Affairs. He may move it.

Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

That in Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, for the figures and word "VII of 2006", appearing in lines 1-2, the figures and word "XIV of 2006" be substituted.

MR SPEAKER: The amendment moved is:

That in Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, for the figures and word "VII of 2006", appearing in lines 1-2, the figures and word "XIV of 2006" be substituted.

The amendment moved and the question is:

That in Clause 9 of the Bill, as recommended by the Standing Committee on Housing, Urban Development and Public Health Engineering, for the figures and word "VII of 2006", appearing in lines 1-2, the figures and word "XIV of 2006" be substituted.

(The motion was carried.)

MR SPEAKER: Now the question is:

(Clause 9 of the Bill, as amended, do stand part of the Bill.)

(The motion was carried.)

CLAUSE 1

MR SPEAKER: Now Clause 1 of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That Clause 1 of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

PREAMBLE

MR SPEAKER: Now the Preamble of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Preamble of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

LONG TITLE

MR SPEAKER: Now Long Title of the Bill is under consideration. Since there is no amendment in it, the question is:

That the Long Title of the Bill do stand part of the Bill.

(The motion was carried.)

SPEAKER: Minister for Law!

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I move:

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006 be passed.

MR SPEAKER: The motion moved is:

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006 be passed.

The motion moved and the question is:

That the Punjab Development of Cities (Amendment) Bill 2006 be passed.

(The motion was carried)

(The Bill is passed.)

جناب سپیکر: آج کا اجلاس اختتام پذیر ہوا۔ لہذا اب اجلاس بروز جمعرات مورخہ 12۔اکتوبر 2006 صبح 10:00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

982

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 12-اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک و ترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنی ترقی اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

قرارداد

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

عام بحث

پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث

984

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعرات،12۔اکتوبر2006

(یوم الخمیس،18۔رمضان المبارک1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 10 بج کر20منٹ پر زیر صدارت جناب ڈپٹی سپیکر سردار شوکت حسین مزاری منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری نور محمد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بسۡمِ ٱللہِ ٱلرّحۡمٰنِ ٱلرّحِیمِ o

إِنَّ الَّذِينَ قَالُوا رَبُّنَا اللَّهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوا تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ
الْمَلٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا وَلَا تَحْزَنُوا وَأَبْشِرُوا بِالْجَنَّةِ الَّتِي كُنتُمْ
تُوعَدُونَ ﴿٣٠﴾ نَحْنُ أَوْلِيٰٓؤُكُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ
وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِيٓ أَنفُسُكُمْ وَلَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُونَ ﴿٣١﴾
نُزُلًا مِّنْ غَفُورٍ رَّحِيمٍ ﴿٣٢﴾

سُوۡرَۃُ حٰمٓ السجدۃ آیات30 تا32

جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا پروردگار اللہ ہے پھر وہ اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے اور کہیں گے کہ نہ خوف کرو اور نہ غمناک ہوں اور بہشت کی جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا ہے خوشی مناؤ(30)

ہم دنیا کی زندگی میں بھی تمہارے دوست تھے اور آخرت میں بھی تمہارے رفیق ہیں اور وہاں جس نعمت کو تمہارا جی چاہے گا تم کو ملے گی اور جو چیز طلب کرو گے تمہارے لئے موجود ہو گی (31) یہ بخشنے والے مہربان کی طرف سے مہمانی ہے (32)

وما علینا الا البلاغo

جناب ڈپٹی سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ محکمہ مائنز اینڈ منرل ڈویلپمنٹ کے سوالات ہیں۔ پہلا سوال محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! میرا پوائنٹ آف آرڈر بھی وقفہ سوالات کے متعلق ہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

سوالات کے جوابات بروقت ایوان میں پیش نہ کرنے سے متعلق قواعد وضوابط پر توجہ دلانا

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, my Point of Order is that if you see Rule 53 of the Rules of Procedure of the Provincial Assembly of the Punjab, it has been written:

> Questions which have not been disallowed shall be entered in the List of Questions for the day and the answers, if received from the Minister concerned not later than forty-eight hours before the commencement of the question hour on the day on which the questions are...
>
> Then there is "Delay as to answers".

لیکن ہمیں کل جو جوابات ملے ہیں ان میں سوال نمبر 4376، 6860، 7905 اور 8179 کے اس میں جوابات نہیں تھے۔ پہلے تو

> The Minister will have to explain that what are the reasons for delay as it is mandatory to provide a answer within 8 days when it is received.

تو یہ جواب نہیں آیا اور

Second violation is that they could not be enter into this book before 48 hours.

کہ ان کو کل جوابات ملے ہیں۔ پہلے ذرا یہ وضاحت کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ 4376 کی بات کر رہے ہیں؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں you can't follow my point میرا point یہ ہے کہ 8 دن کے اندر اندر جواب دینا ہے لیکن تین سال میں یہ جواب نہیں آیا۔ جب آپ نے ہمیں یہ answer sheet دے دی ہے تو اس میں اس کا جواب موصول نہیں ہوا۔ اب یہ جواب within 48 hours سے پہلے یہاں پر آئے then you can enter into this answer book. یہ اس وقت بھی نہیں آئے۔

جناب سپیکر! رول 54 بھی پڑھ لیں۔

54. DELAY AS TO ANSWERS.-

(1) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answer to a question or if the answer to a question has not been received within the time prescribed in sub-rule (1), the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall state, in the House, the reasons therefore.

(2) If the Speaker is satisfied that it was beyond the control of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to have been ready with the answer....

(3) The Speaker may direct that the Minister concerned....

MR DEPUTY SPEAKER: What is this question?

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, the question is that there are four answers.

جناب ڈپٹی سپیکر: کون سا سوال نمبر ہے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! یہ چاروں سوال ہیں۔ سوال نمبر 4376، 6860، 7905---

MR DEPUTY SPEAKER: Let me come down to that point first and then you explain your point.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, are we not supposed to run the House within the Rules of Procedure?

MR DEPUTY SPEAKER: We will go according to the Rules of Procedure. Let it come according to it and raise this question.

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چونکہ یہ رولز کی بات ہے اس لئے آپ راجہ بشارت صاحب سے جواب لے لیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Then your point of order will only be valid when we come to that...

RANA AFTAB AHMAD KHAN: You said that my point of order is valid.

MR DEPUTY SPEAKER: No, I just gave you the floor but at this moment I did not allow any point of order.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Sir, if this point of order is not valid I don't think you need Rules of Procedure.

MR DEPUTY SPEAKER: I am not saying that it is not valid. I am saying at this juncture while you have just started the question.

RANA AFTAB AHMD KHAN: Sir, my duty is to apprise you right from the start. If you take that question and the answer is there then...

MR DEPUTY SPEAKER: Rana Sahib I am not saying that you are wrong. I am saying that when the question comes, you may raise this point of order again and I will give you the floor. This is what I am saying.

RANA AFTAB AHMAD KHAN: Ok, sir.

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

مظفر گڑھ میں ایم کیو ایم کے انچارج کا اپنی بیٹی کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کروانا

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے تین چار روز پہلے بھی یہاں پر ایم کیو ایم کے حوالے سے بات کی تھی۔ اس کا یہ نتیجہ ہوا ہے کہ مظفر گڑھ سے کچھ لوگ ہمیں ملنے کے لئے اسمبلی میں آئے۔ انھوں نے کہا کہ مظفر گڑھ میں ایم کیو ایم کے انچارج جن کا نام غالباً حکیم غلام علی ہے نے کچھ لوگوں پر لڑکی کے اغواء کا جھوٹا مقدمہ درج کروا دیا ہے۔ اب ہو کیا رہا ہے؟ وہ لوگ جن کے خلاف پرچہ درج کیا گیا ہے۔ وفاقی حکومت ڈی پی او پر پریشر ڈال رہی ہے اور ان لوگوں کو اتنا تنگ کیا جا رہا ہے کہ ان کے گھروں میں عورتیں نہیں ہیں، ان کے گھروں سے بچے بھاگ گئے ہیں۔ حتیٰ کہ ان کے گھر میں کوئی بھی نہیں ہے۔

جناب والا! جب ہم یہاں پر یہ issue discuss کرتے ہیں کہ ایم کیو ایم پورے پنجاب میں دہشت گردی پھیلا رہی ہے اور اس کی وجہ سے کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے لیکن حکومت کی حالت یہ ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم جمعہ کو جواب دیں گے۔ میں اس سلسلے میں آپ کی وساطت سے حکومت سے درخواست کروں گا کہ مظفر گڑھ میں اتنا بڑا واقعہ ہوا ہے جس کی وجہ سے وہاں دن بدن حالات خراب ہو رہے ہیں اور ایم کیو ایم حالات خراب کر رہی ہے۔ میں آپ کی وساطت سے لاءمنسٹر صاحب سے درخواست کروں گا کہ وہ اس particular case کے سلسلے میں جو اس بات کا ثبوت ہے کہ وہ وہاں پر دہشت گردی پھیلا رہی ہے اور جھوٹے مقدمے قائم کئے جا رہے ہیں۔ حکومت اس سلسلے میں جواب دے اور بتائے کہ اس وقت مظفر گڑھ کی کیا صورتحال ہے؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب والا! چونکہ یہ معاملہ مظفر گڑھ سے متعلقہ ہے اس لئے میں واضح کرتا ہوں کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ ارشد بگو صاحب کی بات یہاں تک درست ہے کہ ایک آدمی نے اپنی بچی کو چھپا کر معززین پر اس کے اغواء کا مقدمہ بنایا۔ تین وفاقی وزیر وہاں موقع پر گئے اور انھوں نے اتنا pressure create کیا کہ جب تک یہ بچی برآمد نہیں ہوتی اس وقت تک ڈی پی او اور ڈی آئی جی کو انتہائی under stress رکھا۔ ڈی پی او صاحب موقع پر آئے اور انھوں نے بے گناہ ایس ایچ او اور اس وقت کے سابق یونین ناظم اور سابق ضلع ناظم کے بھانجے کو گرفتار کر کے حوالات میں ڈال دیا لیکن چار پانچ دن بعد بچی والد سے برآمد ہو گئی اور ان کو اسی طرح باہر نکال دیا۔ یہاں تک تو یہ بات درست ہے لیکن اس کے ساتھ ساتھ ایک اور بات بھی دیکھنے والی ہے کہ اس فرد کا ایم کیو ایم کے ساتھ کوئی تعلق نہیں تھا۔ اس کو وہاں کے فیوڈلز نے اتنا تنگ کیا نہ تو وہ مہاجر ہے اور نہ ہی اس کا ایم کیو ایم کے ساتھ تعلق ہے۔ اس بندے پر انہوں نے گزشتہ چھ مہینے میں اسی ضلعی نائب ناظم نے جس کا تعلق (ق) لیگ سے ہے اس بیچارے پر اور اس کے رشتہ داروں پر چھ جھوٹے مقدمے درج کروائے گئے جن میں وہ تین تین مہینے جیل کے اندر رہا۔ اس نے وہاں سے نکل کر repercussion اور احتجاج کے طور پر کہا کہ اگر مجھ پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہو سکتے ہیں تو جو لوگ مجھ پر درج ہونے والے چھ جھوٹے مقدمات میں گواہ اور مدعی ہیں ان کو زچ کرنے کے لئے کیوں نہ کروں۔

جناب سپیکر! میں بار بار ہاؤس کے اندر یہ کہتا رہا ہوں کہ ضلع مظفر گڑھ کے اندر جھوٹے پرچوں کا ایک طویل سلسلہ چلتا آ رہا ہے اور جھوٹے مقدمے درج ہوتے رہے ہیں۔ اب جس آدمی نے اپنی بچی کو چھپا کر جھوٹا مقدمہ درج کروایا ہے وہ میرے سیاسی مخالفین پر کیا ہے لیکن میں یہاں پر برملا اظہار کرتا ہوں کہ اس نے جھوٹا مقدمہ درج کروایا جو کہ اس کو نہیں کروانا چاہئے تھا لیکن سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ایک آدمی جس کو آپ نے چھ جھوٹے مقدمات میں victimize کیا ہے اس نے اگر ایک جھوٹا مقدمہ درج کروایا ہے تو وہ آج تین مہینوں سے جیل میں ہے، جو اس پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہوئے ہیں تو ان کے گواہ اور مدعی کہاں پڑے ہوئے ہیں۔ انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ حقائق پر مبنی ہاؤس کی ایک کمیٹی بنائیں اور اس حکیم غلام علی کے لیٹر کو ہاؤس کی کمیٹی دیکھے کہ جو اس

نے مقدمہ درج کروایا ہے وہ جھوٹا ہے لیکن جو اس پر اور اس کے خاندان پر چھ جھوٹے مقدمات درج ہوئے وہ خارج ہو گئے ہیں اس کا reliefاس کو کون دے گا۔ بات یہی ہے کہ ایم کیو ایم کو اس نے مجبوراً adopt کیا اور ایم کیو ایم کو اس نے سہارے اور ہتھیار کے طور پر استعمال کیا، اس کا ایم کیو ایم کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے۔ چونکہ ایم کیو ایم کو پنجاب کے اندر تنظیم سازی کے لئے افراد چاہیئں تو وہ ان میں شامل ہو گیا اور منسٹرز وہاں گئے۔ اب اس خاندان کو بھی ریلیف چاہئے۔ شکریہ

چودھری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میرا ملحقہ تھانہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

چودھری اصغر علی گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات درست ہے جو انہوں نے فرمائی ہے۔ میں نے صرف یہ بات کرنی ہے کہ یہ بات اپنی جگہ پر درست ہے کہ چوری کا جواب چوری سے نہیں دیا جا سکتا۔ اگر اس شخص کے خلاف جھوٹے مقدمے تھے تو ان کا ازالہ ہونا چاہئے تھا میں بھی یہ بات کہتا ہوں لیکن کہنے والی بات یہ ہے کہ ایک جھوٹے مقدمے کے لئے فیڈرل منسٹر اسلام آباد سے تھانہ دائرہ دین پناہ کیوں پہنچے، انہوں نے آ کر stressکیوں کیا؟ تین فیڈرل منسٹرز ایک جھوٹے مقدمے کی پیروی کے لئے وہاں پر آئے اور انہوں نے بے گناہ لوگوں کو وہاں پر گرفتار کروایا، انہیں سزا دلوائی اور اس کے بعد یہ پتا چلا کہ وہ تو سب کچھ ڈرامہ تھا اور وہ ایم کیو ایم کے آدمی تھے، وہ منسٹرز بھی ایم کیو ایم کے تھے۔ ان کے پاس اتنا فالتو ٹائم ہے کہ وہ تینوں آدمی تھانہ دائرہ دین پناہ پہنچ گئے اور آگے انہوں نے یہ سارا کام کیا۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ حکومت پنجاب اس بات کا ایکشن لے کہ فیڈرل سے تین ایم کیو ایم کے منسٹرز اٹھ کر تھانہ دائرہ دین پناہ میں بیٹھ کر ایک غلط کام کرواتے ہیں تو حکومت پنجاب کہاں سوئی ہوئی ہے، انہیں اس بات کا ایکشن لینا چاہئے اور یہ بات پوری طرح واضح ہونی چاہئے کہ کوئی بھی ہو، انصاف اور عدل ہونا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

گرین ٹاؤن لاہور میں سوئے ہوئے تین افراد کا قتل

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ گزشتہ ایک ہفتے کے دوران گرین ٹاؤن جو میرا حلقہ ہے اس میں تین افراد جو رات کو باہر سوئے ہوئے تھے ان کو ہتھوڑا گروپ کہہ لیں یا پتھر گروپ کہہ لیں انہوں نے ان کو قتل کر دیا۔ یہ وہی سٹائل بوری بند لاشوں کا ہے جو کراچی میں ہو رہا ہے۔ اس علاقے میں کبھی کوئی اس طرح کا واقعہ نہیں ہوا تھا۔ تین افراد کو ایک ہفتے کے اندر قتل کر دیا گیا ہے اور پانچ افراد شدید زخمی ہوئے ہیں، جو غریب لوگ اپنے گھروں کے باہر سوئے ہوئے تھے۔ میں پنجاب حکومت سے یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بوری بند لاشوں کا سلسلہ جو کراچی میں انہوں نے شروع کیا تھا وہی سلسلہ یہ لاہور میں بھی شروع کرنا چاہتے ہیں۔ عام غریب آدمی جس کے پاس اپنے گھر کے اندر سونے کے لئے جگہ نہیں ہے وہ گلی میں کیسے سو سکتا ہے، ان کی انہوں نے نیندیں حرام کر دی ہیں۔ مہربانی کریں اور لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کریں اور اس کی اصلاح کی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء اینڈ آرڈر پر بحث تو ویسے کل ہو گی لیکن اس سلسلے میں، میں لاء منسٹر صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ اس بارے میں اپنی رپورٹ دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مختصر حقائق تو مجھے اس لئے معلوم ہیں کہ جس وقت واقعہ ہوا تھا اور جیسے ارشد بگو صاحب نے فرمایا اور چودھری اختر صاحب جو وفاقی منسٹر بھی ہیں اور اس کا باقاعدہ کیس چلا گیا تھا اور قومی اسمبلی میں بھی اس پر بات ہوئی تو اس حد تک تو ہم نے اس کی پیروی کی تھی لیکن اب اس میں ultimately ہوا کیا ہے اور موجودہ صورتحال کیا ہے اگر آپ مجھے تھوڑی سی مہلت دیں گے تو میں ڈی پی او مظفر گڑھ سے بات کر کے رپورٹ دے سکتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کب تک دیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں fax کے ذریعے منگوا لیتا ہوں اور آدھے گھنٹے تک میں جواب دے دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ Let the report come

معزز اراکین: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ مجھے ایم کیو ایم کی تنظیم سازی سے کوئی اعتراض ہو رہا ہے اور نہ ہی مجھے ایم کیو ایم سے زیادہ ہمدردی ہے لیکن بات یہ ہے کہ on the floor of the House جو دو تین دن سے یہ joint adventure ہو رہا ہے اور میرا خیال ہے کہ آج دوسری یا تیسری دفعہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وہ باد مخالف ہے جو اسے اور اونچا اڑائے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ ANT ہو، کوئی بلوچستان کی پارٹی ہو، کوئی اندرون سندھ کی پارٹی ہو، کوئی کراچی سے تعلق رکھنے والی پارٹی ہو، تمام پارٹیوں کو اس بات کا حق حاصل ہونا چاہئے کہ وہ پنجاب میں کام کریں اور پنجاب کی سیاسی جماعتوں کو یہ حق حاصل ہو کہ وہ کراچی جاکر کام کریں، بلوچستان میں کام کریں، پشاور میں کام کریں۔ یہی سیاسی جماعتیں پوری ایک فیڈریشن کی زنجیر ہوتی ہیں کہ جس سے قومیں اور وفاق مضبوط ہوتا ہے۔ اب ایک specific target کے تحت ایک ہی بات کو بار بار کرنا، جب ارشد بگو صاحب بات کر رہے ہوتے ہیں تو آپ دیکھیں کہ لاء منسٹر صاحب کے چہرے پر کتنا سکون ہوتا ہے اور کتنی ان کو آسودگی ہو رہی ہوتی ہے۔ میرے دوست شاید سمجھ رہے ہیں کہ میرے اس انداز سے ایم کیو ایم کا کوئی نقصان کر رہے ہیں یا ایم کیو ایم کو اس تنظیم سازی سے روک لیں گے۔ جو سیاسی معاملات ہیں ان کی خبر رکھنے والے ہر آدمی کو پتا ہو گا کہ اس طرح ان کو جتنا روکا یا دھکیلنے کی کوشش کی جائے گی انہیں اتنی پذیرائی ملے گی، اتنا ان کو زیادہ موقع ملے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی جرائم پیشہ افراد کو اپنی تنظیم سازی میں لے رہے ہیں تو اس کا یہ طریقہ نہیں ہے۔ جو مجرم جرم کرتا ہے اس کے خلاف مقدمہ کریں، اس کے خلاف انکوائری کریں یا تو یہ ہو کہ وہ کراچی سے آدمی لے آئے ہیں اور یہاں پر آکر انہوں نے criminals کو پھنسا دیا ہے اور وہ جرم کر رہے ہیں۔ وہ لوگ تو پنجاب کے ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ on the floor of the House اس طرح سے اس کو اٹھانا کیونکہ پریس اور الیکٹرانک میڈیا یہ ہوا پکڑتا ہے، میں ان دوستوں سے گزارش کرتا ہوں کہ اس باد مخالف کو آپ اس طرح سے نہ چلائیں یہ ان کو اونچا اڑائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! میں بات کر لوں پھر وزیر قانون صاحب اس کا جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیونکہ رانا صاحب ہمارے دوست اور بڑے سینئر ہیں اور ہم ان سے سیکھتے بھی ہیں۔ اس سے تو کسی کو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کوئی سیاسی activities یہاں پر پنجاب یا پاکستان میں کرنا چاہتا ہے بلکہ پنجاب ہی ہمیشہ welcome کرتا ہے۔ نیشنل عوامی پارٹی جب ولی خان کی تھی تو یہاں پنجاب نے ہی اس کو کندھوں پر اٹھایا تھا۔ ہم نے تو یہ کہا ہے کہ یہاں پر جو سٹریٹ کرائم ریٹ بڑھا ہے اس میں ایم کیو ایم کے عہدیداران شامل ہیں۔ آج کی یہ جو discussion ہے یہ اس کا حصہ ہے کہ مظفر گڑھ میں ایک معمولی سا واقعہ ہوا ہے کہ بچی اغواء ہو گئی ہے اور وہ بھی fictitious ہوئی ہے اور تین سنٹرل ایم کیو ایم کے منسٹرز نے تھانے میں آ کر ڈی پی او اور ڈی آئی جی پر پریشر ڈال کر پرچہ درج کروا دیا اور لوگوں کو وہاں پر تنگ کرنا شروع کر دیا۔ میں رانا صاحب سے یہ درخواست کروں گا ہمیں سیاسی طور پر کسی سے کوئی اختلاف نہیں ہے۔ "ست بسم اللہ" پنجاب میں آئیں لیکن پنجاب کو گالیاں نہ دیں۔ میں رانا صاحب سے کہوں گا کہ اگر آپ نے پوچھنا ہے کہ ایم کیو ایم کا جو God father بیٹھا ہے اس نے پنجابیوں اور پٹھانوں کے ساتھ کراچی میں کیا کیا ہے؟ جو کراچی میں پنجابی بیٹھے ہیں آپ ان سے پوچھیں کہ ان کی بیٹیوں کو کس طرح سے ذبح کیا گیا ہے۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سیاست کریں لیکن پنجاب اور پاکستان میں ہم کسی کو بدمعاشی نہیں کرنے دیں گے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ مجھے رانا ثناء اللہ صاحب کی گفتگو پر بڑا افسوس ہوا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ بلاوجہ point score کرنے والی بات ہے جس کا کسی حقیقت کے ساتھ کوئی تعلق نہ ہو، وہ بات بیچ میں نکال دیتے ہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ ایک joined venture چل رہا ہے۔ کیا یہ joined venture اس حوالے سے ہو سکتا ہے کہ ایک ہماری اتحادی جماعت اور ابھی مجھے یہاں پر بیٹھے چودھری اقبال صاحب یہ فرما رہے تھے کہ کل پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ میں چودھری شجاعت صاحب کی بھی تصویر تھی اور ایم کیو ایم کے پارلیمانی لیڈر کی بھی تصویر تھی اور اس کے بعد پرائم منسٹر صاحب نے یہ بیان دیا کہ اتحادی جماعتیں مل جل کر جمہوریت کے فروغ اور استحکام کے لئے کام کریں گی، اس ملک کی ترقی اور خوشحالی کے لئے کام کریں گی۔ پرائم منسٹر صاحب نے ان تمام قائدین کی موجودگی میں یہ joint statement دی

اس لئے یہ political point score کرنے کے حوالے سے گورنمنٹ کے کھاتے میں ڈال دینا کہ جی ہم خود کر وا رہے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ میں ان الفاظ کی مذمت کرتا ہوں۔ رہی بات ارشد بگو صاحب کی کہ انہوں نے پوائنٹ آف آرڈر پر ایک مسئلہ اٹھایا جس کے متعلق میں نے پہلے ہی کہا کہ یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں بھی اٹھایا گیا ہے اور جس طرح چودھری اصغر صاحب نے کہا کہ جی وفاقی وزراء وہاں گئے ہیں تو اس میں صوبائی حکومت کا تو کوئی قصور نہیں اور میرے بھائی کہہ رہے تھے کہ جی ایم کیو ایم سے تعلق نہیں اگر تعلق نہیں تو بات سامنے آجائے گی۔ ہم کسی کو زبردستی ملوث نہیں کرنا چاہتے کیونکہ ایم کیو ایم ہماری اتحادی جماعت ہے We have great respect for them. لیکن انہوں نے جو حقیقت point out کی ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس کا اس قسم کے پولیٹیکل معاملات سے تعلق تو نہیں ہے لیکن میں نے یہاں پر کوئی اس قسم کی بات نہیں کی جس سے یہ تاثر جاتا ہو کہ ہم نے کسی کو زبردستی ملوث کرنے کی کوشش کی ہے بلکہ میں نے facts معلوم کر کے بتانے کا کہا ہے اور وہ بھی مقدمے کی حد تک، کسی کی political affiliation اپنی جگہ پر ہے۔ Last time جس دن یہ بات ہوئی تھی تو یہ کہا گیا تھا کہ چونکہ ایم کیو ایم پنجاب میں دفاتر کھول رہی ہے اس لئے شاید حکمران پاکستان مسلم لیگ کو اس بات کا ڈر ہے کہ وہ ان کو روکنا چاہتی ہے میں نے اس وقت بھی یہ کہا تھا اور پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ تمام پولیٹیکل پارٹیز جو قانون اور آئین کے دائرے میں رہ کر کام کرنا چاہتی ہیں ان کو کھل کر کام کرنے کی اجازت ہے۔ ہم نے کسی کو دفاتر کھولنے سے روکا ہے نہ ہی آئندہ روکیں گے لیکن اس کے ساتھ اس صوبے میں امن وامان کو قائم رکھنا بھی ہماری ذمہ داری ہے اس میں خواہ کوئی ہمارا اتحادی ہو، دوست ہو، بھائی ہو، چاہے ٹریژری بنچز کا کوئی شخص ہو اگر وہ اس میں خلل ڈالنے کی کوشش کرے گا تو اس کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔ Thank you

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! محترم لاء منسٹر صاحب کو میری بات بڑی ناگوار گزری، دراصل بات یہ ہے کہ جہاں تک بگو صاحب کی بات ہے۔ وہ ٹھیک ہے جماعت اسلامی اور ایم کیو ایم کا ایک معاملہ کراچی میں بھی سننے میں آتا ہے ٹھیک ہے انہوں نے ایک بات کی کہ جناب! سٹریٹ کرائم ایم کیو ایم کی تنظیم سازی کی وجہ سے بڑھ رہا ہے۔ اب اس کے جواب میں اس دن جو راجہ صاحب نے فرمایا کہ جی کچھ ٹھیک بھی ہے، کچھ نہیں بھی ٹھیک۔ بات یہ ہے کہ یہ باتیں اس وقت سے ہونا شروع ہوئی

ہیں جس وقت سے ان کی رابطہ کمیٹی نے کہا کہ یہ سارے لوٹے ہیں اور چودھری شجاعت ان لوٹوں کا سردار ہے ورنہ اس سے پہلے اگر بگو صاحب یہ بات کرتے تو میں دیکھتا کہ یہ کس طرح سے کہتے ہیں کہ کچھ ٹھیک بھی ہے کچھ نہیں بھی ٹھیک۔آج بگو صاحب نے اپنے الزام کو دوبارہ دہرایا ہے لاء منسٹر کے لئے مناسب عمل یہ تھا اگر وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں کوئیpolitical point scoring نہیں ہے ان کے لئے مناسب عمل یہ تھا کہ یہ آج کہتے کہ جناب!آپ نے یہ version آج سے اتنے دن پہلے دیا تھا کہ ان کی تنظیم سازی کی وجہ سے سٹریٹ کرائم بڑھ رہا ہے میں نے اس کی انکوائری کرائی ہے ان کے اتنے عہدیدار فلاں فلاں کیسز میںinvolvedہیں یا پھر آج اٹھ کر کہتے ہیں کہ جناب!میں نے انکوائری کروائی ہے کوئی ایسی بات نہیں ہے۔آج وہ پھر یہی کہہ رہے ہیں کہ کچھ ٹھیک بھی ہے، کچھ نہیں بھی ٹھیک۔اس بات پر مجھے اعتراض ہے اور اس سے میں سمجھا کہ شاید یہjoint ventureہو رہا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لیکن رانا صاحب!آج کاquestion is different،وہ اور بات تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر!میں ان کی یادداشت کو درست کرنے کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس دن میں نے کہا تھا، اخباری اطلاعات کے مطابق ہمارے نوٹس میں یہ بات آئی ہے اور اس حد تک یہ بات درست ہے۔میں نے بالکل کہا تھا اور اگر آپ کو یاد ہو اور اگر آپ حاضر دماغی سے ایوان میں بیٹھتے ہوں تو میں نے کہا تھا کہ ہم نے جو انکوائری کی ہے اس کی رپورٹ لاء اینڈ آرڈر پرGeneral Discussionمیں جمعہ کے دن دیں گے اور تیسری بات یہ کہ آج بھی میں نے یہی کہا ہے کہ میں چیک کر کے بتا سکتا ہوں اور آخری بات جو آپ نے فرمایا ہے کہ یہ بات اس وقت سے شروع ہوئی ہے کہ جب چودھری شجاعت صاحب سے متعلق بیان دیا گیا ہے تو آپ کی اطلاع کے لئے بگو صاحب نے اس سے پہلے بات کی تھی اس کے بعد نہیں کی۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Anyhow, let's go now.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!میری یادداشت پر اور یاددہانی پر بھی شبہ ہے، یہ اس بات پرbetلگا لیں کہ بگو صاحب نے جس دن بات کی تھی، لوٹوں اور لوٹوں کا سردار اس سے پہلے کہا یا بعد میں کہا۔

جناب ڈپٹی سپیکر:anyhowآج یہ جو پوائنٹ آف آرڈر اٹھایا گیا تھا This is a separate issue.اس دن جو سوال کیا گیا تھا اس کا جواب جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا کہ اس دن انہوں نے یہی کہا تھا اور آج جو بات کی اس حوالے سے بھی کہا کہ میں معلوم کر کے اس کی رپورٹ دوں گا Let

the report come.پھر کل امن عامہ پر بحث ہے۔
Again you can take up this issue. You will be provided all the chances.

سوالات

(محکمہ جات صنعت، کانکنی و معدنی ترقی اور خزانہ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب ڈپٹی سپیکر: وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں۔
Now we go down to question No. 1196. Mohtarma Anjum Sultana.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر on her behalf Question No. 1196. محترمہ انجم سلطانہ صاحبہ مسلسل ایک سال سے یہ سوال کر رہی ہیں۔ ہر Question Hour میں ان کا یہ سوال موجود ہوتا ہے کہ بلال لطیف جو ان کے گھر میں ملازم ہے تو اس دن بھی میں نے اور شاہ صاحب نے ہاتھ جوڑ کر اپوزیشن کی طرف سے درخواست کی تھی کہ وہ گریڈ 2 اور گریڈ 4 کے ملازم ہیں خدا کے لئے ان کو ملازمت دے دی جائے۔ میں ٹریژری بنچز پر بیٹھے ہوئے اپنے بھائیوں اور بہنوں سے درخواست کروں گا کہ آپ ذرا مل کر ہماری request لاء منسٹر صاحب سے کہہ دیں کہ ان کے دو آدمیوں کو ملازمت دے دیں تاکہ ہر Question Hour میں ان کا یہ سوال آنا بند ہو جائے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ کیا ارشد بگو صاحب کو انہوں نے اس کیس میں وکیل کیا ہوا ہے کہ یہ انجم سلطانہ صاحبہ کی بڑی وکالت کرتے ہیں۔ (قہقہے)

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ از راہ ہمدردی کر رہے ہیں۔ ویسے ان کی بات اس حد تک بالکل صحیح ہے کہ ان کے اکثر سوالات اس قسم کے ہوتے ہیں۔ جی، وزیر معدنیات!

اوکاڑہ میں محکمہ مائنزاور منرل ڈویلپمنٹ کے اقدامات

اور اغراض ومقاصد

*1196: محترمہ انجم سلطانہ: کیاوزیر کانکنی ومعدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنز و منرل ڈویلپمنٹ عوام کی بھلائی اور سہولت کے لئے کیا کیااقدامات کررہاہے اوراس کے اغراض ومقاصد کیاہیں؟

(ب) ضلع اوکاڑہ سے صوبائی سطح تک محکمہ کا انتظامی ڈھانچہ کیاہے آفیسرز کے نام اور ایڈریس بیان کئے جائیں؟

وزیر کانکنی ومعدنی ترقی:

(الف) محکمہ مائنزاور منرلز، پنجاب کے اغراض ومقاصد معدنیات کی نکاسی وترقی کوریگولیٹ کرنا ہے ضلع اوکاڑہ میں سوائے عام ریت کے کسی معدنیات کی دریافت اورنکاسی نہ ہے۔ ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنزاور منرلز نے عام ریت کے 18 بلاک بنائے ہوئے ہیں جن کو وقتاًفوقتاًبذریعہ نیلام عام الاٹ کیا جاتا ہے۔ ضلع اوکاڑہ سے سابقہ مالی سال 2001-02 کے دوران مبلغ-/2,214,979روپے کا ریونیو وصول ہوا تھااور فی الحال ضلع اوکاڑہ میں محکمہ مائنزاور منرلز کی کوئی ترقیاتی سکیم زیر غور نہ ہے۔

(ب) محکمہ مائنزاور منرلز پنجاب کا ایک سب آفس ساہیوال میں موجود ہے جس کا دائرہ اختیار تین اضلاع (ضلع ساہیوال، ضلع اوکاڑہ اور ضلع پاکپتن) پر مشتمل ہے جس کا سربراہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنزاور منرلز ہے۔اس وقت جناب خالد محمود صدیقی بطوراسسٹنٹ ڈائریکٹر مائنزاور منرلز کام کررہے ہیں۔ صوبائی سطح کاانتظامی ڈھانچہ درج ذیل ہے:۔

1۔ جناب شاہد رشید صاحب سیکرٹری، انڈسٹریز، مائنز اینڈ منرلز، سول سیکرٹریٹ، لاہور فون نمبر 042-9210534-5

2۔ جناب عبدالستار میاں ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-9212724

3۔ چودھری امجد علی، ڈائریکٹر (لائسنسنگ) ادنیٰ معدنیات، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-9212724

4- جناب افضال حمید بٹ، ڈپٹی ڈائریکٹر (ادنیٰ معدنیات) لاہور ریجن، پونچھ ہاؤس، ملتان روڈ، لاہور فون نمبر 042-7586276

5- جناب خالد محمود صدیقی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر، مائنز اینڈ منرلز السعید ٹاؤن، نور شاہ روڈ، نزد قریشی ہسپتال، بالمقابل مال منڈی، ساہیوال۔ فون نمبر 0441-55460

جناب ڈپٹی سپیکر: ?Any supplementary question کوئی supplementary question نہیں ہے۔ Next is 1553 محترمہ نور النساء ملک!

محترمہ زیب النساء قریشی: سوال نمبر 1553۔ On her behalf

فیصل آباد اور بہاولنگر میں خواتین کے لئے اتوار بازاروں کی سہولت

*1553: **محترمہ نور النساء ملک:** کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) لاہور شہر کی طرح صوبہ کے کن کن شہروں میں اتوار بازار لگائے جاتے ہیں ان شہروں کے نام بیان فرمائیں؟

(ب) کیا حکومت فیصل آباد اور بہاولنگر میں خواتین کے لئے بھی علیحدہ علیحدہ اتوار بازار لگانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر صنعت:

(الف) پنجاب کے تمام بڑے بڑے شہروں میں جمعہ / اتوار بازار لگائے جاتے ہیں ایسے چھوٹے شہر مثلاً بہاولنگر، بھکر، لیہ، خوشاب، راجن پور وغیرہ جن کی زیادہ تر آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور کاشتکاری کے شعبے سے منسلک ہے وہاں ان بازاروں کا رجحان نہیں ہے لیکن ماہ رمضان میں ہر سال یہ بازار عوام کی سہولت کے لئے باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں۔

(ب)

1- فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جا رہے ہیں دیگر ٹاؤنز میں بھی لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔

2- بہاولنگر میں ایسے اتوار بازار کامیاب ہونے کے امکانات بہت کم ہیں۔

محترمہ زیب النساء قریشی: اس سوال کے حصہ (ب) میں جواب یہ دیا گیا ہے کہ "فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جا رہے ہیں دیگر ٹاؤنز میں بھی لگانے کی کوشش کی جا رہی ہے۔" تو میں وزیر صاحب سے یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کون کون سے ٹاؤنز میں خواتین کے اتوار بازار

لگانے کی کوشش کی جارہی ہے اور دوسری بات یہ کہ کیا دکاندار بھی خواتین ہوں گی اور تیسری بات یہ پوچھنا چاہوں گی کہ کیا حکومت بڑے شہروں میں خواتین کے لئے کوئی مارکیٹ بھی بنانے کا ارادہ رکھتی ہے تاکہ وہ اپنے مال کو تیار کر کے وہاں بیچ سکیں اور خواتین ہی وہاں کی خریدار ہوں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ فیصل آباد کے جو ٹاؤنز ہیں وہاں پر عورتوں کے لئے سپیشل بازار لگوانے کی کوشش کی گئی تھی جو کہ کامیاب نہیں ہو سکی۔ وہاں پر لوگوں کی خواہش تھی کہ وہاں پر دکاندار بھی عورتیں ہی ہوں اور خریدار بھی عورتیں ہی ہوں۔ ہم نے کوشش کی تھی لیکن وہاں پر اس طرح کا کوئی انتظام نہیں ہو سکا کہ عورتیں ہی سٹال لگائیں۔ اتوار بازاروں میں لوگ کپڑا یا فیشن کی چیزیں نہیں خریدنے جاتے بلکہ زیادہ تر روزمرہ کی اشیاء، سبزیاں، دالیں، گھی وغیرہ خریدنے جاتے ہیں اس لئے ہمیں ٹاؤنز میں عورتوں کے اتوار بازار لگانے میں کامیابی نہیں ہو سکی کیونکہ ہمیں اتوار بازار میں دکانیں لگانے کے لئے عورتیں نہیں مل سکیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف نے فرمایا ہے کہ ہم نے وہاں پر کوشش کی مگر جز (ب) کے جواب میں لکھا ہے کہ فیصل آباد شہر میں خواتین کے لئے دو اتوار بازار لگائے جا رہے ہیں۔ یہ بتادیں کہ کس جگہ پر لگائے جا رہے ہیں، انھوں نے خود کہا ہے کہ لگائے جا رہے ہیں اور دوسری طرف یہ negate کر رہے ہیں کہ ہم نہیں لگا رہے کیونکہ کامیاب نہیں ہوئے اور عورتیں وہاں پر نہیں ہیں اگر یہ لگ رہے ہیں تو کس جگہ لگ رہے ہیں؟

وزیر صنعت: جناب سپیکر! یہ اتوار بازار لگائے گئے تھے۔ یہ 2004 کا جواب ہے۔ اب وہ نہیں چل رہے ہیں۔ اس وقت تھوڑی دیر کے لئے کوشش کی گئی تھی۔ وہ کامیاب نہیں ہوئے تھے۔ اب وہ بند کر دیئے گئے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ کی رولنگ ہے کہ جس دن یہ جواب پڑھا جائے، اس دن جواب کو update کیا جائے۔ ان کا جواب 06-08-03 کا ہے۔ یہ دو ماہ پہلے کا ہے۔ اس میں لکھا ہے کہ لگائے جا رہے ہیں۔ یہ کس وقت بند کئے گئے ہیں۔ یہ 06-08-03 تک تو چلا رہے ہیں۔ ابھی دو ماہ ہوئے ہیں، ایک تو رمضان کا مہینہ آ گیا ہے۔

Providing a wrong information to the House is a Breach of privilege

جناب ڈپٹی سپیکر: اس سوال میں یہ وضاحت تو نہیں ہے کہ خواتین کے لئے خواتین کے ذریعے ہی بازار لگایا جائے۔ جی، محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ!

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ جہاں اتوار بازار لگائے جاتے ہیں تو اس میں امتیاز نہیں ہے کہ مرد لگائیں یا عورتیں لگائیں۔ وہاں پر تو عوام کو سہولت دینے کا مقصد ہے۔ انھوں نے کہا ہے کہ وہاں پر رجحان نہیں ہے۔ مجھے یہ بتائیں کہ کیا وہاں انسان نہیں بستے۔ اس میں رجحان والی کیا بات ہوئی پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ ماہ رمضان میں باقاعدگی سے لگائے جاتے ہیں۔ مجھے ذرا یہ بتادیں کہ کس تاریخ کو کس مہینے میں اور کب یہ بازار بہاولنگر میں لگائے گئے ہیں۔ وہاں اس بازار نام کی کوئی چیز اب تک arrange کی گئی اور نہ ہی گورنمنٹ کی پالیسی میں یہ ہے اور نہ اس قسم کی کوئی کارروائی کی ہے۔ مجھے یہ بتادیں کہ یہ بہاولنگر پر کب مہربانی کریں گے اور کب تک وہاں یہ سہولتیں دیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے اپنے جواب میں بھی لکھا ہے کہ جو چھوٹے شہر ہیں، جہاں قریب قریب دیہات ہیں۔ وہاں اتوار بازار کامیاب نہیں ہیں۔ اتوار بازار صرف ان جگہوں پر کامیاب ہیں جو بڑے شہر ہیں۔ وہاں پر زیادہ لوگ خریداری کے لئے آتے ہیں۔ جہاں پر دیہاتی ماحول ہے وہاں پر زیادہ لوگ اتوار بازاروں میں خریداری کرنے کے لئے نہیں آتے۔ ہم نے چھوٹے شہروں میں جہاں بھی اتوار بازار لگانے کی کوشش کی ہے وہاں پر کامیابی نہیں ہو سکی۔ بڑے شہروں کے باہر بھی ہم نے جو اتوار بازار لگائے ہیں وہ بھی کامیاب نہیں ہوئے۔ جہاں اتوار بازار کامیاب ہیں تو وہ صرف بڑے بڑے شہروں میں کامیاب ہیں۔ چھوٹے شہروں میں کامیاب نہیں ہیں اس لئے بہاولنگر میں چھوٹے اتوار بازار لگانے کی کوشش کی گئی تھی جو کامیاب نہیں ہو سکی یا ہم نے بہت سی جگہوں پر اتوار بازار لگانے کی کوشش کی ہے جو کامیاب نہیں ہوئی۔

جناب سپیکر! اگر محترمہ چاہتی ہیں کہ وہاں پر اتوار بازار لگنا چاہئے تو ہم ڈی سی او صاحب کو ہدایت کر دیتے ہیں کہ وہاں پر اتوار بازار لگانے کا انتظام کریں۔ محترمہ وہاں جا کر ان کو مل لیں۔ اتوار بازار لگانے کا مقصد یہ ہے کہ وہاں دکانداروں کی بھی sale ہو تب ہی وہ اتوار بازار لگائیں گے۔

وہاں پر خریداروں کا رش بھی ہو تب ہی وہ کامیاب ہوں گے۔ محترمہ اگر کہہ دیں تو ہم ڈی سی او کو ہدایت کر دیں گے اور وہ اتوار بازار کا انتظام کر دیں گے۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! انھوں نے کہا ہے کہ وہاں پر یہ نظام کامیاب نہیں ہوا تو مجھے یہ بتائیں کہ یہ کوشش انھوں نے کب کی تھی؟ ڈی سی او سے تو میں خود بھی مل لوں گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اگر آپ interested ہیں تو وہ ڈی سی او کو کہہ دیتے ہیں۔ آپ ان سے مل لیں۔ وہ لگا دیتے ہیں۔ ویسے میرا ذاتی تجربہ ہے کہ دیہاتوں میں اتوار بازار اور جمعہ بازار تو نہیں لگتے البتہ مویشی منڈیاں لگتی ہیں۔ اس میں یہ سب کاروبار چلتا ہے۔ ایک قسم کے وہ بھی اتوار اور جمعہ بازار ہیں۔ اگلا سوال ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: سوال نمبر 4736 On his behalf جناب سپیکر! میرا پہلے بھی پوائنٹ آف آرڈر یہ تھا کہ under the rules جب ایک سوال admit ہو جاتا ہے۔ It is mandatory to provide the answer within 8 days اور اس سوال کا جواب ابھی تک مجھے موصول نہیں ہوا جو کل answer sheet ملی ہے۔ اگر اس کا جواب نہ آئے تو یہ 48 گھنٹوں سے کم آئے تو اس کو entertain نہیں کر سکتے اور this is breach of privilege of the House کہ جب آپ کا محکمہ اڑھائی اڑھائی سال جواب نہیں دیتا۔ اس اسمبلی کی مدت ختم ہو رہی ہے اور آپ کے جوابات اب آ رہے ہیں۔ وزیر صاحب پہلے اس delay اور جواب نہ آنے کا جواب دے دیں تو پھر میں ضمنی سوال کروں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو پوائنٹ آف آرڈر محترم رانا آفتاب صاحب نے اٹھایا ہے۔ میں بھی اسی حوالے سے آپ کے نوٹس میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ شروع دن سے یہ سلسلہ چلا آ رہا ہے۔ آپ نے بھی پہلے اسے ایک دو مرتبہ observe کیا ہے کہ یہاں بلال لطیف اور اتوار بازاروں سے متعلق سوالات کے جوابات تو آ جاتے ہیں اور ایسے جواب جن کا تعلق پورے صوبے کے عوام کی فلاح سے ہو، جن کا تعلق اس پورے ہاؤس کی کارکردگی سے ہو تو ان کے جواب آتے ہی نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ اس جانب دلاؤں گا کہ یہ سوال نمبر 4736 ہے اس میں یہ پوچھا گیا تھا کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ کسانوں کو صوبہ کے زیر انتظام بنکوں سے یعنی پنجاب بنک سے 7 فیصد مارک اپ پر قرضہ دیا جائے گا لیکن وہ قرضہ 11 فیصد پر دیا جا رہا ہے اس کی

کیا وجہ ہے؟ یہ پوچھا گیا تھا۔ یہ ایک بنیادی سوال تھا جو کہ اس صوبے کی 70 فیصد آبادی کے مفادات سے منسلک تھا۔ اس سے آگے سوال نمبر 6860 میں ریکروٹمنٹ کے بارے میں پوچھا گیا تھا کہ پنجاب بنک میں کتنے افراد بھرتی ہوئے اور اس کے بعد پوچھا گیا تھا کہ کیا بھرتی سے پہلے پابندی ختم ہو چکی تھی۔ اگر بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی تو تاریخ اور اخبار کا نام بتایا جائے۔ اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔ اسی طرح سے تیسرا سوال 7905 ہے کہ یکم جنوری 2002 سے آج تک دی بنک آف پنجاب نے جن افراد کا قرضہ معاف کیا ہے، اس کی تفصیل دی جائے۔ اس عرصہ کے دوران کتنے افراد کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا ہے۔ اس وقت بنک کے ڈیفالٹرز کی تعداد مع تفصیل دی جائے۔ اس کا بھی جواب موصول نہیں ہوا۔

اس کے بعد آپ دیکھیں کہ سوال نمبر 8179 کتنا اہمیت کا حامل ہے اور اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ اس میں پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب میں قرارداد پاس ہونے پر پنجاب بنک نے ٹریکٹر لون 11 فیصد سے کم کر کے 10 فیصد اور کھاد، بیج کے لئے لون 9 فیصد سے ساڑھے آٹھ فیصد کر دیا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت پنجاب کے احکامات پر پنجاب بنک نے لون پر مارک اپ کو کم کر دیا مگر اس کے ساتھ ہی ٹریکٹر لون پر ایک فیصد سروس چارجز اور کھاد، بیج لون پر 0.5 سروسز چارجز لگا کر حساب برابر کر دیا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس بنک نے قرضوں پر مارک اپ کی شرح کراچی آفر ریٹ کے ساتھ relate کر دی ہے اور زمینداروں سے 14 فیصد مارک اپ وصول کیا جا رہا ہے جبکہ سروس چارجز اس کے علاوہ ہیں۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بنک نے loan پر انشورنس ریٹ بھی عمر کے مطابق کر دیئے ہیں اور ان کی شرح بھی بڑھا دی گئی ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب بنک اب تمام مارک اپ ملا کر زمینداروں سے loan پر تقریباً 24 فیصد مارک اپ وصول کر رہا ہے۔ کیا یہ بھی درست ہے کہ زمینداروں سے loan پر crop insurance اور life insurance زبردستی کروائی جاتی ہے۔ کیا حکومت پنجاب زمینداروں سے loan پر زیادہ مارک اپ کے ریٹ کو کم کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر! اب یہ دیکھیں کہ اس سوال کے جواب میں کتنی بنیادی چیزیں سامنے آتی تھیں اور اس کا جواب بھی نہیں دیا گیا۔ یہ چاروں کے چاروں سوال "دی بنک آف پنجاب" سے متعلقہ ہیں اور اس صوبے کی 70 فیصد آبادی کا جس پیشے سے تعلق ہے ان کے مفادات سے متعلقہ ہے۔ یہ تقریباً دو دو سال، چھ چھ ماہ پرانے سوال ہیں اور اس کے باوجود ہاؤس میں ان کا جواب نہیں

دیا گیا۔ اب اگر میں پھر وہی بات کروں گا اور میرا خیال ہے کہ آج راجہ صاحب پہلے ہی کچھ جذباتی ہوئے بیٹھے ہیں۔[*******]

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کے یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جن سوالات کا جواب اس ایوان کے مفاد میں ہے، اس ایوان کی affectiveness کو ثابت کرنے کے لئے اور اس صوبے کے عوام کے لئے ہے ان کا جواب نہیں دیا جاتا اور اگر کوئی بلال لطیف کی ملازمت کا مسئلہ ہے یا کوئی اتوار بازار کا مسئلہ ہے تو اس قسم کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: Let the Finance Minister reply it.

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ اسی سے متعلقہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس پر کافی بحث ہو گئی ہے۔ Let him say something.

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں رولز کے مطابق یہ بتانا چاہتا ہوں کہ یہ رولز 54 ہے جو اس کو ڈیل کرتا ہے کہ اگر سوال کا جواب ہاؤس میں نہ آئے۔ یہ میں پڑھ دیتا ہوں اس پر مجھے آپ کی رولنگ بھی چاہئے۔

DELAY AS TO ANSWER.-

(1) If the Minister or the Parliamentary Secretary concerned is not ready with the answer to a question or if the answer to a question has not been received within the time prescribed in sub-rule (1), the Minister or the Parliamentary Secretary concerned shall state, in the House, the reasons therefore.

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

(2) If the Speaker is satisfied that it was beyond the control of the Minister or the Parliamentary Secretary concerned to have been ready with the answer, the question shall be put for answer on the next day allotted for that Department.

(3) The Speaker may direct the Minister concerned shall enquire into the matter and report the result of the inquiry, including the action taken, if any, to the House on the next day allotted for that Department.

جناب سپیکر! یہ یہاں پر تو reason بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا جواب تو آپ خود دے رہے ہیں۔ جو منسٹر نے جواب دینا ہے وہ آپ نے خود ہی پڑھ دیا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: میں نے تو رولز پڑھے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: دیکھیں جو سوال آپ نے raise کیا ہے اس کا جواب تو خود آپ نے پڑھ دیا ہے۔ وہ ان کی طرف سے آنا تھا وہ آپ نے پڑھ دیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اگر 48 گھنٹوں سے پہلے سوال کا جواب نہ آئے تو آپ اس کو entertain نہیں کر سکتے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ لیٹ آیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ڈیفالٹرز کی لسٹ کے نام کون سے ہیں یہ آپ دیکھ لیں۔ باقی کون ہیں جن کے اس میں نام چل رہے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! منسٹر فنانس اس کا جواب دیتے ہیں۔ ان کو آپ جواب تو دینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! لیفٹیننٹ جنرل محمد امجد، میجر جنرل رحمت اللہ خان، بریگیڈئر غلام حسین---

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بات آپ کی بالکل بجا ہے لیکن منسٹر فنانس کو جواب تو دینے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! سوال کے جواب اسی لئے نہیں آ رہے ہیں کیونکہ یہ loan write off ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پہلے جواب تو دینے دیں پھر اس کے بعد آپ بات کر لیجئے گا۔ جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے کہ آج جو چار سوال mention کئے ہیں ان کے جواب بدقسمتی سے رانا ثناء اللہ صاحب جو پڑھتے رہے ہیں وہ درست نہ ہیں، ان کے جواب آ چکے ہیں اور آج ہاؤس میں جو کاپیاں دی گئی ہیں ان کے ساتھ لف ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: لیکن میں اسے کوئی گھر سے چھاپ کر نہیں لے آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رانا صاحب! Let him finish then I will give the floor to you. آپ ان کو بولنے تو دیں پھر میں آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔ جی، منسٹر فنانس!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! چار سوال تھے جو بنک آف پنجاب سے متعلقہ تھے۔ سپیکر صاحب نے بارہا یہ ہدایات جاری کی ہیں کہ جس وقت بھی ہاؤس میں جواب دیا جائے وہ updated ہو۔ جو سوال اس وقت under discussion ہے یہ 2004 میں پوچھا گیا۔ اس کا جواب مجھے بنک سے مختلف شکلوں میں موصول ہوتا رہا، میں اس سے مطمئن نہیں تھا۔ جس وقت مجھے satisfactory جواب ملا تو اس کو اسمبلی کی خدمت میں پیش کر دیا گیا۔ اگر آپ دیکھیں جو باقی سوالات ہیں ان تمام سوالات میں ہم نے updated as on today information دی ہوئی ہے کہ 2006 میں کیا ہو رہا ہے اور بنک آف پنجاب ذمہ داروں کے ساتھ اور باقی تمام معاملات میں بھلے ریکروٹمنٹ ہو، بھلے ڈیفالٹرز کی لسٹ ہو وہ تمام تفصیلات ایوان کے تمام معزز اراکین کے پاس پہنچ چکی ہیں۔ میں اپنے اپوزیشن کے ساتھیوں کو ایک اور humble submission دوں گا کہ جتنا وقت ہم نے اس وقت discussion پر لگایا ہے۔ بہت ہی مناسب ہوا اور میں ضرور چاہتا ہوں کہ ہم ان تمام سوالات کو آج ضرور ٹیک اپ کریں اور ان سے ایوان کو اور معزز movers کو آگاہ کیا جائے۔ بہت شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! منسٹر صاحب ذرا دوبارہ رولز 53 پڑھیں۔

Questions which have not been disallowed shall

be entered in the List of Questions for the day and the answers, if received from the Minister concerned not later than forty-eight hours before the commencement of the question hour

اب یہ دیکھیں کہ don't you think this is violation of the rules اور اب یہ کہہ رہے ہیں کہ ان کو کل receive ہوئے ہیں۔ انہوں نے کس رولز کے تحت یہاں enter کئے ہیں؟

وزیر خزانہ: راناآفتاب صاحب میرے خیال میں میری صحیح طرح سے بات سمجھ نہیں سکے۔ میں نے گزارش یہ کی ہے کہ جواب موصول ہو چکے تھے اور یہ جو delay ہے غلط جواب دینے سے بہتر ہے کہ اسمبلی کو صحیح information دی جائے۔ delay یقیناً ہوا ہے لیکن جو درست information تھی وہ اسمبلی کو پاس کی گئی ہے۔

راناآفتاب احمد خان: جناب سپیکر! Delay is of two years and ten months اور یہ مجھے بتائیں کہ کس رول کے تحت یہ entertain کر رہے ہیں۔ یہ رولز 53 کی violation ہے، 48 hours سے پہلے جو receive ہوتا ہے اس کے بعد you can't entertain it. یہ تو رولز میں ہے لیکن انہوں نے کس رولز کے تحت entertain کیا ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! ایک تو وزیر موصوف کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ جس answer sheet سے میں نے جواب پڑھے ہیں وہ answer sheet کل یہاں پر تقسیم کی گئی ہے اور ایک دن پہلے اس کے تقسیم کئے جانے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ questions پر ممبران تیاری کرکے آئیں اور ضمنی سوال کر سکیں۔ اگر انہوں نے اس طرح سے جواب داخل کرنے ہیں اور جو 48 hours سے پہلے داخل کرنے کی جو condition ہے اس کو انہوں نے اس طرح سے violate کرنا ہے یا تو پھر یہ کم از کم ایسا کرتے کہ اگر ان کے پاس کل جواب آگیا تھا تو یہ کل اس کو علیحدہ circulate کر دیتے۔ اب جب ایک دن پہلے سیکرٹریٹ جو answer sheet دے گا اس میں لکھا ہو کہ جواب موصول نہیں ہوا اور یہ خاموشی سے کہتے ہیں کہ وہ لیٹ ہو گیا ہے۔ جبکہ وہ

اس condition سے hit کرتا ہے جو کہ hours 48 کے بعد موصول ہونے والے جواب کو entertain نہیں کیا جا سکتا۔ میری آپ سے گزارش ہے کہ آپ سیکرٹریٹ کو اس بات کا پابند کریں کیونکہ اسمبلی سیکرٹریٹ سے اس سے پہلے بھی یہ شکایت ہے کہ کوئی تحریک التوائے کار کسی انتہائی اہمیت کے حامل معاملے سے متعلق ہو تو اس کو بھی reject کر دیا جاتا ہے، کوئی سوال بنیادی نوعیت کا ہو اس کو بھی reject کر دیا جاتا ہے اور اس قسم کے عام فہم سوالات اور تحاریک التوائے کار کو entertain کیا جاتا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ کہاں کی رولز کی پابندی ہے کہ یہ جواب کل سیکرٹریٹ کو نہیں پہنچا، اگر پہنچا تھا تو سیکرٹریٹ نے circulate کیوں نہیں کیا اور اگر کل نہیں پہنچا تھا تو پھر آج انہوں نے hours 48 کی condition کو violate کر کے کس طرح ہاؤس میں اس کو circulate کیا ہے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ ابھی جو آخری بات رانا صاحب نے فرمائی ہے یہ بالکل درست ہے کہ اگر ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے جواب 48 گھنٹے کے اندر نہیں آیا اور وہ وقت گزر چکا ہے تو پھر یہ question entertain نہیں کرنا چاہئے تھا اور محکمے کی طرف سے یہاں پر جواب صرف یہی ہونا تھا کہ جواب موصول نہیں ہوا اور جواب نہ دینے کی delay متعلقہ منسٹر explain کر دیتے۔ چونکہ سوال کا short of time جواب دیا گیا، اسمبلی سیکرٹریٹ کی طرف سے آ گیا تو یہ اسمبلی سیکرٹریٹ کو نہیں کرنا چاہئے تھا۔ اب میری گزارش یہ ہے کہ حکومت یعنی فنانس منسٹر صاحب باقاعدہ طور پر ان سوالات کے جوابات دینے کے لئے تیار ہیں اور جو جوابات اب آ چکے ہیں ان کے وہ جواب دیں گے۔ جس طرح محرکین نے سوالات کئے ہوئے ہیں ان کی تسلی کے مطابق جواب دینے کے لئے تیار ہیں چاہے آج لیں، چاہے اگلے Question Hour میں لیں یہ جواب دینے کے لئے تیار ہیں۔ گورنمنٹ اگر کوئی facts چھپانا چاہتی تو وہ جواب ہی نہ دیتی لیکن جس طرح فنانس منسٹر صاحب نے فرمایا ہے کہ انہوں نے latest position آپ کے سامنے رکھ دی ہے اور وہ جواب دیں گے۔ میں اصل بات جو آپ کے سامنے عرض کرنا چاہتا تھا، رانا صاحب! میں آپ کی بھی توجہ چاہوں گا، ارشد بگو صاحب اور رانا آفتاب صاحب کی بھی توجہ چاہوں گا کہ ہمیشہ صرف گورنمنٹ کی کارکردگی کے حوالے سے یہاں پر کہا جاتا ہے کہ تین تین

سال پرانے سوالات آرہے ہیں میں آپ سے استدعا کروں گا کہ آپ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ رکھیں اور اس میں ہم سارے لوگ بیٹھ کر یہ طے کریں کہ جو چار سال پرانے یا تین سال پرانے سوالات پڑے ہوئے ہیں ان کی fate کیا ہونی چاہئے اس کے متعلق کوئی لائحہ عمل اختیار کرنا چاہئے کیونکہ یہ صرف اور صرف وقت کا ضیاع ہے کہ تین سالہ پرانی بات کو ہم یہاں پر چھیڑ کر بیٹھ جاتے ہیں میرے خیال میں ہمیں اگر کوئی سپیشل اجلاس رکھ کر ان تمام سوالات کو dispose of بھی کرنا پڑے تو ہم اس کے لئے بھی تیار ہیں۔ آپ وقت بڑھادیں، دو دن کار کھیں، پورا پورا دن وقفہ سوالات کا ایک ایک ڈیپارٹمنٹ کے لئے رکھ دیں حکومت کی طرف سے آپ تمام ممبران کو کھلی offer ہے کہ ہم ان تمام سوالات کو on the floor of the House dispose of کرانا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا آئیڈیا ہے۔ اس سلسلے میں ہم time limit بڑھا دیتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس سلسلے میں عرض ہے کہ جو کمیٹی رولز کو دیکھ رہی ہے اس کے چیئرمین بھی آپ ہی ہیں۔ ان میں کچھ سفارشات آئی بھی تھیں میرے خیال میں ان کو ابھی تک finalize نہیں کیا جا سکا۔ اس سلسلے میں ان معاملات کا بھی حل کچھ نہ کچھ موجود ہے۔ آپ کی recommendations کو ان رولز میں ترامیم کے لئے لے آئیں اور یہ جو آج چار سوالات ہیں جو کہ انتہائی اہمیت کے حامل ہیں ان کو آپ کل تک pending فرمادیں تاکہ ہم ان پر تیاری کر کے آئیں اور اس کے بعد یہ discuss ہو جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ یہ چاروں سوالات pending کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جو offer وزیر قانون نے کی ہے۔ رولز کی کمیٹی کو آپ چیئر کر رہے ہیں۔ آپ اس کمیٹی کی کوئی تاریخ مقرر فرمادیں تاکہ رولز میں جتنی ترامیم یا جو بہتری لائی جا سکتی ہو لائی جا سکے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جس طرح راجہ صاحب نے یہ فرمایا ہے کہ بزنس ایڈوائزری کمیٹی کی میٹنگ ہو جائے اس میں اس کمیٹی کے حوالے سے بات ہو جائے اور عام بحث بھی ہو جائے۔ میری اطلاع کے مطابق 30/35 ہزار سوالات مختلف محکموں کے ابھی تک پڑے ہیں۔ اگر ہم

کوئی فارمولا طے کر لیتے ہیں تو اس سے میں سمجھتا ہوں کہ ایک تو اسمبلی کا بوجھ بھی کم ہو گا اور ممبران بھی اس سے فارغ ہوتے جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ وزیر قانون صاحب سے کمیٹی کی تاریخ مقرر کر لیتے ہیں۔ کل رکھیں یا پیر کو؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر بے شک کل رکھ لیں یا پیر کو رکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے پیر کو بزنس ایڈوائزری کی کمیٹی کی میٹنگ رکھ لیتے ہیں۔ اگلا سوال 3122 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 3122 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

PSIC کے ملازمین کے TEVTA میں ادغام سے پیدا ہونے والے مسائل

*3122: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے 1500 کے قریب ملازمین کو TEVTA میں مدغم کر دیا گیا ہے اور انہیں ماہانہ تنخواہ عموماً تین ماہ کے بعد ادا کی جاتی ہے؟

(ب) کیا ان ملازمین کا جی پی فنڈ اور پنشن تاحال پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے پاس ہی ہے کیا ان ملازمین کو TEVTA میں عارضی طور پر منتقل کیا گیا ہے یا مستقل بنیادوں پر؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ درست ہے کہ PSIC کے 789 ملازمین جو تربیت کے لئے بنائے جانے والے سروسز سنٹرز میں تھے اور جن کا تعلق ٹریننگ سے تھا ان کو TEVTA میں deputation پر لیا گیا ہے اور جو ملازمین پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن سے TEVTA میں ٹرانسفر کئے گئے ان کی تنخواہیں اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب یا ڈسٹرکٹ

اکاؤنٹس آفس کی بجائے TEVTA کے PLA کے ذریعے ان کے ہر ضلع میں انچارج DDO کے ذریعے دی جاتی ہیں اور اس کا طریق کار درج ذیل ہے۔ جب کوئی بھی محکمہ اتھارٹی میں بدل دیا جاتا ہے تو اسے ہر تین ماہ بعد یعنی سال میں چار کوارٹروں میں تنخواہ دی جاتی ہے مثلاً جولائی سے ستمبر 2003 بجٹ کی ایڈوانس فنانس ڈیپارٹمنٹ جاری کرتا ہے۔ جس کی audit copy فنانس ڈیپارٹمنٹ سے جاری کروا کر اکاؤنٹنٹ جنرل پنجاب کے دفتر میں جمع کروادی جاتی ہے۔ A.G Office والے فنانس ڈیپارٹمنٹ سے verify کرواتے ہیں۔ محکمہ از خود PLA کی رقم اتھارٹی تیار کروا کر A.G. Office میں جمع کرواتا ہے تاکہ A.G.Office والوں کا وقت زائد خرچ نہ ہو اس کے بعد جب اتھارٹی کی کاپی A.G.Office والے Treasury Officer لاہور کو بھیج دیتے ہیں تو ایک کاپی محکمہ کو مل جاتی ہے۔ اس کے بعد محکمہ سٹیٹ بنک آف پاکستان والا چیک دو آفیسرز سے دستخط کروا کر اس کے ساتھ تین قسم کے چالان فارم دستخط کروا کر Treasury Office Lahore میں جمع کروادیئے جاتے ہیں۔ ایک ہفتہ کے بعد Treasury Officer چیک کا پورا مرحلہ مکمل کر کے محکمہ کے نمائندہ کو دے دیتے ہیں جو کہ بعد میں نیشنل بنک آف پاکستان 25PLA گلبرگ میں جمع کروادیا جاتا ہے جو کہ دو دن بعد PLA اکاؤنٹ میں کریڈٹ ہوتا ہے۔ اس کے بعد تنخواہوں کی لسٹ کے ساتھ چیک Co-Signature کروا کر نیشنل بنک آف پاکستان میں جمع کروا دیا جاتا ہے۔ بنک والے چند دنوں کی محنت کے بعد متعلقہ دفاتر میں رقوم بھجوانے کا بندوبست کر دیتے ہیں۔ تاہم اس ساری کارروائی کے دوران تقریباً فنانس ڈیپارٹمنٹ سے چٹھی جاری ہونے سے لے کر ملازمین کو تنخواہ ملنے تک تقریباً دو ماہ لگ جاتے ہیں۔

(ب) یہ درست ہے کہ ان ملازمین کا جی۔پی۔ فنڈز اور پنشن تاحال PSIC کے پاس ہی ہے TEVTA Ordinance کے مطابق یہ ملازمین deputation پر TEVTA کو ٹرانسفر کئے گئے ہیں۔

(ج) یہ درست ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں TEVTA اور PSIC کے درمیان میٹنگز کا سلسلہ جاری ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ سوال تین سال پہلے دیا گیا ہے جیسا کہ ابھی discussion ہو رہی تھی۔ میں وزیر صنعت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا یہ جو جواب دیا گیا ہے اس وقت بھی یہی صورتحال ہے یا اس میں کوئی تبدیلی ہو چکی ہے۔ تاکہ میں اس پر کوئی ضمنی سوال کر سکوں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! اس میں تبدیلی یہ ہوئی ہے کہ انہوں نے جن مشکلات کی نشاندہی کی ہے وہ واقعی مشکلات تھیں اور اس میں TEVTA کے 1999 کے رولز میں ترامیم کرنے کی ضرورت تھی اس کے لئے سمری اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑی ہے۔ لاء ڈیپارٹمنٹ نے اس کو vet کرنے کے بعد سمری وزیر اعلیٰ صاحب کو منظوری کے لئے بھجوانی ہے۔ انہوں نے جو شکایت کی تھی وہ اس وقت ازالے کے بالکل قریب ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو ملازمین ڈیپوٹیشن پر ہیں ان کا ان کے محکمے میں کیا future ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! وہ مستقل طور پر TEVTA میں چلے جائیں گے، TEVTA کے ملازمین ہو جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز (ب) کے جواب میں فرمایا گیا ہے۔ آپ جز (الف، ب اور ج) تینوں میں دیکھ لیں کہ تین تین ماہ ان پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو تنخواہیں نہیں ملتی ہیں اور اس کے علاوہ جی پی فنڈ اور پنشن تاحال پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ہی کے پاس ہے اور اس میں سے جو لوگ ریٹائرڈ ہوتے ہیں ان کو کئی کئی سال ہو گئے ہیں کہ ان کو کوئی benefits حاصل نہیں ہوئے کیونکہ ان کا کوئی ریکارڈ ابھی تک TEVTA کے پاس نہیں گیا ہے اور پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن ایک طرح کا abandoned قسم کا ادارہ بنا ہوا ہے۔ میں categorically پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو اس مصیبت سے نکالنے کے لئے کوئی ٹائم دیں کہ کتنے عرصے تک ان کی تنخواہیں regular ہو جائیں گی اور ان کا سارا ریکارڈ بھی properly TEVTA والوں کے پاس shift کر

دیا جائے گا تا کہ ان کی ریٹائرمنٹ کی صورت میں ان کو مسائل کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ TEVTA کے ملازمین کو یا پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن کے ملازمین کو تنخواہیں ہر ماہ ملتی ہیں۔ صرف حکومت کے خزانہ سے تین ماہ کے لئے اکٹھی withdraw کی جاتی ہیں کیونکہ اس کے لئے ایک لمبا پروسیجر ہے لیکن ملازمین کو ہر ماہ تنخواہیں ملتی ہیں۔ جہاں تک ملازمین کے جی پی فنڈ کا تعلق ہے تو اس سلسلہ میں عرض ہے کہ جتنی دیر ان ملازمین نے PSIC میں ملازمت کی ہے وہاں کا اور جتنی دیر انہوں نے TEVTA میں ملازمت کی ہے وہاں کا ریکارڈ اکٹھا کر کے ان کو جی پی فنڈ دیا جا رہا ہے۔ اس میں کسی کو کوئی مشکل پیش نہیں آتی اور نہ ہی delay ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کافی سوال ہو گئے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: نہیں۔ جناب سپیکر! ابھی کہاں کافی سوال ہوئے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمایئے!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ انہوں نے جو جواب کے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ تاحال ان ملازمین کی سروس بکس اور دیگر ریکارڈ اکاؤنٹس کے دفاتر کو منتقل نہ کیا گیا ہے اور اس سلسلے میں TEVTA اور PSIC کے درمیان میٹنگ جاری ہے۔ ان میٹنگز کا کیا بنا ہے اور کب تک یہ ریکارڈ ٹرانسفر کر دیں گے؟ وزیر صاحب specific time دے دیں۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ اس میں ترمیم کی ضرورت تھی اور یہ amendment اس وقت لاء ڈیپارٹمنٹ کے پاس پڑی ہیں۔ جب یہ proposal بن کر وزیراعلیٰ صاحب کے پاس چلی جائے گی اور approval کے بعد یقینی طور پر TEVTA کے معاملات حل ہو جائیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6634 ہے اور پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن لاہور، 2004 تاحال، بھرتی سے متعلقہ تفصیلات

*6634: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) یکم جنوری 2004 سے آج تک پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن، لاہور میں جتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل اور پتا جات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اگر ان افراد کو میرٹ پر بھرتی کیا گیا تو میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ فراہم کی جائے؟

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کر کے کی گئی تو ان اخبارات کے نام، تاریخ مع نقل فراہم کی جائے؟

(ہ) جن افراد کو رولز میں نرمی کر کے بھرتی کیا گیا، ان کے نام، ولدیت، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت مع رولز میں نرمی کرنے کی وجوہات بیان فرمائیں؟

وزیر کانکنی و معدنیات:

(الف) اس عرصہ کے دوران 6 اسسٹنٹ مائننگ انجینئرز کو تین سال کے لئے کنٹریکٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا جن کے کوائف کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اس کے علاوہ چنیوٹ اور رجوعہ آئرن اوور پراجیکٹس جو کہ سالانہ ترقیاتی پروگرام کے تحت تکمیل کئے جا رہے ہیں۔ ان پراجیکٹس کے لئے ٹیکنیکل ایڈوائزر کی اسامی رکھی گئی ہے، پنجمن بورڈ آف ڈائریکٹرز کی منظوری کے بعد اس اسامی پر پنجمن کے ریٹائرڈ چیف جیالوجسٹ مسٹر ادریس احمد رضوانی کو مورخہ 16۔جنوری 2005 سے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر ان کی آخری تنخواہ کی بنیاد پر رکھا گیا۔ مسٹر ادریس احمد رضوانی کی تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان افراد کو میرٹ کی بنیاد پر بھرتی کیا گیا۔ میرٹ کا طریق کار اور میرٹ لسٹ ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ بھرتی پنجمن بورڈ آف ڈائریکٹرز کی ہدایات اور

گورنمنٹ ریکروٹمنٹ پالیسی کے مطابق کی گئی۔

(ج) میرٹ بنانے والے اور ریکروٹمنٹ کمیٹی میں شامل افسران کے نام، گریڈ، عہدہ اور موجودہ تعیناتی ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) یہ بھرتی باقاعدہ اخبارات میں تشہیر کے بعد کی گئی یہ اشتہار روزنامہ "جنگ" اور روزنامہ "ڈان" مورخہ 9۔مئی 2004 شائع ہوا۔ اشتہار کی نقول ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ہ) کسی فرد کو رولز میں نرمی کرکے بھرتی نہیں کیا گیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ضمنی سوال؟

ملک اصغر علی قیصر: جناب سپیکر! جواب کے جز (الف) میں ہے کہ اس اسامی پر ریٹائرڈ چیف جیالوجسٹ مسٹر ادریس احمد رضوانی کو مورخہ 16۔جنوری 2005 سے بطور ٹیکنیکل ایڈوائزر ان کی آخری تنخواہ کی بنیاد پر رکھا گیا۔ میری گزارش یہ ہے کہ ایک ریٹائرڈ آدمی کو دوبارہ اس اسامی پر رکھا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر معدنیات!

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! میں یہ گزارش کروں گا کہ ہم نے ان کو ان کے تجربہ کو مدنظر رکھتے ہوئے ایک specific project کے لئے رکھا ہے جس کا نام رجوعہ اینڈ چنیوٹ آئرن اوور پراجیکٹ کے لئے رکھا ہے۔ انہوں نے تیس پینتیس سال محکمہ معدنیات میں نوکری کی۔ وہ سینئر آفیسر تھے۔ جہاں پر ہم نے اسسٹنٹ مائنز انجینئرز بھی بھرتی کئے جیسا کہ میں نے اس میں گزارش کی ہے۔ پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن اٹانومس باڈی ہے اور ان کے فیصلے جو ہوتے ہیں وہ پنجاب حکومت کے رولز اینڈ ریگولیشنز کے مطابق بورڈ آف ڈائریکٹرز کرتے ہیں اس لئے یہ بورڈ آف ڈائریکٹرز کا فیصلہ تھا کہ ان کی خدمات ہمیں ملنی چاہئیں کیونکہ یہ ایک بڑا پراجیکٹ تھا اور ہمیں وہاں پر ایک تجربہ کار آدمی چاہئے تھا۔ جب وہ پراجیکٹ ختم ہو گا تو رضوانی صاحب کی سروسز بھی ختم ہو جائیں گی یا سال بعد، چھ ماہ بعد جہاں بورڈ آف ڈائریکٹرز محسوس کریں گے کہ رضوانی صاحب کی سروسز کی اب ضرورت نہیں ہے تو رضوانی صاحب کو فارغ کر دیا جائے گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راناصاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جب یہ ٹیکنیکل ایڈوائزرز رکھتے ہیں تو کیا یہ ایڈورٹائز کرتے ہیں یا اپنے من پسند آدمی کو رکھ لیتے ہیں۔ اگر آپ ایڈورٹائز کریں۔
for technical assistance, I think there are so many Geologists available in the country
جو لوگ باہر سے بھی پڑھ کر آئے ہیں تو وہ بھی apply کر سکتے ہیں۔ کیا انہوں نے جب انہیں رکھا ہے تو کیا کوئی ایڈورٹائز کیا تھا یا انہیں ویسے ہی رکھ لیا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر کانکنی و معدنیات!

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! جہاں تک نئی بھرتیوں کا تعلق ہے تو جیسے میں نے گزارش کی ہے کہ اسسٹنٹ مائنز انجینئرز کو رکھا گیا تو وہ پراپر ایڈورٹائز کیا گیا لیکن جس طرح میں نے گزارش کی ہے کہ بورڈ آف گورنرز authorized ہے کہ وہ ان کی ایکسٹینشن کر دیں گے اور بورڈ آف ڈائریکٹرز میں صرف محکمہ مائنز کے ملازمین یا افسر نہیں ہوتے بلکہ اس میں فنانس ڈیپارٹمنٹ، پی اینڈ ڈی ڈیپارٹمنٹ، سی اینڈ ڈبلیو ڈیپارٹمنٹ، مائنز ڈیپارٹمنٹ کے سب آفیسرز وہاں موجود ہوتے ہیں اور انہوں نے یہ محسوس کیا کہ چونکہ رضوانی صاحب is a senior officer اور دوسرے نمبر پر Its a new project تو کچھ عرصہ رضوانی صاحب کو ایکسٹینشن دے کر اسی پوسٹ پر رکھا جائے۔ مہربانی جی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا مطلب ہے کہ انہیں فارغ نہیں کیا گیا بلکہ ایکسٹینشن دے کر ابھی ان سے کام لیا جا رہا ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! فارغ تو کسی کو بھی نہیں کیا گیا کیونکہ جو بھی بڑا ڈاکو ہے اس کو تو گارنٹی ہے کہ کوئی فارغ نہیں کرتا بلکہ اس کو ایکسٹینشن دینے کی اس گورنمنٹ میں گارنٹی ہے کہ ڈاکو بڑا چاہیے اور جیسے ہی بڑا ڈاکو ملے وہ کبھی ریٹائر نہیں ہوگا۔ اسی طرح ماشاء اللہ ہمارے ڈی سی او فیصل آباد تھے جنہوں نے فیصل آباد کو اتنا لوٹا کہ ریکارڈ قائم کر دیئے اور اب انہیں یہاں پر منزل کا ایم ڈی لگا دیا

گیا ہے۔ خان صاحب میرے بھائی اور بڑے شریف آدمی ہیں لیکن ان کے محکمے میں جتنے افسر بھی ہیں وہ ایک سے ایک بڑا ڈاکو ہے اور رضوانی صاحب کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔ یہ خان صاحب چلے جائیں گے یہ رضوانی صاحب نے نہیں جانا۔ یہ ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلا سوال ہے، جی۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! وہ پہلے میرے سوال کا تو جواب دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! جب آپ نے ان کا جواب خود ہی دے دیا ہے تو وہ کیا جواب دیں گے۔ ان کو آپ نے ڈاکو بھی بنا دیا اور سب کچھ کر دیا تو وہ اس کا کیا جواب دیں۔ بات یہ ہے کہ جب ایک افسر یہاں پر جواب ہی نہیں دے سکتا تو یہ کہنا آسان ہے کہ فلاں ڈاکو ہے اور فلاں چور ہے لیکن اس کی کارکردگی کے بارے میں محکمہ ہی جانتا ہے کہ اس کی کارکردگی کیا ہے اور sometimes اس کی کارکردگی کی بناء پر ان کو ایکسٹینشن دی جاتی ہے۔ اب ہر آدمی تو برا نہیں ہو سکتا۔ اچھے اور قابل لوگ بھی ہیں۔ ان کو retain بھی کیا جا سکتا ہے۔ اب یہ تو کوئی الزام نہیں ہے۔ اگلا سوال نمبر 6860 شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔ یہ کل تک pending ہے۔ اگلا سوال 5890 سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔ جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

سماجی تنظیم ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان کی رجسٹریشن، اغراض و مقاصد اور سرگرمیوں سے متعلق تفصیلات

*5890: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ساؤتھ ایشیا پارٹنر شپ پاکستان (میموریل ٹرسٹ بلڈنگ ناصر آباد پوسٹ آفس ٹھوکر نیاز بیگ لاہور) کیا ایک رجسٹرڈ سماجی تنظیم ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی رجسٹریشن کب ہوئی، اس کے کتنے بانی ممبران ہیں اس کی انتظامیہ میں کون کون لوگ شامل ہیں تمام عہدے داران کے نام، پتا اور پیشہ سے مطلع فرمائیں یہ عہدیدار کتنے عرصہ کے لئے منتخب ہوئے اور موجودہ عہدیدار کب سے ہیں؟

(ب) کیاحکومت اس تنظیم کی سرگرمیوں سے آگاہ ہے اگر جواب ہاں میں ہے تو اس کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

(ج) کیااس ادارہ کی شائع کردہ کتاب "صنعتی امتیاز اور متوازن معاشرہ" کے مندرجات ہماری معاشرتی قدروں اور اسلام کی ابدی اخلاقی تعلیمات کے مطابق ہیں؟

(د) کیاحکومت کے علم میں ہے کہ اس ادارے کو کن ممالک سے اور کتنی مالی امداد وصول ہوتی ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ہے اس کی رجسٹریشن 90-06-28 میں ہوئی اس کا رجسٹریشن نمبرRP/3935/L/S/89 اس کے سات ممبران ہیں بانی ممبران کے نام پتااور عہدوں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے:۔

نام اور پتا	پیشہ	عہدہ
1۔عارف حسن ولد سرور حسن 37/B محمد علی سوسائٹی کراچی	آرکیٹکٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
2۔شیخ حسیب الرحمٰن ولد شیخ حبیب الرحمٰن بلاک B-5-11-6 سیکٹر 1-8/1 اسلام آباد	اینتھروپولوجسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
3۔نگہت سعید خان دختر سعید الدین خان 7 ایف۔ سی۔ سی مراتب علی روڈ گلبرگ لاہور	سوشیالوجسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
4۔نگار احمد زوجہ طارق صدیقی سول سروسز اکیڈمی لاہور	اکانومسٹ	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
5۔اختر حامد خان ولد امیر احمد خان (مرحوم) اورنگی پائلٹ پراجیکٹ۔	سوشل سائنس دان	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
6۔ہاریش گلبرٹ میسی ولد ولی مسیح 445/A/1 گلبرگ لاہور	سوشل سائنس دان	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز
7۔قرت العین بخاری دختر زیڈ ایچ بخاری مکان نمبر 63/1 19TH لین خیابان بادیان ڈیفنس فیز VII کراچی	کمیونٹی ڈویلپمنٹ پلانر	ممبر بورڈ آف ڈائریکٹرز

رجسٹرشدہ سوسائٹی ایکٹ کی دفعہ 4 کے تحت اپنے ڈائریکٹرز یا عہدیداران کی سالانہ فہرست رجسٹرار جائنٹ کمپنیز کے پاس جمع کروانے کی پابند ہوتی ہے مذکورہ بالا سوسائٹی نے رجسٹریشن کے بعد سے باقاعدگی کے ساتھ سالانہ فہرست عہدیداران رجسٹرار کمپنیز کے دفتر جمع نہ کروائی۔ بمطابق

ریکارڈ سوسائٹی نے 1991 کی فہرست عہدیداران مورخہ 91-01-12 رجسٹرار کے دفتر جمع کروائیں اور اسی طرح 94-07-25 کو سوسائٹی نے فہرست ہائے عہدیداران 94-1991 مع تبدیل و توسیع میمورنڈم اور قواعد و ضوابط جمع کروائیں۔ اس کے بعد سوسائٹی نے فہرست ہائے عہدیداران جمع نہ کروائیں تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر سوسائٹی مذکورہ نے فہرست ہائے عہدیداران برائے سال 1991 تا 2003 فراہم کی ہیں اور مزید برآں سوسائٹی مذکورہ نے بذریعہ درخواست نمبری SAPPK-Admn/04 مورخہ 04-08-11 تجدیدی سرٹیفکیٹ برائے سال 1991 تا 2004 گزاری ہے۔ سوسائٹی کے قواعد و ضوابط کے مطابق عہدیداران کی مدت دو سال ہے۔

نام و پتا	عہدہ	مدت	پیشہ
1۔مسٹر آئی اے رحمٰن 107 ٹیپو بلاک نیو گارڈن ٹاؤن لاہور	چیئرمین	ایک سال	ڈائریکٹر ہیومن رائٹس کمیشن آف پاکستان
2۔نعمت اللہ گھچکی گلی نمبر 3 مکان نمبر 55 فیز 1: اے۔ون سٹی بریلوی روڈ کوئٹہ	ممبر	4سال	پروفیسر بولان میڈیکل کالج کوئٹہ
3۔ذوالفقار گیلانی وائس چانسلر یونیورسٹی آف پشاور	ممبر / خزانچی	4سال	وائس چانسلر فاؤنڈیشن اسلام آباد
4۔مسٹر روچی رام 3 عید گاہ روڈ میر پور خاص سندھ	ممبر	5سال	ایڈووکیٹ
5۔ڈاکٹر قرۃ العین بخاری 32 سی ریلوے ہاؤسنگ سوسائٹی جائنٹ روڈ پی او بکس 85 سی پی او کوئٹہ	ممبر	4سال	کیمونٹی پلازمہ ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ فار ڈویلپمنٹ ڈائریکٹر سروسز اینڈ پریکٹیسز کوئٹہ
6۔سلیمان اکرم راجہ 65/4 ایف سی سی سید مراتب علی روڈ گلبرگ IV لاہور	ممبر	6سال	ایڈووکیٹ
7۔خاور ممتاز 208 سکاوچ کارنر اپر مال لاہور	ممبر	5سال	ڈائریکٹر شرکت گاہ وومن ریسورس سنٹر
8۔مسز پروین سکندر 543/2 چلتن روڈ کوئٹہ۔	ممبر	1سال	وومن رائٹس ایکٹیویٹ کوئٹہ
9۔مسٹر ایم بی نقوی	ممبر	1سال	جرنلسٹ چیئرپرسن پاکستان پیس

116/b بلاک 1 نارتھ ناظم نارتھ ناظم آباد کراچی			کولیشن
10-مس انیس ہارون بلاک IV کلفٹن روڈ کراچی	ممبر	1 سال	ریجنل ڈائریکٹر عورت فاؤنڈیشن کراچی سیکرٹری جنرل پاک انڈیا پیپلز فورم فار پیس اینڈ ڈیموکریسی سندھ اینڈ وومن رائٹس ایکٹیویٹ
11-بشریٰ گوہر 8-عثمان لین پرانا باڑہ روڈ یونیورسٹی ٹاؤن پشاور	ممبر	1 سال	ڈائریکٹر ہیومن ریسورسز

(ب) ایکٹ کے مطابق سرگرمیوں کے بارے میں گوشوارے جمع کرانا ضروری نہ ہے تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر مذکورہ سوسائٹی نے سرگرمیوں کی تفصیل مہیا کی ہے جو کہ درج ذیل ہے:-

1- سوشل ویلفیئر کمیٹی
2- ڈومیال تحصیل چوا سیدن شاہ چکوال
3- الفلاح ویلفیئر کمیٹی سیال کالونی ڈسٹرکٹ لیہ
4- سٹریٹ نمبر 1 اصلاح رحمت راہوالی گوجرانوالہ
5- میاں سٹریٹ نزد جامعہ مسجد محلہ رحمانیہ خوشاب
6- وومن رائٹس ایسوسی ایشن زمان سٹریٹ چوک قذافی خانیوال روڈ ملتان۔
7- خواتین ویلفیئر ایسوسی ایشن منڈی بہاؤالدین
8- انٹی کیئرز سوسائٹی بھکر
9- سپکڑو دار الفلاح شوگر ملز لیہ
10- بھکر ویلفیئر کونسل بھکر
11- سیور آرگنائزیشن بہاولپور
12- ایف آرگنائزیشن ملتان
13- روی ڈویلپمنٹ آرگنائزیشن راجن پور
14- غلہ منڈی ملکے ڈسکہ
15- شارتی ویلفیئر سوسائٹی گوجرانوالہ
16- چاند ویلفیئر فاؤنڈیشن شیخوپورہ
17- انجمن فلاح نسواں ایسوسی ایشن
18- اتحاد فاؤنڈیشن قصور

19- دستہ فاؤنڈیشن بلدیہ روڈ بہاولنگر

(ج) محکمہ سے متعلقہ نہ ہے۔

(د) سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے مطابق کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کو آمدنی اور اخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ ساؤتھ ایشیا پارٹنرشپ پاکستان کے نام سے ایک ایسی این جی او ہے کہ جو اس ملک کی اخلاقی قدروں کو تباہ کرنے کے لئے مختلف رسائل اور کتابیں شائع کرتے ہیں اور اس میں وہ روایتی سارے ٹھگ اور چور جو باہر کے ملکوں سے پیسے لے کر مختاراں مائی جیسے کریکٹرز یہاں پر create کرتے ہیں وہ سارے کے سارے اس این جی او میں شامل ہیں۔ آپ دیکھیں کہ آئی اے رحمان کا نام اس میں شامل ہے، نگار احمد کا نام بھی اس میں شامل ہے۔ یہ 30,30 این جی اوز کی ڈائریکٹر ہیں اور یہ سب سے پیسے کھا رہی ہیں اور میں نے جز (ج) میں اس کتاب کا نام پوچھا تھا کہ کیا اس ادارہ کی شائع کردہ کتاب "صنفی امتیاز اور متوازن معاشرہ" ہے۔

جناب سپیکر! سیکس فری ملک بنانے کے لئے اس ملک کے اندر یہ کتاب لکھی گئی ہے اور اب میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ سارا کچھ یہ تنظیم یہاں پر کر رہی ہے اور جز (ب) کے اندر ان کی activities کے حوالے سے دی جانے والی تفصیل بالکل جھوٹ اور فراڈ پر مبنی ہے۔ یہ سارے صرف پیسے کھانے کے لئے انہوں نے ڈھونگ رچائے ہوئے ہیں۔ میں وزیر موصوف سے حیران ہوتا ہوں اور ان سے پوچھنا بھی چاہتا ہوں کہ ہر سال ان کو اپنے ادارے کی تجدید کروانی چاہئے۔ جز (الف) کے جواب میں خود انہوں نے ارشاد فرمایا ہے کہ 1991 کے بعد تجدید کروائی اور نہ فہرست ہائے عہدیداران کو جمع کروایا۔ تاہم محکمہ کی زبانی درخواست پر سوسائٹی مذکورہ نے فہرست ہائے عہدیداران برائے سال 1991 تا 2003 فراہم کی ہے۔ محکمہ ان کو درخواستیں کر رہا ہے اور ان کی منتیں کر رہا ہے کہ ٹھگو آؤ ہمارے پاس آؤ اور ہم آپ کو دوبارہ رجسٹرڈ کرتے ہیں۔ تم دس سال سے یہاں نہیں آئے ہو، تم نے کوئی رپورٹ جمع نہیں کروائی ہے، بجائے اس کے کہ اس ادارے کو ڈی رجسٹرڈ کرنے کے انہیں زبانی درخواست کر کے کہا جا رہا ہے کہ تم آؤ ہم دوبارہ آپ کے سارے کرتوت اور کالے دھندوں میں آپ کی پوری مدد کرنے کے لئے تیار ہیں اور اپنے آپ کو

دوبارہ رجسٹرڈ کروالیں۔

جناب سپیکر! میں وزیر صنعت جو کہ نہایت شریف آدمی ہیں ، میں ان سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس کی پوری انکوائری کروائیں کہ انہیں محکمہ نے کیوں زبانی درخواست کر کے بلایا ہے بجائے اس کے کہ اس کو ڈی رجسٹرڈ کر دیتے، ان کو ختم کر دیتے اور ان کی "صنفی امتیاز اور متوازن معاشرے" کے حوالے سے sex free country بنانے کے لئے لکھی کتاب پر بین لگانے کے لئے کوئی سفارش کرتے اور اس کی بنیاد پر کوئی ان کے خلاف کارروائی کرتے۔ یہ ان کا محکمہ انہیں درخواست کر رہا ہے تو اس سے لگتا ہے کہ وہ پوری لوٹ مار میں جو وہ کرتے ہیں اور بیرونی ممالک سے پاکستان کا امیج تباہ کر کے پاکستان کے اندر یہ بتائیں گے کہ یہاں پر عورتوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، یہاں بچوں پر بڑا ظلم ہو رہا ہے، یہاں پورا معاشرہ تباہ ہو چکا ہے۔ یہ کہہ کر پیسے بٹورتے ہیں اور یہ سارے لوگ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں چیلنج کر کے کہتا ہوں کہ یہی لوگ کم از کم 30 این جی اوز کے اندر ڈائریکٹرز ہیں اور کروڑوں روپے وہاں سے کھا رہے ہیں، ان کی بڑی بڑی کوٹھیاں اور محلات ہیں اور بالکل جعلی ادارے ہیں اور حقیقت میں انہوں نے کوئی ادارہ نہیں بنایا ہوا۔ میں وزیر صنعت سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ اس ادارے کے خلاف کوئی کارروائی کرنے کے لئے یا کوئی تحقیقات کرنے کے لئے تیار ہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: شکریہ۔ جناب سپیکر! انہوں نے پہلے تو ایک بہت لمبا سوال کیا ہے تو میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہم از خود قانون کے مطابق کسی بھی اس طرح کی سوسائٹیز کے خلاف کوئی ایکشن نہیں کر سکتے جب تک کہ ہمیں کوئی شکایت موصول نہ ہو۔ اگر کوئی ہمیں شکایت دے تو ہمارے پاس اس کے متعلق بھی بہت ہی محدود اختیارات ہیں اور اس میں قانون کے مطابق صرف ایک سال کے لئے ان کی سوسائٹی کو معطل کر کے اس پر اپنا ایڈمنسٹریٹر بٹھا سکتے ہیں تاکہ وہ ان کے حساب کتاب چیک کر سکے لیکن یہ یقینی طور پر احسان اللہ وقاص صاحب نے کہا ہے تو اس کے لئے قانون میں ترمیم کرنے کی ضرورت ہے اور میں یقینی طور پر یہ سمجھتا ہوں کہ جتنی بھی یہ سوسائٹیاں یا این جی اوز ہیں، ان کی آمدن کا حساب ضرور چیک ہونا چاہئے۔ اس وقت قانون کے مطابق ہم مجاز نہیں ہیں اور یہ پابند بھی نہیں ہیں کہ گورنمنٹ کو اپنے حسابات جمع کروا سکیں لیکن میں اس چیز کے

بارے میں یقینی طور پر لاء منسٹر صاحب سے ضرور بات کروں گا کہ اس کے لئے ہمیں قانون میں ترمیم کرنی چاہئے اور ان سے حساب کتاب یقینی طور پر لینا چاہئے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب!

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! اس سوال کے جز (د) میں لکھا ہے کہ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ کے مطابق کسی رجسٹرڈ سوسائٹی کو آمدنی اور اخراجات کے گوشوارے رجسٹرار کے پاس جمع کروانا ضروری نہ ہے۔ یہ سوسائٹی رجسٹریشن ایکٹ بہت پرانا ہے اور اب اس وقت جو نئی صورتحال پیدا ہوئی ہوئی ہے کہ دینی مدارس کے گرد تو شکنجہ کسنے کے لئے بڑی قانون سازی ہوئی ہے اور ان کو بڑا پابند کیا جا رہا ہے اور ان کی رجسٹریشن ہو رہی ہے اور ان کی آمدنی اور خرچ کے گوشوارے ان سے طلب کئے جا رہے ہیں اور ان بیچاروں کو بڑا تنگ کیا جا رہا ہے جبکہ دوسری طرف اس طرح کی سوسائٹیاں جو معاشرے کے اندر اس طرح بے حیائی پھیلانے کی کوشش کر رہی ہیں تو ان کے بارے میں یہاں لکھا ہے کہ وہ جمع کروانا ضروری نہیں ہے۔ یعنی یہ سوسائٹیاں بھی کوئی آئی ایس آئی کی طرح کی ایجنسیاں بن گئی ہیں کہ جہاں سے مرضی پیسہ لے آئیں اور جہاں مرضی خرچ کریں اس لئے میں وزیر موصوف سے پوچھتا ہوں کہ ان کی آمدنی و اخراجات کے گوشوارے کے حوالے سے جس طرح انہوں نے ابھی یہ بات کی ہے تو یہ کب تک اس حوالے سے کوئی بل لائیں گے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صنعت!

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں نے ابھی عرض کیا ہے کہ لاء منسٹر صاحب سے مشورہ کر کے اس کے متعلق میں چاہتا ہوں کہ اس میں کوئی قانون سازی ہونی چاہئے اور میں نے خود ابھی یہ عرض کیا ہے۔ آپ کے کہنے سے پہلے میں نے کہا کہ اس کے متعلق کوئی قانون سازی ہونی چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

وزیر صنعت: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر کانکنی و معدنیات: جناب سپیکر! میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں بھی بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی! بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

بہاولنگر، زون نمبر 1 کے ریت و گسر نکالنے کے ٹھیکہ اور ٹھیکیدار کے رویہ سے متعلق تفصیل و حکومتی اقدامات

*6928: محترمہ ثمینہ نوید(ایڈووکیٹ): کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ضلع بہاولنگر میں میاں خالد محمود کو زون نمبر 1 کا ریت اور گسر نکالنے کا ٹھیکہ دیا گیا ہے، ٹھیکے کی مالیت، مدت اور شرائط سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ٹھیکیدار مذکور ریت کی فی ٹرالی مبلغ -/500 روپے میں فروخت کرتا ہے، جبکہ رسید مبلغ -/400 روپے کی جاری کرتا ہے اس تفاوت پر ٹھیکیدار سے متعدد بار لڑائی جھگڑے تک نوبت جا پہنچی تو ٹھیکیدار نے تب رسید مبلغ -/500 روپے کی جاری کی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ٹھیکیدار کے خلاف اس غیر قانونی اور ناجائز منافع خوری پر قانونی کارروائی کرتے ہوئے ٹھیکہ منسوخ کرنے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) اس حد تک درست ہے کہ ستلج زون-1 ضلع بہاولنگر کا پٹہ میاں خالد محمود ولد معراج دین سکنہ رحیم یار خان کے نام عطا شدہ تھا یہ ٹھیکہ نیلام عام کے ذریعے مورخہ 01-11-02 سے عرصہ دو سال کے لئے مبلغ سات لاکھ روپے کی بولی کے عوض دیا گیا تھا، جس کی میعاد 31-10-04 کو ختم ہو گئی تھی، تاہم ضلع میں فوری نیلام عام نہ ہونے کے باعث یہ میعاد قانون کے تحت آئندہ نیلامی تک اضافی ادائیگی کے ساتھ بڑھا دی گئی۔ ضلع بہاولنگر کے لئے آئندہ نیلام عام 19-مئی 2005 کو منعقد ہوا۔ جس میں صحت مندانہ مقابلہ کے بعد یہ ٹھیکہ میسرز ممتاز صادق ایسوسی ایٹ نے مبلغ 20 لاکھ روپے

میں حاصل کیا اور نئے ٹھیکیدار 15۔جون 2005 سے اس زون سے نکاسی ریت کا کام کر رہے ہیں۔ جن عمومی شرائط کے تحت نیلام عام منعقد کیا جاتا ہے، انہیں شرائط نیلام عام کہا جاتا ہے جبکہ تقریباً وہی شرائط ورک آرڈر میں بھی درج ہوتی ہیں لہذا دونوں شرائط بطور ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) پنجاب معدنی مراعاتی قوانین (Punjab Mining Concession Rules, 2002) کے تحت ادنیٰ معدنیات کی قیمت فروخت مقرر کرنے کا حکومت کو کوئی اختیار نہ ہے، لہذا حکومت نے ٹھیکیداروں کے لئے ریت کی قیمت کا کوئی شیڈول مقرر نہیں کیا۔ مختلف شہروں اور علاقوں میں demand and supply کے توازن کی بنیاد پر ٹھیکیدار مختلف قیمت وصول کرتے ہیں اور اس کے مطابق عام طور پر پرچی جاری کرتے ہیں۔ چونکہ محکمہ معدنیات کا ریت کی قیمتوں پر کنٹرول نہ ہے، لہذا کسی علاقہ میں ریت کی قیمت کے بارے میں حتمی رائے دینا ممکن نہ ہے۔ تاہم محکمہ کے فیلڈ افسروں کی رپورٹ کے مطابق پچھلا پٹہ دار ریت کی عام ٹرالی کے عوض چار صد روپے وصول کرتا تھا، جبکہ مالک اراضی مبلغ سو روپے فی ٹرالی مالکانہ وصول کرتا تھا، رسیدات جاری کرنے کے سلسلہ میں کسی لڑائی جھگڑے کے بارے میں محکمہ کو کوئی علم نہ ہے۔

(ج) جیسا کہ اوپر جز (ب) میں بیان کیا جا چکا ہے کہ حکومت کی جانب سے ادنیٰ معدنیات کے لئے شیڈول ریت مقرر نہ ہے۔ لہذا پٹہ دار کا رسد طلب کی بنیاد پر قیمت فروخت وصول کرنا معدنی قوانین کی خلاف ورزی نہ ہے۔ لہذا اس بنیاد پر پٹہ دار کے خلاف محکمہ کو کوئی کارروائی کرنے کا اختیار نہ ہے۔

پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں اضافے کا مسئلہ

*7408: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور ہائی کورٹ نے 2004 میں پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کو 1999 سے پنجاب گورنمنٹ کی طرف سے پنشن کے اضافہ کا حق دار قرار دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محکمہ خزانہ حکومت پنجاب نے بجٹ 2005 میں 10 فیصد اضافی بجٹ محکمہ ہذا کو نہیں دیا جو کہ جولائی 2005 سے ریٹائرڈ ملازمین کو ادا کرنا تھا، جس سے ملازمین میں پریشانی پائی جا رہی ہے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا محکمہ خزانہ بجٹ میں 10 فیصد اضافی بجٹ محکمہ پی آر ٹی سی کے ریٹائرڈ ملازمین کو دینے کے لئے تیار ہے اگر ہاں تو کب تک اور نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) درست ہے۔

(ب) یہ درست نہیں ہے۔

(ج) جز(ب) میں وضاحت کر دی گئی ہے۔

سندر ٹیکس فری صنعتی زون لاہور، رقبہ، پلاٹس اور حصول پلاٹ کے طریق کار کی تفصیل

*6722: محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سندر لاہور کو ٹیکس فری صنعتی زون قرار دیا گیا ہے یہ زون کتنے رقبہ پر محیط ہے؟

(ب) اس صنعتی زون کو پلاٹ وار کتنی کیٹیگریز میں تقسیم کیا گیا ہے؟

(ج) متذکرہ ٹیکس فری صنعتی زون میں پلاٹ حاصل کرنے کا طریق کار اور اس کا criteria کیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) پنجاب انڈسٹریل اسٹیٹ ڈویلپمنٹ اینڈ مینجمنٹ کمپنی کی سندر انڈسٹریل اسٹیٹ ٹیکس فری صنعتی زون نہیں ہے اور یہ 1500-ایکڑ پر محیط ہے۔

(ب) سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں مندرجہ ذیل پلاٹ وار کیٹیگریز ہیں۔

رقبہ	تعداد
1-آدھا ایکڑ	136
2-ایک ایکڑ	360
3-دو ایکڑ	119
4-تین ایکڑ	41
5-پانچ ایکڑ	42

میزان 698

(ج) درخواست فارم کے ساتھ 30 فیصد ڈاؤن پیمنٹ ادا کر کے ہر شخص سندر انڈسٹریل اسٹیٹ میں صرف صنعتی مقاصد کے لئے پلاٹ لے سکتا ہے اور بقیہ رقم 90 یوم میں ادا کرنی ہو گی سمال انڈسٹریز اسٹیٹ، سندر لاہور کو ٹیکس فری صنعتی زون قرار نہیں دیا گیا ہے نیز یہ صنعتی بستی 112 ایکڑ پر محیط سندر رائیونڈ روڈ پر واقع ہے۔ اپنی مدد آپ کے تحت بنائی گئی اس صنعتی بستی کو ایکسپورٹ زون قرار دینے کے لئے ایکسپورٹ پروسیسنگ اتھارٹی سے گفت وشنید جاری ہے۔ یہ صنعتی بستی درج ذیل کیٹیگریز کے پلاٹس پر مشتمل ہے:۔

1۔	رقبہ 4 کنال کے پلاٹس	66
2۔	رقبہ 2 کنال کے پلاٹس	188
3۔	رقبہ ایک کنال کے پلاٹس	179
4۔	رقبہ 10 مرلہ کے پلاٹس	9
	میزان	372

یہ منصوبہ "اپنی مدد آپ" اور پہلے آیئے، پہلے پایئے" کے تحت بنایا گیا ہے پلاٹ کے لئے درخواست دیتے وقت کل قیمت کا نصف ادا کرنا ہوتا ہے ڈویلپمنٹ کے وقت نصف اور پھر پلاٹ کا قبضہ لیتے وقت بقیہ قیمت ادا کرنا ہوتی ہے اس وقت تمام پلاٹس بک ہو چکے ہیں۔

تحصیل ٹیکسلا، یو۔ سی، ٹھٹھہ خلیل میں قائم کرش مشینوں، آمدن اور خرچ سے متعلقہ تفصیل

*7427: جناب محمد وقاص: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) تحصیل ٹیکسلا کی ٹھٹھہ خلیل یونین کونسل میں اس وقت کتنی کرش مشینیں قائم ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2002 سے جون 2005 تک ان کرش مشینوں سے حکومت پنجاب نے کتنا ریونیو وصول کیا؟

(ج) حاصل شدہ ریونیو کا کتنا حصہ مذکورہ یونین کونسل کے عوام کی فلاح و بہبود پر خرچ کیا گیا؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) تحصیل ٹیکسلا کی یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل میں محکمہ مائینز اینڈ منرلز پنجاب نے 21

پٹہ جات برائے لائم سٹون عطا کر رکھے ہیں جن پر 50 کرش مشینیں نصب ہیں۔

(ب) حکومت پنجاب کرش مشینوں سے کوئی ریونیو وصول نہیں کرتی تاہم لائم سٹون کے عطا کردہ ان پٹہ جات سے محکمہ کو جنوری 2002 سے 2005 تک کل 80 لاکھ روپے کا ریونیو وصول ہوا۔

(ج) محکمہ مائنیز اینڈ منرلز معدنیات سے وصول شدہ تمام رائیلٹی صوبہ پنجاب کے خزانہ میں جمع کروا دیتا ہے جو Provincial Consolidated Fund کا حصہ بنتا ہے جس میں سے حکومت پنجاب کے مختلف اخراجات بجٹ کے مطابق خرچ ہوتے ہیں اس لئے یہ بتانا ممکن نہ ہے کہ معدنیات کے ریونیو میں سے کتنی رقم یونین کونسل ٹھٹھہ خلیل پر خرچ ہوئی۔

PMUs کی تعداد، چیکنگ سسٹم اور ڈائریکٹرز / ڈپٹی ڈائریکٹرز سے متعلقہ تفصیلات

*7434: جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت کتنے Project Management Unit(PMU) کام کر رہے ہیں؟

(ب) ان PMU میں کام کرنے والے ڈائریکٹر اور ڈپٹی ڈائریکٹر صاحبان کے نام، ماہانہ تنخواہ اور دیگر الاؤنسوں کی تفصیلات سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

(ج) ان PMU کے قیام کے بعد ان کے کام کی جانچ پڑتال کی گئی یا نہیں اگر نہیں تو اس کا ذمہ دار کون شخص یا ادارہ ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) پنجاب میں اس وقت 45 Project Management Unit(PMU) کام کر رہے ہیں۔

(ب) تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان PMU کے قیام کے بعد ان کے کام کی باقاعدگی سے جانچ پڑتال کی جا رہی ہے۔

مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور۔ دفاتر آمدن و خرچ اور گاڑیوں سے متعلقہ تفصیل

*7956: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور کے ماتحت کتنے دفاتر کس کس اضلاع میں قائم ہیں؟

(ب) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے اس دفتر کے بجٹ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران اس کے خرچ اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان کے دفاتر میں زیر استعمال گاڑیوں کی تفصیل نیز ان سالوں کے دوران گاڑیوں پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل پٹرول / ڈیزل اور مرمت کی علیحدہ علیحدہ دی جائے؟

(ہ) اس عرصہ کے دوران کمشنر ہذا کے ملازمین / افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کردہ رقم کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے لاہور میں صدر دفتر کے علاوہ کل سات دفاتر خوشاب، چکوال، راولپنڈی، سرگودھا اور ڈیرہ غازی خان کے اضلاع میں قائم ہیں۔

(ب) ان تمام دفاتر کا بجٹ مالی سال 04-2003 میں -/2,33,38,000 روپے تھا جبکہ 05-2004 کے لئے یہ بجٹ -/2,90,72,000 روپے رہا۔

(ج) مالی سال 04-2003 اور 05-2004 کے دوران آمدن اور خرچ کی تفصیل یوں تھی۔

سال	آمدن (روپے)	خرچ (روپے)
2003-04	3,36,83,655/-	2,07,33,431/-
2004-05	6,07,66,653/-	2,08,46,494/-

(د) مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر لاہور کے ماتحت دفاتر کے زیر استعمال پانچ گاڑیوں کی تفصیل اس طرح ہے۔

1۔ کنسٹرکشن انجینئر مائنز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن،
پنجاب لاہور گاڑی نمبر LOC-3588

2۔ دفتر اسسٹنٹ مائنز ویلفیئر کمشنر، خوشاب
گاڑی نمبر SGF-2912

3۔ دفتر اسسٹنٹ مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر، چواسیدن شاہ، ضلع چکوال
گاڑی نمبر CH-4313

4۔ دفتر مائنز لیبر ویلفیئر آفیسر، خوشاب
گاڑی نمبر LHA5973

5۔ دفتر مائنز لیبر ویلفیئر آفیسر، چواسیدن شاہ

ضلع چکوال گاڑی نمبر LZR-8163

ان سالوں کے دوران گاڑیوں پر پٹرول/ڈیزل اور مرمت کی مد میں اخراجات کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

سال	خرچہ پٹرول(روپے)	خرچہ مرمت(روپے)
2003-04	2,61,625/-	31,198/-
2004-05	3,46,652/-	1,23,939/-

(ہ) مائینز لیبر ویلفیئر کمشنر کے ماتحت ملازمین /افسران کی تنخواہوں اور ٹی اے/ڈی اے پر خرچ ہونے والی رقم کی تفصیل اس طرح ہے:۔

سال	خرچہ تنخواہ(روپے)	خرچہ ٹی۔اے/ڈی۔اے(روپے)
2003-04	10,554,020/-	440,508/-
2004-05	11,480,042/-	328,840/-

محکمہ امداد باہمی کے پاس رجسٹرڈ/ان رجسٹرڈ فاریکس کمپنیوں، مالکان اور متاثرین سے متعلقہ تفصیل

*7513: رانا سرفراز احمد خان: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب بھر میں کتنی فاریکس کمپنیاں رجسٹرڈ کی گئیں اور کتنی غیر رجسٹرڈ تھیں ان کمپنیوں کے پاس عوام کی کتنی رقوم جمع تھیں ان کمپنیوں کے مالکان/ بانیوں کے نام اور پتاجات کیا ہیں؟

(ب) حکومت نے آج تک کتنے لوگوں کی رقوم ان کمپنیوں سے واپس کرائیں اور باقی متاثرین کو کب تک ان کی رقوم کی واپسی ہو جائے گی نیز حکومت نے ان کمپنیوں کے مالکان اور افسران کے خلاف کون کون سے اقدامات کئے ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ معاملہ Federal Legislative List پارٹ I کے چوتھے شیڈول شق نمبر9 کے تحت وفاقی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتا ہے۔

(ب) یہ معاملہ سردست NAB میں زیر غور ہے۔ حکومت پنجاب نے NAB سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کیس کی تازہ ترین صورتحال بتائے تا حال ابھی جواب موصول نہیں ہوا ہے۔

پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی سے متعلقہ تفصیلات

*7857: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کب قائم کی گئی تھی، اس کو قائم کرنے والی اتھارٹی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) مالی سال 05-2004 کے دوران اس کو کتنی رقم کس کس مد کے لئے فراہم کی گئی؟

(ج) اس کے ماتحت کتنے ادارے / سکول / کالجز کام کر رہے ہیں؟

(د) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے لاہور میں کتنے دفاتر کس کس جگہ کام کر رہے ہیں؟

(ہ) پنجاب ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی کے پاس کتنی گاڑیاں ہیں ان کے سال 05-2004 کے خرچ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی 1999 میں پنجاب ٹیکنیکل ایجوکیشن اینڈ ووکیشنل ٹریننگ اتھارٹی آرڈیننس 1999، پنجاب آرڈیننس نمبر 24 of 1999 کے تحت بنی۔

(ب) ترقیاتی بجٹ:-

کیپیٹل بجٹ:	96.751 ملین روپے
ریونیو بجٹ:	97.384 ملین روپے
میزان	194.135 ملین روپے
غیر ترقیاتی بجٹ:	
سرکاری ملازمین کی تنخواہیں:	1089.652 ملین روپے
تنخواہوں کے علاوہ اخراجات:	380.801 ملین روپے
پنجاب سمال انڈسٹری کے ادارے:	85.000 ملین روپے
ٹیوٹا ملازمین کی تنخواہیں:	34.900 ملین روپے
میزان:	1590.353 ملین روپے
کل میزان:	1784.488 ملین روپے

(ج) ٹیوٹا کے ماتحت 402ادارے کام کر رہے ہیں۔

(د) ٹیوٹا کے لاہور میں تین دفاتر کام کر رہے ہیں۔

1۔ ٹیوٹا سیکرٹریٹ، 96۔ایچ، گلبرگ IIIلاہور

2۔ زونل منیجر آفس 96۔ایچ، گلبرگ IIIلاہور

3۔ ڈسٹرکٹ منیجر آفس 99ریلوے روڈ لاہور۔

(ہ) ٹیوٹا کے پاس پورے صوبے میں کل 165گاڑیاں ہیں۔

ان گاڑیوں پر سال 05-2004 میں مندرجہ ذیل اخراجات ہوئے۔

1۔پٹرول وغیرہ	6,931,535/-روپے
2۔مرمت وغیرہ	1,983,292/-روپے
کل اخراجات	8,914,827/-روپے

ڈی جی مائنزاور منرلز۔کلاس ون آفیسرز کی تعداد و تفصیل

*8030: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) D.G مائنز اینڈ منرلز کے ماتحت کتنے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ، ڈومی سائل اور جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان افسران کی تنخواہوں پر سال 06-2005 میں کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(ج) ان افسران کو سال 06-2005 کے دوران ٹی۔اے/ڈی۔اے کی مد میں کتنی رقم ادا کی گئی ہے؟

(د) ان افسران کے زیر استعمال گاڑیوں اور ان پر خرچ کردہ رقم سال 06-2005 کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان میں سے جو افسران ایک ہی سٹیشن پر تین سال سے زائد عرصہ سے تعینات چلے آ رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(و) ان میں سے جن افسران کے خلاف محکمانہ کارروائی ہو رہی ہے، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز پنجاب کے ماتحت گریڈ سترہ کے 15 گریڈ اٹھارہ کے 10 اور گریڈ انیس کے 5 افسران کام کر رہے ہیں جن کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال 06-2005 کے پہلے نو ماہ یعنی 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران ان افسران کی تنخواہوں کی مد میں مبلغ -/59,92,078 روپے خرچ ہوئے ہیں۔

(ج) سال 06-2005 کے پہلے نو ماہ یعنی 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران ان افسران کو ٹی۔اے ڈی۔اے کی مد میں مبلغ -/4,03,247 روپے کی رقم ادا کی گئی۔

(د) ہیڈ کوارٹرز میں تعینات افسران جن میں چھ ڈویژن اور ڈی جی صاحب شامل ہیں کے زیر استعمال 11 گاڑیاں جبکہ ریجنل آفیسز میں تعینات افسران کے زیر استعمال 14 گاڑیاں ہیں ان 25 گاڑیوں پر موجودہ مالی سال کے پہلے نو ماہ 05-07-01 تا 06-03-31 کے دوران کل -/36,41,017 روپے خرچ ہوئے۔

(ہ) ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرلز کے ماتحت گریڈ 19 کی تمام پوسٹیں ہیڈ کوارٹر میں ہیں لہذا ان پر تین سال کا عرصہ لاگو نہیں ہوتا تاہم اس کے علاوہ گریڈ 18 میں مسٹر ظہیر احمد بابر ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ہیڈ کوارٹرز آفس میں مورخہ 03-08-02 سے مسٹر امیر احمد ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ہیڈ کوارٹرز آفس میں مورخہ 03-03-27 سے اور مسٹر ظفر جاوید ملغانی ڈپٹی ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) ڈی جی خان میں مورخہ 03-04-19 سے یعنی تین سال سے زائد عرصہ سے کام کر رہے ہیں۔

(و) اس وقت گریڈ 19 کے مسٹر افضال حمید بٹ ڈائریکٹر (مائنز اینڈ منرلز) کے خلاف ابتدائی انکوائری نیب میں چل رہی ہے جس کے بارے میں محکمہ کو مزید معلومات نہ ہیں۔

2002 تا حال، سیالکوٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی کارکردگی

*8338-A: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پرائس کنٹرول کمیٹی سیالکوٹ کا ڈھانچہ کیا ہے؟

(ب) 2002 سے اب تک پرائس کنٹرول کمیٹی نے ناجائز منافع خوری کو روکنے اور مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے کیااقدامات اٹھائے ہیں کتنے چالان کئے ہیں تفصیل بتائیں؟

وزیر صنعت:

(الف) گورنمنٹ آف دی پنجاب انڈسٹریز، کامرس اینڈ انویسٹمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور کی چٹھی نمبر RO(PSB)4-3/2003(R) مورخہ 17-12-03 کے حوالے سے ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی تشکیل دی جاچکی ہے جس کے چیئرمین اور سیکرٹری بالترتیب ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر اور ڈسٹرکٹ آفیسر انٹرپرائز اینڈ انویسٹمنٹ پروموشن سیالکوٹ ہیں ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی میں ہر طبقہ کے افراد کو نمائندگی دی گئی ہے برائے ملاحظہ فوٹو کاپی نوٹیفکیشن ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ مزید تحصیل لیول اور ڈسٹرکٹ لیول پر بھی سب کمیٹیز بنائی گئی ہیں جس میں سرکاری اور پرائیویٹ دونوں کو یکساں نمائندگی دی گئی ہے۔ تحصیل لیول پر TMO سب کمیٹی کے چیئرمین ہیں جبکہ ڈسٹرکٹ لیول پر EDO(R) کو چیئرمین مقرر کیا گیا ہے یہ تمام کمیٹیاں قیمتوں کو کنٹرول کرنے اور ناجائز منافع خوری کو روکنے کے لئے ہمہ وقت کوشاں رہتی ہیں اور اگر افراط زر کی شرح یعنی قیمتوں میں اضافہ زیادہ ہو جائے تو ڈسٹرکٹ سب کمیٹی کے چیئرمین EDO(R) تمام متعلقہ عوامل کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی تجاویز چیئرمین ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کو پیش کرتے ہیں۔ ان تجاویز کو ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ جو زیر صدارت ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر سیالکوٹ منعقد ہوتی ہے اس میں زیر بحث لایا جاتا ہے اور قیمتوں کو revise کیا جاتا ہے۔ برائے ملاحظہ چند نوٹیفکیشن کی فوٹو کاپیاں ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ب) قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے فوڈ سٹف کنٹرول ایکٹ 1958(XX of 1958) کے تحت انسپکٹرز مقرر کئے گئے ہیں۔ فوٹو کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفیسر جناب رضوان اللہ بیگ صاحب نے تمام افسران کو پرائس کنٹرول کرنے اور ناجائز منافع خوری کو روکنے کے لئے 19-04-06 کو میٹنگ طلب کی

تھی جس میں ہونے والے فیصلوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

افراط زر اور دیگر عوامل مسلسل قیمتوں میں اضافے کا باعث بن رہے ہیں۔ان کے پیش نظر جناب DCO صاحب نے چیئر مین ڈسٹرکٹ سب کمیٹی EDO(R) کو ہدایت کی تھی کہ انجمن تاجران اور دیگر تاجر حضرات سے میٹنگ کریں اور ان سے درخواست کریں کہ وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے نہ صرف تعاون کریں۔ بلکہ ناجائز منافع خوروں کی حوصلہ شکنی کریں۔ انجمن تاجران کے صدر اور سیکرٹری نے ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے مکمل تعاون کی یقین دہانی کروائی کہ وہ نہ خود ناجائز منافع کمائیں گے اور نہ دوسروں کو ایسا کرنے کی اجازت دیں گے۔ جناب EDO(R) نے اپنی تجاویز فوری طور پر تیار کر کے DCO صاحب سے منظوری حاصل کی تھی۔ لیکن DCO صاحب نے مناسب سمجھا کہ ان تجاویز کو ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی میٹنگ میں تفصیلاً زیر بحث لایا جائے اور اس کے بعد چیزوں کی قیمتوں کو review کیا جائے۔یہ کیس اس وقت under process ہے۔ جہاں تک چالان کرنے کا تعلق ہے تو اس کی تفصیل کافی لمبی ہے اور بہت سے کیس جوڈیشل مجسٹریٹ صاحبان کے پاس زیر سماعت ہیں۔ مہنگائی اور منافع خوری کو کنٹرول کرنے کے لئے زیادہ چالان کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ افہام و تفہیم سے اس پر قابو پایا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ سیالکوٹ میں انجمن تاجران عام آدمی کو سہولت پہنچانے کے لئے افسران سے بھرپور تعاون کر رہی ہے۔اس کے بہت کم واقعات سامنے آئے ہیں اور جہاں کوئی منافع خوری کرتا پکڑا جائے تو اس کے خلاف فوراً استغاثہ بنا دیا جاتا ہے۔

ڈسٹرکٹ پرائس کنٹرول کمیٹی کی پچھلی میٹنگ جو مورخہ 06-05-22 کو منعقد ہوئی تھی اس کی صدارت ضلعی ناظم محمد اکمل چیمہ نے کی تھی۔ اس میٹنگ میں مختلف امور زیر بحث رہے اور صدر صاحب کی دور اندیشی اور بصیرت سے میٹنگ کا ماحول خاصا خوشگوار رہا۔اس میٹنگ کے دوران انجمن تاجران کے صدر غلام مجتبیٰ مہر او سرپرست انجمن تاجران نے ضلعی ناظم محمد اکمل چیمہ کو یقین دلایا کہ وہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے ساتھ مل کر لوگوں کو جتنی ریلیف ہو سکی دیں گے اور نہ صرف ناجائز منافع خوروں کی حوصلہ شکنی کریں گے بلکہ ان کے خلاف قانونی کارروائی میں بھی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ

کا ساتھ دیں گے۔ تمام حاضرین نے انجمن تاجران کے نمائندوں کے ان خیالات کی پذیرائی کی۔ چیزوں کی قیمتیں جن میں دالیں اور گوشت وغیرہ شامل ہیں یقیناً بڑھتی ہیں لیکن اس کی وجہ ناجائز منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی نہ ہے۔ بلکہ اس کی وجہ افراط زر میں مجموعی طور پر اضافہ ہے۔

پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن۔ سال 06-2004، بجٹ اور اخراجات

*8449: سید حسن مرتضیٰ۔ کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا سال 05-2004 اور 06-2005 کا کل بجٹ کتنا اور کس کس مد کے لئے تھا؟

(ب) اس عرصہ کے اس بجٹ سے کتنی رقم مائنز ڈویلپمنٹ پر خرچ ہوئی؟

(ج) کتنی رقم سے مائنز ڈویلپمنٹ کے کون کون سے منصوبے کہاں کہاں شروع کئے گئے؟

(د) ان میں سے کتنے منصوبے مکمل اور کتنے ابھی تک نامکمل ہیں؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن کا کل بجٹ برائے سال 05-2004، 234.11 ملین روپے جبکہ سال 06-2005 کا کل بجٹ 390.05 ملین روپے تھا۔

مدوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد	رقم 2004-05	رقم 2005-06
پیداواری اخراجات	108.86	122.78 ملین روپے
انتظامی اخراجات	53.64	74.60
ڈویلپمنٹ اخراجات	24.64	146.38
اثاثہ جات اخراجات	46.97	46.29
میزان	234.11	390.05

(ب) سال 05-2004 میں مائنز ڈویلپمنٹ پر کل 34.37 ملین روپے اور سال 06-2005 میں کل 8.345 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) سال 05-2004 میں چنیوٹ آئرن اوور سکیم مبلغ 99.989 ملین روپے کی تخمینہ لاگت سے شروع کی گئی جس پر سال 05-2004 میں 3.268 ملین اور سال

2005-06 میں 3.121 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

اس سکیم پر دونوں سالوں کے دوران کل 6.389 ملین روپے خرچ کئے گئے اس سکیم پر کام جاری ہے اور توقع ہے کہ سکیم آئندہ دو سال میں مکمل ہو گی۔ رجوعہ آئرن اوور سکیم 45.330 ملین روپے کی تخمینہ لاگت سے 2004-05 میں شروع کی گئی جس پر سال 2004-05 میں 27.127 ملین روپے اور سال 2005-06 میں 2.359 ملین روپے خرچ کئے گئے اس طرح دونوں سالوں کے دوران مذکورہ سکیم پر مبلغ 29.486 ملین روپے کی رقم خرچ ہوئی اس سکیم پر کام جاری ہے اور توقع ہے کہ آئندہ دو سال میں یہ سکیم مکمل ہو گی۔

مزید برآں 2003-04 میں شروع کردہ منصوبہ جات برائے میاں مٹھا سالٹ مائنز خوشاب اور مرمنڈی سالٹ مائنز ضلع میانوالی پر دوران سال 2004-05 اور 2005-06 بالترتیب مبلغ 3.979 ملین روپے اور 2.865 ملین روپے خرچ کئے گئے۔

(د) سال 2005-06 کے اختتام پر دو سکیمیں میاں مٹھا سالٹ مائنز خوشاب اور مرمنڈی سالٹ مائنز ضلع میانوالی مکمل ہو چکی ہیں جبکہ دو سکیمیں چنیوٹ آئرن اوور ٹیکنو اکنامک سکیم اور رجوعہ آئرن ایکسپلوریشن ابھی نامکمل ہیں اور توقع ہے کہ یہ دونوں سکیمیں آئندہ دو سالوں میں مکمل ہوں گی۔

مائنز ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے آفیسرز کی تعداد
اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8450: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی مائنز ڈویلپمنٹ کارپوریشن میں کتنے گریڈ 17 اور اوپر کے ملازمین کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ب) ان ملازمین کی سال 2004-05 اور 2005-06 کی تنخواہوں کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان ملازمین کو اس عرصہ کے دوران کتنا ٹی اے / ڈی اے دیا گیا؟

(د) ان ملازمین کے زیر استعمال سرکاری گاڑیوں کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان سرکاری گاڑیوں کے مذکورہ سالوں کے مرمت اور پٹرول/ڈیزل کے اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن میں اس وقت گریڈ 17 اور اس کے اوپر کل 47 ملازمین تعینات ہیں جن کے نام، عہدہ، گریڈ اور جگہ کی تفصیل پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) پنجاب معدنی ترقیاتی کارپوریشن کے ان ملازمین کو تنخواہ و الاؤنسز کی مد میں سال 2004-05 میں مبلغ 15.10 ملین روپے جبکہ 2005-06 میں مبلغ 16.55 ملین روپے ادا کئے گئے ہیں۔

(ج) ان ملازمین کو برائے سال 2004-06 اور 2005-06 میں ٹی اے/ڈی اے کی مد میں بالترتیب مبلغ 1.32 ملین روپے اور مبلغ 1.35 ملین روپے ادا کئے گئے۔

(د) مجاز ملازمین کے زیر استعمال کل 38 گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) مذکورہ سالوں میں گاڑیوں کی مرمت پر بالترتیب مبلغ 0.58 ملین روپے اور مبلغ 0.61 ملین روپے خرچ کئے گئے جبکہ پٹرول اور ڈیزل پر بالترتیب مبلغ 4.325 ملین روپے اور مبلغ 5.78 ملین روپے خرچ ہوئے ہیں۔

بہاولپور۔ سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں قائم انڈسٹریز اور مالکان کی تفصیل

*8547: محترمہ پروین مسعود بھٹی: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں اس وقت کتنی انڈسٹریز چل رہی ہیں؟

(ب) انڈسٹری کی اقسام و تعداد کیا ہے؟

(ج) سمال انڈسٹریل اسٹیٹ بہاولپور میں قائم انڈسٹری کے مالکان کے نام اور انڈسٹری کی تفصیل درکار ہے؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ جن لوگوں نے اپنے نام پر سمال انڈسٹریل اسٹیٹ میں جگہ لی اور پھر کسی دوسرے شخص کو فروخت کر دی؟

(ہ) کیا جگہ لیز پر لے کر انڈسٹری کو کسی اور کے ہاتھ فروخت کرنے کا کوئی رول ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں اس وقت 35 انڈسٹریل یونٹس چل رہے ہیں۔

(ب) ان انڈسٹریل یونٹس کی کلاسیفکیشن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	قسم انڈسٹری	تعداد
1۔	floor ملز	04
2۔	ڈبل روٹی / فوڈ	02
3۔	کاربن سوپ	01
4۔	آٹو وائرز انجینئرنگ	01
5۔	آئل ملز	06
6۔	آئل ملز / ویئر ہاؤس	01
7۔	floor ملز مشینری / پلاسٹک پائپ مینوفیکچرنگ	01
8۔	ایگرو کیمیکل اینڈ سیڈ پروسیسنگ	05
9۔	زرعی آلات / ایگریکلچرل انجینئرنگ	02
10۔	ٹیکسٹائل ملز / ویئر ہاؤس	05
11۔	ٹیکسٹائل ملز	01
12۔	کاٹن سرجیکل	01
13۔	باٹلنگ فیکٹری	01
14۔	گارمنٹس / ویئر ہاؤس	02
15۔	پی وی سی پائپ	01
16۔	سالٹ / آئل ریفائنری	01
	کل تعداد	35

(ج) سمال انڈسٹریز اسٹیٹ بہاولپور میں 50 انڈسٹریز مالکان کو انڈسٹری لگانے کے لئے پلاٹس الاٹ کئے گئے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام انڈسٹری	تفصیل	نام مالکان
1۔	عزیز floor ملز	floor ملز	مسٹر عزیز احمد ملک
2۔	ایشاء floor ملز	floor ملز	مسٹر مسعود مجید، سعود مجید
3۔	کرن floor ملز	floor ملز	مسٹر محمد اسلم لودھی، رانا

4-	برکت فوڈانڈسٹریز	فوڈ	چودھری محمد اکرم
5-	مختیار کاربن آئل	کاربن سوپ	شیخ محمد مختیار
6-	بہاولپور انجینئرنگ	آٹو وائرز	مسٹر عبدالرشید عباسی
7-	دوآبہ آئل ملز	آئل ملز	چودھری خالد
8-	حافظ floor ملز	floor ملز	حافظ غلام قادر
9-	ملت آئل ملز	ایڈیبل آئل	چودہری عبدالوحید
10-	باغ علی اینڈ سنز	floor ملز مشینری	باغ علی، اشفاق احمد
11-	زمان آئل ملز	آئل مل	مسٹر راحیل خالد
12-	ریحا ایگرو کیمیکل	زرعی ادویات	چودھری محمد اسحاق
13-	الغازی زرعی کارپوریشن	زرعی آلات	چودھری اختر رسول
14-	انعمز فارماسوٹیکل	کاٹن سرجیکل	مسٹر عارف مسعود
15-	عزیز باٹلنگ کمپنی	خالی بوتل پلاسٹک	مسٹر عاطف عزیز
16-	المیزان انٹرنیشنل	سیڈ پروسیسنگ	حافظ عبدالرزاق
17-	ڈاؤ ایگرو	زرعی ادویات	چودھری منظور الٰہی
18-	یونائیٹڈ سیڈ پروسیسنگ	سیڈ پروسیسنگ یونٹ	چودھری ذوالفقار علی
19-	سپنا ٹیکسٹائل ملز	کپڑا	محمد اکرم لودھی، محمد اسلم لودھی
20-	حنیف آئل ملز	ایڈیبل آئل	مسٹر محمد یامین قریشی
21-	الفضل ٹیکسٹائل	ٹیکسٹائیل ملز / ویئر ہاؤس	چودھری محمد امین
22-	پھول بابا ٹیکسٹائیل	ٹیکسٹائیل ملز / ویئر ہاؤس	راؤ نجم الرحمان
23-	چودھری کنفکشینری	کنفکشینری / ویئر ہاؤس	چودھری وحید اختر
24-	رحمان آئل ملز	ایڈیبل آئل / ویئر ہاؤس	مسٹر عبدالستار
25-	پاک یثرب انڈسٹریز	سیڈ پروسیسنگ / ویئر ہاؤس	چودھری ایم اصغر بلال
26-	علی ٹیکسٹائیل ملز	ٹیکسٹائیل / ویئر ہاؤس	مسٹر اسد کمال
27-	گرین گرو	فوڈ انڈسٹری / ایگرو کیمیکل	مسٹر تنویر محمود
28-	راکی ایگری کلچرل انجنیئرنگ	انجینئرنگ ورکشاپ	مسٹر اشفاق حیدر رضوی
29-	الہ دین اینڈ سنز	پی وی سی پائپ	مسٹر الہ دین
30-	یورپا انڈسٹریز	ریڈی میڈ گارمنٹس / ویئر ہاؤس	چوہدری محمد انور
31-	نٹ ماسٹر	ہوزری / ویئر ہاؤس	مسٹر انجم خالق قریشی
32-	عالم ٹیکسٹائیل	تولیہ / ویئر ہاؤس	مسٹر سہیل عالم
33-	حسن آفتاب سالٹ	نمک /آئل ریفائنری	مسٹر شیر افگن
34-	بھاشو فوڈ	فوڈ	ملک مہتاب خان جوئیہ
35-	ربانی برادرز آئل ملز	آئل ملز / ویئر ہاؤس	مسٹر زاہد ربانی
36-	نورین کاٹن بیگ	کاٹن بیگ	مسٹر محمد اعظم
37-	رندھاوا آئل ملز	ایڈیبل آئل	رانا منصور اکبر
38-	راج فوڈ انڈسٹریز	فوڈ انڈسٹریز	مسٹر محمد شبیر خان

39-	ستلج ڈیری (under litigate)	ڈیری	مسٹر وجیہ الرحمان
40-	الکوثر آئل ملز	آئل ملز	مسٹر عمر فاروق
41-	ویلکم آئل ملز	آئل ملز	مسٹر شبیر احمد خان
42-	نیشنل ٹیکسٹائیل ملز	یکسٹائیل ملز	مسٹر عبدالخالق قریشی
43-	عمر ٹیکسٹائیل ملز	ٹیکسٹائیل ملز	مسٹر اسد کمال
44-	حمد فوڈ	فوڈ	مسٹر عبدالستار
45-	بی ٹی ایم ٹیکسٹائیل	ٹیکسٹائیل ملز	مسٹر بشیر احمد
46-	فاروق ووڈ ورکس	ووڈورکس	مسٹر محمد فاروق
47-	علی دانیال پائپ	آر سی پائپ	مسٹر محمد ادریس آفتاب
48-	مخدوم انڈسٹریز	کاٹن سرجیکل	مسٹر خالد مرتضیٰ
49-	عثمان عمران آرا مشین (U.Litigate)	آرا مشین	مسٹر محمد عمران
50-	پراچہ فوڈ انڈسٹریز	فوڈ	میاں نوید گل

(د) قواعد کے مطابق اسٹیٹ کے پلاٹس کی الاٹمنٹ کے بعد انڈسٹریل یونٹس کی تعمیر ہونے کے بعد پراجیکٹ کی خرید و فروخت کی جا سکتی ہے۔

(ہ) لیز پر الاٹ ہونے والے پلاٹس کی ٹرانسفر پراجیکٹ کی تکمیل پر ہو سکتی ہے۔

سلیکشن گریڈ 17 کے حاضر و ریٹائرڈ آفیسرز کی ایڈہاک ریلیف کا مسئلہ

*8481: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ حکومت نے 15-مارچ 1997 کو گریڈ 1 تا 16 کے اہلکاران کو مبلغ -/300 روپے ایڈہاک ریلیف دیا تھا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ سپریم کورٹ آف پاکستان نے سول پٹیشن نمبری 2001/3403 مورخہ 21-مارچ 2003 کے تحت مذکورہ ایڈہاک ریلیف کو گریڈ 1 تا 16 کے ریٹائرڈ اہلکاران کی پنشن میں شامل کرنے کے احکام صادر فرمائے ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ مذکورہ ایڈہاک ریلیف گریڈ 17 کے موو اوور کے ریٹائرڈ اہلکاران کی بھی پنشن میں شامل کرنے کی اجازت دی ہے اور سلیکشن گریڈ 17 کے اہلکاران کو اس سہولت سے محروم کر دیا گیا ہے؟

(د) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو گریڈ 17 کے سلیکشن گریڈ اہلکاران کو مذکورہ ایڈہاک ریلیف سے محروم رکھنے کی وجوہات کیا ہیں، کیا حکومت گریڈ 17 موو اوور

اہلکاران کو ایڈہاک ریلیف دینے اور ریٹائرڈ ملازمین کی پنشن میں شامل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ درست ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) وفاقی حکومت نے گریڈ 17 کے سلیکشن گریڈ اہلکاران کو ایڈہاک ریلیف نہیں دیا تھا تمام صوبوں نے وفاقی پولیسی کو اپنایا۔ 2001 سے مذکورہ ایڈہاک ریلیف تمام سرکاری ملازمین کے لئے ختم ہو چکا ہے۔

ضلع قصور میں قائم صنعتی یونٹس، کارکنان اور اجرت سے متعلقہ تفصیل

*8560: سردار پرویز حسن نکئی۔ کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور میں اس وقت کتنے صنعتی یونٹ کس کس جگہ اور کون سی انڈسٹری کے لئے قائم ہیں؟

(ب) ان انڈسٹری یونٹوں میں کتنے افسران اور صنعتی کارکن کام کر رہے ہیں؟

(ج) کیا ان اداروں میں صنعتی کارکنوں کو لیبر قوانین کے تحت جملہ حقوق مل رہے ہیں نیز ان کی کم از کم اجرت کیا ہے؟

وزیر صنعت:

(الف) ضلع قصور میں اس وقت 796 صنعتی یونٹس قائم ہیں۔ جن میں سے زیادہ کا تعلق ٹیکسٹائل انڈسٹری سے ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان انڈسٹری یونٹوں میں کام کرنے والے افسران اور کارکنوں کی کل تعداد 102030 ہے۔ تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ صنعت کے متعلقہ نہ ہے۔ اس سوال کا مناسب جواب محکمہ لیبر پنجاب دے سکتا ہے۔

گزشتہ تین سالوں کے دوران ملازمین کی انکوائریوں سے متعلقہ تفصیل

*8585: سردار پرویز حسن نکئی: کیاوزیر کانکنی ومعدنی ترقی ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے:

(الف) محکمہ ہذا میں کتنے افسران اور اہلکاران کے خلاف گزشتہ تین سالوں میں کون کون سے الزامات کے بارے میں انکوائری / تحقیقات کی گئیں؟

(ب) ان ملازمین کو کون کون سی سزائیں دی گئیں، تفصیلات ایوان کے سامنے پیش کی جائیں؟

وزیر کانکنی ومعدنی ترقی:

(الف) محکمہ معدنیات و کانکنی کے ماتحت کام کرنے والے 4اداروں یعنی پنجاب منرل ڈویلپمنٹ کارپوریشن، ڈائریکٹر جنرل مائنز اینڈ منرل پنجاب، چیف انسپکٹر آف مائنز اور مائنز لیبر ویلفیئر کمشنر کے مختلف دفاتر میں کام کرنے والے 4افسران اور 19اہلکاران کے خلاف پچھلے 3 سالوں کے دوران انکوائری / تحقیقات کی گئیں۔ان افسران اور اہلکاروں کے نام، عہدے اور بنیادی الزامات پرچم (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) ان افسران و اہلکاران کو دی جانے والی سزاؤں کی تفصیل پرچم (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈی جی خان۔فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8672: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیاوزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں / مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی اے، ڈی اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	38,62,000/- روپے
سال	2005-06	50,88,000/- روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	33,93,920/- روپے	42,67,596/- روپے
ٹی اے/ڈی اے	88,191/- روپے	3,19,455/- روپے
گاڑیوں کی مرمت	19,770/- روپے	12,230/- روپے
پٹرول/ڈیزل	21,113/- روپے	12,422/- روپے
کل اخراجات	35,22,994/- روپے	46,11,703/- روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	29,667/- روپے	21,240/- روپے
دیگر یوٹیلٹی بلز	23,157/- روپے	11,122/- روپے
کل اخراجات	52,824/- روپے	32,362/- روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں/مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام شعیب خالد عہدہ اسسٹنٹ ڈائریکٹر گریڈ 17 جگہ تعیناتی ٹی ایم اے لیہ اخراجات (2004-05)-/13,397 روپے

نام گلزار احمد عہدہ ڈویژنل ڈائریکٹر گریڈ 18 جگہ تعیناتی ڈیرہ غازی خان اخراجات (2005-06)-/37,584 روپے

تحصیل پتوکی/چونیاں۔ انڈسٹریل یونٹس اور ورکرز کی تفصیل

*8570: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) تحصیل پتوکی اور چونیاں میں اس وقت کتنے انڈسٹریل یونٹ قائم ہیں اور یہاں کتنی لیبر کام کر رہی ہے ؟

(ب) سینچری پیپرز مل جمبر میں اس وقت کتنے افسران اور صنعتی کارکن کتنی شفٹوں میں کام کر رہے ہیں اور انہیں کتنا معاوضہ /اجرت دی جاتی ہے ؟

(ج) گزشتہ پانچ سالوں میں سینچری پیپرز مل میں کتنے کارکنوں کو جسمانی نقصان ہوا، اس کی نوعیت اور انہیں کتنا معاوضہ ادا کیا گیا؟

وزیر صنعت:

(الف) تحصیل پتوکی اور چونیاں میں اس وقت 191 انڈسٹریل یونٹ قائم ہیں اور ان میں کام کرنے والی لیبرز کی تعداد 69770 ہے۔ ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ب) سوال محکمہ لیبر پنجاب سے متعلقہ ہے تاہم سینچری مل کی مہیا کردہ تفصیلات کے مطابق اس وقت مل میں افسران کی تعداد 276 اور کارکنان کی تعداد 800 ہے جو کہ تین شفٹوں میں کام کرتے ہیں۔ کارکنان کی کم از کم ماہانہ اجرت -/4000 روپے ہے اس کے علاوہ ان کو سالانہ دو بونس اور 5 فیصد Workers profit participation fund بھی دیا جاتا ہے۔ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) سوال محکمہ لیبر پنجاب (سوشل سکیورٹی پنجاب سے متعلقہ ہے تاہم سینچری پیپرز مل کی رپورٹ کے مطابق گزشتہ پانچ سالوں میں تین کارکنوں کو جسمانی نقصان پہنچا جو اس وقت ہلکی ڈیوٹی پر سینچری پیپرز مل میں اپنے تمام benefits اور مکمل تنخواہ کے ساتھ کام کر رہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ کارکن محکمہ سوشل سکیورٹی پنجاب سے disability benefits بھی وصول کر رہے ہیں۔ ان پانچ سالوں میں تین حادثاتی اموات بھی ہوئیں جن کے وارثوں کو قانون میں درج compensation سے بڑھ کر واجبات ادا کئے گئے۔ سینچری پیپرز اینڈ بورڈ مل کی مہیا کردہ رپورٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ، دائرہ کار، سٹاف اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8673: مہر اعجاز احمد اچلانہ: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈز آڈٹ ڈیرہ غازی خان کے دائرہ کار میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ہر ضلع کے انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ نیز عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے گریڈ 16 اور اوپر کے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل نیز گاڑی کا ماڈل اور کمپنی کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی جاری ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ ڈیرہ غازی خان کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہیں:۔

i) ڈیرہ غازی خان

ii) مظفر گڑھ

iii) راجن پور

iv) لیہ

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا سٹاف تحصیل/ٹاؤن کی سطح پر تعینات ہوتا ہے ٹی ایم اے میں انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، مع گریڈ اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر (BS-18) کے پاس صرف ایک گاڑی سوزوکی 800CC FX ماڈل نمبر 1988 ہے۔

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کسی بھی ملازم کے خلاف کوئی محکمانہ یا قانونی کارروائی نہیں کی جا رہی

ہے۔

فرسٹ اینوئل2006ڈپلومہ ان کامرس کے آؤٹ ہونے والے پرچوں سے متعلقہ تفصیلات

*8647:جناب محمد آ جاسم شریف:کیاوزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) First Annual 2006ڈپلومہ ان کامرس کے امتحانات میں جو پرچے آؤٹ ہوئے، ان کے نام اور یہ کس کس سنٹر سے آؤٹ ہوئے؟

(ب) جو پرچے آؤٹ ہوئے تھے ان پر کتنا خرچہ آیا تھا تفصیل پرچہ وار فراہم کی جائے نیز ان پرچہ جات کے آؤٹ ہونے سے بورڈ کو کتنا مالی نقصان ہوا؟

(ج) کیا جو پرچے آؤٹ ہوئے ان کی تحقیقات کروائی گئی ہیں اگر ہاں تو اس کے ذمہ دار کون کون سرکاری اور غیر سرکاری افراد / ملازم ہیں۔ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور پتا جات کی تفصیل نیز ان کے خلاف جو محکمانہ اور قانونی کارروائی کی گئی ہے، اس کی تفصیل دی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) فرسٹ اینوئل2006 ڈپلومہ ان کامرس کے امتحان میں صرف اردو اور مطالعہ پاکستان کے پرچے لفافوں میں غلط پیکنگ کی وجہ سے مختلف سنٹروں سے آؤٹ ہوئے جن کا بورڈ نے دوبارہ امتحان لیا۔ جس امتحانی سنٹر سے شکایات موصول ہوئیں ان کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) مذکورہ بالا پرچہ جات تیار کروانے اور ان کا امتحان لینے پر بورڈ کا پرچہ وار خرچہ درج ذیل ہے۔

I۔

1۔ اردو لینگوئج (ڈی کام پارٹ۔II) -/3,11,948 روپے

2۔ مطالعہ پاکستان (ڈی کام پارٹ۔II) -/2,82,444 روپے

II۔ درج بالا پرچہ جات کا دوبارہ امتحان لینے پر بورڈ کو جو مالی بوجھ برداشت کرنا پڑا اس کی پرچہ وار تفصیل درج ذیل ہے:۔

1- اردو لینگویج (ڈی کام پارٹ-II) -/3,11,948 روپے

2- مطالعہ پاکستان (ڈی کام پارٹ-II) -/2, 42,945 روپے

(ج) بورڈ ممبران پر مشتمل اعلیٰ تحقیقاتی کمیٹی تشکیل دی گئی۔ کمیٹی نے جن سرکاری و غیر سرکاری افراد کو درج بالا پرچہ جات کی غلط پیکنگ میں ذمہ دار ٹھہرایا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1-	امتیاز عالم غوری (اسسٹنٹ کنٹرولر) گریڈ 17	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
2-	محمد افضل (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ 16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
3-	محمد شریف (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ 16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
4-	محمد انور (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ 16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
5-	خان محمد (سپرنٹنڈنٹ) گریڈ 16	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
6-	عنایت اللہ جاوید (سٹینو گرافر) گریڈ 15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
7-	لیاقت علی (سٹینو گرافر) گریڈ 15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
8-	منیر احمد (سٹینو گرافر) گریڈ 15	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
9-	نعیم احمد (سینئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
10-	عامر بن قمر (سینئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
11-	محمد سرفراز (سینئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
12-	محمود علی (سینئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
13-	نعیم اختر (سینئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
14-	شکیل امجد (سنیئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
15-	ظفر اقبال (جونیئر کلرک) گریڈ 7	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
16-	محمد رفیق (مشین مین) گریڈ 11	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
17-	محمد خالد (مشین مین) گریڈ 11	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
18-	محمد دین (مشین مین) گریڈ 8	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
19-	محمد اکرام (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
20-	نثار احمد خان (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
21-	عتیق احمد (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
22-	عاصم کنور ضیاء (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
23-	عالمگیر احمد خان (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور
24-	محمد فیاض ولد کالے خان (نائب قاصد) گریڈ 1	فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور

25- محمد فیاض (نائب قاصد) گریڈ 1 فنی تعلیمی بورڈ، پنجاب، لاہور

بورڈ ممبران پر مشتمل تحقیقاتی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق درج بالا افراد سے نقصان کی رقم وصول کی جا رہی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی دائرہ کار و سٹاف اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8674: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کے دائرہ کار میں کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ہر ضلع کے انچارج آفیسر کا نام، عہدہ، گریڈ نیز عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت جو گریڈ 16 اور اوپر کے ملازم کام کر رہے ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور موجودہ جگہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر ہذا کے پاس کتنی سرکاری گاڑیاں ہیں اور یہ کس کس کے زیر استعمال ہیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ کی تفصیل نیز گاڑی کا ماڈل اور کمپنی کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ڈائریکٹر ہذا کے ماتحت کتنے ملازمین کے خلاف کس کس بناء پر محکمانہ اور قانونی کارروائی جاری ہے؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کے دائرہ کار میں مندرجہ ذیل اضلاع ہیں:۔

i) راولپنڈی ii) اٹک

iii) جہلم iv) چکوال

(ب) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کا سٹاف تحصیل/ٹاؤن کی سطح پر تعینات ہوتا ہے، ٹی ایم اے میں انچارج آفیسر کا نام، عہدہ مع گریڈ اور عرصہ تعیناتی ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے۔

(ج) تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ڈویژنل ڈائریکٹر (BS-18) کے پاس صرف ایک گاڑی سوزوکی FX 800CC ماڈل

1988ہے۔

(ہ) ضیاء شاہد آڈیٹر حال تعینات ٹی ایم اے حسن ابدال کے خلاف بوجہ غیر حاضری محکمانہ کارروائی جاری ہے جس کی تفصیل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8675: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول / ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلیٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں / مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی۔اے / ڈی۔اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	57,83,500/-روپے
سال	2005-6	67,08,000/-روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ راولپنڈی کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	5014187/-روپے	6091945/-روپے
ٹی اے / ڈی اے	86355/-روپے	160482/-روپے

گاڑیوں کی مرمت	20000/- روپے	14371/- روپے
پٹرول/ڈیزل	30000/- روپے	29840/- روپے
کل اخراجات	5150542/- روپے	6296647/- روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	60619/- روپے	34244/- روپے
دیگر یوٹیلٹی بلز	کوئی نہیں	کوئی نہیں
کل اخراجات	60619/- روپے	34244/- روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں / مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام شیر علی عہدہ سرکل آڈٹ آفیسر گریڈ 16 جگہ تعیناتی جہلم سرکل اخراجات (2004-05)-/ 53549 روپے، (2005-06) -/73767 روپے

ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو فراہم کردہ فنڈز اور اخراجات

*8676: **ملک محمد اقبال چنڑ:** کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران کتنے فنڈز فراہم کئے گئے؟

(ب) یہ فنڈز کن کن مدات کے لئے فراہم کئے گئے؟

(ج) کتنے فنڈز ملازمین کی تنخواہوں، ٹی۔اے، ڈی۔اے اور گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر خرچ ہوئے؟

(د) کتنی رقم ٹیلی فون اور دیگر یوٹیلٹی بلز کی ادائیگی پر خرچ ہوئی؟

(ہ) کتنی رقم ترقیاتی کاموں / مقاصد پر خرچ ہوئی؟

(و) سب سے زیادہ ٹی۔اے، ڈی۔اے ان سالوں کے دوران وصول کرنے والے ملازم کا عہدہ، گریڈ اور نام مع جگہ تعیناتی بیان کریں؟

وزیر خزانہ:

(الف) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو مالی سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران مندرجہ ذیل فنڈز فراہم کئے گئے۔

سال	2004-05	54,71,000/- روپے
سال	2005-06	75,15,000/- روپے

(ب) ڈویژنل ڈائریکٹر لوکل فنڈ آڈٹ بہاولپور کو مالی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران ملنے والے فنڈز کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج)

سال	2004-05	2005-06
تنخواہ	-/48,46,387روپے	-/66,73,980روپے
ٹی اے / ڈی اے	-/2,06,407روپے	-/4,00,000روپے
گاڑیوں کی مرمت	-/16,963روپے	-/8,992روپے
پٹرول / ڈیزل	-/17,700روپے	-/24,625روپے
کل اخراجات	-/50,87,448روپے	-/71,07,597روپے

(د)

سال	2004-05	2005-06
ٹیلی فون	-/39,997روپے	-/36,974روپے
دیگر یوٹیلیٹی بلز	-/24,050روپے	-/32,258روپے
کل اخراجات	-/64,047روپے	-/69,232روپے

(ہ) محکمہ لوکل فنڈ آڈٹ کو ترقیاتی کاموں / مقاصد کی مد میں کوئی گرانٹ نہیں ملی۔

(و) نام، رانا خادم حسین عہدہ آڈٹ آفیسر گریڈ 16 جگہ تعیناتی رحیم یار خان / بہاولنگر سرکل اخراجات (05-2004)-/38,809روپے (06-2005)-/57,604روپے

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

چکوال۔ لیبر کالونیوں کی تعمیر، کوئلے کی نیلامی اور تعلیمی وظائف سے متعلقہ تفصیلات

426: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر کانکنی و معدنی ترقی از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع چکوال میں سال 05-2004 کے دوران کتنے کانکنوں کے بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے گئے تفصیل بیان کیجئے؟

(ب) کیا محکمہ معدنیات ضلع چکوال میں نئی لیبر کالونیاں بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

(ج) مالی سال 05-2004 میں محکمہ معدنیات نے ضلع چکوال میں کوئلے کی رائلٹی کی مد میں بذریعہ نیلامی کتنی رقم وصول کی، نیلامی میں کس فرم نے ٹھیکہ حاصل کیا تفصیل بیان

کیجئے؟

وزیر کانکنی و معدنی ترقی:

(الف) ضلع چکوال میں سال 2004-05 کے دوران مائینز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن نے کانکنوں کے 248 بچوں کو تعلیمی وظائف دیئے جس کی کل رقم -/1,62,000 روپے بنتی ہے اس کے علاوہ ٹیلنٹ سکالرشپ سکیم کے تحت پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی مالی معاونت سے کانکنوں کے 14 بچوں کو -/1,84,800 روپے کے وظائف دیئے گئے۔

(ب) جی ہاں۔ محکمہ معدنیات آئندہ سالوں میں مائینز لیبر ویلفیئر آرگنائزیشن کے ذریعے دیگر علاقوں کے علاوہ ضلع چکوال میں نئی لیبر کالونیاں بنانے کا ارادہ رکھتا ہے جس کے لئے پہلے ہی منصوبہ بندی کی جاچکی ہے اور یہ کالونیاں مائینز لیبر ہاؤسنگ بورڈ اور پنجاب ورکرز ویلفیئر بورڈ کی منظوری کے بعد آئندہ چند سالوں میں مکمل کی جائیں گی۔

(ج) ضلع چکوال کی حدود سے نکالی جانے والی معدنیات بشمول کوئلہ پر عائد رائلٹی کی وصولی کا ٹھیکہ بذریعہ نیلام عام برائے عرصہ 01-04-04 تا 31-03-05 قانون اور ضوابط کے مطابق -/380000000 روپے کے عوض نیلام کیا گیا یہ ٹھیکہ میسرز ٹیکنالوجی اینڈ بزنس انٹرنیشنل، اسلام آباد نے نیلام عام میں highest bidder کے طور پر کامیاب ہونے کی بناء پر حاصل کیا۔

بھکر۔ انڈسٹریل اسٹیٹ کے قیام اور 2003-04 کے قرضہ جات کی تفصیل

427: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر صنعت از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا حکومت بھکر میں انڈسٹریل اسٹیٹ بنانے کا ارادہ رکھتی ہے؟

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ضلع بھکر میں سال 2003-04 میں کل کتنے افراد کو قرضہ دیا، تفصیل بیان کیجئے؟

وزیر صنعت:

(الف) حکومت کے زیر غور ابھی تک اس قسم کی کوئی تجویز نہ ہے۔

(ب) پنجاب سمال انڈسٹریز کارپوریشن نے ضلع بھکر میں 2003-04 میں 41 پراجیکٹس کے لئے 102 افراد کو ومبلغ -/1,86,00,000 روپے کا قرضہ جاری کیا ہے۔ تفصیل ایوان

کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ڈسٹرکٹ مینجر ٹیوٹا لاہور کی انکوائریوں اور جونیئر کلرکس کی بھرتی سے متعلقہ تفصیل

452: محترمہ انجم سلطانہ: کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ڈسٹرکٹ مینجر ٹیوٹا لاہور نے جونیئر کلرکوں کی درخواستیں وصول کر کے انٹرویو لئے اور تقرریاں بغیر میرٹ کے سفارش پر اور رشوت پر دی گئیں اور حق دار محروم ہو گئے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف حجرہ شاہ مقیم (اوکاڑہ) ڈپلومہ کمپیوٹر اور میرٹ کے مطابق پورا تھا لیکن اس کو تعینات نہیں کیا گیا ہے میرٹ لسٹ اور تعینات نہ کرنے کی وجوہات بیان کی جائیں نیز کس کو کس بنیاد پر تعینات کیا گیا ہے؟

(ج) ڈسٹرکٹ مینجر کی جائیداد کی تفصیل اور اس کے خلاف ہونے والی انکوائریوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر صنعت:

(الف) یہ ہرگز درست نہ ہے۔

(ب) تمام تقرریاں ٹیوٹا کے منظور شدہ طریق کار کے مطابق تشکیل دی گئی کمیٹیاں کرتی ہیں اور ڈسٹرکٹ مینجران کمیٹیوں کا ایک ممبر ہوتا ہے اسی طرح لاہور میں تمام تقرریاں میرٹ کی بنیاد پر کی گئی ہیں نہ کہ رشوت اور سفارش پر۔ یہ درست نہ ہے کہ محمد ابرار لطیف ولد محمد لطیف میرٹ پر تھا جبکہ میرٹ پر اس کا نمبر 06 تھا جبکہ اسامیوں کی تعداد 02 تھی اس کی وجہ سے وہ تعینات نہ ہو سکا میرٹ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

رول نمبر	نام مع ولدیت	تحریری امتحان میں حاصل کردہ نمبر 20	عملی امتحان میں حاصل کردہ نمبر 10	انٹرویو میں حاصل کردہ نمبر 40	کل حاصل کردہ نمبر 70	میرٹ
73	شہزادا عظم عظیم ولد محمد ارشاد	16	7	30	53	I
74	یاسر مقصود ولد مقصود الحسن	16	06	29	51	II
72	محمد معظم چودھری ولد محمد ادریس	17	05	26	48	III
34	محمد افنان ولد محمد اقبال نعیم	16	06	25	47	IV
47	ذیشان یوسف ولد محمد یوسف	15	05	23	47	V
43	محمد ابرار لطیف	15	07	24	46	VI

(ج) ڈسٹرکٹ مینجر لاہور کے خلاف کوئی محکمانہ انکوائری نہ ہوئی ہے، بھرتیوں کے وقت

تعینات ڈسٹرکٹ مینجر نوید اختر چیمہ کی جائیداد کی تفصیل درجہ ذیل ہے:۔

1۔ ایک عدد مکان واقع چیمہ ہاؤس 9 کلو میٹر شیخوپورہ روڈ لاہور، جس میں وہ خود رہائش پذیر ہے۔

ٹیوٹا سیکرٹریٹ گلبرگ لاہور میں نوجوان کو جونیئر کلرک بھرتی نہ کرنے کی وجوہات

577: محترمہ انجم سلطانہ۔ کیا وزیر صنعت ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مینجر صاحب (ایڈمن) TEVTA سیکرٹریٹ H96- گلبرگ روڈ لاہور میں جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کر کے ٹیسٹ انٹرویو لیا گیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ میرٹ پر آنے والے نوجوان محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف کو ابھی تک تعیناتی آرڈر جاری نہیں کئے گئے ہیں۔ وجوہات بیان کی جائیں، کب تک تعیناتی آرڈر جاری کئے جائیں گے؟

وزیر صنعت:

(الف) جی ہاں! جونیئر کلرک کی بھرتی کے لئے درخواستیں طلب کی گئیں تھیں اور امیدواران کو باضابطہ طور پر ٹیسٹ/انٹرویو کے لئے بلایا گیا تھا۔

(ب) یہ درست نہیں ہے کیونکہ مجموعی نمبر شیٹ (کاپی ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے) کے مطابق محمد بلال لطیف ولد محمد لطیف میرٹ لسٹ میں نمبر 3 پر تھا لہٰذا اس کی بھرتی عمل میں نہ لائی جا سکی۔

میرٹ لسٹ میں نمبر 1 اور 2 پر آنے والے امیدواروں کو تعینات کر دیا گیا ہے۔ ان کی ڈیوٹی پر حاضری رپورٹ / جوائنگ رپورٹ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

تحاریک استحقاق

(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک استحقاق مہر اشتیاق صاحب کی ہے ان کی request ہے کہ اس کو اگلے سیشن تک pending کیا جائے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں آپ کی رولنگ چاہوں گا کہ کوئی سرکاری ملازم یا سرکاری افسر سرکاری حیثیت میں کیا اپنی سالگرہ منا سکتا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: ہر انسان کو یہ حق ہے کہ وہ اپنی سالگرہ منا سکتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ڈی سی او فیصل آباد نے بحیثیت ڈی سی او اپنی سالگرہ منائی اور 45 لاکھ روپے کے انہوں نے تحفے اکٹھے کئے۔ میرا ایک ذاتی جاننے والا ہے اس کے ساتھ میز سٹور گلبرگ میں شاپنگ کے لئے گئے انہوں نے 5 شرٹیں، 10 ٹائیاں، 2 سکارف خریدے اور ایک لاکھ 33 ہزار کا بل آیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

پوائنٹ آف آرڈر

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے پیش کی گئی تحریک استحقاق کا بار بار مؤخر کیا جانا

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ تشریف فرما تھے میں نے بڑی اہم تحریک استحقاق پنجاب اسمبلی پر حملے کے حوالے سے یہاں پیش کی تھی اور آپ نے فرمایا تھا کہ یہ تحریک استحقاق ضرور admit ہو گی بعد میں آپ نے اس کو فنانس کمیٹی کو ریفر کر دیا جو اس بارے میں تحقیقات کر رہی تھی۔ فنانس کمیٹی کے چیئرمین رائے صاحب یہاں تشریف رکھتے ہیں یہ بڑا اہم واقعہ ہے 75 سالہ پنجاب اسمبلی کی تاریخ میں کبھی اسمبلی بلڈنگ پر حملہ اور اتنا بڑا نقصان نہیں ہوا۔ اب اگر اس پر بھی ہماری تحریک استحقاق accept نہیں ہوتی اور صرف ASI اور سب انسپکٹروں کے خلاف ہی تحریک استحقاق accept ہوتی رہی اور اتنے اہم واقعے پر کوئی کارروائی نہ ہو تو یہ بہت افسوسناک بات ہو گی۔ رائے اعجاز صاحب تشریف رکھتے ہیں وہ فنانس کمیٹی کے چیئرمین ہیں ان سے پوچھیں کہ اس کا کیا بنا وہ کہتے ہیں کہ اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور ہم اس کو واپس کرنا چاہتے ہیں۔ وہ یہاں تشریف رکھتے ہیں ان سے اس بارے میں رہنمائی لیں اور میری یہ تحریک استحقاق کمیٹی کو بھیجی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، رائے صاحب!

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ نے اس تحریک کو ہماری سب کمیٹی کو بھیجی تھی اس میں ہم سمجھتے تھے کہ یہ ہمارا اسکوپ Privilege Rules میں نہیں ہے تو ابھی راجہ صاحب بیٹھے ہیں اگر ہم نے سننی ہو گی تو ہم سن لیں گے اگر استحقاق کمیٹی کے پاس بھیجنا ہے تو وہاں بھیج دیں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن راجہ صاحب سے اس کا جواب لے لیا جائے کہ ان کی کیا رائے ہے؟ کیونکہ ابھی تک کوئی مثال نہیں ہے کہ فنانس کمیٹی نے ایسی کوئی تحریک سنی ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! راجہ صاحب نے یہاں کھڑے ہو کر جواب نہیں دینا کیونکہ ان کی میٹنگ میں بات ہونی ہے۔ اب جب بھی فنانس کمیٹی کی میٹنگ ہو یہ مجھے بلالیں وہاں اس کو discuss کر کے پھر decide کر لیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے صاحب! جب آپ میٹنگ بلائیں گے تو راجہ صاحب کو بھی بلا لینا وہیں پر discuss ہو جائے گا۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ اس کو extend کر دیا جائے پھر ہی ہم اس کو discuss کر سکیں گے اگر extension نہیں ہو گی تو پھر ہم بات سن ہی نہیں سکتے۔

رپورٹ
(توسیع)

جناب ڈپٹی سپیکر: رائے اعجاز احمد ایک تحریک استحقاق کی رپورٹ کے بارے میں توسیع لینا چاہتے ہیں۔ جی، رائے صاحب! اپنی تحریک پیش کریں۔

اسمبلی بلڈنگ پر حملہ کے حوالے سے تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے

میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے
میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی اور اب سوال یہ ہے کہ:

"تحریک استحقاق نمبر 6/2006 پیش کردہ سید احسان اللہ وقاص کے بارے
میں ذیلی مجلس مالیات پنجاب اسمبلی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی
میعاد میں دوماہ کی توسیع کردی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

رائے اعجاز احمد: شکریہ۔جناب سپیکر!۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سید احسان اللہ وقاص صاحب! آپ بھی اس میں شرکت کرنا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نہیں آسکتا۔

رائے اعجاز احمد: جناب سپیکر! سید احسان اللہ وقاص صاحب کے لئے ہی تو extension لی ہے یہ آئیں گے تو فیصلہ کریں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: احسان اللہ وقاص صاحب! آپ بھی اس میں شریک ہو جائیے گا۔اگلی تحریک استحقاق نمبر 40 جناب محمد آجاسم شریف کی ہے یہ 16-10-06 تک ملتوی کی جاتی ہے۔

پوائنٹ آف آرڈر

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، ڈاکٹر وسیم صاحب!

وائس چانسلر پنجاب یونیورسٹی کا میوزکیالوجی کی کلاسیں شروع کرنے کے پروگرام پر دین پسند طلباء کا شدید احتجاج

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے ایک انتہائی اہم معاملہ اس ہاؤس میں حکومت کی توجہ کے لئے پیش کرنا چاہتا ہوں۔ میں اس کے لئے قرآن شریف کی ایک چھوٹی سی آیت تلاوت کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔

ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشة فی الذین امنوا لھم عذاب الیم فی الدنیا والآخرةواللہ یعلم وانتم لا تعلمون O

جناب سپیکر! اللہ کے نبی ﷺ نے یہ بات بھی ارشاد فرمائی ہے کہ میں آلات مزامیر یعنی موسیقی کے آلات توڑنے کے لئے آیا ہوں۔ مسئلہ یہ ہے گزشتہ کئی مہینوں سے پنجاب یونیورسٹی کے اندر ایک معاملہ چل رہا ہے اور وہاں پر وائس چانسلر صاحب enlighten moderation جو اس وقت ملک کے اندر ہے اس کے زیر اثر میوزکیالوجی کی کلاسیں چلانا چاہتے ہیں۔ وہاں پر یہ سلسلہ چل رہا ہے اور وہاں پر جو دین پسند طلباء ہیں اس پر شدید احتجاج کر رہے ہیں اور وائس چانسلر صاحب نے یونیورسٹی کو ایک فوجی یونٹ سمجھ لیا ہے اور تسلسل کے ساتھ وہ طلباء کا اخراج کر رہے ہیں اور اب تک پنجاب یونیورسٹی کے 40 کے قریب طلباء کا اخراج کر چکے ہیں۔ ابھی چار پانچ روز پہلے پنجاب یونیورسٹی کے باہر بھی وہاں کے طلباء آئے تھے اور انہوں نے اپنا احتجاج پُرامن طریقے سے ریکارڈ کروایا تھا انہوں نے کل پھر اس پر احتجاج کیا سڑک بلاک ہوئی اور بڑا شور شرابا ہوا لیکن وائس چانسلر صاحب کے کان پر جوں رینگتی ہے نہ گورنر صاحب اس پر کوئی ایکشن لیتے ہیں اور ظاہر ہے کہ بش کی ہدایات پر enlighten moderation کے تحت تعلیمی اداروں میں بھی یہ کلچر ناچ گانا لانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ میں نے قرآن پاک کی آیت پیش کی اور اللہ کے نبی ﷺ کی حدیث پیش کی ہے۔ میں اس سلسلے میں وزیر تعلیم تو یہاں تشریف فرما نہیں ہیں لیکن یہ ان کے بس کی بات بھی نہیں ہے میں محترم راجہ صاحب سے گزارش کروں گا کہ وہ خصوصی مہربانی کریں اور میوزکیالوجی کی کلاسز کو بھی حکومت بند کروائے اور وہ 40 طلباء جن کا اخراج ہو گیا ہے جن کا مستقبل اب اس حوالے سے تباہ ہو گا ان کے بارے بھی مہربانی کریں اور ان کی rustication کو بھی مہربانی فرما کر ختم کرائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بہتر یہ ہے کہ جب وزیر تعلیم صاحب موجود ہوں اس وقت آپ یہ پوائنٹ raise کریں اس وقت چونکہ وہ موجود نہیں ہے اس کو فی الحال pending کیا جاتا ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم تحریک التوائے کار take up کرتے ہیں یہ تحریک التوائے کار نمبر 268 سید احسان اللہ وقاص کی ہے یہ move ہو چکی ہے اور ہیلتھ منسٹر صاحب اس کا جواب دیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اس کو دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں تاکہ ہاؤس میں بیٹھے سب کے ذہن میں یہ تازہ ہو جائے کہ میں نے کیا مسئلہ عرض کیا تھا اور وہ کس چیز کا جواب دے رہے ہیں کیونکہ یہ تین چار ماہ پہلے move کی گئی تھی اب سارے لوگ اس کو بھول چکے ہوں گے اس لئے میں اس کو دوبارہ پڑھنا چاہتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے آپ اس کو پڑھ لیں۔

پنجاب میڈیکل فیکلٹی کی جانب سے ہزاروں پیرا میڈیکل (ڈسپنسرز) کو جعلی میڈیکل سرٹیفکیٹ کا اجراء

(جاری---)

سید احسان اللہ وقاص: بڑی مہربانی۔ میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ روزنامہ "ڈان" مورخہ 27 - مارچ 2006 کے مطابق پنجاب حکومت کے ادارہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی نے گزشتہ کچھ عرصہ کے دوران 42,000 بوگس اور بالکل جعلی سرٹیفکیٹ پیرا میڈیکل (ڈسپنسر) جاری کر دیئے۔ عام پاکستانی مؤثر طبی سہولیات کے نہ ہونے اور میڈیکل ڈاکٹرز کی تعداد بہت کم ہونے کی وجہ سے عام طور پر ڈسپنسرز سے ہی ادویات خریدتے ہیں اور اپنا علاج کرواتے ہیں۔ بغیر کسی میڈیکل تعلیم، تجربہ اور امتحان کے پنجاب بھر میں 42,000 جعلی ڈسپنسرز کو جعلی سرٹیفکیٹ دے کر عوام کی زندگی اور موت کو ان کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا ہے۔ جو از حد تشویشناک ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! یہ میرا issue تھا میں اس میں مزید یہ بات add کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر صحت نے اس کی انکوائری کے لئے ایک کمیٹی بھی قائم کی تھی وہاں یہ ہوا کہ جن بچوں نے امتحان دیا ان کے پرچوں کو مارک ہی نہیں کیا گیا اور ان کو فیل قرار دے دیا گیا جنہوں نے امتحان نہیں دیا تھا انہوں نے پیسے دیئے اور پیسے دے کر وہ فرسٹ ڈویژن میں پاس ہو گئے اور ان کو سرٹیفکیٹ بھی issue ہو گئے۔ وزیر صحت نے اس پر کافی انکوائری بھی کروائی تھی میری درخواست ہو گی کہ اس کے بارے میں comments پیش فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت!

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اس کا جواب پڑھ دیتا ہوں پھر آپ کی طرف سے اگر اجازت ہو تو اس پر میں اپنے comments بھی دوں گا۔ معزز رکن اسمبلی نے 27۔ مارچ 2006 کی روزنامہ "ڈان" کی جس خبر کے حوالے سے تحریک التواء پیش کی ہے وہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے معاملات کی چھان بین کے لئے حکومت کی بنائی گئی انکوائری ٹیم کی ایک observation کی بنیاد پر ہے۔ اس انکوائری ٹیم نے ابتدائی تحقیق میں ایک نقطہ یہ اٹھایا تھا کہ اب تک شائع کروائے گئے ڈسپنسروں کے سرٹیفکیٹ اور پاس ہونے والے امیدواران کی تعداد میں ایک نمایاں تفاوت ہے۔ اس انکوائری کمیٹی نے اس اور چند ایسے دوسرے معاملات کی مکمل چھان بین کے لئے ایک وسیع البنیاد انکوائری کمیٹی کی سفارش کی۔ جیسے اس انکوائری کمیٹی کی سفارشات وصول ہوں گی ان کی روشنی میں ذمہ داران کے خلاف سخت تادیبی کارروائی کی جائے گی۔۔۔

جناب سپیکر! یہ اخبار میں خبر بعد میں چھپی تھی، یہ issue میں نے خود raise کیا تھا بلکہ جب مجھے اس چیز کی اطلاع ملی تو میں نے خود پریس کانفرنس hold کی۔ اس میں چونکہ تقریباً ایک ہزار پیپرز جو چیک کئے گئے تھے وہ involved تھے۔ ہم نے اس دفعہ کا رزلٹ روک لیا اور انکوائری کمیٹی کو بہتر بنانے کے لئے ڈیپارٹمنٹ میں ہم نے ایک internal inquiry کی۔ اس کے بعد میں نے ایک out of the department انکوائری کی تشکیل کی اور چیف منسٹر سے approval کروائی۔ وہ انکوائری سیکرٹری زراعت کر رہے ہیں تاکہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا اس پر کوئی اثر و رسوخ نہ ہو، about fourteen days back سیکرٹری زراعت نے ہمیں request کی جو اس انکوائری کے چیئرمین ہیں کہ مجھے اس انکوائری کو مکمل کرنے کے لئے دو مہینے کا مزید ٹائم دیا جائے۔ وہ انکوائری تو اپنی جگہ چل رہی ہے لیکن اس کے باوجود پنجاب میڈیکل فیکلٹی کے جو

ایگزامینر تھے، جو یہ پیپرز conduct کر رہے تھے، پچھلے کئی سالوں سے کرتے رہے ہیں، ان کو ہم نے بلیک لسٹ کر دیا۔ They will not conduct any exam، ہم نے اس کے بعد ایک امتحان conduct بھی کروایا ہے جس کے بارے میں کوئی شکایات موصول نہیں ہوئی ہیں۔ یہ پنجاب میڈیکل فیکلٹی جو کہ ایک بڑا اہم ادارہ تھا جہاں پر بہت ساری شکایات آ رہی تھیں اب اس کو پورا ایک revamp کر دیا گیا ہے۔ اس کے باوجود ہم سمجھتے ہیں کہ جو وہاں پر افسران موجود تھے، انکوائری کی رپورٹ تو آتی رہے گی لیکن جو پنجاب میڈیکل فیکلٹی کا سیکرٹری تھا اس کو میں نے معطل کیا اور وہ ابھی تک ڈاکٹر فردوس، او ایس ڈی ہے۔ وہاں کا جو رجسٹرار ڈاکٹر زبیر تھا اس کو بھی اپنی اس پوسٹ سے remove کر دیا گیا۔ اس سارے process کے بعد جیسے میں نے عرض کیا ہے کہ ہم نے ایک exams already successful and transparent طریقے سے conduct بھی کر دیا ہے۔ شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! مجھے اس بات سے اتفاق ہے کہ اس وقت وہاں کے معاملات درست ہیں اور میں یہ سمجھتا ہوں کہ وہاں جو main clerical staff تھا انھوں نے وہاں کے انتظامی افسران کے ساتھ مل کر یہ ساری لوٹ مچائے رکھی۔ بیس سے پچیس ہزار روپیہ وہ ایک ڈسپنسر سے لیتے تھے اور اس کو بالکل ایک جعلی سرٹیفیکیٹ دیتے تھے۔ وہ امتحان میں appear تک نہیں ہوتا تھا اور جعلی ڈسپنسر سرٹیفیکیٹ اس کے حوالے کر دیتے تھے۔ اب اس واقعہ کو تقریباً سات آٹھ ماہ ہو گئے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جن لوگوں کو انھوں نے suspending کیا ہے یہ درست بات ہے لیکن اس کے ساتھ نچلا عملہ جس میں سپروائزر، ہیڈ کلرک کی طرح کے لوگ سارے کے سارے شامل تھے اور آپ حیران ہوں گے کہ ان کی دیدہ دلیری کا یہ عالم تھا کہ جن بچوں نے پیسے نہیں دیئے اور ان بیچاروں نے امتحان دیا ان کے پیپروں کو کسی نے mark تک نہیں کیا، ان کو کھول کر ہی نہیں دیکھا اور جن بچوں نے امتحان دیا ہی نہیں، انھوں نے پیسے دے دیئے، ان کو فرسٹ ڈویژن میں پاس کر کے سرٹیفیکیٹ جاری کر دیئے گئے۔ وہاں پر سارے کے سارے عملے کو بھی نہ صرف suspending کرنا چاہئے بلکہ ان کے خلاف فوجداری مقدمات درج کرانے چاہئیں۔ اس میں جو بھی ملوث ہوں، وہ ہماری صحت کے ساتھ کھیلے ہیں اور اتنا بڑا ظلم کیا ہے، ان کے خلاف فوجداری مقدمات بھی درج کرانے چاہئیں۔ میں وزیر صحت سے یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ اس معاملے میں وہ ذاتی دلچسپی لیں اور ان کے خلاف سخت کارروائی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ جن کو انھوں نے انکوائری سپرد کی ہے Secretary Agriculture is a man of honour.اور وہ جب یہ رپورٹ پیش کریں گے تو اس کے بعد جو بھی یہ مناسب سمجھیں گے وہ ایکشن دیکھ لیں گے۔.Let the report come here اگلی تحریک التوائے کار محترمہ کنول نسیم صاحبہ!

رانا ثناء اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر آپ کی توجہ اس جانب مبذول کروانا چاہتا ہوں کہ [***********]

جناب ڈپٹی سپیکر: میں اس کو expunge کرتا ہوں۔.This is no point of order

رانا ثناء اللہ خان: اس ملک میں ایک جمہوری حکومت جو برسر اقتدار تھی [*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I expunge all these words.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! تحریک التوائے کار نمبر 17 جو پیش ہو چکی تھی میں نے اس کا جواب دینا ہے کیونکہ یہ پوائنٹ آف آرڈر تو آپ irrelevant قرار دے چکے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس میں گزارش میری یہ ہے کہ محترمہ کنول نسیم صاحبہ نے کل جو تحریک التوائے کار پیش کی تھی اس کا جواب میں نے آج دینا تھا---

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ move ہو چکی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ move ہو چکی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

MR DEPUTY SPEAKER: Rana sahib! This is no point of order. Expunged from the record.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: جو بھی ہے. I expunge from the record.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس کے حوالے سے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملے کی محترمہ نے نشاندہی کی تھی۔ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER:- Rana sahib! I have given the floor to Law Minister.

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! [*******]

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I am not allowing this point of order. I expunge these words from the record.

جیل روڈ لاہور کی سروس روڈ پر کار ڈیلرز کا قبضہ

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جو تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے اس میں کہا یہ گیا ہے کہ جیل روڈ پر جو سروس روڈ ہے وہاں پر گاڑیاں کھڑی کر کے اس سروس روڈ کو بند کر دیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ تحریک التوائے کار پیش کی گئی ہے۔ اس تحریک التوائے کار کے مطابق جو رپورٹ ہم نے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ سے اور متعلقہ ٹی۔ایم۔اے سے مانگی تھی اس رپورٹ کے مطابق یہ معاملہ درست ہے اور یہاں پر اس حد تک جو سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ نے کارروائی کی ہے اس کے مطابق انھوں نے ہزاروں روپے کا جرمانہ بھی کیا ہے اور درجنوں دکانداروں کا چالان بھی کیا ہے۔ اس لئے میں محترمہ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ انھوں نے اپنی تحریک التوائے کار میں جو ایک اہم مسئلہ اٹھایا تھا اس کو درست تسلیم کرتے ہوئے، ہم نے متعلقہ ٹی۔ایم۔اے کو، متعلقہ ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو یہ ہدایت جاری کی ہے---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب سپیکر! آپ نے floor کس کو دیا ہوا ہے؟ (قطع کلامیاں)

MR DEPUTY SPEAKER: I have given the floor to you...

وزیر قانون و پارلیمانی امور: یہ پھر پارلیمنٹ کی بات کرتے ہیں۔ پارلیمنٹ کی بالادستی کی بات کرتے ہیں۔ جمہوری رویوں کی بات کرتے ہیں۔ تعلیم کی بات کرتے ہیں۔ ان کی حالت یہ ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جب میں پوائنٹ آف آرڈر پر بات کر رہا تھا تو وہ کھڑے ہوئے ہیں۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no point of order. I have given the floor to the Law Minister.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! انہی رویوں کی وجہ سے آج انہیں یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ اگر اس وقت union of attitude رواں ہو جاتا تو آج شاید ان کی یہ حالت نہ ہوتی اور یہ رونا نہ رو رہے ہوتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر!۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: This is no way. I have not given the floor to you.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شرم آنی چاہئے آپ لوگوں کو۔

MR DEPUTY SPEAKER: I have not given the floor to you. I have given the floor to Law Minister. This is no time.

میں نے ابھی آپ کو floor نہیں دیا۔ میں نے ان کو دے دیا ہے۔ آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔ میں نے آپ کو عرض کیا ہے کہ یہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر!۔۔۔

معزز ممبران حزب اختلاف: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس وقت تحریک التوائے کار چل رہی ہے۔ ان کو جواب دے لینے دیں۔ میں ابھی آپ کو floor دیتا ہوں۔

معزز ممبران حزب اختلاف: قائد حزب اختلاف بات کرنا چاہتے ہیں۔ آپ ان کو floor نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے ان کو انکار نہیں کیا۔ میں نے کہا ہے کہ اس کا جواب دے لینے دیں۔ میں ان کو floor دیتا ہوں۔

(اس مرحلہ پر معزز ممبران حزب اختلاف اپنی نشستوں سے کھڑے ہو کر "نو مشرف نو" کے نعرے لگاتے لگاتے رہے)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آپ نے floor مجھے دیا ہے۔ پہلے میں بات کروں گا، پھر میں بات سنوں گا۔ آپ نے floor مجھے دیا ہے۔ پہلے انہیں میری بات سننی پڑے گی۔

معزز ممبران حزب اختلاف: No. No. (شور وغل)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بالکل غلط۔ پہلے floor مجھے ملا ہوا ہے۔ ہم قطعی طور پر نہیں سنیں گے۔ پہلے floor مجھے ملا ہوا ہے۔ ہم نہیں سنیں گے۔ پہلے میں بات کروں گا پھر ان کی بات سنی جائے گی۔ قطعی طور پر نہیں سنیں گے۔ بالکل نہیں سنیں گے۔ (شور وغل)

جناب ڈپٹی سپیکر: میں آپ سے request کروں گا ذرا یہ جواب دے لیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔ I request the Leader of the opposition کہ وزیر قانون صاحب کو جواب دے لینے دیں پھر میں آپ کو floor دیتا ہوں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ آپ نے floor مجھے دیا تھا۔ رانا صاحب نے اس وقت جتنی گفتگو فرمائی ہے۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے وہ ساری گفتگو حذف کر دی ہے۔ اس وقت آپ صرف تحریک کے بارے میں جواب دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں کہ آپ نے وہ گفتگو حذف فرما دی ہے۔ جب ہم اداروں کی بالادستی کی بات کرتے ہیں، قواعد و ضوابط کی بات کرتے ہیں تو پھر ہمیں ان کا احترام بھی کرنا چاہئے اور ایسا رویہ اختیار نہیں کرنا چاہے جس کے باعث آج ان کو یہ دن دیکھنا پڑ رہا ہے۔ میں بات کرنے کے لئے کھڑا ہوا، آپ نے مجھے floor دیا اس دوران لیڈر آف اپوزیشن بات کرنا چاہ رہے تھے۔ میں نے صرف اس لئے insist کیا کہ چونکہ میں already کھڑا تھا۔ اب وہ بات کرنا چاہتے ہیں تو میں ان کے احترام میں بیٹھ جاتا ہوں۔ میں ان کی پوری بات سنوں گا اور پھر جواب بھی دوں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، جناب قاسم ضیاء!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں راجہ بشارت صاحب کا بھی شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے مجھے بات کرنے کا موقع دیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بات کرنا آپ کا حق ہے اور ہمیں آپ کا بہت احترام ہے۔

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔ جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اس ہاؤس سے تین سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا جو بات رانا ثناء اللہ صاحب نے کہی ہے وہ غلط ہے؟ کیا 12-اکتوبر 1999 کو ایک جمہوری حکومت نہیں تھی، کیا اس کا تختہ ایک جرنیل نے نہیں الٹا اور کیا آج میرے موصوف بھائی جو ان بنچوں پر وزیر بن کر بیٹھے ہیں وہ اس جمہوری حکومت کے بھی وزیر نہیں تھے؟ میں پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس وقت جمہوری حکومت تھی جس کا تختہ الٹا گیا یا آج جمہوری حکومت ہے جس کو ایک جرنیل head کر رہا ہے؟ مجھے اس کا جواب چاہئے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ جو بات رانا صاحب نے کی ہے وہ درست ہے کہ میاں نواز شریف صاحب کی منتخب حکومت کا ایک جرنیل نے تختہ الٹا اور اس کے بعد تمام وہ لوٹے بنائے جس کے بارے میں آج وہ اپنی کتاب میں لکھتا ہے کہ (ق) لیگ بھی میں نے بنائی اور حکومت بھی میں نے بنائی۔ یہ وزیر جو اس وقت میاں نواز شریف صاحب کے بھی وزیر تھے میں ان سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا میاں نواز شریف صاحب کی حکومت جمہوری تھی یا کہ آج کی حکومت جمہوری ہے؟ آج کے وزیر اعلیٰ بھی اسی حکومت کے سپیکر تھے۔ میں آپ سے پوچھنا چاہوں گا، آپ سے رولنگ چاہوں گا کہ کیا یہ بات درست نہیں ہے کہ ایک جرنیل نے 12-اکتوبر 1999 کو ایک جمہوری حکومت کا تختہ الٹا تھا، ایک منتخب حکومت کا تختہ الٹا تھا؟

جناب ڈپٹی سپیکر: میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ جس point پر رانا صاحب نے تقریر کرنا چاہی وہ پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تھا۔ اگر کسی نے کوئی رائے دینی ہے یا کوئی تقریر کرنی ہے تو اس کا ایک علیحدہ طریق کار ہے۔ میں نے کبھی آپ کو تقریر کرنے سے نہیں روکا لیکن اگر ایک issue take up ہو چکا ہے، اس کا جواب وزیر قانون صاحب دے رہے تھے اس دوران ہی point raise کرنا مناسب نہیں ہے اور اس لئے بھی valid نہیں ہے کیونکہ اس چیز کے ساتھ اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ ابھی قائد حزب اختلاف صاحب نے بات کرنا چاہی تو میں نے floor دیا ہے اسی طرح اگر کوئی اور بھائی بات کرنا چاہتے ہیں تو میں اسے بھی اجازت دوں گا۔ دیکھیں ہاؤس کو چلانے کا ایک

طریقہ ہے۔ہاؤس میں چیئر کا احترام لازم ہے۔

House cannot function without any discipline. When you ask for a point of order unless the Chair allows, you should not speak.

میں نے کبھی آپ کو بولنے سے منع نہیں کیا لیکن ایک طریق کار ہوتا ہے۔رانا صاحب کو جب میں نے کہا کہ آپ کا پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا تو انھیں بیٹھ جانا چاہئے تھا اسی لئے میں نے ان کے پوائنٹ آف آرڈر کو validقرار نہیں دیا اور میں اس حوالے سے تمام باتیں ریکارڈ سے حذف کرتا ہوں۔اگر اس سلسلے میں کسی نے بات کرنی ہے تو میں بعد میں اسے allowکروں گا مگر ہاؤس کے discipline and decorumکو ملحوظ خاطر رکھیں۔That is what I want. تحریک التوائے کار چل رہی ہے مجھے اس کو نمٹانے دیں اس کے بعد کسی نے بات کرنی ہو گی تو میں اجازت دوں گا۔

تحریک التوائے کار نمبر 723، پیش کردہ حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے ہے۔یہ moveہو چکی ہے۔یہ آج تک کے لئے pendingتھی اور اس کا جواب آنا تھا۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! میری تحریک کا تو پہلے جواب آ لینے دیں۔میری تحریک کا کیا بنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی تحریک تو ہو گئی ہے۔

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! مجھے تو شور میں کچھ پتا نہیں چلا کہ کیا ہوا ہے۔لہذا پہلے میری تحریک پر جواب آ لینے دیں۔وزیر صاحب اس بارے میں اپنے جواب کو repeatکر دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر قانون صاحب! محترمہ کنول نسیم صاحبہ کی تحریک کا پہلے جواب دے دیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ تحریک التوائے کار کل پیش ہو چکی تھی اور اس کا جواب بھی میرے پاس آ چکا تھا لیکن میں نے اس کو آج کے لئے pendingاس لئے کروایا تھا کہ میں سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور متعلقہ TMAکی طرف سے یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ انھوں نے اس مسئلے پر اس وقت تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر! اس تحریک التوائے کار کے ذریعے حکومت کی توجہ اس طرف مبذول کروائی گئی ہے کہ جیل روڈ پر جو سروس روڈز ہیں وہاں پر گاڑیاں پارک کر دی جاتی ہیں اور شور رومز

والے گاڑیاں باہر کھڑی کر کے راستہ روک دیتے ہیں۔ یہ ایک انتہائی اہم مسئلہ تھا جس کی طرف محترمہ نے حکومت کی توجہ مبذول کروائی تھی۔ میں ان سے اتفاق کرتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی اہم معاملہ ہے اور یقینی طور پر اس طرح گاڑیاں کھڑی کرنے سے اس علاقے کے رہنے والے لوگوں کو آمدورفت میں تکلیف ہوتی ہے۔ اس مسئلے کا نوٹس لیتے ہوئے ہم نے جب سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اور متعلقہ TMA سے جواب طلب کیا تو انھوں نے یہ کہا کہ ہم اس سلسلے میں regular بنیادوں پر کارروائی کرتے رہتے ہیں۔ جو گاڑیاں وہاں پر کھڑی کی جاتی ہیں ان کا چالان کیا جاتا ہے، ان کو لفٹر کے ذریعے اٹھا لیا جاتا ہے اور دکانداروں کے چالان بھی کئے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں جب ہم نے ان سے فگرز مانگے تو انھوں نے درجنوں دکانوں کو اس حوالے سے جرمانہ کرنے کا بتایا۔ انھوں نے بتایا کہ کس دکان کو کتنا جرمانہ کیا گیا ہے، کتنی گاڑیاں چالان کی گئیں اور کتنی گاڑیوں کو لفٹر کے ذریعے اٹھایا گیا لیکن اس سب کچھ کے باوجود وہاں پر صورتحال میں کوئی تسلی بخش تبدیلی نہیں آئی اس لئے ہم نے پھر اس تحریک التوائے کار آنے کے بعد، ان کا جواب آنے کے بعد ان کو ہدایت کی ہے کہ اس سلسلے میں خصوصی مہم چلائیں اور شورومز سے باہر کھڑی کرنے کے trend کو ختم کروایا جائے تو میں یقین رکھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالی اس نئی مہم کے بعد صورتحال میں یقینی طور پر تبدیلی آئے گی اور بہتری پیدا ہو گی۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ ٹھیک ہے، کیا آپ جواب سے مطمئن ہیں؟

محترمہ کنول نسیم: جناب سپیکر! اچھا جواب ہے لیکن یہ صرف جیل روڈ کا مسئلہ نہیں ہے بلکہ پورے لاہور کا مسئلہ ہے تاہم میں اپنی تحریک پر مزید زور نہیں دیتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چونکہ محرک اپنی تحریک کو press نہیں کرتیں لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 723، حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان کی طرف سے ہے۔ یہ move ہو چکی ہے اور آج تک کے لئے pending کی گئی تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! ابھی تک اس کا جواب موصول نہیں ہوا لہذا اس کو pending فرمالیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے اسے Monday تک pending کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کی طرف سے ہے۔

تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ کے عملہ کا غریب مریضوں سے ناروا سلوک اور ایکسرے فیس میں اضافہ

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں علاج معالجہ کی غرض سے آنے والے غریب مریضوں سے ہسپتال کے ڈاکٹرز اور دیگر عملہ انتہائی ناروا سلوک اختیار کر رہا ہے جس کا عملی مظاہرہ ہسپتال میں آنے والے غریب مریضوں سے ایکسرے فیس -/15 کی بجائے -/40 روپے وصول کی جاتی ہے۔ جبکہ دیگر میڈیکل ٹیسٹوں کے لئے مریضوں کو سرکاری لیبارٹری کی بجائے پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھیجا جاتا ہے۔ جن کی بھاری بھرکم فیسیں ہیں اور ستم ظریفی تو یہ ہے کہ یہ لیبارٹریاں بھی تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ کے عملہ اور ڈاکٹروں کے ہی زیر انتظام ہیں۔ ہسپتال میں سرکاری سطح پر ٹیسٹ کرنے کی بجائے مریضوں کو پرائیویٹ لیبارٹریوں میں بھجوانے پر چنیوٹ کے شہری سراپا احتجاج ہیں۔ لہٰذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر! میری ایک درخواست ہے کہ چنیوٹ ہسپتال ہی کے متعلق میری ایک دوسری تحریک 762 ہے اگر اس کو بھی اس کے ساتھ لے لیا جائے تو مہربانی ہو گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر صحت صاحب!

وزیر صحت: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب سپیکر! تحصیل ہیڈکوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں علاج و معالجہ کی غرض سے آنے والے غریب مریضوں سے ہسپتال کے ڈاکٹرز اور دیگر عملہ انتہائی خوش اسلوبی سے پیش آتا ہے اور سرکاری فنڈز دستیابی کی صورت میں -/15 روپے ایکسرے فلم کے وصول کئے جاتے ہیں۔ ایکسرے اور ای سی جی ریٹ واضح طور پر، نمایاں بورڈ پر چسپاں ہیں نیز الٹرا ساؤنڈ بحکم ڈی سی او جھنگ مفت کئے جاتے ہیں۔ جب سرکاری فنڈز دستیاب نہیں ہوتے تو اس وقت Patient's Welfare Society انجمن بہبودی مریضاں چنیوٹ ایکسرے فلمز مہیا کرتی ہے اور -/60 روپے وصول کئے جاتے ہیں جو کہ فلمز کی لاگت کے حساب سے ہوتے ہیں جبکہ مارکیٹ میں فلم کا ریٹ -/80 سے -/100 روپے ہوتا ہے۔ نیز غریب، نادار، ایکسیڈنٹ اور

ایمر جنسی مریضوں کے لئے ایکسرے مفت کئے جاتے ہیں۔وہی ٹیسٹ باہر پرائیویٹ لیبارٹریز کو ڈاکٹرز بھیجتے ہیں جن کی سہولت ہسپتال میں موجود نہیں ہے باقی تمام ٹیسٹ ہسپتال میںconductکئے جاتے ہیں۔ہسپتال کے کسی ڈاکٹر یا ملازم نے پرائیویٹ لیبارٹری بنائی ہوئی ہےاور نہ ہی پرائیوٹ لیبارٹریز کو کسی ملی بھگت کے تحت مریض بھیجے جاتے ہیں۔ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال چنیوٹ میں 2005 میں8550ایکسرے اور 6858 لیبارٹری ٹیسٹ کئے گئے ہیں جو کہ تحصیل ہیڈ کوارٹر ہسپتال کے اعتبار سے خاطر خواہ تعداد ہے۔.Thank you sir

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر!ہیلتھ منسٹر صاحب نے جو جواب دیا ہے میں اس سے متفق نہیں ہوں۔ چنیوٹ میں غریب لوگ رہ رہے ہیں۔ سول ہسپتال کس مرض کی دوا ہے؟ یہ ان غریب لوگوں کے لئے ہے جو چالیس روپے بھی فیس نہیں دے سکتے۔اگر حکومت نے اسی طرح سے غریبوں کے ساتھ کرنا ہے تو پھر وہاں پر سول ہسپتال کی کیا ضرورت ہے؟انھوں نے تو بالکل گول مول اور غلط سا جواب دے دیا ہے۔

جناب سپیکر!میں آپ کی وساطت سے ہیلتھ منسٹر سے کہوں گی کہ وہ چنیوٹ ہسپتال کا ایک دورہ رکھیں اور دیکھیں کہ کیا حالات ہیں؟میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا کہ اسی ہسپتال کے متعلق میری ایک اور تحریک التوائے نمبر 762 بھی ہے اگر آپ اسے بھی اس کے ساتھ لے لیں تو ان کو سب واضح ہو جائے گا کہ اس ہسپتال کی کیا حالت ہے،اس بلڈنگ کی کیا حالت ہےاور جس جگہ پر مریض دیکھے جا رہے ہیں اس عمارت کا کیا حشر ہے، کیا وہ عمارت اس قابل ہے کہ کوئی مریض وہاں جاسکے اور ان کا وہاں پر کوئی اچھا ٹیسٹ ہو سکے گا، کوئی ادویات مل سکیں گی؟ میں ایک بار پھر ہیلتھ منسٹر صاحب سے درخواست کروں گی کہ وہ چنیوٹ کے ہسپتال کو ضرور دیکھیں پھر انھیں احساس ہو گا کہ واقعی یہ حکومت عوام کو صحیح طرح طبی سہولیات دے رہی ہے یا نہیں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ!آپ ہیلتھ منسٹر صاحب کو ان کے چیمبر میں مل لیں اور ان کو اس بارے میں اپنے خیالات سے آگاہ کریں۔ وہ اس معاملے میں جو بھی کر سکیں گے آپ کیhelpکریں گے اس لئے اس تحریک کوdispose ofکیا جاتا ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر!یہ معاملہ میرے حلقہ چنیوٹ کا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے تو ڈیپارٹمنٹ کا لکھا لکھایا جواب ایوان میں پڑھ دیا ہے۔ چنیوٹ کے ہسپتال کی حالت اتنی خراب ہے

کہ اگر ہمارے ایم ایس کا میڈیکل چیک اپ کرایا جائے تو اس کا دماغ بھی صحیح نہیں ہے۔ آپ کسی سے پوچھ لیں وہ mentally retarded ہے۔ ہمارے ہسپتال میں کوئی ایکسرے مشین ہے نہ کوئی ای سی جی مشین ہے حتیٰ کہ ماسوائے ایم ایس آفس کے کسی آفس میں فرنیچر تک نہیں ہے۔ دوائیاں تو ملتی ہی نہیں ہیں۔ حکومت کہتی ہے کہ ہم ایمرجنسی میں مفت ادویات مہیا کر رہے ہیں لیکن وہاں پر کسی قسم کی کوئی مفت دوائی نہیں ملتی اور لوگ ذلیل و خوار ہو رہے ہیں۔ باقی تمام ہسپتال چنیوٹ سے کافی فاصلے پر ہیں اور واقعی لوگ مسائل کا شکار ہیں۔ لہذا آپ ڈاکٹر صاحب کو حکم دیں کہ وہ چیمبر کی بجائے یہاں بات کریں اور ہماری تحصیل چنیوٹ کا visit کر لیں یا پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھیج دیں چونکہ ہمارے معاملے میں وہ بھی affect رہے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ڈاکٹر صاحب سے یہی درخواست کرنے لگا تھا۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ موجود ہیں اور میں ان پر مکمل اعتماد کرتا ہوں۔ میں ان کی صلاحیتوں کو سلام پیش کرتا ہوں۔ میں پھر عرض کروں گا کہ اگر ڈاکٹر صاحب کے پاس ٹائم نہیں ہے تو پھر پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو بھیج دیں تاکہ وہ وہاں جا کر ہمارا حال دیکھیں کہ ہم کیسے زندگی گزار رہے ہیں۔ اگر ایک محترمہ نے یہ معاملہ point out کرنے کی جسارت کر لی ہے تو پلیز آپ ہم پر مہربانی فرمائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے۔ میں ہیلتھ منسٹر صاحب سے کہنے لگا ہوں کہ وہ اس کی انکوائری کر لیں اور موقع کا visit کر لیں تو بہتر ہوگا۔ میں یہی کہہ رہا ہوں کہ وہ visit کر لیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ visit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ان سے یہی درخواست کر رہا ہوں کہ وہ تشریف لے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! ہیلتھ منسٹر صاحب پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ کو کہیں کہ وہ چنیوٹ تشریف لے جائیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر صحت! آپ ذرا ان کو مطمئن کر دیں۔

وزیر صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یقیناً انھوں نے جو point raise کیا ہے اس میں کچھ نہ کچھ validity ہو گی لیکن جیسے میرے فاضل دوست نے کہا کہ وہاں پر کوئی ایکسرے نہیں کیا جاتا مگر میں نے آپ کے سامنے figures پیش کر دیئے ہیں۔ تو ایک سال میں ایکسرے مشین کے بغیر

how eight thousand تو 8550ایکسرے کیسے ہوئے؟ اگر ایکسرے مشین ہے ہی نہیں تو X-Rays were conducted اس طرح exaggerate کرنا کہ ایکسرے مشین ہی نہیں ہے تو پھر 8500 ایکسرے آسمانی فرشتے نے آ کر conduct کئے ہیں۔ میں genuine چیز کی support کرتا ہوں لیکن ایک چیز جسے میں نے اعداد و شمار سے ثابت کر دیا ہے اس بارے میں exaggerate کر کے بتانا کہ وہاں پر ایکسرے مشین ہی نہیں ہے۔ میرے خیال میں ایسے معاملات نہیں بنتے۔ جہاں تک انسپکشن کا تعلق ہے۔۔۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! میں نے یہ نہیں کہا کہ وہاں پر ایکسرے مشین نہیں ہے۔

وزیر صحت: جناب والا! جہاں تک انسپکشن کا تعلق ہے تو میں اسے اپنے tour programme میں شامل کر لیتا ہوں لیکن اگر یہ چاہتے ہیں کہ پارلیمانی سیکرٹری visit کریں تو میرے پاس دو پارلیمانی سیکرٹریز ہیں ایک ڈاکٹر فرزانہ نذیر اور دوسرے جناب نذر محمود شاہ صاحب۔ میں درخواست کروں گا کہ ان میں سے ایک چلے جائیں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! وزیر صحت صاحب نے دو پارلیمانی سیکرٹریوں میں option دی ہے تو میں ان کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ڈاکٹر فرزانہ نذیر بڑی competent ہیں اس لئے انھیں تکلیف دیں کہ وہ وہاں کا visit کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے منسٹر صاحب سے درخواست کی ہے کہ وہ اس کی چھان بین کریں۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب والا! ڈاکٹر فرزانہ نذیر صاحبہ کو بھیجیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں نے درخواست کر دی ہے۔ وہ کریں گے۔

سرکاری کارروائی

جناب ڈپٹی سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ ہم سب سے پہلے پوپ کے بیان پر اظہار تشویش کی قرارداد لیتے ہیں۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز! تشریف رکھیں۔ ابھی اظہار تشویش کی قرارداد لے رہے ہیں۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میری ایک تحریک التوائے کار ہے اسے پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کا وقت ختم ہو گیا ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میں تیسرے دن سے انتظار میں ہوں۔ مجھے یہ تحریک التوائے کار پڑھنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ابھی تحاریک التوائے کار کا ٹائم ختم ہو گیا ہے۔ آپ کل پیش کر لیجئے۔ وزیر قانون اور جناب ارشد محمود بگو نے یہ تحریک پیش کی ہے کہ

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرار داد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ قرار داد صرف ارشد بگو صاحب اور ہماری طرف سے نہیں ہے بلکہ اس پورے معزز ایوان کی طرف سے متفقہ قرار داد ہے۔ لہذا اسے اس طرح take کیا جائے کہ قرار داد متفقہ طور پر پیش کی جا رہی ہے لیکن ارشد بگو صاحب اسے پیش کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں بھی اس پر یہ وضاحت کرتا ہوں کہ اس میں اپوزیشن لیڈر محترم قاسم ضیا صاحب اور رانا ثناء اللہ خان بھی اس میں باقاعدہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تمام پارٹیز کو شامل کیا جاتا ہے اور متفقہ قرار داد پیش کی جاتی ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب والا! ایم کیو ایم کو بھی شامل کیا گیا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہاں پر جو پارٹیز موجود ہیں ان سب کو شامل کیا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو:جناب والا! یہ ایجنڈا جو دیا گیا ہے اس Resolution میں لکھا ہوا ہے وزیر قانون، جناب ارشد محمود بگو۔ میں بڑا خوش ہوا تھا کہ منسٹر فار لاء میرے نام کے نیچے لگ گیا ہے لیکن اب اردو میں اس کی تصحیح کر دی گئی ہے۔

جناب سپیکر! ..I move that requirement of Rule 115

ایک آواز:اردو میں پڑھیں۔

جناب ارشد محمود بگو:اردو میں پڑھوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر:اردو میں پڑھیں مہربانی۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

جناب ارشد محمود بگو:جناب سپیکر!میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر:یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 کو معطل کر کے پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر اظہار تشویش کے لئے ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب ڈپٹی سپیکر: جناب وزیر قانون اور ارشد بگو صاحب و دیگر قائدین کرام یہ قرارداد پیش کریں گے۔

قرارداد

پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ کے استعمال پر مذمت کی قرارداد

جناب ارشد محمود بگو: جناب والا! میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان پوپ بینی ڈکٹ کی جانب سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے پر تشویش کا اظہار کرتا ہے۔ پوپ کے ان الفاظ سے عالم اسلام کے جذبات مجروح ہوئے ہیں اور پوری مسلم امہ تذبذب کا شکار ہے۔ لہذا یہ ایوان متفقہ طور پر پوپ کے ان الفاظ کی پرزور مذمت کرتا ہے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

بحث

پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا item پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر خوراک یا وزیر صنعت کی تقریر سے ہوگا۔ تاہم دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیں۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! مجھے اجازت ہے میں اس پر بات شروع کروں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! آج کا topic مہنگائی کے تدارک کے لئے بڑا اہم ہے اور حکومت نے اس سلسلے میں کیا اقدامات کئے ہیں۔ اس کے لئے میں تھوڑی سی تمہید باندھوں گا تاکہ ہمارے جو فاضل دوست ہیں جن کا تعلق اپوزیشن اور حکومتی بنچز سے ہے ان کی آراء بھی آ سکیں اور آخر میں میرے فاضل دوست وزیر انڈسٹریز اس کو wind up بھی کریں گے۔

جناب سپیکر! مہنگائی میں دو چیزیں بڑی اہم ہوتی ہیں۔ ڈیمانڈ اور سپلائی ساری دنیا کے اندر ان دو چیزوں کے اندر مہنگائی گھومتی ہے۔ ڈیمانڈ اور سپلائی کو meet کرنے کے لئے اگر سپلائی بہتر ہو اور ڈیمانڈ کم ہو تو پھر معاملات درست چلتے ہیں۔ اگر ڈیمانڈ بڑھ جائے اور سپلائی کم ہو تو قیمتیں بڑھ جاتی ہیں۔ ساری دنیا میں پہلا تو یہی اصول ہے لیکن مختلف economists کی جو latest آراء ہیں ان کو بھی سامنے رکھا گیا ہے۔ کچھ ایسے economists بھی ہیں وہ یہ کہتے ہیں کہ اس طرح سے نہیں اگر ڈیمانڈ کم کی جائے تو اس سے بھی معاملات درست ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر! اس میں آپ سنگاپور کی مثال لے سکتے ہیں کہ سنگاپور میں اگر ایک آدمی نے اپنے استعمال کے لئے گاڑی رکھنی ہو تو اس کی انہوں نے proper قیمت رکھی ہوئی ہے اور اگر ایک گاڑی کے علاوہ اپنی تعیش کے لئے کوئی زیادہ گاڑیاں رکھنا چاہتا ہے تو اس کا اتنا زیادہ ٹیکس دینا پڑتا ہے کہ وہ دوسری گاڑی خریدنے کا سوچتا ہی نہیں ہے۔ اسی طرح آج چائنا کی مثال لے لیں وہاں پر جو زیادہ آبادی والے علاقے ہیں وہاں پر اگر کسی کا دوسرا بچہ ہو تو اس پر ٹیکس بہت زیادہ ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دوسرے بچے کے بارے میں سوچتا ہی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! کچھ economists کی یہ رائے ہے کہ ڈیمانڈ کو کم کر کے مہنگائی کو کم کیا جا سکتا ہے لیکن دیکھنا یہ ہے کہ قیادت اور حکومت وہ ہوتی ہے جس کا دل غریب عوام کے ساتھ دھڑکے اور غربت کو کم کرنے کے لئے اور کم آمدنی والے لوگوں کو boost up کرنے کے لئے حکومتی اقدامات کیا ہیں؟ یہ بات سب سے زیادہ دیکھنے والی ہوتی ہے۔ کیا حکومت کم آمدنی والے لوگوں کی کوئی protection کر رہی ہے ان کے لئے کوئی بہتری کا سامان کر رہی ہے، ان کے لئے کوئی ایسے اقدامات کر رہی ہے جو ان کے مفاد میں ہو اور ان کی معیشت پر بوجھ کم کرنے کے لئے کوئی role play کر رہی ہے یا نہیں؟ اس میں ہماری دونوں حکومتیں وفاقی حکومت اور صوبائی حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں ان کے بارے میں بھی میں مختصراً عرض کروں گا۔

جناب سپیکر! فیڈرل حکومت کی اولین ترجیحات میں مہنگائی پر قابو پانا شامل ہے۔ اس سلسلے میں وفاقی حکومت نے ارزاں قیمت پر روزمرہ استعمال میں آنے والی اشیاء کی فروخت کو یقینی بنانے کے لئے مختلف اقدامات کئے ہیں ان کی تفصیل یہ ہے۔ اس پر حکومت بھاری subsidy برداشت کر رہی ہے اور ان اقدامات سے اشیائے خورد و نوش کی قیمتوں میں استحکام آیا ہے۔ وہ کس طرح سے ہوا ہے۔ چینی کی بڑھتی ہوئی قیمتوں کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت نے بروقت چینی درآمد کی تاکہ قیمت بیلنس ہو سکے۔ اس سلسلے میں ہماری ٹریڈنگ کارپوریشن نے بڑا اہم رول ادا کیا اور سستے داموں چینی کی فروخت شروع کی۔ جس سے چینی کی بڑھتی ہوئی قیمتیں کچھ کم ہوئیں۔

جناب سپیکر! اس سلسلے میں یوٹیلٹی سٹورز کا بھی بڑا اہم رول ہے اور یوٹیلٹی سٹورز پر چینی کی قیمت فروخت کو ساڑھے ستائیس روپے فی کلو گرام کو یقینی بنایا گیا۔ اس وقت تقریباً چالیس ہزار ٹن چینی رعایتی نرخوں پر فروخت ہو رہی ہے۔ یوٹیلٹی سٹورز کو اس طرح سے اہمیت دی گئی ہے کہ وزیراعظم خود بہ نفس نفیس یوٹیلٹی سٹورز کو جا کر چیک کرتے ہیں۔ بازار میں جاتے ہیں کہ واقعی قیمتیں مناسب ہیں اور اس میں کوئی گڑبڑ تو نہیں ہو رہی۔ یعنی وزیراعظم صاحب سے لے کر اس کی پوری ٹیم جتنے ہمارے وفاقی وزیر ہیں وہ بھی باہر نکلے ہوئے ہیں اور وہ بھی اس بات کو چیک کرتے رہتے ہیں کہ کیا قیمتوں پر کوئی کنٹرول ہو رہا ہے یا نہیں ہو رہا؟

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یوٹیلٹی سٹور پر آٹا -/230 روپے فی بیس کلو گرام کا تھیلا فروخت کیا جا رہا ہے۔ رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں وزیراعظم نے 660 ملین روپے کا خصوصی پیکج دیا ہے۔ جس کے تحت 1100 سے زائد اشیاء ارزاں نرخوں پر یوٹیلٹی سٹورز پر فروخت

کی جارہی ہیں۔اس پیکج کے تحت آٹا جو ہے وہ -/35روپے کی رعایت سے -/220روپے فی بیس کلو گرام کے حساب سے بیچا جارہا ہے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ گھی اور خوردنی آئل کی قیمتوں میں چھ روپے فی کلو گرام کے حساب سے کمی کی گئی ہے۔اس کے علاوہ دالیں اور بیسن میں دس سے پندرہ فیصد فی کلو گرام قیمتوں کو کم کیا گیا ہے۔چاول اور مشروبات کی قیمتوں میں دس فیصد کی رعایت دی گئی ہے۔بقیہ اشیاء خوردونوش میں بھی پانچ فیصد سے پندرہ فیصد تک قیمتوں میں کمی کی گئی ہے۔اس پیکج پر عمل کو یقینی بنانے کے لئے وفاقی حکومت کی ساری ٹیم اس کے اوپر لگی ہوئی ہے۔اس کے بعد حکومت پنجاب نے جو اقدامات کئے ہیں اس کی میں مختصراً گزارش اس معزز ایوان کے سامنے پیش کروں گا۔

جناب سپیکر!ایک کمیٹی میری سربراہی میں بھی چل رہی ہے جو Punjab Permanent Price Committee ہے جس میں ہم باقاعدہ اجلاس کرتے ہیں اس میں آٹھ سیکر ٹریز ممبر ہیں اس میں صارفین بھی ہیں، تاجر بھی ہیں اور سرکاری افسران بھی شامل ہیں۔اس میں ہم پالیسی گائیڈ لائن دیتے ہیں۔اس کے علاوہ روزانہ بنیاد پر قیمتوں کا جائزہ لینے اور انہیں مناسب سطح پر رکھنے کے لئے پنجاب پرائس اینڈ سپلائی مانیٹرنگ کمیٹی جس کو خواجہ طاہر ضیاء صاحب ہیڈ کر رہے ہیں وہ بھی چل رہی ہے۔

جناب سپیکر!اس میں جس ضلع سے جو بھی شکایت آتی ہے کہ وہاں پر فلاں چیز کی قیمت زیادہ ہے اس کے ڈی سی او کو اس کے ناظم کو بلا کر ان کو گائیڈ لائن دی جاتی ہے کہ آپ ان قیمتوں کو اعتدال میں رکھیں اور جو منافع خور ہیں ان کے اوپر پوری نظر رکھیں اور شدت کے ساتھ ان پر ہاتھ بھی ڈالیں۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ گراں فروشوں کو کنٹرول کرنے کے لئے تمام اضلاع میں حکومت نے پرائس کنٹرول مجسٹریٹ مقرر کر دیئے ہیں جس کی پہلے اس mechanism میں بڑی کمی تھی جب سے مجسٹریسی نظام ختم ہوا ہے تو کوئی ایسا mechanism نہیں تھا کہ جس کے ذریعے مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکے۔اب ہر ضلع میں مجسٹریٹ اس کو کنٹرول کر رہے ہیں۔ماہ ستمبر میں دارلحکومت لاہور میں 2ہزار 693 چھاپے مارے گئے جس میں 8لاکھ 30 ہزار 6سو روپے کے جرمانے عائد کئے گئے اور 93افراد کو سزائیں دی گئیں۔یہ میں آپ کو ایک شہر لاہور کی گزارش پیش کر رہا ہوں۔حکومت اس کے علاوہ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے گندم کا نرخ اصولی طور پر -/

440روپے ہونا چاہئے تھا اس کو ہم نے -/430روپے کر دیا ہے جس کی وجہ سے فی 40 کلو گرام چھ روپے آٹے کی قیمت میں کمی ہوئی ہے۔

جناب والا! یہ سارے اقدامات ہیں جو پنجاب حکومت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ حکومت نے غریب عوام کو فائدہ پہنچانے اور مہنگائی کا ریلیف مہیا کرنے کی خاطر ایک خصوصی پیکیج بھی دیا ہے جو کوئی 2-ارب اور 33 کروڑ روپے پر مشتمل ہے۔ اس پر 10 لاکھ خاندانوں کو سستا آٹا، چینی، دال مسور اور دال چنا وغیرہ مہیا کیا جا رہا ہے۔ ایک مہینے میں دس کلو آٹے کے چار تھیلے جس میں سو روپے فی تھیلا اس کی قیمت رکھی گئی ہے اور ہر خاندان کو دو کلو چینی، دو کلو دال مسور اور دو کلو چنا جو مارکیٹ سے بیس روپے سستا دیا جا رہا ہے۔ یہ سارے اقدامات حکومت پنجاب کر رہی ہے۔ اس سے کوئی پانچ لاکھ خاندانوں کو فائدہ پہنچ رہا ہے جس سے -/28روپے سے دس کلو تھیلا کے حساب سے مجموعی طور پر 224 ملین کی سبسڈی حکومت برداشت کر رہی ہے۔ اس کے علاوہ ہر ضلع کی سطح پر سستے بازار لگائے جا رہے ہیں جہاں سے بازار سے رعایتی نرخوں پر اشیائے خورد و نوش اور دوسری اشیاء فروخت کی جا رہی ہیں۔

جناب سپیکر! رمضان المبارک کے مقدس مہینے میں خصوصی رمضان بازار لگائے جا رہے ہیں اور وزیر اعلیٰ پنجاب کی ہدایت پر تمام اضلاع میں وزراء خصوصی بازاروں کا معائنہ کر رہے ہیں اور ایک ایک ضلع ایک ایک منسٹر کو allocate کیا گیا ہے اس سے بھی قیمتوں میں بڑا اعتدال آیا ہے۔ یہ سارے اقدامات اس لئے کئے جا رہے ہیں کہ عوام کو ریلیف ملے اور عوام حکومت کو دعا دیں۔ ان سارے اقدامات سے گندم اور آٹا کی فراہمی میں کوئی کمی نہیں ہے اور محکمہ خوراک نے کاشتکاروں سے نہ صرف پورا سیزن گندم خریدی ہے بلکہ پہلے ہم چھ مہینے کے لئے کرتے تھے اب ہم نے پورا سال گندم کا اجراء کرتے ہیں تاکہ صوبہ پنجاب بلکہ پورے پاکستان میں آٹے کی کمی محسوس نہ ہو۔ یہ وہ اقدامات ہیں جو ہماری حکومت کر رہی ہے اور ہم کوئی کھوکھلے نعروں پر believe نہیں کرتے کہ روٹی، کپڑے اور مکان کا نعرہ لگا کر آپ ووٹ لیں اور پھر عوام کون اور ہم کون۔ ہم campaign کی صورت میں باقاعدہ ایک کام کر رہے ہیں تاکہ لوگوں کو ریلیف مل سکے۔ میں نے صرف اتنی تمہید باندھنی تھی باقی فاضل دوستوں کی جو رائے ہوگی اس کے مطابق میں عرض کروں گا۔

پوائنٹ آف آرڈر

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری جاوید احمد صاحب!

صوبہ میں گنے کی قیمت دوسرے صوبوں کے برابر مقرر کرنے، پاکپتن اور وہاڑی میں نہری پانی کی کمی کو دور کرنے کا مطالبہ

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں آپ کے توسط سے پنجاب اور اپنے علاقے کا ایک اہم مسئلہ آپ کی خدمت میں اور اس ایوان میں پیش کرنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ دنوں گنے کی قیمت کا اعلان ہوا ہے کہ پاکستان میں گنے کے کاشتکار کو کس طرح سے قیمت دی جائے گی۔ اس میں سندھ میں -/67 روپے فی من ہے، پنجاب میں -/60 روپے اور صوبہ سرحد میں -/63 روپے ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ پنجاب کے کاشتکار کے ساتھ ظلم ہے کہ یہاں پر نہ صرف گنے کی yield کم نکلتی ہے بلکہ اس کو grow کرنے کی cost بھی زیادہ آتی ہے۔ یہاں کے کاشتکار کو تو آپ -/60 روپے دیں جہاں پر پانی بھی بہت قیمتی ہے، جہاں پر پانی حاصل کرنا جوئے شیر لانے کے مترداف ہے اور یہاں پر گنے کی فصل کو بجلی سے پانی مہیا کیا جاتا ہے کیونکہ نہری پانی بہت کم ملتا ہے اور یہاں پر ہمارے کسان کو -/60 روپے مل رہے ہیں۔ اس ایوان کے توسط سے وزیر خوراک سے میری یہ گزارش ہے کہ ہمارے پنجاب کے کاشتکار کے حقوق کا تحفظ فرمایا جائے اور یہاں پر بھی گنے کا ریٹ وہی ہو جس طرح سے چینی کا ریٹ سارے پاکستان میں ایک چلتا ہے یا سارے ٹیکسز اور باقی دیگر چیزوں کے ریٹس چلتے ہیں تو اس میں ہمیں گنے کا ریٹ بھی مناسب لے کر دیں۔

جناب سپیکر! اس کے ساتھ ساتھ میں ایک اور گزارش بھی کروں گا کہ ہمارے علاقے پاکپتن میں during the season بھی نہری پانی کی شدید قلت رہتی ہے اور off season میں تو بالکل پانی نہیں آتا۔ میری یہ گزارش ہو گی کہ ہماری گندم اور گنے کی فصل کے لئے سردیوں میں بھی ہمارے علاقے کو دو پانی ضرور دیئے جائیں اور خصوصاً دو اضلاع پاکپتن اور وہاڑی کو جو نہر سیراب کرتی ہے اس میں ضرور پانی چھوڑا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: سب کے لئے پانی کی ضرورت ہے۔

وزیر خوراک: جناب سپیکر! فاضل دوست نے جس جانب توجہ دلائی ہے اس میں یہ ہے کہ ایک طرف تو ہم چاہتے ہیں کہ آٹا بڑا سستا ہو اور گندم کی قیمت بھی بہت زیادہ ہونی چاہئے میں as a farmer بات کر رہا ہوں میرا تو دل ہوگا کہ گندم کی قیمت -/800 روپے ہو جائے۔ دنیا میں کوئی ایسا فارمولہ ہے کہ اگر گندم کی قیمت -/800 روپے ہوگی تو پھر آٹے کی قیمت بھی اسی حساب سے ہوگی۔ اسی طرح ہم چاہتے ہیں کہ چینی بھی سستی ہو لیکن گنے کا ریٹ -/100 روپے من ہونا چاہئے۔ آپ بتائیں کہ دنیا میں کون سا ایسا فارمولہ ہے کہ گنا مہنگا ہو اور چینی سستی ہو۔

جناب سپیکر! وفاقی حکومت صوبوں سے recommendations لے کر اجناس کی قیمتوں مقرر کرتی ہے اور جن کے پاس زمین نہیں ہے جو گندم نہیں بوتے جنہوں نے آٹا قیمتاً خرید کر کھانا ہوتا ہے ان کا بھی حکومت نے خیال رکھنا ہوتا ہے۔ اس کے بیلنس میں رہ کر حکومت ایک پالیسی بناتی ہے۔ پچھلے سال تو زمینداروں نے گنا -/80 سے -/90 اور -/100 روپے من تک بیچا ہے۔ اس میں تو چینی کی قیمت بڑھنی تھی اس لئے میں اپنے فاضل دوست سے کہوں گا کہ حکومت وقت دونوں پہلوؤں کو مدنظر رکھ کر گنا بونے والوں اور چینی خریدنے والوں کا خیال رکھتے ہوئے ان کے بین بین رہ کر پالیسی بناتی ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں قیمت بڑھانے کی بات نہیں کر رہا میں تو یہ عرض کر رہا تھا کہ سندھ میں گنے کے کاشتکار کو جو قیمت مل رہی ہے وہ ہمارے پنجاب کے کاشتکار کو کیوں نہیں مل رہی؟ میرا تو سوال یہ تھا کہ ہماری گورنمنٹ یا ہمارے منسٹر صاحب ہمارے پنجاب کے کاشتکار کے مفادات کا تحفظ کریں کیونکہ سندھ کی نسبت پنجاب میں گنے پر cost بھی زیادہ آ رہی ہے، اس کے اخراجات زیادہ ہیں، in puts زیادہ ہیں اور موسم کے climaxing change ہونے کی وجہ سے ہمارے کاشتکار کی سندھ کے مقابلے میں yield بھی کم آتی ہے اور اگر ہماری پنجاب گورنمنٹ ہمارے کاشتکار کا تحفظ نہیں کرے گی تو کون کرے گا؟ ہم آٹے یا گندم کی قیمت بڑھانے کی بات نہیں کر رہے لیکن یہ جو discriminatory سلوک ہے جو پنجاب کے کاشتکار اور سندھ کے کاشتکار کے درمیان رکھا جا رہا ہے اس میں پنجاب حکومت کو آواز بلند کرنی چاہئے اور میں اس ایوان اور اپنے منسٹر صاحب سے یہ request کرتا ہوں کہ یہ ضرور ان کے مفادات کا تحفظ کریں گے۔ میں گندم کی قیمت بڑھانے کی یا مہنگائی کی بات نہیں کر رہا۔ ہم بھی سمجھتے ہیں کہ مہنگائی بہت زیادہ ہے اس میں کمی لانے کے لئے جو mechanism بنانا ہے وہ بھی ہم سب کو مل کر بنانا چاہئے۔

ہمارے ہاں mechanism کی کمی ہے اگر فصل زیادہ ہو جاتی ہے تو وہاں پر خریدنے والا کوئی نہیں ہوتا اور جب فصل نہیں ہوتی تو وہاں پر مہنگائی بہت زیادہ ہو جاتی ہے اس mechanism کو بنانے کے لئے کیا طریق کار ہے اس حوالے سے میں چاہوں گا کہ ہمارے پنجاب کے مفادات کا تحفظ اور عوام کے مفادات کا بھی، ہم بھی غریبوں کے ساتھی ہیں۔ ہماری پارٹی بھی غریبوں سے ووٹ لے کر اقتدار میں آئی ہے اور انشاء اللہ ہماری پارٹی آئندہ بھی جیتے گی اسی حوالے سے کہ ہم غریبوں کی خدمت کرتے ہیں، پسماندہ علاقوں میں ترقیاتی کام ہوئے ہیں تو میری یہ گزارش ہے کہ ہماری حکومت پنجاب کے عوام کا تحفظ کرنے کے لئے کوئی mechanism بنائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! باقی باتیں آپ اپنی تقریر میں کر لیجئے فی الحال آپ نے یہ point raise کر دیا ہے۔

چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! سندھ کا کاشتکار -/67 روپے فی من لے، پنجاب کا -/60 روپے اور صوبہ سرحد کا کاشتکار جہاں گنا بھی کم ہوتا ہے وہ -/63 روپے لے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر خوراک صاحب! ان کی بات کو نوٹ کریں اور اس کے بارے میں جو بھی مناسب ہو سکے وہ کر دیجئے۔ اب میں رانا ثناء اللہ کو floor دیتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! شکریہ۔

(اس مرحلہ پر رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

کورم کی نشاندہی

جناب خضر الیاس ورک: جناب چیئرمین! ہاؤس میں کورم نہیں ہے گنتی کروالیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب چیئرمین! یہ دیکھیں کہ مہنگائی اور لوگوں کے مسائل کے ساتھ ٹریژری بنچز کی یہ commitment ہے اور اسی لئے تو ہم کہتے ہیں کہ جنرل مشرف نے یہ صحیح کہا ہے کہ میں نے پارٹی اور حکومت بنانے کے لئے یہ سارے لوٹے اکٹھے کئے ہیں یعنی لوگوں کے مسائل اور اس ملک کے عوام کے ساتھ ان کی یہ commitment ہے۔

جناب چیئرمین: رانا صاحب! جب کورم point out ہو جاتا ہے تو اس کے بعد ہاؤس چلانے کا میرا اختیار ختم ہو جاتا ہے لہذا گنتی کرانی ہوگی۔ گنتی کی جائے۔ (گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(پانچ منٹ کے لئے گھنٹیاں بجائی گئیں)

گنتی کی جائے۔ (اس مرحلہ پر گنتی کی گئی)

کورم پورا نہ ہے لہذا اجلاس کل بروز جمعتہ المبارک 13-اکتوبر 2006، صبح 9 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے اور کل پرائس کنٹرول پر بحث ہوگی۔ شکریہ

1084

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ، 13۔اکتوبر 2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ جات خزانہ اوراوقاف)

1۔ نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

سرکاری کارروائی

عام بحث

3۔ پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث (۔۔۔جاری)

4۔ امن عامہ پر عام بحث

1086

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

جمعتہ المبارک، 13-اکتوبر 2006

(یوم الجمع، 19-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 9 بج کر 16 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالماجد نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسۡمِ ٱللَّهِ ٱلرَّحۡمَٰنِ ٱلرَّحِيمِ o

وَجَاهِدُوا فِي اللَّهِ حَقَّ جِهَادِهِ هُوَ

اجْتَبٰىكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ مِلَّةَ اَبِيْكُمْ
اِبْرٰهِيْمَ هُوَ سَمّٰىكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ ۵ مِنْ قَبْلُ وَفِيْ هٰذَا لِيَكُوْنَ الرَّسُوْلُ
شَهِيْدًا عَلَيْكُمْ وَتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ فَاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا
الزَّكٰوةَ وَاعْتَصِمُوْا بِاللّٰهِ هُوَ مَوْلٰىكُمْ فَنِعْمَ الْمَوْلٰى وَنِعْمَ النَّصِيْرُ ﴿۷۸﴾

سُوْرَةُ الحَجّ آیت 78

اور خدا (کی راہ) میں جہاد کرو جیسا جہاد کرنے کا حق ہے۔ اس نے تم کو برگزیدہ کیا ہے اور تم پر دین کی (کسی بات) میں تنگی نہیں کی۔ (اور تمہارے لئے) تمہارے باپ ابراہیم کا دین (پسند کیا) اُسی نے پہلے (یعنی پہلی کتابوں میں) تمہارا نام مسلمان رکھا تھا اور اس کتاب میں بھی (وہی نام رکھا ہے تو جہاد کرو) تاکہ پیغمبر تمہارے بارے میں شاہد ہوں۔ اور تم لوگوں کے مقابلے میں شاہد اور نماز پڑھو

اور زکوٰۃ دو اور خدا کے دین کی (رسی کو) پکڑے رہو۔ وہی تمہارا دوست ہے۔ اور خوب دوست اور خوب مددگار ہے (78)

وما علینا الا البلاغo

سوالات

(محکمہ جات خزانہ اور اوقاف)

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب وقفہ سوالات شروع ہوتا ہے۔ آج محکمہ اوقاف سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے لیکن اس سے پہلے محکمہ خزانہ سے متعلق کل کے ایجنڈا سے متعلق چار سوالات take up کئے جائیں گے۔ ملک محمد اقبال چنڑ صاحب کا سوال ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان کے ایماء پر سوال نمبر 4736، جناب والا! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

بنکوں کے زرعی اور صنعتی قرضوں کے مارک اپ میں تفریق کا جواز

*4736: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ کسانوں کو صوبہ کے زیر انتظام بنکوں سے قرضہ جات سات فیصد مارک اپ سے جاری کئے جائیں گے؟

(ب) اس سلسلہ میں محکمہ خزانہ نے کیا اقدامات اور ہدایات صوبے کے بنکوں کو جاری کی ہیں؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ وزیر اعلیٰ کے احکامات کے باوجود صوبے کے متعلقہ بنک ابھی تک کسانوں کو گیارہ فیصد مارک اپ پر قرضہ جات جاری کر رہے ہیں جبکہ یہی قرضہ جات صنعتوں کے لئے پانچ فیصد پر جاری کئے جا رہے ہیں؟

(د) اگر جز بالا کا جواب اثبات میں ہے تو اس دوغلی پالیسی کی وجوہات کیا ہیں نیز وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عملدرآمد نہ کروانے والے محکمہ خزانہ کے افسران کون ہیں اور کب تک وزیر اعلیٰ کے احکامات پر عملدرآمد ہو جائے گا؟

وزیر خزانہ:

(الف) درست نہ ہے۔

(ب) تمام بنک اور مالیاتی ادارے براہ راست سٹیٹ بنک آف پاکستان کی ریگولیشنز کے مطابق

کام کرتے ہیں اور محکمہ خزانہ پنجاب کا اس میں براہ راست کوئی کردار نہ ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے۔

(د) جواب جز (الف)، (ب) اور (ج) میں دیا جا چکا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر بزنس اور انڈسٹریز کے لئے جو قرضے دیئے جاتے ہیں وہ بڑی کم شرح سود پر دیئے جاتے ہیں۔ export finance or re-financing کے لئے بزنس مین یہ کرتا ہے کہ four percent پر لے کر 11 یا 14 فیصد پر بنک میں رکھ دیتا ہے۔ جناب! کاٹن تو زمیندار پیدا کرتا ہے جو کہ 19/20 فیصد سود پر loan لیتا ہے تو یہ تفریق کیوں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ صاحب!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ بات بالکل درست ہے کہ اگر ہم انڈسٹری یا بزنس کے کسی بھی قرضے کو agriculture سیکٹر سے compare کریں تو agriculture سیکٹر کو نسبتاً مہنگے rates پر قرضہ دیا جاتا ہے۔ اس کی سب سے بڑی وجہ یہ ہے کہ ہمارے زرعی سیکٹر کی documentations نسبتاً درست نہ ہے۔ اس میں بنک کا رسک زیادہ involve ہوتا ہے۔ دوسرا ایک زرعی قرضہ دینے کے لئے بنک کے over head charges انڈسٹریل قرضہ دینے کی نسبت زیادہ لگتے ہیں۔ اس وجہ سے یہ تفاوت اور تفریق ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ خود concede کر گئے ہیں کہ زمیندار کو زیادہ شرح سود پر قرضہ دیا جاتا ہے۔ زمیندار کی recovery تقریباً 90 فیصد سے زیادہ ہوتی ہے۔ آگے ایک سوال آرہا ہے جس میں بتایا گیا ہے Business Communities اور Industrialists اربوں روپے قرضہ لے کر write off بھی کروا چکے ہیں۔ جتنا یہ write off کروا چکے ہیں اتنا تو زمیندار کو total قرضہ ہی نہیں دیا گیا۔ یہ اس کی وضاحت فرمائیں کہ recovery کس کی زیادہ ہے آیا زمیندار سے زیادہ recovery ہوتی ہے یا کہ بزنس کمیونٹی سے ہے؟ اگر بزنس کمیونٹی کی recovery بھی کم ہے تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ documentation ان کی ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! recoveries کی percentages کے متعلق میں off hand نہیں بتا سکتا کہ کون سا سیکٹر کتنی recovery دے رہا ہے۔ چونکہ یہ بات اس سوال میں نہیں پوچھی گئی

تھی۔ ہو سکتا ہے کہ ان کی بات درست ہو اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ درست نہ ہو۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ایک طرف تو ہم کہتے ہیں کہ پاکستان ایک زرعی ملک ہے اور زراعت پاکستان کی معیشت میں ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے تو کیا حکومت کوئی ایسی پالیسی بنانا چاہتی ہے کہ مل مالکان کی نسبت زمیندار، کسان کو کم شرح سود پر اور زیادہ نرم شرائط پر قرضہ جاری کیا جا سکے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں ایوان کی یاد دہانی کے لئے عرض کرتا چلوں کہ جس وقت موجودہ سیاسی حکومت آئی تھی تو ہم نے free education کے بعد سب سے پہلا فیصلہ یہ کیا کہ ساڑھے بارہ ایکڑ تک زرعی ٹیکس معاف کر دیا۔ ہمارے آنے سے پہلے بنک آف پنجاب زمینداروں سے جس شرح پر interest charge کر رہا تھا وہ تقریباً 13 یا 14 فیصد کے قریب تھا۔ موجودہ حکومت زمیندار کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کی خاطر اسے گھٹا کر single digit تک لے آئی۔ ایک دوسرا اہم aspect یہ ہے کہ اس رسک element کو cover کرنے کے لئے بورڈ آف ریونیو computerization of land record کر رہا ہے جس سے بنک کو نسبتاً زیادہ comfort available ہو گا جو کہ آج وہ lack کرتے ہیں اور وہ بہت زیادہ shy ہوتے ہیں کہ زرعی شعبے میں loaning کریں۔

حاجی محمد اعجاز: میں وزیر موصوف کی اس بات سے اتفاق کرتا ہوں کہ حکومت پنجاب نے ریلیف دیا لیکن بات یہ ہے کہ آج بھی جو قرضہ مل مالکان لے رہے ہیں اس میں اور کسان کو ملنے والے قرضہ میں بہت فرق ہے۔ کسان آج بھی زیادہ شرح سود ادا کر رہا ہے۔ میرا مقصد یہ ہے کہ کوئی ایسی پالیسی بنائیں کہ جس سے کسان کو ریلیف مل سکے۔ ہمارے پڑوس میں انڈیا کے پنجاب کا علاقہ ہے وہاں حکومت کسانوں کو مفت بجلی مہیا کر رہی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ جی، ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! صوبے کے تمام لوگوں نے اخبارات میں یہ پڑھا تھا جب وزیر اعلیٰ نے یہ کہا تھا کہ ہم کسانوں کو 7 فیصد شرح سود پر قرضے جاری کریں گے۔ یہ کوئی ایسی بات نہیں ہے کہ جو کمرے کے اندر بیٹھ کر کی گئی ہو۔ ان کا یہ بیان باقاعدہ اخبارات کی سرخیاں بنا۔ جز (الف) میں ان سے یہ پوچھا گیا تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اعلان کیا تھا کہ

کسانوں کو صوبہ کے زیر انتظام بنکوں سے قرضہ جات 7 فیصد مارک اپ سے جاری کئے جائیں گے؟ اس کا جواب انھوں نے یہ دیا ہے کہ "درست نہ ہے" وزیر موصوف ذرا اس کی تفصیل بیان کر دیں کہ کیا وزیر اعلیٰ نے ایسا کوئی بیان دیا ہی نہیں تھا؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب نے بنک اور زرعی قرضے کے حوالے سے یہ statement ضرور دی تھی کہ agricultural mark up کو گھٹایا جائے گا اور اسے singledigit کیا جائے گا۔ جہاں تک 7 فیصد کا تعلق ہے یہ درست نہ ہے۔ انھوں نے 7 فیصد کا اعلان نہیں کیا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! کیا حکومت وزیر اعلیٰ کے اس بیان کو مد نظر رکھتے ہوئے مارک اپ کو مزید کم کرنے کے لئے تیار ہے؟

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! آج کے نہیں بلکہ ایک پرانے questions day پر میں نے گزارش کی تھی کہ زرعی بنک سٹیٹ بنک کے ماتحت ہیں۔ سٹیٹ بنک ان کی controlling authority ہے، directly حکومت پنجاب اس میں مداخلت نہیں کر سکتی۔ حکومت کے نمائندے بنک کے بورڈ میں ضرور ہوتے ہیں۔ انھیں گورنمنٹ کے اس concern کا بخوبی احساس ہے کہ گورنمنٹ زمینداروں کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینا چاہتی ہے اور اس چیز کو مد نظر رکھتے ہوئے وہ اپنے profit margin کو reduce کرتے رہتے ہیں۔

جناب سپیکر: مختصراً بات کرتے ہوئے یہ بتائیں کہ کیا حکومت وزیر اعلیٰ پنجاب کے اعلان کے مطابق عمل کرنا چاہتی ہے؟

وزیر خزانہ: جی ہاں، یقیناً کرنا چاہتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں وزیر موصوف کی توجہ چاہوں گا۔ Industrialists اور کسانوں کے درمیان disparity ہے۔ آپ آئین کے آرٹیکل 25 کو دیکھیں اس میں بڑا clear ہے کہ:

> 25(1) All citizens are equal before law and are entitled to equal protection of law.

تو یہ اس کی کیوں violation کر رہے ہیں؟ آئین میں یہ ہے کہ آپ نے سب کو equal rights اور equal protection دینی ہے تو Why the farmers are not given equality?

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! رانا صاحب نے جو آئین کا آرٹیکل 25 quote کیا ہے وہ بالکل درست ہے

لیکن کمرشل آرگنائزیشنز کو سب سے پہلے اپنے آپ کو safeguard کرنا ہوتا ہے۔ میں repeat کروں گا کہ ہم اس طرف جا رہے ہیں، computerization of land record کر رہے ہیں، ہم بنک کو اس shyness سے نکال رہے ہیں، نہ صرف حکومت پنجاب کے بنکوں کو بلکہ تمام مالیاتی اداروں، لیزنگ کمپنیوں اور فنانشل انسٹیٹیوشنز کو اس shyness سے نکال رہے ہیں تاکہ وہ جس طرح ایک کمرشل ادارے، بزنس کمیونٹی کو loan lending کرتے ہیں likewise وہ زرعی شعبے کو بھی کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال شیخ عزیز اسلم صاحب کا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6860 ہے اور اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

پنجاب بنک میں بھرتی کی تفصیل

*6860: شیخ عزیز اسلم: کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) 2004 سے آج تک پنجاب بنک میں کتنے افراد بھرتی ہوئے، ان کے نام، پتا جات، عہدہ اور موجودہ تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) کیا بھرتی سے پہلے بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی، اگر بھرتی پر پابندی ختم ہو چکی تھی تو تاریخ اور اخبار کا نام بتایا جائے؟

وزیر خزانہ:

(الف) یکم جنوری 2004 سے 17-اکتوبر 2005 تک بھرتی ہونے والوں کی تعداد 547 ہے، تفصیل جھنڈی (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) بنک کی بھرتی پر کبھی پابندی نہیں لگی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے یہ فرمایا ہے کہ یکم جنوری 2004 سے 17-اکتوبر 2005 تک بھرتی ہونے والوں کی تعداد 547 ہے۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تقریباً ایک سال میں بنکوں میں جو بھرتی ہوئی ہے اس کا طریق کار کیا تھا اور سلیکشن کمیٹی میں کون لوگ موجود تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! 2004 سے لے کر 2006 تک بنک میں ٹوٹل 1066 لوگ بھرتی کئے گئے۔ مختلف کیڈرز کے لئے مختلف selection criteria ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایک ایڈمنسٹریٹو اسسٹنٹ کی پوسٹ ہے جس پر سب سے زیادہ 311 لوگ بھرتی کئے گئے۔ اس کی کم از کم تعلیم گریجوایشن ہے۔ جس بچے نے گریجوایشن کی ہو وہ ادھر apply کر سکتا ہے اس کے بعد اس کا written test ہوتا ہے۔ اگر وہ written test میں چالیس فیصد نمبر حاصل کر لے تو پھر ایک Human Resource Committee ہے جو اس کا انٹرویو کرتی ہے۔ اگر وہ انٹرویو کے مرحلے سے پاس ہو جائے تو پھر اسے ملازمت offer کی جاتی ہے۔ ہمارے جو AAA ہیں جنھیں ہم ایڈیشنل ایڈمنسٹریٹو اسسٹنٹ کہتے ہیں ان کے لئے کوالیفکیشن تو BA ہی ہے لیکن ان کو ٹیسٹ میں کم از کم پچاس فیصد نمبر حاصل کرنا ہوتے ہیں پھر انھیں اسی process سے گزرنا ہوتا ہے بلکہ میں correct کرتا ہوں کہ AAA کی کم از کم کوالیفکیشن ایف اے ہے ٹیسٹ میں پچاس فیصد نمبر لیں گے پھر کمیٹی کے سامنے انٹرویو میں آئیں گے۔ ہم نے جو ایڈیشنل ایڈمنسٹریٹو اسسٹنٹ بھرتی کئے ہیں ان کی تعداد تقریباً 158 ہے۔ لہذا مختلف پوسٹوں کا مختلف criteria ہے اگر یہ کوئی specific post بتائیں تو میں اس کی تفصیل بتا سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وزیر صاحب نے بڑی وضاحت فرمائی ہے کہ اسسٹنٹ کے لئے یہ کوالیفکیشن چاہئے اور اتنے marks چاہئیں۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ نے جو چیئرمین بنک آف پنجاب لگانا ہے اس کے لئے بھی کوئی criteria ہے، کیا وہ بھی ایڈورٹائز کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے بات مکمل کر لینے دیں۔ جن لوگوں کا ایک دن کا بھی banking experience نہیں ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ کا سوال آ گیا ہے اب اس کا جواب آنے دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جی، درست ہے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! رانا آفتاب احمد خان صاحب کا خیال کم از کم بنک آف پنجاب کے متعلق قطعی طور پر درست نہ ہے۔ ہماری جو ایگزیکٹو یا سینئر پوسٹس ہیں ان کے لئے بھی کم از کم criteria تجربہ اور سابقہ ریکارڈ کو ضرور مدنظر رکھا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بنک آف پنجاب کے چیئرمین سابق چیف سیکرٹری حفیظ اختر رندھاوا، سابق وفاقی سیکرٹری شہزاد حسن پرویز ان کا کیا banking experience ہے؟ His administrative experience has nothing to do with professional experience.

جناب سپیکر: رانا صاحب! اب تو وہ نہیں ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! وہ کیسے لگائے گئے۔ کیا ان کو معاف کر دینا ہے۔ آپ ان کو دس دس لاکھ کے benefits اور packages دیتے رہے ہیں۔ میرا سوال بڑا valid ہے کہ آپ ایک کلرک کے لئے کوالیفکیشن رکھتے ہیں، اسے trained کرتے ہیں مگر ایک آدمی جس کا ایک دن کا بھی banking experience نہیں ہے لیکن آپ اسے صرف oblige کرنے کے لئے دس دس لاکھ کا package دیتے ہیں۔ آپ سمجھتے ہیں کہ کیا یہ درست ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ چیئرمین بنک آف پنجاب ایک ceremonial post ہے اس کو بنک کے معاملات میں day to day interfere نہیں کرنا ہوتا۔ بنک کے تمام معاملات کو دیکھنے کے لئے ہمارا ایک professional President ہوتا ہے جسے پہلے ایم ڈی کہتے تھے لیکن اب اسی اسمبلی نے اس کا nomenclature change کیا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ خود ہی مان گئے ہیں کہ ceremonial ہے۔ تو جو صرف ceremonial post ہے جس کا کوئی کام بھی نہیں ہے آپ اسے دس لاکھ دے رہے ہیں۔ کیا یہ بنک سے زیادتی نہیں ہے؟ دریشک صاحب For God sake try to appreciate what I am saying? آپ خود کہہ رہے ہیں کہ اس آدمی کا کوئی کام نہیں ہے آپ اسے دس لاکھ روپے دے رہے ہیں حالانکہ کام نیچے والے نے کرنا ہے تو اس میں کیا logic ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میری گزارش ہے کہ وہ چیئرمین حکومت پنجاب کی نمائندگی کر رہے ہوتے ہیں اور حکومت پنجاب کے interest کو look after کر رہے ہوتے ہیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! مجھے سکندر مرزا کے دور کا ایک واقعہ یاد آ گیا۔ میں یہ عرض کر کے ضمنی سوال کروں گا۔ سکندر مرزا کا ایک دوست بے روزگار تھا اور اس وقت سکندر مرزا ملک کے wholly solely تھے۔ وہاں پر Pearl Continental ہوٹل فروخت ہو رہا تھا تو سکندر مرزا صاحب نے اپنے دوست سے فرمایا کہ یہ ہوٹل تم لے لو تو اس نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی پیسا نہیں ہے۔ تو سکندر مرزا نے نیشنل بنک کو کہا کہ اس کو قرضہ دے دو۔ بنک نے صدر کے اشارے پر اس کے بے روزگار دوست کو قرضہ دے دیا اور وہ ہوٹل کا مالک بن گیا۔ بنک آف پنجاب پروفیشنل بنک ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے دریشک صاحب سے پوچھا تھا کہ انھوں نے جو سلیکشن کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ انھوں نے جو 547 آدمی سلیکٹ کئے ہیں اس سلیکشن کمیٹی میں کون کون سے لوگ تھے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! کس کس گریڈ کے لئے سلیکشن کمیٹی کے کون کون ممبرز ہیں میں ابھی ایک منٹ کے بعد اس کی انفارمیشن ہاؤس میں بتا دوں گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں صرف ایک correction کرنا چاہتا ہوں۔ رانا آفتاب صاحب نے فرمایا تھا کہ چیئرمین کو دس دس لاکھ روپیہ دیا جاتا ہے اور یہ بنک پر بوجھ ہے۔ تو بدقسمتی سے یہ معلومات بھی درست نہ ہیں بلکہ چیئرمین کو صرف -/70,000 روپیہ دیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ دس لاکھ روپے بنتا ہے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! یہ سوال گزر گیا ہے لہذا اب اسے discuss نہیں کرنا چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ جو باقی facilities دیتے ہیں جن میں گاڑی، کوٹھی، کرایہ، ٹی اے / ڈی اے اور یہ دس لاکھ بنتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: اگلا سوال چودھری جاوید احمد صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 7905 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

دی بنک آف پنجاب 2002 تا حال، ڈیفالٹرز کی تعداد و تفصیل

*7905: چودھری جاوید احمد (ایڈووکیٹ): کیا وزیر خزانہ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے آج تک دی بنک آف پنجاب نے جن افراد کا قرضہ معاف کیا ہے ان کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس عرصہ کے دوران کتنے افراد کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا ہے؟

(ج) اس وقت بنک کے defaulters کی تعداد مع رقم کی تفصیل دی جائے؟

(د) ضلع پاکپتن میں موجودہ ڈیفالٹرز کی رقم اور نام و پتا جات سے آگاہ فرمائیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یکم جنوری 2002 سے 30- جون 2006 تک بنک آف پنجاب نے جن افراد کا قرضہ معاف کیا ان کی تفصیل تتمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس عرصہ کے دوران 16 افراد کا قرضہ ری شیڈول کیا گیا ہے جس کی تفصیل تتمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) 30- جون 2006 تک بنک آف پنجاب کے ڈیفالٹرز کی تعداد 2,590 ہے اور اس مد میں جو رقم بنتی ہے وہ 1580.546 ملین روپے بنتی ہے جس کی تفصیل تتمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ضلع پاکپتن میں موجود ڈیفالٹرز کی رقم اور نام وپتا جات کی تفصیل تتمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں تسلیم کیا ہے کہ ہم نے قرضے write off کئے ہیں اور اس کی تفصیل تتمہ (ج) میں رکھی ہے۔ تو میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ زرعی قرضے کس بنیاد پر write off کئے گئے ہیں، write off کرنے کا کیا criteria ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! جتنے بھی یہ کیسز ہیں ان تمام کو case to case basis پر دیکھا گیا اور ہم نے جن لوگوں کو قرضہ دیا ہوا تھا۔ اگر ان کی capacity ختم ہو گئی تھی یا بنک نے یہ محسوس کیا کہ اب ان میں بالکل کوئی جان نہیں ہے اور ہمیں ان سے کوئی ریکوری نہیں ہو سکتی تو ان کو write off کیا گیا۔ ہر کیس کے individual merits and demerits ہیں لیکن اگر یہ کسی specifically case کے متعلق پوچھنا چاہیں تو مجھے بتادیں میں اس کی مکمل وضاحت دے سکتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں پر فوجی سیمنٹ پلانٹ ہے۔ آپ کے علم میں ہے کہ اس وقت ملک میں سیمنٹ کس طرح بک رہا ہے اور کس طرح بلیک ہو رہا ہے۔ انھوں نے ان کو کس بنیاد پر قرضہ write off کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: شکریہ۔ جناب سپیکر! فوجی سیمنٹ کسی ایک individual کی ملکیت نہیں ہے۔ یہ فوجی فاؤنڈیشن کا ایک ادارہ ہے۔ انھوں نے 1993 میں بنک آف پنجاب سے 22 کروڑ روپیہ قرضہ لیا۔ پھر 2006 میں انھوں نے اپنی settlement کروائی۔ یہ اپنا سو فیصد principal amount ادا کر چکے ہیں۔ جہاں تک mark up تھا اس کے 50/50 کے دو portions بنائے گئے۔ 2006 میں قرضہ ہوا اور 2012 تک re-schedule کیا گیا۔ 50 فیصد frozen mark up تھا اور 50 فیصد ہمیں ساتھ ساتھ pay کر رہے تھے۔ اس ادارے نے آکر بنک سے رابطہ کیا کہ میں آپ کا

کھاتہ مکمل صاف کرنا چاہتا ہوں۔ تو ہمیں جو رقوم 2012 میں ملنی تھیں ان کو net present value and discounted rates پر calculate کیا گیا اور ان کو پانچ کروڑ روپیہ چھوڑا گیا جو کہ چھ یا سات سال بعد وصول کرنا تھا۔ ہم ان سے سو فیصد principal amount اور اپنا interest بھی وصول کر چکے ہیں۔ لہذا اس write off کو اس طرح نہ لیا جائے کہ principal amount بھی ختم ہو گئی اور interest بھی ختم ہو گیا اور بنک نے ایک دھیلہ بھی وصول نہیں کیا۔ ہم most of the cases میں principal amount وصول کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! ارشد بگو صاحب نے جو کمیٹی پوچھی تھی اس کے پانچ ممبرز ہیں جو انٹرویو کرتے ہیں۔ ان میں جی۔ ایم ایڈمنسٹریشن، جی۔ ایم آپریشن، جی۔ ایم liability development، جی۔ ایم commercial assists، جی۔ ایم پروڈکشن / سمال اینڈ میڈیم انٹر پرائزز۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب سپیکر! کچھ لوگوں کے قرضے write off کئے جاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جو قرضہ write off کیا جاتا ہے اس کے بارے میں rules کیا کہتے ہیں، کیا قرضہ write off کرنے کی اجازت ہے اگر ہے تو اس کا مجاز کون ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یقیناً write off کرنے کے rules ہیں۔ اگر معزز رکن چاہیں گے تو rules کی کاپی ان کو مہیا کر دی جائے گی اور قرضے write off کرنے کا مجاز بورڈ آف ڈائریکٹر ہے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بنک نے قرضہ advance کرنا ہوتا ہے۔ بنک کا یہ بزنس ہے جو لوگ default کر جائیں یا جو bad debts ہوں تو ان کو کچھ نہ کچھ رقم یا interest چھوڑ کر ان سے وصولی کی جاتی ہے۔ کیا یہ جو فوجی سیمنٹ فیکٹری ہے یہ کوئی ایسی فیکٹری تو نہیں ہے جو insolvent ہو گئی تھی یا دیوالیہ ہو گئی تھی جس کی بنیاد پر انہوں نے اس کو پانچ کروڑ روپیہ چھوڑا اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے ان سے پرنسپل رقم وصول کی ہے۔ ان سے پیسے لے کر بھی انہوں نے آگے کسی کو loan

advanceکرنا ہے۔یہی بنکوں کا طریق کار ہے اور اسی سے وہ بزنس کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی،وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا!میں اپنی بات دہراتا ہوں بنک نے فوجی سیمنٹ کمپنی سےsettlement کیا کہ آپ کا قرضہ ہم نے 2012تکre-scheduleکیا ہے،50فیصدinterestآپ کاfrozen ہے جو آپ ہمیں 2012میں ادا کرو گے اور 50فیصد آپ ہمیں ساتھ ساتھ ادا کرتے جائیں گے تو جو ساتھ ساتھ ادا کرنا تھا وہ ہمیں ادا ہو رہا تھا۔ادارے نے ہم سے یعنی بنک آف پنجاب سے رابطہ کیا اور ان سے کہا کہ ہم 2012 تک آپ کیre-scheduling نہیں چاہتے آپ ہم سےsettlementکریں۔جس وجہ سے بنک نے ایک چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ A bird in hand is better than two in bush. اپنیsettlement کی کہ کل فیکٹری کے کیا حالات ہوں وہ crisis میں نہ ہوتو اس وجہ سے انہوں نے اپنےinterestکو دیکھتے ہوئے یہwrite off کیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اگلا سوال میاں محمد اصغر صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا!سوال نمبر 8179 On his behalf

پنجاب بنک کے زرعی قرضہ جات پر مارک اپ میں اضافہ

*8179: میاں محمد اصغر: کیا وزیر خزانہ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ صوبائی اسمبلی پنجاب میں قرار داد پاس ہونے پر پنجاب بنک نے ٹریکٹر لون سے کم کر کے 10فیصد اور کھاد بیج کے لئے قرضہ 9فیصد سے ساڑھے آٹھ فیصد کر دیا؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ حکومت کے احکامات پر پنجاب بنک نے قرضہ پر مارک اپ تو کم کر دیا مگر اس کے ساتھ ہی ٹریکٹر لون پر ایک فیصد سروس چارجز اور کھاد بیج قرضہ پر 0.50فیصد سروس چارجز لگا کر حساب برابر کر دیا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ اب اس بنک نے قرضوں پر مارک اپ کی شرح کراچی آفر ریٹس کے ساتھ relateکر دی ہے اور زمینداروں سے 14فیصد مارک اپ وصول کر رہا ہے جبکہ سروس چارجز اس کے علاوہ ہیں؟

(د) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس بنک نے قرضہ پر انشورنس ریٹ بھی عمر کے مطابق کر دیئے ہیں اور ان کی شرح بھی بڑھا دی ہے؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ پنجاب بنک اب تمام مارک اپ ملا کر زمینداروں سے قرضہ پر تقریباً 24 فیصد کے قریب مارک اپ وصول کر رہا ہے؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ زمینداروں سے قرضہ پر کراپ انشورنس اور لائف انشورنس زبردستی کروائی جاتی ہے؟

(ز) کیا حکومت پنجاب بنک کے زمینداروں سے قرضہ پر زیادہ مارک اپ کے ریٹ کم کرنے اور crop انشورنس اور لائف انشورنس کی شرائط لازمی کی بجائے زمینداروں کی صوابدید پر چھوڑنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر خزانہ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے۔

(ج) ہاں یہ کہنا درست ہے کہ بنک نے اپنے مارک کی شرح کو KIBOR سے منسلک کر رکھا ہے جو سٹیٹ بنک آف پاکستان کے بی پی ڈی سرکلر نمبر 1 بتاریخ 24-01-04 کے مطابق ہے اور سروسز چارجز اس کے علاوہ ہیں۔

(د) یہ درست نہ ہے۔

(ہ) یہ درست نہیں ہے۔

(و) لائف انشورنس اور گروپ انشورنس مروجہ پالیسی کے تحت لازم ہے۔

(ز) بنک آف پنجاب باقی تمام بنکوں کے تحت سٹیٹ بنک کی پالیسی کے تابع ہے اور اس کو ایک منافع بخش ادارہ رہنے کا مکمل حق حاصل ہے۔ مارک اپ ریٹ میں اضافہ سٹیٹ بنک کی مانیٹری پالیسی کے تحت ہو رہا ہے۔ اگر بنک آف پنجاب قرضوں کی شرح سود میں کمی کرتا ہے تو اس کو اپنے کھاتہ داروں کو مناسب منافع دینے میں دشواری کا سامنا ہو گا۔ البتہ اس بات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے گا کہ زرعی قرضوں میں بنک آف پنجاب کے قرضوں کی شرح سود / مارک اپ دیگر بنکوں کے مقابلے میں ہو۔ لائف انشورنس اور گروپ انشورنس مروجہ پالیسی کے تحت لازم ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا ثناء اللہ خان: اس کے جز (الف) میں سوال یہ تھا کہ صوبائی اسمبلی پنجاب کی قرارداد میں پاس ہونے پر پنجاب بنک نے ٹریکٹر loan گیارہ فیصد سے کم کر کے دس فیصد اور کھادبیج کے لئے loan نو فیصد سے ساڑھے آٹھ فیصد کر دیا۔ ہمیں تو یہی علم ہے اور اخبارات میں پڑھنے کو بھی یہی ملا کہ واقعی حکومت پنجاب نے اس loan پر interest کم کر دیا ہے۔ انہوں نے صرف اتنا لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے تو یہ اتنا فرمادیں کہ پھر درست ہے کیا؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! اس میں جو پہلا component ہے کہ پنجاب اسمبلی میں قرارداد پاس ہونے پر، پنجاب اسمبلی میں اس قسم کی کوئی قرارداد پاس نہ ہوئی۔ اگر وہ قرارداد ہی پاس نہ ہوئی تو آگے interest rate کم کرنے یا اسمبلی کی قرارداد پر کوئی ایکشن لینے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اگر معزز رکن current rates ---

رانا ثناء اللہ خان: اگر اسمبلی کی قرارداد کے پاس ہونے پر جتنا یہ عمل کرتے ہیں وہ تو سب کو معلوم ہے۔ شرح سود کو کم کرنے کے لئے اس معزز ایوان میں متعدد بار یہ بات ہوئی ہے اور یہ یقین دہانی بھی کروائی جاتی رہی ہے۔ اب بات یہ ہے کہ پنجاب بنک نے ٹریکٹر loan گیارہ فیصد سے کم کر کے دس فیصد اور کھادونیج پر نو فیصد سے کم کر کے ساڑھے آٹھ فیصد کر دیا ہے۔ یہ کہتے ہیں کہ یہ درست نہ ہے۔ یہ فرمادیں کہ ٹریکٹر loan پر اس وقت شرح سود کیا ہے اور کھادبیج پر جو بنک قرضہ دے رہا ہے اس کی شرح سود کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! ہمارے جو production loans ہیں اس وقت جو مروجہ شرح سود ہے 14.4 فیصد ہے اور ڈویلپمنٹ loan پر 14.9 فیصد ہے۔ پروڈکشن loan سے مراد جو inputs ہیں جیسے کھادبیج ہیں اور ڈویلپمنٹ loan اور implement جس میں ٹریکٹر، ہارویسٹر اور اس قسم کی چیزیں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! اس میں سر وسز چار جز شامل ہیں۔

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: اس میں KIBOR اور سروسز چارجز اور cost of doing business of bank تمام چیزیں شامل ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! جو غریب کسان کو کھاد اور بیج کے لئے قرضہ دیا جاتا ہے اس پر شرح سود 14 فیصد سے زیادہ ہے اور یہ جو کہہ رہے ہیں کہ ہم پنجاب میں گرین انقلاب لانا چاہتے ہیں۔ اس کی شرح سود بھی 14 فیصد سے زیادہ ہے جبکہ انڈسٹری کا جو قرضہ ہے اس پر شرح سود پانچ فیصد ہے۔ اب جز (ج) میں سوال یہ تھا کہ بنک نے قرضوں پر مارک اپ کی شرح کراچی آفر ریٹ کے ساتھ relate کر لی ہے اور زمینداروں سے 14 فیصد مارک اپ وصول کیا جا رہا ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ ہاں یہ درست ہے کہ بنک نے اپنے مارک اپ کی شرح کو KIBOR سے منسلک کر رکھا ہے جو کہ سٹیٹ بنک آف پاکستان کے سرکلر کے مطابق ہے اور سروسز چارجز اس کے علاوہ ہیں۔ ابھی انہوں نے جز (الف) کے جواب میں کہا ہے کہ 14 پوائنٹ کچھ ہم لیتے ہیں اور سروسز چارجز اس میں شامل ہیں۔ جز (ج) میں یہ کہہ رہے ہیں کہ اس کے علاوہ ہیں۔ اب یہ فرمادیں کہ جو کراچی آفر ریٹ اور جو سروسز چارجز ہیں وہ کیا ہیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! میں گزارش کرتا ہوں کہ جو میں نے percentage بتائی تھی 14.4 فیصد اس میں KIBOR جو کہ کل کا میں بتا سکتا ہوں کہ 10.46 فیصد تھا اور اس میں جو ہمارے سروسز چارجز ہیں وہ 5. فیصد ہیں۔ 14.4 میں سے 10.46 plus.5 اگر آپ minus کر لیں تو وہ باقی ہماری cost of doing business آجاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! یہ ٹوٹل کتنا بنا؟

وزیر خزانہ: جناب والا! 14.4 بنا۔ میں ایک اور بات کی بھی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ 14.4 اور 14.9 فیصد میں نے دو مختلف agricultural loans کے متعلق بتایا ہے اور یہ جو figure quote کیا جا رہا ہے کہ 5 فیصد پر انڈسٹری کو دیا جا رہا ہے یہ قطعی طور پر درست نہ ہے۔ آج

جو prevailing rate ہے وہ تقریباً 13.9 فیصد ہے جس پر industries کو loan دیا جا رہا ہے۔
13.9 percent on average ۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! ایگریکلچر پر جو loan finance ہو رہا ہے وہ کتنے فیصد پر ہو رہا ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! average کی میں نے بات کی ہے۔ صرف ہمارا جو زرعی شعبہ ہے اس میں بھی ہمارے 20 products چل رہے ہیں۔ ہمارے بیس مختلف طریقے ہیں جس سے کوئی زمیندار loan لے سکتا ہے اور ہر ایک product کی مختلف شرح سود ہے۔

جناب سپیکر: جی، کرنل صاحب!

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جناب والا! جب کوئی loan لیا جاتا ہے تو اس کی مارک اپ کی شرح طے ہوتی ہے لیکن دیکھا گیا ہے کہ بعد میں بنک اپنی مرضی سے اس کی شرح کو بڑھاتا رہتا ہے۔ کیا یہ اس basic agreement کی خلاف ورزی نہیں ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! یہ اپنا سوال repeat کر دیں میں سمجھ نہیں پایا۔

کرنل (ریٹائرڈ) سلطان سرخرو اعوان: جس وقت کوئی بندہ یا کوئی ادارہ قرضہ لیتا ہے تو اس کی جو شرح سود ہوتی ہے وہ طے ہوتی ہے کہ 8 فیصد پر دیا جا رہا ہے۔ بعد میں بنک اس کو بڑھا کر نو فیصد یا دس گیارہ فیصد کر دیتا ہے۔ تو کیا بنک اس کا مجاز ہے بنک agreement کی خلاف ورزی نہیں کر رہا۔ اس وقت بھی ایسا ہو رہا ہے۔ ابھی میں آپ کو ذاتی طور پر بھی یہ بتا سکتا ہوں۔ میرے بھائی نے loan لیا ہوا تھا اور ابھی بنک نے interest بڑھا دیا ہے جب پوچھا تو کہنے لگے ہم جب چاہیں بڑھا سکتے ہیں اور میں یہ بنک آف پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ ابھی انہوں نے recently دو فیصد interest بڑھایا ہے۔

جناب سپیکر: KIBOR rate جوں جوں بڑھتا ہے اس میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جی، وزیر خزانہ!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اب ان کے پاس گیلری سے چٹ آ گئی ہے۔

وزیر خزانہ: یقیناً چٹ آئی ہے۔ جناب والا! KIBOR ہے Karachi inter branch offer rate سٹیٹ بنک نے تمام بنکوں کو instruct کیا ہوا ہے اور یہ جنوری 2004 میں سٹیٹ بنک نے سرکلر کیا تھا جس کا نمبر بھی ہمارے ایک سوال کے جواب میں ہے۔ جس طرح وہ KIBOR تبدیل ہوتا ہے تو accordingly بنک کا interest بھی تبدیل ہوتا ہے، 2004 میں اس کی شرح تقریباً چار فیصد تھی کل کے اس کے ریٹ 10.46 فیصد تھے تو accordingly اگر وہ کم ہوتا ہے تو شرح سود گھٹادی جاتی ہے اگر بڑھتا ہے تو بڑھادی جاتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وزیر موصوف کو گمراہی کے messages لابی سے آ رہے ہیں اور یہ ان کے مطابق سارا گڑ بڑ کر رہے ہیں۔ وہی 14.4 فیصد میں انہوں نے کراچی آفر ریٹ کو بھی شامل کر دیا ہے اور اس کے بعد سروسز چارجز کو بھی شامل کر دیا ہے۔ اب آخر میں یہ ہے کہ لائف انشورنس اور کراپ انشورنس جو ہے وہ کہتے ہیں کہ پالیسی کے مطابق ہم کرتے ہیں۔ یہ فرمائیں کہ یہ پھر کتنے فیصد cost کرتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر خزانہ!

وزیر خزانہ: جناب والا! جو کراپ انشورنس ہے اس کی prevailing شرح 1.2 فیصد اور لائف انشورنس کی 0.9 فیصد ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! 14.9 فیصد اور پھر اس کے بعد 0.9 فیصد اور اس کے بعد دوبارہ 2 فیصد تو کیا یہ بات درست ہے کہ ایگریکلچر loan پر اس وقت غریب کسان سے 18 interest percent لیا جا رہا ہے، کیا یہ درست ہے؟

MR. SPEAKER: Minister for Finance.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ اگر کوئی زمیندار production loan لے، production loan کی مد میں اس کو crop insurance کروانا پڑتا ہے تو وہ 314.4 فیصد+ 1.2 فیصد 0.9+ فیصد اس کا ٹوٹل 16.5 فیصد بنتا ہے۔ میں یہاں ایک اور چیز بھی جناب کی وساطت سے بتانا چاہتا ہوں کہ ہم نے crop insurance کا ریٹ 2.25 فیصد سے گھٹا کر 1.2 فیصد کیا اور

life insurance 2 percent سے کم کر کے 0.9 فیصد کیا۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، رانا صاحب کافی ہو گیا ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ان سے آخری سوال یہ ہے کہ زمیندار سے کھاد، بیج اور فصل کے حوالے سے جو اتنا زیادہ enhanced rate لیا جا رہا ہے تو کیا وہ حکومت پنجاب کے ان دعوؤں سے مطابقت رکھتا ہے جو وہ کہہ رہے ہیں کہ ہم کسان کے لئے بہت آسانیاں پیدا کر رہے ہیں؟

MR. SPEAKER: Minister for Finance.

وزیر خزانہ: جناب والا! یقیناً۔ جس طرح میں نے پہلے گزارش کی کہ crop insurance یا life insurance کا جو ریٹ گھٹایا گیا ہے یہ تمام وہ کوششیں ہیں جو زمیندار کو ریلیف دینے کے لئے کی جا رہی ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ 16.5 فیصد اس وقت interest لیا جا رہا ہے اور یہ کہتے ہیں کہ یہ ہماری ان کوششوں کا نتیجہ ہے جن سے ہم نے بہت کم کر دیا ہے، یہ فرما دیں پہلے کتنا تھا؟

MR. SPEAKER: Minister for Finance.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں گزارش کرتا ہوں کہ جس وقت KIBOR 4 percent تھا تب ہم interest rate 10 percent charge کر رہے تھے آج KIBOR 10.46 percent ہے اور آج ہم 16.5 percent charge کر رہے ہیں تو اس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ ہم زمیندار کو زیادہ سے زیادہ ریلیف دینے کی کوشش کر رہے ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میرا supplementary question یہ ہے کہ non agriculture development loans کے اوپر یہ ٹوٹل کتنا مارک اپ وصول کرتے ہیں؟

MR. SPEAKER: Minister for Finance.

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! یہ سوال چونکہ ایگریکلچر سے متعلقہ تھا میرے پاس non agriculture development کا interest rate نہ ہے۔

جناب سپیکر: ہاں یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: راجہ صاحب! آپ تشریف رکھیں، پوائنٹ آف آرڈر سن لیں ذرا۔

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! آپ وجہ بتا دیں۔ آپ سنیں بلوچستان اور سرحد میں ان کی حکومت ہے اور پنجاب میں بھی تقریباً بگو صاحب جناب سپیکر ہیں۔ میں تو یہ کہوں گا کہ پورے سپیکر کے اختیارات بگو صاحب کے پاس ہیں، ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ بگو صاحب سپیکر شپ سے استعفیٰ دیں، بلوچستان اور سرحد سے حکومت ختم کریں اور ہم گرینڈ الائنس بنا کر اس حکومت کے خلاف جدو جہد جاری کریں۔

جناب سپیکر: جی، آپ تشریف رکھیں۔ ارشد محمود بگو صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہمیں بھی ایک مطالبہ پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! چھوڑیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ جنرل پرویز مشرف کے ساتھ مذاکرات ختم کریں اور یہ مہربانی کریں اور جمہوری قوتوں کے ساتھ مل کر چلیں، آئی ایس آئی کے افسروں کے ساتھ، ان کے سینئر عہدیداروں کے ساتھ، صدر کے خاص نمائندوں کے ساتھ ملاقاتوں کا سلسلہ ختم کریں تاکہ جمہوریت مستحکم ہو سکے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am on point of clarification.

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! احسان اللہ وقاص صاحب کی اطلاع کے لئے پاکستان پیپلز پارٹی نے چارٹر آف ڈیموکریسی سائن کیا ہے اس چارٹر آف ڈیموکریسی سے ہم رائٹ ہوں گے اور نہ ہم left ہوں گے۔ ہم جو کام کریں گے اس کے مطابق کریں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ جی۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! جب بھی محکمہ اوقاف کا Question Hour ہوتا ہے تو ہمارے محترم منسٹر شاہ صاحب ہاؤس سے بھاگ جاتے ہیں۔ طارق عزیز صاحب کا تعلق نارووال سے ہے انہوں نے ان کی سفارش کر کے منسٹر کروایا ہے جونہی Question Hour آتا ہے یہ ہاؤس سے بھاگ جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری اپنے محکمے کے جوابات دینے کے لئے موجود ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری کو welcome، یہ منسٹر ہیں ان کی بھی ڈیوٹی ہے کہ وہ ہاؤس میں آئیں اور خود جواب دیں۔ جب بھی اوقاف کا Question Hour ہوتا ہے وہ یہاں سے رفوچکر ہو جاتے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں پارلیمانی سیکرٹری جواب دیں لیکن ان کو بھی پابند کریں وہ اوقاف کے منسٹر ہیں۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! سارا وقت خزانے سے متعلقہ سوالات میں گزر گیا ہے اور باقی پوائنٹ آف آرڈر میں گزر گیا ہے۔ ہمارے تو سوال ہی بڑے لیٹ ہیں، مہربانی فرما کر آج کا سارا ایجنڈا pending کر کے کسی اور دن کے لئے رکھ لیں۔

جناب سپیکر: آپ ذرا راجہ صاحب کو سمجھا لیں نا۔ یہ question محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کی طرف سے ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! On her behalf Question No. 3546.

ضلع شیخوپورہ میں اوقاف کی اراضی اور لیز / ٹھیکہ لینے والے افراد کی تفصیلات

*3546: محترمہ صغیرہ اسلام: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین کس کس گاؤں اور قصبے میں ہے؟

(ب) کتنی زمین لیز پر اور کتنی ٹھیکے پر دی گئی ہے؟

(ج) لیز یا ٹھیکے پر لینے والے افراد کے نام، رقبہ اور مقام بیان کیا جائے؟

(د) غیر قانونی طور پر جن لوگوں نے قبضہ کیا۔ کیا ان کے خلاف کارروائی کی گئی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی زمین کی تفصیل گاؤں وار ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی جو زمین لیز اور ٹھیکہ پر ہے، اس کی تفصیل مع زر پٹہ ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی زمین لیز اور ٹھیکہ پر لینے والے افراد کے نام، رقبہ اور مقام کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) منسلکہ گوشوارہ میں وقف زرعی اراضیات پر ناجائز قابضین کی کیفیت بیان کی گئی ہے۔ صرف دو رقبہ جات پر ناجائز قابضین قابض ہیں۔ ان قابضین کے خلاف کی گئی کارروائی کی تفصیل حسب شمار نمبر 7-12 کنال وقف اراضی ملحقہ نہال شاہ واقع غازی پورہ تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ پر اس وقت کے وزیر اعظم جناب محمد خان جونیجو کی غرباء کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کی سکیم کے تحت ڈپٹی کی معرفت 19 کوارٹرز تعمیر کر دیئے گئے جن پر گورنمنٹ کے الاٹی قابض ہیں۔ بہر حال ڈی سی او صاحب شیخوپورہ کی معرفت محکمانہ مفاد کے تحفظ کے لئے قبضہ واپس لینے کی کارروائی کی ہے۔ شمار نمبر 18 وقف اراضی ملحقہ خانقاہ نوکل شاہ موضع کوٹ سوہندا ضلع شیخوپورہ سے ملحقہ تقریباً دو ایکڑ رقبہ پر عرصہ دراز سے اوڈوں نے 127 گھر بنا رکھے ہیں۔ ناجائز قابضین کو حسب ضابطہ وقف پراپرٹی 8 کے تحت بے دخلی نوٹس دیئے گئے لیکن قابضین نے کوئی پروا نہ کی۔ چنانچہ زونل ایڈمنسٹریٹر لاہور نے ان لوگوں کی بے دخلی کے احکام جاری کر دیئے اور مزید کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔ شمار نمبر 49 وقف اراضی پنج پیراں موضع ہڈیالہ ورکاں تحصیل فیروزوالہ ضلع شیخوپورہ گزشتہ تین سالوں سے نیلام نہ ہو رہا ہے جو کہ اب برائے سال 05-2004 بڑی تگ و دو کے بعد گزشتہ تین سالوں کے پٹہ کی وصولی بذریعہ ایکٹ مال گزاری کے لئے کارروائی کی جا رہی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب کے جز (د) میں کہا ہے کہ ناجائز قابضین کو حسب ضابطہ وقف پراپرٹی 8 کے تحت بے دخلی نوٹس دیئے گئے ہیں لیکن قابضین نے کوئی پروانہ

کی چنانچہ زونل ایڈمنسٹریٹرلاہور نے ان لوگوں کی بے دخلی کے احکام جاری کر دیئے اور مزید کارروائی عمل میں لائی جارہی ہے۔ میں یہاں گزارش کروں گا کہ جو نوٹس انہوں نے جاری کئے ہیں ان کی تاریخ اور بے دخلی کے احکامات کی تاریخ بتادیں کہ انہوں نے کب نوٹس جاری کئے تھے اور کب بے دخلی کے احکامات جاری کئے ہیں۔

MR. SPEAKER: Parliamentary Secretary for Auqaf.

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں جہاں پر بھی ناجائز قابضین ہیں ہمارا محکمہ اس سلسلے میں بھرپور کوشش کرتا ہے اور جہاں ناجائز قابضین ہیں اس کے لئے باقاعدہ نوٹس دیئے گئے اور نوٹس دینے کے بعد ان کو بلایا گیا جو نہیں آئے ان کے خلاف ہم ڈی سی او صاحب کو لکھتے ہیں اور آگے ڈی سی او صاحب کو ان کی بے دخلی کے لئے پولیس کی مدد لینی پڑتی ہے، پولیس ساتھ جاتی ہے اگر پولیس بھی مدد نہ کرے تو ہمارے پاس ایسی کوئی فورس نہیں ہے تو اس سلسلے میں ہم نے سی ایم صاحب کو لکھ کر بھجوادیا ہے کہ ہمیں ایسی فورس رکھنے کی اجازت دی جائے تاکہ ہم انہیں بے دخل کر سکیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ جی۔ راجہ ریاض احمد صاحب!

راجہ ریاض احمد: جناب سپیکر! جز(ب) میں نمبر شمار 1 پر ہے، 218 کنال جگہ -/139,890 روپے میں لیز پر دی گئی ہے۔ اسی میں نمبر شمار 13 پر 431 کنال جگہ -/33000 روپے میں لیز پر دی گئی ہے۔ یہ فرق بتادیں کہ 431 کنال جگہ 33 ہزار روپے میں لیز پر دی گئی ہے اور 218 کنال -/139,000 میں لیز پر دی گئی ہے، اس کی کیا وجہ ہے؟

MR. SPEAKER: Parliamentary Secretary for Auqaf.

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ جو بھی پراپرٹی کی نیلامی کی جاتی ہے وہ Open Auction سے ہوتی ہے۔ اس میں مینجر اور ایڈمنسٹریٹر ہوتا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہوتی بلکہ سر عام ہوتی ہے اور پراپرٹی value کے تحت ہوتی ہے۔ کہیں پر پراپرٹی کی value زیادہ ہوتی ہے تو اس حساب سے زیادہ ہو جاتی ہے، کہیں پر پراپرٹی کی value کم ہوتی ہے تو وہاں پر صاف ظاہر ہے کم ہوتی ہے۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں فرمایا ہے کہ اراضی خانقاہ جھنڈے شاہ اور اراضی مسجد کھوکھراں والی کے مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ یہ کب سے زیر سماعت ہیں کیونکہ یہ تین سال پرانا سوال ہے۔ اس کو یہ update کر دیں کہ اس وقت کیا صورتحال ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! ان کی آئندہ پیشی 12-11-06 ہے جو کہ ابھی آنی ہے۔ یہ معاملہ کورٹ میں ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جو مقدمات عدالتوں میں زیر سماعت ہیں۔ ان میں آج تک کیا پیشرفت ہوئی ہے؟ سوال کئے ہوئے تین سال ہو گئے ہیں۔ ان تین سالوں میں یہ پیشرفت ہوئی ہے کہ وہ اگلی تاریخ بتا رہے ہیں کہ فلاں تاریخ ہے۔

جناب سپیکر: ابھی کیس زیر سماعت ہے اور فیصلہ نہیں ہوا۔ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ!

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جیسا کہ پہلے بھی ناجائز قابضین کے بارے میں سوال پوچھا گیا تھا اور پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے ہمیں پورا پروسیجر سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ ہم نے پروسیجر نہیں پوچھا تھا۔

جناب سپیکر! یہاں پر تین باتیں ہیں۔

1- ڈی سی او صاحب نے محکمانہ مفاد کی خاطر کوارٹروں کا قبضہ واپس لینے کی کارروائی کی ہے۔

2- زونل ایڈمنسٹریٹر لاہور نے بیدخلی کے احکامات جاری کئے اور مزید کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

3- وقف اراضی پنج پیراں موضع ہڈیالہ ورکاں تحصیل فیروزوالا کی گزشتہ تین سالوں سے نیلام ہو رہا ہے اور اب 2004-05 میں بڑی تگ و دو کے بعد گزشتہ تین سالوں کے پٹہ کی وصولی کے لئے کارروائی جاری ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے یہ پوچھا ہے کہ ان کا کیا ہوا ہے؟ یہ ہمیں پروسیجر سمجھانے کی بجائے جواب دے دیں تو زیادہ بہتر ہو گا۔

جناب سپیکر: انھوں نے جواب دے دیا ہے۔ ابھی کیس زیر سماعت ہے۔ جب فیصلہ ہو گا تو آپ کو بتا دیں گے۔ جی، جناب سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ابھی پارلیمانی سیکرٹری نے فرمایا ہے کہ تین سال بعد بھی جو جواب آیا ہے کہ کارروائی اسی طرح چل رہی ہے۔ محکمہ اوقاف کا ایک ونگ جو زمینوں سے متعلقہ

ہے۔ محکمہ اوقاف اب قبضہ گروپ اوران کے سرپرستوں کی شکل اختیار کر گیا ہے۔ میرا صرف ایک ضمنی سوال ہے کہ یہ جو تین تین سال یا چھ چھ سال سے کیس التواء میں ہیں۔ ان میں سب سے بنیادی رول لیگل ایڈوائزر ادا کرتا ہے۔ وہ ملی بھگت کرتا ہے۔ میرا بڑا واضح ضمنی سوال ہے کہ کیا یہ درست نہیں ہے کہ 19۔اگست 2006 کو ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن نے لیگل ایڈوائزر کو نوٹس جاری کیا ہے کہ آپ کی نااہلی کی وجہ سے یہ کیسز التواء کا شکار رہتے ہیں اور وہاں پر قبضہ گروپ اپنے پاؤں جما چکا ہے۔ اس لیگل ایڈوائزر کے بارے میں محکمہ میں زبان زد عام ہے کہ اس کی پنجاب کی ایک انتہائی اعلیٰ شخصیت کے ساتھ کوئی قریبی تعلق ہے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ میرے بھائی کا یہ fresh question بنتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسری بات یہ ہے کہ جہاں جہاں بھی ہم دیکھتے ہیں کہ اوقاف کے ملازمین غفلت کرتے ہیں یا ان کا malafide action ہوتا ہے تو ہم ان کے خلاف کارروائی بھی کرتے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میں نے ثبوت کے ساتھ بات کی ہے۔ میرے پاس پورے ثبوت ہیں۔ اگر یہ کہیں گے تو یہاں باگڑیاں لاہور میں پارلیمانی سیکرٹری کے ملازم پراپرٹی کا کاروبار کر رہے ہیں اور سرکاری زمین کو بیچ رہے ہیں۔ میں یہاں ثبوت دینے کے لئے تیار ہوں کہ باگڑیاں میں 357 کنال جگہ حضرت بو علی قلندر کے نام سے ہے۔ کیا یہاں پر حکومت کے ذمہ دار وزراء اور پارلیمانی سیکرٹری پراپرٹی کا کاروبار نہیں کر رہے اور محکمہ اوقاف کی زمین کو نہیں بیچ رہے۔ یہ سوال بہت آگے جائیں گے۔ یہ fresh question نہیں ہے۔ میں نے اسی حوالے سے کہا ہے کہ تین سال بعد جواب آیا ہے۔ میں نے تو محکمے کا پوچھا ہے کہ کیا 19۔اگست 2006 کو اس لیگل ایڈوائزر کو جس کی وجہ سے یہ سارے کیس ابھی تک چل رہے ہیں۔ اس کو میں نے یا آپ نے تو نوٹس دیا ہے۔ ان کے محکمے کے ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن یثرب ہنجرا نے کیا اس کو اسی حوالے سے نوٹس نہیں دیا کہ آپ کی یہ کارکردگی ہے کہ آپ قبضہ گروپ کے ساتھ مل کر کیس کو التواء میں رکھتے ہیں اور اس کا کوئی فیصلہ نہیں ہونے دیتے۔ یہ اس کی تردید کریں کہ ایسا کوئی نوٹس نہیں ہوا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! میں نے عرض کیا ہے کہ ہمارا مقصد یہ ہوتا ہے کہ اوقاف کی جتنی بھی پراپرٹی ہے اس کی حفاظت کے لئے ہم sale out نہیں کرتے اور open auction پر لیز پر دیتے ہیں۔ جہاں پر ناجائز قابضین ہوتے ہیں ان کے خلاف کارروائی بھی کرتے ہیں اور جو غفلت کرتا ہے ان کو نوٹس بھی جاری کرتے ہیں۔ اگر نوٹس جاری کئے گئے ہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے اس میں ہماری اچھائی ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! حالت دیکھیں کہ میں نے بالکل متعلقہ سوال کیا ہے اور میں نے محکمے کے حوالے سے سوال کیا ہے۔ میرا سوال یہ ہے کہ لیگل ایڈوائزر جوان کیسوں کو deal کر رہا ہے جس کے بارے میں سوال بڑا واضح ہے کہ کیا اس کو محکمہ نے 19-اگست 2006 کو نوٹس دیا ہے یا نہیں دیا؟ یہ fresh question کا کہتے ہیں تو اگر میں یہ پوچھتا کہ باگڑیاں کی زمین پر جو موصوف قبضہ کر کے وہاں جو کر رہے ہیں پھر تو یہ کہتے کہ fresh question ہے چونکہ یہ سوال باگڑیاں کی 357 کنال جگہ کا نہیں ہے لیکن جو لیگل ایڈوائزر ان کی شہ پر حکومت پنجاب اور محکمہ اوقاف کی شہ پر کر رہا ہے اور محکمہ اوقاف قبضہ گروپ کی شکل اختیار کر چکا ہے۔

جناب سپیکر: حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جز (د) میں لکھا ہے کہ وقف اراضی پنج پیراں گزشتہ تین سالوں سے نیلام نہ کی گئی ہے۔ اس نیلامی کو نہ کرنے کی وجہ بتا دیں اور جو پیسا انھوں نے پچھلی نیلامی کا لینا تھا وہ کب تک یہ لے لیں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! جب auction میں پارٹیاں ہی نہ آئیں تو اس کو کیسے نیلام کیا جائے۔ ہم اخبار میں اشتہار دیتے ہیں، ایک جگہ متعین ہوتی ہے، وہاں پر مینجر اور ایڈمنسٹریٹر جاتا ہے اور وہاں پر willing لوگ آتے ہیں۔ اگر وہاں لوگ نہ لیں تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق ہم اس کو نیلام کر دیتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ ہاؤس کے کسٹوڈین ہیں۔ مجھے آج بڑا افسوس ہوا ہے کہ ایک فاضل رکن نے ایک پارلیمانی سیکرٹری کے متعلق یہ کہا ہے کہ وہ قبضہ گروپ ہیں۔ میرا خیال ہے کہ انھوں نے جواب بھی نہیں دیا تو You are the Custodian of the House

انھوں نے کوئی allegations لگائے ہیں جو کہ مناسب نہیں ہیں۔اگر ہیں تو اس پر آپ ہاؤس کی ایک کمیٹی بنادیں۔انھوں نے کہا ہے اور پارلیمانی سیکرٹری نے جواب ہی نہیں دیا ہے۔ان کا جواب نہ دینا admission ہے۔آپ اس کو probe کر لیں کہ انھوں نے جو allegations لگائے ہیں وہ درست ہیں اگر نہیں ہیں تو آگے کے لئے بہتر ہو۔

جناب سپیکر: شکریہ۔اس میں کمیٹی کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔اگلا سوال محترمہ صغیرہ اسلام صاحبہ کا ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! سوال نمبر 6718 On her behalf

پاکپتن۔محکمہ اوقاف کے زیر انتظام شہری و زرعی اراضی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

***6718: محترمہ صغیرہ اسلام:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع پاکپتن میں محکمہ اوقاف کی تحویل میں زرعی اور اربن اراضی کے رقبہ کی علیحدہ علیحدہ تفصیل بیان کی جائے؟

(ب) مذکورہ ضلع میں محکمہ کے زیر انتظام اربن اراضی اور زرعی زمین سے کتنی کتنی آمدن ہو رہی ہے؟

(ج) ضلع بھر سے ہونے والی آمدن کو محکمہ کن کن مدات پر خرچ کرتا ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع پاکپتن میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی اربن رقبہ نہ ہے۔زرعی رقبہ کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

نام وقف	زرعی رقبہ M	K	A	کل رقبہ M	K	A
1۔وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت گل قریشی کمہاری والا	16	5	11	16	5	11
2۔وقف اراضی مسجد امام دین والی انڈیا چک نمبر 19/SP	16	3	8	16	3	8
3۔وقف اراضی مسجد جالی والی انڈیا واقع چک 37/SP	0	0	4	0	0	4

4- وقف اراضی دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر کا رقبہ زرعی اصلاحات کے تحت فیڈرل لینڈ کمیشن ضبط کر چکا ہے اور محکمہ اوقاف کو 8,000 پیداواری یونٹ کے برابر رقبہ 157 ایکڑ 5 کنال 4 مرلے موضع محمد پور جاگیر میں الاٹ ہے۔ مقدمہ لاہور ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اس لئے یہ پٹہ نیلام نہ ہو رہا ہے۔ مذکورہ ضلع میں کوئی اراضی اربن ایریا میں واقع نہ ہے۔ زرعی اراضیات کی آمدن کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

(ب)

	نام اراضی	زرپٹہ سال 2004-04
1-	وقف اراضی دربار حضرت گل قریشی موضع کمہاری والا	460,950/-
2-	وقف اراضی مسجد امام دین والی انڈیا چک نمبر 19	39,450/-
3 -	وقف اراضی مسجد جالی والی آمدہ انڈیا چک نمبر 37/	28,000/-

4- وقف اراضی ملحقہ دربار حضرت بابا فرید الدین مسعود گنج شکر زیر مقدمہ ہے کیونکہ اس وقت دو رٹ پٹیشن نمبر 8149/02 اور 8200/02 عدالت عالیہ میں زیر سماعت ہیں۔ اس وجہ سے پٹہ نیلام نہیں ہو رہا ہے۔

(ج) محکمہ ضلع بھر سے ہونے والی آمدن میں سے زائرین کو ضروری اور بنیادی سہولیات کی فراہمی کے لئے اخراجات کرتا ہے۔ اس کے علاوہ فری شفاء خانہ، جہیز سکیم، لائبریری، لنگر کے انتظامات، تعمیر و مرمت وغیرہ پر اخراجات کئے جاتے ہیں۔ مزید برآں ضلع پاکپتن میں ایک ووکیشنل سکول اور تبلیغ کے لئے دار النساء بھی جلد از جلد کام کرنا شروع کر دیں گے۔ گزشتہ پانچ سالوں میں تعمیر و مرمت پر جو اخراجات ہوئے ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزاروں پر گزشتہ پانچ سالوں کے دوران ہونے والے اخراجات

نمبر شمار	مزار کا نام	سال	ترقیاتی اخراجات
1-	حضرت بابا فرید الدین پاکپتن	1999-2000	Rs 267,451/-
2-	حضرت بابا فرید الدین پاکپتن	2000-01	Rs 116,22,136/-
3-	حضرت بابا فرید الدین پاکپتن	2001-02	Rs 312,773/-
4-	حضرت بابا فرید الدین پاکپتن	2003-04	Rs 4868037/-
5-	حضرت بابا فرید الدین پاکپتن	2004-05	Rs 1,773117/-
	ٹوٹل		Rs 18843,514/-

محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزاروں پر گزشتہ پانچ سالوں
کے دوران ہونے والے اخراجات

نمبر شمار	مزار کا نام	سال	ترقیاتی اخراجات
1۔	حضرت عبدالعزیز مکی پاکپتن	2001-02	419,228/-
2۔	حضرت گنج عالم پاکپتن	2001-02	Rs 802,633/-
3۔	حضرت عبدالکریم پاکپتن	2004-05	Rs 280,248/-

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! جز (الف) کے جواب میں نمبر 4 پر لکھا ہے کہ وقف اراضی دربار حضرت بابا فریدالدین مسعود گنج شکر کا رقبہ زرعی اصلاحات کے تحت فیڈرل لینڈ کمیشن ضبط کر چکا ہے۔

جناب سپیکر! میرا اس میں پہلا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا شرعاً وقف رقبہ ضبط کیا جا سکتا ہے؟ اور ضمنی سوال یہ ہے کہ اس پر جو قبضے ہیں اور انھوں نے لکھا ہے کہ مقدمہ لاہور ہائیکورٹ میں زیر سماعت ہے۔ اس میں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ جو لاہور ہائیکورٹ میں مقدمہ ہے یہ قبضہ گروپ نے دائر کیا ہے یا محکمہ نے دائر کیا ہے اگر محکمے نے دائر کیا ہے تو کب سے دائر کیا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ یہ جو مقدمہ ہے یہ محکمے نے دائر نہیں کیا۔ دوسرا ان کا سوال یہ تھا کہ یہ رقبہ فیڈرل لینڈ کمیشن میں جا سکتا ہے؟ لیکن یہ نہیں جا سکتا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں نے پوچھا ہے کہ یہ مقدمہ جو ہائی کورٹ میں زیر سماعت ہے یہ کب دائر کیا گیا تھا؟ اس کا جواب تو دے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! یہ 2004 میں دائر کیا گیا تھا۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جتنے بھی سوالات مزارعات کے حوالے سے پہلے یا اب آئے ہیں، ہر مزار کے رقبے کے اوپر ناجائز قابضین قبضہ کر کے بیٹھے ہیں اور عدالتوں میں stay لے لیتے ہیں۔ گمان یہ ہے کہ یہ بااثر افراد ہیں جو اس اراضی میں سے شیر مادر کی طرح آمدنی لے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ڈاکٹر صاحب! آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر؟ میری آپ سے انتہائی humble درخواست ہے کہ منسٹر صاحب ہی کی سربراہی میں ہاؤس کی کوئی کمیٹی بنائیں اور یہ تمام مزارعات پر جو ناجائز قابضین ہیں ان پر موثر کارروائی کرنے کی ضرورت ہے تاکہ یہ اراضی جس مقصد کے لئے ہے اسے اسی مقصد کے لئے استعمال میں لایا جاسکے۔

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، احسان الحق احسن نولاٹیا صاحب!

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب تھوڑی سی تصحیح فرمالیں کہ ہائی کورٹ میں جو رٹ دائر ہوتی ہے اس کا نمبر کے ساتھ سن بھی درج ہوتا ہے۔ 02/8149 یعنی یہ 2002 میں دائر ہوئی ہے۔ اب دیکھیں کہ یہ فرمارہے ہیں کہ یہ 2004 میں دائر ہوئی ہیں۔ اب رٹ پٹیشن جو ہوتی ہے یہ بڑی speedy ہوتی ہے جسے بہت جلدی dispose of ہونا ہوتا ہے۔ اب محکمے نے چار سال سے ان کو صرف پیروی نہ کرنے کی وجہ سے pending رکھا ہوا ہے اور pending رکھنے کی وجہ صرف یہی ہوتی ہے کہ جس فرد کے پاس یہ زمین قبضے میں ہے وہ چاہتے ہیں کہ یہ رٹ بھی پڑی رہے اور قبضہ بھی اس فرد کے پاس پڑا رہے۔

جناب سپیکر: آپ کا ضمنی سوال کیا ہوا؟

جناب احسان الحق احسن نولاٹیا: جناب سپیکر! میں یہ کہہ رہا ہوں کہ یہ 2002 کی ہے 2004 کی نہیں ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6862۔

ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی زمین کی تفصیل

*6862: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی زمین کس کس گاؤں اور صوبائی حلقہ میں موجود ہے۔ تفصیل بیان فرمائیں؟

(ب) کون کون سی زمین ایسی ہے جہاں غیر قانونی تعمیر ہو چکی ہے۔ کیا حکومت غیر قانونی قابضین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ اوقاف کی زمین کے کوائف ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) جہاں جہاں وقف جائیدادوں پر غیر قانونی تعمیر ہوئی ہے ان کے کوائف بھی ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں، غیر قانونی قابضین کے خلاف ضابطہ کے مطابق قانونی کارروائی عمل میں لائی جا رہی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اگر اس کا annexure دیکھیں تو اس میں جو تفصیل تجاوزات کی ہے اس میں کالم 3 میں آتا ہے کہ وقف بو علی قلندر موضع باگڑیاں لاہور، کل رقبہ 387 کنال 17 مرلے اور اس پر وقف اراضی پر ناجائز قبضہ ہے، تعمیرات کروانے والے افراد کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتے رہے ہیں اور لکھا ہے کہ ناجائز قبضہ سال 1999 سے ہے۔ یہی بات سمیع اللہ خان صاحب نے کی تھی کہ یہ جو 387 کنال رقبہ ہے اس پر ناجائز قابضین کے خلاف انہوں نے اب تک کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! باگڑیاں میں جو رقبہ ہے یہ حضرت بو علی قلندر کے دربار کا رقبہ ہے۔ یہ ٹوٹل 360 کنال 15 مرلے ہے---

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس کا مطلب ہے کہ یہ حقائق کو چھپا رہے ہیں۔ اب آپ دیکھیں کہ انہوں نے جواب میں 387 کنال لکھا ہے اس کا مطلب ہے کہ یہ ہاؤس کو wrong information دے رہے ہیں جو کہ breach of privilege بنتا ہے۔ پہلے یہ اس کی درستی کریں کہ یہ انہوں نے ہاؤس میں غلط information کیوں دی؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! جواب میں کچھ اور لکھا ہے اور ابھی آپ نے پڑھا کچھ اور ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! اس میں کچھ رقبے پر وزیراعظم سکیم کے تحت کالونی بنائی گئی تھی اور جب وزیراعظم محمد خان جونیجو صاحب تھے تو انہوں نے اعلان کیا تھا اس میں سے ملازمین کو پلاٹ دیئے گئے ہیں اور ان کو یہ بھی اجازت دی گئی کہ وہ آگے sublet کر سکیں اس لئے انہوں نے پھر آگے دے دیئے۔ ایک وہاں پر جوئیہ گروپ ہے اس نے غیر قانونی طریقے سے زمین کو sale out کیا، اس کے خلاف بھی ہم نے پرچہ درج کرایا، وہ جیل میں گیا اس کے بعد وہ ابھی باہر آیا ہوا ہے اور کورٹ میں کیس چل رہا ہے۔ اس کے علاوہ اور بھی کچھ 29 بندے ہیں جن کو اس جاوید نامی شخص نے آگے دے دیئے ہیں۔ گزارش ہے کہ وہاں باگڑیاں میں جو ہمارے منیجرز اور ایڈمنسٹریٹرز ہیں، چیف سیکرٹری نے ان کا ایکشن لیا ہے، اس میں ان کے خلاف پرچے بھی درج ہوئے ہیں، ہر دوسرے دن وہاں پر ایسا کوئی نہ کوئی مسئلہ پڑا رہتا ہے۔ ہم اس سلسلے میں کوشش کر رہے ہیں۔

جناب سپیکر: ان کا مقصد ہے کہ ناجائز قابضین کے خلاف کارروائی کر رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب یا پنجاب حکومت یہ قانون بتا دے کہ جہاں پر ایک سرکاری زمین آپ کو lease پر ملی ہو اور آپ sublet کر سکتے ہیں۔ مجھے یہ کوئی ایسا قانون بتا دیں جس میں یہ پروویژن ہو کہ بورڈ آف ریونیو، حکومت پنجاب یا کوئی ڈیپارٹمنٹ مجھے زمین lease پر دے تو میں اس کو sublet کر سکوں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ یہ پہلے کی حکومت کی بات ہے یہ ہمارے سر نہیں جاتی۔ ہم کوشش کر رہے ہیں کہ یہ واپس کرائیں اور جو زمین دی گئی تھی وہ بھی غلط دی گئی تھی ہم اس کو واپس کرانے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن ہم اس دور کا جواب نہیں دے سکتے۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! انہوں نے کہہ دیا ہے کہ یہ غلط کارروائی ہوئی تھی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! چلیں میں نے کی ہے، کیا میں اس سے مبرا ہوں، کیا مجھ پر ایکشن نہیں لیا جا سکتا۔ مثال کے طور پر a,b,c کسی نے بھی کرپشن کی ہے اس پر انہوں نے ابھی تک ایکشن ہی کوئی نہیں لیا۔

جناب سپیکر: وہ کہہ رہے ہیں کہ ایکشن لے رہے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں کہ He is himself involved in corruption.

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! مجھے یہ ثابت کر دیں، میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ میں ایم پی اے شپ سے بھی resign کر دوں گا اور پارلیمانی سیکرٹری شپ سے بھی resign کر دوں گا۔ ایسی کوئی بات نہیں ہے۔ انہیں ایسے الزامات لگانے سے پہلے کم از کم سوچ سمجھ لینا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: ضمنی سوال۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال اس سوال سے بھی اور پچھلے سوال کے حوالے سے بھی ہے، جو تفصیل پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے دی ہے اس میں انہوں نے فرمایا ہے کہ مختلف زمینوں پر قبضے ہوئے ہیں اور اوقاف کی زمین پر فلاں فلاں کارروائی ہو رہی ہے۔ میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ Writ of the Government کے روزانہ جو بلند و بانگ دعوے کئے جاتے ہیں یہ Writ of the Government آپ صرف بلوچستان میں نافذ کرنا چاہتے ہیں یا پنجاب کے اندر بھی نافذ کرنا چاہتے ہیں کہ وہ حکومت کی جگہیں ہیں جس پر لوگوں نے سالہا سال سے قبضہ کیا ہوا ہے۔ تین سال بعد جواب میں یہ کہہ دیا جاتا ہے کہ کارروائی ہو رہی ہے، نوٹس جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اس بارے میں مجھے پارلیمانی سیکرٹری صاحب فرمائیں کہ اس کے لئے موثر کارروائی کر کے انہوں نے Writ of the Government نافذ کرنے کا کیا پروگرام بنایا ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف!

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: جناب سپیکر! گزارش ہے کہ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ ہم جو بھی کارروائی کرتے ہیں وہ وقف لاء کے تحت کرتے ہیں اور اس سے ہم آگے جا سکتے ہیں نہ

پیچھے جا سکتے ہیں۔ جیسے میں نے پہلے پروسیجر بتایا ہے ہم وہی اختیار کرتے ہیں۔ نوٹسز دیئے جاتے ہیں، پولیس کو بھی ساتھ لیا جاتا ہے۔ میں آپ کو ایک مثال دیتا ہوں کہ پچھلے دنوں اوکاڑہ ملٹری فارم کے رقبے کا جو مسئلہ ہے، ایک بندہ جو وہاں پر قبضہ کر کے بیٹھا ہے چاہے وہ ناجائز قابض ہے اس کو واگزار کرانا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ وہاں پر ملٹری والوں نے جو آپریشن کیا تو اس سلسلے میں وہاں دو بندے مارے گئے تو ہم کوشش کرتے ہیں کیونکہ کہیں پولیس کی negligence اور کہیں پر court matter بھی آ جاتا ہے اور کیس عدالتوں میں چلے جاتے ہیں تو اس سلسلے میں ہم bound ہوتے ہیں کہ کورٹ کیا فیصلہ کرتی ہے؟ ہمارے پاس کوئی بلڈوزر تو نہیں ہے اس لئے میں نے پہلے بھی request کی ہے کہ ہم نے ایک سمری بنا کر وزیراعلیٰ صاحب کے پاس بھجوا دی ہے کہ ہمیں یہ اختیار دیا جائے کیونکہ ہمارے پاس کوئی فورس ہے نہ ہمارے پاس کوئی بلڈوزر ہیں کہ ہم وہاں پر موقع پر جا کر ان کو dismantle کر سکیں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے اوقاف: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)

خانقاہ شاہ سلیمان پیر پٹھان تونسہ شریف کو حکومتی تحویل میں لینے کا مسئلہ

*6888: **سید احسان اللہ وقاص:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) خانقاہ شاہ سلیمان پیر پٹھان تونسہ شریف کو کن وجوہات کی بناء پر محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں نہ لیا ہے؟

(ب) کیا محکمہ اب اس خانقاہ اور اس سے منسلک کروڑوں روپے کی پراپرٹی کو اپنی تحویل میں لینے کو تیار ہے؟

(ج) خانقاہوں اور ان کی پراپرٹی کو محکمہ اوقاف نے اپنی تحویل میں لینے کا کیا معیار مقرر کر رکھا ہے، اس وقت صوبہ پنجاب میں کتنی خانقاہیں محکمہ کے پاس اور کن کن پر گدی نشین قابض ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) خانقاہ شاہ سلیمان پیر پٹھان تونسہ شریف کو محکمانہ تحویل میں لینے کے لئے متعدد بار سروے کیا گیا چونکہ زائرین سجادگان سے عقیدت کی بناء پر ان کے گھروں پر نذرانہ جات پیش کرتے ہیں۔ جس کی وجہ سے دربار پر آمدن اخراجات کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ سجادگان گھروں پر زائرین میں لنگر تقسیم کرتے ہیں۔ محکمانہ تحویل میں لینے کے بعد محکمہ کی جانب سے لنگر تقسیم کرنے کی صورت میں اخراجات بہت زیادہ ہوں گے لہذا دربار کو تحویل میں لینا محکمانہ مفاد میں نہ ہے۔

(ب) چونکہ دربار شریف پر رکھے گئے کیش بکس کی آمدن اخراجات کے مقابلہ میں کم ہے جبکہ محکمہ اوقاف ایک خود مختار ادارہ ہے اس کو حکومت کی جانب سے کوئی گرانٹ نہیں ملتی اور دربار شریف کی آمدن سے اس کے اخراجات پورے کرنے ہوتے ہیں اس لئے دربار شریف تحویل میں لینا محکمانہ مفاد میں نہ ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کسی بھی وقف جائیداد کو اس کے بہتر انتظام وانصرام کے لئے اپنی تحویل میں لینے سے قبل باقاعدہ سروے کرواتا ہے اور آمدن اور اخراجات کا موازنہ کرنے کے بعد موقع کی صورتحال کے پیش نظر وقف پراپرٹی تحویل میں لینے یا نہ لینے کا فیصلہ کیا جاتا ہے علاوہ ازیں اس بات کو بھی مقدم رکھا جاتا ہے کہ محکمانہ تحویل میں لی جانی والی پراپرٹی وقف کی تعریف میں آتی ہے یا نہیں۔

اس وقت صوبہ پنجاب میں 405 مزارات محکمہ اوقاف کے زیر تحویل ہیں جبکہ بقیہ مزارات پر گدی نشین قابض ہیں۔

گوجرانوالہ، اوقاف کی اراضی / دکانات کی لیز، ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات سے متعلقہ تفصیل

*6964: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) گوجرانوالہ تحصیل میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین ہے اور کہاں کہاں واقع ہے۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے کہ کتنی زمین لیز پر اور کتنی زمین یا دکانیں کرایہ پر کن کن افراد کو دی گئی ہیں؟

(ب) گوجرانوالہ میں سال 2003 سے یکم مئی 2005 تک محکمہ کی زمین پر غیر قانونی طور پر کتنے لوگ قابض ہوئے۔ ناجائز قابضین کے نام اور ایڈریس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) ان ناجائز قابضین اور قبضے کروانے میں محکمہ کے جو اہلکار شامل رہے ہیں، حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی اگر نہیں کی، تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) تحصیل گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف زرعی اراضی تعدادی 1734 کنال ہے جو سال بہ سال مستاجری بذریعہ نیلام عام دی جاتی ہے۔ سال 05-2004 کے لئے جن افراد نے یہ رقبہ مستاجری پر حاصل کر رکھا ہے اور 46 دکانات ہیں۔ ان کی تفصیل (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل وقف اراضی تعدادی 342 کنال چار مرلے پر چھ افراد ناجائز قابض ہیں۔ فہرست (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) محکمہ اوقاف کے کسی اہلکار نے ناجائز قبضہ نہ کروایا ہے اور نہ ہی ناجائز قابضین کی مدد کی ہے۔ ناجائز قابضین کے خلاف محکمانہ قواعد وضوابط کے مطابق کارروائی کی جارہی ہے۔

لاہور۔ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام درباروں کی تعداد، نام، آمدن و خرچ اور مختلف ٹھیکہ جات کی تفصیل

*7075: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام درباروں کے نام کیا ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان درباروں کی آمدن اور خرچ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک ان درباروں سے سائیکل / موٹر سائیکل سٹینڈز اور Shoes کے ٹھیکوں سے کتنی آمدن ہوئی، تفصیل الگ الگ دی جائے؟

(د) کیا حکومت کے علم میں یہ بات ہے کہ ہر دربار پر سائیکل / موٹر سائیکل سٹینڈز اور Shoes کے ٹھیکیدار اوور چارج کرتے ہیں، کیا حکومت ان کو ٹھیکے پر دینے کی بجائے سرکاری ملازمین کے ذریعے یہ کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اس سے حکومت کی آمدن بھی بڑھے گی اور اوور چارج کی شکایت بھی کم ہوگی، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) لاہور میں محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر انتظام دربار حضرت داتا گنج بخش سمیت 76دربار ہیں۔

(ب) یکم جنوری2004 سے30۔جون2005ان درباروں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل بر نشان (الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے، دربار حضرت داتا گنج بخش کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

مالی سال	آمدن	خرچ
2003-04	10,76,55,000/-روپے	44,77,600/-روپے
2004-05	12,17,28,028/-روپے	16,12,120/-روپے

(ج) یکم جنوری2004 سے آج تک ان درباروں سے سائیکل / موٹر سائیکل سٹینڈ اور شوز کے ٹھیکوں کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ بر نشان(ب)دربار حضرت داتا گنج بخش کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

قسم ٹھیکہ	سال	آمدن
حفاظت پاپوش	2003-04	16270666/- روپے
۔ایضاً۔	2004-05	16732667/- روپے
سائیکل سٹینڈ/کار پارکنگ	2003-04	2300000/- روپے
۔ایضاً۔	2004-05	2512100/- روپے

(د) محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مزارات پر حفاظت پاپوش اور سائیکل / موٹر سائیکل سٹینڈ وغیرہ کے ٹھیکہ جات حسب ضابطہ محکمہ کی طرف سے مقرر کردہ شرائط کے تحت نیلام کئے جاتے ہیں۔ جن کی ٹھیکیداروں پر پابندی لازم ہوتی ہے۔تاہم اوور چارجنگ کی شکایت موصول ہونے پر ٹھیکیدار کو شرائط کے مطابق جرمانہ کیا جاتا ہے۔دربار شریف کے بیشتر مقامات پر اجرت حفاظت پاپوش کے بورڈ آویزاں ہیں اور بذریعہ سپیکر ریٹ کا اعلان بھی کیا جاتا ہے۔جہاں تک متذکرہ بالا ٹھیکہ جات کی بجائے سرکاری ملازمین سے کام کروانے کا تعلق ہے۔تو اس سلسلہ میں تحریر ہے کہ محکمہ مذہبی امور و اوقاف پنجاب ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے اپنے ذرائع آمدن ہیں۔ جن کے علاوہ اسے حکومت کی طرف سے کسی قسم کی کوئی امداد فراہم نہیں کی جاتی۔چند سال قبل اوور

چار جنگ کی شکایت کے باعث داتا دربار لاہور پر سرکاری ملازمین کے ذریعے مندرجہ بالا ٹھیکہ جات پر کام کروایا گیا مگر اس تجربہ سے محکمہ کو نہ صرف شدید مالی نقصان ہوا بلکہ محکمہ کی بدنامی بھی ہوئی اور اس کا وقار بری طرح سے مجروح ہوا۔ اندریں حالات بالا محکمانہ مفاد اور زائرین کی سہولت کے لئے موجودہ نظام برقرار رکھنا ہی مناسب ہے۔

بادشاہی مسجد لاہور، چوری شدہ نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے حکومتی اقدامات

*7101: **محترمہ نور النساء ملک:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ دو سال قبل بادشاہی مسجد لاہور سے نعلین مبارک چوری ہو گئے تھے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ عرصہ دو سال گزر جانے کے باوجود نعلین مبارک کی بازیابی کے بارے میں حکومت نے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے کوئی ٹھوس اقدامات کرنے اور ذمہ داران کے خلاف قانونی کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) بادشاہی مسجد لاہور میں عرصہ تین سال قبل 31۔جولائی 2002 کو نعلین مبارک کا ایک جزو چوری ہوا تھا۔

(ب) یہ درست نہ ہے کہ اتنا عرصہ گزرنے کے باوجود نعلین مبارک کی بازیابی کے لئے حکومت نے کوئی ٹھوس اقدامات نہیں کئے اصل صورتحال یہ ہے کہ 31۔جولائی 2002 سے لے کر آج تک اس کی بازیابی کے لئے حکومت کی مختلف ایجنسیز شب و روز سرگرم عمل ہیں اور یہ سلسلہ ابھی تک جاری ہے۔ اطلاع کرنے والے اور کامیاب تفتیش کنندہ کو بطور انعام دینے کے لئے 20 لاکھ روپے کی رقم اوقاف بجٹ میں مختص کی جا چکی ہے۔

(ج) نعلین مبارک کی بازیابی کے اقدامات زیر عمل ہیں۔ ذمہ دار افراد کے ساتھ قانونی کارروائی بروقت عمل میں لائی گئی تھی۔

راولپنڈی، محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مساجد و مزارات اوران سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7127: راجہ طارق کیانی: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) راولپنڈی میں کتنے مزارات اور کتنی مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کی کتنی زمین کہاں کہاں واقع ہے۔ مکمل تفصیل فراہم کی جائے کہ کتنی زمین لیز پر اور کتنی زمین یا دکانیں کرایہ پر کن کن افراد کو دی گئیں؟

(ج) راولپنڈی میں سال 2004 سے یکم مئی 2005 تک محکمہ کی زمین پر غیر قانونی طور پر جو لوگ قابض ہوئے، ان کے نام اور ایڈریس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(د) ان ناجائز قابضین اور قبضے کروانے میں محکمہ کے جو اہلکار شامل رہے ہیں، حکومت نے ان کے خلاف کیا کارروائی کی۔ اگر نہیں کی تو اس کی وجہ بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع راولپنڈی محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 22 مساجد، 28 مزارات ہیں۔ تفصیل بر فلیگ (الف، ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کی کل زمین 185۔ ایکڑ چار کنال آٹھ مرلے ہے۔ اس کی تفصیل بر فلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے زیر انتظام 248 دکانیں ہیں جن کی مکمل فہرست بر نشان (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2004 سے مئی 2005 تک کسی زمین پر کوئی غیر قانونی قابض نہ ہوا ہے۔

(د) چونکہ سال 2004 سے مئی 2005 تک راولپنڈی میں کسی زمین پر کوئی ناجائز قبضہ نہیں ہوا لہذا کسی اہلکار کے خلاف محکمانہ کارروائی نہ ہوئی۔

بہاولپور، محکمہ اوقاف کا سٹاف، زیر انتظام مساجد / مقابر اور دیگر معلومات کی تفصیل

*7217: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ضلع بہاولپور میں کتنی مساجد، مزارات دیگر مذہبی تعمیرات اور جائیدادیں ہیں، ان سے محکمہ کو کل کتنی سالانہ آمدنی ہوتی ہے؟

(ب) محکمہ اوقاف کے ضلع بہاولپور میں کل کتنے ملازمین ہیں اور ان کو سالانہ کتنی تنخواہ ومراعات کی مد میں کتنی رقم دی جاتی ہے؟

(ج) مساجد ومزارات کی Maintenance پر یعنی مالی سال 05-2004 میں کتنے اخراجات آئے ہیں؟

(د) ضلع بہاولپور میں اوقاف کی جائیداد پر کتنے ناجائز قابضین ہیں، کس پراپرٹی پر کون اور کب سے قابض ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) محکمہ اوقاف بہاولپور کے زیر انتظام ضلع بہاول پور میں 12 مساجد اور 16 مزارات ہیں۔ ان سے محکمہ اوقاف کو مبلغ -/10090336 روپے سالانہ آمدن حاصل ہوتی ہے۔

(ب) ضلع بہاولپور میں 81 ملازمین ہیں اور انہیں مبلغ -/5631504 روپے کی سالانہ رقم تنخواہ ومراعات کی مد میں دی جاتی ہے۔

(ج) ضلع بہاولپور کی مساجد اور مزارات کی دیکھ بھال پر مالی سال 05-2004 میں درج ذیل اخراجات کئے گئے۔

اخراجات بابت دیکھ بھال جو زونل سطح پر کئے گئے	233877/-
تعمیر ومرمت پر صدر دفتر کی سطح پر کئے گئے	2011944/-
میزان	2245821/-

(د) ضلع بہاولپور میں درج ذیل وقف املاک پر ناجائز قابضین موجود ہیں:۔

1۔	دربار حضرت علی اصحاب موضع نہروالی تحصیل وضلع بہاول پور	22 عدد بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے
2۔	قبرستان ملوک شاہ موضع ڈیرہ عزت تحصیل وضلع بہاول پور	123 عدد بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دیا گیا ہے

بہاولپور، 04-2003 تا 05-2004 مساجد ومقابر کے تعمیراتی کاموں سے متعلقہ تفصیل

*7219: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع بہاولپور کے محکمہ اوقاف کی طرف سے مالی سال 03-2002، 04-2003 اور 05-2004 میں کتنے منصوبہ جات بابت مساجد و مزارات کی تعمیر و ترقی بھجوائے گئے، کتنے منظور ہوئے، کتنے مکمل ہوگئے اور کتنے لاہور سیکرٹریٹ میں زیر التواء ہیں؟

(ب) کیا ضلع بہاولپور میں اوقاف کی مساجد و مزارات کے سالانہ معائنہ کا کوئی طریق کار مقرر ہے؟ کون سی کمیٹی اس کا معائنہ کرتی ہے، 04-2003 کی رپورٹ ایوان میں پیش کی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف)

(i) مالی سال 03-2002 کے دوران ضلع بہاولپور میں وقف مساجد و مزارات کی تعمیر و ترقی کے کل آٹھ منصوبہ جات بھجوائے گئے، جن میں سے دو منصوبے منظور ہونے کے بعد مکمل ہوئے، جبکہ چھ منصوبے زیر التواء رہے۔

(ii) مالی سال 04-2003 کے دوران ضلع بہاولپور میں وقف مساجد و مزارات کی تعمیر و ترقی کے کل نو منصوبہ جات بھجوائے گئے جن میں سے نو منصوبہ جات منظور ہونے کے بعد آٹھ مکمل ہوئے جبکہ ایک منصوبہ زیر التواء رہا۔

(iii) مالی سال 05-2004 کے دوران ضلع بہاولپور میں وقف مساجد و مزارات کی تعمیر و ترقی کے کل چھ منصوبہ جات بھجوائے گئے، جن میں سے پانچ منظور ہوئے اور مکمل ہوئے جبکہ ایک منصوبہ زیر التواء رہا۔

(ب) جی نہیں۔ تاہم وقف املاک کے معائنہ / تعمیراتی کاموں کی نگرانی کے لئے محکمہ اوقاف میں فنی عملہ بشمول سب انجینئرز، سب ڈویژنل آفیسرز، ایگزیکٹو انجینئرز اور ڈائریکٹر منصوبہ جات) کے علاوہ ڈسٹرکٹ مینجر اوقاف و زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف صاحبان پر مشتمل آفیسران و اہلکاران تعینات ہیں جو کہ وقتاً فوقتاً تمام وقف املاک کا معائنہ کرتے رہتے ہیں۔

لاہور۔ قبرستان میانی صاحب کا رقبہ، متعین عملہ، قواعد و ضوابط اور دیگر تفصیلات

*7248: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لاہور میں میانی صاحب کے قبرستان کے لئے کتنا رقبہ قیام پاکستان کے وقت موجود تھا اوراس وقت کتنا رقبہ موجود ہے۔رقبہ میں کمی کن وجوہات کی بناء پر عمل میں آئی؟

(ب) میانی صاحب کے قبرستان میں متعین عملہ کی تعداد کیا ہے اور کس کس گریڈ کے کتنے ملازم ہیں؟

(ج) قبرستان کے لئے کیا قوانین وضع کئے گئے ہیں۔تفصیل درکار ہے۔قبضہ گروپ،منشیات فروش اور منشیات کے عادی افراد جو قبرستان کی بے حرمتی کرنے کا باعث ہوتے ہیں، سے قبرستان کے تحفظ کے لئے کیا اقدامات کئے گئے ہیں؟

(د) میت کی تدفین کے وقت کیا چارج لواحقین سے وصول کئے جاتے ہیں کیا کسی فرد کو اپنی زندگی میں قبرستان میں تدفین کے لئے جگہ مخصوص کروانے کی اجازت ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) میانی صاحب قبرستان صدیوں پرانا ہے۔ لیکن مارشل لاء آرڈر نمبر131 مورخہ 31-مئی1962 برتتمہ(الف)اور بعد ازاں میانی صاحب قبرستان آرڈیننس1962 برتتمہ (ب) کے تحت میانی صاحب قبرستان کی کمیٹی تشکیل دی گئی جس کے فرائض میں قبرستان کی حدود کا تعین بھی تھا۔1962 کے نوٹیفکیشن کے مطابق اس قبرستان کا رقبہ1206 کنال برتتمہ(ج) تھا جو تاحال برقرار ہے۔تتمہ (الف،ب)اور(ج) برائے ملاحظہ ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ب) میانی صاحب قبرستان میں متعین عملہ کی تفصیل برتتمہ (د)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) قبرستان کی بہتر دیکھ بھال اور عوام کی سہولت کی خاطر انتظامی کمیٹی انتظامی نوعیت کے فیصلے اپنی میٹنگوں میں کرتی ہے اور کوئی علیحدہ سے قوانین وضع نہ کئے گئے ہیں۔قبضہ گروپوں،منشیات فروشوں اور نشئی لوگوں سے قبرستان کو پاک کرنے کے لئے سکیورٹی کے انتظامات بڑھا دیئے گئے ہیں اور ایک سکیورٹی سپروائزر کے علاوہ مزید بارہ مسلح سکیورٹی گارڈ بھرتی کئے گئے ہیں جس کی وجہ سے جرائم پیشہ لوگوں کی سرگرمیاں کافی حد تک ختم ہو چکی ہیں۔

(د) میت کی تدفین کے وقت میانی صاحب قبرستان کمیٹی کچے کھاتہ کے لئے صرف -/20روپے اور پختہ کھاتے کے لئے -/500روپے وصول کرتی ہے۔ موجودہ پالیسی کے مطابق قبرستان میں کسی فرد کو اپنی زندگی میں تدفین کے لئے جگہ مخصوص کروانے کی اجازت نہ دی گئی ہے۔

دربار حضرت میاں چنوں، ملکیتی اراضی، دکانات، آمدن واخراجات اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7378: حاجی محمد اعجاز: کیاوزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حضرت بابامیاں چنوں دربار کی ملکیتی اراضی اور دکانوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) اس دربار کی سال 2003 سے آج تک کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) اس عرصہ کے دوران اس دربار کی تزئین وآرائش پر جو رقم خرچ کی گئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(د) اس دربار سے ملحقہ مسجد میں کتنے نمازی ایک وقت میں نماز پڑھ سکتے ہیں؟

(ہ) کیا حکومت اس مسجد کی از سر نو تعمیر کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) دربار حضرت میاں چنوں سے ملحقہ وقف اراضی تعدادی 8۔ایکڑ 3 کنال 15 مرلے ہے، جبکہ دربار مذکور سے دکانات ملحق نہ ہیں۔

(ب) دربار متذکرہ بالا کی آمدن واخراجات از سال 04-2003 تاحال کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2003 تاحال دربار کی تزئین وآرائش پر کوئی خرچ نہ کیا گیا ہے۔

(د) مسجد مذکور میں بیک وقت 500 افراد کی نماز ادا کرنے کی گنجائش ہے۔

(ہ) سال 1996 میں دربار مذکور سے ملحقہ مسجد کی تعمیر نو کروائی گئی تھی۔

ضلع قصور، محکمہ اوقاف کا رقبہ، ناجائز قابضین اور واگزاری کے لئے حکومتی اقدامات کی تفصیل

*7470: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں محکمہ کی تحویل میں کتنا رقبہ ہے اور کس کس جگہ واقع ہے ان رقبوں پر قابضین کب سے چلے آ رہے ہیں اور محکمہ ان سے سالانہ کتنا پٹہ فی ایکڑ حاصل کر رہا ہے؟

(ب) محکمہ اوقاف کا کتنا رقبہ ناجائز قابضین کے قبضہ میں کب سے ہے اور حکومت نے قبضہ واگزار کرانے کے لئے آج تک کیا اقدامات کئے ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع قصور میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کل رقبہ 465ایکڑ 7کنال 19مرلے ہے۔ یہ رقبہ تحصیل پتوکی، تحصیل چونیاں، تحصیل قصور میں واقع ہے۔ محکمانہ پالیسی کے مطابق پٹہ اراضیات سالانہ بذریعہ نیلام عام ٹھیکہ پر دیئے جاتے ہیں۔ تفصیل مواضعات وزرپٹہ فی ایکڑ سالانہ برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) خانقاہ حبیب شاہ موضع سندھو تحصیل پتوکی۔ 103کنال 2مرلے زیر مقدمہ ہے اور ممبر بورڈ آف ریونیو لاہور کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔ خانقاہ احمد شاہ رجی والا ارائیاں تحصیل قصور 38کنال 14مرلے وقف اراضی کئی سالوں سے نیلام نہ ہو رہی ہے کیونکہ یہ رقبہ آبادی دیہہ میں آ چکا ہے، 8کنال رقبہ پر کمیونٹی سنٹر 27عدد رہائشی مکانات اور ایک عدد افزائش نسل حیوانات کا دفتر بن چکا ہے۔ ناجائز قابضین کو کرایہ تہہ زمینی لاگو کرنے کے لئے منیجر حلقہ نے تجویز دی ہے جس پر کارروائی ہو رہی ہے۔

ضلع قصور/اوکاڑہ، محکمہ اوقاف کے زیر انتظام مساجد و مزارات، پراپرٹی قابضین اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7511: رانا سرفراز احمد خان: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع قصور اور ضلع اوکاڑہ میں کتنے مزارات اور مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں اور کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) ان مزارات اور مساجد کی کتنی کتنی جائیداد ہے کیا تمام جائیداد محکمہ کے زیر قبضہ ہے یا ان پر ناجائز قابضین قابض چلے آرہے ہیں؟

(ج) محکمہ نے ان ناجائز قابضین سے جائیداد واگزار کرانے کے لئے کیا اقدامات اٹھائے ہیں؟

(د) ان مزارات اور مساجد میں گزشتہ دو سالوں کی آمدن اور اخراجات کی تفصیلات ایوان میں پیش کی جائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع قصور اور اوکاڑہ میں درج ذیل مزارات اور مساجد محکمہ اوقاف کے زیر انتظام ہیں۔

1-	ضلع قصور	11	مزارات	3	مساجد	1	تکیہ
2-	ضلع اوکاڑہ	12	مزارات	3	مساجد		

ان مزارات و مساجد کی مکمل تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع قصور میں 84 کمرشل اور 4 رہائشی یونٹ ہیں جبکہ ضلع اوکاڑہ میں 59 رہائشی یونٹ اور 164 کمرشل یونٹ ہیں۔ ان اضلاع میں تمام وقف جائیداد محکمہ اوقاف کے زیر قبضہ ہے اور کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

(ج) چونکہ ان اضلاع میں تمام جائیداد محکمہ اوقاف کے زیر قبضہ ہے لہذا کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

(د) ان مزارات اور مساجد میں گزشتہ دو سالوں کی آمدن و اخراجات کی تفصیل (بر فلیگ الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور، اوقاف کے زیر انتظام مساجد و مزارات کے نام، پراپرٹی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7578: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) محکمہ اوقاف کی تحویل میں ضلع لاہور میں مزارات اور مساجد کے نام اور ان سے ملحقہ اراضی اور دکانوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) سال 2003 سے آج تک ان مزاروں اور مساجد کی مرمت و تعمیر پر کتنی رقم خرچ کی گئی ہے، تفصیل علیحدہ علیحدہ فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2003 سے آج تک ان کی آمدن و اخراجات کی مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع لاہور میں مزارات اور مساجد کے نام کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے اور ان سے ملحقہ اراضی 1389 کنال 17 مرلے 662 دکانات / یونٹ 153 مکانات 26 کمرے اور ایک کھوکھا ہے۔

(ب) سال 2003 سے ان مزاروں اور مساجد پر مرمت و تعمیر کے اخراجات کی زونل وار تفصیل برفلیگ (ب) اور صدر دفتر کی سطح پر برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2003 سے تاحال آمدن و اخراجات کی تفصیل برفلیگ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور، باگڑیاں اوقاف کی اراضی پر ناجائز قابضین اور حکومتی اقدامات کی تفصیل

*7688: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 18-دسمبر 2005 کی ایک موقر اخبار کی خبر کے مطابق باگڑیاں لاہور میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی 384 کنال اراضی پر ناجائز قابضین نے قبضہ کر رکھا ہے اور اس کی مارکیٹ ویلیو ایک ارب کے قریب ہے؟

(ب) اس اراضی پر ناجائز قابضین کے نام، زیر قبضہ رقبہ کی تفصیل نیز یہ کب سے اس اراضی پر ناجائز قابض ہیں؟

(ج) اس اراضی پر قبضہ کے بارے میں کتنی مرتبہ اس علاقہ میں تعینات محکمہ اوقاف کے مینجر اور دیگر عملہ نے اعلیٰ افسران کو مطلع کیا نیز مطلع کرنے والے سرکاری ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) کیا حکومت اس اراضی کو ناجائز قابضین سے جلد از جلد واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) یہ درست ہے کہ مورخہ 05-12-18 کو اخبارات میں وقف اراضی موضع باگڑیاں کے بارے میں خبر شائع ہوئی لیکن خبر کا متن حقیقت حال اور ریکارڈ کے مطابق نہ ہے۔ حقیقت حال کچھ اس طرح ہے کہ سابق وزیر اعظم پاکستان جناب محمد خان جونیجو کے پانچ نکاتی پروگرام کے تحت ملازمین سرکار / اوقاف کو رہائشی سہولتیں فراہم کرنے کے لئے جناب چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب کے حکم نمبر ایس اوپی مورخہ 23۔دسمبر 1987 کے تحت بلحاظ عہدہ مختلف سائز کے پلاٹ الاٹ کرنے کی منظوری دی گئی۔ سال 1989 میں اعلیٰ افسران پر مشتمل الاٹمنٹ کمیٹی نے باقاعدہ قرعہ اندازی کے ذریعہ ملازمین کو پلاٹ الاٹ کرنے کی کارروائی مکمل کی۔ ملازمین کو الاٹ شدہ پلاٹ کا رقبہ تقریباً 237 کنال 8 مرلے بنتا ہے جس میں پارک، مسجد، شاپنگ سنٹر، ڈسپنسری اور گلیاں شامل ہیں۔ سال 1991 میں ملازمین اوقاف/الاٹی حضرات کو الاٹ شدہ پلاٹ کے حقوق sublet کرنے کی بھی منظوری دے دی۔ ان احکام کی روشنی میں کچھ ملازمین نے خود تعمیرات کر لیں اور کچھ نے لیز sublet کر دی اور لیز مذکورہ کے حقوق منتقلی کرایہ داری حاصل کرنے والے افراد میں بھی کچھ نے موقع پر تعمیرات کر لیں۔ اکثر پلاٹس اب بھی موقع پر خالی پڑے ہیں۔ اراضی ہذا میں 84 کنال زمین کئی سال سے زرعی مقاصد کے لئے نیلام ہوتی رہی ہے۔ جسے امسال گڈویل کی بنیاد پر کمرشل / تعلیمی مقاصد کے لئے نیلام عام پر دیا جا رہا ہے تاکہ وقف ہذا سے زیادہ سے زیادہ حکومتی محاصل حاصل ہوں۔ اراضی ہذا میں 12 کنال 14 مرلے اراضی دی ٹرسٹ سکول لاہور کو علاقہ کے لوگوں کی تعلیمی ضروریات پورا کرنے کے لئے -/5 روپے فی مرلہ ماہوار کے حساب سے 33 سالہ لیز پر 2005 میں دی گئی جس کا 33 سالہ زر پٹہ مبلغ -/19,46,130 روپے یکمشت وصول ہو چکا ہے۔ اراضی ہذا میں سے تقریباً 13 کنال 11 مرلے اراضی کے پلاٹس بنا کر جاوید احمد جوئیہ نامی شخص نے بھارت سے حاصل کردہ ازاں متولیان بو علی قلندر جعلی پاور آف اٹارنی کے ذریعہ لوگوں میں فروخت کر دی۔ محکمہ اوقاف کو جونہی علم ہوا، اس نے احمد علی جوئیہ کے خلاف بھرپور کارروائی کرتے ہوئے اس کا پرچہ درج کروا کے گرفتار کروا دیا۔ وہ اب سیشن کورٹ سے ضمانت پر ہے۔ محکمہ اوقاف کے

افسران نے اراضی ہذا کی حفاظت کو یقینی بنانے کے لئے کبھی بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہ کیا ہے جس کی روشن ترین مثال لف شدہ ایف آئی آر کی نقول ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔ برفلیگ (الف) جو اس حقیقت کی غماز ہیں کہ محکمہ اوقاف نے ہر دور میں موثر ترین کارروائی کرتے ہوئے قبضہ مافیا کو کیفر کردار تک پہنچانے میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھی ہے۔

(ب) فہرست ناجائز قابضین برفلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ یہ وہی اراضی ہے جو جاوید احمد جوئیہ نے بھارت سے حاصل کردہ جعلی پاور آف اٹارنی اور متولیان خانقاہ بو علی قلندر کی بنیاد پر فروخت کی جس پر اس کے خلاف کارروائی عمل میں لاتے ہوئے پرچہ کا اندراج کروایا گیا جس میں وہ ضمانت پر ہے۔

(ج) نوٹیفکیشن کے مطابق مینجر اوقاف متعلقہ پراپرٹی کا custodian ہوتا ہے اور وہ ہی اپنے زیر انتظام وقف املاک کی ایڈمنسٹریشن اور دیگر امور کے بارے میں کارروائی عمل میں لاتا ہے جس کی اطلاع زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف لاہور کو دی جاتی ہے۔ وقف اراضی موضع باگڑیاں کے بارے میں بروقت کارروائی کی گئی۔ مینجرز متعلقہ کی تفصیل جنہوں نے باقاعدہ پرچہ جات کا اندراج کروایا اور ملزمان گرفتار کروائے مندرجہ ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام	عہدہ	گریڈ
1۔	چودھری عارف حمید	مینجر حلقہ نمبر 2 لاہور	16
2۔	پیر قاسم احمد کیانی	۔ایضاً۔	16
3۔	حاجی محمد اسلم	۔ایضاً۔	14
4۔	رانا مشتاق احمد	۔ایضاً۔	16
5۔	شیخ محمد قربان	۔ایضاً۔	16
6۔	محمد سعید بٹ	۔ایضاً۔	15

(د) اراضی کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کے لئے محکمہ اوقاف ہر طرح کی انتظامی اور عدالتی کارروائی بروئے کار لا رہا ہے۔

تحصیل خانپور میں اوقاف کی اراضی اور ٹھیکہ جات

*7706: میاں محمد اسلم (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اراضی محکمہ اوقاف تحصیل خانپور کی تفصیل، کن کن مواضعات میں ہے، کن کن اشخاص کو کس ریٹ پر ٹھیکہ سالانہ پر دی گئی اور کتنے سال کے لئے دی گئی جن کو دی گئی، ان کے نام، پتاجات، ولدیت اور سکونت کیا ہے، سابقہ مزارعین یا مستاجروں کو کیسے بیدخل کیا گیا؟

(ب) اراضی ٹھیکہ اوقاف غیر مسلم موضع جام پور کتنی ہے، پچھلے سال سے کون مستاجر تھے، اب یہ لائیں کن کن لوگوں کو کس طرح سے مستاجری پر دی گئیں کیا مستاجروں کو اس بارے میں قانوناً نوٹس دیا گیا کہ وہ مستاجری لینا چاہتے ہیں یا نہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) تحصیل خانپور میں واقع محکمہ مسلم اوقاف کی اراضی کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ جس کے نمبر شمار نمبران 32,23,16 اور 81 میں عرصہ 7 سال ٹیوب ویل سکیم پر ہے۔ جن کا کل رقبہ 144 ایکڑ 5 کنال 9 مرلے ہے۔ تمام مستاجرین انہی مواضعات کے رہائشی ہیں۔ سابقہ مزارعین / مستاجرین نیلامی کے بعد از خود قبضہ چھوڑ دیتے ہیں اگر کوئی مستاجر یا مزارع قبضہ نہ چھوڑتا ہو تو محکمہ اوقاف، محکمہ مال اور پولیس کی مدد سے سابقہ مستاجر کو بے دخل کر کے نئے مستاجر کو قبضہ دلاتا ہے۔

(ب) متروکہ وقف اراضی موضع جاپپور غیر مسلم اوقاف سے متعلقہ ہے جبکہ محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر انتظام وانصرام مسلم وقف املاک ہیں۔

تحصیل نوشہرہ ورکاں میں اوقاف کی پراپرٹی اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*7893: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) نوشہرہ ورکاں تحصیل میں محکمہ اوقاف کی سرکاری اراضی اور دکانات کی تفصیل مع قبضہ کے نام کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے کتنی اراضی اور دکانیں پٹہ پر ہیں اور ان کی سال 2004 اور 2005 کی آمدن کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس میں سے کتنی اراضی اور دکانیں ناجائز قابضین کے پاس ہیں، ناجائز قابضین کے نام، رقبہ اور دکانات کی تفصیل دی جائے؟

(د) حکومت ناجائز قابضین سے سرکاری اراضی اور دکانات واگزار کروانے کے لئے کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) نوشہرہ ورکاں میں سرکاری اراضی کی تفصیلات مع آمدن نیچے درج کر دی گئی ہیں تاہم نوشہرہ ورکاں میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل کوئی دکان نہ ہے۔

نمبر شمار	نام وقف اراضی	رقبہ تعدادی		آمدن سال
		مرلے	کنال	2004-05
1۔	وقف اراضی مسجد انڈیا پھلوکی	00	20	18,360/-
2۔	وقف اراضی کڑیال کلاں	00	62	24,500/-
3۔	وقف اراضی کڑیال کلاں	00	74	48,500/-
4۔	وقف اراضی کڑیال کلاں	00	03	2,876/-
5۔	وقف اراضی سید جلال شاہ مٹم بھانوکے	15	17	16,300/-
6۔	وقف اراضی جھنگی شاہ کوٹلی اڑوڑہ	07	18	7,500/-
7۔	وقف اراضی مسجد انڈیا کرتار پور ملیاں	08	47	41,760/-
8۔	وقف اراضی خانقاہ عید گاہ نوشہرہ ورکاں	00	32	30,600/-
9۔	وقف اراضی خانقاہ ڈھیری پیر پلنگ پورہ	00	40	36,800/-
10۔	وقف اراضی مسجد انڈیا چیلے کی	08	15	9,900/-
11۔	وقف اراضی خانقاہ شاہ چھتہ بھدے	11	220	50,000/-
12۔	وقف اراضی تکیہ مافیہ کولووال	00	16	11,750/-
13۔	وقف اراضی دربار بھلے شاہ موضع ھردوتالی	13	12	1,792/-
14۔	وقف اراضی خانقاہ امی شاہ چندھڑ	02	8	3,000/-
15۔	وقف اراضی پیر درویش منٹھم بانوکے	00	12	نیلام نہ ہوئی۔
16۔	وقف اراضی دربار حضرت عبدالرحمان بھڑی کلاں	00	207	1,52,000/-
	ٹوٹل	04	806	4,55,638/-

(ب) نوشہرہ ورکاں میں اراضی کی تفصیلات مع رقوم اوپر دی جا چکی ہیں البتہ نوشہرہ ورکاں میں محکمہ اوقاف کی کوئی دکان نہ ہے۔

(ج) سال 2005-06 کے لئے رقبہ نیلام کے لئے محکمہ نے ہر ممکن کوشش کی مگر ناجائز قبضہ کی وجہ سے لاٹ نمبر 1 رقبہ تعدادی 112 کنال کوئی شخص بھی پٹہ پر لینے کو تیار نہ ہوا۔ ناجائز قابض سے 20 فیصد اضافہ کے ساتھ زرپٹہ کی وصولی کے لئے بذریعہ ریونیو ایکٹ کوشش کی جارہی ہے۔ نوشہرہ ورکاں میں محکمہ اوقاف کی کوئی دکان نہ ہے۔

(د) وقف اراضی تعدادی 112 کنال سال 2004-05 میں مبلغ -/25,000 روپے میں مسمی محمد آصف ولد ریاست علی نے پٹہ پر لی۔ سال 2005-06 میں ناجائز کاشت کی لہذا محکمانہ پالیسی کے مطابق اسے 20 فیصد اضافہ کے ساتھ -/30,000 روپے کی وصولی کے

لئے نوٹس جاری کر دیا گیا ہے۔ سال07-2006 کے لئے یہ اراضی شیڈول نیلام میں شامل ہے۔ آئندہ تاریخ نیلام ہر ماہ کی 2اور 23 مقرر ہے۔

گوجرانوالہ۔ زونل مینجر اوقاف کے زیر انتظام اراضی اور اس سے متعلقہ دیگر تفصیلات

*7895: چودھری زاہد پرویز: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) زونل مینجر اوقاف گوجرانوالہ کے ماتحت کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) اس کے کنٹرول میں کتنی سرکاری اراضی ہے، ضلع وار تفصیل دی جائے؟

(ج) اس کے زیر کنٹرول کتنی اراضی ٹھیکہ پر ہے اور کتنی ناجائز قابضین کے زیر تصرف ہے؟

(د) اس کے زیر کنٹرول اراضی سے سال2004 اور 2005 کی آمدن و خرچ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) 1- گوجرانوالہ اور 2- حافظ آباد

(ب) ضلع حافظ آباد میں محکمہ اوقاف کی کل اراضی 3843 کنال 3 مرلے اور ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ اوقاف کی کل اراضی 4091 کنال 17 مرلے ہے تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اراضی ٹھیکہ پر ضلع حافظ آباد 3843 کنال 3 مرلے، ضلع گوجرانوالہ 4091 کنال 17 مرلے اراضی ناجائز قبضہ NIL NIL

(د) ضلع حافظ آباد اور ضلع گوجرانوالہ کی محکمہ اراضی سے سال2004 اور 2005 کی آمدن و خرچ کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف لاہور کا دائرہ کار، پراپرٹی اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7974: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف لاہور کے دائرہ کار کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس کے ماتحت کتنی اراضی، دکانیں، مزارات اور مساجد ہیں؟

(ج) ان مزارات، مساجد، دکانوں اور اراضی کی سال 05-2004 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ناجائز قابضین سے رقبہ واگزار کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) زونل ناظم اوقاف لاہور زون لاہور اپنے نظامت میں جملہ امور از قسم عدالتی، انتظامی، مالی کی نگرانی کے فرائض بطور سپر وائزنگ اتھارٹی انجام دیتے ہوئے محکمانہ مفاد کے حصول کے لئے زون کا انچارج ہوتا ہے اور صدر دفتر کے اعلیٰ ترین نمائندہ کے طور گاہے بگاہے جاری شدہ ہدایات / احکام کی تعمیل و تکمیل کے لئے مسؤل ہیں۔

(ب) زونل ناظم اوقاف لاہور زون کے ماتحت کل اراضی 1467 ایکڑ 4 کنال / تعداد دکانات 1929 / تعداد مزارات /113 تعداد مساجد 109 ہے۔

(ج) ان مزارات، مساجد، دکانوں اور اراضی کی آمدن برائے سال 05-2004 درج ذیل ہے:۔

آمدن سال 05-2004	اخراجات سال 05-2004
10,06,47,683/-	3,58,79,564/-

(د) محکمہ اوقاف کی وقف جائیداد کو ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کے لئے وقف پراپرٹی آرڈیننس کی شق نمبر 8-9 کے تحت نوٹس جاری کئے گئے، اس کے بعد بذریعہ پولیس / انتظامیہ ناجائز قابضین کی بے دخلی کی کارروائی مکمل کی جائے گی۔ بعض معاملات میں بوجہ مقدمات / حکم امتناعی بے دخلی کی کارروائی تشنہ تکمیل رہتی ہے جیسا کہ دربار حضرت بابا احمد شاہ رجی والا قصور کے معاملہ میں ناجائز قابضین کو بے دخل کرنے میں مقدمہ رکاوٹ بنا ہوا ہے۔

مزار بی بی پاک دامن لاہور میں زائرین کے لئے سہولیات کی فراہمی

*8121: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مزار بی بی پاک دامن لاہور پر روزانہ سینکڑوں عقیدت مند آتے ہیں جن کے بیٹھنے کے لئے کوئی مناسب جگہ نہ ہے اور نہ ہی بچوں اور عورتوں کے لئے علیحدہ کوئی جگہ ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ متذکرہ مزار سے ملحقہ کوئی مناسب برآمدے یا شیلٹر نہ ہے جس میں بارش کے موسم میں زائرین آرام یا قیام کر سکیں؟

(ج) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت مزار کی ہونے والی آمدن میں سے جو سالانہ کروڑوں میں ہے، خرچ کر کے زائرین کے آرام اور قیام کے لئے برآمدے یا شیلٹر بنانے کو تیار ہے اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) یہ درست ہے کہ مزار بی بی پاک دامن لاہور پر روزانہ سینکڑوں عقیدت مند آتے ہیں۔ محکمہ اوقاف پنجاب نے مزار شریف کے ساتھ زائرین کے لئے خاص کر عورتوں اور بچوں کے لئے علیحدہ کمرہ اور برآمدہ تعمیر کیا ہوا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ محکمہ اوقاف پنجاب نے مزار بی بی پاکدامن پر زائرین کو دھوپ اور بارش سے محفوظ رکھنے کے لئے دربار کی ترقیاتی سکیم 1995 میں برآمدہ / ہال / شیلٹر تعمیر کیا ہوا ہے۔

(ج) مندرجہ بالا سہولیات کے علاوہ محکمہ اوقاف پنجاب نے اپنے اگلے ترقیاتی مالی سال 2006-07 میں زائرین کی سہولت کے لئے ایک کروڑ روپے کی رقم سالانہ ترقیاتی پروگرام میں مختص کی ہے۔

مزار بی بی پاک دامن لاہور کی آمدن و خرچ کی تفصیل

*8122: محترمہ زیب النساء قریشی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) مزار بی بی پاک دامن لاہور کب سے محکمہ کے زیر کنٹرول ہے؟

(ب) مذکورہ مزار محکمہ کے زیر کنٹرول آنے سے لے کر تاحال کتنی آمدن ہوئی ہے؟

(ج) مذکورہ مزار کی آمدن سے محکمہ نے تاحال مزار پر کس کس مد میں کتنی کتنی رقم خرچ کی ہے، تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) دربار حضرت بی بی پاکدامن لاہور محکمہ اوقاف نے مورخہ 12-09-1967 کو اپنی تحویل میں لیا۔

(ب) دربار حضرت بی بی پاکدامن لاہور محکمہ کے زیر کنٹرول آنے سے اب تک مبلغ -/4,02,91,602 روپے کی آمدن ہوئی۔

(ج) دربار حضرت بی بی پاکدامن لاہور محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول آنے سے اب تک مبلغ -/1,50,83,660 روپے آج تک خرچ ہو چکے ہیں۔

ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی پراپرٹی، ناجائز قابضین اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8269: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کی ملکیتی اراضی اور دکانیں کس کس جگہ کتنی کتنی ہیں؟

(ب) کتنی اراضی اور دکانوں پر لوگوں نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ناجائز قابضین کے نام، پتاجات اور زیر قبضہ زمین اور دکانوں کی تفصیل دی جائے؟

(ج) محکمہ اوقاف کو دکانوں اور اراضی سے کتنی آمدن سالانہ ہو رہی ہے؟

(د) محکمہ اوقاف ضلع شیخوپورہ کی سالانہ آمدن سال 05-2004 اور 06-2005 کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع شیخوپورہ میں محکمہ اوقاف کے زیر تحویل 665 ایکڑ 4 کنال 13 مرلے وقف اراضی ہے جبکہ 197 دکانات و مکانات ہیں جن کی مکمل تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر تحویل وقف اراضی و دکانوں / مکانات پر ناجائز قابضین کے نام، پتاجات، زیر قبضہ زمین اور دکانوں کی تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ضلع شیخوپورہ میں دکانوں اور اراضی کی سالانہ آمدن درج ذیل ہے:۔
سال 05-2004 دکانات / مکانات کی آمدن -/8,32,489 وقف اراضیات کی آمدن -/25,28,772 میزان -/33,61,261
سال 06-2005 دکانات / مکانات کی مئی 2006 تک آمدن -/11,00,328 وقف اراضیات کی آمدن -/29,20,095 میزان -/40,20,423

(د) ضلع شیخوپورہ میں وقف جائیداد کی کل سالانہ آمدن بشمول کیش بکس ٹھیکہ، حفاظت پاپوش، متفرق نذرانہ جات وغیرہ

آمدن سال 05-2004	آمدن سال 06-2005 (مئی 2006)
-/75,32,208	-/83,05,242

ضلع جھنگ، محکمہ اوقاف کے 06-2004 کا بجٹ اور اخراجات

*8273: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع جھنگ محکمہ اوقاف کے سال 05-2004 اور 06-2005 کا بجٹ جو حکومت کی طرف سے فراہم کیا گیا اس کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان سالوں کے دوران سرکاری ملازمین کی تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے پر خرچ کی گئی رقم کی تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان سالوں کے دوران کتنی رقم سرکاری گاڑیوں کی مرمت پر اور کتنی رقم ڈیزل / پٹرول پر خرچ ہوئی، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

(د) ان سالوں کے دوران کتنی رقم کن کن ترقیاتی کاموں پر خرچ ہوئی ان کاموں کے نام اور تخمینہ لاگت کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع جھنگ میں محکمہ اوقاف نے دو سرکل قائم کئے ہیں ایک جھنگ سرکل کے نام سے موسوم ہے دوسرا شورکوٹ / شاہ صادق نہنگ کے نام سے موسوم ہوا ہے۔ دونوں سرکل کے لئے محکمہ نے جو بجٹ منظور کیا ہے اس کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔
جھنگ 05-2004 کا بجٹ -/34,66,550 روپے اور 06-2005 کا بجٹ -/37,34,505 روپے
شورکوٹ 05-2004 کا بجٹ -/13,82,150 روپے اور 06-2005 کا بجٹ -/16,36,850 روپے

(ب)

اخراجات 05-2004 جھنگ سرکل تنخواہ-/28,80,747 ٹی اے/ڈی اے-/37,064

اخراجات 06-2005 جھنگ سرکل تنخواہ-/29,45,230 ٹی اے/ڈی اے-/39,205

اخراجات 05-2004 شورکوٹ سرکل تنخواہ-/12,35,530 ٹی اے/ڈی اے 08,004

اخراجات 06-2005 شورکوٹ سرکل تنخواہ-/14,42,570 ٹی اے ڈی اے 47,349

(ج) نہ تو کوئی سرکاری گاڑی فراہم کی گئی اور نہ ہی مرمت اور پٹرول/ڈیزل پر کوئی رقم خرچ کی گئی۔

(د) تعمیراتی کام

تعمیر وضوخانہ دربار حضرت شاہ صادق نہنگ جھنگ	5,00,000/-
تعمیر برآمدہ وفرش بندی دربار پیر بکھا جھنگ	4,07,000/-
تعمیر طہارت خانہ جات دربار حضرت ہموآنہ جھنگ	2,99,000/-
تعمیر وضوبلاک طہارت خانہ جات دربار حضرت وڑکی شاہ جھنگ	1,93,000/-
تعمیر وضوبلاک طہارت خانہ واٹر سپلائی دربار فتح شاہ بخاری جھنگ	1,99,000/-

ضلع جھنگ۔محکمہ اوقاف کے سٹاف اور اسامیوں کی تفصیل

*8274: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع جھنگ میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، پتا جات اور ڈومی سائل کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس وقت اس ضلع میں کتنی اور کون کون سی کس کس گریڈ کی اسامیاں کب سے خالی ہیں نیز خالی اسامیوں پر کب تک تعیناتی ہو گی؟

(ج) ضلع جھنگ میں محکمہ اوقاف کے انچارج کا نام، عہدہ، گریڈ اور اس کا دفتر کس جگہ ہے، نیز حکومت کی طرف سے ان کو کیا کیا مراعات دی جا رہی ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) ضلع جھنگ میں تعینات ملازمین اوقاف کے نام، عہدہ، گریڈ، پتا جات اور ڈومیسائل کی تفصیل نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) اس وقت تحصیل شورکوٹ ضلع جھنگ میں صرف ایک سینئر کلرک کی اسامی سکیل نمبر 7 خالی ہے۔اس پر جلد ہی کسی اہلکار کی تعیناتی عمل میں لائی جائے گی کیونکہ یہ اسامی

ترقی کوٹا سے تعلق رکھتی ہے۔

(ج) ضلع جھنگ میں محکمہ اوقاف کے انچارج کا نام رائے محمد افضال ہے۔ وہ گریڈ 16 میں بطور مینجر اوقاف تعینات ہیں اور ان کا دفتر محلہ ابیٹ پورہ، نزد پرانی چونگی نمبر 8 بھکر روڈ جھنگ میں واقع ہے۔ مینجر اوقاف جھنگ کو قواعد کے مطابق سکیل نمبر 16 کی مروجہ مراعات دی جارہی ہیں۔

اوقاف بورڈ پنجاب، ڈی جی اور ڈائریکٹر کی تعداد و تفصیل

*8298: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :-

(الف) پنجاب اوقاف بورڈ میں ڈائریکٹرز، ڈائریکٹر جنرل، ڈپٹی ڈائریکٹرز اور اسسٹنٹ ڈائریکٹرز کی منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے، تفصیل اسامی وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان اسامیوں پر تعینات افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت اور تجربہ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس وقت جو آفیسرز اپنے سکیل سے ہائر سکیل کی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان میں سے کتنے افسران کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائیاں کس کس بناء پر ہو رہی ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) اوقاف آرگنائزیشن پنجاب میں ڈائریکٹرز، ڈپٹی ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ ڈائریکٹر کی اسامیوں کی تفصیل درج ذیل ہے جبکہ اوقاف میں ڈائریکٹر جنرل کی کوئی اسامی نہ ہے۔

1۔ ڈائریکٹرز 6 عدد (ایڈمن، فنانس، اسٹیٹ، مذہبی امور، پراجیکٹ، تعلقات عامہ)

2۔ ڈپٹی ڈائریکٹرز 5 عدد (ایڈمن، فنانس، مذہبی امور، اسٹیٹ اول و دوئم)

3۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹرز 8 عدد (ایڈمن اول، دوئم، مقدمات، مذہبی امور اول، دوئم، اسٹیٹ، اکاؤنٹس، ایوان صوفیا)

(ب) تفصیل برنشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) اس وقت تین ڈائریکٹرز اور ایک اسسٹنٹ ڈائریکٹر ہائر سکیل کی اسامیوں پر کام کر رہے ہیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ درج ذیل ہیں۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ڈائریکٹرز کی

اسامیاں سکیل نمبر 18/19 کی فلوٹنگ پوسٹیں ہیں۔

1۔ محمد یثرب ہنجرا ڈائریکٹر ایڈمنسٹریشن اوقاف سکیل نمبر 18 (سکیل 19 کی اسامی کے مجاز مستعار بنیادوں پر تعینات ہیں)

2۔ رشید احمد ملی ڈائریکٹر فنانس سکیل نمبر 18 (سکیل 19 کی اسامی کے مجاز مستعار بنیادوں پر تعینات ہیں)

3۔ اقبال احمد ڈائریکٹر اسٹیٹ سکیل نمبر 18 (سکیل 19 کی اسامی کے مجاز مستعار بنیادوں پر تعینات ہیں)

4۔ ضیاء المصطفیٰ اسسٹنٹ ڈائریکٹر ایوان صوفیاء سکیل نمبر 16 (سکیل نمبر 17 کی اسامی کے مجاز تعینات ہیں)

(د) اس وقت ان میں سے کسی بھی آفیسر کے خلاف قانونی اور محکمانہ کارروائی نہ ہو رہی ہے۔

لاہور۔ محکمہ اوقاف کی رہائش گاہوں سے متعلقہ تفصیلات

*8299: محترمہ فائزہ احمد: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) محکمہ اوقاف کی لاہور میں کس کس جگہ رہائش گاہیں ہیں، یہ کتنی اور کس گریڈ کے ملازمین کے لئے ہیں؟

(ب) ان کی تزئین و آرائش پر سال 2004-05 اور 2005-06 کے دوران کتنی رقم خرچ ہوئی؟

(ج) ان رہائش گاہوں کے الاٹی افسران / اہلکاران کے نام، عہدے اور گریڈ کیا ہیں؟

(د) ان رہائش گاہوں میں جن افراد نے ناجائز قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کیا ہیں؟

(ہ) قابضین سے یہ رہائش گاہیں خالی کروانے کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) اوقاف آرگنائزیشن پنجاب کے زیر انتظام لاہور میں دو جگہوں پر (داتا دربار ہسپتال اور شاہ کمال) کل 79 رہائش گاہیں ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

اوقاف کالونی شاہ کمال

2 کوٹھیاں	سکیل نمبر 19,18
3 کوٹھیاں	سکیل نمبر 17,18

6 کوارٹر	سکیل نمبر 12 تا 16
30 کوارٹر	سکیل نمبر 5 تا 11
2 کوارٹر	سکیل نمبر 1 تا 4

داتا دربار ہسپتال لاہور

8 کوٹھیاں	سکیل نمبر 17,18
14 کوارٹر	سکیل نمبر 12 تا 16
13 کوارٹر	سکیل نمبر 1 تا 11

(ب) ان رہائشوں کی تعمیر مرمت و آرائش پر سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران 29,23,769/- روپے کے اخراجات کئے گئے ہیں۔

(ج) نقل نشان (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان رہائش گاہوں پر کسی اہلکار نے ناجائز قبضہ نہ کر رکھا ہے۔

(ہ) چونکہ کسی رہائش پر ناجائز قبضہ نہ ہے، اس لئے خالی کروانے کے لئے کسی کارروائی کی ضرورت نہ ہے۔

لاہور دفتر ڈی جی اوقاف۔ گاڑیوں سے متعلقہ تفصیلات

*8330: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ڈائریکٹر جنرل اوقاف کے زیر انتظام کتنی گاڑیاں ہیں، ان کے نمبر اور ماڈل بیان فرمائیں؟

(ب) یہ گاڑیاں جن آفیسرز کے زیر استعمال ہیں، ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان گاڑیوں کی سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران مرمت پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے؟

(د) ان سالوں کے دوران ان گاڑیوں کے لئے پٹرول / ڈیزل کی خرید پر کتنی رقم خرچ ہوئی اور یہ کن کن کمپنیوں سے پٹرول / ڈیزل خرید کیا گیا؟

وزیر اوقاف:

(الف) اوقاف آرگنائزیشن میں ڈائریکٹر جنرل کا کوئی عہدہ نہ ہے بلکہ چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف انتظامی سربراہ ہیں جن کے زیر انتظام 15 عدد گاڑیاں ہیں جن کی تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گاڑیاں جن آفیسران کے زیر استعمال ہیں ان کے نام، عہدہ جات اور گریڈ کی تفصیل برنشان (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) گاڑیوں پر سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران بالترتیب -/8,37,058 اور -/9,22,050 روپے کل مبلغ -/17,59,108 روپے صرف ہوئے۔

(د) گاڑیوں پر سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران بالترتیب -/12,67,850 اور -/14,76,537 کل مبلغ -/6827,44,387 روپے خرچ ہوئے اور میسرز جن فلنگ سٹیشن سروس 29 فاطمہ جناح روڈ لاہور سے خرید کیا گیا۔

بادشاہی مسجد لاہور میں موجود تبرکات سے متعلقہ تفصیلات

*8362: محترمہ مصباح کوکب (ایڈووکیٹ): کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بادشاہی مسجد میں موجود تبرکات کی کیا پوزیشن ہے؟

(ب) یہ نعلین مبارک کب اور کس ملک اور شخصیت سے حاصل کئے گئے؟

(ج) کمرہ نمبر 1 کے کیبن نمبر 1 میں مقدس تبرکات کو چھپکلیوں سے پہنچنے والے نقصان کا ازالہ کس طرح ممکن ہے اور سیکرٹری اوقاف کے دورہ بادشاہی مسجد 10 مئی کے نتیجے میں کیا عملدرآمد ہوا؟

(د) کون کون سے تبرکات پچھلے دس سالوں کے دوران چوری ہوئے اور ان کے بارے میں کیا کچھ اقدامات اٹھائے گئے ہیں؟

(ہ) تبرکات کی گیلری کی حفاظت اور تزئین و آرائش کس کی ذمہ داری ہے اور گزشتہ دس سالوں میں اس پر کتنے اخراجات ہوئے ہیں، تفصیل سال وار فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) بادشاہی مسجد لاہور میں رکھے گئے تبرکات مقدسہ سال 1983 سے یہاں پر محفوظ ہیں جن کی حفاظت کے لئے مندرجہ ذیل فول پروف انتظامات کئے گئے ہیں۔

I- تبرکات گیلری میں لوہے کے دروازے (Steel Grated Doors) لگائے گئے ہیں۔

II- سکیورٹی گارڈز، سکیورٹی کے انتظامات احسن طریق سے انجام دیتے ہیں۔

III- تبرکات مقدسہ کے شوکیسز پر دوہرے unbreakable شیشے لگائے گئے ہیں۔

IV- چوکیدار اور سکیورٹی گارڈز ہمہ وقت ڈیوٹی پر موجود رہتے ہیں۔

V- تبرکات مقدسہ کی گیلریوں میں کلوز سرکٹ کیمرے نصب کئے گئے ہیں۔

(ب) انجمن اسلامیہ لاہور نے ربیع الاول 1301ھ 1883 عیسوی شاہی قلعہ سے بادشاہی مسجد لاہور منتقل کئے۔

(ج) تبرکات مقدسہ کے کمرہ نمبر 1 کے کیبن نمبر 1 کو اس طرح بند کیا گیا ہے کہ اس کے اندر کسی قسم کی چیز کا داخلہ ممکن نہ ہے اور بادشاہی مسجد لاہور میں مورخہ 10۔ مئی 2006 کو جناب سیکرٹری اوقاف پنجاب کا دورہ معمول کا دورہ تھا۔

(د) صرف ایک نعلین مبارک صلی اللہ علیہ وسلم چوری ہوا ہے جس کی بازیابی کے لئے اعلیٰ سطحی کوششیں جاری ہیں اور محکمہ نے اس کی بازیابی پر مبلغ بیس لاکھ روپے کا انعام بھی مقرر کر رکھا ہے۔

(ہ) تبرکات مقدسہ کی حفاظت محکمہ اوقاف پنجاب اور محکمہ آثار قدیمہ پنجاب کی ذمہ داری ہے اور گزشتہ دس سالوں میں ان کی maintenance اور سکیورٹی عملہ کی تنخواہوں پر کل اخراجات تقریباً انچاس لاکھ روپے ہوئے ہیں جو سالانہ تقریباً چار لاکھ نوے ہزار روپے بنتے ہیں۔

سیالکوٹ۔ محکمہ اوقاف کی اراضی کی اوپن آکشن سے متعلقہ تفصیلات

*8392: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ مورخہ 06-05-09 کو محکمہ اوقاف سیالکوٹ نے زرعی اراضی تعدادی 107 k-1 M ملحقہ مسجد خانقاہ والی موضع ساہووالہ تحصیل سمبڑیال ضلع سیالکوٹ اوپن آکشن میں رکھی؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ اوپن آکشن میں کل چار افراد نے حصہ لیا؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ زائد بولی دینے والے کو ڈسٹرکٹ منیجر اوقاف سیالکوٹ نے سالم رقم مبلغ -/46,000 روپے وصول کر کے اراضی مذکورہ ٹھیکہ / پٹہ برائے سال از خریف 2006 تا ربیع 2007 دے دی؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ اوپن آکشن میں ٹھیکہ / پٹہ پر دی گئی اراضی محکمہ نے بولی دہندہ کے نام کنفرم نہ کی ہے؟

(ہ) کیا یہ درست ہے کہ جناب سیکرٹری اوقاف پنجاب نے مورخہ 06-05-09 کو اوپن آکشن میں لی گئی اراضی کو منسوخ کر کے قبضہ گروپوں کی پیش کش کو قبول کر کے دوبارہ نیلامی مورخہ 06-05-29 رکھی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) جی ہاں۔ نیلام عام میں رکھی گئی۔

(ب) نیلام کے موقع پر 12 افراد حاضر تھے جبکہ چار افراد نے بولی میں حصہ لینے کے لئے زر ضمانت جمع کروائی۔

(ج) اس حد تک درست ہے کہ آخری بولی دینے والے سے سالم رقم مبلغ -/46,000 روپے تابع منظوری آفیسر مجاز رسید وصول کی گئی۔ یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ ہر نیلام تابع منظوری آفیسر مجاز کی جاتی ہے اور اراضی کا بعد از منظوری قبضہ خریف 2006 کو دیا جانا تھا۔

(د) یہ درست ہے کہ مجاز اتھارٹی نے آخری بولی زر پٹہ کم ہونے کی بناء پر مسترد کر دی اور اراضی کو دوبارہ بذریعہ نیلام عام پٹہ پر دینے کا حکم دیا۔

(ہ) اس حد تک یہ درست ہے کہ جناب سیکرٹری / چیف ایڈمنسٹریٹر اوقاف پنجاب نے اس نیلامی کے خلاف اراضی کے حصول کے لئے مسمی آفتاب راجہ کی تحریری پیشکش مبلغ -/92,000 روپے پر اراضی کا پٹہ بر سر عام دوبارہ نیلام کرنے کا حکم دیا جس پر زونل ناظم اوقاف گوجرانوالہ / منیجر اوقاف سیالکوٹ نے اس اراضی کو نیلام کرنے کے لئے مورخہ 2006-06-29 مقرر کر دی۔ اسی اثناء میں ایک اور شخص مسمی چودھری محمد صدیق نے اسی اراضی کے حصول کے لئے مبلغ -/3,00,000 روپے کی تحریری پیشکش

کی چونکہ اراضی کے پٹہ کو پہلے ہی محکمانہ مفاد میں بر سر عام نیلام کرنے کا حکم دیا جا چکا تھا۔ لہذا پیشکش کنندہ کو اپنی زر پیشکش جمع کروا کر نیلام میں حصہ لینے کی ہدایت کی گئی۔ یہاں یہ وضاحت کر دینا ضروری ہے کہ بذریعہ بر سر عام نیلامی میں کوئی بھی شخص حصہ لے سکتا ہے۔

صدر بازار سیالکوٹ۔ محکمہ اوقاف کی پراپرٹی اور اس سے متعلقہ تفصیلات

*8409(A): جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صدر بازار سیالکوٹ کینٹ میں محکمہ اوقاف کی کس کس جگہ اراضی، دکانیں اور مکانات ہیں، ان پر قابض لوگوں کے نام اور پتا جات بیان فرمائیں؟

(ب) محکمہ اوقاف کی اراضی یکم جنوری 2004 سے آج تک کن کن افراد کو کن کن شرائط پر الاٹ کی گئی؟

(ج) یکم جنوری 2004 سے آج تک محکمہ اوقاف کی اراضی، دکانوں اور مکانات کے کرائے کتنی بار بڑھائے گئے ہر دفعہ کرایوں میں کتنے فیصد اضافہ کیا گیا؟

(د) کیا یہ درست ہے کہ صدر بازار سیالکوٹ کینٹ میں واقع محکمہ اوقاف کی اراضی پر قابض لوگوں کے کرایوں میں حال ہی میں یکدم تین سو سے لے کر ایک ہزار فیصد تک اضافہ کر دیا گیا ہے؟

(ہ) کیا حکومت یہ حالیہ اضافہ واپس لینے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) محکمہ اوقاف حکومت پنجاب کے زیر تحویل صدر بازار سیالکوٹ میں کوئی وقف جائیداد نہ ہے۔

(ب) ۔ایضاً۔

(ج) ۔ایضاً۔

(د) ۔ایضاً۔

(ہ) ۔ایضاً۔

زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد۔ سٹاف، گاڑیوں اور متعلقہ دیگر تفصیلات

*8463: رانا آفتاب احمد خان۔ کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد کے ماتحت کون کون سے اضلاع ہیں؟

(ب) ان کے ماتحت گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، تجربہ، ڈومیسائل اور عرصہ تعیناتی بیان فرمائیں؟

(ج) ان کے زیر استعمال گاڑیوں کے نمبر و ماڈل کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان سرکاری ملازمین کی گاڑیوں کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے مرمت اور پٹرول / ڈیزل کے اخراجات کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ہ) ان سرکاری ملازمین کو سال 05-2004 اور 06-2005 کے دوران ادا کردہ تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیر اوقاف:

(الف) زونل ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد کے ماتحت چار اضلاع آتے ہیں۔
ضلع فیصل آباد، ضلع جھنگ ماسوائے تحصیل چنیوٹ، ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ، ضلع ننکانہ صاحب

(ب) ان کے ماتحت گریڈ 16 اور اوپر کے 8 ملازمین فرائض سرانجام دے رہے ہیں جن کے کوائف فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

(ج) زونل ایڈمنسٹریٹر فیصل آباد کے ماتحت کسی آفیسر / ملازم کو سرکاری گاڑی فراہم نہ کی گئی ہے۔

(د) چونکہ ان ملازمین کے زیر استعمال کوئی گاڑی نہ ہے لہذا اخراجات بھی نہ ہوئے ہیں۔

(ہ) سال 05-2004 اور 06-2005 میں گریڈ 16 اور اوپر کے ملازمین فیصل آباد کو ادا کردہ تنخواہوں اور ٹی اے / ڈی اے کی تفصیل فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف، فیصل آباد کے زیر انتظام پراپرٹی سے متعلقہ تفصیلات

*8464: رانا آفتاب احمد خان۔ کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد کے ماتحت کتنی سرکاری اراضی اور دکانات کس کس جگہ ہیں؟

(ب) ان دکانوں اور اراضی کی سال 2004-05 اور 2005-06 کی آمدنی کی تفصیل دی جائے؟

(ج) ان دکانوں اور اراضی میں سے کتنی پر لوگوں / سرکاری افراد نے قبضہ کر رکھا ہے ان کے نام، پتاجات اور زیر قبضہ دکانوں / اراضی کی تفصیل دی جائے؟

(د) کتنی اراضی پٹہ / ٹھیکہ پر دی گئی ہے اور کتنی اراضی خالی پڑی ہے خالی اراضی کی تفصیل محل وقوع کے ساتھ فراہم کریں؟

(ہ) یکم جنوری 2004 سے آج تک کتنی اراضی کن کن افراد کو کن شرائط پر الاٹ کی گئی ہے؟

وزیر اوقاف:

(الف) زونل ایڈمنسٹریٹر اوقاف فیصل آباد کے ماتحت وقف اراضیات، دکانات اور مکانات کی مکمل تفصیل بر فلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) فیصل آباد زون میں ان وقف اراضیات اور دکانات کی آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے:

آمدن وقف اراضیات	برائے سال 2004-05	1,64,91,700/-
	برائے سال 2005-06	74,83,513/-
آمدن دکانات	برائے سال 200-05	63,25,294/-
	برائے سال 2005-06	66,17,074/-

(ج) فیصل آباد زون کی کسی وقف اراضی / دکان پر سال 2005-06 اور 2004-05 میں کسی فرد یا سرکاری ملازم نے کوئی قبضہ نہیں کیا ہے۔

(د) فیصل آباد زون میں سال 2005-06 اور 2006-07 کے لئے پٹہ پر 1867 ایکڑ 4 کنال 5 مرلے اراضی ہے اور 6021 ایکڑ 6 کنال 9 مرلے اراضی پٹہ پر نہ دی جا سکی ہے۔ مکمل تفصیل بر فلیگ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) فیصل آباد زون میں کوئی اراضی کسی فرد کو الاٹ نہ کی گئی ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

بیدیاں روڈ لاہور کینٹ، لوکل گورنمنٹ کی اراضی اور قیمت فروخت سے متعلقہ تفصیل

407: **محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

لوکل گورنمنٹ کی ملکیتی اراضی جو بیدیاں روڈ لاہور کینٹ میں واقع ہے جن افراد کو فروخت کی گئی، ان کے نام اور فی ایکڑ قیمت فروخت سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف:

یہ سوال لوکل گورنمنٹ سے متعلق ہے محکمہ اوقاف سے متعلقہ نہ ہے تاہم بیدیاں روڈ موضع اوپل میں محکمہ اوقاف سرکل نمبر 5 لاہور کے دربار حضرت میاں میر سے ملحقہ 8 کنال 7 مرلے زرعی اراضی موجود ہے جو کہ زرعی مقاصد کے لئے نبی خان ولد مولا بخش کو سال 07-2006 ایک سال کے لئے مبلغ -/66,660 روپے پٹہ پر دی گئی ہے۔

ڈیرہ چاہل لاہور کینٹ۔ محکمہ مقامی حکومت کی اراضی اور فروخت سے متعلقہ تفصیل

433: **محترمہ شاہین عتیق الرحمٰن**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) لاہور کینٹ میں ڈیرہ چاہل (مرحوم وزیر اعظم ملک معراج خالد کے گاؤں) کے سامنے واقع محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کی اراضی جو کئی ایکڑ پر مشتمل ہے، کیا یہ ابھی تک محکمہ کے قبضہ میں ہے یا دوسرے لوگوں کو منتقل کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر درج بالا کا جواب اثبات میں ہے تو یہ اراضی کن لوگوں کو منتقل کی گئی ہے یا اگر یہ اراضی فروخت کی گئی ہے، تو کن لوگوں کو فروخت کی گئی ہے؟

(ج) متذکرہ اراضی حاصل کرنے والوں کے نام اور اراضی کی تفصیل نیز اراضی کی ملکیت محکمہ مقامی حکومت و دیہی ترقی کے نام سے دوسرے لوگوں کے نام کرنے کے طریق کار کے بارے میں ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف:

(الف) بمطابق ریکارڈ موضع ڈیرہ چاہل تحصیل کینٹ لاہور مقامی حکومت ودیہی ترقی کی ملکیت نہ ہے۔ یہ رقبہ تعدادی 39 کنال 8 مرلے ملحقہ دربار حیدر شاہ موضع ڈیرہ چاہل محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے اور محکمہ اوقاف سے ہر سال پٹہ پر زرعی مقاصد کے لئے نیلام کرتا ہے۔ سال 07-2006 کے لئے یہ رقبہ مسمی فقیر علی ولد شاہ محمد اعوان نے مبلغ -/35,805 روپے میں حاصل کیا ہے۔

(ب) اس کا جواب پیرا (الف) میں دے دیا گیا ہے۔

(ج) یہ اراضی کسی بھی شخص کو منتقل نہیں کی گئی بلکہ محکمہ اوقاف کی ملکیت ہے۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! جس طرح وزیر اعظم پاکستان نے ڈی اے پی کھاد کی قیمت کم کی ہے اس سے کاشتکاروں کو کافی حد تک ریلیف ملا ہے۔ اب کھاد کی جو نئی قیمت مقرر ہوئی ہے اس کا جواب تو ہمارے ایگریکلچر منسٹر ہی دیں گے۔ لیکن میں آپ کی وساطت سے یہاں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ کاشتکاروں کو بجلی کا جو بل ادا کرنا پڑتا ہے اس پر وزیر اعلیٰ صاحب نے 20 فیصد رعایت دی ہے وہ بھی ان موٹروں پر جو رات کو چلائی جائیں۔ میری تجویز یہ ہے کہ بجلی کے بل میں کم از کم 50 فیصد رعایت دی جانی چاہئے وگرنہ 25 فیصد تو ضرور دینی چاہئے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ یہ تو پوائنٹ آف آرڈر نہیں بنتا لیکن آپ کی proposal اچھی ہے۔ تشریف رکھیں۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 48 محترمہ لیلیٰ مقدس صاحبہ کی طرف سے ہے۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، ڈاکٹر صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

ڈاکٹر سید وسیم اختر: جناب سپیکر! کل مزاری صاحب چیئر کر رہے تھے تو میں نے پنجاب یونیورسٹی کے اندر جو ایک عرصے سے ظلم و تشدد اور جبر کا سلسلہ چل رہا ہے۔ اب تک چالیس کے اوپر طلباء کا اخراج ہو چکا ہے۔ طلباء کا احتجاج محض یہ ہے کہ پنجاب یونیورسٹی میں میوزکیالوجی کا شعبہ کھولا گیا ہے۔ میں نے کل قرآن کی ایک آیت اور اللہ کے نبی ﷺ کی ایک حدیث کا حوالہ بھی دیا تھا کہ یہ department کھولنا کسی طریقے بھی ہمارے قرآن، شریعت، حدیث اور ہماری روایات کے مطابق نہ ہے۔ میں نے مطالبہ کیا تھا کہ یہ ڈیپارٹمنٹ بھی بند ہوں اور جو اتنی ساری rustications ہوئی ہیں وہ واپس لی جائیں۔ اس وقت سپیکر صاحب نے رولنگ دی تھی کہ جب وزیر تعلیم آ جائیں گے تو تب آپ یہ بات اٹھائیں۔ اس وقت وزیر تعلیم تشریف فرما ہیں میری گزارش ہے کہ یہ ایک اہم معاملہ ہے اس کے بارے میں وہ کوئی جواب دے دیں۔

جناب سپیکر: بہتر یہ ہے کہ آپ ان کو چیمبر میں مل لیں اور وزیر صاحب سے میں امید کرتا ہوں کہ وہ آپ کو مطمئن کریں گے۔ جی، محترمہ لیلیٰ مقدس صاحبہ!۔۔۔ آپ اپنی تحریک پڑھیں۔

تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

محترمہ لیلیٰ مقدس: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ چند روز قبل میں اپنے قریبی عزیز جن کو تھانہ سٹی حافظ آباد پولیس نے بغیر کسی قانونی وجہ کے ایف آئی آر اور مقدمہ کے اندراج کے گرفتار کر لیا تھا۔ ان کا پتا کرنے کے لئے تھانہ ہذا گئی تو ایس ایچ او تھانہ ہذا تنویر نت کو اپنا تعارف کروایا اور کہا کہ آپ نے ایک تو بلاوجہ ایک اور جھوٹے مقدمے کا اندراج کر کے میرے قریبی عزیز کو گرفتار کیا اور پھر ہمارے سیاسی مخالفین کے ایماء پر ان پر تشدد بھی کیا ہے جبکہ آپ کسی بھی قاعدہ اور قانون کے تحت ایسا کرنے کا اختیار نہیں رکھتے۔ میں نے اس سے کہا کہ میں اپنے عزیز کو علیحدگی میں کچھ ضروری معلومات حاصل کرنے کے لئے ملنا چاہتی ہوں تو انہوں نے کہا کہ آپ اس کو نہیں مل سکتیں، پہلے تو آپ کی سیاسی ساکھ ان کی وجہ سے خراب ہو چکی ہے مزید اگر آپ نے ان کو ملنے کی کوشش کی تو میں یہ عزت بھی نہیں رہنے دوں گا۔ اس کے علاوہ اور بھی انہوں نے میرے خلاف نازیبا الفاظ کہے جو میں بیان نہیں کر

سکتی۔ان کے ان الفاظ سے نہ صرف میرا بلکہ اس معزز ایوان کا بھی استحقاق مجروح کیا ہے لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! مجھے ابھی اس تحریک کی کاپی ملی ہے۔ براہ مہربانی! اس کو pending فرمالیں۔

جناب سپیکر: تحریک استحقاق نمبر 48 پیر تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ!

گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول بہاولنگر کی ہیڈ مسٹریس کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتی ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 10-اکتوبر 2006 بوقت 12.25 ایک نہایت ہی اہم مفاد عامہ سے تعلق رکھنے والے مسئلہ پر گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول بہاولنگر کی ہیڈ مسٹریس محترمہ ثمینہ غفار سے اسمبلی سیکرٹریٹ سے ٹیلی فون پر بات کرنا چاہی۔ اسمبلی آپریٹر نے فون ملایا اور ہیڈ مسٹریس کو بتایا کہ ثمینہ نوید، ایم پی اے بات کرنا چاہتی ہیں تو اس نے ایم پی اے کا سن کر فون بند کر دیا۔ آپریٹر نے کچھ دیر بعد دوبارہ فون ملایا تو ہیڈ مسٹریس نے فون پر سرکاری نمبر دیکھ کر ریسیور ٹیلی فون سے علیحدہ کر دیا کیونکہ مجھے ان کی باتوں کی آواز صاف سنائی دے رہی تھی۔ تقریباً 10 منٹ تک میں نے انتظار کیا کہ شاید کسی وقت ریسیور اٹھالیں اور بات ہو جائے مگر ایسا نہ ہوا اور میں نے فون بند کر دیا۔ آپریٹر سے کہا کہ کچھ دیر بعد دوبارہ ملاؤ۔ آپریٹر نے کافی کوشش کی، کئی بار فون ملایا مگر ریسیور علیحدہ رکھا ہوا تھا اس لئے فون نہ ملا تقریباً آدھے گھنٹے بعد فون ملا ہیڈ مسٹریس نے فون اٹھایا تو میں نے اپنا تعارف کروانا چاہا تو اس نے میری بات سنے بغیر اپنی بات شروع کر دی اور جواباً کہا کہ میرے پاس ٹائم نہیں ہے اس لئے میں آپ سے بات نہیں کر سکتی۔ میں نے بڑا اصرار کیا کہ محترمہ میری صرف ایک بات سن لیں بے شک آپ فون نہ سنیں مگر بغیر ہولڈ کروائے ریسیور کو

فون سے علیحدہ کرنا اخلاقیات کے خلاف ہے۔ میری اس بات پر محترمہ غصہ میں آ گئی اور عوامی نمائندوں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے لگی اور میری بات سننے سے انکار کر دیا۔ ہیڈ مسٹریس جو سرکاری ملازم ہے کا ٹیلیفون ریسیور سے علیحدہ کرنا، عوامی نمائندوں کی بات سننے سے انکار کرنے اور عوامی نمائندوں کے خلاف نازیبا الفاظ استعمال کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ پورے معزز ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

جناب سپیکر! میں اس سلسلے میں short statement یہ دینا چاہوں گی کہ محترمہ کے خلاف ایک درخواست آئی تھی۔ جو کہ کوثر محبوب پی ٹی سی ٹیچر گورنمنٹ ماڈل ہائی سکول بہاولنگر نے مجھے یہ درخواست دی تھی کہ یہ محترمہ ثمینہ غفار ہیڈ مسٹریس ان کو by force پابند کر رہی ہیں کہ آپ پی ٹی سی ٹیچر ہونے کے باوجود 7th اور 8th کلاسز کے عربی مضمون کو پڑھائیں۔ حالانکہ رولز کے مطابق کوئی بھی پی ٹی سی ٹیچر پرائمری حصہ کو پڑھانے کی پابند ہوتی ہے، اس کے علاوہ آپ اسے 7th اور 8th کلاس کو پڑھانے کے لئے پابند نہیں کر سکتے۔ اگر وہ رضاکارانہ طور پر، اپنی مرضی سے، اپنی خوشی سے کلاس لینا چاہے تو یہ الگ بات ہے لیکن کوئی ایسا قانون نہیں ہے کہ پی ٹی سی ٹیچر جو کہ پرائمری حصوں کو پڑھانے کی پابند ہیں آپ ان کو 7th اور 8th کلاس کے لئے پابند نہیں کر سکتے کہ وہ اسے لازمی پڑھائے۔ اس ہیڈ مسٹریس کے خلاف یہ ایک درخواست آئی تھی اور اسی سلسلہ میں میں ہیڈ مسٹریس سے بات کرنا چاہ رہی تھی کہ مجھے یہ بتائیں کہ آپ کس رولز اور کس قانون کے تحت by force کہہ رہی ہیں کہ وہ 7th اور 8th کی عربی کلاسز لیں لیکن ہیڈ مسٹریس نے بڑی بدتمیزی کی ہے۔ ویسے بھی میں وزیر تعلیم سے درخواست کروں گی کہ وہ اس بات پر بھی ایکشن لیں کہ جب آپ اس طرح سے ٹیچر کو پابند کریں گے تو میرا خیال ہے کہ وہ ٹیچر تو اپنی کلاس لے سکے گی اور نہ دوسری کلاس کو صحیح طریقے سے پڑھا سکے گی۔ اگر کوئی ایسا قانون ہے کہ پرائمری ٹیچر کو آپ مڈل کلاس کے لئے پابند کر رہے ہیں تو یہ زیادتی ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، وزیر تعلیم!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ) صاحبہ کی جو تحریک استحقاق ہے یہ 12۔اکتوبر کو آپ کے سیکرٹریٹ میں جمع ہوئی اور آج جاری ہوئی ہے تو مجھے ابھی ملی ہے۔ اس کے

لئے مجھے وقت درکار ہے تاکہ میں سارے حقائق آپ کے سامنے لاؤں اور آپ کو تفصیلی جواب دے سکوں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک Monday تک pending کی جاتی ہے۔ جواب آ جائے پھر اس پر بات ہو جائے گی۔

تحاریک التوائے کار

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک التوائے کار take up کرتے ہیں اس سے پہلے تحاریک التوائے کار پر کارروائی کا آغاز کریں میں اراکین کی توجہ قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 83(e) کی طرف مبذول کروانا چاہتا ہوں۔ جس میں تحریر ہے کہ ایسی تحاریک التوائے کار جن پر بحث کے لئے پہلے سے تاریخ مقرر کی جا چکی ہو وہ اسمبلی میں پیش نہ کی جا سکتی ہیں۔ چونکہ امن عامہ پر بحث کے لئے مورخہ 13-اکتوبر 2006 کی تاریخ مقرر ہو چکی ہے لہذا مندرجہ ذیل تحاریک التوائے کار ایوان میں پیش نہیں ہوں گی۔ ان میں تحریک نمبر 742 شیخ اعجاز احمد، 746 شیخ اعجاز احمد، 748 سید احسان اللہ وقاص، جناب ارشد محمود بگو، ڈاکٹر سید وسیم اختر، 749 سید احسان اللہ وقاص، چودھری محمد شوکت، محترمہ زیب النساء قریشی صاحبہ، 751 سید احسان اللہ وقاص، 753 سید احسان اللہ وقاص، 758 لالہ شکیل الرحمن، چودھری زاہد پرویز، 779 شیخ اعجاز احمد، 781 رانا آفتاب احمد خان، جناب سمیع اللہ خان، راجہ ریاض احمد، محترمہ فرزانہ راجہ، محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری، 789 شیخ اعجاز احمد، 800 جناب سمیع اللہ خان، 812 جناب ارشد محمود بگو۔ تحریک التوائے کار نمبر 739 محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کی ہے، جی، محترمہ اپنی تحریک پڑھیں۔

صوبہ کے میڈیکل کالجوں میں اوپن میرٹ کے مقابلہ میں سیلف فنانس سکیم کے تحت کم نمبروں والے طلباء کو داخلہ دینا

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ ہائر ایجوکیشن کمیشن اسلام آباد نے پاکستان کی تمام یونیورسٹیوں سے سیلف فنانس سکیم کے خاتمہ کا اعلان کیا ہے جس کے پیش نظر صوبہ سرحد کے تمام میڈیکل کالجوں میں

داخلہ کی سیلف فنانس سکیم ختم کر دی گئی ہے جبکہ اس کے برعکس پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس سکیم کے تحت باقاعدہ داخلے ہو رہے ہیں اور اس سکیم کے تحت میڈیکل کی ایک ایک سیٹ ساڑھے بارہ بارہ لاکھ روپے میں سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کے بچوں کو فروخت کی جا رہی ہے کیونکہ پنجاب کے میڈیکل کالجوں میں ایک ایک نمبر کے لئے سخت مقابلے کی فضا ہوتی ہے اور پنجاب کے ساتھ میڈیکل کالجوں میں سیلف فنانس کی 140 جبکہ شیخ زید میڈیکل کالج اور سروسز ہسپتال لاہور میں سیلف فنانس کی 200 سیٹیں ہیں اور یہ سیلف فنانس ہی کا کمال تھا کہ گزشتہ سال میڈیکل کالجوں میں 80 فیصد نمبر حاصل کر کے اوپن میرٹ پر آنے والے طلباء کی بجائے 75 فیصد نمبر حاصل کرنے والے امیروں اور وڈیروں کے بچے میڈیکل کے سٹوڈنٹ بن گئے اور 80 فیصد نمبر حاصل کرنے والے داخلوں سے محروم رہ گئے۔ سیلف فنانس سکیم کے تحت اوپن میرٹ پر آنے کے باوجود داخلہ سے محروم رہنے والے طلباء اور ان کے والدین بالخصوص اور پنجاب کے عوام بالعموم سراپا احتجاج ہیں لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: چونکہ وزیر صحت تشریف نہیں رکھتے تو پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! اگرچہ مجھے یہ تحریک التوائے کار ملی نہیں لیکن میں محترمہ کو جواب دے دیتی ہوں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! جب میڈیکل کالجز میں ایڈمشن کا لائحہ عمل بنایا گیا تو وہ بالکل کرسٹل کلیئر ہے۔ اس کے لئے اخبارات میں اشتہار دیا جاتا ہے اور Fsc میں 65 فیصد سے زائد نمبر حاصل کرنے والے apply کرتے ہیں۔ اس کا انٹری ٹیسٹ ہوتا ہے۔ انٹری ٹیسٹ میں نمبر حاصل کئے جاتے ہیں اور جو topper لوگ ہیں اور ان کے Fsc کے نمبر ملا کر average نکالی جاتی ہے جیسے 951 نمبر والا طالب علم پچھلے سال کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں داخل ہوا۔ اس کے بعد سیلف فنانس کا نمبر آتا ہے اور سیلف فنانس بھی میرٹ پر ہوتا ہے۔ اگر کوئی طالبعلم عام نشستوں پر 950 پر داخل ہوا ہے اور اس کی seats close ہو گئی ہیں تو 949 والا طالبعلم ہی سیلف فنانس پر آئے گا اور گورنمنٹ کا سیلف فنانس پرائیویٹ میڈیکل کالجز سے بہت cheep ہے۔ ہماری فیس تو صرف ڈیڑھ لاکھ روپیہ ہے اور وہ ساری کتابیں وغیرہ شامل کر کے اڑھائی لاکھ روپے سالانہ بنتا ہے اور بارہ لاکھ روپے کی تو کوئی کہانی نہیں ہے۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے بڑی مہربانی فرماتے ہوئے Sims میں جو سروسز ہسپتال

کے ساتھ ہم نے میڈیکل کالج attached کیا۔اس میں 50 سیٹیں بڑھائی ہیں۔اب 100 سیٹیں ہیں لیکن وہ بالکل اوپن میرٹ پر ہیں اور اس میں انٹری ٹیسٹ کے بعد صرف topper students ہی آتے ہیں اور اس کو چیلنج کیا جا سکتا ہے اور محترمہ پہلے data اور انفارمیشن لے کر آئیں، غلط قسم کی بات نہ کریں vague story نہ سنایا کریں۔یہ کسی base پر بات کریں اور اس پر میں انہیں چیلنج کر سکتی ہوں کیونکہ گزشتہ سال ہونے والے سارے داخلوں کا بھی ہمیں پتا ہے اور ابھی بھی ہونے والے انٹری ٹیسٹ میں نہ کسی کی سفارش چلتی ہے اور یہ ٹوٹل کرسٹل کلیئر ہے۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! ایک پوائنٹ آف انفارمیشن ہے۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر تعلیم: شکریہ۔جناب سپیکر! ہاؤس کی اطلاع کے لئے یہ بتانا ضروری ہے کہ محترمہ پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت اور معزز ممبر سید احسان اللہ وقاص صاحب کی بڑی مشکل اور بہت زیادہ مذاکرات کے بعد راناثناء اللہ، ارشد بگو اور دو چار دوسرے صاحبان کے علاوہ میں بھی شامل تھا، تو یہ خوشخبری دینی ہے کہ معاملات ٹھیک ہو گئے ہیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر: ماشاء اللہ جی! مبارک ہو آپ سب دوستوں کو۔

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! شاہ صاحب نے کہا ہے کہ وہ آئندہ ان کا personally احترام کریں گے اور میڈم نے بھی کہا ہے کہ وہ بھی جواب ضرور دیں گی۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ خالدہ منصور صاحبہ!

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔جناب سپیکر! میں فرزانہ صاحبہ کی مشکور ہوں کہ انہوں نے جواب دیا لیکن میری تحریک کچھ اور تھی کیونکہ میں نے سیلف فنانس میں لوگوں کی حق تلفی کی بات کی تھی۔میں نے اوپن میرٹ پر بات نہیں کی۔اسلام آباد حکومت پاکستان نے سیلف فنانس سکیم کو ختم کر دیا ہے اور صوبہ سرحد میں بھی اس سکیم کو ختم کر دیا گیا ہے تو پھر کیا بات ہے کہ پنجاب کے طالبعلموں کی حق تلفی کیوں ہو رہی ہے اور یہاں سیلف سکیم ختم کیوں نہیں ہو سکتی کیونکہ ایف ایس سی میں 80 فیصد نمبر حاصل کرنے کے باوجود وہ میڈیکل میں داخلوں سے محروم رہ جاتے ہیں، ان کی حق رسی ہو اور وہ بھی میڈیکل کے طالبعلم بن سکیں۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! یہ ضروری نہیں ہے کہ وڈیروں اور امیروں کے بچے پیسے کے ساتھ میڈیکل کے طالبعلم بن جائیں اور غریب والدین کے ذہین اور لائق بچے میڈیکل کالجوں میں داخلوں سے محروم رہ جائیں۔ میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہ رہی ہوں کہ جب اسلام آباد حکومت پاکستان نے اس سکیم کو ختم کیا ہے تو پھر پنجاب میں یہ سکیم ختم کیوں نہیں ہو سکتی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! اسلام آباد کے under کوئی بھی میڈیکل کالج direct نہیں ہے بلکہ فاٹا، نادرن ایریا، کشمیر وغیرہ کی reserved سیٹیں ہیں اس لئے اسلام آباد حکومت پاکستان نے کوئی ایسا نوٹیفکیشن جاری کیا ہے اور نہ ہی کوئی ایسی بات ہے۔ مزید برآں محترمہ سیلف فنانس سے متعلق فرما رہی ہیں تو اس میں کسی کی حق تلفی نہیں ہوتی۔ جنرل سیٹوں کے علاوہ یہ ایڈیشنل سیٹیں ہیں اور یہ بالکل سو فیصد میرٹ پر آتی ہیں اور اگر کوئی 80 فیصد نمبر والا طالبعلم میرٹ پر آ رہا ہے تو اس کو داخلے سے نہیں روکا جا رہا۔ اس میں کسی غریب اور امیر کی differentiation نہیں ہے کہ کیا کوئی جب فارم میں apply کیا جاتا ہے تو وہاں کوئی لکھا جاتا ہے یہ غریب ہے یا امیر ہے۔ ہمارے تمام سٹوڈنٹس ایک ہیں اور بالکل ٹرانسپیرنٹ کرسٹل کلیئر ہے۔ اگر طالبعلم اس کا اہل ہی نہیں ہے suppose اگر اس نے 800 نمبر لئے ہیں لیکن 850 والا میرٹ پر آ رہا ہے چاہے وہ غریب یا امیر ہے۔ سیلف فنانس totally different چیز ہے جنرل سیٹوں کا تو میں ذکر ہی نہیں کر رہی۔ میں سیلف فنانس کا ہی کہہ رہی ہوں جیسے اگر فاطمہ جناح میڈیکل کالج، کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج میں 10,10 سیلف فنانس کی سیٹیں ہیں اور جب جنرل سیٹیں ساری fill ہو جاتی ہیں تو پھر اس کے بعد انٹری ٹیسٹ کا رزلٹ دیکھا جاتا ہے اور سٹوڈنٹس کو دوبارہ لکھا جاتا ہے کہ apply کریں اور اس میں topper students ہوتے ہیں irrespective whether they are poor اور ان کو totally میرٹ پر لیا جاتا ہے یہ exaggerate کر رہے ہیں۔ میڈیکل کالج ہی واحد ایک ایسی جگہ ہے جہاں پر کوئی سفارش چلتی ہے نہ کوئی ہینکی پھینکی۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید اس کو press نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا motion dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک التوائے کار شیخ اعجاز احمد صاحب کی ہے اور ان کی طرف سے یہ چٹ آئی ہے کہ

Mondayتک pendingکر دیا جائے لہذا Motion Mondayتک pendingکی جاتی ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! آج ایجنڈے پر لاء اینڈ آرڈر پر جنرل ڈسکشن ہے تو آج چونکہ جمعہ ہے اور وقت بھی بہت تھوڑا ہے۔ کل پرائس کنٹرول اور مہنگائی پر بحث تھی تو گورنمنٹ بنچز سے ہمارے ورک صاحب نے بڑی مہربانی کی کہ کورم پوائنٹ آؤٹ کر دیا اور بحث نہ ہو سکی تو میری درخواست یہ ہے کہ چونکہ آج لاء منسٹر صاحب نے میرے کل کے پوائنٹ آف آرڈر کے حوالے سے تفصیلی statementبھی دینی ہے اور بیان بھی دینا ہے۔ اگر آج لاء اینڈ آرڈر پر بحث کی صورتحال یہ ہو کہ کچھ ممبر رہ جائیں تو وہ سوموار کو کر لیں اور اس کے بعد مہنگائی پر ہو جائے۔

جناب سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ آج ہم نے جو ایجنڈا دیا ہے اور یہ بات کل ہی طے ہو گئی تھی کہ آج ہم پرائسز کے حوالے سے بات کریں گے اور جو بحث مکمل نہیں ہو سکی تو آج اس کو continueکریں گے اور لاء اینڈ آرڈر پر سوموار کو بحث کریں گے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ Mondayکو لاء اینڈ آرڈر پر بحث کریں گے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہ بات طے ہوئی تھی اور نہ اس پر کوئی بات ہوئی تھی۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! میری گزارش سنیں کہ آپ پہلے ایجنڈے کو دیکھیں کہ اس کی ترتیب کیا ہے۔ دوسرا یہ ہے کہ جب on the floor of the Houseلاء منسٹر فرما رہے ہیں کہ Mondayکو discussکر لیں گے تو اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انہوں نے میرے پوائنٹ آف آرڈر پر بھی سٹیٹمنٹ دینی ہے۔

جناب سپیکر: بگو صاحب! سٹیٹمنٹ سوموار کو آ جائے گی۔

جناب ارشد محمود بگو: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: یہ تحریک التوائے کار 741 ہے جو شیخ اعجاز احمد صاحب اور محترمہ خالدہ منصور صاحبہ کی طرف سے ہے۔ جی، محترمہ!

الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے مردہ خانے میں لاوارث نعشوں کی بے حرمتی

محترمہ خالدہ منصور: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتی ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ الائیڈ ہسپتال فیصل آباد کے مردہ خانہ میں لاوارث نعشوں کے ساتھ انتہائی انسانیت سوز، غیر اخلاقی اور غیر اسلامی سلوک روا رکھا جا رہا ہے کیونکہ یہاں مرد و خواتین کی تمیز کئے بغیر ہی نعشیں اتنی بے دردی سے پھینکی جاتی ہیں کہ کسی نعش کی ٹانگیں اوپر ہوتی ہیں اور کسی کے بازو نیچے ہوتے ہیں جبکہ نعشوں کے اوپر ہی دوسری نعشیں یوں پھینکی جاتی ہیں کہ ان کی شناخت کرنا بھی دشوار ہو جاتا ہے اور ستم بالائے ستم یہ کہ لاوارث نعشوں سے کپڑے تک اتار لئے جاتے ہیں اور یہی نہیں بلکہ مردہ خانہ میں سکیورٹی کا مناسب انتظام نہ ہونے کی وجہ سے آوارہ کتے بھی لاوارث نعشوں کی ٹانگیں اور بازو وغیرہ منہ میں اٹھا کر جاتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ الائیڈ ہسپتال کے مردہ خانہ میں لاوارث اور بے گور و کفن نعشوں کے ساتھ ہونے والی بے حرمتی کے خلاف فیصل آباد کے شہریوں میں شدید غم و غصہ اور اضطراب کی لہر پائی جاتی ہے لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! ڈیپارٹمنٹ آف پوسٹ مارٹم فیصل آباد میڈیکل کالج کے under ہی کام کر رہا ہے۔ جہاں تک نعشوں کی بے حرمتی کا سوال ہے وہ تو ہو ہی نہیں سکتا کیونکہ نعشیں کپڑوں کے ساتھ رکھی نہیں جا سکتی انہیں ہم نے preserve کرنا ہوتا ہے اور formalin لگائی ہوتی ہے اب formalin لگا کر کپڑے تو نہیں پہنائے جا سکتے اس کو انتہائی احترام کے ساتھ چادر سے کور کیا جاتا ہے اور فریزر میں رکھا جاتا ہے کیونکہ ساتھ ہی میڈیکل کالج ہے وہاں ڈاکٹرز بھی ہیں جنہوں نے اجازت لے کر اس کو dissect کرنا ہوتا ہے وہاں آوارہ کتوں کا کیا کام ہے اگر ایسی بات ہو تو کیا ڈاکٹرز نہ زخمی ہوئے ہوں۔ یہ ایک ایسے ہی exaggeration کی بات ہے مردوں کا ویسے بھی، اسلام میں بھی ہے اور ہم سب مسلمان ہیں انتہائی احترام کرتے ہیں، بہت

ادب کے ساتھ ان کو باقاعدہ preservation کے بعد فریزر میں separate بوکسز میں نعشیں رکھی جاتی ہیں۔ ہاں یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہم اس میں discrimination نہیں کر سکتے کہ یہ بوکس male کا ہے یہ female کا ہے اور اس کے بعد ان کا پوسٹ مارٹم بھی concerned ڈاکٹرز جو Demonstrator ہوتے ہیں کرتے ہیں اس میں ایسا بالکل نہیں ہے کہ فریزر خراب ہیں۔ اگر وہاں فریزر خراب ہو تو smell سے سارا Dissection Hall برباد ہو جائے اور وہاں تو کوئی ڈاکٹر بھی enter نہ ہو سکے۔ کتے کی انٹری کا تو سوال ہی نہیں ہے وہاں پر چار چار تو گیٹ لگے ہوئے ہیں اور سارے ڈاکٹرز وہاں موجود ہوتے ہیں یہ محترمہ کبھی وہاں گئی بھی ہیں؟ ان سے یہ پوچھیں کہ Dissection Hall دیکھا ہے؟ یہاں پر صرف ایک سنی سنائی کہانی بیان کر دی ہے۔ (قہقہے)

جناب سپیکر: جی، محترمہ! کافی detail کے ساتھ جواب آگیا ہے میرے خیال میں اب مزید ضرورت نہیں ہے۔

محترمہ خالدہ منصور: جناب سپیکر! جواب صحیح نہیں ہے۔ جس چیز کی میں نے نشاندہی کی ہے وہ لاوارث لاشوں کی ہے جو کہ ایسے ہی پھینک دی جاتی ہیں اگر محترمہ فیصل آباد تشریف لے جائیں تو وہاں خود دیکھ لیں اس کا ثبوت یہ ہے کہ جب یہ قرارداد جمع کرائی گئی تو الائیڈ ہسپتال کے سپرنٹنڈنٹ کا شیخ اعجاز کو فون آیا کہ ہمارے سے کیا غلطی ہو گئی ہے کہ آپ نے اس چیز کی نشاندہی کر دی ہے۔ یہ اس چیز کا ثبوت ہے کہ وہ بالکل صحیح بات ہے جس کی میں نے نشاندہی کی ہے۔ میں ڈاکٹر فرزانہ صاحبہ سے یہ کہنا چاہتی ہوں کہ یہ غیر حقیقی سا جواب دے دیتی ہیں۔ میری پہلے بھی ایک قرارداد تھی اس میں بھی انہوں نے پڑھا لکھا جواب نہیں دیا جو چیز میں پوچھ رہی تھی اب بھی وہ حکومت کی پالیسی یا حکومت کے حق کی بات کر رہی ہیں لیکن جو صحیح حقیقت ہے اس کو یہ سمجھ نہیں رہی ہیں۔ یہ خود فیصل آباد جائیں، وہاں انکوائری کر لیں اور دیکھ لیں کہ جس چیز کی نشاندہی کی گئی ہے وہ صحیح ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ وہ کہتیں کہ ہم اس کو دیکھیں گے اور اس کو improve کریں گے۔ ہم مسلمان ہیں اور ہمارا حق بنتا ہے کہ اگر لاوارث نعشیں ہیں تو اس کو کفن پہنا کر دفن کر دیں یہ تو کوئی طریقہ نہیں ہے کہ لاوارث نعشوں کو ایسے ہی پھینک دیا گیا ہے۔

جناب سپیکر: محترمہ! خالدہ منصور صاحبہ فرما رہی ہیں اگر آپ تھوڑا وقت کبھی نکال لیں تو فیصل آباد کا visit فرما لیں۔ جب کبھی آپ کو وقت ملے گا تو فیصل آباد کا visit کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں ابھی تو visit کر کے آئی ہوں۔

جناب سپیکر: چونکہ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہی ہیں لہذا یہ تحریک dispose of ہوئی۔ اگلی تحریک شیخ اعجاز صاحب کی طرف سے ہے اور ان کی طرف سے یہ چٹ آئی ہے کہ یہ موشن Monday تک pending کر لی جائے لہذا یہ تحریک التوائے کار Monday تک pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک نمبر 744 بھی شیخ اعجاز احمد کی طرف سے ہے یہ بھی Monday تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 752 سید احسان اللہ وقاص کی طرف سے ہے۔ اس پر پہلے بات ہو چکی ہے اسی نوعیت کی تحریک تھی اس پر بات ہو چکی ہے۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، مرتضیٰ صاحب!

سید حسن مرتضیٰ: جناب سپیکر! آج بھٹی صاحب دوبارہ پگ بنھ کے آ گئے نہیں مینوں لگدا اے ہن اوہ واپس ساڈے نال آنا چاہندے نے کیونکہ جدوں وی او سر تے پگ رکھدے نے اوہ floor کراس کر دے نے۔

جناب سپیکر: جی شکریہ، یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ اگلی تحریک التوائے کار نمبر 756 ملک محمد اقبال چنڑ، مخدوم سید محمد مختار حسین۔ دونوں تشریف نہیں رکھتے لہذا موشن dispose of ہوئی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں اپنی تحریک پر بات کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اسی نوعیت کی جو تحریک التوائے کار تھی اس پر بحث ہو چکی ہے دوسری پر بحث نہیں ہو سکتی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! پہلے یہ ایک site issue پر تھی اب میں نے اس میں main issue کو لیا ہے۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! اس نوعیت کی تحریک التوائے کار پر بات ہو چکی ہے دوسری بار نہیں ہو سکتی۔ اگلی تحریک لالہ شکیل الرحمن اور چودھری زاہد پرویز صاحب کی ہے ان کی تحریک التوائے کار نمبر 757 ہے۔

ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ کے شعبہ ایمر جنسی میں مریض مفت ادویات اور ایکسرے کی سہولت سے محروم

چوہدری زاہد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ گوجرانوالہ ضلع کی آبادی تقریباً 25/30 لاکھ افراد پر مشتمل ہے۔ یہ صوبہ کے علاوہ ملک کا ایک بڑا انڈسٹریل سٹی ہے۔ اور اس ضلع میں نصب انڈسٹری سے اربوں روپے سالانہ ٹیکس حکومت کے خزانہ میں جمع ہوتا ہے مگر اس ضلع کی عوام کے لئے صرف ایک ڈی ایچ کیو ہسپتال گوجرانوالہ شہر میں ہے۔ مگر اس میں مریضوں کو ایمر جنسی کے لئے ادویات تک فراہم نہ ہوتی ہیں جبکہ اس ہسپتال میں داخل مریضوں کو ادویات فراہم ہی نہیں کی جاتی ہیں جبکہ حکومت پنجاب نے ہیلتھ ریفارمز پروگرام تشکیل دیا ہے تاکہ صوبہ کے ہر چھوٹے اور بڑے شہر اور قصبہ میں طبی سہولیات عوام کو ان کی دہلیز پر فراہم کی جاسکیں۔ اس کے باوجود اس ضلع جہاں سے اربوں روپے ٹیکس حکومت کو وصول ہوتا ہے۔ میں عوام کے لئے طبی سہولیات نہ ہونے کے برابر ہیں۔ ایکسرے مشین تو ہے مگر ایکسرے کے لئے فلمیں نہ ہیں۔ جس کی وجہ سے عوام کو مجبوراً بازار سے ایکسرے کروانا پڑتے ہیں۔ اس کے علاوہ اس ڈی ایچ کیو ہسپتال میں ڈاکٹرز کی تعداد بھی کم ہے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت!

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ درست نہیں ہے کہ ایمر جنسی کے لئے ادویات فراہم نہیں کی جاتیں کیونکہ 15 لاکھ روپے کا ایک اضافی بجٹ جو کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے ایمر جنسی کے لئے دیا ہے۔ ایمر جنسی میں 100 فیصد اور 24 hours میڈیسن فری مہیا کی جاتی ہیں۔ ان ڈور مریضوں کے لئے جو ادویات ہسپتال میں available ہیں وہ مریضوں کو مہیا کر دی جاتی ہیں اور جو غریب مریض ہیں اس کے لئے لوکل پرچیز کروالی جاتی ہے لیکن یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم 100 فیصد ان ڈور میں یہ ادویات فراہم کریں۔ حکومت PRSP پروگرام کے تحت مزید طبی سہولیات اور ادویات کی فراہمی کا بندوبست کر رہی ہے دونوں ایکسرے مشینیں کام کر رہی ہیں اور

وہاں ایکسرے فلم بھی provide کی جا رہی ہے اور میں نے وہاں خود visit کیا تھا اور ڈاکٹرز کی تعداد کا میرے محترم ممبر ذکر کر رہے ہیں وہاں تمام ڈاکٹروں کی سیٹیں fill ہیں صرف ایک DMS کی پوسٹ ہی خالی تھی باقی گائناکالوجسٹ، جنرل سرجن اور آئی سپیشلسٹ وغیرہ کی سیٹیں fill ہیں اگر یہ مزید فرما رہے ہیں تو ایک دفعہ ہم پھر دوبارہ جا کر visit کر لیں گے اور جو کوئی deficiencies ہوئی اس کو پورا کر دیں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! میں شارٹ سٹیٹمنٹ یہ دینا چاہتا ہوں کہ پچھلے دنوں میں نثار چیمہ صاحب ایم ایس سول ہسپتال گوجرانوالہ تھے ان کے دور میں بہتری پیدا ہوئی تھی۔ وہاں مریضوں کو فری ادویات ملتی تھیں اور انہوں نے کافی اچھے اقدامات کئے تھے لیکن مجھے نہیں پتا کہ کس بنا پر ان کو گوجرانوالہ ہسپتال سے شفٹ کر دیا وہ اتنے دیانتدار اور محنتی بندے تھے۔

جناب سپیکر! گوجرانوالہ میری constituency میں واقع ہے میں واقعتاً اس بات کا شاہد ہوں کہ وہاں اگر کوئی ایمر جنسی ہو جائے تو ڈاکٹر خود علاج کرنے کی بجائے لاہور refer کر دیتے ہیں اور لوگوں کو ادویات بھی نہیں ملتیں۔ میں نے تو صرف ہسپتال کی بات کی ہے ویسے گوجرانوالہ مسائلستان کا گڑھ بن چکا ہے۔ وہاں کی سڑکیں انتہائی ٹوٹی پھوٹی ہیں وہاں کوئی صحت اور صفائی کا نظام نہیں ہے۔ پچھلے دنوں میں گیسٹو بیماری تھی جیسے فیصل آباد میں پھیلی گوجرانوالہ میں بھی کافی بندے گیسٹو بیماری سے وفات پا گئے تھے۔

جناب سپیکر! وہاں نہ کوئی صحت اور صفائی کا نظام ہے۔ نہر اپر چناب پر موٹر وے بنا ہوا ہے اس کے دونوں طرف TMA نندی پور والے گندا کوڑا پھینکتے ہیں جو کہ وہاں انتہائی برا منظر پیش کرتا ہے۔ وہاں دو ایم پی اے ہیں ایک لوٹی ایم پی اے بنی ہے اور ایک لوٹا ایم پی اے بنا ہے ان کو بھی کوئی خیال نہیں آتا کہ ہم تازے تازے حکومت میں شامل ہوئے ہیں ہم کچھ نہ کچھ گوجرانوالہ کے لئے بہتری کروائیں۔ گوجرانوالہ میں ایک انڈر پاس بننا تھا وہ تقریباً ایک سال سے زیادہ عرصہ ہو گیا چیف منسٹر صاحب خود جا کر اس کا افتتاح کر کے آئے تھے اب لوگ بد دعائیں دے رہے ہیں کہ وہ پھاٹک ہی رہتا انڈر پاس نہ بنتا۔ اس کا بھی کافی مسئلہ پیدا ہوا ہے۔ آپ پرسوں کا جنگ اخبار پڑھ کر دیکھ لیں کل ایک ہیڈ لائن لگی ہوئی تھی اور فیاض چٹھہ کو سلام کیا گیا تھا یہ دوسری مرتبہ ضلع کا ناظم بنا ہے لیکن ضلع سٹی گوجرانوالہ کی حالت انتہائی ناگفتہ بہ ہے چودھری اقبال صاحب بھی اس چیز کے شاہد ہیں یہ

اپنے حلقے میں کام کرواتے ہیں وزیر ٹرانسپورٹ بھی اپنے حلقے میں کام کراتا ہے۔ چودھری اقبال صاحب بھی اس چیز کے شاہد ہیں۔ یہ اپنے حلقے میں کام کراتے ہیں۔ وزیر ٹرانسپورٹ بھی اپنے حلقے میں کام کراتے ہیں۔ گوجرانوالہ شہر میں ہمارا ایک ایم پی اے بنا ہے۔ وہ بھی خیراتی ایم پی اے ہے۔ اس کے لئے کچھ نہ کچھ کر دیا کریں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، لالہ جی!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ نے کہا ہے کہ ایمرجنسی میں ادویات مہیا ہوتی ہیں لیکن وہاں پوری ادویات مہیا نہیں ہوتیں۔ دوسرا ہم نے کہا ہے کہ ایکسرے مشینیں تو ہیں لیکن ان میں فلمیں نہیں ہیں۔ وہاں نہ تو کسی کا ایکسرے ہوتا ہے اگر کسی کو ایمرجنسی ایکسرے کی ضرورت پڑتی ہے تو اسے فوراً بھیج دیا جاتا ہے کہ آپ باہر سے ایکسرے کروا کر لے آئیں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحبہ جس وقت چاہیں بے شک ہسپتال کا visit کریں کہ اس کی موجودہ صورتحال کیا ہے؟ یہ کہتی ہیں کہ 15 لاکھ ایڈیشنل فنڈز دیئے گئے ہیں لیکن ان کی نہ تو ادویات خریدی گئی ہیں۔ یہ اس کا جواب دے دیں کہ اس کی کیا صورتحال ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ محترمہ آپ کی فیصل آباد اور گوجرانوالہ میں کافی ڈیمانڈ ہے۔ آپ وقت نکال کر visit کر لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گوجرانوالہ visit کر کے آئی ہوں۔ وہاں پر ایک function بھی تھا۔

جناب سپیکر: محرک چونکہ مزید press نہیں کرنا چاہ رہے لہذا تحریک dispose of ہوئی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے صحت: جناب سپیکر! میں عید کے بعد وہاں کا visit کر لوں گی۔

جناب سپیکر: جی، بی بی! تشریف رکھیں۔ میں نے تحریک dispose of کر دی ہے۔ اب آپ تشریف رکھیں۔

پوائنٹ آف آرڈر

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر رحیم یار خان کے خلاف تحریک استحقاق کا رد کیا جانا

چودھری محمد شفیق انور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری شفیق صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! میں نے ایک تحریک استحقاق اسسٹنٹ الیکشن کمشنر رحیم یار خان کے خلاف جمع کرائی تھی لیکن اس کو ٹیکنیکلیrejectکر دیا گیا ہے کہ اس کے خلاف نہیں دے سکتے۔ میرا سوال یہ ہے کہ۔۔۔

جناب سپیکر: وہmatterمرکز کے متعلقہ تھا اس لئے ہمtake upنہیں کر سکے۔

چودھری محمد شفیق انور: اس کا مطلب یہ ہے کہ مرکز کا کوئی بھی ڈیپارٹمنٹ اگر کسی کے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کرتا ہے اور اس کے ساتھ بدتمیزی کرتا ہے تو کیا۔۔۔

جناب سپیکر: شفیق صاحب! اس ایوان نے اپنے رولز کے مطابق ہی چلنا ہے ناں۔ یہ آپ کے بنائے ہوئے ہی قواعد وضوابط ہیں۔

چودھری محمد شفیق انور: رولز بنائے ہیں لیکن میں اس میں آپ کیdeclarationتو کروا سکتا ہوں کہ اس کا کیاsolutionہے۔ اگر یہاں پر موٹر وے اور دوسروں کے خلاف تحریک استحقاق پیش ہو سکتی ہے تو کیا الیکشن کمیشن کے خلاف پیش نہیں کی جا سکتی، کیا ان کو اس سلسلے میں نہیں بلایا جا سکتا، اس میںlawکیا کہتا ہے اس کا مطلب ہے کہ وہ اتنا آزاد ہے کہ جو مرضی کرتا رہے؟

جناب سپیکر: راجہ صاحب! اگر مرکز کے کسی افسر کے خلاف معزز رکن کو شکایت ہو، رولز کے مطابق تو ادھر ہم اس کی تحریک استحقاقtake upنہیں کر سکتے تو اس کا کیا طریق کار ہو سکتا ہے، کوئی آپ بتانا چاہیں گے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ مجھے اب معلوم نہیں ہے کہ محترم رکن کی تحریک استحقاق کس نوعیت کی تھی یا کس کے خلاف تھی؟

جناب سپیکر: الیکشن کمیشن کے بارے میں تھی۔ صرف آپ کی رائے چاہئے تھی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: مرکز سے دو تین محکمہ جات ایسے ہیں کہ جن کے متعلق اس سے پہلے یہاں پر تحاریک استحقاق آتی رہی ہیں۔ مثال کے طور پر واپڈا، ریلوے اور موٹروے پولیس ہے، ان محکمہ جات کے خلاف تحاریک استحقاق آتی رہی ہیں۔ اگر معزز رکن دس منٹ میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس کی نوعیت دیکھ لیتے ہیں۔ ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہوگا۔ ہم بیٹھ کر بات کر لیتے ہیں کہ اس کا کیا حل نکالا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: شفیق صاحب! آپ یہاں سے فارغ ہونے کے بعد وزیر قانون صاحب کے چیمبر میں تشریف لے جائیں اور بات کر لیں۔ اس کا کوئی نہ کوئی حل نکل آئے گا۔

چودھری محمد شفیق انور: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔

محترمہ پروین سکندر گل: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، پروین گل صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

عیدالفطر کے مبارک موقع پر قومی اسمبلی کی طرز پر پنجاب اسمبلی کے ملازمین کو بھی ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دینے کا مطالبہ

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میرے علم کے مطابق قومی اسمبلی سیکرٹریٹ کے عملہ کو عیدالفطر کے موقع پر ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دی گئی ہے۔ مزید برآں ہمارے پنجاب اسمبلی کے سیکرٹریٹ کے عملہ نے پورے رمضان المبارک میں دن رات محنت کی ہے۔ لہذا میری گزارش ہے کہ پنجاب اسمبلی کے عملہ کو بھی ایک ماہ کی تنخواہ بطور اعزازیہ دی جائے۔

جناب سپیکر: پنجاب اسمبلی کے ملازمین کے لئے بھی ایک ماہ کی تنخواہ کا اعلان کیا جاتا ہے لیکن subject to the approval of the Finance Committee. (نعرہ ہائے تحسین)

سرکاری کارروائی

بحث

پنجاب میں اشیائے ضروریہ کی قیمتوں پر عام بحث

(---جاری)

جناب سپیکر: اب ہم سرکاری کارروائی شروع کرتے ہیں۔ آج کے ایجنڈے پر پہلے پنجاب میں اشیائے ضرورت کی قیمتوں پر عام بحث کا دوبارہ آغاز ہوگا۔ اس کے بعد لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہوگی۔ یاد رہے کہ اشیائے ضرورت کی قیمتوں پر بحث کا آغاز کل وزیر خوراک کی تقریر سے ہو چکا ہے۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوادیں۔ جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں ایک تو یہ وضاحت ہو جائے کہ آج اشیائے ضروریہ کی قیمتوں میں جو اضافہ ہے، اس پر بات ہو جائے اور پھر لاء اینڈ آرڈر سے متعلقہ جیسے لاء منسٹر صاحب نے کہا ہے کہ اس پر پھر Monday کو بحث ہو جائے۔

جناب سپیکر: وہ تو Monday کو ہی ہوگی لیکن پہلے مہنگائی پر بحث ہوگی، اس کے بعد پھر لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہوگی۔

رانا ثناء اللہ خان: یعنی ایک روز جیسے کل مہنگائی کے لئے رکھا تھا اور کل اس نے conclude ہونا تھا۔ یہ آج conclude ہو جائے اور اس کے بعد Monday کا پورا دن لاء اینڈ آرڈر پر بحث کے لئے مختص کیا جائے۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! کل اس میں اشیائے ضروریہ سے متعلق بحث کا آغاز محترم چودھری اقبال صاحب نے کیا تھا۔ انھوں نے کچھ اقدامات کا بھی ذکر کیا تھا کہ جو حکومت اس سلسلے میں کر رہی ہے۔ انھوں نے ایک یہ بات کی تھی کہ مہنگائی کا ڈیمانڈ اور سپلائی کے ساتھ بڑا تعلق ہے۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر ایک تو یہ بات واضح کرنا چاہتا ہوں اور میں یہ سمجھوں گا کہ محترم چودھری صاحب اس بات کے اوپر اتفاق کریں گے کہ یہ جو بنیادی ضرورت کی چیزیں ہیں۔ ان میں شائد یہ اصول اس طرح سے کارفرما نہیں ہوتا جس طرح سے دوسری عام چیزوں میں

ڈیمانڈ اور سپلائی کا رول کارفرما ہوتا ہے کیونکہ اب یہ ایسا تو نہیں تھا کہ پاکستان کے لوگوں نے یک دم چینی کا استعمال زیادہ شروع کر دیا اور اس کی قیمت -/18 روپے سے -/42 روپے تک پہنچ گئی۔ پھر اس کے بعد جب انتظامات کئے گئے تو پھر وہ نیچے آنا شروع ہوئی اور -/38 روپے فی کلو پر آ کر حکومت نے اس قیمت کو مقرر کر دیا۔

جناب سپیکر! دراصل بات یہ ہے کہ چینی کی قیمت ڈیمانڈ اور سپلائی کے نتیجے میں نہیں بڑھی تھی بلکہ اس وقت ذخیرہ اندوزی ہوئی، چینی مافیا نے اس بات کو manage کیا اور ذخیرہ اندوزی کی اور اس کے نتیجے میں چینی کی قیمتیں بڑھیں اور انھوں نے اربوں روپے کا منافع اس دوران کمایا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں حکومت مکمل طور پر قصوروار تھی۔ یہ حکومت کا کام تھا کہ وہ ان ذخیرہ اندوزوں کے اوپر بروقت ہاتھ ڈالتی اور انھیں ذخیرہ اندوزی نہ کرنے دیتی اور عام consumer کی جیبوں سے انہیں اربوں روپیہ چرانے کی اجازت نہ دیتی۔

جناب سپیکر! یہ بات بالکل طے شدہ اور تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ آٹا، چینی، گھی، دودھ اور گوشت یہی پانچ چیزوں کا بنیادی طور پر کہا جاتا ہے کہ ہر انسان استعمال کرتا ہے اور یہ بنیادی ضرورت کی چیزیں ہیں۔ اب ان میں سے کوئی بھی چیز ایسی نہیں ہے۔ اگر ہم اس کا 1999 سے 2006 تک پچھلے سات سالوں کے figures نکالیں تو ان میں سے کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کی قیمت تین سے لے کر پانچ گنا تک نہ بڑھی ہو۔ آٹا 1999 میں پانچ سے سات روپے کلو تھا اور اب وہ -/15 روپے سے زائد ہے۔ چینی اٹھارہ روپے سے اب -/38 روپے یا 40/42 روپے ہے۔ گھی 40 روپے سے تقریباً 70/80 روپے پر ہے۔ دودھ 15/18 روپے تھا وہ اب -/28 روپے سے لے کر -/32 روپے تک ہے۔ گوشت -/150 روپے سے بڑھ کر اب تقریباً 250/270 روپے کلو ہے۔ اگر آپ energy کو لے لیں کیونکہ energy ہر معاملے کو effect کرتی ہے، یہ نہیں ہے کہ جو آدمی سفر کرے گا تو اس نے پٹرول یا ڈیزل کو استعمال کرنا ہوتا ہے، جو آدمی کبھی زندگی بھر سفر نہیں کرتا وہ بھی چولہا جلانے کے لئے، روٹی پکانے کے لئے تیل کا استعمال کرتا ہے۔ تیل ایسی چیز ہے کہ جسے ہر انسان استعمال کرتا ہے لہذا اس کی قیمت بڑھنے سے بھی ہر چیز effect ہوتی ہے اور ہر چیز مہنگی ہوتی ہے۔ پٹرول 1999 میں -/24 روپے لٹر تھا اور اس وقت -/58 روپے لٹر کے لگ بھگ ہے۔ ڈیزل -/12 روپے لٹر تھا اور اب -/38 روپے لٹر ہے۔

جناب سپیکر! یہ تمام چیزیں جن کو ہر انسان استعمال کرتا ہے اور یہ بنیادی چیزیں ہیں، ان کی قیمتوں میں تین سے پانچ گنا تک اضافہ ہوا ہے اور ان کے علاوہ اس پورے ملک میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے کہ جس کی قیمت میں تین سے لے کر پانچ گنا تک اضافہ ہوا ہو۔ اگر آپ ریسرچ کریں تو ایک ہی جنس ہمارے ملک میں ایسی ملتی ہے اور وہ ہمارے وزراء ہیں جن کی تعداد میں تین گنا اور ان کی مراعات میں پانچ گنا اضافہ ہوا ہے۔ یہ ایک چیز مماثلت رکھتی ہے۔ عام آدمی کی آمدنی پہلے تین ہزار روپے تھی اب انھوں نے اس سال اسے چار ہزار روپے کیا ہے یعنی ایک ہزار روپے کا اضافہ کیا ہے۔

جناب والا! یہاں پر ایک سروے چھپا تھا جس میں انھوں نے چھ افراد پر مشتمل کنبہ کے متعلق بتایا تھا کہ اگر وہ اتنا آٹا، چینی، باقی چیزیں استعمال کریں، بجلی کا بل دیں تو یہ کل رقم -/3250 روپے بنتی ہے۔ یہ انھوں نے 1999 میں قیمت لگائی تھی جبکہ آج کے حساب سے وہ -/15750 روپے بنتی ہے یعنی اتنی زیادہ devolution ہوئی ہے، قیمتوں میں اتنا زیادہ فرق پڑا ہے۔

جناب سپیکر! اب اس میں حکومت دو طرح سے ذمہ دار ہے اور میں یہ چاہوں گا کہ جب چودھری صاحب conclude کریں تو اس کا جواب facts & figures میں ہی دیں۔ یہ لوگوں کا بنیادی مسئلہ ہے۔ مہنگائی ہر آدمی کا مسئلہ ہے ہم اس میں قطعی طور سیاست کو نہیں لانا چاہتے بلکہ یہ چاہتے ہیں کہ عام آدمی کو کسی نہ کسی طرح سے ریلیف ملے۔ حکومت کی پہلی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ ایسا نظام وضع کرے، ایسے رولز، قوانین بنائے کہ جس کی بنیاد پر قیمتیں بڑھانے کا رجحان ختم ہو، ذخیرہ اندوزی کا رجحان ختم ہو۔ اب اس سات سالہ دور حکومت میں پہلے تین سال (ق) لیگ بنانے والے کے ہیں اور اس کے بعد والے چار سال (ق) لیگ والوں کے ہیں۔ ان سات سالوں میں یہ بتائیں کہ انھوں نے ذخیرہ اندوزی کے رجحان کو روکنے کے لئے، ناجائز منافع خوری، بلاوجہ منافع خوری کو روکنے کے بارے کیا قانون سازی کی ہے، انھوں نے کس قانون کے اوپر عملدرآمد کیا ہے؟ پہلے مجسٹریسی سسٹم تھا جسے انھوں نے ختم کر دیا۔ پھر انھوں نے جنرل تنویر نقوی کو یہ mandate دیا۔ جنرل تنویر نقوی سے کہا گیا کہ آپ ایک نیا بلدیاتی نظام لے کر آئیں۔ چنانچہ وہ نیا بلدیاتی نظام ضلعی حکومتوں اور devolution plan کے نام سے لے کر آئے۔ میں آج بھی یہ بات دعوے کے ساتھ کہتا ہوں کہ جنرل تنویر نقوی کا mandate یہ نہیں تھا کہ وہ کوئی ایسا نظام لائیں کہ جس سے اس ملک کے عوام کے بنیادی مسائل حل ہوں یا لوکل گورنمنٹ کا نظام صحیح ہو،

لوکل لیول یا ضلعی لیول پر ایسی گورنمنٹ تشکیل پائے جو کہ لوگوں کے مسائل حل کرے بلکہ اس کا mandate صرف اور صرف یہ تھا کہ ایک ایسا نظام لایا جائے کہ جس کی وجہ سے قوم، سول سوسائٹی تقسیم در تقسیم ہو جائے۔ اس کے اتنے خانے ہو جائیں، وہ اتنی تقسیم ہو جائے کہ ملک کے اوپر جو ایک [***] بیٹھا ہے اسے کسی قسم کا challenge نہ رہے۔

جناب سپیکر: [***] کے لفظ کو میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں حذف کرنے والی تو کوئی بات نہیں ہے۔

جناب سپیکر: میرے حذف کرنے پر آپ کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ موقع دے دیا کریں، جو الفاظ آپ نے حذف کروانے ہوں آپ بتا دیا کریں میں انہیں substitute کر دیا کروں گا، ان کی جگہ پر دوسرے الفاظ ڈال دیا کروں گا۔ میرا کہنے کا مقصد یہ تھا کہ جو devolution plan بنایا گیا اس کا مقصد لوگوں کے مسائل حل کرنا نہیں تھا بلکہ اس سول سوسائٹی کو تقسیم کرنا تھا۔ اب آپ نے دیکھا کہ پہلے چار سالوں میں تو کسی کو پتا ہی نہیں چلا کہ میرے اختیارات کیا ہیں اور کہاں پر ہیں، ضلعی حکومت، تحصیل حکومت اور صوبائی حکومت نے کیا کرنا ہے، کس کے اختیار کہاں پر ہیں؟ کچھ پتا نہیں تھا اور پوری قوم confuse رہی کیونکہ جو ڈکٹیٹر ہوتا ہے اسے ایک confused قوم ہی suit کرتی ہے اسی لئے انھوں نے خاص طور پر یہ نظام ترتیب دیا اور مجسٹریسی نظام کو ختم کر دیا۔ اب چاہئے تو یہ تھا کہ مجسٹریسی نظام کی جگہ کوئی اور نظام لایا جاتا لیکن اس کی جگہ کوئی اور نظام نہیں دیا گیا۔ چار سال تک اس نظام کو چلانے کے بعد پھر پنجاب حکومت کو یہ سوجھی کہ یہ نظام صحیح نہیں ہے تو یہ ایک Consumer Protection Act جنوری 2005 میں لائے۔ اب اس Consumer Protection Act کو نافذ ہوئے بھی تقریباً دو سال ہونے کو ہیں لیکن دو سال میں اس کے کسی حصہ پر بھی implement نہیں ہوا۔ راجہ صاحب نے یہ act منظور کروا کر رکھ لیا ہے۔ ویسے میں یہ سمجھتا ہوں کہ راجہ صاحب کا کام تو قانون سازی کروانا ہے اب اس پر implement کرنا حکومت کا کام ہے۔ بہرحال راجہ صاحب نے تو اپنا کام جنوری 2005 میں کر دیا لیکن آج تک اس پر عملدرآمد نہیں ہو سکا۔ میں

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

چودھری صاحب سے پوچھنا چاہوں گا کہ کیا اس act کے کسی ایک حصہ پر بھی آج تک عمل ہوا ہے؟ اس کے تحت انھوں نے Consumer Courts بنانی تھیں جو کہ ابھی تک نہیں بنیں۔ اس کے تحت پہلے انھوں نے competent authority DCO کو مقرر کیا تھا، ان کا تقرر نہیں ہو سکا اور اب دو دن پہلے یہ اس میں ایک amendment لے کر آئے ہیں۔ اس کے علاوہ انھوں نے ہر ضلع میں Consumer Protection Councils بنانی تھیں۔ یہ بھی آج تک کسی ضلع میں نہیں بنائی گئیں اور اس کے اوپر عمل نہ کرنے کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ اب یہ Consumer Protection Act اپنی جگہ پر ہے لیکن ادھر وزیر اعظم صاحب نے جب بجٹ پر تقریر کی تو انھوں نے کہا کہ ہم اب مجسٹریٹس لگا رہے ہیں۔ مجسٹریٹس قیمتوں کو کنٹرول کریں گے۔ تو اب یہ اس طرف چل پڑے ہیں اور Consumer Protection Councils, competent authority, DCO یہ سارے کا سارا سسٹم دھرے کا دھرا رہ گیا ہے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: یعنی ان کے اس عمل میں شروع سے تضاد چلا آ رہا ہے کہ انھوں نے معاشرے میں قیمتوں کے بڑھنے کے رجحان کو کنٹرول نہیں کیا، ذخیرہ اندوزی کو کنٹرول نہیں کیا۔ اب اس کا ذمہ دار کون ہے؟ تحصیل والے ذمہ دار ہیں، یونین کونسل والے ذمہ دار ہیں، ضلع گورنمنٹ والے ذمہ دار ہیں یا صوبہ والے ذمہ دار ہیں کچھ واضح نہیں ہے۔ اسی وجہ سے ذخیرہ اندوزی اور قیمتیں بڑھنے کا رجحان بڑھا ہے۔ جس کا جب دل چاہتا ہے، جتنا دل چاہتا ہے وہ قیمتوں میں اضافہ کر لیتا ہے لیکن اسے کوئی پوچھنے والا نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ حکومت اس کی پوری طرح سے ذمہ دار ہے۔ انھوں نے ایک ایسا نظام جو کہ پہلے سے موجود تھا، جس میں کسی نہ کسی حد تک price control ہوتی تھی۔ اگر بہت موثر نہیں تھا تو کسی نہ کسی حد تک price control ہوتی تھی۔ اس کو انھوں نے ختم کر دیا لیکن اس کی جگہ پر کوئی دوسرا نظام لے کر نہیں آئے۔ اس بلدیاتی نظام میں اس بابت کوئی provision ہی نہیں تھی اور آج کے دن تک بھی ان کو پتا نہیں کہ انھوں نے Consumer Protection Courts بنانی ہیں، اس Consumer Protection Act پر عمل کرنا ہے یا انھوں نے مجسٹریٹس کو مقرر کرنا ہے۔ اسی وجہ سے آج مارکیٹ میں جس کا جو دل چاہتا ہے وہ اسی طرح قیمت بڑھا لیتا ہے۔

جناب سپیکر! حکومت کی ایک تو یہ ذمہ داری تھی اور پچھلے سات سالوں میں حکومت اس ذمہ داری کو نبھانے میں بری طرح سے فیل ہوئی ہے، اس نے اپنی ذمہ داری پوری نہیں کی ہے۔
جناب سپیکر! حکومت کی دوسری بنیادی ذمہ داری یہ ہے کہ ضرورت کی اشیاء کی قیمتوں میں اضافہ روکنے کے لئے ان کی پیداوار بڑھائی جائے۔ اشیاء ضروریہ میں گندم آتی ہے جس سے آٹا بنتا ہے، گھی جو کہ آئل سیڈز سے بنتا ہے یہ دونوں زراعت سے متعلقہ ہیں۔ چینی بھی sugarcane سے بنتی ہے یہ بھی زراعت سے متعلقہ ہے۔ اسی طرح دودھ اور گوشت لائیو سٹاک سے متعلقہ ہے۔ یعنی ان پانچوں چیزوں کا تعلق زراعت کے ساتھ ہے۔ میرا دوسرا point یہ ہے کہ اس حکومت نے ان سات سالوں میں زراعت کو نہ صرف پیچھے دھکیلا ہے بلکہ ایسے حالات پیدا نہیں کئے کہ جس سے زراعت میں جان پڑتی۔ یہ پانچوں بنیادی چیزیں جن کا براہ راست زراعت سے تعلق ہے آٹا، گھی، چینی، دودھ اور گوشت کی پیداوار بڑھانے کے لئے حکومت نے کسی قسم کا کوئی موثر قدم نہیں اٹھایا جس سے زراعت ترقی کر سکے۔ آج کے وقفہ سوالات میں بھی یہ بات سامنے آئی کہ آج تک جو بڑا شور سنا جا رہا تھا اور بڑے دعوے کئے جا رہے تھے کہ ہم زرعی قرضہ بڑے ارزاں نرخوں پر دے رہے ہیں اور کسان کو بڑی سہولت دے رہے ہیں لیکن آج یہاں پر وزیر خزانہ نے یہ بات admit کی کہ اس وقت کسان سے زرعی قرضے پر 16.5 فیصد سود لیا جا رہا ہے بلکہ انھوں نے جو لائف اور crop انشورنس کی بات کی اگر اسے بھی ملایا جائے تو میرے خیال میں یہ 18 فیصد کے قریب جاتا ہے۔ شعبہ زراعت جو ان پانچوں چیزوں کو پیدا کرتا ہے۔ گندم کو پیدا کرتا ہے تو اس سے آٹا بنتا ہے۔ شوگر کین سے چینی بنتی ہے۔

وزیر خزانہ: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر خزانہ پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

وزیر خزانہ: جناب سپیکر! میں پوائنٹ آف آرڈر کے ذریعے ریکارڈ کی درستی کے لئے گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ 16.5 percent is exclusive of life insurance and crop insurance رانا صاحب جو 18 فیصد والی بات کر رہے ہیں یہ درست نہیں ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میرے خیال میں وزیر خزانہ صاحب سمجھ رہے ہیں کہ زرعی قرضے پر جو 16.5 فیصد سود ہے یہ بہت کم ہے؟ حیرت کی بات ہے کہ یہ یہاں پر چار سال تک 7 فیصد اور 9 فیصد کے دعوے کرتے رہے ہیں اور اخبارات میں سرخیاں چھپتی رہی ہیں۔ اب یہ کہہ رہے ہیں

کہ 18 نہیں 16.5 فیصد ہے۔ یعنی ان کی نظر میں 16.5 فیصد سود بہت کم ہے۔ میرے خیال میں کار فنانسنگ میں بھی اتنا سود نہیں ہے وہ بھی 13/14 فیصد کے قریب ہے۔

(جناب جاوید اقبال خان کھچی نے بیٹھے بیٹھے بتایا کہ وہ 16 فیصد ہے)

رانا ثناء اللہ خان: یعنی اس سے تو وہ بھی کم ہے۔ یہ کسان کو قرضہ کس لئے دیتے ہیں، بیج کے لئے دیتے ہیں۔ یعنی وہ کسان جو اپنی فصل میں کھاد اور بیج ڈالنے کے قابل نہیں ہے۔ اسے یہ 16.5 فیصد سود پر قرضہ دے رہے ہیں اور پھر یہ کہہ رہے ہیں کہ وہ کم ہے۔ میں یہ دعویٰ سے کہتا ہوں کہ اگر حکومت زراعت کو facilitate کرتی تو گندم، گھی، چینی، دودھ اور گوشت کی قیمتوں میں استحکام آ سکتا تھا۔

جناب سپیکر! میں 1998 میں سعودی عرب گیا تھا اب دوبارہ 8 سال بعد 2006 میں اللہ تعالیٰ نے مجھے وہاں حاضری دینے کا موقع دیا۔ میں نے باقی چیزوں کی قیمتوں کا تو کوئی اندازہ نہیں کیا اور نہ ہی کوئی خرید کی ہے لیکن آپ یقین کیجئے کہ 1998 میں کھانے پینے کی جو چیز ایک ریال کی تھی وہ آج بھی ایک ریال کی ہے۔ یہ صرف ہمارے ہاں ہی ہے کہ بنیادی ضرورت کی چیزیں جن میں گھی، چینی، آٹا اور گوشت وغیرہ ہے اس کی قیمت ہر سال نہیں بلکہ ہر مہینے کے حساب سے بڑھتی ہے۔ باقی پوری دنیا میں باقی چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ ہو سو ہو لیکن ان چیزوں کی قیمتوں میں اضافہ نہیں ہوتا اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اگر کوئی ملک ان چیزوں کو درآمد کرتا ہے تو وہ اس میں سبسڈی اور ریلیف دیتا ہے۔ اگر کسی ملک میں یہ چیزیں وہاں پر کاشت ہیں تو وہ اس پر سبسڈی دیتا ہے۔

جناب سپیکر! ہم دعویٰ ہی نہیں کرتے بلکہ حقیقت ہے کہ ہمارے ملک کی 70 فیصد آبادی کا تعلق directly or indirectly زراعت کے ساتھ ہے۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہماری 47 فیصد افرادی قوت یعنی working force کا تعلق بھی اس شعبے سے ہے۔ پھر ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے GDP کا 25 فیصد حصہ زراعت سے آتا ہے۔ اب اگر آپ اس میں کپاس کو بھی شامل کر لیں اور کپاس کی بنیاد پر جو ٹیکسٹائل انڈسٹری چلتی ہے اور جو ٹیکسٹائل ایکسپورٹ ہوتی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ شاید GDP کا 50 فیصد تعلق زراعت کے ساتھ ملا سکتے ہیں لیکن اس شعبے کو ignore کیا گیا ہے تبھی ہماری یہ حالت ہوئی کہ ان پانچوں بنیادی چیزوں کی قیمتوں میں تین سے پانچ گنا اضافہ ہوا ہے۔

جناب والا! پچھلے سالوں میں زراعت کے ساتھ اس سے بھی برا سلوک ہوا ہے۔ میرے پاس بجٹ 2006 کی گائیڈ ہے اس میں major figures کے مطابق انھوں نے اس دفعہ لوکل گورنمنٹ کو 87۔ارب روپے دیئے ہیں۔ اب لوکل گورنمنٹ کے 87۔ارب روپے کہاں پر جانے ہیں؟ وہ تنخواہوں میں جانے ہیں۔ اس میں سے بہت کم پیسا ڈویلپمنٹ اخراجات پر جائے گا بلکہ پچھلے سال کی رپورٹیں یہ ہیں کہ انھوں نے ڈویلپمنٹ کے لئے لوکل گورنمنٹ کو جو پیسے بھیجے تو جو تنخواہوں میں 15 فیصد اضافہ ہوا تھا انھوں نے وہ بھی اس میں لے لئے یعنی 87 بلین روپے بلکہ 87.3 بلین روپے صرف لوکل گورنمنٹ کو دے رہے ہیں۔ اس کی حالت یہ ہے کہ ہر یونین کونسل کے ریکارڈ میں ہوتا ہے کہ یہاں پر 78 ورکرز صفائی کا کام کر رہے ہیں لیکن موقع پر 18 ورکرز کام کر رہے ہوتے ہیں۔ باقیوں کی تنخواہ کہاں پر جا رہی ہوتی ہے۔ وہ کچھ ناظمین اور کچھ جوان کے اوپر عملہ ہوتا ہے وہاں جا رہی ہے۔ ان کا لوکل گورنمنٹ کا ادارہ اتنا موثر ہے کہ انھوں نے وہاں یونین کونسل میں ایک ناظم بنا دیا وہ ڈسٹرکٹ اسمبلی میں بیٹھے گا ایک نائب ناظم بنا دیا جو تحصیل اسمبلی میں بیٹھے گا اور ان کے نیچے 13 کونسلرز بنا دیئے۔ ان کے پاس بیٹھنے کے لئے جگہ ہے اور نہ کہیں جانے کے لئے جگہ ہے۔ وہ گروپنگ کرتے ہیں 5/7 ناظم کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور 5/7 نائب ناظم کے ساتھ ملے ہوئے ہیں اور انھوں نے ہر محلے میں محاذ آرائی پیدا کی ہوئی ہے۔ وہ بات جو میں نے پہلے کی ہے کہ پورے معاشرے کو، پوری سول سوسائٹی کو تقسیم کرنے والی بات ہے اور ان کی حیثیت یہ ہے کہ اگر وہ کونسلر کسی مقدمے میں کسی کے ساتھ صلح کرانے کے لئے تھانے جاتے ہیں تو پولیس ان کو پکڑ کر بند کر دیتی ہے لیکن وہاں پر 87.3 بلین روپیہ خرچ ہو رہا ہے۔ انھوں نے پولیس کو 20۔ارب روپیہ دیا ہے۔ interest پر 11۔ارب روپیہ ہے لیکن زراعت کا 2.5 بلین روپیہ ہے اور اس 2.5 بلین روپیہ میں سے ایک پیسا بھی ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ پر خرچ نہیں ہو گا۔ انھوں نے جو infrastructure قائم کیا ہوا ہے یہ سارا وہاں تنخواہوں میں جائے گا۔ انھوں نے زراعت کی ڈویلپمنٹ کے لئے 1.10 بلین روپیہ خرچ کیا ہے یعنی اس سال انھوں نے 274۔ارب روپے میں سے اور اس سال کے ڈویلپمنٹ کے ایک سو ارب روپے میں سے زراعت کے حصے میں صرف 1.10 بلین روپیہ آئے گا۔ اس میں کھالوں کی improvement ہے اور یہ کہتے ہیں کہ انھوں نے پانچ سو کے قریب land leveling set خریدنے ہیں اور پانچ سو کے قریب بلڈوزر۔۔۔

وزیر زراعت: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر زراعت!

وزیر زراعت: جناب سپیکر! مناسب تو نہیں ہے لیکن پہلے بھی بحث ہوئی تھی اور میں نے facts and figures سے ثابت کیا تھا کہ وفاقی حکومت، ورلڈ بنک، ایشیئن بنک اور پنجاب حکومت نے زراعت کو اتنی بڑی amount دی ہے جو آج تک کسی نے نہیں دی۔ تو اب یہ facts and figures کے چکر میں کیوں پڑے ہوئے ہیں۔ میں نے کہا تھا کہ وفاق نے ہمیں ایک ارب روپیہ دیا ہے جس میں پچاس کروڑ روپیہ extension کے لئے ہوگا اور پچاس کروڑ روپیہ ریسرچ کے لئے ہوگا تو یہاں پر ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن گندم کہاں سے آگئی ہے، کپاس کی ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ کہاں سے آگئی ہے؟ یہ سب یہیں سے پیدا کی گئی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا صاحب ضرور بحث کریں مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن کبھی کبھی حقائق پر بھی بات کر لیا کریں۔ میں ان کا مشکور ہوں گا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لودھی صاحب فرما رہے ہیں کہ میں facts and figures کے چکر میں کیوں پڑا ہوا ہوں۔ تو آپ بتائیں کہ کیا میں ان کے چکر میں پڑ جاؤں؟ میں نے تو facts and figures کے چکر میں ہی پڑنا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ ان کے facts and figures کو مدنظر رکھ کر بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! لودھی صاحب کے facts and figures تو بڑے ہی خوفناک ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ بڑے اہم facts and figures ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! انھوں نے بجٹ میں جو facts and figures دیئے ہیں۔ وزیر خزانہ نے بجٹ تقریر میں بڑے فخریہ انداز میں کہا کہ ہم اس دفعہ زراعت کی ترقی کے لئے ایک ارب دس کروڑ روپیہ خرچ کر رہے ہیں تو کیا انھوں نے یہ غلط کہا ہے؟ اس پیپر کو میں نے خود تو پرنٹ نہیں کیا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا انھوں نے غلط کہا ہے۔ وہ بتا رہے ہیں کہ اتنی گندم اور اتنی کپاس پیدا ہوئی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! وہ جو کہہ رہے ہیں کہ ایک کروڑ ہوئی ہے وہ دو کروڑ کیوں نہیں ہوئی۔ یہ بتائیں کہ ان کی فی ایکڑ پیداوار کیا ہے اور کیا وہ دنیا میں سب سے کم نہیں ہے۔اس پر یہ میرے ساتھ بات کریں؟

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ بات تو بعد میں کریں گے۔ پہلے آپ facts and figures پر بات کریں جو انہیں معلوم ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کیا سابقہ سالوں سے زیادہ پیداوار ہوئی ہے یا نہیں؟ بلکہ آپ لودھی صاحب کو مبارکباد پیش کریں کہ انہوں نے زراعت میں کیا کچھ نہیں کیا۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! بات یہ ہے کہ زراعت کو اس موجودہ حکومت کی طرف سے ignore کرنے کا اس سے بڑا ثبوت اور کیا ہو سکتا ہے کہ انہوں نے لودھی صاحب کو وزیر زراعت بنایا ہوا ہے۔ آپ دیکھیں میں یہ نہیں کہتا کہ لودھی صاحب جو ہیں۔۔۔

وزیر زراعت: جناب والا! میں یہ گزارش کروں گا کہ ۔۔۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! میری بات پوری ہو لینے دیں۔

وزیر زراعت: جناب والا! اگر انہوں نے ایسی بات کرنی ہے یا تقریر کرنی ہے یا نکتہ چینی کرنی ہے۔ میں تو راجہ صاحب سے بھی یہ کہہ رہا تھا کہ اگر یہ بات ہو جائے اور اس پر یہ فیصلہ ہونا چاہئے کہ ہم نے جمہوریت کی خدمت کی ہے یا آپ نے کی ہے ہم آپ کو بتانے کے لئے تیار ہیں لیکن یہ facts and figures کی بات ہے آپ مجھے بتائیں کہ ایک کروڑ 12 لاکھ bails پاکستان کی جو figure ہے۔ یہ اسی حکومت کا کارنامہ ہے اگر ایک کروڑ 72 لاکھ ٹن کی بات ہے تو اسی گورنمنٹ کا کارنامہ ہے اور اگر گندم فی ایکڑ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اور خصوصاً آپ کی کاوشوں سے ہوا ہے۔

وزیر زراعت: جناب والا! ان کو پھر میری یہ بات ٹھیک نہیں لگے گی۔ میں تو یہ کہتا ہوں اس کا credit صدر پاکستان، وزیر اعظم پاکستان اور اس کے علاوہ وزیر اعلیٰ پنجاب کو جاتا ہے کہ آج ہماری زراعت fly کر رہی ہے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر:اس کے علاوہ credit also goes to Arshad Lodhi Sahib.

(نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ لودھی صاحب ویسے ہی بات کو گھما پھرا کر اس طرف لے گئے ہیں۔ میرا کہنے کا مقصد یہ نہیں تھا کہ لودھی صاحب کا اگر زراعت سے کوئی تعلق نہیں ہے تو خدانخواستہ لودھی صاحب، بلکہ لودھی صاحب تو بڑے منجھے ہوئے سیاسی ورکر ہیں اور سیاسی طور پر جسے کہتے ہیں کہ کہانی گیر یعنی باتوں کو بڑا اچھا طریقے سے کرنے والے ہیں۔ جب یہاں پرو ٹو صاحب کی گورنمنٹ بنی تھی تو اس وقت یہ پنجاب کے تمام ممبروں کو اسلام آباد لے گئے تھے اور وہاں پر میریٹ ہوٹل میں ٹھہرایا تھا۔ لودھی صاحب کی یہ ڈیوٹی لگی تھی کہ سب کو سنبھال کر رکھنا ہے تو اس وقت یہ سب کو اتنی تسلی دیتے تھے کہ ان کا نام تمام ایم پی ایز نے وزیر طفل تسلی رکھا ہوا تھا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تو کیا اس میں آپ بھی شامل تھے؟

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! نہیں۔ اس میں، میں تو شامل نہیں تھا۔ (قہقہے)

لیکن ہمارے باقی colleagues شامل تھے۔ یہ بڑے منجھے ہوئے سیاسی ورکر ہیں اور یہ بڑے قابل وکیل بھی ہیں۔ جب یہ وزیر مال تھے تو پٹواریوں کے معاملات میں ان کی بڑی دسترس تھی لیکن زراعت میں ان کا کم از کم کوئی تجربہ نہیں ہے۔ اب بھی ان کو کسی بیج کا پتا ہے نہ کسی کھاد کی قیمت کا پتا ہے میں کہتا ہوں کہ فی ایکڑ پیداوار کپاس میں بھی اور گندم میں بھی مشرقی پنجاب سے بھی کم ہے۔ باقی دنیا سے تو خیر کم ہی ہے۔ جن کی ہماری جیسی soil ہے اور ہمارے جیسے جن کے حالات تھے ان سے بھی کم ہے۔ اب اگر ہماری فی ایکڑ پیداوار کم ہے تو ہم نے جو ایک ارب دس کروڑ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اگر آپ فی ایکڑ پیداوار کی بات کرتے ہیں تو آپ اس بات کا تناسب لگا لیں کہ پاکستان میں پچھلے سالوں میں فی ایکڑ پیداوار کیا تھی اور ان کے آنے کے بعد کتنی ہے۔ پھر ان کی کارکردگی کو judge کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس میں بھی اضافہ نہیں ہوا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پاکستان میں ان کی وجہ سے تناسب بڑھا ہے آپ اس کو دیکھیں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! لودھی صاحب کی وجہ سے کوئی تناسب نہیں بڑھا اس کا بھی بے شک یہ حساب لگالیں ان کی وجہ سے نہیں بڑھا۔

وزیر زراعت: جناب والا! اصل بات یہ ہے کہ اپوزیشن والے رانا صاحب کو full-fledged اپوزیشن لیڈر نہیں بنا رہے۔ کیونکہ ان کا کام ایسی گفتگو کرنا ہے جو ہر آدمی کو touch کرے گی۔ انہوں نے بڑی کوشش کی ہے ہمارے ساتھ بھی انہوں نے لیڈر بننے کی بڑی کوشش کی لیکن unfortunately یہ لیڈر نہیں بن سکے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! یہ مجھے نہیں پتا کہ ان کے ساتھ کوشش کر کے میں نے کس چیز کا لیڈر بننا تھا۔ بہر حال یہ زراعت کی بدقسمتی ہی ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ لودھی صاحب کی جو صلاحیتیں ہیں ان سے موجودہ حکومت بہتر طور پر استفادہ نہیں اٹھا رہی۔ لودھی صاحب سیاسی معاملات کے بڑے ماہر ہیں اور میں سمجھتا ہوں کہ جنرل مشرف صاحب نے اپنی کتاب میں جو ذکر کیا ہے کہ (ق) لیگ میں نے بنائی ہے اور یہ میرے ایک دوست کا آئیڈیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ (ق) لیگ بنانے میں جتنی لودھی صاحب کی محنت ہے کسی کی بھی نہیں ہے۔ یہ پورے پنجاب میں انہوں نے اس وقت ہر آدمی کو کہانی ڈالی تھی۔۔۔

وزیر تحفظ ماحولیات: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا موضوع تو کچھ اور تھا لیکن یہ لودھی صاحب پر ہی بات کر رہے ہیں۔ یہ اس بات کی وضاحت کریں کہ آج کا subject لودھی صاحب نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ (ق) لیگ کی بات کر رہے ہیں اور آپ پیپرٹیاٹ سے اٹھ کر بات کر رہے ہیں۔ (قہقہے)

جی، رانا صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! پیپرٹیاٹ کی بات سے ظاہر ہوتا ہے کہ پیپرٹیاٹ کے ضمیر کو جگانے میں بھی شاید لودھی صاحب کا کوئی حصہ ہے۔ جو کسان ہے اس کا problem یہ ہے کہ اسے ٹیوب ویل چلانے کے لئے سستا ڈیزل چاہئے، اسے بجلی کم نرخوں پر چاہئے اور بیج جو ہے وہ مفت چاہئے۔ یہ کہتے ہیں کہ کم قیمت پر لیکن میں کہتا ہوں کہ اسے بیج مفت چاہئے۔ اسے کھاد بھی subsidized rate پر چاہئے بلکہ آدھی قیمت پر چاہئے میں تو یہ کہوں گا کہ اس سے بھی کم قیمت پر چاہئے اور اس

تمام پیداواری عمل کو بڑھانے کے لئے میری یہ گزارش ہے یا میری یہ تجویز ہے کہ کسان کو interest free loan ہونا چاہئے۔ یعنی اس کے loan کی duration نو مہینے یا سال سے زیادہ نہیں ہوتی اس لئے میں یہ گزارش کروں گا کہ اس کو interest free loan ہونا چاہئے اور اس کا loan سولہ سترہ فیصد کی شرح سے نہیں ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر! اس دفعہ انہوں نے ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ کے اوپر صرف ایک ارب دس کروڑ روپے خرچ کرنے ہیں۔ اس میں انہوں نے 13 ہزار اساتذہ کی ٹریننگ رکھی ہوئی ہے اس میں 200 بلڈوزروں کی procurement ہے اور یہ کچھ کھالے پکے کروا رہے ہیں اور کچھ لیزر لینڈ لیولنگ سیٹ خرید رہے ہیں۔ اس کے علاوہ ان کا پیپر میرے سامنے ہے اور یہ میں نے اپنے طور پر بھی نہیں بنایا۔ اس کے علاوہ کہیں پر اگر ذکر ہو کہ کسان کے سود کی معافی کے لئے کوئی فنڈ رکھا ہو، بجلی سستی کے لئے انہوں نے کوئی فنڈ رکھا ہو، ڈیزل کے لئے کوئی فنڈ رکھا ہو یا کسان کو کھاد میں سبسڈی دینے کے لئے کوئی فنڈ رکھا ہو۔ کسی طرح کا کوئی معاملہ جو ہے اس میں نہیں رکھا ہوا۔ جبکہ ان کا جو بجٹ ہے اس میں جو Provincial Consolidated Fund ہے اس کو 385-ارب روپے کے قریب انہوں نے calculate کیا ہے اور اس میں سے 66 فیصد انہوں نے فیڈریشن سے لیا ہے اور تقریباً جو 72-ارب روپے ہیں وہ انہوں نے اپنے sources سے لئے ہیں۔ اب اپنے sources سے انہوں نے جو 72-ارب روپے لئے ہیں اس میں سے آپ یہ دیکھ لیں کہ ان کو ایگریکلچر کیا دے رہا ہے۔ ایگریکلچر سے انہیں ایک ارب 49 کروڑ روپے صرف زرعی انکم ٹیکس سے ملتا ہے۔ یعنی آپ ذہن میں رکھیں کہ ایک ارب دس کروڑ روپے یہ ایگریکلچر کی ڈویلپمنٹ پر خرچ کر رہے ہیں اور ایک ارب 49 کروڑ روپے انکم ٹیکس میں لے رہے ہیں اور اس کے بعد لینڈ ریونیو میں یہ 4-ارب 46 لاکھ روپے وصول کر رہے ہیں۔ اسی طرح سے miscellaneous receipts جو ہیں ان میں receipt from experimental farms ہیں۔ Receipts from agriculture seed farms ہیں، اسی طرح سے services receipts forest ہے اسی طرح سے آبیانہ ہے۔ یہ کوئی تقریباً 36-ارب 21 کروڑ 83 لاکھ روپے کی رقم بنتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ تقریباً کوئی 42-ارب روپے جو ہیں صوبے کی 72-ارب روپے کی جو اپنی receipts ہیں۔ لودھی صاحب آپ کو اپنی فائل سے کچھ نہیں ملے گا یہ آپ مجھ سے لے لیں۔ یعنی آپ اگر ایک سال کے لئے یا دو سال کے لئے کر دیں کہ زراعت سے جو آپ لیتے ہیں اس کا

پچاس فیصد اس کو واپس کر دیں۔ تو میں پھر بھی کہتا ہوں کہ وہ سبز انقلاب جس کی آپ بات کر رہے ہیں وہ آ سکتا ہے۔ آج اس وقت 45۔ارب روپے براہ راست ایگریکلچر سے لے رہے ہیں۔ اگر آپ کہیں کہ نہیں جی ہم نے روڈز بنائی ہیں وہ بھی گاؤں کو جاتی ہیں، ہم نے bridges بنائے ہیں وہ بھی ایگریکلچر فارمز کو جاتے ہیں تو جناب! بات یہ ہے کہ آپ جو موٹر وہیکل فیس لیتے ہیں وہ بھی موٹر سائیکل گاؤں میں کسانوں کے پاس زیادہ ہیں کیونکہ 70 فیصد وہ آبادی ہے جس سے یہ ایکسائز ڈیوٹی لیتے ہیں ان میں بھی ان کا حصہ ہے، باقی آپ جتنے ٹیکسز لیتے ہیں ان میں بھی ان کا حصہ ہے۔ آپ کو فیڈرل سے جو پونے دو سوارب روپے 66 فیصد حصہ آیا ہے جس سے آپ نے پورا بجٹ بنایا ہے اس میں بھی اس 70 فیصد آبادی کا حصہ ہے۔ اگر آپ اس طرف حصے کو ڈالیں گے تو وہ حصہ اس طرف بھی پڑ جائے گا لیکن اگر آپ براہ راست اس بات کو لیتے ہیں کہ جو آپ ایک کسان کی جیب سے لیتے ہیں، اس کی جیب سے آپ ایگریکلچر انکم ٹیکس لیتے ہیں، ان کی جیب سے آپ آبیانہ لیتے ہیں، آپ لینڈ ریونیو لیتے ہیں، اس کی جیب سے آپ forest receipt لیتے ہیں، ایگریکلچر فارم کی receipt، ایگریکلچر مشینری جو آپ لوگوں کو رینٹ پر دیتے ہیں کہ ان کی زمین پرائیویٹ طور پر لیول ہو ان سے آپ لیتے ہیں اور یہ ڈائریکٹ انکم ہے، آپ کے صوبے کا 72۔ارب روپیہ جو آپ اپنے sources سے اکٹھے کر رہے ہیں اس میں سے 45۔ارب روپیہ آپ براہ راست زمیندار سے لے رہے ہیں اور آپ اس کو پورا ایگریکلچر چلانے کے لئے اڑھائی ارب دے رہے ہیں۔ اس میں آپ کی ایگریکلچر یونیورسٹی بھی آتی ہے، باقی بھی آپ کے محکموں کی تنخواہیں، ان کے آفسز کے خرچے ہیں، اڑھائی ارب روپے آپ non-development side پر دیتے ہیں اور ایک ارب دس کروڑ روپیہ آپ development side پر دیتے ہیں جبکہ آپ 45۔ارب روپیہ اس سائیڈ سے براہ راست لیتے ہیں اور اب آپ دیکھیں کہ اب لودھی صاحب یہ فرمائیں گے کہ یہ فلاں چیز کو نہیں دیکھ رہے، فلاں کو نہیں دیکھ رہے، اب اس میں یہ ہے کہ یہ جو بک چھپتی ہے یہ Annual Budget Statement میں تو کوئی آدمی غلط شائع نہیں کر سکتا۔ پچھلے سال 06-2005 میں ایگریکلچر کے لئے 925 ملین روپے رکھا تھا یعنی ایک بلین بھی نہیں تھا ایک ارب بھی نہیں تھا اور انہوں نے 787 ملین روپے خرچ کیا اور اس سال انہوں نے 1.1 رکھا ہے۔ اب یہ دیکھیں کہ ایگریکلچر ایک ایسا ڈیپارٹمنٹ جس کے اوپر آٹے چینی کی قیمت، گھی، گوشت اور جس کے اوپر باقی ساری چیزیں منحصر ہیں تو اس کی agriculture research improvement ہے اس کا آپ دیکھیں، اب بات

یہ ہے کہ 47 فیصد آپ کی افرادی قوت ہے 70 فیصد آبادی ہے اور 25 فیصد آپ کی جی ڈی پی کا معاملہ ہے اس کے اوپر آپ 47 page دیکھیں، Agriculture Improvement and Research اس کے اوپر انہوں نے پچھلے سال 432 ملین روپے رکھے تھے لیکن انہوں نے 186 ملین روپے خرچ کئے۔ اب مجھے لودھی صاحب بتائیں کہ کوئی اور محکمہ ہے، سی ایم سیکرٹریٹ لے لیں، باقی سارے محکمے لے لیں کسی محکمے میں آپ نے 60 فیصد کٹوتی کی ہے یعنی آپ کے پاس ایگریکلچر میں ریسرچ کرنے کے لئے کام ہی کوئی نہیں ہے۔ ریسرچ آپ وہاں پر کرتے ہی نہیں ہیں کہ پہلے تو جس جگہ پر آپ کو ریسرچ کے اوپر کم از کم 10۔ارب روپیہ رکھنا چاہئے تھا تاکہ جو آپ کہہ رہے ہیں کہ اتنی پیداوار ہوئی ہے۔ آپ یہ کہنے کے قابل ہوتے کہ جناب! آج ہماری فی ایکڑ پیداوار دنیا میں دوسرے، تیسرے نمبر پر ہے۔ ہم نے فلاں بیج دریافت کیا ہے، ہم نے فلاں چیز دریافت کی ہے جس کی دنیا میں مانگ ہے۔ ہم اس کو ایکسپورٹ کر رہے ہیں، ہم اس بیج کو ایکسپورٹ کر کے اتنے بلین زرمبادلہ کمانے کے قابل ہو گئے ہیں۔ بات تو یہ تھی ناں، جو اگر آپ کرتے۔ آپ نے پچھلے سال 2005-06 میں 432 ملین روپے رکھا اور آپ نے خرچ کیا جو revised ہے وہ 186 ملین روپے ہے اور میرا خیال ہے کہ یہ ریسرچ سٹاف کے ٹیلی فون بل ہوں گے اور ان کی تنخواہیں وغیرہ ہوں گی اور اس سال انہوں نے ریسرچ کے اوپر 831 ملین روپے رکھا ہے۔ اب یہ لائیو سٹاک دیکھ لیں کہ اس پر انہوں نے پچھلے سال 796 ملین روپے رکھا تھا اور خرچ 627 ملین روپے کیا۔ پچھلے سال 433 ملین روپے رکھا تھا اور خرچ 185 ملین روپے کیا۔ اب پھر اس کے بعد یہ کہیں کہ جناب! گوشت سو روپے سے ڈیڑھ سو روپے اور ڈیڑھ سو روپے سے اڑھائی سو ہو گیا ہے تو بات یہ ہے کہ جب آپ نے اس بجٹ میں سے کوئی چیز زمیندار کو دینی ہی نہیں ہے تو پھر کس طرح سے یہ گوشت سستا ہو جائے گا؟ بیج سے اس وقت گھی بنتا ہے آپ یہ بتائیں یہ پوری Budget statement میرے پاس ہے آپ اس کو نکال کر مجھے بتائیں کہ اس کی ریسرچ کے اوپر دنیا اربوں ڈالر خرچ کر رہی ہے اور وہ نئی ورائٹی نکالتے ہیں تو اسے ایکسپورٹ کر کے اربوں ڈالر کماتے ہیں۔ آپ یہ بتائیں کہ آپ اس سیڈ کے رزلٹ کے اوپر ایک روپیہ بھی خرچ کر رہے ہیں، آپ اس کی پیداوار بڑھانے کے لئے زمینداروں کو کوئی incentive بھی دے رہے ہیں، اس کے اوپر آپ نے کوئی خرچ کیا ہے؟ آپ نے ایگریکلچر کی ریسرچ میں سے کوئی نئے بیج اور نئی ورائٹی کو لانے کے لئے کوئی خرچ کیا ہے؟ تو پھر آپ کس طرح سے آپ کہتے ہیں کہ ہم فی ایکڑ پیداوار بڑھائیں گے اور آٹا اور

گھی سستا ہو جائے گا، شوگر کین کی زیادہ پیداوار ہو گی اور چینی سستی ہو جائے گی، لائیو سٹاک آگے بڑھے گا اور وہ سستا ہو جائے گا۔ میں یہاں سے شروع کرتا ہوں کہ ہم نے اس ہال میں چار سال سے اپنی پروسیڈنگ جاری رکھی ہوئی ہے۔ میرا خیال ہے کہ ماسوائے ایک دو موقعوں کے ہمارے دو یا چار دوست اوپر جا کر بیٹھے ہوں گے ورنہ یہ ہال پوری طرح سے کام دیتا رہا ہے۔ ابھی پتا نہیں 25 سال بعد ضرورت پڑنی ہے پھر اس کے اوپر بھی ہم کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں۔ اب 90 شاہراہ قائداعظم کے اوپر بھی کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں، 8 کلب روڈ پر بھی کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں، ایک نیا سول سیکرٹریٹ بنا ہے اس کے اوپر بھی کروڑوں روپے خرچ ہوئے ہیں یعنی ہم اس چیز کے اوپر بھی کروڑوں روپے خرچ کر رہے ہیں جس کی ضرورت 25 سال بعد پڑنی ہے۔ ہم 65۔ارب روپیہ لاہور کی رنگ روڈ کے اوپر لگا رہے ہیں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ لاہور میں رنگ روڈ نہیں بننی چاہئے لیکن بات یہ ہے کہ رنگ روڈ دو تین سال ٹھہر کر بھی بن سکتی ہے۔ کیا رنگ روڈ سے آٹے کا بحران ختم ہو جائے گا، رنگ روڈ سے ہماری فی ایکڑ پیداوار بڑھ جائے گی یا رنگ روڈ کے بننے سے کوئی نئی ریسرچ سائنس لیبارٹری جنم لے گی اور ان کے جنم لینے سے ہمارے حالات بدل جائیں گے۔

وزیر زراعت: جناب سپیکر! عرض یہ ہے کہ رانا صاحب quite irrelevant ہو رہے ہیں تو یہ رولز کی کتاب ہے، ماشاء اللہ یہاں پر آپ بھی تشریف فرما ہیں تو ان کو ذرا یہ کہہ دیں کہ جس پر بحث ہو رہی ہے اس پر تو بات کر لیں۔ اگر یہ ڈویلپمنٹ کی بات کر رہے ہیں تو موجودہ حکومت نے اس کا تو ریکارڈ قائم کر دیا جس سے خوفزدہ ہو کر کبھی یہ اسمبلیوں سے استعفوں کی بات کرتے ہیں، کبھی بھاگنے کی بات کرتے ہیں ان کو انتظار کرنا چاہئے ابھی ایک سال رہ گیا ہے انشاء اللہ پھر وہ میدان لگے گا جو اللہ تعالیٰ کرے گا وہ بہتر کرے گا تو یہ wait کریں۔ یہ ڈویلپمنٹ ہو رہی ہے، رنگ روڈ بن رہی ہے تو لاہور کے لئے بن رہی ہے اگر جنوبی پنجاب کے لئے پیسہ رکھا جا رہا ہے تو لوگوں کے لئے کر رہے ہیں وہ کام لوگوں کی بھلائی کے لئے ہو رہے ہیں۔ اگر فی ایکڑ کی بات کریں تو ہماری کپاس 25 من پر چلی گئی ہے اور ہماری رائس 20 من ایکڑ پر چلی گئی ہے۔ اگر بیج کی بات کریں تو کتنے بیج ہم نے پیدا کئے ہیں جو آپ production کر رہے ہیں، یہ کس کی بات کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر! آپ ان سے kindly یہ کہیں کہ بحث ہو چکی، بجٹ پر بھی بحث ہو چکی، facts and figures پر بھی بات ہو گئی۔ ایک طرف تو کہہ رہے ہیں کہ گوشت مہنگا ہو رہا ہے

جب لائیو سٹاک کی بات کر رہے ہیں ہم نے اس کے لئے پیسہ رکھا ہے اس کو progress کر رہے ہیں تو رانا صاحب تھوڑا انتظار کریں۔ رانا صاحب کیوں بے تاب ہو رہے ہیں۔ آپ کوشش کریں، حسد نہ کریں یعنی آپ حاسد نہ بنیں بلکہ خوش ہوں۔

چوہدری اصغر علی گجر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

چوہدری اصغر علی گجر: جناب سپیکر! شکریہ۔ پہلے تو مجھے اس بات پر افسوس ہے کہ رانا صاحب ڈیڑھ گھنٹے سے اپنی تقریر جاری کئے ہوئے ہیں اور اس سے کچھ حاصل نہیں ہے۔ میں یہی سمجھتا ہوں کہ یہ ڈیڑھ گھنٹے سے بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں اور وہ گھنٹے کے بل اٹھ کر کان ہلا دیتی ہے اور معاملہ ختم ہو جاتا ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جناب وزیر زراعت نے facts and figures پیش کئے ہیں کہ ہم نے اتنی گندم پیدا کی، ہم نے ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پیدا کی۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ یہ facts and figures دس سال پہلے بھی یہی تھے۔ میں یہ پوچھتا ہوں کہ انھوں نے سات سال کے اندر کسان کو کیا دیا ہے؟ وہ تو کسانوں کی مہربانی ہے کہ انھوں نے زندہ رہنے کے لئے اس ملک کو قائم رکھنے کے لئے جناب لودھی کی پجارو کو چلانے کے لئے ان کی گالوں پر سرخیوں کو قائم رکھنے کے لئے انھوں نے محنت کی اور ملک کے لئے کمایا۔ انھوں نے کیا ان کو کھاد کم قیمت پر دی، کیا ڈیزل 21 سے 40 روپے کر کے کم قیمت پر دیا۔ انھوں نے کیا ٹریکٹر کی قیمت کم کی ہے، زراعت کی پیداوار کس لحاظ سے بڑھی ہے؟ ان سے جو کچھ ہو سکتا تھا انھوں نے زراعت کے خلاف کیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ لودھی صاحب میرے ساتھ کسی دیہات میں چلے جائیں تو یہ بالکل کپڑے اتار کر وہاں سے نکلیں گے۔ ان کی ہر چیز کسان نوچ لیں گے۔ یہ تو ایسے ہی باتیں کرتے ہیں۔ کسان کو کسی چیز کی کوئی رعایت نہیں دی گئی ورنہ یہ یہاں پر بتائیں کہ کس چیز کی رعایت دی گئی ہے۔ اگر یہ ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ بتاتے ہیں تو میں ان سے پوچھتا ہوں آج سے دس سال پہلے کتنی گانٹھیں ہوئی تھیں، یہ مجھے آج بتائیں کہ کتنا زر مبادلہ کپاس سے کمایا ہے اور آج سے دس سال پہلے کتنا کمایا تھا، آج سے سات آٹھ سال پہلے گندم کی پیداوار کتنی ہوئی تھی اور آج کتنی ہوئی ہے۔ پہلے بھی گندم کی پیداوار بے شمار ہوتی رہی ہے۔ آج بھی گندم کی پیداوار اس لئے ہے کہ کسان کاشت کیا کرے، انھوں نے تو گندم کاشت کرنی ہی ہے۔ وہ گندم بھی کاشت کریں گے، کپاس بھی کاشت کریں گے۔ آپ یہ facts and figures درست کر لیں کہ ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پنجاب کی نہیں ہوئی یہ پورے

پاکستان کی ہے، اس میں سندھ کا اور دوسرے صوبوں کا حصہ بھی ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ پورے پاکستان کے اندر یا پنجاب کے اندر کسان سے لیا گیا ہے اور اسے دیا نہیں گیا ورنہ اگر یہ facts and figures کی بات کرتے ہیں تو آئیں ایوان کے اندر کمیٹی بناتے ہیں اور بتاؤ کہ انھوں نے کپاس کی پیداوار کتنی بڑھائی ہے، گندم اور کپاس کی قیمت کتنی بڑھائی اور جو چیزیں یہ کسان سے لیتے ہیں ان کی قیمت کتنی بڑھائی اور جو چیزیں یہ کسان کو دیتے ہیں جیسے ڈیزل، ٹریکٹر، کھاد اور ادویات ان کی قیمت کتنی بڑھائی ہے؟ اگر اس کا توازن کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا۔ اگر میری بات غلط ہو تو یہاں پر کمیٹی بنائیں اور اس میں ثابت کریں کہ جو چیزیں کسان کو دی جاتی ہیں۔ وہ کتنی مہنگی ہوئی ہیں اور جو کسان سے لی جاتی ہیں وہ کتنی مہنگی ہوئی ہیں تو پتا چل جائے گا کہ پانی کیا ہے اور دودھ کیا ہے۔ آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ یہ کتنے سچے اور کتنے جھوٹے ہیں بلکہ جھوٹ ہی جھوٹ ہے اور سچ کی کوئی بات نہیں ہے۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: بات یہ ہے کہ آج مہنگائی پر بحث ہو رہی ہے۔ آپ نے زراعت کے بارے میں بھی بات کی ہے، رانا صاحب نے بھی بات کی ہے اور لودھی صاحب بھی زراعت کے وزیر ہیں۔ آج زراعت پر بحث نہیں ہو رہی۔ جس دن بھی زراعت پر بحث ہو گی تو لودھی صاحب اس کا مکمل جواب دیں گے اور speech wind up کریں گے اور آپ کو مطمئن کرنے کی کوشش کریں گے۔ فی الحال تو مہنگائی پر بات ہو رہی ہے۔ اس پر آپ بات کریں۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! میں اپنی اس بات کی وضاحت کے بعد جس طرح محترم چودھری اصغر علی گجر صاحب نے فرمایا ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لودھی صاحب نے یہ پوائنٹس نوٹ کر لئے ہیں۔ جب اس پر بحث ہو گی تو ہم انشاء اللہ اس پر بحث کے لئے ایک دن مقرر کریں گے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ نے فرمایا ہے کہ لودھی صاحب نے پوائنٹس نوٹ کر لئے ہیں۔ میں آپ کو دعوے سے کہتا ہوں کہ انھوں نے ایک پوائنٹ بھی نوٹ نہیں کیا۔ ان کے پاس قلم ہی نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ تو آپ کو برجستہ جواب دے رہے ہیں۔ آپ ابھی بھی ان کو نہیں مانتے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اگر ان کو یہ نہیں پتا کہ ایک کروڑ 12 لاکھ کپاس کی گانٹھیں ہوئی ہیں، وہ صرف پنجاب کی ہیں یا پورے پاکستان کی ہیں تو اس کے بعد پھر انھوں نے نوٹس کیا لینا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: پاکستان کی کل پیداوار کتنی ہے؟

وزیر زراعت: میں پنجاب کی بات کر رہا ہوں۔ ایک کروڑ 12 لاکھ گانٹھ پنجاب کی بات میں کر رہا ہوں۔ اب بھی کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پاکستان کی کل کتنی گانٹھیں ہوئی ہیں؟

وزیر زراعت: پاکستان کی ایک کروڑ 30 لاکھ گانٹھیں ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: انھوں نے یہ غلط figure بتائی ہے۔ یہ ایک کروڑ 30 لاکھ کی figure انھوں نے بالکل اندازے سے بتائی ہے۔ جیسے انھوں نے ایک دفعہ کہا تھا کہ قائداعظم نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ پاکستان اس لئے بنایا تھا کہ یہاں پر فصلیں لہلہائیں۔

وزیر زراعت: یہاں پر یہ بات ثابت ہوئی تھی۔

رانا ثناء اللہ خان: کون سی بات ثابت ہوئی تھی۔

وزیر زراعت: آپ مہربانی کر کے relevant ہو جائیں۔ ہاؤس کا وقت بڑا قیمتی ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! جس طرح سے چودھری اصغر علی گجر صاحب نے بات کی ہے۔ اس کے بعد میرا خیال ہے کہ مجھے اور زیادہ بین نہیں بجانی چاہئے کیونکہ پہلے بھینس بین بجانے کے بعد اٹھ کر کان ہلاتی تھی۔ اب تو میں نے بجائی ہی نہیں اور انھوں نے اٹھ کر کان ہلا دیئے ہیں۔

جناب والا! میں نے جس بات پر مہنگائی کی بنیاد رکھی تھی۔ میں وہ دوبارہ چیئر کی خدمت میں عرض کر دوں کہ میری آج کی بحث کی بنیاد دو چیزوں پر ہے۔ ایک تو یہ ہے کہ معاشرے میں مہنگائی کا رجحان ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری کی وجہ سے ہے۔ اس کے متعلق میں نے عرض کیا ہے کہ منافع خوری کے ناجائز رجحان اور ذخیرہ اندوزی کو روکنے کے لئے اس حکومت نے ایک legislation کی ہے۔ وہ Consumers Protection Act ہے۔ اس پر انھوں نے آج تک عملدرآمد نہیں کیا جو سسٹم پہلے چلا آ رہا تھا۔ اس کو انھوں نے devolution system میں ختم کر دیا اور نیا سسٹم replace نہیں کیا۔ یہ اب تک confusion کا شکار ہیں۔ ان کو یہ سمجھ ہی نہیں آ رہی کہ ہم نے Consumers Protection Act پر عمل کرنا ہے جو وزیراعظم نے کہا ہے کہ

ہم نے مجسٹریٹ بنانے ہیں یا جن سی ایس پی افسران کو ای ڈی اواور ڈی ڈی اواڈ واور ڈ ڈ و بناکر آفس میں بٹھایا ہوا ہے۔ ان سے کام لینا ہے۔ یہ ابھی تک یہ بری طرح سے confuse ہیں۔ یہ گورنمنٹ کا قصور ہے۔ ان کی گورنمنٹ کی اس confusion کی وجہ سے Writ of Law in force نہیں ہے اور اس وجہ سے ناجائز منافع خوری کا رجحان ہے۔

اس کے علاوہ میں نے عرض کیا تھا کہ پانچ چیزیں ہے۔ آٹا گندم سے بنتا ہے اس کا تعلق زراعت سے ہے۔ گھی ہے جو تیل والے بیجوں سے بنتا ہے اس کا تعلق بھی زراعت سے ہے۔ چینی گنے سے بنتی ہے اس کا تعلق بھی زراعت سے ہے۔ دودھ اور گوشت لائیو سٹاک سے متعلق ہیں۔ میں نے یہ کہا کہ یہ پانچوں چیزیں زراعت سے متعلقہ ہیں۔ اگر یہ اس طرح کے اقدامات کریں کہ جس طرح انھوں نے کہا کہ اس سال ہم 65۔ارب روپیہ رنگ روڈ کو دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ فیصل آباد گئے ہیں اور وہاں پر بھی شاید چودھری صاحب نے ساڑھ سات ارب روپے کا اعلان کروایا ہے۔ وہاں بھی یہ رنگ روڈ کو دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ اگر یہ ان دو سالوں میں یہ اعلان کرتے کہ ہم اس سال 50۔ارب روپے اور اس سے اگلے سال 50۔ارب روپے ہم زراعت کو دے رہے ہیں۔ ان کے تمام قرضوں کو معاف کریں گے۔ ان کو لائیو سٹاک فارم بنانے کے لئے پیسا دیں گے، ان کا سود معاف کریں گے اور ان فارموں کو develop کرنے کے لئے پیسے دیں گے۔ ان کو بیج اور کھاد مفت دیں گے، ٹریکٹر بغیر سود کے دیں گے۔ اگر اس قسم کے انقلابی اقدامات کئے جائیں تو میں یہ دعوے سے کہتا ہوں کہ ہماری زراعت سے ہمیں انہی دو سالوں میں جن دو سالوں میں یہ سو ارب روپیہ زراعت کے اوپر خرچ کریں گے۔ انہی دو سالوں میں زراعت کی پیداوار سے نا صرف اس ملک میں ہر آدمی کو آٹا، گھی، چینی، گوشت اور دودھ سستا ملے گا بلکہ اس ملک کو زر مبادلہ بھی اتنا مل جائے گا کہ اس زر مبادلہ سے یہ 65۔ارب روپے کی رنگ روڈ کی بجائے یہ 130۔ارب روپے کی رنگ روڈ صوبے میں بنا سکیں گے۔ یہ اسی طرح کے کئی ہال بنا سکیں گے۔ یہ 90 شاہراہ قائد اعظم پھر 10/10 بنالیں۔ یہ 8 کلب روڈ پھر 8/8 بنالیں لیکن بات یہ ہے کہ دنیا میں تمام ملکوں نے سب سے پہلے اپنے اس basic resource پر rely کیا ہے کہ جو وہاں کا natural resource ہوتا ہے۔ ہمارا natural basic زراعت پر ہے۔ اگر ہم اس کو develop کر لیں گے تو اس سے باقی ہماری ہر چیز develop ہو جائے گی لیکن ہمارے حکمرانوں کا development کرنے کا فنڈز خرچ

کرنے کا طریقہ مختلف ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے سڑکوں پر پیسے لگا دیئے، بلڈنگز پر لگا دیئے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہاں پر نہیں لگائے لیکن ان کی سمت غلط ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہماری ہر چیز ہماری دسترس سے باہر ہو رہی ہے۔ اگر اس ملک کے جو غریب لوگ ہیں، اس وقت 5 کروڑ 60 لاکھ لوگ خط غربت سے نیچے جا چکے ہیں۔ اگر یہی حال رہا اور اس ملک کی 95 فیصد آبادی فاقوں کا شکار ہو گی تو پھر رنگ روڈوں کو کون استعمال کرے گا، پھر یہ محل اور گورنمنٹ ہاؤسز نہیں رہیں گے، پھر otherwise ملک تباہ ہو جائے گا۔ آپ کے سامنے Russia کی مثال ہے اس لئے میں اپنے اس دوسرے پوائنٹ کو اس عرض پر اور اس یاددہانی پر conclude کرتا ہوں کہ آپ نے زراعت کے شعبے کو ignore کیا ہے اور اس کی وجہ سے یہ بنیادی چیزیں جو عام آدمی استعمال کرتا ہے، عام آدمی کی روٹی کا جو مسئلہ ہے وہ اس وقت اتنا زیادہ گھمبیر ہو گیا ہے کہ ہر آدمی اس وقت مشکلات کا شکار ہے اور اس کی وجہ آپ کی law enforcing میں جو writ ختم ہوئی ہے جو confusion کا شکار ہے۔

دوسرا اب آپ کی ڈویلپمنٹ کی سمت پچھلے سات سالوں سے غلط ہے۔ اس ملک نے، اس قوم نے ان سات سالوں میں جہاں تک پہنچنا تھا، جہاں تک ترقی کرنی تھی وہ سات سال آپ نے ضائع کئے ہیں اور آپ نے ایک ہی چیز آزاد کی ہے [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ الفاظ کارروائی سے حذف کئے جاتے ہیں۔

رانا ثناء اللہ خان: اور (ق) لیگ اور اس کا جو جیجا جی ہے ان دونوں کے اب جانے کا وقت آ گیا ہے۔ شکریہ

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میں ابھی آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! صرف ایک منٹ چاہئے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! کیونکہ پہلے بھی کافی ٹائم ہو چکا ہے اور جمعہ کی نماز بھی ہونی ہے۔ میں پوائنٹ آف آرڈر پر اجازت دوں گا۔ ابھی عام بحث ہو رہی ہے۔ اگلی سپیکر عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ ہیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! کل چونکہ حکومت کی مہربانی سے ہم مہنگائی پر بحث نہیں کر پائے۔ لیکن کل چودھری اقبال صاحب نے الف لیلیٰ کی جو داستان یہاں سنائی تھی اس کو تو میں سن کر صرف یہی کہہ سکتی ہوں کہ "مر ہی نہ جاتے اگر اعتبار ہوتا۔ جو صورتحال اقبال صاحب نے ہمارے سامنے رکھی اس سے تو یوں لگ رہا تھا کہ ہمارے ملک میں ہر بندے کو روٹی مل رہی ہے، ہر بندہ بہت آسانی کی زندگی گزار رہا ہے اور اس گورنمنٹ نے آسانیاں پیدا کرنے کی اخیر کر دی ہے۔ چودھری اقبال صاحب نے ایک بات یہ بھی کی کہ روٹی کپڑا اور مکان کا ہم نے صرف نعرہ نہیں لگایا تھا تو اس کے لئے میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ روٹی کپڑا مکان کا نعرہ ہر بندہ لگا بھی نہیں سکتا اس نعرے کے لئے guts ہونے ضروری ہیں، اس نعرے کے لئے اپنے اندر potential ہونا ضروری ہے اور اس نعرے کے لئے اپنے اندر loyalty ہونا ضروری ہے جو میرا خیال ہے کہ (ق) لیگ کے بس کی بات نہیں ہے۔ جہاں تک high prices کی بات ہے تو اس ملک کے اندر میں سمجھتی ہوں کہ ایک strategy بنا کر ایک پلاننگ کے تحت یہ مہنگائی پیدا کی گئی ہے۔ اس ملک میں ذرائع کی کمی ہے، ہمارے ملک میں کوئی عوام کے اندر کسی جذبے کی کمی ہے اور نہ ہی ہم کسی طرح سے کسی بھی قوم سے پیچھے ہیں۔

جناب سپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں اس وقت جو حالات ہیں وہ اس بات کا ان حکمرانوں کے لئے تقاضا کرتے تھے کہ ملک کے اندر روٹی اور کھانے پینے کی اشیاء کا اتنا بحران پیدا کر دیا جائے کہ لوگوں کو ان تمام چیزوں سے فرصت نہ ملے اور وہ جو کچھ یہ کر رہے ہیں اس پر عوام کی توجہ نہ جا سکے۔ میں سمجھتی ہوں کہ ان کی عوام دشمن پالیسیاں کافی obvious ہیں جیسے ہمارے وزیراعظم صاحب نے، جب پچھلے سال ٹماٹر مہنگے ہوئے تو انہوں نے کہا کہ ٹماٹر کھانا ہی بند کر دیں یہ ان کی پالیسی ہے لیکن غریب مکاؤ اور غربت مکاؤ وغیرہ ان کی پالیسی بالکل نہیں ہے۔ رمضان بازار اور اتوار بازار جو لگائے گئے ہیں، اقبال صاحب نے اپنی پوری تقریر کے اندر جو باتیں کیں اس میں کہیں بھی یہ نہیں بتایا کہ لاہور کی 70 لاکھ کی آبادی کے لئے کیا رمضان بازار یا اتوار بازار sufficient ہیں۔ اس میں روزانہ ہم دیکھتے ہیں کہ جرمانے ہوتے ہیں اور چھوٹے دکانداروں اور پرچون فروشوں کو پکڑ لیا جاتا ہے اور پھر انہی کے وزراء، ایم پی ایز اور ایم این ایز فون کر کے ان کو چھڑوا دیتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے واقعی یہ لگ رہا ہے کہ ہم بھینس کے آگے بین بجا رہے ہیں یعنی دلچسپی کا عالم دیکھیں کہ کتنے لوگ یہاں موجود ہیں اور جو لوگ موجود ہیں ان کی سنجیدگی کیا ہے؟ مجھے تو یہی لگ رہا ہے کہ ہم شاید یہاں پر صرف non serious بولنے آئے ہیں اور بول کر ہم چلے جائیں گے اور اس کا کوئی فائدہ نہیں ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ! آپ کی ہر بات نوٹ کی جا رہی ہے۔ آپ بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کس کے ساتھ بات کریں یہاں پر اگر کوئی سننے کو ہی تیار نہ ہو۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بات کریں ساری بات آپ کی نوٹ ہو رہی ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جیسے میں پہلے بھی یہ کہہ چکی ہوں کہ اس ملک میں یہ تمام حالات پیدا کئے گئے ہیں۔ ہمارے ملک میں جو ایک شوگر سکینڈل سامنے آیا جسے میں بدترین شوگر سکینڈل کہوں گی۔ پہلے غریب یہ کرتا تھا کہ چائے میں چینی ڈال کر روٹی چائے کے ساتھ کھا لیا کرتا تھا لیکن اب تو انہوں نے وہ چینی بھی نہیں رہنے دی۔ اب سستا آٹا سکیم جس طرح فلاپ ہوئی ہے اس کو میڈیا نے بھی دیکھا اور عوام نے بھی دیکھا جسے میں سمجھتی ہوں کہ خود بخود وہ تمام آٹا خورد برد کر دیا گیا۔ وہ تمام کمیشن مافیا اور (ق) لیگ کے جو کرپٹ لوگ ہیں جو ان کی تنظیم کے لوگ ہیں وہی وہ آٹا بیچ کر کھا گئے، وہ آٹا کسی غریب تک نہیں پہنچ سکا۔

جناب سپیکر! میں آپ کی توجہ ایک اہم issue کی طرف دلانا چاہتی ہوں کہ حکومت پاکستان نے ایک نوٹیفکیشن کرشنگ سیزن کے بارے میں جاری کیا۔ نوٹیفکیشن یہ جاری کیا گیا کہ کرشنگ سیزن یکم اکتوبر سے شروع ہو جانا چاہئے لیکن شوگر مل مالکان نے اس نوٹیفکیشن پر عمل کرنے سے انکار کر دیا اور انہوں نے مزید شوگر پر سبسڈی ڈیمانڈ کر دی ہے۔ میں آپ کو بتانا چاہتی ہوں اور آپ تین چار مہینے کے اندر دیکھیں گے کہ شوگر کا ایک دفعہ دوبارہ شوگر سکینڈل اٹھے گا اور ایک دفعہ دوبارہ چینی کا بحران پیدا کیا جائے گا اور پھر اس کی قیمت کو کہاں سے کہاں تک پہنچا دیا جائے گا۔ کل چودھری اقبال صاحب نے بات کی کہ یوٹیلٹی سٹور پر 27.50 روپے کلو چینی مل رہی ہے تو میں ان کے لئے عرض کرتی ہوں کہ میں پرسوں خود یوٹیلٹی سٹور سے -/40 روپے کلو چینی لے کر آئی ہوں اور اس کی بھی ایک شرط ہے اور وہ شرط یہ ہے کہ اگر آپ دو ہزار روپے کی خریداری کریں گے تو آپ کو پانچ کلو چینی ملے گی۔ مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جس غریب کے پاس دو ہزار روپیہ شاپنگ

کرنے کے لئے ہے تو پھر اس کو آپ سے سستے داموں چینی لینے کی کیا ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! جہاں تک پٹرولیم کی قیمتوں کا تعلق ہے جیسے رانا صاحب نے بھی پہلے کہا کہ پوری دنیا میں پٹرولیم کی قیمتیں کم ہو گئی ہیں لیکن واحد یہ ملک ہے کہ بڑھانے کو بہت جلدی بڑھاتے ہیں اور کہا جاتا ہے کہ چونکہ عالمی منڈی میں پٹرولیم کی قیمتیں بڑھ گئی ہیں اس لئے ہمیں بڑھانی پڑیں لیکن اب جب عالمی منڈی میں پٹرولیم کی قیمتیں کم ہوئی ہیں تو اب یہ گورنمنٹ کہاں پر سوئی ہوئی ہے اور کیوں کم نہیں کر رہی؟

وزیر خوراک: جناب سپیکر! Point of explanation

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! میں محترمہ عظمیٰ بخاری صاحبہ کو disturb تو نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن یہ بڑا مقدس ایوان ہے اس میں کچھ نہ کچھ facts بتانے چاہئیں اور ذرا سوچ سمجھ کر بیان دینا چاہئے لیکن یہ بڑے ہی افسوس کی بات ہے کہ محترمہ فرما رہی ہیں کہ چالیس روپے فی کلو میں نے چینی یوٹیلٹی سٹور سے خریدی ہے اس سے سفید جھوٹ تو اور ہو نہیں سکتا کیونکہ بازار میں بھی چالیس روپے ریٹ نہیں ہے۔ یوٹیلٹی سٹور تو afford ہی نہیں کر سکتا کہ وہ چالیس یا لیس روپے کلو چینی بیچے۔ کچھ نہ کچھ صحیح حقائق بتانے چاہئیں تاکہ عوام کو گمراہ نہ کیا جا سکے۔

محترمہ کنول نسیم: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ کنول نسیم: میں نے یہاں اتنا بڑا جھوٹ پہلی دفعہ دیکھا اور سنا ہے کہ یہ جھوٹ پر جھوٹ بولے جا رہی ہیں، انہیں کوئی تجربہ نہیں ہے۔ یہ کہہ رہی ہیں کہ چالیس روپے کلو چینی مل رہی ہے۔ میں پرسوں شادمان کے یوٹیلٹی سٹور سے -/27 روپے کلو لے کر آئی ہوں۔ یہ کونسے یوٹیلٹی سٹور پر جاتی ہیں، مجھے ساتھ لے جائیں۔ یہ شادمان کے سستا بازار میں جائیں جہاں پر آٹا دال چینی مل رہی ہے۔ یہ اتنا جھوٹ نہ بولیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ محترمہ کنول نسیم شاہ سے زیادہ شاہ کی وفادار نہ بنیں۔ میں کیولری گراؤنڈ کے یوٹیلٹی سٹور میں گئی تھی اور محترمہ جس شادمان کے بازار کی بات کر رہی ہیں تو ان کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ اسی شادمان کے بارے میں، میں نے

پریس کے اندر پوائنٹ آؤٹ کیا کہ اس شادمان بازار میں مہنگائی کی یہ حالت ہے اس کے بعد انہی کے ڈی سی او صاحب نے وہاں جاکر چھاپا مارا اور وہاں پر دکانداروں کو گرفتار کیا۔ محترمہ شاید حکومت کے نشے میں چور ہیں ان کو تو پتا ہی نہیں ہے کہ حالات کیا ہیں؟ میں نے وہاں عورتوں کو بددعائیں دیتے سنا ہے، ان لوگوں کو بددعائیں دیتے ہوئے سنا ہے۔ میرے گھر میں جو آیا ہے وہ آلو کے چھلکے اوپر سے اتار رہی تھی تو میں نے اس سے کہا کہ تم اتنا زیادہ کیوں چھیل رہی ہو تو اس نے کہا کہ میں نے گھر جاکر یہ چھلکے پکانے ہیں۔ میں [**] ایسے خزانے اور ایسے حکمرانوں پر کہ جن کی حالت یہ ہے۔ ان کو تو -/27 روپے اور چالیس روپے میں بھی چینی ایک کلو ملے گی۔ یہ ان لوگوں کی بات کریں جن کو یہ بھی نہیں ملتی، جن کے لئے یہ لمحہ بھی محال ہے۔ پتا نہیں یہ کس چیز کی بات کرتی ہیں، ان کو صرف یہاں پر شاہ سے زیادہ شاہ کی وفاداری دکھانا فرض ہے۔ اس ایوان میں یہ حالت دیکھیں کہ یہاں پر کتنی خواتین موجود ہیں اور اس وقت مہنگائی پر بات کرنے کے لئے کتنی عورتیں اس ایوان میں موجود ہیں؟ شرم کا مقام یہ ہے کہ آج مہنگائی پر بات ہو رہی ہے۔ مہنگائی ایک عورت کا مسئلہ ہے، ایک گھر کا مسئلہ ہے اور اس وقت مہنگائی پر بات کرنے کے لئے کتنی عورتیں ہاؤس میں موجود ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وزیر مواصلات کچھ کہنا چاہتے ہیں۔ جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ جس تحمل کے ساتھ یہاں پر باتیں ہو رہی ہیں اور جس اچھے پیرائے میں گفتگو سنی جا رہی ہے اس ماحول کو محترمہ خراب کر رہی ہیں۔ کچھ نہ کچھ الفاظ ہوتے ہیں جو کہ اداروں کے اندر استعمال کرنے ہوتے ہیں، کوئی الفاظ کی توقیر ہوتی ہے، کوئی انداز بیان ہوتا ہے۔ یہ کیوں سمجھتی ہیں کہ جو یہ الفاظ استعمال کر رہی ہیں اس کے بعد سلسلہ ختم ہو جاتا ہے۔ لوگ اس سے آگے بھی چل سکتے ہیں۔ یہ کوئی بات کرنے کی ہے، کسی پر لعنت بھیجنا، لعنت بھیجنے میں وقت لگتا ہے یہاں سے ابھی بھیجنا شروع کر دیں گے۔ لیکن ہماری شاید سیاسی تربیت اس قسم کی نہیں ہے۔ اس قسم کی بری سیاسی تربیت کا اظہار یہاں پر نہیں کیا جانا چاہئے۔ ان کی اگر سیاسی طور پر بری تربیت ہوئی ہے تو کم از کم گھریلو تربیت کا اظہار کریں کہ اپنا انداز بیاں بہتر کر لیں جسے لوگ سن سکیں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب سپیکر! جیسا کہ رانا ظہیر صاحب نے فرمایا ہے کہ اعتدال اور تحمل میں اگر بات کی جائے تو زیادہ مناسب ہو گی جو ہماری بہن نے "لعنت" کے الفاظ کہے ہیں میں آپ سے التجاء کروں گا کہ ان کو کارروائی سے حذف کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اس قسم کے تمام الفاظ کو کارروائی سے حذف کیا جاتا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! آپ بے شک پوری تقریر حذف کر دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ میں آپ کی تقریر حذف نہیں کروں گا لیکن جو غیر پارلیمانی الفاظ کہے گئے ہیں ان کو حذف کیا ہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جہاں تک میری گھریلو تربیت اور کردار کی بات ہے تو مجھے اپنی گھریلو تربیت اور اپنے کردار پر فخر ہے۔ مجھے یہ پتا ہے اور مجھے یہ سکھایا گیا ہے کہ جب کسی غریب کے بچے کی سسکیاں ہوتی ہیں تو تکلیف کیا ہوتی ہے۔ مجھے یہ پتا ہے کہ میرے کردار اور تربیت میں یہ شامل ہے کہ اقتدار کے نشے میں بیٹھ کر غریبوں کی سسکیاں اور آہیں نہ بھولیں اور جس غریب کے گھر میں روٹی نہیں پکتی ظہیر صاحب کو اس کے دکھ کا کیا اندازہ ہے اور ظہیر صاحب ہمیشہ اقتدار کے مزے لوٹتے رہے ہیں۔ انہیں کیا پتا کہ غریب کے گھر میں جب روٹی نہیں پکتی تو اس کے بچوں کو جب نیند نہیں آتی تو ان کی ماں کتنا روتی ہو گی اور ان کے حالات کیا ہوں گے؟ مجھے فخر ہے کہ میرا تعلق ایک متوسط طبقے سے ہے۔ مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میں کوئی جاگیر دار نہیں ہوں، مجھے فخر ہے اس بات پر کہ میری ملیں نہیں ہیں۔

وزیر بہبود آبادی: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر بہبود آبادی: جناب سپیکر! میری بہن بڑے زور و شور سے اور غیر پارلیمانی الفاظ لے کر کھڑی ہوئی ہے کہ بہت مہنگائی ہے۔ انہوں نے ہی تو کہا تھا کہ روٹی کپڑا اور مکان ہم دیں گے، انہوں نے تو قبر بھی نہیں دی۔ یہ پہلے اپنے لوگوں کو روٹی کپڑا اور مکان تو مہیا کریں۔ ان کو تو گولیاں ماردی گئی تھیں کہ جنہوں نے کہا تھا کہ بھٹو صاحب! ہمیں چار چار مرلے جگہ دے دو، آپ نے اعلان کر دیا ہے

تو انہوں نے کہا کہ ان کو پیچھے کمادوں میں لے جاؤ اور مار دو۔ ایک ہی وقت میں 25 گولیاں چلا کر ان کو تباہ و برباد کر دیا گیا تھا اور آج کس طرح سے یہ بات کرتی ہیں۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب ڈپٹی سپیکر: Any how محترمہ آپ اپنی تقریر جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے بڑی خوشی ہے کہ آج نسیم لودھی صاحبہ جن کا تعلق بھی میں سمجھتی ہوں کہ وہ کبھی سیاسی ورکر تھیں۔ ان کی مہربانیاں ہیں کہ آج جس جرنیل کے ساتھ یہ بیٹھی ہیں وہ بھی ایک جرنیل ہی کا ایک کارنامہ تھا کہ ذوالفقار علی بھٹو جیسے شخص کو اس شخص نے پھانسی پر لٹکا دیا۔ میں آج گارنٹی سے کہتی ہوں کہ اگر ذوالفقار علی بھٹو اس ملک میں اور پانچ سال زندہ رہتا تو یہ لوٹے پیدا ہو سکتے تھے اور نہ یہ لوٹیاں پیدا ہو سکتی تھیں اور اس ملک کی حالت کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ میں سمجھتی ہوں کہ ذوالفقار علی بھٹو کی شہادت کے بعد جو حالات اس ملک میں ہیں وہ صرف ان کی شہادت کے بعد ہوئے ہیں۔ اگر ذوالفقار علی بھٹو ایٹم بم نہ بناتا تو نسیم لودھی منسٹر نہیں بن سکتی تھیں، اگر ذوالفقار علی بھٹو غریب کی بات نہ کرتا تو نسیم لودھی منسٹر نہ بنتیں، اگر ذوالفقار علی بھٹو غریبوں کو زبان نہ دیتا تو آج نسیم لودھی کو کوئی منسٹر نہ بناتا اور یہ سیاسی ورکر نہ ہوتی۔

جناب سپیکر! مجھے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ آج ہم مہنگائی پر بات کر رہے ہیں تو مجھے فخر ہے، مجھے خوشی ہوئی کہ آج مہنگائی پر بات کرتے ہوئے مجھے اس لیڈر کو یاد کرنا پڑ رہا ہے کہ جس نے اس قوم کو اکٹھا کیا، اس نے اس ملک کی فوج کو عزت دی، جس نے اس ملک کے تقدس کو بحال کیا اور آج یہ حالت ہے کہ بین الاقوامی طور پر ہم دیوالیہ ہو چکے ہیں۔ ہماری اقتصادی حالت بالکل تباہ ہو چکی ہے۔ ایک طرف کہا جاتا ہے کہ خزانہ بھر گیا، اقتصادی حالت بہت اچھی ہے اور وزیر خزانہ کی تقریر میں کہا جاتا ہے کہ آپ کو نظر نہیں آتا کہ لوگ موٹر سائیکل خرید رہے ہیں۔ مجھے ان سے یہ پوچھنا ہے کہ جس کے گھر روٹی نہیں پکتی اس کے بارے میں کب سوچو گے، جو موٹر سائیکل خریدتے ہیں، جو ریفریجریٹر خریدتے ہیں وہ اس ملک کے کتنے فیصد ہیں اور اس ملک کے لوگ جن کو خودکشیاں کرنے کا جو ہمارے ملک میں رجحان پیدا ہوا۔ اب پھر آپ دیکھیں گے کہ عید کے قریب ہمیشہ یہ خبریں آتی ہیں کہ باپ بچوں کو کپڑے نہیں دلا سکا یا عید کی شاپنگ نہیں کروا سکا، مینار پاکستان سے خودکشی کر لی۔ بجائے اس کے کہ خودکشیاں روکنے کا کوئی علاج کیا جاتا، بے روزگاری کم کرنے کے لئے کچھ کام کیا جاتا انہوں نے یہ کیا کہ مینار پاکستان پر جالیاں لگوا دی گئی ہیں۔ یہ ہمارے

حکمرانوں کی پالیسیاں ہیں کہ ملک غربت اور بے روزگاری کو ختم کیسے کرنا ہے۔

جناب سپیکر! میں من حیث القوم ایک بات کرنا چاہتی ہوں کہ ہمارے ضمیر مر چکے ہیں اور یہ بات بھی طے ہے کہ خدا نے کبھی اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا، جب ہر بندہ منافع خوری اور ذخیرہ اندوزی رمضان کے مہینے میں بھی کرے گا تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ وہ ایک طرح سے جائز ہے کیونکہ جب ایک غریب بندہ دیکھتا ہے کہ ملک کے تمام بڑے بڑے اداروں کو لوٹ کر کھالیا گیا ہے، ملک کو دیوالیہ کر دیا گیا ہے تو پھر اس کے بعد وہ غریب اگر آلو مہنگا بیچتا ہے تو کیا غلط کرتا ہے۔ اگر اس ملک میں rule of Law ہوتا، اگر اس ملک میں ہر بڑے چھوٹے کو ایک نظر سے دیکھا جاتا تو میرا خیال ہے کہ حالات بہتر ہو سکتے تھے۔ ایک پرچون والے کو پکڑنا بہتر ہے یہ پکڑ سکتے ہیں۔ خواجہ طاہر ضیاء جس کو انہوں نے چیئرمین پرائس کنٹرول کمیٹی بنایا جو ایک امیر آدمی ہے اس کو کیا تکلیف ہے اور اس کو کیا فرق پڑتا ہے کہ اگر ایک غریب کو کم قیمت میں چیزیں نہیں ملتی۔ کنزیومر کورٹس انہوں نے نہیں بنائیں، اگر یہ چاہتے تو کنزیومر کورٹس بنا سکتے تھے مگر یہ سیاسی تقریریاں کر کے بیوروکریٹس کو نوازا جا رہا ہے اور اس کے علاوہ اس ملک میں کوئی سننے والا ہے اور نہ اس حکومت کے ہوتے ہوئے غریب کی سنی جائے گی۔ میں اس دعا کے ساتھ ختم کروں گی کہ اللہ تعالیٰ ایسے حکمرانوں سے اس قوم کی جان چھڑائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے مقرر چودھری جاوید حسن گجر صاحب!

چودھری جاوید حسن گجر: شکریہ۔ جناب سپیکر! آج جس موضوع پر ہمیں بحث کرنے کا موقع مل رہا ہے وہ من حیث القوم اور پنجاب کا نمائندہ ہونے کے ناتے سے صرف یہ بحث اپوزیشن کی ہی نہیں بنتی بلکہ یہ بحث ٹریژری بنچوں کا بھی حق بنتا ہے کہ وہ اس بحث میں حصہ لے۔ اس بحث کے ذریعے اس مہنگائی کو کنٹرول کریں۔ یہ کوئی بات نہیں بنتی کہ اپوزیشن باتیں کرتی جائے، criticize کرتی جائے اور حکمران اس سے آنکھیں چراتے جائیں۔ میں یہ کہتا ہوں ابھی جو نسیم لودھی صاحبہ نے غریبوں کی جو بات کی۔ آپ یہ دیکھیں کہ یہ کہتے ہیں کہ ڈیفنس کا سستا بازار، شادمان کا سستا بازار کی بات کر رہی تھیں۔ یہ دیکھیں کہ جہاں رحمان پورہ ہے جہاں پر اطراف کی آبادیاں غریب ہیں وہاں پر کتنے سستے بازار لگ رہے ہیں۔ وہاں پر تو سستے بازار ہی نہیں لگ رہے ہیں۔ غریب آدمی غریب سے غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ جو یہ حکمران اپنی پالیسیاں بتا رہے ہیں، جو مہنگائی کو کنٹرول کرنے کی پالیسیاں بتائی جا رہی ہیں یہ ساری کی ساری غریب کو مارنے کی پالیسیاں ہیں، غریب کسان

کو مارنے کی پالیسیاں ہیں جو ابھی رانا صاحب کی بات پر تنقید کر رہے تھے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ رانا صاحب نے بڑی relatedبات کی ہے کہ مہنگائی جو ہوئی ہے کس بات سے ہوئی ہے اس لئے ان کو مثالیں دینا پڑیں، ان کو بجٹ پر تقریر کرنی پڑی۔ میں اپنے تمام ساتھیوں سے، اپنے تمام ممبران سے، اپنے تمام وزراء صاحبان سے اور آپ سے یہ گزارش کروں گا کہ اس مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے پورے پنجاب میں کمیٹیاں بنائی جائیں اور ہر ضلعی سطح پر ایم پی اے صاحبان کی کمیٹیاں بنائی جائیں اور جو لوگ ذخیرہ اندوز ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے۔ اس میں انجمن تاجران کو شامل کر کے کمیٹیاں بنائی جائیں اور اس کو کنٹرول کرنے کے لئے ہول سیلرز جو بیٹھے ہوئے ہیں، کچھ دوستوں کو یہ پتا نہیں کہ کریانہ کے سلسلے میں پورا پاکستان اگر کنٹرول ہوتا ہے تو وہ صرف اور صرف سکھر سے کنٹرول ہوتا ہے۔ پورے پاکستان کا کریانہ کا سپلائرز سکھر ڈویژن میں ہے۔ وہاں پر الائچی کے سپلائرز ہیں وہ انڈیا سے سمگل کرتے ہیں اور وہاں پر بڑے بڑے کراڑ لوگ بیٹھے ہیں ان کو کنٹرول کیا جائے تاکہ دکاندار یا retailer ان سے سستا خریدیں گے اور جتنا سستا خریدیں گے آگے اتنا ہی غریب آدمی کو فائدہ ہوگا۔

جناب سپیکر! میں دوسری بات یہ عرض کروں گا کہ خدارا! غیر ضروری ترقیاتی فنڈز یا غیر ضروری developments کو کنٹرول کریں۔

خدارا! یہ ہم تنقید اس لئے نہیں کر رہے کہ ہم اپوزیشن میں بیٹھے ہیں اور آپ ٹریژری بنچوں پر بیٹھے ہوئے ہیں، یہ ہمارا حق ہے۔ اگر رنگ روڈ پر بات کی جاتی ہے، اگر فیصل آباد کے رنگ روڈ کی بات کی جاتی ہے، وہ بات رانا صاحب کی بالکل بات صحیح ہے۔ آج سے اس کی 25 سال بعد اس کی ضرورت ہے۔ آج یہ ضرورت تھی اگر 72۔ارب یا 78۔ارب روپیہ رنگ روڈز کے لئے رکھا جا رہا ہے تو میں یہ کہتا ہوں کہ اتنے پیسوں کی واپڈا کے لئے سبسڈی دی جاتی، اتنی ہی سبسڈی گیس کے لئے دی جاتی اور اتنی ہی سبسڈی پٹرول کے لئے دی جاتی تاکہ inputs سستے ہوتے اور غریب، مزدور اور کسان اس کا فائدہ اٹھاتا اور وہ outputs اتنے ہی سستے بیچتا۔

جناب سپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ میں نے 2003 کی تقریر میں یہ کہا تھا اور آج سنجیدہ حال میں بیٹھے ہوئے ہیں تو پھر سن لیں کہ یوریا فرٹیلائزر کے پروڈیوسر کو یوریا اب بھی -/140 روپے ان کے گھر میں پڑ رہی ہے۔ راجہ بشارت صاحب! یوریا -/140 روپے ان کو گھر میں پڑ رہی ہے with their profit اور ہم سے یہ -/550 یا -/600 روپے چارج کر رہے ہیں۔ اس کی طرف کوئی توجہ

نہیں دیتا اس لئے توجہ نہیں دیتا کہ وہ آگے سے مارتے ہیں، ان لوگوں نے ملازم رکھے ہوئے ہیں۔ وہ سارے کا سارا FFC کا بزنس ہے۔

(اس مرحلہ پر وزیر مواصلات و تعمیرات نے مقرر پر پیسٹی سائیڈ کی آواز کسی)

چودھری جاوید حسن گجر: جناب سپیکر! یہ پیسٹی سائیڈ کی بات کر رہے ہیں تو پیسٹی سائیڈ پر مجھ سے زیادہ یہاں پر کون بات کر سکتا ہے۔ پیسٹی سائیڈ آپ نے جو سستا کیا ہے اس میں آپ کے مرکزی سیکرٹری نے پیسے لے کر وہاں پر اپنی پرائسز مقرر کی ہوئی ہیں اور آپ نے ہولڈ دیا ہوا ہے علی اکبر اینڈ پرائسز کو، کرنل شجاعت صاحب کو، آپ نے پنجاب کا کوآپریٹو کرنل شجاعت صاحب کو دیا ہے۔ آپ کیوں اپنے دوستوں کو ننگا کروانا چاہ رہے ہیں۔ ایسی باتیں نہ کریں۔ پیسٹی سائیڈ کی بات اپنی جگہ پر قائم ہے لیکن پیسٹی سائیڈز کو کنٹرول کرنے کے لئے اور adulteration کرنے کے لئے انہوں نے کیا کمیٹی بنائی ہوئی ہے۔ وہ جو کنٹرول کمیٹی ہے اس کے ڈائریکٹرز ان سے خود کھا رہے ہیں اور دو نمبر پیسٹی سائیڈز کی آپ نے اجازت دی ہوئی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ لودھی صاحب کا figures ایک کروڑ 12 لاکھ کا وہ بنیادی طور پر پورے پاکستان کا ہے۔ وہ پنجاب کا نہیں ہے۔ پیسٹی سائیڈز کے بارے میں میرا یہ کہنا ہے کہ آپ چائنا کی امپورٹ بند کر دیں یا کم از کم یہ تو کریں کہ CF value وہاں سے مہنگا خریدیں۔

جناب سپیکر! چائنا سے میں نے ایک دفعہ امپورٹ کی تو انہوں نے کہا کہ جی اتنے ڈالر لیں گے۔ وہ کہنے لگے کہ اگر آپ نے کوالٹی لینی ہے تو اتنا ڈالر دیں اور اگر اس سے سب کوالٹی لینی ہے تو اتنے ڈالر دیں اور اگر اس سے بہت کم کوالٹی لینی ہے تو اتنے ڈالر دیں۔ چائنا نے تو ادھر شاہ عالمی کی طرح لوٹ مار بنائی ہوئی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ پیسٹی سائیڈز کا ایگریکلچر inputs میں بہت اہم کردار ہے۔ آپ اپنی توجہ فرٹیلائزر کی طرف سے نہ ہٹائیں جس کی طرف میں آپ کو لانا چاہ رہا تھا۔ آپ جنرل مشرف صاحب سے تنخواہ ضرور لیں لیکن خدارا! اپنے جڑانوالہ کے زمینداروں کے بارے سوچیں، اپنے بہاولپور ڈویژن کے لوگوں کے بارے میں سوچیں، ملتان کے زمینداروں کے بارے میں سوچیں اور ان لوگوں کے بارے میں بھی سوچیں جو 12،12 ایکڑ کے زمیندار ہیں، جو زیور بیچ کر پیسٹی سائیڈ خریدتے ہیں جو زیور بیچ کر کھادیں خریدتے ہیں، کھچی صاحب سے پوچھیں میلسی میں کیا ہو رہا ہے؟ تو خدارا! میں یہ کہتا ہوں کہ آپ جتنے inputs سستے دیں گے اتنے ہی ہم outputs آگے سستے دیں گے اور اس سے مہنگائی کنٹرول ہو گی۔

جناب سپیکر! یہ کہتے ہیں دالیں اور چینی کی مہنگائی ہے تو چینی کے جتنے بھی ملز مالکان ہیں وہ تو سارے اسمبلیوں میں بیٹھے ہیں، چینی کیسے سستی ہو گی؟ یہ کہتے ہیں کہ -/27 روپے کلو تو لاہور میں آپ نے غریبوں کے علاقوں میں کتنے سستے بازار لگائے ہوئے ہیں؟ سارے تو آپ نے شادمان میں لگائے ہیں وہ غریب آدمی جو رحمان پورہ کا ہے پہلے تو وہاں سے رکشہ لے گا یا ٹیکسی لے گا اور پھر شادمان پہنچے گا اور پھر وہ ڈیفنس پہنچے گا۔ شاہدرہ والے لوگوں کے لئے بھی دیکھیں کیونکہ میں وہاں پرسوں ایک فوتیدگی کے سلسلے میں گیا تو مجھے وہاں کوئی سستا بازار نظر نہیں آیا تو خدارا! آپ ہمیں موقع دیں اور میں آخر میں یہ بات کروں گا کہ حکومت کے لوگوں کو بھی، ٹریژری بنچوں کے لوگوں کو بھی اس میں حصہ لینا چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم issue ہے۔ غریب کو مارنے کا آپ نہ سوچیں۔ مزے کی بات یہ ہے کہ غریبوں کے ووٹ لے کر آپ یہاں پہنچے ہیں۔ میں یہ دیکھتا ہوں کہ لودھی صاحب کی برادری نے انہیں کتنے ووٹ دیئے ہیں؟ راجہ بشارت صاحب کی برادری نے ان کو کتنے ووٹ دیئے ہیں؟ وہ تو ان کی ٹانگیں کھینچنے والے لوگ تھے۔ غریبوں کے ووٹ لے کر ہم لوگ یہاں پہنچے ہیں اور ان کی بات نہیں کرنے دے رہے یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب سپیکر! دریشک صاحب سے پوچھیں کہ ان کی برادری نے انہیں کتنے ووٹ دیئے ہیں؟ وہ بھی غریبوں نے ووٹ دیئے ہیں۔ غریبوں نے ہمیں یہاں تک پہنچایا اور ہم یہاں بیٹھ کر غریبوں کو مارنے کی بات کر رہے ہیں۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔

جناب والا! میں آخر میں دوبارہ ان سب بھائیوں سے حکومتی بنچوں سے بھی کہوں گا کہ خدارا! اس کو serious لیں اور اس بحث میں آپ بھی حصہ لیں اور اس پر positively سوچیں تاکہ مل بیٹھ کر کمیٹیاں بنا کر مہنگائی کو کنٹرول کرنے کی کوشش کریں۔ خدا حافظ

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری زاہد پرویز صاحب!

چوہدری زاہد پرویز: شکریہ۔ جناب سپیکر! رمضان شریف شروع ہونے سے پہلے میں نے کئی دفعہ وزیراعظم پاکستان اور وزیراعلیٰ پنجاب کے بیانات اخبارات میں پڑھے ہیں کہ مہنگائی کرنے والے ذخیرہ اندوزوں اور منافع خوروں سے آہنی ہاتھوں سے نمٹا جائے گا لیکن "جوں جوں دوا کی مرض بڑھتا گیا۔" جتنی دفعہ بیانات آئے ہیں لیکن مہنگائی پر کوئی فرق نہیں پڑا۔ جو چیزیں غریب لوگوں کے استعمال کی ہیں، دالیں، چینی، گوشت، آٹا، پھل وغیرہ سب یکم رمضان سے ہی مہنگی ہیں۔

جناب سپیکر! دنیا میں جب بھی کہیں کوئی مذہبی تہوار آتے ہیں یا عید آتی ہے یا ان کے اپنے تہوار آتے ہیں تو وہ از خود ہی قیمتیں کم کرتے ہیں لیکن یہ بات بھی مجھے افسوس کے ساتھ کہنی پڑتی ہے کہ ہماری قوم کو یعنی تاجروں یا بیچنے والوں کو آج تک اس چیز کی تربیت ہی نہیں دی گئی۔ جب ہمارے تہوار آتے ہیں بجائے ہم اپنی پروڈکٹس کو سستا کریں یہاں مہنگی کر دی جاتی ہیں۔ حکومتی اہلکار جن کی ذمہ داری اور ڈیوٹی ہے وہ ان اشیاء کو سستا کروائیں لیکن وہ ایسا نہیں نہیں کرواتے بلکہ میرا خیال ہے کہ ان سے میل ملاپ کر کے اور بھی مہنگی کر دی جاتی ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر اوپن مارکیٹ کی بات کروں گا۔ اوپن مارکیٹ میں اگر لوگوں کو دالیں، چینی اور دوسری اشیاء، چینی آج بھی اوپن مارکیٹ -/40 روپے کلو گرام ملتی ہے اور دالیں آج بھی یوٹیلٹی سٹورز پر 10/15 روپے فی کلو گرام مہنگی ملتی ہے۔ یوٹیلٹی سٹورز کی تعداد ملک میں محدود ہے۔

جناب سپیکر! ہمارے ملک کی 70/80 فیصد آبادی دیہاتوں میں رہتی ہے اور دیہاتوں میں کہاں یوٹیلٹی سٹورز ہیں؟ وہاں تو لوگوں کو شہر سے بھی دو چار روپے فی کلو گرام چیزیں مہنگی ملتی ہیں۔ اس پر حکومت کا کوئی کنٹرول نہیں ہے۔ روزمرہ ضروریات اور کھانے پینے کی چیزیں بھی مہنگی ہیں اور یہ سب خالی خولی باتیں ہیں کہ ہم نے سستی کروائی ہیں لیکن سستی کوئی نہیں ہوئیں۔ یوٹیلٹی سٹورز کی بات لیں تو وہاں پر لمبی لمبی قطاریں لگی ہوتی ہیں۔ یوٹیلٹی سٹورز سے اگر کسی نے پانچ کلو گرام چینی خریدنی ہے تو اس کو کہا جاتا ہے کہ -/200 روپے کی اور بھی خریداری کرو۔ وہاں خریداری کے لئے جانے والے آدمی کی ساری دیہاڑی ضائع ہو جاتی ہے اور وہ یوٹیلٹی سٹورز سارے ملک کے لوگوں کی ضروریات زندگی پورے نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! وزیر زراعت بیٹھے ہیں تو میں اب اس طرف آؤں گا کہ میں سمجھتا ہوں کہ میرا تعلق بھی تھوڑا سا کاشتکاری سے ہے۔ ہمارے کسانوں کو educate نہیں کیا جاتا کہ انہیں کتنے رقبے پر کون کون سی فصل یعنی گندم، سبزی، آلو، پیاز یا دیگر فصل اور سبزیاں اگانی چاہئیں۔ ایک سال جب آلو کی قیمت زیادہ ہوتی ہے تو سارے لوگ آلو ہی لگا دیتے ہیں اور اس سال اس فصل کی قیمت 5/10 روپے فی کلو گرام ہوتی ہے اور اس کے بعد کوئی نہیں لگاتا تو پھر اگلے سال -/40 روپے فی کلو گرام ہو جاتی ہے لہذا اس کے لئے اپنے کسانوں کو educate کرنا چاہئے کہ کتنے رقبے پر کتنی فصل کاشت ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! دوسری ایک ضروری اور اہم بات حکومت کے علم میں یہ لانا چاہتا ہوں کہ ہمارے شہروں کے نزدیک زمینوں پر بہت اچھی سبزیاں پیدا ہوا کرتی تھیں، وہ تقریباً تمام شہروں کے ارد گرد زمینیں آبادی کی شکل اختیار کر گئی ہیں اور لوگوں نے بڑی بڑی اور 100,100 ایکڑ پر کالونیاں بنالی ہیں اور وہ فضول پڑی ہیں اور وہاں پر آبادی بھی نہیں ہوتی even ہماری سونا اگلنے والی زمینوں پر اب مکان تو بنے نہیں ہیں اور خالی بنجر شکل اختیار کر چکی ہیں اس لئے اس پر بھی حکومت کو کچھ سوچنا چاہئے کہ بے جا زمینیں خرید کر لوگ بہت زیادہ قیمتیں بڑھا رہے ہیں اور ہماری زمینوں سے پیدا ہونے والی کھانے کی سبزیاں اور فصلیں جن میں چاول، گندم کے لئے رقبہ اب تنگ ہوتا جا رہا ہے لہذا اس پر بھی حکومت کو دھیان دینے کی ضرورت ہے۔

جناب سپیکر! میں یہی کہوں گا کہ چیزیں سستی کرنے میں حکومت کا اتنا کنٹرول نہیں ہے کہ پنجاب میں یا پاکستان میں چیزیں سستی ہونی چاہئیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، شکریہ، تشریف رکھیں۔ اگلے ہیں۔ سمیع اللہ خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرے خیال میں پاکستان کی تاریخ میں موجودہ حکومت نے خصوصاً جنرل پرویز مشرف کے دور حکومت میں جہاں اور بہت سارے ریکارڈ بنے ہیں ایک ریکارڈ یہ بھی ہے جو عوام کے نقطہ نظر سے ہے کہ پاکستان کی تاریخ کے کسی بھی سیاسی یا غیر سیاسی دور میں مہنگائی اتنی زیادہ نہیں بڑھی ہے جتنی اس دور میں بڑھی ہے۔ میرا خیال ہے کوئی بھی حکومت ہو تین طرح کے مختلف بیریئرز لگا کر مہنگائی کو کنٹرول کیا جا سکتا ہے۔ اس میں پہلا مرحلہ جس کی نشاندہی بڑی تفصیل کے ساتھ اور جو بنیاد ہے مہنگائی کی اس حوالے سے اس کو ختم کرنے کے دو شعبے بنتے ہیں۔ پہلا پنجاب کے حوالے سے زراعت اور دوسرا پٹرولیم کی مصنوعات ہے۔ اگر ان دونوں کے حوالے سے مناسب اقدامات کئے جاتے تو میں سمجھتا ہوں کہ پہلا بیریئر ایسا لگ سکتا ہے کہ جس سے مہنگائی کنٹرول ہو۔ زراعت کے حوالے سے موجودہ حکومت نے جو اقدامات کئے ہیں اس پر بڑی تفصیلات کے ساتھ اس ایوان میں بحث ہو چکی ہے۔ دوسرا پٹرولیم ہے میں اس پر آپ کی خصوصی توجہ چاہوں گا کہ OGRA نے جو آخری پٹرول کی قیمتیں متعین کیں، کہا جاتا ہے کہ OGRA انٹرنیشنل مارکیٹ میں جو پٹرولیم کی قیمتیں ہوتی ہیں ان کو مدنظر رکھ کر مقرر کرتا ہے تو OGRA نے جو آخری پٹرول کی قیمت مقرر کی اس وقت انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول کی قیمت 75 ڈالر فی بیرل تھی اور اس کو انہوں نے پاکستان میں -/58 روپے فی لٹر قیمت کا تعین کیا اس

کے بعد موجودہ حکومت نے پٹرولیم پروڈکٹس کی قیمتیں مقرر نہیں کیں۔ میرے پاس جو آج کی latest figure ہے کہ جب 75 ڈالر فی بیرل انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول کی قیمت تھی اس وقت انہوں نے پاکستان میں -/58 روپے مقرر کی آج انٹرنیشنل مارکیٹ میں پٹرول کی قیمت 57 ڈالر فی بیرل ہے۔

جناب سپیکر! اگر آج یہ انٹرنیشنل مارکیٹ میں جو پٹرول کی قیمت ہے اس کو سامنے رکھ کر پچھلے فارمولے کے تحت کریں تو اس کی قیمت -/43 روپے فی لٹر پٹرول پاکستان کے عوام کو ملنا چاہئے لیکن افسوس کی بات ہے کہ آج یہ OGRA کی طرف سے سٹیٹمنٹ آئی ہے کہ یہ جو عوام کو ریلیف تقریباً -/14 روپے فی لٹر بنتا ہے اس میں کمی آسکتی ہے یعنی -/58 روپے سے -/43 روپے پر جا سکتا ہے یہ جو سات سال سے کہتے رہے ہیں کہ ہم انٹرنیشنل مارکیٹ سے connect کر رہے ہیں۔ میرا سوال ہے کہ آج حکومت انٹرنیشنل مارکیٹ کے ساتھ connect کر کے کیوں پٹرول کی قیمت کا تعین نہیں کرتی اور آج حکومت نے اس پر بالکل جواب دے دیا ہے کہ ہم پٹرول کی اس قیمت کو کم نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! زراعت کی کارکردگی آج آپ کے سامنے اس ایوان میں آگئی ہے پٹرولیم مصنوعات کے حوالے سے میں سمجھتا ہوں کہ جس ڈھٹائی کے ساتھ اور عوام دشمنی کا ثبوت دیتے ہوئے جس طرح سے حکومت نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ جناب ہم پٹرولیم کی قیمت کو کم نہیں کریں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ پہلا بیریئر جو حکومت کو لگانا چاہئے تھا اس کو حکومت نے خود مضبوط کیا جس سے مہنگائی نے جنم لیا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا بیریئر ہم سمجھتے ہیں کہ اگر دونوں اقدامات ناکام ہو جائیں تو پھر دوسرا میدان اس ملک کے بااثر طبقات کے لئے کھلا ہوتا ہے وہ ذخیرہ اندوزی اور ناجائز منافع خوری ہوتا ہے۔ اب اس میدان میں حکومت کی writ کا مسئلہ ہوتا ہے کہ وہ کتنی بااختیار ہے اور وہ کس طرح سے ذخیرہ اندوزوں اور ناجائز منافع خوروں کو اپنی گرفت میں لیتی ہے اور ان کو یہ پیغام دیتی ہے کہ اس ملک کا قانون حرکت میں آسکتا ہے۔ آہنی ہاتھ جو ہیں جو ہمیشہ ہر صوبے کا لاء منسٹر اور ہر ملک کا وزیراعظم کہتا ہے کہ ہم آہنی ہاتھوں کے ساتھ نپٹیں گے۔ یہ ٹھیک ہے کہ سیاسی جماعتوں کے کارکنوں کے ساتھ آپ بہت اچھے طریقے سے آہنی ہاتھوں سے نپٹتے ہیں لیکن اس ملک کے جو ذخیرہ اندوز ہیں اور خصوصاً وہ ذخیرہ اندوز جو بڑے مگرمچھ ہیں ان کے خلاف یہ آہنی ہاتھ کبھی اس ملک

میں ہم نے حرکت میں آتے نہیں دیکھے۔

جناب سپیکر! آج میں یہ بات سیاسی انداز میں نہیں رکھوں گا آج اگر کاچھو پورے کا اللہ دتہ ذخیرہ اندوزی کرے تو وزیراعظم کی طرف سے مقرر کردہ مجسٹریٹ وہاں جاتا ہے اس کو جرمانہ بھی کرتا ہے اور اس کو تھانے میں بھی بند کرتا ہے لیکن اس ملک کا اگر کوئی [*****]

MR. DEPUTY SPEAKER: I expunge this from record.

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! جب وہ ذخیرہ اندوزی کرے اس وقت اس ملک کے حکمرانوں کے آہنی ہاتھ حرکت میں نہیں آتے اس ملک میں آہنی ہاتھ صرف اللہ دتہ اور معراج دین کے لئے حرکت میں آتے ہیں جو اس ملک کے پسماندہ ایریا میں بستے ہیں اور جن کی دکانوں میں جا کر مجسٹریٹ چھاپے مار کر ان کو تھانوں میں بند کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! اگر اس طرح آپ قانون کی عملداری کریں گے تو پھر ہم سمجھتے ہیں کہ مہنگائی کبھی نہیں رک سکتی۔ ہم دیکھتے ہیں یہ وہی وتیرہ ہے کہ جب کوئی موٹر سائیکل پر اشارہ توڑ دے تو اس کا چالان کیا جاتا ہے لیکن جو اس ملک کی سب سے بڑی قانون کی کتاب آئین کو توڑ دے اس کو سلوٹ کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر! چھوٹے چھوٹے دکاندار جو دس ہزار بیس ہزار کا سامان رکھ کر بیٹھتا ہے اس کے چالان دھڑادھڑ لیکن جو شوگر ملز کے، ہم تو کہتے ہیں کہ شوگر ملوں کے حوالے سے بار بار ہاؤس میں آیا ہے اس کے لئے ایک دن رکھیں ہم چاہتے ہیں کہ شوگر ملوں کا بھی موقف سنیں کہ کس طرح سے، اور میرا دوسرا سوال ہے کہ یہاں ایک فورم پر کہا گیا حکومت پنجاب کے وزیر نے کہا کہ ہم نے شوگر ملوں کے مالکان کا موقف سنا ہے ان کو تو بڑا نقصان ہوا ہے وہ تو کہتے ہیں کہ ہم نے کچھ نہیں کیا میں کہتا ہوں کہ میں نے یہاں جن سیاسی قائدین کے نام لئے ہیں وہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر یہ حلف دے سکتے ہیں کہ موجودہ سیزن جو شوگر کا لگا ہے جس میں اٹھارہ روپے اور بیس روپے سے چینی بڑھ کر -/43روپے اس ملک میں بکی ہے وہ قرآن پر ہاتھ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ اس شوگر سکینڈل کے حوالے سے ان کو نقصان ہوا ہے اس پورے عرصے میں انہوں نے کوئی منافع نہیں کمایا ان کی ملیں خسارے میں گئی ہیں میں یقین سے کہتا ہوں کہ موجودہ شوگر سکینڈل میں عوام نے یہ بھگتا ہے کہ

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

-/20روپے سے 43/44روپے کلو چینی خریدی ہے۔ عوام نے اس مہنگائی کا سامنا کیا ہے لیکن کوئی شوگر مل کا مالک یہ حلفاً قرآن پر ہاتھ رکھ کر نہیں کہہ سکتا کہ اس کی شوگر مل خسارے میں گئی ہے اس وجہ سے اس نے -/44روپے کلو چینی بیچی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ اگر اس طرح سے writ of the governmentاگر صرف غریبوں کے لئے ہو گی تو مہنگائی بھی ہو گی، اس ملک میں عوام مہنگائی سے تنگ آ کر مینار پاکستان پر جا کر خودکشیاں بھی کریں گے اور آپ کے آہنی ہاتھ وہ صرف مینار پاکستان کی جالیوں کو اونچا کریں گے۔ آپ صرف یہ اقدامات کریں گے کہ مینار پاکستان کی جالیوں کو اونچا کر دیا جائے جب پوچھا گیا کہ یہ کیوں بلند کی گئیں تو اس صوبے کے لاء منسٹر کا بیان یہ تھا۔۔۔۔

MR DEPUTY SPEAKER: Time is extended for further fifteen minutes..

جناب سمیع اللہ خان: تو اس صوبے کے لاء منسٹر کا بیان تھا کہ اس لئے جالی کو بلند کیا گیا تا کہ کوئی غریب خودکشی نہ کر سکے۔ پوچھا گیا کہ پٹرول کی قیمت کیوں زیادہ ہے؟ انہوں نے کہا کہ پٹرول کی قیمت اس لئے زیادہ ہے کہ لوگ پٹرول چھڑک کر خودکشی کرتے ہیں۔ اگر حکمرانوں کا یہ وتیرہ ہو گا کہ وہ خودکشیوں کو ان اقدامات کے ذریعے روکیں گے تو پھر اس ملک کے غریبوں کا اللہ ہی حافظ ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: خان صاحب! آپ wind up کی کوشش کریں کیونکہ نماز جمعہ کا وقت ہو رہا ہے اور پھر منسٹر صاحب نے wind up بھی کرنا ہے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ اگر آپ زراعت اور پٹرولیم کے میدان میں جو ظلم ہے اس کو نہ روک سکیں۔ آپ اس ملک کے بڑے مگرمچھوں کو جو شوگر مافیا اور سیمنٹ مافیا اور دیگر شکلوں میں موجود ہیں ان کو کنٹرول نہ کر سکیں تو تیسرا شعبہ آتا ہے کہ جناب! اب یہ دونوں میدانوں میں اگر حکومت ناکام ہو جائے تو پھر وہ کرتی ہے کہ ہمارے ہاتھ کھڑے ہیں ہم ان دونوں میدانوں میں کچھ نہیں کر سکتے۔ اب یہ کرتے ہیں کہ عوام کو تھوڑی سی سبسڈی دیتے ہیں کچھ مجسٹریٹ مقرر کرتے ہیں Law Enforcing Agencies کو حرکت میں لاتے ہیں یہ آخری ہتھیار ہوتا ہے یہ بے بسی کی آخری تصویر ہوتی ہے کہ جب آپ بنیادی اقدامات کرنے میں ناکام رہ جائیں تو موجودہ حکومت نے اس پر بھی، میں سمجھتا ہوں کہ واحد یہ میدان ہے کہ جس میں کچھ اقدامات کئے لیکن ان کی حقیقت کیا ہے وہ میں آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہوں۔ رمضان المبارک

آیا۔ وزیر اعظم نے اعلان کیا کہ رمضان پیکج میں خوشخبری سنائی اور اسلام آباد کے اس آبپارہ چوک کا دورہ کیا۔ سارا الیکٹرانک میڈیا ساتھ لے کر وہ وہاں گھومے اور یہ اعلان کیا کہ ہم رمضان المبارک میں اس ملک کے غریب عوام کو 66 کروڑ روپے کی سبسڈی کی خوشخبری سناتے ہیں کہ 66 کروڑ روپے کی سبسڈی ہم دیں گے۔ اس ملک کے 15 کروڑ عوام کے اوپر اگر وہ 66 کروڑ روپے تقسیم کریں تو وہ تقریباً پانچ روپے فی کس آتا ہے اور یہاں پنجاب کے حکمرانوں نے بہت بلند و بانگ دعوؤں کے ذریعہ 2۔ ارب اور پندرہ، بیس کروڑ روپیہ اندازاً اعلان کیا کہ یہ سالانہ سبسڈی ہم دیں گے اور اگر وہ بارہ مہینوں پر تقسیم کریں تو وہ سترہ کروڑ روپے بنتے ہیں اور اگر پنجاب کے آٹھ کروڑ عوام پر تقسیم کریں تو یہ دو روپے فی کس سبسڈی بنتی ہے۔ اس سے بڑا مذاق کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ

جناب سمیع اللہ خان: آخری بات، یہاں سے پیچھے سے آواز آئی تھی جب لودھی صاحب اور رانا صاحب کی گفتگو چل رہی تھی چونکہ اس کا تعلق بھی براہ راست مہنگائی کے ساتھ ہے۔ رانا صاحب نے سوال کیا کہ کوئی بیج نیا نہیں آیا، کچھ نہیں آیا تو پیچھے سے آواز آئی کہ اس حکومت نے زراعت کے شعبہ میں یا اس ملک کے کسی بھی شعبہ میں کوئی کام کیا ہے یا نہیں کیا؟ کوئی بیج دریافت کیا ہے یا نہیں کیا؟ [******]

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ Expunge this from record. Now before I give the floor to the honourable Minister میں ایم۔ ایم۔ اے کے ممبر کو صرف پانچ منٹ دوں گا کہ وہ ایک speech کر لیں۔۔۔ جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت بہت شکریہ۔ گزارش یہ ہے کہ پوری دنیا میں یہ ہوتا ہے کہ خاص طور پر مسلم دنیا کے اندر کہ جب رمضان المبارک آتا ہے تو ہر چیز کی قیمتیں کم ہو جاتی ہیں اور خاص طور پر میں نے مشرق وسطیٰ میں خود دیکھا ہے کہ لوگ سارا سال اپنی خریداری روک لیتے ہیں کہ جب رمضان آئے گا تو چیزیں سستی ہو جائیں گی اور اس وقت ہم خریدیں گے۔ اسی طرح یورپ میں بھی ہوتا ہے کہ کرسمس کے انتظار میں لوگ اپنی خریداری کو ملتوی کرتے رہتے ہیں کہ کرسمس آئے گی تو ہم اپنی خریداری کریں گے۔ سیل لگے گی اور واقعی یہ

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

سارا کچھ وہاں بہت سستا ہو جاتا ہے۔ پھر ون تھرڈ قیمت پر چیزیں ملنا شروع ہو جاتی ہیں لیکن ہماری بد قسمتی آپ دیکھئے کہ یہاں رمضان المبارک آتا ہے تو چیزوں کے ریٹس بڑھنا ہی نہیں بلکہ وہ چیزیں ہی ناپید ہو جاتی ہیں۔ سب سے زیادہ ضرورت جن چیزوں کی ہوتی ہے، گھریلو استعمال کی اشیاء ٹماٹر، پیاز سبزیاں تک ملنا ناممکن ہو جاتا ہے اور ان کے ریٹس اتنے بڑھ جاتے ہیں کہ ایک عام آدمی کے لئے رمضان المبارک کی برکتیں اور سعادتیں سمیٹنا اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے گھر کے اکاؤنٹ کو بھی maintain کرنا ناممکن ہو جاتا ہے۔

جناب سپیکر! میرے محترم وزیر زراعت نے ایک موقع پر یہ فرمایا کہ مسئلہ ڈیمانڈ اور سپلائی کا ہے، یہ درست بات ہے کہ مسئلہ ڈیمانڈ اور سپلائی کا ہے لیکن حکومت کی یہ ذمہ داری ہے کہ سپلائی کو بڑھانے کے لئے اقدامات کرے۔ میں گزشتہ دنوں شام گیا تو وہاں پورے ملک میں، میں گھومتا رہا، پورے ملک میں ٹماٹر ہر جگہ پر ایک ہی قیمت پر بہت وافر مقدار میں میسر تھا۔ محترم رانا ثناء اللہ صاحب نے بہت تفصیل کے ساتھ ریسرچ کے حوالے سے بات کی ہے، اب دنیا کے اندر ٹماٹر کے ایسے پودے تیار ہو چکے ہیں کہ جس میں ایک ایک پودے پر اڑھائی اڑھائی، تین تین ہزار ٹماٹر لگتے ہیں لیکن ہمارے ہاں چونکہ کوئی ریسرچ نہیں، کوئی ریسرچ کی appreciation نہیں اور خود اس سے پہلے ایک سوال کے جواب میں وزیر زراعت نے تسلیم کیا تھا کہ سائنسدانوں کو ریسرچ کے حوالے سے کوئی بھی مالی فائدہ نہیں دیا جاتا۔ اس طرح کے حالات ہوں گے تو کوئی ریسرچ نہیں ہو گی، سپلائی نہیں ہو گی اور اس کے نتیجے میں قیمتوں کے زیادہ ہونے سے ایک عام آدمی کی کمر ٹوٹتی چلی جا رہی ہے۔ مہنگائی بڑھتی چلی جا رہی ہے اور مہنگائی کے معاملے میں، مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے خود یہاں پر Consumer Protection Act آپ پاس کرتے ہیں اور پھر آپ خود اس پر عملدرآمد نہیں کرتے، حکومت نے خود ایک جنرل کے بھائی کو نوازنے کے لئے، اس کو خوش کرنے کے لئے، اس کا ٹورٹپر دکھانے کے لئے پرائس کنٹرول کمیٹی کا چیئرمین بنا دیا ہے جس کو پتا ہی نہیں ہے کہ لوگوں کے مسائل کیا ہیں؟ آپ نے consumer protection کے لئے خود ایک ایکٹ بنایا ہے، اس کی عدالتوں کو موثر کیجئے۔ اس کے جو انتظامات کرنے تھے، اس کی طرف کوئی توجہ نہیں دی گئی۔ لاہور کے ایک ایک بچے کو اب بھی پتا ہے کہ گوشت کے اندر پانی ملا کر فروخت کیا جا رہا ہے لیکن حکومت کی کوئی writ ہی نہیں نظر آتی کہ اس کو روکنے کے لئے کوئی کوشش کی گئی ہو، اس کو چیک کرنے کی کوئی کوشش کی گئی ہو اور لوگوں کو سستی اشیاء فراہم کرنا تو ایک طرف رہا،

میں سمجھتا ہوں کہ ہماری سب سے بڑی بدقسمتی یہ ہے کہ ہماری حکومتیں خالص چیزیں بھی مہیا کرنے سے قاصر ہو چکی ہیں۔

جناب سپیکر! میں اپنی بات کو انتہائی مختصر کرتا ہوں کیونکہ جمعہ کا دن ہے۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ pesticides کے ذریعہ سے فصلوں کو بڑھانے اور ان کی حفاظت کے لئے ایک اہم کردار ادا کیا جاتا ہے لیکن ہماری بدقسمتی دیکھئے کہ پورے ملک میں pesticides کی base کا ایک بھی کارخانہ نہیں ہے جس کے ذریعہ سے زرعی ادویات کی یہاں پر کوئی base تیار ہوتی ہو۔ باہر سے base منگوا لیتے ہیں، اس میں پانی بھر کر، کوئی زیادہ بھرتا ہے، کوئی کم بھرتا ہے، کوئی تیل بھرتا ہے، کوئی اس طرح کی چیزیں بھر کر اس کو فروخت کرتے ہیں اور من مانے ریٹ لیتے ہیں۔ کوئی موثر ہوتی ہیں اور کوئی نہیں ہوتیں۔ یہاں کے حالات کے مطابق ان کی base تیار کرنا اور اس کے ذریعہ سے جب تک آپ کسان کو فائدہ نہیں پہنچائیں گے، کسان کو مضبوط نہیں کریں گے تب تک کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔

جناب سپیکر! ہم نے پنجاب بنک اس لئے نہیں بنایا تھا کہ پنجاب بنک کے افسروں کو، پنجاب بنک کو اربوں روپے کا منافع ہو، ہم نے پنجاب بنک اس لئے بنایا تھا کہ پنجاب کے اندر رہنے والے لوگوں کو اس سے سہولتیں میسر آئیں۔ پنجاب کے اندر رہنے والے کسانوں کو وہ سستے مارک اپ پر قرضے مہیا کرے، ان کو آسانی سے قرض مہیا کرے۔ پنجاب بنک کا منافع تو اربوں روپے پر پہنچ چکا ہے لیکن عام آدمی کے لئے سہولتیں دینے کے لئے تیار نہیں ہے، اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر آپ نے مہنگائی کو کنٹرول کرنا ہے تو حکومت کو اپنے اخراجات کم کرنے چاہئیں۔ جن حکومتوں کے اخراجات بڑھ جاتے ہیں تو وہاں مہنگائی آسمان کو چھونے لگتی ہے اس کے لئے یہ ضروری ہے کہ حکمران اپنے مشیروں کی لمبی چوڑی فوجیں رکھنے کی بجائے، وزیروں کی لمبی چوڑی فوجیں رکھنے کی بجائے اپنے اخراجات کو کم کریں تاکہ عام آدمی پر ان کا بوجھ کم سے کم پڑے۔ مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت نے جو قوانین بنائے ہوئے ہیں، گورنمنٹ کی writ جب تک آپ بحال نہیں کریں گے اس وقت تک یہ کنٹرول نہیں ہو سکے گی۔ بہت بہت شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اب میں اجمل چیمہ صاحب منسٹر آف انڈسٹری سے گزارش کروں گا کہ وہ wind up کریں۔

وزیر صنعت: اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب سپیکر! شکریہ۔ سب سے پہلے تو میں یہاں جب بیٹھا تھا تو مجھے امید تھی کہ اپوزیشن کے دوست ہماری رہنمائی کریں گے کہ مہنگائی اس وقت یقیناً اس ملک میں ہے، اس میں یہ ہماری کوئی رہنمائی کریں گے کہ ہم اس میں کیسے کمی کر سکتے ہیں لیکن مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ بہت سے دوستوں نے اس موضوع پر بہت کم باتیں کی ہیں۔ بہت سی بحث جو ہوئی تھی وہ کوئی زراعت پر ہوئی تھی، کچھ بحث بجٹ پر ہوئی تھی، کچھ infrastructure to development پر ہوئی تھی۔ ہمیں جو بات کرنی چاہئے تھی یقینی طور پر وہ مہنگائی پر کرنی چاہئے تھی کہ اس ملک میں مہنگائی اس وقت کیوں ہے، اس کی کیا وجوہات ہیں؟

جناب سپیکر! جیسا کہ ساری دنیا جانتی ہے کہ پچھلے ڈیڑھ دو سال میں پٹرول کی قیمتیں بہت بڑھ گئی ہیں، انٹرنیشنل مارکیٹ میں جیسا کہ ابھی خان صاحب نے بتایا ہے کہ پٹرول کی قیمتیں 73 ڈالر تک پہنچ گئی تھیں۔ اب تقریباً ایک ڈیڑھ ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے کہ پٹرول کی قیمتیں کم ہو رہی ہیں۔ انشاء اللہ پٹرول کی قیمتیں کم ہو جائیں گی۔ ابھی گورنمنٹ آف پاکستان نے جو پٹرول خریدا ہوا ہے وہ ابھی ٹرانزٹ میں ہے، وہ ابھی پہنچ رہا ہے۔ جب سستا پٹرول ملک میں پہنچنا شروع ہو جائے گا تو پھر یقینی طور پر گورنمنٹ پٹرول کی قیمتیں کم کرے گی اور ابھی اخباروں میں آ بھی گیا ہے کہ فوری طور پر تین سے چار روپے تک پٹرول کی قیمتوں میں اگلی 15 تاریخ کو جو اعلان ہونا ہے اس میں کمی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ بات کر رہا ہوں کہ اس ملک میں مہنگائی کی اور بہت سی وجوہات ہیں۔ آپ دیکھ سکتے ہیں کہ اس وقت آپ جس طرف بھی جائیں آپ کو اللہ کے فضل سے اس ملک میں لوگوں کی حالت پہلے سے بہت بہتر نظر آتی ہے۔ لوگوں میں خرید کی پاور جو ہے وہ پہلے سے بہت بہتر ہو گئی ہے۔ میں آپ کو اس کی مثالیں دیتا ہوں۔ اللہ کے فضل سے پچھلے چھ سالوں سے ہماری GDP growth سات آٹھ فیصد کے قریب ہے۔ ہماری industrial growth تقریباً 14 فیصد کے قریب ہے۔ ہماری per capita income تین سو ڈالر سے بڑھ کر آٹھ سو ڈالر کے قریب چلی گئی ہے۔ ہماری exports چھ سال پہلے 10 بلین ڈالرز کی تھیں جبکہ اس سال تقریباً 18/17 بلین ڈالرز تک چلی گئی ہیں۔ ہماری جو home remittances ہیں وہ بھی بہت بڑھ گئی ہیں۔ ملک میں اس وقت پیسے کی بہت ریل پیل ہے۔ آپ گلیوں، محلوں، سڑکوں

اور بازاروں میں جا کر دیکھ لیں یقینی طور پر آپ کو اس ملک میں پہلے سے زیادہ خوشحالی نظر آئے گی۔

جناب والا! جب لوگوں کے پاس پیسا آئے گا، لوگوں کی جب قوت خرید بڑھ جائے گی تو یقینی طور پر لوگ مارکیٹ سے زیادہ چیزیں خریدنے کی کوشش کریں گے جس سے قیمتوں میں بھی لازماً اضافہ ہوگا۔ حکومت پاکستان اور حکومت پنجاب نے اس کے تدارک کے لئے بہت سے اقدامات کئے ہیں۔ یوٹیلٹی سٹورز پر سستی داموں، رعایتی نرخوں پر چیزیں مل رہی ہیں۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس ملک میں چینی مہنگی ہوئی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ کچھ لوگوں نے ذخیرہ اندوزی بھی کی ہو لیکن ایک بات بڑی واضح ہے کہ گنے کی supporting قیمت پہلے -/45 روپے من ہوتی تھی جو کہ بڑھ کر -/80 روپے من تک چلی گئی جس کی وجہ سے چینی کی قیمت میں اضافہ ہوا ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ ذخیرہ اندوزی نہیں کی گئی۔ کچھ لوگوں نے ایسا کیا ہے کیونکہ اس ملک میں بہت سے بُرے لوگ بھی ہیں۔ حکومت اپنی پوری کوشش کر رہی ہے کہ مہنگائی کنٹرول میں رہے۔

جناب والا! میں آپ کو بتاتا چلوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب نے 2۔ارب 70 کروڑ روپے کی subsidy دی ہے اور یہ تقریباً 10 لاکھ خاندانوں کے لئے ہے۔ یہ 10 لاکھ خاندانوں کے لئے باقاعدہ منصوبہ بنا کر دی گئی ہے۔ یہ صرف پنجاب کے لئے ہے اور ان لوگوں کے لئے ہے جو کہ غریب ہیں۔ اللہ کے فضل سے اس سے غریب لوگوں کو ریلیف ملا ہے اور آگے پورا سال ملتا رہے گا۔

جناب سپیکر! مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے حکومت نے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ مجسٹریسی نظام نافذ کیا گیا ہے تاکہ جو لوگ غیر ضروری طور پر منافع کما رہے ہیں انھیں کنٹرول کیا جا سکے اور قیمتوں میں توازن برقرار رکھا جا سکے۔ اس کے علاوہ پنجاب پرائس کنٹرول کمیٹی کی روزانہ میٹنگ ہوتی ہے۔ اس میٹنگ میں چودھری اقبال صاحب، میں اور کچھ دوسرے دوست شریک ہوتے ہیں۔ ہم اس میں یہ دیکھتے ہیں کہ خاص commodities ہر ضلعے میں وافر مہیا ہو رہی ہیں یا نہیں۔ جیسا کہ دالیں، چاول، چینی، گھی، دودھ وغیرہ یہ کل تقریباً 25 اشیاء ہیں جن کی سپلائی کی پوزیشن روزانہ کی بنیاد پر دیکھی جاتی ہے۔ اگر ان بنیادی اشیاء کی فراہمی تمام اضلاع کو اچھی طرح اور بروقت ہوتی رہے تو یقینی طور پر قیمتیں نہیں بڑھیں گی۔ ہم نے اس کے لئے ایک میکنیزم بنایا ہے تاکہ ہر ضلع کو یہ اشیاء بروقت اور اچھے طریقے سے سپلائی کی جا سکیں۔ جب یہ چیزیں سپلائی ہو جائیں تو اس کے ساتھ ساتھ وہاں لوگوں کو بھی آگاہ کیا جائے کہ فلاں آئٹم کی قیمت یہ ہے اور آپ نے اس

سے مہنگی قیمت پر نہیں خریدنی۔ اس کے لئے ہر ضلع کی انجمن تاجران کو involved کیا گیا ہے۔ میرا تعلق سیالکوٹ سے ہے اور میں نے چھ سات میٹنگز انجمن تاجران کے ساتھ منعقد کی ہیں، انھیں یہ awareness دی ہے کہ حکومت پنجاب نے ان آئٹمز کی یہ قیمتیں مقرر کی ہیں۔ تھوک میں ان چیزوں کی قیمتیں یہ ہیں لہذا ڈیلرز اور پرچون والوں سے کہیں کہ اس سے زیادہ قیمت پر ہرگز نہ خریدیں اور نہ ہی بیچیں۔ ابھی ایک دوست نے مشورہ دیا ہے کہ ایم پی اے صاحبان کی ایک کمیٹی بنائی جانی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھا مشورہ ہے۔ ہمیں ایم پی ایز کی کمیٹی ضرور بنانی چاہئے۔ خواہ وہ اپوزیشن کے ممبران ہوں یا حکومتی بنچوں کے ممبران، سب کو مل کر اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ جہاں کہیں بھی کوئی ذخیرہ اندوزی کر رہا ہے تو اس کی متعلقہ محکمہ جات کو نشاندہی کی جائے تاکہ اس پر کنٹرول کیا جا سکے۔ ایسی تجاویز دینی چاہئیں جس سے بہتری لائی جا سکے اور عوام کو سستی اور آسانی سے چیزیں مل سکیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ وفاقی حکومت نے بھی مہنگائی کو کنٹرول کرنے کے لئے متعدد اقدامات کئے ہیں۔ ایک بہت بڑی subsidy فیڈرل گورنمنٹ نے دی ہے۔ ابھی پٹرول کی قیمتوں کے بارے میں بات ہو رہی تھی۔ اگر آپ نواز شریف صاحب کے دور میں جو پٹرول کی قیمتیں تھیں ان کو دیکھیں اور جو آج پٹرول کی قیمتیں ہیں ان کے ساتھ موازنہ کریں تو آپ کو معلوم ہوگا کہ جس قدر بین الاقوامی سطح پر پٹرول کی قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے اتنا حکومت پاکستان نے اضافہ نہیں کیا۔ حکومت پاکستان تقریباً ہر سال دو سے تین ارب روپے پٹرول پر subsidy دے رہی ہے۔ جس قدر International market میں پٹرول کی قیمتیں بڑھی ہیں اگر اسی رفتار سے حکومت پاکستان بھی پٹرول کی قیمتیں بڑھاتی اور subsidy نہ دیتی تو یہ مہنگائی کئی گنا زیادہ ہوتی۔ میں آخر میں آپ سب صاحبان کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ مجھے مہنگائی کے بارے بات کرنے کا موقع فراہم کیا گیا۔ Thank you very much.

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ آج کے اجلاس کا ایجنڈا مکمل ہو گیا ہے لہذا اب اجلاس بروز سوموار مورخہ 16-اکتوبر 2006 صبح 11:00 بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے۔

1213

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،16۔اکتوبر2006

1۔ تلاوت قرآن پاک وترجمہ

2۔ سوالات (محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

1۔ نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

2۔ غیر نشان زدہ سوالات اوراُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

3۔ پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال2005

4۔ صوبائی محتسب اعلیٰ کے ادارہ کی سالانہ رپورٹ بابت سال2005

عام بحث

امن عامہ پر عام بحث

صوبائی اسمبلی پنجاب

چودھویں اسمبلی کا چھبیسواں اجلاس

سوموار، 16-اکتوبر 2006

(یوم الاثنین، 22-رمضان المبارک 1427ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں صبح 11 بج کر 3 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر چودھری محمد افضل ساہی منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری محمد علی قادری نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم o

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ

عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ

وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ۲۱ هُوَ
اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ

الرَّحِيْمُ ۲۲ هُوَ اللّٰهُ الَّذِيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ

السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ

سُبۡحٰنَ اللّٰہِ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ﴿۲۳﴾ ہُوَ اللّٰہُ الۡخَالِقُ الۡبَارِیُٔ
الۡمُصَوِّرُ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ
وَ الۡاَرۡضِ ۚ وَ ہُوَ الۡعَزِیۡزُ الۡحَکِیۡمُ ﴿۲۴﴾

سُوۡرَۃُ الحَشر آیات 21 تا 24

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے۔ تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا۔ پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔ اور یہ مثالیں لوگوں کے لئے ہم بیان فرماتے ہیں کہ وہ سوچیں۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہر نہاں و عیاں کا جاننے والا وہی ہے بڑا مہربان رحمت والا۔ وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ بادشاہ، نہایت پاک، سلامتی دینے والا، امان بخشنے والا، حفاظت فرمانے والا، عزت والا، عظمت والا تکبر والا، اللہ کو پاکی ہے ان کے شرک سے۔ وہی ہے اللہ بنانے والا، پیدا کرنے والا، ہر ایک کو صورت دینے والا، اسی کے ہیں سب اچھے نام۔ اس کی پاکی بولتا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور وہی عزت و حکمت والا ہے۔

وما علینا الا البلاغ o

سوالات

(محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

جناب سپیکر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اب ہم وقفہ سوالات شروع کرتے ہیں اور آج کے ایجنڈے پر محکمہ امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ سے متعلق سوالات پوچھے جائیں گے اور ان کے جوابات دیئے جائیں گے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! آپ نے بھی اخبارات میں پڑھا ہوگا کہ بنگلہ دیش کے گریمین بنک کے سربراہ محمد یونس صاحب کو عام آدمی کو قرضہ فراہم کرنے کی سہولتوں پر نوبل پرائز دیا گیا ہے۔ میں آپ کی توجہ اس جانب دلوانا چاہتا ہوں کہ آج روزنامہ "نوائے وقت" میں زرعی ترقیاتی بنک لمیٹڈ کا ایک اشتہار شائع ہوا ہے جس میں تقریباً 100 افراد کی لسٹ ہے جنہیں زرعی ترقیاتی بنک نے نوٹس جاری کیا ہے کہ ان کی زمین نیلام کر رہے ہیں جنہوں نے 70 ہزار یا 80 ہزار روپے کے قرضے لئے ہیں اور کسی کے قرض کی مالیت ایک لاکھ سے زیادہ نہیں ہے۔

جناب سپیکر! ہمیں شرم آنی چاہئے کہ اس ملک کے اندر بڑے بڑے لوگ اربوں روپے کے قرضے لے کر ہضم کر گئے ہیں اور انہیں کوئی پوچھ نہیں رہا اور جن لوگوں نے 70/80 ہزار روپے قرض لیا ہے اور یہ چھوٹے چھوٹے زمیندار ہیں ان کی دس کنال بیس کنال زمین نیلام کر رہے ہیں۔ آپ اندازہ لگائیں کہ ہمارے ملک کے حالات کس طرف جا رہے ہیں جب تک ان بنکوں کا فائدہ ایک عام اور چھوٹے زمیندار کو نہیں پہنچائیں گے ان کو بنانے کا کیا فائدہ ہے؟ بنگلہ دیش کے سربراہ کو اسی بات پر نوبل پرائز مل گیا ہے وہ اسی ملک کا حصہ تھا۔۔۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔ پہلا سوال سید احسان اللہ وقاص کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا سوال نمبر 5267 ہے۔ جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گورنمنٹ تجرباتی فارمز مویشیاں شاہ جیونہ، کوٹ امر شاہ اور درکھانہ،مزارعین، مویشیوں اور ملازمین کی تعداد و تفصیل

*5267: سید احسان اللہ وقاص: کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ، کوٹ امر شاہ اور درکھانہ فارمز کی تمام زمین مزارعین کے پاس ہے؟

(ب) ان فارمز پر کتنے کتنے ملازمین موجود ہیں اور ان کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

(ج) پٹہ دار مزارعین کے پاس ہر فارم پر کتنے مویشی ہیں اور ان فارمز سے سالانہ کتنے جانوروں کی اوسطاً افزائش اور ڈیری کی مصنوعات حاصل ہوتی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے۔

(ب) ان فارمز پر 22 ملازمین سرکاری ڈیوٹی سرانجام دے رہے ہیں جن کی فارم وار تفصیل اور ان کی ذمہ داریاں ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

(ج) پٹہ داران / مزارعین کے پاس درج ذیل مویشی ہیں۔

نمبر شمار	نام فارم	تفصیل مویشیاں			کل تعداد
		بھینسیں	گائیں	بھیڑیں	
1۔	لائیوسٹاک فارم شاہ جیونہ	175	67	131	373
2۔	لائیوسٹاک فارم کوٹ امیر شاہ	231	178	118	527
3۔	لائیوسٹاک فارم درکھانہ	493	۔	۔	493

جانوروں کی اوسطاً افزائش 80 فیصد ہے جبکہ یہ جانور، دودھ، مکھن اور گھی کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں معاون ہیں۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! منسٹر صاحب تو تشریف نہیں لائے۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب تشریف فرما ہیں؟

سید احسان اللہ وقاص: ان کی بڑی مہربانی، مگر یہاں منسٹر صاحب کو آنا چاہئے جب بھی ان کے سوال ہوتے ہیں وہ تشریف نہیں لاتے اور ایک دن پہلے وہ پیغامات بھیجنا شروع کر دیتے ہیں کہ

آپ ہتھ ہولا رکھیں یہ کریں، وہ کریں جی۔

جناب والا! یہ تو کوئی بات نہ ہوئی میں تو احتجاجاً سوال نہیں پوچھوں گا منسٹر صاحب کیوں نہیں تشریف لائے؟

جناب سپیکر: پلیز، آپ ضمنی سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: وہ کس چیز کی تنخواہیں لیتے ہیں، کیوں گاڑی پر جھنڈا لگایا ہوا ہے اور جب سوالات کا وقت آتا ہے تو وہ یہاں پر تشریف نہیں لاتے۔

جناب سپیکر: وہ سید بادشاہ ہیں آپ بھی ان کا احترام کریں جیسے آپ کا ہم کرتے ہیں۔(قہقہے)

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ پارلیمانی سیکرٹری ہمارے محترم ہیں مگر دودھ پین نوں اونے تے گوں صاف کرن نوں اسیں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری ماشاء اللہ بڑی تیاری کر کے آتے ہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: وہ تیاری کر کے آئے ہیں مگر آپ دیکھیں، راجہ بشارت صاحب کو یہ بھی محکمہ دے دیں یہ بچارے کر تو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: رانا صاحب! آپ منسٹر کو bound تو نہیں کر سکتے کہ وہی جواب دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ سال میں پہلی دفعہ باری آئی ہے کوئی traditions بھی ہیں، کوئی conventions ہیں، کوئی اخلاقیات بھی ہیں کہ اگر کوئی موقع ملا ہی ہے تو He should be present in the House یہ تو کوئی بات نہیں ہے I have all respects for the Parliamentary Secretary یہ ہمارے ضلع سے ہیں مگر ان کو تو قربانی کا بکرا نہ بنائیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، احسان اللہ وقاص صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میری ویسے درخواست ہے کہ آپ اس بات پر وزراء صاحبان کو جو کوئی دو تین اچھے وزراء ہیں وہ مہربانی کرتے ہوئے جواب بھی اچھے دے دیتے ہیں لیکن باقی تو بالکل پھوک ہی اکٹھا کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم کیا ضمنی سوال کریں، ان سوالات کا کیا فائدہ ہے اگر منسٹر صاحبان جواب دینے کے لئے تیار نہیں ہیں اور وہ جان بوجھ کر غائب ہوتے ہیں یعنی پرسوں ایک منسٹر صاحب آ کر اسمبلی میں دوسرے کمرے میں جا کر چھپ کر بیٹھے رہے ہیں۔یہاں آئے ہوئے ہیں اسمبلی کے اندر سوالات کے جواب دینے کی ان میں ہمت نہیں ہے تو کیوں اپنے ابا جی کی اور سارے لوگوں کی چیف منسٹر صاحب کو سفارشیں ڈلوا ڈلوا کر یہ منسٹری لی ہے۔[****]

جناب سپیکر: یہ الفاظ میں کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ کو مطمئن کریں گے آپ پلیز سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو تین تجرباتی فارمز شاہ جیونہ، کوٹ امر شاہ اور درکھانہ میں ہیں اس میں کتنی زمین مزارعین کے پاس ہے اور کتنی سرکار کے پاس ہے، یہاں پر جو مویشی ہیں وہ مزارعین یا گورنمنٹ کے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! ان فارمز کی ٹوٹل زمین مزارعین کے پاس ہے اور تمام جانور بھی مزارعین نے رکھے ہوئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب! لیکن یہ جواب جو مجھے دیا گیا ہے، میں نے سوال یہ کیا ہے کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ تجرباتی فارمز مویشیاں شاہ جیونہ، کوٹ امر شاہ اور درکھانہ فارمز کی تمام زمین مزارعین کے پاس ہے؟ تو اس کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ یہ درست نہ ہے اب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ درست ہے۔(قہقہے)

---

* بحکم جناب سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب! میرے پاس جو انفارمیشن ہے اس کے مطابق ان فارم کا زیادہ تر رقبہ مزارعین کے پاس ہی ہے کچھ۔۔۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ perfect بات کریں۔۔۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہ احسان اللہ صاحب کا سوال بڑا relevant ہے کہ درکھانہ فارمز کی تمام زمین مزارعین کے پاس ہے؟ تو انہوں نے کہا کہ یہ درست نہ ہے اگر پارٹ بھی ہے تو اس کی وضاحت فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس طرح ہے کہ mostly جو ہماری زمین ہے وہ مزارعین کے پاس ہے وہی اسے کاشت کرتے ہیں اس میں سے کچھ رقبہ اسٹیٹ کے پاس ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں، محکمہ ایک وزیر کو خوش کرلے تو بڑی بات ہے پارلیمانی سیکرٹری کو تو آپ نے just to face the bulk of questions رکھا ہوا ہے۔ اب دیکھیں کہ اگر محکمے کے وزیر صاحب ہوتے، یہ بڑے پڑھے لکھے ہیں ماشاء اللہ مگر ان کو محکمے نے بتایا ہی نہیں ہو گا اب آپ دیکھیں کہ سب کچھ آپ کے سامنے ہے۔ حسب روایت آپ بڑے وضع دار ہیں آپ نے ان کو اب bail out کرنا ہے آپ ان کو جواب دینے دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! پہلے تو انہوں نے خود فرمایا کہ جواب کو پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے اس کے بعد ضمنی سوال پھر وہی کر رہے ہیں جو انہوں نے اصل سوال کیا ہوا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ضمنی سوال تو کر سکتے ہیں کوئی بھی کر سکتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب! ضمنی سوال کیا وہی سوال کو دہرا سکتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، ہاں! بالکل وہی کر سکتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: تو میں نے بتایا ہے کہ اس فارم کا زیادہ رقبہ مزارعین کے پاس ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! یہ بتائیں کہ کتنا رقبہ مزارعین کے پاس ہے اور کتنا سرکار کے پاس ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جی، میں بتاتا ہوں۔ جناب لائیو سٹاک فارم شاہ جیونہ کا کل رقبہ 597 ایکڑ ایک کنال 17 مرلے ہے اس میں سے 17 ایکڑ 7 کنال اور 6 مرلے رقبہ گورنمنٹ کے پاس ہے جبکہ 546 ایکڑ 14 مرلے رقبہ مزارعین کے پاس ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! یہاں پر آواز کا ریکارڈ چلا لیں کہ پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے شروع میں ضمنی سوال کا جواب دیا تھا کہ یہ ساری زمین مزارعین کے پاس ہے بے شک یہ ریکارڈ چلا کر سن لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں اب بھی یہ بات کرتا ہوں کہ mostly رقبہ مزارعین کے پاس ہے اب آپ دیکھیں کہ 546 ایکڑ مزارعین کے پاس ہے اور 17 ایکڑ گورنمنٹ کے پاس ہے تو میں نے کہا تھا کہ mostly رقبہ مزارعین کے پاس ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پھر آج اس کی تصدیق ہو جانی چاہئے کہ جو انہوں نے پہلے الفاظ ادا کئے ہیں انہوں نے یہ فرمایا تھا کہ ضمنی سوال تھا کہ کتنی زمین مزارعین اور کتنی گورنمنٹ کے پاس ہے؟ انہوں نے یہ جواب دیا تھا کہ یہ ساری زمین مزارعین کے پاس ہے اور یہ ریکارڈ چیک کر لیں ابھی پتا چل جائے گا۔ اب یہ فرما رہے ہیں کہ یہ 17 ایکڑ زمین مزارعین کے پاس ہے۔ میری آپ سے درخواست ہے کہ یہ ایوان کی بھی جگ ہنسائی ہوتی ہے۔ یہ پارلیمانی سیکرٹری بڑے اچھے ہیں انہوں نے پچھلی دفعہ بھی بڑے اچھے جوابات دیئے تھے اور بڑے اچھے طریقے سے جواب دیئے تھے۔ میں یہ درخواست کرتا ہوں کہ ڈیپارٹمنٹ ان کو صحیح طریقے سے گائیڈ نہیں کرتا اور ان کو صحیح

بتاتا نہیں ہے جس کی وجہ سے یہاں پر confusion پیدا ہوتی ہے۔ اب ایک منسٹر کا دو جواب دینا ایک دفعہ یہ کہہ دینا کہ ساری زمین مزارعین کے پاس ہے اور دوسری دفعہ یہ کہہ دینا کہ یہ آدھی زمین اس کے پاس ہے اور آدھی ان کے پاس ہے یہ خود ہی آپ اس کا فیصلہ فرمالیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں بگو صاحب کی بات کا تفصیل سے جواب دینا چاہتا ہوں کہ پہلی بات تو یہ ہے کہ انہوں نے تین علیحدہ علیحدہ فارمز کا اس میں ذکر کیا تھا اگر آپ اس کے جواب کو دیکھیں تو جو ہمارا لائیو سٹاک فارم کوٹ امر شاہ ہے اس کی ٹوٹل زمین مزارعین کے پاس ہے۔ اسی طرح ہمارا فارم درکھانہ ہے اس کی بھی ٹوٹل زمین مزارعین کے پاس ہے۔ صرف ہمارا ایک فارم جو شاہ جیونہ کا ہے اس کی صرف 17 ایکڑ زمین گورنمنٹ کے پاس ہے۔ اب اس سے آپ کیا مطلب لیتے ہیں کہ کیا یہ تقریباً ساری زمین اس کے پاس نہیں ہے؟ ساری زمین ان کے پاس ہے صرف 17 ایکڑ زمین گورنمنٹ کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال جز (الف) میں یہ تھا کہ کیا یہ درست ہے کہ گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ، کوٹ امر شاہ اور درکھانہ فارمز کی تمام زمین مزارعین کے پاس ہے؟ اور یہاں جواب لکھا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ صرف اس حد تک ہے کہ جو فارمز کے اوپر سرکاری بلڈنگز وغیرہ بنی ہوئی ہیں وہ گورنمنٹ کے پاس ہے اور باقی جو رقبہ کاشت ہوتا ہے وہ ساری کی ساری زمین مزارعین کے پاس ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! پھر ان کو سوال کا جواب مبہم نہیں دینا چاہئے انہوں نے سوال کے جز (الف) کا جواب دیا ہے کہ یہ درست نہ ہے۔ جو کچھ درست ہے ان کو exactly وہ بتانا چاہئے کہ درست یہ ہے کہ اتنی زمین ان کے پاس ہے اور اتنی زمین مزارعین کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: جی، آپ کی بات درست ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ ان دو فارموں کا تو انھوں نے تسلیم فرمایا ہے کہ امیر شاہ در کھانہ کی سو فیصد زمین مزارعین کے پاس ہے اور وہاں سو فیصد جانور بھی مزارعین کے اپنے ہیں۔ وہاں پر انھوں نے اپنے ملازمین 22 کی تعداد میں بتائے ہیں جس کا جواب جز(ب) میں یہ دیا گیا ہے کہ "ان فارمز پر 22 ملازمین سرکاری ڈیوٹی سر انجام دے رہے ہیں۔" جب وہ سارا کچھ مزارعین کے پاس ہے، جانور ان کے ہیں، زمین ان کی ہے تو یہ سرکاری ملازمین وہاں پر کیا کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس میں ہمارے جو ملازمین ہیں ان کی اپنی اپنی ڈیوٹیاں ہیں، مثال کے طور پر مینجر جو ہے وہ فارم کے مالی امور کی، مزارعین کے پاس جو جانور رکھے ہوئے ہیں ان کی افزائش نسل کی دیکھ بھال کرتا ہے۔ تمام شعبہ جات کے ملازمین کی رہنمائی کرتا ہے، اسی طرح اکاؤنٹ کا جو آدمی ہے وہ دفتر کے اکاؤنٹس سے متعلقہ امور مثلاً بجٹ اور اخراجات وغیرہ کا ذمہ دار ہے۔ یہ زمین ہم نے ان کو لیز پر دی ہوئی ہے اور اتنی زیادہ زمین کے اوپر ان ملازمین کا سارا حساب کتاب رکھنا ہوتا ہے۔ اس وجہ سے وہاں پر ملازمین رکھنے پڑتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ان سے یہ سوال ہے کہ ان مزارعین نے یہ جو مویشی پالے ہوئے ہیں کیا ان کا مزارعین کے اوپر یا مویشیوں پر کوئی اختیار ہے؟ اگر زمین مزارعین کو دی ہوئی ہے، مویشی ان کے ہیں، دودھ وہ بیچتے ہیں، مکھن وہ بیچتے ہیں، ان کا ان کے اوپر کیا اختیار ہے وہ ذرا مجھے بتا دیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! جن مزارعین کو ہم نے زمین لیز پر دی ہوتی ہے ان کے ساتھ ہمارے پٹہ نامہ کی شرائط طے ہوتی ہیں اور انہی شرائط کے مطابق وہ اسی تناسب کے ساتھ جانور رکھتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ارشد محمود بگو صاحب!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ جانوروں کی اوسطاً افزائش 80 فیصد ہے جبکہ یہ جانور دودھ، مکھن اور گھی کی ملکی ضروریات کو پورا کرنے میں بھی معاون ہیں۔ میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ ان تینوں فارموں کے دودھ اور مکھن ملک کی کتنی فیصد ضروریات کو پورا کرتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ تو fresh question بنتا ہے اس لئے کہ اب اگر ایک فارم کے اوپر دو سو، چار سو یا چھ سو گائیں ہیں تو اس کے حساب سے اب پورے ملک کو تو اس وقت بیٹھ کر calculate نہیں کر سکتے کہ ملک کی کتنی ضروریات اتنے جانور پوری کر رہے ہوں گے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! لائیو سٹاک فارم شاہ جیونہ میں کتنے رقبہ پر جانور رکھے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: یہ تو جواب میں تفصیل آئی ہوئی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: نہیں، رقبے کی نہیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے بتایا ہے کہ شاہ جیونہ فارم 597 ایکڑ ایک کنال اور 17 مرلے پر محیط ہے جس میں سے 17 ایکڑ گورنمنٹ کے پاس ہیں جبکہ 546 ایکڑ زمین مزارعین کے پاس ہے۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! پچھلے اجلاس میں شاہ جیونہ فارم کا رقبہ 2800 ایکڑ بتایا گیا تھا۔ کیا اس 597 ایکڑ کو وزٹ کیا جا سکتا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: بالکل کیا جا سکتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، وہ تو ٹھیکے پر دیتے ہیں۔ انھوں نے جتنی زمین لیز پر دی ہوئی ہے اس کا ذکر کر رہے ہیں۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! میں ذاتی طور پر پرائیویٹ حیثیت میں اس فارم کا معائنہ کر چکا ہوں۔ پچھلے اجلاس میں انھوں نے یہ کہا تھا کہ 2800 ایکڑ رقبہ گورنمنٹ نے شاہ جیونہ فارم کی زمین لیز پر دی ہے، کیا اس فارم کو آج وزٹ کیا جا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: آج تو مشکل ہو جائے گا کیونکہ روزہ ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: نہیں، آج نہیں۔ ایک مہینہ میں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جی، میں ان کے ساتھ وزٹ کرنے کے لئے تیار ہوں۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ پھر عید کے بعد کا کوئی پروگرام بنا کر سماں صاحب کو ذرا وزٹ کروا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: اگلا سوال سید احسان اللہ وقاص صاحب کا ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: سوال نمبر 6224۔

جناب سپیکر: جی، سوال نمبر 6224 ، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں؟

سید احسان اللہ وقاص: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کر لیں۔

جناب سپیکر: جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

تجرباتی فارم رکھ غلاماں، 04-2003، بجٹ، ملازمین اور مویشیوں سے متعلقہ تفصیلات

*6224: سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ تجرباتی فارم رکھ غلاماں کا سال 04-2003 کا بجٹ دو کروڑ ساٹھ لاکھ روپے سے زائد کا تھا؟

(ب) اس فارم پر کتنے سرکاری ملازمین اور کتنی تعداد میں مویشی موجود ہیں؟

(ج) اس فارم پر کیا کیا سہولیات مہیا کی جاتی ہیں؟

(د) اس فارم نے گزشتہ دو سال میں ڈیری ڈویلپمنٹ اور لائیوسٹاک کی ترقی میں کیا کردار ادا کیا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ تجرباتی فارم رکھ غلاماں کا سال 04-2003 کا بجٹ دو کروڑ ساٹھ لاکھ روپے سے زائد تھا۔

(ب) اس فارم پر سرکاری ملازمین کی تعداد 254 ہے اور 730 بھینسیں، 167 گائیں، 1968 بھیڑیں اور 741 بکریاں رکھی گئی ہیں۔

(ج) اس فارم پر جو سہولتیں مہیا کی جاتی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:-

1۔ اعلیٰ نسل کے معیاری نر پیدا کرنا اور مویشی پال حضرات کو نسل کشی کے لئے مہیا کرنا۔

2۔ فارم کے گرد و نواح کے 10 کلومیٹر قطر کے علاقہ میں تمام جانوروں کو مفت حفاظتی ٹیکے لگانا۔

3۔ فارم پر کسان میلے منعقد کر کے بریڈر حضرات کو جدید سائنسی معلومات فراہم کرنا۔

(د) اس فارم میں گزشتہ دو سالوں میں ڈیری ڈویلپمنٹ اور لائیوسٹاک کی ترقی میں درج ذیل اہم کردار ادا کیا۔

1۔ 36 نیلی راوی بھینسوں، 32 دوغلی نسل گائیوں اور 43 تھلی نسل کی بھیڑوں کے نر مہیا کئے۔

2۔ فارم کے گرد و نواح میں 10 کلومیٹر حدود میں 7520 بھینسوں، 22564 گائیوں اور 30927 بھیڑوں کو مفت حفاظتی ٹیکے لگائے گئے۔

3۔ اس فارم سے 654181 لٹر دودھ مارکیٹ میں فراہم کیا گیا۔

4۔ تین کسان میلے منعقد کئے گئے جیتنے والے جانوروں کے مالکان میں انعامات تقسیم کئے گئے تاکہ ان کی حوصلہ افزائی ہو اس کے علاوہ جانوروں کی نگہداشت میں تربیت فراہم کی گئی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! لائیو سٹاک ہمارا بڑا ہی اہم ڈیپارٹمنٹ ہے اور صوبہ پنجاب اس معاملے میں ایک بہت اہم صوبہ ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی اعلانات آتے ہیں کہ ڈیری ڈویلپمنٹ کے لئے بہت کوششیں کر رہے ہیں جبکہ گوشت جو ہے اس کی حالت یہ ہے کہ یہاں بڑے شہروں میں تو وہ ملتا نہیں ہے۔ انڈیا سے بھی امپورٹ ہو رہا ہے۔ حکومت کی طرف سے بھی بڑے اعلانات کئے گئے ہیں کہ ہم نے اس کی ڈویلپمنٹ کے لئے۔۔۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کریں۔

سید احسان اللہ وقاص: میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ تھوڑی سی تمہید تو انہیں سمجھا دوں کہ میں نے کیا چیز پوچھنی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، نہیں۔ وہ سمجھتے ہیں اور ماشاء اللہ تیاری کر کے آئے ہوئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جی، بالکل صحیح ہے۔ میں یہ سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ گزشتہ سال کے دوران ایک تجرباتی فارم رکھ غلاماں میں جانوروں میں اضافہ کے لئے اور زیادہ سے زیادہ گوشت کے حصول کے لئے اور ڈیری کی مختلف آئٹمز کے حصول کے لئے ڈویلپمنٹ کا بجٹ کتنا رکھا گیا تھا اور اس میں اس بجٹ کے مطابق کیا کیا ڈویلپمنٹ کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس فارم کا ٹوٹل بجٹ جو 04-2003 کا تھا وہ دو کروڑ، ساٹھ لاکھ روپے سے زائد کا تھا۔

جناب سپیکر: ان کا سوال ہے کہ اس سے ڈویلپمنٹ کیا ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس میں جتنے بھی لائیو سٹاک کے فارمز ہیں یا اس فارم کو آپ discuss کریں گے تو بنیادی طور پر یہ ریسرچ فارمز ہوتے ہیں جن کا فائدہ ان کے آس پاس کے رہنے والے زمینداروں کو ہوتا ہے، پرائیویٹ لوگ وہاں پر رہتے ہیں اور یہ جو نر پیدا کرتے ہیں وہ ان لوگوں کو مہیا کئے جاتے ہیں جس کی وجہ سے دودھ کی کمی کو پورا کیا جاتا ہے۔

جناب سپیکر: جی، سید احسان اللہ وقاص!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس سوال کے جواب جز (ب) میں انھوں نے خود یہ ارشاد

فرمایا ہے کہ "اس فارم پر سرکاری ملازمین کی تعداد 254 ہے اور 730 بھینسیں، 167 گائیں، 1968 بھیڑیں اور 741 بکریاں رکھی گئی ہیں۔" میرا تو ان سے آسان سا سوال ہے کہ گزشتہ سال میں ان بھینسوں، ان گائیوں، ان بھیڑوں اور بکریوں میں کتنا اضافہ ہوا ہے اور اس کے لئے کتنا ڈویلپمنٹ بجٹ، صرف ڈویلپمنٹ بجٹ، باقی تو یہ دو کروڑ ساٹھ لاکھ روپیہ تو تنخواہوں اور ان چیزوں کا ہے، اس کام کے لئے کہ جس میں اضافہ ہو، ڈویلپمنٹ ہو، اس کے لئے کتنا بجٹ رکھا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس سال کے لئے ڈویلپمنٹ بجٹ 15 ملین روپے تھا۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں نے اس میں اصل تو اضافے کا پوچھا ہے کہ اس سے جانوروں میں کتنا اضافہ ہوا ہے؟

جناب سپیکر: جی، جانوروں میں کوئی اضافہ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! پچھلے سوال میں بھی میں نے یہ بات بتائی ہے کہ اس کے لئے ایک فارمولا وضع ہے کہ اتنے ایکڑ پر اتنے جانور رکھے جا سکتے ہیں اور اسی ratio کے ساتھ ہی وہ جانور فارم پر پالے جاتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: شکریہ۔ جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ "اعلیٰ نسل کے معیاری نر پیدا کرنا اور مویشی پال حضرات کو نسل کشی کے لئے مہیا کرنا۔" میرا ان سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ کن شرائط پر نر مویشی پال حضرات کو دیتے ہیں اور اس سے ان کو کتنی رقم حاصل ہوئی ہے؟ ظاہر ہے یہ مفت تو نہیں دیتے، پیسے لیتے ہوں گے تو اس سے ان کو کتنی رقم حاصل ہوئی ہے اور یہ ان کو کن شرائط پر دیتے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کا ایک fixed rate رہے، جب کوئی زمیندار خریدنے کے لئے آتا ہے تو اسی ریٹ کے مطابق اس کو وہ چیز مہیا کر دی جاتی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ یہ ایک پنسل ہے، اس کے دس خریدار

ہیں تو یہ کس طرح ان دس کو دیں گے؟ یہ دس کو دے ہی نہیں سکتے، یہ تو ایک کو دیں گے تو انھوں نے کون سی شرائط رکھی ہوئی ہیں اور اس سے ان کو کتنی آمدن ہو رہی ہے؟ یہ ذرا صحیح طرح بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے یہ بتا دیا ہے کہ اس طرح کبھی ہوا نہیں ہے جس طرح یہ کہہ رہے ہیں کہ ایک چیز کے دس خریدار آ جائیں تو وہاں پر کوئی مقابلہ ہو اور اس کی ہم نیلامی کریں، نیلامی صرف ان چیزوں کی ہوتی ہے جو مال وہاں پر damage ہو جاتا ہے، اس کو پھر نیلام کر کے زمینداروں کو دے دیا جاتا ہے لیکن جو نسل بڑھانے کے لئے نر دیئے جاتے ہیں ان کے لئے ایک قیمت مقرر ہے، وہ ہم تول کر اس کے حساب سے دے دیتے ہیں، یہ لینا چاہیں تو ہم حاضر ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

حاجی محمد اعجاز: میں تو آمدن کا پوچھ رہا ہوں کہ ان سے جو آمدن ہوتی ہے وہ بھی بتا دیں کہ ان کو کتنی آمدن ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے تفصیل سے بتا دیا ہے کہ اس کے لئے کوئی شرط نہیں ہے۔ -/80 روپے فی کلو کے حساب سے ہم نر کا وزن کر کے اس کو دے دیتے ہیں۔

جناب سپیکر: حاجی صاحب! -/80 روپے فی کلو کے حساب سے جو بھی آ جائے اس کو مل جاتا ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! یہ 04-2003 کی بات ہو رہی تھی۔ میں نے ان سے صرف یہ پوچھا ہے کہ 04-2003 کے دوران آپ نے جو مال مویشی نر فروخت کئے ہیں ان سے کتنی آمدن ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ fresh question کریں، پھر اس کے اوپر ڈیپارٹمنٹ سے پوچھ کر بتا دیا جائے گا۔

جناب سپیکر: ٹھیک ہے۔ جی، رانا آفتاب احمد خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! جز (د) میں نمبر 3 پر ہے کہ "اس فارم سے 654181 لٹر دودھ

مارکیٹ میں فراہم کیا گیا ہے۔" کیا یہ بتا سکتے ہیں کہ یہ کس ریٹ پر فراہم کیا گیا ہے اور اس سے کتنی آمدن ہوئی اور اس سال اس میں کیا increase ہوئی؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! ازراہ نوازش سوال repeat کر دیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! یہاں جواب میں لکھا ہوا ہے کہ "اس فارم سے 654181 لٹر دودھ مارکیٹ میں فراہم کیا گیا" تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ اس سے آپ کو کتنی آمدنی ہوئی اور 2003 کے بعد اب 06-2005 میں پیداوار میں کیا increase ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب! ہر چیز کی علیحدہ علیحدہ تفصیل تو اس وقت میرے پاس نہیں ہے۔ overall جو چیز بھی فروخت ہوتی ہے اس کا ریکارڈ رکھا جاتا ہے اور اس کا آڈٹ ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: ان کا سوال یہ ہے کہ دودھ سے total کتنی آمدنی ہوئی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب! یہ fresh question دے دیں میں جواب عرض کر دوں گا۔

چوہدری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جواب کے جز (د) میں نمبر شمار 3 پر لکھا ہے کہ "اس فارم سے 654181 لٹر دودھ مارکیٹ میں فراہم کیا گیا" تو یہ کتنی رقم کے عوض فروخت کیا گیا ہے؟

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: ارشد محمود بگو صاحب پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میں نے ایک مرتبہ پہلے بھی اس بارے میں جناب کی رولنگ لی تھی کہ کیا آفیسر گیلری میں بیٹھا ہوا کوئی آدمی منسٹر یا پارلیمانی سیکرٹری کو وہاں سے باتیں کر کے کچھ بتا سکتا ہے؟

جناب سپیکر: یہ اچھی بات نہیں ہے، باتیں نہیں کرنی چاہئیں۔ گیلری کے معزز افسران کو اس طرح نہیں کرنا چاہئے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس سے ایک کروڑ 32 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی ہے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے فرمایا ہے کہ یہ جانوروں کو مفت حفاظتی ٹیکہ جات لگاتے ہیں۔ میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ محکمہ والے حفاظتی ٹیکے لگانے کے لئے مویشی پال حضرات کو کس طریقے سے اطلاع دیتے ہیں، یہ کس طریقے سے مشتہر کرتے ہیں کہ ہم فلاں تاریخ کو ٹیکے لگائیں گے؟

جناب سپیکر: یہ ٹیکے لگانے والے گاؤں میں اعلان کروا دیتے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب والا! انھوں نے دس کلومیٹر ایریا کی بات کی ہے اور ایک گاؤں کا ایریا 10 کلومیٹر تو نہیں ہوتا تو یہ 10 کلومیٹر ایریا میں کیسے اطلاع کرتے ہیں؟

جناب سپیکر: جس ایریا میں ٹیکے لگانے والے جاتے ہیں تو اس ایریا میں جتنے بھی گاؤں ہوتے ہیں ان میں ایک دو دن پہلے اعلان کروا دیتے ہیں کہ جی فلاں دن ٹیکے لگائے جائیں گے۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! پارلیمانی سیکرٹری صاحب کو بتانے دیں، آپ خود تو نہ بتائیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! محکمہ کے پاس آج تک کوئی ایسی شکایت نہیں آئی کہ اس فارم کے 10 کلومیٹر کے ایریا میں کہیں ٹیکے نہ لگے ہوں۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال ملک اصغر علی قیصر صاحب کا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6528 اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

لائیو سٹاک ایکسپیریمنٹ سٹیشن بھونیکی، قصور، اراضی، ناجائز قابضین اور آمدن سے متعلقہ تفصیل

*6528: ملک اصغر علی قیصر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) لائیو سٹاک ایکسپیریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کے پاس کتنے ایکڑ زمین ہے؟

(ب) اس کی کتنی اراضی اس ایکسپریمنٹ سٹیشن کے پاس ہے اور کتنی ناجائز قابضین کے پاس ہے، ناجائز قابضین کے نام کیا ہیں؟

(ج) اس سٹیشن کی اراضی کتنی قابل کاشت اور کتنی بنجر اور ناقابل کاشت ہے؟

(د) اس سٹیشن کی اراضی پر کون کون سی فصلیں اس وقت کاشت کی گئی ہیں نیز اس اراضی کی سالانہ آمدن کتنی ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کے پاس 1079 ایکڑ اراضی ہے۔

(ب) لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور تمام رقبہ خود کاشت کرتا ہے اور اس کا کوئی رقبہ ناجائز قابضین کے پاس نہیں ہے۔

(ج) لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی کی تمام اراضی قابل کاشت ہے۔

(د) اس سٹیشن پر اس وقت گندم، برسیم، کماد، جئی اور رایا کی فصلیں کاشت کی گئی ہیں اس سٹیشن کی سالانہ آمدن بابت اراضی برائے سال 04-2003 مبلغ 46.63 لاکھ روپے تھی۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! انھوں نے جواب میں لکھا ہے کہ لائیوسٹاک ایکسپریمنٹ سٹیشن بھونیکی ضلع قصور کے پاس 1079 ایکڑ اراضی ہے اور اس کی آمدنی 46 لاکھ روپے ہے۔ یہ تقریباً ایک لاکھ مربع بنتی ہے۔ اگر Experiment Station کا یہ حال ہے تو عام زمیندار کیا کرے، کیا یہ اس کی وضاحت فرمائیں گے کہ فی ایکڑ اتنی تھوڑی income کیوں ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی یہ بات عرض کی ہے کہ یہ ریسرچ فارمز profit basis پر نہیں چلتے۔ یہ ریسرچ کرتے ہیں اور اس ریسرچ کے نتیجے میں لوگوں کو جو چیزیں مہیا کی جاتی ہیں وہی اس کا output ہوتا ہے۔ پاکستان کے سارے محکمے profit basis پر قائم نہیں ہوتے۔ ان کا output دیکھا جاتا ہے کہ اس سے عوام کو کیا مفاد حاصل ہوتا ہے۔ لہذا ریسرچ فارمز سے profit حاصل ہونا، آمدنی حاصل ہونا ضروری نہیں ہے۔ ریسرچ کا جو benefit ہے وہ پبلک کو ہی جاتا ہے، اس سے پیداوار بڑھتی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! بھونیکی ریسرچ سنٹر میں Jersey and Frisian Cow پر ریسرچ ہوئی اور ریسرچ کے بعد انھوں نے 114 جانور قادر آباد فارم پر منتقل کئے۔ ان کی ریسرچ کی حالت یہ ہے کہ 47 جانور وہاں جاتے ہی مر گئے اور اس سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا۔ اس پر ایک سرکاری افسر ڈاکٹر اشفاق نے درخواست دی کہ یہاں پر انکوائری کی جائے۔ وہاں پر رشید نامی ڈائریکٹر ہے جس کے خلاف ایک تحریک استحقاق بھی admit ہو چکی ہے۔ نہایت بددیانت آدمی ہے اس کی غفلت کی وجہ سے حکومت کو کروڑوں روپے کا نقصان ہوا ہے۔ یہ تو کہتے ہیں کہ ہم ریسرچ کرتے ہیں۔ جناب یہ ریسرچ نہیں کرتے یہ تو اپنے من پسند لوگوں کو جانور دے دیتے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: یہ مجھے کوئی ایک precedent دے دیں کہ کسی زمیندار کو اس چار سال کے دوران ایک جانور بھی مفت دیا گیا ہو تو ہم اس کے ذمہ دار ہیں۔ بغیر ثبوت کے اس طرح کے الزامات نہ لگائیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ثبوت بھی دے دوں گا۔ بھونیکی سے جو جانور قادر آباد ٹرانسفر ہوئے تھے وہ مر گئے ہیں اس بارے میں انھوں نے کیا انکوائری کی ہے؟ یہ کہتے ہیں کہ ہم نے تجربات کئے۔ قانون میں یہ ہے کہ جتنی دیر تک جانور تندرست نہ ہو اس کو آپ shift نہیں کر سکتے۔ انھوں نے ان جانوروں کو shift کیا اور وہاں جاتے ہی 47 کے قریب Jersey and Frisian مر گئیں۔ یہ جو کروڑوں کا نقصان ہوا ہے اس کا کون ذمہ دار ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! مارنے اور زندہ کرنے والی ذات تو اللہ تعالیٰ کی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب نے اس رشید نامی ڈائریکٹر کے خلاف انکوائری کی ہے، یہ ان کا ریکارڈ ہے میرا نہیں تو اس پر یہ کیا کارروائی کریں گے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میرے نوٹس میں نہیں ہے اگر کرپشن کا کوئی کیس ہے تو یہ میرے نوٹس میں لائیں ہم اس پر لازماً کارروائی کریں گے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ان بیچاروں کو تو آپ نے قربانی کا بکرا بنانے کے لئے بلایا ہوا ہے۔ انھوں نے یہاں پر کیا جواب دینا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! ڈائریکٹر رشید کا اس سوال سے کیا تعلق بنتا ہے؟

جناب محمد یار مونکا: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! پنجاب میں BT کے نام ایک seed کی کاشت ہوئی ہے۔ اس کو BT-1 کے نام پر approved کیا گیا ہے اور اس وقت پنجاب میں چار لاکھ ایکڑ پر اس BT seed کی کاشت ہے۔ یہ seed نہ صرف toxic ہے بلکہ یہ ایک زہر ہے۔ جب یہ اگتا ہے تو اس کا پودا بھی زہر بن جاتا ہے۔ اس وقت پنجاب میں چار لاکھ ایکڑ پر یہ بنولہ کاشت کیا جا رہا ہے۔

جناب سپیکر: مونکا صاحب! آپ کس سوال پر بات کر رہے ہیں؟

جناب محمد یار مونکا: میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ مجھے یہ بتایا جائے کہ اس زہر والے بیج کی crushing ہو رہی ہے اس نے edible oil میں استعمال ہونا ہے اور اس کی کھل مویشیوں کو کھلائی جاتی ہے۔ ادارہ صحت نے اس کو مضر صحت قرار دے دیا ہے۔ اس کی prevention کے لئے کیا اقدامات کئے ہیں، محکمہ زرعی مارکیٹنگ نے کیا اقدامات کئے ہیں، محکمہ صحت، زراعت اور لائیوسٹاک نے کیا اقدامات کئے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: یہ محکمہ زراعت سے متعلقہ سوال ہے۔ جب لودھی صاحب ایوان میں ہوں تو اس وقت یہ سوال raise کر لیں۔

جناب سپیکر: ہاں! یہ سوال آپ سے متعلقہ نہیں ہے۔ جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! جو کھل تیار ہوتی ہے وہ تو لائیوسٹاک کے لئے ہے۔ یہ ان کی ذمہ داری بنتی ہے۔ انھیں اس کے تدارک کے لئے اقدامات کرنے چاہئیں اور مونکا صاحب کے سوال کا جواب دینا چاہئے کہ کیا کوئی ایسا test کیا گیا ہے اور کیا وہ seed واقعی مضر صحت ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: لودھی صاحب ایوان میں آ گئے ہیں وہ اس کا بہتر جواب دیں گے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ تشریف رکھیں۔ اگلا سوال نمبر 6567 ملک اصغر علی قیصر کا ہے۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا dispose of ہوا اگلا سوال انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں صاحب کا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! On his behalf سوال نمبر 6577(A)۔

جناب سپیکر: عباسی صاحب! اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرے خیال میں اس کا جواب پڑھ دیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک! یہ جواب پڑھ دیں۔ آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر!

(الف) رکھ بھونیکے ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1982 میں مبلغ 14.611 ملین روپے کی لاگت سے قائم ہوا۔

(ب) سال 2003 سے آج تک اس ادارے نے جن مقاصد پر ریسرچ کی ہے اس کی تفصیل لگا دی گئی ہے اس کا بڑا تفصیلی جواب ہے۔

آوازیں: جواب بہت لمبا ہے اس لئے اسے پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

ریسرچ انسٹیٹیوٹ رکھ بھونیکے، 2003 سے تاحال ریسرچ اور منظور شدہ و خالی اسامیوں کی تفصیل

*6577-A: انجینئر جاوید اکبر ڈھلوں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) رکھ بھونیکے ریسرچ انسٹیٹیوٹ کب اور کتنی لاگت سے قائم ہوا تھا؟

(ب) سال 2003 سے آج تک اس ادارے نے کن کن مقاصد پر ریسرچ کی ہے، اس کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) اس ادارہ میں منظور شدہ اسامیوں کی تعداد کتنی ہے اور کتنی اسامیاں خالی ہیں اس ادارہ کے کتنے ملازمین مختلف محکموں اور اداروں میں کتنے عرصہ سے ڈیپوٹیشن پر کام کر رہے ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) رکھ بھونیکی ریسرچ انسٹیٹیوٹ 1982 میں مبلغ 14.611 ملین روپے کی لاگت سے قائم ہوا۔

(ب) سال 2003 سے آج تک اس ادارے نے جن مقاصد پر ریسرچ کی ہے اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

رکھ بھونیکے ریسرچ سنٹر پر سال 2003 سے ہونے والی
ریسرچ کی تفصیل اور مکمل ہونے والے تجربات

1۔ حاملہ اور غیر حاملہ گائیوں کے خون میں کیلشیم، فاسفورس اور میگنیشیم کی مقدار کا تقابلی جائزہ۔

2۔ ویگ میں آنے والی اور نہ آنے والی گائیوں کے خون میں کیلشیم، فاسفورس اور میگنیشیم کی مقدار کا جائزہ

3۔ نسل کشی کے سانڈوں کا کیریوٹائپنگ کے ذریعہ انتخاب سے گائیوں کی نسل بہتر کرنا۔

4۔ فریژین نسل کی گائیوں میں موروثی خصوصیات کا مطالعہ

5۔ جرسی نسل کی گائیوں کی پیداواری اور تولیدی کارکردگی کا مطالعہ 2000-1991

6۔ راشن میں کھل بنولہ کی جگہ سورج مکھی میل کا استعمال اور جانوروں کی بڑھوتی اور بلوغت پر اس کے اثرات

7۔ فریژین نسل کی گائیوں کی پیداواری اور تولیدی کارکردگی کا مطالعہ 2000-1991

8۔ نسل کشی کے لئے استعمال ہونے والی ہارمون ادویات کا گائیوں کی تولیدی صلاحیت پر اثرات کا مطالعہ

9۔ مقامی طور پر پیدا ہونے والی جرسی نسل کی گائیوں کی تولیدی صلاحیت کا جائزہ

10۔ ساہیوال نسل کی گائیوں میں کروموسوم کے جوڑوں کی بینڈنگ کے طریقہ کے ذریعے شناخت۔

11۔ بھینسوں اور گائیوں میں علامات اور بغیر علامات والی حیوانہ کی سوزش اور اس بیماری کے خلاف زیادہ موثر ادویات کا تقابلی جائزہ

12۔ گائیوں میں خون کے کرموں کی بیماری کی شرح اور اس بیماری کے خلاف استعمال ہونے والی دستیاب ادویات کی اثر پزیری کا مطالعہ

13۔ چھوٹے جانوروں میں اندرون کرموں کی موجودگی کا جائزہ

جاری تجربات

1۔ وٹامن ای سلینیم کے استعمال کا گائیوں کی پیداواری اور تولیدی صلاحیت پر اثرات کا مطالعہ۔

2۔ ساہیوال نسل کے سانڈ کی عمر اور جسمانی وزن کا اس کے خصیوں کی نشوونما کے ساتھ تعلق کا مطالعہ۔

3۔ گائیوں میں اسقاط حمل اور جیر کی رکاوٹ کے دوران خون میں موجود کیمیائی اجزاء کا مطالعہ۔

4۔ حاملہ اور دودھ دینے والی گائیوں کے مختلف مراحل کے دوران خون میں ہونے والی تبدیلیوں کا جائزہ۔

5۔ ویڑیوں میں دودھ چھڑانے سے پہلے اور بلوغت تک ان کی شرح نمو پر موسمی اثرات کا مطالعہ۔

6۔ نیم گرم موسم میں گائیوں کی صحت کے معیار کا مطالعہ۔

7۔ نسل کشی کے سانڈوں کے کروموسوم کا معائنہ۔

8۔ خون کے کرموں کی بیماری کی وجہ سے خون میں ہونے والی تبدیلیوں کا مطالعہ۔

9۔ بچھڑوں کی شرح نمو پر پروبائیوٹکس (بڑھوتری میں مدد دینے والی ادویات) کے اثرات کا مطالعہ

10۔ ساہیوال اور دوغلی نسل کی گائیوں میں FSH ہارمون کا ایک ویگ کے دوران زیادہ سے زیادہ انڈے پیدا کرنے کی صلاحیت پر اثرات کا جائزہ۔

(ج) اس ریسرچ سنٹر پر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 63 ہے اور اس وقت 14 اسامیاں خالی ہیں۔ اس ادارے کا کوئی ملازم دوسرے محکمے یا ادارے میں ڈیپوٹیشن پر کام نہیں کر رہا ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال ہے؟

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں محترم پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ رکھ بھونیکے ریسرچ انسٹیٹیوٹ میں جو ریسرچ کی گئی ہے ان میں کتنے ریسرچ پیپر بین الاقوامی معیار کے میگزینوں میں شائع ہوئے ہیں اور یہاں پر کتنے ایسے افراد ہیں جو PhD ڈگری کے حامل اور باقاعدہ ریسرچ سکالرز ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! معزز دوست کی بات درست ہے کہ ریسرچ سنٹر میں جو ریسرچ ہوتی ہے ہم اس کے فوائد کسانوں تک پہنچانے کے لئے رسالہ شائع کرتے ہیں جس کی تفصیل لکھی گئی ہے۔ اگر یہ اتنی دیر سن سکتے ہیں تو میں پڑھ دیتا ہوں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرے خیال میں معزز دوست میرا سوال سمجھ نہیں پائے۔ میں نے تو یہ پوچھا بھی نہیں تھا۔ میں نے ان سے درخواست کی تھی کہ یہاں پر جو ریسرچ سکالرز ہیں ان کے ریسرچ پیپرز کتنی تعداد میں بین الاقوامی جرائد میں شائع ہوئے ہیں اور اس ریسرچ سنٹر میں کتنے افراد ایسے ہیں جو PhD ڈگری کے حامل ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس فارم پر دو Ph.D ہیں اور اب تک 15 انٹرنیشنل ریسرچ پیپرز شائع ہو چکے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر!۔۔۔

جناب سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز احمد صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! انھوں نے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ اس ریسرچ سنٹر پر منظور شدہ اسامیوں کی تعداد 63 ہے اور اس وقت 14 اسامیاں خالی ہیں۔ یہ خود ہی فرماتے ہیں کہ یہ ایک ریسرچ ادارہ ہے اور یہاں پر افزائش کی جاتی ہے۔ تو میں پارلیمانی سیکرٹری موصوف سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ اسامیاں کب تک پُر کر لی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کے لئے حکومت پنجاب نے ایک پالیسی وضع کی ہے جس کے مطابق تمام ڈیپارٹمنٹس میں میرٹ پر بھرتیاں ہو رہی ہیں۔ یہاں بھی جب ٹائم آئے گا تو اس پر بھی بھرتی ہو جائے گی۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! کیا پارلیمانی سیکرٹری صاحب بتائیں گے کہ وہاں پر جو ریسرچ سکالرز ہیں کیا یہ انھیں ہائر ایجوکیشن کمیشن کے فیصلے کے مطابق incentives دے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جی، دے رہے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ اگلا سوال جناب سمیع اللہ خان صاحب ۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے لہذا سوال dispose of ہوا۔ اگلا سوال حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: سوال نمبر 7376۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کر لیا جائے؟

حاجی محمد اعجاز: جی، درست ہے۔

ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں، اسامیوں، ادویات اور رقوم سے متعلقہ تفصیل

*7376: حاجی محمد اعجاز: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں کے نام اور جگہ کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ب) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری ڈاکٹروں کی منظور شدہ اور خالی اسامیوں کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2004 سے آج تک ان ویٹرنری ہسپتالوں کو دی گئی رقوم اور ادویات کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(د) ان ہسپتالوں میں سال 2004 میں کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ہ) کیا حکومت ضلع لاہور میں مزید ویٹرنری ہسپتال کھولنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع لاہور میں قائم ویٹرنری ہسپتالوں کی تعداد 24 ہے ان کے نام اور جگہ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ان ہسپتالوں میں ویٹرنری ڈاکٹروں کی منظور شدہ اسامیاں 24 ہیں اور کوئی اسامی خالی نہ ہے۔

(ج) سال 05-2004 میں ان ویٹرنری ہسپتالوں کو ادویات اور اوزار کی مد میں -/3,100,000 روپے فراہم کئے گئے جبکہ سال 06-2005 میں نومبر 2005 تک ادویات اور اوزارات کی مد میں -/12,40,000 روپے فراہم کئے گئے۔ ان ہسپتالوں کو فراہم کردہ ادویات کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ان ہسپتالوں میں سال 05-2004 کے دوران ضلع لاہور میں 80,466 جانوروں کا علاج کیا گیا۔

(ہ) نئے ویٹرنری ہسپتال کھولنا ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! ضمنی سوال۔ انھوں نے جز (ج) میں فرمایا ہے کہ ہم نے میڈیسن اور اوزار خریدنے کے لئے 31 لاکھ روپے رکھے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس میں کتنی رقم کی ادویات خریدی ہیں اور کتنی رقم کے اوزار خریدے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! جواب کے جز (ج) میں یہ بات تفصیل سے لکھی گئی ہے کہ 2005 میں ویٹرنری ہسپتالوں کو ادویات اور اوزار کی مد میں 31 کروڑ روپے فراہم کئے گئے جبکہ 06-2005 میں اور نومبر 2005 تک ادویات اور اوزار کی مد میں 12 لاکھ 40 ہزار روپے فراہم کئے گئے اور ان کو جو ادویات فراہم کی گئی ہیں ان کی تفصیل بھی ساتھ attached ہے۔ اگر فاضل دوست چاہیں تو میں وہ بھی پڑھ کر سنا دیتا ہوں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! میرا یہ سوال نہیں تھا۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ 31 کروڑ روپے نہیں بلکہ 31 لاکھ روپے ہے۔ میں نے یہ سوال پوچھا تھا کہ اس رقم میں سے کتنی رقم کی ادویات خریدی

ہیں اور کتنی رقم کے اوزار خریدے ہیں؟

جناب سپیکر: حاجی صاحب! وہ جواب تو آ گیا ہے۔ یہ دیکھیں کہ 06-2005 میں اور نومبر 2005 تک ادویات اور اوزار کی مد میں 12 لاکھ 40 ہزار روپے فراہم کئے گئے اور ان ہسپتالوں کو فراہم کردہ ادویات کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ادویات کی لسٹ علیحدہ فراہم کر دی گئی ہے اور اوزار 12 لاکھ 40 ہزار کے ہیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! confusion ہو رہا ہے۔ وہ 06-2005 کی بات ہے۔ میں تو 2004-05 کی بات کر رہا ہوں۔ یہ 31 کروڑ روپے کہہ رہے تھے لیکن میں نے figure correct کی ہے کہ یہ 31 لاکھ روپے ہے۔ اس میں میرا سوال یہ ہے کہ اس 31 لاکھ روپے میں کتنی رقم کی ادویات اور کتنی رقم کے اوزار خریدے گئے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے تو سوال کا جواب بتا دیا ہے۔ اب یہ اپنی بات کو ذرا clear کر دیں۔

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! جو انھوں نے پڑھا ہے وہ تو 06-2005 کا ہے لیکن میں تو 2004 کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب! معزز رکن 2004 کا پوچھ رہے ہیں لیکن آپ 06-2005 کا جواب دے رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اگر جز (ج) کے جواب کو غور سے پڑھیں تو 05-2004 میں ویٹرنری ہسپتالوں کو ادویات اور اوزار کی مد میں 31 لاکھ روپے فراہم کئے گئے جبکہ۔۔۔

حاجی محمد اعجاز: بس میں نے یہیں تک پوچھا ہے۔ اب آپ بتائیں کہ جو 31 لاکھ روپے رکھے گئے ہیں اس میں کتنے پیسوں سے ادویات خریدی گئیں اور کتنے پیسوں سے اوزار خریدے گئے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! 20 لاکھ روپے کی ادویات خریدی گئیں اور 11 لاکھ روپے کے اوزار خریدے گئے۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! انھوں نے جز(ہ) میں بتایا ہے کہ نئے ویٹرنری ہسپتال کھولنا ضلعی حکومت کے دائرہ اختیار میں آتے ہیں۔ میں ان سے ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں کہ پنجاب میں جتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں ان کا انتظامی دائرہ اختیار پنجاب حکومت کے پاس ہے یا ضلعی حکومتوں کے پاس ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! Devolution کے بعد لائیوسٹاک کے دو حصے ہیں۔ لائیوسٹاک کے فارمز direct صوبائی حکومت کے ماتحت آتے ہیں اور extension wing اور فیلڈ میں جو DOL ہیں وہ direct ضلعی حکومت کے ماتحت آتے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، شکریہ

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں ضمنی سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: شاہ صاحب! کافی سوال ہو گئے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب والا! ایک چھوٹا سا سوال کرنا چاہتا ہوں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! انھوں نے جو لسٹ فراہم کی ہے اس کے مطابق ضلع لاہور میں 24 ہسپتال ہیں۔ کیا ان ہسپتالوں کی کوئی grading بھی ہے یا سارے ایک ہی سطح کے ہیں اور کیا ان میں ڈاکٹرز کی تعداد میں بھی فرق ہے یا سب جگہ پر ڈاکٹرز کی ایک جیسی تعداد ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ بڑی natural سی چیز ہے کہ پبلک کی جس طرح کی requirements ہوں گی حکومت اسی حساب سے عملہ مہیا کرے گی۔

جناب سپیکر: کیا یہ سارے ہسپتال ایک ہی گریڈ کے ہیں یا ان میں فرق ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! سب ایک ہی گریڈ کے ہیں۔

جناب سپیکر: اگلا سوال لالہ شکیل الرحمٰن صاحب!

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): سوال نمبر 7495۔

جناب سپیکر: اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جی، اس کا جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

گوجرانوالہ، ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں، بجٹ، ادویات اور سٹاف سے متعلقہ تفصیل

*7495: لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی کل تعداد کیا ہے، یہ کن کن یونین کونسلوں میں واقع ہیں ان کا سالانہ بجٹ کیا ہے سالانہ کتنی ادویات ان کو دی جاتی ہیں سال 2003 سے آج تک کی تفصیل سے آگاہ کیا جائے؟

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں میں سٹاف کی تعداد کیا ہے نام، عہدہ، پتا جات اور عرصہ تعیناتی سے آگاہ کیا جائے، نیز ان ہسپتالوں کا رقبہ کتنا ہے اور عمارتیں کیسی ہیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں / ڈسپنسریوں کی کل تعداد 34 ہے۔ یہ جن یونین کونسلوں میں واقع ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ ان کا سالانہ بجٹ (ادویات / اوزار) برائے سال 04-2003 میں 1.4 ملین تھا۔ ان ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں کو برائے سال 04-2003 اور 05-2004 میں جتنی ادویات دی گئیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں ویٹرنری ہسپتالوں/ڈسپنسریوں میں سٹاف کی تعداد 137 ہے۔
سٹاف کے نام، عہدہ، پتاجات، عرصہ تعیناتی، ڈسپنسریوں کا رقبہ اور عمارتوں کی حالت ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں نے پوچھا تھا کہ ان ہسپتالوں کا سالانہ بجٹ کیا ہے لیکن جواب میں اس کی تفصیل نہیں دی گئی صرف یہ بتایا گیا ہے کہ 04-2003 میں ادویات اور اوزارات کا بجٹ 1.4 ملین تھا جبکہ 05-2004 کا نہیں بتایا گیا۔ تو میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ 05-2004 کا سالانہ بجٹ کیا تھا اور ادویات کا بجٹ کیا تھا؟

جناب سپیکر: اس میں لکھا ہوا ہے کہ اس کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! ادویات کی تفصیل ایوان کی میز پر رکھی گئی ہے اور وہ میرے پاس موجود ہے لیکن اس میں یہ ذکر نہیں کیا گیا کہ 05-2004 میں کل کتنا بجٹ دیا گیا؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ ہسپتال کوئی Autonomous Bodies نہیں ہیں جن کا کوئی اپنا علیحدہ بجٹ ہوتا ہے۔ ضلعی حکومت انھیں run کرتی ہے۔ ملازمین کی تنخواہیں علیحدہ مد میں مقرر کی جاتی ہیں۔ ادویات اور اوزارات کے لئے علیحدہ سے پیسے فراہم کئے جاتے ہیں اور ان کی تفصیل اس سوال کے جواب میں موجود ہے۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میرا سوال یہ ہے کہ 05-2004 میں کتنا بجٹ دیا گیا؟

جناب سپیکر: فاضل ممبر کا سوال یہ ہے کہ جیسے آپ نے لکھا ہے کہ 04-2003 کا 1.4 ملین بجٹ ہے تو 05-2004 کا کتنا بجٹ ہے؟

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! اگر پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس کا جواب نہیں دینا چاہتے تو میں اور ضمنی سوال کر لوں؟

جناب سپیکر: جی، لالہ صاحب! آپ دوسرا ضمنی سوال کریں۔

لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): جناب والا! میرا دوسرا ضمنی سوال یہ ہے کہ تفصیل سے انہوں نے جواب دیا ہے اس میں لکھا ہوا ہے کہ گوجرانوالہ میں یہ ایک ہی ویٹرنری ہسپتال ہے۔ میں نے تو یہ پوچھا تھا کہ اس کی condition کیا ہے۔ یہ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمارت بہت پرانی ہے اور کئی سالوں سے مرمت کا کام نہیں ہوا۔ وہاں پر جانوروں کا کوئی علاج بھی نہیں ہو رہا۔ تو کیا وجہ ہے کہ کئی سالوں سے اس ویٹرنری ہسپتال کی مرمت نہیں کی گئی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب والا! میرے فاضل دوست کی بات درست ہے اور میں ان سے اتفاق کرتا ہوں لیکن devolution کے بعد یہ ہسپتال ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کے پاس چلے گئے ہیں۔ اب ان کی repair اور maintenance ان کے ذمے ہے لیکن بہر حال ہم بھی اپنے ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ان کو لکھ دیتے ہیں کہ۔۔۔

جناب سپیکر: آپ محکمے کی طرف سے ان کو لیٹر بھجوادیں کہ اس کی repair وغیرہ کر دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: ٹھیک ہے۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! یہ جو ویٹرنری ہسپتال ہے یہ میرے حلقے میں واقع ہے۔ نہ تو وزیر صاحب کو اس بات کا پتا ہے کہ ہسپتال نئے سرے سے بن رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ضمنی سوال کرنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری زاہد پرویز: جناب میں پوائنٹ آف آرڈر پر ہوں۔ میری بات آپ سن لیں۔

جناب سپیکر: آپ تقریر کرنا چاہ رہے ہیں؟

چودھری زاہد پرویز: نہیں، جناب! میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ ہسپتال نئے سرے سے بن رہا ہے۔

جناب سپیکر: آپ سوال کریں تو پھر وہ جواب بھی دے دیں گے۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! آپ میری ساری بات تو سن لیں۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! گزارش یہ ہے کہ گوجرانوالہ کا ڈی سی او جو ہے وہ سمری تیار کر رہا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: یہ بات سننے سے تعلق رکھتی ہے جواب دینے والی نہیں ہے۔ پارلیمانی سیکرٹری صاحب آپ سن لیں۔

چودھری زاہد پرویز: جناب والا! گوجرانوالہ کا ڈی سی او یہ تیاری کر رہا ہے کہ ہم نے بھینسیں گوجرانوالہ شہر سے باہر شفٹ کرنی ہیں۔ ہسپتال پر تو کروڑوں روپے خرچ ہو رہا ہے اور اگر انہوں نے بھینسیں شہر سے باہر نکال دینی ہیں تو اس کے لئے پھر بہتر نہ ہوتا کہ ہسپتال چار یونین کونسلوں سے جگہ لے کر وہاں منتقل کر دیا جاتا۔ کیونکہ موجودہ ہسپتال کی جگہ کروڑوں روپے مالیت کی بن چکی ہے۔ جس جگہ پر یہ واقع ہے اس وقت اس کی مالیت کم از کم بیس کروڑ روپے ہے۔ اگر اس کو بیچ کر شہر کے ارد گرد زیادہ ڈسپنسریاں بنا لی جاتیں تو زیادہ بہتر ہوتا۔ کیا موجودہ ہسپتال پر کروڑوں روپے لگانا بہتر ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ اگلا سوال حفیظ اللہ خان صاحب!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! on his behalf سوال نمبر 7527۔

ماہنی لائیو سٹاک فارم بھکر، رقبے، سٹاف، خالی اسامیوں، آمدن و خرچ اور دیگر متعلقہ تفصیلات

*7527: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) پی پی۔49 بھکر میں واقع ماہنی لائیو سٹاک فارم میں کل کتنے جانور رکھے گئے ہیں؟

(ب) اس فارم میں کون کون سے مویشی ہیں؟

(ج) اس فارم میں تعینات عملہ کی تفصیل بیان کریں؟

(د) اس فارم میں جنوری 2001 سے آج تک کل کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا، ان کا عہدہ، نام اور ڈومیسائل کی تفصیل بیان کریں؟

(ہ) اس فارم میں کتنی اسامیاں خالی ہیں، لائیو سٹاک فارم ماہنی کا کل رقبہ کتنا ہے۔ کتنے افراد کو رقبہ پٹے پر دیا گیا ہے ان افراد کے نام اور پتاجات بیان کریں؟

(و) اس فارم پر سالانہ کتنی رقم خرچ کی جاتی ہے اور سالانہ آمدنی کتنی ہوتی ہے تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) پی پی۔49 بھکر میں واقع لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی میں کل 38 جانور رکھے گئے ہیں۔

(ب) اس فارم پر تھری نسل کی گائیں رکھی گئی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نر جانور 1، مادہ جانور 16، بچھڑیاں 12، نر بچے 6، مادہ بچے 3۔

(ج) لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی میں تعینات عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام اسامی	فارم اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ	آفس سپرنٹنڈنٹ	ہیڈ کلرک	لائیو سٹاک سپروائزر	فیلڈ اسسٹنٹ	ڈرائیور
تعداد	1	1	1	1	1	3

نام اسامی	ٹیوب آپریٹر	فارم گارڈ	نائب قاصد	سویپر	شیفرڈ	بیلدار
تعداد	1	4	1	1	1	9

(د) اس فارم میں 2001 جنوری سے 2006 جنوری تک کوئی بھرتی نہیں کی گئی۔

(ہ) لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی میں 51 اسامیاں خالی ہیں۔ اس فارم کا کل رقبہ 9171 ایکڑ 4 کنال اور 3 مرلہ ہے اس فارم کا کوئی رقبہ کسی کو پٹہ پر نہیں دیا گیا۔

(و) اس فارم کی آمدنی اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن (روپے)	خرچ (روپے)
2000-01	1,086,000/-	2,391,000/-
2001-02	326,000/-	2,434,000/-
2002-03	1,141,000/-	2,852,000/-
2003-04	526,000/-	3,226,000/-
2004-05	1,470,000/-	4,586,000/-

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!اس سوال کے جواب میں لکھا ہوا ہے کہ اس فارم پر کل 38 جانور ہیں، 28 ملازم ہیں، اس کا خرچہ 46 لاکھ روپے ہے اور آمدن 14 لاکھ روپے ہے۔ یہ بتا سکتے ہیں کہ فی جانور ایک لاکھ روپے خرچہ آ رہا ہے جتنے ملازم ہیں اتنے ہی جانور ہیں یہ کس قسم کے لائیو سٹاک فارم کو run کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! لائیو سٹاک فارم رکھ ماہنی میں جانوروں کی جو منظور شدہ۔۔۔

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جو گورنمنٹ سے منظور شدہ جانوروں کی تعداد ہے وہ 88 ہے۔ یہ ان کی بات درست ہے کہ اس وقت اس فارم پر 44 راس تھری نسل کے جانور رکھے ہوئے ہیں۔ اس کے علاوہ 44 مہار اونٹ رکھے ہوئے ہیں جو اس فارم پر نئی سکیم۔۔۔

جناب سپیکر: نہیں 44 نہیں 38 ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جی، 38۔ یہ جو فارمز ہیں یہاں اونٹ پر ریسرچ ہوتی ہے اس وجہ سے اس فارم کے جانوروں کی تعداد جو منظور شدہ ہے وہ 88 ہے اور اس وقت ان کی جو تعداد کم ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ یہاں پر مہار اونٹ جو کہ 44 ہیں وہ اس کے علاوہ ہیں اور یہاں پر اونٹوں پر ریسرچ بھی ہوتی ہے۔ ہر سوال میں ان کی ایک ہی بات آ رہی ہے کہ فارم پر خرچہ اتنا ہو رہا ہے اور اس کی output اتنی ہے تو میں نے پہلے بھی بڑی تفصیل سے یہ بات بتائی ہے کہ جو ریسرچ فارمز ہیں ان کا profit and loss نہیں دیکھا جاتا بلکہ اس کی output دیکھی جاتی ہے کہ اس کے بعد عوام کو اس کا کیا benefit ہوتا ہے۔

جناب سپیکر: نہیں، ان کا سوال یہ ہے کہ 38 جانور ہیں اور 28 ملازم ہیں تو 38 جانوروں کے لئے ملازم اگر کم بھی ہو جائیں تو خرچہ کم کیا جا سکتا ہے۔ وہ کوئی پی ایچ ڈی ڈاکٹرز تو نہیں ہیں کہ ان کی لازمی ضرورت ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جی، ہم اس کو

rationalize کرنے کی کوشش کریں گے۔

جناب سپیکر: ہاں یہ دیکھ لیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: ہم اس کو دیکھیں گے کیونکہ یہ بہتر تجویز ہے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان صاحب!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب یہ فرمائیں کہ اس کا جو ٹوٹل خرچہ ہے۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: 45لاکھ اور86ہزار روپے ہے۔ اس میں ریسرچ پر خرچ ہونے والی رقم کا component کیا ہے اور غیر ترقیاتی اخراجات کا component کیا ہے، دوسرا یہ ہے کہ اس کا رقبہ انہوں نے بتایا ہے کہ 9ہزار 171ایکڑ4کنال ہے تو یہ جو اتنا وسیع رقبہ ہے اس میں یہ کوئی کاشت کرتے یا کس طرح سے utilize کر رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کے اوپر جو قابل کاشت رقبہ ہے یہ آپ دیکھ لیں کہ 9172ایکڑ اس کا ٹوٹل رقبہ ہے اور اس میں سے قابل کاشت رقبہ صرف13سو ایکڑ ہے۔

جناب سپیکر: 13سو ایکڑ۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: 13سو ایکڑ ہے تو جہاں تک رانا صاحب کی بات کا تعلق ہے۔ 05-2004میں اس فارم سے 14لاکھ 70 ہزار روپے کی آمدن ہوئی تھی اور اس کے اوپر خرچ 45لاکھ 86ہزار روپے ہوا ہے۔

جناب سپیکر: 45لاکھ 86ہزار روپے میں سے ریسرچ کے اوپر کتنا خرچ ہوا ہے؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کو آپ علیحدہ علیحدہ distinguish تو نہیں کر سکتے لیکن فارم کا جو بجٹ ہے اس کا جو main

function ہے وہ اس کا ریسرچ ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کے ملازمین کی تعداد اور اس کے علاوہ جو بھی چیزیں ہیں وہ ساری اس کی ریسرچ سے متعلقہ ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس سے پہلے میرا جو ضمنی سوال تھا اس میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب کا اس بات پر بڑا زور تھا کہ یہاں پر ریسرچ ہوتی ہے اور ریسرچ کے لئے ہی سارا کچھ ہو رہا ہے تو یہ بتائیں کہ اس وقت ریسرچ پر خرچ ہونے والی رقم کا component کیا ہے اور چلیں اگر 9172 ایکڑ میں سے صرف 13 سو ایکڑ جو کہ تقریباً جسے ہم عام زبان میں استعمال کرتے ہیں کہ تقریباً 40 مربع کے لگ بھگ زمین بنتی ہے۔ تو اس سے صرف 14 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی ہے۔ یہ وہاں پر کیا کاشت کرتے رہے ہیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس فارم کا بہت سارا رقبہ غیر آباد ہے اور وہاں پر نہری پانی مہیا نہیں ہوتا۔ میں نے تو جو کچھ گراونڈ پر موجود ہے اس کی تفصیل بتائی ہے۔ ہم کوشش کریں گے کہ اس فارم کے رقبے کو بہتر کیا جائے تاکہ اس فارم سے بہتر پیداوار حاصل کی جا سکے۔

جناب سپیکر: جی، رانا ثناء اللہ خان!

رانا ثناء اللہ خان: جناب سپیکر! آپ دیکھیں کہ پینتیس چالیس مربع زمین ہے اور وہاں سے یہ کہہ رہے کہ صرف 14 لاکھ روپے کی آمدنی ہوئی ہے اور اس کے بعد ان کو یہ بھی نہیں پتا کہ اس فارم میں ریسرچ کے اوپر کتنا پیسا خرچ ہو رہا ہے اور ویسے کتنا خرچ ہو رہا ہے۔ یعنی اصل میں بات یہ ہو گی کہ یہ ملازمین جن کی تعداد 28 کے قریب ہے ان کو سرکاری طور پر جاگیر دار بٹھایا ہوا ہے۔ جو اس تمام رقبے کو اپنے تصرف میں لاتے ہوں گے اور ساری وہاں کی آمدنی کرپشن کی نذر ہو جاتی ہو گی تو اس کے متعلق اگر ان کو نہیں معلوم تو یہ اس بات کو admit کریں اور اس بارے میں کوئی انکوائری کمیٹی بنائیں۔۔۔

جناب سپیکر: پارلیمانی سیکرٹری صاحب اس سوال کی detail محکمہ سے لے کر آپ رانا صاحب کو بتا دیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں ابھی ان کو اس کی تفصیل بتا دیتا ہوں۔ میں نے پہلے بھی عرض کیا ہے کہ یہ بارانی رقبہ ہے اس کے اوپر as such اس طرح کی پیداوار نہیں مل رہی تو یہ تمام کی تمام رقم جو ہے وہ ریسرچ کے اوپر خرچ ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: نہیں پہلے رقبے سے آمدن ہو گی تو پھر ریسرچ پر خرچ ہو گی۔ وہ تو کہہ رہے ہیں کہ آمدن کم ہوئی ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بھی بتایا ہے کہ جو ریسرچ سٹیشن ہوتے ہیں ان سے ضروری نہیں ہے کہ اس سے زائد آمدن ہو کیونکہ یہ ایک بارانی رقبہ ہے اس لئے اس کی آمدن کم ہے۔

جناب سپیکر: یہ چونکہ بارانی رقبہ ہے اس لئے اس کی آمدن نہری رقبوں کی نسبت سے کم ہے۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! اس کو بھی آپ ملاحظہ فرمالیں کہ ان کی آمدن پچھلے پانچ سالوں میں صرف چار لاکھ روپے بڑھی ہے۔ یعنی دس لاکھ سے چودہ لاکھ روپے ہوئی ہے اور جو ان کا خرچ ہے وہ 23 سے 46 لاکھ روپے ہو گیا ہے۔ یعنی خرچہ ڈبل ہو گیا ہے اور آمدن چار لاکھ روپے بڑھی ہے۔ جب یہ سوال ان کے سامنے آیا اور یہ سارے واقعات و حالات ان کے سامنے آئے تو ان کا یہ کام تھا کہ یہ محکمے سے پوچھتے، کوئی انکوائری کرتے یا کرواتے اور وہاں پر اگر کوئی پیسے کا ضیاع ہو رہا ہے وہاں پر معاملات غلط چل رہے ہیں۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب سپیکر: آرڈر پلیز۔

رانا ثناء اللہ خان: جناب والا! نشاندہی کرنے کا مقصد تو صرف یہی ہے اگر انہوں نے یہاں پر اتنی بات کر کے بات کو ختم کر دینا ہے تو پھر اس کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ یعنی یہ تقریباً 13 سو ایکڑ زمین ہے اور اس سے 14 لاکھ کی آمدن کسی طرح سے بھی سمجھ آنے والی بات نہیں ہے۔ دوسرا یہ فرمائیں کہ ان 44 لاکھ روپے میں سے non-development خرچہ کتنا ہے اور ریسرچ کا خرچہ کتنا ہے۔ میرا خیال ہے کہ انہوں نے آمدن 14 لاکھ کی ہے اور ان کا تنخواہوں وغیرہ کا خرچہ 28 لاکھ ہو گا اور ریسرچ کے اوپر بالکل nominal سی رقم خرچ ہوئی ہو گی۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے بتایا ہے کہ یہ بارانی رقبہ ہے اگر کوئی بارش ہو جائے تو اس کی پیداوار بہتر ہو سکتی ہے اور اگر بارش نہیں ہوتی تو لامحالہ اس کی پیداوار کم ہو گی اور دوسری بات انہوں نے آمدن بڑھانے کی کی ہے تو اس کے اوپر پہلے بھی توجہ proper دی جا رہی ہے اور انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ اس کو مزید بہتر کیا جا سکے اور انہوں نے جو 44/45 لاکھ روپے کی بات کی ہے تو اس میں سے اگر 44 لاکھ روپے ہیں تو اس میں سے 22 لاکھ روپے ریسرچ کے اوپر خرچ ہو رہے ہیں۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، عباسی صاحب!

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جب یہ رقبہ اتنا زیر کاشت ہے اور بارانی ہے تو کیا انہوں نے اس رقبے کو کاشت کرنے کے لئے پانی کے وسائل کا کوئی بندوبست کیا ہے یا گورنمنٹ کے پاس ایسی کوئی سکیم ہے کہ یہ non feasible فارم پرائیویٹ سیکٹر میں دیئے جائیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس کے اوپر گورنمنٹ نے ایک ٹائم کے اوپر کوئی غور کیا تھا اور اس پر کوئی debate بھی ہوئی تھی لیکن وہ سکیم drop کر دی گئی ہے اور سر دست ایسی کوئی چیز نہیں ہے کہ ہم پرائیویٹ سیکٹر کو اس میں involve کریں۔

صاحبزادہ مزمل الرشید عباسی: جناب سپیکر! اگر گورنمنٹ کے پاس ایسی کوئی سکیم نہیں ہے تو یہ بلاوجہ کا بوجھ گورنمنٹ اپنے اوپر کیوں لے رہی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! گورنمنٹ کو کوئی شوق نہیں کہ کسی چیز کا بوجھ اپنے اوپر لگائے۔ گورنمنٹ کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ لوگوں کو جو بنیادی سہولتیں مہیا کرتی ہے، میں اپنے معزز رکن کو یہ بتانا چاہوں گا کہ اس ملک میں اگر meat کی کمی تھی تو اس پر لائیو سٹاک نے ہی ریسرچ کی ہے اور پولٹری نے meat کی کمی کو اس ملک

کے اندر پورا کیا۔ ان کا سوال یہی ہے کہ یہ فارم جو نقصان میں جا رہے ہیں تو گورنمنٹ ان کو کیوں اس طرح دیکھ رہی ہے تو اس کا جواب یہی ہے کہ لائیو سٹاک جو ہے وہ infection پر ریسرچ کر رہی ہے اور یہ ریسرچ بظاہر loss میں نظر آتا ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس فارم کا out put کیا ہوتا ہے۔ جب public اس کے benefits لیتی ہے، اس سے milk کی اور meat کی پیداوار بڑھتی ہے تو اس سے یہی حاصل ہو سکتا ہے۔ اس کے لئے اس فارم سے net amount آنے کا کوئی question نہیں ہے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! جس طرح مجھ سے قبل رانا صاحب پوچھ رہے تھے کہ 363 مربع زمین کل بنتی ہے اور اس میں قابل کاشت 52 مربع کے قریب ہے۔ ابھی پارلیمانی سیکرٹری صاحب نے فرمایا کہ گورنمنٹ کو کوئی شوق نہیں ہے کہ وہ اپنے اوپر burden لے اور ہم وہ کر رہے ہیں اور جو تفصیل آمدن اور اخراجات کی ہے تو انہوں نے وہاں پر 32 گائیاں رکھی ہوئی ہیں اور اس کے علاوہ کوئی بھینسیں رکھی ہوئی ہیں تو میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ کیا حکومت پنجاب کی اتنی مہنگی اور اتنی زیادہ زمین اگر ان کے اس مصرف میں صحیح طریقے سے نہیں آ رہی اور محکمہ اس پر کچھ نہیں کر رہا تو اس کا کوئی alternative گورنمنٹ کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! گورنمنٹ یہ کوشش کر رہی ہے کہ ایسے فارم جہاں پر رقبہ پڑا ہوا ہے، ان کو زیر کاشت لایا جائے مثال کے طور پر یہی جو فارم ہے تو اس کے اوپر گورنمنٹ نے تین ٹربائن لگائی ہیں تاکہ اس کا زیادہ رقبہ زیر کاشت لایا جا سکے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ جی، Next ہے۔ حفیظ اللہ خان صاحب!

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میرے سوال کا نمبر 7528 ہے اور جواب پڑھا ہوا تصور کیا جائے۔

جناب سپیکر: جی، جواب پڑھا ہوا تصور کیا جاتا ہے۔

ضلع بھکر، قائم ویٹرنری ہسپتالوں
اور لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر سے متعلقہ تفصیلات

*7528: جناب حفیظ اللہ خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات اور ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع بھکر میں کل کتنے ویٹرنری ہسپتال ہیں؟

(ب) لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر میں مویشیوں کی تعداد کتنی ہے؟

(ج) کتنی زمین پٹے پر دی گئی ہے جن افراد کو دی گئی ہے ان کی تفصیل بیان کریں؟

(د) اس فارم میں 2001 سے آج تک کتنے افراد کو بھرتی کیا گیا ان کے نام، عہدہ اور ڈومیسائل کی تفصیل بیان کریں؟

(ہ) لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر ضلع بھکر میں کتنی اسامیاں خالی ہیں؟

(و) ضلع بھکر میں جانوروں کی نسل کشی کے کل کتنے مراکز ہیں، تفصیل بیان کریں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع بھکر میں 10 ویٹرنری ہسپتال اور 55 ویٹرنری ڈسپنسریاں ہیں۔

(ب) لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر (205TDA) ضلع بھکر میں ریڈ سندھی نسل کی 39 گائیں، 2 بیل، 24 بچھڑے اور 32 بچھڑیاں ہیں جبکہ تھلی نسل کی 437 بھیڑیں، 11 مینڈے، 134 چھترے اور 205 چھتریاں ہیں۔

(ج) کوئی زمین پٹہ پر نہ دی گئی ہے۔

(د) اس فارم میں 2001 سے 19۔جنوری 2006 تک 2 افراد بھرتی کئے گئے ان کے نام، عہدہ اور ڈومیسائل کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام	عہدہ	ڈومیسائل
ریاض حسین	چرواہا	بھکر
محمد سرور	ٹریکٹر ڈرائیور	بھکر

(ہ) لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر ضلع بھکر میں 10 اسامیاں خالی ہیں۔

(و) ضلع بھکر میں جانوروں کی نسل کشی کے 4 مراکز اور 18 ذیلی مراکز ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام نسل کشی کے مراکز	نام نسل کشی کے ذیلی مراکز
1-	بھکر	-
2-	منکیرہ	-
3-	دلیوالہ	-
4-	کلور کوٹ	-
5-	-	حیدر آباد
6-	-	205/TDA
7-	-	67/ML
8-	-	53/TDA
9-	-	بہل
10-	-	نوانی
11-	-	دریاخان
12-	-	خانسر
13-	-	ڈگر رہتاس
14-	-	برکت والا
15-	-	پیتو
16-	-	فاضل
17-	-	جنڈانوالا
18-	-	حسن خیل والا
19-	-	پنج گرائیں
20-	-	ڈگر قریشی
21-	-	علی خیل
22-	-	کوٹ افضل

جناب سپیکر: کوئی ضمنی سوال؟

جناب حفیظ اللہ خان: میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ جز(ہ) میں فرمایا ہے کہ لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر ضلع بھکر میں 10 اسامیاں خالی ہیں تو میں پارلیمانی سیکرٹری صاحب سے پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان خالی اسامیوں پر بھرتی ہوئی تھی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! بھرتی ہو رہی ہے۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! ان پر بھرتی ہو رہی ہے۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! محکمے نے صحیح جواب نہیں دیا اور میرا وہ حلقہ ہے یہاں بھرتیاں ہوئی ہیں لیکن حکومت پنجاب نے وہ بھرتیاں کینسل کی ہیں اور وہ لوگ عدالتوں میں چلے گئے ہیں اور عدالتوں میں کیس چل رہا ہے لیکن محکمہ کو کچھ پتا نہیں اور یہاں کوئی صحیح جواب نہیں دیا جاتا۔ اس سوال کا جواب بھی صحیح نہیں دیا گیا۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے کہہ دیا ہے کہ بھرتیاں نہیں ہوئیں اور۔۔۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! وہ بھرتیاں ہوئی تھیں اور انہیں کینسل کر دیا ہے۔

جناب سپیکر: نوانی صاحب! آپ سن لیں کہ پارلیمانی سیکرٹری کیا فرما رہے ہیں۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس پر گورنمنٹ نے ایڈورٹائز کیا تھا اور لوگوں نے apply کیا تھا اور بھرتیاں کی گئی تھیں لیکن ہمیں شکایت ملی کہ وہ بھرتیاں میرٹ کے مطابق نہیں ہو سکیں اس لئے گورنمنٹ نے ان کو ختم کر دیا اور اس کے اوپر ایک کمیٹی قائم کر دی۔

جناب حفیظ اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ بنتا ہے کہ یہ بھرتیاں کب کی جائیں گی؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ گورنمنٹ اب اس کیس کو نئے سرے سے process کر رہی ہے اور جونہی یہ مکمل ہوتا ہے تو ہم اخبار میں اشتہار شائع کر رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، خان صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ بھرتیوں کے لئے درخواستیں مانگی گئیں اور بھرتیاں ہو گئیں اور پھر وہ غلط نکل آئیں اور withdraw کر لیں تو جن افسران نے یہ ساری غلط کاریاں کی ہیں تو ان کے خلاف محکمہ نے اب تک latest کیا کارروائی کی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! میرے دوست گورنمنٹ کی کسی اچھی چیز کو تو کم از کم appreciate کر دیں کہ گورنمنٹ کے نوٹس میں یہ بات لائی گئی کہ یہاں میرٹ کو ignore کیا جا رہا ہے اور اب ان کو نئے سرے سے process کیا جا رہا ہے تو گورنمنٹ نے وہ تمام چیزیں justified کر دیں اور آئندہ انشاء اللہ میرٹ پر بھرتیاں کی جائیں گی اور اگر پچھلی بھرتیوں میں کوئی شخص involved پایا گیا تو اس کے خلاف بھرپور کارروائی کی جائے گی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! یہ جو غلط بھرتیاں کی گئی ہیں ان کی date کیا ہے میرا سوال یہ نہیں ہے کہ اب تک کے عرصے میں ان کے خلاف کیا کارروائی ہوئی ہے کہ آئندہ آپ کیا کریں گے، یہ بھرتیاں جو ہوئیں یہ کب ہوئیں؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! بھرتیاں ہوئی نہیں تو میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ جب بھرتیاں ہوئی نہیں اور ابھی وہ process کے اندر تھیں تو ہمیں انفارمیشن مل گئی کہ وہاں کوئی خرابی ہو رہی ہے تو ہم نے اس process کو اسی وقت stop کر دیا۔

سید احسان اللہ وقاص: میرا ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، شاہ صاحب!

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ لائیو سٹاک فارم سرائے مہاجر ضلع بھکر کی کل کتنی زمین ہے اور یہاں پر کل کتنے ملازم ہیں اور اس زمین سے کتنی آمدنی ہوتی ہے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیو سٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ fresh

question کر دیں تو زیادہ بہتر ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ضمنی سوال ہے۔

جناب سپیکر: جی، سماں صاحب!

چودھری اعجاز احمد سماں: شکریہ۔ جناب سپیکر! جز (د) کے جواب میں انہوں نے لکھا ہے چرواہا، کتنے مال پر shepherd رکھا ہے اور ایک کتنے مال پر ہونا چاہئے؟

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! اس میں کوئی ایسا hard and fast rule نہیں ہے۔ جانوروں کی پرورش اور اس کے لحاظ سے ہی اس کی تعداد مقرر کر لی جاتی ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! مسلمہ اصول ہے کہ 100 جانوروں کے لئے ایک shepherd نہیں رکھا جا سکتا۔ یہ کہتے ہیں کہ مسلمہ اصول نہیں اس کا۔ یہ بتادیں کہ گورنمنٹ نے کیا ضابطہ کار بنا رکھا ہے کہ ایک shepherd کتنے جانوروں کے لئے چاہئے؟ جس طرح یہ طے ہے کہ دو ڈھگے مربع نہیں واسکدے بلکہ کلہ یا دو کلے واسکدے نیں۔ یہ ذرا بتادیں۔

جناب سپیکر: جی، پارلیمانی سیکرٹری برائے لائیوسٹاک!

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: جناب سپیکر! یہ کوئی specific معاملہ تو نہیں ہے۔ ضرورت کے مطابق فیصلے کئے جاتے ہیں اور اس کے لئے کوئی فارمولہ نہیں ہے۔

چودھری اعجاز احمد سماں: جناب سپیکر! ایک specific rule ہے کہ کتنے مال پر ایک shepherd ہونا چاہئے وہ بتادیں؟

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: As such کوئی specific rule نہیں ہے کہ اتنے آدمی حفاظت کے لئے ضروری ہیں لیکن overall لائیوسٹاک کا ایک فارمولہ ہے کہ 15 بھینسوں پر ایک آدمی ہوتا ہے۔ 100 بھیڑوں پر ایک آدمی ہوتا ہے اور 30 گائے پر ایک چرواہا رکھا جاتا ہے۔

جناب ارشد محمود بگو: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میں راجہ بشارت صاحب، وزیر قانون کو

مبارکباد دیتا ہوں کہ ماشاءاللہ انھوں نے پارلیمانی سیکرٹری خالد صاحب کی خوب رہنمائی فرمائی ہے۔ راجہ صاحب سارے سوالات میں ان کو dictate کرتے رہے ہیں۔ میں ان کو مبارکباد دیتا ہوں کہ انھوں نے بڑا اچھا شاگرد پیدا کیا ہے۔

جناب سپیکر: شکریہ۔ اب وقفہ سوالات ختم ہوتا ہے۔

پارلیمانی سیکرٹری برائے امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ: میں بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھتا ہوں۔

جناب سپیکر: بقیہ سوالات کے جوابات ایوان کی میز پر رکھ دیئے گئے ہیں۔

نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات
(جو ایوان کی میز پر رکھے گئے)
سال 2003 تا حال، محکمہ کو عطیہ میں ملنے والی گاڑیاں اور استعمال سے متعلقہ تفصیل

***6567: ملک اصغر علی قیصر:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے آج تک محکمہ کو کن کن ممالک اور فلاحی اداروں نے کتنی گاڑیاں کس کس ماڈل اور کمپنی کی donate کی ہیں؟

(ب) یہ گاڑیاں اب کن کن افسران اور دفاتر میں زیر استعمال ہیں ان افسران اور دفاتر کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

(ج) سال 2003 سے آج تک ان گاڑیوں کی مرمت اور پٹرول پر کتنی رقم خرچ ہوئی ہے، نیز ان گاڑیوں میں کتنی گاڑیاں خراب ہو چکی ہیں یا حادثہ کی وجہ سے ناکارہ ہو چکی ہیں ان کے نمبر اور یہ گاڑیاں جن افسران کے زیر استعمال تھیں، ان کے نام، عہدہ، گریڈ اور تعیناتی کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) سال 2003 سے آج تک محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کو کسی ملک اور فلاحی ادارے نے کوئی گاڑی کسی بھی ماڈل اور کمپنی کی donate نہ کی ہے۔

(ب) متعلقہ نہیں ہے۔

(ج) متعلقہ نہیں ہے۔

سال 2003 تا حال، محکمہ لائیو سٹاک کے لئے خرید کردہ ادویات سے متعلقہ تفصیلات

*7317: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سال 2003 سے آج تک کتنی مالیت کی کون کون سی ادویات کن کن پارٹیوں، فرموں، اداروں اور ملکوں سے جانوروں کے علاج و معالجہ کے لئے خرید کی گئیں؟

(ب) اگر ان ادویات کی خرید کے لئے کوئی کمیٹی تشکیل دی گئی تو اس کمیٹی میں شامل ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل بیان فرمائیں؟

(ج) اگر ان ادویات کی خرید کے لئے اخبار میں تشہیر کی گئی تو ان کے نام اور ان کو کتنی رقم ادا کی گئی تھی نیز ان میں سے کتنے ملکی اور کتنے غیر ملکی اخبار ہیں؟

(د) ادویات کی سپلائی کے لئے کس کس فرم، پارٹی، اداروں اور ملکوں نے ٹینڈر کتنی مالیت میں جمع کروائے کیا سپلائی کے لئے سب سے کم بولی دینے والی پارٹی کو آرڈر دیا گیا؟

(ہ) اگر ان خرید کردہ ادویات کی چیکنگ کے لئے کسی لیبارٹری سے ٹیسٹ کروایا گیا تھا تو اس کی تفصیل بیان فرمائیں؟

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) سال 2003 سے آج تک جتنی مالیت کی جو جو ادویات جن جن پارٹیوں، فرموں، اداروں اور ملکوں سے جانوروں کے علاج و معالجہ کے لئے خرید کی گئیں ان کی تفصیل ضمیمہ الف ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) ادویات کی خرید کے لئے تشکیل دی گئی کمیٹیوں کے ممبران کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) ان ادویات کی خرید کے لئے جن اخباروں میں تشہیر کی گئی ان کے نام، ان کو جتنی رقم ادا کی گئی اور ان میں سے جتنے ملکی اور جتنے غیر ملکی اخبار ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ج)

ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(د) ادویات کی سپلائی کے لئے جن فرموں، پارٹیوں، اداروں اور ملکوں نے ٹینڈر جتنی مالیت میں جمع کروائے۔ان کی تفصیل ضمیمہ (د) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔ہاں! سپلائی کے لئے سب سے کم بولی دینے والی پارٹی کو آرڈر دیا گیا۔

(ہ) ان خرید کردہ ادویات کی چیکنگ کے جن لیبارٹریوں سے ٹیسٹ کروائے گئے ان کی تفصیل ضمیمہ (ہ) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور۔ محکمہ کے سٹاف، فنڈز اور فراہم کردہ سہولیات کی تفصیل

*7735: جناب سمیع اللہ خان: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) اس وقت ضلع لاہور میں محکمہ ہذا کے تحت کیا کیا کام ہو رہا ہے کیا سہولیات فراہم کی جا رہی ہیں؟

(ب) سکیل وار عملہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) سال 2004 اور 2005 میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے تحت جانوروں کا علاج معالجہ اور حفاظتی ٹیکہ جات لگائے جا رہے ہیں۔ جانوروں میں مصنوعی نسل کشی کے اعلیٰ نسل کے ٹیکہ جات کئے جا رہے ہیں۔پولٹری پرندگان کی بروقت تشخیص کے لئے لیبارٹری قائم کی گئی ہے اور پولٹری فارمرز کو تشخیص کے علاوہ ان کے فارمز پر فنی مشاورت فراہم کی جاتی ہے۔ گورنر پنجاب کی ہدایت کے تحت دیہی بے روزگار نوجوانوں کو روزگار فراہم کرنے کے لئے ولیج ویٹرنری ورکرز کی تربیت دی جا رہی ہے۔وزیر اعلیٰ پنجاب کے خود روزگار پروگرام کے تحت کمرشل بنیادوں پر بھیڑ، بکریوں اور مرغیوں کے فارموں کے علاوہ کٹڑے اور بچھڑے فربہ کرنے اور دودھ کی پیداوار میں اضافے کے لئے ضلع لاہور میں شرائط پر قرضہ جات حاصل کرنے کے لئے ان کو فزیبلٹی رپورٹ اور تکنیکی مشاورت

فراہم کی جارہی ہیں۔اس کے علاوہ محکمہ کی قائم کردہ ہیلپ لائن کے ذریعے لائیوسٹاک کے ماہرین فارمرز کی فنی ومشاورت ورہنمائی کے لئے مفت مشورہ جات فراہم کر رہے ہیں۔

(ب) ضلع لاہور میں سکیل وار عملہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام عہدہ	سکیل	تعداد
1۔	ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر	18	1
2۔	ڈپٹی ڈسٹرکٹ لائیوسٹاک آفیسر	18	3
3۔	سینئر ویٹرنری آفیسر	18	1
4۔	ویٹرنری آفیسر	17	52
5۔	ایڈمن آفیسر	16	1
6۔	سپرنٹنڈنٹ	16	1
7۔	سٹینوگرافر	12	1
8۔	اسسٹنٹ	11	5
9۔	اے۔آئی۔ سپروائزر	10	5
10۔	سینئر کلرک	07	7
11۔	اے۔آئی۔ ٹیکنیشن	6	15
12۔	ویٹرنری اسسٹنٹ	6	59
13۔	لیب اسسٹنٹ	6	2
14۔	فیلڈ سیمپلر	5	2
15۔	جونیئر کلرک	5	10
16۔	ڈرائیور	4	2
17۔	دفتری	2	1
18۔	نائب قاصد	1	5
19۔	چوکیدار	1	13
20۔	ہیلپر	1	1
21۔	سینٹری ورکر	1	8
22۔	کیٹل اٹنڈنٹ	1	4
23۔	لیب اٹنڈنٹ	1	2

(ج) سال 2004-05 میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔	تنخواہ والاؤنس برائے عملہ	48,05,974/- روپے
2۔	بجٹ برائے مرمت ہسپتال وغیرہ	20,00,000/- روپے
3۔	دیگر اخراجات	
(I)	الاؤنس برائے آمدورفت	1,50,000/- روپے
(II)	بجٹ برائے ادویات واوزارات	31,00,000/- روپے
	میزان	1,00,55,974/- روپے

پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی اور تحقیقی کاموں سے متعلقہ تفصیل

*7854: شیخ تنویر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کب کتنے رقبہ پر قائم کیا گیا تھا؟

(ب) اس وقت اس میں کن کن پرندوں اور جانوروں پر ریسرچ کی جاتی ہے؟

(ج) اس وقت اس سنٹر میں کون کون سے جانور / پرندے ریسرچ کے لئے رکھے گئے ہیں؟

(د) مرغیوں کی مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے اس ریسرچ سنٹر نے پچھلے دو سال کے دوران جو جو اقدامات کئے ہیں، ان کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) مرغیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے یہ سنٹر کیا اقدامات اٹھا رہا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی 1975 میں ایک ڈویلپمنٹ سکیم کے تحت پولٹری ڈویلپمنٹ سنٹر، پنجاب راولپنڈی کے نام سے قائم کیا گیا بعد میں اس کا نام ڈائریکٹوریٹ پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، پنجاب، راولپنڈی رکھا گیا اس کا کل رقبہ 7 ایکڑ ہے۔

(ب) اس وقت پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں کمرشل بریڈ (نک چک)، فیومی اور دیسی پرندوں پر ریسرچ ہو رہی ہے۔

(ج) اس وقت پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں کمرشل بریڈ (نک چک)، فیومی اور دیسی پرندے ریسرچ کے لئے رکھے گئے۔

(د) مرغیوں کی مختلف بیماریوں کے علاج کے لئے پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی نے پچھلے دو سالوں (05-2004&04-2003) کے دوران جو جو اقدامات کئے ہیں، ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	اقدامات	تعداد
1۔	تشخیص امراض کے لئے مرغیوں کا پوسٹ مارٹم معائنہ	24958
2۔	جراثیم کی افزائش کا معائنہ	15175
3۔	متفرق معائنہ جات (بائیو کیمیکل ٹیسٹ)	14269
4۔	مختلف انٹی بائیوٹک ادویات کے لئے اثر پذیری کا معائنہ	19163
5۔	مائیکو پلازمہ معائنہ جات	4220
6۔	رانی کھیت کے لئے قوت مدافعت کا معائنہ	7236
7۔	گھریلو مرغبانی کے لئے مفت ادویات کی فراہمی	1056
8۔	آب قلب (انگارہ) کی بیماری کے لئے ویکسین کی فراہمی	1.996 ملین ڈوزز
9۔	مرغیوں میں انفلوائنزا کی بیماری کے لئے قوت مدافعت کا معائنہ	7432

فیلڈ ویٹرنری/ پیرا ویٹرنری اور مرغبان حضرات کے لئے تربیتی کورسز اور سیمینار کا انعقاد کیا گیا۔

(ہ) مرغیوں کی پیداوار بڑھانے کے لئے پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ، راولپنڈی نے جو اقدامات اٹھائے ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں سٹاف اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*7855 شیخ تنویر احمد: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کی سال 04-2003 اور 05-2004 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ب) اس وقت اس ریسرچ سنٹر پر کام کرنے والے ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس ریسرچ سنٹر میں کتنی گاڑیاں ہیں اور یہ کن کن کے زیر استعمال ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی کی سال 04-2003 اور 05-2004 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	آمدن (ملین روپے)	خرچ (ملین روپے)
2003-04	14.18	56.71
2004-05	18.63	62.69

(ب) اس وقت پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں جتنی گاڑیاں اور جن کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) پولٹری ریسرچ انسٹیٹیوٹ راولپنڈی میں جتنی گاڑیاں اور جن کے زیر استعمال ہیں ان کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ویٹرنری ہسپتال حویلی لکھا کا سٹاف اور کارکردگی کی تفصیل

*7944: محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں ویٹرنری ہسپتال میں اس وقت کتنا سٹاف ہے اور موجودہ سٹاف اتنے بڑے علاقے کو کس طرح ہینڈل کر رہا ہے، اتنے بڑے علاقے کو کنٹرول کرنے کے لئے متعلقہ انتظامیہ مزید کیا اقدامات اٹھا رہی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

سول ویٹرنری ہسپتال حویلی لکھا (اوکاڑہ) میں اس وقت سٹاف کی تعداد 6 ہے جبکہ اس ہسپتال کے ملحقہ علاقے میں موجود سول ویٹرنری ڈسپنسریوں میں تعینات ویٹرنری سٹاف جانوروں کے علاج معالجہ اور vaccination کی سہولیات فراہم کر رہا ہے۔

حکومت پنجاب کی طرف سے ایک پراجیکٹ سپورٹ سروسز برائے لائیوسٹاک فارمرز ضلع اوکاڑہ میں لانچ کیا گیا ہے اس پراجیکٹ کے تحت ہر یونین کونسل میں ایک ویٹرنری ڈسپنسری قائم کی گئی ہے اور سٹاف کی تعیناتی بھی مکمل ہو چکی ہے جس سے پورے علاقے میں ویٹرنری سروسز جانوروں کے علاج معالجہ اور vaccination کی سہولیات میں بہت بہتری آئے گی۔

پی پی۔104 گوجرانوالہ میں قائم ویٹرنری ہاسپٹلز و دیگر تفصیلات

*8071: چودھری اعجاز احمد سماں: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) حلقہ پی پی۔104 گوجرانوالہ میں قائم ہسپتال مویشی بتائے جائیں اور ان کا رقبہ کتنا ہے؟

(ب) کس کس ہسپتال میں نسل کشی کی سہولتیں میسر ہیں؟

(ج) کس کس ہسپتال میں Horse Breeding اب نہ ہو رہی ہے وجہ بتائی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) حلقہ پی پی۔104 گوجرانوالہ میں قائم مویشی ہسپتال اور ان کا رقبہ درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ہسپتال	رقبہ (کنال)
1۔	ویٹرنری ہسپتال وزیرآباد	13.4
2۔	ویٹرنری ہسپتال دھونکل	2
3۔	ویٹرنری ہسپتال جوڑاسیاں	4
4۔	ویٹرنری ہسپتال سوہدرہ	3
5۔	ویٹرنری ہسپتال بہرام	4

(ب) حلقہ پی پی۔104 کے تمام ویٹرنری ہسپتالوں میں نسل کشی کی سہولتیں میسر ہیں۔

(ج) گوجرانوالہ کے کسی ہسپتال میں بھی Horse Breeding نہیں ہو رہی ہے پہلے ضلع کو نسل گھوڑے خریدنے کے لئے بجٹ مختص کرتی تھی لیکن اب ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اس کے لئے کوئی بجٹ مختص نہیں کرتی ہے اس لئے ہسپتالوں میں ہارس بریڈنگ نہیں ہو رہی ہے۔

بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں مویشی فارمز سے متعلقہ تفصیلات

*8180: ملک محمد اقبال چنڑ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) بہاولپور، رحیم یار خان اور بہاولنگر میں محکمہ کے کتنے فارم کس کس جگہ اور کتنے کتنے رقبہ پر ہیں تفصیل فارم وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان فارموں پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں، تفصیل فارم وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان فارموں کی سال 05-2004 اور 06-2005 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(د) ان فارموں کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے ان ناجائز قابضین کے نام، پتاجات اور جگہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے ضلع بہاولنگر میں ایک اور ضلع بہاولپور میں دو گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارمز ہیں جبکہ ضلع رحیم یار خان میں محکمہ کا کوئی لائیو سٹاک فارم نہ ہے ان فارموں کے نام، جگہ اور رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام / جگہ	رقبہ (ایکڑ)
1۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم چک کٹورہ (حاصل پور) بہاولپور	1304
2۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم جوگیت پیر ضلع بہاولپور	5200
3۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم ہارون آباد ضلع بہاولپور	627.5

(ب) ان فارموں پر جو مویشی رکھے گئے ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام فارم	نیلی راوی بھینسیں	ٹیڈی بکریاں	سپلی بھیڑیں	چولستانی گائے	بچی بھیڑیں
1۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم چک کٹورہ	622	558	-	-	-
2۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم جوگیت پیر	-	-	-	357	639
3۔	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک	305	-	511	-	-

(ج) ان فارموں کی سال 05-2004 اور 06-2005 (اپریل) کی آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فارم	سال	آمدن (روپے)	خرچ (روپے)
1	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم کٹورہ	2004-05	1,32,24,234/-	1,31,21,999/-
		2005-06 (اپریل 2006)	17,24,542/-	1,06,10,923/-
2	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک جوگیت پیر	2004-05	53,14,000/-	1,21,58,812/-
		2005-06 (اپریل 2006)	21,63,668/-	92,34,209/-

3	گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم ہارون آباد	2004-05	61,02,908/-	97,50,375/-
		2005-06 (اپریل2006)	51,24,328/-	62,73,068/-

(د) گورنمنٹ تجرباتی لائیو سٹاک فارم چک کٹورہ اور ہارون آباد پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے تاہم جوگیت پیر فارم پر خادم حسین ولد اللہ رکھا بلوچ تحصیل خیر پور ٹامیوالی موضع جوگیت پیر ضلع بہاولپور نے فارم کی 25 ایکڑ زمین پر ناجائز قبضہ کر رکھا ہے جس کا کیس ای۔ڈی۔او (ریونیو) کی عدالت میں زیر سماعت ہے۔

ضلع جھنگ میں محکمہ کے فارمز سے متعلقہ تفصیلات

*8191: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جھنگ میں محکمہ کے کتنے فارم ہیں اور یہ کس کس جگہ کتنے کتنے رقبہ پر ہیں، تفصیل فارم وار فراہم کی جائے؟

(ب) ان فارموں پر کون کون سے مویشی رکھے گئے ہیں تفصیل فارم وار فراہم کی جائے؟

(ج) ان فارموں میں سے کتنے ریسرچ سنٹر ہیں؟

(د) ان فارموں کی سال 2004-05 اور 2005-06 کی آمدن اور خرچ کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان فارموں کی کتنی اراضی ناجائز قابضین کے پاس ہے ان ناجائز قابضین کے نام، پتاجات اور جگہ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع جھنگ میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ کے دو فارم ہیں ان کے نام، جگہ اور رقبہ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام / جگہ	رقبہ
1۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں کوٹ امیر شاہ تحصیل چنیوٹ ضلع جھنگ	198 ایکڑ
2۔	گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں شاہ جیونہ تحصیل و ضلع جھنگ	597 ایکڑ

(ب) ان فارموں پر کوئی سرکاری جانور نہیں ہے کیونکہ ساری زمین مزارعین کے پاس ہے تاہم کوٹ امیر شاہ فارم پر مزارعین کے پاس98 گائیں اور169 بھینسیں ہیں جبکہ شاہ جیونہ فارم پر مزارعین کے پاس64 گائیں،148 بھینسیں،143 بھیڑیں اور45 بکریاں ہیں۔

(ج) ان فارموں پر کوئی ریسرچ سنٹر نہیں ہے۔

(د) ان فارموں کی آمدن اور خرچ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نام فارم	سال	آمدن(روپے)	خرچ(روپے)
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں	2004-05	5,19,000/-	6,15,179/-
کوٹ امیر شاہ	2005-06 (اپریل2006)	1,84,682/-	6,34,526/-
گورنمنٹ تجرباتی فارم مویشیاں	2004-05	16,18,000/-	11,24,464/-
	2005-06 (اپریل2006)	9,44,390/-	11,13,297/-

(ہ) ان فارموں پر کوئی ناجائز قابض نہ ہے۔

سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد سے متعلقہ تفصیل

*8234: سید حسن مرتضیٰ: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد ساہیوال کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا؟

(ب) اس فارم کے زیر استعمال کتنا رقبہ ہے اور کتنا ناجائز قابضین کے پاس ہے، ناجائز قابضین کے نام اور رقبہ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) اس فارم پر کون کون سے جانور رکھے گئے ہیں؟

(د) اس فارم کی اراضی پر کون کون سی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں؟

(ہ) اس فارم سے کن کن جانوروں کا مادہ تولید حاصل کیا جاتا ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد ساہیوال285 ایکڑ رقبے پر قائم ہوا تھا۔

(ب) اس فارم پر205 ایکڑ زیر کاشت رقبہ ہے اور باقی ماندہ رقبہ پر ایڈمن بلاک، دفاتر، رہائشی کالونی، جانوروں کے شیڈ، سٹور، سڑکیں، سرکاری کھال، راجباہ اور جنگلات ہیں۔ اس

فارم کے رقبہ پر کوئی بھی ناجائز قابضین نہ ہیں۔

(ج) اس فارم پر نیلی راوی، ساہیوال اور کراس بریڈ کے نر جانور رکھے گئے ہیں۔

(د) اس فارم کی اراضی پر زیادہ تر سبز چارہ، برسیم، جئی، مکئی، سور گھم، گنا اور سدا بہار کی فصلیں کاشت کی جاتی ہیں۔

(ہ) اس فارم سے نیلی راوی، ساہیوال اور کراس بریڈ کے نر جانوروں کا مادہ تولید حاصل کیا جاتا ہے۔

پی پی-189 اوکاڑہ-ویٹرنری ہسپتالوں اور ڈسپنسریوں سے متعلقہ تفصیلات

*8345: میاں محمد اصغر: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈیو یلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پی پی-189 اوکاڑہ میں کتنے ویٹرنری ہسپتال اور ڈسپنسریاں کس کس جگہ کام کر رہی ہیں؟

(ب) یکم جنوری 2003 سے آج تک اس حلقہ میں کون کون سی نئی ڈسپنسریاں بنائی گئیں، ان کے نام، تخمینہ لاگت اور ٹھیکیدار کے نام کی تفصیل دی جائے؟

(ج) جو نئی ڈسپنسریاں تعمیر کی گئی ہیں یا کی جا رہی ہیں کیا حکومت ان میں استعمال ہونے والے میٹریل کی چیکنگ کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی کیا وجوہات ہیں؟

(د) کتنی ڈسپنسریوں کی عمارات ناقص میٹریل کے استعمال کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں ان کے ذمہ دار محکمہ کے کون کون سے ملازمین اور ٹھیکیدار ہیں اور ان کے خلاف حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) پی پی-189 اوکاڑہ میں اس وقت ایک ویٹرنری ہسپتال گوگیرہ اور تین ویٹرنری ڈسپنسریاں جو کہ برج جیویخان اور R-48/3 کام کر رہی ہیں۔

(ب) یکم جنوری 2003 سے مئی 2006 تک سپورٹ سروسز پراجیکٹ برائے لائیو سٹاک فارمرز کے تحت اس حلقہ میں جو نئی ڈسپنسریاں زیر تعمیر ہیں ان کے نام، تخمینہ لاگت

اور ٹھیکیداروں کے ناموں کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام ویٹرنری ڈسپنسری	رقم تخمینہ (روپے)	نام ٹھیکیدار
1۔	45/G.D	6,73,000/-	محمد ارشد
2۔	اکبر	6,73,000/-	اسلم طور
3۔	برج جیوےخان	6,73,000/-	رانا عتیق انور
4۔	48/3.R	6,73,000/-	محمد ارشد
5۔	40/3-R	6,73,000/-	محمد عباس
6۔	فتح پور	6,73,000/-	محمد موسیٰ بھٹی
7۔	جبوکہ	6,73,000/-	مرزا محمد لطیف
8۔	بی بی پور	6,73,000/-	سلام خان
9۔	20/G.D	6,73,000/-	برہان خان
10۔	مردانی	6,73,000/-	راؤ عبدالستار

(ج) ڈسٹرکٹ گورنمنٹ اوکاڑہ تمام نئی تعمیر شدہ ویٹرنری ڈسپنسریوں کے میٹریل کو فرداً فرداً چیک کروا رہی ہے۔

(د) نئی ڈسپنسریاں ابھی محکمہ بلڈنگ کے زیر نگرانی تعمیر ہو رہی ہیں ان کی عمارات مکمل نہیں ہوئیں اور نہ ہی محکمہ لائیوسٹاک کے حوالے کی گئی ہیں۔

جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ خانیوال۔ملازمین اور سرکاری رہائش گاہوں سے متعلقہ تفصیلات

*8347: مخدوم سید محمد مختار حسین: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ (خانیوال) میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل دی جائے؟

(ب) ان میں سے جن ملازمین کو حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش فراہم کی گئی ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(ج) جن ملازمین کو یہ سرکاری رہائش گاہیں الاٹ کی گئی ہیں ان کی request پر الاٹ ہوئی ہیں یا محکمہ نے خود الاٹ کی ہیں؟

(د) ان رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار کیا ہے؟

(ہ) کیا کسی ملازم کو بغیر request کے الاٹمنٹ کی جا سکتی ہے اگر ہاں تو کس قاعدہ اور قانون کے تحت؟

(و) اگر کوئی رہائش گاہ خستہ اور ناقابل استعمال ہے تو ان کے الاٹی ملازم کون ہیں اور ان کو رہائش گاہیں الاٹ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ز) کیا حکومت ناقابل استعمال سرکاری رہائش گاہیں فوری طور پر خالی کروانے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ (خانیوال) میں تعینات ملازمین کے نام، عہدہ، گریڈ اور اس جگہ عرصہ تعیناتی کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جہانگیر آباد فارم پر جن ملازمین کو حکومت کی طرف سے سرکاری رہائش فراہم کی گئی ہیں۔ ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) تمام ملازمین کو یہ سرکاری رہائش گاہیں ان کی request پر الاٹ کی گئی ہیں۔

(د) ان رہائش گاہوں کی الاٹمنٹ کا طریق کار یہ ہے کہ ملازمین آفیسر مجاز کو درخواست دیتے ہیں درخواست کی منظوری کے بعد رہائش الاٹ کر دی جاتی ہے۔

(ہ) کسی بھی ملازم کو اس کی request کے بغیر الاٹمنٹ نہیں کی جاتی۔

(و) فارم پر کوئی بھی رہائش گاہ خستہ اور ناقابل استعمال نہ ہے۔

(ز) فارم پر کوئی بھی رہائش گاہ خستہ اور ناقابل استعمال نہ ہے۔

ضلع خانیوال میں قائم مویشی فارموں، سٹاف اور آمدن و خرچ کی تفصیل

*8348: **مخدوم سید محمد مختار حسین:** کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع خانیوال میں کتنے مویشی فارم کس کس جگہ ہیں؟

(ب) یہ فارم کتنے رقبہ پر قائم ہوئے تھے، اس وقت ان کے زیر قبضہ زمین کی تفصیل فارم وار فراہم کی جائے؟

(ج) جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ اور اللہ داد فارم جہانیاں کتنے رقبہ پر مشتمل ہیں، ان میں کون کون سے مویشی ہیں؟

(د) ان دونوں فارموں کی سال 04-2003، 05-2004 اور 06-2005 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل دی جائے؟

(ہ) ان فارموں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع خانیوال میں محکمہ لائیو سٹاک کے تین مویشی فارم گورنمنٹ تجرباتی فارم اللہ داد، جہانگیر آباد اور درکھانہ ہیں۔

(ب) ان فارموں کے رقبے اور زیر قبضہ زمین کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فارم	کل رقبہ (ایکڑ)	خود کاشت	زیر قبضہ زمین (ایکڑ) ناقابل کاشت، سڑکیں / عمارات وغیرہ	مزارعین
1	گورنمنٹ تجرباتی فارم اللہ داد	2116	418	379	1319
2	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد	3373	1269	325	1779
3	گورنمنٹ تجرباتی فارم درکھانہ	2810	ـ	240	2570

(ج) جہانگیر آباد فارم کچا کھوہ اور اللہ داد فارم جہانیاں کے رقبے اور ان پر رکھے گئے مویشیوں کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

نمبر شمار	نام فارم	کل رقبہ (ایکڑ)	مویشی
1	گورنمنٹ تجرباتی فارم اللہ داد	2116	لوہی بھیڑیں، بیتل بکریاں
2	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد	3373	ساہیوال گائے، حصار ڈیل اور لوہی بھیڑیں

(د) جہانگیر آباد اور اللہ داد فارموں کی سال 04-2003، 05-2004 اور 06-2005 کی آمدن اور اخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

نمبر شمار	نام فارم	سال 2003-04	سال 2004-05	سال 2005-06 (مئی 2006)
1	گورنمنٹ تجرباتی فارم اللہ داد آمدن (ملین روپے)	5.086	5.249	5.241
	اخراجات (ملین روپے)	4.361	6.243	4.989
2	گورنمنٹ تجرباتی فارم جہانگیر آباد آمدن (ملین روپے)	14.973	16.820	19.099
	اخراجات (ملین روپے)	19.015	21.565	21.984

(ہ) ان فارموں پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

صوبہ میں برڈ فلو اور اس سے ہونے والے نقصانات سے متعلقہ تفصیلات

*8391: جناب ارشد محمود بگو: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) صوبہ میں آج تک برڈ فلو کی جن جن پولٹری فارموں میں تصدیق ہوئی ہے ان کی ضلع وار لسٹ فراہم کریں؟

(ب) یکم جنوری 2006 سے آج تک برڈ فلو کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری کے نقصان کا کتنا اندازہ حکومت نے لگایا ہے؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ برڈ فلو کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری تباہ ہو چکی ہے؟

(د) کیا حکومت پولٹری فارم مالکان کے قرضہ جات معاف کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) صوبہ میں 18- جولائی 2006 تک برڈ فلو کی جن جن پولٹری فارموں میں تصدیق ہوئی ہے ان کی ضلع وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یکم جنوری 2006 سے 18- جولائی 2006 تک برڈ فلو کی وجہ سے مرغیوں کی اموات کی وجہ سے صوبہ پنجاب میں تقریباً دس کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے جبکہ پوری پولٹری انڈسٹری کو تقریباً 10- ارب روپے کا نقصان ہوا ہے۔

(ج) یہ درست نہ ہے کہ برڈ فلو کی وجہ سے پولٹری انڈسٹری تباہ ہو چکی ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ صوبہ پنجاب میں 16,727 پولٹری فارموں میں سے صرف 12 فارمز برڈ فلو سے متاثر ہوئے ہیں جن فارمر حضرات نے بائیو سکیورٹی اور vaccination پروگرام کا خاص خیال رکھا وہاں برڈ فلو کے واقعات نمودار نہیں ہوئے تاہم پولٹری کے مارکیٹ ریٹس کم ہونے کی وجہ سے پولٹری فارمز کو کافی نقصان ہوا۔

(د) پولٹری فارم مالکان کے قرضہ جات معاف کرنے کا کوئی موضوع زیر بحث نہیں ہے تاہم حکومت نے برڈ فلو سے متاثر پولٹری فارمرز کے نقصان کی تلافی کے لئے ڈائریکٹر جنرل ریسرچ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب لاہور کی سربراہی میں ایک کمیٹی تشکیل دے دی ہے جس کی سفارشات پر پولٹری فارمرز کے نقصان کا ازالہ کیا جائے گا۔

مویشی فارم رکھ ڈیرہ چاہل لاہور سے متعلقہ تفصیلات

*8423: حاجی محمد اعجاز۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) مویشی فارم رکھ ڈیرہ چاہل لاہور کب، کتنے رقبہ پر قائم ہوا تھا اور اس وقت اس کا کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ کن کن لوگوں کو الاٹ یا ٹھیکہ پر دیا گیا ہے یا ناجائز قبضہ لوگوں نے کر رکھا ہے؟

(ج) اس فارم پر رکھے گئے مویشیوں کی تفصیل دی جائے؟

(د) اس فارم پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ بیان فرمائیں؟

(ہ) اس فارم کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل دی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) گورنمنٹ تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل 1980 میں 705 ایکڑ پر قائم کیا گیا تھا موجودہ رقبہ بھی 705 ایکڑ ہے۔

(ب) گورنمنٹ تجرباتی فارم رکھ ڈیرہ چاہل کے کل رقبہ میں سے 150 ایکڑ رقبہ نایاب فیصل آباد کو لیز پر دیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی کو کوئی رقبہ ٹھیکہ پر نہیں دیا گیا اور نہ ہی کوئی ناجائز قابض ہے۔

(ج) اس فارم پر رکھے گئے جانوروں کی تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

نیلی راوی بھینسیں	229
دوغلی نسل کی گائیں	183

(د) اس فارم پر تعینات ملازمین کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) اس فارم کے سال 05-2004 اور 06-2005 کے اخراجات اور آمدن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال	خرچہ (روپے)	آمدن (روپے)
2004-05	1,26,56,367/-	54,41,849/-
2005-06	1,22,72,777/-	72,32,601/-

بہاولپور۔ ویٹرنری ہسپتال کی شہر سے باہر منتقلی

*8552: محترمہ پروین مسعود بھٹی۔ کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور میں ویٹرنری ہسپتال شہر کے وسط اور سبزی منڈی کے بالکل ساتھ ہونے کی وجہ سے دیہی آبادی کے لوگوں کو مویشیوں کے علاج معالجہ کے لئے شدید مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے اور مویشیوں کی نقل و حرکت کے لئے بہت دشواری ہوتی ہے؟

(ب) کیا حکومت ماحول کو آلودگی سے بچانے اور دیہی عوام کی سہولت کی خاطر اس ویٹرنری ہسپتال کو شہر سے باہر منتقل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ شفاخانہ حیوانات بہاولپور شہر کے وسط میں واقع ہے بلکہ یہ شہر کے شمالی حصے میں واقع ہے دیہی آبادی کے لوگوں کو مویشیوں کے علاج معالجہ کی سہولت یونین کونسل سطح پر مہیا کی جا رہی ہے۔ شہر کے ارد گرد کے لوگوں کو علاج معالجہ کی سہولت میں کوئی دشواری نہیں ہے۔ شہر کے علاقے میں پائے جانے والے جانوروں کی نقل و حرکت میں کوئی دشواری پیش نظر نہیں آ رہی ہے کیونکہ شہر کے جانور شور و غل کے عادی ہوتے ہیں اس کے علاوہ جانور تو جانور ہوتا ہے اسے قابو کرنا پڑتا ہے اور ہسپتال شہر میں ہونے کی وجہ سے شہر کے چاروں اطراف سے آنے والے لوگوں کو یکساں سہولت میسر ہے۔

(ب) شفاخانہ حیوانات بہاولپور کا ماحول کی آلودگی سے واسطہ نہ ہے کیونکہ مویشی الغرض علاج معالجہ ہسپتال میں لائے جاتے ہیں اور اسی وقت واپس چلے جاتے ہیں جہاں تک دیہی

عوام کی سہولت کا تعلق ہے شہر کے چاروں اطراف سے آنے والوں کو یکساں سفر کرنا پڑتا ہے اور اگر ہسپتال شہر سے باہر ایک طرف منتقل کر دیا جائے تو دوسری جانب سے آنے والے لوگوں کو پریشانی کا سامنا کرنا پڑے گا ہسپتال شہر کے باہر منتقل کرنا نہ تو درست ہوگا اور نہ ہی عوام کے مفاد میں ہوگا۔

ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ لاہور۔بجٹ،ادویات اور ریسرچ سے متعلقہ تفصیل

*8564: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ لاہور میں جانوروں کی کن کن بیماریوں کے علاج کے لئے ادویات تیار کی جاتی ہیں؟

(ب) گزشتہ تین مالی سالوں میں اس انسٹیٹیوٹ کا بجٹ کتنا تھا اور مالی سال 2006-07 کے لئے کتنا بجٹ مختص کیا گیا ہے؟

(ج) گزشتہ پانچ مالی سالوں میں ریسرچ کے لئے کتنی رقوم مختص کی گئیں اور کتنی نئی ادویات تیار کی گئیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ویٹرنری ریسرچ انسٹیٹیوٹ غازی روڈ لاہور میں جانوروں کے علاج کے لئے ادویات نہیں تیار کی جاتیں بلکہ جانوروں کی مختلف بیماریوں کی تشخیص کی جاتی ہے اور ان سے بچاؤ کے لئے حفاظتی ویکسین تیار کی جاتی ہیں جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) گزشتہ تین مالی سالوں میں اس انسٹیٹیوٹ کا بجٹ اور مالی سال 2006-07 کے بجٹ کی تفصیل (روپے میں) درج ذیل ہے۔

2006-07	2005-06	2004-05	2003-04
7,63,83,000	6,27,86,000	5,62,42,000	52,41,800

(ج) گزشتہ پانچ مالی سالوں میں ریسرچ کے لئے جتنی رقوم مختص کی گئیں اور جو نئی حفاظتی ویکسین تیار کی گئیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:

2001-02	2002-03	2003-04	2004-05	2005-06
29,77,000	67,82,000	71,41,000	75,24,000	55,10,000

نمبر شمار	نام ویکسین
1-	پی پی آر (Peste Despetits Rumenant)
2-	برڈ فلو (Bird Flu H5 N1)
3-	گمبورو (Infectious Bursal Disease I.B.D)
4-	(دیسی مرغیوں کے لئے رانی کھیت کی ویکسین (Nescastle Disease) (Vaccine, Scavenger for rural poultry)

ضلع قصور۔ ویٹرنری ڈسپنسریوں، ادویات اور علاج معالجہ سے متعلقہ تفصیل

*8565: سردار پرویز حسن نکئی: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ضلع قصور میں جنوری 2005 سے آج تک کتنے جانوروں کا علاج کیا گیا؟

(ب) ادویات کی مد میں کتنی رقم رکھی گئی اور کتنی خرچ کی گئی؟

(ج) ضلع میں اس وقت کل کتنی ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں اور مزید کتنی ڈسپنسریاں کب تک کہاں کہاں قائم کرنے کا ارادہ ہے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) ضلع قصور میں جنوری 2005 سے 31- جولائی 2006 تک 1,79,167 جانوروں کا علاج کیا گیا۔

(ب) سال 06-2005 میں ادویات کی مد میں -/41,96,000 روپے رکھے گئے تھے جبکہ -/41,94,602 روپے خرچ کئے گئے۔

(ج) ضلع قصور میں اس وقت 26 ڈسپنسریاں کام کر رہی ہیں جبکہ سال رواں 07-2006 سے ضلع قصور کو سپورٹ سروسز برائے لائیو سٹاک فارمز فیز III میں شامل کیا جا رہا ہے جس کے تحت ضلع بھر میں یونین کونسل کی سطح پر کل 69 ویٹرنری ڈسپنسریاں اگلے تین سالوں میں تعمیر کی جائیں گی جن کی تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع گوجرانوالہ۔ محکمہ امور پرورش حیوانات کے فنڈز، عملہ اور کارکردگی کی تفصیل

*8608:لالہ شکیل الرحمٰن (ایڈووکیٹ): کیاوزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ ہذا کے تحت کیا کیا کام ہورہا ہے کیا سہولیات فراہم کی جارہی ہیں؟

(ب) سکیل وار عملہ کی تفصیل بتائی جائے؟

(ج) سال 2004-05 اور 2005-06 میں حکومت کی طرف سے فراہم کردہ فنڈز کی تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) اس وقت ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ کے تحت جو کام ہو رہا ہے اور جو سہولیات فراہم کی جارہی ہیں ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

1۔ بیمار اور زخمی جانوروں کو علاج معالجہ کی سہولت فراہم کرنا

2۔ جانوروں کو متعدی بیماریوں سے محفوظ کرنا

3۔ مصنوعی نسل کشی کے ذریعے بریڈنگ کی سہولیات فراہم کرنا

4۔ مذبحہ خانہ میں گوشت کا معائنہ کرنا۔

5۔ لائیو سٹاک کی ترقی کے لئے فارمرز کو مشورہ دینا، ضروری تربیت فراہم کرنا اور نئی ٹیکنالوجی متعارف کروانا۔

6۔ جانوروں کی نمائش اور مقابلہ کروانا کہ لوگوں میں لائیو سٹاک کا شعور پیدا ہو۔

اس کے علاوہ محکمہ لائیو سٹاک کے تحت ضلع گوجرانوالہ میں پنجاب گورنمنٹ کے پراجیکٹ سپورٹ سروسز فار لائیو سٹاک فارمرز میں یونین کونسل کی سطح پر 54 ڈسپنسریوں کی عمارت زیر تعمیر ہے اور تحصیل کی سطح پر تین موبائل ڈسپنسریوں کا افتتاح ہو چکا ہے۔

(ب) ضلع گوجرانوالہ میں محکمہ لائیو سٹاک کے تحت عملہ کی سکیل وار تفصیل ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ج) سال 2004-05 اور 2005-06 کی طرف سے فراہم کردہ فنڈ کی تفصیل درج ذیل ہے:-

سال	تنخواہ عملہ (روپے)	دیگر اخراجات (روپے)	ٹوٹل (روپے)
2004-05	2,66,59,000/-	34,24,000/-	3,00,83,000/-
2005-06	3,39,85,000/-	1,03,58,000/-	4,43,43,000/-

سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد۔ بھرتی کی تفصیل

*8660: **ملک محمد اقبال چنڑ**: کیا وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد ساہیوال میں مختلف اسامیوں کے لئے مئی / جون 2006 میں ٹیسٹ / انٹرویو منعقد ہوئے یہ اسامیاں کس کس سکیل کی کون کون سی تھیں؟

(ب) ان اسامیوں پر بھرتی ہونے والے افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومی سائل، پتاجات کی تفصیل نیز ان کی تعلیمی اسناد کی نقل فراہم کریں؟

(ج) یہ بھرتیاں جن افسران کی زیر نگرانی ہوئیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل دی جائے؟

(د) اگر یہ بھرتیاں میرٹ پر ہوئیں تو میرٹ لسٹ فراہم کریں نیز میرٹ بنانے کا طریق کار کیا تھا؟

(ہ) کیا یہ بھی درست ہے کہ درجہ چہارم کی اسامی بل انٹنڈنٹ کی بھرتی کے لئے محمد سلیم اختر ولد محمد جمیل نے ٹیسٹ / انٹرویو دیا؟

(و) کیا یہ بھی درست ہے کہ اس میٹرک پاس نوجوان کو میرٹ پر آنے کے باوجود بھرتی نہیں کیا گیا؟

(ز) اس کو بھرتی نہ کرنے کی وجوہات کیا ہیں؟

(ح) کیا حکومت اس کو بھرتی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر ہاں تو کب تک، نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست ہے کہ سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد میں مندرجہ ذیل اسامیوں پر بھرتی کے لئے مورخہ 29-05-2006 کو انٹرویو/ٹیسٹ ہوئے تھے۔

نمبر شمار	نام اسامی	پے سکیل	تعداد اسامی
1۔	ویٹرنری اسسٹنٹ	بی پی ایس۔6	2
2۔	لیبارٹری اسسٹنٹ	بی پی ایس۔6	1
3۔	ٹریکٹر ڈرائیور	بی پی ایس۔5	3
4۔	بل اٹینڈنٹ	بی پی ایس۔1	20
5۔	بیلدار	بی پی ایس۔1	5
6۔	مالی	بی پی ایس۔1	1
7۔	فاڈر کٹر	بی پی ایس۔1	2
8۔	کیٹل اٹینڈنٹ	بی پی ایس۔1	1
9۔	سویپر	بی پی ایس۔1	2

(ب) جواب (الف) کے انٹرویو/ٹیسٹ کے نتیجہ میں صرف ویٹرنری اسسٹنٹ 2 عدد اور ٹریکٹر ڈرائیور تین عدد بھرتی ہوئے تھے۔ افراد کے نام، عہدہ، گریڈ، تعلیمی قابلیت، ڈومیسائل اور پتاجات کی تفصیل درج ذیل ہے ان کی تعلیمی اسناد کی نقول ضمیمہ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہیں۔

نمبر شمار	نام پتا	عہدہ/گریڈ	تعلیمی قابلیت	ڈومیسائل
1۔	محمد ندیم بابر ولد محمد رفیق چک نمبر 55/4-R تحصیل وضلع ساہیوال	ویٹرنری اسسٹنٹ بی پی ایس۔6	میٹرک، ایف۔اے مجوزہ VA کورس کا سرٹیفکیٹ	ساہیوال
2۔	محمد زبیر ولد چک 56/E.B تحصیل عارف والا ضلع پاکپتن	ویٹرنری اسسٹنٹ بی پی ایس۔6	میٹرک، ایف۔اے مجوزہ VA کورس کا سرٹیفکیٹ	پاکپتن
3۔	محمد یٰسین ولد محمد افضل موضع کوہلہ تحصیل وضلع اوکاڑہ	ٹریکٹر ڈرائیور بی پی ایس۔5	ٹریکٹر ایچ ٹی وی لائسنس اور پانچ سالہ تجربہ	اوکاڑہ

4۔	شفقت علی ولد فرزند علی چک نمبر 76/5-R تحصیل وضلع ساہیوال	ٹریکٹر ڈرائیور بی پی ایس۔5	ٹریکٹر ایچ ٹی وی لائسنس اور پانچ سالہ تجربہ	ساہیوال
5۔	محمد رمضان ولد فرزند علی چک نمبر 76/5-R تحصیل وضلع ساہیوال	ٹریکٹر ڈرائیور بی پی ایس۔5	ٹریکٹر ایچ ٹی وی لائسنس اور پانچ سالہ تجربہ	ساہیوال

(ج) یہ بھرتیاں جن افسران کی زیر نگرانی ہوئیں ان کے نام، عہدہ اور گریڈ کی تفصیل درج ذیل ہے۔

1۔ ڈپٹی سیکرٹری ایڈمن (گریڈ نمبر 18) گورنمنٹ آف پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور

2۔ ڈپٹی ڈائریکٹر ہیڈ کوارٹر (گریڈ نمبر 18) ڈائریکٹوریٹ آف بریڈ امپروومنٹ لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ ڈیپارٹمنٹ لاہور۔

3۔ ڈپٹی ڈائریکٹر (گریڈ نمبر 18) سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد ضلع ساہیوال۔

4۔ اسسٹنٹ ڈائریکٹر (گریڈ نمبر 18) سیمن پروڈکشن یونٹ قادر آباد ضلع ساہیوال۔

(د) یہ مذکورہ بالا بھرتیاں عین بطابق گورنمنٹ آف پنجاب لاہور کی ہدایت سرکلر نمبر SO RN (S&GAD)10-1-03 بتاریخ 17-09-04 کے تحت میرٹ کی بنیاد پر کی گئی تھیں میرٹ بنانے کا طریق کار اور میرٹ لسٹ ضمیمہ (ب) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ہ) یہ بھی درست ہے کہ درجہ چہارم کی اسامی بل اٹنڈنٹ کی بھرتی کے لئے محمد سلیم اختر ولد محمد جمیل نے ٹیسٹ / انٹرویو دیا۔

(و) یہ درست نہ ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ بنیادی سکیل نمبر 1 کی بل اٹینڈنٹ کی 20 عدد اسامیوں کے لئے کل 146 درخواستیں موصول ہوئی تھیں جن میں امیدواران جیسا کہ میرٹ لسٹ سے عیاں ہے بی۔اے، ایف۔اے، میٹرک کی تعلیمی قابلیت کے حامل بھی تھے میرٹ لسٹ پر محمد سلیم اختر ولد محمد جمیل میاں چنوں ضلع خانیوال 31 ویں نمبر پر ہے جو کہ لسٹ کے سیریل نمبر 60 پر موجود ہے۔ بنیادی سکیل نمبر 1 تا 4 کی اسامیوں کے لئے بھرتی بروئے گورنمنٹ آف پنجاب لائیو سٹاک اینڈ ڈیری ڈویلپمنٹ پنجاب

لاہور مراسلہ نمبری SO(E-II)L&DD/1-32/2004 بتاریخ 26-06-2005 منسوخ کر دی گئی۔ جس کی وجہ سے سکیل نمبر 1 تا 4 پر کسی بھی امیدوار کو بھرتی نہ کیا جا سکا۔ پنجاب گورنمنٹ کی مذکورہ چٹھی کی نقل ضمیمہ (ج) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ز) اس کا جواب جز (د) اور (و) میں دے دیا گیا ہے۔

(ح) اس کا جوب جز (د) اور (و) میں دے دیا گیا ہے۔

غیر نشان زدہ سوالات اور ان کے جوابات

لاہور کینٹ، محکمہ لائیو سٹاک کی اراضی کی فروخت سے متعلقہ تفصیل

414: محترمہ شاہین عتیق الرحمن: کیا وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) کیا یہ درست ہے کہ لاہور کینٹ میں واقع محکمہ لائیو سٹاک کی اراضی فروخت کر دی گئی ہے؟

(ب) اگر جواب اثبات میں ہے تو کتنے ایکڑ اراضی فروخت کی گئی یا اس کا انتقال کیا گیا ہے؟

(ج) مذکورہ اراضی کے نئے مالکان کے نام اور پتا جات بیان فرمائیں؟

وزیر امور پرورش حیوانات و ڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یہ درست نہ ہے کہ لاہور کینٹ میں واقع محکمہ لائیو سٹاک کے زیر کنٹرول اینیمل نیوٹریشن سنٹر اور گورنمنٹ لائیو سٹاک فارم مویشیاں رکھ ڈیرہ چاہل کی اراضی فروخت کر دی گئی ہے۔

(ب) محکمہ لائیو سٹاک کی اراضی فروخت نہ کی گئی ہے۔

(ج) مذکورہ اراضی محکمہ لائیو سٹاک کے پاس ہے۔

UNIVERSITY OF V&AS, LAHORE DETAIL OF TEACHERS, STUDENTS EXPENDINGITURE

599: MADAM SHAHEEN ATTIQ-UR-RAHMAN: Will the Minister for Livestock and Dairy Development be pleased to state that:

(a) What is the number of Academic staff at University of Veterinary and Animal Sciences, Lahore?

(b) What is the number of students?

(c) What is the expenditure per student?

(d) What is the age of present Vice Chancellor?

وزیرامور پرورش حیوانات وڈیری ڈویلپمنٹ:

(الف) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز، لاہور میں موجودہ تدریسی اساتذہ اکرام کی تعداد 109 ہے۔

(ب) یونیورسٹی آف ویٹرنری اینڈ اینیمل سائنسز لاہور میں طلباء کی تعداد برائے سال 2006-07 کے لئے 1864 ہے۔

(ج) یونیورسٹی میں فی طالب علم خرچہ مبلغ -/52364 روپے سالانہ ہے۔

(د) موجودہ وائس چانسلر صاحب کی عمر مورخہ 2006-09-07 تک 72 سال 6 ماہ ہے۔

اراکین اسمبلی کی رخصت

جناب سپیکر: اب میں سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ وہ رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب عمران اشرف

سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم مندرجہ ذیل درخواست جناب عمران اشرف ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی۔123 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:۔

"گزارش ہے کہ میں مورخہ 17۔جون 2006 سے 4۔جولائی 2006 تک بیرون ملک ہونے کی وجہ سے اجلاس میں حاضر نہ ہو سکا۔ براہ مہربانی! درج بالا تواریخ کے ایام کی رخصت دی جائے۔"

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

سید عباس محی الدین

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست سید عباس محی الدین ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب پی پی-19 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:

"It is submitted that I will not be able to attend the Assembly session from 2nd October, to 6th October, 2006 due to medical reasons. It is therefore requested that leave may please be granted for the above mentioned period. "

Thanking you.

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ میمونہ نبیل

سیکرٹری اسمبلی: مندرجہ ذیل درخواست محترمہ میمونہ نبیل ممبر صوبائی اسمبلی پنجاب ڈبلیو-347 کی طرف سے موصول ہوئی ہے:-

"It is respectfully submitted that due to some personal reasons I am busy and unable to attend the currently ongoing 26th session of the Assembly. Leave for the same may kindly be granted."

جناب سپیکر: اب سوال یہ ہے کہ:

"مطلوبہ رخصت منظور کر دی جائے۔"

(رخصت منظور ہوئی)

محترمہ طاہرہ منیر: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! کل کے اخبار میں یہ خبر چھپی ہے کہ ملک بھر میں لاکھوں فرزندان اسلام اعتکاف پر بیٹھ گئے۔ پنجاب بھر میں اعتکاف پر بیٹھنے والوں کی چھان بین شروع ہو گئی ہے۔ ملکی تاریخ میں پہلی بات حکومت کی طرف سے پنجاب بھر میں اعتکاف پر بیٹھنے والوں کے شناختی کارڈز اور دیگر کوائف جمع کئے جا رہے ہیں۔ ڈیرہ غازی خان میں متعلقہ تھانوں کی حدود میں واقعہ مساجد کے اندر اعتکاف بیٹھنے والوں کے مکمل پتے اور ان کے شناختی کارڈز کی فوٹو کاپیاں حاصل کی گئی ہیں۔ پولیس نے مکمل طور پر ریکارڈ تیار کر لیا ہے۔ اس طرح اعتکاف پر بیٹھنے والوں کے کوائف اکٹھے کئے جا رہے ہیں اور جو لوگ دن رات ڈاکے ڈال رہے ہیں اور جو مجرم ہیں ان کے لئے تو حکومت کچھ نہیں کر رہی اور جو لوگ اعتکاف پر بیٹھ رہے ہیں اور مذہبی فریضہ ادا کر رہے ہیں ان کے لئے یہ کیا کیا جا رہا ہے۔ کیا یہ امریکہ کو خوش کرنے کے لئے کیا جا رہا ہے؟

جناب سپیکر: آپ اخباری خبر کو بنیاد بنا رہی ہیں۔ یہ کوئی مصدقہ خبر نہیں ہے۔ لہذا آپ کا یہ پوائنٹ آف آرڈر valid نہیں ہے۔

توجہ دلاؤ نوٹس

جناب سپیکر: اب ہم توجہ دلاؤ نوٹس take up کرتے ہیں۔ جی، سید احسان اللہ وقاص!

گرین ٹاؤن لاہور ہتھوڑا/پتھر گروپ کے ہاتھوں ہلاک و زخمی افراد سے متعلقہ تفصیل

771 سید احسان اللہ وقاص: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ ہتھوڑا/پتھر گروپ کے ہاتھوں حال ہی میں گرین ٹاؤن لاہور میں اب تک تین افراد جاں بحق اور کم از کم پانچ افراد شدید زخمی ہوئے ہیں؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ان میں بیشتر افراد اپنے گھر کے باہر سوئے ہوئے تھے کہ نامعلوم افراد انھیں قتل اور زخمی کر کے موقع سے فرار ہو گئے؟

(ج) اب تک کیا قانونی کارروائی ہوئی ہے کیا کسی ملزم کی نشاندہی ہوئی ہے۔کیا حکومت نے کوئی خصوصی ٹیم ملزمان کی گرفتاری کے لئے متعین کی ہے۔اگر جواب ناں میں ہے تو اس کی وجوہات اور اگر ہاں میں ہے تو اس کی کارکردگی کی تفصیل سے مطلع فرمائیں؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔جناب سپیکر!

(الف) یہ درست ہے کہ گرین ٹاؤن اور کوٹ لکھپت کے علاقے میں اس قسم کی وارداتیں ہوئی ہیں۔

(ب) یہ بھی درست ہے کہ کچھ افراد گھر کے باہر سوئے ہوئے تھے اور اس قسم کے واقعات ہوئے۔پہلے وہ زخمی ہوئے اور بعد میں زخموں کی تاب نہ لاکر جاں بحق ہو گئے۔

(ج) اس سلسلے میں کارروائی بھی ہوئی ہے۔پولیس نے مقدمات بھی درج کئے ہیں۔میں یہاں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت تک گرین ٹاؤن اور کوٹ لکھپت کے علاقے میں جو وارداتیں ہوئی ہیں اس سلسلے میں ہم نے ملزمان کو گرفتار بھی کیا ہے۔ان کا چالان بھی کیا جا رہا ہے۔مزید تفتیش کی جا رہی ہے۔میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ جہاں پر ہم نے محمد خالد، ندیم آصف اور محمد اعجاز ملزمان گرفتار کر لئے ہیں اور باقاعدہ تفتیش کر کے چالان عدالت میں پیش کیا جا رہا ہے۔انہی ملزمان سے ہم تفتیش کر کے باقی کیسوں کو بھی trace out کرنے کی کوشش کر رہے ہیں لیکن میں محرک کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ یہ سارے کیس workout ہوں گے اور ملزمان کو گرفتار کیا جائے گا۔اس سے پہلے بھی جو لاہور میں اس قسم کے واقعات ہوئے تھے وہ ملزمان گرفتار ہوئے تھے اور انشاء اللہ تعالیٰ ان کو بھی گرفتار کر کے قانون کے مطابق سزا دلوائی جائے گی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انھوں نے یہ یقین دہانی کرائی ہے کہ جو بھی ملزمان ہیں ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

جناب سپیکر! ایک عرصہ سے کبھی اس طرح کی واردات وہاں پر نہیں ہوئی۔ہم کئی دنوں سے یہاں پر نشاندہی کر رہے ہیں کہ ایم کیو ایم کا جو مخصوص سٹائل ہے، اس کو لاہور میں introduce کرایا جا رہا ہے۔انھوں نے کراچی میں بوری بند نعشیں پیش کیں اور یہاں پر پتھر گروپ کو بھیجا گیا ہے تاکہ لاہور کا امن و امان تباہ کیا جا سکے۔میں جناب وزیر قانون سے

درخواست کرتا ہوں کہ وہ اس بات کو نہ دیکھیں کہ وہ ان کے حلیف ہیں، وہ اس بات کو بھی دیکھیں کہ اگر وہ اس صوبے کے امن وامان کو تباہ و برباد کرنے کے درپے ہیں تو ان کے خلاف سخت کارروائی کرنی چاہئے۔

جناب سپیکر: محرک اس کو مزید press نہیں کرتے اس لئے یہ توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

اب محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ کا توجہ دلاؤ نوٹس ہے۔ جی، محترمہ!

لوئر مال لاہور کے علاقے میں گن پوائنٹ پر لاکھوں کی ڈکیتی

772: محترمہ طاہرہ منیر: کیا وزیر اعلیٰ از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:

(الف) ایک موقر روزنامہ مورخہ 9۔اکتوبر 2006 کی خبر کے مطابق کیا یہ درست ہے کہ لوئر مال کے علاقہ میں موٹر سائیکل سوار ڈاکوؤں نے موٹر سائیکل سوار محمد حفیظ اور اس کی بیٹی سے گن پوائنٹ پر ڈیڑھ لاکھ روپے مالیت کے طلائی زیورات، نقدی اور موبائل فون لوٹ لیا؟

(ب) کیا پولیس نے پرچہ درج کیا ہے؟

(ج) کیا کوئی ملزم گرفتار کیا گیا ہے اور مزید کیا کارروائی کی گئی ہے؟

جناب سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش یہ ہے کہ محترمہ نے کسی روزنامہ کا نام بھی نہیں لکھا۔ انھوں نے صرف موقر ہی لکھا تھا۔ ہم نے متعلقہ تھانے جس کا انھوں نے بالخصوص ذکر کیا ہے، اس کا ریکارڈ پڑتال کیا ہے حفیظ نامی کسی آدمی نے کوئی رپورٹ نہیں کروائی اور اس دن کے حوالے سے اس تھانے میں اس قسم کا کوئی واقعہ رونما نہیں ہوا۔ لہذا ان کی اطلاع حقیقت پر مبنی نہیں تھی اس لئے اس سلسلے میں مزید کوئی جواب نہیں دیا جا سکتا۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب سپیکر! یہ نوائے وقت کی خبر تھی۔ 9۔ستمبر کو خود میرا پرس چھینا گیا تھا۔ میں گھر سے نکلی تو میرے پاس دس ہزار روپے اور موبائل تھا۔ روز اس طرح کے واقعات ہو رہے ہیں۔ ہو سکتا ہے کہ انھوں نے ایف آئی آر نہ کٹوائی ہو۔ میں نے تو ایف آئی آر کٹوائی تھی لیکن کچھ نہیں بنا۔

جناب سپیکر: آپ نے جو توجہ دلاؤ نوٹس دیا ہے۔ اس وقت اس کے بارے میں بات کریں۔ وزیر صاحب فرما رہے ہیں کہ اس تھانے کے علاقے میں قطعاً ایسی کوئی واردات نہیں ہوئی۔ جس کا ادھر ذکر کیا گیا ہے۔ اگر آپ کو مزید کوئی اطلاع ملتی ہے تو وزیر قانون صاحب کے نوٹس میں لے آئیں۔ محرک اس کو مزید press نہیں کرنا چاہ رہیں لہذا توجہ دلاؤ نوٹس dispose of کیا جاتا ہے۔

چودھری زاہد پرویز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، چودھری زاہد پرویز صاحب!

چودھری زاہد پرویز: جناب سپیکر! پبلک سیفٹی کمیشن کمیٹی پچھلے سال 2005 میں بنی تھی۔ میں بھی اس کا ممبر ہوں۔ اس کی ہر ماہ ایک میٹنگ ہونا لازمی ہے۔ پہلے تو چھ مہینے بعد صرف ایک تعارفی سی میٹنگ ہوئی ہے۔ اب تین چار مہینے ہو گئے ہیں اور کوئی میٹنگ نہیں ہو رہی۔ پنجاب میں اتنے جرائم ہیں۔ وہاں بیٹھ کر بندہ discuss ہی کر سکتا ہے۔ میں لاء منسٹر صاحب سے اس کی وضاحت چاہوں گا کہ اس کی میٹنگ کیوں نہیں ہو رہی اور کیا وجہ ہے؟

جناب سپیکر: شکریہ۔ لاء منسٹر صاحب نے سن لیا ہے۔

تحاریک استحقاق

جناب سپیکر: اب ہم تحاریک استحقاق take up کرتے ہیں۔ تحریک استحقاق نمبر 40 محمد آجاسم شریف صاحب کی ہے۔ ان کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ اسے 16۔اکتوبر تک pending کر دیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! آج 16۔اکتوبر ہی ہے لہذا اسے dispose of فرما دیں۔

جناب سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 48 محترمہ لیلیٰ مقدس صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ پیش ہو چکی ہے اس کا جواب آنا تھا۔

تھانہ سٹی حافظ آباد کے ایس ایچ او کا معزز خاتون رکن اسمبلی سے ناروا سلوک

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ پیش ہو چکی ہے اور میری محترمہ سے بات بھی ہوئی تھی لیکن یہ میری گزارشات سے مطمئن نہیں تھیں۔ اس کے بعد پھر میں نے متعلقہ ڈیپارٹمنٹ سے جواب مانگا ہے اور انشاء اللہ جیسے ہی جواب آ جائے گا میں ایوان میں پیش کر دوں گا لیکن مہربانی فرما کر اس کو pending فرما دیں۔

جناب سپیکر: محترمہ! اس کا جواب آ لینے دیں۔

محترمہ لیلیٰ مقدس: جناب سپیکر! kindly ان سے کہیں کہ ڈیپارٹمنٹ والے جلدی جواب دیں۔

جناب سپیکر: منسٹر صاحب! ذرا جلدی جواب منگوا لیں۔ لہذا یہ تحریک اگلے سیشن تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 49 محترمہ ثمینہ نوید صاحبہ کی طرف سے ہے۔ یہ بھی move ہو چکی تھی اس کا جواب آنا تھا۔

محترمہ ثمینہ نوید (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس کو دوبارہ پڑھ دوں یا کوئی ضرورت نہیں ہے۔

جناب سپیکر: یہ پہلے move ہو چکی ہے اس کا ایجوکیشن منسٹر صاحب جواب دیں گے۔

گورنمنٹ گرلز ماڈل ہائی سکول بہاولنگر کی ہیڈ مسٹریس
کا معزز خاتون رکن اسمبلی کا فون سننے سے انکار

(---جاری)

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! اس میں ڈیپارٹمنٹ نے جو مجھے جواب بھیجا اس سے میں ذاتی طور پر مطمئن نہیں ہوں۔ میں نے محترمہ سے request کی ہے کہ مجھے ذرا تفصیل سے آگاہ کر دیں۔ کیونکہ جس telephonic call کا انہوں نے حوالہ دیا تھا تو جو ہیڈ مسٹریس تھیں وہ کہہ رہی تھیں کہ مجھے کوئی call نہیں آئی۔ مجھے مزید تھوڑا سا ٹائم چاہئے تاکہ میں اس میں تھوڑی سی چھان بین کر لوں۔

جناب سپیکر: محترمہ! ذرا ٹائم دے دیں تاکہ منسٹر صاحب inquiry کروا لیں۔ اس سے کوئی فرق

نہیں پڑتا۔ یہ تحریک اگلے سیشن تک کے لئے pending کی جاتی ہے۔ اگلی تحریک استحقاق نمبر 50 چودھری محمد شفیق انور صاحب کی طرف سے ہے۔ چودھری صاحب! اپنی تحریک پڑھیں۔

اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (رحیم یار خان) کا معزز رکن اسمبلی کے ساتھ گستاخانہ رویہ

چودھری محمد شفیق انور: میں حال ہی میں وقوع پذیر ہونے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے تحریک استحقاق پیش کرتا ہوں جو اسمبلی کی فوری دخل اندازی کا متقاضی ہے۔ معاملہ یہ ہے کہ مورخہ 24۔ ستمبر 2006 کو میرے حلقہ انتخاب پی پی۔296 سے تعلق رکھنے والے چند معززین علاقہ میرے پاس آئے اور کہا کہ ہمارا حلقہ جناح ٹاؤن کا status تبدیل کیا جا رہا ہے تو میں نے فوری طور پر اسسٹنٹ رجسٹریشن آفیسر سے رابطہ کیا کہ حلقہ جناح ٹاؤن سرکل نمبر 10، بلاک نمبر 3 میں شامل ہے اور یہ یونین کونسل E-5 سٹی صادق آباد میں واقع ہے تو آپ اس 1500 افراد پر مشتمل آبادی کا اندراج سرکل نمبر 11، بلاک نمبر 5 میں کیوں کر رہے ہیں جبکہ یہ حلقہ یونین کونسل D-4 میں واقع ہے۔ جس پر ARO نے کہا کہ ہم نے خانہ شماری تو پہلے کی طرح ہی کی تھی لیکن اسسٹنٹ الیکشن کمشنر (AEO) رحیم یار خان عبدالرؤف نسیم نے حکم دیا ہے کہ ہم اس حلقہ جناح ٹاؤن کو اس طرح تبدیل کر دیں۔ لہذا بہتر ہے کہ آپ AEO سے رابطہ کریں۔ جس پر مورخہ 25۔ ستمبر 2006 کو ہمراہ معززین، جناح ٹاؤن اسسٹنٹ الیکشن کمشنر کے دفتر رحیم یار خان گیا اور اس کو اصل نقشہ جات جو Notary Public سے attested اور اس وقت کے اسسٹنٹ کمشنر اور اسسٹنٹ الیکشن کمشنر کے دستخط موجود تھے پیش کئے اور اس آبادی کی ووٹرز لسٹ بھی دکھائی کہ اس ووٹرز لسٹ کے مطابق تین مرتبہ الیکشن ہو چکا ہے آپ کیوں اس 1500 کی آبادی کو یونین کونسل سے نکال کر دوسری یونین کونسل میں شامل کر رہے ہیں۔ جس سے ان کے سرکل اور بلاک نمبر بھی تبدیل ہو جائیں گے۔ میری صرف اتنی گفتگو پر ہی اسسٹنٹ الیکشن کمشنر جو ٹریک سوٹ میں اپنی سیٹ پر براجمان تھا، طیش میں آ گیا اور غصے میں معززین جناح ٹاؤن کی موجودگی میں کہا کہ آپ کون ہیں ہمیں پوچھنے والے؟ آپ کا ان ووٹرز کی رجسٹریشن سے کیا تعلق ہے۔ یہ ہمارا معاملہ ہے ہم جو چاہیں کریں۔ ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں ہے۔ میں کسی ایم پی اے یا سیاسی آدمی کو کچھ نہیں سمجھتا۔ آپ ایم پی اے ہوں گے تو اپنے حلقہ یا اپنے گھر میں ہوں گے مجھ سے زیادہ بحث کرنے

کی ضرورت نہیں۔ آپ میرے دفتر سے فوری چلے جائیں وگرنہ آپ اور آپ کے ساتھ آئے ہوئے تمام لوگوں پر مقدمہ درج کروا دوں گا۔ اسسٹنٹ الیکشن کمشنر رحیم یار خان عبدالرؤف نسیم کا معززین علاقہ کی موجودگی میں میرے ساتھ انتہائی بدتمیزی و گستاخانہ رویے سے پیش آنے اور منتخب نمائندوں کے خلاف ہتک آمیز الفاظ استعمال کرنے سے نہ صرف میرا بلکہ اس پورے ایوان کا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ لہذا میری اس تحریک کو ایوان میں پیش کرنے کی اجازت دی جائے اور اسے باضابطہ قرار دیتے ہوئے مجلس استحقاقات کے سپرد کیا جائے۔

(اس مرحلہ پر جناب ڈپٹی سپیکر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

چوہدری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! پہلی بات تو یہ ہے کہ عبدالرؤف نسیم جو اسسٹنٹ الیکشن کمشنر رحیم یار خان ہے اسے پہلے بھی بدعنوانی اور اس کے ہتک آمیز رویے کی بنیاد پر رحیم یار خان سے تبدیل کیا گیا تھا لیکن اس کو دوبارہ اسی جگہ پر appoint کر دیا گیا ہے۔ وہ انتہائی بدکردار، بدتمیز اور بداخلاق ہے، میں یہ لفظ اس لئے استعمال کر رہا ہوں کیونکہ وہ پورے محکمے میں بدنام ترین آدمی ہے یہ تو اس کا کردار ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ اس نے میرے ساتھ ہتک آمیز رویہ اختیار کیا ہے، میرے ساتھ بدکلامی اور بدتمیزی کی ہے، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں میرا استحقاق مجروح ہوا ہے لہذا میری گزارش ہے کہ اس تحریک کو باضابطہ قرار دیتے ہوئے استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! یہ مجھے آج ہی ملی ہے۔ چونکہ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ جواب لینا مناسب رہے گا۔ جواب آ جائے تو پھر اس کے بعد proceed کریں۔ اگر آپ مناسب سمجھیں تو جب تک جواب نہیں آتا اس کو pending فرما لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چوہدری صاحب!

چوہدری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! میں وزیر قانون صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ انہوں نے کہا ہے کہ اس کا جواب آ لینے دیں۔ بات یہ ہے کہ آپ نے ان سے کوئی رپورٹ نہیں لینی کہ

آپ نے یہ کام غلط کیا ہے یا صحیح کیا ہے۔ بات صرف اتنی ہے کہ اس نے میرے ساتھ بدتمیزی کی ہے اور ہتک آمیز رویہ اختیار کیا ہے اس کا آپ اس سے کیا جواب لیں گے اور وہ اس چیز کا کیا جواب دے گا؟ جواب تو اس چیز کا لیا جاتا ہے کہ اگر آپ نے اس سے کوئی رپورٹ تیار کرنی ہے، آپ نے جواب طلبی کرنی ہے کہ آپ نے یہ کام غلط کیا ہے۔ بات تو صرف اتنی ہے کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے لہذا اس کو استحقاق کمیٹی کے سپرد کیا جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں کہ مجھے اپنے معزز بھائی کا انتہائی احترام ہے۔ میں نے قطعی طور پر اس کو oppose نہیں کیا مجھے تو ابھی ملی ہے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہماری اسمبلی کے لئے بھی یہ مناسب ہو گا کہ چونکہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ بات ہے تو فیڈرل گورنمنٹ سے کم از کم ہم جواب لے لیں تاکہ ہمارے متعلق کہیں یہ تاثر نہ جائے کہ ہم تو یکطرفہ کارروائی کرتے ہیں، ایک تحریک استحقاق آئی اور کسی سے پوچھا نہیں گیا، کسی سے جواب نہیں لیا گیا اور admit کر لی گئی۔

جناب سپیکر! As a Custodian of the House یہ آپ کی ذمہ داری ہے کہ جہاں آپ نے اسمبلی کو قواعد و ضوابط کے مطابق چلانا ہے وہاں ممبران کے استحقاق کا بھی آپ نے خیال رکھنا ہے، اس میں کوئی دوسری رائے نہیں ہے۔ لیکن میری استدعا یہ ہے کہ It will be in the fitness of the things کہ مہربانی فرما کر اس کا جواب لے لیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! لاء منسٹر صاحب نے oppose نہیں کیا۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! میری اپنی ذاتی رائے ہے کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ کسی چیز کا جواب یا اس کی رپورٹ لینے کی ضرورت تو نہیں ہے۔ کوئی اس قسم کا معاملہ ہو جس میں رپورٹ منگوانے کی ضرورت ہو۔ ایک ممبر اسمبلی جو اس ہاؤس کا ممبر ہے وہ یہ کہہ رہا ہے کہ میرے ساتھ زیادتی ہوئی ہے، میرا استحقاق مجروح ہوا ہے اس نے میرے ساتھ بدتمیزی اور بداخلاقی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اس میں کون سی ایسی چیز ہے جس کا ہم نے سنٹرل گورنمنٹ یا صوبائی گورنمنٹ سے جواب لینا ہے۔ اگر وہ غلط کام کر رہا ہے تو وہ علیحدہ معاملہ ہے وہ ڈیپارٹمنٹ کا مسئلہ ہے اس سے جواب بھی طلب کیا جا سکتا ہے۔ یہ تو ایک سادہ سی بات ہے کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے تو اس سلسلے میں ہم یہ کہیں کہ ہم سنٹرل گورنمنٹ کو لکھیں گے۔ اگر یہی بات ہے تو پھر تو ہر سنٹرل ڈیپارٹمنٹ جس ممبر کے ساتھ جس طرح مرضی چاہے بدتمیزی کرتا رہے، اس کو گردن سے پکڑ کر اپنے دفتر

سے باہر نکال دے تو اس حوالے سے ہم ان سے رپورٹ لیتے رہیں گے کہ آپ نے کیا رپورٹ پیش کی ہے؟ لہذا میری آپ سے request ہے کہ آپ اس کو باضابطہ کمیٹی میں بھیجیں، کمیٹی میں وہ آئے گا، جواب بھی دے گا اور سارا معاملہ سامنے آئے گا۔ میں نے کون سا اپنی تحریک میں allegation لگایا ہے کہ اس نے مجھ سے رشوت لے لی ہے یا اس نے میرا کام ایسے کر دیا ہے۔ میں نے تو کہا ہے کہ اس نے میرے ساتھ زیادتی کی ہے۔ میں راجہ صاحب کو یہ چیلنج کرتا ہوں کہ آپ ڈیپارٹمنٹ کے سینئر آفیسر سے صرف اس کا نام لے کر پوچھ لیں کہ کیا وہ ایسا شخص ہے یا نہیں ہے، وہ اس قدر بدتمیز یا بداخلاق ہے یا نہیں ہے؟ لہذا میں تو لاء منسٹر صاحب سے بھی یہی درخواست کروں گا کہ وہ مہربانی کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! معزز رکن مجھے چیلنج کر رہے ہیں میں نے قطعاً اسے oppose نہیں کیا میں پھر واضح کرنا چاہتا ہوں لیکن ابھی اس سے پہلے والی تحریک استحقاق ٹریژری بنچز سے ہماری بہن نے پیش کی تھی وہ بھی صرف اس لئے ملتوی کی گئی کہ اس کا جواب نہیں آیا۔ کیا وہ جھوٹ بول رہی تھیں؟

جناب سپیکر! ہمیں قواعد و ضوابط کے مطابق چلنا پڑتا ہے میں نے قطعی طور پر oppose نہیں کیا۔ یہ فیڈرل گورنمنٹ سے متعلقہ بات ہے اس کا جواب آلینے دیں کہ کیا جواب آتا ہے۔ معزز رکن نے ان کو جھوٹا، بدمعاش اور بدکردار بھی کہہ دیا۔ ساری باتیں اپنی جگہ پر لیکن کسی سے پوچھ تو لیں۔ ابھی آپ سے پہلے سپیکر صاحب ٹریژری بنچز کی ایک تحریک استحقاق کو pending کر کے گئے ہیں کہ اس کو اگلے اجلاس میں take up کریں گے کیونکہ ابھی تک جواب نہیں آیا۔ یہ تحریک ٹریژری بنچز سے ہماری بہن کی تھی۔ کیا خدانخواستہ وہ جھوٹ بول رہی تھیں۔ میں اسی لئے گزارش کرتا ہوں کہ کسی دوسرے کو سن لینا اور پھر جب ہمارے پنجاب سے متعلقہ معاملات بھی نہیں۔ اگر کسی کو سن لیں تو زیادہ مناسب ہوگا۔ میں اس کو oppose نہیں کر رہا مجھے تو اس کے facts کا ہی پتا نہیں۔ بلاوجہ اگر ہم اس کو طول دیں گے تو میں سمجھتا ہوں کہ مناسب نہیں ہوگا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چودھری صاحب! میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر صاحب نے agree کیا ہے کہ وہ آپ کو oppose نہیں کرتے لیکن جواب لینے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ فیصلہ وہی ہوگا جو ہاؤس چاہے گا اس لئے آپ اس کو فی الحال کرنے دیں اس کے بعد take up کر لیں گے۔

چودھری محمد شفیق انور: جناب سپیکر! ٹھیک ہے جیسے ہمارے وزیر قانون صاحب مناسب سمجھتے ہیں

ویسے ہی کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: نہیں، نہیں۔ ہمیں آپ کا بھی بے حد احترام ہے ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

تحاریک التوائے کار

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تحاریک التوائے کار کو take up کرتے ہیں اور پہلے تحریک التوائے کار نمبر 723 حاجی محمد اعجاز، ملک اصغر علی قیصر، رانا آفتاب احمد خان صاحب کی ہے یہ move ہو چکی تھی اور یہ آج کے لئے pending کی گئی تھی۔

بستی سیدن شاہ لاہور کے رہائشی ریاست علی کی پتنگ کی ڈور پھرنے سے ہلاکت

(---جاری)

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اس وقت اس کا جو جواب موصول ہوا ہے اس کے مختصر حالات مقدمہ اس طرح ہیں کہ مدعی نے بیان کیا ہے کہ ہم صبح کے وقت میں اور میرا بیٹا شرافت علی ایک موٹر سائیکل پر اور دوسرے موٹر سائیکل پر میرا دوسرا بیٹا ریاست علی اپنی بیوی مسماۃ رخسانہ بی بی ضروری کام کے سلسلہ میں گرین ٹاؤن آ رہے تھے کہ قریب ساڑھے چار بجے صبح ہم جوسومی سنٹر کے قریب پہنچے تو میرے بیٹے ریاست علی کی موٹر سائیکل یکدم گر پڑی۔ میں نے موٹر سائیکل روک کر فوری طور پر دیکھا تو میرے بیٹے کے گلے پر ڈور پھر گئی تھی۔

جناب سپیکر! یہ ایک واقعہ ہوا تھا جس میں ایک ڈور گلے پر پھرنے کی وجہ سے ایک ہلاکت ہوئی تھی۔ انہوں نے یہ درخواست دی اور اس پر مقدمہ درج ہوا۔ ان کے بیان کے مطابق اس میں ملزمان اعجاز حسین عرف جٹکا سکنہ 405/5A-11، زاہد حسین سکنہ 474/3A-11، سجاد حسین اور جاوید کو گرفتار کیا گیا۔ ان سے برآمدگی بھی کی گئی اور اس کے بعد ملزمان نے عبوری ضمانتیں کروا لیں۔ بعد میں ان کی عبوری ضمانتوں کو 30/9/2006 کو بروئے راضی نامہ کنفرم کر دیا گیا اور پھر اس چالان کو مکمل کر کے عدالت میں پیش کیا گیا۔

جناب سپیکر! اس کو میں نے اس وقت pending اس لئے کروایا تھا کہ سپریم کورٹ کی ہدایات پر میں یہ چیک کرنا چاہ رہا تھا کہ پورے لاہور میں اس وقت جو صورتحال ہے اس میں کیا developments ہوئی ہیں اور معزز رکن نے بھی یہی بات پوچھنا چاہی تھی کہ اس قسم کے

واقعات کے انسداد کے لئے حکومت کیا اقدامات کر رہی ہے؟

جناب سپیکر! میں یہ گزارش کرنا چاہ رہا ہوں کہ اس سلسلہ میں 05-10-25 کے بعد سے لے کر آج تک جو کارروائی پولیس نے کی ہے اس میں 2469 مقدمات درج کئے گئے ہیں اور ان میں سے 2394 مقدمات چالان کئے گئے ہیں۔ اسی طرح 2721 لوگوں کو اس قانون کی خلاف ورزی پر گرفتار کیا گیا ہے اور تقریباً 47 ہزار کے لگ بھگ ڈور کے گولے برآمد کئے گئے ہیں اور 58284 پتنگوں کو seized کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عدالتوں سے لوگوں کو جرمانے بھی ہوئے ہیں ان کی تفصیلات بھی میرے پاس موجود ہیں۔ لاہور شہر میں اس کام کو کرنے والے تقریباً ساڑھے تین سو لوگوں سے Surety Bond لئے گئے ہیں۔ یہ ریکارڈ بھی ہمارے پاس موجود ہے۔

جناب سپیکر! یہ ساری گزارشات اس لئے کر رہا ہوں کہ معزز رکن نے پوچھا تھا کہ اس کے بعد کیا کارروائی ہوئی ہے؟ اس لئے پولیس اس سلسلے میں کارروائی کر رہی ہے اور میں معزز رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلے میں ابھی حال ہی میں سپریم کورٹ نے ایک دفعہ پھر اس بات کا نوٹس لیا تھا اور انہوں نے کہا تھا کہ زیادہ موثر طور پر کارروائی کی جائے تو سپریم کورٹ کی ہدایات کے مطابق بھی اور ویسے بھی جو قانون ہے اس پر عملدرآمد کے حوالے سے ہم کارروائی کر رہے ہیں اور متعلقہ پولیس کو مزید ہدایت کی گئی ہے کہ وہ اس میں مزید بہتری لائے اور زیادہ سے زیادہ اس بات کو ensure کرے کہ جو خلاف قانون اور خلاف ضابطہ اس قسم کی سرگرمیوں پر قابو پایا جا سکے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، حاجی محمد اعجاز صاحب!

حاجی محمد اعجاز: جناب سپیکر! شکریہ۔ میں راجہ صاحب کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑی تفصیل سے جواب دیا ہے۔ شاید انہوں نے سڑکوں پر دیکھا ہو گا کہ جو بھی تھانوں کے متعلقہ ایس ایچ او صاحبان ہیں انہوں نے سڑکوں پر بینرز لگائے ہوئے ہیں کہ گڈی ڈور ہلاکت کا سبب بنتی ہے اور یہ نہ اڑائی جائیں۔ اس سے آپ کے کسی عزیز کی جان بھی جا سکتی ہے۔ میں ان سے صرف یہی یقین دہانی چاہتا تھا کہ یہ اس چیز کو ensure بنائیں کہ گڈی ڈور نہ اڑائی جائے تاکہ یہ جو قیمتی جانیں ضائع ہو رہی ہیں وہ بچ سکیں۔ بہر حال میں ان کا مشکور ہوں کہ انہوں نے بڑی تفصیل سے جواب دیا۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میری تحریک التوائے کار نمبر 815 ہے میں صرف اس کو پڑھنا چاہتا ہوں یہ انتہائی اہمیت کی حامل ہے۔ براہ مہربانی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، پڑھیں۔

سمر اپارٹمنٹ واقع مال روڈ مری پر ہائی ریز بلڈنگ زمین بوس ہونے کی وجہ سے مذکورہ ہوٹل کے مالک، بیوی، بیٹا اور ملازم کی ہلاکت

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ یکم ستمبر 2006 کو سمر اپارٹمنٹ واقع مال روڈ مری کی ہائی ریز بلڈنگ کے زمین بوس ہونے سے مذکورہ ہوٹل کے مالک اورنگزیب عباسی، اس کی بیوی، بیٹا اور ملازم جاں بحق ہو گئے۔ مقامی انتظامیہ نے مالک کے خلاف FIR کی درخواست دی لیکن ملبہ میں تلاش نہ کیا گیا کہ آیا اس بلند و بالا عمارت میں کوئی شخص بھی رہائش رکھتا تھا۔ گزشتہ 8/6 سالوں کے دوران مری شہر میں ناجائز اور غیر قانونی عمارات کی تعمیر عمل میں لائی گئیں۔ زیادہ تر کمرشل عمارات مروجہ قوانین کی خلاف ورزی اور نقشوں کے بغیر راتوں رات مکمل کی گئیں حالانکہ حکومت پنجاب نے 30۔ ستمبر 2003 کو بائی لاز کی خلاف ورزی کو روکنے کے لئے ماحولیاتی توازن، Heritage of the Area Architectural Harmony کو بچانے کے لئے مری میں نقشوں کی منظوری اور تعمیرات پر پابندی عائد کرتے ہوئے مقامی TMA کو ہدایت کی گئی کہ تمام ریکارڈ، بلڈنگ پلان وغیرہ سیکرٹری لوکل گورنمنٹ کو بھیجا جائے تاکہ حکومت پنجاب لوکل گورنمنٹ ان نقشوں کا review کرتے ہوئے ضروری اقدامات کر سکے۔ حکومت پنجاب کی اس ہدایت کو پس پشت ڈالتے ہوئے TMA مری کے اہلکاران وذمہ داران نے قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہوئے ناجائز اور غیر قانونی عمارات کی تعمیرات کا سلسلہ جاری رکھا اور محض ذاتی منفعت و مفاد کی خاطر بلند و بانگ عمارات کی تعمیر میں ملوث رہے۔ مذکورہ عمارت کے گرنے کے بعد موجودہ تحصیل انتظامیہ نے 6۔ ستمبر 2006 کو 162 عمارات کی تعمیر کو غیر قانونی و خطرناک قرار دیتے ہوئے قومی اخبارات میں اشتہار دیئے گئے جس پر سپریم کورٹ آف پاکستان نے سوموٹو کارروائی پر تحصیل ناظم نے عدالت عظمیٰ کو یقین دہانی کرائی کہ وہ ان 162 عمارات کو منہدم کر دیں

گے۔ موجودہ تحصیل انتظامیہ اپنے آپ کو بچانے اور پچھلے دور کی لاقانونیت سے بچنے کے لئے پسند، ناپسند کی بنیاد پر 162 کمرشل عمارتوں کو خطرناک قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ معاملہ ٹیکنیکل ہونے کی وجہ سے NESPAK یا کسی اور ادارے سے رائے طلب کرنا لازمی ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان بااثر افراد کے خلاف حکومت پنجاب نے کوئی کارروائی نہیں کی جو اس عرصہ میں TMA بلڈنگ پلان کے انچارج رہے اور جنہوں نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی میں غفلت، لاپروائی، ذاتی وسیاسی مفاد کے پیش نظر اور پسند ناپسند کی بنیاد پر فیصلے کئے۔ روزنامہ "The News" کا اداریہ مورخہ یکم اکتوبر 2006 و تجزیاتی رپورٹ "The News" مورخہ 3۔اکتوبر 2006 اس بات کا تقاضا کرتے ہیں کہ اعلیٰ پیمانہ پر TMA کے ذمہ داران کے خلاف انتظامی کارروائی عمل میں لاتے ہوئے مقدمات قائم کئے جائیں تاکہ مری کے بقیہ حسن وخوبصورتی کو بچایا جاسکے۔ لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر آپ کو یاد ہو تو انہوں نے صرف یہ فرمایا تھا کہ میں اس کو پڑھنا چاہتا ہوں کیونکہ آج اجلاس ختم ہو رہا ہے اور یہ kill نہیں ہوگی اور اگلے سیشن میں اس کو take up کریں گے تو یہ 815 نمبر ہے اور 723 کا میں نے جواب دیا تھا۔ یہ آپ نے out of turn پڑھنے کی اجازت دی تھی۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! روزنامہ "نیوز" نے اپنے اداریے میں لکھا کہ جو بات سپریم کورٹ میں ہوئی کاش! یہ بات پنجاب اسمبلی میں ہوئی ہوتی، کاش! شفقت عباسی حکومت پنجاب کی توجہ اس جانب دلاتے تو میں نے وہ ریکارڈ درست کرنے کے لئے کہ میں تو یہاں پہلے بھی چیختا رہا اور آج پھر چیخ رہا ہوں کہ وہاں لوگوں میں خوف وہراس پیدا ہو رہا ہے، انہیں ہراساں کیا جا رہا ہے اور پسند و ناپسند کی بناء پر کیا جا رہا ہے بہر حال آپ اسے pending کر لیں اور جب جواب آئے کہ حکومت پنجاب کی اس معاملے میں کیا پالیسی ہے، کیا یہ compound کرنا چاہتے ہیں یا جو بھی صورتحال ہے تو اگر یہ ابھی جواب دینا چاہیں تو ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں اپنے محترم بھائی کی خدمت میں یہ

عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جس دن لوکل گورنمنٹ کا Question Hour تھا اس دن میرے بھائی کے سوالات بھی تھے جو کہ اسی بلڈنگ سے متعلقہ تھے اور میں باقاعدہ تیاری کر کے آیا تھا لیکن ہمارے معزز رکن کی وفات کے باعث اس دن اجلاس نہیں ہو سکا۔ میں اپنے بھائی سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ کل کسی وقت میرے ساتھ بیٹھ جائیں تو اس وقت تک پنجاب حکومت نے جو steps لئے ہیں وہ میں ان کی خدمت میں عرض کروں گا بلکہ ان سے میں مزید گائیڈنس بھی لوں گا کہ ہم مستقبل میں ادھر حالات کو کیسے بہتر کر سکتے ہیں اور ہم ان کے تجربے اور ان کی دانش سے استفادہ کریں گے۔ یہ میرے ساتھ بیٹھ جائیں میں حاضر ہو جاؤں گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے۔ عباسی صاحب!

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): ٹھیک ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ Next is 740۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

فیصل آباد ریگل روڈ بیرون انار کلی بازار سے ملحقہ سیوریج نالے کی چھت نہ ہونے کی وجہ سے تعفن اور بدبو سے مکینوں کو پریشانی کا سامنا

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ میرے حلقہ انتخاب فیصل آباد میں واقع بیرون انار کلی بازار ریگل روڈ کے ساتھ بہنے والے سیوریج نالے کی چھت نہ ہونے کی وجہ سے گردونواح کا سارا کوڑا کرکٹ اس میں گرا دیا جاتا ہے جس کے تعفن اور بدبو نے قرب وجوار کے مکینوں کا جینا محال اور مچھروں کی بھرمار نے راتوں کا چین اور سکون ختم کر رکھا ہے یہی نہیں بلکہ متعدی بیماریاں پھیلنے کے علاوہ انار کلی بازار میں خریداری کے لئے آنے والی خواتین اور ان کے ہمراہ بچے بھی پاؤں پھسلنے سے آئے روز اس نالے میں گر رہے ہیں لیکن واسا حکام لوگوں کی اس پریشانی اور نالے کی مناسب صفائی وغیرہ سے قطعی طور پر صرف نظر کئے ہوئے ہیں جس کی وجہ سے وہاں کے رہائشی بالخصوص اور فیصل آباد کے شہری بالعموم سراپا احتجاج ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر ہاؤسنگ! تشریف نہیں رکھتے؟ پارلیمانی سیکرٹری صاحب! not present میرا خیال ہے کہ اس کو pending کر لیتے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ بھی بنتی ہے اور میں ثابت کرتا ہوں کہ یہ لوکل گورنمنٹ سے متعلقہ بنتی ہے۔ راجہ صاحب سے میں request کرتا ہوں کہ وہ۔۔۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ مجھے mark ہوئی ہوتی تو میں جواب ضرور دیتا چونکہ ہاؤسنگ منسٹر کو mark ہوئی ہے اور سپیکر صاحب نے یہی فرمایا ہے اور ریکارڈ میں بھی ہاؤسنگ کو گئی ہے۔ اگر مجھے آئی ہوتی تو میں ضرور جواب دیتا۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس سلسلے میں میری گزارش سن لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! منسٹر صاحب تشریف نہیں رکھتے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ میری بات تو سنیں۔

وزیر تحفظ ماحولیات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، مخدوم صاحب!

وزیر تحفظ ماحولیات: جناب سپیکر! یہ جو مسئلہ اٹھایا ہے یہ میونسپل offences ہیں لہذا انہیں چاہئے کہ وہ پہلے ٹاؤن ناظم یا ضلع ناظم سے رابطہ کریں، ان کے نوٹس میں لائیں ان کو دکھائیں اور موقع ٹیسٹ کروائیں پھر اس کے بعد ہمارا محکمہ بھی ہے اور سالڈ ویسٹ واٹر کا معاملہ ہے تو آپ ہمیں بھی درخواست دے سکتے ہیں اور ہم آپ کی خدمت ہی کے لئے بیٹھے ہیں اور ہم ایکشن کریں گے۔ آپ ہم سے رابطہ ہی نہیں رکھتے اور خوامخواہ ہی یہاں پر بحث کرنا چاہتے ہیں (ایوان میں قہقہے) آپ ہمارے پاس آئیں۔ ہم آپ کا مسئلہ حل کر دیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: شیخ صاحب! آپ نے تو انہیں زحمت ہی نہیں دی۔ آپ کم از کم ان کو درخواست تو دیں تاکہ اس پر کچھ نہ کچھ بات تو ہو۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! مخدوم صاحب بیچارے ویسے ہمیشہ سے ہی جب بھی کوئی منسٹر غیر حاضر ہو تو یہ جواب دیتے ہیں کیونکہ ان کے محکمہ سے متعلق سوالات بہت کم ہوتے ہیں اور انہیں بہت کم تنگ کیا جاتا ہے۔ میری گزارش یہ ہے کہ لاء منسٹر صاحب بیٹھے ہیں اور لوکل گورنمنٹ کا محکمہ بھی ان کے پاس ہے۔ یہ بڑا سادہ سا معاملہ ہے کہ ریگل روڈ ایک اہم تجارتی مرکز ہے اور اس سے متعلق میں نے برساتی نالے کا ذکر کیا ہے جو کہ مارکیٹ کے بالکل باہر ہے۔ جس طرح وہاں کے آٹھ

بازاروں میں تعمیرات جاری ہیں اور فیصل آباد کے یہ آٹھ بازار اور ان کے درمیان کلاک ٹاور کا ایریا ایک تاریخی ورثہ ہے جو کہ میرا حلقہ انتخاب بھی ہے تو لوکل گورنمنٹ منسٹر صاحب تشریف فرما ہیں اور میری ان سے یہ گزارش ہے کہ یہ سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کو اس سلسلہ میں ہدایات جاری فرما دیں کہ وہاں پر سیور لائن منظور ہو چکی ہے اور اگر اس میں یہ تھوڑی سی دلچسپی لیں گے جس طرح انہوں نے وہاں پر جنرل بس سٹینڈ سے متعلق دلچسپی لی اور وہاں پر تعمیرات شروع ہو چکی ہیں جس پر میں ان کا مشکور بھی ہوں اور اگر یہ اس میں بھی دلچسپی لیں گے تو وہاں سے وہ نالہ ختم ہو جائے گا اور روڈ کھلی ہونے کی وجہ سے لوگ نہ صرف حکومت کو دعائیں گے بلکہ پنجاب اسمبلی کے اس ایوان کی عزت اور وقار میں بھی اضافہ ہوگا۔ محض ان کے کہنے سے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ حرکت میں آئے گی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں اپنے بھائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے انہیں یقین دلاتا ہوں کہ نہ صرف کہوں گا بلکہ I will ensure کہ یہ مسئلہ حل ہو جائے۔ آپ اس کو dispose of فرما دیں۔ میں اس چیز کی یقین دہانی کراتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تحریک dispose of کی جاتی ہے۔ Next is again شیخ اعجاز احمد صاحب کی تحریک التوائے کار نمبر 743۔

فیصل آباد میں گیس سلنڈروں کی ری فلنگ پر پابندی کا مطالبہ

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں گیس سلنڈروں کی ری فلنگ کا کاروبار عروج پر ہے۔ فیصل آباد شہر میں جھنگ روڈ، ستیانہ روڈ، جڑانوالہ روڈ، چارٹرڈ بنک چوک، غلام محمد آباد کے گرد و نواح میں درجنوں دکانیں کھلی ہوئی ہیں جو ری فلنگ کرتے ہیں اور ری فلنگ کرتے ہوئے گیس لیکیج کرتی رہتی ہے جس سے کئی دفعہ حادثات رونما ہو چکے ہیں۔ اس غیر قانونی کام میں ضلعی انتظامیہ بھی شامل ہے اور کوئی مثبت کارروائی نہیں کر رہی۔ اس غیر قانونی کاروبار کو فوری طور پر بند کیا جائے لہذا استدعا ہے کہ میری اس تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر لوکل گورنمنٹ!

وزیر لوکل گورنمنٹ و دیہی ترقی: شکریہ۔ جناب سپیکر! یہ بالکل درست ہے کہ فیصل آباد شہر میں گیس سلنڈروں کی غیر قانونی ری فلنگ ہو رہی ہے۔ اس کے تدارک کے لئے پولیس وقتاً فوقتاً کارروائی کرتی رہتی ہے۔ حال ہی میں 2006-01-01 سے لے کر 2006-09-29 تک کے عرصہ کے دوران 207 مقدمات اس قسم کا کاروبار کرنے والے لوگوں کے خلاف درج کئے گئے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ یہ بات صرف فیصل آباد کی نہیں ہے بلکہ پنجاب کے باقی بے شمار اضلاع میں بھی یہ غیر قانونی کاروبار ہوتا ہے اور میرے محترم بھائی نے یہ کہا ہے کہ اس سلسلہ میں کوئی حادثہ کسی وقت ہو سکتا ہے تو میں یہاں پر یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے اپنے شہر راولپنڈی میں اس کاروبار کے باعث ایک حادثہ ہو چکا ہے اور اس کے بعد ہی ہم نے یہ مقدمات درج کرنے کا سلسلہ شروع کیا تھا اور یہ ایک continuous process ہے۔ ہمارے لوکل گورنمنٹ کے متعلقہ ادارے سٹی ڈسٹرکٹ گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ گورنمنٹ وقتاً فوقتاً ایک campaign چلاتے ہیں اور لوگوں کے چالان کرتے ہیں لیکن محرک نے جب تحریک التوائے کار دی تو اس کے بعد ہم نے تمام ڈی پی او حضرات کو ایک دفعہ پھر ہدایت کی ہے کہ وہ اس سلسلہ میں خصوصی campaign چلائیں اور اس قسم کا کاروبار کرنے والوں کی نہ صرف حوصلہ شکنی ہونی چاہئے بلکہ ان کے خلاف کارروائی بھی ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! جہاں ہم نے پہلے 207 مقدمات درج کئے ہیں انشاء اللہ تعالیٰ مزید سختی کے ساتھ اس کاروبار کی حوصلہ شکنی کی جائے گی اور خلاف قانون کام کرنے والوں کے خلاف کارروائی کی جائے گی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! راجہ صاحب کے اس جواب پر میں ان کا مشکور ہوں اور انہوں نے خود یہ تسلیم کیا ہے کہ اگر میں نے کوئی تھوڑی بہت کم بات کی ہے تو انہوں نے اس بات کا حقیقت مندانہ version یہاں رکھا ہے کہ راولپنڈی میں ایک حادثہ ہو چکا ہے اور دیگر شہروں میں بھی اس قسم کے نہ صرف حادثات رونما ہو چکے ہیں بلکہ ہونے کا بھی خدشہ ہے۔

جناب سپیکر! فیصل آباد کی حد تک میں نے معاملہ جو یہاں رکھا ہے وہاں پر جو قانون نافذ کرنے والے ادارے، جو انہوں نے کہا ہے کہ وہ حرکت میں آ گئے ہیں اور وہاں پر پرچے درج کئے جا

رہے ہیں یہ unfortunate ہے کہ فیصل آباد میں جگہ جگہ پر اس قسم کا کاروبار شروع ہو چکا ہے اور اس سے کسی بھی وقت کوئی بڑا حادثہ رونما ہو سکتا ہے وہاں پر پولیس والوں کی موجیں لگی ہوئی ہیں اور جن دکانوں سے ری فلنگ کا غیر قانونی کاروبار جاری ہے جو وہاں پر متعلقہ چوکی انچارج یا ایس ایچ اوز کو منتھلی پہنچاتے ہیں ان کے اوپر کوئی چھاپہ نہیں پڑ رہا ہے اور جو یہ پرچے درج کئے ہیں یہ صرف ان کے خلاف درج ہوئے ہیں جو ان کے پاس مہینے بعد جا کر سلام نہیں کرتے اور ان کو منتھلی نہیں پہنچاتے۔ یہ بالکل genuine پوزیشن ہے۔ میری اس سلسلے میں درخواست یہ ہے کہ جواب تک کارروائی ہوئی ہے وہ ناکافی اور نامکمل ہے اس سلسلے میں سخت ایکشن لینے کی ضرورت ہے اور میں منسٹر فار لوکل گورنمنٹ سے گزارش کروں گا کہ وہ اس سلسلے میں پورے پنجاب میں ایک سپیشل campaign launch کریں اور خود اس کی نگرانی کریں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: میرا خیال ہے کہ لاء منسٹر کی وضاحت کے بعد اس میں مزید وضاحت کرنے کی ضرورت نہیں ہے لہذا اس کو dispose of کیا جاتا ہے۔ اگلی تحریک بھی شیخ اعجاز احمد کی ہے اس کا نمبر 744 ہے۔

نشاط آباد، فیصل آباد کے کھلے گندے نالے میں گرنے سے خاتون کی ہلاکت

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ اہمیت عامہ رکھنے والے ایک اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کو زیر بحث لانے کے لئے اسمبلی کی کارروائی ملتوی کی جائے۔ مسئلہ یہ ہے کہ فیصل آباد شہر میں نشاط آباد سے بولے دی جھگی تک بہنے والے گندے نالے کی چھت توڑ کر واسا نے صفائی کی لیکن تاحال دوبارہ چھت نہ ڈالی گئی۔ جس کے باعث علاقہ میں تعفن اور بدبو پھیل گئی ہے جس کی وجہ سے اہل علاقہ کے عوام پریشان ہیں۔ مزید یہ کہ بولے دی جھگی سٹاپ پر کھڑی دو خواتین اچانک گندے نالے میں گر گئیں ان میں ایک خاتون ہلاک ہو گئی دوسری کی حالت غیر ہو گئی لہذا استدعا ہے کہ میری تحریک کو باضابطہ قرار دے کر اس پر ایوان میں بحث کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، منسٹر لوکل گورنمنٹ!

MINISTER FOR LOCAL GOVERNMENT AND RURAL DEVELOPMENT: Mr Speaker! it again pertains to Housing Department.

جناب ڈپٹی سپیکر: اس کا same answer۔

وزیر مقامی حکومت و دیہی ترقی: جی، جناب! same answer

جناب ڈپٹی سپیکر: راجہ صاحب! جو پہلے کہا تھا اسی سلسلے میں آپ کہتے ہیں کہ ان کو direction دے دی جائے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! اس میں ماں اور بیٹی ایک سٹاپ پر کھڑی تھی اور محکمہ واسا کی غفلت اور نااہلی کی وجہ سے بیٹی اور ماں دونوں وہاں پر گر گئیں اور جو لوگ سٹاپ پر کھڑے تھے انہوں نے ان خواتین کو نالے سے باہر نکالا اور ہسپتال پہنچنے تک بیٹی وفات پا گئی اور ماں ابھی تک ہسپتال میں داخل ہے۔ آپ اندازہ کریں کہ فیصل آباد میں محکمہ واسا کی کارکردگی کی حالت دیکھیں کہ ایک قیمتی جان ضائع ہو چکی ہے اور محکمہ نے ابھی تک وہاں پر کسی قسم کا کوئی ایکشن نہیں لیا اور جب ہم یہاں پر محکموں کے بارے میں بات کرتے ہیں کہ وزراء کی یہاں پر ایک فوج ظفر موج ہے جو خزانہ پر بوجھ بنی ہوئی ہے لیکن کام یہ ٹکے کا نہیں کرتے۔ ان کو یہ چاہئے کہ یہ اپنے محکمے کی کارکردگی جانچنے کے لئے وہاں پر visit کریں اور لوگوں کے مسائل سنیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جو موت واقع ہوئی ہے ایک بیٹی اپنی ماں کے سامنے دم توڑ گئی اس کا ذمہ دار محکمہ واسا ہے اور اس کے خلاف انکوائری hold ہونی چاہئے اور ان کے خلاف محکمانہ تادیبی کارروائی ہونی چاہئے اور ذمہ داران کے خلاف پرچہ درج کیا جانا چاہئے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اگر اس issue پر وزراء کی ایک کمیٹی بنا کر وہاں بھیجا جائے اور وہ انکوائری کر کے ہمیں بتائیں تو ہم بڑے ممنون ہوں گے اور وزراء کو کچھ کام بھی مل جائے گا اور یہ وہاں جا کر کچھ کام بھی کر آئیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میرا خیال ہے کہ اس کو pending فرما دیں جب متعلقہ منسٹر ہوں گے وہ اس کا جواب دیں گے کیونکہ یہ serious معاملہ ہے لہذا ان کی واپسی تک اس کو pending فرمالیں۔

وزیر خوراک: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، چودھری اقبال صاحب!

وزیر خوراک: جناب سپیکر! ان کو وزراء سے بڑی تکلیف رہتی ہے۔ ہم تو ہمیشہ احترام کے ساتھ ان کے سارے سوالات کے جوابات دیتے ہیں اور اپنا اپنا کام بھی بڑا بخوبی کر رہے ہیں اور یہ کون ساخاص کام ہم سے لینا چاہتے ہیں یہ ذرا بتادیں ہم اس کی تعمیل کر دیتے ہیں۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! ہم تو چودھری صاحب کے حق میں ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو چودھری صاحب کے حق میں ہیں تو باقی وزراء بھی محنت کر کے آ رہے ہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: اللہ پاک سب وزراء کو ان کے نقشے قدم پر چلنے کی توفیق عطاء فرمائے۔

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! پاکستان کے ایک سیاسی جماعت کے ایک وزیر کے اس بیان کی میں مذمت کرنا چاہتا ہوں کہ انہوں نے نہایت غیر سنجیدگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے یہ بیان دیا اور پاکستان کی سیاسی لغت میں ایک غلط تشریح کی روایت ڈالی۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ لوٹا غلاظت صاف کرنے کے کام آتا ہے اور واضح طور پر جب وہ یہ بات کر رہے تھے اور لوٹے کی تشریح کر رہے تھے۔ انہوں نے جب یہ کہا کہ میں لوٹا اس لئے بنا کہ یہ غلاظت صاف کرنے کے کام آتا ہے تو ان کا واضح اشارہ (ق) لیگ کی طرف تھا چونکہ جب وہ لوٹا بن کر گئے تو (ق) لیگ کی ایک اتحادی جماعت ہونے کے ناتے وہاں منسٹری میں شریک ہوئے۔ ہم اس نہایت غیر سنجیدہ بیان کی مذمت کرتے ہیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: تحریک التوائے کار کا وقت ختم ہوتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ اب ان کے اعصاب پر (ق) لیگ، کیا ان کا تعلق (ق) لیگ سے ہے کیا وہ (ق) لیگ میں شامل ہوئے ہیں، یہ وضاحت کر دیں، وہ شامل نہیں ہوئے ہیں۔ تو پھر غیر متعلقہ بات اور (ق) لیگ کو بیچ میں لے آنا۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر شیر افگن نے یہ بیان دیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! اگر یہ بات ہے اگر میں اس طرح کی گفتگو کرنا شروع کر دوں کہ آج کل آپ کی کیا صورتحال چل رہی ہے تو پھر بات کہیں کی کہیں نکل جائے گی۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! ڈاکٹر شیر افگن نے---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اگر ڈاکٹر شیر افگن وزیر بن گئے ہیں تو پھر آپ بننا چاہ رہے ہیں۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! لاء منسٹر اب لفٹ رائٹ نہ ماریں---

وزیر قانون و پارلیمانی امور: لفٹ رائٹ آپ مروانا چاہ رہے ہیں، آپ مروانا چاہ رہے ہیں---

جناب سمیع اللہ خان: ہاں میں بتاتا ہوں کہ انہوں نے (ق) لیگ کے بارے میں کہا یا کس کے بارے میں کہا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: کسی کے متعلق انہوں نے نہیں کہا۔ وہ ہمارے ساتھ شامل ہوئے اور یہ ہونا چاہ رہے ہیں، یہ ہونا چاہ رہے ہیں---

جناب سمیع اللہ خان: جناب سپیکر! انہوں نے کہا کہ میں لوٹا اس لئے بنا کہ لوٹا ایسی چیز ہے کہ جو غلاظت کو صاف کرتا ہے اور اس لئے لوٹا بن کر میں وہاں اتحادی (ق) لیگ کا، میں نے تو اتحادی لفظ بولا میں نے یہ نہیں کہا کہ (ق) لیگ میں شامل ہوئے۔ انہوں نے کہا کہ میں اس اتحادی حکومت میں اس لئے شامل ہوا کہ (ق) لیگ غلاظت تھی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لوٹا طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس میں کوئی عیب کی بات تو نہیں ہے۔ لوٹا طہارت کے لئے استعمال کیا جاتا ہے اس میں کوئی بری بات تو نہیں ہے۔ نماز پڑھنے سے پہلے وضو کیا جاتا ہے اس میں کوئی عیب کی بات تو نہیں ہے۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب سپیکر! اس کو طہارت کے لئے ہی استعمال کریں اس کو وزیر تو نہ بنائیں۔

سرکاری کارروائی

رپورٹیں

(جو پیش ہوئیں)

جناب ڈپٹی سپیکر: اب سرکاری کارروائی ہوتی ہے۔

Laying of Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2005. Minister for Law and Parliamentary Affairs and S & GAD!

پنجاب پبلک سروس کمیشن کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2005.

MR DEPUTY SPEAKER: The Annual Report of the Punjab Public Service Commission for the Year 2005 has been laid.

Laying of Annual Report of the Office of Provincial Ombudsman for the Year 2005. Minister for Law and Parliamentary Affairs and S & GAD!

صوبائی محتسب اعلیٰ کے ادارہ کی سالانہ رپورٹ بابت سال 2005 کا ایوان میں پیش کیا جانا

MINISTER FOR LAW AND PARLIAMENTARY AFFAIRS: Sir, I lay the Annual Report of the Office of Provincial Ombudsman for the Year 2005.

MR DEPURTY SPEAKER: The Annual Report of the Office of Provincial Ombudsman for the Year 2005 has been laid.

(رپورٹ پیش ہوئی)

محترمہ عابدہ جاوید: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ!

محترمہ عابدہ جاوید: جناب سپیکر! میں نے ہمیشہ ہی اس صوبے اور ملک کی بہتری اور اس کو مستحکم کرنے کے لئے مختلف تجاویز قرار دادیں اور تحاریک التوائے کار اس اسمبلی میں پیش کرتی رہی ہوں لیکن آج تک میری کسی ایک بھی قرار داد پر عمل ہوا ہے؟ میں پوچھنا چاہتی ہوں وزیر قانون سے کہ وہ گندا نالہ جو ٹاؤن شپ میں ستو کتلہ نالہ کہلاتا ہے وہ ماحولیاتی آلودگی کے باعث۔۔۔

(اذان ظہر)

بحث

امن عامہ پر عام بحث

جناب ڈپٹی سپیکر: آج کے ایجنڈے کا اگلا آئٹم لاء اینڈ آرڈر پر عام بحث ہے۔ بحث کا آغاز وزیر قانون کی تقریر سے ہو گا۔ دیگر اراکین جو اس بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں وہ اپنے ناموں کی چٹیں مجھے بھجوا دیجئے۔

سید احسان اللہ وقاص: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سپیکر! میری گزارش یہ ہے کہ ہمارے مختلف ساتھی یہاں تشریف رکھتے ہیں جن کی تحاریک التوائے کار جو تھیں وہ اس بحث کی وجہ سے kill ہو گئیں چونکہ امن وامان پر بحث ہونی ہے وہ اس میں بات کر لیں۔ میں آپ سے گزارش کروں گا کہ جن کی تحاریک التوائے کار اس بحث کی وجہ سے kill ہوئی ہیں ان سب کو پہلے ٹائم دیا جائے کیونکہ ان کی تحاریک اس پر پہلے ہی موجود تھیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: وہ اگر اپنے نام دیں گے تو ان کو ٹائم دے دیا جائے گا۔

جناب ارشد محمود بگو: جناب سپیکر! میرا پوائنٹ آف آرڈر یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر پر جب ہاؤس میں بحث ہوتی ہے تو ہمیشہ یہ روایات رہی ہیں اور یہ طریق کار رہا ہے کہ یہاں پر آئی جی اور ہوم سیکرٹری موجود ہوتے ہیں لیکن میرا خیال ہے کہ ایڈیشنل آئی جی تو ابھی تشریف لائے ہیں لیکن ہوم ڈیپارٹمنٹ کی طرف سے ہوم سیکرٹری صاحب موجود نہیں ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ جتنی لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو گی تو اس میں حکومت کے نمائندوں کا موجود ہونا بہت ضروری ہے، آفیشلز جو

نمائندے ہیں ان کا موجود ہونا بہت ضروری ہے اور یہ روایات بھی ہیں۔ میں آپ سے درخواست کروں گا کہ لاء منسٹر صاحب سے assure کروالیں کہ ہوم سیکرٹری صاحب آئیں گے یا نہیں آئیں گے یا انھوں نے کیا کرنا ہے؟

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر قانون!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! گزارش یہ ہے کہ بگو صاحب نے درست فرمایا ہے۔ ہوم سیکرٹری صاحب سے صبح بھی میری بات ہوئی ہے۔ He is supposed to be here شاید راستے میں انہیں کوئی دقت نہ ہوئی ہو، نہیں تو وہ definitely یہاں موجود ہوتے، جب آپ ممبران اپنے خیالات کا اظہار کر رہے ہوں گے تو انشاء اللہ تعالیٰ ہوم ڈیپارٹمنٹ کی یہاں نمائندگی ہو گی اور میں یہ assure کرتا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب! آپ پھر بحث کا آغاز کریں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! سب سے پہلے میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آج لاء اینڈ آرڈر پر بات کرتے ہوئے میں خاص طور پر emphasis اس بات پر کروں گا کہ یہ جو ایک ہمارے ہاں روایتی طریق کار ہے کہ ہم crime figures پر جاتے ہیں، crime figures کی بات کرتے ہوئے تھوڑا سا ہمیں deduction کا بھی خیال رکھنا پڑے گا اور مجموعی طور پر ہمیں اس صورتحال کا بھی ذکر کرنا پڑے گا کہ جس کی وجہ سے آج ہمارے صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جب ہم بات کرتے ہیں تو کرائم میں اضافے کی بات کرتے ہیں تو تھوڑا سا ہمیں ان محرکات کو بھی مدنظر رکھنا ہوگا کہ اس کے پیچھے محرکات کیا ہیں؟

جناب سپیکر! پوری دنیا میں crime کی assessment کا طریق کار یہ ہے کہ ہمیں آبادی کے تناسب سے دیکھا جاتا ہے کہ اس ملک یا صوبہ کی آبادی کتنی ہے اور وہاں پر جرائم کی شرح کیا ہے اور اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے پھر اس اضافے پر بات کی جاتی ہے لیکن ہمارے ہاں پہلے کبھی یہ طریقہ رائج نہیں تھا۔ ابھی حال ہی میں ہم نے یہ ایک نیا طریقہ اپنایا ہے اور اس کے مطابق میں آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جو figures ہمیں 2001 کے بعد آئے ہیں اس میں اگر دیکھا جائے تو ایک فارمولہ ہے جس کے تحت کرائم ریٹ کو assess کیا جاتا ہے اور وہ یہ ہے کہ with the offence multiply جو 100 thousand population ہے اس کو ہم کرتے ہیں اور divided by population کریں تو وہ آپ کے figures نکل آتے ہیں۔ 2001

all reported crimes میں اس فارمولے کے مطابق ہمارے ہاں 283 کیسز بنتے ہیں، میں rate کی بات کر رہا ہوں۔ 2002 میں وہ 283 سے اضافہ ہو کر 304 ہو جاتا ہے اور اسی تناسب سے آبادی میں بھی اضافہ ہوتا ہے۔ 2003 میں آبادی میں پھر اضافہ ہوتا ہے تو پھر کرائم میں اضافہ بھی 300 ہو جاتا ہے۔ اسی طرح 2004 میں وہ 300 سے بڑھ کر 323 ہو جاتا ہے۔ 2005 میں 323 سے کم ہو کر 321 ہو جاتا ہے لیکن آبادی میں 84,562,000 کا figure تھا جو بعد وہ میں 86,040,000 ہو جاتا ہے تو آبادی میں اضافہ اسی طرح رہا لیکن crime کم ہوا۔ یہ میں all reported crimes کی بات کر رہا ہوں۔ اگر head wise آپ دیکھیں تو وہ بھی اسی تناسب سے اضافہ ہوا ہے۔ میں بات ثابت یہ کرنا چاہ رہا تھا کہ ایک crime assessment کا جو بین الاقوامی معیار ہے اس کے مطابق ہمارے ہاں آبادی میں اضافہ زیادہ تناسب سے ہوا ہے اور اس کے مقابلے میں جرائم میں جو اضافہ ہے وہ اس تناسب سے نہیں ہوا بلکہ وہ قدرے کم رہا ہے۔

جناب سپیکر! میں خاص طور پر یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کہ اس میں بعض جرائم ایسے ہیں کہ جن میں قطعی طور پر کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ مثال کے طور پر ہمارے ہاں murder ہے اس میں وہ اضافہ نہیں ہوا جو آبادی کے تناسب سے ہونا چاہئے تھا۔ بہر حال میں ایک نئی بات آپ کی خدمت میں گزارش کرنا چاہ رہا تھا کہ اس حوالے سے اگر دیکھا جائے تو جرائم میں اضافے کا تناسب کوئی اتنا الارمنگ نہیں ہے۔ میں یہ قطعی طور پر نہیں کہوں گا کہ اس وقت ہمارے صوبہ میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال یہ ہے کہ یہاں پر کوئی قتل، چوری اور ڈکیتی نہیں ہوتی، جس طرح ہر سوسائٹی میں، میں سمجھتا ہوں کہ اس میں یہ trend موجود ہے کہ وہاں پر جرائم ہوتے ہیں اسی تناسب سے ہمارے ہاں بھی ہوتے ہیں لیکن یہ کہنا مناسب رہے گا کہ آبادی کے حوالے سے ہمارے ہاں تھوڑا سا یہ trend جو ہے یہ ذرا کم ہے۔

جناب سپیکر! یہاں میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جرائم کو کلی طور پر روکنا آج انتہائی، میں دوبارہ اس بات کو دہرانا چاہوں گا کہ انتہائی ترقی یافتہ جو معاشرے ہیں ان میں بھی مکمل طور پر یا 100 فیصد جرم کو روک نہیں سکتے لیکن اصل بات جو ہوتی ہے وہ یہ ہوتی ہے کہ جرم ہونے کے بعد اس کی detection کیسی رہی؟ detection کے بعد ملزمان چالان ہوئے، چالان ہونے کے بعد عدالتوں میں مقدمات گئے، وہاں پر conviction کا ریٹ کیا رہا؟ اس کو بہتر کرنے کے لئے ہمیشہ میں نے ایک بات کی ہے کہ ایک بات جس کے متعلق حکومت

ہمیشہ اپنی Law Enforcing Agencies کے حوالے سے انتہائی وثوق کے ساتھ کہہ سکتی ہے کہ ہمارا detection rate لازماً ہر سال improve ہو رہا ہے، جرم ہونا علیحدہ بات ہے۔

میں اپنے معزز بھائیوں کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر تھوڑا سا آپ اپنی یادداشت پر زور ڈالیں تو اس وقت تک صرف اسی سیشن کی میں بات کرتا ہوں کہ ہمارے ہاں جو کال اٹینشن نوٹسز آئے ہیں ان کال اٹینشن نوٹسز میں سے 90 فیصد ایسے کال اٹینشن نوٹسز تھے جن کے جواب میں، میں نے یہ گزارش کی کہ یا تو ملزمان گرفتار ہو چکے ہیں یا کیسز trace ہو چکے ہیں، workout ہو چکے ہیں تو میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ detection کے حوالے سے ہماری کارکردگی بہتر رہی ہے اور اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ پھر ہمیں اس بات کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ جہاں ماضی میں ایک وقت تھا کہ پولیس کی کارکردگی اس حوالے سے سوالیہ نشان بنی ہوئی تھی کہ پولیس کے پاس وسائل نہیں تو باوجود اس حقیقت کے کہ ہم پر اس حوالے سے تنقید نہ صرف اسمبلی میں بلکہ اسمبلی سے باہر موجودہ حکومت پر اس حوالے سے تنقید ہوتی ہے کہ ہم نے پولیس کو وسائل زیادہ دیئے اور اس کی بنیادی وجہ یہ تھی کہ ہم پولیس کی استعداد کو، پولیس کی کارکردگی کو بہتر کرنا چاہتے تھے اور اس کا ایک عملی پہلو جو ہے وہ detection کا rate بہتر ہونے کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں ایک گزارش یہ کرنا چاہتا تھا کہ اس کا اگلا پہلو detection کے بعد جو آتا ہے وہ investigation آتا ہے، اس کے بعد پھر prosecution۔ اسی طرح موجودہ حکومت نے detection کے بعد investigation پر بھی خصوصی توجہ دی ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے صوبہ میں investigation کا ایک بہتر سسٹم کام کر رہا ہے اور یقینی طور پر اس کے نتائج figures کے حوالے سے ماضی سے، میں کسی ماضی کی حکومت کی نہیں بلکہ co-operative study میں اپنے period کی بات کرنا چاہتا ہوں کہ 2002 کے بعد سے لے کر آگے تک investigation figures بہتر ہوئے ہیں۔

جناب سپیکر! ایک اور خاص بات جو میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں عرض کرنا چاہتا ہوں، چونکہ اب وقت کی کمی کے باعث شاید میں اتنی پوری تفصیل میں نہ جاؤں لیکن میں اتنا ضرور ان کو بتانا چاہتا ہوں کہ district-wise crime پر ہم نے باقاعدہ detection /investigation کے حوالے سے ایک کالم بنایا ہے۔ ایک مقدمہ درج ہوتا ہے تو وہ

registration of case پر آ جاتا ہے اس کے بعد اس کا چالان مکمل کیا جاتا ہے۔ ہم نے باقاعدہ ایک کالم بنایا ہے کہ اس ضلعے میں کتنے cases under investigation ہیں۔ جتنے cases under investigation ہوتے ہیں ہم انھیں باقاعدہ monthly basis پر monitor کرتے ہیں، monitor کون کرتا ہے؟ وزیر اعلیٰ صاحب خود monitor کرتے ہیں اور ہر ضلعے کا DPO and SP, Investigation اس بات کے ذمہ دار ہیں۔ اسے جواب دینا پڑتا ہے کہ اس کے ضلعے میں اتنی زیادہ تعداد میں cases کیوں under investigation ہیں۔ اب تک ان کی تفتیش مکمل کیوں نہیں ہوئی اور چالان عدالتوں میں کیوں نہیں بھیجا گیا؟ لہذا ہم نے اس کو بھی improve کرنے کی کوشش کی ہے اور اس میں ایک بہتری آ رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس کے بعد prosecution آتا ہے۔ جیسا کہ اس معزز ایوان نے مہربانی فرمائی اور یہاں سے ہمارا Independent Prosecution Service کا قانون پاس ہوا۔ اس کا process almost ہم مکمل کر چکے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ By the end of next month, soon after Eid vacations باقاعدہ ایک proper طریقے سے Independent Prosecution Service کی launching کر دی جائے گی۔ عام طور پر یہاں پر ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ مقدمات کی عدالتوں میں مناسب پیروی نہیں ہوتی اور پیروی نہ ہونے کے باعث ملزمان بری ہو کر باہر آ جاتے ہیں، انھیں سزا نہیں ملتی تو میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس میں بھی اب بہتری آئے گی اور ہمارے صوبے میں conviction rate improve ہو گا۔

جناب سپیکر! میں یہاں ایک اور اہم بات کی طرف اشارہ کرنا چاہتا ہوں۔ ہم نے یہاں پر ایک نیا concept introduced کروایا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ہمارے صوبے میں بعض hardened criminals ایسے ہوتے ہیں کہ وہ ایک جرم کرتے ہیں ان کا کیس عدالت میں چلا جاتا ہے اور وہاں سے ضمانت پر رہا ہو کر باہر آتے ہیں۔ پھر دوسری دفعہ کسی دوسرے مقدمے میں ملوث ہو جاتے ہیں، پھر گرفتار ہوتے ہیں اور پھر باہر آ جاتے ہیں اور آتے ہی تیسرے مقدمے میں ملوث ہو جاتے ہیں لہذا ہمارے ہاں کوئی ایسا system موجود نہیں تھا کہ اس قسم کے hardened criminals or repeaters کا کوئی ریکارڈ ہو۔

جناب والا! وزیر اعلیٰ صاحب کی ہدایت پر اب ہم نے یہ بھی initiative لیا ہے کہ جو لوگ جرائم میں ملوث ہیں ان کی ایک profile maintain کی جائے گی اور اس profile کے مطابق ہم نے باقاعدہ ایک track رکھا ہوا ہے۔ اس میں خاص طور پر abduction for ransom کے cases کے حوالے سے دیکھا گیا ہے کہ جو ملزم ایک مرتبہ اس جرم میں ملوث ہوتا ہے وہ ضمانت پر آتا ہے اور پھر دوبارہ واردات کرتا ہے۔ پھر جیل چلا جاتا ہے۔ پھر ضمانت پر آ جاتا ہے۔ تو اس کو بہتر کرنے کے لئے ہم نے باقاعدہ ان کا track رکھا ہوا ہے اور ہم یہ کوشش کر رہے ہیں کہ وہ دوبارہ اس قسم کی activities کو repeat نہ کر سکیں۔

یہاں abduction for ransom کے حوالے سے میں یہ بھی عرض کرنا چاہوں گا، چونکہ ضمناً اس کا ذکر آ گیا ہے تو اس حوالے سے آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہمارے پورے صوبے میں جتنے بھی cases report ہوئے وہ سارے کے سارے workout ہوئے اور آج ہمارے پاس پورے صوبے میں صرف nine cases ایسے ہیں جو کہ under investigation ہیں باقی تمام مقدمات کے ملزمان trace ہو چکے ہیں اور ملزمان کے خلاف چالان عدالت میں پیش کئے جا چکے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک انتہائی سنگین جرم ہے اور اس کا ہمارے معاشرے پر بہت برا impact تھا کہ کوئی شریف آدمی، کوئی صاحب حیثیت آدمی باہر نکلتے ہوئے گھبراتا تھا کیونکہ لوگوں کو gun point پر اغواء کر لیا جاتا تھا اور کہا جاتا تھا کہ آپ تاوان دیں اور تاوان کے بعد رہائی ہوتی تھی لہذا اس بارے میں پولیس نے مؤثر طور پر کارروائی کی ہے اور آج پورے صوبے میں، 35 اضلاع میں صرف 9 مقدمات under investigation ہیں جبکہ باقی سارے workout ہو چکے ہیں۔

جناب سپیکر! اس کے بعد میں گزارش یہ کرنا چاہوں گا کہ مجموعی طور پر پولیس میں ایک pro-active policing کا trend آیا ہے اور اب پولیس اس بات کا انتظار نہیں کرتی کہ چیف منسٹر صاحب صبح اٹھیں، ہمیں کہیں تو پھر ہم نے کوئی کام کرنا ہے۔ وزیر اعلیٰ صاحب ہر مہینے پولیس کی میٹنگ لیتے ہیں اس میں صرف دو باتوں پر پولیس کو compel کیا جاتا ہے کہ آپ یہ دو باتیں اپنانے کی کوشش کریں۔ ایک pro-active policing کہ آپ اپنے فرض کو خود نبھاتے ہوئے جرائم کے خاتمے کے لئے اپنا فرض پورا کریں اس کے لئے کسی کو کہنا نہ پڑے۔ آپ اس لئے جرائم کا خاتمہ نہ کریں کہ آپ نے اسمبلی میں رپورٹ دینی ہے۔ آپ اس لئے جرائم کا خاتمہ کرنے

کی کوشش نہ کریں کہ آپ وزیر اعلیٰ کے آگے جواب دہ ہیں۔ آپ جرائم کا خاتمہ اس لئے کریں کہ یہ آپ کی ذمہ داری میں شامل ہے لہذا پولیس میں یہ احساس پیدا کرنے کے لئے وزیر اعلیٰ صاحب کوشش کرتے ہیں اور میں وثوق کے ساتھ یہ کہہ سکتا ہوں کہ pro-active policing کے تحت پولیس میں احساس ذمہ داری آیا ہے اور آگے جب میں فگرز میں جاؤں گا تو یہ بات مزید عیاں ہو گی۔

جناب سپیکر! وزیر اعلیٰ صاحب کے initiative کے لحاظ سے دوسری بات جس پر میں emphasis کروں گا وہ یہ ہے کہ مجموعی طور پر ہم نے اس سوسائٹی میں پولیس کے image کو کیسے بہتر کرنا ہے؟ جب ہم pro-active policing کی بات کرتے ہیں تو جنوری 2006 سے لے کر اگست 2006 تک 39 ہزار proclaimed offenders کو arrest کیا گیا ہے جبکہ گزشتہ سال اس عرصہ کے دوران 27,783 گرفتار ہوئے تھے۔ اب جب ہم 39 ہزار proclaimed offenders کی بات کرتے ہیں، گزشتہ فگرز ہمارا 27 ہزار کا ہے تو یہ بات ثابت کرتی ہے کہ پولیس نے محنت کی ہے، کارکردگی دکھائی ہے۔ یہ 27 سے 39 کا فگر پولیس کی محنت اور کارکردگی کی وجہ سے آیا ہے۔ اسی طرح absconders جنھیں عدالت مفرور قرار دے دیتی ہے یہ جنوری 2006 سے لے کر اگست 2006 تک 29779 ہم نے گرفتار کئے ہیں جبکہ گزشتہ سال اسی corresponding period میں ہم نے 20,098 گرفتار کئے تھے۔

جناب سپیکر! اسی طرح recovery of illicit arms یہ جو ناجائز اسلحہ پکڑا جاتا ہے۔ اس وقت ہمارے صوبے میں اگر پولیس نے سب سے زیادہ کہیں activity دکھائی ہے تو وہ اس میں دکھائی ہے۔ جنوری 2006 سے لے کر اگست 2006 تک 46562 مقدمات ناجائز اسلحہ کے درج کئے گئے ہیں جبکہ گزشتہ سال اسی عرصہ کے دوران 32 ہزار cases درج کئے گئے تھے۔ صرف ان cases کی registration میں 31 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! اسی طرح ہمارے ہاں مختلف gangs تھے جو کہ مختلف قسم کے جرائم میں ملوث تھے۔ جنوری 2006 سے لے کر اگست 2006 تک 2222 gangs bust کئے گئے ہیں جبکہ گزشتہ سال اسی corresponding period کا فگر 1054 تھا اور اس سلسلے میں 111 فیصد اضافہ ہوا ہے۔

جناب سپیکر! جب ہم pro-active policing کی بات کرتے ہیں تو اس میں preventive policing بھی آتی ہے۔ جیسا کہ ہم نے لاہور میں Muhafiz Squads بنائے ہیں۔ محافظ اسکواڈز کے حوالے سے لاہور پولیس کو 500 کا ٹارگٹ دیا گیا تھا جبکہ اس وقت 448 محافظ اسکواڈز لاہور میں، 50 گوجرانوالہ میں، 100 راولپنڈی میں 240 فیصل آباد اور ملتان میں 100 قائم کئے گئے ہیں جبکہ مختلف چھوٹے اضلاع میں 913 محافظ اسکواڈز قائم کئے جا چکے ہیں۔ اس طرح مجموعی طور پر اب تک 1863 محافظ اسکواڈز قائم کئے جا چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ بھی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اس وقت محافظ اسکواڈز کے سلسلے میں، CCTV Cameras لگانے کے سلسلے میں ہم جو کام کر رہے ہیں وہ زیادہ سے زیادہ عوام کے تعاون سے کر رہے ہیں۔ تاجر برادری یا دوسرے صاحب حیثیت لوگوں کو involved کر کے، ان سے فنڈز لے کر ہم یہ کام کر رہے ہیں۔ ہم community policing کے concept کو لے کر آرہے ہیں۔ لاہور میں CPLC قائم ہو گئی ہے۔ دوسرے اضلاع میں سیفٹی کمیشن بن رہے ہیں لہذا زیادہ سے زیادہ society کے elements کو اس میں شامل کر رہے ہیں تاکہ ان کے تعاون سے ہم یہ کام کر سکیں۔ اس وقت تک ہم 2630 کیمرے لگا چکے ہیں۔ beat system کو ہم introduce کروا رہے ہیں۔ watchman کا system بھی لے کر آرہے ہیں اور foot patrolling کو بہتر بنایا جا رہا ہے۔ public awareness campaigns کے سلسلے میں مختلف اضلاع اور ڈویژنل ہیڈکوارٹرز پر ہم سیمینار کروا رہے ہیں۔

جناب سپیکر! یہاں میں گزارش یہ کرنا چاہتا ہوں، آپ کو یاد ہوگا کہ آج سے کچھ عرصہ پہلے جب ہم نے تھانے کے ماحول کو بہتر کرنے کی بات کی تھی اور ہم نے کہا تھا کہ ہم پولیس کا image بہتر کرنے کے لئے کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس وقت ہم نے ہر تھانے میں ایک رپورٹنگ سنٹر قائم کرنے کی بات کی تھی۔ میں نے اس وقت بھی کہا تھا اور آج پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اگر آج عام آدمی کو پولیس سے شکایت ہے تو وہ آئی جی صاحب سے نہیں، ایڈیشنل آئی جی صاحب سے نہیں، ڈی آئی جی صاحب سے کسی کو نہیں، ہمارے ڈی پی اوز سے کسی کو شکایت نہیں ہے حتیٰ کہ اے ایس پیز اور ڈی ایس پیز تک بھی بہت کم شکایت ہے لیکن اگر ایک آدمی کو اصل شکایت ہے تو وہ تھانے کی سطح پر ہے۔ تھانے کی سطح پر اس لئے شکایت پیدا ہوتی تھی کہ وہاں ایک عام آدمی کا ایک دم ایسے لوگوں سے interaction ہوتا تھا جو اس ماحول سے expose نہیں ہوتے تھے۔ وہاں

میٹرک پاس ایس ایچ اوز لگے ہوتے تھے اسی ضلع میں انسپکٹر موجود ہیں، گریجویٹ موجود ہیں، لاء گریجویٹس موجود ہیں حتیٰ کہ ہمارے پاس پوسٹ گریجویٹ بھی موجود تھے لیکن ان کو ایس ایچ او نہیں لگایا جا رہا تھا۔ تو جب ہم تھانے کے ماحول کو بہتر کرنے کی بات کر رہے تھے تو میں نے اسی معزز ایوان میں یہ کہا تھا کہ ہم آئندہ سے ہر ضلع میں آفیسرز کا ایک پول بنا رہے ہیں اس selected pool میں انسپکٹر سطح کے بہتر ریکارڈ کے حامل آفیسرز ہوں گے، انھوں نے پولیس کورسز کئے ہوں گے اور وہ professionally بہتر کوالیفکیشن رکھتے ہوں گے تو اس علاقے کا ڈی پی او اپنی صوابدید کے مطابق ان کو ایس ایچ او post کرے گا۔ ہم نے اس پر عملدرآمد شروع کیا اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میں وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ 90 فیصد ایسے پولیس سٹیشن ہیں جہاں پر اس نئی پالیسی کے مطابق عملدرآمد کر چکے ہیں۔ ہمارے کچھ اضلاع جن میں اس بات پر عملدرآمد نہ ہو رہا ہو اس کی وجہ افسران کی کمی ہو سکتی ہے لیکن commitment یا نیت میں کوئی فرق نہیں ہے۔ جہاں دس فیصد میں نہیں ہیں انشاءاللہ تعالیٰ ہم وہاں بھی with the passage of time کو الیفائیڈ اور ایسے افسران لگائیں گے تاکہ تھانے کے ماحول کو بہتر کیا جا سکے۔

جناب سپیکر! ممکن ہے ہمارے بھائی کہیں کہ عملی طور پر یہ بات نہیں ہے لیکن میں ان کو دعوت دیتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ لاہور کا کوئی بھی تھانہ visit کر لیں انشاءاللہ تھانے میں رپورٹنگ سنٹر ضرور موجود ہوگا اور اس رپورٹنگ سنٹر میں کم از کم ایک گزٹیڈ آفیسر موجود ہوگا جس کا کم از کم level سب انسپکٹر کا ہوگا۔ آپ وہاں جائیں تو ایک respectable طریقے سے آپ کو receive کیا جائے گا۔ آپ کی بات سنی جائے گی اور پھر آپ کو guide کیا جائے گا کہ آپ یہ طریق کار اختیار کریں۔

جناب سپیکر! میرے سارے بھائی جانتے ہیں کہ پہلے ہمارے تھانوں میں پہلا interaction ہی محرر کے ساتھ ہوتا تھا۔ ظاہری بات ہے کہ جب تھانے میں باعزت طور پر بیٹھنے کے لئے جگہ نہیں ملے گی۔ آپ کو باعزت طریقے سے entertain کرنے والا کوئی بندہ نہیں ہوگا تو وہاں سے شکایات کا پیدا ہونا لامحالہ تھا۔ اب ہم نے پولیس کو وسائل دیئے ہیں اور پولیس نے commitment کے ساتھ کام کیا ہے اور آج ہمارے رپورٹنگ سنٹر functional ہو چکے ہیں اور یہاں پر بہتر افسران موجود ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے اسی طرح upper subordinate کی بات کی تھی۔ اس وقت

ہمارے بعض دوستوں نے کہا تھا کہ جب آپ ڈی ایس پیز کو تھانے میں بٹھائیں گے تو شاید اس کی کچھ repercussions ہوں۔ ہم نے ایک تھانے میں ایک ڈی ایس پی کو بٹھایا لیکن وہاں پر ہمیں تھوڑا سا problem آیا۔ میں اس بات کو تسلیم کرتے ہوئے کوئی جھجھک محسوس نہیں کر رہا کہ ہماری پالیسی یہ ہے کہ اگر ایک فیصلہ عوام کے مفاد میں نہیں اور اس سے کارکردگی بہتر نہیں ہوتی تو حکومت اسے تبدیل کرنے میں کوئی عار محسوس نہیں کرتی اور نہ ہی اسے انا کا مسئلہ بنایا جاتا ہے۔ پولیس کی طرف سے وزیر اعلیٰ صاحب کو سفارشات ملیں کہ ایک کی بجائے دو تھانوں پر ڈی ایس پی مناسب رہے گا تو again we are considering ہم نے ابھی فیصلہ نہیں کیا لیکن اگر بہتری کے لئے یہ قدم اٹھانا پڑا تو اس میں کوئی ممانعت نہیں ہو گی۔ بہر حال upper اور subordinate بہتر پولیس افسران کی تھانے میں موجودگی، تھانے کے ساتھ ان کی زیادہ liaison تھانے کے ساتھ زیادہ رابطہ اور تھانے کے معاملات پر زیادہ نظر رکھنے کے لئے ہمارا یہ ایک اٹل فیصلہ ہے کہ ہم نے اے ایس پی یا ڈی ایس پی سطح کے افسر کو رکھنا ہے اور انشاء اللہ یہ پالیسی آگے چلتی رہے گی۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ہم نے شفٹ سسٹم کی بات کی تھی۔ ہمارے پانچ بڑے اضلاع میں جہاں سٹی گورنمنٹس قائم ہو گئی ہیں ان کے لئے ریکروٹمنٹ کر لی ہے۔ ہمارے پاس فورس آ گئی ہے۔ کچھ ٹریننگ کر رہی ہے اور کچھ ہمارے پاس پہنچ گئی ہے۔ ہم بعض جگہوں پر شفٹ سسٹم لے آئے ہیں لیکن with the passage of time ان پانچ بڑے شہروں میں شفٹ سسٹم کا آغاز ہو گا۔ میں بڑے اعتماد کے ساتھ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ جب شفٹ سسٹم آ جائے گا تو اس سے پولیس کی کارکردگی میں بہت بہتری آئے گی اور پولیس کے متعلق جو ایک عام شکایت ہوتی ہے کہ جب کوئی آدمی تھانے میں جاتا ہے تو اس کو ایس ایچ او نہیں ملتا کوئی سینئر افسر نہیں ملتا۔ اس سینئر افسر نے گشت بھی کرنی ہوتی ہے اس سینئر افسر نے سڑکوں پر ڈیوٹی بھی دینا ہوتی ہے اس سینئر افسر نے عدالتوں میں پیشیاں بھی بھگتنی ہوتی ہیں گواہی کے لئے بھی جانا ہوتا ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ کمی اسی طرح پوری کی جا سکتی تھی کہ اگر ہم ان تھانوں میں شفٹ سسٹم لاگو کریں۔

جناب سپیکر! میں یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ ایف آئی آر کے figures میں اضافے کی بنیادی وجہ free registration of FIRs بھی ہے۔ آج اگر ہمیں پولیس کے متعلق

جو سب سے کم شکایت موصول ہوتی ہے وہ ایف آئی آر کی رجسٹریشن کے حوالے سے ہے۔ میں ایف آئی آر کی non-registration کا عدلیہ کے حوالے سے بات کرنا چاہوں گا کہ وہ اختیار صوبے سے نکل کر ضلع کے پاس آ گیا ہے اور ہم نے ضلع میں جوڈیشری کے علاوہ بھی لوگوں کو avenues دے دیئے ہیں لوگوں کو مواقع دے دیئے ہیں، لوگوں کو جگہیں دے دی ہیں جہاں وہ ایف آئی آر کی رجسٹریشن کے لئے جا سکتے ہیں۔ ایس پی آفس میں بھی ایف آئی آر کی رجسٹریشن کا ایک سسٹم evolve کیا گیا ہے۔ ٹاؤن میں جو افسران تعینات کئے گئے ہیں ان کے دفاتر میں بھی اور اس کے علاوہ اضلاع میں ایک رپورٹنگ سنٹر بھی قائم کیا گیا ہے جہاں free registration of FIR کے لئے رابطہ کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے یہاں پر یہ بات کی تھی کہ سپاہی کی تنخواہ میں دو ہزار روپے کا اضافہ کیا جائے۔ آپ میری بات سے اتفاق کریں گے کہ ہمارے ہاں government functionaries میں اگر سب سے کوئی low paid طبقہ تھا تو وہ ہمارے سپاہی تھے۔ جس سپاہی کو صبح سے شام تک اپنے معاش اور اپنے بچوں کا پیٹ بھرنے کی فکر رہتی تھی اور اس کا کوئی پرسان حال نہیں تھا لیکن اس حکومت نے پہلی دفعہ ان کی تنخواہ میں دو ہزار روپے کا اضافہ کیا تھا اور آج میں اس معزز ایوان کو بتانا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ پنجاب کی ذاتی کاوشوں کی وجہ سے آج ہمارے کانسٹیبلز کو دو ہزار روپیہ اضافی ملنا شروع ہو گیا ہے۔ لہذا ہم نے اس معزز ایوان میں جو commitment کی تھی اس کو پورا کر دیا ہے۔

جناب سپیکر! ہم نے ایس ایچ اوز کی ٹریننگ کی modules بنانے کی بات کی تھی۔ ان کے لئے کورسز کی بات کی تھی۔ ہمارا وہ سسٹم آ چکا ہے اور انشاء اللہ تعالیٰ اس پر عملدرآمد شروع ہو گیا ہے۔ اسی طرح ہم نے یہاں پر ہائی وے پٹرولنگ کی بات کی تھی۔ ہمارے ہاں پنجاب میں 468 پٹرولنگ پوسٹیں بننی تھیں ان میں سے 90 فیصد مکمل ہو چکی ہیں اور آج ہماری شاہراہیں اس لحاظ سے محفوظ ہیں۔ آپ نے دیکھا ہو گا کہ جیسے موٹروے اور جی ٹی روڈ پر وفاقی حکومت کی موٹروے پولیس ہے ہم نے بھی اسی طرح صوبائی شاہراہوں پر ہائی ویز پٹرولنگ کا نظام زیادہ مربوط بنایا ہے اور آج اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہماری شاہراہیں محفوظ ہیں اور وہاں پر جرائم کی شرح میں ایک واضح کمی آئی ہے۔

جناب سپیکر! ہم ٹریفک کا بھی نیا سسٹم لا رہے ہیں۔ ہم نے اس کی revamping کے لئے اس معزز ایوان میں بات کی تھی کہ ٹریفک کا نیا سسٹم لائیں گے۔ ہم نے پانچ بڑے شہروں میں بھرتی کی ہے اور پھر اس بات کو repeat کرنا پڑتا ہے کہ انشاء اللہ ہم نے across the board یہ کوشش کی ہے کہ ٹریفک پولیس کی سو فیصد میرٹ پر بھرتی کی جائے۔ ان کی تنخواہوں کا پیکج بھی مختلف رکھا ہے۔ اس کے آنے سے آپ کو ٹریفک پولیس میں ایک واضح تبدیلی محسوس ہو گی۔ ہمارے پہلے bage کی ٹریننگ مکمل ہو چکی ہے اور ہم اسے ground پر لا رہے ہیں۔

جناب والا! اب میں ضلع وار کرائم کی بات کرنا چاہوں گا۔۔۔

آوازیں: راجہ صاحب! آپ مختصر کریں تاکہ ہماری بھی باری آسکے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جی، ٹھیک ہے۔ میں باقی باتیں wind up کرتے ہوئے کہہ دوں گا۔ میں نے overall figures بتا دیئے ہیں اس لئے ضلع وار کرائم کی زیادہ تفصیل نہیں بتاتا لیکن اتنی بات ضرور بتانا چاہتا ہوں اور پھر اس بات کو دہرانا چاہتا ہوں کہ اس بات سے میرا کوئی concerned نہیں کہ اگر کہیں کرائم کی رجسٹریشن میں اضافہ ہوا ہو تو that is a separate issue لیکن detection چالان مکمل کرنا عدالتوں میں بھیجنا اور بہتر investigation کرنا تاکہ کم از کم مجرم جو ہیں وہ قانون کے مطابق سزا سے نہ بچ سکیں۔ یہ ہماری ذمہ داری ہے اور اس ذمہ داری سے انشاء اللہ تعالیٰ ہم عہدہ برآ ہوں گے۔ وزیر اعلیٰ صاحب کی دو commitment جو پہلے میں نے پولیس کی کارکردگی کے حوالے سے پولیس کے image کو بہتر کرنے کے حوالے سے دونوں پر ہم کام کر رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ اس commitment کے تحت کام کر رہے ہیں اور اس کے علاوہ باقی باتیں جس طرح ہمارے دوست بات کریں گے میں ان کا ساتھ ساتھ جواب دیتا رہوں گا یا wind up پر بات کر لوں گا۔ اب میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ آپ نے مجھے بات کرنے کا موقع فراہم کیا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اب وقفہ نماز کریں یا بحث جاری رکھی جائے۔ اس سلسلے میں ہاؤس کی کیا رائے ہے۔ کیونکہ ڈیڑھ بجے نماز ہوتی ہے۔

آوازیں: قائد حزب اختلاف کو بات کر لینے دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ٹھیک ہے قائد حزب اختلاف کی تقریر کے بعد بیس منٹ کے لئے وقفہ نماز کرتے

ہیں۔قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف: شکریہ۔جناب سپیکر!وزیر قانون صاحب کی باتیں میں سن رہا تھا۔پہلی بات تو یہ ہے کہ پہلی دفعہ سنا ہے کہ آبادی کے تناسب سے کرائم بھی بڑھ جاتا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے اقرار کر لیا کہ اگر آبادی بڑھتی جائے گی تو ہمارا crime rate بھی بڑھتا جائے گا اور ہم کنٹرول کرنے میں ناکام رہیں گے۔اصل میں اپوزیشن تو ہمیشہ یہ بات کرتی رہی کہ جناب لاء اینڈ آرڈر کی situation خراب ہے۔اخبارات لکھتے رہے کہ امن عامہ کی صورتحال خراب ہے لیکن چند دن پہلے ایک خط جو کہ وزیر اعظم نے لکھا ہے یہ میں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں۔خود اس حکومت کے وزیر اعظم نے چاروں صوبوں کے وزراء اعلیٰ کو لکھا ہے اور کہا ہے کہ صوبوں میں امن عامہ کی تشویشناک صورتحال ہے۔street crimes کے حوالے سے صورتحال تشویشناک ہے۔

جناب والا!یہ ہمیں تو الزام دیتے ہیں کہ ہم اپوزیشن برائے اپوزیشن کرتے ہیں لیکن اب ان کے اپنے وزیر اعظم نے صوبوں کی حکومتوں پر امن عامہ کے حوالے سے عدم اعتماد کر دیا ہے۔یہ وہ لیٹر ہے جو وزیر داخلہ کے ذریعے ان کو بھیجا گیا ہے۔میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد صوبہ کیا اپنے آپ کو defend کرے گا کہ جب ان کا اپنا پرائم منسٹر ان کو یہ کہہ دے کہ جناب!آپ کے صوبے میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ٹھیک نہیں ہے اور ہو بھی کیسے سکتی ہے۔چند باتیں وزیر قانون صاحب نے ٹھیک کہیں کہ انہوں نے چند اقدامات کئے لیکن ان اقدامات کا نتیجہ کیا نکلا؟

جناب سپیکر!میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ حکومت پنجاب کی کوئی vision ہے، کوئی priority ہے اور نہ ہی کوئی میرٹ سسٹم ہے۔انہوں نے چیک پوسٹیں بنانے کی بھی بات کی لیکن آپ کو یاد ہو گا اور ہم نے اخبارات میں یہ پڑھا کہ ان چیک پوسٹوں پر جب بھرتیوں کی بات آئی تو ان کے ایم پی ایز،ایم این ایز نے عدالتوں میں جانے کی دھمکیاں دیں کہ ہم عدالتوں میں جائیں گے اگر ہمیں سیٹیں نہ دی گئیں۔پھر سیٹیں دینے کا معاملہ رفع دفع کیا گیا۔اسی طرح ابھی حال ہی میں جب اخبارات میں یہ چھپا کہ پراسیکیوشن سروس کے لئے بھرتیاں ہونی ہیں تو اخبارات میں یہ آیا کہ شاید ایم پی ایز کو دو دو تین کلرک یا جونیئر آفیسرز کی نوکریاں دی جائیں گی تو اس پر تشویش کی لہر دوڑی اور آپ کو یاد ہو گا کہ جب افطار ڈنر ہوا تو وزیر اعلیٰ نے خود اس بات کی یقین دہانی کروائی کہ اخبارات میں تو ایسے ہی آگیا ہے آپ فکر نہ کریں آپ کو دو دو تین تین نوکریاں دیں گے۔

جناب سپیکر! جس حکومت کی priority یہ ہو کہ میرٹ کو بالائے طاق رکھ کر انہوں نے تقرریاں کرنی ہیں تو پھر آپ کیسے سمجھتے ہیں کہ لاء اینڈ آرڈر کی situation بہتر ہو سکتی ہے۔اب میں بات کرتا ہوں چیک پوسٹوں کی تو اس میں جن دوستوں کو بھرتی کیا گیا ہے۔ایس ایس پی لاہور کا بیان on record موجود ہے کہ انہوں نے یہ اقرار کیا ہے کہ ہاں ان میں سے کچھ لوگ street crimes میں ملوث ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب خود پولیس آفیسرز اقرار کر رہے ہیں اس کے بعد ان کو اور مراعات دینا مناسب نہیں ہے۔اب پھر اس سال کے بجٹ میں ان کے لئے 21 بلین روپے رکھ دیئے گئے ہیں اس لئے کہ مزید لوٹ مار کی جائے۔

جناب سپیکر! میں تو سمجھتا ہوں کہ ہماری جو پنجاب پولیس ہے اس کو تو آپ اگر توپ اور ٹینک بھی دے دیں اگر میرٹ پالیسی نہیں ہوگی تو پھر یہ کوئی چیز بھی کنٹرول نہیں کر سکے گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک بات ہے ان کو مراعات دینے کی تو ابھی وزیر موصوف میرے بھائی نے کہا کہ ہم نے جو تھانوں میں سپروائزری آفیسرز لگانے کی بات کی تھی اس کو ہم شاید change کرنے کی کوشش کر رہے ہیں تو میں نے پہلے بھی کہا ہے کہ ان کا vision کوئی نہیں ہے۔جب آپ حکومت کا پیسا، عوام کا پیسا بے دردی کے ساتھ ایک محکمے کو دیتے ہیں تو پھر ایسا ہی ہوگا۔پہلے آپ کو thrash out کرنا چاہئے تھا کہ یہ پیسا خرچ کہاں پر ہوگا۔سپروائزری آفیسرز کے لئے تیس تیس لاکھ روپے کی گاڑیاں تو خرید لی گئیں۔میرے بھائی وزیر جو بیٹھے ہوئے ہیں ان کے لئے دس دس لاکھ روپے کی گاڑیاں دی گئیں اور جو سپروائزری آفیسرز لگانے ہیں ان کو تیس تیس لاکھ روپے کی لینڈکروزرز خرید کر دی گئی ہیں۔اب کہہ رہے ہیں کہ ہم پالیسی revise کرنا چاہتے ہیں۔اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ سارا پیسا down the drain گیا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔جناب والا! انتہائی معذرت کے ساتھ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ چونکہ وقت کم تھا میں تفصیل سے بات نہیں کر سکا۔میں on record یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ یہ جو تھانے کی improvement کے لئے چیف منسٹر صاحب کی vision تھی جو administrative measures تھے ان کے لئے ہم نے ماسوائے کانسٹیبل کی تنخواہ بڑھانے کے کوئی اضافی فنڈز نہیں دیئے۔ہم نے پہلے سے موجود resources کو بہتر کرنے کی کوشش کی ہے اور کسی بھی سپروائزری آفیسرز کے لئے کوئی نئی گاڑی نہیں خریدی گئی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، قائد حزب اختلاف!

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! بہر حال یہ وزیر موصوف صاحب کی بات ہے میں تو اخبارات میں پڑھتا ہوں۔ان کی یقین دہانی ہے لیکن میں سمجھتا ہوں کہ گاڑیاں جو تیس تیس لاکھ روپے میں خریدی گئی ہیں وہ پھر اگلی دفعہ ہم دیکھیں گے۔ابھی یہ بھی بات ہوئی، میں تو یہ بھی کہوں گا کہ اس سے پہلے کہ میں facts and figures میں آؤں یا جو میرے پاس تھوڑے سے figures ہیں اس پر بات کروں۔میں یہ کہوں گا کہ آپ اپنے صرف ایک سال کا اپنی پولیس کے رویے کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھیں تو آپ کو پتا چل جائے گا۔صرف اس ہاؤس میں جو تحاریک استحقاق آئی ہیں اور ان میں سے حکومتی اراکین کی کتنی تحاریک استحقاق ہیں۔حکومتی بنچوں کے اراکین کی تعداد زیادہ ہے تو جس پولیس ڈیپارٹمنٹ کا رویہ اپنے حکومتی بنچوں کے ساتھ ایسا ہو گا کہ جن کی تحاریک استحقاق اپوزیشن سے بھی زیادہ ہیں پھر اس ڈیپارٹمنٹ سے آپ کیا توقع رکھیں گے آپ جتنی مرضی مراعات دے دیں۔ابھی میرے بھائی نے بڑی اچھی بات کی کہ اب ایف آئی آر رجسٹرڈ ہو جاتی ہیں اور اس کی آج ہی انہوں نے ہاؤس میں رپورٹ پیش کی ہے اور پولیس کے بارے میں یہ لکھتے ہیں کہ محتسب کے پاس delay in registration of FIR کی 243 درخواستیں گئی ہیں۔آپ خود سوچیں کہ کتنے لوگ ہیں جو محتسب کے پاس جاتے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ اس وقت جتنے وزیر ہیں، جتنے ایم پی ایز ہیں آپ ان سے پوچھیں تو آپ کو پتا چلے گا کہ ان کے پاس زیادہ عوام صرف اس لئے آتی ہے کہ ہمارا تھانے میں پرچہ نہیں کٹ رہا۔خود راجہ صاحب میں سمجھتا ہوں کہ سارا دن majority میں یہ کام کرتے ہیں کہ لوگ انہیں فون کرتے ہیں کہ جناب! میرا پرچہ نہیں کٹ رہا ایم پی ایز بھی ان کے پاس جاتے ہیں کہ جناب! ہمارے علاقے میں فلاں وقوعہ ہوا ہے اور ایف آئی آر نہیں کٹ رہی۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ یہاں پر اس طرح کی باتیں کر کے یا figures میں الجھا کر جیسا کہ آج راجہ صاحب نے ہمیں یہ بتانے کی کوشش کی کہ ہمارا دوسرے ملکوں سے crime rate کم ہے یا اس تناسب سے نہیں بڑھ رہا۔

جناب سپیکر! یہاں پر دوڑ تو نہیں لگی ہوئی بلکہ دوڑ تو اس بات کی ہونی چاہئے کہ crime rate ختم ہو۔crime rate میں اس بات کی دوڑ نہیں ہونی چاہئے کہ فلاں ملک میں اتنی آبادی ہے تو اتنا crime rate ہے اور ہمارے ملک میں اتنی آبادی ہے تو اتنا crime rate ہے۔مجھے وزیر خوراک صاحب کی بھی بات یاد آئی کہ demand and supply سے قیمتوں کا تعین ہوتا ہے۔ مجھے تو لگتا ہے کہ لاء اینڈ آرڈر میں بھی آج راجہ صاحب نے demand and supply والی بات

کر دی ہے۔ شاید criminals کی demand زیادہ ہے تو اس لئے آبادی بڑھاؤ اور criminals پیدا کرو۔

جناب سپیکر! جب میرٹ پر سب کچھ نہیں ہو گا تو آپ کیا سمجھتے ہیں کہ حکومت پنجاب ایسے اقدامات کر لے گی کہ جس سے بہتر نتائج آئیں گے۔ جہاں تک ممبران اسمبلی کی تحاریک استحقاق کی بات ہوئی آج تک راجہ بشارت صاحب کی گاڑی کا نہیں پتا چل سکا کہ کون لے گیا۔ حال ہی میں ہم نے پڑھا کہ چودھری وجاہت حسین کی گاڑی بھی چوری ہو گئی ہے اور اس کا بھی پتا نہیں چل رہا۔ اس صوبہ پنجاب میں جہاں وزیر اعلیٰ بیٹھے ہیں، جہاں پر آئی جی تشریف فرما ہیں، جہاں پر ہوم سیکرٹری بھی بیٹھے ہیں جہاں پر وزیر اور مشیر سب بیٹھے ہوئے ہیں وہاں پر وزیر اعلیٰ صاحب کی اپنی گاڑی چوری ہو گئی ہے، لاء منسٹر صاحب کی اپنی گاڑی چوری ہو گئی ہے، وہاں پر آپ کس لاء اینڈ آرڈر کی بات کرتے ہیں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کے لئے کن مراعات کی بات کرتے ہیں۔

جناب سپیکر! ہم نے تو پہلے بھی کہا تھا کہ صوبے میں لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کے لئے یا پولیس ڈیپارٹمنٹ پر بات کرنے کے لئے کیا بات کریں؟ جب آپ نے پہلے ہی اپنے ہاتھ کٹوا دیئے ہیں، جب آپ نے ایک آمر کو شیڈول 6 میں یہ اختیار دے دیا ہے کہ پولیس آرڈر وہاں پر protect کر لیا جائے اور اس کی اجازت کے بغیر تو ہم یہاں پر بحث بھی نہیں کر سکتے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب والا! میں یہ وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ وزیر اعلیٰ کی گاڑی چوری ہوئی ہے اور نہ کوئی ایسا واقعہ ہوا ہے اور میں ان سے یہ بھی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ان کی وزیر اعظم کا جب بھائی قتل ہوا تھا اور اس کا آج تک پتا نہیں چل سکا کہ کس نے قتل کیا تھا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! وزیر مواصلات یہ بھی بتا دیں کہ یہ اس وقت کن کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب وزیر اعظم کا بھائی قتل ہوا تھا یہ اس وقت قاتلوں میں بھی موجود تھے اور ساتھ ہی بیٹھے ہوئے تھے۔

آوازیں: شیم، شیم۔

قائد حزب اختلاف: جناب سپیکر! میں facts and figures کی طرف آنا چاہوں گا۔ پہلی بات

تو یہ ہے کہ میں نے officially آئی جی صاحب کو بطور لیڈر آف اپوزیشن لیٹر لکھا کہ مجھے ایک سال کے اعداد و شمار چاہئیں۔ اس کا چارٹ چاہئے لیکن آج ایک ہفتہ ہو گیا ہے مجھے وہ crime chart نہیں مل سکا۔ یہ میں نے اپنے کسی ذاتی دوست کی وجہ سے چار مہینے کے crimes کے متعلق figures لئے ہیں۔ یہ مئی سے لے کر اگست تک کے اعداد و شمار میرے پاس ہیں۔ اس میں اگر آپ دیکھیں تو صوبہ پنجاب میں صرف 1985 murder cases ہیں۔ اگر 4 مہینے میں 2 ہزار کے قریب murder ہیں تو 12 مہینے میں 6 ہزار کے قریب ہیں۔

جناب سپیکر! صوبہ پنجاب میں 35 اضلاع ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہر ضلع میں ہر مہینے کم از کم 200 افراد قتل ہو رہے ہیں تو کہاں ہے وہ پولیس؟ اسے 21 بلین روپے دینے کا ہمیں کیا فائدہ ہے؟ اگر ہم یہاں پر robbery دیکھیں تو 4 ہزار سے زیادہ اس چیز کے مقدمات درج ہوئے اور یہ تعداد reported cases کی ہے۔

جناب سپیکر! آپ کو پتا ہے کہ ہمارے معاشرے میں آدھے سے زیادہ کیس رپورٹ نہیں ہوتے۔ کچھ محتسب کے پاس جاتے ہیں اور کئی بے چاروں کو سفارشیں ڈھونڈنی پڑتی ہیں۔ اس کے علاوہ موٹر وے پر 1500 کے لگ بھگ گاڑیاں چھینی گئی ہیں۔ ڈکیتی کوئی 5 ہزار کے قریب ہے۔ ابھی وزیر موصوف کہہ رہے تھے کہ ہم نے کیمرے نصب کر دیئے ہیں، یہ شہروں کی حد تک تو ٹھیک ہے لیکن گاؤں سے جو مویشی چوری ہوتے ہیں اور گاؤں میں جو تھانہ کلچر کو پروان چڑھایا جا رہا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس میں حکومت بری طرح ناکام ہوئی ہے اور حکومت کی کوئی پالیسی نہیں ہے کہ عوام کو ریلیف دیا جا سکے سوائے اس کے کہ اپنی مرضی کے من پسند لوگوں کو یہ postings دیں، اپنی مرضی کے من پسند لوگوں کو یہ بھرتی کریں۔

جناب سپیکر! اگر آپ ابھی میرے ساتھ چلیں تو یہ آج موٹر سائیکلوں پر جتنے لوگ پولیس بنی پھر رہی ہے، موٹر سائیکلیں روک کر ان سے پوچھیں تو لاہور میں سارے کے سارے لوگ جو بھرتی ہوئے ہیں وہ منڈی بہاؤالدین سے ہیں یا گجرات سے ہیں۔ اس کے علاوہ کسی دوسرے ضلع کو موقع نہیں دیا گیا کہ وہاں پر بسنے والا کوئی اس پولیس سروس میں بھرتی ہو سکتا اور اگر آپ ان کی شکلیں دیکھیں تو ان سے خوف آتا ہے تو انہوں نے عوام کو کیا تحفظ دینا ہے۔

جناب سپیکر! اسی حوالے سے cattle theft ہے اور باقی چوریاں بھی ہیں۔ بات وہی ہے کہ جب تک will نہیں ہو گی، جب تک عوام کی بالادستی نہیں ہو گی، جب عوام کی بات نہیں ہو گی،

جب تک عوام کی حکومت نہیں ہوگی، جب تک حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے عوام کو روزگار نہیں ملے گا تو پڑھے لکھے لوگ بھی نظریہ ضرورت کے تحت ڈاکا مارنے پر مجبور ہوں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھتا ہوں کہ کل رانا ثناء اللہ صاحب نے جب مہنگائی کے حوالے سے بات کی تو بڑی اچھی بات کی کہ حکومت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے، زراعت کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے لوگوں میں اضطراب بڑھا اور مہنگائی بڑھی۔ اسی طرح میں سمجھتا ہوں کہ ان کی ناقص پالیسیوں کی وجہ سے آج صوبہ پنجاب بدامنی اور قتل و غارت کے حوالے سے بُری طرح جل رہا ہے۔ مجھے پتا ہے کہ یہ کہیں گے کہ یہ صرف تنقید برائے تنقید کرتے ہیں میں صرف تنقید برائے تنقید نہیں کرنا چاہتا بلکہ میں کچھ ٹھوس تجاویز بھی دینا چاہتا ہوں کہ کاش! حکومت پنجاب اس پر عمل کرے اور شاید اس سے کوئی بہتری ہو سکے۔

جناب سپیکر! سب سے پہلے تو میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے صوبے کی پولیس کو اپنے opponents کو crush کرنے کے لئے ان کی وفاداریاں تبدیل کروانے کے لئے ضمنی الیکشن جیتنے کے لئے جو استعمال کرتے ہیں کم از کم اس کو ختم کیا جائے اور پولیس کا جو اصل کام عوام کو تحفظ دینا ہے اس کی طرف پولیس کو واپس تعینات کیا جائے اور سٹینڈنگ آرڈر دیا جائے کہ پولیس اپنے کام کے علاوہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گی جس سے عوام کے کام میں مداخلت ہو۔ اس کے علاوہ میں تجویز کرتا ہوں کہ ایک Parliamentary Commission on Law and Order بنایا جائے جس میں حکومتی بنچوں سے اور اپوزیشن بنچوں سے برابری کی سطح پر ممبرز کو رکھیں تاکہ وہ لاء اینڈ آرڈر کی monitoring کر سکیں۔

جناب سپیکر! میں تیسری اور انتہائی ضروری بات کرنا چاہتا ہوں کہ ایک غیر جانبدار ادارے سے آج تمام سینئر پولیس آفیسرز جنہیں پنجاب بھر میں تعینات کیا گیا ہے ان کے بارے میں انکوائری کرائی جائے کہ ان کے اپنے حوالے سے کتنے جرائم میں ملوث ہونے کی رپورٹیں ہیں۔ اگر اس بارے میں ایک رپورٹ مرتب کر لی جائے اور ایک غیر جانبدار ادارے سے اس کی تحقیقات کرا لی جائیں تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ اپنے من پسند لوگوں کو اپنے اضلاع کے تھانوں میں شاید اپنے الیکشن جیتنے کے لئے آج سے لگانا شروع کر دیا ہو کیونکہ الیکشن اب قریب ہے میں سمجھتا ہوں کہ اس میں کافی مدد ملے گی اور اس میں عوام کو ریلیف ملے گا اور میں سمجھتا ہوں کہ اس سے بہتری آ سکتی ہے۔

جناب سپیکر! چیف منسٹر صاحب نے بھی یہاں announce کیا تھا اور آج یہاں پر راجہ صاحب نے بھی کہا کہ جو تھانے جائے گا اس کی ایف آئی آر ضرور کٹے گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ اچھا اقدام تھا اس کو ensure کیا جائے لیکن محتسب کی رپورٹ آج کا ماحول اور حالات آپ کے سامنے ہیں۔ ابھی آپ ایک عام آدمی بن کے تھانے جائیں گے تو آپ کو کوئی entertain ہی نہیں کرے گا جب تک آپ کی سفارش نہیں ہو گی یا جب تک آپ اپنے علاقے کے ایم پی اے یا ایم این اے کو نہیں لے کر جائیں گے یا کسی حکومتی رکن کو نہیں لے کر جائیں گے۔

جناب سپیکر! میں آخری بات یہ کرنا چاہوں گا کہ ایک Monthly Crime Report اس ہاؤس میں آئے تاکہ جو ممبر لینا چاہے وہ لے سکے۔ ہم elected Members کو آئی جی کا محتاج نہ کریں اور حتمی بات یہ ہے کہ جیسے آج محتسب کی رپورٹ ایوان میں پیش کی گئی ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ اگر پولیس کے حوالے سے سالانہ رپورٹ اس ایوان میں پیش کی جائے تو اس پر بھی یہاں ایوان میں debate ہو گی اور عوام کو پتا چلے گا کہ یہاں کیا ہو رہا ہے اور چند دن پہلے میرے صحافی بھائیوں میں سے ایک دوست نے لکھا کہ جی Where is Qasim Zia? تو ان دنوں میں پارٹی کے پولیٹیکل کام کے حوالے سے ملتان اور پنڈی میں تھا لیکن یہاں یہ بات کرنے کی نہیں ہے، مجھے خوشی ہوئی کہ انہوں نے یہ پوچھا کہ اپوزیشن کا لیڈر کہاں ہے اور وہ کیا کر رہا ہے؟ اور آج مجھے خوشی ہو گی کہ اگر میرا وہ دوست، میرا بھائی یہ پوچھے کہ Where is C.M. Punjab and where is Government of Punjab. جو پاکستان میں لاء اینڈ آرڈر کی situation ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: .Thank you اب 20 منٹ کے لئے وقفہ نماز کیا جاتا ہے۔

(اس مرحلہ پر وقفہ برائے نماز ظہر کے بعد جناب ڈپٹی سپیکر 2 بجکر 14 منٹ پر کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ فرزانہ راجہ!

محترمہ فرزانہ راجہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! صوبہ میں امن و امان کی صورتحال دن بدن تشویشناک ہوتی جا رہی ہے اور پچھلے کئی سالوں سے کرائم ریٹ میں بہت بڑے پیمانہ میں اضافہ ہوا ہے۔ جیسا کہ لاء منسٹر صاحب نے فرمایا کہ آبادی کے تناسب سے اس میں اضافہ ہوتا ہے۔ ان کے یہ الفاظ ہیں کہ جتنا اضافہ ہونا چاہئے تھا اتنا نہیں ہوا اور مجھے یہ بات سن کر حیرت

ہوئی کہ وہ یہ expect کر رہے تھے کہ آبادی کے تناسب سے کرائم ریٹ میں اتنا ہی اضافہ ہونا چاہئے تھا جتنا نہیں ہوا اور لگتا ہے کہ ان کو اس بات سے مایوسی ہوئی ہے۔ مجھے ان کی یہ بات بہت عجیب لگی ہے۔

جناب سپیکر! اس وقت جو دیکھنے والی صورتحال ہے وہ یہ ہے کہ کرائم ریٹ بڑھتا کیوں ہے، اس کی وجوہات کیا ہیں؟ وزیر اعلیٰ صاحب کے لئے کہا گیا کہ پولیس کا image بہتر کرنے کے لئے انہوں نے بڑی کاوشیں اور کوششیں کی ہیں۔ میں یہ سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب کی کوششوں اور کاوشوں سے یا فنڈز بڑھانے سے یا پولیس والوں کی تنخواہیں بڑھانے سے ان کا image بہتر نہیں ہو گا بلکہ ان کا image بہتر صرف اور صرف اسی صورت میں ہو سکتا ہے جب پولیس ڈیپارٹمنٹ خود محنت کے ساتھ، ایمانداری کے ساتھ عوام کی خدمت کریں اور عوام کو protect کریں جس کام کے لئے ان کو رکھا گیا ہے اس کو بخوبی سرانجام دیں تو یقیناً ان کا image بہتر ہو جائے گا اس کے لئے نہ فنڈز کی ضرورت ہوتی ہے۔ جہاں تک یہ فنڈز کی بات کر رہے ہیں جس طرح پچھلے سال 8۔ارب روپے سے 20۔ارب روپے کر دیا گیا۔ آپ یہ بتائیں کہ اس کی وجہ سے کرائم ریٹ کتنا کم ہوا ہے۔ ابھی راجہ صاحب نے خود بتایا ہے کہ کرائم ریٹ بڑھا ہے۔ ہمیں اس کی background میں جانا پڑے گا کہ کرائم ریٹ بڑھتا کیوں ہے اور اس کی وجوہات کیا ہیں۔ ہم صرف جرائم یا جرائم کے ساتھ منسلک لوگوں کا ذکر کرتے ہیں ہم نے کبھی یہ نہیں سوچا کہ اس کی وجوہات کیا ہیں؟ اس کی 3/2 وجوہات ہیں جس میں سب سے پہلی وجہ معاشرے میں مالی لحاظ سے طبقاتی تقسیم ہے۔ امیر، امیر تر ہوتا جا رہا ہے اور غریب، غریب تر ہوتا جا رہا ہے۔ جس طرح سے مہنگائی کا بوجھ عوام پر ڈالا گیا ہے اس میں آپ نے معاشرے میں یہ بھی دیکھا ہو گا کہ ایک طرف وہ طبقہ ہے جو کہ بڑے بڑے گھروں میں اور بڑی بڑی گاڑیوں میں پھرتے ہیں اور محلوں جیسے گھروں میں رہتے ہیں اور ان کی زندگی کا life style مختلف ہے بلکہ ان کے گھروں کے سامنے جو ایک کچی آبادی یا بستی ہے جس میں ایک عام آدمی اپنے خاندان میں اپنے بچوں کی کفالت نہیں کر سکتا بلکہ ان کو ایک وقت کا کھانا بھی میسر نہیں ہے۔ جب اتنی بڑی طبقاتی کشمکش بڑھے گی تو وہ طبقہ جو ایک محروم طبقہ ہے ان کے دلوں میں اس طبقے کے لئے نفرت پیدا ہو گی جو کہ زندگی کی تمام سہولتوں کو enjoy کر رہے ہیں۔ یہ فاصلے بھی یقیناً اس لئے بڑھتے ہیں کہ جب غیر قانونی طریقے سے اور غلط ذرائع سے کمائی ہوئی دولت کا استعمال اور فراوانی بڑھ جاتی ہے یقیناً اس وجہ سے بھی یہ فاصلے

بڑھتے ہیں لیکن پچھلے سات سالوں میں ان فاصلوں میں کوئی کمی کرنے کے لئے خاطر خواہ کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ بلکہ یہ فاصلے بڑھانے کے لئے بہت اہم کردار ادا کیا گیا ہے۔ چاہے وہ پرائیوٹائزیشن کی آڑ میں ہو، چاہے وہ سٹاک ایکسچینج سکینڈل ہو، چاہے وہ کریسنٹ بنک کا سکینڈل ہے یا کوئی بھی سکینڈلز ہوں انہوں نے ان طبقاتی فاصلوں کو بڑھایا ہے کم نہیں کیا۔

جناب سپیکر! تیسری سب سے اہم وجہ جس میں لوگوں میں تشویش پائی جاتی ہے وہ پولیس کا رویہ ہے۔ پولیس کا رویہ کس لحاظ سے ہے میں اس کو بھی کچھ پوائنٹس میں explain کر دوں۔ سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ لاہور جو کہ پنجاب کا دل ہے اور دارالخلافہ ہے وہاں پر پورے دن میں ہر دو منٹ کے بعد ایک پرس چھیننے کی یا موبائل چھیننے کی واردات ہوتی ہے لیکن وہ رجسٹرڈ نہیں ہے۔ جیسا کہ ابھی آپ نے کہا کہ ہر پولیس سٹیشن پر رجسٹریشن کے لئے ایف آئی آر درج کرنے کے لئے الگ کاؤنٹرز ہیں۔ مقدمہ درج نہیں کیا جاتا بلکہ discourage کیا جاتا ہے۔ ایک آدمی جس کی چوری ہو جائے یا اس کا پرس چھینا جائے یا اس سے موبائل چھینا جائے یا کوئی واردات ہو جب وہ پولیس کے پاس جاتے ہیں تو پولیس ان کو discourage کرتی ہے اور ان کو یہ کہتی ہے کہ آپ کو پتا نہیں تھا کہ باہر کیسے حالات ہیں اور کوئی آپ کا موبائل چھین سکتا ہے یا آپ کا پرس چھین سکتا ہے۔ آپ اپنے ہاتھوں میں چیزوں کو لہرائے پھر رہے ہیں جناب میں نے خود ذاتی طور پر یہ چیزیں experience کی ہیں اور لوگوں کے تجربوں سے دیکھا ہے کہ تھانوں میں اس طرح سے ان کے ساتھ سلوک روا رکھا جاتا ہے جس سے ایک عام آدمی discourage ہو جاتا ہے کیونکہ جب اس کو خود ڈانٹ پڑ جاتی ہے تو اس بیچارے نے پرچہ کیا کٹوانا ہے۔ اس طرح سے پولیس ڈیپارٹمنٹ میں جب cases رجسٹرڈ ہی نہیں ہوں گے تو ان کی کارکردگی بہتر ہو گی۔

جناب سپیکر! ابھی میں آپ کو مغلپورہ کی ایک مثال دوں کہ وہاں پر ایک دکاندار کی دکان تین دفعہ لوٹی گئی۔ ایک دفعہ بھی اس کے ساتھ یہ ہوا اور دوسری دفعہ بھی ہوا اور جب تیسری دفعہ وہ پولیس سٹیشن گیا تو انہوں نے وہاں اس کو بٹھا لیا اور کہا تم تو یہاں بیٹھو ناں، ایک تم ہی ڈاکوؤں کو نظر آئے ہو؟ اور ہر دفعہ تمہاری دکان ڈاکو لوٹ لیتے ہیں یا ان کو کوئی اور بندہ بھی شہر میں نظر آتا ہے؟ تو اس کو انویسٹی گیشن میں شامل کر کے دو دن تک وہاں بٹھا لیا گیا۔

جناب سپیکر! جب اس طرح کی صورتحال ہو گی تو کرائم ریٹ یقیناً اس طریقے سے ختم کرنے کی کوشش ضرور کی جا رہی ہے۔ ڈیلی ڈان کے ایک سینئر جرنلسٹ سے جب موبائل چھینا گیا، میں بااثر لوگوں کی بات کر رہی ہوں یا جن کی آواز ہے اور جن کو سنا جاتا ہے، ان کو پولیس کے high officials/officers نے کہا کہ ہمارے پاس چوری کے برآمد شدہ موبائلز دیکھیں اور جو آپ کو اچھا لگتا ہے وہ آپ لے لیں یا اس کے برابر اگر آپ نقدی لینا چاہتے ہیں تو وہ لے لیں لیکن آپ case رجسٹرڈ نہ کروائیں۔

اب یہاں پر تیسرا اہم پوائنٹ یہ ہے کہ case رجسٹرڈ نہیں ہونا چاہئے تاکہ facts & figures کے اندر وہ چیزیں نہ آئیں کہ ایک دن میں چوری کی کتنی وارداتیں ہوئیں یا چھینا جھپٹی کی کتنی وارداتیں ہوئیں تو یقیناً اس سے صورتحال مزید بگڑتی ہے اور خراب ہوتی ہے اور گورنمنٹ کا ریکارڈ بہتر ہوتا ہے۔

جناب سپیکر! ایک سروے کے مطابق اس وقت پورے پنجاب میں پنجاب پولیس کے اہلکار ایک لاکھ 37ہزار کے قریب موجود ہیں اور اگر پنجاب کی آبادی کا تناسب دیکھا جائے تو 593لوگوں کے لئے ایک پولیس والا موجود ہے جبکہ لاہور شہر میں 24ہزار پولیس کے اہلکار ہیں اور اس شہر کی آبادی 70لاکھ ہے اور اگر آپ اس کا proportion نکالیں تو 293لوگوں کے لئے ایک پولیس والا موجود ہے لیکن اس کے باوجود کرائم ریٹ بڑھ رہا ہے۔

جناب سپیکر! اگر کسی تھانے کے ایس ایچ او کو جس کا تھانہ تین لاکھ، چار لاکھ پانچ لاکھ یا دس لاکھ روپے ماہانہ کی مالیت کا ہے تو اگر آپ اس کو کہیں گے کہ اس کی تنخواہ 10ہزار سے بڑھا کر 20ہزار یا الاؤنسز سمیت 30ہزار روپے کر دی گئی ہے تو شاید اس کے لئے وہ incentive اتنی اہمیت نہیں رکھتا ہو گا۔ اس کے لئے تنخواہیں بڑھانا یا ان کے لئے فنڈز رکھنے سے زیادہ اہم یہ ہے کہ ان کی ٹریننگ کی جائے، ایماندار لوگوں کو بھرتی کیا جائے، fororition سے جان چھڑائی جائے، اچھے، قابل اور ایماندار لوگوں کو پولیس میں بھرتی کیا جائے۔ سیاسی بنیادوں پر ٹرانسفرز اور پوسٹنگ کا سلسلہ بند کیا جائے کیونکہ اس کی وجہ سے ان لوگوں کو کھلی چھٹی کا سا احساس ہو جاتا ہے اور وہ اپنی من مانی کرتے ہیں۔ میرٹ پر میں پہلے بات کر چکی ہوں۔

جناب سپیکر! دوسری اہم بات میں آپ کے نوٹس میں اس حوالے سے لانا چاہتی تھی کہ ایک مثال دینا چاہتی ہوں کہ ڈی پی او اوکاڑہ کو صرف اس وجہ سے تبدیل کر دیا گیا کہ اس نے ایک

سابق ضلع ناظم اوکاڑہ کے خلاف سپریم کورٹ میں شواہد دیئے، پرچہ کاٹااوران کے خلاف وہاں پر جا کر پوری تفصیلات بھی دیں اوراس گناہ کی سزا بھگتنے کے لئے ان کو وہاں سے ٹرانسفر کرکے اوایس ڈی بنادیا گیا۔

جناب سپیکر!ایک ہزار سے زائد پولیس والے حفیظ سنٹر اورPace کے قریب ہر وقت موجود رہتے ہیں لیکن وہیں پر چودھری وجاہت صاحب کے بیٹے کی گاڑی دن دہاڑے ان سے چھین لی جاتی ہے۔اگرلاء اینڈ آرڈر کی یہ صورتحال ہے جیسے پہلے ہی کہا جاچکا ہے کہ جب ان کی اپنی گاڑیاں اوران کی اپنی جانیں محفوظ نہیں توآپ بتائیں کہ اس دور میں جتنا اس اسمبلی کے پارلیمانی سیکرٹریز، اسمبلی کے سینئر سٹاف، وزیر اور ممبرز کی چوریاں ہوئی ہیں یاڈاکے ہوئے ہیں اور ہماری اپنی ممبر یہ محترمہ فائزہ احمد ساتھ بیٹھی ہیں جو کہ ایک شادی کی تقریب میں جارہی تھیں کہ پی سی ہوٹل کے سامنے ان کے زیور گن پوائنٹ پر اتروالئے گئے۔اس کے علاوہ بھی بہت ساری مثالیں ہیں لیکن بتائیں کہ آج تک اس کا کیا رزلٹ نکلا، کیا کسی کو پکڑا گیا، کیا وہ مال برآمد کیا گیا؟ نہیں بالکل نہیں، ایسا نہیں ہوا۔بلکہ اس کی پھر پولیس کو جو ایک سپورٹ ہے توراجہ صاحب نے کچھ دن پہلے ایک پرائیویٹ چینل کوانٹرویو دیتے ہوئے کہا کہ کرپشن اس حد تک ہے کہ اس کو روکنا ہمارے لئے بڑا مشکل ہے۔دیکھیں چھوٹے پیمانے پر تو ہوتی ہے۔ایک آفیسر پنجاب کے کسی علاقے سے اگر لاہور آتا ہے تو اپنا نام کسی آفس میں یا اے آئی جی آفس میں visit ڈال لیتا ہے یا کہیں پر بھی اپنی میٹنگ ڈال لیتا ہے جس سے اس کو cover مل جاتا ہے لیکن چھوٹے پیمانے پر اگر کرپشن کو ہم نہیں پکڑیں گے تو پھر اسی طرح سے وہ بڑھتی جائے گی اور بڑے پیمانے پر ہم اس کو کنٹرول نہیں کر سکیں گے۔

جناب سپیکر!یہاں آپ کے نوٹس میں ایک پوائنٹ ضرور لانا چاہوں گی جس کو راجہ بشارت صاحب نے بھی اسمبلی میں دو تین دفعہ پوائنٹ آؤٹ کیا کہ اس وقت ان کی حلیف جماعت ایم کیو ایم کے پنجاب میں office bearers میں جن کو بھرتی کیا جارہا ہے یہ وہ لوگ ہیں جو کریمنل ہیں اور بہت سارے cases میں مطلوب ہیں، ان کو وہ پوائنٹ آؤٹ کررہے ہیں۔ لاکھوں روپے دے کر ان کو دفاتر بھی بنا کر دے رہے ہیں۔بہت سارے ممبران کو وہ تجربہ بھی ہے لیکن یہاں بڑی اہم بات یہ ہے کہ ان کو کنٹرول کیسے کیا جائے گا، کیا راجہ بشارت صاحب being a Law Minister ان کی criminal activities کو کنٹرول کر سکتے ہیں؟ نہیں کر سکتے۔اس کی ایک بہت بڑی وجہ ہے جب ان کے قائد الطاف حسین سے لندن جاکر وزیراعظم اور جنرل مشرف

سے ملاقاتیں کریں گے تو آئی جی یا ان کے سٹاف کی کیا جرأت ہے کہ ان کی پارٹی کے لوگوں کے اوپر ان کے علاقے میں ان پر ہاتھ ڈال سکیں یا ان کو پکڑ سکیں یا ان کے خلاف کوئی کارروائی کر سکیں۔

جناب سپیکر! کارروائی کرنے کے لئے بہت ضروری ہے کہ یہ جو biased رویے ہیں ایک پولیٹیکل سپورٹ کے لئے، اپنے اقتدار کو طول دینے کے لئے، یقیناً ان کو ایم کیو ایم کی سپورٹ کی ضرورت ہے۔ ابھی آپ نے دیکھا کہ criminal activities، تو ایک طرف چودھری شجاعت صاحب نے پچھلے دنوں وزیر اعظم سمیت ایک کمیٹی میں بیٹھ کر صلح کر لی۔ اب یہ صلح کیسی ہے، کیا criminals کے ساتھ صلح کرنے کا حق آپ کو آئین اور قانون نے دیا ہے؟ اور کس قانون کے تحت ان جرائم پیشہ کے ساتھ صلح کی ہے؟ اور صلح کرنے کے بعد یہ طے کیا گیا کہ اس کے بعد ایک دوسرے کے خلاف کوئی بیان بازی نہیں کی جائے گی۔ اس کے بعد آپ نے دیکھا ہو گا اور میری انفارمیشن کے مطابق بھی یہی ہے کہ راجہ بشارت صاحب نے بڑی ہمت کے ساتھ ایک دن کھڑے ہو کر ان کے لئے کہہ دیا تھا کہ وہ لوگ involved ہیں اور ان کے خلاف کارروائی کی جائے گی اور ان کی رپورٹ اسمبلی میں پیش کی جائے گی لیکن اس کے بعد میرے خیال میں وہ یہ نہ کر سکے کیونکہ ان کو منع کر دیا گیا اور انہوں نے اخبارات میں بھی رکوا دیا کہ ان کا بیان اس طرح سے شائع نہ کیا جائے جس طرح سے انہوں نے کہا ہے۔ اب اس طرح کے حالات یہاں پر پیدا ہو چکے ہیں تو اس کے لئے ایک moral courage کی ضرورت ہے۔ اب چاہے وہ کرائم کنٹرول ہو، چاہے وہ اس ملک کو بچانا ہو، چاہے صوبے کے عوام کے تحفظ کے لئے بات کرنی ہو، اس کے لئے اب سیاستدانوں کو جو ان بنچز پر بیٹھے ہیں، اپنے ذاتی مفادات کو بھلا کر اپنے ذاتی مفادات کو ایک طرف رکھ کر جو فائدے اٹھانے تھے وہ چار سال میں اٹھا لئے، اقتدار کے بہت مزے لوٹ لئے اور اب آخری دنوں میں بھی اگر عوام کے لئے، میں کہتی ہوں کہ اگر یہ ایک دن یا دو دن بھی مختص کر کے اپنے ضمیر کو جھنجھوڑ کر اور اپنے ضمیر کو جگا کر کھڑے ہو کر اگر عوام کے لئے کچھ کریں تو یقین کریں کہ میں سمجھتی ہوں کہ وہ ان کو معاف کر دیں گے لیکن اگر انہوں نے دیر کر دی تو پنجاب کے کیا، پاکستان کے عوام ان کو کبھی بھی معاف نہیں کریں گے اور ان کا تاریخ میں سیاہ حروف میں نام لکھا جائے گا۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: Next ہیں۔ جناب ارشد محمود بگو!

جناب ارشد محمود بگو: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ شکریہ۔ جناب سپیکر! مشہور ڈکٹیٹر ہٹلر کا ایک وزیر گوبل تھا جس کا ایک بہت ہی مشہور مقولہ تھا کہ جھوٹ کو اتنے تواتر کے ساتھ بولو اور جھوٹ کو اتنی صفائی کے ساتھ بولو اور جھوٹ کو بار بار بولو کہ وہ سچ بن جائے۔

محترم راجہ بشارت صاحب ہمارے بڑے ہی قابل احترام بزرگ اور بڑے بھائی ہیں اور ان سے ہم نے بہت کچھ سیکھا بھی ہے لیکن کمال مہارت سے پچھلے چار سال سے یہ ہٹلر کے اس وزیر کے مقولے پر ہو بہو عمل کر رہے ہیں۔ انہوں نے اپنی تقریر کے شروع میں یہ فرمایا تھا کہ پنجاب میں لاء اینڈ آرڈر کی اس وقت صورتحال پہلے سے بہتر ہے اور انہوں نے آدھی بات کر کے آدھی اندر کھینچ لی کہ 2003 میں cases 283 ہوئے پھر 2004 میں cases 323 ہوئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے یہ نہیں بتایا کہ یہ murder cases تھے ڈکیتی کے cases تھے کس بات کے cases تھے۔ میں ان کو بار بار، رانا صاحب لڑتے ہیں کہ آپ بار بار راجہ صاحب کو اتنا اوپر لے جاتے ہیں میں نے کہا کہ نہیں انہیں افلاطون کا خطاب بھی میں نے ہی انہیں دیا تھا کہ ماشاء اللہ کمال مہارت ہے ان کو بات کرنے کی۔

جناب سپیکر! آج پنجاب میں جو سب سے زیادہ صورتحال جس پر discussion ہو رہی ہے اور جو اخبارات کی زینت بنی ہوئی ہے وہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ہے۔ یہ پورے پنجاب کی نہیں آپ جس ڈسٹرکٹ کو اٹھا لیں اس کے نمبر آف کیسز کو دیکھ لیں، ڈکیتیوں کو دیکھ لیں، murders کو دیکھ لیں، چوریوں کو دیکھ لیں آپ کو ایک بہتات نظر آئے گی۔ اس وقت عوام کی جان و مال کو سب سے زیادہ پنجاب میں خطرہ ہے۔ میں یہ کہوں گا ایسا نہیں ہوتا کہ حکومت جان بوجھ کر ایسے حالات پیدا کرتی ہے ہر حکومت یہ کوشش کرتی ہے کہ اس کے دور میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال بہتر ہو اور ظاہر ہے انہوں نے بھی کوشش کی ہے اور یہ کوشش کر بھی رہے ہیں۔ یہ اگر اس کوشش میں کسی اور کو بھی شامل کر لیتے، اپوزیشن کو بھی شامل کر لیتے تو میں سمجھتا ہوں کہ ان کو ہم بہتر طریقے سے گائیڈ بھی کرتے اور ان کو بتاتے بھی اور اس میں بہت بہتری آتی۔ میں سمجھتا ہوں میں نے چند دن پہلے بھی یہ بات کی تھی کہ میں ایک وکیل بھی ہوں اور میں دیکھتا ہوں اس لئے کرائم کنٹرول کرنے کے لئے میری چند ایک تجاویز ہیں اور میں راجہ صاحب سے یہ خصوصی درخواست کروں گا کہ اس پر قانون سازی بھی کی جائے۔

جناب سپیکر! آپ ڈکیتی کے لحاظ سے ملاحظہ فرمالیں میں نے ایک دن یہ دیکھا کہ سو کے قریب جتنی ڈکیتیاں ہوئی تھیں میں نے سو کے قریب ایف آئی آر منگوا کر دیکھیں اس میں جو weapon استعمال ہوا تھا وہ تیس بور کا تھا۔ یہ ایسا weapon ہے جب کوئی criminal باہر نکلتا ہے تو وہ اس کو ادھر بھی لگا لیتا ہے، وہ اس کو پیچھے بھی لگا لیتا ہے اور اس کو گاڑی میں بھی رکھ لیتا ہے۔ وہ جب کوئی واردات کرنا چاہتا ہے وہ نکال کر کھڑا ہو جاتا ہے۔ میں نے راجہ صاحب سے بھی اس دن بات کی تھی میں نے سپین اور یورپ کے دوسرے ملکوں میں بھی یہ پڑھا ہے کہ وہاں پر چھوٹے weapons پر سخت پابندی ہے اور اس کی سزا بہت زیادہ ہے اگر حکومت اس پر غور کرے اور اس weapons پر پابندی لگا دے اور اس کی سزا بڑھا دے اور بڑے weapons کو prohibited نہ بنائے بلکہ اس کے لوگوں کو open لائسنس دے تو میں سمجھتا ہوں کہ اس پر کافی حد تک قابو پایا جا سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کسی کے پاس بڑا weapon ہوگا، کسی criminal کے پاس ہوگا، کسی ڈاکو کے پاس ہوگا تو ہر دیکھنے والا آدمی اس کو دیکھ سکتا ہے، اس کو روک سکتا ہے، اس کو پکڑ سکتا ہے تو میں ان سے درخواست کروں گا کہ یہ اس پر قانون سازی کریں۔ بے شک راجہ صاحب اس پر کمیٹی بنالیں اپنی کمیٹی بنالیں اور اس پر غور و خوض کرلیں یہ بالکل درست بات ہے جو میں نے یہاں کی ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا ڈکیتیوں کے بڑھنے کی وجوہات جیسا کہ میں نے پہلے بھی بتایا کہ میں وکیل ہوں ڈکیتی کے 99 فیصد کیسز کورٹ میں جا کر وہ بری ہو جاتے ہیں۔ اس کی وجوہات یہ ہیں کہ جو ڈکیٹ ہوتے ہیں، جو چور ہوتے ہیں وہ مدعیوں کے پاس چلے جاتے ہیں اور ان کو threat کرتے ہیں یا کسی اور طریقے سے اپروچ کرتے ہیں اور پھر یہ صورتحال ہوتی ہے کہ وہ کورٹ میں کھڑے ہو کر کہتا ہے کہ اس آدمی نے یہ ڈکیتی نہیں کی پولیس نے اس کا نام لکھ دیا تھا۔ جب وہی آدمی بری ہوتا ہے اور باہر آتا ہے تو پھر وہ آدمی دوبارہ ڈکیتی کرتا ہے۔ میں ان سے درخواست کروں گا کہ حکومت کو اس معاملے پر بھی توجہ دینی چاہئے ، حکومت کو غور و خوض کرنا چاہئے۔ اس وقت سب سے زیادہ مسئلہ ڈکیتی کا ہے۔ پنجاب میں جتنی ڈکیتی ہو رہی ہے، لوٹ مار ہو رہی ہے اس کی وجوہات ہی یہ ہے کہ اس کی سزا کا تناسب بہت تھوڑا ہے۔ ملزموں کو کورٹ سے سزائیں نہیں ہوتیں۔

جناب سپیکر! میری تیسری اس معاملے میں تجویز یہ ہے کہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو برباد کرنے میں، تباہ کرنے میں سب سے زیادہ پولیس آرڈیننس 2002 کا ہاتھ ہے۔ اس پولیس آرڈر نے تباہ و برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ جنرل پرویز مشرف نے دو سال پہلے کہا تھا کہ "دیکھیں ہم نے یہ 2002 کا پولیس آرڈیننس دے دیا ہے اب جرائم ختم ہو جائے گا اب کرائم ختم ہو جائے گا" لیکن اس 2002 آرڈیننس نے سارے نظام کو برباد کر کے رکھ دیا ہے۔ اس وقت ضرورت کیا ہے؟ اس وقت ضرورت یہ ہے کہ تھانوں میں نفری نہیں ہے ایس ایچ او کے پاس ٹرانسپورٹ نہیں ہے، تھانوں میں ایس ایچ او کے پاس وہ جدید اسلحہ نہیں ہے جو criminals کے پاس ہے۔ اگر ایک جگہ ڈکیتی ہوتی ہے اور وہاں سے فون ہوتا ہے کہ وہاں ڈکیتی ہو گئی ہے تو ایس ایچ او کے پاس کوئی resource نہیں ہے کوئی transportation نہیں ہے کہ وہ اسی وقت وہاں پہنچ جائے اور جا کر ملزموں کو پکڑ لے یہ صورتحال ہے۔ اب انہوں نے کیا کیا ہے، انہوں نے یہ کیا ہے کہ ایک سپروائزر افسر مقرر کر دیا، ایک ریجنل افسر مقرر کر دیا ایک وہاں پر ڈیوٹی افسر لگا دیا۔ افسر کو انہوں نے تھانوں میں بٹھا دیا اور ایس ایچ او کو نکڑ پر لگا دیا۔ میں ان کو یہ تجویز دیتا ہوں کہ یہ ایس ایچ او کی تنخواہیں بڑھائیں، ان کے یوٹیلٹی بلز دیں، جس طرح فوج لوٹ مار کرتی ہے، سکول بناتی ہے، اپنے ادارے بناتی ہے اپنے یوٹیلٹی سٹورز بناتی ہے۔ یہ پولیس کو کیوں نہیں کہتے ہیں کہ وہ بھی اپنے یوٹیلٹی سٹورز بنائے، اپنے کچھ ادارے بنائے اور سکول بنائے تاکہ ان کے بچے اچھے سکولوں میں جائیں۔ تعلیم حاصل کریں بے شک ان کی تنخواہیں نہ بڑھائیں۔

جناب سپیکر! دوسرا یہ ہے کہ ان کو نفری دیں۔ اب صورتحال یہ ہے کہ اگر ایک تھانے میں پندرہ کانسٹیبل ہیں تو وہ پندرہ کانسٹیبل ہی چوبیس گھنٹے ڈیوٹی دیتے ہیں۔ اب میں سمجھتا ہوں کہ یہ تو بنیادی انسانی حقوق کی بھی توہین ہے کہ ایک شخص کو آپ چوبیس گھنٹے الٹا لٹکائے رکھیں اور اس سے کہیں کہ نوکری بھی کرو اور سارا کچھ تم نے کرنا ہے اور دو ہزار روپے ہم نے تمہاری تنخواہ بڑھا دی ہے۔ میں اس سلسلے میں کہوں گا کہ حکومت کو چاہئے کہ تھانوں میں آفیسرز میں یہ وثوق کے ساتھ اپنے تجربات کی بنا پر کہتا ہوں کہ ڈی پی اوز کی سطح پر یہ ہمارے جتنے ڈی پی اوز ہیں ان میں کرپشن نہ ہونے کے برابر ہے۔ جو علاقے کا یا ضلع کا ڈی پی او ہوتا ہے وہ کرپشن میں حتی الامکان ملوث ہوتے ہیں لیکن بہت کم ہوتے ہیں یہ کرپشن میں براہ راست ملوث نہیں ہوتے نچلی سطح پر کرپشن ہوتی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ موٹروے پولیس کو کیا ہوا مجھے ایک ڈی آئی جی صاحب بتانے

لگے کہ موٹروے پولیس میں جو ہماری پنجاب پولیس ہے ہم نے یہ آفر دی کہ پنجاب پولیس میں سے جو موٹروے پولیس میں آنا چاہتے ہیں وہ آ جائیں۔ ڈی آئی جی صاحب فرمانے لگے کہ پنجاب پولیس میں سب سے نکمے پولیس آفیسر موٹروے میں گئے اور وہاں سب سے کامیاب آفیسر بن گئے۔ کیا وجہ ہے کہ آج لوگ احترام کے ساتھ موٹروے پولیس کو، میں خود جا رہا تھا موٹروے پولیس نے روکا اور کہا کہ آپ کی سپیڈ زیادہ تھی میں نے کہا کہ تم نے کہاں بورڈ لگایا ہوا ہے کہ میری یہاں پر 70 کلو میٹر سپیڈ ہے اس نے کہا کہ جناب آئیں میں آپ کو دکھاتا ہوں اس نے مجھے اپنی گاڑی میں بٹھا کر وہ بورڈ دکھایا میں نے پوچھا کہ وہ میٹر کہاں ہے میں نے کہاں over speed کی ہے وہ مجھے لے گیا اور میٹر دکھایا میری گاڑی دکھائی اور over speed دکھائی مجھے آخر میں شرمندگی ہوئی اور میں نے اس کے ساتھ معذرت کی کہ میں آپ کے ساتھ معذرت کرتا ہوں کہ میں نے تمہارے ساتھ جو رویہ کیا۔

جناب سپیکر! وہ کوئی آسمانوں سے اتری ہوئی فورس نہیں ہے وہ اسی پاکستان کی فورس ہے اس لئے میں ان سے درخواست کروں گا کہ اس سلسلے میں ان کو چاہئے کہ کوئی ایسا کمیشن بٹھائیں کہ اس وقت جو سب سے بڑی صورتحال ہے وہ پولیس کے رویے کی ہے کہ تھانوں میں نچلی سطح پر پولیس کا رویہ لوگوں کے ساتھ اچھا نہیں ہے اس کو نوٹ کرنے کی بات ہے اور اس پر کمیشن بٹھانے کی بات ہے کہ اس کو کس طرح درست کیا جائے اور آخر میں میں سمجھتا ہوں کہ crime کا ریٹ بڑھنے کی ایک وجہ بے روزگاری ہے۔ اس وقت ہمارے نوجوان جو بی اے یا ایم اے کرتے ہیں وہ ہاتھوں میں ڈگریاں لے کر نوکری کی بھیک مانگتے پھر رہے ہیں لیکن ان کو دو پیسے کی نوکری بھی یہ حکومت دینے کے لئے تیار نہیں ہے۔

جناب سپیکر! میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ جو کانسٹیبل ہیں، آپ ان کو اتنا بجٹ دے رہے ہیں آپ جو اس لیول کی نفری ہے اس کو بڑھائیں وہاں پر پڑھے لکھے نوجوان آنے کے لئے تیار ہیں اگر یہ ان کی مناسب تنخواہیں بڑھائیں اگر یہ ان کو اچھا status دیں تو پڑھے لکھے لوگ بھی وہاں پر آنے کے لئے تیار ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں راجہ صاحب سے یہ درخواست کروں گا کہ یہ ساری صورتحال اگر بالکل آپ کے سامنے نہیں آئے گی تو آپ اس پر کوئی اچھا قدم نہیں اٹھا سکیں گے۔ اس کو یہ کھلے دل سے تسلیم کریں کہ کرائمز کی پنجاب میں صورتحال ہے وہ بہت گھمبیر صورتحال

ہے۔ ہم نے اس کو کنٹرول کرنا ہے اور ہم سب نے مل کر جس میں اپوزیشن بھی، گورنمنٹ کے ممبران بھی ہیں، ہم سب نے مل کر اس صورتحال کو کنٹرول کرنا ہے۔ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو ہم نے کنٹرول کرنا ہے، اس پر اچھی تجاویز دینی ہیں اور حکومت کو ہم یہ کہیں گے کہ ان تجاویز کی روشنی میں وہ کوئی ایسا لائحہ عمل تیار کرے تاکہ لوگ سکھ کی نیند سو سکیں۔ بہت بہت شکریہ

MR DEPUTY SPEAKER: Next speaker is Mohammad Waris Kallu sahib!

پارلیمانی سیکرٹری برائے کالونیز: جناب سپیکر! بہت شکریہ کہ آپ نے مجھے موقع فراہم کیا کہ میں امن وامان کی صورتحال پر کچھ بول سکوں۔ یہ ایک ایسا مسئلہ ہے کہ جو ہم سب لوگوں کا مسئلہ ہے، ہماری عوام کا مسئلہ ہے۔ اس پر میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تنقید برائے تنقید ہونی چاہئے اور نہ ہی اس سلسلے میں یہ کرنا چاہئے کہ جو حقائق ہیں ان کو بھی ہم چھپائیں اور ہم سب اچھے کی رٹ لگاتے رہیں۔ اس میں جو حقائق ہیں ان کا سب لوگوں کو پتا ہے۔ ابھی میرے اپوزیشن کے دوست تنقید اور سارا کچھ وہ جو فرما رہے تھے، ان میں کچھ حقائق بھی تھے اور کچھ تنقید برائے تنقید تھی لیکن میں یہاں یہ کہنا چاہوں گا کہ یہ ہمارا حکومتی پالیسیوں کا تسلسل ہے جو آج تک جہاں ہمارے ملک اور صوبہ پنجاب میں رائج کی گئیں اور ایسی کچھ برائیاں ہمارے معاشرے میں سرایت کر چکی ہیں جن کی وجہ سے یہ جو ہم سطحی اقدامات اٹھاتے ہیں کہ ہم نے پولیس کی نفری بڑھا دی، پولیس کی سہولیات بڑھا دیں، پولیس کا بجٹ بڑھا دیا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ ساری چیزیں کچھ نہ کچھ اثر ضرور کرتی ہیں لیکن ساری سوسائٹی کو وہ پوری طرح سنبھال نہیں سکتیں جب تک اس کی root cause کو نہ دیکھا جائے۔ میں پہلے بھی یہاں کہتا رہتا ہوں کہ سب سے بڑی اس سارے امن وامان کی وجہ معاشی بدحالی ہے۔ معاشی بدحالی کی نسبت سب سے بڑی بات جو یہاں ہو چکی ہے وہ financial disparity ہے، disparity of wealth ہے۔ ہمارے ہاں ایسے حالات پیدا کئے گئے ہیں کہ غریب، غریب تر ہو گیا ہے اور امیر، امیر تر ہو گیا ہے۔ آج غربت کی لکیر سے نیچے اگر یہ کہا جاتا ہے کہ overall 35 یا 40 فیصد پاکستان میں لوگ غربت کی لکیر سے نیچے چلے گئے ہیں تو وہ پنجاب جس پر کہ ہر طرف سے تنقید اور تیر چلتے ہیں تو اس پنجاب کی جو figure آئی ہے وہ 55 فیصد غربت کی لکیر سے نیچے چلا گیا ہے اور 90 فیصد لوگ جو ہیں وہ ایک فیملی پانچ ہزار سے کم روپے کما رہی ہے اور دوسری طرف اگر آپ دیکھتے ہیں تو ایک ایک فیملی دس دس لاکھ روپیہ ماہوار خرچ کر رہی ہے، ان

کے وسائل بھی ہیں اور وہ خرچ کر رہے ہیں۔ اس صورتحال میں جب لوگوں کے پاس پیسا نہیں ہو گا، معاشی بدحالی ہو گی، بے روزگاری ہو گی تو آپ چاہے پولیس کے ڈھیر لگا لیں، چاہے آپ پولیس چوکیاں قائم کر لیں، پولیس کو بیس بیس ارب روپے کا بجٹ دے دیں، میں نہں سمجھتا کہ یہ جو لاکھوں کی پولیس ہے وہ پندرہ کروڑ عوام کو کنٹرول کر سکے گی۔ اس سلسلے میں آج کی حکومت کو، اس حکومت کو موردالزام ٹھہرانا بھی بالکل غلط ہے۔ یہ ہماری پرانی حکومتوں کا تسلسل ہے، ابھی میرے دوست میرٹ کی بات کر رہے تھے تو اسی ملک میں، اسی پنجاب میں، ہر جگہ پر میرٹ کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ ساری ریکروٹمنٹ میرٹ کو نظرانداز کر کے کی گئی۔ انصاف کی دھجیاں اڑائی گئیں۔ میں یہ کہتا ہوں کہ جہاں معاشی انصاف نہیں ہو گا وہاں کیا ہو گا۔ یہاں معاشی انصاف ہے اور نہ یہاں معاشرتی انصاف ہے۔ ایک طرف ایک غریب کو نہ تو وہ معاشی سہولیات ملتی ہیں جو ایک امیر کو ملتی ہیں۔ نہ ایک غریب کو معاشرتی انصاف ملتا ہے۔ وہ تھانے میں جاتا ہے تو اس کو دھکے پڑتے ہیں اور وہ اگر کسی کاروبار پر جاتا ہے تو وہاں اس کو دھکے پڑتے ہیں۔ پھر کہا کہ کسی جگہ پر کوآپریٹو سوسائٹیز ہیں، سٹاک ایکسچینج ہے، کسی جگہ پر کوئی لمیٹڈ کمپنیاں ہیں تو آج تک کسی کو پتا نہیں چلتا اور میں ابھی ساہی صاحب کے کمرے میں بیٹھ کر کسی دوست سے کہہ رہا تھا کہ ابھی تو یہ حال ہو گیا ہے کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ کو کسی نے نہیں چھوڑا کہ ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں بھی کاروبار آ گیا ہے۔ پیسا تو لٹ رہا تھا وہ تو لٹتا رہے لیکن ابھی ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ میں دھڑا دھڑ یونیورسٹیاں کھل رہی ہیں اور وہ یونیورسٹیاں میں شرطیہ کہتا ہوں کہ ایجوکیشن کو کیپ کر رہی ہیں، وہ جن کو ہم کافر کہتے تھے وہ کہیں دی ماؤنٹ مورنسی کالج کھولتے تھے، کہیں ایمرسن کالج کھولتے تھے، کہیں گارڈن کالج کھولتے تھے، کہیں مرے کالج ہوتا تھا، آج ہمارا یہ حشر ہے کہ آج وہ کالج بند ہو رہے ہیں اور وہ کالج یونیورسٹیاں بن رہی ہیں اور وہ یونیورسٹیاں کیپ کر رہی ہیں۔ آج آپ دیکھیں کہ ایک یونیورسٹی چالیس چالیس ہزار روپیہ فیس in advance لیتی ہے۔ مجھے بتائیں، بجٹ بنا کر دیں کہ ایک آدمی جو پانچ ہزار تنخواہ لے رہا ہے، اس کے دو بچے ہیں تو وہ کالج میں کیسے پڑھائے گا؟ آپ کے ہاں 90 فیصد لوگ وہ ہیں کہ جن کی پانچ ہزار سے کم آمدنی ہے تو ان کو آپ کیسے کنٹرول کریں گے؟ ابھی میں کہتا ہوں کہ ایجوکیشن کیپ ہو رہی ہے۔ معاشی، معاشرتی ہر قسم کی سہولیات یہ آج کی بات نہیں ہے، میں گارنٹی کے ساتھ کہتا ہوں کہ یہ سسٹم پچھلی دو تین صدیوں سے چلا آ رہا ہے کہ ہماری پوری direction بدل گئی ہے کہ ہم اپنی سیاست جو ہے وہ صرف اور صرف، گورنمنٹ کے وسائل

جس کے ہاتھ میں آجاتے ہیں تو وہ ان وسائل کو استعمال کر کے اپنی طاقت gain کرتا ہے تو میں کہتا ہوں کہ یہ جب آجائے گا کہ ہم اپنے بل بوتے پر چلیں گے، ہم جمہوریت کو رائج کریں گے، اس وقت جب ہم اپنے اندر سے اپنی انا کو نکال دیں گے اور ہم انصاف پر آجائیں گے تو پھر اس وقت یہ لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال ٹھیک ہو سکے گی۔

جناب سپیکر! دوسری چیز جو میں سمجھتا ہوں وہ یہ ہے کہ ابھی ہمارا خود بھی چونکہ ہم مذہب سے بہت دور چلے گئے ہیں اور مذہب کی دوری نے ہمارا طرز معاشرت بدل دیا ہے۔ ہم آدمی status اور lust کا شکار ہو چکا ہے۔ ہمارے اندر قناعت ختم ہو گئی ہے، چونکہ یہ ساری چیزیں ہمیں مذہب مہیا کرتا تھا، یہ ہمارا اسلام ہمیں مہیا کرتا تھا اور یہ جو آج کل میڈیا کی یلغار ہو گئی ہے، مختلف چینلز چل رہے ہیں اور ان چینلز نے وہ رہی صحیح کسر بھی نکال دی ہے۔ میں تو یہ کہتا ہوں کہ قناعت اور مذہب پر ہم آئیں تو اس وقت یہ ساری چیزیں ہم کنٹرول کر سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! میں آخر میں تھوڑا سا پولیس آرڈر اور Reconstruction Bureau پر بھی بات کرنا چاہوں گا کہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چاہے اس میں میرے کچھ دوست تنقید ہی سمجھیں کہ نہ Reconstruction Bureau صحیح طور پر in spirit enforce ہو چکا ہے اور نہ اس کے results آرہے ہیں۔ آئی جی صاحب تشریف رکھتے ہیں، یہ بیشک دیکھ کہ Reconstruction Bureau کے جو مقاصد تھے نہ وہ fulfill ہو چکے ہیں اور نہ پولیس آرڈر 2002 کے مقاصد حل ہو سکے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ دونوں نظام enforce کرنے ہی ہیں تو ان کو پھر in spirit enforce کیا جائے اور اگر ان سے مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے تو پھر کیوں نہ جس طرح راجہ صاحب کہہ رہے تھے کہ کھلے دل سے یہ تسلیم کیا کہ ایس۔ ڈی۔ اوز کا نظام نہیں چل سکتا تو ہم اپنی جگہ پر واپس آگئے۔ پھر کیوں نہ ہم پرانے نظام میں ہی کچھ تبدیلیاں لا کر ایک سسٹم کو لے کر چلیں تاکہ ملک میں یہ ساری چیزیں ہم enforce کر سکیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: اگلی سپیکر محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری صاحبہ ہیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! شکریہ۔ جناب والا! ابھی راجہ بشارت صاحب نے محکمہ پولیس کے متعلق ایک policy statement دیا اور اس میں انھوں نے محکمہ کی کارکردگی کو بہتر کرنے کے حوالے سے بہت سے اقدامات بھی گنوائے ہیں مجھے خوشی ہوتی کہ اگر راجہ صاحب ساتھ

ساتھ یہ بھی admit کر لیتے کہ ان تمام اقدامات کے باوجود ہم محکمہ پولیس میں بہتری نہیں لا سکے۔ پہلے کہا جاتا رہا کہ محکمہ پولیس کو فنانس کی بہت کمی ہے، اس کے پاس وسائل نہیں ہیں۔ اسی پنجاب اسمبلی نے بجٹ میں پنجاب پولیس کو 20۔ارب روپے دیئے۔ جناب پھر کہا جاتا تھا کہ پولیس کے پاس powers کم ہیں۔ اب پولیس آرڈیننس جو ایک controversial Ordinance ہے اس کے تحت بے تحاشا اور لامتناعی اختیارات پولیس کو دے دیئے گئے ہیں لیکن معاشرے کی حالت وہی ہے۔ اس موقعے پر مجھے ایک محاورہ یاد آرہا ہے کہ "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی" تو محکمہ پولیس کا یہ حال ہے اس کو ہم نے جتنا سدھارنے کی کوشش کی اس کی اتنی deterioration ہوتی جارہی ہے۔ یہاں راجہ صاحب نے کہا کہ crime rate میں آبادی کے تناسب سے کمی ہوئی ہے چونکہ اس پر بات کی جاچکی ہے لہذا میں بات نہیں کروں گی۔

جناب سپیکر! اسی پنجاب کے اندر، ہمارے آئی جی صاحب بیٹھے ہیں ان کے بیٹے کے اوپر قاتلانہ حملہ ہوا۔ آئی جی صاحب کو خود قتل کی دھمکیاں ملتی رہتی ہیں اور میں گواہ ہوں کیونکہ میں کچھ ان کی عزیز بھی لگتی ہوں۔ یہ خود پرائیویٹ گارڈز رکھ کر پھرتے ہیں۔ جہاں آئی جی پنجاب کو پرائیویٹ گارڈز رکھ کر اپنی حفاظت کرنی پڑے تو اس ملک کی پولیس اور اس کی کارکردگی کا اندازہ آپ بخوبی لگا سکتے ہیں۔

جناب سپیکر! سب سے زیادہ مضحکہ خیز بات یہ ہے کہ پچھلے دنوں گورنر ہاؤس کی دیواریں بلند کر دی گئی ہیں۔ جب حکمران اپنے محلوں کی دیواریں بلند کرنے لگ جائیں تو پھر میں نہیں سمجھتی کہ لاء اینڈ آرڈر پر بحث کرنے کی ضرورت رہ جاتی ہے۔ جب حکمرانوں کو اپنے محلوں کی دیواریں بلند کرنی پڑیں تو یہ خود ایک بہت بڑا ثبوت ہے کہ ہمارے ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی کیا صورتحال ہے؟ اصل میں اس ملک کا مسئلہ یہ ہے کہ اس ملک میں لاء بھی ایک بندے کا ہے اور آرڈر بھی ایک ہی بندے کا چلتا ہے تو جب لاء اور آرڈر ایک ہی بندے کا ہو تو پھر میں سمجھتی ہوں کہ راجہ بشارت صاحب کی بے چارگی اور ان کے محکمہ کی ناکامی لازمی بات ہے کیونکہ ان کے پاس کوئی لاء ہے اور نہ ہی ان کے پاس کوئی آرڈر ہے۔ جس کا لاء ہے، جس کا آرڈر ہے وہ اپنی مرضی سے اس ملک کو چلا رہا ہے اور اس ایک شخص کی وجہ سے آج ہم اتنے برے حالات کا شکار ہیں۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔ ابھی میری معزز بہن یہ بات کہہ رہی ہیں کہ ان دنوں ایک آدمی کا لاء ہے اور ایک ہی آدمی کا آرڈر ہے تو پھر یہ اس بات کو بھی مان لیں کہ جب بے نظیر صاحبہ کی حکومت تھی تو اس وقت آرڈر بھی انھی کا چلتا تھا اور لاء بھی انھی کا تھا لہذا اپنے بھائی کو انھوں نے خود ہی قتل کروایا۔ یہ پھر اس بات کو بھی تسلیم کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: پلیز تشریف رکھیں۔ جی، بی بی آپ continue کریں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اتنے اچھے ماحول میں بات چل رہی تھی کہ محترمہ سکندر گل صاحبہ پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑی ہو گئی ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔ You are the Custodian of the House ان کو روکیں کہ اس طرح کی بات نہ کریں اس طرح ماحول خراب ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، بی بی پلیز continue کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں چاہتی تھی کہ امن وامان پر بات کرتے ہوئے سنجیدگی سے بات کی جائے لیکن کچھ non-serious خواتین کو اسمبلی میں بھیجا ہی اسی لئے گیا ہے۔ انھوں نے کوئی logical بات سننی اور نہ ہی سمجھنی ہوتی ہے۔ ان محترمہ کو تو شاید پتا ہی نہیں ہے کہ ہم کس بات کا رونا رو رہے ہیں۔ جناب! Executive Powers وزیراعظم کے پاس ہوتی ہیں، صدر کے پاس نہیں ہوتیں۔ ہم تو آپ کے وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کو بااختیار بنانے کی بات کر رہے ہیں۔ ہم یہی تو رو رہے ہیں کہ اس ملک میں Executive Powers وزیراعلیٰ اور وزیراعظم کے پاس ہونی چاہئیں، ایک بندے کا ڈنڈا نہیں چلنا چاہئے۔ ان محترمہ کو کوئی سیاسی سوجھ بوجھ نہیں ہے اس لئے ان سے بحث کرنا فضول ہے۔

محترمہ پروین سکندر گل: جناب سپیکر! میری سیاسی سوجھ بوجھ ان سے کہیں زیادہ بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: محترمہ پلیز آپ تشریف رکھیں۔ ان کو بات کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! War on Terror کے بارے میں خود مشرف صاحب نے اپنی کتاب کے اندر تسلیم کیا ہے کہ مجھے دھمکیاں دی گئیں اور اس کے بعد پاکستان کو اس War on Terror میں involved کیا گیا۔ جناب! اس کا خمیازہ آج ہم یہ بھگت رہے ہیں کہ اس وقت پاکستان دہشت گردی میں hit list پر ہے۔ پاکستان میں جتنے دھماکے ہوئے، جتنی فرقہ وارانہ دہشت گردی ہوئی وہ تمام ایک فرد واحد کی غلط پالیسیوں اور غلط فیصلوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔

جناب سپیکر! کسی ملک میں Law and Order کی صورتحال کو maintain رکھنے کے لئے اس ملک میں Rule of Law کا ہونا ضروری ہے۔ اگر ایک ٹریفک سگنل توڑنے پر سزا دی جا سکتی ہے تو جو شخص اس ملک کا آئین توڑے اسے کیوں سزا نہیں دی جاتی؟

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اگر آپ لاء اینڈ آرڈر پر رہیں تو بہتر ہے۔ جب آپ خود تذکرہ کرتی ہیں تو لازماً پھر بدمزگی پیدا ہو گی۔

Let's talk on main issue today. Keep yourself restricted on Law and Order.

آپ اسی پر رہیں تاکہ ماحول صحیح رہے۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! اگر سچی بات کرنے پر ماحول خراب ہوتا ہے تو مجھے کوئی problem نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ میں آپ کو سمجھا نہیں پائی۔ میں نے بات یہ شروع کی تھی کہ law and order maintain تب ہی ہو سکتا ہے جب ملک کے اندر Rule of Law ہو گا۔ اگر آپ سمجھتے ہیں کہ Rule of Law پر بات نہیں کرنی چاہئے تو پھر میں لاء اینڈ آرڈر پر بات ہی نہیں کرتی۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ Rule of Law پر ضرور بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب! جس دن اس ملک میں، اس صوبے میں جرائم پیشہ افراد کی سرپرستی بند ہو جائے گی، جس دن اس ملک میں قبضہ مافیا، لینڈ مافیا، شوگر مافیا کی سرپرستی بند ہو جائے گی اس دن سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

جناب سپیکر! اسی ملک میں، صوبہ پنجاب میں private forces موجود ہیں۔ گجرات جہاں سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب کا تعلق ہے، کتنا اچھا ہوتا کہ آج وہ بھی تشریف لے آتے کیونکہ آج پنجاب اور ملک کے ایک بہت sensitive issue پر بات ہو رہی ہے۔ جناب والا! [*****]

جناب ڈپٹی سپیکر: I will not allow any personal attack. اور میں اسے کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔ آپ صرف لاء اینڈ آرڈر پر بات کریں۔

---

* بحکم جناب ڈپٹی سپیکر الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔ یہ ملفوف طریقے سے موصوفہ فرما رہی ہیں کہ جس دن یہ ہو گیا، جس دن وہ ہو گیا تو سب ٹھیک ہو جائے گا۔ اصل میں کہنا یہ چاہتی ہیں کہ جس دن deal مکمل ہو گئی اس دن سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے ان (ق) لیگ کے لوگوں پر ترس آتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! I am on a point of clarification.

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، فرمائیے!

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! اس دن بھی بات ہوئی تھی۔ پاکستان پیپلز پارٹی ایک جمہوری سیاسی جماعت ہے۔ ہم نے Charter of Democracy sign کیا ہے اور اس میں ہر چیز واضح ہے اگر اس کے مطابق ہم کوئی بات کرتے ہیں تو اس پر تو کسی کو کوئی اعتراض نہیں ہونا چاہئے۔ ہم نے کہا ہے کہ:

Role of Army, Role of Election Commission and role of the political parties.

یہ سب اس میں ہیں۔ ہم اس سے right or left نہیں ہوں گے۔ ہمارا اس وقت بھی یہی مؤقف تھا اور اب بھی یہی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: مطلب ہے کہ ابھی بات چیت چل رہی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں نے بات چیت کی بات نہیں کی۔ ہم نے کہا ہے کہ Charter of Democracy کے تحت اگر ہمارے ساتھ کوئی بات چیت کرتا ہے تو اس پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ اگر Charter of Democracy میں Role of Army ہے تو پھر آپ بتا دیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ کی بات بجا ہے۔ میں اسی لئے پوچھنا چاہ رہا تھا کہ کیا ابھی بات چیت چل رہی ہے؟ اگر اچھی سمت میں چل رہی ہے تو بہتر ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے تو Charter of Democracy کے متعلق کہا ہے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب نے فرمایا ہے کہ ہم Charter of Democracy پر بات کر رہے ہیں اور ہم right or left نہیں جائیں گے۔ بلکہ سیدھے ہماری

طرف آئیں گے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، وزیر تعلیم صاحب!

وزیر تعلیم: جناب سپیکر! میں point of re-clarification پر بات کرنا چاہتا ہوں کہ رانا آفتاب صاحب بالکل غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں۔ انھوں نے (ن) لیگ کو دھوکا دیا ہے اور اس کی مثال آپ کے سامنے ہے آپ دیکھ لیں کہ رانا ثناء اللہ خان صاحب کونے میں بیٹھے ہیں اور ان کی آپس میں دوریاں شروع ہو گئی ہیں۔ بالکل بات چیت چل رہی ہے اور ان کی لیڈر صاحبہ نے کہا ہے کہ negotiation ہو رہی ہے---

جناب ڈپٹی سپیکر: یعنی آپ بھی اس چیز کی تصدیق کر رہے ہیں کہ بات چیت چل رہی ہے؟

وزیر تعلیم: جی، بالکل میں تصدیق کر رہا ہوں بلکہ میں تو اس کو in order کر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: یہ تو نیک شگونی کی بات ہے۔

وزیر تعلیم: جی، ہاں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! ہم نے کسی کو دھوکا نہیں دیا۔ دھوکا تو انھوں نے دیا ہے کہ جن کے یہ پروردہ تھے۔ یہ میاں نواز شریف کے پروردہ تھے انھوں نے ان کو چیئرمین ٹاسک فورس بنایا تھا لیکن انھوں نے اس کو چھوڑا تھا۔ ہم نے اپنی پارٹی نہیں چھوڑی۔ ہمارا وہی مؤقف ہے جو پہلے دن تھا اور ہمارا (ن) لیگ کے ساتھ جو بھی Charter of Democracy ہے ہم اس کو honour کریں گے۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب سپیکر! میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ اس میں ایک angry man کے طور پر سامنے آنے کی ضرورت نہیں ہے۔ جمہوریت میں کبھی بھی کسی کے ساتھ بات چیت کے دروازے بند نہیں کئے جاتے۔ یہ پولیٹیکل پارٹی ہے اور پولیٹیکل پارٹی کے ساتھ ہی بات کر رہی ہے۔ اگر ان کی یا ہماری سوچ کہیں مل جاتی ہے تو اس میں شرمانے کی کیا بات ہے؟ جیسے آپ نے ابھی ایک آرڈر کے بارے میں clear کر دیا کہ آرڈر میں اس کو clear کرتا ہوں کہ میرا آرڈر ہے۔ اسی طرح law کے بارے میں بھی clear کر دیجئے کیونکہ ابھی تک یہ لوگ law کو یہ سمجھتے ہیں جو یہ کرتے تھے کہ یہ لاء وہ لاء، سموسہ لاء، ten percent لاء، hundred percent لاء یہ تو اس کو law سمجھتے ہیں۔ اب اگر یہ بات چیت کر رہے ہیں تو ہم تو انکار نہیں کرتے ہم کہتے ہیں کہ

دو سیاسی پارٹیوں، دو پولیٹیکل آدمیوں اور دو پولیٹیکل لیڈروں کے درمیان بات چیت ہونی چاہئے۔ وہ ناکام بھی ہو جاتی ہے وہ کامیاب بھی ہو جاتی ہے لیکن جو چیز قومی مفاد میں ہو گی اس پر عملدرآمد کیا جائے گا اس لئے کبھی بھی بات کرتے ہوئے بھاگنا نہیں چاہئے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، لاء منسٹر صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! رانا آفتاب صاحب نے یہ کہا ہے کہ ہم Charter of Democracy کی بات کر رہے ہیں اور انھوں نے باقاعدہ یہ کہا ہے کہ ہم نے (ن) لیگ کے Charter of Democracy پر دستخط کئے ہیں لیکن تین چار دن پہلے جب (ن) لیگ نے 12۔اکتوبر کے حوالے سے احتجاج کیا تھا تو اس دن محترمہ بے نظیر بھٹو کے حوالے سے بی بی سی کی ایک رپورٹ آئی تھی۔ ذرا اس کو پڑھیں اور پھر بتائیں کہ آپ کس کے چارٹر پر دستخط کر رہے ہیں؟ جس میں محترمہ بے نظیر نے نواز شریف صاحب کی حکومت کے خاتمے پر خوشی منائی تھی اور وہ پوری رپورٹ آئی ہے جسے کسی نے بھی contradict نہیں کیا۔

میں دوسری یہ بات کرتا ہوں کہ یہ (ن) کے Charter of Democracy کی بات کرتے ہیں۔ کھل کر بات کریں اور ان کے ساتھ شامل ہوں۔ انہاں اک لارا انہاں نوں لایا اے دوسرا لارا سانوں لایا اے لیکن پتا نہیں آخر لسن کس نال۔

جناب سپیکر! یہاں عجیب سیاست ہے۔ میں یہ کہنا چاہتا تھا کہ بلوچستان میں ایم ایم اے ہماری coalition partner ہے تو کسی نہ کسی حوالے سے ہمارا آپس میں رابطہ موجود ہے۔ پیپلز پارٹی اور ن لیگ کو بھی دعوت دے رہے ہیں کہ آئیں اور ہمارے ساتھ شامل ہوں۔ یہ وہی بات ہے A is equal to B, B is equal to C and C is equal to A. بات ختم۔ آخر کار انھوں نے جنرل پرویز مشرف کی قیادت کو قبول کرنا ہے۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا چارہ کار نہیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر! میں صرف اتنا کہوں گا کہ 19 تاریخ کو میاں نواز شریف اور محترمہ کی ملاقات ہو رہی ہے اور انھوں نے جتنی disinformation پھیلائی ہے یہ ساری اس دن ختم ہو جائے گی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں on the floor of the House کہتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ اس دن ان کے آپس میں فاصلے اور بڑھیں گے۔ قطعی طور پر ختم نہیں ہوں گے۔

MR. DEPUTY SPEAKER: Let Bibi to Continue.

سید حسن مرتضیٰ: پوائنٹ آف آرڈر۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: اب تھوڑی دیر کے بعد۔ بی بی! آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں تو لاء اینڈ آرڈر پر تقریر کر رہی تھی لیکن اگر تقریر deal پر کرنی ہے تو وہ بھی کی جا سکتی ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ (ق) لیگ بالکل حق بجانب ہے اور ان کا تڑپنا مجھے سمجھ میں آرہا ہے چونکہ انھیں پتا ہے کہ ان کی چھٹی ہونے والی ہے۔ ان بے چاروں کو اپنی پڑ گئی ہے۔

آوازیں: ڈیل confirm ہو گئی۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: ان بے چاروں کو اپنی پڑ گئی ہے کہ ہماری چھٹی ہونے والی ہے اس لئے وزیروں سے لے کر مشیروں تک سب کا تڑپنا جائز ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! اس کا مطلب ہے کہ آپ ان کو فارغ کر کے ان کی جگہ آپ لے رہی ہیں؟

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! مجھے پوری بات کر لینے دیں۔ میں یہی کہنا چاہ رہی ہوں کہ جس cast بے شرمی اور بد دیانتی سے 2002 میں (ق) لیگ نے ڈیل کی تھی۔ میں بالکل یہ کہنا چاہوں گی کہ پاکستان پیپلز پارٹی اس بے شرمی، بد دیانتی اور کسی بھی طرح کی ایسی کوئی ڈیل نہیں کرے گی جو (ق) لیگ 2002 میں کر چکی ہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: چلو کسی نہ کسی طریقے سے آتو رہی ہے ناں؟

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ایک منٹ۔ پہلے محترمہ اپنی بات ختم کر لیں پھر آپ کو ٹائم دیتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! میں تقریر کر رہی ہوں۔ میرا خیال ہے کہ جس میرے بہن بھائی کو تکلیف ہو رہی ہے وہ پوائنٹ لکھ لیں اور بعد میں بات کر لیں۔

جناب ڈپٹی سپیکر: بی بی! آج آپ نے بڑی خوش آئند بات کی ہے اور میں اس معاملے میں آپ کو پیشگی مبارکباد دینا چاہتا ہوں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! جب ہمیں ان مبارک بادوں کی ضرورت ہو گی تو انشاء اللہ آپ سے ضرور لیں گے لیکن ابھی آپ اپنی مبارکباد reserved رکھیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب ڈپٹی سپیکر: ان کو بات ختم کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: بی بی! تم نے وزیر نہیں بننا۔ بیٹھو اور مجھے بات کرنے دو۔ وزارت خالی نہیں ہے بیٹھ جاؤ۔

جناب ڈپٹی سپیکر: جی، محترمہ آپ اپنی بات کریں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب سپیکر! لاء اینڈ آرڈر پر بات شروع ہوئی تھی اگر بات اسی topic پر رہتی تو بہتر تھا۔ چونکہ راجہ صاحب بڑے efficient ہیں اور ہمیشہ کھڑے ہو کر جواب دیتے ہیں۔ میں ان سے ایک سوال پوچھوں گی اور اگر یہ میرے ایک سوال کا جواب دے دیں گے تو پھر میں اسی وقت کھڑے ہو کر ان کی جرأت مندی کو سلام کروں گی۔ سوال یہ ہے کہ راجہ بشارت صاحب نے on the floor of the House یہ کہا کہ ہمارے پاس ایجنسیوں کے شواہد موجود ہیں کہ ایم کیو ایم کے بعض عہدیدار سٹریٹ کرائم میں ملوث ہیں اور ہم اس کو دیکھ رہے ہیں۔ اس کے بعد جس طرح ذاتی مفاد کی خاطر وزیر اعظم ہاؤس میں ان کی صلح کروا دی گئی۔ بطور لاء منسٹر صاحب یہ فرمائیں کہ کیا آپ کو جو شواہد ملے تھے اور جو ثبوت آپ کے پاس موجود ہیں اب ان کا کیا ہو گا، کیا ان کو سرد خانے میں ڈال دیا جائے گا یا ان کے اوپر کارروائی ہو گی؟ راجہ بشارت صاحب ڈیل پر تو بہت اچھل اچھل کر بات کر رہے تھے اگر اب بھی مجھے اس بات کا جواب دے دیں تو بہتر ہو گا۔

جناب ڈپٹی سپیکر: لاء منسٹر صاحب جب wind up کریں گے تو اس وقت جواب دے دیں گے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب سپیکر! میں ان کو واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر یہ اپنی یادداشت کو تھوڑا سا درست کر لیں تو میں نے یہ کہا تھا کہ ہمیں اخباری اطلاعات سے یہ معلوم ہوا ہے اور آج

بھی جب میں بات کر رہا تھا تو میں ضلع وار break up دینا چاہ رہا تھا کہ کس کس ضلع میں کرائم کی کیا پوزیشن ہے۔ ہم نے پچھلے چند دنوں سے ایک ریکارڈ ترتیب دیا ہوا تھا لیکن میرے دوستوں نے کہا کہ مختصر کریں۔ میں تو ساری حقیقت بیان کرنا چاہ رہا تھا کہ فلاں ضلع میں کرائم کی یہ صورتحال ہے اور فلاں میں یہ ہے اور فلاں جگہ میں سٹریٹ کرائم میں اضافہ ہوا ہے، فلاں جگہ قتل کے کیسوں میں اضافہ ہوا ہے اور وہ ساری باتیں سامنے آ جاتیں لیکن میں پھر ان سے کہنا چاہتا ہوں کہ خدا کے لئے دوسروں کی بات نہ کریں۔ اگر ہمارا آپس میں کوئی اختلاف ہے بھی تو ہم آپس میں اسے دور کر سکتے ہیں۔ آپ نے خود فرمایا کہ چودھری شجاعت صاحب ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ شاید ہم اپنی لڑائی کو نہ بڑھائیں اور اسے ختم کر دیں لیکن آپ ہمیں لڑا کر اپنی روٹی لگانے کی کوشش نہ کریں بلکہ آپ اپنا کام کریں اور ہمیں اپنا کام کرنے دیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: شکریہ۔ جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ راجہ صاحب نے in one sense میری بات admit کر لی ہے اور مجھے افسوس ہے کہ راجہ صاحب نے یہ بات مان لی کہ ذاتی مفادات کی خاطر، ہم اپنی کرسی بچانے کی خاطر (ق) لیگ کو ڈھیل دیں گے۔ جو لوگ سٹریٹ کرائم میں ملوث ہیں ہم اپنے ذاتی مفادات کی خاطر ان لوگوں کو سزا دینے کے لئے بالکل تیار نہیں ہیں اور آج یہ بات ثابت ہو گئی ہے کہ اپنی کرسی کی خاطر پنجاب کو دوبارہ سندھ بنایا جائے گا۔ پنجاب کے اندر ایم کیو ایم سے سندھ جیسے حالات create کرائے جائیں گے اور یہ پنجاب حکومت بے حسوں اور بے بسوں کی طرح تماشا دیکھے گی۔ آج راجہ بشارت صاحب یہ تمام باتیں admit کر چکے ہیں۔

جناب سپیکر! میں سمجھتی ہوں کہ راجہ صاحب نے جس بے بسی اور لاچاری کا اظہار کر دیا ہے اس کے بعد لوگوں کو یہاں پر کسی کو بھی لاء اینڈ آرڈر سمجھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ یہاں پر میرٹ کا رونا رویا گیا کہ میرٹ کی بالادستی ہے تو میں کہنا چاہتی ہوں کہ جہاں آپ سابق چیف سیکرٹری کو پانچ لاکھ پر Disaster Management Cell کا ڈائریکٹر بنائیں گے۔ جہاں آپ فرشوری صاحب کو لاہور وال سٹی کا چار لاکھ روپے پر ڈائریکٹر بنائیں گے تو پھر آپ کے منہ سے میرٹ کی بات اچھی نہیں لگتی۔ پھر پراسیکیوشن کی بات کی گئی کہ ہم تو انقلاب لائے ہیں۔

جناب والا! ان کا ایک انقلاب یہ بھی ہے کہ بالکل نااہل قسم کے اسسٹنٹ (ایڈووکیٹ) جنرلز، ایڈیشنل ایڈووکیٹ جنرلز اور ایڈووکیٹ جنرل کی تنخواہیں لاکھوں میں مقرر کر دی گئی ہیں۔ ایڈووکیٹ جنرل کی تنخواہ ساڑھے تین لاکھ روپے مقرر کر دی گئی ہے، ایڈیشنل ایڈووکیٹ

جنرل کی تنخواہ اڑھائی لاکھ روپے کر دی گئی ہے اسسٹنٹ ایڈووکیٹ جنرل کی ڈیڑھ لاکھ روپے کر دی گئی ہے۔ وہ وکلاء حضرات جو ہیں اور ہم جو practicing Lawyer ہیں ہم جانتے ہیں کہ وہ کس طرح سے prosecution کرتے ہیں اور ان کی prosecution کی کیا حالت ہوتی ہے یہ ہم سب جانتے ہیں۔

جناب سپیکر! آخر میں صرف لاہور کے حوالے سے چند باتیں کہہ کر میں اپنی بات کو wind up کروں گی۔ اس وقت لاہور میں ستر لاکھ کی آبادی ہے جس میں 24ہزار پولیس والے بھی تعینات ہیں جس میں سے اگر ratio نکالی جائے تو 93لوگوں پر ایک پولیس والا بنتا ہے جو انٹرنیشنل معیار ہے اس سے بھی یہ کہیں زیادہ ہے۔ انٹرنیشنل معیار کے طور پر 450لوگوں کے اوپر ایک پولیس آفیسر تعینات ہوتا ہے۔ ہمارے ملک کا المیہ یہ ہے کہ ہم نے 93لوگوں کے اوپر ایک پولیس والا تعینات کیا اس کے باوجود لاء اینڈ آرڈر کی situation آپ کے سامنے ہے۔ ان 24ہزار میں سے ان کے پولیس ڈیپارٹمنٹ کی اطلاع کے مطابق۔۔۔(قطع کلامیاں)

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! یہ پارلیمانی norms تو نہیں ہیں کہ بات نہ کرنے دی جائے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: کوئی بھی بات نہیں کر رہا۔ آپ اپنی بات جاری رکھیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: جناب والا! 24ہزار جو پولیس والے ہیں اس میں سے صرف 8ہزار پولیس والے آپریشنل ہیں باقی جو ہیں وہ وی آئی پی اور وی آئی پیز کے آستانوں پر اور ان دستانوں پر اور ان کے مستانوں پر ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور وہاں پر تعینات ہیں۔ اگر خدانخواستہ وہ کہیں اپنے کامیاب دوروں پر نکل جاتے ہیں تو وہ جو آٹھ ہزار پولیس والے ہیں ان کی بھی چھٹی ہو جاتی ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا لیں کہ اس ملک میں لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کیا ہو گی اور جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا کہ اس ملک میں لاء ان کے بس میں ہے اور نہ ہی آرڈر ان کے بس میں ہے اس لئے اب یہ مہربانی کریں اور اس طرح بہتری کریں کہ یہ بس کر دیں اور ہماری جان چھوڑ دیں۔ شکریہ

جناب ڈپٹی سپیکر: شکریہ۔ اگلے مقرر ملک نواز صاحب!۔۔۔ تشریف نہیں رکھتے۔ اس کے بعد محترمہ زاہدہ سرفراز صاحبہ!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پاپولیشن ویلفیئر: شکریہ۔جناب سپیکر! آپ نے مجھے لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر بات کرنے کا موقع فراہم کیا ہے۔سب سے پہلے میں یہ بات کرنا چاہوں گی کہ جو محترمہ فرزانہ راجہ ہیں وہ سب سے پہلے ٹائم لے جاتی ہیں آتی ہیں اور اپنی بات کر کے چلی جاتی ہیں لیکن پھر وہ بات سننے کے لئے بیٹھتی نہیں ہیں کہ وہ اپنی بات کا جواب بھی سن سکیں۔

محترمہ عظمیٰ زاہد بخاری: آپ ہمیں سنا دیں ہم آپ کا پیغام ان تک پہنچا دیں گی۔

محترمہ زاہدہ سر فراز: جناب سپیکر! واقعی یہ بہت اچھا کام ہے آئیں اپنی بات کی اور چلے گئے۔اس نے کہا کہ ہمارے ملک میں ایک طرف امیر سے امیر تر اور دوسری طرف غریب سے غریب تر آبادی ہے اور یہ وہ فرق ہے جو ہمارے ملک میں انتشار اور لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو خراب کرنے کا مؤجب بن رہا ہے۔ میں یہ کہنا چاہوں گی کہ یہ جو فرق پیدا کیا گیا "امیروں اور غریبوں میں" یہ کس نے پیدا کیا تھا۔ یہ ان دو سابق وزرائے اعظم نے پیدا کیا تھا جو اس ملک کی دولت لوٹ کر اس ملک سے فرار ہو گئے ہیں۔ میں ان سے پوچھنا چاہوں گی کہ چار سال کے عرصہ میں بشمول صدر مملکت جنرل پرویز مشرف اور مسلم لیگ کے قائدین کہ کس نے لندن میں سرائے محل بنایا ہے۔ یہ جب باہر بھی جا کر بیٹھتے ہیں تو وہاں پر بھی یہ سٹیل مل لگاتے ہیں اور امراء میں شامل ہوتے ہیں۔ یہ عوام کو اوندھے منہ گرا کر یہاں سے بھاگے تھے۔

(اس مرحلہ پر اپوزیشن کے کئی معزز اراکین پوائنٹ آف آرڈر پر کھڑے ہو گئے)

محترمہ زاہدہ سر فراز: جناب سپیکر! جب یہ بات کرتے ہیں تو ہم سنتے ہیں جب ہم بات کرتے ہیں تو یہ سننے کا حوصلہ کیوں نہیں رکھتے ہیں۔ جب یہ دونوں وزرائے اعظم۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: جناب سپیکر! آپ ہمیں بات کرنے کا موقع نہیں دے رہے۔

جناب ڈپٹی سپیکر: آپ بیٹھیں میں آپ کو موقع دیتا ہوں۔

محترمہ زاہدہ سر فراز: جناب سپیکر! یہ دونوں وزرائے اعظم یہاں سے بھاگ کر گئے تھے تو یہ عوام کو اوندھے منہ فرشوں پر لٹا کر گئے تھے۔ ہماری حکومت اور حکومت پاکستان جس دن سے بر سر اقتدار آئی ہے عوام کو دن رات اوپر اٹھانے کی کوشش کر رہی ہے اور انشاء اللہ عوام کو اپنے قدموں اور کندھوں پر کھڑا کر کے رہے گی۔ محترمہ فرزانہ راجہ نے کہا کہ راجہ بشارت صاحب نے ایک پرائیویٹ چینل میں کرپشن کی بات کی کہ چھوٹے لیول پر کرپشن ہوتی ہے۔

جناب سپیکر! یہ خود کرپشن میں ملوث نہیں ہیں۔ یہ آتی ہیں اپنی تحریک التوائے کار پیش کرتی ہیں اپنی تقریر کرتی ہیں اور چلی جاتی ہیں۔ صرف پندرہ منٹ کے لئے آتی ہیں اور تنخواہ پورے دن اور پورے سیشن کی لیتی ہیں۔ اجلاس 9 بجے شروع ہوتا ہے اور تین بجے تک جاری رہتا ہے۔ اس لئے فرزانہ راجہ بھی براہ راست کرپشن میں ملوث ہیں۔ عظمیٰ زاہد بخاری نے کہا کہ اس وقت ملک میں ڈکٹیٹر شپ چل رہی ہے۔ ڈکٹیٹر کے ساتھ ڈیل ہو جائے تو وہ وردی میں بھی قبول ہے اور ڈکٹیٹر بھی قبول ہے پھر وہ بھائی بن جاتا ہے۔ انہوں نے اپنی پوری تقریر میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر کوئی suggestions نہیں دیں۔ انہیں صوبے اور اپنے ملک سے کوئی ہمدردی ہے ہی نہیں انہوں نے انتہائی قیمتی وقت جو ہم رمضان کے مہینے میں روزے کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں اور ایک اہم مسئلے پر discussion کر رہے ہیں انہوں نے ڈکٹیٹر شپ ڈکٹیٹر شپ کہہ کر سارا وقت ضائع کر دیا۔ ایک بھی suggestion محکمہ پولیس یا لاء اینڈ آرڈر کے متعلق نہیں دی۔ (قطع کلامیاں)

(اس مرحلہ پر جناب چیئرمین رائے اعجاز احمد کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب چیئرمین! اب میں لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کی طرف آتی ہوں۔ جب بھی کسی ملک میں جمہوری حکومت آتی ہے تو براہ راست عوام کے ووٹوں سے منتخب ہو کر اقتدار میں آتی ہے۔ چنانچہ جو حکومت اس طرح سے برسر اقتدار آتی ہے وہ عوام کے اپنے ذاتی اور گروہی مفادات کو پس پشت ڈال کر اپنے عوام کے اجتماعی مفادات کے لئے لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے کو حل کرنے کے لئے ہر قسم کے موثر اقدامات کرتی ہے۔ مسلم لیگ کی حکومت صوبوں میں اور مرکز میں صدر پاکستان جنرل پرویز مشرف کی سربراہی میں وزیر اعظم پاکستان جناب شوکت عزیز مسلم لیگ (ق) کے مرکزی صدر چودھری شجاعت حسین صاحب پنجاب کے وزیر اعلیٰ چودھری پرویز الٰہی کی حکومت لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے پر قابو کرنے کے لئے بہترین کارکردگی کا مظاہرہ کر رہی ہے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! شکریہ۔ آپ تشریف رکھیں۔ (قطع کلامیاں)

آرڈر پلیز۔ آرڈر پلیز۔

رانا آفتاب احمد خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: جی، فرمائیں!

رانا آفتاب احمد خان: جناب والا! اس وقت بڑی سنجیدہ گفتگو ہو رہی ہے پنجاب میں امن عامہ کے متعلق بحث ہو رہی ہے اور ہم serious ہیں what message we are giving to the civil bureaucracy. محترمہ نے جو تقریر کی ہے اس کا لاء اینڈ آرڈر سے کوئی تعلق ہے؟ آپ صرف اس پر رولنگ دے دیں۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب چیئر مین! میں یہ عرض کروں گی کہ۔۔۔

جناب چیئر مین: محترمہ آپ تشریف رکھیں۔ رانا ثناء اللہ خان صاحب نے تقریر کر لی ہے یا ابھی کرنی ہے۔ تشریف نہیں رکھتے۔ شیخ اعجاز احمد صاحب!

شیخ اعجاز احمد: شکریہ۔ جناب چیئر مین! آپ تشریف لائے اور صوبے میں لاء اینڈ آرڈر تو شاید بہتر نہ ہو سکا اور نہ ہی موجودہ حکمرانوں سے ہو سکے گا لیکن ہاؤس میں کم از کم آپ کے آنے سے آرڈر بہتر ہو گیا ہے۔ ابھی جو خاتون نان سٹاپ گفتگو فرما رہی تھیں۔

جناب چیئر مین: جناب آپ ان پر بات نہ کریں اپنی بات کریں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب والا! میں اسی طرف آ رہا ہوں۔ انہوں نے اپنی تقریر میں کہا کہ جناب اپوزیشن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے یہ یہاں پر بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے کوئی suggestion نہیں دی۔ آپ یہ ملاحظہ فرمائیں۔

محترمہ زاہدہ سرفراز: جناب والا! انہوں نے بات شروع کی تھی اور میں نے یہ عظمیٰ بخاری کو کہا تھا تمام اپوزیشن کو نہیں کہا تھا۔ مجھے لاء اینڈ آرڈر پر بات کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب چیئر مین: محترمہ! آپ تشریف رکھیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئر مین! آپ ملاحظہ فرمائیں کہ حکومتی دلچسپی کا عالم یہ ہے کہ 150 جو office bearers ہیں کم از کم ان کو تو بیٹھنا چاہئے۔ ایک ایڈووکیٹ صاحب نے ہائی کورٹ میں بھی ایک رٹ پٹیشن دائر کی ہے کہ وزیر اعلیٰ کے جو وزراء، پارلیمانی سیکرٹریز اور سپیشل اسسٹنٹس ہیں ان کی جو ایک فوج ظفر موج اور ان کا لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال سے دلچسپی کا یہ عالم ہے اور دیکھ لیں کہ یہاں پر وہ کتنے موجود ہیں اور کتنے باہر نکلے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین! دنیا کے کسی خطے میں سیاسی استحکام کے بغیر معاشی استحکام نہیں آیا۔ آپ قوموں کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں، آپ انقلاب فرانس سے لے کر انقلاب ایران تک آ جائیں، گڈ گورننس اس وقت تک کسی بھی صوبے اور ملک کے اندر نہیں آ سکتی جب تک اس ملک کے اندر real democracy کو ہم رواج نہیں دیتے۔

جناب چیئرمین! آج یہاں لاء اینڈ آرڈر پر بحث ہو رہی ہے اور لاء اینڈ آرڈر کسی بھی صوبے کا، کسی بھی ملک کا یا کسی بھی شہر کا سب سے اہم ترین مسئلہ ہوا کرتا ہے اور آج میرا یہ دل چاہ رہا ہے کہ میں گلیوں سے نکل کر بازاروں سے نکل کر، اس بیوہ کی آہوں سے باہر آ کر جس کے خاوند کو دن دہاڑے قتل کر دیا گیا اور اس کی بیٹی کی آبرو ریزی کرنے والے مجرموں کو سر عام دندناتا پھرتے دیکھ کر میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہمیں یہاں سے اٹھ کر تھوڑا سا اوپر جانا چاہئے اور ہمیں یہ سوچنا چاہئے کہ آج قوم موجودہ حکمرانوں سے یہ پوچھنے میں حق بجانب ہے کہ آیا آپ نے گاؤں کے اس ڈکیت کے اوپر نکیل ڈالنی ہے۔ ہوم سیکرٹری صاحب کو آپ نے یہاں بٹھا کر اور چیف سیکرٹری کو یہاں بٹھا کر، آئی جی پنجاب یا ایڈیشنل آئی جی پنجاب کو یہاں بٹھا کر اس بندے کے اوپر نکیل ڈالنی ہے جو نظریہ ضرورت کے تحت معاشی بد عملی اور معاشی عدم استحکام کے تحت ڈکیتی کرتا ہے یا اس ڈکیت کے اوپر آپ نے نکیل ڈالنی ہے جس نے 12۔اکتوبر 1999 کو ایک منتخب حکومت کو قتل کر کے اس اسمبلی کا قتل کر کے جو جرم کیا ہے اور جو اس نے 14 کروڑ عوام کے حقوق پر ڈاکا ڈالا ہے، کیا آپ نے اس حکمران کو نکیل ڈالنی ہے؟

جناب چیئرمین! پاکستان کے اندر اس وقت لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پاکستان کے گزشتہ 54 سالوں میں کبھی آج تک نہیں ہوئی اور آج جب موجودہ حکومت ڈنڈے کے زور پر ملک کے اندر ڈکیتی کر کے دن دہاڑے ایک منتخب حکومت کو ختم کر کے اس ملک پر قابض ہوئے ہیں تو اس کے بعد خود جنرل مشرف نے اپنی کتاب "ان دی لائن آف فائر" میں یہ admit کیا ہے اور یہ کہا ہے کہ یہ جو (ق) لیگ ہے یہ میں نے بنائی ہے۔

جناب چیئرمین! اس ہال میں لگی ہوئی قائد پاکستان کی تصویر ان [****]

جناب چیئرمین: میں یہ الفاظ کارروائی سے حذف کرتا ہوں۔

---

* بحکم جناب چیئرمین الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! ہم اس ڈکیت کو تو پکڑ لیتے ہیں جو ڈکیتی کرتا ہے لیکن ہم اس ڈکیت کو کب پکڑیں گے جو چینی سکینڈل اور شوگر سکینڈل میں ملوث ہے۔۔۔

جناب نجف عباس سیال: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، سیال صاحب!

جناب نجف عباس سیال: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں اپنے محترم دوست سے یہ گزارش کروں گا کہ (ق) لیگ تو مشرف صاحب نے بنائی تو (ن) لیگ کس نے بنائی تھی؟ اٹھ کے بتادیں اگر آپ میں اخلاقی جرأت ہے تو یہ بتادیں وہ جنرل ضیاء الحق نے بنائی تھی۔ مہربانی۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! شیخ صاحب "ان دی لائن آف فائر" کی بات کر رہے تھے تو میں صرف ان کی خدمت میں یہ عرض کرنا چاہوں گا کہ اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاضر و ناظر جان کر صرف ایک chapter پڑھ لیں۔ آپ کو اس میں سے بہت سبق ملے گا کہ جس دن حکومت ختم ہوئی اس دن پرائم منسٹر ہاؤس میں کیا ہو رہا تھا۔ کیا کسی ملک کے پرائم منسٹر کو یہ زیب دیتا ہے کہ وہ اپنے ملٹری سیکرٹری کے پھول اتروا کے کسی دوسرے کو لگا رہا ہو اور ان کا ملٹری سیکرٹری ان کو کہہ رہا ہو کہ یہ تو پروموٹ ہو گیا میں بریگیڈیر سے demote ہو کر کرنل بن گیا ہوں۔ This is the manner of Prime Minister تو جب ایسی حرکتیں کریں گے تو لامحالہ اس کا نتیجہ یہی نکلتا ہے جو آج آپ دیکھ رہے ہیں۔

جناب چیئرمین: جی، شیخ صاحب!

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! ابھی میں نے شروعات کی ہیں تو حسب سابق ناجائز حکمرانوں کے اندر مرچیں لگنی شروع ہو گئی ہیں۔ گزارش یہ ہے کہ میں یہ بات کر رہا ہوں کہ کیا ہوم سیکرٹری کے پاس جو اس وقت یہاں پر تشریف فرما ہیں یا دیگر سول بیوروکریسی، کیا پولیس کے پاس اختیار ہے کہ ان ڈاکوؤں کو ان وائٹ کالر criminals کو جن کو آپ کی پارلیمنٹ کی پبلک اکاؤنٹس کمیٹی نے عوام کے سامنے ننگا کیا، ان کے بدنما چہرے عوام کے سامنے ایکسپوز کئے، انہوں نے categorically list شائع کی کہ یہ وہ لوگ ہیں جو چینی سکینڈل میں ملوث ہیں، یہ وہ لوگ

ہیں جو سیمنٹ سکینڈل میں ملوث ہیں اور یہ وہ لوگ ہیں جو رنگ روڈ کے اوپر دن دہاڑے قبضے کر رہے ہیں، یہ لینڈ مافیا ہے، یہ شوگر مافیا ہے۔ کسی کے پاس اتنے اختیارات نہیں ہیں کہ وہ ان پر کوئی قدغن لگا سکے جب موجودہ غیر قانونی حکمرانوں نے اس ملک پر قبضہ کیا تو ایک خوبصورت سلوگن ملک پاکستان کے 14/15 کروڑ عوام کو دیا گیا کہ میں جنرل مشرف نے کہا کہ irrespective احتساب کروں گا۔

جناب چیئرمین! وقت نے بتایا کہ 7 سال گزرنے کے بعد under the umbrella of General Musharraf جتنے ڈکیت تھے وہ آج بھی وزارتوں میں بیٹھے ہوئے ہیں اور غریب آدمی کو دو وقت کی روٹی دستیاب نہیں۔ جس صوبے کے اندر امیر، امیر سے امیر تر نہ ہوتا جائے اور غریب، غریب سے غریب تر ہوتا جائے، اس صوبے کے اندر جب معاشی عدم استحکام ہوگا، سیاسی عدم استحکام ہوگا تو پھر لاء اینڈ آرڈر کنٹرول کرنا پولیس کے بس کی بات نہیں۔ آپ جتنے مرضی ایس پی اوز لگا لیں، آپ جتنے مرضی TPOs لگا لیں، آپ SHO سے اختیار چھین کر SPOs کو دے دیں۔ اس کے بعد ٹاؤن آفیسر کو دے دیں۔ اس وقت تک یہ مسائل حل نہیں ہو سکتے جب تک آپ کی root causes پر نہیں جائیں، اس کی root cause کیا ہے؟

جناب چیئرمین! میں سیاست کا ایک طالب علم ہونے کے ناتے یہاں پر بڑے بڑے بزرگ تشریف فرما ہیں، بڑے بڑے یہاں پر رہنما تشریف فرما ہیں جنہوں نے پانچ پانچ اسمبلیاں دیکھی ہوئی ہیں۔ میں یہاں پر انتہائی درد دل کے ساتھ یہ بات کرتا ہوں کہ صوبے کی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال اس وقت تک بہتر نہیں ہو سکتی جب تک آپ اس بات پر نہ جائیں کہ جب تک صوبے کے اندر، ملک کے اندر حقیقی جمہوریت نہیں ہو گی، گڈ گورننس نہیں آئے گی اور جب تک گڈ گورننس نہیں آئے گی اس وقت تک آپ کے اور میرے اور دیگر مسائل بشمول لاء اینڈ آرڈر کے مسئلے حل نہیں ہو سکتے۔

جناب چیئرمین! میں یہ جو بات کر رہا تھا کہ قائد کی تصویر موجودہ حکمرانوں سے پوچھ رہی ہے کہ جنرل تمہیں تو سرحدوں کا محافظ بنایا گیا تھا، تمہیں ایوان اقتدار کی راہ کس نے دکھائی۔ آپ ملاحظہ فرمائیں کہ یہ انڈیا جو ہمارا ہمسایہ ملک ہے 14 تاریخ کی رات کو ہمارے ملک میں آتش بازی ہوتی ہے کہ ہم آزاد ہو گئے ہیں اور 15 تاریخ کو وہ آتش بازی کرتے ہیں کہ وہ آزاد ہو گئے ہیں۔ ان کا اور ہمارا دور آزادی ایک جتنا ہے لیکن کیا وجہ ہے کہ ہم ان سے بہت پیچھے ہیں اور اقوام

عالم کی صف میں وہ بہت آگے ہیں۔ کرپشن کے اعتبار سے بہت بڑا سوالیہ نشان ہے پاکستان کے اوپر اور ایمنسٹی انٹرنیشنل کی رپورٹ دیکھیں تو اس میں موجودہ حکمرانوں کے لئے باعث شرم وہ رپورٹ ہے جو انہوں نے شائع کی۔

جناب چیئرمین! میں یہ بات پورے وثوق کے ساتھ یہاں پر کہتا ہوں کہ صوبہ پنجاب کے عوام، پاکستان کے عوام چاہتے کیا ہیں؟ وہ چاہتے ہیں کہ انہیں دو وقت کی روٹی میسر ہو، وہ چاہتے ہیں کہ ان کو چھت میسر ہو۔ وہ چاہتے ہیں کہ غریب کے تن پر دو کپڑے ہوں لیکن موجودہ حکمرانوں کی بداعمالیوں کی وجہ سے ان کی ڈکٹیٹر شپ کی وجہ سے جو ملک کے اندر خود ڈکیتی کر کے حکمران بنے ہوں، جنہوں نے ملک کے اندر خود ڈکیتوں کی بڑھوتری کی ہو وہ ملک کے لاء اینڈ آرڈر کو کیا بہتر کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ جی، Next ہیں۔ سمیع اللہ خان!

جناب سمیع اللہ خان : جناب چیئرمین! کوشش کروں گا کہ پانچ منٹ میں اپنی بات ختم کروں۔ صرف تین چار factors ہیں جن پر میں بات کروں گا۔

جناب چیئرمین! جب ہم پولیس کے حوالے سے لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو دیکھتے ہیں تو چار factors ہیں جو پولیس ڈیپارٹمنٹ پر بھی اور مجموعی طور پر صوبہ کی صورتحال پر بھی اثر انداز ہوتے ہیں۔ کوئی بھی ملک اپنی اس صورتحال کو بہتر نہیں کر سکتا جب تک اس ملک میں سیاسی استحکام نہ ہو اور دوسرے نمبر پر جب تک اس ملک میں معاشی صورتحال بہتر نہ ہو تو ہم نہیں سمجھتے کہ ان کے بغیر امن عامہ کی صورتحال کو بہتر کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین! یہاں لاء منسٹر نے اپنی تقریر میں اس تیسرے factor population growth کا حوالہ دیا۔ یعنی اس کے بڑھنے کی ratio بھی لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پر اثر انداز ہوتی ہے۔ چوتھا factor اس ڈیپارٹمنٹ کا اپنا رویہ ہے جو ساری لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال کو کنٹرول کرتا ہے۔

جناب چیئرمین! اس وقت جو سیاسی استحکام کی صورت ہے۔ میں اس میں صرف دو بنیادی اداروں کی بات کرنا چاہوں گا۔ اس میں سب سے پہلے قانون بنانے والا ادارہ پارلیمنٹ ہے۔ اس وقت صورتحال یہ ہے کہ پارلیمنٹ جس نے اس ملک کے عوام کے لئے قانون بنانے ہیں وہ پارلیمنٹ بے اختیار ہے اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے جو تبدیلی آنی ہے وہ آج کسی صوبائی اسمبلی کو

اور نہ ہی پارلیمنٹ کو اختیار ہے۔ بلکہ شیڈول 6 کے تحت وہ اختیار ایک فرد واحد کے پاس چلا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے فیصلے پارلیمنٹ کو بائی پاس کر کے اس ملک میں کئے جاتے ہیں۔ جب قانون بنانے والے ادارے بے اختیار ہوں تو لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پیدا ہوتی ہے۔

جناب چیئرمین! اس کے بعد دوسرا ادارہ عدلیہ ہے۔PCO کے تحت حلف لینے والی جو عدلیہ ہے۔ وہ اس وقت زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہے۔ آپ یہاں figures سے جو مرضی کہیں لیکن لوگوں کا خیال اور تاثر یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ اب وکیل کرنے کی بجائے جج کر لیں۔ عدلیہ کے بارے میں عام شہری کی یہ رائے ہے۔ عدلیہ کی اب اس حد تک بے توقیری ہے کہ شاید پاکستان کی تاریخ میں اس کی مثال نہ ملے۔ اس کی ایک مثال سیالکوٹ جیل کے اندر کا واقعہ ہے کہ وہاں اس واقعہ میں پانچ چھ ججوں کی شہادت ہوئی۔ ان میں سے صرف ایک جج زندہ بچا۔ ان کا نام یوسف اوجلہ تھا۔ وہ اس سانحے کے مدعی بھی ہیں۔ انھوں نے واضح طور پر ایف آئی آر میں کہا کہ جوڈیشری کے لوگوں کی جو شہادت ہوئی ہے۔ اس کے ذمہ دار ایس ایچ او سے لے کر ڈی آئی جی تک ہیں۔ انھوں نے کہا کہ ہمارے ساتھیوں کی قاتل پولیس ہے۔ یوسف صاحب جو گولیوں کی بوچھاڑ میں زندہ بچ گئے، انھوں نے اس ڈی آئی جی کو اپنے ساتھیوں کا قاتل گردانا لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج وہی ڈی آئی جی اس صوبے کے ایک ضلع میں ڈی پی او تعینات کیا گیا ہے۔

جناب چیئرمین! اگر کسی ملک کی امن عامہ کی صورتحال دیکھنی ہے تو اس میں یہ دیکھا جاتا ہے کہ وہاں کے عام شہری سے لے کر اس ملک کے top بندے کی movement میں کتنی آزادی ہے۔ عام لوگوں کی movement کی آزادی تو چھوڑیں، دو بار تو مجھے اتفاق ہوا ہے کہ جب وزیر اعلیٰ صاحب اسمبلی میں آتے ہیں تو اس وقت اس شہر کی سڑکوں کی جو صورتحال ہوتی ہے یعنی جب اس صوبے کا وزیر اعلیٰ یا اس ملک کا صدر حرکت میں آتا ہے تو ایمبولینس میں اس ملک کے شہری ٹریفک جام ہونے کی وجہ سے دم توڑ دیتے ہیں۔ ہم سمجھ سکتے ہیں کہ جب اس ملک کے کسی شہری کی movement آزادانہ نہیں ہے اور آج لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر ہم صبح گھر سے نکل کر شام کو سلامتی سے گھر چلے جائیں تو شکرانے کے نفل ادا کرتے ہیں۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اس میں ہماری خوش قسمتی ہے کہ ہم صحیح سلامت پہنچ گئے۔

جناب چیئرمین! یہاں پولیس کی بات کی گئی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ ان کا جو رویہ ہے۔ انھوں نے ساٹھ سالہ تاریخ سے ایک سبق سیکھا ہے۔ ساٹھ سالہ تاریخ کی قوموں کا اپنا کلچر ہوتا ہے۔ انھوں نے س تاریخ سے سبق سیکھا ہے کہ جس کے ہاتھ میں بندوق ہوتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ ایس ڈی او جو کہ واسا کا ہے۔ اس کا گریڈ بھی وہی ہے اور ایس ایچ او جو کہ تھانے کے اندر بیٹھا ہے اس کا گریڈ بھی وہی ہے لیکن عام آدمی جو واسا کے ایس ڈی او کے پاس جاتا ہے اس کے رویے میں اور تھانے کے ایس ایچ او کے رویے میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ ان کا قصور نہیں ہے۔ یہ جو بندوق ان کے ہاتھ میں ہے۔ انھوں نے ساٹھ سالہ تاریخ میں ایک سبق سیکھا ہے کہ جس کے ہاتھ میں بندوق ہے اور بندوق کا جو سب سے منظم ادارہ ہے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ اگر اس کا سربراہ چاہے تو اس بندوق کے زور پر وہ اس ملک کے پرائم منسٹر کو یرغمال بنا سکتا ہے۔ یہ ادارہ بھی اسی سے سبق سیکھتا ہے۔ اڑھائی سال پہلے میں دیکھتا ہوں کہ ایس ایچ او کے ہتھے اگر کوئی وزیر چڑھ جائے تو وہ تھانے کے اندر اس کو یرغمال بناتا ہے۔ یہ لاہور کی تاریخ کا ریکارڈ ہے کہ جس طرح چیف آف آرمی سٹاف وزیر اعظم کو یرغمال بناتا ہے اسی طرح یہاں لاہور میں ایک وزیر کو لاہور کا ایک ایس ایچ او یرغمال بناتا ہے۔

جناب چیئرمین! ہم سمجھتے ہیں کہ آپ نے بہت سی ریفارمز کی ہیں۔ آپ نے بہت کچھ تبدیل کرنے کی کوشش کی ہے لیکن جناب یہ فورس ہے، یہ ادارہ نہیں ہے۔ یہ ہوم سیکرٹری کو کچھ نہیں سمجھتے۔ یہ کہتے ہیں کہ ان کے اختیارات کی لڑائی ہے۔ ان کے ہاتھ میں ڈنڈا ہے۔ یہاں کوئی منسٹر جب واپڈا کے ایکسیئن کے پاس جاتا ہے تو اس کا رعب و دبدبا اور ہوتا ہے اور جب یہاں کا کوئی منسٹر ڈی آئی جی کے کمرے میں جاتا ہے تو اس کی حالت دیکھنے والی ہوتی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ ان منسٹرز اور ایم پی ایز اور عوام کا کوئی قصور نہیں ہے صرف بندوق ان کے ہاتھ میں ہے۔ جب تک اس کلچر کو نہیں بدلا جاتا اور اس کلچر میں، آپ اور یہاں کے عوام نہیں بدل سکتے۔ یہ کلچر top سے بدلے گا۔ اس ملک کا جو چیف آف آرمی سٹاف اگر بندوق کے زور پر ہم کو یرغمال بنا سکتا ہے تو پھر ایس ایچ او کی بندوق کے زور پر اس کے حلقے میں رہنے والے عوام بھی یرغمال بنے گے۔ میں آخر میں لاء منسٹر کو یہی کہنا چاہوں گا کہ اگر ان کے پاس کوئی ایسا نسخہ ہے کہ ان کی بندوق کا جو کلچر ہے وہ تبدیل ہو۔ ان کے پاس بندوق غنڈوں اور ڈکیتوں کے خلاف ہونی چاہئے۔

جناب چیئرمین! جب بھی اس صوبے میں کوئی بڑی واردات ہوتی ہے تو ایک فقرہ رٹا رٹایا آتا ہے کہ انشاء اللہ تعالیٰ مجرموں کے ساتھ آہنی ہاتھوں سے نمٹیں گے۔ ہم نے کبھی مجرموں کو آہنی ہاتھوں سے نمٹتے نہیں دیکھا۔ ہاں ہم نے دیکھا کہ آہنی ہاتھوں کے ساتھ اس ملک کے سیاسی کارکن چاہے ان کا تعلق کسی بھی سیاسی جماعت سے ہو، اگر ایک آرڈر آجائے کہ دفعہ 144 پر مال روڈ پر کسی کو پر مارنے کی اجازت نہیں ہے تو اس وقت ہم دیکھتے ہیں کہ وہ آہنی ہاتھ حرکت میں بھی آتا ہے اور حکومت کی رٹ بھی دکھائی دیتی ہے لیکن اس ملک کے ڈاکوؤں، لٹیروں، چوروں اور رہزنوں کے خلاف کوئی آہنی ہاتھ حرکت میں آتا ہے اور نہ ہمیں حکومت کی کہیں کوئی رٹ دکھائی دیتی ہے۔ بہت شکریہ

جناب چیئرمین: شکریہ۔ محترمہ طاہرہ منیر صاحبہ!

محترمہ طاہرہ منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال پہلے کبھی اتنی خراب نہ تھی جتنی کہ اب ہے۔ وزیر اعظم صاحب نے بھی فرمادیا ہے کہ سٹریٹ کرائمز کی تعداد میں اضافہ ہو چکا ہے۔ ٹاؤن شپ کے ہتھوڑا گروپ کی بات کروں، گلبرگ کی ڈکیتی کا ذکر کیا جائے یا جیولرز شاپس کا تسلسل سے لوٹے جانے کا ذکر ہو۔

جناب چیئرمین! لاء اینڈ آرڈر کی صورتحال آئے روز مایوسی کی طرف مائل ہو رہی ہے۔ دن دہاڑے قتل، ڈاکوں پر ڈاکے، زیور، موبائل فون، موٹر سائیکل اور کاریں پستول کی نوک پر چھین لینا روزانہ کا معمول ہے۔ لوگ گھر، بازار، دکان اور باہر محفوظ نہیں ہیں۔ اب تو بچے اور بچیوں کے اغواء کے واقعات بھی بڑھ رہے ہیں۔ ماڈل ٹاؤن کیو بلاک کی ایک اکیس سالہ بچی جو رکشا میں سوار جارہی تھی۔ اس کو روک کر کار والوں نے اغواء کر لیا اور پندرہ لاکھ تاوان کا مطالبہ کر دیا۔ ایل ڈی اے کے آفیسر کا چار سالہ بچہ اغواء کر لیا گیا اور پانچ لاکھ تاوان کے بدلے اس کو واپس لیا گیا۔

جناب چیئرمین! سمن آباد میں ڈاکٹر سرجن عمر فاروق قریشی کو دن دہاڑے لوگوں کی موجودگی میں گولیاں مار کر قتل کر دیا گیا۔ پنجاب پولیس عوام کے لئے خوف اور دہشت کی علامت بن چکی ہے۔ عوام کی طرف سے یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ پولیس جرائم پیشہ افراد کے ساتھ ملی ہوئی ہے اور جرائم کی حوصلہ افزائی کر رہی ہے۔ اب حکومت نے پولیس کو جدید ترین اسلحہ اور انتہائی قیمتی گاڑیاں بھی دی ہیں ساتھ تنخواہوں میں بے پناہ اضافہ بھی کر دیا ہے، ان کی نفری بھی بڑھا دی گئی ہے۔ چاہئے تو یہ تھا کہ جرائم کم ہوتے لیکن جرائم پہلے سے بڑھ چکے ہیں۔ پولیس کی گشتی ٹیموں کے

سامنے مجرم لوگوں کو قتل کر کے بھاگ جاتے ہیں اور پولیس کوئی ایکشن نہیں لیتی۔ پورے شہر میں تھانے موجود ہیں اور تھانے میں لوگ اگر دیانتداری سے کام لے رہے ہوں، اپنا کام کر رہے ہوں تو پھر یہ وارداتیں کیسے ہو رہی ہیں؟ وزیر اعلیٰ پنجاب کو بھی چاہئے کہ وہ محفوظ پنجاب کا نعرہ لگانے کی بجائے عوام کا دل نہ بہلائیں بلکہ عملی اقدامات کریں۔ عملی اقدامات کا میں کچھ نام لیتی ہوں کہ ڈکیتی اور چوری جیسی سنگین وارداتوں میں ملوث لوگوں کو عبرتناک سزائیں دی جانی چاہئیں اور ان کو اسلامی سزائیں دی جانی چاہئیں۔ اگر چوری اور ڈکیتی کرنے والوں کے ہاتھ کاٹے جائیں گے تو وہ دوبارہ جرأت کر ہی نہیں سکیں گے۔ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین! چیف جسٹس آف پاکستان چودھری افتخار صاحب نے بھی کہا ہے کہ پولیس والے بددیانت ہیں، یہ باتیں زیادہ اور کام کچھ نہیں کرتے۔

جناب چیئرمین: محترمہ! wind up کریں۔

محترمہ طاہرہ منیر: جناب چیئرمین! کرپشن نے اس ملک کا بیڑہ غرق کیا ہوا ہے اور کرپشن صرف نیچے سے کنٹرول نہیں ہوگی بلکہ اس کو نیچے سے لے کر اوپر تک کنٹرول کرنے کی ضرورت ہے۔ یہی کرپشن نے پولیس کے نظام کا بھی بیڑہ غرق کیا ہوا ہے۔ اس امر کی بھی ضرورت ہے کہ بے روزگاروں کو روزگار مہیا کیا جائے، پڑھے لکھے بے روزگار ڈگریاں لئے جوتے چٹخاتے پھرتے ہیں اور انہیں کوئی کام نہیں ملتا۔

جناب چیئرمین! میں میڈیا کے رول کا بھی ذکر کروں گی کہ میڈیا کو بالکل کھلا چھوڑ دیا گیا ہے اور جو تصویر کشی کی جاتی ہے، جو ڈرامے دکھائے جاتے ہیں، پچاس فیصد لوگ اس صوبہ میں غربت کی لکیر کے نیچے زندگی بسر کر رہے ہیں لیکن میڈیا کے ذریعے ان کو جو پر تعیش گھر دکھائے جاتے ہیں، بڑی بڑی کاریں اور بنگلے دکھائے جاتے ہیں تو جو لوگ ایسی چیزوں کی طاقت نہیں رکھتے تو ان کے اندر depression پیدا ہوتا ہے۔ اس depression کی وجہ سے وہ یہ کام کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ ہمیں یہ بھی رول ادا کرنا چاہئے کہ ہمیں اسلامی قوانین پر عملدرآمد کرنا بھی سکھایا جائے۔ اسلامی تعلیمات کو صرف پڑھ دینے کے لئے نہ رکھا جائے بلکہ اس پر عمل کیا جائے۔ اگر اس پر صحیح طریقے سے عمل کروایا جائے گا تو بہت سے جرائم کا سدباب خود بخود ہو جائے گا۔

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اب تشریف رکھیں۔ جی، ملک احمد خان صاحب!

پارلیمانی سیکرٹری برائے پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! As a matter of fact, it is a very serious issue on Law and Order. جب سے لاء اینڈ آرڈر پر بات ہوتی ہے تو کوشش کرتے ہیں کہ consensus build ہو اور ہاؤس کا ایک tempo رہے جس میں کچھ ایسی تجاویز آ جائیں جو ارباب اختیار تک جن میں راجہ بشارت صاحب شامل ہیں یا جن لوگوں کو انہوں نے آگے direct کرنا ہے ان کی موجودگی یہاں پر ہوتی ہے۔ میرے نزدیک لاء اینڈ آرڈر میں facts and figures دینا government کی ڈیوٹی ہے اور criticism which opposition does میں یہاں پر ہوتی ہے۔ یہ بڑے اچھے manner میں as a member of the Parliament میں نے تو اس چیئر پر حلف دیا ہوا ہے کہ میں اس اسمبلی کے قواعد و ضوابط کا پابند رہوں گا۔ جب میں اس اسمبلی کے رکن ہونے کی حیثیت سے اپنا رول assume کر لیتا ہوں تو مجھے کسی executive power کی ضرورت نہیں ہے۔ میرے پاس way of controlling executive ہے، ان کے اوپر چیک رکھنے کی ایک حیثیت ہے جو کہ پارلیمنٹ کا function ہے۔ اس میں جو چوتھا ضمن میرے پاس آتا ہے کہ میں executive کے اوپر اپنا چیک رکھوں تو میرے پاس یہی ایک فورم موجود ہے جہاں پر میں اپنی بات کو academic debate کے ذریعے آپ تک پہنچاؤں اور ساتھ ان لوگوں تک یہ بات پہنچاؤں جو کہ ارباب اختیار ہیں۔ اس وقت جو پولیس ہے It is governed by Police Order 2001 یہ کوئی ہوائی بات نہیں ہے، یہ ہمارے لئے ایک لمحہ فکریہ ہے کہ جو پولیس آرڈر 1864 سے ہمارے ساتھ چلا آ رہا تھا اس کو ہم نے تبدیل کیا، یکسر 2001 کے اندر اس کی جو exercise کی گئی وہ National Reconstruction Bureau کے ذریعے کی گئی۔ 2001 میں ہم نے پولیس آرڈر کو promulgate کیا، آرڈیننس کے ذریعے ہم نے اس کو نافذ کیا اور آئین کے اندر ہم نے اس کو Schedule six کے اندر protection بھی دے دی۔ Now what I want to say is کہ اس کے اندر کچھ lacunas موجود ہیں تو Administrative Restructured Reforms کے اندر ان کو دور کیا جا سکتا ہے یہ کوئی بڑے اچنبھے کی بات نہیں ہے۔ میری آپ کی وساطت سے راجہ صاحب سے بڑی humble request ہو گی مثال کے طور پر I point out Section 14 of Police Order 2001 جو investigation کے متعلق ہے، اس کے اندر تین تفتیشوں کی گنجائش رکھی گئی conclusion of inquiry اس میں تعلق نہیں رکھتی۔ اگر

تھانے میں پرچہ درج کرایا گیااور اس تھانے میں کسی وجہ سے اس پولیس آفیسر نے معذرت کا اظہار کر دیا یا متعلقہ ضلع کے اندر وہاں کے متعلقہ ڈی پی او، ایس پی انوسٹی گیشن اور ایس پی آپریشن نے ایک بورڈ بنایا اور ساتھ کوئی سینئر افسر جو لاہور سے تشریف لے گئے، پر مشتمل ایک بورڈ بنایا اور انہوں نے انوسٹی گیشن ٹرانسفر کر دی تو اس کو بھی تفتیش ہی سمجھا جاتا ہے۔ یہ ultra vires to the law ہے اس کے اوپر kindly آپ نوٹ فرمالیں کہ اس کے متعلق راجہ صاحب کے پاس اختیار موجود ہے، آپ کی وساطت سے میں راجہ صاحب کو clarify کرنا چاہتا ہوں اگر اس پر یہ ہمارے ساتھ debate کرنا چاہیں، یہ پولیس کی ہمارے ساتھ کمیٹی بنادیں، ہوم سیکرٹری کا ambit بھی موجود ہے اس کے اندر واضح طور پر ہوم سیکرٹری کے اختیارات ہیں۔ اگر آج میں پولیس آرڈر کے تحت بات کرنا چاہوں اور میں یہ کہوں کہ ہم نے پولیس کو indigenous body بنادیا ہے، ہوم سیکرٹری کے کوئی اختیارات نہیں رہ گئے تو میں سمجھوں گا کہ یہ غلط بات ہے۔ اصولی طور پر ہوم سیکرٹری کے ذریعے ہی صوبائی چیف ایگزیکٹو پولیس ڈیپارٹمنٹ کے اوپر اپنی writ enjoy کرتے ہیں اور پولیس ڈیپارٹمنٹ کے فنڈز کی allocation ہوم ڈیپارٹمنٹ سے متعلقہ ہے۔ میری درخواست یہ ہے کہ kindly سیکشن 14 کو clarify کیا جائے اور 11 Superior Judicial Forums کی اس پر judgements آچکی ہیں کہ کیا اگر دو تفتیشیں ہوں گی تو تیسری تفتیش سے متعلق Superior Court کہتی ہے کہ اس کو undo کر دو، ختم کر دو تو kindly اس کے متعلق اس پر اپنے ایگزیکٹو کنٹرول کو ثابت کیجئے۔ پولیس والے ہم سے کوئی علیحدہ نہیں ہیں، دور نہیں ہیں یا بھاگے ہوئے نہیں ہیں، میں کہتا ہوں کہ جو lacunas ہیں ان کو ختم ہونا چاہئے۔

جناب چیئرمین! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ lawlessness کی بات ہوئی، سٹریٹ کرائمز کی بات ہوئی it is an admitted fact پولیس تو سوسائٹی کا reflection ہے۔ جتنا کرائم سوسائٹی میں ہوگا پولیس کے پاس رجسٹر ہوگا۔ جرم پولیس والا بھی کرتا ہے یا نہیں کرتا اس پر تو علیحدہ بحث شروع ہو جائے گی۔ میری صرف اتنی گزارش ہے کہ affective control کے لئے جو measures موجودہ گورنمنٹ نے لئے، آپ ایک focus develop کر لیں اور خود اس پر ایک discussion کرلیں۔ میں نے خود بھی پوری کوشش کی، میں نے academic researches کیں جو پولیس کی ریفارمز کے متعلق اپنی تجاویز دیتے ہیں، میں احمد علی اولکھ سے لے کر اظہر حسن ندیم تک آکر رکا، میں نے دیکھا کہ بات کہاں سے کہاں تک جاتی ہے۔

ہم نے various foreign writers کی ریسرچ کو بھی پڑھا، ہم چاہتے تھے کہ پولیس کے نظام میں کوئی بہتری آئے تو جو Administrative Restructured Reforms کے لئے گورنمنٹ نے پالیسی اختیار کی میرے نزدیک اس سے بہتر لائحہ عمل دینا اس وقت موقع کی مناسبت سے اس سے زیادہ نہ دیا جا سکتا تھا، نہ کیا جا سکتا تھا، ہاں میں اس چیز پر اتفاق کرتا ہوں کہ اس میں کمی اور گنجائش ہے۔ جیسے آج لاء منسٹر نے کہا کہ This is the fact of grave gravity کہ کوئی الائنس پارٹی آپ کے ساتھ بیٹھی ہو اس سے زیادہ اور جمہوری کلچر کا رویہ کیا ہو گا کہ آپ کہتے ہیں کہ یہ لوگ سٹریٹ کرائمز کے اندر لوگ شامل ہیں تو یہ حقیقت ہے کہ وہ ہوں گے۔ اگر میں آج کی بھی سٹیٹمنٹ راجہ بشارت صاحب کی اٹھا کر دیکھوں تو میں نے اخبار میں آج بھی پڑھا کہ حقائق کے منافی تو بات نہیں کر سکتے۔ سٹریٹ کرائم میں تو وہ شامل تھے، میرے اپنے ساتھ یہ واقعات ہوئے ہیں، میرے اپنے حلقے کے اندر یہ واقعات موجود ہیں۔ So that is a different debate. I admit it here کہ اگر ایسا ہے تو اس کو ختم ہونا چاہئے اور ہم ایسی کوئی بات کرتے بھی نہیں۔ اب ہم نے اس کے اوپر صرف دیکھنا یہ ہے کہ پولیس کے ساتھ لاء اینڈ آرڈر میں آپ کا جو concluding part ہے That is judicial response to the work of the Police حیران کن فگرز ہیں کہ 173 کے تحت جو آپ رپورٹ مرتب کر کے عدالتوں میں دیتے ہیں ان میں سے 89 percent عدلیہ accept کرتی ہے۔ پولیس کی تفتیش کے ساتھ عدلیہ کا اتفاق ہوتا ہے یعنی سیشن عدالتوں کے لیول پر 89 percent اتفاق ہوتا ہے۔ اس ریکارڈ کو کہیں پر چیلنج کر لیں، کہیں پر بیٹھ کر بات کر لیں کہ جتنے بھی آج تک چالان مرتب ہوئے کسی جرم کے متعلقہ بھی apart from 10-07-79 جو ہمارے پاس حدود آرڈیننس ہے اس کو نکال کر 89 فیصد عدلیہ پولیس کی اس تفتیش کے ساتھ agree کر چکی ہے۔ اب مسئلہ یہ رہا کہ پبلک پر اس کو جو impact ہے کہ پولیس کی Judicial acceptance of that investigation اور جس طرح میں نے ایک چھوٹی مثال دی کیونکہ میں آپ کا زیادہ وقت لینا نہیں چاہتا۔ میں دو چار چھوٹی چھوٹی باتیں آپ کے سامنے پوائنٹ آؤٹ کر کے اپنا مدعا بیان کرنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین! پولیس کا رویہ جو عوام کے ساتھ ہے۔ ابھی میرے دوستوں نے کہا کہ منسٹروں کو یرغمال۔۔۔ ٹھیک ہے political edge ہوتی ہے One has to politicize his agenda اس کو اپنی بات کرتے ہوئے اپنے مقاصد کو جس طرح frame of mind میں

انسان آتا ہے اپنی بات کرنی چاہئے لیکن لاء اینڈ آرڈر صرف facts and figures نہیں ہے۔ Law and order is not just the detail which the Law Minister will give and you will agree to it ہمارا اس چیز کا تعلق نہیں ہے۔ میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آج آپ کے پاس کون سا ایسا طریق کار موجود ہے ماسوائے اس چیز کے کہ آپ ان تمام چیزوں کے ساتھ اتفاق کرتے جائیں جو موجودہ نظام کے اندر خامیاں ہیں اس کو دور کرنے کے لئے میں نے اور آپ نے اپنی تجاویز سامنے رکھنی ہیں۔ پولیس آرڈر 2001 میں اس وقت 21 سیکشن ایسے ہیں جنہوں نے آپ کی investigation ونگ کو paralyze کر دیا۔ They are unable to do any thing آپ ایڈیشنل آئی جی کے دفتر چلے جاؤ۔ اس سے پوچھو کہ آپ کے SP Investigation نے جو تفتیش کی ہے Have you read it? He says. No. I have just gone through روٹین کے اندر میں نے اس کو دستخط کر کے آگے بھیج دیا۔ یہ وہ violation of the rules ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ جو رولز بنائے اور رولز دیئے گئے ان کے تحت تمام افسران کو پابند کیا جائے اور جو ان کے اندر سقم موجود ہے ان کو دور کیا جائے تو شاید کچھ لاء اینڈ آرڈر میں بہتری ہو۔ واردات تو آج آپ کے ملک میں ہو گی، واردات تو آپ کے ملک میں موجود ہے اور بڑھتے ہوئے trend کے ساتھ میں کہتا ہوں کہ یہ رکنے والی بھی نہیں ہے اس کے لئے آپ کو من حیث القوم پوری قوم کو سوچ کر آگے آنا ہو گا۔ آپ نے کرائم روکنا ہے تو سوسائٹی کے اندر جو آپ کے ریفارمز ہیں صرف لاء اینڈ آرڈر کی بات کر کے بات نہیں ہو گی۔ صرف پولیس کو مورد الزام ٹھہرا کر آپ کی بات نہیں ٹلے گی۔ یہاں پر ایک ڈکیتی ہوتی ہے موٹر سائیکل سوار آپ سے پرس چھین کر نکلتا ہے تو پیچھے follow up میں کوئی جاتا ہے تو وہ ڈکیت آج اتنا مضبوط ہو چکا ہے کہ وہ اپنی موٹر سائیکل روکتا ہے فائر کرتا ہے اور کہتا ہے کہ تیری جرأت کیسے ہوئی کہ تو پیچھے آیا اور اس بندے کا موقع پر قتل کر دیتا ہے۔ ہمیں ان چیزوں سے اختلاف نہیں۔ ground realities اگر ہم چھپائیں گے تو لوگ ہمیں جھوٹا اور منافق کہیں گے۔ آپ سے میری صرف بات یہ ہے کہ آپ صرف اتنا دیکھ لیں کہ جو قانون موجود ہے اس کے اوپر خدارا ان کو عمل پیرا کروائیں اور ایک کمیٹی قائم کر دیں جن میں دو اعلیٰ افسران شامل ہوں۔ ڈی آئی جی انوسٹی گیشنز آج تک operative نہیں ہوا۔ ابھی تک ڈی آئی جی انوسٹی گیشن بورڈ کے پاس تفتیش نہیں۔ ابھی تک ایڈیشنل آئی جی انوسٹی گیشن نے ایک تفتیش نیچے نہیں بھیجی مائی باپ۔ پٹ

اٹھیسی، خدا واسطے کوئی اختیار جہڑا اوہناں دے کول موجود اے ایہہ اسمبلی دے وچ اج رولنگ پاس کرو کہ جہڑا اختیار اے اوس تے عمل کراؤ۔Thank You very much

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں! آپ نے کیا بات کرنی ہے؟

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں نے پولیس پر ہی بات کرنی ہے اور ملک صاحب کی تقریر کا جواب۔۔۔

(اس مرحلہ پر ملک محمد احمد خان ہاؤس سے باہر چلے گئے)

آوازیں: ملک صاحب، ملک صاحب!

جناب چیئرمین: عباسی صاحب! وہ چلے گئے ہیں آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا آفتاب صاحب!

جناب سمیع اللہ خان: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! ابھی ملک صاحب نے جو اپنی تقریر کی تمہید کی تھی اس میں۔۔۔

جناب چیئرمین: کسی کو روکنے کا چیئرمین کو حق نہیں ہے۔ آتا ہے آئے، بیٹھتا ہے بیٹھے۔

جناب سمیع اللہ خان: جناب چیئرمین! نہیں نہیں۔ میں روک نہیں رہا۔ انہوں نے بڑی تمہید باندھی کہ میں نے یہاں یہ حلف اٹھایا ہے، میں نے یہاں یہ حلف اٹھایا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ تشریف رکھیں۔ جی، رانا آفتاب احمد خان!

رانا آفتاب احمد خان: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے موقع دیا۔ یہاں پر ابھی ملک احمد خان نے پولیس آرڈر 2002 کی بات کی تو میرے ارکان اسمبلی جو ادھر موجود ہیں۔ میں یہ کہوں گا کہ ہم اس پر بے سود بحث کر رہے ہیں۔ کیونکہ پولیس آرڈر 2002 شیڈول VI میں ہے کہ جس چیز کو آپ amend، alter یا repeal نہیں کر سکتے اس پر بحث کی ضرورت نہیں ہوتی۔ اگرچہ یہ ایک صوبائی معاملہ ہے مگر ہماری بے بسی یہ ہے کہ جو صوبائی معاملات ہیں، لوکل گورنمنٹ کے devolution plan پر ہم بات نہیں کر سکتے۔

جناب سپیکر! دوسرا یہاں پر پولیس کی بڑی بات ہوئی ہے۔ یہ پولیس آرڈر 2002 جو ہے

یہ اچھی attempt ہو سکتی ہے مگر میں نے اس میں جو gathered ہے اس میں یہ ہوا ہے کہ صرف کوئی چند پولیس افسر تھے جنہوں نے ایک DMG گروپ سے اختیارات لینے کی کوشش کی جو کہ کالا صاحب تھے، انگریزوں کی آخری نشانی تھے۔ سی ایس پی ہو جاتے تھے اس کے بعد سگار پیتے تھے، بلیک کافی پیتے تھے اور گرمیوں میں تھری پیس سوٹ پہن کر بیٹھتے تھے کہ امیر لگیں۔ اس کے بعد انہوں نے سوچا کہ ہمارے پاس تو اختیارات، طاقت تو ہمارے پاس ہے، ہمارے پاس کیوں نہیں ہے۔ انہوں نے اس کو ان کے افضل شگری صاحب، سدل صاحب، National Reconstruction Bureau بنا۔ وہ وہاں پر چلے گئے انہوں نے اس پولیس آرڈر سے کچھ نہیں ہوا سوائے اس کے کہ ایس پی بیش بہا ہو گئے ہیں اور ہمارے ضلع میں تقریباً اٹھارہ بیس ایس پی ہیں۔ پتا نہیں چلتا کہ کدھر پھر رہے ہیں۔ تقریباً 45 ڈی ایس پیز پھر رہے ہیں۔ کیا ان کی تعداد زیادہ کرنے سے عوام کو کوئی انصاف ملا ہے؟

جناب چیئرمین! میں صرف آپ کو تھوڑی سی فگرز جو میں نے collect کی ہیں صرف یہ دیکھنا ہے کہ اگست کے مہینے میں 34243 رپورٹیں ہیں صرف ایک ماہ میں پنجاب کے اندر، اس میں 4771 against persons, 7473 against property, miscellaneous 7468, local and special laws 14636

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت 15 منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! قتل کے cases 465 ہیں صرف اگست میں، attempted murders 675, hurt/kidnapping 755 اور ریپ کے کیسز 167 پنجاب میں صرف ایک ماہ میں ہوئے۔ کیا آپ نے 5۔ارب روپے سے ان۔۔۔

Law Minister Sahib I think it is unfair when a person is speaking on the floor of the House, others are not supposed to talk in such a volume to be disturbed.

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! جو وہ نوٹ کر رہے تھے ان سے لے رہا ہوں۔ میں نے windup کرنا ہے، میں نے آپ کو جواب دینا ہے۔ آپ فرمائیں تو صحیح۔ آپ جو فرمائیں گے میں جواب دوں گا۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب سپیکر!

وفا کیسی کہاں کا عشق جب سر پھوڑنا ٹھہرا
تو پھر اے سنگ دل تیرا ہی سنگ آستاں کیوں

آپ نے میری بات تو سنی ہی نہیں۔ میں تو آپ کو اختیارات دلانے کی بات کر رہا ہوں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر یہ کہہ رہا تھا کہ یہ کیا وجوہات ہیں، یہ کیا وجہ ہے کہ آپ کے ملک میں Adjudication of Justice نہیں ہے۔ پولیس کو آپ ہر وقت بری الذمہ کرتے ہیں مگر جناب! جب یہ کسی کریمنل کو پکڑ لیتے ہیں تو جو عدالت میں چلے جاتا ہے وہ چوتھے دن آ جاتا ہے۔ اس وقت پاکستان میں کریمنلز کے لئے سب سے بڑی جونرسری ہے وہ جیل کا محکمہ ہے۔ میں آپ کو یہ سچ بتاتا ہوں کہ کبھی بھی آپ نے کریمنلز کا نیٹ ورک توڑنا ہو تو آپ کہتے ہیں کہ ان کی means of communication توڑ دیں اور اس وقت جیل میں سزائے موت کے قیدی ہوتے ہیں اور ان کا ڈائریکٹ رابطہ ہوتا ہے۔ میں on the floor of the House فون آتے ہیں کہ جناب! اساں بڑے تنگ آں سانوں فلاں بڑا تنگ کردا اے۔ Is this a good governance? پولیس والے تو پکڑ لیتے ہیں مگر عدالت چھوڑ دیتی ہے۔

جناب سپیکر! جب Apex Court میں آپ اپنے رائٹ پر سپریم کورٹ میں نہیں جائیں گے آپ کو اپنے من پسند جو فیصلے کروانے ہوں گے تو آپ کی جوڈیشری کا یہی حال ہوگا۔ اب یہاں پولیس آرڈر 2000 میں دیکھیں کہ اس میں lack of enforcement of Police Order 2002

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! جواب تو راجہ صاحب ہی دیں گے لیکن میں گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ رانا صاحب نے ابھی کہا کہ کریمنلز کے ہمارے ساتھ رابطے ہوتے ہیں۔ یہ جیل میں ان سے رابطے نہ رکھا کریں یہ ان کے فرائض میں شامل نہیں ہے۔ اسی طرح اس میں discontinuity ہونی چاہئے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! میں بالکل ان سے اتفاق کرتا ہوں۔۔۔

(اذان عصر)

جناب چیئرمین: جی، راناصاحب! جلدی مکمل کریں کیونکہ نماز بھی پڑھنی ہے۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! اسیں وی پڑھدے آں تسیں کلے تے نئیں پنج ٹائم پڑھ دے۔ یہ بات کر رہے تھے یہی تھا جناب we are not serious اب میرا خیال ہے کہ آپ بھی اور وزراء بھی بحالت مجبوری بیٹھے ہیں۔ جیسے "وہ ایک جلسے میں گیا تھا اور آخر میں ایک آدمی رہ گیا ہے۔ اونے کیا جناب! میں تے مائیک لے کے جانا اے۔"

جناب چیئرمین: راناصاحب! اگلے سیشن کے پہلے دن کے لئے اس بحث کو رکھ لیا جائے؟

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں پولیس آرڈر 2002 پر بات کر رہا تھا کہ اگر in spirit دیکھا جائے تو it was a good attempt مگر آپ اس کا آرٹیکل 32 دیکھیں کہ policing plan آج تک پولیس والوں نے ڈسٹرکٹ میں کبھی بنایا ہی نہیں۔ Next آجاتا ہے relationship of District Police with Zila Nazim وہ سب کو پتا ہے کہ ڈسٹرکٹ ناظم کا کتنا اختیار ہوتا ہے؟ اس کو صرف اتنا اختیار دیا گیا ہے کہ وہ تھانے میں چلا جائے۔ اس سے قبل پولیس پر صرف ایک چیک ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ کا ہوتا تھا اور اب آپ کی پولیس مادر پدر آزاد ہے۔ یہ کسی کے کنٹرول میں نہیں ہے جیسے سمیع اللہ نے کہا ہے کہ ایک طاقت ہے اور طاقت کے بل بوتے پر، میں نے پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں بات کی تھی کہ میں پولیس کی بڑی عزت کرتا ہوں۔ کہندے جی کیوں؟ میں نے کہا کہ ان کا اتنا اچھا اخلاق ہے کہ میں travel کر رہا تھا تو ایک بس والے نے اس سے کرایہ نہیں لیا۔ یہ اتنا اچھا آدمی ہے۔ پھر ایک ہوٹل پر بیٹھا تھا تو ہوٹل والے نے روٹی کے پیسے نہیں لئے کہ جی ان کا اخلاق بہت اچھا ہے۔ کیونکہ جب آپ ان پولیس والوں کو اپنے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کریں گے، ان کو facility آپ ضرور دیں۔

جناب چیئرمین! انوسٹی گیشن کے بارے میں ملک احمد خان نے بالکل صحیح بات کی ہے۔ کیا انوسٹی گیشن سسٹم بہتر ہو گیا ہے، کیا آپ نے سائنٹیفک بنیادوں پر کوئی ریسرچ کی ہے؟ آپ نے ایک پبلک سیفٹی کمیشن بنایا تھا تو یہ اس ہاؤس میں بیٹھے ممبران مجھے بتادیں کہ پبلک سیفٹی کمیشن بننے کے بعد کیا improvement آ گئی ہے؟

جناب سپیکر! میرے خیال میں یہ صرف لاء اینڈ آرڈر صورتحال اس وقت improve ہو سکتی ہے جب آپ پہلے نمبر پر growth of population روکیں گے۔ آپ کی آبادی جتنی

تیزی کے ساتھ بڑھ رہی ہے تو آپ کو پتا ہی نہیں کہ کیا ہو رہا ہے؟ محترمہ نسیم لودھی وزیر بہبود آبادی بیٹھی ہیں تو مجھے پتا ہے کہ انہوں نے کچھ نہ کچھ آبادی روکنے کے لئے اقدامات تو کئے ہوں گے۔

جناب چیئرمین! دوسری چیز economic disparity آتی ہے۔ راجہ صاحب نے تو یہ کہہ دیا ہے کہ جی آبادی بڑھ رہی ہے۔ یہ کوئی inflation کی بات نہیں ہے اگر Rule of Law ہوگا، Adjudication of Justice لوگوں کو ملے گا۔ اگر آپ تھانے میں جاتے ہیں، یہاں پر لوگ بڑا شور مچا رہے ہیں کہ جناب ہماری ایف آئی آر درج نہیں ہوتی۔ اب ہوتا کیا ہے کہ ٹیلی فون پر آپ کی ایف آئی آر درج ہو جاتی ہے۔ ایس ایچ او دس ہزار روپے لیتا ہے اور چار بے گناہ لکھ دیتا ہے۔ اس کی فائل اس کے بعد دوسرے تفتیشی کو دے دیتے ہیں اور تفتیشی بے گناہ کو گنہگار کرنے کے پیسے لیتا ہے۔ اس طرح ان کا ایک سلسلہ چل جاتا ہے۔ میرے خیال میں آپ ایف آئی آر دیں تو اس پر There must be a proper preliminary investigation کہ کیا یہ جو چیزیں لکھائی جا رہی ہیں، Are they true or not یہ تو نہیں کہ میں لکھ کے دے دوں یا کوئی صبح لکھ دے یا راجہ بشارت صاحب لکھ دیں کہ جی یہ 109 میں involved ہے تو آپ مجھے پکڑ کے لے جائیں۔ There must be some preliminary investigation.

جناب چیئرمین! دوسری اہم چیز right man on the right job یہ ہے کہ میں نے پہلے دن بھی جب راجہ صاحب اس وقت موجود تھے کہ آپ جب اہل اور اچھے آفیسرز کو post کریں گے you will have good results اب آپ نے ایک نئی ریت ڈال لی ہے کہ جو ریٹائرڈ ہو رہا ہے اسی کو ایکسٹینشن دے دی جاتی ہے اور اب پاکستان میں ریٹائرڈ ہی کوئی نہیں ہو رہا۔ کبھی آپ نے یہ سنا تھا کہ ریٹائرڈ ڈپٹی کمشنر کو آپ دوبارہ ڈی سی او لگا دیں، کبھی آپ نے سنا تھا کہ ایک ایس پی ریٹائرڈ ہو گیا ہے اور یونیفارم میں اس کو دوبارہ لگا لیں۔ اس کو آپ Consultant رکھ لیں مگر... don't put them on اور پھر... appointment of corrupt۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین: جی، فرمائیں!

وزیر مواصلات و تعمیرات: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ باتیں تو یہ بعض اوقات point out کرتے ہیں وہ ٹھیک کرتے ہیں لیکن خود عمل نہیں کرتے۔ انہوں نے کہا کہ right

اب قاسم ضیاء کی جگہ پر ان کو ہونا چاہئے تھا تو یہ کوئی بہتر بات کرتے man on the right job اور فضول سی باتیں کرکے وہ یہاں سے بھاگ گئے ہیں۔یہاں سے right man on the right job ہونے کے لئے ان کو وہاں پر ہونا چاہئے تھا۔

جناب چیئرمین: جی، راناصاحب! شروع رکھیں۔

رانا آفتاب احمد خان: جناب چیئرمین! یہ میرے بڑے بھائی ہیں اور میں ان سے کوئی ایسی تلخ بات نہیں کرنا چاہتا۔ وہ صدر پنجاب تھے۔

He is the Leader of the Opposition. There is democracy in the Party. He has been elected by the members

لوگوں نے انہیں بہتر سمجھا اور انہیں لیڈر آف اپوزیشن بنالیا۔

جناب چیئرمین! اس سے سول بیوروکریسی میں ایک بڑا غلط message جاتا ہے کہ آپ ری ایمپلائنٹ آف ریٹائرڈ آفیسرز کرتے ہیں۔ نیچے سے آنے والے آفیسرز کے لئے کوئی جگہ نہیں رہتی لہذا اس کو ختم کرنا چاہئے۔ آج یہاں پر موٹر سائیکل کی بات ہوئی تو میری راجہ صاحب سے درخواست ہے کہ آج راجہ صاحب ایک ایکسرسائز کریں اور ایڈیشنل آئی جی اظہر صاحب بھی یہاں بیٹھے ہیں تو ایک آرڈر کریں کہ آج پولیس میں جتنے سب انسپکٹر یا ہیڈ کانسٹیبل لاہور میں پھر رہے ہیں، ان کی موٹر سائیکلیں پکڑ لیں کیونکہ وہ سب لوگوں کی چوری کی ہیں اور سپرداری پر لے کر پھر رہے ہیں اور میں نے اسی ہاؤس میں گاڑیوں کے نمبر دیئے تھے جو ایس پی صاحبان کے پاس چوری کی گاڑیاں تھیں اور ان پر نمبر لگا کر وہ پھر رہے تھے کیونکہ ان کے اوپر نیلی بتی ہوتی ہے اور آج کل ایک نیا رواج بھی آگیا ہے کہ ایک ASI اپنی مہران گاڑی کے آگے ایسے وردی لٹکا لیتا ہے کہ جیسے وہ چیف آف آرمی سٹاف جارہا ہے اور اس کو کوئی چیک نہیں کر سکتا کیونکہ جتنا بھی کرائم بڑھتا ہے that is always under the patronage of the Police اب آپ مجھے بتائیں کہ تین چیزیں ہیں brothel house, sale of liquor and gambling یہ پولیس کی مرضی کے بغیر ہو سکتی ہے، مجھے کوئی ممبر یہ بتادے۔ کیا یہ اس وقت ہو نہیں رہی، ملک میں شراب عام نہیں بک رہی ہے، کیا یہاں پر brothel houses نہیں چل رہے ہیں؟ کیا یہاں پر کرکٹ کا جواء نہیں ہو رہا ہے۔ یہ کن کی patronage کی وجہ سے ہو رہا ہے، یہ پرچی مافیا کہاں سے آرہا ہے؟

جناب چیئرمین! ہم یہ چاہتے ہیں کہ اگر انہوں نے اچھے steps کرنے ہیں، یہاں

پٹرولنگ پوسٹ کرنی ہے تو پٹرولنگ پوسٹ والوں کو یہ بھی کہیں کہ وہ سڑک سے اتر بھی جائیں کیونکہ وہ صرف سڑک کے اوپر پھر رہے ہیں اور ان سے ایک یہ ضرور ہوا ہے کہ وہ پھرتے رہتے ہیں اور اگر کوئی کھو کھا مل جائے تو اس سے چائے بھی مفت پیتے ہیں۔

جناب چیئرمین! میں نے صرف یہ کہا ہے کہ we are also part of the society. We give suggestions کہ آپ ہماری suggestions سنیں اور یہ ہے کہ
1. The postings of the officers should be purely on merit and promotions that should not be on political grounds دوسرے نمبر پر postings بھی اور ریکروٹمنٹ بھی۔

جناب چیئرمین! آپ دیکھیں کہ یہاں پر ری ایمپلائمنٹ کی بھی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہاں پر لوگ بے روزگار بیٹھے ہیں۔ دوسرے جتنی دیر آپ ملک میں economic parity نہیں لائیں گے تو یہی ہوتا رہے گا۔ اب آپ دیکھ لیں کہ آپ نے جمعہ بازار لگائے ہیں اور مجھے اس دن موقع نہیں ملا۔ آپ اگر اس کی essential eatable commodities دیکھ لیں، اگر sensitive price indicator دیکھ لیں، consumer price indicator دیکھ لیں یا whole-sale price indicator دیکھ لیں تو ان میں اتنی increase آ رہی ہیں کہ آپ کچھ بھی نہیں کر سکے ہیں اور میرے خیال میں
You will have to review this Police Order 2002 and have some check on them. There was a Home Secretary who was the Principal Accounting Officer

وہ کرتے تھے مگر اب یہ اتنے ہو گئے ہیں تو ان کو چیک ہی کوئی نہیں کرتا۔
You must have a proper plan for the Checks and balances, rule of Law, dignity

اس میں ہو اور گڈ گورننس کے لئے
You should not compromise on principles and justice should be across the board. Thank you very much.

جناب چیئرمین: راجہ محمد شفقت خان عباسی! آپ دو منٹ میں wind up کر لیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): شکریہ۔ جناب چیئرمین! بات یہ ہے کہ یہاں

پر بعض لوگوں نے 20/25 منٹ بات کی تو آپ نے انہیں interrupt نہیں کیا تو میں دو منٹ بات کیوں کروں؟

(ایوان میں آوازیں کہ راجہ صاحب! جلدی مکاؤ یا لکھی ہوئی لاء منسٹر صاحب نوں دے دیو)

جناب چیئرمین! میں بالکل مختصر بات کروں گا۔ رانا آفتاب صاحب اور ملک احمد صاحب نے جو باتیں کی ہیں انہی کو endorse کرتے ہوئے ہم پولیس آرڈر کا کوئی قومہ تبدیل نہیں کر سکتے۔ 6 شیڈول کی وجہ سے پنجاب اسمبلی یا کوئی بھی صوبائی اسمبلی اس میں ترمیم نہیں کر سکتی لیکن اگر اس میں کوئی اچھی بات ہے تو اس پر یہ عملدرآمد یقینی بنائیں اس لئے کہ پولیس کے خلاف بہت شکایات ہیں ناجائز مقدمے، ناجائز گرفتاریاں، غیر قانونی raid اور misconduct کے حوالے سے ان پر الزامات ہر جگہ لگتے ہیں۔

وزیر مواصلات و تعمیرات: ٹھیک ہے ان کو درست کر لیں گے آپ تشریف رکھیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! چودھری ظہیر بہت تکلیف میں ہیں یہ تکلیف میں اچھل بیٹھک کر رہے ہیں۔۔۔ پبلک سیفٹی کمیشن کے حوالے سے پولیس آرڈر میں جو میکانزم دیا گیا پولیس کمپلینٹ اتھارٹی کے حوالے سے، Criminal Justice Committee کے حوالے سے ان پر قطعاً عملدرآمد نہیں ہو رہا ہے اس لئے میری پہلی گزارش یہ ہے کہ وہ جو میکانزم دیا گیا ہے کہ اگر کوئی تشدد کرے گا تو اس کی سزا ایک سال رکھی ہے تو اس پر عملدرآمد کیا جانا چاہئے۔

جناب سپیکر! ہائی کورٹ اور سپریم کورٹ میں اگر سب سے زیادہ ریمارکس کسی ڈیپارٹمنٹ کے خلاف ہوتے ہیں تو وہ پولیس ہے۔ Ombudsman کے حوالے سے انہوں نے facts & figures بتائے کہ سب سے زیادہ شکایات پولیس کے خلاف آتی ہیں۔ پنجاب اسمبلی میں اگر سب سے زیادہ تحریک استحقاق یا تحریک التوائے کار آتی ہیں تو وہ بھی ہماری اعلیٰ شان پولیس کے خلاف آتی ہیں اس لئے ضروری بات یہ ہے کہ انہیں پنجاب پولیس کو احترام آدمیت سکھانا چاہئے جب تک پولیس کو احترام آدمیت نہیں آئے گا۔

'P' for Police, 'O' for Obedient, 'L' for Loyalty'1'
for Intelligent, 'C' for Civilizes 'E' for Efficiency

یہ تمام چیزیں ہماری پنجاب پولیس میں نہیں ہیں۔

جناب سپیکر! میں زیادہ بات نہیں کرتا میں نے ایک دفعہ پہلے بھی عرض کی تھی راجہ بشارت صاحب سے بھی گزارش کی تھی اور آئی جی صاحب سے بھی بات کی تھی۔ یہ چار لائنیں جو ایک Resolution پاس ہوا جو ڈسٹرکٹ اسمبلی راولپنڈی کے دو ناظمین نے پاس کیا۔ ناظمین نے ڈی پی او کوٹلی ستیاں کے خلاف Resolution پاس کیا جس پر ضلعی اسمبلی ڈی پی او کو بلایا جس میں جبار ستی، جاوید ستی، نصرت سراج جو ضلع کونسل کے ممبر ہیں انہوں نے ضلعی اسمبلی کے پوائنٹ آف آرڈر پر کہا کہ ہم دہشت گردی کے مقدمات کی مذمت کرتے ہیں۔ ضلع راولپنڈی کے ناظمین، نائب ناظمین اور منتخب ممبران کے ساتھ جو سلوک پولیس کی طرف سے ہو رہا ہے وہ قابل مذمت ہے۔

جناب چیئرمین: اجلاس کا وقت دس منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): تمام ناظمین نے ایک مشترکہ تحریک پیش کرتے ہوئے کہا کہ ڈی ایس پی رزاق جنجوعہ نے۔۔۔

جناب چیئرمین: آپ یہ دے دیں آپ جو کہیں گے وہ راجہ صاحب کروا دیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! میں اس پر ختم کرتا ہوں۔ ضلع کونسل میں ڈی ایس پی کوٹلی ستیاں نے اپنے ٹاؤٹوں کے ذریعے اپنی سلطنت بنائی ہوئی ہے وہاں جھوٹی ایف آئی آر درج کروائی جاتی ہے انکوائری پر شریف شہریوں اور منتخب ممبران کو بے عزت کیا جاتا ہے لہذا ڈی ایس پی کو تبدیل کیا جائے۔ یہ ضلع کونسل کی Resolution پر کل ناظم جبار ستی کو وہاں بلایا گیا انہیں کہا گیا کہ آپ اپنی یہ Resolution واپس لیں ورنہ ہم آپ کے خلاف جھوٹے مقدمے درج کریں گے۔ 302 کے کیس میں ایک ناظم کو کل بھی ملوث کیا تھا ایک دوسرے ناظم جاوید ستی جس کو تنگ کیا جا رہا ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: انشاء اللہ تعالیٰ ستی صاحب کو راجہ صاحب تنگ نہیں ہونے دیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میں آپ کے حوالے سے اس لئے کہ وہاں کا جو ڈی آئی جی ہے وہ اس ڈی ایس پی کے آگے بے بس ہے وہ کچھ نہیں کر سکتا میں نے پہلے

بھی اسمبلی میں معاملہ اٹھایا تھا وہ ایک بہت بڑا واقعہ ہوا تھا۔۔۔

جناب چیئرمین: اس چیئر کی طرف سے میں وعدہ کرتا ہوں کہ ان بندوں کو کچھ نہیں کہا جائے گا۔ چیئر کی طرف سے وعدہ ہو گیا آپ تشریف رکھیں ہم ایکشن لیں گے۔ شفقت عباسی صاحب! آپ بات سنیں پھر بھی اجلاس آنا ہے اگر ان کے خلاف کچھ ہو گا تو اس کو انشاء اللہ تعالیٰ ہاؤس میں رکھ دیں گے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئرمین! میری بہت ہی مودبانہ گزارش ہے میں نے اس ڈی ایس پی کی شکل تک نہیں دیکھی اس کے خلاف یونین کونسل سے لے کر تحصیل کونسل اور ضلع کونسل اگر وہ اچھا ہے تو راجہ بشارت صاحب اس کو اپنے پاس بلالیں آئی جی صاحب اس کو اپنے پاس بلالیں۔

جناب چیئرمین: شفقت عباسی صاحب! آپ تشریف رکھیں یہ چیئر کا وعدہ ہے۔ بی بی! آپ صرف ایک منٹ کے لئے بات کر لیں۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب سپیکر! آخری بات یہ ہے کہ میرے اپنے گھر میں چوری ہوئی میرے اپنے گھر میں چالیس لاکھ سے زیادہ چوری کر کے چور چلے گئے یہ ایف آئی آر نمبر 621 شادمان تھانے کی ہے۔ میں آئی جی صاحب کے نوٹس میں بھی لایا آج اڑھائی مہینے ہو گئے اس ڈکیتی کا کوئی سراغ نہ مل سکا تو میں کیا مانوں کہ کسی اور عام شہری کو کوئی تحفظ مل سکتا ہے۔ اس لئے ضروری یہی بات ہے کہ پولیس کا۔۔۔

جناب چیئرمین: چوری برآمد ہو گی انشاء اللہ آپ تشریف رکھیں۔ جی، بی بی عابدہ! آپ نے جو حکم دینا ہے وہ سنا دیں ہاؤس میں آپ کا حکم چلتا ہے۔ بی بی جلدی کریں۔

محترمہ عابدہ جاوید: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں ہمیشہ کی طرح آج بھی یہی بات کرنا چاہتی ہوں کہ جرائم کم کیوں نہیں ہوتے یا ختم کیوں نہیں ہوتے۔ اس کی ذمہ داری کس پر ہے اختیارات کس کے پاس ہیں اور کس پر اثر ورسوخ ناجائز ڈالا جاتا ہے؟ میں معاشروں کی بات کرتے ہوئے پوری دنیا کی بھی بات کرتی ہوں۔ امن وامان، انصاف، ظلم زیادتی ان سب کا ایک دوسرے سے لنک ہے اگر ہم انصاف چاہتے ہیں تو امن وامان آئے گا امن وامان چاہتے ہیں تو ہماری معیشت مستحکم ہو گی یہ اصل بات ہے۔ ہمیں مشکلات کیوں ہیں؟ اس لئے کہ ناانصافی ہوتی ہے، ہم آنکھیں بند کرتے ہیں تو

ظلم ہوتا ہے، ہم آنکھیں بند کرتے ہیں تو ناانصافی ہوتی ہے۔ ہم دوسرے لوگوں کو اس طرح pressurize کرتے ہیں جو پولیس والے سچے دل سے کام کرنا چاہتے ہیں ان پر اثر و رسوخ ڈالا جاتا ہے کہ ایسا نہ کیا جائے یہ سب کھڑے ہو جاتے ہیں۔ میں کہتی ہوں کہ آپ اپنے فرائض منصبی اگر دیانتداری سے نبھائیں اور آپ کسی کی بات نہ سنیں، آپ کسی کے لئے کھڑے نہ ہوں آپ اللہ سے ڈریں آپ کا رب آپ کو دیکھ رہا ہے وہ سمیع البصیر ہے، وہ علیم ہے اگر آپ عوام کو انصاف میسر نہیں کریں گے اور انصاف فراہم نہیں کریں گے تو معاشرے میں بدامنی بھی ہو گی، ناانصافی بھی بڑھے گی، جرائم بھی ہوں گے اور پھر ہوتے ہوتے وہ ہو گا جیسے ٹاؤن شپ میں جو گیٹ لگے ہوئے ہیں وہ ناانصافی کے بل بوتے پر لگے ہوئے ہیں اس کی سرپرستی کون کرتا ہے؟ اگر 9 بندے جھوٹ پر ایک سائیڈ پر ہو جائیں اور سچا بندہ اگر ایک ہی ہے تو آپ بتائیں کہ انصاف کا تقاضا کیا ہے؟ کیا جھوٹ سچا ہو جائے گا، کیا جھوٹ کے بل بوتے پر آپ انصاف کریں گے؟ سچائی سچائی ہے، حق حق ہے، سچ سچ ہے، اچھائی اچھائی ہے اسی لئے حاکم وقت کو اس کا رب حکم دیتا ہے کہ جب آپ کو اقتدار ملے تو اچھائی پھلائیں اور برائی کو روکیں تاکہ امن و امان قائم ہو اور وہاں پر لوگ سکون سے رہ سکیں۔ قائداعظم نے کس لئے پاکستان حاصل کر کے ہمیں دیا وہ جستجو کیا تھیں، وہ struggle کیا تھی وہ قربانیاں کیا تھیں؟ اس کے background پر جو پاکستان کا حصول تھا وہ کیا تھا؟ تاکہ یہ ملک حاصل ہو اور لوگ وہاں امن کے ساتھ رہ سکیں، سکون کے ساتھ رہ سکیں ان کے ساتھ وہ ناانصافیاں نہ ہوں جو انصافیاں ہندوستان میں ہو رہی تھیں۔۔۔

جناب چیئرمین: بی بی! thank you جی، راجہ بشارت صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: شکریہ۔ جناب چیئرمین! میں سب سے پہلے آپ کے توسط سے سارے بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جنہوں نے لاء اینڈ آرڈر پر تجاویز دیں۔ ان کا شکریہ اور جنہوں نے نہیں دیں ان کا بھی شکریہ

شیخ اعجاز احمد: جیڑے چلے گئے نے؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اوناں دا شکریہ کہ چلو او وقت تے گزار گئے ناں۔ بات کر کے چلے گئے اب میں ان کا کیا جواب دوں۔ یہاں میرے بھائی قاسم ضیاء صاحب بات کر کے گئے murder cases کی کہ ایک ضلع میں سالانہ ایک ہزار murders ہوتے ہیں تو میں آپ کے توسط سے ان تک یہ بات پہنچانا چاہتا ہوں اور چیلنج کرتا ہوں کہ وہ میرے ساتھ بیٹھیں میں ان کو

تمام figures دوں گا لیکن خدارا! on the floor of the House اس طرح غیر ذمہ دارانہ بات کرکے چلے جانا کہ ضلع میں سالانہ ایک ہزار murders ہو رہے ہیں قطعی طور پر، یہ نہ صرف آج کی بات ہے کبھی بھی یہ نہیں ہوا اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑا سا اجتناب کرنا چاہئے۔ پھر کہا کہ ہم پولیس کو الیکشن میں استعمال کرتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اگر ان کو سچی بات کی جائے تو پھر ان کو تکلیف ہوتی ہے۔ ابھی حال ہی میں لاہور میں ہمارا ضمنی الیکشن ہوا اسمبلی کا اجلاس شروع تھا الیکشن میں ان کو یعنی اپوزیشن کو متفقہ امیدوار کو شکست ہوئی۔ آپ اسمبلی کا ریکارڈ اٹھا کر دیکھ لیں اور یہ حلفاً کہہ دیں کہ کسی شخص نے اسمبلی میں آکر نکتہ اعتراض پر یہ کہا ہو کہ حکومت نے دھاندلی کی ہے۔ انہوں نے حقائق کو تسلیم کیا، نتائج کو تسلیم کیا اور پھر کہتے ہیں کہ دھاندلی ہوئی۔ (نعرہ ہائے تحسین)

ریکارڈ شاہد ہے کہ کسی شخص نے پوائنٹ آف آرڈر پر یہ کہا ہو میں حلفاً کہتا ہوں اس لئے نہیں کہا کہ آپ نے حقائق کو اور نتائج کو تسلیم کیا اس کے لئے میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔

شیخ اعجاز احمد: پوائنٹ آف آرڈر۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: پوائنٹ آف آرڈر۔ کیا میں یہ غلط بات کہہ رہا ہوں؟

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! یہ جو راجہ صاحب نے بات فرمائی ہے کہ کسی ایک شخص نے بھی نہیں کہا۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں کہا۔۔۔

شیخ اعجاز احمد: پی پی۔197 کے جو الیکشن ہوئے ہیں اس میں انہوں نے کچھ نہیں کہا میں ان کی بات on the floor of the House negate کرتا ہوں۔ اس حد تک تو یہ ٹھیک ہے کہ ہم نے یہاں پر نہیں کہا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: اس لئے نہیں کہا کہ یہ حقیقت تھی اس لئے نہیں کہا کہ یہ حقیقت تھی۔۔۔

جناب چیئرمین: شیخ اعجاز صاحب! وہ بات ہاؤس کی کر رہے ہیں۔

شیخ اعجاز احمد: جناب چیئرمین! اس الیکشن میں ہمارے وہاں پر جو امیدوار رانا تجمل صاحب تھے اور

دیگر ہمارے جو وہاں پرcampaign چلاتے تھے انہوں نے پریس کانفرنسیں کیں، انھوں نے کہا کہ 10پولنگ سٹیشنز جعلی بنائے گئے۔۔۔

جناب چیئر مین: بات سنیں۔ کیا آپ نے ہاؤس میںpoint out کیا؟

وزیر قانون و پارلیمانی امور: نہیں کیا۔ نہیں کیا۔ باہر جو مرضی چیخ و پکار کرتے رہیں۔ میں دوسری بات یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہاں پر میرٹ کے حوالے سے لیڈر آف دی اپوزیشن نے بات کی۔ (قطع کلامیاں)

شیخ اعجاز احمد: ہم نے ہاؤس میں اس لئے بات نہیں کی کہ وہاں پر دھاندلی کی گئی۔

جناب چیئر مین: تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! ان کا یہی رویہ ہے کہ جب کوئی بات ان کے حق میں ہو جاتی ہے تو وہ درست ہوتی ہے۔ اگر ان کے خلاف ہو تو عدلیہ بھی گنہگار، انتظامیہ بھی گنہگار اور حکومت بھی گنہگار، میں سمجھتا ہوں کہ تھوڑا سا خود انہیں اپنے اندر احساس کرنا چاہئے۔ آگے ایک اور بات کروں گا تو آپ کو اور تکلیف ہو گی لیکن جو بھرتی کی بات کی گئی تو میں نے on the floor of the House کہا تھا کہ بھرتی میرٹ پر ہوئی ہے۔ کسی ایم پی اے کو کوئی کوٹا نہیں ملا تھا۔ یہ علیحدہ بات ہے کہ اس کو جس رنگ میں مرضی لیں۔ محترمہ فرزانہ راجہ بات کر کے چلی گئیں کہ ڈی پی او اوکاڑہ کو انہوں نے ٹرانسفر کر دیا۔ ہم نے نہیں ٹرانسفر کیا۔ حقائق پتا نہیں ہوتے، اخبار کی خبر پر بات کرتی ہیں، کبھی "ڈان" کے حوالے سے اور کبھی کسی اخبار کے حوالے سے بات کرتی ہیں۔

جناب چیئر مین: اجلاس کا وقت مزید پانچ منٹ کے لئے بڑھایا جاتا ہے۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! ڈی پی او کو فیڈرل گورنمنٹ نے پنجاب سے withdraw کیا ہے اس میں حکومت پنجاب کا کیا قصور ہے؟ فیڈرل گورنمنٹ نے withdraw کیا، ہم نے اس کو relieve کر دیا تو حقائق کو خراب کر کے اس طرح اسمبلی میں پیش کرنا مناسب نہیں۔

جناب چیئر مین! ارشد بگو صاحب نے بات کی۔ انھوں نے کہا کہ نوکریاں حکومت کسی کو نہیں دے رہی۔ میرے بھائی یہ موجودہ حکومت ہی ہے کہ جس نے نوکریوں پر سے پابندی اٹھائی

ہے۔اس سے پہلے جتنی حکومتیں رہیں،آٹھ سال سے اس صوبے کا بیڑہ غرق کر دیا تمام محکمہ جات کا جن میں کہیں بھی کوئی بھرتی نہیں تھی۔اسی موجودہ حکومت نے آکر نوکریوں پر سے پابندی اٹھائی ہے لیکن حقائق سے ہٹ کر بات کرکے پھر وہ بھی چلے گئے۔انھوں نے چھوٹےweaponپر پابندی کے حوالے سے ایک اچھی بات کی،ہوم سیکرٹری صاحب موجود ہیں،انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس پر غور کریں گے اور دیکھیں گے کہ کس طرح ایسا ہو سکتا ہے۔انھوں نےconvictionکے حوالے سے بات کی کہ conviction rateکو بہتر بنانے کے لئے اقدامات کئے جائیں،اچھی تجویز تھی،اس پر بھی انشاء اللہ تعالیٰ بات کریں گے۔

جناب چیئرمین!سمیع اللہ صاحب نے رٹ آف دی گورنمنٹ کی بات کی کہ رٹ آف دی گورنمنٹ جلوس نکالنے والوں پر توimplement ہو جاتی ہے لیکن چوروں اور ڈاکوؤں پر نہیں ہوتی تو یہ ان کا اعتراف تھا کہ اگر کوئی پارلیمنٹیرین ہو،کوئی سیاسی کارکن ہو،کوئی سیاسی لیڈر ہو،جو قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش کرے گا،رٹ آف دی گورنمنٹprevailکرے گی جس کو انھوں نے مانا ہے۔اگر چوروں اور ڈاکوؤں سے پوچھیں گے تو وہ بھی اس بات کو تسلیم کریں گے کہ رٹ آف دی گورنمنٹprevailکرتی ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ انھوں نے یہ ایک بہتر بات کی۔

جناب چیئرمین!احمد خان صاحب نے سیکشن14کیinvestigationکی بات کی۔ دیگر دوستوں نے بھیinvestigationکے حوالے سے بات کی تو میں آپ کو یہ یقین دلاتا ہوں کہ اس سلسلے میں پہلے ہی چیف منسٹر صاحب ایک کمیٹی قائم کر چکے ہیں اور جس کمیٹی کو تین مہینے کا ٹائم دیا گیا ہے کہ ہمارا جو انوسٹی گیشن ڈیپارٹمنٹ ہے اس کو فعال بنانے کے لئے تجاویز مرتب کی جائیں۔ میں یقین دلاتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ رانا آفتاب صاحب سے بھی،ارشد بگو صاحب سے بھی،ملک احمد خان صاحب سے بھی جتنے دوستوں نے بھیinvestigationکے حوالے سے بات کی ہے ان سےinputلیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ ہم کوشش کریں گے کہ اس کو بہتر کرنے کے لئے ان کی تجاویز کو بھی شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین!آخری بات جو میں کرنا چاہتا تھا کہ یہاں سب سے زیادہ زور اس بات پر دیا گیا کہ معاشی عدم استحکام،معاشی عدم استحکام،ہماری بہن نے بات کی۔۔۔

سید احسان اللہ وقاص: جناب چیئر مین! میں معزز وزیر قانون سے درخواست کروں گا کہ وہ سٹریٹ کرائمز کے بارے میں بھی حکومت کو بتائیں کہ یہ جو بڑھتے ہوئے سٹریٹ کرائمز ہیں ان کو روکنے کے لئے انھوں نے کیا لائحہ عمل اختیار کیا ہے؟

جناب چیئر مین: جی، راجہ صاحب!

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں جو پہلے بات کر رہا تھا کہ معاشی استحکام کے حوالے سے یہ بات ہوئی کہ معاشی عدم استحکام ہے اور میری بہن نے بڑے پرزور الفاظ میں یہ کہا تھا کہ ہم root cause ڈھونڈیں کہ معاشی عدم استحکام کی وجوہات کیا ہیں؟ یہ کوئی ہماری حکومت کا تو نہیں ہے۔ ہمیں دیکھنا یہ ہے کہ سابقہ حکومتوں نے کیا اقدامات کئے؟ انھوں نے باہر بیٹھی قیادت کی بات کی تھی۔ میں کسی پر تنقید نہیں کرنا چاہتا۔ as a layman میں آپ سے بھی گزارش کروں گا اور اپنے ادھر بیٹھے ہوئے بھائیوں سے بھی گزارش کروں گا کہ as a layman کبھی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر بھی یہ سوچیں کہ جو ہماری قیادت باہر بیٹھی ہوئی ہے، آج لاکھوں نہیں بلکہ کروڑوں روپے ماہانہ ان کا خرچہ ہے، کیا اس قیادت نے اپنی انکم کے گوشوارے جو دیئے ہیں ان کے اخراجات اور ان کی جو آمدن ہے وہ correspond کرتی ہے؟ اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی ذات کو حاضر ناظر جان کر پوچھیں کہ وہ correspond کرتی ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): جناب چیئر مین! میں عرض کروں گا۔۔۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری پوری بات سن لیں، پھر آپ جواب دے لیں۔

جناب چیئر مین: بات سن لیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: میری بات سن لیں۔ آپ کی قیادت کے پاس تو بہت کچھ ہے۔ اس کی ایک علیحدہ سٹوری ہے۔

راجہ محمد شفقت خان عباسی (ایڈووکیٹ): پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئر مین: عباسی صاحب! میں نے کسی کو پوائنٹ آف آرڈر allowed نہیں کیا جو بنتا نہیں تھا۔ آپ تشریف رکھیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئر مین! میں عرض یہ کرنا چاہتا ہوں کہ ایک وقت آئے گا یہ میرے سارے بھائی نااہل قرار دیئے جائیں گے۔ میں آج آپ کے سامنے یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

یہ نااہل قرار دیئے جائیں گے۔ان کو بھی اب لندن میں اجلاسوں کے لئے بلایا جارہا ہے اور پارٹیوں کے اجلاس لندن میں منعقد کئے جا رہے ہیں۔آپ کو اپنی Income Tax Returns میں لکھنا پڑے گا کہ آپ کے فارن ٹرپس کہاں کہاں تھے، کتنے تھے اور کب کب گئے تھے؟ آمدن اور خرچ کو دینا پڑے گا۔اگر انکم ٹیکس چوری کرتے ہیں تو وہ دینی پڑے گی، نہیں تو وہ آپ سب کو نااہل کروانے کے درپہ ہیں اس لئے عدم استحکام معیشت میں اسی طرح آیا ہے کہ لوگوں کا پیسا لوٹ کر ہم باہر بیٹھ جائیں اور پھر غریبوں کی بات کریں۔ میری دونوں بہنیں وہاں سے جا چکی ہیں۔ میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا تھا کہ ان کے گھروں کے باہر جو کچی آبادیوں میں غریب رہتے ہیں، کیا وہ افطاری روزان کو بھیجتی ہیں؟ غریب کی بات کرنا بہت آسان ہوتا ہے لیکن غریب کے ساتھ عملی طور پر ہاتھ اس کی طرف بڑھانا اور اس کے ساتھ ایک بہتر رویہ اختیار کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اگر آپ کی حکومتیں غریبوں کا خیال رکھتیں تو دس سال نوکریوں پر پابندی نہ ہوتی، جن کی آج دو ہزار روپیہ تنخواہ ہم بڑھا رہے ہیں ان کی دو ہزار روپیہ تنخواہ بڑھانے کا فیصلہ آپ کر چکے ہوتے لیکن بات کرنا بہت آسان ہوتا ہے۔ میں صرف اتنی عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بار بار یہ کہا گیا کہ راجہ بشارت نے یہ کہا، یہ تسلیم کر لیا، ہم نے تسلیم صرف یہ کیا ہے کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق دے کہ ہم اس سے مزید بہتر کر سکیں۔ ہم بہتری کی طرف جا رہے ہیں اور انشاء اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ تعالیٰ، انشاء اللہ ہم بہتری کا جو گول ہے اس کو achieved کریں گے اور جو ہمارے چیف منسٹر کا vision ہے انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس کے حصول میں کامیاب ہوں گے۔ بہت بہت شکریہ (نعرہ ہائے تحسین)

جناب چیئرمین: بہت شکریہ۔ اجلاس ختم کرنے سے پہلے میں یہ کہوں گا کہ راجہ صاحب آپ اور وزیر تعلیم بیٹھے ہیں، انیس ہزار محکمہ تعلیم کی بھرتیاں ایک سال سے pending چلی آ رہی ہیں۔

وزیر قانون و پارلیمانی امور: جناب چیئرمین! وہ فیز پروگرام کے تحت کر رہے ہیں۔ تعمیل ہو گی۔

جناب چیئرمین: اس کے ساتھ ہی اب میں یہ آرڈر پڑھوں گا کہ:

اجلاس کے اختتام کا اعلامیہ

No.PAP-Legis-1(110)/2006/868. Dated 16th October, 2006. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:

In exercise of the powers conferred on me under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, **I, Lt. Gen. (Retd) Khalid Maqbool,** Governor of the Punjab hereby prorogue the Assembly w.e.f. October 16, 2006 on the conclusion of sitting on that day.

Dated Lahore, the
12th October, 2006

LT. GEN. (RETD) KHALID MAQBOOL
GOVERNOR OF THE PUNJAB"